فیوض الرحمٰن

اُردو ترجمہ

تفسیر روح البیان

شیخ القرآن والحدیث فیض ملت حضرت علامہ مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ بہاول پور

فیوض الرحمن

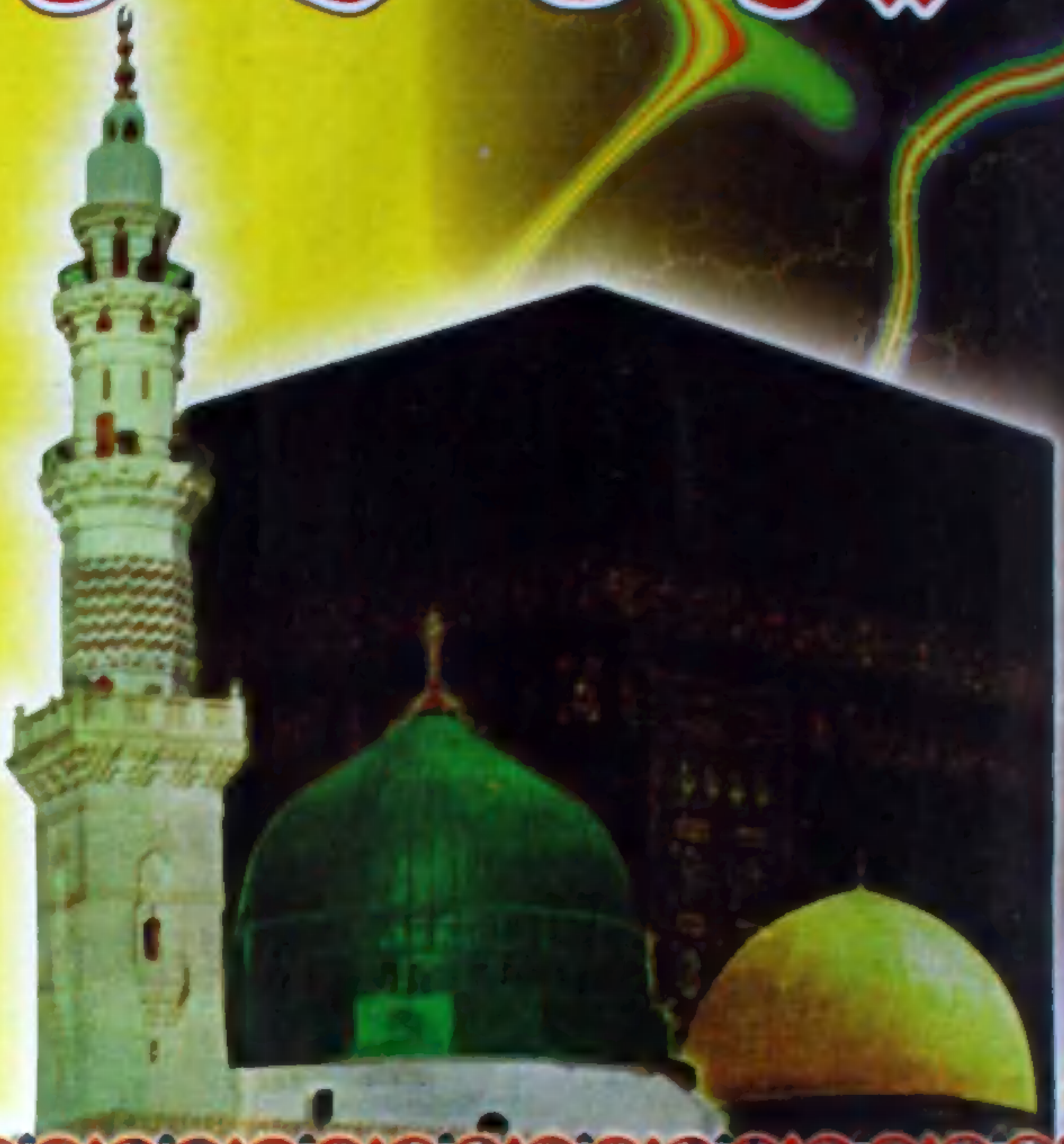

فیض ملت محدث وقت شیخ القرآن والحدیث
مترجم
حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

فیوض الرحمٰن

اردو ترجمہ

تفسیر روح البیان

پارہ نمبر 28 27

مصنف

سراج العلماء زبدۃ الفضلاء حضرت مولانا شیخ اسماعیل حقی قدس سرہ

مترجم

شیخ القرآن و الحدیث فیض ملت حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

marfat.com

نام کتاب فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ

تفسیر روح البیان پارہ 28-27

مصنف حضرت علامہ الشیخ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ

مترجم حضرت شیخ القرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

مصحح الحاج چوہدری مشتاق محمد خان لاہور

سن طباعت 1994

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

باہتمام صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی

marfat.ocm

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ○
ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾
کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لیے نشان
فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ
کیے رکھے ہیں تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لیے تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر
مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾
مسلمان پایا اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی ان کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں
وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ
اور موسیٰ میں جب ہم نے اسے روشن سند لے کر فرعون کے پاس بھیجا تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا
وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ
اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے آپ کو ملامت
مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ
کر رہا تھا اور عاد میں جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی
عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾
چیز کی طرح کر چھوڑتی اور ثمود میں جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو
فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا
تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا تو وہ نہ کھڑے ہو سکے
مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا
اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بیشک وہ
فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ ع ٢
فاسق لوگ تھے اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا اور بیشک ہم وسعت دینے والے ہیں اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی
الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ
اچھے بچھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے کہ تم دھیان کرو تو اللہ کی طرف بھاگو بیشک

marfat.com

اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ
میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈر سنانیوالا ہوں اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے
نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۱﴾ کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ
لیے صریح ڈر سنانیوالا ہوں یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا
اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ
دیوانہ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں تو اے محبوب تم ان سے منہ پھیر لو تو تم پر کچھ
بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
الزام نہیں اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لیے
اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ
بنائے کہ میری بندگی کریں میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں بیشک
اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ
اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے تو بیشک ان ظالموں کیلئے عذاب کی ایک باری ہے جیسے ان کے
اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ
ساتھ والوں کے لیے ایک باری تھی تو مجھ سے جلدی نہ کریں تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ
یُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۳ ع ۱۴ ۲
دیئے جاتے ہیں

تفسیر عالمانہ قال جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ فرشتے ہیں کسی دوسرے کام کے لئے بھیجے گئے ہیں ان سے فرمایا فَمَا خَطْبُکُمْ تم کون سے بہت بڑے عظیم الشان کام کے لئے بھیجے گئے ہو سوائے خوشخبری کے اس لئے کہ الخطب اکثر ہر اس کام کے لئے ہوتا ہے جو محاورہ میں عظیم الشان ہو بہت تھوڑا ایسا ہوا ہے کہ شدائد و تکالیف میں مستعمل ہوا ہے مثلاً کہا جاتا ہے خطوب الزمان وغیرہ (زمانہ کے حادثات)) اور فاء تعصب کی ہے اس پر متفرع ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ ملائکہ کرام ہیں۔

ایھا المرسلون اے بھیجے ہوئے فرشتو! قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ۔ ہم مجرم لوگوں کی طرف بھیجے گئے وہ لوگ جو جرائم و معاصی میں سرکش اور ان پر اصرار کرتے ہیں۔ ان سے لوط علیہ السلام کی قوم

مراد ہے۔ فتح الرحمن میں ہے وہ جرائم کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور جرائم معاصی و ماثم سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ تاکہ ہم ان پر پھینکیں بعد اس کے کہ ان کی بستیاں الٹ دیں۔ اور انہیں تہ بالا کریں جیسا کہ دوسری سورتوں میں تفصیل آئی ہے۔ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ گارے کے ڈھیلے جو آگ پر پکائے جائیں اور ان پر ہر ایک مجرم کا نام لکھا ہوا تھا اگر من طین کی قید نہ لگائی جاتی تو وہم ہو تاکہ وہ برف والے ڈھیلے اٹھا کر لائے تھے جیسا کہ لو سلنا کے قرینہ سے سمجھا جا رہا تھا کہ آسمان سے لائے تو وہی ہوں گے اس کا ازالہ فرمایا کہ وہ آگ سے پکائے ہوئے ڈھیلے تھے (مُّسَوَّمَةً) نشان والے۔

حل لغات سومت الماشیۃ سے ہے بمعنی میں نے اسے چھوڑا تاکہ گھاس چرے اس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے اس لئے من جاء یہاں محذوف ماننا پڑے گا۔ اسے مِنْ عِنْدَ رَبِّكَ یا وہ عذاب کے لئے نشان والے تھے۔ اس وقت انہیں اسومتہ سے ماننا ہو گا۔ بمعنی المعلمہ یعنی ان پر سفید یا سرخ نشان تھا یا سیماء سے تاکہ وہ زمین کے ڈھیلوں سے ممتاز محسوس ہوں یا مسومہ بمعنی ہر ڈھیلے پر اس کا نام لکھا ہوا تھا جس کے لئے وہ چھوڑا گیا تھا تاکہ وہ ہلاک و تباہ ہو جس پر اس کا نام تھا۔

عند ربک تیرے رب تعالیٰ کی طرف سے یعنی اس کے خزانوں سے جن میں اس کے سوا اور کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔

لِلْمُسْرِفِيْنَ حد سے بڑھنے والوں کے لئے' فجور ہیں جبکہ انہوں نے اپنی عورتوں سے جماع پر اکتفاء نہ کیا جو ان کے لئے مباح کی گئیں اور وہ لڑکوں سے لواطت کے مرتکب ہوئے۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسرفین کا مشرکین بتایا ہے کیونکہ تمام گناہوں سے حد متجاوز اور بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔

فَاَخْرَجْنَا تو ہم نے نکالا۔ فاء فصیحہ ہے جو محذوف کو ظاہر کرتی ہے گویا کہا گیا ہے تباشروا یا امرو لبہ فاخرجنا انہوں نے اس پر عمل کیا جس کے لئے انہیں حکم تھا تو ہم نے نکالا اپنے حکم سے فاسر باھلک الخ (رات کو اپنے اہل کو لے جائیے) اس معنی پر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینا ہے جبرئیل علیہ السلام کا قول نہیں۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ اٹھنے والی

marfat.com

بستیوں پر عذاب کرنے آئے ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کریں گے تو آپ کو اپنے برادر زادہ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم آیا اور سوچا کہ ان پر ایسے عذاب میں کیا گزرے گی۔ تو ملائکہ کرام نے فرمایا فکر نہ کیجئے لوط علیہ السلام اور ان کی صاحبزادیاں عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اور فاخرجنا کا یہی مطلب ہے من کان فیھا وہ جو اس میں ہیں یعنی قوم لوط میں جو ہیں وہ پانچ تھے جیسا کہ تفسیر الکاشفی میں ہے ان کا ذکر نہ کرنا ان کی شہرت کی وجہ سے ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنین میں سے جو حضرت لوط علیہ السلام پر ایمان لائے۔ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ تو نہ پایا ہم نے اس بستی میں سوائے اہل بیت کے مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اسلام لانے والوں میں سے وہ یہ تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دو صاحبزادیاں لیکن آپ کی زوجہ وہ کافرہ تھی اسی طرف حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے اشارہ فرمایا۔

باید ان یار گشت ہمسر لوط — خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند — پے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ (۱) حضرت لوط علیہ السلام کی ہمسر (زوجہ) بروں کے ساتھ رہی تو خاندان نبوت سے اس کا نام ختم ہو گیا۔
(۲) اصحاب کہف کے کتا نے چند روز نیکوں کے قدم پکڑے تو آدمی بن گیا۔

فائدہ بعض نے کہا حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت میں سے جنہوں نے نجات پائی وہ کل تیرہ تھے۔ بعض کہتے ہیں قوم لوط میں سے صرف ایک فرد ایمان لایا تھا آپ نے انہیں بیس سال تبلیغ فرمائی۔

انبیاء علیہم السلام کے امتیوں کی گنتی علماء فرماتے ہیں کہ قیامت میں بعض انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی امت آئے گی بعض کے ساتھ ان کی قوم، بعض کے ساتھ ان قبیلہ ہو گا۔ بعض کے ساتھ اس کا بیٹا اور صرف ایک فرد اور ہو گا اور بعض وہ ہوں گے جن کی کسی نے بھی تابعداری نہ کی ہو گی۔ اور ان کی دعوت کو کسی نے قبول تک نہ کیا۔ یہ اس وقت ہو گا جہاں کی حاضری سخت اور تاریکی پھیلی ہو گی۔ یعنی قیامت کے دن۔

مسئلہ آیت میں اشارہ ہے مومن و مسلم صدقاً وذاتاً متحد ہیں لیکن مفہوماً متحد نہیں کیونکہ مسلم مومن سے عام ہے۔ ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم مومن نہیں۔

فائدہ کبھی عام و خاص ایک مادہ میں متحد ہو جاتے ہیں۔

marfat.ocm

فائدہ بعض نے کہا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے لیکن حکم مخبر پر یقین کرنا اور قبول کرنا اور مخبر کو سچا ماننا اور اسلام خضوع و انقیاد کا نام ہے یعنی احکام کو قبول کرنا اور ان پر یقین کرنا یہی تصدیق کی حقیقت ہے جیسے اس سے مخفی نہیں جسے کوئی عقل و نائل ہے اور اس کا انکار مکابرہ ہے۔

وَتَرَكْنَا فِيهَا اور اس بستی میں ہم نے نہ چھوڑی **آیتہ** کوئی علامت جو ان پر پتھروں سے پہنچے ہوئے عذاب پر دلالت کرتی ہے یا ان کا وہ سیاہ پانی بدبودار جو ان کی زمین سے نکلا۔

لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ان لوگوں کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ یعنی ان کا حال یہ ہے کہ وہ عذاب سے ڈرتے ہیں بوجہ ان کی سلامتی فطرت اور رقت قلبی کے نہ ان کے ماسوا وہ لوگ جن کے دل سخت ہیں وہ تو اسے کچھ نہیں سمجھتے جیسا کہ ہم نے بہت سے حجاج کو دیکھا کہ جب وہ حضرت صالح علیہ السلام کے شہروں سے گزرتے ہیں تو پرواہ تک نہیں کرتے حالانکہ حضور نبی پاک ﷺ جب ایسے مقامات سے گزرتے تو گریہ فرماتے اور سر مبارک کو جھکا کر چلتے اور دوسروں کو بھی رونے کا حکم فرماتے اور فرماتے رونا نہیں آتا تو رونے والی صورت بنا کر یہاں سے گزرو۔

فائدہ آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت کا مالک ہے کہ وہ دین کے مددگاروں کی مدد کرتا ہے اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لیتا ہے اگرچہ دیر سے۔

حب درویشاں آیت میں دلیل ہے کہ وہ باب نجات اور حشر مع اہل الفلاح و اہل الرشاد کا دارومدار اللہ والوں سے محبت اور حسن اتباع میں ہے لیکن وہ ان سے معنوی اتصال سے نصیب ہوتا ہے نہ کہ ظاہری نشست و برخاست سے ورنہ نوح و لوط علیہما السلام کی ازواج نجات پا جاتیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ادخلا النار مع الداخلین (تم دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ)

سبق عاقل پر لازم ہے کہ کامل کی اتباع کرے اور اہل فساد و اہل قصور سے دور رہے۔ بالخصوص فسادی عورتوں سے کہ وہ ناقصات العقل والدین اور ناقصات الشہادت والمیراث ہیں ان میں بہت سی ایسی ہیں کہ جن پر نفسانیت و شیطانیت کا غلبہ ہوتا ہے بالخصوص ایک فسادی عورت دوسری کے ساتھ ملے تو فساد میں اضافہ کرتی ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ قوم مجرم اور مسرف وہ نفس اور اس کی صفات ذمیمہ ہیں۔ اذکار و

marfat.com

ریاضات نفس اور اس کے اوصاف کو تباہ کر سکتے ہیں اور شخص انسانی کے شہر میں مسلمان صرف قلب سلیم اور اس کے اوصاف حمیدہ ہیں یہی ہلاکت سے سالم رہتے ہیں۔ جب نفس اور اس کے صفات ذمیمہ مٹ جاتے ہیں تو نفس کا تزکیہ اور اس کے اخلاق کی تہذیب دلیل بنتی ہے اور وہ لوگ جو عذاب دردناک سے ڈرتے ہیں ان کو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ذَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا کی وعید سے عبرت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ تزکیہ اگرچہ اس کا حصول خارجی اسباب وسائط سے ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ بھی فضل الٰہی پر منحصر ہے ورنہ ہر ایک کو حاصل ہوتا جو اسباب پر عمل کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں سے بنائے جن کے نفوس مطمئنہ راضیہ مرضیہ ہیں (آمین)

تفسیر عالمانہ وَفِيْ مُوْسٰى اور موسیٰ علیہ السلام میں۔ اس کا عطف وَفِي الْاَرْضِ آيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ پر ہے۔ اس معنی پر ابراہیم و لوط علیہما السلام کا قصہ جملہ معترضہ کی طرح ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی ہے کہ اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ سے پہلے بھی اسی طرح ہوتا رہا اور کافروں کو ڈر سنایا جارہا ہے کہ تمہارے سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہیں ہم نے تباہ کیا وہ بھی تمہاری طرح انبیاء علیہما السلام کی تکذیب کرتے تھے جیسے قوم لوط ہلاک ہوئی یا اس کا عطف و ترکنا فیھا ایتہ پر ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیج کر دکھادیا کہ موسیٰ علیہ السلام ایمان داروں سمیت نجات پا گئے۔ اور فرعون اپنی قوم سمیت تباہ برباد اور غرق ہوا۔ اس میں اے کفار مکہ تمہارے لئے عبرت ہے یہ ایسے ہے۔ یہ اس عبارت کی طرح ہے۔ حلقتھا نبتاً و ماء بارداً میں نے اسے گھاس کھلایا اور ٹھنڈا پانی پلایا یعنی سقیتھا (معناً محذوف ماننا پڑے گا کیونکہ پانی کھلایا نہیں پلایا جاتا ہے) ورنہ فی موسی ترکنا کا معمول نہیں بن سکتا' کیونکہ ترکنا فی موسی ایتہ صحیح نہیں ہو سکتا جیسے ترکنا فی تلک القری صحیح ہے اس لئے کہ یہاں ترک سے البقاء مراد ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس لئے صحیح نہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نہ رہے تو پھرا نہیں جو نجات جیسے انعامات ملے وہ کیسے باقی رہ سکتے ہیں۔

اذا رسلناہ (جب ہم نے انہیں بھیجا اس کا منصوب ہونا آیت محذوفہ سے ہے ای کائنہ وقت ارسلنا دوسری تقریر پر یہ جعلنا کا ظرف ہے الی فرعون فرعون والی مصر کی طرف بسلطان مبین ساتھ دلیل ظاہر کے وہ جو ظاہر ہوئے ان سے معجزات باہرہ جیسے عصا اور ید بیضا وغیرہ ہما سلطان مصدر ہے اور مصدر کا استعمال

تعدد پر بھی ہوتا ہے۔ فَتَوَلّٰی بِرُکْنِہٖ (تو وہ پھر اپنی جانب) یعنی گردن پھیری اس سے اعراض روگردانی مراد ہے یعنی ایمان سے منہ موڑا اور ہٹ گیا التولی بمعنی الاعراض (روگردانی) ہے اور بر کنہ کی باء تعدیہ کی ہے جیسے ونایٰ بجانبہ میں باء تعدیہ کی ہے اس لئے کہ اس نے نایٰ کو متعدی کیا ہے بمعنی بعد اس تقریر رکن بمعنی طرف وجانب ہو اس سے مراد اس کی اپنی ذات ہے اس لئے کہ طرف الشئی اور اس کی جانب سے شے کا نفس مراد لیا جاتا ہے اور اصطلاح میں ہے کہ رکن الشئی بمعنی الجانب والاقوی جیسے کاندھا انسان کے لئے بعض نے کہا اس نے روگردانی کی ساتھ اس کے جس سے اسے قوت حاصل تھی ملک لشکر کیونکہ رکن بمعنی مایرکن الیہ الانسان وہ شے جس کی طرف انسان مائل ہو اور وہ مال اور لشکر اور قوت ہی ہو سکتی ہے بہر حال رکن لشکر کے لئے مستعار (مجاز) ہے کیونکہ لشکر کو اس رکن (ستون) سے مشابہت ہے جس سے مکان کی بنیاد قوت پکڑتی ہے اس معنی پر باء سببیہ یا ملابستہ ومصاحبتہ کی ہے۔

وقال اور فرعون نے کہا موسیٰ علیہ السلام سَاحِرٌ جادوگر ہیں اور جادو خوارق عادات پر چشم بندی کرتا ہے۔ اور مجنون یا مجنون ہے کہ اپنے انجام کی فکر نہیں کرتا المجنون بمعنی ذوالجنون، جنون بمعنی زوال العقل وفساد یعنی عقل کا زائل اور فاسد ہو جانا، موسیٰ علیہ السلام سے جو خوارق عادات کے طور صادر ہوئے انہیں فرعون نے گویا کی طرف منسوب کیا اور سوچا یہ کہ یہ امور ان کے اپنے اختیار و سعی سے ہے یا کسی دوسرے کی مدد سے ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ "او" بمعنی "واو" ہے کیونکہ انہوں نے وہ دونوں (سحر۔ جنون) موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے یہ ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الی مأۃ الف اویزیدون وہ لاکھ یا ان سے زائد کی طرف بھیجے گئے جیسے اس آیت میں "او" بمعنی ولو ہے۔ ایسے ہی آیت مذکورہ میں او بمعنی واؤ ہے)

فرعون کی حماقت بزرگوں نے فرمایا کہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور مجنون کی طرف منسوب کرنا اس کی حماقت بلکہ جہالت کی دلیل ہے اس لئے کہ اس نے آپ کو دو متضاد باتوں سے منسوب کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ جادوگر عقل تام اور ذہن و ادراک و خوب ادراک کرنے والا ماہر اور حذاقت وافر کا مالک ہوتا ہے اور دیوانگی زوال عقل کی نشانی ہے۔ کمال عقل و زوال عقل کا اجتماع کیسا۔

marfat.com

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ (تو ہم نے اسے پکڑا اور اس کے لشکر کو پھر ہم نے انہیں دریا میں پھینکا)

حل لغات النبذ بمعنی القاء الشی و طرحہ الخ شے کو بیکار کر کے پھینک دیا اب معنی کہ ہم نے انہیں بحر قلزم میں پھینکا باوجودیکہ بہت تھے ایسے پھینکے گئے جیسے تمہارا کوئی کنکریاں ہاتھ میں لے کر دریا میں پھینک دیتا ہے اور وہ ان کا کوئی خیال تک نہیں کرتا بس ایسے ہی پھینکتا جارہا ہوتا ہے وھو ملیم اور وہ خود کو ملامت کرتا تھا یعنی جب ہم نے اسے پکڑا تو اس کا حال یہ تھا کہ وہ اپنی ہر چھوٹی بڑی غلطی کو ملامت کرتا تھا اس لئے ہر صاحب ذنب (گناہ) کی مقدور پر ملامت کیا جاتا ہے۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ ملیم بمعنی مستحق ملامت یا خود کو ملامت کرنے والا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کیوں اعتراض کیا اور کیوں انہیں ساحر و مجنون کہا اسی لئے وہ مرتے وقت کہہ رہا تھا آمنت انہ الخ (میں ایمان لایا)

بگو آنچہ دانی سخن سودمند　　　وگر ہیچ کس رانیاید پسند

کہ فردا پشیماں بر آرد خروش　　　کہ آوخ چرا حق نکردم بگوش

ترجمہ: ا۔ کہہ وہ جو سودمند سخن جانتا ہے اگرچہ کسی کو پسند نہ آئے۔

۲۔ کہ کل پشیمان ہو کر فریاد کرے گا کہ نصیحت حق کو میں نے کیوں نہ سنا۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں موسیٰ قلب کی طرف اشارہ ہے کہ اسے فرعون نفس کی طرف بھیجا گیا ساتھ دلائل کے یعنی لا الٰہ الا اللہ کا عصاء کہ جس کا اعجاز ظاہر ہے بایں طور کہ وہ جو جتنا بہتان تراشتے ہیں سب کو نگل جاتا ہے۔ یعنی بناوٹی جادوؤں کو فرعون کے جادوگر یعنی نفس کی تمام صفات ذمیمہ کو فرعون نفس نے اعجاز و ایمان سے روگردانی کی طرف اپنی تمام صفات کے تو اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا و قہر و جلال کے دربار میں غرق کر دیا (ہم مالک متعال کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں) اس لئے کہ فرعون نفس موسیٰ قلب کی طرف جنون ہے حالانکہ موسیٰ قلب مجنون نہ تھا بلکہ مجذوب تھا کیونکہ ان دونوں میں فرق ہے اس قدرت الٰہی کے مشاہدہ سے ماسوی اللہ سے بے خبر ہو جائے۔ مجذوب کی عقل اللہ تعالیٰ کے ہاں پوشیدہ اور اس کے شہود سے نعمت یافتہ اور اس کے حضور میں مقیم اور اس کے جمال میں مصروف ہے

marfat.ocm

یہی وہ لوگ۔ جو عقول کے بغیر اصحاب عقول ہیں۔

مجذوب کی قسمیں   مجذوب تین قسم ہیں۔

۱۔ جس کی عقل پر واردات کا غلبہ ہو اس پر واردات کا حکم چلتا ہے یہی وجہ ہے وہ ہر حال میں واردات سے مغلوب رہتا ہے اس پر انہیں واردات کا تصرف ہوتا ہے جب تک وہ اسی حال میں ہے اس کی اپنی کوئی تدبیر نہیں ہوتی۔

۲۔ اس کی عقل تو روک دی جاتی ہے لیکن عقل حیوانی اس کے پاس ہوتی ہے جس سے وہ کھاتا پیتا تصرف کرتا ہے لیکن بلا تدبیر اور بغیر سوچ سمجھے ایسے لوگوں عقلاء المجانین کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دوسرے (حیوانات) لوگوں کی طرح عیش طبعی سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

۳۔ اس دائمی طور واردات نہیں کبھی زائل ہو جاتے ہیں کبھی آجاتے ہیں جب اس سے واردات زائل ہو جاتے ہیں تو وہ لوگوں میں اپنی عقل سے ہی وقت بسر کرتا ہے امور کی صحیح تدبیر کرتا ہے جو کچھ کہتا ہے صحیح عقل سے کہتا ہے تدبیر اور سوچ بچار سے کلام کرتا ہے وہ عام لوگوں کی طرح ہوتا ہے یہ صاحب القدم المحمدی ہوتا ہے کیونکہ حضور نبی پاک ﷺ نزول وحی کے وقت تو اپنے سے فارغ ہو جاتے لیکن جب وحی سے فراغت پاتے تو لوگوں کو وحی کا پیغام سناتے۔

مسئلہ   مجاذیب سے آداب شرعیہ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ عقول سے فارغ ہوتے ہیں کیونکہ ان پر امر الٰہی سے ایک عظیم الشان ورود کا غلبہ ہوتا ہے۔

ہر کہ کرد از جام یک جرعہ نوش   نہ ادب ماند در وے نہ عقل و ہوش

ترجمہ: جس نے جام (عشق) کا ایک گھونٹ پیا اسے نہ ادب کا خیال رہا نہ عقل و ہوش

مسئلہ   ۱۔ مجاذیب کا حکم اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی ہے جو حالت شہود اور نعت استقامت میں مر گیا وہ حیوان (جانور) کی طرح ہے کہ از حکم طبعی کھاتا پیتا اور جماع کرتا ہے اس پر کوئی قید نہیں اور نہ اس پر کوئی مطالبہ کیونکہ ان پر ہر وقت کشف طاری رہتا ہے جیسے حیوانات پر مثلاً ایسے میت پر جانوروں کی طرح حالات منکشف ہیں کیونکہ جب اس کی نعش اٹھا کر چلتے ہیں تو میت کہتی جلدی لے چلو (اگر وہ سعید ہے) اگر وہ شقی (کافر وغیرہ) ہے تو کہتی ہے یارو مجھے کہاں لے جا

marfat.com

رہے ہو ایسے جس کی عقل نہ ہو (مجذوب کی طرح) تو اس کا حکم بھی میت کا ہے کیونکہ اس کا مردوں (اموات) میں شمار ہوتا ہے یہ ان سعادت مندوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

فائدہ اکثر مجنوں لوگ مکاشفات و مشاہدات سے ہوتے ہیں یعنی وہ لوگ امور غیبیہ و احوال ملکوتیہ کا مکاشفہ اور وہ امور جو عام لوگوں سے مخفی ہیں وہ ان کا مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ دولت انہیں مجاہدہ کے بغیر نصیب ہوتی ہے اسی سے ہی وہ دائرہ عقل سے خارج ہوتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ اچانک کی فتح کے متحمل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اس کے لئے پہلے سے تیار نہیں ہوتے اسی لئے اس حالت کے بعد ان لوگوں کا دائرہ عقل میں داخل ہو جانا مشکل ہو جاتا ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے حضرات بھی ہیں جن پر وہ حالت بھی طاری ہوتی ہے لیکن عقل کی بقاء بھی قبول کر لیتے ہیں اور وہ اپنے حال پر غالب بھی رہتے ہیں ایسا نہیں کہ ان پر حال کا غلبہ ہو جائے پہلا اہل نہایت سے ہے دوسرا اہل ہدایت سے اور اللہ تعالیٰ تو جملہ امور پر غالب ہے (وہ جیسے چاہے مالک ہے)

تفسیر عالمانہ وفی عاد یعنی قوم عاد میں آیات ہیں اس کا عطف فی الارض پر ہے وجعلنا فیھم آیتہ پر اس تقدیر پر وہ وترکنا فیھا ایتہ کا معطوف ہوا۔ اذارسلنا علیھم جبکہ ہم نے ان پر یعنی ان کے نفوس پر بھیجی اصالت اور ان کے گھروں اور ان کے اموال اور جانوروں پر تبعا الریح العقیم آندھی سخت۔

حل لغات العقیم العقم سے ہے اگر بالضم ہو تو بمعنی وہ عارضہ جو رحم میں واقع ہوتا ہے تو پھر وہ بچہ کے ٹھہرنے کو قبول نہیں کرتی۔ (قاموس) اور آندھی کو اس سے اس لئے موصوف کیا گیا ہے۔ کہ اس نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا اس معنی پر العقیم بمعنی المعقم یا العاقم ہے اس میں استعارہ تبعیہ ہے کہ ان کے اہلاک (ہلاک کرنا) کہ عورتوں کی ارحام سے تشبیہ دی گئی ہے جو بچے نہیں جنتی اور نہ اس کے قابل رہتی ہیں پھر مشبہ بہ کا مشبہ پر اطلاق کیا گیا ہے اس سے العقیم مشتق ہے یا الریح کو العقیم سے اس لئے موصوف کیا گیا ہے کہ وہ کسی قسم کی خیر و بھلائی کے نہ ہونے کی وجہ سے اسے عورت کے بانجھ پن سے تشبیہ دے کر اس پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے اس معنی پر العقیم بمعنی العاقم (از فعل لازم ہوگا)

فائدہ بحر العلوم میں ہے کہ ممکن ہے کہ اسے اس لئے العقیم موصوف کیا گیا کہ وہ عورتوں کے بچے نہ جننے کا

marfat.ocm

سب بنی کہ انہیں تباہ برباد کردیا کہ نہ ہوں گی نے بچے جنیں گی۔

فائدہ ایسی ہوا (آندھی) مذاب شمار ہوتی ہے یہی انکباء ہے بقول سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ وہ ہوا ہے جو کھیتیاں جلا کر راکھ بنا دیتی ہے وہ ہواؤں کے درمیان یا صبا و شمال کے درمیان ہوتی ہے۔

فائدہ یہ دبور ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس کی تائید حضور سرور عالم ﷺ کے ارشاد گرامی سے ہوتی ہے آپ نے فرمایا نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور میں صبا سے مدد دیا گیا اور عاد کی قوم دبور سے تباہ ہوئی۔

فائدہ الصبا وہ ہوا ہے جو مشرق سے آتی ہے۔

فائدہ حضرت ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (العقیم) جنوب کی وہ ہوا جو شمال کی بالمقابل ہے اور شمال کی وہ ہوا ہے جو شمال سے آتی ہے اور مشرق کو متوجہ ہوتی ہے ماتذر نہ چھوڑتی تھی۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں ذرہ کی اسی وجہ اسے چھوڑ یعنی چھوڑنے کے معنی میں آتا ہے لیکن وذرا مصدر نہیں آیا دراصل وذر یذر تھا۔ جیسے وسع یسع لیکن نہ اس کی ماضی مستعمل ہوتی ہے نہ مصدر اور نہ اسم فاعل۔

مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ کسی شے کو کہ وہ جس پر آئی یعنی ان کے نفوس اور گھروں اور اموال اور جانوروں پر۔ الا جعلته كالرميم۔ مگر اسے بنا دیا مثل چورہ چورہ ہونے والی ہڈیوں یعنی اس شے کی طرح جو ٹوٹ کر چورہ چورہ ہو جائے۔

حل لغات الرميم ہر وہ شے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گل سڑ کر چورہ چورہ ہو جائے وہ ہڈی ہو یا گھاس یا کوئی شے اور (القاموس) میں ہے رم العظم یرم رمۃ (بالکسر) ہڈیوں سے مخصوص ہے اور بالضم پرانی رسیوں سے۔ الرم (بالکسر) لکڑیوں اور سوکھا اور تر گھاس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے خاص ہے۔

تفسیر صوفیانہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عاد کی قوم پر آندھی نہ بھیجی مگر میری اس

marfat.com

انگشتری کی طرح۔ یعنی تباہ کرنے والی آندھی زمین کے نیچے اسے صرف اتنا قدر نکلا گیا جتنا کہ میری انگشتری کا سوراخ ہے تو اس نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ ہوا بہت تیز اور سخت تر تھی۔ اور زمین کے نیچے ہونے میں خواہشات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وجود کی زمین کے نیچے سے نکلتی ہیں اور واقعی یہ بہت سخت ہیں وہ آندھی ایسی تھی کہ جن آبادیوں اور گھروں پر چلی انہیں ملیامیٹ کر کے چٹیل میدان بنا دیا۔

دوسری صوفیانہ تقریر اس میں جلال الٰہی اور اس کے قہر کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ آتا ہے تو نفوس کو ظاہری ہلاکت سے درکنار کر دیتا ہے کہ ان کے اوصاف مٹ کر رہ جاتے ہیں یہاں تک کہ ان میں کوئی بھی مذموم اوصاف باقی نہیں رہتے اسی لئے صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ الریح العقیم اجسام کے جنگلوں اور العاصف والقاصف دریاؤں میں چلتی ہیں۔

حدیث شریف اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ جب شدید آندھی چلتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے۔

سبق دانش مند پر لازم ہے کہ وہ مہلکات (ہلاک کرنے والی اشیاء) سے پناہ مانگے کیونکہ جب صوری ہلاکت سے نفوس قبل از کمال ہلاک ہو جاتے ہیں تو انسان کی حقیقی تجارت کو خسارہ آجاتا ہے ایسے ہی جب قلب ہلاک ہو جائے کیونکہ اس کے بعد انسان کا زندہ رہنا بے سود ہے۔

حکایت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے عرض کی کہ ہمارے دل سو گئے ہیں کہ آپ کے وعظ و نصیحت ان پر کوئی اثر نہیں کرتے آپ نے فرمایا سو نہیں گئے اگر سو جاتے تو انہیں بیدار کیا جاسکتا تھا لیکن وہ تو مردہ ہو چکے ہیں کہ جنہیں حرکت دینے پر اٹھنا مشکل ہو گیا ہے حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

اے بمہد بدن چو طفل صغیر　　　　مانده در دست خواب غفلت اسیر

پیش ازاں کت اجل کند بیدار　　　　گر نمردی ز خواب سر بر آر

ترجمہ ۱۔ بدن کے گہوارہ میں چھوٹے بچے کی طرح آرام کرنے والے اور خواب ہاتھ کے قیدی۔

۲۔ اس سے پہلے کہ تجھے اجل (موت) بیدار کرے اگر تو مر نہیں گیا تو (خواب غفلت) سے سر باہر کر۔

حکایت محمد بن حامد رحمۃ اللہ علیہ احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزع روح کے وقت ان کے سرہانے

marfat.ocm

بیٹھے تھے اس وقت ان کی پچانوے سال عمر تھی اور وہ مرتے وقت فرما رہے ہیں کہ اب میرے نالے کھلیں گے نامعلوم سعادت کے کھلتے ہیں یا شقاوت کے۔

حکایت محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو علی بن المعتوہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ کا ٹھکانہ کہاں ہے فرمایا کہ جہاں باعزت اور ذلیل برابر ہیں میں نے پوچھا وہ کہاں ہے فرمایا گورستان میں نے کہا آپ وہاں گھبراتے بھی نہیں حالانکہ رات اندھیری ہوتی ہے اور پھر گورستان میں تنہائی فرمایا کہ لحد (قبر کے اندر) کی اندھیری کو یاد کرتا ہوں تو مجھ پر گورستان میں اندھیری میں بسر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ گورستان میں آپ نے کبھی ایسی شے بھی دیکھی جس سے آپ کو گھبراہٹ محسوس ہو فرمایا مجھے آخرت کی ہولناکیوں کا تصور ایسی گھبراہٹوں کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا۔

فائدہ گورستان میں ایک قبر پر لکھا ہوا تھا۔

مقیم الی ان یبعث اللہ خلقہ — لقائک لا یرجی وانت قریب

یزید بلاء کل یوم ولیلۃ — ویبلی کما تبلی وانت حبیب

ترجمہ ۱۔ تو قبر میں مقیم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو حساب کے لئے اٹھائے تیرے دیدار کی امیدیں ختم ہو چکیں حالانکہ تو قریب ہے۔

۲۔ ہر رات دن تجھ پر بلاؤں کا اضافہ ہو گا اور دوسرے لوگ گل سڑ گئے تو بھی گل سڑ جائے گا حالانکہ تو دنیا میں بہت بڑا محبوب انسان تھا[1]۔

تفسیر عالمانہ وَفِيْ ثَمُوْدَ اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود میں آیات ہیں یا ہم نے ان میں آیات بنائے۔ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا (جب انہیں کہا گیا کہ نفع اٹھاؤ) حیات دنیا سے حَتّٰى حِيْنٍ نزول عذاب کے وقت تک اس سے وہ تین دنوں میں سے آخری دن تک مراد ہے اور وہ بدھ جمعرات جمعہ تھا اس لئے کہ انہوں نے بدھ کے دن حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا تو پھر ہفتہ کی صبح کو تباہ برباد ہوئے۔ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ

---

[1] (عمومی طور کہا گیا ہے انبیاء اولیاء کا اس پر قیاس نہ کرنا ورنہ وہابی ہو جاؤ گے۔ اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ کی یہی تفسیر مشہور ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا علم غیب مروی ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ ان تینوں دنوں میں پہلے دن تمہارے چہرے زرد دوسرے دن سرخ تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد صبح کے وقت تم پر عذاب نازل ہو گا چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا اس لئے کہ انہیں ہر دن برے حال میں ترقی ہوتی تھی کیونکہ ظاہر ہے سفید رنگ ہی زرد پھر سرخ پھر سیاہ ہوتا ہے۔

شیعوں کے سیاہ لباس کی مذمت سیاہی قہر و جلال کی علامت ہے اور جہنم کا بھی یہی رنگ ہے کیونکہ وہ سخت سے سخت تر سیاہ ہے اور قوم صالح (یعنی ثمود) ہلاک ہوتے ہی جہنم کے رنگ میں چلے گئے کیونکہ وہ ان کے ٹھہرنے کی جگہ تھی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ (تو انہوں نے اپنے رب کے امر سے سرکشی کی) یعنی فرمانبرداری سے منہ موڑ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں عتا عتوا و عتیا و عتیا بمعنی استکبر (تکبر کیا) اور حد تجاوز ہوا فھو عات و عتبی اور وہ سرکش ہے اور امر ربھم سے مراد وہ حکم ہے جس کے وہ مامور تھے جو انہیں حضرت صالح علیہ السلام نے سنایا کہ اعبدوا اللہ (اللہ کی عبادت کرو) فذروھا تاکل فی ارض اللہ (اونٹنی کو چھوڑ دو وہ اللہ کی زمین کھائے گی)

فائدہ امر ربھم سے شان ربھم مراد ہے یعنی انہوں نے رب کے دین کے معاملہ میں سرکشی کی یا یہ معنی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے گھر کے بارے میں سرکشی صادر ہوئی کہ انہیں عبادت اور اونٹنی کو اپنے اعمال پہ چھوڑ دینے کا حکم تھا یہی ترک ان کی سرکشی کا سبب بنا۔ (بحر العلوم)

فائدہ فاء عاطفہ نہیں کہ اس کا عطف قیل لھم پر کیونکہ ان کی سرکشی تمتع کے بعد نہیں بلکہ پہلے تھی بلکہ یہ فاء تفسیر اور جمال کی تفصیل ہے یعنی وہ اجمال جو فی ثمود الخ میں ہے یعنی اجمالاً فرمایا کہ ہم نے ثمود میں آیت بنائی اب اس کی تفصیل بتائی کہ وہ ایسے ویسے تھے تو پھر ہم نے ان سے ایسا ایسا کیا۔

فائدہ شرح رضی میں ہے کہ فاء جملوں کے لئے عاطفہ ہے اور وہ کبھی یہ فائدہ دیتی ہے کہ اس کے بعد وہ کلام جو

marfat.ocm

مذکورہ ہے وہ مرتب ہے اپنے ماقبل مذکور پر اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا اس کا مضمون بھی ماقبل کے مضمون کے زمانہ کے بعد ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ (توانہیں کڑک نے پکڑا)

قصہ قوم ثمود منقول ہے کہ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے سنا کہ چہرے ایسے ویسے ہوں گے پھر وہ واقعی ان کے چہرے اسی طرح ہونے لگے انہوں نے صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کے لئے ارادہ کیا انہیں اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ اور وہ فلسطین کو چلے گئے اور ان بدبختوں نے چوتھے دن کفن پہنے اور جسموں پر خوشبو لگائی لیکن ہوا کیا ان پر حضرت جبریل علیہ السلام نے چیخ ماری جیسا کہ دوسری آیت میں اس کی تصریح ہے کہ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ اس چیخ پر وہ ہلاک و تباہ ہو گئے یہاں پر الصاعقه سے آواز (چیخ) مراد ہے نہ کہ اس کا حقیقی معنی جو کہ وہ آگ جو آسمان سے اتر کر جس پر پڑے اسے جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

فائدہ بعض نے کہا آسمان سے وہ زمین کے جملہ جلانے والی اشیاء کی آواز اور زمین کی جملہ آواز کے برابر آواز تھی اسی لئے سن کر ان کے دل پھٹ گئے بعض نے کہا کہ وہ حقیقی صاعقہ سے جل کر راکھ ہوئے کیونکہ وہ آسمان سے آئی اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اور وہ اسے دیکھتے تھے) یعنی آنکھوں سے انہیں عذاب نظر آرہا تھا کیونکہ وہ آگ ان کے سامنے کھلم کھلا آئی اس لئے یہاں نظر سے آنکھوں سے دیکھنے کا حقیقی معنی مراد ہے اور اسی معنی کو ترجیح ہے اس میں صاعقہ کا حقیقی معنی مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ انہوں نے آنکھوں سے عذاب دیکھا تو آگ دیکھی جاتی ہے نہ آواز۔ وہ کان سے سنی جاتی ہے اور صاعقہ کے حقیقی معنی کے ساتھ صیحۃ (چیخ) کا پایا جانا بھی ممکن ہے کیونکہ آگ کے ساتھ جبریل علیہ السلام چیخ ماری ہو گی۔

فائدہ بعض نے کہا کہ یہاں نظر بمعنی وہ عذاب موعود کا انتظار کرتے تھے جب انہوں نے اس کی علامات کا مشاہدہ کیا کہ انہی دنوں ان کے چہرے بگڑنے لگے۔ بعض نے کہا کہ جب چیخ سنی تو وہ متحیر ہوتے تھے۔ یعنی (ینظرون) بمعنی (یتحیرون) ہے۔

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ (تو پھر انہیں کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی) یہ اس قول باری تعالیٰ کی طرح

marfat.ocm

ہے کہ فرمایا فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ تو وہ ہوئے گھروں میں گھٹنے کے بل پڑے ہوئے تھے۔ یعنی زمین پر ایسے چپٹے کہ پھر وہ کھڑے ہونے اور حرکت نہیں کر سکتے تھے چہ جائیکہ وہ بھاگ سکیں۔ القیام القعود کی نقیض ہے۔ وَمَا كَانُوۡا مُنۡتَصِرِيۡنَ ۔ تھے وہ دوسروں سے مدد لینے والے جیسے وہ خود اپنی ذلت کی مدد سے خود بھی رکے ہوئے تھے۔ تاج المصادر میں ہے الانتصار بمعنی انصاف چاہنا۔

وَقَوۡمَ نُوۡحٍ اور ہم نے قوم نوح کو ان سے پہلے ہلاک کیا اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ (بیشک تھی وہ قوم فاسق) یعنی حد سے نکلنے والے جس میں وہ تھے یعنی کافر و نافرمان تھے یہ ان کے ہلاک کی علت ہے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے رسل کرام بھیجے اور احکام مشروع فرمائے اور حدود مقرر فرمائیں جو بھی شارع کی حدود سے متجاوز ہوتا ہے۔ وہ فاسق ہو کر شیطان کا اطاعت گزار ہو جاتا ہے۔

فائدہ معصیت کے وقت وہ فرشتہ جو اہل ایمان کے لئے مقرر ہے وہ دور ہو جاتا ہے جب بندہ خود کو نفس و شیطان کے سپرد کرتا ہے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے اسے نار و عذاب و بلاء کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور یہ جو کچھ کرتا ہے اپنے اندر سے کرتا ہے کیونکہ انسان کے خارج از وجود تو کوئی شے نہیں تو عذاب اس کے اوصاف و افعال و اخلاق کی صورت ہے جو اس کی معصیت سے اس کی طرف لوٹتے ہیں ایسے ہی ثواب بھی اس کے اوصاف و اخلاق و عادات ہیں جو اطاعت الٰہی سے اس کی طرف لوٹتے ہیں۔

سوال جب یہ امور بندے کے اپنے احوال ہیں کہ ہدایت بھی اس کی اپنی تیار کردہ شے ہے اور گمراہی بھی تو پھر انبیاء و رسل علیہما السلام کے ارسال اور اولیاء کرام کے ارشاد کی کیا ضرورت ہے۔

جواب یہ بھی بندے کے احوال سے ہیں بخلاف مخالفین کے کہ اگرچہ وہ بھی ایک تجلی ہے لیکن انبیاء علیہما السلام کے حقائق اس کی تجلی کو تقاضا کرتے ہیں جو ان کے موافق ہو۔ مخالفین کی تجلی ان کے لئے حیرت بن جاتی ہے اگر وہ اس تجلی کا حق ادا کرتے تو پھر وہ کسی طرف لوٹنے کے محتاج بھی نہ تھے اس لئے کہ جب اس پر امر تکلیفی وارد ہوا تو یا تو وہ امر اس کے امر ارادی کے موافق ہو گا یا ناموافق ہو گا تو مکلف کو اسم مضل کے دائرہ سے منتقل کر کے اسم ہادی کے دائرہ میں داخل کیا جاتا ہے اور یہ انتقال اس کے احوال عین سے ہے اگر وہ امر الٰہی اس کے امر ارادی اس

marfat.ocm

کے موافق ہو تو تکلیف کا معنی یہی ہے کہ یہ بھی اس کے عین کے احوال سے ہے' نیز اسی میں شقی وسعید کی تمیز ہو گی (اسے اچھی طرح سمجھ لے) تجھے سعادت نصیب ہو گی بلکہ عمر بھر اس میں جدوجہد کرتا رہ تاکہ تجھے دوسری جانب سے نقل کر کے دائرہ احباب میں داخل کیا جائے نہ تو تو دنیا سے مغرور ہو اور نہ ہی طویل عمری سے جیسے کفار و فساق کو دھوکا لگا ہے تاکہ تجھے وہ صاعقہ وطوفان نہ پہنچے جیسے انہیں پہنچا حالانکہ موت کا صاعقہ و حوادث کا طوفان تو ہر ایک کو پہنچتا ہے تو پھر تجھ پر جب واقع ہوں گے تو پھر تو اپنی جگہ اٹھنے کی طاقت بھی نہ رکھے گا۔

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے بوستاں میں فرمایا جس کا خلاصہ حکایت یہ ہے کہ:

"ایک بوڑھا جو چلنے پھرنے سے عاجز تھا حکیم (طبیب) کے پاس آیا اور کہا کہ جناب مجھے کوئی ایسی دوائی کھلایئے جس سے میں جوان بن جاؤں۔ حکیم صاحب (طبیب) نے فرمایا بابا! اب جوانی کے خیالات دل سے اتار دے اور نہ ہی گئی جوانی واپس لوٹ سکتی ہے۔ جوانی کے ایام تو تو نے جہالت (بے خبری) میں گنوا دیئے' پانی سر سے اوپر آگیا اب ہاتھ پاؤں مارنے کا کیا فائدہ؟"

سفید بال آئے تو سمجھو کہ اب جوانی الوداع چاہتی ہے اس کے بعد تمام ہوا و ہوس کا تصور جنون ہے بلکہ چند روز بعد قبر کے اندر رہنا ہو گا وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔۔ تمہاری قبور سے گزریں گے تمہارا نام و نشان تک باقی نہ ہو گا۔

بوڑھا طبیب کی باتیں سن کر گویا کہتا تھا!

دریغا کہ فصل جوانی رفت — بلہو ولعب زندگانی برفت

دریغا چنیں روح پرور زماں — کہ بگذشت برما چوں برق ایماں

ز سودے کہ آں پوشم و ایں خورم — نپرداختم تا غم دیں خورم

دریغا کہ مشغول باطل شدم — زحق دُور ماندیم وغافل شدیم

ترجمہ ۱۔ افسوس کہ جوانی کی بہار گئی لہو ولعب میں زندگی گئی۔

۲۔ افسوس ایسا روح پرور زمانہ ہاتھ سے نکل گیا ایسے گزرا جیسے چمکتی بجلی۔

۳۔ اسی خیال میں کہ کیا پہنوں اور کیا کھاؤں گا اس میں مشغول نہ ہوا کہ دین کا غم کھاتا

marfat.ocm

۴۔ افسوس کہ باطل میں مشغول رہا۔ حق سے دور اور غافل رہا۔

تفسیر عالمانہ وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا (اور ہم نے آسمان بنائے) اسماء کا منصوب ہونا بوجہ اشتغل کے ہے کہ دراصل و بنینما السماء بنینلہا تھا۔ یعنی ہم نے آسمانوں کو بنایا درانحالیکہ ہم متلبس ہیں۔ بایید ساتھ قوت کے یہ فاعل سے حال ہے یا متلبس محذوف ہے اور اید بمعنی قوت ہے اس معنی پر یہ مفعول سے حال ہے یہ بھی جائز ہے کہ باء سببیہ ہو یعنی ہم نے انہیں بنایا بسبب اپنی قدرت کے اس معنی پر یہ بنینا کے متعلق ہو گا اس کا متعلق محذوف نہ ہو گا اور قوت بمعنی قدرت ہے اس لئے قوت کا اطلاق مضبوطی اعضاء اور ان کی سختی (جو کہ ضعف کی نقیض ہے) پر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسی صفات سے منزہ اور پاک ہے اور قدرت وہ صفت ہے جس سے زندہ شے کسی فعل کے کرنے اور اس کے ترک پر بالارادہ متمکن ہو سکے۔

فائدہ کاشفی نے فرمایا کہ اید سے قوت ایسہ مراد ہے بعض نے کہا یہ معنی کیا کہ ہم پیدا کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔

حل لغات اید آدیئید سے ہے بمعنی اشتد و قوی (القاموس) میں ہے الاد بمعنی الصلب والقوۃ جیسے الاید بمعنی الصلب والقوۃ ہے اسی سے آیدتہ موایدۃ وایدتہ تائیدا فہو موید ہے بمعنی قویتہ بمعنی اسے قوت دی امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ ہاتھ میں قوت ہے اسی لئے کہا جاتا ہے۔ انا یدک میں تیرا ہاتھ ہوں ایدتک میں نے تیرا ہاتھ مضبوط کیا وانا الموسعون اور ہم ہی وسعت دینے والے ہیں یعنی قادر ہیں۔

حل لغات المرسعون الوسع سے ہے بمعنی طاقت۔ المتوسع بمعنی علی الاتفاق قادر اور تاج المصادر میں لکھا ہے کہ الایساع بمعنی دولت مند ہونا اور مکمل طور غنی ہونا مثلاً کہا جاتا ہے اوسعاللہ علیک بمعنی اغناک (اللہ تجھے غنی بنائے) اور الموسعون حل موکدہ ہے یا تذئیل ہے کہ اس سے ثابت کرنا ہے کہ اس کا رزق ہر شے کو وسعت سے پہنچتا ہے چہ جائیکہ صرف اتنے آسمان بنانے تک محدود سمجھا جائے یا لموسعون کا معنی یہ ہے کہ وہ آسمانوں کو وسعت دینے والا ہے یعنی انہیں بہت بڑا فراخ بنایا ہے یا اسے وسیع بنایا جو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے یا معنی یہ ہے کہ وہ رزق میں وسعت دیتا ہے جب بنینا بمعنی خلقنا

marfat.com

ہو جیساکہ دوسری آیت میں فرمایا وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ آسمان میں تمہارے رزق ہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ کثر اور رزق کی وسعت یہ اسم واسع کی تجلیات سے ہیں والارض فرشناھا (اور ہم نے زمین بچھائی) یہ دراصل وفرشنا الارض تھا یعنی ہم نے کعبہ شریف کے نیچے سے شروع کرکے زمین بچھائی۔ جس کی مسافت پانچ سو سال ہے تاکہ انسان اس میں ٹھہریں اور اس پر ایسے چلیں پھریں جیسے ایک اپنے بستر اور بچھونے پر کروٹ بدلتا ہے۔ فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ (تو ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں) یہاں مخصوص بالمدح نحن محذوف ہے اور مبتداء و خبر کو محذوف کیا گیا ہے لیکن ان کا قائم مقام کوئی شے نہیں۔

زمین کی ہیئت کی تحقیق زمین کی ہیئت اور شکل و صورت میں علماء کرام کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مبسوط مستوی السطح چار جہتوں (مشرق۔ مغرب۔ شمال۔ جنوب) میں ہے بعض کا خیال ہے کہ وہ دسترخوان کی طرح ہے۔ بعض کہتے ہیں طبل کی شکل میں ہے بعض نے اس کے نصف کرہ کو قبتہ کے مشابہ کہا ہے اور آسمان اس کے اطراف پر رسوار ہے بعض نے کہا زمین کا وسط مقعرہ (گڑھے) کی طرہ ہے جیسے پیالہ ہو لیکن جمہور کہتے ہیں زمین مستدیر (دائرہ دار) کرہ کی طرح ہے اور اسے چار سو آسمان گھیرے ہوئے ہے جیسے انڈے کو چھلکایوں سمجھئے کہ انڈے کی زردی زمین ہے اور اس کی سفیدی آسمان ہے اور اس کی جلد بمنزلہ دوسرے آسمان کے ہے لیکن زمین کا طول انڈے کی طرح (لمبائی میں لمبی اور چوڑائی میں کم) نہیں بلکہ وہ ایسے مستدیرہ (دائرہ دار) ہے جیسے گیند جو ہر طرف سے گول اور صاف یہاں تک بعض مندسین نے کہا کہ اگر زمین (بطور خیال) کا چہرہ اتار لیا جائے تو فرق نہیں پڑتا اس لئے اس چہرے کے اترنے کے بعد اس کا اور چہرہ آگے آئے گا ایسے ہی اگر اس کے ملک اندلس میں سوراخ نکالا جائے تو اس کا اثر چین کی زمین پر بھی پڑے گا۔

زمینیں کتنی ہیں زمین کی گنتی میں بھی اختلاف ہے بعض اخبار میں ہے کہ ان کی بعض دوسری بعض کے اوپر ہیں اور ہر زمین کی موٹائی پانچ سو سال کی ہے یہاں تک کہ بعض نے ہر زمین کے کھیتوں کے عجائب و غرائب شکل و صورت سے بیان کئے ہیں اور ہر زمین کا مخصوص نام بتایا ہے جیسے ہر آسمان کا علیحدہ علیحدہ نام بتائے گئے ہیں بعض نے کہا چوتھی زمین پر اہل نار کے سانپ ہیں اور چھٹی میں اہل نار کے پتھر ہیں۔

marfat.ocm

زمین کے ہر طبقہ پر انبیاء علیہم السلام کے ہمنام

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو انہوں نے خلق سبع سموت اور من الارض مثلھن کے تحت نقل فرمایا کہ

فی کل ارض ادم کادمو نوح مثل نوح وابراھیم کابراھیم

(ہر زمین میں آدم ہے تمہارے آدم جیسا اور نوح ہے نوح جیسا اور ابراہیم ہے ابراہیم جیسا)

فائدہ اور یہ بات کوئی عجیب تر نہیں جو فلاسفر کہتے ہیں کہ سورج اور چاند بے شمار ہیں کیونکہ ہر اقلیم میں علیحدہ علیحدہ سورج اور چاند اور ستارے ہیں۔

سات زمینیں قدماء نے فرمایا کہ زمینیں سات ہیں اور ایک دوسری سے ملی اور چمٹی ہوئی ہیں اور اقلیم سات ہیں ان کی تقسیم کے مطابق لیکن ان میں مطابقت و مماثلت ضروری نہیں اہل اسلام اہل نظر کا میلان اسی طرف ہے۔ بعض نے سات زمینیں مانی ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ان کے طبقات اونچے نیچے ہیں جیسے سیڑھیوں کے درجات ہیں۔ بعض نے کہا زمین پانچ مناطق پر منقسم ہے وہ مناطق یہ ہیں۔

۱۔ شمالیہ ۲۔ جنوبیہ ۳۔ مستویہ ۴۔ معتدلہ ۵۔وسطی

زمین کا مبلغ زمین کے مبلغ اور کمیت میں اختلاف ہے مکحول سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں اقصی دنیا سے ادنیٰ تک پانچ سو سال کی مسافت ہے دو سو سال کی مسافت دریا میں اور دو سو سال کی مسافت میں کوئی ساکن نہیں اسی سال کی مسافت میں یاجوج وماجوج ہیں اور بیس سال کی مسافت میں باقی تمام مخلوق ہے۔

فائدہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ زمین ۲۴ ہزار فرسخ ہے اس سے سودان کا ملک بارہ ہزار فرسخ اور روم کا آٹھ ہزار فرسخ اور عجم و ترک کا تین ہزار فرسخ اور عرب کا ایک ہزار فرسخ ہے۔

فائدہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سودان کی چوتھائی آبادی کپڑے نہیں پہنتے اور یہ تمام لوگوں سے گنتی میں زیادہ ہیں۔

فائدہ بطلیموس نے کہا کہ زمین کا کل رقبہ دو لاکھ اٹھاسی ہزار فرسخ ہے اگر یہ قول حق ہے تو وحی و الہام ہے اگر

marfat.ocm

قیاس یا استدلال ہے تب بھی حق کے قریب ہے ہاں قتادہ و کحول کے اقوال یقینی نہیں کہ جس سے غیبی بات پر اعتبار کیا جاسکے (خریدۃ العجائب)

و من کل شئی موجودات کی ہر جنس سے شے سے جنس مراد ہے۔ بعض نے کہا حیوان مراد ہیں۔

خلقنا زوجین ہم نے جوڑا بنایا یعنی دو مختلف نوع بنائے مثلاً نر مادہ اور آسمان و زمین اور لیل و نہار اور شمس و قمر اور سرما و گرما اور بحر و بر اور نرم زمین اور پہاڑ اور انس و جن اور نور و ظلمت اور سیاہ سفید اور دنیا و آخرت اور ایمان و کفر اور سعادت و شقاوت اور حق و باطل اور میٹھا اور کڑوا اور موت و حیات اور تر اور خشک اور جامد و نامی (بڑھنے والی شے) ڈھیلے اور کھیتی اور ناطق و خاموش اور حوصلہ و قہر اور سخاوت و بخل اور عزت و ذلت اور قدرت و عجز اور قوت و ضعف اور علم و جہل اور صحت و بیماری اور دولت مندی اور غریبی اور ہنسنا اور رونا اور خوشی و غمی اور اوپر اور نیچا اور دایاں اور بایاں اور آگے اور پیچھے اور گرمی اور سردی وغیرہ وغیرہ

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر دو قرینوں میں سے نر و مادہ از حیوانات کو جن کے ایک دوسرے سے ملاپ سے نسل بڑھے ان ہر ایک کو ایک دوسرے کے لئے زوج کہا جاتا ہے اور ان کے غیر کو جو محض ایک دوسرے کے قرین ہوں ان کو بھی زوج کہتے ہیں جیسے جوتا (کا جوڑا) ایسے ہی موزے ایسے ہی ہر وہ دو چیزیں جو آپس میں مماثل یا متضاد ہوں انہیں بھی زوج کہا جاتا ہے۔

فائدہ آیت میں تنبیہ ہے کہ ہر شے مرکب ہے جو ہر و عرض اور مادہ و صورت سے کوئی ایسی شے نہیں کہ ان اشیاء سے مرکب نہ ہو کیونکہ مرکب ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ یہ کس صانع کی مصنوع ہے اسی میں انسان کو تنبیہ ہے جو صانع ہے وہ فرد واحد ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے و من کل شی الخ میں اشارہ فرمایا ہے کہ عالم میں ہر شے کا جوڑ ہے خواہ اس کی ضد سے یا مماثل سے یا ترکیب سے بلکہ کوئی شے ترکیب از صورت و مادہ خالی نہیں اور جو دو چیزیں اس طرح کی ہوں وہ زوجین ہیں۔

فائدہ حضرت فراز قدس سرہ نے فرمایا کہ اس سے ربوبیت اور وحدانیت کا معنی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو جوڑا جوڑا بنایا تاکہ واضح ہو کہ صرف بنانے والا واحد ہے اور بس۔

لعلکم تذکرون (تاکہ تم نصیحت حاصل کرو) یعنی یہ جو کچھ مذکور ہو یعنی بناء و فرش اور خلق الازواج ہم

marfat.ocm

نے اس لئے کیا تاکہ تم نصیحت حاصل کر کے سمجھو کہ ہر شے کا خلاق و رازق صرف وہی ہے اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے پھر وہی تم سب کو قیامت میں لوٹائے گا اسی لئے اس کے تقاضا کے مطابق عمل کرو۔ خلاصہ یہ کہ تم نصیحت حاصل کرو اور یقین کرو کہ وحدانیت خواص ممکنات سے نہیں اور صرف میں ہی واجب بالذات ہوں اور واجب انقسام تعدد کے قابل نہیں۔

ذرتش از قسمت و تعدد چاک وحدت او مقدس از اشراک

از عدد دم مزن کہ او فرد است کہ عدد بہر فرد در خور داست

احد ست و شمار از و معزول صمد است تبار از و مخذول

ترجمہ ۱۔ اس کی ذات تقسیم و تعدد سے پاک ہے اس کی وحدت اشراک سے مقدس ہے۔

۲۔ اس کے لئے تعدد کا دم نہ مار کہ وہ فرد ہے فرد کو تعدد لائق نہیں۔

۳۔ وہ اکیلا ہے اس سے تعدد دور ہے وہ صمد ہے کنبہ کو اس سے کیا تعلق

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے عالم ملک یعنی عالم اجسام اس کا زوج (جوڑا) عالم ملکوت یعنی عالم ارواح ہے تاکہ عالم جسمانی عالم ملکوت سے قائم ہو اور عالم ملکوت صرف قدرت الہیہ کے ہاتھ میں ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو کہ تم اس طریق سے حضرت الہیہ سے آئے ہو اور اسی طریق سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو گے۔

تفسیر عالمانہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔ فرمایئے اے محبوب محمد ﷺ جب یہ بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔ ایمان کے یہی تقاضے ہیں تاکہ تم اس کے عقاب سے نجات اور اس کے ثواب حاصل کر سکو یعنی ایمان طاعت الہی کو فرار الی اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میں تنبیہ ہے کہ انسان کے ارد گرد عقاب ہی عقاب ہے۔ اگر اسے کوئی پناہ گاہ ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بس۔

تفسیر صوفیانہ بعض اکابر نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو تم اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر تعلقات کونین سے چمٹے ہوئے ہو۔ نعت شوق و محبت و تجرو سے وجود اور مطلقاً ماسوی اللہ تعالیٰ کے تعلقات کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو۔ جس کا

marfat.ocm

فرار درست ہو گی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار پائے گی نیز اس سے اس کی طرف بھاگو یہاں تک اس میں فنا ہو جاؤ اس لئے کہ حادث قدیم کو دیکھتے ہوئے فنا پاجاتا ہے۔

فائدہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ماسوی اللہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف اور معصیت سے اطاعت کی طرف اور جہل سے علم کی طرف اور عذاب سے رحمت کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے غصہ و غضب سے اس کی خوشنودی کی طرف بھاگو۔

فائدہ حضرت محمد بن حامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا فرار کی حقیقت وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی پناہ گاہ تجھے بنایا۔

حدیث شریف نیز حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے عرض کی اے اللہ میں تیرے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں یہی انتہائی فرار الی اللہ ہے

فائدہ حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ففروالی اللہ کا معنی یہ ہے کہ اس طرح چلو جیسے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں مقدر ہے نہ اپنے علم و حرکات و نفوس کے مطابق۔

شرح حدیث شریف کسی سے حضور نبی پاک ﷺ کے ارشاد گرامی کہ "سفر کرو تندرست رہو گے" کا پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میری طرف سفر کرو مجھے پہلے ہی قدم پر ملو گے۔ اس کے بعد دلیل میں پڑھا ففروالی اللہ

ہیچ کس در تو نیاویخت از خود نگریخت
ہیچ کس با تو نپیوست کہ از خود نبرید

ترجمہ کوئی بھی جب تک اپنے سے نہیں بھاگا تجھے نہیں پا سکا تیرے سے کوئی بھی متعلق نہ ہو سکا جب تک خود سے علیحدہ نہ ہو۔

فائدہ صوفیانہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ فرار ایک مقام ہے جو سالکین کو راہ حق میں راستہ پر آتا ہے یعنی وہ

marfat.ocm

بھی دوست کی ایک منزل ہے جہاں سالکان راہ خدا پہنچ کر مقصد کو پاتے ہیں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس منزل تک پہنچنے کے بعد سالک ہر وقت خود کو گھاٹے میں دیکھتا ہے اور اپنی ہر بات میں شکایت پاتا ہے (کہ ممکن ہے غلط ہو) اپنے ہر نیک عمل میں کوتاہی سمجھتا ہے اسے اپنے اپنے اعمال پر کسی قسم کا بھروسہ نہیں ہوتا اپنے میں اخلاص کے باوجود اخلاص کی کمی سمجھتا ہے کوئی دولت ظاہری باطنی پاتا ہے تو اسے یہ تصور ہوتا ہے کہ یہ اس کا فضل محض اور حکم ازل سے ہے اس میں اپنی کوشش اور کردار کو دخیل نہیں سمجھتا۔ اسی کو نفس کی موت کہا جاتا ہے۔ دنیا کا قانون ہے کہ زندہ مردے کی میراث پاتا ہے لیکن اس گروہ کا انوکھا طریقہ ہے کہ مردہ (سالک) زندہ (حق تعالیٰ) سے میراث (فیض) پاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر کی فضیلت

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں کسی مردہ (یعنی حق میں مستغرق اور دنیوی امور کے تعلق سے لاتعلق) کو دیکھنا چاہے تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرے۔

تفسیر عالمانہ

اِنِّی لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ بیشک میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں یعنی ان ڈرانے والوں میں سے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ آپ کے منذر ہونے پہ علامت ہے کہ آپ نے معجزات دکھائے یا یہ کہ اللہ کے عذاب کو ظاہر کرنے والا ہوں۔

نکتہ اللہ تعالیٰ کا حکم کہ حضور سرور عالم ﷺ امت کو ڈرائیں اور اس کی طرف بھاگنے کا فرمائیں اس میں اشارہ ہے کہ جب آپ از خود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہے ہیں تو وہ کریم وعدہ کریمہ سے ہر اس شخص کو نواز رہا ہے جو اس کی طرف بھاگیں گے تو مطلوب پائیں گے۔

وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بناؤ۔ عقاب و عذاب سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی نہی کا موجب وہی ہے گویا یہ معنی ہے کہ اے میرے بندوں میری طرف بھاگنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے ساتھ دوسرے کے لئے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھو بلکہ زبان تک نہ لاؤ کہ میرے سوا کوئی اور بھی معبود ہے۔

انی لکم بیشک تمہیں اس سے کہ تم دوسرے کو معبود بناؤ۔ نذیر مبین کھلم کھلا ڈرانے والا

لہ (کشف الاسرار ۱۲)

marfat.ocm

ہوں۔ اس میں ماقبل یعنی فرار من العقاب الی اللہ کی تاکید ہے لیکن بطریق تکرار نہیں بلکہ نہی عن السبب اور ایجاب الفرار من العقاب الی اللہ کے ساتھ۔

فائدہ برہان القرآن میں ہے کہ پہلا ترک طاعت سے دوسرا شرک باللہ سے متعلق ہے اس طرح سے تکرار لازم نہ آیا۔

تفسیر صوفیانہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معرفت بالواحدانیت میں دوسرے کو معبود نہ بناؤ یعنی نفوس و خواہشات نفسانی اور دنیا و آخرت کو کہ تم انہیں کی عبادت یعنی اس طرف مائل ہو اور ان میں رغبت کرو کیونکہ ان سے اعراض (روگردانی) کا نام ہے کہ ان سے بالکل قطع تعلق اور فرار الی اللہ ہو کیونکہ جس کا فرار الی اللہ صحیح ہو گیا اس کا اقرار مع صحیح ہو گیا یہی کمال توحید ہے انی لکم نذیر مبین کا معنی ہے کہ میں تمہیں بعد و فراق اور دوئی کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں کہ تم نے اس کے ساتھ وجود میں شریک ٹھہرایا اس جرم کو نہیں بخشا جو اس کے شریک کیا جائے۔

تفسیر عالمانہ کذلک امر اسی طرح ہے یعنی وہ معاملہ جو سابقہ امتوں نے اپنے رسل کرام علیہم السلام کی تکذیب کے علاوہ انہیں کبھی جادوگر کہتے ہیں اور کبھی مجنوں۔ چنانچہ خود فرمایا کہ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ نہیں آیا ان کے پاس جو ان سے پہلے گزرے ہیں رسول (علیہ السلام) میں سے الا قالوا مگر انہوں نے اپنے رسول علیہ السلام کے لئے کہا ساحر اور مجنون وہ جادوگر ہے یا مجنون ہے۔ یعنی جب انہیں ان کے نبی علیہ السلام نے معجزہ دکھایا تو کہہ دیتے یہ تو جادوگر ہے فلہذا اے حبیب محمد ﷺ آپ کی یہ لوگ تکذیب کر رہے ہیں تو اپنی قوم کا غم نہ کھایئے۔

اتواصوا بہ کیا انہوں نے اس کی وصیت کی ہے۔ یہ ہمزہ انکار و تعجب کا ہے یعنی ان کے حال اور معاملات سے تعجب ہے کہ باوجود یہ کہ ان مکذبین کو عرصہ گزر گیا وہ بکواسات جو انہوں نے اپنے انبیاء علیہما السلام کے لئے کئے تھے وہ بھولے بھلائے سے ہو گئے یہاں تک کہ کسی عقلمند کے ذہن میں وہ کلمات نہیں آسکتے تھے کہ وہ ان جیسی انبیاء علیہم السلام کے حق میں ایسی بکواس کرے لیکن یہ لوگ صدیوں بعد بھی وہی بکواس کر رہے ہیں۔ تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ گویا ان کے آباء و اجداد اسی طرح کی وصیت کرتے چلے آئے کہ جب بھی کوئی نبی علیہ السلام اس طرح کا دعوی

marfat.ocm

کرے تو تم اسطرح بکواس کرنا وغیرہ وغیرہ۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ۔ بلکہ ’’ سرکش قوم تھی۔

ربط یہ انکے اس معاملہ سے (کہ ان کا شر پر متفق ہونے کا اس پر مدار ہے کہ بعد زمانہ اور ایک دوسرے کو نہ ملنے کے باوجود گویا وہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے) روگردانی کرکے بتاتا ہے کہ ان کا ایسی بکواسات کرنے کا موجب کچھ اور ہے جو وہ اس سے بھی قبیح و شنیع تر ہے ’’ ہے ان کی جبلت خبیثہ میں طغیان اور سرکش ہونا یہ وجہ نہیں کہ وہ ایسی بکواسات کرنے کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آنا جو ان کی طبائع کا اقتضا کو دخل نہ ہو یہ نہیں بلکہ وہی وجہ ہے جو ہم نے بتائی یعنی ان کی طبائع میں طغیان و سرکشی کا رچ جانا اور راسخ ہونا۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے نفوس متمردہ والے پہلے دور کے ہوں یا آخری دور کے سب کی جبلت و طبیعت میں یہ سرکشی گھسی ہوئی ہے اور انکار ان کا طبعی شیوہ ہے اور تکبر گویا ان میں رچ گیا ہے کوئی رسول ہو جو بھی وحی ظاہر لائے یا کوئی ولی اللہ باطنی الہام ربانی سنائے یہ ان سب کا انکار کریں گے اور کہیں گے یہ تو جادوگر ہے اس نے ہم پر جادو کر دیا ہے یا مجنون ہے اسی لئے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کیونکہ ان کے سب میں تمرد اور تکبر طبیعت بن چکا ہے گویا وہ ایک دوسرے کو اس کی وصیت کرتے رہتے ہیں بلکہ یہ سرکش لوگ ہیں انہوں نے یہ سرکشی اور طغیان اسباب وسعت اموال اور کثرت نعمت اور دنیوی خوش حالی اور کاروبار سے پائے ہیں۔
کسی شاعر نے کہا۔

ان الشباب والفراغ والجدہ
مفسدة للمرء ای مفسدہ

ترجمہ بیشک جوانی اور فارغ البالی اور بیکاری انسان کے لئے بہت بڑا فساد ہے۔

فائدہ ان لوگوں نے ان اسباب کے مقتضیات کو الٹ دیا اس لئے ان پر لازم تھا کہ جوانی اور دولت مطلوب حقیقی کے حاصل کرنے میں صرف کرنا تھا جیسا کہ حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ نے فرمایا کہ

عشق و شباب و رندی مجموعہ مراد است
چوں جمع شد معانی گوے بیان تو ان زد

ترجمہ عشق و شباب اور رندی مجموعہ مراد ہیں جب جمع ہو جائیں تو معانی کی گیند بیان کی جا سکتی ہے۔

تفسیر عالمانہ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ تو ان کی جنگ سے روگردانی فرمایئے کیونکہ ان کو بار بار دعوت دی جاچکی ہے اور یہ انکار ہی انکار کئے جا رہے ہیں اور تکبر کے سوا ان سے کوئی بات صادر نہیں ہوتی جب تک آپ کو ان کے ساتھ جنگ و جہاد کا حکم صادر نہ ہو ان کو مکافات عمل (کردار کا بدلہ دینا) سے روگردانی فرمایئے۔

تفسیر صوفیانہ فتح الرحمن میں ہے کہ ان پر حد زائد حرص اور حسرتوں میں ان کے نفوس کے پھنسنے سے روگردانی فرمایئے اور الواسطی نے فرمایا کہ ان کو ان کی ازلی سعادت و شقاوت کے حال پر چھوڑیئے (کہ جو کچھ ان کے ازل میں لکھا جاچکا ہے انہیں وہی ملے گا۔ آپ نے حق و باطل کا امتیاز بتادیا اب ان کی قسمت)

فما انت بملوم پس آپ پر کوئی ملامت نہیں اگر ان سے روگردانی فرمائیں گے کیونکہ آپ نے اپنے طور ان کو انہام و تفہیم فرمائی اور بہت ہی کوشش فرمائی ہے اور تبلیغ و ابلاغ کے تمام راستے اختیار فرمائے ہیں۔

حل لغات اللوم والملامہ بمعنی کسی کو سرزنش کرنا

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اپ ان سے روگردانی فرمایئے اس لئے کہ جس سے آپ کی محبت ہے آپ اس میں ہدایت پیدا نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس تخلیق ہدایت کے عجز سے آپ پر کوئی ملامت ہے کیونکہ آپ کا کام تھا پیغام پہنچانا اور ظاہری اسباب کا استعمال کرنا وہ آپ کر چکے بلکہ آپ نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اب شہود العین آپ کے ذمہ نہیں تبلیغ رسالت میں اس کی شرط ہے۔

وذکر اور وعظ و نصیحت کیجئے اسے بالکل نہ چھوڑیئے۔ یہاں هم ضمیر محذوف اس لئے ہے کہ ان کا معاملہ اتنا واضح ہے کہ ان کی ضمیر ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ فان الذکری تنفع المومنین اس لئے کہ پند و نصیحت اہل ایمان کو نفع دیتی ہے یعنی ان لوگوں کو جن کے لئے ایمان مقدر ہے یا انہیں جو بالفعل مومن ہیں۔ کیونکہ وعظ و نصیحت سے ان کی بصیرت و قوت فی الیقین میں اضافہ ہوتا ہے یعنی کافروں کی سرکشی و عناد اور انکار سے اہل ایمان کی نصیحت سے دست بردار نہ ہو بلکہ ایسے ہی وعظ و نصیحت میں مصروف رہیے اس لئے کہ وعظ و نصیحت کے بہت بڑے فوائد ہیں مثلاً نصیحت قلوب کو نرم کرتی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہر مومن سے صدور گناہ ہوتا ہے اور وہ لحظہ بہ لحظہ اپنی عادت پر مجبور ہوتا ہے

marfat.com

کیونکہ مومن مفتون اور فراموشی طبیعت ہے اسے جب نصیحت کی جائے تو وہ اس کے لائق ہے۔

فائدہ حدیث قدسی گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مطیعین کو میرے بہت بڑے ثواب کی یاد دلایئے۔ عارفین کو امور یاد دلایئے جنہوں نے انہیں میری آزمائش سے روگردانی کرائی ہے اور بعض نے کہا کہ بے فرمانوں کو میرا عذاب یاد دلایئے تاکہ میری مخالفت سے باز آجائیں اور مطیعین کو میرے بڑے ثواب یاد دلایئے تاکہ طاعت و عبادت میں بڑھیں اور عشاق کو میرے وہ شاہد کے انوار جمال و جلال یاد دلایئے جو انہیں غیب اور غیب الغیب میں نصیب ہوئے تھے تاکہ بذل الوجود و طلب المفقود میں بڑھیں۔

دس چیزوں کی یاد فصول میں مذکور ہے کہ کلام مذکور دس چیزوں پر مشتمل ہے تاکہ سامعین کو نفع حاصل ہو۔

۱۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلایئے تاکہ وہ اس کا شکر کریں۔

۲۔ دکھ اور تکالیف کا ثواب بتائیں تاکہ صبر کر سکیں۔

۳۔ گناہوں کا سزا و عذاب سنائیں تاکہ گناہوں سے باز آجائیں اور ان سے توبہ کریں۔

۴۔ شیطان کے مکروہ فریب بتائیں تاکہ اس میں دل نہ لگائیں۔

۵۔ دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی سمجھائیں تاکہ اس میں دل نہ لگائیں۔

۶۔ موت کو ہر وقت یاد رکھا جائے تاکہ روانگی کی تیاری جاری رکھی جا سکے۔

۷۔ قیامت کو زیادہ سے زیادہ یاد دلایا جائے تاکہ اس کے لئے زاد راہ جمع کیا جا سکے۔

۸۔ دوزخ کے عذاب کے حالات بتائے جائیں تاکہ ان سے بچ سکیں۔

۹۔ بہشت کی نعمتیں سنائی جائیں تاکہ انہیں رغبت ہو۔

۱۰۔ ہر بات کو خوف و رجاء کے درمیان میں رکھا جائے یعنی کبھی اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت کا تصور دلایا جائے تاکہ اس کا خوف دل میں پیدا ہو اور کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی بتائی جائے۔ تاکہ اس سے امیدوار ہو جو پند و نصیحت ان دس امور پر مشتمل ہو تو اہل ایمان کو اس سے بہت بڑا فائدہ نصیب ہو گا بالخصوص وہ عالم دین ایسی بتائے جو خود کو ان کا عامل بناتا ہو کیونکہ عالم باعمل کی بات زیادہ موثر ہوتی ہے بہ نسبت اس کے جو بے عمل ہو۔

سوال بے عمل عالم کی بات کا خاک اثر ہو گا جب وہ خود عمل نہیں کرتا پھر اس کی وعظ و نصیحت کا کیا فائدہ؟

marfat.com

جواب یہ ہم نے از خود نہیں بلکہ بزرگوں نے ایسے فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نوشتہ باشد پند بر دیوار

ترجمہ لازم ہے کہ نصیحت حاصل کی جائے خواہ وہ نصیحت دیوار پر ہی لکھی ہوئی ہو۔

اور جو سن کر بھی عمل میں لانے کی کوشش کرے تو وہ فائدہ پا سکتا ہے اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمیع وھو شہید

ترجمہ بیشک نصیحت اس کے لئے ہے، جو اس کی طرف کان لگائے درانحالیکہ وہ مکمل طور متوجہ ہو۔

تفسیر عالمانہ وما خلقت الجن والانس (اور ہم نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا) الا لیعبدون مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

فائدہ امام یعقوب نے اس طرح پڑھا ہے ایسے ہی یطعمولی ویستعجلونی یاء کو باقی رکھ کر جیسا کہ اس کی تحقیق آئے گی (انشاء اللہ) یعنی بحالت وصل و فصل ہر دونوں میں یاء متکلم کو باقی رکھنا اور باقی قراء نے ہر دونوں حالتوں میں حذف کیا ہے۔

فائدہ عبادت عبودیت سے زیادہ بلیغ ہے اس لئے عبودیت بمعنی (ذلت) ظاہر کرنا ہے اور عبادت ہر درجہ کی عاجزی کرنا اور اسکا مستحق وہی ہے جو حد درجہ کی فضیلت رکھتا ہو۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ عبادت ذاتیہ ہے مخلوق کے لئے ہے کیونکہ وہ لغت عربیہ میں ذلت کو کہا جاتا ہے۔

نکتہ افعال مخصوصہ (مثلاً عبادات وصفیہ) کا اسی لئے مکلف بنایا تاکہ اس ذلت ذاتیہ پر تنبیہہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنے رب خالق کے لئے عجز وانکسار کریں بطریق مشروع۔

نکتہ انسان وجن کو عبادت کے لئے پیدا کرنے کا معنی یہ ہے کہ انہیں پیدا کیا درانحالیکہ ان میں مکمل استعداد ہے اور مکمل قدرت ہے اور وہ ان سے عبادت مطلوب ہے کہ غایت کی ترتیب کو جو کہ وہ اس کا ثمر ہے بمنزلہ ترتب

marfat.com

فرض کے قرار دیا گیا ہے جو کہ وہی اس کی غرض اصلی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال کا تتبع غایات جلیلہ سے ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں (اگرچہ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے افعال معلل بالاغراض ہوں) کیوں نہ ہو جبکہ وہ رحیم و کریم ہے اور یہ بندوں کے لئے رحمت اور عبادت اس کے فضل و احسان کا سبب ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کسی غرض و غایت کے محتاج نہیں ہیں یعنی یوں کہا جائے کہ فلاں امر اللہ تعالیٰ کے فلاں فعل کا باعث ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو یہ نہ ہوتا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس کے کمال کی غایت یہی فعل ہے حالانکہ وہ کسی وجہ کے بغیر ہی کامل ہے۔ اور معنی نہایت کمالیہ کی حیثیت سے اس کی طرف فعل فاعل حق کا پہنچا تو بھی افعال سے اس کی نفی نہیں ہوتی بلکہ وہ کل کے کل اسی طریق سے جاری ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی وصف حکمت سے مشہور ہے۔

فائدہ فقہاء اہل لغت نے اسی طرح تعلیل کا معنی بتلایا ہے اور اسی سے ہی لام کا معنی مستحق ہوتا ہے ہاں فاعل کا ارادہ مقتضیات لام سے نہیں تاکہ لازم آئے کہ بعض انس و جن سے تو عبادت کا صدور نہیں ہوتا تو پھر ارادہ الٰہی کہاں گیا اسی طرح سے تخلف المراد از ارادہ لازم نہ ایا کیونکہ بعض انس و جن کا غایت تک نہ پہنچنا باوجودیکہ اس کے پاس مبادی الاسباب اور ایسے مقدمات موجود تھے جو اسے غایت تک پہنچا سکتے تھے۔ لیکن اس نے استعمال ہی نہ کئے اس اعتبار سے نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے لئے غایت کہاں گئی اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی ایک اور آیت میں فرمایا کہ "کتاب أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اسی لئے نازل کی تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائیں اسی طرح نظائر بے شمار ہیں (الارشاد)

مفتی سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہاں پر لام اپنے حقیقی معنی پر ہے (اسے غور سے دیکھ لو) خلاصہ یہ کہ لام لیعبدون میں اس سبب کا اثبات ہے جو حق کا موجب ہے اور یہ لام شرعاً حکمت و سبب کی اور عقلاً علت کی ہے۔

مولانا رمضان کی تقریر حضرت مولانا رمضان رحمتہ اللہ علیہ نے شرح عقائد میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا استکمال اپنے فعل سے جائز بلکہ واقع ہے مثلاً جب اس نے عالم کو پیدا فرمایا تو کمال موحدیت و معروفیت استکمال فرمایا چنانچہ ارشاد وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ای لیعرفون سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ کمال

لمنافی ہے اور اس کا خلو (خالی ہونا) بھی ہو سکتا ہے۔

فائدہ مقصود الٰہی از ہمہ کمال جلاء و استجلاء ہے کہ انسان کامل (اولیاء و انبیاء) میں جمعاً و تفصیلاً ظاہر ہو اور عالم میں صرف تفصیلاً ظاہر ہو۔

سوال طلب مقصود استکمال نہ ہوا بلکہ نقصان کا داعی ہے جیسا کہ اہل کلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلل باغراض نہیں۔

جواب یہ استکمال از فعل غیر کے لئے ہے نہ کہ اپنے صفات سے اور یہاں کا استکمال اپنے فعل سے ہے فلہذا اعتراض نہیں ہو سکتا (تفسیر الفاتحہ لصدر الدین القنوی قدس سرہ اور ایسے ہی بعض شروح فصوص الحکم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک کمال ذاتی ہے دوسرا کمال اسمائی ہے اور استکمال یا بغیر کمال ذاتی کے لئے ممتنع ہے اسمائی کے لئے جائز ہے کیونکہ آثار اسماء کا ظہور مظاہر کونیہ کے بغیر ممتنع ہے۔ حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

وجود قابل شرط کمال اسمائیست   وہ گرنہ ذات نباشد بغیر متکمل

ترجمہ وجود قابل کمال اسماء کے لئے شرط ہے ورنہ ذات کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بغیر متکمل نہ ہو اور فرمایا۔

ای ذات رفیع تو نہ جوہر نہ عرض   فضل و کرمت نیست معلل بغرض

ترجمہ تیری ذات بلند ہے نہ تو جوہر نہ عرض تیرا فضل و کرم کسی غرض کے ساتھ معلل نہیں۔

شرح یعنی حق سبحانہ بحسب کمال ذاتی وجود عالم و عالمیان سے مستغنی ہے جیسا کہ فرمایا کہ واللہ هو الغنی لیکن چونکہ کمال اسمائی وجود اعیان ممکنات پر موقوف ہے اسی لئے اسے پیدا فرمایا۔

ترجمہ تاکہ خود ہو ساتھ جملہ اوصاف کے ظاہر واجب ہے کہ ممکن درمیان میں آئے۔

ورنہ اس کا کمال ذاتی آدمیوں سے فرد اور غنی ہے جیسا کہ اس نے خود بیان فرمایا۔

فائدہ اشاعرہ نے اس توجیہہ کا انکار کیا ہے یعنی یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بالاغراض ہیں اور اس کی تاویل کی جائے کہ ذات تو معلل بالاغراض نہیں اسماء ہیں اشاعرہ کے نزدیک یہ توجیہہ صحیح نہیں اگرچہ فی الواقع لفظاً صحیح

marfat.ocm

ہو لیکن جب ہم تمسک کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منافع سے ہر طرح سے مستغنی ہے۔ تو کوئی شے اس کے لئے نافع ہو کر اس کی طرف کیسے راجع ہو کیونکہ وہ قادر ہے کہ کسی تک نفع پہنچائے بغیر کسی فعل کے واسطہ کے اس معنی پر اشاعرہ کے نزدیک معلل بالاغراض کی کوئی صورت نہیں اور وہ لیعبدون لام التعلیل کو استعارہ تبعیہ بناتے ہیں عبادت بندگان کو تشبیہ دی گئی ہے ساتھ اس کے کہ فرض کی جائے کوئی اسی علت جو اس کی خلق پر مرتب ہو۔

فائدہ اکثر فقہاء و معتزلہ کہتے ہیں کہ معلل بالاغراض افعال اللہ کو کہا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے منافع اللہ تعالیٰ کی طرف راجح نہیں بلکہ مخلوق کی طرف راجع ہیں کیونکہ کسی فعل کا غرض سے خالی ہونا عبث ہے اور اللہ تعالیٰ حکیم سے عبث کا ہونا محال ہے۔ (مشارق الانوار لابن الملک)

فائدہ ابن الشیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا معتزلہ کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بالاغراض ہیں ان کا استدلال اسی آیت وماخلقت الجن والانس الخ سے ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس کے ارادہ کے خلاف ہو جائے تو جائز ہے جب وہ مراد بندوں کے افعال اختیاریہ سے ہو ان کا یہ استدلال بھی اسی آیت سے ہے طریق استدلال یہ ہے کہ لام التعلیق (لیعبدون) میں بتائی جاتی ہے کہ اس کی وضع اس لئے ہوئی ہے کہ وہ اس پر داخل ہو جو کسی دوسرے فعل کی غرض ہو۔ اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا انس وجن کے پیدا کرنے کی غرض ' ان کا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے پھر ظاہر ہے کہ بعض (انس وجن) نے عبادت نہیں کی تو یہ ان کا عبادت نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے خلاف ہو گیا یہی ہم (معتزلہ) کہتے ہیں۔

جواب از اہلسنّت جب کہ قطعی دلیل موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام کسی غرض پر ہوتا ہے تو اسی لئے لازم ہے کہ اس لام (لیعبدون) کی تاویل کی بجائے (ایسے ہی جہاں لام تعلیل افعال تعلیل افعال الٰہی میں واقع ہو) اور اس کی تقریریوں کی جائے کہ وہ حکمتیں و مصلحتیں جو فعل الٰہی سے مرتب ہوتی ہیں اور یہ حکمتیں فعل کی غایت ہوتی ہیں جس کے لئے وہ ہیں اس حیثیت سے کہ اگر یہ فعل۔ غیر اللہ سے صادر ہوتا تو اس کی یہ غایت و غرض ہوتی اسے غرض حقیقی سے تشبیہ دے کر اس پر لام تعلیل داخل ہوتی ہے جو غرض پر دلالت کرتی ہے بوجہ اسی تشبیہ کے اسی وجہ سے اس پر اس غرض کا اطلاق ہوتا ہے یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ مافی الارض کی تخلیق سے غرض لوگوں کا انتفاع ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خلق لکم مافی الارض جمیعا (جو زمین میں ہے سب

marfat.com

تمہارے لئے پیدا کیا) یہ جواب اس لام سے حاصل ہوتا ہے۔ جو غایت مرتب علی الفعل پر مرتب ہے اور وہ الالیعبدون میں تعلیل کا نفع نہیں دیتی اس لئے کہ عبادت خلق کثیر از جن وانس پر غایت مرتب نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ کہا جائے کہ اسے غرض سے تشبیہ دی گئی باایں حیثیت کہ فعل اس (غایت) کی طرف پہنچانے والا ہے اور وہ (غایت) اس فعل پر مرتب ہے اس معنی پر غایت پر غرض کا اسم اطلاق کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہی اس پر لام غرض کی داخل ہوئی ہے لیکن یہ اگر مکمل ہو تو یہ معتزلہ کے استدلال ثانی کا بھی جواب یہی ہے کیونکہ یہ اس معنی پر مبنی ہے کہ مدلول اللام کافی نفس الامر غرض ہے اور وہ شے جو علی طریق التشبیہ غرض ہو۔۔ مراد نہیں ہوتی اس تقریر پر عدم ترتب غرض کا علی الفعل سے تخلف المراد عن الارادہ لازم نہیں آتا اسی لئے معتزلہ کا استدلال صحیح نہ ہوا۔

فائدہ مصنف (شرح مشارق الانوار رحمتہ اللہ علیہ) نے اس جواب کی طرف اشارہ کیا ہے اپنی اس تقریر میں کہ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو ایسی صورت میں پیدا فرمایا جو وہ متوجہ الی العبادت اور اس کے لئے مستعد ہے اس معنی پر ان کی تخلیق کو عبادت کا مغیا (غایت کا مفعول) بنایا۔ خلاصہ یہ کہ جن وانس کی تخلیق پر عبادت غایت مترتبہ نہیں چہ جائیکہ اسے غرض و مراد بنایا جائے تاکہ عدم ترتب علی خلقھا (جن وانس) سے تخلف المراد عن المراد لازم آئے (جیسے معتزلہ نے سمجھا)

سوال اگر یہ بات نہیں تو پھر لام لیعبدون (غایت) پر داخل کیوں ہوئی حالانکہ اس کا حق ہے کہ وہ غرض پر داخل ہو یا مشبہ پر کیونکہ وہی مرتب علی الفعل ہوتا ہے اور اس کافی الجملہ موجب و حامل ہوتا ہے۔

جواب چونکہ اسے غایت مرتبہ سے مشابہت ہے اسی لئے اس پر داخل ہوئی کیونکہ انس و جن کی تخلیق ایسی صورت پہ پیدا کیا گیا جو متوجہ الی العبادت اور اس کی صلاحیت و قابلیت اور اس کی قدرت وطاقت رکھتی ہے اسی لئے اس پر لام داخل ہوئی اور ان کی تخلیق اسی صورت کے ساتھ یہ بات ملائی گئی کہ وہ دلائل سمعیہ و عقلیہ سے رہبری حاصل کریں کہ وہ عبادت کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہیں اس اعتبار سے گویا انہیں پیدا ہی عبادت کے لئے کیا گیا ہے۔ اور یہ ان کی تخلیق پر غایت مترتبہ ہے اسی لئے اس پر غایت کا اطلاق ہو کر اس پر لام الغایت داخل ہوئی اس میں ان کی تخلیق اسی صورت پر پیدا کرنے میں مبالغہ ہو۔

marfat.ocm

کہ ان کی تخلیق گویا ہے ہی تحصیل عبادت کے لئے اسی لئے مصنف (شرح مشارق الانوار) نے فرمایا کہ اگر اس آیت کی لام کو اپنے حقیقی معنی میں رکھا جائے تو اس میں منع و ابطال لازم آئے گا اور دو آیتوں میں تعارض ہو جائے گا مثلاً جو لوگ جہنم کے لئے پیدا کئے گئے تو ان کے لئے کہنا پڑے گا وہ عبادت کے لئے پیدا نہیں کئے گئے (حالانکہ یہ مطلب و مفہوم غلط ہے۔[1]

فائدہ بحر العلوم میں ہے کہ میں نے ان دونوں گروہوں (انس و جن) کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت کے لئے۔ عبادت بمعنی بندے کا قیام اس کے ساتھ کہ جس سے وہ عبادت کرے اور اسے اوامر و نواہی کی تابعداری کے لئے مکلف بنایا جانا یا آیت کا معنی یہ ہے کہ میں نے انہیں پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ میں ان سے عبادت کا مطالبہ کروں۔ اور وہ مطالبہ اس کی کتابوں میں ہے جو اس نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں یہ تقدیر صحیح ہے یعنی لیعبدون کا تعلق طلب سے ہے اور ارادہ سے نہیں اور اس تخلف المراد عن الارادہ بھی لازم نہیں آتا کیونکہ طلب مطلوب کے وجود کو مستلزم نہیں بخلاف ارادہ کے کہ اس کے لئے مراد کا ہونا ضروری ہے جیسے اپنے مقام پر اس کی تحقیق ہو چکی ہے۔

خلاصہ جو کچھ علماء کرام نے اس آیت کے معنی میں فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وما امروا الا لیعبدوا یہ مامور نہیں ہیں مگر اس کے کہ وہ عبادت کریں ایک معبود کی یہی اہلسنت کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ اگر وہ صرف عبادت کے لئے پیدا کئے جاتے تو وہ آنکھ جھپکنے کی مقدار میں بھی نافرمانی نہ کرتے ہاں وہ امر تکلیفی طلبی نہ کہ ارادی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ورنہ مراد ارادہ کے خلاف ہرگز نہ ہوتا اگر وہ امر ارادی ہوتا چونکہ عاصی (نافرمان) کے عین میں حضرت علمیہ میں استعداد کی تکلیف ثابت ہے اس لئے اس کی طرف امر تکلیفی متوجہ ہوا لیکن اس کے عین میں مامور بہ کی استعداد نہیں تھی اسی لئے اس سے مامور بہ متحقق نہ ہوا۔ اسی لئے اس سے معصیت و مخالفت صادر ہوتی ہے۔

سوال پھر اسے مکلف بنانے کا کیا فائدہ جب وہ جانتا تھا کہ اس سے مامور بہ کا وقوع نہیں ہوگا۔

جواب امتیاز مطلوب ہے کہ ان میں کس میں استعداد قبول امر ہے اور کس میں نہیں تاکہ سعادت و شقاوت

---

[1] (حواشی ابن الشیخ)

marfat.ocm

ظاہر ہوں اور معلوم ہو کہ ان میں سعید کون ہے اور شقی کون؟

فائدہ بعض نے کہا اس (انس و جن) سے بھی ان کی جنس سعداو و اشقیاء مراد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ آیت کے عموم سے ہے مجنون مستثنیٰ ہیں یہ بھی دلیل ہے کہ مذکورہ بالا تقریر صحیح ہے نیز اس کی تائید ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس ہوتی ہے کہ اس میں بچے اور پاگل مستثنیٰ ہیں۔

سوال عبادت کیلئے خلق الجن والانس کی علت ہے۔ اگر ایسے ہوتا تو بہت سے لوگ عبادت سے محروم نہ ہوتے۔

جواب ممکن ہے یہاں پر مخصوص لوگ مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قراۃ دلالت کرتی ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اگر عام بھی مراد ہو تو اس سے وہ لوگ مراد ہوں جو تکلیف کی قابلیت و صلاحیت رکھتے ہیں جیسا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی حدیث ہے کہ مامن مولود الا ویولد علی الفطرة کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر پیدا ہوتا ہے فطرت پر۔

فائدہ لیعبدون میں عبادت سے معرفت مراد ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں کیونکہ معرفت کفار کو بھی حاصل ہے جیسا کہ فرمایا کہ ولئن سالتهم من خلق السموت والارض ليقولن الله اگر ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان و زمین پیدا کئے تو کہیں گے اللہ۔

فائدہ حضرت مجاہد نے فرمایا اور امام بغوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسی کو اختیار فرمایا وہ یہ کہ لیعبدون بمعنی لیعرفون ہے اس کا ذیل کی حدیث قدسی پر ہے۔

كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف (روح البیان ص ١٧ ج ٩) میں مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میری پہچان ہو۔

سوال اگر معرفت مراد ہوئی تو لیعبدون کے لانے کا کیا فائدہ؟

جواب یہ اطلاق السبب علی المسبب کے قبیل سے ہے تاکہ تنبیہ ہو کہ معرفت وہ معتبر ہے جو عبادت سے

marfat.com

حاصل ہو نہ کہ دوسرے طریقوں سے جیسے فلاسفہ کی معرفت وغیرہ۔[۱]

فائدہ بعض نے فرمایا کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے انہیں پیدا نہیں مگر عبادت کے لئے اپنے اختیار سے تاکہ میرے ہاں سے شرافت و کرامت حاصل کریں اور میں نے اس پر انہیں مجبور نہیں کیا کیونکہ اگر میں انہیں عبادت پر مجبور کروں تو ان سے عبادت حاصل ہو جاتی لیکن مجھے نہ ان کی ضرورت ہے اور نہ ان کی عبادت کی۔

خلاصہ تطفلاً و اختیاراً انہیں عبادت کے لئے پیدا کیا گیا نہ کہ جبلت و اجباراً جسے اللہ تعالیٰ توفیق بخشا اور سیدھے راستہ پر لگاتا ہے تو وہ اس عبادت کو بجالاتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اور جسے وہ ذلیل و خوار کرے اور اپنے دروازے سے ہٹائے تو وہ محروم ہو کر ایسے عمل کرتا ہے جس کے لئے اسے پیدا نہیں کیا۔

حدیث شریف عمل کرو ہر وہ جسے اللہ تعالیٰ سے آسانی نصیب ہوتی ہے تو وہ عمل کرتا ہے جس کے لئے پیدا کیا گیا۔[۲]

تفسیر صوفیانہ حضرت الشیخ نجم الدین وایہ قدس سرہ نے اپنی تاویلات میں لکھا کہ وہ خلقت الجن الخ میں نے انس و جن کو اسی لئے پیدا فرمایا تاکہ وہ میری عبادت کریں کیونکہ میری معرفت کا موتی صدف عبودیت میں امانت رکھا ہوا ہے اور میری معرفت دو قسم ہے۔

۱۔ معرفت صفت جمال ۲۔ معرفت صفت جلال

اور وہ ہر دونوں مظہر ہیں اور عبودیت دونوں مظہروں کی یا فرمانبرداری کرتی ہے یا بے فرمانی جو تسلیم و رضا سے فرمانبرداری کرتا ہے جیسے اسے حکم ہے تو وہ صفت جمال لطف کا مظہر ہے اور جو انکار و استکبار سے سرکشی کرتا اور بے فرمانی کرتا ہے تو وہ صفت جلال و قہر کا مظہر ہے۔ اب آیت کا معنیٰ یہ ہوا کہ میں نے مقبول بندے پیدا فرمائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے صفت جمال و لطف کے مظہر کے مظہر بنیں۔ اور مردوں کو پیدا فرمایا تاکہ خواہشات نفسانی کی عبادت کر کے صفت جلال و قہر کے مظہر بنیں اسی معنیٰ پر ہی میں نے انہیں پیدا کیا۔

فائدہ حکمت ایزدی کا تقاضا نہیں کہ سب کے سب توحید و عبادت و اخلاص و اقبال کلی علی اللہ پر متفق ہوں اس لئے سے امر معاش میں خلل ہوتا اسی لئے کہا گیا ہے لاالحمقی لخربت الدنیا اگر احمق (دنیادار) نہ

---

۱ (الارشاد ۱۲) ۲ (عین المعانی ۱۲)

marfat.ocm

ہوتا تو دنیا کا معاشرہ بگڑ جاتا۔ اسی لئے غضب الٰہی کا ہونا ضروری ہے تاکہ مرتبہ شمل الیمان دست قدرت) کی تکمیل ہو اگرچہ اس کے دونوں مبارک ہاتھ دائیں ہیں لیکن ہر دونوں کا حکم ایک دوسرے کے خلاف ہے۔ اس معنی پر زمین تمام اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور ساتوں آسمان اس کے دائیں ہاتھ (قدرت) میں لپیٹے ہوئے ہیں اسی لئے حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ ہر ان امر کا ظہور ہو جو جس ہاتھ (قدرت) سے منسوب ہیں۔ ایک کی طرف سعادت مندوں کی رحمت و جنت منسوب ہے دوسرے کی طرف بدبختوں کے لئے قہر و غضب اور ان کے لوازمات اور ہر دونوں کے مقتضی دنیا میں موجود ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی شان کریمہ تخلیق سے مقصود اصلی تخلیق سے انسان کامل کا وجود ہے وہی جمال و کمال حق کا آئینہ ہے اور وہ موجود ہوئے۔ (یعنی حضور سرور عالم ﷺ) اور سواد اعظم سے بھی مراد وہ ہے جو حق پر ہو خواہ ایک ہو۔

عجیب تفسیر امام واحدی رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیعبلون بمعنی لیخضوالی ویتذللوالی یعنی اہل معانی کے نزدیک آیت کا معنی یہ ہے کہ انس و جن کو اس لئے پیدا کیا گیا تاکہ وہ میرے لئے عجز و نیاز اور تواضع و انکسار کا اظہار کریں اور عبادت کا معنی بھی لغت میں ذلت و انقیاد ہے اور تمام مخلوق انس و جن اللہ تعالیٰ کی قضاء کے آگے سرخم اور اس کی مشیت کے سامنے سرنیاز جھکائے ہوئے ہے کہ جیسے چاہا پیدا کیا اور وہ رزق بخشا جو اس کا فیصلہ ہوا کسی کو کوئی طاقت نہیں کہ وہ اس سے سرتابی کرے جس پر اسے پیدا کیا گیا۔

تفسیر ابن عباس سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ لیعبلون بمعنی بالعبودیتہ طوعا و کرھا یعنی انس و جن کو اس لئے پیدا کیا گیا تاکہ وہ طوعا و کرہا عبودیت کا اقرار کریں یعنی اہل ایمان طوعا عبودیت کا اقرار کرتے ہیں اور اہل کفر کرہا یعنی اس جبلّت پر جس پر ان کی خلقت (تخلیق) ہے وہی وحدانیتہ اللہ اور اس کا تخلیق میں منفرد ہونے اور اس کے استحقاق عبادت پر دلالت کرتی ہے اس معنی پر تمام مخلوق اس کی عبادت گزار ہے اسی پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ولہ مافی السموات ومافی الارض کل لہ قانتون اور اسی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کے سب اسی کے فرمانبردار ہیں (طوعا یا کرھا) اس معنی پر کہ ان میں دلائل حدوث پائے جاتے ہیں جن سے لازم آتا ہے کہ وہ مربوب و مخلوق اور کسی کے تابع ہیں۔ التیسیر

marfat.com

یہ وہ اقوال ہیں جو اس باب میں مذکور ہوئے۔

نکتہ جن وانس کی تخلیق کو عبادت کے حصر میں اشارہ ہے کہ ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ اور عبودیت مخلوق کے لائق ہے اور یہ ان کے مخصوص ترین اوصاف سے ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ عبودیت رسالت سے افضل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے فرمایا اسری بعبدہ اپنے عبد مقدس کو سیر کرائی بر سولہ) نہیں فرمایا اور اسی لئے اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ہیں۔ عبدہ ورسولہ سے مقدم ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ربوبیت کا دعوی کرتا ہے وہ اس آیت کی تہدید سے خوف رکھے کیونکہ جمیع کمالات اللہ تعالیٰ کے ہیں اگرچہ عبد سے ظاہر ہوں تو وہ عبد صرف مظہر ہے اور بس ورنہ ظاہر صرف وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے کمالات ہیں۔

عبادت کی قسمیں عبادت دس قسم ہے۔

۱۔ نماز ۲۔ زکوۃ ۳۔ روزہ ۴۔ حج ۵۔ قراۃ القرآن ۶۔ ہر حال میں ذکر اللہ ۷۔ طلب الحلال ۸۔ قیام بحقوق المسلمین وحقوق الصحبت ۹۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۱۰۔ اتباع السنت اور یہی آخری قسم سعادت کی کنجی اور محبت الٰہی کی علامت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

ترجمہ فرمایئے اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تمہیں اللہ تعالیٰ محبوب بنائے گا۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

یا نبی اللہ السلام علیک انما الفوز والفلاح لدیک

گر نرفتم طریق سنت تو ہستم از عاصیان امت تو

ماندہ ام زیر بار عصیان پست رفتم از پائے اگر نگیری دست

ترجمہ ۱۔ اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو بیشک کامیابی اور فلاح آپ کے ہاں ہے۔

۲۔ میں آپ کی سنت کو اپنا طریقہ نہ بنا سکا میں بھی آپ کی عاصی امتیوں میں سے ایک ہوں۔

۳۔ میں گناہوں کے زیر دبا ہوا ہوں پاؤں کے بل گر جاؤں گا اگر آپ نے دستگیری نہ کی۔

marfat.ocm

سبق بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی عبادت اور اپنے خالق کے سامنے عجز و نیاز کریں جس طریق سے ہو فرائض ہوں یا واجبات سنن ہوں یا مستحبات اس طور سے جیسے اس کا حکم ہے کہ انہیں یوں ادا کیا جائے جب فرائض کو مکمل طور ادا کر لے تو درمیان دو فرضوں کی ادائیگی کے نوافل زائدہ میں لگ جائے جتنے نوافل پڑھ سکتا ہے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ کے کسی فرمودہ عمل کی تحقیر نہ کرے کیونکہ اس نے جسے بھی بنایا ہے حقیر کر کے نہیں بنایا اور نہ ہی اس نے حقیر شے کو بندوں پر واجب فرمائی کیونکہ اس نے جو عمل بھی بندوں پر واجب فرمایا ہے تو اس کے علو شان و عظمت کمال کے پیش نظر۔ ورنہ وہ اس پر بندوں کو مکلف ہی نہ بناتا۔ جب بندہ فرائض کی ادائیگی میں پابندی کرتا ہے تو وہ اس امر کی مداومت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین شے جو اس کے قریب کرنے والی ہے پر مداومت کر رہا ہے۔

قدسی حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ میرے قریب نہیں ہو سکتا اس عمل کے ساتھ جو مجھے زیادہ محبوب ہو سوائے فرائض کے جو میں نے ان پر فرض کئے اور بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہوا ایسا مقرب ہو جاتا ہے کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان ہو تا ہوں جس سے سنتا ہے اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کوئی شے مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اگر مجھ سے وہ پناہ مانگے تو میں ضرور بہ ضرور اسے پناہ دیتا ہوں اور میں کسی امر میں متردد نہیں ہوا حالانکہ میں سب کچھ کر سکتا ہوں مثلاً اس تردد کے کہ میں اپنے بندے کی روح قبض کروں جبکہ وہ موت سے کراہت کرتا ہے اور مجھے اس کی ناگواری ناگوار ہے۔

فائدہ قرب اول سے قرب فرائض اور قرب ثانی سے قرب نوافل مراد ہے۔

سبق غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے سے کتنی محبت ہے اور قوت سماعت و بصارت اور ہاتھ اور پاؤں میں کتنی قوت بخشتا ہے اس امر کی ادائیگی سے جو اس کی موجب ہے فرائض و نوافل سے۔

مسئلہ فرائض کی تکمیل سے قبل نوافل صحیح نہیں بلکہ نوافل سے ہیں فرائض ہیں یہی وجہ ہے کہ فرائض کا

marfat.com

نقص نوافل سے پورا کیا جاتا ہے۔

قدسی حدیث شریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو وہ کامل ہے یا ناقص اگر کامل ہے تو کامل لکھو اگر ناقص ہے تو پھر فرماتا ہے کہ دیکھو کوئی اس کے نوافل بھی ہیں اگر اس کے نوافل ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے فرائض نوافل سے کامل بناؤ۔

فائدہ اس طرح سے اس کے فرائض کی تکمیل نوافل سے ہوتی ہے۔

مسئلہ کوئی نوافل نہیں جن کا اصل فرائض نہ ہوں اگر نوافل کے اول و آخر میں فرائض نہ ہوں اور مستقل طور علیحدہ نوافل پڑھے گئے تو وہ مستقل عبادت ہوتی اسے علماء ظواہر بدعت سے تعبیر کرتے ہیں[1]
ان کی دلیل یہ آیت ہے ورھبانیۃ ابتدعوھا اور رہبانیت کی بدعت شروع کی۔

جواب از اویسی غفرلہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بدعت سے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان کے نہ نبھانے اور مداومت نہ کرنے کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد فمارعوھا حق رعایتھا تو انہوں نے اس کی رعایت کا حق ادا نہ کیا اس سے تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ ان کے اس جدید عمل پر خوش تھا لیکن ان کے چھوڑ دینے سے ناراض ہوا اسی لئے حضور نبی ﷺ نے فرمایا احب الاعمال الی اللہ لو ومھا وان قل بہترین عمل وہی ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ وہ قلیل ہے اللہ تعالیٰ کو بھی یہی زیادہ محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ ہم اہلسنت اپنے معمولات پر مداومت کرتے ہیں وہابیوں کا کہنا شرعی اصول سے جائز تو ہیں لیکن ان پر مداومت نہ کرو تاکہ عوام انہیں واجب نہ سمجھ لیں اگر ہم ان کی بات مان لیں تو بتایئے اللہ تعالیٰ کے منشا کے خلاف ہو گا یا نہ نامعلوم ان کی عقل میں کیوں کمزوری پڑ گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مداومت سے محبت کرتا ہے اور وہ بزعم خویش اور افتراء علی المومنین کی بناء پر ایک وہمی امر سے اللہ تعالیٰ کے محبوب عمل سے خود بھی روگردان ہیں اور دوسروں کو بھی مناع للخیر ہو کر روکتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب "العصمۃ عن البدعت اور تحقیق البدعت" میں ملاحظہ ہو۔

---

[1] جیسے ہمارے دور میں غیر مقلد وہابی کثرت عبادت (نوافل) کو بدعت سیہ کہتے ہیں ان کے رد کے لئے فقیر کی کتاب "خیر القسمۃ فی ان کثرۃ العبادات لیست بدعت (آسان نام) کثرت عبادت بدعت نہیں" پڑھیئے۔ اویسی)

marfat.com

اله وھم   یہ وہم کہ یہ بدعات نہیں تو ہم کہتے ہیں وہ بدعات حسنہ ہیں جسے رسول اللہ ﷺ اجر وثواب کا
رہ فرما رہے ہیں۔

سی غفرلہ کی تائید از امام

سمٰعیل حقی صاحب روح البیان قدس سرہ صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ

سماھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتہ حسنتہ والذی سنتہا لہ اجرھا واجر
ن عمل بہا الی یوم القیمتہ من غیر ان ینقص من اجورھم شئی

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بدعت کا نام سنت بتایا چنانچہ فرمایا کہ جس نے اس بدعت کا اجراء کیا
سے بھی اجر وثواب ہے اور اسے بھی جس نے اس پر عمل کیا تا قیامت (اسے ثواب ملتا رہے گا) بغیر اس کے کہ ان
مل کرنے والوں کے عمل میں کمی کی جائے۔

ائدہ   چونکہ نوافل میں .. قوت نہیں جو فرائض میں ہے اسی لئے وہ فرائض کے مقام نہیں ہو سکتیں لیکن ان
کے نفوس میں فرائض ہیں (کہ جب انہیں شروع کیا جائے گا یا اپنے اوپر واجب قرار دی جائیں گی وہ واجب ہوں گی
لہٰذا وہ فرائض کے قائم مقام کھڑی ہو سکتی ہیں تاکہ فرائض کو فرائض سے پورا کیا جاسکے جیسے نفل کہ ان کا حکم ان کے
اصل (فرائض) کا ہے اسی لئے وہ فرائض کے مطابق اعمال پر مشتمل ہیں ذکر میں رکوع و سجود میں حالانکہ یہ دراصل

بدعت حسنہ دراصل سنت ہے   سیدنا مجدد الف ثانی امام ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس طرح کے دیگر
اکابر ائمہ و مشائخ کی بعض عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ بدعت کوئی شے نہیں ہر فعل سنت ہے تو اس کا مطلب یہ
ہے کہ ان کی قوت اجتہاد اور وفور فہم کا اپنا مرتبہ ہے کہ .. ہر جدید فعل (بدعت) کو احادیث مبارکہ سے مستنبط کر سکتے
ہیں اسی لئے انہیں ہر فعل کی اصل حدیث نظر آتی ہے جیسے بعض اکابر آئمہ و مشائخ نے کہا کہ قرآن کی کوئی آیت
منسوخ نہیں تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ ان کی قوت استنباط اتنا ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ ہر آیت کا کوئی نہ کوئی صحیح
محمل بیان کر سکتے ہیں بخلاف ہمارے جیسے عوام کے کہ ہم آیات منسوخہ ہی مانیں گے ایسے ہی وہ بدعات حسنہ جو
ہمارے عقول و فہوم میں بدعات ہیں۔ (اکابر آئمہ و مشائخ کے نزدیک بدعت نہیں سنت ہیں اس قاعدہ کو ذہن میں رکھ
کر اب صاحب روح البیان کا جواب سنئے جو انہوں نے صدیوں پہلے فقیر اویسی غفرلہ کے مذکورہ بالا مضمون کی تائید میں
لکھ گئے (فافہم ولا تکن من الوہابین)

marfat.com

نوافل ہیں اور تمام امور جو فرائض میں فرض و واجب ہیں نوافل میں بھی وہی ہیں۔

اعلیٰ درجہ کی اتباع ہم رسول اللہ ﷺ کے سنن مبارکہ کی اتباع و اقتدا پر مامور ہیں انہی سنن پر عمل کرنا اور ان پر مداومت کرنا خود کو بھی اجر ہے اور آنے والی نسلوں میں جو بھی ان پر ہماری وجہ سے عمل کرے گا ان کا ثواب بھی ہمیں ملے گا۔[1]

ترک بدعت کی نیت ہاں اگر کوئی شخص کسی جدید عمل پر اس ارادہ پر عمل نہیں کرتا کہ اس طرح سے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تو وہ اس اتباع کی نیت پر ماجور ہو گا۔[2]

شفیق نبی ﷺ حضور سرور عالم ﷺ کو اپنی امت پر شفقت کی بناء پر انہیں تکلف میں پڑنا گوارا نہ تھا کیونکہ جس نے جدید فعل طریقہ بدعت کا اجراء کیا تو گویا اس نے تکلف کیا (مثلاً رسول اللہ ﷺ نے قرآن جمع نہیں کیا اور نہ ہی اسے تیس پاروں پر تقسیم کیا اور نہ ہی اس پر اعراب وغیرہ لگانے کا حکم دیا وغیرہ وغیرہ) (اضافہ اویسی غفرلہ ۱۲) تو اصلی سنت رسول ﷺ پر عمل اولیٰ ہے مثلاً رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں مٹی پر نماز پڑھی یہ فرش و فروش اور اس کی پختگی پکی اینٹیں چپس اور اس پر دریاں قالین وغیرہ بچھا کر نماز پڑھنے سے مٹی پر نماز پڑھنا اولیٰ ہے لیکن مجھے آج کوئی مرد مجاہد عاشق سنت مصطفیٰ ﷺ دکھایئے جو مسجد کچی میں اور فرش مٹی پر نماز پڑھتا ہو تو میں اس کے قدم چوم لوں بشرطیکہ وہ اہل سنت سے ہو۔ لیکن وہابی دیوبندی ان تمام امور کو بدعت ماننے

---

[1] مثلاً دور حاضرہ داڑھی مونڈنے کی عادت بن چکی ہے بلکہ داڑھی والوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے اس پر مداومت کرنا ایسے ہی نبی پاک ﷺ کی دوسری سنتیں بلکہ فقیر اویسی تو سمجھتا ہے کہ آج ہر سنت پر مداومت کرنا سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرنا ہے۔ ۱۲)

[2] (لیکن وہابیہ تو اس ضد سے کہ یہ اہلسنت کے معمولات اور اولیاء اللہ کے رسومات ہیں ضد سے بدعت سیئہ کی تہمت لگا کر نہ صرف چھوڑتے بلکہ دنگا فساد پر اتر آتے ہیں حالانکہ ماسوائے معمولات اولیاء اور متعلقات نبی مصطفیٰ ﷺ کے دوسرے امور بھی چھوڑ دیں تاکہ یقین ہو کہ واقعی یہ عاشق سنت ﷺ ہیں مثلاً (قرآن پر اعراب۔ مسجد کے مینار۔ محراب پکی مساجد۔ رنگ و روغن۔ پکا فرش۔ دریاں بچھانا۔ قالین وغیرہ بچھانا۔ مدارس کھولنا اور اس میں کئی طریقے مروج کرنا۔ کتب تصانیف کرنا۔ انہیں شائع کرنا وغیرہ وغیرہ مزید گنتی و شمار۔ فقیر کی کتاب "العصمۃ عن البدعۃ" میں ملاحظہ ہو۔ فقیر اویسی)

marfat.com

کے باوجود کبھی نہیں چوکتے لیکن چوکتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے متعلقات اور اولیاء کرام کے معمولات پر اور بس۔ (اضافہ اویسی غفرلہ)۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی اصلی سنت پر عمل اولیٰ ہے اور جو اسی ارادہ پر تکلفات سے بچ کر (مسجد میں مٹی پر نماز پڑھتا ہے) تخفیف نبوی کے مطابق تو (مسجد میں فرش و فروش کا) ترک اولیٰ ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں ایسی صورت میں اتباع رسول ﷺ میں (مثلاً قرآن کے حروف پر اعراب اور نقطے وغیرہ نہ لگانا)(اضافہ اویسی غفرلہ ۲) ترک اولیٰ ہے اور بدعت حسنہ۔ اگرچہ سنت اس کا اصل ہے کو ترک میں بہت بڑا اجرو ثواب ہے (جیسے مسجد میں محراب نہ لگانا اور اوپر مینار نہ بنانا۔ پکی مسجد نہ بنانا مسجد کے ارد گرد دیوار نہ کھینچنا وغیرہ) (اضافہ اویسی غفرلہ ۲)

سبق اے عاشق رسول ﷺ اپنا حال رسول اللہ ﷺ کے احوال مبارکہ پر ڈھال (محبوب خدا اور ولی اللہ بن جائے گا) (اضافہ اویسی غفرلہ ۲)

حکایت حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے عمر بھر تربوز نہیں کھایا۔ آپ سے اس کے ترک کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے کوئی اور روایت ایسی نہیں ملی کہ آپ نے کس کیفیت سے تناول فرمایا (کاٹ کر یا کس طرح وغیرہ وغیرہ) جب مجھے کیفیت ہی معلوم نہیں تو میں اسے کس طرح خلاف سنت کروں)

(اللہ اللہ یہ ہیں سچے عاشق رسول ﷺ جو صاحبان رات دن بدعت کارٹ لگاتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ سوڈا کی بوتلیں (کوکاکولا' سیون اپ' پیپسی کولا' شیزان) وغیرہ پینی ترک کر دیں۔ پانی میں برف اور برف میں دودھ اور چاء اور کیک رس' ڈبل روٹی' پلاؤ زردے' قورمہ وغیرہ ترک کر دیں۔ کیونکہ زمانہ نبوی میں ان کا وجود تک نہ تھا حالانکہ امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے تربوز کی کیفیت نہ جاننے پر اسکا کھانا ترک کر دیا حالانکہ تربوز کا وجود زمانہ نبوی میں تھا اور مذکورہ بالا اشیاء اور ان کے علاوہ دیگر ہزاروں اشیاء کا تو وجود ہی نہ تھا نہ اصل نہ نقل لیکن یار لوگ بغیر پوچھے کسی نہ کسی تاویل کے تحت بدعات کو کھائے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی آج ان کو صرف گدھا اور اور اونٹنی اور خچر پر سواری کرنی چاہیئے اس لئے کہ زمانہ نبوی میں صرف یہی سواریاں تو تھیں لیکن یار لوگ ہوائی جہاز۔ ریل۔ بس۔ کار۔ موٹر سائیکل۔ وغیرہ کی سواری کرتے ہیں۔ اور وہی تاویل پیش کرتے ہیں جو ہم اہلسنت اپنے معمولات میں پیش کرتے ہیں۔

marfat.ocm

علمائے امت محمدی علی صاحبہم الصلوۃ والسلام اسی لئے مصطفیٰ ﷺ کی امت کے علماء کو دوسری امت کے علماء پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ امام عالی مقام حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عمل قرآن مجید کی آیت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی سے سمجھا اور آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ سے اسے مستحق کیا۔

فائدہ جب رسول اکرم ﷺ کی قولی فعلی۔ سنن لاتعد ولا تحصیٰ (ان گنت) ہیں تو پھر ہم ان سے ہی فراغت نہیں پاسکتے تو ایزادات کے تکلف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے امت کو چاہیئے کہ تکلفات کے درپے نہ ہو بلکہ سنن مقدسہ پر خود کو ڈھالیں۔ (وما علینا الا البلاغ)

تفسیر عالمانہ ما ارید منھم میں ان جن وانس سے کسی وقت بھی ارادہ نہیں رکھتا من رزق رزق سے اپنے لئے اور نہ ان کے لئے اور نہ ان کے غیروں کے لئے جو اس سے اپنی کمائی سے حاصل کرتے ہیں۔

وما ارید ان یطعمون اور میں نہیں ارادہ رکھتا کہ وہ مجھے کھلائیں اور نہ ہی ان کے لئے ا ان یطعمون دراصل ان یطعمونی یا متکلم ہے۔

فائدہ اس میں اللہ تعالیٰ کی شان عالی کا بیان ہے کہ وہ دوسرے حکام کی طرح نہیں جو اپنے ماتحتوں کے ساتھ ہوتے ہیں کہ وہ ان کی سرپرستی اس لئے کرتے ہیں کہ بوقت ضرورت وہ ان کے کام آئیں اور ان کی معشیت میں ان کا ہاتھ بٹائیں اور ان کی زندگی کی خوراک وغیرہ میں ان کے لئے کمائیں کیونکہ ان کے بعض ایسے ہوتے ہیں جن کی معاش کا دارومدار ان کے ماتحتوں کی کمائی پر ہوتا ہے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جنہیں معاشی لحاظ سے تو کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن دوسری ضروریات مثلاً کھانا پکانا اور اس کی اصلاح اور ان کے سامنے کھانا لانا وغیرہ وغیرہ کی ضرورت رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بندوں کے ہر معاملے سے مستغنی ہے اور نہ ہی اسے بندوں سے کوئی منفعت ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ سب ان کے اپنے فوائد کے لئے ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ میرا ارادہ ان (جن وانس) کے متعلق یہ نہیں کہ میں ان سے تحصیل رزق کروں اپنے لئے یا ان کے لئے نہ ہی اس کی تیاری کے لئے مجھے ان کے ہاتھ بٹانے کی ضرورت ہے بلکہ میرا ہی فضل وکرم ہے کہ میں انہیں رزق اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرتا ہوں اور ان کی معاش درست رکھتا ہوں۔ بس ان کا کام تو یہ ہے کہ وہ میری عبادت میں مشغول رہیں باقی تمام امور میں نے اپنے فضل سے اپنے ذمہ

maarifat.com

و کرم لگائے ہیں۔

فائدہ آیت میں ان کے بتوں پر تعریض ہے کہ وہ بت پرست الٹا بتوں کے لئے کھانے پینے کی اشیاء لاتے لیکن بارہا ایسے ہوا کہ بتوں کے آگے طعام رکھ کر چلے گئے۔ بتوں نے کیا کھانا ہوتا اور اسے کتے آکر کھاتے پھر ان پر پیشاب بھی کرتے اور چلے جاتے اور ان کتوں کو روکنے والا بھی کوئی نہ ہوتا۔

قدسی حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بندے سے کہے گا میں نے تیرے سے طعام مانگا تو نے مجھے نہ کھلایا یعنی میرے بندے نے مانگا تو نے اسے نہ کھلایا۔ یہ معنی اس لئے کیا ہے کہ طعام کا سوال اور رزق کا سوال اللہ تعالیٰ سے محال ہے۔

ان اللہ ھو الرزاق بیشک اللہ تعالیٰ رزق رساں ہے ان سے رزق کے عدم ارادہ کی تعلیل ہے یہ قصر الصفت علی الموصوف کے قبیل سے ہے بمعنی اسکے سوا اور کوئی رازق نہیں جو کسی رزق کے محتاج کو کچھ دے سکے اس میں بھی اشارہ ہے کہ وہ ہر ایک سے مستغنی ہے۔

ذوالقوۃ المتین وہ جمیع مخلوق پر سخت طاقت والا ہے یہ بندوں سے اپنے کام میں لگانے اطعام کے متعلق ان سے مدد لینے کے عدم ارادہ کی تعلیل ہے اس لئے کہ جو دوسروں سے جملہ امور میں مدد لیتا ہے تو وہ عاجز ہوگا اسے کسی قسم کی قوت حاصل نہ ہوگی۔

حل لغات المتین بمعنی شدید القوت یہ متانت سے ہے بمعنی شدت القدرت اس لئے کہ قوت بمعنی تمام القدرت اور متانت بمعنی شدت القدرت اور مرفوع ہے کہ نعت ہے رزاق کی یا دو کی یا خبر بعد خبر ہے۔

فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ وہ تمام مخلوق کا رازق اور تخلیق ارزاق اور مرزوقین میں بڑی قوت والا ہے۔

قوت کی اقسام

۱۔ قوت کا استعمال کبھی قدرت کی معنی میں ہوتا ہے۔

۲۔ کبھی وہ تیاری جو شے میں موجود ہو۔

۳۔ وہ شے جو بدن میں تیار ہے۔ ۴۔ قلب میں

marfat.com

فائدہ ذوالقوۃ المتین عام ہے ہر وہ قدرت جو اللہ تعالیٰ میں ہے اور وہ جو مخلوق کے لئے بنائی ہر دونوں پر قوت کا اطلاق ہوتا ہے۔

سوال پہلے تم خود کہہ آئے ہو کہ قوت دراصل جسم کی شدت و صلابت سے عبارت ہے اس کی نقیض ضعف ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی صفات سے منزہ و مقدس ہے۔

جواب اللہ تعالیٰ کے لئے قوت بمعنی قدرت کاملہ ہے یا اس سے اس کے مظاہر اسماء و صفات جو بھی ہوں کے قوی مراد ہیں۔

فائدہ المتین بمعنی مکتف (مکمل) پشت والا۔ اسی سے المتن ہے بمعنی پشت اس سے تشبیہ دے کر زمین کو بھی متن کہا جاتا ہے۔ متنتہ بمعنی ضربت متنتہ (میں نے اس کی پیٹھ کو مارا اور متن بمعنی قوی متنتہ بمعنی وہ بڑی قوت والا ہو گیا ہے۔

فائدہ ترجمہ اشف میں ہے کہ قوی و متین کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت قاہرہ اس کی قوت بالغہ کی دلیل ہے اور شدت قوت اور متانت قدرت کی برہان ہے اب معنی یہ ہوا کہ نہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی کی قوت میں کمی ہے اور نہ ہی اس کی روزی رسانی اور بندہ نوازی میں قصور ہے۔

رساند رزق ہر و بیکہ شاید   بسازد کارہا نوعے کہ باید

بروزی بے نوریا نزا نوازد   برحمت بے کساں را کار سازد

ترجمہ اس طرح روزی پہنچاتا ہے جیسے لائق ہے کام بناتا ہے جیسے چاہئے۔ بے نواؤں کو روزی سے نوازتا ہے بیکسوں کی رحمت خاص سے کارسازی کرتا ہے۔

رزق کے اقسام

بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رزق کئی اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۔ بعض کو ایمان سے نوازتا ہے۔ ۲۔ بعض کو ایقان سے۔ ۳۔ بعض کو عرفان سے۔ ۴۔ بعض کو بیان سے ۵۔ بعض کو عیان سے یہ اہل عطف و سعادت ہیں۔ ۶۔ بعض کو خذلان (رسوائی) سے۔ ۷۔ بعض کو محرومی سے۔ ۸۔ بعض کو طغیان (سرکشی) سے ۹۔ کفران سے یہ اہل قہر و شقاوت ہیں۔

سبق عقلمند کو روزی کا طالب اور پھر اس سے اہل کی محرومی سے اور بیچے کے عجز و ضعف کے باوجود اسے مسلسل

marfat.com

روزی پہنچنے سے عبرت پکڑو اور یقین کرو کہ رزق طالب ہے مطلوب نہیں۔

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رزق اور رزق کی جملہ اشیاء پیدا فرما کر بندوں کو پہنچائیں اور ان میں ایسے اسباب پیدا فرمائے جن سے وہ اس رزق سے نفع اٹھا سکیں۔

دو رزق رزق دو ہیں۔ ۱۔ ظاہری ۲۔ باطنی

ظاہری ابدان کے لئے قوت والی اشیاء اور طعام وغیرہ اور باطنی معارف و مکاشفات یہ قلوب و اسرار کو نصیب ہوتے ہیں اور یہی پہلے یعنی ظاہری سے اشرف اور برگزیدہ ہے کیونکہ اس کا ثمرہ ابدی حیات ہے اور ثمرہ رزق ظاہر کا جسمانی قوت اور وہ تھوڑی مدت تک اور اللہ تعالیٰ ہر دونوں رزقوں کو اپنی مخلوق کا متولی ہے اور اپنے فضل و کرم سے ہر دونوں رزق اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے جیسے چاہتا ہے کہ کسی کو فراخی بخشتا ہے کسی کو تنگی۔

اسم رزاق کے فوائد اس وصف (رزاق) سے بندے کو دو قسم کے حظ نصیب ہوتے ہیں۔

۱۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی رزاق نہیں اسی لئے رزق کے بارے میں صرف اسی کی منتظر رہے اور اسی پر توکل کرے۔

حکایت حضرت حاتم (اصم) رحمتہ اللہ علیہ کو کسی نے کہا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کے خزانہ سے۔ اس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ آسمان سے روٹی گراتا ہے۔ فرمایا اگر زمین نہ ہوتی تو وہ واقعی رزق آسمان سے گراتا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ تم کہتے ہو کہ اس کا کلام بھی ہے آپ نے فرمایا ہاں صرف وہی آسمان سے زمین پر اترتا ہے اس نے کہا مجھے آپ سے جھگڑا کرنے کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا درست ہے باطل حق کے سامنے کب ٹھہر سکتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ بندے کو علم ہادی اور رہبر زبان اور خرچ کرنے والا صدقہ دینے والا ہاتھ عطا فرماتا ہے۔ یہی اس کے رزق کے قلب تک پہنچنے کے اسباب ہیں کیونکہ اچھے اقوال و افعال سے قلب رزق پاتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے پیار کرتا ہے تو بندوں کی حاجات اسی کی طرف لے جانے کے اسباب بنا دیتا ہے۔ ایسے بندے اللہ تعالیٰ کے رزق مخلوق تک پہنچانے کے واسطہ و ذریعہ ہوتے ہیں جسے یہ وصف نصیب ہے اس نے فضل الٰہی سے واحد حظ (نصیبہ) پایا۔

حدیث شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خازن امین جو مامور بہ کو بہ طیب خاطر ادا کرتا ہے (یعنی خیانت نہیں کرتا) تو وہ بھی صدقہ دینے والوں میں سے ہے۔

فائدہ محبوبان خدا (انبیاء) کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں جس نے اپنا ہاتھ کو ارزاق الابدان کا اور زبان کو

marfat.com

ارزاق القلوب کا خزانہ بنایا تو وہ صفت رزاق سے وافر نصیبہ پائے گا۔

عبدالرزاق اللہ تعالیٰ کا بندہ عبدالرزاق وہ ہے جس کے رزق میں اللہ تعالیٰ وسعت پیدا فرمائے اور وہ اس کے بندوں پر خرچ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے کہ جس کے لئے رزق فراخ فرمائے کیونکہ برکت و وسعت اور فراخی اس نے اپنے قدموں تلے رکھی ہوئی ہے اور وہ کسی کو نہیں ملتی جب تک وہ کسی کو عطا نہ فرمائے اور اسے خیر و بھلائی سے نہ نوازے۔

خواص اسم رزاق

۱۔ فراخی رزق کے لئے نماز فجر سے پہلے اپنے گھر کے ہر کونے میں دس دس بار یہ اسم پڑھے دائیں کونے سے جانب قبلہ سے شروع کرے اور رخ قبلہ کی طرف رکھے۔ ہر کونے میں دس بار پڑھے۔

۲۔ اربعین اور ۔یہ میں ہے کہ " سُبْحَانَکَ یَارَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَوَارِثَهٗ وَرَازِقَهٗ حضرت سرور کا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ دعا حکام (افسران) یا بادشاہان (صدر و وزراء اور گورنران) سے کام نکلوانے کے لئے تیر بہدف ہے۔ مذکورہ بالا دعا (جس سے کام لینا ہے) کے بالمقابل سترہ بار پڑھے اس پر مداومت یہی کام دیتی ہے۔

۳۔ جو اسے روزانہ منہ نہار بیس بار پڑھ لیا کرے اس کا ذہن تیز ہو گا۔ بہت بڑی باریک اور گہری باتوں کو منٹوں میں سمجھ سکے گا۔

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ان دونوں اسموں کی شرح میں فرمایا کہ **القوی** کی قوت الٰہی قدرت تامہ پر اور المتین کی متانت شدت القوت پر دلالت کرتی ہے اللہ تعالیٰ چونکہ بہت بڑی قدرت والا ہے اسی لئے قوی ہے اور وہ شدید القوت ہے اسی لئے متین ہے۔ بہر حال ہر دونوں میں قدرت کاملہ ہی مطلوب ہے۔

عبدالقوی وہ ہے جسے شیطان اور اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ کی قوت سے قوت و قہر رکھتا ہو اور شیطان کا لشکر نفس کو غضب و شہوت اور خواہشات نفسانیہ پر قوت دیتا ہے اور یہ عبدالقوی شیاطین الجن والانس جیسے دشمنوں پر ایسا قہر و غضب رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ سب پر قہر و غلبہ رکھتا ہے جو بھی اس کے مقابلہ میں آئے گا مغلوب ہو کر رہے گا۔

عبدالمتین وہ جو دین میں مضبوط ہو کوئی اس کے اغواء (گمراہ کرنا) کا ارادہ کرے گا اس سے وہ متاثر نہیں

marfat.com

لے گا اور نہ ہی حق کے امور سے اسے کوئی ڈگمگا سکے گا بوجہ اس کی شدت کے کیونکہ تمام مضبوطوں سے مضبوط تر ہو گا۔ عبدالقوی وہ ہر شے پر اثر انداز ہوتا ہے اور عبدالمتین کسی سے اثر قبول نہیں کرتا۔

فائدہ حضرت ابو العباس زورقی قدس سرہ نے فرمایا قوی وہ ہے جس کی ذات وصفات و افعال میں کسی قسم کا ضعف نہ پہنچے اور نہ ہی اسے کوئی تھکان اور نہ سستی اور نہ ہی اسے عجز لاحق ہو اور نہ قصور نہ کسی کام کے توڑنے میں اور نہ کسی کو جاری کرنے میں۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ قوی قوت سے ہے حول کے باطن کے مابین کا وسط اور ظاہری قدرت کیونکہ عمل کے باطن کا ہر اول حال حول کہلاتا ہے پھر جو اعضاء میں محسوس کی جائے اور اس کا نام نام قوت ہے اور عمل کے ظہور بصورت گرفت کا نام طاقت ہے۔ اور اسے عمل میں لانے کو قدرت کہا جاتا ہے اسی لئے لاحول ولاقوۃ میں دونوں لفظ لائے گئے۔ یہ اور یہ فہم کے قریب کرنے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ صفات مخلوقین سے منزہ ہے جسے معلوم ہو گا کہ وہ قوی ہے تو وہ اپنی طاقت و قوت کو سمجھ سکے گا اور اس تمثیل سے قریب کرنے سے تدبیر کو ساقط کرنا پڑے گا۔ اور اپنی طاقتوں کا اس کے سامنے مظاہرہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کے بالمقابل کوئی دعوی کرے گا بلکہ یہ اس کا احسان عظیم سمجھے گا کہ یہ اس کا بندہ ہے اس طرح خلق خدا سے اس کے دل سے خوف اٹھ جائے گا اور دنیوی خیالات دور ہو جائیں گے۔ اور اس کے اندر قوت ایزدی اثر انداز ہو گی اس لئے اسے کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف نہ ہو گا اور نہ ہی اپنے امور میں کسی وقت کمزور ہو گا۔

خاصیت اسم قوی اس اسم قوت کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے وجود میں اس کی قوت کا ظہور ہوتا ہے جو بھی ضعیف ہمت والا اسے پڑھتا ہے تو وہ ذو قوت ہو جاتا ہے اگر کمزور جسم والا اسے پڑھے تو بھی طاقت ور ہو گا۔ اگر ظالم کے ہلاک کرنے کے ارادہ پر کوئی مظلوم اسے ہزار بار پڑھے تو ظالم ہو جائے گا اور مظلوم کا ظالم کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

المتین وہ اسم ہے کہ اسے قوت کمال حاصل ہے اس حیثیت سے کہ نہ اس کا کوئی معارض ہے اور نہ کوئی شریک اور نہ اس کا کوئی مقابل اپنی قوت میں وہ ضعف کو قبول نہیں کرتا اور نہ اس کے امر کو کوئی شے مانع ہے بلکہ وہ غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اپنی قوت میں کسی مادہ کا محتاج ہے نہ سبب کا جو اس کی قوت کی عظمت اور اس کی متانت کو جان لیتا وہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی سے اس کی ہمت ہارتی ہے اللہ تعالیٰ پر سہارا کی وجہ سے

marfat.ocm

اور اس پر اعتماد ہے۔

خاصیت اسم المتین اس اسم کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے یاد کرنے والے کے لئے اسم قوی کو ساتھ ملا کر پڑھنے سے پڑھنے والے میں قوت کا ظہور ہوتا ہے اگر نوجوان مرد و عورت زانی پر دس بار پڑھے جائیں تو زنا سے تائب ہو جائیں گے۔

تفسیر عالمانہ فان للذین ظلموا تو ظالموں کے لئے یعنی جنھوں نے اپنے نفوس پر ظلم کیا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کر کے دائمی عذاب کے لئے پیش کیا یا تصدیق کے تکذیب کو رکھا اس سے اہل مکہ مراد ہیں۔

ذنوبا۔ عذاب کا وافر حصہ۔ مثل ذنوب اصحابھم مثل ان کے دوستوں کے وافر حصہ عذاب کے یعنی وہ امتیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا جیسے انہیں عذاب کا وافر حصہ ملا ان کو بھی ملے گا۔

حل لغات اس ذنوب سے ہے جو بڑا ڈول پانی سے بھرا ہوا تقسیم کیا جائے جیسے کہا گیا ہے۔

لنا ذنوب و لکم ذنوب فان ابیتم فلنا القلیب

(ہمارے لئے بڑا ڈول اور تمہارے لئے بھی۔ اگر انکار کرو گے تو پھر سالم کنواں ہمارا ہی ہے)

المفردات میں ہے کہ الذنوب وہ ڈول جو پانی سے پر ہو پھر نصیب (حصہ) کے لئے استعارہ کیا گیا جیسے السجل استعارہ کیا گیا بمعنی الدلو العظیم (بڑا ڈول) القاموس میں ہے کہ الذنوب بمعنی بڑے دم والا گھوڑا طویل اشرالیام کو بھی الذنوب کہا جاتا ہے اور ڈول کو بھی اور وہ ڈول کو جس میں پانی ہو یا وہ ڈول جو پانی سے پر ہو اگر پانی سے پر نہ ہو تو بھی اسے ذنوب کہا جاتا ہے بمعنی الحظ والنصیب اس کی جمع اذنبہ و ذنائب اور ذناب آتی ہے۔

فلا یستعجلون تو وہ مجھ سے عجلت نہیں کرتے۔ دراصل یستعجلونی تھا یاء متکلم کے ساتھ یعنی مجھ سے یہ مطالبہ نہ کریں کہ میں عذاب کے لانے میں عجلت کروں حالانکہ ان کے لئے وقت مقرر ہے اور وہ ان پر یقینی طور نازل ہو گا۔

حل لغات یہ استعجل اس سے اس عجلت اور اس کا اسے حکم دیا اور کہا جاتا ہے استعجل۔ اس سے وقوع کے لئے عجلت طلب کی اسی سے قول اللہ تعالیٰ۔ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا تو عجلت نہ کرو۔

فائدہ یہ متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین کا جواب ہے۔

marfat.com

شانِ نزول نظر بن حارث عذاب کو عجلت سے مانگتا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے بدر تک مہلت دے دی اس کے بعد بدر میں قتل کر دیا گیا اور فی النار والسقر ہوا پہلے اسے بدر میں عذاب ملا پھر جہنم میں فویل للذین کفروا تو خرابی ہے کافروں کے لئے۔

حل لغات **الویل** بمعنی سخت عذاب و شقاوت و ہم و غم اور ایک وادی کو کہا جاتا ہے جو جہنم میں ہے۔

سوال اسم ضمیر کے بجائے اسم موصول کیوں لایا گیا۔

جواب ویل کو ان لوگوں کے لئے پختہ کرتا ہے جو کافر ہیں ان کے کفر کی وجہ سے اور اس طرح حکم کے علت بھی ظاہر ہو جاتی ہے فاء اس حکم کو مرتب کرنے کے لئے ہے جن کے لئے ویل ہے یعنی ان کے لئے دردناک عذاب ہے جیسے پہلی فاء ترتیب نہی عن الاستجال علی العذاب کے لئے ہے من یومھم الذی یوعدون ان کے اس دن کے لئے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں۔ من تعلیلیہ ہے یعنی انہیں یوم بدر سے ڈرایا جاتا یا قیامت کے دن سے یہی زیادہ مناسب ہے۔ جیسا کہ آنے والی سورۃ میں ہے اور پہلا زیادہ موافق ہے ما قبل کے لئے اس حیثیت سے کہ وہ دنیوی عذاب سے ہیں یعنی عذاب آنے والا ہے اور آنے والی قریب ہی ہوتی ہے جیسے مشہور ہے کہ قیامت آئے گی اگرچہ دیر سے لیکن آئے گی ضرور۔ عمر اگرچہ دراز ہو لیکن جب موت آئے گی تو اس درازی عمر کا کیا فائدہ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار سال عمر بسر فرمائی لیکن آج ہزاروں سال گزر گئے ہم کہتے ہیں کہ
:: کسی زمانہ میں تھے آخر دنیا سے کوچ کر گئے۔

سبق عاقل پر لازم ہے کہ توبہ میں دانابتہ (رجوع الی اللہ) میں جلدی کرے یہاں تک اللہ تعالیٰ کو نافرمان ہو کر نہ ملے اور موت میں عجلت نہ کرے کیونکہ اس نے لامحالہ آنا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ تمہارا کوئی ایک موت کی آرزو نہ کرے اور نہ ہی اس کے لئے دعا مانگے قبل اس کے کہ وہ آئے کیونکہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کے خود کردہ اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور اس کی عمر کو کوئی شے نہیں بڑھاتی سوائے خیر و بھلائی کے۔

فائدہ یعنی اگر وہ نیک ہے تو اس کی خیر و بھلائی میں اضافہ ہو گا اگر وہ گنہ گار ہے تو ممکن ہے اسے اللہ تعالیٰ توبہ دانا بت کی توفیق بخشے

marfat.ocm

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی — مگر ایں پنجروز دریابی

ترجمہ اے فلاں تیری پچاس سال عمر ہو گئی تا حال تو خواب میں ہے لیکن یاد رکھ تجھے صرف یہی پانچ دن ملیں گے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ فان للذین ظلموا الخ بیشک وہ لوگ جو اہل قلوب ہیں انہوں نے اپنے قلوب پر ظلم کیا بایں طور کہ انہوں نے انہیں حب دنیا میں ملوث کیا حالانکہ وہ حب الٰہی کا خزانہ تھیں جیسے ارباب نفوس کو حصہ وافر ملا ان کو بھی نفوس کی جمیع صفات کا وافر حصہ ملے گا یعنی قلب کا فساد اس قدر ہوتا ہے جس قدر نفس کی صفات ہیں کہ قلب کی خرابی کے بعد نفس کے صفات جگہ لے لیتے ہیں کیونکہ جب قلب درست ہو تو تمام جسم درست رہتا ہے اگر وہ فاسد ہو جائے تو تمام جسم فاسد ہو جاتا ہے اسی لئے اے لوگو قلب فاسد کرنے میں عجلت نہ کرو پس خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے قلب کو فاسد کر کے اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری کی اس دن کے لئے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے قلب کو فاسد کیا اس کا تمام جسم خراب ہو گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عصمت و حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔

تاریخ فراغت از تفسیر ذاریات

از صاحب روح البیان قدس سرہ خلاق کائنات کی مدد سے سورۃ ذاریات کی تفسیر اواخر جمادی الاخرہ سن ۱۱۳۴ ہجری میں ختم ہوئی

ترجمہ سے اویسی غفرلہ کی فراغت فقیر اویسی غفرلہ نے ذاریات کی تفسیر کے ترجمہ سے ۴ شعبان سن ۱۴۰۸ ہجری شب چہار شنبہ قبل صلوۃ العشاء جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور دوران تدریس دورہ تفسیر فراغت پائی۔ حفظہ وکرمہ اللہ تعالیٰ

آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور حال وارد لاہور پاکستان

۴-۸-۸ ہجری — سن ۱۹۸۸-۳-۲۳

فصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

marfat.ocm

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٤٩ رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورہ طور مکیہ ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾ وَالسَّقْفِ

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت معمور اور بلند

الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾

چھت اور سلگائے ہوئے سمندر کی بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں

يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾

جس دن آسمان ہلنا سا ہلنا ہلیں گے اور پہاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ

وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے یہ ہے

النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾

وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾

اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلا جو تم کرتے تھے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ

بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں اپنے رب کی دین پر شاد شاد اور انہیں ان کے رب نے

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى

آگ کے عذاب سے بچا لیا کھاؤ اور پیو خوشگواری سے صلہ اپنے اعمال کا تختوں پر تکیہ لگائے جو قطار

سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

لگا کر بچھے ہیں اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان

بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ

کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب

امْرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُوْنَ

آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں ایک دوسرے

فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ
سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی اور نہ گنہگاری اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ موتی ہیں
لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ
چھپا کر رکھے گئے اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے بولے بیشک ہم اس سے
فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا
پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا بیشک ہم نے اپنی پہلی
مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بیشک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے
بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾
فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے
قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا
تم فرماؤ انتظار کیے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں
أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ
یا وہ سرکش لوگ ہیں یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات
مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾
تو لے آئیں اگر سچے ہیں کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں
أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ
یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے
هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ
ہیں یا وہ کروڑے ہیں یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں تو ان کا سننے والا کوئی روشن
مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ
سند لائے کیا اس کو بیٹیاں اور تم کو بیٹے یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے
مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ
ہیں یا ان کے پاس غیب ہے جس سے وہ حکم لگاتے ہیں یا کسی داؤں کے ارادہ میں ہیں تو

كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾
کافروں ہی پر داؤں پڑتا ہے یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ان کے شرک سے
وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى
اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک
يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا
کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بیہوش ہونگے جس دن ان کا داؤں کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان
هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
کی مدد ہو اور بیشک ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر کو
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ
خبر نہیں اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب
تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾
کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے

تفسیر عالمانہ والطور قسم ہے طور کی

حل لغات واؤ قسمیہ ہے۔ **الطور** سریانی لغت میں پہاڑ کو کہتے ہیں بعض نے کہا وہ فصیح عربی ہے اسی لئے اسے جوالیقی نے معربات میں نہیں لکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا طور ہر اس پہاڑ کو کہا جاتا ہے جس پر کھیتی اگے۔ ؂ لومر بالطور بعض ناعقته ما انبتت الطور فوقه ورقه

ترجمہ اگر بعض ناعقہ طور سے گزریں تو طور اپنے اوپر ایک پتہ بھی نہ اگائے۔

فائدہ بعض نے کہا یہاں وہ بڑے پہاڑ مراد ہیں جو زمین کے اوتاد (میخیں) ہیں ان میں منافع بھی ہیں اور انگوریاں بھی اگتی ہیں بعض نے کہا وہ جبل محیط مراد ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے لیکن مشہور تر یہ ہے کہ یہاں وہی مخصوص پہاڑ ہے جسے طور سیناء کہا جاتا ہے وہ مبارک پہاڑ مدین میں ہے اس کا نام زبیر ہے اسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کی قسم یاد فرمائی ہے کیونکہ سماع خطاب کے وقت محبوبانِ خدا

marfat.com

کے یہاں قدم لگے اور محبوبان خدا کے قدم پر بہت سے اللہ والوں پر ورود تجلیات ہوتے ہیں جن پر اس گھڑی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

فائدہ خریدۃ العجائب میں لکھا ہے کہ جبل طور سیناشام و مدین کے درمیان واقع ہے بعض نے کہا وہ ایلہ کے قریب ہے وہی جگہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے جب موسیٰ علیہ السلام اس جگہ تشریف لاتے تو آپ پر بادل نازل ہوتا تو اس میں داخل ہو کر اللہ ذوالجلال والاکرام سے کلام کرتے۔ یہ وہی پہاڑ ہے جو تجلی سے جل گیا تھا اور یہیں پر موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوئے تھے۔ جب اس پہاڑ کو توڑا جائے تو اندر سے ہمیشہ عوسج (کانٹے دار) درخت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یہودیوں کا عوسج (کانٹے دار) درخت کی تعظیم اسی وجہ سے ہے اسی درخت کو اسی عوسج کو شجرۃ الیہود کہا جاتا ہے۔

فائدہ العوسج عوسجہ کی جمع ہے بمعنی کانٹے دار (قاموس)

وکتاب مسطور اور اہتمام کے ساتھ لکھی ہوئی کتاب کی قسم

حل لغات لسطر بمعنی لکھے ہوئے حروف کی ترتیب۔ اس سے قرآن یا الواح موسیٰ (علیہ السلام) مراد ہیں اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ طور کی مناسبت سے یا وہ جو لوح محفوظ میں لکھا جاتا ہے اور لوح محفوظ کی آخری سطر یہ ہے۔

سبقت رحمتی علی غضبی من اتانی بشھادۃ ان لا الہ الا اللہ ادخلہ الجنتہ

ترجمہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی جو میرے ہاں لا الہ الا اللہ شہادت لائے گا۔ میں اسے بہشت میں داخل کروں گا۔

یا وہ جو کراماً کاتبین لکھتے ہیں وہ انہیں قیامت میں لکھا ہوا کھول کر دکھائیں گے بعض انہیں دائیں ہاتھ سے لیں گے بعض بائیں سے اس کی نظیر ارشاد گرامی لہ یوم القیمتہ کتابا یلقاہ منشورا اور ہم انہیں قیامت کے دن کتاب نکال کر دیں گے جو انہیں کھلا ہوا پائیں گے۔ فی رق منشور کھلے ہوئے صحیفے میں۔

حل لغات الرق وہ چمڑا جس میں لکھا جائے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس صحیفہ کے لئے استعارہ کیا گیا ہے جس میں کچھ لکھا جائے اور اسے رق اس لئے کہتے ہیں مرقق (لکھنے کے لائق ہوتا ہے) اب اس کی غالب استعمال جانوروں کے چمڑوں کے لئے ہوتی ہے (فتح الرحمن) القاموس میں ہے کہ الرق بالکسرہ وہ نرم چمڑا جس میں

marfat.com

کچھ لکھا جائے اس کی نقیض الغلیظ یعنوں رقیق اور سفید صحیفہ۔ اور المنشور بمعنی المبسوط المطوی (لپٹا ہوا) کی نقیض۔
امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ نشر الثوب والصحیفۃ السحاب والنعمۃ والحدیث بمعنی کپڑے اور صحیفہ اور بادل اور بات کا کھلنا بعض نے کہا منشور بمعنی وہ کھلا ہوا (خط وغیرہ) جس پر مہر نہ ہو اور ان کی تنکیر تفخیم کے لئے ہے یا اشارہ ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں لوگ نہیں جانتے۔ اب معنی یہ ہوا کہ قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی جو صحیفے میں ہے کہ وہ کھلے گی پڑھنے کے وقت اگر یہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی شے مراد ہے تو اسے الرق المنشور کہنا مجاز ہو گا کیونکہ لوح محفوظ کو اللہ تعالیٰ نے سفید موتی سے پیدا فرمایا اس کے دونوں کنارے سرخ اور اس کی قلم نور اور کتاب نور اور اس کی چوڑائی آسمان و زمین کے درمیانی مسافت کے برابر ہے اس میں اللہ تعالیٰ ہر دن میں تین سو سات بار دیکھتا ہے ہر نظر پر کئی امور پیدا فرماتا ہے وہ مارتا جلاتا ہے، عزت و ذلت دیتا ہے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

والبیت المعمور اور بیت المعمور کی قسم یعنی کعبہ کی جو حجاج (بن یوسف) اور کاریگروں اور ان کے قریب رہنے والوں کی تعمیر یا اس سے ضراح مراد ہے جو بیت المعمور کا نام ہے۔

فائدہ حضرت سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے اس کا نام عروب ہے۔

فائدہ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اس کیلئے نور سے پر ہو جاتا ہے۔ عروب اور حریب کے درمیان میں حریب (ساتویں زمین کو کہا جاتا ہے) اور وہ کعبہ معظمہ کے بالمقابل ہے اس کی آبادی فرشتوں کا ڈھانچا ہے یعنی اس کے ارد گرد فرشتے ہی فرشتے ہیں اس کی روزانہ ستر ہزار فرشتے زیارت کرتے ہیں وہ اس کا طواف کرتے اور نمازیں پڑھتے ہیں جو ایک دفعہ حاضر ہوا وہ ہمیشہ کے لئے دوبارہ حاضر نہ ہو گا اور انسان کے شب و روز کی تعداد بھی یہی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ قلب کی تخلیق بیت المعمور سے ہوئی بعض نے کہا کہ انسان کا باطن بیت المعمور کی طرح ہے اور یہ سانس اس کے ملائکہ ہیں جو روزانہ اس میں آتے جاتے ہیں (جو سانس ایک دفعہ آیا گیا وہ پھر نہیں آئے گا)

شب معراج اور بیت المعمور اخبار المعراج میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج بیت المعمور کو ساتویں آسمان میں دیکھا اس کے آگے دریا ہے ملائکہ کو حکم ہے کہ وہ اس میں غوطہ لگا کر نکلیں پھر پر ہلائیں ان کے ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو بیت المعمور کا طواف کرتا ہے اور میں نے اس

marfat.ocm

بیت المعمور کا نام بیت المعمور کا نام ضراح (بضم الضاد المعجمہ) ہے کیونکہ ،، آواز کرتی ہے اور بہت دور ہے اسی سے ہے اس لئے کہ ،، ساتویں آسمان میں ہے (الفرح بمعنی الابعاد دور کرنا) والتحنیہ علیحدہ کرنا اہل عرب کہتے ہیں ضرحہ بمعنی بعدہ و نحاہ (اسے دور کیا اور ہٹایا) وامامہ فی ناحیتہ اور اسے ایک کنارے میں پھینکا) وافرحہ عنک اور اس نے اسے تجھ سے دور کیا۔ الفریح بمعنی السعید وہ ایک گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یاقوت سے بنایا اور اسے بیت اللہ تعالیٰ (کعبہ) کی جگہ پر اتارا اس کے ارد گرد آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد طوفان نوح تک طواف کرتی رہی۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ نے آسمان میں اٹھالیا جس کا طول آسمان و زمین کی درمیانی مسافت کے برابر ہے۔

فائدہ بعض نے کہا وہ ساتویں آسمان میں ہے یہ اس کے منافی نہیں جو کہا گیا ہے کہ ہر آسمان میں کعبہ معظمہ کے بالمقابل ایک گھر ہے۔

تفسیر صوفیانہ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کو کشف سے معلوم ہوا کہ بیت المعمور ساتویں آسمان کے انتہاء میں ہے۔ اس میں مقام قلب کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے قلب جسم میں بمنزلہ اعراف کے ہے اور روح و جسم کے درمیان برزخ ہے جیسے بہشت اور دوزخ کے درمیان اعراف برزخ ہے تو ایسے ہی بیت المعمور بھی عالم طبعی (کرسی اور عرش) اور عالم عنصری (ساتوں آسمان) اور ان کے ماسواء کے درمیان برزخ ہے۔

فائدہ یہ اس کے منافی نہیں کہ ہر آسمان میں کعبہ معظمہ کے بالمقابل بیت ہے اس سے خود بیت المعمور مراد نہیں بلکہ ہر آسمان میں جو گھر ہے وہ بیت المعمور کی شکل و صورت میں ہے یہ ایسے ہے جیسے کعبہ معظمہ تو ایک ہے لیکن ہر شہر و قصبہ و دیہات میں بھی مسجدیں کعبہ نہیں بلکہ اس کی طرح عبادت گاہیں ہیں تو پھر جیسے کعبہ کو ام المساجد کہا جاتا ہے اور تمام مساجد کعبہ کی صورت اور طور طریق ہیں تو ایسے ہی بیت المعمور جملہ بیوت السماء کی اصل ہے طواف و زیارت میں اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور میں ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا اور وہ بیت المعمور کعبہ معظمہ کے بالمقابل ہے اس میں ملائکہ حج ادا کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ بیت المعمور سے مراد قلب المومن ہے اور اس کی تعمیر و معرفت و اخلاص سے ہوئی ہے جو قلب کہ جس میں ،، نہیں تو ،، قلب ویران گھر کی طرح ہے بلکہ یوں کہو کہ ایسے غافل انسان میں قلب ہے ہی نہیں۔

marfat.com

تفسیر عالمانہ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ اور قسم بلند چھت کی یعنی آسمانوں کی قسم جو زمین سے اونچا ہے۔ جس کی درمیانی مسافت (۵۰۰) پانچ سو سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وجعلنا السماء سقفاً محفوظا اور ہم نے آسمان محفوظ چھت بنائی یعنی آسمان کی قسم جو مجمع انوار حکمت و مخزن اسرار فطرت ہے یا اس سے عرش معلی ہے۔ اس لئے کہ عرش بہشت کی چھت کی چھت ہے اور عالم اجسام کو ایسے محیط ہے جیسے چھت مکان کو محیط ہوتی ہے۔

فائدہ یہ مواقع مذکورہ کا حسن کسی سے مخفی نہیں جو اجتماع مذکور میں مذکور ہوا کہ چھت کا مکان سے کیسے اجتماع ہوتا اور بر تقدیر ثانی کہ اس سے مراد عرش ہے تو اس کا اجتماع بیت المعمور سے کیسے ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ایسے قریب ہیں جیسے گھر اور چھت۔ والبحر المسجور اور قسم ہے سلگائے ہوئے دریا کی۔ المسجور بمعنی المملو بمعنی پر ہے اس سے بحر محیط مراد ہے جو دنیا کے تمام دریاؤں کا ماں ہے وہ متصل ہیں یا منفصل وہ دریا ہے جس کا کنارہ نہیں جس کی گہرائی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور تمام دنیا کے دریا اس سے نکلے ہیں اس بحر محیط میں ابلیس لعین کا تخت ہے اسی دریا میں شہر ہیں جو اس کے پانی پر آباد ہیں اس کے بعد جنات ہیں زمین کے چوتھا حصہ ویران کے بالمقابل ہے اس میں بڑے بڑے مکانات ہیں جو اس دریا کے پانی پر تیرتے ہوئے نظر آتے ہیں کبھی چھپ جاتے ہیں اس سے عجیب صورتیں اور عجیب و غریب شکلیں ظاہر ہوتی ہیں اور پھر وہ اس میں غائب ہو جاتی ہیں اس دریا میں ہی مرجان کے درخت اگتے ہیں جیسے دوسرے درخت زمین میں اگتے ہیں اس میں آباد جزیرے ہیں اور کچھ خالی جزیرے بھی جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

حل لغات القاموس میں ہے کہ سجر التنور بمعنی احماہ اس نے تنور کو گرم کیا وسجر النہر بمعنی ملاہ (نہر کو پر کیا) المسجور بمعنی سلگایا ہوا اس کی نقیض الساکن ہے یہی اللہ تعالیٰ کا قول مبارک ہے۔ واذا البحار سجرت (اور جب دریا سلگائے جائیں گے)

فائدہ اس سے دریا کی جنس مراد ہے اور دنیا کے بڑے دریا سات ہیں ایسے ہی بڑی نہریں بھی سات ہیں جس میں بہت زیادہ پانی ہو اسے بحر (دریا) کہا جاتا ہے۔

احادیث مبارکہ ۱۔ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں دریاؤں کو آگ بنادے گا جو جہنم میں سلگائے جائیں

گے۔

۲۔ تمہارا کوئی بھی دریا میں سوار نہ ہو سوائے نمازی اور عمرے والے اور حج پڑھنے والے کے۔

فائدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر دریا کے نیچے آگ ہے یا آگ کے نیچے دریا ہے یا دریا آگ میں ہے یہ دریا جو دنیا میں یا زمین میں ہیں۔

فائدہ سیدنا علی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ دریا عرش کے نیچے ہے جس کی گہرائی ساتوں آسمانوں تا ساتوں زمینوں کی گہرائی کے برابر ہے اس کا پانی گاڑھا ہے اسے بحر الحیوان کہا جاتا ہے وہ بحر مکفوف ہے یعنی بہنے سے روکا گیا ہے اسی سے مردوں پر پانی منی کی طرح نفخۂ اولیٰ کے بعد چالیس دن برسایا جائے گا جس سے وہ قبور میں سے باہر ایسے نکلیں گے جیسے انگوری اگتی ہے اسی کو بعض مشائخ نے احیاء اللہ الموتی پر محمول کیا ہے یعنی جیسے بارش سے انگوری اگتی ہے ایسے ہی مردے اس پانی سے زمین کے اندر ظاہر ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ نئی تخلیق سے پیدا کرے گا جس سے وہ انگوری کی طرح زمین سے نکلیں گے۔ اور یہ اس کے منافی نہیں کہ وہاں ظاہری پانی ہو کیونکہ اس دنیا میں بھی تو انسان منی سے پیدا کیا گیا ہے وہاں بھی اس پانی کی صورت منی جیسی ہوگی۔ جس سے انسان انگوری کی طرح زمین سے نکلے گا اللہ تعالیٰ کی ہر شے میں عجیب و غریب حکمت ہوتی ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ وہ آسمان دنیا کا دریا ہے اور وہ ایک موج مکفوف ہے اگر وہ نہ ہو تو سورج دنیا کو جلا کر راکھ بنا دے۔

تفسیر صوفیانہ ارباب تحقیق فرماتے ہیں کہ طور سے نفس مراد ہے جیسے موسیٰ سے قلب مراد ہے اس طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندہ (خاص) مناجات کرتا ہے اور کتاب مسطور ایمان ہے کہ وہ رق منشور یعنی قلب میں قلم رحمت ازلی سے لکھا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا کتب فی قلوبھم الایمان اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں لکھا) اور بیت سے عارفین کے اسرار مراد ہیں کہ جنہوں نے تجلیات سبحانی کی نگاہوں سے آبادی پائی اور سقف مرفوع سے روح رفیع القدر و الدرجات الی الحضرہ مراد ہے کہ وہ خانہ دل کی چھت ہے اور بحر مسجور سے وہ دل مراد ہے جو آتش محبت سے جل گئی۔

marfat.ocm

شان محبوب مصطفیٰ ﷺ حضرت عبدالعزیز مکی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طور کی قسم فرمائی اور پہاڑ ہے لیکن اس سے حضور نبی پاک ﷺ مراد ہیں کہ آپ امت میں یوں ان پہاڑوں کی طرح ہیں جو زمین میں ہوتے ہیں تو زمین برقرار ہے ایسے ہی حضور سرور عالم ﷺ امت میں ہیں تو امت آباد ہے اور ان کا دین قیامت تک جاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے کتاب مسطور کی قسم یاد فرمائی اس سے وہ کتاب مراد ہے جو اللہ تعالیٰ سے نازل کردہ ہے جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے فی رق منشور سے مصاحف مراد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی قسم یاد فرمائی تو اس سے بھی ہمارے نبی پاک ﷺ مراد ہیں اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں جو ہزاروں کرامات سے آباد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شاد و مسرور اور مشکور ہیں اور سقف مرفوع کی قسم یاد فرمائی تو اس سے بھی ہمارے نبی پاک ﷺ کا سر مبارک مراد ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سقف مرفوع اور کونین میں مشہور اور منار بر پرند کو بنایا اور بحر مسجور کی قسم یاد فرمائی اس سے حضور عربی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کی عموما اور سر مبارک کی خصوصا قسم فرمائی اور آپ کے قلب اقدس کی نور ضیاء کی وجہ سے اور کتاب کی حجت کی وجہ سے اور مصاحف میں مسطور ہے۔ حبیب نے حبیب کی قسم یاد فرمائی اس سے بڑھ کر اور کوئی قسم نہیں۔

صاحب روح البیان کے پیرو مرشد

قدس سرہما کی تقریر دلپذیر میرے مرشد کریم روح اللہ روحہ (اللہ تعالیٰ ان کی روح کو خوش رکھے) نے لاتحلت البرقیات اپنی تصنیف لطیف میں تحریر فرمایا کہ قسم ہے طور کی یعنی طور الہویت الذاتیہ الاحدیہ الفردیہ کی جو کل شے سے مجرد ہے اور طور الحقیقتہ الجمعیتہ الصمدیہ کی جو جمیع سے مطلق ہے اور قسم ہے کتاب کی یعنی کتاب الوجود کی کہ جس میں شئون ذاتیہ کمالیہ وجودیہ امکانیہ اور کلمات الاعیان العلمیہ الجلالیہ والجمالیہ الوجوبیہ والامکانیہ اور آیات الارواح والعقول المجموہ القہریہ اور اللطیفہ اور سور الحقائق والصور المثالیہ الحیہ المقربہ والبعدہ لکھی ہوئی ہیں۔ رق میں یعنی رق النفس الرحمانی والامر الربانی میں منشور ہیں یعنی ماہیات الممکنات وحقائق الکائنات کھلے ہوئے ہیں۔ اعیان الجبروات وصور المثلات پر فیض اقدس اور تجلی ذاتی کے ساتھ اولا جو اس سے حاصل ہوئے کلیات التعینات والطورات اور ساتھ فیض المقدس اور تجلی صفائی و وافعالی سے ثانیاً جو اس سے متحقق ہوئے جزئیات التشخصات والتمیرات والقرآن والفرقان والرسمی اپنے تمام حروف و کلمات و آیات اور سورتوں سے نہیں ہے مگر ذکر اور قرآن

مبین اور یہ مخلوق کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اور ان کے خط سے مسطور ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مکتوب اور اس کے خط سے مسطور ہے اسی لئے وہ واجب التعظیم ہے اور لازم التکریم ہے اور اس کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آنا چاہئے یہاں تک کہ اسے صرف وہ ہاتھ لگائیں جو پاک ہوں یعنی بے وضو ہاتھ نہ لگائے افسوس ہے اس پر جس نے اسے کتاب الٰہی رسمی بھی جانا اور اس کی تعظیم و توقیر بھی کی لیکن کتاب الٰہی حقیقی سے غافل رہا اور اس کی حقیقی تعظیم و توقیر نہ کی بلکہ اس کی اہانت و تحقیر کے درپے رہا اور اس کی سعادت مندی پر اسے مبارک ہو جس نے اسے ہر دونوں طرح سمجھا اور ان پر دونوں سے غفلت نہ کی اور نہ ہی ان کی شان کے متعلق کوتاہی کی بلکہ تعظیم و تکریم سے اس کا اعزاز و اقدام کیا۔ اس نے شرعی احکام کے سامنے سر جھکایا کہ لفظی قرآن کے یہی احکام ہیں فلہذا سر تسلیم خم ہے اور اس کی حقیقت کو بھی مانا کہ قرآن مجید و فرقان کا یہ ارشاد ہے اس کے ہر مرتبہ کا حق ادا کرتا ہے اور ہر منزل کے قرض پورے کرتا ہے ہر مقام کو عدل و انصاف سے مکمل کرتا ہے جو رو ستم اور ظلم سے کنارہ کش ہوتا ہے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ) کہتا ہے کہ اس کتاب میں بھی چوڑی تفصیل ہے حقیقی کی بھی اور مجازی کی بھی ہم نے تو ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا ہے اور مناسبت مقام کے لحاظ سے تھوڑا سا عرض کر دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ اپنے علم نافع سے جامع الاشغاع ہے)

تفسیر عالمانہ ان عذاب ربک لواقع بیشک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے یعنی یقیناً واقع ہو گا یہ قسم کا جواب ہے۔

فائدہ فتح الرحمن نے فرمایا یہاں پر عذاب آخرت مراد ہے نہ کہ دنیوی اسی طرف (تفسیر) الارشاد میں سورۃ مقدمہ (الذاریات) کے آخر میں بیان فرمایا مالہ من دافع (اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں) یعنی کون ہے جو اس کے عذاب کو دفع کر سکے یہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے قول لا مرد لہ من اللہ (کوئی اسے رد کرنے والا نہیں) کی طرح ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا لامحالہ واقع ہو گا۔

فائدہ یہ ان کی دوسری خبر ہے۔

دفع و رفع میں فرق دفع و رفع میں یہ فرق ہے کہ دفع (دال کے ساتھ) وقوع سے پہلے واقع ہوتا ہے۔ رفع

marfat.ocm

(راہ کے ساتھ) وقوع کے بعد مستعمل ہوتا ہے۔

فائدہ ان امور سے قسم یاد کرنے کی تخصیص یہ ہے کہ بہت بڑے امور ہیں اس لئے کہ یہ قدرت الٰہی کی عظمت اور اس کے کمال علم پر اور اس کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں جو بندوں کے اعمال کی تفاصیل اور ضبط کے محیط اور اس کی ان اخبار کے صداقت کی شاہد ہے جو منجملہ ان کے یہی مقسم بہا ہیں۔

حکایت حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) (اسلام سے پہلے) فرماتے ہیں کہ میں مدینہ پاک میں آیا تاکہ رسول اللہ ﷺ سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کروں میں آپ کو نماز فجر میں ملا آپ سورت طور پڑھ رہے تھے آپ کی آواز اتنی بلند تھی کہ مسجد سے باہر سنی جارہی تھی۔ جب آپ ان عذاب ربک لواقع تک پہنچے تو ایسے پردرد طریق سے پڑھ رہے تھے کہ سامعین کے قلوب پھٹتے ہیں۔ یہی وہ پہلی بات ہے جو اسلام کے لئے میرے دل میں بیٹھ گئی میں اس لئے مسلمان ہوا کہ کہیں مجھ پر عذاب واقع نہ ہو یہاں تک کہ مجھے گمان ہو گیا کہ یہاں سے نہ اٹھ سکوں گا اور مجھ پر واقع ہو جائے۔

فائدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح ہوا کہ آپ دار ارقم تک پہنچ گئے تو حضور سرور عالم ﷺ سے سورہ طٰہٰ پڑھتے سنا تو آپ کا دل نرم ہو گیا تو مسلمان ہو گئے۔

فائدہ قلوب قبولیت کے لئے تیار ہیں اور معمولی شے متاثر کرتی ہیں خصوصاً جب قرآن کریم واعظ ہو اور پڑھنے والے خود مصطفیٰ کریم ﷺ یا آپ کے وارث اولیاء ہوں، ہاں سخت دل میں ایسے وعظ اثر نہیں کرتا ابو جہل اور جیسے قلب ہوں۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

آہنی راکہ موریانہ بخوردتواں بردازو بصیقل زنگ

بلسیاہ دل چہ سود گفتن وعظنہ رود میخ آہنیں در سنگ

ترجمہ جس پتھر کو زنگ کھا جائے اس سے میقل کے ساتھ زنگ ہٹائی نہیں جاسکتی

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ فقدان کے ساتھ اہل عذاب کو عذاب ہوتا ہے کیونکہ سخت سے سخت حجاب کی ذلت ہے۔ حضرت سری سقطی قدس سرہ دعا میں عرض کرتے تھے۔ اللھم مھما عذبتنی بذل

marfat.com

الحجاب

اے اللہ مجھے ذلت کے حجاب کے عذاب سے بچانا۔

اس لئے حجاب ضرور واقع ہو گا اور سب سے بڑا حجاب نفس کا حجاب ہے اور وہ بندے کے دفع کرنے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا الا من رحم ربی (مگر جس پر رحم فرمائے میرا پروردگار)

حکایت حضرت عبداللہ المغازی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ بلاد مغرب میں اشبیلیہ میں سے ایک مرد خدا تھے ایک دور میں انہیں پراگندگی نے گھیرا ہوا تھا۔ ایک عورت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی مجھے اشبیلیہ میں پنچاؤوں میں اپنی برادری سے نجات چاہتی ہوں آپ بہت قوت اور طاقت کے مالک تھے عورت کی گردن پکڑی اور اسے شہر شلار سے باہر لے آئے جب خلوت میں بیٹھے وسوسہ شیطان کا غلبہ ہوا عورت بھی نہایت حسین جمیل تھی خود عورت بھی مجامعت کے وسوسہ میں مبتلا ہو گئی تقاضائے بشریہ سے برائی کا ارتکاب ہو جاتا اور اس وقت عورت تو ان کے ہاتھ میں اس طرح جیسے قصاب کے قبضہ میں بکری جیسا کہ شیخ سعدی قدس سرہ نے ایک حکایت لکھی کہ۔

شنیدم کہ گوسفندے را بزرگے — رہانید از دہان دوست گرگے
شباں کہ کارد بر حلقش بمالید — رواں گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی — چو دیدم عاقبت گرگم تو بودی

ترجمہ میں نے سنا ہے کہ کسی بزرگ نے بکری بھیڑیئے سے چھڑالی۔
رات کو بکری کے گلے پر چھری پھیری تو بکری رو پڑی۔
کہ تو نے مجھے بھیڑیئے سے بچالیا لیکن کیا خبر تو بھی بھیڑیا ثابت ہوا۔

حضرت عبداللہ مذکور نے دل میں سوچا کہ یہ عورت میرے ہاتھ میں امانت ہے اور خیانت تو حرام ہے اور ادھر نفس کی شرارت زوروں پر ہے خطرہ ہے کہ نفس غالب نہ ہو جائے اور گناہ کا ارتکاب کرلوں۔ آگے موئی وذکر پر تکرار کر کہا النار ولا العار (نار سے عار بھلی)

فائدہ ان کا رجوع الی الحق (ولایت کا حصول) کا سبب یہی ہوا انہی دنوں حج کو جانے کا ارادہ فرمایا اور پھر اپنے زمانہ

marfat.com

کے اولیاء میں بے مثال ولی کامل مشہور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ کس طرح نفس امارہ سے نجات پائی اگر وہ خود کو نفس لوامہ کے سپرد کردیتے تو ان سے برائی کا ارتکاب ہو جاتا جو ان کے لئے دنیا و آخرت سے عذاب کا سبب بنتا۔ آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے اور دنیا میں یوں کہ جس فعل کا ارتکاب ہو اس سے انسان کی بد شہرت ہو جاتی ہے اور ہر فعل قبیح اور عمل شنیع کی بد شہرت بھی حکمی عذاب اور معنوی نار ہے اور صوری عذاب بھی اسی معنوی عذاب کا اثر ہے جو انسان پر آخرت میں ظاہر ہو گا۔

تفسیر عالمانہ یوم تمود السماء اس دن کہ آسمان

فائدہ یہ ظرف ہے عذاب کے وقوع کی کیفیت اور اس کی ہولناکی کے کمال اور وہاں کی سخت گھبراہٹ بیان کرنے کے لئے ہے اور یہ وقوع لازما ہو گا جسے کوئی شے نہیں روک سکتی اور دفع وہم کے لئے ہے کہ ممکن ہے کہ ایسا عذاب کسی اور دن میں ہو یا کوئی اسے روک کر کسی دوسرے دن میں واقع کرا دے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی وقت بھی نہیں روکا جا سکتا۔

حل لغات المور بمعنی الاضطراب اور آنے جانے میں تردد اور بہت تیز جاری ہونا یعنی اس دن آسمان بہت تیز ہلے گا اور ٹکڑے ہو کر ایسے چلے گا جیسے چکی چلتی ہے اور اپنے اوپر رہنے والوں کو نیچے پھینک کر ایسے خالی کر دے گا جیسے کشتی انسانوں سے خالی کر دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے تھرتھرانے سے اس کے اجزاء ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور آپس میں رل مل جائیں گے کہ اوپر نیچے کے اجزاء کی کوئی خبر نہ ہو گی اور آسمانوں کو اس حالت میں بنانے والے ملائکہ کرام ہوں گے اور یہ محض عذاب خداوندی کے خوف سے ہو گا۔ (خدا پناہ)

وسیر الجبال سیرا (اور پہاڑ خوب چلتے نظر آئیں گے) یعنی روئے زمین کو چھوڑ کر اڑتی ہوئی غبار کی طرح ہو جائیں گے اور بعض نے کہا پہاڑ بادلوں کی طرح اوپر کو اڑ کر پھٹ جائیں گے اور دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے اور یہ بھی عذاب الہی کی وجہ سے ہو گا۔

تفسیر صوفیانہ یہی حالت اس سالک کی ہے جب وہ فناء کے وقت تجلی حق سے سرشار ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے اپنے وجود کا اس وقت کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

marfat.ocm

فائدہ دونوں فعلوں کو مصدر سے مؤکد کرنے ان کی غرابت اور اپنی حدود معہود کے خروج کی وجہ سے ہے یعنی آسمان خوب اور ایسے عجیب طریق سے تھرتھرائے گا اور پہاڑ ایسے عجیب طریقہ سے غبار بن کر اڑے گا کہ ان کی کنہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔

تفسیر عالمانہ فویل للمکذبین (پس جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے)

فائدہ فا فصیحیہ ہے جملہ شرط محذوف کا جواب ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ جب موروسیرمذکور واقع ہوگی یا جب ایسے ہوگا جیسے مذکور ہوا تو بہت بڑی خرابی اور شدت عذاب ہوگی اس دن جب واقع ہوگی اس سے دیگر اہل کبائر غیر مکذبین کے متعلق سوال نہ ہو کہ انہیں عذاب اور خرابی نہ ہوگی واقع نہ ہوگی کیونکہ ویل اور شدت عذاب ان سے مخصوص ہے جو اللہ و رسول اللہ ﷺ اور یوم جزاء کے مکذبین ہیں اہل ایمان عصاۃ کو ایسا عذاب نہ ہوگا ان کے لئے دیگر قسم کا عذاب ہے۔

الذین ھم فی خوض (جو غور و خوض میں ہیں) یعنی عجیب قسم کے اباطیل و اکاذیب میں غور و خوض میں ہیں کہ کبھی قرآن سے استہزاء کرتے ہیں اور کبھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تکذیب اور کبھی بعثت کا انکار کرتے ہیں۔

حل لغات فتح الرحمن میں ہے کہ الخوض بمعنی اباطیل میں خبطی باتیں کرنا اسے پانی میں غوطہ لگانے سے تشبیہ دی گئی ہے اور حواشی الکشاف میں ہے الخوض کا اطلاق اکثر معانی میں ہوتا ہے یہ ہر شے میں غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن اکثر اباطیل میں غور کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے الاحضار کہ اس میں ہر شے کو حاضر کرنے کی صلاحیت ہے لیکن اس کا اکثر استعمال عذاب کو حاضر کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا لکنت من المحضرین

فائدہ فی خوض مکذبین کی تخصیص کے لئے قید صفت نہیں اور نہ ان کی غیروں سے امتیاز کے لئے ہے بلکہ اس سے صرف ان کی مذمت مطلوب ہے جیسے الشیطان الرجیم میں الرجیم کی صفت شیطان کی مذمت کے

marfat.com

لئے ہے۔

يلعبون اپنے کفر کی وجہ سے مشغول ہوتے ہیں يوم يدعون الى نار جهنم دعا اس دن جہنم کی طرف خوب دھکیلے جائیں گے)

حل لغات الدع بمعنی سخت دھکا دینا۔ یہ قے کرنے والے کی آواز دع دع سے ہے یعنی کافروں کو جہنم کی طرف خوب دھکے دے دے کر دھکیلا جائے گا جبکہ ان کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوں گے اور ان کی پیشانیاں پاؤں کی طرف ہوں گی اور انہیں منہ اور گدیوں کے بل جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا۔

فائدہ لفظ يوم یا پہلے یوم سے بدل ہے یا قول کا ظرف ہے جو هذالنار سے پہلے مقدر ہے یعنی کہا جائے گا اور کہنے والے جہنم کے داروغے ہوں گے یہی جہنم ہے۔

التى كنتم وہ جس کی تم دنیا میں بها تكذبون کے متعلق ہے (تکذیب کرتے تھے) حالانکہ اس کے متعلق وحی خداوندی نے واضح طور خبر دی تھی۔ افسحر هذا (تو کیا یہ جادو ہے) یہ انہیں توبیخ اور زجر ہے جبکہ وہ دنیا میں ایسی خبر سن کر کہتے تھے یہ تو جادو ہے خبر کی تقدیم میں اشارہ ہے کہ ان کے انکار کا مطمح نظر اور اس کا دارومدار اسی پر ہے گویا انہیں یوں کہا گیا کہ قرآن کریم کو جو تم جادو کہتے تھے اب اس کا صلہ تمہیں یہی ملا ہے کہ تم جہنم میں دھکیلے جا رہے ہو۔ خلاصہ یہ کہ انہیں دھکیلتے وقت کہا جائے گا کہ کیا یہ جادو ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔

فائدہ فاء سببیہ ہے عاطفہ نہیں ہے یہ اس لئے ہے تاکہ انشاء کا اخبار پر عطف لازم نہ آئے اور یہ استفہام ان کے اس قول کا سبب نہیں جو وحی الٰہی کو سحر کہتے تھے کیونکہ مصدق وہ ہوتا ہے جو کسی شے کی تصدیق کرے اور احوال اور ان کے مشاہدات انبیاء علیہما السلام کے وحی کے اخبار کی تصدیق کرتے ہیں یعنی اے کافر (جو کچھ تم اب عذاب نار دیکھ رہے ہو یہ حق ہے۔ انتم لا تبصرون یا تم نہیں دیکھ رہے یعنی مخبر عنہ کے دیکھنے سے اندھے ہو جیسے تم اس کی خبر سے دنیا میں اندھے رہے یا کیا تمہاری آنکھیں مخبر عنہ کے دیکھنے سے بند ہیں جیسے دنیا میں اس کی خبر سے بند رہیں تمہارے اپنے خیال پر جیسے کہ تم کہتے تھے کہ سكرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون (ہماری آنکھیں باندھی گئیں بلکہ ہم پر جادو ہو گیا ہے الصلو (اس میں داخل ہو جاؤ) اور اس کی گرمی اور سختیاں جھیلو) فاصبروا اولا تصبروا صبر کرو یا نہ کرو۔ صبر اور عدم صبر کا جیسے چاہو مظاہرہ کرو

marfat.ocm

تمہیں جہنم سے چھٹکارا نہیں یہ ان کی امید ختم کرنے کے لئے ہے **سواء علیہم** (تم پر برابر ہے) مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ جس پر اصبروا اولا تصبروا دلالت کرتا ہے۔

حل لغات سَوَاءٌ اگرچہ بمعنی مُستوٍ ہے لیکن یہ دراصل بمعنی الاستواء ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ تم پر دونوں امر برابر ہیں صبر کرو یا چیخو چلاؤ تمہیں کسی قسم کا فائدہ نہ ہوگا اس سے نہ تم سے عذاب دفع ہوگا اور نہ ہی اس سے تخفیف پاؤ گے۔ ہاں دنیا میں ایسا ضرور تھا کہ انسان دکھ اور تکلیف پر صبر کرنے سے کچھ فائدہ ہو جاتا تھا لیکن یہاں تو اس کی امید بھی نہ رکھو۔

فائدہ جو شخص دنیا میں طاعات پر صبر کرے تو اسے قیامت میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہ ہوگی اگرچہ صبر سخت کڑوا ہے لیکن اس کا ثمر شہد و شیریں ہے۔

انما تجزون بما کنتم تعملون (بیشک تم اپنے اعمال کی جزاء دیئے جاؤ گے) یہ استواء کی تعلیل ہے کیونکہ ایسی سزا انہیں کفر اور ان اعمال قبیحہ کی وجہ سے جن کا وہ دنیا میں ارتکاب کرتے تھے کیونکہ اس نے حتمی طور واقع ہونا ہے جس کی انہیں دنیا میں وعید سنائی گئی تھی۔ لامتناع الکذب علی اللہ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کذب ممتنع ہے۔ اسی لئے ان کو صبر کرنے نہ کرنے سے کسی قسم کا فائدہ نہ ہوگا۔

فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ تمہیں ان اعمال کی جزا و سزا ملے گی جو تم دنیا میں کرتے تھے نہ ان کی جو تم آخرت میں کرو یعنی صبر و خشوع اور عاجزی و زاری اور دعا وغیرہ سے انہیں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ ہوگا خلاصہ یہ کہ انہیں قیامت میں کہا جائے گا۔ کہ دفع ہو جاؤ میرے ساتھ کوئی بات نہ کرو۔

تفسیر صوفیانہ نار دو قسم ہے۔

۱۔ صوری اہل شرک جلی اور ان کے ملحق وہ عاصی جو کبائر کا ارتکاب کرتے تھے کو نصیب ہوگی۔

۲۔ معنوی اہل شرک خفی اور انہیں جو ان کے حکم میں ہیں یعنی اہل حجاب کو نصیب ہوگی ان پر دونوں گروہوں کو خرابی ہوگی اس دن جبکہ طالب مطلوب کو پائے گا۔ اور محب و محبوب کو لیکن انہیں عذاب جہنم اور عذاب بعد و فراق اور سعادت عظمیٰ اور رتبہ علیا سے محرومی نصیب ہوگی۔

marfat.com

سبق عاقل پر لازم ہے دنیا کے انہماک مشغولی اور اس میں لہو و لعب سے بچے کیونکہ غفلت خالق البریات سے یہ حسرات کی آگ بھڑکاتی ہے۔

فائدہ آیت میں خوف کے مراتب کی طرف اشارہ ہے جسے آنے والی آیت میں وجاء (امید از رحمت حق) کا اشارہ ہے اس لئے ناامیدی اور مایوسی از رحمت حق کفر ہے اس لئے امن عاجزوں سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق عجز کا اعتقاد کفر ہے ایسے ہی ناامیدی لیئموں سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق لیئمی کا عقیدہ کفر ہے۔

فائدہ جس چراغ میں تیل نہ ہو وہ چراغ روشنی نہ دے گا اگر تیل ہو لیکن آگ نہ ہو تب بھی روشنی نہ دے گا اسی طرح خوف کو آگ اور رجاء کو تیل اور ایمان کو چراغ کی بٹ اور دل کو چراغ دان سمجھو تو جب خوف و رجاء جمع ہوں تو چراغ حاصل ہوتا ہے جس میں روغن ہو جو بقاء پر مدد کرتا ہے نیز اس میں آگ ہے جو روشنی کا سبب ہے جو ایمان ان دونوں سے معمور ہو اس میں بقا بھی ہے اور روشنی بھی اور مومن ایسی روشنی سے ہی راہ پاتا ہے اور ایسی بقاء سے ہی مداومت پاتا ہے (واللمولی التوفیق) اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔

تفسیر عالمانہ ان المتقین بیشک متقی لوگ یعنی وہ جو کفر و معاصی سے بچتے ہیں۔ فی جنات وعیون وہ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔

حل لغات النعیم بمعنی خوش حالی اور آسائش اور نعمتوں اور دولتوں سے بھرپور ہونا یہ نعم (بالفتح) کا اسم ہے۔ امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ النعیم بمعنی نعمت کثیر اور وہ خوش حالی جس میں ہر قسم کی نعمت ہو اور خوش گوار عیش ہو اہل عرب کہتے ہیں۔ نعمہ تنعیما اس نے فلاں کو خوشگوار عیش والا بنایا۔ البحر میں ہے التنعم بمعنی ان کھانے پینے کی چیزوں کا استعمال جن میں نزاکت اور نرمی ہو۔ اب معنی یہ ہوا کہ متقین ان ایسی جنات و نعیم میں ہوں گے جو اپنی صفات میں کامل ہیں۔

فائدہ تنوین تفخیم کا ہے یا ایسی جنات و نعیم میں ہوں گے جو صرف ان سے مخصوص ہوں گے واؤ تنویع کے لئے ہے یعنی یہ بتاتا ہے کہ متقین کو جنات و نعیم ہر دونوں قسموں میں سے قسم و قسم کی نعمتیں و راحتیں نصیب ہوں گی اس میں اس وہم کا ازالہ ہے کہ جنت اگرچہ بہترین اور برگزیدہ مقام ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس کا داخلہ آرام و عشرت

marfat.com

کے لئے ہو بلکہ بسا اوقات اس کا داخلہ اس کی صفائی ستھرائی اور حفاظت اور نگرانی کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے انگور و دیگر اشجاء کا (ناطور) نگران (مالی) باغات میں ہوتا ہے۔ تو آرام و عشرت کے لئے نہیں بلکہ خدمت کے لئے تو اس وہم کو زائل کرنے کے لئے نعیم کا اضافہ کیا گیا۔

فائدہ الناطور بالطاء المہملہ بمعنی انگور و کھجور کے درختوں کا محافظ عجمی لفظ ہے (القاموس) خلاصہ یہ کہ نعیم کا اضافہ اسی لئے ہے کہ متقین کا بہشت کا داخلہ آرام و عیش اور راحت و سکون کے لئے ہوگا نہ کہ نوکروں، خدام کی طرح کہ وہ وہاں کام کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔

فاکھین عیش کرنے اور لذت پانے والے شاداں و فرحاں ہوں گے۔

حل لغات القاموس میں ہے کہ الفاکہ بمعنی صاحب الفاکہ (میوے والا) اور خوش خرم باغ و بہار ہنسنے کھیلنے والا بہترین آرام و عیش سے وقت بسر کرنے والا جیسے الناعمه والمنعمه بمعنی بہترین عیش و عشرت بما اتاهم ربهم ان کرامات دائمی سے جو انہیں ان کا پروردگار عطا فرمائے گا۔

حل لغات فتح الرحمان میں ہے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ناز و نعم ظاہری سے بھرپور ہوتا ہے لیکن اس کا دل کسی دوسری جگہ ہوتا ہے (جس سے اس کا وہ عیش لنغص اور ناخوشگوار ہوتا ہے لیکن یہاں فاکھین میں اشارہ فرمادیا کہ متقین کا بہشت میں ہونا صرف اور صرف اور خالص سرور و راحت و فرحت اور لذت ہی لذت ہو گی۔ اور ان نعمتوں سے لذت ہی لذت محسوس کریں گے بھوک و پیاس دفع کرنے کے لئے نہ ہو گا (کیونکہ وہاں بھوک پیاس ہوگی ہی نہیں) و وقاهم ربهم عذاب الجحيم اور ان کا پروردگار انہیں دوزخ سے بچائے گا۔

حل لغات الوقایته بمعنی شۓ کو اس سے بچانا جو اسے اذیت و ضرر پہنچائے الجحيم الجحمد سے ہے آگ کی سخت جلن۔ اسی سے الجحيم ہے کہ جہنم کا ایک نام ہے۔ وقاهم کا عطف اتاهم پر ہے اور ما مصدریہ ہے یعنی وہ بہشت میں اس لئے لذت پائیں گے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچائے گا۔ اگر ماموصولہ ہو تو معنی ہو گا وہ لذت میں ہوں گے اس کے ساتھ جو انہیں

marfat.ocm

رب تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو گی اور جہنم سے بچاؤ لیکن موصول کا عائد نہیں اور لفظ رب کا اظہار اضمار کے بجائے اور رب کا ھُمْ (متقین) کی طرف مضاف کرنے میں ان کی تشریف (تکریم و اعزاز) اور تعلیل کا اظہار ہے۔

کلوا واشربوا (کھاؤ اور پیو) یعنی بہشت میں رہنے والے فرشتے کہیں گے ہمیشہ خوب کھاؤ پیو۔ ھنیاء مصدر محذوف کی صفت ہے کہ دراصل طعاما و شرابا ھنیئا یعنی مفعول بہ محذوف کی صفت ہے۔

نکتہ ماکول و مشروب کا عدم ذکر دلالت کرتا ہے کہ وہاں قسم و قسم کھانے اور پینے کی اشیاء بکثرت ہوں گی۔

حل لغات الھنی والمری صفت کے صیغے ہیں ھنؤا الطعام و مرا یعنی طعام ہضم ہوا اور خوشگوار ہوا یعنی ایسا خوشگوار کہ اس میں کھنلوث نہ ہو گی یعنی ایسا بہترین طعام وغیرہ ہو گا جس میں نہ بدہضمی ہو اور نہ بیماری بلکہ جملہ بلیات و آفات سے محفوظ ہو گا جیسے دنیا میں ہوتا ہے۔ ابن الکمال نے فرمایا کہ اس سے ہے ترکی زبان میں بھنے ہوئے گوشت پر بولتے ہیں۔ یمنی (خوشگوار گوشت بچ جاتا ہے) بما کنتم تعملون سبب یا اس کے مقابلہ میں وہ ہے جو تم عمل کرتے تھے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ بہشت اور اس کی نعمتیں اعمال مرتب ہو سکتے ہیں لیکن یہ عقیدہ ہو اس کا داخلہ محض رحمت الٰہی پر اور اس کے فضل و کرم کے ڈھانپنے پر ہو گا اور بہشت کا کھانا پینا اور ان کی خوشگواری بہشت میں داخل ہونے کی شرط ہے اور اعمال صالحہ سے اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں کہ وہ بندوں کو لازماً بہشت کی نعمتیں عطا فرمائے۔ البتہ یہ ہے کہ اعمال اس کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ فلاں کو فلاں پر عمل صالح پر یہ جزا ملے گی اور فلاں کو فلاں برائی پر سزا ہو گی۔ اسی لئے ثواب و عقاب اعمال کے ارتکاب پر معلق فرمایا۔

فائدہ امام زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اعمال و کردار پر جزاؤ سزا مرتب فرمائی۔ لیکن درحقیقت یہ سب کچھ اس کے فضل و کرم پر ہو گا ورنہ کل قیامت میں ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں کیا وقعت رکھیں گے۔

ندارد فعل من از زور بازو — کہ بافضل تو گردد ہم ترازو

marfat.com

بفضل خویش کن فضل مرا یار　　　بعدل خود بکن با فضل من کار

ترجمہ　　میرا کام زور بازو سے نہ ہو گا کہ تیرے فضل کے مقابلہ میں ترازو پر آئے۔

فائدہ　　حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اعمال کی جزا اگر کل و شرب بھی ہو تب بھی اعمال کی جزا نہ ہو گی بلکہ اس کا فضل و کرم ہے اور وہی فضل اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا۔ وسقاھم ربھم شرابا طھورا اور ان کا رب انہیں شراب طہور پلائے گا۔ اور مکاشفہ و مشاہدہ کی دیدار کا شراب ہو گا۔

مُتَّکِئِیْنَ (تکیہ لگائے ہوئے) یہ کلوا واشربوا کی ضمیر سے حال ہے بمعنی معتمدین و مستندین تکیہ کرنے اور ٹیک لگانے والے علی سرر اوپر تختوں کے

حل لغات　　سرر　سریر کی جمع ہے وہ شے جس پر بیٹھا جائے یہ سرور سے ہے اس کے لئے بولتے ہیں جو صاحب نعمت ہو اور میت کے تختہ کو اسی سے تشبیہ دے کر اسے سریر کہتے ہیں تو وہ صرف صوری مشابہت سے یا نیک فالی سے کہ اسے رجوع الی اللہ سے سرور نصیب ہوتا ہے اور اس چھٹکارا سے جو اسے دنیا کی قید سے حاصل ہوا جن کا حدیث شریف ”الدنیا سجن للمومن دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے) کی طرف اشارہ ہے۔

مصفوفہ (صف بستہ ہو کر) کہ ایک دوسرے کے قرب میں صف بستہ ہوں گے یا بمعنی سونے اور چاندی اور جواہر سے مزین ہوں گے۔

فائدہ　　ظاہر یہ ہے کہ یہ سرر اس بناء پر ہے کہ ان ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ متعدد اور بکثرت تخت ہوں گے۔ جو ان کے ملاقاتیوں کے لئے ان کے محلات میں بچھے ہوں گے جب ان کے ملاقاتی انہیں ان کے محلات میں ملنے آئیں گے۔ الکلبی نے فرمایا کہ وہ تخت صف بستہ ہوں گے جن کے بعض کا طول آسمان کی جانب سو گز ہو گا اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے جب وہ ان پر بیٹھیں گے تو وہ تختے نیچے ہو کر ان کے قریب ہو جائیں گے۔ جب وہ ان پر آرام سے بیٹھ جائیں گے تو پھر وہ بدستور اونچے ہو جائیں گے۔

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ اور ہم انہیں حوروں بڑی آنکھوں والیوں سے نکاح کر دیں گے۔

marfat.ocm

حل لغات الحور حور کی جمع اور العین عیناء کی جمع ہے۔ الحَور سے اس لئے موسوم ہوئی کہ آنکھیں انہیں دیکھ کر حیران ہو جاتی ہیں اور العین اس لئے کہ حسن و جمال کے ساتھ ان کی بڑی آنکھیں ہیں جو ان کے جمال کی مناسبت سے خوب ہیں باء تعدیت کی ہے حالانکہ تزویج بدو مفعول بلاواسطہ متعدی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا زوجنٰھا (ہم نے تمہارا ان سے بیاہ کیا) لیکن یہاں چونکہ تزویج وصل والصاق کے معنی کو متضمن ہے یا باء سببہ ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ ہم نے انہیں تمہارے ساتھ تمہاری ازواج بنائیں۔ ان کے سبب سے کیونکہ زوجیت کا مفہوم ان کا حوروں کے ساتھ ملائے بغیر نہیں ادا ہو سکتا یعنی تزویج یہاں اپنے معنی میں مستعمل نہیں یعنی یہاں نکاح یا عقد نکاح کے معنی میں نہیں بلکہ اس معنی میں ہے کہ ہم نے انہیں تمہاری ازواج بنائیں۔ اس معنی پر یہ ہر دو مفعول متعدی نہ ہو گا اسی لئے امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا معنی وقرناھم بھن (اور ہم نے تمہیں ان کے ساتھ ملا لیا ہے)

سوال قرآن میں وزوجناھم حوراء کیوں نہیں جیسے کہا جاتا ہے زوجتہ امراۃ میں نے اس کا عورت سے نکاح کیا۔

جواب تاکہ تنبیہ ہو کہ حوروں کی یہ تزویج (نکاح) اس متعارف طریق سے نہ ہو گا جیسے عورتوں سے عقد نکاح ہوتا ہے اور فتح الرحمن میں بھی زوجنا کا معنی قرنا لکھا ہے اس لئے کہ جنت میں اسی دنیوی عرفی جیسا نکاح وغیرہ نہ ہو گا یعنی جنت دارالتکلیف نہیں ہاں آخرت میں صرف ایک دوسرے کو قبول کرنا ہو گا اور بس نہ یہ کہ دنیاوی نکاح کی طرح ایک دوسرے سے عقد ہو گا۔

الواقعات المحمودیہ میں ہے کہ بہشت تو ضیافت گاہ ہے وہاں احباب کو ضیافت دی جائے گی اور اس میں عیش و عشرت کریں گے لیکن حوریں غیر محارم کے سامنے ظاہر نہ ہوں گی۔

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ ان کا ظاہر نہ ہونا بحیثیت حرمت کے نہیں بلکہ غیرت سے ہو گا اس لئے کہ اہل الرجل میں اشارہ ہے کہ اس کا اہل اس کے مخفی راز سے ہو گا اسی لئے غیرت الٰہیہ کا تقاضا یوں ہوا کہ وہ انہیں غیر محارم کے سامنے ظاہر نہ ہونے دے جیسے راز نااہل کے سامنے افشاء کرنے کا نہیں ایسے ہی اہل خانہ

marfat.com

غیر کو ظاہر کرنے کے نہیں کیونکہ حلت و حرمت از قبیل تکلیف ہے اور بہشت دار التکلیف نہیں وہاں تو صرف اور صرف لذت ہی لذت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اور وہ جو ایمان لائے) یہ مبتداء اور اس کی خبر اَلْحَقْنَا بِهِمْ ہے۔ واتبعتھم ذریتھم (اور ان کی اولاد ساتھ ملحق ہوئی) اس کا عطف امنوا پر ہے اور ذریت سے ان کی اولاد (نسل) مراد ہے۔ بایمان ایمان کے ساتھ اتباع سے متعلق ہے اس کی تنکیر تقلیل کی ہے یعنی ایمان کی کوئی ذرہ برابر شے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایمان میں اعمال شرط نہیں اور یہاں یہ مراد ہے کہ ایمان کی قلیل ثمرات اور معمولی سی مقدار بھی الحاق باء کے لئے کافی ہے تو تقلیل تحقیر کے معنیٰ میں۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ ان کی اولاد ان کے تابع ہوگی۔ معمولی سے ایمان کی وجہ سے اگرچہ وہ ان کے رتبہ ایمان تک نہ پہنچے یہ قید اس حکم کے لئے ہے کہ ایمان کامل بالاصالت ہو نہ یہ کہ ان کی وجہ سے ایمان الحاق۔

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اور ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو لاحق کریں گے یعنی چھوٹی بڑی اولاد کو ان کے درجات تک پہنچائیں گے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی اولاد کو بلند درجات عطا فرمائے گا۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں یعنی ان کے سرور و فرحت کی تکمیل ہو اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ چھوٹی اولاد ماں باپ میں اس کے حکم میں ہے جو مومن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب آخرت میں اپنے آباء مومن سے انہیں لاحق فرمائے گا تو دنیا میں بھی ان کا یہی حکم ہو۔

مسئلہ فتح الرحمن میں ہے کہ اہل ایمان کو ان کی بڑی چھوٹی اولاد لاحق ہوگی بڑی تو بوجہ ان کے اپنے ایمان کے اور چھوٹی اس لئے کہ ان کے آباء دولت ایمان سے سرشار ہیں کیونکہ چھوٹے بچوں کو ماں باپ میں ان کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہے جو مومن ہو یہی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے اور امام شافعی و امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ماں باپ کے اسلام سے اولاد کو اس کے لاحق فرمایا ہے اس کی ماں کے اسلام سے نہیں لیکن امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اس کا باپ دار الاسلام میں فوت ہوا ہو تو اولاد کو اس

marfat.ocm

کے لاحق کیا جائے گا ورنہ نہیں یہ ان کے مذہب کے منقولات سے ہے۔ ائمہ ثلاثہ اس کے خلاف ہیں۔

مسئلہ چھوٹے بچے قبل بلوغ مسلمان ہونے اور مرتد ہونے کے حکم میں اختلاف ہے آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس کا اسلام وارتداد کا حکم صحیح ہے اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہر دونوں صحیح نہیں۔

مسئلہ بدیتہ المہدیین میں ہے کہ اس عاقل لڑکے کا قابل قبول ہے جو بیع میں سلب والا اور شراء میں نفع کمانے کا شعور رکھتا ہو یہی استحسان ہے یہاں تک کہ ایسا مسلمان لڑکا اپنے اقارب کفار کی وراثت نہیں پائے گا اور جب مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور استحساناً اس کا ارتداد صحیح سمجھا جائے گا یہی امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہا اللہ تعالیٰ کا قول ہے ہاں اسے احسن وجود پر مجبور کیا جاسکتا ہے لیکن اسے ارتداد میں قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ یہ اہل عقوبت سے نہیں۔

مسئلہ الاشباہ میں ہے بہت سے لوگ ارتداد میں قتل نہیں کئے جاتے مثلاً جس کا اسلام تبعاً ہو یعنی وہ اولاد ماں باپ کی وجہ سے مسلمان سمجھے گئے یا جس کے متعلق شبہ ہو ایسے ہی دودھ پینے والے بچے کو بلا اتباع مسلمان سمجھا جائے گا جب وہ دارالاسلام میں لقیط پایا جائے۔

مسئلہ الدریہ میں ہے کہ وہ بچہ جو کسی کو غنیمت کے حصہ میں دارالحرب سے ملا ہو کیونکہ وہ اب مسلمان سمجھا جائے گا بوجہ اپنے عولی مسلم کی اتباع کے بخلاف تقسیم سے پہلے کے کہ وہ اس وقت اپنے ماں باپ کے دین پر سمجھا جائے گا۔

مسئلہ الفتوحات المکیہ میں ہے کہ وہ بچہ جو دارالحرب سے قید میں آیا ہے جب مرجائے اور اسے تمیز ہے نہ عقل تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ وہ فطرۃ اسلام پر ہے یہ اس سے افضل ہے کہ کہا جائے کہ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لئے کہ طفل کا مادہ وہ طفل ہے جس کا معنی ہے کہ وہ شے جو آسمان سے صبح شام اترے یہ شے بوند اور شبنم سے بھی کم ہوتی ہے جب وہ ایسے ضعف میں ہے تو وہ رحم کے زیادہ لائق ہے اور اس پر رحم کی یہی صورت ہے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اس معنی پر بچہ پر ہر اعتبار سے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

مسئلہ اگر کوئی بچہ دارالسلام میں داخل ہوا اگر اس کے ساتھ ماں باپ میں سے کوئی ہے تو وہ ان کے دین پر سمجھا

marfat.ocm

جائے گا اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی اس حالت میں فوت ہوا تو اس بچہ کو ان کے دین کا سمجھا ہو گا (الہدایہ)

مسئلہ اگر صورت مذکورہ میں اس کے ساتھ ماں باپ میں سے کوئی ساتھ نہیں آیا تو اسے دار السلام کی اور مولی کی اتباع کی وجہ سے مسلمان سمجھا جائے گا۔

مسئلہ اگر بچہ کا ماں باپ کوئی ایک دار الحرب میں مسلمان ہو گیا تو بچہ بھی اس کی وجہ سے مسلمان متصور ہو گا۔

بچہ اگر ان میں کوئی ایک دار السلام میں مسلمان ہوا پھر بچہ قیدی ہو کر آیا تو وہ مسلمان متصور ہو گا۔

وما التناھم (اور ہم نہیں گھٹائیں گے) آباء کے ساتھ ان کے الحاق سے ورنہ وہ ان کے ساتھ بغض رکھتے (کہ یہ اولاد ان کے درجات آخرت میں کمی کا سبب بنیں گی) (عین المعانی)

حل لغات یہ الت یألت ہچوں ضرب یضرب اور قاموس میں ہے الته حقه یالته بمعنی نقصه یعنی اس کا حق گھٹایا ایسے ہی آلت ایلاتا من کلھم ان کے اعمال کے ثواب سے من شئی کوئی شے پہلا من التنا کے متعلق ہے اور دوسرا زائدہ ہے اب معنی یہ ہوا کہ ہم ان کے اعمال میں سے کوئی سے کم نہ کریں گے کہ ان کے اعمال کا کچھ ثواب ان کی اولاد کو دے دیں تاکہ ان کا ثواب کم ہو جائے جس سے وہ اپنے بلند درجات سے نیچے آ جائیں بلکہ ان کی اولاد کے درجات ان کے درجات کے ساتھ بلند کر دیں گے یہ محض اس کا فضل و احسان ہو گا یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اہل ایمان کی اولاد کے درجات بلند کروں گا محض اپنے فضل و کرم سے۔

فائدہ حضرت شیخ الاسلام حسین مروزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ احمد بن ابو علی سرخی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایمان و عمل سوائے فضل لم یزل کے نصیب نہیں ہوتا۔

در فضل خدا بند دل خویش مدام
تا فضل نباشد نبود کار تمام

ترجمہ فضل خدا میں ہمیشہ دل کو مقید رکھ جب تک اس کا فضل نہ ہو گا کام تمام نہ ہو گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ

marfat.ocm

سے اپنے ان دو بچوں کے بارے میں سوال کیا جو جاہلیت میں فوت ہوئے آپ نے فرمایا وہ جہنم میں ہیں یہ بات بی بی کو ناگوار گزری تو آپ نے فرمایا اگر تو ان کے رہنے کی جگہ دیکھتی تو تو خود ان سے کراہت کرتی پھر پوچھا کہ وہ بچے جو آپ سے ہوئے فرمایا وہ بہشت میں ہیں کیونکہ اہل ایمان اور ان کی اولاد بہشت میں ہوں گے اور مشرکین اور ان کی اولاد دوزخ میں (عین المعانی)

مسئلہ امام محمد نے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولاد المشرکین والمسلمین کے بارہ میں توقف فرماتے تھے لیکن مختار یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچے بہشت میں ہوں گے۔

ازالہ وہم وہ جو مروی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری بچے کی نماز جنازہ کے لئے بلائے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا مبارک ہو اس بچے کو کہ وہ بہشت کی چڑیوں سے ہے آپ نے فرمایا کیا تو اس کے سوا کوئی اعتقاد نہیں رکھتی حقیقت یہ ہے اس پر کوئی یقین نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بہشت پیدا فرما کر اس کے لائق بندے پیدا فرمائے اور دوزخ پیدا فرما کر اس کے لائق بھی بندے پیدا فرمائے تو اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ یقیناً وہ شخص بہشت میں داخل ہو گا (شرح المشارق لابن الملک)

مسئلہ حضرت مولانا رمضان (آفندی) شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ کسی معین شخص کے لئے دوزخی و بہشتی کا حکم نہ لگایا جائے بلکہ عمومی طور کہا جائے کہ اہل ایمان میں بہشتی اور کفار دوزخی ہیں ایسے ہی ان کی چھوٹی اولاد ان کے تابع ہے۔ بعض نے کہا کہ کفار کی چھوٹی اولاد بہشت میں ہو گی کیونکہ ان کا کوئی گناہ نہیں تو پھر دوزخی کیوں۔ بعض نے کہا وہ اعراف میں ہوں گے اس کی وہی غیر یقینی امر بوجہ عدم علم ان کے خاتمہ کے۔

مسئلہ جب مسلمان کا بچہ فوت ہو تو اس کے خاتمہ بر ایمان کا قول ہو گا بوجہ اپنے باپ کی اتباع کے ہاں یہ بھی ہے کہ مطلقاً باپ کے تابع کہا جائے کہ اس کے باپ کے خاتمہ کا بھی تو علم نہیں۔

مسئلہ بعض نے کہا کہ کفار کی چھوٹی اولاد بہشت میں اہل اسلام کی خدام ہو گی (ہدیۃ المہدیین) لیکن اکثر اس پر ہیں کہ یہ دوزخ میں ہوں گے اپنے آباء کی اتباع میں بعض نے کہا یہ بہشت میں ہوں گے کیونکہ وہ غیر مکلف تھے ایک گروہ نے اس میں توقف فرمایا یہی ظاہر ہے (شرح المشارق لابن الملک)

marfat.com

مسئلہ ایک قول یہ ہے کہ مجنونوں اور چھوٹے بچوں اور اہل فترت کی قیامت میں ان کی جنس سے پیغمبر بھیجا جائے گا وہ انہیں ایمان کی دعوت دے گا اور مومن کا امتحان یوں ہو گا۔ کہ اسے حکم ہو گا کہ وہ خود کو دوزخ میں پھینکے اگر اس دعوت کو وہ قبول کرلے گا اور خود کو دوزخ میں ڈالنے سے نہیں بچائے گا تو وہ خالص مومن ہو گا کیونکہ اس کے سامنے جو نار ہو گی وہ حقیقی نار نہ ہو گی۔ اگر وہ بچائے گا تو وہ کافر ہو گا اور اسے دوزخ میں بھیجا جائے گا۔

تفسیر صوفیانہ شیخ روز بہان البقلی قدس سرہ تفسیر عرائس البیان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ فطرت ذریت کی عدم سے سلیمہ اور طاہرہ اور معرفت الٰہی کو قبول کرنے والا پیدا کیا گیا کہ وہ اضداد کی محبت سے متغیر نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسے ماں باپ یہودی بنائیں یا نصرانی یا مجوسی جب وہ اپنی صفت اول پر باقی رہے تو اس کی طرف نور حق کا فیض پہنچتا ہے۔ اگرچہ اس کے اعمال کی تکذیب نہ بھی ہو تب بھی اسے آباء و امہات اہل ایمان کے درجات تک پہنچا دیا جاتا ہے کیونکہ یہیں پر ارواح و عقول و قلوب تکمیل پاتے ہیں اور کشف مشاہدہ کے وقت انہیں معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے اور انوار جلال حق ان پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وصال الٰہی سے درکنار ہوتے ہیں۔ یہی حال ان مریدین کا ہے جو عارفین کے پاس رہتے ہیں جو کہ وہ اپنے اکابر مشائخ کے درجات پالیتے ہیں جبکہ وہ ان کے احوال پر ایمان رکھیں اور ان کے کلام کو قبول کریں جیسا کہ حضرت روم قدس سرہ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے احوال پر ایمان قبول کیا اور ہماری باتوں کو مانا (جو کہ ستر پردوں میں محجوب ہے) تو ایسا شخص ہمارا ہے۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے وہ انہیں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ جو اطاعت کرتا ہے اللہ اور رسول ﷺ کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین میں سے۔ (پ۵ع۶)

marfat.ocm

سبق اس سے تعجب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں اعلیٰ درجات تک پہنچاتا ہے۔ جب وہ منازل وحشت میں ہوں تو وہ انہیں بلند درجات نصیب فرماتا ہے تو پھر مقام وصل تک کیوں نہ پہنچائے گا۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس سے ظاہر ہو گیا انبیاء صوریہ و معنویہ کا آباء کے درجات پر پہنچنے میں ایمان شرعی و توحید عقلی کی ضروری ہے اطفال المشرکین کو اس سے کوئی حصہ نصیب نہ ہو گا تو پھر وہ جنت میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں ہاں مومن کے ساتھ مومن ہی بہشت میں داخل ہو سکے گا کہ وہ ہم جنس ہیں اور ایمان فطری کا دارا لتکلیف میں کوئی اعتبار نہیں ایسے ہی دار الجزاء ہیں اللہ تعالیٰ ہی اپنے اسرار کو خوب جانتا ہے اور اسی سے ہی ہم انبیاء سے لاحق ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ کل امری ہر عاقل بالغ مکلّف مرد (بماکسبت) کے ساتھ اس کے کہ اس نے عمل کیا نیک یا برا۔ رھین پابند ہے قیامت میں کہ اپنے اعمال کی جزاء سزا پائے گا۔ اس سے اسے نجات نہ ہو گی۔ اور نہ ہی اس سے کسی دوسرے کے عمل کی وجہ سے مواخذہ ہو گا۔

فائدہ عورت عاقلہ بالغہ مکلفہ کا بھی یہی حکم ہے (تفسیر الکاشفی)

فائدہ الرھن وہ شے جو قرضہ میں اعتماد کے طور کسی کے ہاں رکھی جائے چونکہ رہن میں احتباس (قید) کا مفہوم مقصود ہے اسی لئے ہر محبوس کو کہا جائے گا وہ جس طرح کا بھی ہو۔

فائدہ ابن شیخ نے فرمایا کہ ماکسبت میں ما مصدریہ ہے اور الفعیل (رہین) بمعنی مفعول (مرہون) ہے اور عمل صالح انسان پر بمنزلہ قرض کے ہیں بایں طور کہ اس سے اس کا مطالبہ کیا جائے گا اور انسان کا نفس اس میں گروہ رکھا ہوا ہے کہ جیسے مرتہن کے ہاں جب تک قرض کی ادائیگی نہ ہو گی اس سے رہن کا ملنا مشکل ہے ایسے ہی جب تک اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کے عمل صالح نہ پہنچیں گے اس وقت تک اس کا نفس مرہونہ نجات پا سکے گا۔ اب معنی یہ ہوا کہ ہر مرد اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل صالح کے ساتھ مرہون (رہن رکھا ہوا) ہے جو کہ عمل صالح اس پر بمنزلہ قرض کے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل صالح نہیں پہنچیں گے اور بندہ یہ قرض ادا نہ کرے گا۔ جیسے کہ اس سے اس کا مطالبہ ہے تب تک اس کی گردن رہن سے آزاد نہ ہو گی اگر ادا نہ کرے گا تو ہلاک ہو گا اسی معنی میں ہے وہ فرمان

marfat.ocm

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اپ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہروہ گوشت بہشت میں داخل نہ ہو گا جو حرام سے اگا ہے ایسے گوشت کو آگ بہتر ہے۔

اے کعب بن عجرہ لوگ دو قسم ہیں۔

۱۔ اپنے نفس کو بیچ کر تباہ و برباد کرنے والے۔

۲۔ اپنے نفس کو خرید کر آزاد کرنے والے

فائدہ حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں نفس سے کافرو مشرک مراد ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ ہر کافر ساتھ اس کے کہ اس نے شرک کا عمل کیا۔ دوزخ میں رہن رکھا ہوا ہے اس لئے کہ مومن مرتہن نہیں جیسا کہ دوسرے مقام پہ فرمایا کہ کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحاب الیمین ہر نفس اپنے کردار میں گروی ہو گا سوائے اصحاب الیمین کے۔

عالمانہ تفسیر دیگر آیت کی ایک اور طریقے سے تفسیر کی جا سکتی ہے وہ یہ کہ الرھین نعیل معنی فاعل ہو۔ اب معنی یوں ہو گا کہ نفس ساتھ اس کے کہ اس نے عمل کیا راھین ہے یعنی دائم ثابت مقیم ہے اگر نیکی کی ہے تو ہمیشہ بہشت میں ہو گا اگر برے عمل کئے تو ہمیشہ دوزخ میں ہو گا۔ اس لئے کہ دنیا میں اعیان کے دوام سے اعمال کا دوام ہوتا ہے کیونکہ عرض جوہر سے ہی باقی رہ سکتا ہے۔ اور اس کے بغیر وہ موجود ہو ہی نہیں سکتا۔ اور آخرت میں دوام اعیان ہو گا اس لئے اللہ تعالیٰ ہی اعمال کو باقی رکھنے والا ہے اور اعیان کا بقاء اعمال کے بقاء سے ہے۔

فائدہ الارشاد میں ہے کہ مقام کی مناسبت میں یہی معنی زیادہ مناسب ہے اس لئے دوام کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اور اس کے اعمال کے درمیان مفارقیت نہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ آباء کے اعمال کے ثواب میں بھی کمی واقع نہ ہو اس تقریر پر جملہ ماقبل کی تعلیل ہو گی۔

تفسیر عالمانہ وامددناھم اور ہم ان کی مدد کریں گے۔

حل لغات المد بمعنی الجر کھینچنا الامداد اکثر محبوب امور میں مستعمل ہوتا ہے۔ المدد نکرہ میں الامداد بمعنی مدد کرنا مدد دینا۔ القاموس میں ہے الامداد بمعنی تاخیر الاجل اور یہ کہ غیر کی جماعت کو لشکر

marfat.ocm

سے مدد پہنچانا و بمعنی الاعطاء والاستنشاء۔ بفاکھتہ ساتھ میوؤں ہر طرح کے ہر وقت نعمتوں میں سے جس طرح وہ چاہیں گے۔ ولحم ممایشتھون اور ایسے ہی گوشت میں سے جو وہ چاہیں گے وہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَآ اَلَتۡنٰھُمۡ اور ہم ان کی کمی نہیں کریں گے۔ نقصان کی نفی کا تقاضا ہے کہ آباء و ابناء اعمال میں برابر ہو جائیں گے اسے یوں دفع کیا کہ یہ برابری تک محدود نہیں بلکہ آگے جو امداد ہو گی وہ بھی ان کے ثواب کی وجہ سے ہو گی یعنی اولاد بہر حال آباء کی طفیلی رہے گی۔

فائدہ فاکھتہ کی تنوین تکثیر کی ہے یعنی اتنے میوے کہ ختم نہیں ہوں گے کہ جب کھا کر فارغ ہوں گے تو فوراً اس جیسا میوہ اور تیار اس کے سامنے ہو گا۔ اور مایشتھون میں عموم ہے گوشت کے اقسام کے لئے نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم بہشت میں کسی پرندے کا گوشت چاہو گے تو وہ بھنا ہوا ہو کر تمہارے سامنے آکر گرے گا اور بعض نے کہا کہ بہشت میں بہشتی کے سامنے پرندہ حاضر ہو گا تو وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھون کر کھا کر فارغ ہو گا تو وہی پرندہ اڑ کر نہر میں جا پہنچے گا۔ یتنازعون (اور بہشت میں ایک دوسرے کو دیں گے)۔

حل لغات النزع بمعنی شے کو اپنی جگہ سے دوسری طرف کھینچنا جیسے قوس کو درمیان سے کھینچ کر دوسری طرف لے جانا التنازع والمنازعتہ بمعنی المجاذبتہ کبھی اسے مخاصمت و مجادلت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہاں پر التنازع بمعنی تعاطی و تداول ہے علی طریق استجاذب یعنی ایک دوسرے سے کھینچ کر شے کو لینا اور یہ تجاذب (کھینچنا بھی) محبت و سرور میں زیادتی کے ساتھ بطور ہنسی مذاق ہو گا جیسے دوست ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور اس میں بھی ایک قسم کی لذت ہو گی کیونکہ بہشت میں مخاصمت اور لڑائی جھگڑا نہ ہو گا۔ اب معنی یہ ہوا کہ بہشت میں ایک دوسرے سے اشیاء لیں گے اور دیں گے حالانکہ وہ اس میں بیٹھے ہوں گے یہ ان کی کمال رغبت و اشتیاق کی طرف اشارہ ہے جیسے تنازع کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ بہشت میں بہشتی اشیاء ایک دوسرے کو دیں گے بھی اور لیں گے بھی کاسا بہشتی کے شراب سے بھرے ہوئے پیالے۔ بمعنی وہ پیالہ کہ جس میں شراب ہو جس میں شراب نہ ہو اسے کاس نہیں کہیں گے۔ جیسے جس دستر خوان پر طعام ہو تو اسے مائدہ کہیں گے اگر طعام نہ ہو تو پھر اسے مائدہ نہیں کہا جائے گا۔ یہ معنی اس عے کے محل کی وجہ سے ہے چونکہ کاس مونث اور مہموز اس

marfat.com

لئے اس کے لئے ضمیر مونث کی لائی گئی ہے چنانچہ فرمایا لا لغو فیہا اس کے پینے میں لغو باتیں نہ ہوں گی۔ یعنی وہ پیالہ پیتے ہوئے ایسی بات نہ کریں گے جو گھٹیا قسم کی ہو۔

فائدہ حضرت عطاء نے فرمایا کہ یہ پینا شرابا طهورا کا جنت عدن میں ہو گا۔ اور اس کے ساقی ملائکہ ہوں گے اور ان کا شرب ذکر الٰہی اور ان کی ریحان خوشبو تحیہ من عند اللہ ہو گا جو نہایت بابرکت اور خوشبو ناک ہو گا اور وہ سارے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے۔

حل لغات امام راغب نے فرمایا کہ اللغو وہ کلام جو غیر معتبر ہو یعنی بات جو بغیر سوچے اور بغیر غور و فکر کے کی جائے اسے لغا جیسا سمجھا جاتا ہے اور لغا بمعنی چڑیوں اور اسی طرح کے دوسرے پرندوں کی آواز۔

ولا تاثیم اور گناہ کی بات کرنا یعنی ایسا کام کرنا جس کا مرتکب گنہ گار ہو یعنی گناہ کی طرف منسوب ہو اگر اسے دارا لتکالیف میں کرتا ہے جھوٹ۔ گالی دینا اور بکواسات جیسے دنیا میں شراب خوروں کی عادت ہوتی ہے بلکہ بہشت میں شرابا طهورا پی کر دانائی اور حکمت اور بہترین کلام کریں گے۔ اور وہ کام کریں گے جو معزز شخصیتیں کرتی ہیں کیونکہ بہشت میں عقول شراب پی کر بحال رہیں گی زائل نہیں ہوں گی یہ ایسے ہو گا جیسے دنیا میں معرفت والوں کو معرفت کا نشہ ہوتا ہے یہ لوگ دنیا میں معارف و حقائق کی باتیں کرتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے پینے میں انہیں ان شراب کے پیالوں سے موصوف فرمایا ہے جو انہیں منازعت اور مزید قرب کے شوق تک پہنچادے پھر ان کے شراب کی یہ وصف بتائی کہ وہ انہیں تمکین و استقامت فی السکر تک پہنچادے گا ان کا حال نہ تو شطح تک پہنچے گا اور نہ جنگ جوئی تک اور ان کا وہی حال ہو گا جو دنیا میں معرفت کے نشہ والوں کا تمام مخلوق کے سامنے ہوتا ہے اور جمیع معانی میں اہل حضرات کا دنیا والوں کے حال جیسا نہیں ہوتا۔

فائدہ کبھی خواب میں اکل و شراب ہوتا ہے غلبہ روحانیت کی وجہ سے اس کا حکم جسم میں اثر دکھاتا ہے جیسے بعض اکابرین نے فرمایا کہ عیش مع اللہ وہ قوت ہے جسے بندہ خواب میں کھا کر بھوک محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرف رسول اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا۔

marfat.com

اِنِّی لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (روح البیان)
میں تمہارے جیسا نہیں میں اپنے پروردگار کے ہاں وقت گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

فائدہ اس سے وہی سیر اور تازگی ہے جو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے یعنی آپ ﷺ بھوکے ہو کر آرام فرماتے تو خواب میں دیکھا کہ آپ نے کھایا پیا، بیدار ہوئے تو سیر شکم تھے۔

اولیاء کی شان ایسے ہی بعض اولیاء کرام کے ساتھ ہوا بوجہ وراثت از نبی اکرم ﷺ کہ ان سے بیداری کے بعد اس طعام کی تین دن تک خوشبو پائی گئی اور لوگ اسے برابر سونگھتے رہے۔

فائدہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے وارث (ولی اللہ) کے سوا عام انسان جب خواب میں دیکھتا ہے کہ اس نے کچھ کھایا پیا ہے جب بیدار ہوتا ہے تو وہ بدستور بھوکا ہوتا ہے اگرچہ خواب صحیح ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ خواب نبوت کے چھیالیسویں حصے میں سے ہے۔

تحقیق صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ بہت سے خواب سے اٹھ کر سیری کا دعوی کرنے والے در حقیقت وہ بھوکے ہی ہیں کیا تم خود گواہ نہیں ہو کہ بہت سے عوام خواب میں خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں لیکن بیدار ہوئے تو بدستور بھوکے ہوتے ہیں یہی اہل تلوین کا حال ہے جو اس معرفت کے شراب سے ایک گھونٹ پی لیتے ہیں تو بہت بڑے لمبے چوڑے دعادی کرتے رہتے ہیں۔ جیسے ہم نے اپنے بعض معاصرین کو دیکھا اسے معلوم نہیں کہ اہل تمکین کا حال نائم (نیند والے) جیسا ہے جو شراب کی بو کے نشہ سے مست ہے اس کی طرح کیسے ہو سکتا ہے۔ جو خود شراب پی کر مست ہوتا ہے پھر تم کہاں اور اہل حیقیت کہاں اے برادر تو اپنی حد پہچان۔ حد سے متجاوز نہ ہو اس لئے کہ حد سے تجاوز لغو و تاثیم کے قبیل سے ہے۔

حضرت خجندی قدس سرہ نے فرمایا۔

از عشق دم مزن چوں گشتی شہید عشق
دعوائے ایں مقام درست از شہادت است

ترجمہ عشق کا دم نہ مار جب تو شہید عشق نہیں ہوا۔ اس مقام کا دعوی شہادت سے بہتر ہے۔

تفسیر عالمانہ ویطوف علیہم اور ان پر گشت کریں گے۔

marfat.ocm

حل لغات الطواف معنی شے کے ارد گرد پھرنا اسی سے ہے الطائف وہ شخص جو کعبہ کے ارو گرد گھومتا ہے اب معنی یہ ہوا کہ اہل جنت کے ارد گرد پیالے شراب کے لے کر یا خدمت کے لئے گشت کریں گے۔ **غلمان لهم** ان کے غلمان

حل لغات غلمان غلام کی جمع ہے اٹھتی جوانی والا جوان یعنی بہشتیوں کے مخصوص غلام۔

سوال جب وہ غلام صرف انہیں کے ہوں گے تو **غلمانهم** کیوں نہیں لام کے اضافہ (زائدہ) کی کیا ضرورت ہے۔

جواب تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ ان سے وہ چھوکرے مراد ہوں گے جو دنیا میں ان کے خادم رہے تو اس سے ان چھوکروں کو خطرہ لاحق ہو تاکہ افسوس کہ ہم دنیا میں بھی خدام رہے اور آخرت میں بھی تو اس طرح سے ہم دارین میں دوسروں کے تابع رہے۔ ان کے اس وہم و حزن کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ ان سے وہ خدام مراد ہیں جو بہشت میں ان کے لئے مخصوص ہیں (جو ان دنیا والوں کی قسم سے نہیں (یہ آزاد ہو گئے اب یہ بھی آخرت میں دوسرے لوگوں کی طرح مخدوم ہوں گے)

فائدہ غلمان کی تنکیر سے معلوم ہوا کہ جو بھی بہشت میں داخل ہو گا اسے ایسے خدام ملیں گے جن سے وہ پہلے متعارف نہ ہو گا۔ (حواشی سعدی المفتی)

كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ گویا وہ خالص موتی ہیں۔ یہ غلمان سے حال ہے اس لئے کہ وہ غلمان اس سے موصوف ہیں یعنی گویا وہ غلمان سفیدی و صفائی خالص ہوتی ہیں گویا ابھی صدف سے نکلے ہیں کیونکہ موتی تازہ احسن اور صاف تر ہوتا ہے اس لئے کہ اسے نہ تو کسی ہاتھ نے چھوا ہے اور نہ اس پر غبار پڑی ہے۔ خلاصہ یہ کہ غلمان گویا صفائی اور لطافت میں وہ موتی ہیں جو صدف میں تازہ نکلتے ہیں کہ انہیں کسی کا ہاتھ نہیں لگا۔

فائدہ مکنون معنی مخزون بھی ہو سکتا ہے اس لئے کہ خزانہ میں اس موتی کو رکھا جاتا ہے جو قیمتی ہو۔

حدیث شریف حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ حال تو خادم کا ہے تو مخدوم کیسے ہوں گے

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مخدوم کی خادم پر ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں کے چاند کی تمام ستاروں پر۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ادنیٰ درجہ کے بہشتی کی شان یہ ہوگی کہ جب وہ اپنے خدام میں سے کسی خادم کو بلائے گا تو دروازہ پر ایک ہزار خادم جواب دے گا۔ لبیک لبیک (حاضر جناب حاضر جناب)

تفسیر عالمانہ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور وہ ایک دوسرے سے متوجہ ہوں گے۔

فائدہ مروی ہے کہ بعض بہشتی دوسرے کے پاس آکر یَتَسَآءَلُوْنَ (پوچھیں گے) یعنی ایک دوسرے سے حال واحوال پوچھیں گے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے کیا انعامات نصیب ہوئے یہ بھی لذت اور اعتراف کے طور ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف عظیم نعمتیں نصیب ہوئی ہیں جیسے عموماً اہل مجلس کا طریقہ ہوتا ہے کہ اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے حالات پوچھتے ہیں اور جو ان پر بہتر وقت گزرتا ہے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے مانوس ہوتا ہے اور یہ اس وقت یوں ہوگا کہ ہر دونوں سائل بھی ہوں گے اور مسئول بھی۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں بعض مخصوص سائل ہوں گے اور بعض مخصوص مسئول۔

قالو کہیں گے یعنی مسئول جو در حقیقت ہر دونوں ایک دوسرے کے مسئول ہیں۔

انا کنا قبل بیشک ہم دخول جنت سے پہلے **فی اھلنا** اپنے اہل خانہ کے درمیان دنیا میں تھے **مشفقین** سہمے ہوئے۔ دل سے گھبرائے ہوئے کہ ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے گناہوں میں مبتلا رہے اور اس کی طاعت سے کوسوں دور رہے نامعلوم اب کیا بنتا ہے۔ یا یہ کہ ہم اپنے انجام سے بے خبری کی وجہ سے خطرہ میں تھے۔

نکتہ اہل کی قید میں اشارہ ہے کہ اہل عیال میں امن و سلامتی ہوتی ہے لیکن وہ بندگان خدا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے کہ اپنے اہل و عیال میں رہ کر بھی خوف خدا سے غافل نہ تھے جب ایسے امن و سلامتی کے وقت ان کا یہ حال تھا تو باقی اوقات میں ان کا کیا حال ہوگا بہر حال وہ ہر وقت خدا کے خوف میں رہتے تھے۔

marfat.com

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیٰ یہ ہے کہ جملہ اولیٰ کو اس پر محمول کیا جائے کہ وہ خلق خدا پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے جیسے دوسرے جملہ میں تعظیم امر الٰہی کی طرف اشارہ بتاتا ہے۔

نکتہ ان دونوں کاموں کے درمیان حرف عطف کے ترک میں اشارہ کیا گیا ہے کہ دوسرا جملہ پہلے کا بیان ہے اس میں مبالغہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں کہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

تحقیق صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ یہ کلام ہیں کہ ہماری شان اپنی قوم یا قبیلے میں ایسے ایسے ہے[1]

گویا وہ دنیا اپنی قوم و قبائل میں اشفاق کی صفت سے موصوف تھے اس میں تعریض ہے کہ بعض لوگ ایسے نہیں تھے۔

ویدل علی ھذا ان الاھل یفسر بالا زواج والاولاد وبالعبید والاباء وبالاقارب وبالاصحاب والمجموع (کمافی شرح المشارف لابن الملک)

یہ دلیل ہے اس کی کہ لفظ اہل کی تفسیر ازواج و اولاد اور غلاموں اور کنیزوں اور قریبی رشتہ داروں اور دوستوں اور تمام برادری سے کی جا سکتی ہے۔ (ص ۱۹۶ ج ۹ روح البیان)

فمن اللہ تو اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا علینا رحمت فرما کر اور حق کی توفیق دے کر۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں من و انعام سے بہشت اور اس کی نعمتیں مراد ہیں جیسے اگلی آیت ووقانا عذاب السموم دلالت کرتی ہے اور اس نے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایا یعنی دوزخ کے اس عذاب سے بچایا جس کے اثرات مسام تک پہنچیں گے۔ یعنی جسم کے سوراخوں میں جیسے ناک و منہ کان وغیرہ۔ دھوئیں کے اثرات کی طرح وہ گرم دھواں جو مسام میں داخل ہو جاتا ہے اسے سموم کہا جاتا ہے اور جہنم کو اس سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس کا عذاب سموم کی طرح مسام میں اثر کرے گا۔

---

[1] (رد شیعہ :- لفظ اہل بیت عرف اولاد فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے اطلاق کے قائل ہیں ان کا یہ دعویٰ قرآنی محاورہ کے خلاف ہے چنانچہ روح البیان ص ۱۹۶ ج ۹ میں فرمایا۔ اویسی غفرلہ)

المفردات میں ہے کہ السموم وہ گرم ہوا جو جسم میں زہر کی طرح اثر کر جائے۔

تفسیر صوفیانہ حضرت البقلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس قوم کے شکر کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے سرشار ہو کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں فراق اور یوم قیامت میں ہجر سے خوفزدہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے جلانے اور ستانے والے عذاب سے بچالیا اور ان کا یہ قول دیدار کے اول اوقات میں ہوگا جب وصال کے مزے لوٹیں گے اور اس پر انہیں ایک عرصہ گزر جائے گا تو پھر یہ بات بھول جائیں گے۔

فائدہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اشفاق زیادہ نرم ہے خوف سے اور خوف سخت تر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اشفاق اولیاء کرام کے لئے اور خوف عام اہل ایمان کو ہوتا ہے اور حضرت الواسطی قدس سرہ نے فرمایا کہ اہل ایمان نے دعا اور شفقت کا لحاظ کیا لیکن یہ نہ جانا کہ وسائل متوسلین کو حقیقت سے منقطع کر دیتے ہیں اور اس ذات کے ادراک سے محجوب ہو جاتے ہیں جس کے ہاں اس کے اور کوئی وسیلہ نہیں۔

تفسیر عالمانہ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ بیشک ہم تھے دیدار الٰہی اور اس کی طرف رجوع کرنے سے پہلے اس سے ان کی دنیا مراد ہوگی۔ یعنی ہم دنیا میں یوں تھے۔ ندعوہ ہم اس کی عبادت کرتے اور وہ دوزخ سے بچنے کا سوال کرتے تھے۔ انہ ھو البر الر بیشک وہ محسن ہے الرحیم بہت بڑی رحمت والا ہے کہ جو بندہ اس کی عبادت کرتا ہے وہ اسے ثواب بخشتا ہے اور جو اس سے سوال کیا جائے وہ عطا فرماتا ہے۔

تحقیق البر امام راغب قدس سرہ نے فرمایا البحر کی نقیض ہے اس میں توسع متصور ہوتا ہے اسی سے ہے البر بمعنی فعل الخیر میں توسع یہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے مثلاً انہ ھو البر الرحیم بیشک وہ محسن و رحیم ہے اور کبھی اس کی نسبت بندے کی طرف بھی ہوتی ہے مثلاً بر العبد بندے میں طاعت الٰہی میں وسعت دکھائی یعنی بکثرت اطاعت کی خلاصہ یہ کہ بندے کی طرف منسوب ہو تو طاعت کی کثرت مراد ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو کثرت ثواب مراد ہوگی۔

بر کی اقسام بر کی نسبت عبد کی طرف ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اعتقاد ۲۔ اعمال

marfat.ocm

فرائض و نوافل اور برالوالدین یعنی ان پر احسان میں توسع اس کی ضد عقوق ہے۔

فائدہ شرح الاسماء الحسنی میں ہے کہ بر رحیم کو جس سے جانتا تو وہ ہر چھوٹی بڑی مراد میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا اور وہ بھی اپنی رحمت اور فضل و کرم سے اس کی مراد پوری فرمائے گا۔

فائدہ حکم ابن عطاء میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا تو تیرے سامنے اپنا بڑا احسان و فضل لائے گا اور جب تجھ سے کوئی شے روکے گا تو تیرے سامنے اپنا قہر و جلال اور عظمت لائے گا وہ ہر حالت میں تجھے اپنے لطف سے نوازتا ہے کبھی جمال سے کبھی جلال سے اور وہی اپنے لطف خاص سے تیری طرف متوجہ ہے جس طرح سے بھی ہو ہاں تجھے وہ بات ناگوار گزرتی ہے جب وہ تجھے تیرا مقصد پورا نہیں کرتا حالانکہ وہ بھی تیرے لئے لطف و کرم ہے جسے تو نہیں سمجھتا اگر تو اسے سمجھ جائے تو اسے تجھے جس حال میں رکھا ہے تو اس کا شکر کرتا۔

فائدہ حضرت ابو عثمان مغربی قدس سرہ نے فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقام شکر میں ہے اگرچہ ان کا گمان ہے کہ وہ مقام صبر میں ہیں۔

فائدہ حضرت ابراہیم الخواص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر فقیر کے لئے صحیح نہیں ہوتا جب تک دو خصلتیں نہ ہوں۔

۱۔ اللہ پر بھروسہ ۲۔ اس کا شکر

اس پر کہ جو دنیا میں اس نے نہیں عطا فرمایا اور دوسرے کو اس میں مبتلا کر دیا اور فقر کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک یہ مقام نصیب نہ ہو کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کا مقصد پورا نہ ہوا اس میں اس کی بہتری ہے بجائے اس کے کہ اس کا مقصد پورا ہوتا اس مرتبہ اس کے صدق کی علامت یہ ہے کہ منع المقصد میں لذت محسوس کرے بہ نسبت عطاء المقصد کے۔

فائدہ صوفیانہ اسم البر کے تقرب کی ایک علامت یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے احسان سے محبت اور تدبیر کا ترک ہو۔ مثلاً یہ تصور کہ میں فلاں کام کروں گا تو وہ اکرام فرمائے گا اور دوسری علامت یہ ہے کہ بندہ دعا کی کثرت کرے چنانچہ فرمایا انا کنا من قبل ندعوہ انہ ھو البر الرحیم تیسری علامت عبداللہ کو نفع

marfat.ocm

پہنچانے کی علامت بنائے اور ان پر شفقت کرے اس لئے البر (احسان) یہی ہے کہ وہ اندر (مخلوق) کو نقصان نہ دے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ واقبل بعضهم یعنی قلب و روح نفس کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سیر و سلوک سے پہلے اپنے اہل یعنی عالم انسانیت میں ڈرنے والے تھے یعنی صفات بہیمیہ و سبعیہ و شیطانیہ کی صفات اور شہوات دنیویہ سے خوفزدہ تھے کیونکہ یہی قہر حق کی ہواؤں کے چلنے کی جگہیں ہیں۔

فمن اللہ علینا تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں اپنے قہر کی سموم سے بچایا اگر اس کا فضل و کرم نہ ہوتا تو ہم اپنی جدوجہد اور کوشش سے نہ بچ سکتے بلکہ اس سے پہلے ہم اس کی عبادت کرتے اور اس کی توفیق سے اس کی طرف تضرع کرتے طلب نجات و تحصیل البرکات میں بیشک وہی محسن ہے اس کا جو اسے پکارے اور رحیم ہے اس کے لئے جو اس کی طرف رجوع کرے۔

تفسیر عالمانہ فَذَكِّرْ (تو نصیحت کیجئے)

ربط ابن الشیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اپنے اہل و عیال میں رہ کر بھی خوف خداوندی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور چونکہ نبی اکرم ﷺ ان لوگوں کو ڈرانے پر مامور ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اس لئے اس کے بعد فرمایا فذکر (فاء کے ساتھ)

شان نزول حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک بہتان تراش جماعت مکہ معظمہ کے گرد و نواح میں ایسی تھی جو رسول اللہ ﷺ پر بہتان تراشی کے لئے عرب کے قبائل کے ہاں جا کر کہتے تھے کہ یہ جو رسالت و نبوت کا دعوی کر رہے ہیں یہ تو کاہن اور مجنوں اور ساحر و شاعر ہیں حضور نبی پاک ﷺ ان کی ان باتوں سے غمگین رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فذکر یعنی جس منصب پر آپ ہیں اس پر ثابت قدم رہیئے جو کچھ آپ پر آیات نازل ہوتی ہیں آپ ان مشرکین کو سناتے جایئے اور ذکر حکیم کی نصیحت کرتے رہیئے اور ان

marfat.com

کی باتوں کی طرف کان نہ لگایئے ان کی باتوں میں کسی قسم کی خیر نہیں یا بطلان سے پر ہیں۔

فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ تو تم اپنے پروردگار کی نعمتوں سے نہیں ہو۔ نعمت کو تاء سے لکھ کر وقف کیا جاتا ہے تو ہاء پڑھی جاتی ہے یہ وقف کر کے پڑھنا ابن کثیر و ابو عمرو اور کسائی و یعقوب کا مذہب ہے۔

فائدہ باء سببیہ ہے یعنی سبب اس انعام کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا ہے یا تم کاہن نہیں ہو درانحالیکہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس معنی پر یہ حال لازمہ ہے اس ضمیر سے جو کاہن میں معنوی ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس حال سے کبھی جدا نہیں ہوئے (یعنی آپ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں) اس تقریر پر باء ملابستہ کی ہو گی اور اس کا عامل نفی کا معنی ہو گا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ پر صدق النبوۃ زیادہ العقل کا انعام فرمایا۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بانعام پروردگار خود یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و نعت سے یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ باء قسمیہ ہو۔

بِکَاهِنٍ کاہن مثلاً وہ ظالم کافر (اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے) حضور سرور عالم ﷺ (بدعتی ہیں) یعنی بدعت کی باتیں بتاتے ہیں (معاذ اللہ) اور وحی کے بغیر کل کی خبریں دیتے ہیں۔ المفردات میں ہے کاہن وہ ہے جو صرف گمانسے زمانہ ماضی کی مخفی خبریں دے اور عراف وہ جو زمانہ مستقبل کی مخفی خبر دے اور یہ دونوں طریقے اس گمان پر مبنی ہیں جن میں خطاء و صواب ہر دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو کاہن و عراف کے پاس آیا اور اس کی بتائی ہوئی خبر کی تصدیق کی تو اس نے اس کے ساتھ کفر کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا۔

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں وکھن فلاں کہانتہ بمعنی تعاطی۔ اس نے تعاطی کیا وکھن وہ جو اس فن سے خصوصیت رکھتا ہے اور تکھن وہ جو اس فن کا دم بھرے۔ القاموس میں ہے لکھن لہ جعل وتعرو کرم کی طرح ہے کہانت بالفتح و تکہن تکہناً و تکہیناً وہ شخص کہ جس کے لئے غیب کا فیصلہ بتایا گیا فھو کاھن اس کی جمع وکہان آتی ہے اس کی صفت کو الکہانت (بلاکسر) کہا جاتا ہے

ازالہ وھم ابن الملک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ جو اعراف کے پاس گیا اور اس

marfat.ocm

سے اپنی گزشتہ خبر کا سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ المفردات وہ جو چوری شدہ مال چھپے ہوئے مال کی خبر دے ایسے ہی کاہن کے پاس جانے کا حکم ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب ان کے پاس سچ مچ اسی طرح جائے جس کا ذکر حدیث شریف میں ہوا اگر وہ ان کے ہاں ان سے مذاق۔ استہزاء یا ان کی تکذیب کے طور گیا تو اس پر یہ حکم نہ ہو گا جو ابھی حدیث شریف میں مذکور ہوا کیونکہ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کاہن کی تصدیق کی تو اس کی چالیس راتوں کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔

سوال یہ تو اس حدیث شریف کے خلاف ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جو کاہن کی تصدیق کرتا ہے وہ کافر ہو گیا اس کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا۔

جواب میں (یعنی ابن الملک قدس سرہ) کہتا ہوں کہ ان دونوں کے درمیان تطبیق میرے لئے یوں روشن ہوئی ہے کہ کاہن کا تصدیق کنندہ کافر ہے جب اسکا یہ اعتقاد ہو کہ وہ کاہن غیب (ذاتی طور مستقلاً) جانتا ہے جب اس کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کردہ ہے جن سے وہ القاء کرتے ہیں جو ملائکہ سے سنتے ہیں اس اعتقاد پر کاہن کی تصدیق کرے تو وہ کافر نہ ہو گا۔

مسئلہ ہدیۃ المہدیین میں ہے کہ جو کہے کہ میں مسروقات کو جان لیتا ہوں کافر ہو جائے گا اگر کہے کہ میں جنات کی خبر دینے میں مسروقات (چوری شدہ چھپی ہوئی اشیاء) کو جان لیتا ہوں تو بھی کافر ہو گیا کیونکہ جن بھی انسان کی طرح غیب نہیں جانتے۔[1]

ولا مجنون اور نہ ہی (آپ) مجنوں ہیں۔ مجنوں وہ جس میں جنوں کی بیماری ہو یعنی عقل کا زوال یا اس میں فساد آجاتا ہے المفردات میں ہے کہ جنون وہ بیماری ہے جو عقل و نفس کے درمیان حائل ہو جائے التعریفات

---

[1] انبیاء علیہم السلام کا غیب جاننا وحی سے ہوتا ہے۔ اور اولیاء کرام کا الہام سے اسی لئے ان کے لئے عقیدہ رکھنا عین اسلام ہے چونکہ عراف ' کاہن ' جادوگر وغیرہ کا غیب جاننا از خود ہے یا کسی فن و کارگیری سے ہے جس کا دین الٰہی سے کوئی تعلق نہیں (اگرچہ تخلیق کے اعتبار سے اس کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ سے ہے۔ لیکن یہ شے دیگر ہے) اسی لئے اس کی تصدیق کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ انبیاء و اولیاء کو کاہنوں ' ساحروں وغیرہ پر قیاس کرنا وہابیوں دیوبندیوں کا

marfat.com

میں ہے کہ جنون وہ بیماری ہے جس میں عقل میں ایسا فتور پیدا ہو جاتا ہے جو عقل کے طریقہ پر افعال واقوال کے جاری ہونے کو روکتا ہے کبھی اس کے افعال واقوال عقل کے مطابق بھی واقع ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ کبھی کبھی ہوتا ہے۔

مسئلہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کی یہ حالت اگر اکثر سال رہتی ہے تو یہ مطبق ہے اگر اس سے کم ہے تو یہ غیر مطبق ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ انسان کی طبیعت حقیقت دین سے متنفر اور حب دنیا اور اس کی زینت کی خوگر ہے اور اس کی شہوات اور اس کے نقش و نگار پر فریفتہ اور وہ جوہر روحانی (کہ فطرۃ اسلام پر انسان کو بنایا گیا ہے) انسان میں بالقوہ ایسے امانت رکھا ہوا ہے جیسے موتی خزانوں میں وہ نہیں نکل سکتا۔ جب تک اس میں جدوجہد بلیغ اور سعی تام بقانون شریعت و متابعت النبی ﷺ اور آپ کی رہبری نہ ہو یا پھر آپ کے وارثین یعنی اولیاء کرام اور علماء ربانیین الراسخین فی العلم یعنی مشائخ کرام جو آپ کے راستہ پر چلنے والے ہیں کی رہبری نصیب ہو اور یہ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ عام مخلوق کا دعویٰ اسلام کے باوجود اولیاء کرام کی سیرت اور طریقوں کے منکر ہیں یعنی اکثر ورنہ بہت سے اللہ تعالیٰ کے بندے اولیاء کرام کے عاشق اور ان کے پیروکار ایسے منکرین ترک دنیا اور گوشہ نشینی اور خلق سے دوری اور رجوع الی اللہ و طلب حق سے کوسوں دور ہیں ہاں جن کے قلوب میں ایمان لکھ دے اور اس کی اپنی روح سے مدد فرمائے تو ایسے لوگوں میں صدق فی الطلب اور اچھا ارادہ جو وہ بیج عطا فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جسے چاہے عطا فرمائے ورنہ انسان کی طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ دین سے ایسے نکل جائے جیسے تیر کمان سے اگرچہ ایسے لوگ نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں بلکہ ان کا گمان یہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں لیکن یہ لوگ تقلیدی مسلمان ہیں نہ کہ تحقیقی۔ ہاں فضل الٰہی پر تو پھر جس کا اللہ تعالیٰ سینہ اسلام کے لئے کھول دے تو پھر ایسا خوش قسمت انسان اپنے پروردگار کے نور پر ہوتا ہے۔

شان اور کمال رسول ﷺ کا بیان فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ آیت میں رسول اللہ ﷺ کی شرافت اور بزرگی کا بیان ہے اس لئے کہ کافروں کو خود اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اور بجائے رسول اللہ ﷺ کے خود کافروں کی تردید فرمائی اور اس کی یہ تصریح (بالالتزام) بھی ہے کہ تذکیر کے امر کا تعلق

marfat.com

وحی سے ہے اگرچہ کمال عقل وصدق فی القول کا تقاضا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کاہن نہیں اور نہ ہی مجنوں ہیں اور یہ نفی صرف ظاہر الحال پر ہے لیکن در حقیقت دفع وہم و تمکین التصدیق سے خالی نہیں یہ ایسے ہے جیسے ہم کلمہ شہادت میں کہتے ہیں لَااِلٰہ اس میں اس موسوی وجود کی نفی ہے جس کا ان کو وہم تھا ورنہ اثبات کے سوا تو کچھ تھا بھی نہیں (ورنہ لاالٰہ کہلوانے کی کیا ضرورت تھی) اللہ ہی پروردگار ہے۔

سیدے کز وہم قدرش برتراست　　　خاک پائش چرخ را تاج سرست

ترجمہ　وہ سردار (ﷺ) ہیں کہ جن کی قدر و منزلت وہم سے بلند و بالا ہے آپ کے قدموں کی خاک چرخ کے سر کی تاج ہے۔

تفسیر عالمانہ　اَمْ یَقُوْلُوْنَ (بلکہ وہ کہتے ہیں)

تحقیق لفظ ام　ان آیات میں لفظ ام بار بار آیا ہے یہ منقطعہ ہے بمعنی بل اور ہمزہ بھی اور ہمزہ بمعنی انکار اور بغوی نے خلیل سے نقل کیا ہے۔ کہ سورہ طور کا لفظ ام کلمہ استفہامیہ ہے عاطفہ یعنی منقطعہ نہیں اور برہان القرآن میں ہے کہ سورت طور میں لفظ ام پندرہ بار آیا ہے اور ہر بار کفار پر الزام لگایا لیکن ان کے ہاں سے کوئی جواب نہ ملا اور عین المعانی میں ہے کہ لفظ ام سورت الطور میں پندرہ بار واقع ہوا ہے اور یہ ہر جگہ استفہامیہ ہے چار مقامات پہ توبیخ کی تحقیق کے لئے ہے بمعنی بل وہ چار یہ ہیں۔

۱۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ　۲۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ

یہ دونوں باتیں کافروں نے حضور سرور عالم ﷺ کے لئے کہیں۔

۳۔ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ　۴۔ اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًا اور یہ دونوں کام انہوں نے کئے۔

ان چاروں کے سوا باقی سب کے سب انکار کے لئے ہیں اور فتح الرحمن میں ہے کہ اس سورۃ (طور) میں تمام ام استفہامیہ ہیں عاطفہ نہیں۔

سوال　اللہ تعالیٰ سے استفہام کیسا حالانکہ وہ تو سب کچھ جانتا ہے۔

جواب　کفار کی تفضیح اور توبیخ مطلوب ہے یہ ایسے ہے جیسے کسی دوسرے کو کہے اجاهل انت حالانکہ وہ

marfat.com

اسے بانتا ہے کہ واقعی وہ جاہل ہے لیکن یہ کلمہ اس کی تقبیح (اظہار قباحت) اور توبیخ (جھڑکنا) کے طور کہتا ہے
شاعر (وہ شاعر ہیں) شعر اور شاعر کا معنی سورۃ یٰسین شریف کے اواخر میں تفصیل کے ساتھ گزرا ہے۔

فائدہ امام مرزوقی شارح الحماسہ نے لکھا ہے کہ شعراء کا مرتبہ بلغاء سے موخر ہے اس لئے کہ عرب کے نزدیک منظوم کلام کا مرتبہ موخر ہے کیونکہ شاہان عرب قبل اسلام وبعد اسلام خطابت کی وجہ سے عوام سے برگزیدہ سمجھے جاتے اور حکومت چلانے کے لئے خطابت کو اعلیٰ اسباب اور شعر کو وہ ایک معمولی شے سمجھتے تھے علاوہ ازیں شعر کی اور ایک تجارتی شے ہے اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ طمع کے وقت شاعر لئیم کو کریم سے تعبیر کرتا ہے اگر اسے کسی سے انعام نہ ملے تو وہ اسے لئیم کہتا ہے اور نثر کے نظم پر فوقیت کی دلیل نزول قرآن ہے کہ یہ نثر میں ہے اگر نظم کو کوئی شرف حاصل ہوتا تو یہ منظوم نازل ہوتا اور پھر حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ کو فصاحت کا زمانہ کہا جاتا ہے (اگر نظم کی کوئی شرافت ہوتی تو نظم کا زمانہ کہلاتا) کذا ذکرہ صاحب روضۃ الاخیار)

سوال اگر واقعی شرافت نثر میں ہے تو پھر کافروں نے حضور سرور عالم ﷺ کو شاعر اور قرآن کو شعر کیوں کہا۔

جواب کافروں کا گمان تھا کہ حضور ﷺ اپنی تبلیغ سے کچھ اجر وانعام کے طالب ہیں اسی لئے آپ کو ان کی تردید میں کہنا پڑا قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا (فرمایئے میں تم سے اجر وانعام نہیں مانگتا) اسی لئے کافروں نے سمجھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بمنزلہ شاعروں کے ہیں کہ جیسے وہ اپنی شعر گوئی سے مال بٹورتا ہے ایسے ہی (معاذ اللہ) آپ کو بھی مال جمع کرنے کی فکر ہے اور چونکہ وہ شعر کو ایک معمولی شے سمجھتے ہیں اسی لئے قرآن کو اسی کھاتہ میں سمجھ کر اسے شعر کہہ دیا اور کہا کہ یہ قرآن کسی قطار میں نہیں۔

سوال اہل عرب شعر کو کب غیر معتبر شے سمجھتے بلکہ وہ تو اسے اعلیٰ مرتبہ دیتے تبھی تو قصائد کو کعبہ معظمہ میں لٹکاتے (جیسے سبعہ معلقہ کی وجہ تسمیہ مشہور)

جواب یہ ان کے کمال عناد سے ہوتا یا شاعر کو بمنزلہ اہل خطابت سے سمجھنے والے پہلے دور کے لوگ تھے بعد والوں نے اسے غیر معتبر قرار دے دیا (اسے سمجھ لے یہ بیان سورہ یٰسین میں نہ تھا اس مقام پر ابھی میرے ذہن پر القاء

marfat.ocm

ہوا ہے)

نکتہ ابن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ الخ ترقی کے باب سے ہے کہ کافروں نے پہلے حضور سرور عالم ﷺ کو کاہن و مجنون کہا پھر شاعر کیونکہ شعر میں کہانت و جنون کی بہ نسبت جھوٹ کو زیادہ دخل ہے اسی لئے مقولہ مشہور ہے کہ احسن الشعر اکذبہ (وہ شعر زیادہ اچھا ہو گا جس میں جھوٹ زیادہ ہو گا) اسی لئے کافر کہتے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کا اس لئے مقابلہ نہیں کرتے کہ کہیں وہ شعر سے ہم پر غلبہ نہ پالیں یعنی جھوٹ سے (معاذ اللہ) ہمیں صبر کرنا چاہئے اور اس کی موت کا انتظار کرنا چاہئے کیونکہ جیسے پہلے شعراء مرگئے یہ بھی مرجائیں گے تو پھر جس طرح پہلے شاعروں کی موت کے بعد ان کے رفقاء تتر بتر ہو گئے اس کے یاروں کا بھی یہی حال ہو گا یہ بھی ممکن ہے کہ جیسے اس کا باپ (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جوانی میں فوت ہوا یہ بھی جوانی میں فوت ہو اسی لئے قرآن نے ان کی بات یوں بتائی کہ نتربص بہ ریب المنون (ہم اس کے لئے بری موت کا انتظار کرتے ہیں)

حل لغات التربص بمعنی الانتظار الریب بمعنی وہ شے جو نفوس میں قلق واضطراب پیدا کرے حوادث دہر وانقلاب زمانہ سے اس تقریر پر ریب بمعنی رائب ہے یہ رابہ الدہر وارابہ بمعنی اقلقہ سے ہے۔ بعض نے کہا اسے ریب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک حال پر نہیں رہتا۔ ریب بمعنی شک کی طرح وہ متزلزل رہتا ہے المفردات میں ہے کہ ریب الدہر بمعنی صروفہ اور ریب اس توہم کے لئے ہوتا ہے جو ناگوار امر سے ہو اور اسی میں ہے ریب بمعنی کسی شے میں کسی امر کا توہم پھر وہ وہم اس شے سے کھل جائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاریب فیہ اور الارتیاب کسی شے میں ایسا شک کہ وہ کسی طرح سے منکشف نہ ہو اور یتربص بہ ریب المنون کو اس لئے ریب نہیں کہا گیا کہ اس کے ہونے میں شک ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ اس کا حصول کے وقت شک ہے اس لئے کہ انسان موت کے حصول کے وقت میں شک میں سے نہ کہ اس کے وقت یا اس کے ہونے میں اسے کسی قسم کا شک ہے۔ اسی قاعدہ پر شاعر نے کہا۔

الناس قد علموا ان لا بقاء لهم　　　لو انهم عملوا مقدار ما علموا

ترجمہ لوگوں کو معلوم ہے یہ انہیں بقاء نہیں کاش وہ اپنے علم کی مقدار پر عمل کرتے۔

marfat.ocm

اور المنون بمعنی الدہر والموت واحسان جتلانے کے لئے بکثرت آتا ہے جیسے المنونہ وہ عورت جس سے نکاح کیا جائے اس کے مال کی وجہ سے تو وہ ہر وقت اپنے شوہر کو اپنے مال کا احسان جتلائے ایسے ہی المنانہ

فائدہ بعض نے کہا کہ آیت میں المنون بمعنی الموت ہے ریب سے اس کے دکھ درد مراد ہیں یہ دراصل فعول کے وزن پر ہے منہ سے ہے بمعنی قد اس لئے کہ جیسے دہر انسان کے قوتٰی کو کاٹتا ہے ایسے ہی اور عمر کو کاٹتی ہے۔ المفردات میں ہے کہ المنون المنیتہ (الموت) کے لئے ہے اس لئے کہ موت عدد کو گھٹاتی اور مدد کو کاٹتی ہے اور ریب المنون منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ اب معنٰی یہ ہوا کہ کفار کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی موت کا انتظار کریں کہ یہ بھی مریں گے جیسے دوسرے شعراء (زہیر۔ نابغہ۔ طرفہ وغیرہم) مرگئے۔ یا ہم ان کے لئے اوجاع الموت کا انتظار کریں کہ جیسے اس کا باپ جوانی میں فوت ہوا یہ بھی فوت ہو جائیں گے ان کی آرزو ایسے تھی جیسے بچے مکتب میں اپنے استاد کی موت کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس سے انہیں نجات ملے افسوس ہے اس بچے پر جو مکتب میں اپنے دینی استاد کی موت چاہتا ہے ایسا بچہ تحصیل الیقین سے محروم رہتا ہے۔

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ (فرمائیے انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں میں تمہاری موت کا منتظر ہوں جیسے تم ہو یہ امر تہدیدی ہے)

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ التربص بمعنی کسی کا اپنے سامان کے لئے انتظار کرنا ہے کہ مہنگا ہو جائے یا کسی ایسے امر کا انتظار کہ جس کا زوال یا حصول مقصود ہو۔

فائدہ اس میں کفار کے ہلاک کرنے کا وعدہ کریمہ ہے۔ تفسیروں میں ہے کہ یہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک سے پہلے فوت ہوئے۔

فائدہ ہمارے دور کے بعض وزراء کا یہی حال ہوا جو بعض اولیاء کرام کی اہانت کرتے ہوئے انہیں شہر بدر کر دیا اور اس کا خیال تھا کہ وہاں جاتے ہی مرجائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ خود وزیر بری موت مرا کہ نہ خود قتل

marfat.ocm

کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہزاروں خلق خدا بھی ماری گئی۔

فائدہ آیت میں اشارہ ہے کہ امور میں انتظار کرنی چاہئے اور خلق خدا کو اللہ تعالیٰ اور توکل علی اللہ کی دعوت دینی چاہئے اور انہیں سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ اس کا فیصلہ ہے اس کے سامنے سر تسلیم خم لازمی ہے اور اس کے احکام کو ماننا بھی ضروری ہے جو اس نے مقبولین اور مردودین کے لئے جاری کئے کیونکہ وہی ہوتا ہے جس کا ازل میں فیصلہ ہو چکا۔

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ (کیا انہیں ان کے عقول حکم دیتے ہیں) ان کی باتوں کو چھوڑیئے جو ٹیڑھی اور متناقض باتیں بتاتے ہیں اور انہیں ان کی ان باتوں میں رہنے دیجئے جو ان میں اس سے بھی قبیح ترین ہیں۔ یعنی .. سفہاء ہیں اور وہ اہل تمیز میں سے نہیں ہیں۔

حل لغات احلام بمعنی عقول۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درحقیقت علم عقل نہیں لیکن اہل تفاسیر اسے عقل سے تعبیر کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ علم عقل کے مسببات سے ہے العلم بمعنی ہیجان الغضب سے نفس و طبع کا ضبط کرنا بہذا ان متناقض باتوں کا اس لئے کہ کاہن تو سمجھ دار او دقیق النظر فی الامور ہوتا ہے اور مجنون کی عقل پر پردے ہوتے ہیں اور اس کی فکر میں خلل ہوتا ہے اور شاعر موزوں متسق اور خیال کر کے گفتگو کرتا ہے تو پھر تمام صفات ایک شخص میں کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔

فائدہ احلام کی طرف امر کی نسبت مجازی ہے بوجہ علاقہ سببتہ ان کے متناقص کلام کی ادائیگی کی وجہ سے امر کی نسبت اس کی طرف ہوئی جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا اصلوتک تامرک ان نترک مایعبد اباءنا (کیا تمہیں نماز حکم دیتی ہے کہ ہم وہ چھوڑ دیں جو ہمارے آباء و اجداد پوجا کرتے تھے) یہ کہ استعارہ کنیہ کے طور کہا جائے کہ احلام امر کرتے ہیں الکواشی میں ہے کہ احلام کو آمرہ مجازاً کہا گیا ہے۔ چونکہ یہ ضعیف ہے اس لئے اس کی جمع جمع قلت پر آئی ہے۔

حل لغات القاموس میں ہے الحلم بالضم و بضمتین بمعنی رؤیا (خواب) اس کی جمع احلام ہے الحلم (بالکسر) بمعنی حوصلہ و عقل اس کی جمع حلام و حلوم ہے اسی سے ہے ام تامرھم احلامھم اس کی صفت حلیم اور اس کی جمع حلماء و احلام ہے۔

marfat.ocm

فائدہ چونکہ قریش خود کو عقل مند و دانش ور سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی تحقیر فرمائی کیونکہ ان کے عقول کو معرفت حق نصیب نہ ہوئی تو پھر وہ کیسے عقل مند و دانش ور ہوئے۔

فائدہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا گیا کہ آپ کی قوم ایمان نہ لائی حالانکہ وہ عقلمند لوگ تھے آپ نے فرمایا کہ انہیں توفیق ایزدی نصیب نہ ہوئی۔

عقل کی تخلیق

حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اسے فرمایا پیچھے ہٹ جا وہ پیچھے ہٹ گیا پھر فرمایا آگے، ہو جا وہ آگے ہو گیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے نزدیک تیرے سے بڑھ کر کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی تیری وجہ سے میری عبادت ہو گی تیری وجہ سے کسی کو دوں گا اور تیری وجہ سے کسی کو پکڑوں گا۔

فائدہ حضرت ابو عبداللہ المغربی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو ایسے فرمایا تو اسے عجب پیدا ہو گیا تو اسے فوراً سزا دے دی اور کہا گیا ذرا توجہ سے دیکھ دیکھا تو اپنے سے بہتر شے نظر آئی پوچھا تو کون؟ کہا میں نہیں کہ میرے بغیر تو قائم نہیں ہو سکے گا پوچھا تیرا کیا نام ہے کہا توفیق (ایزدی)

مثنوی شریف میں ہے۔

جز عنایت کشاید چشم را   جز محبت کے نشاند خشم را
جہد بے توفیق خود کس را مباد   در جہاں واللہ اعلم بالرشاد

ترجمہ ۱۔ عنایت ایزدی کے بغیر کون آنکھ کھول سکتا ہے محبت کے بغیر غضب الٰہی کون ہٹا سکتا ہے۔

۲۔ توفیق کے بغیر کسی کو جہان میں جد و جہد نصیب نہ ہو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت کو خوب جانتا ہے۔

حکایت مروی ہے کہ صفوان بن امیہ نے فخراً کہا میں صفوان بن امیہ بن خلف بن فلاں ہوں اس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی آپ نے غضبناک ہو کر اس کی طرف آدمی بھیجا کہ اسے لے آئیں۔ جب وہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں روئے تو نے کیا کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت سے وہ نہ بول سکا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا اگر تیرے پاس تقویٰ ہے تو سمجھ لے تجھ پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اگر تیرے پاس صرف عقل ہے تو تیرے پاس ایک اصل ہے اگر تیرے پاس حسن خلق ہے تو تجھے مروت نصیب ہے ورنہ تو کتے سے بھی بد تر

marfat.ocm

ہے۔

اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ یا وہ سرکش لوگ ہیں جو ظہور حق کے باوجود وہ مکابرہ و عناد میں حد سے تجاوز کرنے والے ہیں وہ ہدایت و ارشاد اور سیدھے راستے کے قریب بھی نہیں جاتے اسی لئے وہ جو کچھ ہو سکتا جھوٹ بول دیتے ہیں جو عقل و گمان سے بھی باہر ہوتا ہے۔

یہی مذمت کو زیادہ موزوں اور تسلی کے لئے یہی بلیغ تر ہے۔ اس لئے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آگیا۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ (کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ اس نے از خود گھڑا ہے) بری بات میں یہ زیادہ بلیغ کی طرف ترقی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہتے تھے کہ آپ معاذ اللہ قرآن از خود بنا کر کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے (معاذ اللہ)

حل لغات التقول (تکلف سے بات کرنا) یہ اکثر جھوٹی باتوں میں مستعمل ہوتا ہے اب معنی یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن از خود بنایا ہے کفار کا ایسا کہنا سراسر غلط ہے۔

بل لا یومنون (بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

فائدہ الارشاد میں ہے کہ وہ اپنے کفر و عناد کی وجہ سے ایسی جھوٹی باتیں کہتے تھے جیسا کہ سب کو اس بطلان کا علم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک عربی تھے لیکن ایسا کلام پیش کیا کہ جس کی نظیر عرب و عجم میں کوئی بھی نہیں پیش کر سکتا اور ان کے عناد کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ خود بھی بطلان کو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم متناقض باتیں کہہ رہے ہیں۔

فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ تو لائیں وہ کوئی ایسی ایک بات جو اس جیسی ہو) یعنی اگر ایسی بات جیسے ان کا گمان ہے کہ رسول اللہ کاہن یا مجنون یا شاعر ہیں (مَعَاذَ اللّٰہ) اور رسالت کا دعویٰ جھوٹا کرتے اور قرآن از خود بناتے ہیں تو یہ لائیں قرآن مجید جیسا کلام جس میں قرآن مجید جیسا نظم و معنی ہو۔

فائدہ التکملہ میں ہے کہ مشہور یہ قرآۃ ہے کہ بحدیث مثلہ حدیث کی تنوین اور ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔

marfat.ocm

فائدہ ابمدری سے مروی ہے کہ انہوں نے بحدیث مثلہ کو اضافت کے ساتھ پڑھا ہے اب ضمیر حضور نبی پاک ﷺ کی طرف راجع ہوگی۔

اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ (اگر وہ سچے ہیں) اپنے گمان میں کیونکہ ان کا صدق اس امر کا داعی ہے کہ وہ قرآن جیسی کتاب لائیں کیونکہ ظاہری بشریت اور عربیت میں رسول اللہ کے ساتھ مشارکت رکھتے ہیں علاوہ ازیں انہیں خطبات واشعار میں طویل مہارت و ممارت بھی ہے اور اسالیب نظم و نثر کو بھی وہ خوب جانتے ہیں حفظ و وقائع و ایام بھی انہیں خوب یاد ہیں اور ظاہر ہے شے پر قدرت شے کو لانے کے موجبات سے ہے اور امر کے اسباب بھی اسی طرح تقاضا کرتے ہیں۔

فائدہ قرآن کا اعجاز الفاظ کی وجہ سے ہے کہ اس میں فصاحت و بلاغت ہے اور معنی کی وجہ سے بھی اور مادہ الفاظ سے نہیں کیونکہ مادہ الفاظ تو وہی ہے جو عرب کے الفاظ کا ہے کہ اس کے بھی وہی الفاظ ہیں جو اہل عرب کے ہیں اس لئے فرمایا قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا اس میں تشبیہ ہے کہ عنصر میں متحد ہیں (کلام عرب اور قرآن) کیونکہ اس کی عبارات کی نظم وہی ہے جس سے اہل عرب اپنی عبارات بناتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید لفظ اور معنی ہر دونوں لحاظ سے معجزہ ہے کیونکہ یہ بلغاء کے کلام سے بلاغت کے حد کمال میں ممتاز ہے۔

بلاغت کے بارہ وجوہ ۱۔ ایجاز اللفظ ۲۔ التشبیہ القریب ۳۔ الاستعارہ البدیعہ ۴۔ تلاؤم الحروف و الکلمات ۵۔ فواصل الآیات ۶۔ تجانس الالفاظ ۷۔ تعریف القصص والاحوال ۸۔ تضمین الحکم والاسرار ۹۔ المبالغہ فی الاسماء والافعال ۱۰۔ حسن البیان فی المقاصد والاغراض ۱۱۔ تمہید المصالح والاسباب ۱۲۔ الاخبار عما کان ومایکون۔ (جو ہو اور ہو گا سب کی خبر دینا)

اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَیۡرِ شَیۡءٍ (یا وہ غیر شے سے پیدا کئے گئے ہیں) من ابتداء الغایت کا ہے یعنی یا وہ پیدا کئے گئے ہیں اور اس تقدیر بدیع و شکل عجیب بغیر پیدا کرنے والے کے پیدا کئے گئے ہیں اس معنی پر من سببیہ ہے۔

فائدہ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا وہ بغیر کسی شے کے پیدا کئے گئے ہیں یعنی ماں باپ کے بغیر مطلب یہ ہے کہ آدمی اور آدمی زادے ہیں پتھر نہیں کہ [illegible]

marfat.com

اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ یا وہ خالق ہیں اپنی ذاتوں کے اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔

اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ (کیا انہوں نے زمین و آسمان پیدا کئے بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے) یعنی جب ان سے سوال ہو کہ تمہیں اور آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ لیکن جو کچھ کہتے ہیں اس پر ان کا یقین نہیں ورنہ وہ اللہ کی عبادت سے روگردانی نہ کرتے الایقان بمعنی گمان ہونا (یقین کرنا)

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ کیا ان کے پاس تیرے پروردگار کے خزانے ہیں۔

حل لغات خزائن خزانہ (بالکسر) کی جمع ہے بمعنی خزن کی جگہ اہل عرب کہتے ہیں خزن المال بمعنی احروزہ یعنی اسے جمع کیا اور اسے خزانہ میں رکھا۔

فائدہ یہاں مضاف محذوف ہے دراصل خزائن رزقہ ورحمتہ تھا یعنی ان کے تیرے پروردگار کے رزق و رحمت کے خزانے ہیں یہاں تک جسے بنوت دے جس سے چاہیں روک دیں یعنی کیا ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے خزانے ہیں یہاں تک کہ وہی اختیار کرتے ہیں جہاں اس کی حکمت کے اختیار کا تقاضا ہے۔

اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ کیا وہ جملہ امور پر غالب ہیں کہ جیسے چاہیں اس کی تدبیر بنائیں یہاں تک کہ امور ربوبیت کی تدبیر کرنا چاہیں تو کریں اور امور کو اپنے ارادہ و مشیت پر جس طرح چاہیں بیان کریں۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ کیا یہ رب ہیں اور لوگوں پر مسلط ہیں جو اپنے ارادوں پر جیسے چاہیں انہیں مجبور کریں۔

حل لغات اَلْمُصَيْطِرُوْن کا مادہ المسطر ہے گویا وہ مسلط علیہ پر ایسی لکیر کھینچ دیتے ہیں کہ وہ اس سے آگے تجاوز نہ کریں کشف الاسرار میں ہے کہ المسیطر بمعنی وہ مسلط قاہر جو کسی کے امر و نہی کے ماتحت نہ ہو وہ خود مختار ہو وہ جس طرح چاہے کرے۔ تصیطر (بالسین و اصلو) علی فلاں بمعنی مسلط ہے۔ القاموس میں ہے کہ المسیطر بمعنی الرقیب الحافظ والمتسلط اور المسطر بمعنی المصف من شی اور الکتاب والشجر اور اس کے خط میں تبدیلی کی ہے یعنی

marfat.com

اور تصیطرو تسیطر کا ایک ہی معنی ہے۔

اَمۡ لَهُمۡ سُلَّمٌ (کیا ان کے لئے سیڑھی ہے) جو آسمان کی طرف نصب کی گئی ہے یعنی کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ السلم بمعنی وہ شے کے ذریعے اونچے مکانوں پر چڑھا جا سکے (جیسے سیڑھی۔ لفٹ وغیرہ) جس سے سلامتی کی امید رکھی جا سکے اب عام ہے اس شے کے لئے جو سبب بنے اونچی شے تک پہنچنے کا جس قسم کا سبب بھی ہو۔

ربط ابن الشیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے جمیع احتمالات عقلیہ کو باطل فرمایا کہ ان کے ہاں کوئی بھی ایسی تدبیر نہیں جس سے وہ رسول اللہ اکرم ﷺ کی تکذیب اور آپ کی نبوت کا انکار کر سکیں تو باقی ایک ذریعہ رہتا تھا وہ ہے سماع و مشاہدہ از خدا اور وہ ان کے لئے سب سے بڑا استحالہ (محال) ہے اسی لئے اب بطور تہکم فرمایا کہ کیا ان کے پاس آسمان پر چڑھنے کی سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کر یستمعون فیه یستمعون الصعود کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے لفظ فی سے اسے استعمال کیا گیا ہے۔

ترکیب فیه محذوف کے متعلق ہے اور یستمعون سے حال ہے یعنی وہ سنتے ہیں اس سیڑھی میں چڑھتے ہوئے اور یستمعون کا مفعول محذوف ہے وہ ہے الی کلام الملائکته وما یوحی الیہم من علم الغیب الخ وہ کلام ملائکہ اور وحی اعلم غیب جو ان کی طرف وحی جاتا ہے کو سنتے ہیں یہاں تک کہ جان لیتے ہیں جو امور ہونے والے ہیں جو یہ جھوٹا افتراء کرتے بکواسیں کر رہے ہیں۔ اور خالی خیالی باتوں پر آس لگائے بیٹھے ہیں یعنی ان کے پاس ان امور میں کچھ بھی نہیں فلہذا یہ اپنی باتوں میں جھوٹے کذاب ہیں)

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ فیه بمعنی علیہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول فی جذوع النخل میں فی بمعنی علی ہے۔

فلیأت تو لائے باء جو آنے والی ہے وہ تعدیہ کی اور امر تعجیز کا ہے۔

مستمعہم ان کا سننے والا جو دعویٰ کر کے کہے کہ میں آسمان پر گیا اور فلاں غیبی بات سن لی ہے بسلطن

marfat.ocm

مبین دلیل کھلی۔ ایسی واضح دلیل لائے جس سے اس کے سننے کی تصدیق کرے یعنی ایسی روشن حجت لائے جو اس کی گواہی دے کہ واقعی اس نے آسمان سے فلاں غیبی بات سنی ہے۔

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ کیا اس کے لئے لڑکیاں اور تمہارے لئے لڑکے ہیں) یہ ان کے لئے ایک عقیدہ کا انکار ہے وہ یہ کہ انہوں ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں سمجھ رکھا تھا جس سے انہیں خود بھی نفرت اور سخت کراہت تھی یا ان کی بیوقوفی وسفاہت کا اظہار ہے اور ان کی کم عقلی کا واضح اور بین ثبوت ہے اور واضح کرنا ہے کہ جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہو انہیں عقلمند سمجھنا کیسا پھر ایسے لوگوں کا عالم ملکوت کی طرف پہنچنا کب ممکن ہے اور وہ اسرار غیبیہ کیا سمجھ سکیں گے جب کہ وہ اپنے خالق کو اپنے سے بھی کمتر سمجھیں کہ جو شے انہیں خود پسند نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ اور جب ان کے کسی کو اس کے گھر میں لڑکی کی پیدائش کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غصہ پینے والا ہوتا ہے) لیکن وہ لڑکی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کو بعید از قیاس نہیں سمجھتا اس طرح ان کے احمقانہ اقوال بے شمار ہیں یہاں خطاب کی طرف التفات تشدید کے لئے ہے کہ یہ بہ نسبت اس کے زیادہ شدید ہے جو غائب کے صیغہ میں ام منقطعہ انکار و توبیخ لایا گیا۔

اَمْ تَسْــَٔلُهُمْ اَجْرًا (کیا تم ان سے اجر مانگتے ہو) اس میں رسول ﷺ سے خطاب کی طرف رجوع اور ان سے اعراض ہے یعنی اے حبیب کریم ﷺ کیا آپ ان سے تبلیغ رسالت پر ان سے کوئی تاوان یا اجر کا سوال کرتے ہیں فهم تو وہ اسی وجہ سے من مغرم تاوان سے بھی سخت تاوان کے التزام سے۔

حل لغات المغرم مصدر میمی بمعنی الغرم ہے یہاں مضاف مقدر (محذوف) الکشاف میں ہے الغرم ہر وہ شے جو کسی پر لازم کی جائے جو اس پر لازم نہ ہو فتح الرحمن میں ہے وہ شے جس کی ادائیگی ضروری ہو۔ المفردات میں ہے الغرم وہ جو انسان پر ضرر کے طور مال کا تاوان مقرر کیا جائے بغیر اس کے کہ اس سے کسی قسم کا جرم صادر نہ ہوا ہو ایسے ہی المغرم اور الغریم کا اس پر اطلاق ہوتا ہے جس کا کسی پر قرض ہو یا جس پر کسی کا قرض ہو۔

مثقلون (بوجھل ہیں) ان پر بار گراں ہے اسی لئے آپ کی اتباع نہیں کرتے غرضیکہ ان کے ہاں کوئی عذر نہیں یاد رہے کہ دین دنیا کے عوض نہیں بیچا جا سکتا۔

marfat.ocm

زیاں می کند مرد تفسیر دان　　　　که علم و ادب می فروشد بنان

ترجمہ　وہ تفسیر دان (مولوی) نقصان کر رہا ہے جو علم و ادب کو روٹی کے عوض بیچ ڈالتا ہے۔

فائدہ　ہر اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم ہے جیسا کہ فرمایا کہ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ نہیں ہے کوئی اجر مگر وہ اللہ تعالیٰ پر ہے اس کی متعدد مقامات پر تحقیق ہو چکی ہے۔

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ　کیا ان کے پاس غیب ہے یعنی لوح محفوظ ہے کہ جس پر غیوب مثبت ہیں فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ تو (جو اس میں سے ہے) وہ لکھ لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اثبات و نفی میں سے جو کچھ بولتے ہیں اسی سے بولتے ہیں۔

حضرت علامہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر وہ لکھتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی خبریں ہیں۔ از امر قیامت و بعث کہ وہ باطل ہیں (معاذ اللہ) یا لکھتے ہیں کہ آپ کی موت کب واقع ہو گی۔

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا　(کیا وہ مکر و حیلہ کا ارادہ رکھتے ہیں) یعنی وہ ان مقالات فاسدہ پر اکتفا نہیں کرتے ہیں ساتھ ہی ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ مکر و فریب اور بری تکلیفیں پہنچائیں جیسا کہ انہوں نے دار الندوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکر و فریب کا پروگرام بنایا کہ وہ آپ کو شہید کر دیں یا قید میں ڈال دیں یا شہر بدر کر دیں۔

حل لغات　الکید　وہ امر جو جس پر نازل ہوئے اسے تکلیف پہنچائے فی نفسہ وہ فعل حسین ہو یا قبیح۔

فائدہ　اس معنی پر معطوف میں استفہام تقریری اور معطوف علیہ میں انکاری ہے بعض نے کہا کہ الکید ایک قسم کے حیلے کا نام ہے التعریفات میں ہے کہ الکید بمعنی خفیہ طور کسی کے لئے ضرر رسائی کا ارادہ کرنا اگر اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ حیلہ سیئہ ہو گا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو بمعنی حق کی تدبیر تاکہ مخلوق کو اعمال کی سزا دی جائے۔

فائدہ　حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی اخبار از غیب ہے اس لئے کہ یہ سورت مکیہ ہے اور کفار کا مکر و فریب شب ہجرت میں واقع ہوا۔

marfat.com

سوال ممکن ہے کہ یہ سورت (طور) اسی رات نازل ہوئی ہو۔

جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے کہ اس کے بعد مکہ معظمہ میں سورۃ الملک نازل ہوئی ہے بلکہ اس کے علاوہ دیگر اور سورتیں بھی (فلہذا ثابت ہوا کہ سورت طور پہلے نازل ہوئی اور یہ خبر غیبی ہے اور یہ بھی مافی الغد کے علوم میں سے ایک ہے جسے وہابی دیوبندی شرک سے تعبیر کرتے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب نور الہدیٰ فی علوم ماذا تکسب غدًا) اویسی غفرلہ)

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ (تو کافر خود ہی مکرو فریب کی زد میں آگئے) یہ قصر اضافی ہے یعنی جنہوں نے آپ کو مکرو فریب میں پھنسانا چاہا وہ خود مکرو فریب کے گھیرے میں آگئے یا مکرو فریب کا وبال ان کی طرف لوٹے گا نہ وہ ذات کہ جس کے لئے انہوں نے مکرو فریب کے پروگرام بنا رکھے ہیں کیونکہ یہ ذات ان پر غالب اور غالب رہے گی قولاً بھی فعلاً بھی حجت کے لحاظ سے بھی تلوار سے بھی۔ یا یہ کہ وہ کفار مغلوب ہوں گے یہ الکید سے ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ بدرتہ کدتہ اور مراد یوم بدر ہے اسی دن ان کے بڑے بڑے کافر مارے گئے یہاں تک کہ ابو جہل بھی۔ یعنی ان کے ساتھ یہ خفیہ تدبیر کلمات ام کی گنتی کے مطابق کے سالوں کے انتہا پر ہو گی چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ واقعہ بدر ہجرت کے دوسرے اور نبوت کے پندرہویں سال میں ہوا (اور یہ بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علم غیب مافی الغد کی دلیل ہے)

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ کیا ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہے جو ان کی مدد کرے اور انہیں عذاب سے بچائے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہے۔ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس میں سے جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اس معنی پر ما مصدریہ ہو گا یا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہے ان کی اس شرکت سے جو اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں اس معنی پر ما موصولہ ہو گا اور مضاف عائد کی طرح مقدر ہو گا۔

بر ذیل عزتش ننشیند غبار شرک	با وحدتش کہ دم شرکت چہ سان زند
ہر گاہ اگکند بو منقش خیال را	دست کمالش آتش غیرت دراں زند

ترجمہ اس کی عزت کے دامن پر شرک کی غبار نہیں بیٹھتی اس کی وحدت کے ساتھ طاقت ہے کہ وہ شرکت کا

maktabah.org

جب وہ اس کے وصف سے کوئی خیال بھی لاتے ہیں تو اس کے کمال کا ہاتھ وہاں پر آتش غیرت ڈال دیتا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا (اور اگر دیکھتے ہیں کوئی ٹکڑا) مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا (آسمان سے ان پر گرنے والا ان کے عذاب کرنے کے لئے)

فائدہ عین المعانی میں ہے ٹکڑا عذاب کا یا ٹکڑا آسمان کا یا اس کی جانب سے۔

حل لغات الکسف سے ہے بمعنی التغطیۃ (ڈھانپنا الکسوف کی طرح) القاموس میں ہے الکسفہ (بالکسر) بمعنی شے کا ٹکڑا اس کی جمع کسف و کسف آتی ہے المختار میں ہے کہ الکسف والکسفہ ایک شے ہے۔

يَّقُوْلُوْا کہیں گے اپنی بہت زیادہ سرکشی اور عناد کی وجہ سے۔

سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ بادل ہے تہ بہ تہ گاڑھا یا ایک دوسرے پر جمع شدہ یعنی وہ ایسی سرکشی میں ہیں کہ اگر ہم ان پر ان کے کہنے پر گرا دیں جیسے وہ کہتے ہیں اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا یا تو ہم پر آسمان گرا دے جیسے تیرا گمان ہے تو کہیں گے یہ گاڑھا بادل ہے کہ اس نے ایک دوسرے مل کر ہمارے اوپر بارش برسائے آرہا ہے اس کی تصدیق ہرگز نہ کریں گے کہ یہ ٹکڑا عذاب کا گرنے والا ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ بیشک اگر وہ کوئی آیت دیکھیں تو اس پر ایمان نہیں لائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں یہاں تک کہ وہ اسے آنکھوں سے دیکھیں تو قَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا کہیں گے ہماری آنکھوں پر جادو کیا گیا ہے یہ معائنہ و مشاہدہ نہیں۔

تفسیر عالمانہ فَذَرْهُمْ تو انہیں چھوڑیئے ان سے جنگ نہ کیجئے اس لئے کہ ابھی تم جنگ پر مامور نہیں ہوئے فلہذا ان سے بدلہ نہ لیجئے۔

حَتّٰى يُلٰقُوْا (یہاں تک کہ ملیں) معائنہ کریں اور آنکھوں سے دیکھیں۔ يَوْمَهُمُ (اپنے دن کو) مفعول بہ ہے ظرف نہیں۔

الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ (وہ کہ جس میں بیہوش کئے جائیں گے) ہلاک و تباہ ہوں گے یہ بصیغہ مجہول ہے۔

marfat.ocm

حل لغات یہ صعقتہ الصاعقۃ (اسے کڑک نے ہلاک کیا) سے ہے یا اصعقتہ سے ہے بمعنی اماتہ (اسے مار ڈالا اور ہلاک و تباہ کیا) المختار میں ہے کہ صعق (بالکسر) الرجل صعقتہ وہ شخص کہ جس پر بیہوشی طاری کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَصَعِقَ مَنْ فِی الْاَرْضِ تو وہ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں مرجائیں گے اور اس سے وہ دن مراد ہے کہ جس میں انہیں قتل سے موت نے گھیرا یعنی یوم بدر اس سے نفخۂ اولیٰ مراد نہیں جیسے بعض مفسرین نے سمجھا ہے اس لئے کہ اس وقت ہر زندہ آدمی نے مرنا ہے۔

فائدہ ابن الشیخ نے فرمایا کہ اس جواب مذکور میں اشارہ ہے کہ جو لوگ عنقریب مغلوب ہوں گے حجۃ الاسلام سن کر مبہوت ہوں گے اور ان پر طعن و تشنیع عناد و مکابرہ سے بھی نہیں کیونکہ اگر ہم ان کی ہر طلب اور سوال کا جواب دیتے جائیں تو ان سے بھی عناد و مکابرہ کے سوا کچھ ظاہر نہ ہو گا اسی لئے ان کی طلب کو فذرھم سے کہہ کر ان کو اپنے حال پر چھوڑ دینے کا حکم فرمایا ہے۔

یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا (اس دن انہیں ان کی کوئی تدبیر نہ بچا سکے گی یعنی انہیں عذاب سے بچانے کی کوئی تدبیر کام نہ دے گی خلاصہ یہ کہ اس دن انہیں ان کو کوئی تدبیر فائدہ نہ دے گی وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ مدد دیئے جائیں گے۔ ان سے رفع عذاب میں غیر سے انہیں کوئی مدد نہ پہنچ سکے گی۔

وَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اور بیشک ظالموں کے لئے یعنی ان ظالموں (ابوجہل اور ان کے ساتھیوں کے لئے۔

عَذَابًا دیگر عذاب ہے دُوْنَ ذٰلِكَ اس کے سوا یعنی اس کے سوا جو انہیں بدر میں قتل سے پہنچا ہے یا اس سے قبل جو قحط میں سات سال مبتلا رہے جیسے سورہ دخان میں گزرا ہے یا اس سے قبر کا عذاب مراد ہے اور اس کے ما بعد سے عذاب آخرت۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ اور لیکن ان کے اکثر لَا یَعْلَمُوْنَ معاملہ کو نہیں جانتے جیسے مذکور ہوا کیونکہ یہ جہالت اور غفلت میں بڑھے ہوئے ہیں یا یہ معنی ہے کہ یہ قطعاً صفر ہیں بالکل کوئی شے جانتے ہی نہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ سب کچھ جاننے کے باوجود پھر بھی کفر پر بوجہ عناد اصرار کرتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بے عمل عالم اور جاہل برابر ہیں۔

marfat.com

فائدہ بعض اکابر نے فرمایا کہ علم دو ہیں۔

ا۔ اس کی غذا کی طرح ضرورت ہے اسی لئے اسے اتنا حصول ضروری ہے جتنا غذا سے زندگی بسر کی جاسکتی ہے وہ ہیں احکام شرعیہ ان کا ضرورت کے مطابق یاد رکھنا ضروری ہے یعنی زندگی میں جس شعبہ سے تعلق ہے اس شعبہ کے مسائل واحکام شرعیہ سیکھنا لازم ہے مثلاً تاجر کو تجارت کے وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ وہ علم کہ جس کی کوئی حد نہیں وہ ہے کہ جس کا عرفان الٰہی سے تعلق ہے ایسے ہی قیامت کے متعلقات کا علم اس لئے کہ قیامت کے ہر موطن کا علم انسان کو اس کی استعداد کے لائق بنائے گا اس لئے کہ ان مواطن میں بلندی مراتب صرف اور صرف حق تعالیٰ کی ذات کا وسیلہ ہیں یہی قیامت کا دن ہے (اسی لئے ذات کے علم کے ساتھ اس کے وسیلہ کا علم بھی لازمی ہوتا ہے)

سبق عقل مند پر لازم ہے کہ کامل آگاہی حاصل کرے اور خود کو قیامت کے سوالات پر جوابات کے لئے تیار رکھے یعنی اسے علم ہو کہ قیامت میں فلاں موطن پر مجھ سے سوال ہو گا تو میں نے اس کا یہ جواب دینا ہے کیونکہ جوابات صحیحہ کے بعد ہی بہشت نصیب ہوگی اور بہشت ہی تو دیدار الٰہی کا وسیلہ ہے اسی لئے ہم قیامت کے متعلقات کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کے ساتھ لاحق کیا ہے۔

مسئلہ آیت میں عذاب قبر کا اثبات اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بعد مکلف کو قبر میں زندہ کر کے اس میں دنیوی عقل ڈالے گا تاکہ وہ سمجھ سکے گا کہ اسے کس طرح کا سوال ہو رہا ہے اور وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکیرین سے سوال

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رسول ﷺ نے فتنہ میت فی القبر کی خبر دی (کہ قبر میں ہر میت سے آزمائش ہوگی) اور اس سے منکر نکیر سوال کریں گے اور منکر نکیر دو فرشتے ہیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا قبر میں ہمیں عقل لوٹادی جائے گی یا نہ آپ نے فرمایا لوٹادی جائے گی حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں ان سے نپٹ لوں گا بخدا خود میں ان سے سوال کروں گا اور کہوں گا میرا رب تو اللہ تعالیٰ ہے بتاؤ تمہارا رب کون ہے۔

marfat.ocm

منکرین حدیث اور عذاب قبر ملحدین اور بعض وہ لوگ جو اسلام کا دعوی کر کے فلاسفہ سے مذہبی رشتہ جوڑتے ہیں۔ (جیسے نیچری۔ چکڑالوی۔ پرویزی وغیرہ) عذاب قبر کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

ابوجہل کا قبر میں براحال کسی (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے دیکھا کہ میدان بدر میں (جہاں وہ مقتول ہو کر گڑھے میں مدفون ہوا) گڑھے سے باہر نکلا اور اس کے گلے میں آگ کی زنجیر ہے جس کے کنارے سیاہ سانپ نے تھامے ہوئے تھے۔ گڑھے سے نکلتے ہی پانی مانگا پھر اسے سانپ نے سخت جھٹکا دے کر گڑھے میں داخل کیا۔

فائدہ عذاب قبر گناہوں کی مناسبت سے مختلف طریق سے ہوتا ہے اکثر عذاب قبر پیشاب کے قطرات سے ہوتا ہے اس سے بچنا لازم ہے۔

فائدہ عذاب قبر کو تمام جاندار سن لیتے ہیں سوائے جن و انسان کے۔

عذاب قبر سے بچنے کی دعا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے۔

اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر و من عذاب النار و من فتنۃ المحیا والممات و من فتنۃ المسیح الدجال

عذاب قبر سے نجات کے اسباب اہل ایمان کو قبر کی ہولناکیوں اور اس کے فتنے سے پانچ چیزیں نجات بخشتی ہیں۔

۱۔ جہاد کے میدان میں حاضری اگرچہ شب و روز۔ ۲۔ راہ خدا میں شہید ہونا۔ ۳۔ سورۃ الملک (جو اسے روزانہ پڑھے گا اسے فتنہ قبر سے امان نصیب ہو گی۔ ۴۔ پیٹ کی بیماری سے موت آنے پر قبر کا عذاب نہیں ہو گا اس سے اسہال اور دست چل جانے والی بیماری مراد ہے۔ ۵۔ وقت سعید (نصیب) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا رات میں مرے گا وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

ہم اللہ تعالٰی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں لغزشوں سے بچائے اور خلل سے محفوظ رکھے اور قبر و قیامت

لہ (الحاوی للفتاوی ۲)

marfat.ocm

میں امن و سلامتی سے رکھے اور موت کے وقت ہمیں اپنی رحمت کی خوشخبری سے نوازے اور فضل و کرم بخشے۔
(بجاہ النبی الامین والانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین ﷺ)

تفسیر عالمانہ وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ (اور اپنے رب کے حکم کے لئے صبر کیجئے) کہ انہیں موعود یوم تک مہلت دی جارہی ہے اور آپ پر باوجود یہ کہ دکھ درد اور غم والم شدید برس رہے ہیں اور وہ بھی دشمنوں کے سامنے تو کوئی حرج نہیں آپ ان کے مکرو فریب سے تنگی محسوس نہ فرمایئے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب اکرم ﷺ کو کفار کے ایسے ظلم و ستم پر بھی صبر کی تلقین میں حکمت ہے (نہ اس معنی پر کہ کفار آپ کو ستاتے رہیں اور خاموش رہیں تاکہ جی بھر کر ظلم کرلیں) کیونکہ صبر میں ایسی لذت ہے کہ کفار کی اذیتیں اور ان کے ظلم و ستم اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ کیونکہ صبر کا حکم جس ذات نے فرمایا وہ ذات کیسی ہے (اسے اچھی طرح سمجھ لے)

فَإِنَّكَ بِأَعۡيُنِنَا تو آپ میری نگرانی اور حفاظت وحمایت میں ہیں آپ جہاں بھی ہوں ہم آپ کی نگرانی اور حفاظت فرماتے ہیں۔ اعین (عین کی) جمع ضمیر کے لئے ہے اس میں حفاظت میں خصوصی توجہ اور کثرت اسباب کا اظہار ہے تاکہ حبیب و کلیم کے درمیان فرق معلوم ہو کہ کلیم کے لئے ضمیر اور لفظ عین واحد لایا گیا ہے چنانچہ فرمایا لتصنع علی عینی

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ازل میں تیرا کوئی حکم نہیں کیونکہ ہماری ازلی حکم کسی قسم کا تغیر نہیں اس پر صبر کرو یا نہ ہاں اگر میرے فیصلہ پر صبر کرو گے تو صابرین جیسا بے شمار ثواب پاؤ گے کیونکہ تم میری نگرانی میں ہو اسی لئے اپنے ازلی احکام کے لئے صبر کرنے پر ہم تمہاری مدد کریں گے جیسا کہ فرمایا واصبر وماصبرک الا باللہ صبر کیجئے اور صبر صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

نکتہ حضرت البقلی قدس سرہ عرائس البیان میں فرمایا کہ ربک صیغہ غیبت سے اس لئے ہے کہ اس وقت

---

[1] (یہ صاحب روح البیان ص ۲۰۶ ج ۹ کے اپنے کلمات ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اہلسنت بھی اپنی دعاؤں کے آخر میں ایسے کلمات کا اضافہ کرتے ہیں جنہیں وہابی شرک سے تعبیر کرتے ہیں (ثُمَّ قَوۡمٌ لَّا يَعۡقِلُونَ) اویسی غفرلہ)

آپ مقام تعرفۃ العبودیت میں تھے اور رسالت حالت مشقت کی مقتضی ہے اسی لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے صبر کا حکم فرمایا جب آپ پر یہ حال ثقیل محسوس ہوا تو پھر مقام غیبت سے مقام مشاہدہ میں اپ کو بلایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا فانک باعیننا یعنی جریان احکام میں آپ کو ٹیڑھے پن سے ہم خود محفوظ رکھیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے ہمارے میں مستقیم رہیں گے اور ہم آپ کو نعت محبت و عشق کے ساتھ جمیع عیون صفات و ذات سے دیکھیں گے اور انہی سے ہم شوق سے تجھے دیکھا کریں گے اور اپنی خصوصی نگرانی سے اپ کی نگرانی کریں گے یہاں تک حدوث کی کوئی شے اپ کو ہم سے متغیر نہ کر سکے گی اور آپ سے ہم تمام قہر کے طوق ہٹالیں گے کیونکہ اپ ہماری محبت والی آنکھوں میں ہیں بلکہ آپ ہمارے الطاف کی گود میں ہیں۔

سبق غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے اعین کا ذکر فرمایا اس لئے کہ جسم میں آنکھوں سے بڑھ کر کوئی شے بزرگ برگزیدہ نہیں اور جو اللہ تعالیٰ کا خاص ہو گیا وہ اس کی حفاظت میں آگیا اور جو حفاظت میں آیا تو اسے مشاہدہ نصیب ہو گیا اور جسے مشاہدہ نصیب ہوا وہ خود ذات سے جڑ گیا بلکہ اس سے واصل اور غیر سے منقطع ہو گیا اور جو غیر سے منقطع ہو گیا اسے [illegible] عیش نصیب ہو گا۔ جو ربانی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

حکایت ایک ولی اللہ کہتا ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادہم قدس سرہ کے ہاں تھا تو لوگوں نے شکایت کی کہ اے ابو اسحاق شیر نے ہمارا راستہ روک رکھا ہے شیر کے پاس حضرت ابراہیم تشریف لائے اور فرمایا اے ابوالحارث اگر تجھے ہمارے لئے حکم ہے تو کر جو تجھے حکم ہوا ہے اگر تجھے ہمارے متعلق کوئی حکم نہیں تو ہمارے راستہ سے ہٹ جا شیر سن کر راستہ سے ہٹ گیا بلکہ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

فائدہ المملہ سینے میں آواز کا دہرانا اس پر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ صبح و شام یہ دعا کیوں نہیں پڑھتے۔

اللھم احرسنا بعینک التی لا تنام واحفظنا برکنک الذی لا یرام وارحمنا بقدرتک علینا فلا تھلک وانت ثقتنا ورجائنا

ترجمہ اے اللہ تعالیٰ اپنی اس حفاظت سے محفوظ فرما جو کبھی غافل نہیں ہوتی اور اپنی طاقت سے محفوظ رکھ جسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر اور ہمیں ہلاک نہ کر تو ہمارا بھروسہ اور ہماری امید ہے۔

حکایت حضرت الخواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں مکہ معظمہ کو جارہا تھا کہ ایک ویرانہ میں رات کو پہنچا اس میں بہت بڑے شیر اور درندے جانور تھے مجھے خوف ہوا اچانک ہاتف نے آواز دی گھبرائیں نہیں تیرے گرد ستر ہزار فرشتے نگرانی کر رہے ہیں۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ ممکن ہے یہ مخصوص حفاظت مخصوص دعاؤں کے ورد کی وجہ سے ہو جس پر وہ التزام فرماتے تھے۔

وظیفہ حفاظت از بلیات وغیرہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت پڑھ لیا کرے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم سہ ۳ بار اور تین آیات آخر سورۃ الحشر ھو اللہ لذی لا الہ الا ھو الخ تو اس کی ستر ہزار فرشتے نگرانی کرتے ہیں اسی طرح شام کو پڑھ لیا کرے تو بھی اس کی ستر ہزار فرشتے نگرانی کریں گے۔

فائدہ ممکن ہے کہ حضرت خواص کی یہ حفاظت اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

گنبد خضراء پر ملائکہ کی حاضری نبی پاک ﷺ کے مزار اقدس پر ہر صبح کو ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ جو مزار پر شام تک پر پھیلائے رہتے ہیں اسی طرح شام تک مزار پر رہ کر اوپر کو جاتے ہیں تو ستر ہزار اور ملائکہ اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں جو صبح والے ملائکہ کرتے رہے۔ اسی طرح تاقیامت ہوتا رہے گا۔

وسیع اور اللہ تعالیٰ کی تنزیہ بیان کی جائے اس سے جو اس کے لائق نہ ہو درانحالیکہ تم متلبس ہو۔ بحمد ربک اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی ان نعمتوں پر کہ حدو حساب سے باہر ہیں۔ حین تقوم جب تم کھڑے ہو یعنی تم جس مقام پر کھڑے ہو۔

فائدہ حضرت سعید بن جبیر و عطا رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم اپنی مجلس سے کھڑے ہو تو کہو سبحانک اللھم وبحمدک درانحالیکہ اس کی حمد کے ساتھ متلبس ہو اگر وہ اچھی مجلس ہو گی تو اس کے حسن و جمال میں اضافہ ہو گا اگر اچھی مجلس نہ ہو گی تو یہ تسبیح و حمد اس کا کفارہ بن جائے گی۔

marfat.ocm

حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مجلس میں ہو اور اس میں اس کی اس سے لغط (غین معجمہ و طاء مہملہ) یعنی ردی۔ قبیح کلام ایسے ہی وہ بات جو اصوات کے اختلاط سے سمجھ نہ آئے ہو تو اسے چاہئے کہ اٹھنے سے پہلے کہے سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک تو یہ کلمات اس کی دو مجلسوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گے۔

فائدہ فتح القریب میں ہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے یعنی وہ صغائر جو حقوق العباد سے متعلق نہیں جیسے غیبت۔

فائدہ حضرت ضحاک اور ربیع نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے اٹھو تو کہو سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ

فائدہ الکلبی نے فرمایا کہ اس سے ذکر لسانی مراد ہے کہ جب تم سونے کے بعد بستر سے اٹھ کر یہاں تک کہ تم نماز میں داخل ہو۔

حدیث شریف حضرت عاصم بن حمید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور رسول اکرم ﷺ رات کے وقت نیند سے جاگتے تو کیا کہتے تھے فرمایا جب کھڑے ہوتے تو تکبیر دس بار اور تحمید دس بار او تہلیل دس بار اور استغفار دس بار اور کہتے اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی وعافنی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور رزق اور عافیت دے۔ اور تعوذ پڑھتے قیامت کے دن کی تنگی سے۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ اور رات کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیجئے۔

نکتہ رات کی تسبیح و عبادت کو علیحدہ ذکر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ رات کی عبادت میں زیادہ مشقت اور ریاء سے دور تر ہے جیسا کہ اللیل کا ذکر عبادت سے پہلے معلوم ہوتا ہے۔

صاحب روح البیان کا بیان کردہ نکتہ فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ رات

marfat.ocm

ہی تو معراج کا زمانہ ہے اور نماز خود معراج معنوی ہے جو چاہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معراج میں شریک ہو تو اسے چاہئے کہ وہ رات کو ایسے وقت میں نماز پڑھے جب لوگ نیند کر رہے ہوں یعنی آدھی رات کو کہ یہی لوگوں کی غفلت کا وقت ہے اور شرافت و بزرگی بھی اسی وقت کو نصیب ہوتی ہے۔ اور حضور نبی پاک ﷺ کو معراج اسی وقت میں ہوئی۔ صبح کو بھی یہی وقت اقرب ہے کیونکہ اس کے بعد ہی بعض لوگ اپنی ضروریات کے لئے جاگ اٹھتے ہیں اگرچہ سحر کے وقت کے فضائل بکثرت ہیں لیکن یہ وقت بھی سحر کے فضائل سے کم نہیں۔

وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (اور ستاروں کے پیٹھ پھیرنے کے وقت)

حل لغات ادبار بکسرالہمزہ مصدر ہے ادبر کا النجوم نجم کی جمع ہے۔ معنی ستارہ طلوع کرنے والا نجم نجوماو نجما بمعنی طلع۔ اب معنی یہ ہوا کہ آخری رات میں ستاروں کے پیٹھ پھیرنے یعنی صبح کی روشنی کی وجہ سے غائب ہونے کا وقت۔

فائدہ بعض نے کہا کہ تسبیح من اللیل سے عشائین (مغرب عشاء کی نماز مراد ہے اور ادبار النجوم سے فجر کی نماز مراد ہے۔

احناف کی تائید آیت میں دلیل ہے کہ صبح کی نماز تاخیر سے افضل ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ ستاروں کے ادبار یعنی گم ہونے کے بعد دو رکعت پڑھی جائیں اور ظاہر ہے کہ ستاروں کی گمشدگی پر ہی اسفار (روشنی) ہوگی (امام ابواللیثؒ نے اپنی تفسیر میں یہی فرمایا ہے) اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ ادبار النجوم سے فجر کی دو سنتیں مراد ہیں ؛؛ اس لئے کہ ستارے صبح کی روشنی سے ہی گم ہوں گے تو پڑھنے والا پڑھتا ہوگا اور وہ ان دو رکعتوں کے علاوہ ہیں جو فرض ہیں۔

فائدہ حدیث شریف میں ہے کہ فجر کی دو رکعت یعنی دو فرضوں سے پہلے دنیا اور دنیا کی تمام اشیاء سے بہتر ہیں۔

فائدہ آیت میں دو رکعت کے ثواب کی عظمت کا بیان ہے۔

تحقیق صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ ہمارے احناف کا استدلال کہ ادبار رالنجوم کے بعد دو رکعت سنت مراد ہیں یہ ان روایات کے مخالف ہے اس لئے کہ یہ دو

marfat.ocm

رکعت سنت اول وقت یعنی ستاروں کی موجودگی میں پڑھی جاتی ہیں احادیث اسی کو ترجیح دیتی ہیں۔ جو روایات ہیں ہاں فرائض کا اول وقت میں پڑھنا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے (اسی کو وہابی غیر مقلد اور نجدیوں نے اپنایا ہوا ہے) لیکن ان کا یہ قول اس آیت کے خلاف ہے کیونکہ جب یہ صبح کی نماز پڑھتے ہیں اس وقت ادبار النجوم نہیں ہوتا ہاں احناف کے قول کے مطابق ہے کہ ان کے نزدیک صبح کی نماز میں اسفار ہو اور اسفار تب ہو گا جب ادبار النجوم ہو گا۔

فائدہ حضرت سہل قدس سرہ نے فرمایا کہ دو رکعت فرض بوقت فجر اپنے پروردگار سے خلوص کے ساتھ پڑھ اور ہر صبح و شام اس ذات سے غافل نہ ہو جو ہر وقت تیرے ساتھ احسان اور تیری حفاظت سے غافل نہیں۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ وسبح الخ میں رات اور دن میں ذکر پر مداومت و ملازمت کی طرف اشارہ ہے ہم سورۃ ق کے آخر میں تفصیل کے ساتھ اس کا بیان کر چکے ہیں۔

فائدہ پیری مریدی کا بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ یہ مرید کی بے ادبی و گستاخی میں شمار ہے کہ اپنے شیخ (پیر و مرشد) کو کہے کہ مجھے اپنے جیسا بنا دے اس لئے کہ جب وہ خدمت کا دم بھرتا ہے تو پھر مخدوم بننے کی خواہش کیوں۔ یہ تو شیخ سے خدمت لینے اور اس پر تہمت باندھنے کے مترادف ہے دیکھئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کیسے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو سمجھایا جب اس نے کہا مرافقتک فی لجنته (میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں) تو آپ نے فرمایا اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود (بکثرت سجود سے میری مدد کر) رسول اکرم ﷺ نے صحابی کو اس کے مقصد سے ایسی طرف پھیرا جو راحت سے ہٹاتی اور مشقت میں ڈالتی ہے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ طریقہ سالکین میں فتح سے پہلے ریاضت ضروری ہے اور مجذوبین کے طریقہ میں ایسی بات نہیں اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے۔

فائدہ حدیث شریف میں ہے کہ جسے خوف ہو کہ وہ رات کو تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکے گا اسے چاہئے کہ وہ اوائل شب میں ہی وتر پڑھ کر سوئے اگر اسے امید ہے کہ وہ آخر شب کو نیند سے اٹھ کر کھڑا ہو گا تو اسے وتر آخر شب میں پڑھنے چاہئیں کیونکہ شب آخر کی نماز اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی حاضری والی نماز ہے اور یہی افضل ہے یعنی وتر کا آخری

شب میں پڑھنا۔

مسئلہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ تہجد حضور نبی پاک ﷺ پر فرض تھی اسی لئے آپ وتر آخر شب میں پڑھتے ایک تو اسی لئے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں یا اس لئے کہ آپ نے شب معراج وتر نیند سے جاگ اٹھنے کے بعد پڑھے تھے اسی لئے آپ نے اسی یاد کو تازہ کرنے کے لئے ہر شب میں وتر تاخیر سے پڑھتے تھے۔

نکتہ سورۃ طور کو الادبار النجوم پر ختم کر کے سورۃ النجم کا النجم سے ابتداء کرنا حسن انتہاء وابتداء کی طرف اشارہ ہے۔ علاوہ دیگر اسرار جو اہل تحقیق سے مخفی نہیں۔

فراغت صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ سورۃ طور کی تفسیر اللہ غفور جل جلالہ کی مدد سے رجب الفرد کے آواخر ۱۱۳۴ھ ہجری میں ختم ہوئی۔

بفضلہ تعالیٰ اور بمدد رسول اللہ ﷺ و بطفیل حضور غوث جیلانی قدس سرہ۔

فقیر اویسی سورۃ طور کی تفسیر کے ترجمہ ۲۷-۲۸ رمضان المبارک (عرب) سن ۱۴۰۸ ہجری میں بحالت اعتکاف مسجد نبوی شریف میں فارغ ہوا۔

انا الفقیر القادری۔ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔

بہاول پور پاکستان وارد مدینہ طیبہ معتکف باب عبد المجید ۱۲ مئی ۱۹۸۸ء - ۲۸ رمضان (عربی) ۲۷ رمضان

marfat.ocm

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٦٢ رُكُوْعَاتُهَا ٣

سورۃ النجم مکی ہے اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝٢ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣
اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝٥ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝٦ وَهُوَ بِالْاُفُقِ
کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں
الْاَعْلٰى ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ
کے سب سے بلند کنارہ پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب
اَوْحٰى ۝١٠ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝١٣
وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ دو بار دیکھا
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝١٧ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝١٨ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ
آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں تو کیا تم نے دیکھا لات
وَالْعُزّٰى ۝١٩ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝٢٠ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝٢١ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ
اور عزیٰ اور اس تیسری منات کو کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی جب تو یہ سخت بھونڈی
ضِيْزٰى ۝٢٢ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
تقسیم ہے وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی
سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ
سند نہیں اتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں حالانکہ بیشک ان کے پاس ان کے رب
الْهُدٰى ۝٢٣ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝٢٤ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝٢٥ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ
کی طرف سے ہدایت آئی کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے اور کتنے ہی

ع ٢٥

marfat.com

فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ
فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لیے چاہے

وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾
اور پسند فرمائے بے شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ
اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں

شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾
دیتا تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ
یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب

بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا
جانتا ہے جس نے راہ پائی اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں تاکہ برائی کرنے والوں کو ان

بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ
کے کیے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ
سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں

اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ
خوب جانتا ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿٣٣﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿٣٤﴾ ع ٢ ٧ ٦
نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک رکھا

اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿٣٥﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ
کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے کیا اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے اور ابراہیم کے

الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿٣٧﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾
جو احکام پورے بجا لایا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش

marfat.com

وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝٤٠ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝٤١ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ۝٤٢

اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائیگی پھر اس کا بھرپور بدلا دیا جائے گا اور یہ کہ بیشک تمہارے رب ہی کی طرف

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝٤٣ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝٤٤ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ

انتہا ہے اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رلایا اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلایا اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے

وَالْأُنْثَىٰ ۝٤٥ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝٤٦ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝٤٧ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ

نر اور مادہ نطفہ سے جب ڈالا جائے اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا اور یہ کہ اسی نے غنی

وَأَقْنَىٰ ۝٤٨ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ۝٤٩ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝٥٠ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ۝٥١

دی اور قناعت دی اور یہ کہ وہی ستارہ شعریٰ کا رب ہے اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا اور ثمود کو تو کوئی باقی نہ چھوڑا

وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝٥٢ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۝٥٣

اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو بیشک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے اور اس نے الٹنے والی بستی کو نیچے گرایا

فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ۝٥٤ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۝٥٥ هَٰذَا نَذِيرٌ مِنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۝٥٦ أَزِفَتِ

تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا تو اے سننے والے اپنے رب کی کونسی نعمتوں میں شک کریگا یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے ڈرانیوالوں کی طرح

الْآزِفَةُ ۝٥٧ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝٥٨ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝٥٩

پاس آئی پاس آنے والی اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝٦٠ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ ۝٦١ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩ ۝٦٢ السجدة ع ۳

اور ہنستے ہوں اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو

تفسیر عالمانہ والنجم (قسم ہے ستارے کی) یہی وہ پہلی سورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم (مکہ) میں مشرکین کیموجودگی میں کھلم کھلا اور علی الاعلان پڑھا اور تمام مشرکین سنتے رہے اور یہ سورۃ رمضان میں اور نبوت کے پانچویں سن ۵ میں نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ آیت سجدہ تک پہنچے تو ابولہب کے سوا تمام مشرکین اور اہل ایمان از انس و جان سب نے سجدہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابولہب نے مٹھی اٹھا کر ماتھے کو لگائی اور کہا مجھے اتنا کافی ہے چونکہ وہ بوڑھا تھا سجدہ نہیں کر سکتا تھا اسی لیے ایسا کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سجدہ نہ کرنے والا امیہ بن خلف تھا

marfat.com

اور یہ دونوں روایتیں ایک دوسری کے مخالف ہیں اس لئے کہ سجدہ نہ کرنے والے متعدد ہوں گے کسی نے ازراہ تکبر سجدہ نہ کیا۔ اور کسی نے عجز سے ابولہب نے ازراہ تکبر سجدہ نہ کیا تو امیہ بن خلف بوجہ عجز کے۔

سوال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ کافر جس نے نزول آیت نجم کے وقت سجدہ نہ کیا وہ کافر ہو کر مقتول ہوا اور ابولہب تو مقتول ہو کر نہیں مرا تھا۔

جواب ممکن ہے کہ قتل بمعنی مطلق موت مراد ہو۔

کفار نے سجدہ کیوں کیا کفار نے سجدہ اس لئے کیا کہ جب حضور سرور عالم ﷺ نے اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی پڑھا تو شیطان نے ساتھ ملا دیا تلک الغرانیق العلی وان شفاتھن ترجی (وہ بت بڑی بلند قدر شخصیات ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے) (جیسا کہ سوۃ الحج میں تفصیل گزری) کفار نے گمان کیا کہ یہ الفاظ بھی قرآن مجید کے ہیں تو اپنے بتوں کی عظمت سن کر سجدہ کیا اس سے مسلمان متعجب ہوئے کہ یہ کفار ایمان کے بغیر سجدہ کر رہے ہیں کیونکہ مسلمانوں نے شیطانی کلمہ تلک الغرانیق العلی) نہیں سنا تھا اور الغریق العلی سے بت مراد لے۔ الغرانیق پانی کے پرندوں کو کہا جاتا ہے کیونکہ وہ غرنوق (بکسر العین والمعجمہ واسکان الراء پھر نون مفتوحہ کی جمع ہے یہ غرنوق (بضم الغین وضم النون) یا غرنیق (بضم الغین وفتح النون) کی جمع ہے بمعنی وہ پرندہ جس کی گردن لمبی ہے یعنی کرکی سے بتوں کو تشبیہ دی گئی ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جیسے یہ پرندہ لمبی گردن والا آسمان کی طرف بلند کئے یہ بت بھی بلند قدر ہیں۔

فائدہ سورت نجم پہلی سورۃ کاملہ ہے جس میں سجدہ تلاوت ہے۔

سوال سورہ اقراء بھی پہلی سورۃ ہے جس میں سجدہ تلاوت ہے اور اس کے سب سے پہلے نازل ہونے میں سب کا اتفاق ہے اور تم سورہ نجم کہہ رہے ہو۔

جواب ہماری مراد یکبارگی نازل ہونا ہے کہ جس کا اول و آخر بیک وقت نازل ہوا بخلاف سورۃ اقراء کہ اس کا پہلا حصہ تو سب سے پہلے نازل ہوا لیکن آخری حصہ عرصہ کے بعد۔

marfat.com

فائدہ النجم میں واؤ قسمیہ ہے۔

قرآن کی قسموں کی قسمیں ارباب معانی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں قسم دو قسم ہے۔

۱۔ ذات و صفات باری تعالیٰ جیسے فوربک اور فبعزتک والقرآن المجید ایسے حروف تہجی جو سورتوں کے اوائل میں ہیں انہیں بھی ان کے ہر حرف میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ مخلوق کی قسم وہ چار قسم ہے۔

(۱) اظہار قدرت کے لئے جیسے والذاریات والمرسلات والنازعات اسی طرح کی دوسری قسمیں ان کی قسم اس لئے یاد فرمائی تاکہ بندوں کو تنبیہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنا قدرت والا ہے کہ وہ ایسی زبردست اشیاء کا بھی خالق ہے۔

(۲) قیامت کی قسم اس سے اس کی ہیبت کا اظہار ہے جیسے لَآ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ (قسم ہے قیامت کے دن کی) اس کی قسم اس لئے یاد فرمائی ہے تاکہ اس دن کی ہیبت بندوں کے ذہن میں اترے۔

(۳) اظہار نعمت کے لئے تاکہ بندے سمجھیں کہ ایسی بڑی نعمت ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے تاکہ وہ اس کی نعتوں کا شکر ادا کریں جیسے وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ (قسم ہے انجیر اور زیتون کی)

(۴) جس کی قسم یاد فرمائی گئی اس کی عزت و عظمت کا اظہار ہو جیسے لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ (مجھے اس شہر یعنی مکہ کی قسم) ایسے ہی وطور سینین (اور مجھے طور سینا کی قسم) اور وہذا البلد الامین (اور مجھے اسی امن والے شہر کی قسم) ایسے ہی رسول اکرم ﷺ کو کہنا لعموک (مجھے تیری عمر کی قسم) اور یہ عرب کی عادت کے مطابق ہے کہ وہ جس کی قسم کھاتے ہیں تو اس سے اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کی قسم یاد فرمائی ہے وہاں لفظ رب محذوف ہو گا جیسے والنجم دراصل ورب النجم ہے ایسے ہی والذاریات کہ دراصل ورب الذاریات ہے وغیرہ وغیرہ۔

النجم سے کیا مراد ہے نجم سے ثریا مراد ہے کیونکہ یہی اسم اس پر غالب ہے کہ اہل عرب جب مطلق نجم بولتے ہیں تو ثریا (کہکشاں) مراد لیتے ہیں جیسے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ماطلع النجم قط وفی

الارض من العاهتہ شئی الارفع زمین پر اگر کوئی عاہہ وغیرہ ہوگی تو انجم کے طلوع سے وہ رفع (اٹھ) جاتی ہے۔) آپ نے یہاں پر النجم سے ثریا مراد لی ہے اس پر جملہ علماء کا اتفاق ہے اور الثریا (کہکشاں) ستاروں سے معلوم کی جاتی ہے اور اس کی علامت یہ بھی ہے کہ **کہکشاں کتنے ستاروں کا مجموعہ ہے** کہکشاں سات ستاروں کا مجموعہ ہے ان میں ساتواں ستارہ باریکی کی وجہ سے کم بہت نظر آتا ہے حقیقت یہ ہے کہ کہکشاں بارہ ستارے ہیں ان سب کو رسول اکرم ﷺ اپنی ظاہری آنکھ مبارک سے دیکھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھ میں بہت بڑی قدرت رکھی تھی[1]

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ یہ سات ستارے ظاہر میں ساتواں باریک ہے اس سے چشم انسان کی بینائی کی آزمائش کی جاتی ہے قریش اس سے لوگوں کی بینائی کی آزمائش کرتے تھے اور کہتے احسن النجم فی السماء الثریا (آسمان میں حسین تر ستارہ کہکشاں ہے) اور زمین کی آسمان کی زینت ثریا (کہکشاں) ہے اس کی طلوع و سقوط کے وقت دو حلتیں ہیں۔

(۲) جب اس کا طلوع صبح کو ہوگا تو کہکشاں کی صبح صیف سے ہوگی۔ جس وقت اس کا طلوع شام کو ہوگا تو اس کی صبح شتار میں ہوگی۔

کسی شاعر نے کہا

طلع النجم غدیہ　　　　ابتغی الراعی شکیہ

ترجمہ صبح کو طلوع ہوا تو راعی نے ریوڑ تلاش کیا۔

یا ستارے کی جنس اور اس کا سقوط مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذا ھوی (جب وہ غروب و طلوع کرے)

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں ھوی یھوی ھویا از باب ضرب اور ہویا بروزن قبول یہ اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ غروب کرے اسی لئے الھوی بمعنی اوپر سے نیچے گرنا ھُوِیّ بروزن دخول یہ اس وقت بولتے ہیں جو نیچے سے اوپر کو چڑھے اور اذا کا عامل قسم محذوف ہے یعنی اقسم کیونکہ اذا مطلق کے

---

[1] اسی بڑی قدرت پر اور نبوت کی طاقت کی بناء پر ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ ذرہ کائنات کو ایسے دیکھ رہے ہیں کہ رائی کا دانہ ہاتھ کی ہتھیلی پر ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون اویسی غفرلہ)

marfat.com

وقت کے معنی میں لے استقبال کے معنی سے خالی کر لیا گیا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ اتیتک اذا احمر البسر (میں تیرے پاس اس وقت آؤں گا جب کھجور سرخ ہو گی) اس سے وہ اعتراض نہ ہو گا کہ اقسم حال کا عمل اذا مستقبل میں کیوں (ہم نے کہہ دیا ہے کہ مستقبل کا معنی اذا میں ہے ہی نہیں) یعنی یہ سوال کہ قسم میں انشاء ہے اور انشاء حال ہے اور اذا اصل مستقبل کے لیے آتا ہے ہماری مذکورہ بالا تقریر سے سوال اٹھ گیا اب معنی یہ ہو گا کہ ہم قسم یاد کرتے ہیں ستارے کے اس زمانہ کے بعد میں داخل ہونے کے وقت کی۔

نکتہ اللہ تعالیٰ نے ستارے کے اس وقت کی قسم اس لئے یاد فرمائی ہے کہ دینوی کاروبار والے لوگ ستارے کے اس وقت میں دخول کے وقت سفر کا راستہ پاتے ہیں گویا یوں کہا گیا ہے کہ قسم ہے اس ستارے کی جس سے مسافر جنگلوں میں سیدھا راستہ پاتے ہیں اور کشتی صحیح سمت کو چلتی ہے۔

ماضل صاحبکم (تمہارا صاحب بے راہ نہیں چلا) یہ قسم کا جواب ہے یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام حق کے رستہ (یعنی آخرت کی راہ) سے بے راہ نہیں چلے)

وہابی و دیوبندی فرقہ یہ لوگ ووجدک ضالا میں ضالا کو ضلال سے مشتق کر کے گمراہ کا معنی کرتے ہیں صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ صدیوں سے پہلے ان کے رد میں لکھتے ہیں۔ (اضافہ اویسی غفرلہ)

(وھذا دلیل علی ان قولہ ووجدک ضالا لیس من ضلال الغی ص ۲۱۰ ج ۹)

یہ اس کی دلیل ہے کہ ووجدک ضالا ضلال بمعنی غی (گمراہی سے مشتق نہیں)

عقیدہ اسلامیہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ وحی سے پہلے اور بعد کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان فرماتے رہے اور قبیح امور سے محفوظ رہے۔

فضیلت سید عالم ﷺ اس میں رسول پاک ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا وعصی ادم ربہ فغوی اور اپنے حبیب ﷺ کے حق میں کہا۔ ما ضل صاحبکم وما غوی

حل لغات الغی جہل مرکب کو کہا جاتا ہے۔ امام راغب رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غی اعتقاد فاسد کے جہل کو

marfat.com

کہا جاتا ہے اس لئے جہل کبھی انسان کے اندر ہوتا ہے لیکن اس کے لئے اعتقاد صالح و فاسد کا تصور نہیں ہوتا لیکن کبھی وہ اعتقاد فاسد سے ہوتا ہے اسی دوسرے کا نام الغئی ہے اس کا ضل پر عطف عطف الخاص علی العام کے قبیل سے ہے اعتقاد کے متعلق اہتمام کے اظہار کی بناء پر۔

الغی والضلال کے درمیان فرق اس میں اشارہ ہے کہ غی اور ضلال کے درمیان فرق ہے یہ ایک شے نہیں (جیسے بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے) اس لئے کہ الغوایہ بالخصوص خطائی الاعتقاد میں ہے اور الضلال اعم ہے اس کا اطلاق خطائی الاقوال والافعال اور ان اعتقاد میں خطاء پر ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمایا اور بتایا کہ یہ امور میری عبادت کے لائق ہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے ہرگز کوئی باطل اعتقاد نہیں رکھا بلکہ آپ ہمیشہ غایت ہدایت و ارشاد پر رہے۔ اور ان تمام امور باطلہ سے حضور ﷺ منزہ اور پاک جن کا کفار وہم کر رہے ہیں کہ معاذاللہ آپ ضلال و غوایت میں ہیں۔

شان نزول کافر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے آباء کے دین سے ہٹ کر گمراہ ہو گئے اور صحیح راستے سے بھٹک گئے ہیں اور اپنی طرف سے باتیں گھڑ کر گمراہ کر رہے ہیں۔ (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ نے سالم سورہ نازل کر کے اپنی عظمت و بزرگی ظاہر فرمائی اور کافروں کا رد فرمایا۔

فائدہ یہ خطاب کفار کو ہے۔

صاحبکم کہنے کے وجوہ حضور نبی پاک ﷺ کو کافروں کا صاحب اس لئے کہا گیا کہ کفار آپ کے عرصہ دراز تک ہم صحبت رہے اور آپ کے تفصیلی حالات سے باخبر تھے اور آپ کے ہر معاملہ پر انہیں مکمل آگاہی تھی اس سے آپ کی مکمل برات کا اظہار ہے کہ اے کافرو جو کچھ تم سمجھ رہے ہو بالکل غلط ہے بلکہ تمہارے صاحب کے لئے تمہاری صحبت خود بتاتی ہے کہ آپ نہایت ہدایت و رشد پر ہیں بلکہ تم عرصہ دراز تک ان کی صحبت میں رہے تم ان کے حالات کا مشاہدہ کر چکے ہو۔ بلکہ تم خود ان کے محاسن و کمالات کے قائل بلکہ گواہ ہو یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ آپ مجسم رشد و ہدایت ہیں۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک ﷺ کو صاحب کہنا اس لئے تھا کہ

marfat.ocm

آپ مامور من اللہ تھے کہ کافروں کو دعوت حق دینے کے لئے ایک عرصہ تک ان کی صحبت میں گزارا۔ امام راغب کے قول کی تائید الارشاد (تفسیر) سے بھی ہوتی ہے کہ عرف میں صاحب اس کو کہا جاتا ہے جو کسی کی صحبت میں عرصہ دراز تک رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا کہ ثم تتفکروا مابصاحبکم من جنتہ (پھر فکر کرو کہ تمہارے صاحب میں جنون نہیں اس میں تنبیہہ ہے کہ اے کافرو کہ تم حضور نبی پاک ﷺ کی صحبت میں ایک عرصہ تک رہے اور ان کے حالات کو خوب جانتے ہو بلکہ ان کے ظاہر و باطن کو خوب سمجھتے ہو اور تم نے ان کی زندگی مبارک میں کوئی کمپلہ پن اور جنون نہیں پایا (تو پھر اب کس منہ سے کہتے ہو کہ وہ ایسے ویسے ہیں (معاذ اللہ)

اذا ھویٰ کے نکتے ستارے کی قسم مخصوص وقت سے یاد فرماتے ہیں اشارہ ہے کہ مسافر اس سے راستہ ہی ایسے وقت مخصوص میں پاتے ہیں ورنہ جب وہ وسط السماء میں ہو گا تو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا پتہ نہ چلے گا اس طرح سے مسافروں کو کوئی راستہ نہ ملے گا (بخلاف طلوع کے بعد اوپر چڑھنے اور زوال کے بعد غروب کے طرف چلنے کہ اس وقت راستہ حاصل کرنا شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کو اچھی طرح معلوم کیا جا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اسے آنے والے مضمون سے بھی مناسبت ہے کہ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کے لئے افق اعلیٰ سے اترنا اور حضور علیہ السلام کے قریب ہونے کا ذکر ہے۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ستارے کے غروب ہونے کے وقت کی قسم میں اللہ تعالیٰ کی صنعت و قدرت کی قوی دلیل ہے کہ وہ کتنا عظیم قدرت کا مالک ہے جس نے ایسے ستارے کو بھی زوال تک پہنچایا اس کی تائید حضرت ابراھیم علیہ السلام کے قول سے ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ انی لا احب الافلین (میں گم ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا)

لطیفہ ابن الشیخ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے حواشی میں لکھا کہ ستارے کی قسم میں اس کی تعظیم مراد ہے اس میں ان کو تنبیہہ ہے جو اس کی پرستش کرتے ہیں کہ جب یہ ستارہ ڈوبتا ہے یہ اس کے عجز کی دلیل ہے تو پھر اے بیوقوفو تم ایسے عاجز کی پرستش کرتے ہو (اس کی عبادت کرو جو اس کا بھی رب ہے اور سب کا خالق ہے)

سوال ھویٰ میں ستارے کے غروب کا ذکر تو ہے اس کے طلوع کا ذکر کیوں نہیں اور تم تفسیر میں دونوں معانی مراد

marfat.ocm

لے رہے ہو۔

جواب خود النجم اس کے طلوع کی دلیل ہے کیونکہ النجم کہتے اسی ستارے کو ہیں جو طلوع کرے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تقریر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب آپ شب معراج واپس ہوئے الھوی بمعنی انزول ہے۔

ابولہب کی شرارت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا بیان مروی ہے کہ جب یہ سورت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کو سنائی عتبہ بن ابی لہب نے کہا کہ میں نے اب النجم سے کفر کیا اور اس کا بھی منکر ہوں جو قریب ہوا اور نیچے کو اترا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی اس کے نکاح میں تھی اس نے طلاق دے دی۔ اس وقت حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم سلط علیہ کلباً من کلابکَ (اے اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی ایک کو اس پر مسلط فرما) اس کے بعد عتبہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ شام کے ملک کی طرف تجارت کے لئے گیا ایک جگہ رات کو شب باشی کی اس جگہ کے قریب راہب کی رہائش گاہ تھی۔ راہب نے ان قریشیوں سے کہا یارو یہاں نہ ٹھہو یہ درندوں کی آبادی ہے کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں اگر رہنا ہے تو درندوں کا بچاؤ خود سوچ لو۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا یارو میرے بیٹے پر خصوصیت سے نگرانی کرنا مجھے خطرہ ہے کہ اسے (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اثر نہ کر جائے) چنانچہ ابولہب کی اپیل پر تمام اس کے ساتھی ابولہب کے بیٹے کو گھیرے ڈال کر سوئے اور خصوصی نگرانی بھی کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آدھی رات کو ان پر نیند مسلط کر دی اور ایک شیر آیا اور صرف ابولہب کے بیٹے کو درمیان میں سے اٹھا کر ایک طمانچہ مارا اسی سے اس کی جان نکال دی۔[لے]

نکتہ عتبہ بن ابی لہب کو مار کر چھوڑ دیا اسے اس لئے نہ کھایا کہ شیر کے نزدیک گستاخ رسول نجس بلکہ خبیث شے

لے۔ ایک بدترین کافر ابولہب کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمال اختیار اور استجابت کا یقین ہے لیکن وہابی دیوبندی تا ہنوز چکر میں ہے کہتا ہے محمد کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویتہ الایمان) سچ ہے۔ (الوہابیتہ قوم لا یعقلون) وہابی بے عقل جانور ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

ہے۔ (اس سے گستاخان رسول ﷺ کے متعلق عبرت کریں کہ گستاخ کتنا ہی دنیا میں بلند قدر ہو لیکن در حقیقت پلید اور خبیث ترین مخلوق ہے تفصیل کے لئے فقیر اویسی غفرلہ کی کتاب گستاخوں کا برا انجام پڑھیئے۔

علماء ذی وقار آیت میں ایک دیگر تاویل کا احتمال بھی ہے وہ یہ کہ ستارہ سے مراد نمازی ہے جب وہ سجدہ کرے اور وہ نمازی ہے جب وہ شہید ہو اور وہ عالم جب فوت ہو کر مزار میں مدفون ہو۔

یہ تمام نجوم اور اس کی تائید احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ (۱) حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا علماء امتی کالنجوم بہا یهتدی فی البر والبحر ، میری امت کے علماء ستاروں کی طرح ہیں کہ ان سے جنگلوں اور دریاؤں میں ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نجم سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مراد ہیں کہ جب ان کا وصال ہو جائے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

(۲) اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم میرے صحابہ ستارے ہیں ان کے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور نجم سے علماء اسلام مراد ہیں۔

(۳) حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

العلماء نجوم الارض (علماء اسلام زمین کے ستارے ہیں)

فائدہ بعض نے فرمایا کہ نجم سے نور معرفت کی ایک قسم ہے جب کسی قلب میں وارد ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے مشکوٰۃ میں چراغ

نجم سے قلب محمد ﷺ مراد ہے حضرت کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ محققین نے فرمایا کہ ستارہ کی قسم سے حضور سرور عالم ﷺ کے قلب کی قسم مراد ہے جو فلک توحید میں ماسوی اللہ سے منقطع ہو گئی ہے۔

فائدہ النجم سے نجم الہام بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ستارے کی قسم یاد فرمائی جب وہ صحائف

marfat.ocm

غیوب سے معاون قلوب میں جاگزین ہوا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اخفش نے کہا کہ النجم وہ گھاس کہ جس کی پنڈلی نہ ہو اور ھویٰ سے مراد اس کا زمین پر گرنا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (گھاس اور درخت سجدہ کرتے ہیں)

اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کا وہ دانہ اگاتا ہے جو دائمی اور تغیر سے منزہ اور تبدل سے مقدس ہوتا ہے اور وہ آسمان ذات مطلقہ کلیۃ جمیع احاطیہ کے بلغات سے گرتا ہے اس کے حبیب نبی ﷺ کے قلب کی زمین پر اور آپ کا قلب نباتات ولایت و رسالت کے قابل ہے اور وہ رسالت و نبوت کے بیج ریاحین الحقائق قرآنیہ و شقائق تجلیات ربانیہ اور ازہار تنزلات حقانیہ کے ظہور کے موجبات اور لطائف احسانیہ عرفانیہ جیسے مشاہدات و مکاشفات و معاینات اور ان جیسے دیگر امور کے مراکز سے ہے۔

فائدہ جواب قسم مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ہے۔

دیوبندیوں وہابیوں اور ان کے ہم نواؤں کو دعوت غور و فکر حضور نبی پاک ﷺ کے متعلق صاحب روح البیان قدس سرہ مضمون ذیل فیصلہ کن لکھا ہے جس سے حق و باطل کا امتیاز ہو سکتا ہے۔

وَبِهٖ يُشِيْرُ اِلٰى اَنَّ وُجُوْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ اَوَّلُ نُوْرٍ وُحْدَانِيٍّ وَبِيْطٍ عَلَوِيٍّ لَطِيْفٍ شَعْشَعَانِيٍّ تَجَلّٰى بِهِ الْحَقُّ وَتَعَلَّقَتْ بِهِ الْقُدْرَةُ الْقَدِيْمَةُ الْاَزَلِيَّةُ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ كَمَا اَخْبَرَ مِنْهُ بِقَوْلِهٖ اَنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّيْ وَلَيْسَتْ فِيْهِ ظُلْمَةُ الْوَسَائِطِ الْاِمْكَانِيَّةِ الْمُوْجِبَةِ لِلضَّلَالَةِ الْمُنْتِجَةِ لِلْغَيِّ بَلْ هُوَ عَلٰى نُوْرِيَّتِهِ الْاَصْلِيَّةِ الْبَسِيْطَةِ الشَّعْشَانِيَّةِ الْمُقْتَضِيَّةِ لِلْهُدٰى وَالتَّقْوٰى الْمُسْتَدْعِيَّةِ لِلرُّشْدِ وَالنُّهٰى بَاقٍ كَمَا هُوَ مَا اَثَّرَتْ فِيْهِ مُصَاحَبَتُكُمُ الطَّبْعِيَّةُ وَلَا مُخَالَطَتُكُمُ الصُّوْرِيَّةُ الْعُنْصُرِيَّةُ وَمَا ضَلَّ بِاَمْرِ الطَّبِيْعَةِ وَمَا غَوٰى بِحُكْمِ الْبَشَرِيَّةِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِالْحَقِّ خَارِجٌ عَنِ الطَّبْعِ كَمَا اَخْبَرَ بِمَنْ نَفْسِهِ الشَّرِيْفَةِ بِقَوْلِهٖ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى قِيَامِهٖ بِالْحَقِّ وَخُرُوْجِهٖ

عن الطبع والحکامہ (روح البیان ص ۲۱ ج ۹)

ترجمہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ہی اول نور وحدانی اور بسیط علوی لطیف منور اور روشن ہیں آپ سے ہی حق تعالیٰ جلوہ گر ہوا آپ سے ہی قدرت قدیمہ ازلیہ بلاواسطہ متعلق ہوئی جیسے خود آپ نے خبر دی کہ میں اللہ سے ہوں اور جملہ مومنین مجھ سے آپ وسائط امکانیہ کی ظلمت نہیں جو گمراہی کے موجبات اور گمراہی کی منبع ہیں بل آپ نورانیہ اصلیہ بسیطہ منور روشن پر ہیں جو ہدایت و تقوی کی مقتضی اور رشد و عقلمندی کی داعی ہے۔ آپ اسی طرح باقی ہیں جیسے تھے آپ میں تماری مصاحبت طبعیہ اور ظاہر دل گزار ناعنصری اثر انداز نہیں ہوئی اور آپ امر طبعیہ سے بے راہ نہیں ہوئے اور دوسری راہ چلے حکم بشریہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ قائم اور طبع سے خارج ہیں جیسے آپ نے اپنی خبر خود دی ہے کہ تمہارے ایک جیسا نہیں میں اپنے رب کے ساتھ وقت بسر کرتا ہوں وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے یہ دلیل ہے کہ آپ قائم بالحق ہیں اور طبع اور اس کے احکام سے خارج ہیں۔

نکتہ النجم فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ لفظ النجم کے نون کے بحساب ابجدہ پچاس اور جیم کے تین کل میزان ترپن ۵۳ ہوئے اور میم کے چالیس ہیں اس میں اشارہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور خاتم النبین بنائے گئے اور دعویٰ نبوی کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ سال مقیم رہیں گے اس کا کل میزان ترپن ۵۳ ہوا۔

نجم حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور اس کا نکتہ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نجم بتایا جیسے دوسری آیت میں آپ کو سراج منیر کہا ہے اس لئے کہ آپ کے نورانی چہرہ اور علمی ضیاء سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور ھوی میں اشارہ ہے کہ یہ ستارہ مکہ معظمہ سے مدت مذکورہ کے بعد غروب فرما کر مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائے گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس ستارہ کے عدم ضلال و غی کی قسم یاد فرمائی اس لئے کہ اس ستارہ کا غروب و حرکت راشد مہدی ہے کیونکہ اس کی حرکت بامر و اذن الٰہی ہے جب اس نے مکہ مکرمہ سے غروب فرمایا تو قریش پر ظلمت چھا گئی اور وہ ظلمت شدیدہ کی لپیٹ میں آگئے۔ اور مدینہ میں اس کا طلوع ہوا تو اہل ایمان پر زمین چمک اٹھی یہاں تک کہ ہجرت کے دوسرے سال میں بدر تام میں پہنچ گئے اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نور

marfat.com

کے نیچے بدر میں دشمنوں پر نور نصرت سے منور ہوئے اور ان کے دشمنوں کا حال یہ ہوا کہ وہ ظلمت عدم کو سدھارے اس سے مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَاكَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں کہ وہ انہیں عذاب دے درآنحالیکہ آپ ان میں ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ عذاب دے درانحالیکہ وہ استغفار کرنے والے ہوں۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد گرامی لاتقوم الساعته حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ زمین پر اللہ اللہ کہا جائے کا راز ہوا یعنی دائمی ذکر کرنے والے اس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام خود مراد ہیں اور ارض سے مکہ مکرمہ کی سرزمین مراد ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کے مکہ مکرمہ کی روانگی کے بعد اور قریش کا شرک پر اصرار کی وجہ سے ان پر بدر میں قیامت برپا ہوئی جیسے دنیا میں دائمی اہل ذکر کے انقطاع سے قیامت ہو جائے گی۔

انتباہ اس سے ثابت ہوا کہ لوگ اہل ذکر و حضور کی قدر و منزلت نہیں جانتے جب وہ ان میں موجود ہوتے ہیں بلکہ وہ حتی الامکان ان کے ساتھ دشمنی اور بغض وعداوت سے پیش کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے تو وہ انہیں اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ یہی بات ان کے لئے ہلاکت کی موجب ہے کیونکہ یہی اللہ والے تو ان کے لئے ملکوت ہیں اور قاعدہ ہے کہ ملک و اجسام سے ملکوت و ارواح کے انقطاع سے ملک تباہ اور اجسام میں بربادی آجاتی ہے کیونکہ ملکوت و ارواح ان کی بقاء کا سبب اسی لئے ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ

ان اللہ رجالاً مستصرخین فی اقطار الدنیا ولو فی دار الحرب فانہ لا بد للوجود من فیض البقاء والامداد (روح البیان ص ۲۳ ج ۹)

بیشک اللہ تعالیٰ کے ایسے مرد بھی ہیں جو دنیا میں تصرف کرتے ہیں اگرچہ وہ دارالحرب میں ہوں کیونکہ فیض بقاو امداد کا وجود ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مزید فضل سے وجودی مدد فرمائے اور اپنے وصل و شہود کے وصال کا شرف بخشے بحرمت النجم وہو یہ وبجودہ۔ آمین۔

تفسیر عالمانہ (وما ینطق عن الھویٰ) (اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا)

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں نطق ۔ینطق نطقاو منطقاو نطوقا بمعنی تکلم (بولا) آواز اور حروف سے جن سے

marfat.com

معانی سمجھے جائیں (القاموس) اسی لئے یہ اللہ تعالیٰ کے لئے مستعمل نہیں ہوتا اس لیئے صوت وحروف سے بولنا مخلوق کا خاصہ ہے۔

الھوی مصدر ہو یہ ''کا از باب علم معنی احبہ واشتہاہ اس سے محبت کی اور اسے چاہا اب اس کی غالب استعمال ان شہوات و مستلذات کے لئے ہوتی ہے جس میں کوئی شرعی سبب نہ ہو اسی لئے بدعتی کو صاحب الہو کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا میلان اس امر کی طرف ہے جس میں کوئی شرعی سبب نہیں صرف اپنی خواہش سے اس کی طرف مائل ہے اس سے ثابت ہوا کہ ھویٰ مخصوص مذموم خواہش کا نام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علی نبینا و علیہما السلام کو ھویٰ سے روکا ہے چنانچہ داؤد علیہ السلام کو فرمایا ولا تتبع الھویٰ (اور خواہش کی تابعداری نہ کرو) اور ہمارے نبی پاک ﷺ کو فرمایا ولا تتبع اھوائھم (تم ان کی خواہشات کی تابعداری نہ کرو) نہ ہی کبھی نبی پاک ﷺ کا خواہش کی طرف میلان ہوا۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا مااطلی بنی قط (کسی نبی علیہ السلام نے خواہش نفسانی نہیں کی)

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں اطلی الرجل یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی خواہش نفسانی کی طرف مائل ہو۔

حکایت گستاخ نبوت بعض اکابر مشائخ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک نااہل مجلس میں تھا۔ ان میں ایک نے بہت باتیں کیں یہاں تک کہ کہہ بیٹھا کہ خواہش نفسانی سے کوئی خالی نہیں یہاں تک خود نبی ﷺ (معاذ اللہ) کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ حبب الی من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ (میرے لئے تین چیزیں محبوب بنائی گئی ہیں)

۱۔ خوشبو ۲۔ عورتیں ۳۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں۔

میں نے اس سے کہا تجھے اللہ تعالیٰ سے شرم کرنی چاہیئے اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے مااحببت نہیں بلکہ حبب فرمایا ہے تو ان پر ملامت کیسی جبکہ آپ کے دل میں یہ محبت منجانب اللہ ڈالی گئی ہے اس کی اس نامعقول بات سے مجھے سخت غم لاحق ہوا اس کے بعد میں مجھے رسول اللہ ﷺ نے خواب میں

marfat.ocm

زیارت سے مشرف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ غم نہ کر ہم نے اس نالائق کا کام تمام کر دیا۔ بیداری کے بعد میں نے سنا کہ وہ شخص اپنی جاگیر کی طرف گیا تو راستہ میں قتل کر دیا گیا۔[۱] ہم اللہ تعالیٰ سے انبیاء علیہما السلام اور ان کے وارثین اولیاء پر جرات کر کے گستاخی سے پناہ مانگتے ہیں۔

فائدہ چونکہ نطق صدور کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے اسے عن سے متعدی کیا جاتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ سے قرآن سے کلام کا صدور اپنی خواہش اور رائے سے ہرگز نہیں کیونکہ اس میں نفی النطق عن الهویٰ کا استمرار مراد ہے نہ آپ سے استمرار النطق کی نفی ہے۔

فائدہ بعض علماء نے کہا کہ یہاں پر عن بمعنی باء ہے یعنی ما ینطق بالھوی۔ (نبی پاک ﷺ خواہش کے ساتھ نہیں بولتے) یہ محاورہ عرب میں عام ہے جیسے کہا جاتا ہے رمیت عن القوس ای بالقوس۔ میں نے قوس کے ساتھ تیر پھینکا بلکہ قرآن مجید میں ہے کفار نے کہا وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ ای بقولک تیری بات سے ہم آباء واجداد کے بتوں کو چھوڑنے والے نہیں۔

---

[۱] (یہ حکایت صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد مقامات پہ نقل فرمائی ہے اس کے نتائج فقیر اویسی غفرلہ اب عرض کرتا ہے۔

۱۔ نبی کریم ﷺ پر بدگمانی کرنا کفر ہے۔

۲۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بظاہر اطوار ہمارے جیسے ہیں لیکن انہیں اپنے اوپر قیاس کرنا گمراہی ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر امتی کے حالات سے آگاہ ہیں کوئی باادب ہے تو اس سے خوش ہیں کوئی بے ادب ہے تو

۴۔ دنیا میں سخت سزا دینے کے مجاز ہیں چاہیں تو سزا دیں چاہیں تو معاف فرما دیں۔

۵۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے کسی بھی معاملہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔

۶۔ اولیاء کرام کا وہی حکم ہے جو نبی پاک ﷺ کا ہے کیونکہ یہ حضرات آپ کے حقیقی وارث ہیں لیکن واقعی وہ ولی اللہ ہو جنہیں خود ولایت کا دعویٰ ہے یا رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سنت کے بالعکس عمل کرتے ہیں ان کا یہ حکم نہیں (واللہ اعلم) اویسی غفرلہ

marfat.com

فائدہ ابن الشیخ نے فرمایا کہ پہلے لفظ ماضی سے یعنی ماضل وما غوی ہے پھر صیغہ مضارع سے یعنی ما ینطق عن الھویٰ میں حضور سرور عالم ﷺ کے قبل بعثت و بعد بعثت کے حال کا بیان ہے۔ یعنی آپ نہ گمراہ ہوئے جب تمہارے سے لے کافروعلیحدہ ہوئے اور تمہارے معبودوں سے بھی قبل اس کے کہ آپ تو رسول ہو کر مبعوث ہوئے اور نہ ہی لب خواہش سے بولتے ہیں جب تمہارے سامنے اپنے رب تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔

تردید از صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ الشیخ کی تقریر میں بعد ہے جیسا کہ مخفی نہیں ظاہر یہ ہے کہ صیغہ ماضی کفار کے قول کی وجہ سے ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہا ضلؔ وضویٰ تو ماضی ان کے ظن فاسد کے تحقیق کے لئے ہے اور مضارع باعتبار تجدد فی کل حال کے لئے ہے (واللہ تعالیٰ اعلم بکل حال)

تفسیر عالمانہ ان ھو "نہیں وہ جو" حضور نبی پاک ﷺ قرآن سے بولتے ہیں۔ **الا وحی** مگر وحی من اللہ **وحی** جو آپ پر جبریل علیہ السلام کے واسطہ سے ہوئی ہے یہ وحی کے صفت مؤکدہ ہے جو مجاز کے احتمال کو رفع کرتی ہے اور استمرار تجددی کا فائدہ دیتی ہے یعنی وحی کو یوحی سے موصوف ایک فائدہ یہ ہے کہ اس میں تنبیہہ ہے کہ یہ حقیقی وحی ہے ایسا نہیں کہ اسے مجازاً وحی کہا جائے کیونکہ وحی کبھی مجازاً اسمی ہوتی ہے بمعنی الکتاب الاملی اور کبھی مصدری معنی میں آتی ہے اور اس کے کئی معانی ہیں۔

۱۔ ارسال ۲۔ الہام ۳۔ کتابتہ ۴۔ کلام ۵۔ اشارہ ۶۔ افہام

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات و صفات و افعال سے فانی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو گئے تھے اس میں نہ اسم باقی رہا نہ رسم نہ اثر اور نہ عین جو کچھ بولتے نہ بشریت سے اسی لئے آپ میں خطرات شیطانیہ و ہواجس نفسانیہ وہم کے اجراء کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو واصل باللہ ہے وہ جو کچھ بولتا ہے وہ شریعت ہے کیونکہ وہ محفوظ ہوتا ہے جیسے نبی پاک ﷺ معصوم ہیں۔

تردید وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ ان فرقوں کا منشور ہے کہ وہ اولیاء کرام کے اوراد و ظائف پڑھنا حرام اور بدعت ہیں بجائے فائدہ کے۔ اسلام کے لئے ضرر رساں ہیں اسی لئے نجدی اوراد و ظائف یہاں تک کہ دلائل

marfat.ocm

الخیرات اور قصیدہ بردہ شریف وغیرہ کو جہاں دیکھتے ہیں چھین کر جلا دیتے ہیں ان کی تردید میں صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا۔[1]

قال بعض الکبار من وضع من الفقراء وردًا من غیر الورد فی السنتہ فقد اساء الادب مع اللہ ورسولہ الا ان یکون ذلک بتعریف من اللہ فیعرفہ خصائص کلمات یجمعها فیکون حینئذٍ متمثلاً لا مخترعًا وذلک مثل حزب البحر للشاذلی قدسرہ[2]

ترجمہ بعض کبار مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس فقیر نے کوئی ورد جاری کیا جس کا ثبوت سنت (حدیث) میں نہیں تو اس نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی ہاں اگر اس کی تعریف کا اللہ تعالیٰ سے اشارہ ہے جسے اشارہ سے خصوصیات سمجھ کر ورد جاری کیا تو وہ فرمانبردار متصور ہو گا نہ کہ اختراع کرنے والا جیسے حزب البحر شاذلی کا تیار کردہ وظیفہ۔

حزب البحر شریف کی وجہ تسمیہ حضرت شاذلی قدس سرہ بحر القلزم کا حج کے لئے سفر کر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ ایک نصرانی بھی تھا باد مخالف نے آپ کو آپ کے رفقاء کو چند روز تک روکے رکھا۔ آپکو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حزب البحر تلقین فرمایا آپ نے اسے پڑھ کر نصرانی کو کہا کہ اب چلو نصرانی نے کہا باد مخالف ہے آپ نے فرمایا باد مخالف نہیں ہے چلو تو سہی اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اس پر نصرانی مسلمان ہو گیا۔

(اسی طرح ہر ورد وظیفہ کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔)

فائدہ یہی حال الہام و تعریف کا ہے جو عدم بیداری میں نصیب ہوتا ہے۔

حکایت حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے ایک صدی پہلے فرمایا کہ میرے بعد نفس من انفاس اللہ پیدا ہو گا

---

[1] اضافہ از اویسی غفرلہ ۱۲

[2] روح البیان ص ۲۴۳ ج ۹

marfat.ocm

یعنی حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ چنانچہ اسی طرح ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا (کذا قال صاحب المثنوی)[۱]

تفسیر عالمانہ علّمه

سکھلایا رسول اللہ ﷺ کو قرآن یعنی قرآن آپ پر نازل کیا اور آپ کے سامنے پڑھا اور بیان کیا یہ اس وقت ہے جب وحی بمعنی الکتاب ہو اگر بمعنی الہام ہو تو تعلیم سے مراد اس کا آپ کے قلب اقدس تک پہنچانا مراد ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا نزل به الروح الامین علی قلبك (اسے روح امین نے آپ کے قلب اقدس پر اتارا)

شَدِيْدُ الْقُوىٰ (بہت بڑی قوت والے نے) یہ اضافت الصفت الی الفاعل کے قبیل سے ہے (جیسے حسن الوجہ) اس کا موصوف محذوف ہے یعنی تلك شديد القوى (وہ فرشتہ جو بڑی قوت والا) اس سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ یہی خوارق کے اظہار کے سبب ہیں۔

---

[۱] (اشعار مثنوی مع ترجمہ یعنی حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں اشعار میں واقعہ بالتفصیل لکھا ہے وہ یہ ہے۔

لوح محفوظست اورا پیشوا — ازچہ محفوظست محفوظ از خطاء

نے نجومست و نے رملت ونہ خواب — وحی حق واللہ اعلم بالصواب

ازپئے روپوش عامہ دربیان — وحی دل گویند اورا صوفیاں

وحی دل گیرش کہ منظر گاہ اوست — چوں خطا باشد چو دل آگاہ اوست

مومنا بنظر بنور اللہ شدی — از خطاؤ سہو ایمن آمدی

ترجمہ ۱۔ لوح محفوظ ہے اس کا پیشوا ہے اگرچہ محفوظ ہے تو محفوظ ہے خطا سے

۲۔ نہ نجوم ہے نہ رمل ہے نہ خواب وحی حق ہے واللہ اعلم بالصواب

۳۔ عوام سے وہ روپوش رہتے ہیں اسے دل کی وحی کہتے ہیں صوفیاء کرام

۴۔ وحی دل گیر اس کی منظر گاہ ہے خطا کیسے ہو جب دل آگاہ ہے۔

marfat.ocm

حضرت جبریل علیہ السلام کی قوت کا بیان

۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کو تحت الثریٰ ایک پر پر اٹھا کر آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ اہل السماء نے ان کے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آواز کو سنا۔

۲۔ ثمود کی قوم کو ایک ہی چنگھاڑ سے ایسا پچھاڑا کہ وہ سب کے گھٹنوں کے بل پڑے تھے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابلیس کے ساتھ زمین کے بعض گوشوں کا ذکر سنتے ہی جبریل علیہ السلام نے ایک پر کے جھونکے سے نینوا کے پہاڑ کے آخری حصہ تک پہنچا دیا۔

۴۔ انبیاء علیہما السلام کے ہاں حاضری کے وقت سدرۃ المنتہیٰ سے آنکھ جھپکنے کی مقدار میں آتے جاتے۔

ذو مرۃ صاحب قوت یعنی ان کے عقل ورائے میں استحکام اور دین میں متانت ہے۔

حل لغات المفردات میں ہے امررت الحبل بمعنی فتلتہ میں نے رسی کو بٹا المریر والمری یعنی المفتول (بٹی ہوئی شے) اسی سے ہے ذو مرہ یعنی جبریل علیہ السلام اور المریرہ وہ رسی جو سخت بٹی ہوئی ہو۔

فاستوی تو برابر ہوا بطریق تفسیر اس کا عطف علمہ پر ہے اسی لئے ما اوحی تک طریق تعلیم کی کیفیت کا بیان ہے یعنی جبریل علیہ السلام قائم ہوئے اور اپنی اس اصلی صورت میں قرار پائے جس پر انہیں پیدا کیا گیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام کے پر حضرت جبریل کے چھ سو پر ہیں جو موتیوں سے مزین ہیں اس سے وہ صورت مراد نہیں جس میں متمثل ہو کر وحی لے کر دحیۃ کلبی امیر العرب کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مہمانوں کی صورت میں آئے یا داؤد علیہ السلام کی خدمت میں خصم کی شکل میں آئے وہ اس لئے کہ حضور علیہ السلام چاہتے تھے کہ جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھیں چنانچہ آپ جبل حراء (جسے جبل نور کہا جاتا ہے) جو کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے۔

پر رونق افروز تھے تو فرمایا میں ٹھہر گئے اور وحی قلوب کے لئے مقرر ہو گئے اسی لئے آپ کو روح القدس کہا جاتا ہے یعنی حیات القلوب کے لئے آپ کی وحی ایسے تھی جیسے جسم کے لئے حیات کا سبب روح ہے اس معنی پر ان کے سات سو پروں کی چھ سو جنھوں نے زمین کو مغرب تک بھر دیا اور تمام کناروں پر چھا گئے اسے دیکھ کر حضور علیہ السلام ایسے بیہوش ہو کر گرے جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جبل طور میں بیہوش ہو کر گرے تھے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام زمین پر انسانی شکل میں نازل ہوئے اور آتے ہی رسول اکرم ﷺ کو گلے

marfat.com

لگیا۔ اور آپ کے چہرہ اقدس سے گرد و غبار صاف کی۔

نکتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں فانی جسد کے ساتھ تھے اور ایسا فانی جسد ان اشیاء کا متحمل نہیں جو اطوار عقل سے وراء ہے اس میں ایک یہی ہے کہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں حاضر ہو ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو وہ کمال ہے جو اس دنیا میں ذات باری تعالیٰ کو انہی ظاہری (بشری) آنکھوں سے بلا حجاب دیکھا۔

فائدہ زمین پر جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں کسی نے نہیں دیکھا سوائے ہمارے نبی پاک ﷺ کے کہ آپ نے انہیں دو بار دیکھا ایک دفعہ زمین پر دوسری دفعہ آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ پر شب معراج میں جس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا مروی ہے کہ سیدنا امیر حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور ﷺ کو عرض کیا کہ مجھے حضرت جبریل کی صورت اصلیہ دکھائیے آپ نے فرمایا کہ آپ اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔ عرض کی کچھ بھی ہو میں انہیں دیکھوں گا ضرور۔ آپ نے فرمایا ٹھہریئے اسی وقت جبریل علیہ السلام نازل ہو کر کعبہ کے قریب اس لکڑی پر بیٹھ گئے جس پر کفار طواف کے وقت کپڑے اتار کر رکھا کرتے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس لکڑی کی طرف دیکھیئے حضرت حمزہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے دونوں قدم زبرجد اخضر کے پر ہیں بس اتنا دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے۔

فائدہ بعض روایات میں ہے کہ انہیں گھوڑے پر سوار دیکھا اور دنیا آپ کے کاکلھا اور آپ کے چہرے میں رونے سے اتنی گہری جھریاں تھیں کہ اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل سکتی تھی۔

نکتہ حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دو بار اس لئے دیکھا تاکہ آپ کے امر نبوت کی تکمیل ہو۔ ایک دفعہ عالم کون و فساد میں دوسرا منزہ اور اعلیٰ ترین مقام میں۔

نکتہ حضرت جبریل علیہ السلام پہلے اصلی صورت میں اس لئے دکھائے گئے تاکہ آئندہ جو دحیہ کلبی کی صورت میں آئیں تو یقین ہو کہ واقعی یہ وہی ہیں جو اصلی صورت میں نظر آئے تھے اسی لئے جب بھی حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ دیکھتے تھے تو آپ کو اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہوتا کہ یہ کون ہے۔

marfat.com

سوال کشف الاسرار میں ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ فرشتے اپنی صورت میں تبدیلی کر کے دوسری صورت میں آتا تھا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو تغیر الصور کی قدرت ہے کیونکہ تم نے کہا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں بھی کسی مرد (دحیہ کلبی) کی شکل میں حاضر ہوتے اور کبھی اصلی شکل میں اور یہ بھی ہے کہ قریش مکہ کے ہاں (ابلیس لعین شیخ نجد کی صورت میں آتا تھا)

جواب ۱ تغیر صورت بمعنی تغیر ترکیب و تالیف یہ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قدرت نہیں ہاں جبریل علیہ السلام کا آدمی کی شکل میں آنا یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی صنعت سے تھا نہ کہ جبریل امین علیہ السلام کی اپنی ذاتی قدرت سے اور وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں مختلف اطوار سے اس لئے حاضر ہوتا تاکہ آپ کو یقین ہو کہ یہ وہ قدرت ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں وہ یہی کہ جبریل علیہ السلام کبھی تو ایسے ہوتے کہ تمام کناروں پر چھا جاتے لیکن کبھی ایک چھوٹے سے مکان میں سما جاتے۔

جواب ۲ ابلیس کا شیخ نجدی کی شکل میں آنا وہ صرف دیکھنے والوں کی خیالی صورت تھی نہ کہ تحقیقی یہ ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کو رسیوں اور لکڑیوں کے سانپ نظر آئے وہ خیال امر تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی اچانک ان کی رسیاں اور لکڑیاں جادوگروں کے جادو سے سانپ خیال کی جاتی تھی کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔

فائدہ آکام المرجان میں ہے کہ قاضی ابو یعلی نے فرمایا کہ شیاطین میں تغیر خلق کی طاقت نہیں اور نہ ہی یہ طاقت رکھتے تھے۔ کہ وہ انسانوں جانوروں اور پرندوں کی صورتوں میں آسکیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی کلمات بتائے یا کوئی ایسا فعل سمجھائے کہ جسے وہ عمل میں لائے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل فرمادے پھر اس کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ اس پر قادر ہے کہ وہ وہی قول کہہ کر یا وہی فعل عمل میں لا کر بطریق عادت ایک صورت سے دوسری میں آسکتا ہے ایسا نہیں کہ وہ ذاتی طور اس صورت کو تبدیل کرے یہ محال ہے کیونکہ ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونا انسانی ڈھانچہ کو توڑنا اور اجزاء کو متفرق کرنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ جب ڈھانچہ ٹوٹ جائے گا تو حیات باقی نہ رہے گی بہر حال ایسا ہونا محال ہے کہ ایک

marfat.ocm

وجود دوسرے وجود میں آجائے ہاں ملائکہ کا مختلف شکلوں میں متشکل ہونا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت ہے۔

فائدہ والشیخ لالسکوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جو کہتا ہے کہ جبریل علیہ السلام متمثل ہوئے یا ابلیس متشکل ہوا تو اس کی مراد یہ نہیں کہ انہوں نے از خود ایسا کیا ہے اور وہ اپنی ذاتی طاقت سے ایسے ہو گئے ہیں بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے قدرت عطا ہوئی جس سے وہ متمثل و متشکل ہوئے جیسے وہ چاہتے اس طرح سے دو قولوں میں (بعض نے کہا متمثل ہو سکتے ہیں بعض نے کہا نہیں) منافات نہیں خلاصہ یہ کہ متمثل و متشکل ہونا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اسباب سے عقیدہ رکھنا حرج نہیں [1]

سوال انسان العیون میں ہے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ جس وقت جبریل علیہ السلام واصلی شکل کو چھوڑ کر دحیہ کلبی یا کسی اور آدمی کی شکل میں تشریف لائے تو روح تو اس شکل میں ہے تو پھر اصلی کو ہم زندہ سمجھیں یا مردہ۔

جواب آنے والے (دحیہ کلبی یا دوسری شکل میں روح نہیں بلکہ وہ جسد ہوتا تھا جو اس شکل میں متشکل ہوتا جس میں تصرف تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنات کی طرح ملائکہ کرام کو بھی طاقت دے رکھی ہے۔ کہ وہ جس شکل میں متشکل ہونا چاہیں ہو جائیں۔ اس تقریر پر وہ ایک جسم (جبریل) ہو گا جس نے دوسری شکل اختیار کرلی ہوتی اسی لئے حضرت امام حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فرشتے کا مرد کی شکل ہونے کا یہ معنی نہیں کہ ان کی ذات رجولیت میں تبدیل ہو گئی بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس صورت میں ظاہر ہوئے اس لئے کہ جس ذات سے انہوں نے گفتگو کرنی ہے وہ اسی شکل سے مانوس ہیں اس سے بھی ثابت ہوا کہ جبریلی صورت زائدہ نہ زائل ہوتی اور نہ ہی مٹ جاتی بلکہ صرف دیکھنے والے سے پوشیدہ ہو جاتی۔

غالی شیعوں کا رد اس سے غالی شیعوں نے استدلال کیا ہے کہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی اور ان کی اولاد (بارہ ائمہ) رضی اللہ عنہم) کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا (معاذ اللہ) یہ عقیدہ اتنا غلط ہے کہ جو ہمارے دور کے شیعہ کو بھی

---

[1] (ہم اہلسنت کا موقف ہے جو دور حاضرہ میں اختلاف چل رہا ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ اور اولیاء کرام مدد کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کرتے ہیں وہابی نجدی دیوبندی ایسے عقیدہ کو شرک کہتے ہیں تو اس کا وہی جواب ہے جو اوپر گزرا

marfat.com

قبول ہے (کسی شیعہ کا یہ عقیدہ ہے تو فقیر کو مطلع کرے فقیر اس کا مدلل جواب پیش کرے) اویسی غفرلہ

فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتہ (جبریل علیہ السلام مثلاً) کے اجسام متعدد ہو جاتے ہیں نیز۔ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح ملک (فرشتہ) کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ وہ متعدد اجسام میں متصرف کرے جو اس کا اصلی جسم میں تصرف بھی مقصود نہ ہو بلکہ موجود رہے جیسے ابدال (اولیاء) کو قوت بخشی۔

ابدال کی قوت کا بیان وہابی غیر مقلد اور نجدی سرے سے ابدال وجود کے منکر ہیں اگرچہ اولیاء کو مطلقاً مانتے ہیں لیکن ان کے تصرفات کے عقیدہ کو شرک کہتے ہیں ان کی تردید میں صاحب روح البیان صدیوں پہلے لکھ دیا۔ (اویسی غفرلہ)

لانهم یرحلون الی مکان یقیمون فی مکانهم شبحاً اخر شبیها تشبحهم الا صلی بدلا منه (روح البیان ص ۲۱۵ ج)

ترجمہ وہ ایک دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جاتے اور اپنی جگہ دوسرا جسم چھوڑ جاتے ہیں جو ان کے اصلی جسم کے مشابہ اور اس کا بدل ہوتا ہے۔

اس کے بعد چند شکایات نقل کرنے سے پہلے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الطبقات میں لکھا کہ۔

اِنَّ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ اَنْوَاعٌ وَعُدَّ مِنْهَا اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَجْسَادٌ مُتَعَدِّدَةٌ قَالَ وَهٰذَا هُوَ الَّذِیْ یُسَمِّیْهِ الصُّوْفِیَّةُ بِعَالَمِ الْمِثَالِ وَمِنْهُ قِصَّةُ قَضِیْبِ الْبَانِ وَغَیْرِهٖ اَیْ کَوَاقِعَةِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الطَّبْحَطُوْطِیِّ فَقَدْ ذَکَرَ الْجَلَالُ السُّیُوْطِیُّ اِنَّهٗ رُفِعَ اِلَیْهِ سُوَالٌ فِیْ رَجُلٍ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ اِنَّ وَلِیَّ اللّٰهِ الشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ الطَّبْحَطُوْطِیَّ بَاتَ عِنْدَهٗ لَیْلَةَ کَذَا فَحَلَفَ اٰخَرُ بِالطَّلَاقِ اِنَّهٗ بَاتَ عِنْدَهٗ تِلْکَ اللَّیْلَةَ بِعَیْنِهَا فَهَلْ یَقَعُ الطَّلَاقُ عَلٰی اَحَدِهِمَا فَاَرْسَلْتُ قَاصِدًا اِلَی الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ فَسَاَلَهٗ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالَ لَوْ قَالَ اَرْبَعُوْنَ اَنِّیْ مَوْجُوْدٌ عِنْدَهُمْ لِصَدَقُوْا فَاَفْتَیْتُ بِاَنَّهٗ لَا حِنْثَ عَلٰی وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِاَنَّ تَعَدُّدَ

marfat.ocm

اَلصُّوَرِ بِالتَّخَيُّلِ وَالتَّشَكُّلِ مُمْكِنٌ كَمَا يَقَعُ لِلْجَانِ۔[۱] (روح البیان ص ۲۲۶ ج ۹)

ترجمہ اولیاء کرام کی کرامات کی قسم ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے اجسام متعدد ہو جائیں فرمایا یہ وہی اصطلاح ہے جسے صوفیاء کرام عالم مثال سے تعبیر کرتے ہیں اسی سے ہے قضیب البان رحمتہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے واقعات ہیں جیسے حضرت شیخ عبدالقادر مبحلوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے نقل فرمایا۔ کہ ان سے ایک سوال ہوا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ شیخ عبدالقادر مبحلوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فلاں شب اپنے گھر میں تھے اگر غلط ہو تو اس کی عورت کو طلاق دوسرے نے بھی یہی قسم کھائی سوال ہوا کہ ان میں کس کی عورت کو طلاق واقع ہو گی سیوطی نے فرمایا میں نے شیخ عبدالقادر مبحلوطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو دو ہیں اگر چالیس اشخاص ایسے کہتے تو بھی میں ان کے گھر موجود ہوتا اور وہ اپنی قسم میں سچے ہوتے اس کے بعد میں نے فتویٰ لکھا کہ ان دونوں میں کسی کی عورت کو طلاق نہ ہو گی۔ کیونکہ صورتوں کا متعدد ہونا تخیل و تشکل ممکن ہے۔ جیسے جنات کے لئے ہوتا ہے۔

حکایت امام شعرانی قدس سرہ نے فرمایا کہ مجھے الشیخ محمد الحضری کے ایک صحبت یافتہ نے فرمایا کہ شیخ نے ایک دن میں پچاس مقامات پر جمعہ کا خطبہ پڑھا اور انہیں امام بن کر نماز بھی پڑھائی۔

حکایت حضرت الشیخ حسین ابو علی جو مصر (محروسہ) میں مدفون ہیں کے ایک مرید صادق نے خبر دی کہ مختلف شکلوں میں متشکل ہونا ان کی عادت بن گئی تھی کہ رات اور دن میں کئی صورتیں اختیار فرمالیتے تھے۔ یہاں تک کبھی درندوں کی شکل میں اور کبھی جانوروں کی صورتوں میں۔ ایک دفعہ آپ کا ایک دشمن آپ کو شہید کرنے آیا تو دیکھا کہ آپ پہلے سے تلوار سے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں رات کا وقت دشمنوں نے آپ کے وہی ٹکڑے اٹھا کر کہیں دور ایک ٹیلے پر چھوڑ آئے لیکن صبح کو دیکھا تو آپ بدستور اپنے مسکن میں موجود ہیں اور کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

فائدہ جواہر الشعرانی میں ہے کہ

---

[۱] (اسی مضمون کو شیخ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اتنا بڑھایا کہ ایک مستقل رسالہ ہو گیا اس کا نام رکھا "المنجلی" فی تطور الولی" فقیر نے اس کا ترجمہ اردو اور حاشیہ لکھ کر نام رکھا "ولی اللہ کی پرواز" پھر ایک مستقل تصنیف خود لکھی بنام "الانجلاء فی تطور الاولیاء"

marfat.ocm

وَصُوْرَةُ التَّطَوُّرِ اَنْ يُّقَدِّرَ اللّٰهُ الرُّوْحَ عَلٰى تَدْبِيْرِ مَا شَاءَتْ مِنَ الْاَجْسَامِ الْمُتَعَدِّدَةِ بِخِلْعَتِهِ كُنْ فَلِلْاَوْلِيَاءِ ذٰلِكَ فِى الدُّنْيَا بِحُكْمِ خَرْقِ الْعَادَةِ وَاَمَّا فِى الْاٰخِرَةِ فَاِنَّ نَفْسَ نَشْاَةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ تُعْطٰى ذٰلِكَ فَيُدَبِّرُ الْوَاحِدُ الْاَجْسَامَ الْمُتَعَدِّدَةَ كَمَا يُدَبِّرُ الرُّوْحُ الْوَاحِدُ سَائِرَ الْاَعْضَاءِ الْبَدَنِ فَتَكُوْنُ تَسْمَعُ وَاَنْتَ تُبْصِرُ (تَبْطِشُ وَتَمْشِيْ وَنَحْوُ ذٰلِكَ) (روح البیان ص ۲۱۶ ج ۹)

ترجمہ تطور کی صورت یہ ہے کہ روح جو چاہے اجسام متعدد کی تدبیر بنائے اسے (خلعت) کن نصیب ہوئی دنیا میں اولیاء کو ایسی خرق عادت حاصل ہے اور آخرت میں تو ہر شخص ایسی طاقت دیا جائے گا ایک جسم متعدد اجسام تدبیر کرے گا ایسے جیسے ایک روح سارے جسم میں بیک وقت تصرف کرتا ہے۔ وہ بیک وقت سنتا ہے دیکھتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ وَالَّذِيْ اَعْطَاهُ الْكَشْفُ الصَّحِيْحُ اَنَّ اَجْسَامَ اَهْلِ الْجَنَّةِ تَنْطَوِيْ فِيْ اَرْوَاحِهِمْ فَتَكُوْنُ الْاَرْوَاحُ ظُرُوْفًا لِلْاَجْسَامِ عَكْسُ مَا كَانَتْ الدُّنْيَا فَيَكُوْنُ الظُّهُوْرُ وَالْحُكْمُ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ لِلرُّوْحِ لَا لِلْجِسْمِ وَلِهٰذَا يَتَحَوَّلُوْنَ فِيْ اَيِّ صُوْرَةٍ شَاءَ كَمَا هُوَ الْيَوْمَ عِنْدَنَا لِلْمَلَائِكَةِ وَعَالَمِ الْاَرْوَاحِ (روح البیان ص ۲۱۶)

ترجمہ ایک کشف یہ نصیب ہوا کہ اہل جنت کے اجسام ان کی ارواح میں لپیٹے جائیں گے یعنی دنیا کے برعکس آخرت میں ظہور اجسام کا نہ ہوگا بلکہ ارواح کا اسی لئے وہ جیسے چاہیں پھرتے گھومتے نظر آئیں گے جیسے آج ہمارے لئے ملائکہ و عالم ارواح۔

عالم مثال کی تحقیق

عالم مثال اجسام و ارواح کے درمیان ایک عالم ہے جو عالم اجساد سے لطیف اور عالم ارواح کثیف ہے ارواح متجسد ہو کر عالم مثال میں[1] مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں یہ جواب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے بہتر ہے۔ جو انہوں نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کی اصلی صورت صورت حاضر میں مندرج (پوشیدہ) ہو جاتی ہے۔

---

[1] (اس سے الیواقیت والجواہر مراد ہے (اویسی غفرلہ ۲))

marfat.ocm

فائدہ حضرت جبریل علیہ السلام مدینہ طیبہ میں ہی دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آتے تھے کیونکہ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر کے بعد مسلمان ہوئے۔ غزوہ بدر میں بھی وہ شریک نہ تھے۔ یہ اس لئے کہ دحیہ کلبی جب کفر کی حالت میں تھے اس وقت جبریل علیہ السلام کا ان کی شکل میں آنا ناموزوں تھا۔

فائدہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دحیہ کلبی اپنے زمانہ میں بہت بڑے حسین و جمیل تھے اس میں اشارہ تھا گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کا اس صورت میں حسین و جمیل میں آنا بتا رہا ہے اور آپ کے اور میرے درمیان سفیر وہ حسن و جمال ہے جو میرے پاس ہے اس سے حضور نبی پاک ﷺ کو خوش رکھنا مطلوب تھا بالخصوص ان احکامات کے وقت جو بڑی بڑی وعیدات ہوتے تھے کیونکہ اس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ان محرمات سے سکون ملتا تھا۔ جو لوگوں کے زجر و توبیخ کے موجبات تھے۔ یہ بات موزوں تو ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ ہر وقت جبریل علیہ السلام کا اسی صورت میں آنا ثابت ہو حالانکہ برعکس ہے کہ کبھی دحیہ کلبی کے علاوہ دوسری صورتوں میں بھی آیا جایا کرتے تھے۔[1]

فائدہ ملائکہ کرام میں جو پر ہوتے ہیں وہی ان کی قوت روحانیہ و صفت ملکیہ ہے نہ یہ کہ اس طرح کے پر جو پرندوں میں ہوتے ہیں اور یہ اس کے منافی بھی نہیں کہ ان کا ایک پر مشرق و مغرب پر چھاجاتا تھا (کذا ذکرا لسہیلی)

صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ یہ عقلاً محل نہیں کہ کہا جائے کہ وہ پر قوت روحانی کا نام ہے اور وہ پرندوں کے پروں کی طرح بھی ہو تو حرج کیا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پر ان پرندوں کی طرح نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ معقولات محسوسات کے ارد گرد گھومتے ہیں ان میں موافقت پیدا کرنا حکمت کے لئے زیادہ موزوں اور قدرت کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ہے اس کی تحقیق سورۃ الملائکہ میں بیان ہو چکی ہے اس میں تو کسی اہل عقل کو کلام نہیں۔ البتہ اس میں کلام ہے کہ جبریل علیہ السلام کے پر چھ سو ہیں یا ان سے کم و بیش۔ مجھے اس میں کوئی تحقیق نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی محقق سے اس کی تصریح ملی ہے اور نہ ہی اشارات

---

[1] جیسے حضرت عمر والی روایت جو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث ہے اس میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اجنبی صورت میں آتے تھے اویسی غفرلہٗ

marfat.ocm

سے معلوم ہوا ہے ہاں نبی پاک ﷺ سے اس کی تحقیق ہو سکتی ہے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہی معلومات حاصل تھے آپ اپنے طور کچھ نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی تخمینہ کے طور پر کچھ کہتے لیکن آپ کو معراج رات کو ہوئی اور وہ بھی فناء تام سے اور رات مظہر الفناء نہ کہ دن کہ وہ مظہر البقاء ہے۔

فناء کے سات مقام فناء کے مراتب سات اسماء کے مراتب پر ہیں اور اسماء سے سات اسماء باری تعالیٰ مراد ہیں جن کا ساتواں اسم القیوم ہے اس لئے حرم مکہ کے سات مینار ہیں۔(یہ اس وقت جب صاحب روح البیان کا زمانہ تھا) کیونکہ بقاء کا راز حرم نبوی میں ظاہر ہونا اسی لئے اسکے پانچ مینار ہیں۔(بزمانہ صاحب روح البیان قدس سرہ) اور یہ پانچ اسماء بارہ کا بقایا ہیں (یعنی سات فناء کے مراتب پر اور پانچ بقاء کے مراتب پر کل بارہ ہوئے ان پانچ اسماء کا آخری اسم احد صمد ہے اور سات اسماء میں سے ہر ایک کا تفصیلی اعتبار سے سو سو کا مرتبہ ہے جیسا کہ اسماء حسنیٰ کا مع احدیت الجمع کا قاعدہ ہے تو اس کا جمع کرنے پر سات سو ہوئے۔

جبریل علیہ السلام مقام فناء پہ تھے نہ کہ حضور ﷺ کیونکہ آپ مقام بقاء میں تھے یہی وجہ ہے کہ جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھہر گئے اور عرض کی۔

لودنوت انملتہ لاحترقت

اور حضور ﷺ وہاں سے آگے بڑھ کر عرش الٰہی تک پہنچے اس اعتبار سے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غلبہ پالیا اور جبریل علیہ السلام کی سیر حضور ﷺ کی سیر کے مقابلہ میں مقہور و مغلوب ہوئی تو جبریل علیہ السلام کی سیر کی انتہا اس قیوم تک پہنچی اور وہ اپنے مقام میں اس زمین پر نہیں سما سکتا اب میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں چنانچہ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو حضرت جبریل علیہ السلام اصلی شکل میں مشرق سے ظاہر ہوئے (صورتا و معنا) صورتیں تھیں۔ حضور علیہ السلام کی سیر اسم قہار تک تھی اس لئے آپ نے جبریل علیہ السلام کی محصور اشیاء کو بھی محصور کر لیا اس لئے آپ کے سات سو معنوی پر تھے۔

ملکوتی قوت سے نبوت کی قوت بڑھ کر ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ جہاں ملکوت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے اس قاعدہ کو صاحب روح البیان ایک عرصہ پہلے لکھ گئے وہ یہ:

فظهر ان القوة النبوية ازيد من القوة الملكية لانها القوة الالهية

marfat.ocm

ترجمہ معلوم ہوا کہ نبوت کی طاقت ملکیہ کی طاقت سے کئی گنا زائد ہے اسی لئے نبوت میں قوت الیہ ہے۔

دلائل قرآن اس قاعدہ کی دلیل میں فرمایا کہ وقدقال اللہ تعالیٰ یداللہ فوق ایدیھم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا نبی علیہ السلام سے فیض پانا یہ بھی ہم اہلسنت کا قاعدہ ہے جسے صاحب روح البیان قدس سرہ نے یوں بیان فرمایا۔

وان جبریل لکونہ من الایدی انما یستفید الیہ والقوۃ من النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقوتہ فاعرف ذلک وکن من الموقنین ولا تکن من الوہابین وھم الخوارج فی زماننا

ترجمہ جبریل علیہ السلام ہاتھوں سے ہے • نبی ﷺ سے استفادہ کرتے ہیں یعنی جبریل علیہ السلام بھی ہمارے نبی پاک ﷺ کے فیض کے محتاج ہیں اسے اچھی طرح سمجھ اور یقین کر (وہابی نہ بن)

تفسیر عالمانہ وھو بالافق الاعلی (اور وہ اعلیٰ کنارہ پر تھے) یہ استواء کے فاعل سے حال ہے۔

حل لغات الافق وہ دائرہ جو فلک کی جو شے دیکھی جاتی ہے اور جو نہیں دیکھی جاتی کے درمیان فصل کرے یہاں افق اعلیٰ سے مطلع الشمس مراد ہے جیسے افق دونی سے مغرب مراد ہے اب معنی یہ ہوا کہ حالانکہ وہ جبریل علیہ السلام افق شمس میں یعنی دنیا کے انتہائی حصہ یعنی مطلع الشمس کے نزدیک تھے یعنی اس کنارہ بلند تر از آسمان پر تھے یعنی مطلع الشمس کے نزدیک۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ شمس کا مطلع و مغرب انسان کے سر اور پاؤں کی طرح ہے اگرچہ زمین کی شکل گیند جیسی ہے جیسا کہ گزرا اس کی مثال انسان کی روح و جسم کی ہے اور روح عالم علوی سے ہے اور جسم عالم سفلی سے ہے۔ روح نے عالم علوی سے طلوع کر کے عالم جسم میں غروب کیا۔

ثم دنا۔ (پھر قریب ہوا) یعنی نبی علیہ السلام کے ہاں قریب ہونے کا ارادہ کیا در انحالیکہ آپ غار حراء میں

• اضافہ اویسی غفرلہ

marfat.ocm

تتمہ [1]

---

[1] (غار حراء میں ہر شب کو دیوان صالحین میں محبوبان خدا کا اجتماع ہوتا ہے اس کی تفصیل الابریز شریف میں یوں ہے۔

دیوان صالحین غار حرا پر زمانہ قدیم سے منعقد ہوتا چلا آیا ہے جس میں امور عالم طے کیے جاتے ہیں رحمت عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے یہ دیوان ملائکہ سے معمور تھا پھر بعثت کے بعد امت مرحومہ کے اولیاء رفتہ رفتہ اس منصب پر فائز ہوتے رہے۔ اور وہ ملائکہ آسمان پر جاتے رہے یہاں تک کہ دیوان اولیاء امت سے معمور ہو گیا اور اہل دیوان میں کوئی فرق باقی نہ رہا اس کا انعقاد یوں ہوتا ہے۔ کہ غوث کی نشست بیرون غار بایں طور ہوتی ہے کہ مکہ معظمہ ان کے دائیں شانے کے پیچھے اور مدینہ شریف بائیں زانوں کے سامنے اور چار قطب دائیں طرف اور تین بائیں جانب اور وکیل سامنے ہوتا ہے جس کو قاضی دیوان کہتے ہیں۔ یہ غوث کی خدمت میں حاضرین دیوان کی درخواستیں پیش کرتے ہیں بحکم غوث الاقطاب سب فیصلے صادر فرماتے ہیں یہ کل عملہ ان ساتوں قطب میں سے ایک کے ماتحت ہوتا ہے وکیل کے پیچھے صفیں ہوتی ہیں پہلی صف بشکل دائرہ دائیں طرف کے چوتھے قطب سے شروع ہو کر بائیں جانب کے اقطاب پر ختم ہوتی ہے اسی طرح باقی ماندہ صفیں بشکل دائرہ ہوتی ہیں اس دیوان میں کبھی کبھی مالک کونین شہنشاہ دارین ﷺ رونق افروز ہو کر غوث کی نشست گاہ پر تشریف فرما ہوتے اور انہیں سے کلام فرماتے ہیں۔ غوث وکیل کی جگہ چلے جاتے ہیں اور وکیل صف میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بروقت تشریف آوری آپ کے ساتھ ایسے انوار ہیبت و جلال کا ہجوم ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو خاکستر کر ڈالیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان کے تحمل کی طاقت عطا فرماتا ہے پھر بھی آپ کی موجودگی میں جو امور صادر ہوتے ہیں ان کو محفوظ کرنے والوں کی تعداد قلیل ہوتی ہے اسی طرح آپ کے تشریف لے جانے کے بعد غوث کے ساتھ ایسے انوار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اہل دیوان کو غوث سے قریب ہونے کی تاب نہیں ہوتی۔ فاصلے پر بیٹھتے ہیں۔ اس دیوان کے انعقاد کا وقت وہی ساعت گھڑی ہے جس میں سرور انبیاء محبوب کبریا ﷺ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس دنیا کو سرفراز فرمایا تھا یعنی شب کے آخری تہائی حصہ میں جو خاص طور پر دعا کی مقبولیت کا وقت ہے۔

اور ہر شب کے اسی حصے میں رب العزت جل جلالہ آسمان دنیا پر خاص تجلی فرما کر ندا فرماتا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا کو قبول کروں۔ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کو عطا فرماؤں۔ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے

marfat.ocm

حل لغات الدنو بمعنی بالذات یا بالحکم قریب ہونا یہ زمان و مکان اور منزل میں مستعمل ہوتا ہے (المفردات)

تدلی۔ تو۔

حل لغات فَتَدَلّٰی تو بمعنی لاسترلال مع تعلق یعنی جبریل علیہ السلام رفق اعلیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ گذشتہ۔ ولا کہ اس کی مغفرت فرمائیں۔

اگر کوئی شخص اس مبارک وقت میں بیدار ہونا چاہے تو علمائے کرام نے اس کے واسطے ایک عمل تحریر فرمایا ہے۔ جس کے کرنے سے اس وقت مسعود میں آنکھ کھل جائے گی۔

وہ یہ ہے کہ سوتے وقت سورت کہف شریف کی آخری چار آیتیں پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ پروردگار اس سہانی گھڑی میں بیدار فرما دینا جس میں ماہتاب رسالت نے طلوع فرمایا تھا وہ آیات یہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا

ترجمہ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے تم فرماؤ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہیں ہوں گی اگر چہ ہم ویسا ہی اس کی مدد کو لے آئیں تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور زبردست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک کے ساتھ ملقب ہوتے ہیں اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور قلب جانب ہوتا ہے (مزید تفصیل و عجیب و غریب

marfat.com

جھکے ہل آئے باوجودیکہ وہ افق اعلیٰ سے متعلق رہے۔ یہ اس محاورہ سے ہے تدلت الثمرۃ (پھل لٹکا) اور دلّی رجلیہ من السریر تخت (چارپائی وغیرہ) سے پاؤں لٹکائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم نیچے والی زمین پر رسی لٹکاؤ تو وہ اللہ پر یعنی اس کے علم و قدرت و سلطنت پر اترے گی کیونکہ اس کا علم و قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے) کہا جاتا ہے۔ ادلی دلوہ (اس نے اپنا بوکہ لٹکایا) الدالی وہ ثمر جو لٹکا ہوا ہو۔ جسے فارسی میں لونک کہتے ہیں فکان قاب قوسین تو ان کے درمیان کی امتداد کی مقدار یعنی ان کے مابین مسافت بمقدار قاب قوسین تھی۔

حل لغات قوسین قسی العرب سے ہے بمعنی مقدار یعنی ان کے قرب کی مسافت

سوال قوسین کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟

جواب چونکہ قرآن مجید لغت عرب میں نازل ہوا ہے اور عرب کی عادت ہے وہ اشیاء کی مسافت قوسین سے بتائے (کیونکہ) اس وقت سوا اس کے کوئی مسافت بتانے کا کوئی اور آلہ ان کے ہاں موج نہ تھا اسی لئے قوسین کا ذکر فرمایا۔

فائدہ معالم التنزیل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام کے درمیان قوسین کی مقدار مسافت تھی یعنی اتنی مقدار جو کمان اور وتر (اس کے تنگے) کے درمیان ہوتی ہے۔

سوال قوسین تشبیہ کے ساتھ کیوں؟

جواب چونکہ قوس اور وتر لازم و ملزوم ہیں اسی لئے قوس (کمان) کو وتر پر غلبہ دے کر قوسین کہا گیا جیسے شمس و قمر کو قمرین اور ابوبکر کو عمرین کہا جاتا ہے اس میں قرب کی تاکید مطلوب ہے۔

فائدہ عرب کا دستور تھا کہ جب دو شخص آپس میں صلح و صفائی اور کوئی معاہدہ کرتے تو اپنی دو کمانیں لے کر ایک دوسرے سے ملا دیتے تو اس میں اشارہ ہوتا کہ وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی حمایت کریں گے۔

فائدہ بعض قوسین بمعنی ذراعین کہا ہے اور ذراع (ہاتھ کو قوس سے اس لئے تعبیر کرتے ہیں کہ ہاتھ سے ماپی

ہوئی شے کا اندازہ کیا جاتا ہے لیکن اس وقت قرب اتصال اور بعد کا اعتبار نہ ہوگا کہ جس سے افادہ و استفادہ کا مفہوم نکالا جاسکے اس سے وہ حد مراد ہے جو احباء بادب کی نشست ہوتی ہے۔

اَوْ اَدْنٰی یا اس سے تم یعنی اے مخاطبو یا تمہارے اندازہ پر بادہ قوسین سے بھی کم مقدار میں تھے یہ او یزیدون کی طرح کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تشکیک محال ہے تو یہ روشک کے لئے ہے تو بندوں کی جہت سے)

فائدہ یہ اس قاعدہ پر جو نحل میں ہے کہ وہ بھی بندوں کے لئے امید کے لئے معنی میں آیا ہے اور قرآن میں متعدد مقامات میں ہے یعنی اے مخاطبو!! اگر تم میں سے کوئی انہیں دیکھتا تو کہتا کہ قرب میں قاب قوسین کی مقدار تھی یا اس سے بھی کم تم پر قرب کی مقدار میں التباس پڑ جاتا۔

فائدہ ثُمَّ دَنٰی سے دنوانی اتصال کی تمثیل کے لئے ہے اور تحقیق اس کی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا اسے آپ نے قرب کی وجہ سے خوب سنا وہاں بعد نہ تھا کہ آپ پر وحی کے الفاظ کا التباس ہو جاتا۔

فائدہ بعض نے کہا اسے حقیقی معنی پر محمول کیا ہے وہ یہ کہ جب جبرئیل علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کے قریب ہوئے تو التباس ہونے لگا جب قاب قوسین کی مقدار تک قریب ہوئے تو آپ نے اسی صورت میں دیکھا جس میں آپ انہیں اکثر اوقات میں دیکھا کرتے تھے کہ کسی قسم کا شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی اس کے متعلق دیگر طرح کی گفتگو ہے جو ان آیات کے اختتام پر عرض کروں گا۔ (ان شاء اللہ)

فاوحٰی تو جبرئیل علیہ السلام نے وحی پیش کی۔ اِلٰی عَبْدِہٖ اللہ تعالیٰ کے عبد مقدس کی طرف۔

سوال یہ ضمیر اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہے وہ تو نحو کے قاعدہ پر صحیح نہیں۔

جواب جہاں پر مرجع میں اعلیٰ درجہ کا ظہور ہو وہ اضمار قبل الذکر صحیح ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ (زمین کی پیٹھ پر کوئی جانور نہ چھوڑا) یہ ضمیر الارض کی طرف راجع ہے۔

فائدہ عبد جو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کی وجہ سے مشرف ہے اس سے حضور نبی پاک ﷺ مراد ہیں جیسے

marfat.ocm

دوسرے مقام پہ فرمایا۔ سبحان الذی اسری بعبدہ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی)

مااوحیٰ وہ جو وحی کی ان امور عظیمہ سے جسے بیان نہیں کیا جاسکتا یا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے واسطہ سے عظیم امور کی وحی فرمائی۔

ماراٰی وہ جو دیکھا یہ ما موصولہ ہے اس کا عائد محذوف ہے دراصل ماراہ ببصرہ وہ جو آنکھوں سے جبریل علیہ السلام کو دیکھا یعنی آپ کے قلب اقدس نے جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر یوں کہا کہ میں نے تجھے نہیں پہچانا۔ اگر ایسا کہتے تو جھوٹے ہوتے اس لئے ماننا پڑے گا کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کو جیسے آنکھ سے دیکھ کر پہچانا ایسے ہی دل سے جانا کہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

فائدہ بعض نے کہا کہ کذب مخففاً مشدداً ہر دونوں طرح کا ایک ہی معنی ہے جس نے اسے مخففاً پڑھا تو اس نے کہا کہ ما موضع النصب میں بنزع الخافض کہ یہ دراصل یوں تھا ماکذب فوادہ راہ ببصرہ یعنی جو کچھ آپ نے آنکھ سے دیکھا اسے دل نے نہ جھٹلایا آپ کے لئے یہ اس لئے کہا گیا کہ اگر آپ کہتے کہ میں نے تجھے نہیں پہچانا اور نہ ہی مجھے تیرے متعلق اعتقاد ہے کہ تم جبریل علیہ السلام ہو تو اس سے آپ کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا۔

افتمارونہ علی مایری (کیا تم ان کے دیکھے ہوئے پر ان سے جھگڑتے ہو) یعنی کیا تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے جھگڑتے ہو اس بارہ میں جو انہوں نے جبریل علیہ السلام کی صورت دیکھی ہے فاء کا عطف محذوف پر ہے یا معنی یہ ہے کہ کیا بعد ان امور کے مذکور کے جو جھگڑے کے منافی ہیں تو ان سے جھگڑتے ہو اس معنی پر فاء تعقیبیہ ہو گی۔

شان نزول جب حضور سرور عالم ﷺ نے قریش مکہ کو جبریل علیہ السلام کے دیکھنے کی خبر دی تو وہ اس سے تعجب کرنے لگے۔

حل لغات المماراۃ والمراء بمعنی باطل طور جھگڑنا اس کا حق یہ تھا کہ وہ فی سے متعدی ہو جیسے کہا جاتا ہے جادلتہ فی کذا میں نے اس سے اس بات میں جھگڑا کیا لیکن چونکہ غلبہ کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے بلاواسطہ متعدی ہے کیونکہ جھگڑنے والا اپنے فعل سے خصم پر غلبہ کا قصد کرتا ہے اہل عرب کہتے ہیں کہ اس اشتقاق

marfat.ocm

(مری الناقہ) لونٹی کا ظاہر کرنا گویا وہ ہر دو متحاصمین چاہتے ہیں کہ جو کچھ اس کے اندر ہے وہ ظاہر کرے کہا جاتا ہے مریت الناقتہ یعنی میں نے لونٹی کے پستانوں کو ہاتھ لگایا تاکہ دودھ دے لوڑ کہتے ہیں مریت الفرس میں نے گھوڑے سے وہ نکالا جو اس کے ہاں دوڑنا وغیرہ۔

سوال فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ مار آی ہو (ماضی کے بجائے مضارع) مایری بظاہر نامناسب ہے۔

جواب ۱ چونکہ رویت کا اثر باقی رہا اسی لئے یَرٰی (مضارع) مناسب ہے۔

جواب ۲ چونکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھنا حضور سرور عالم ﷺ کے لئے تا وصل دائمی رہا۔ اسی لئے (یَرٰی) مضارع موزوں ہے اگرچہ غیر صورت اصلیہ پر رویت رہی تب بھی دائمی تھی۔

تفسیر حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ و دیگر ایک جماعت نے فرمایا کہ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے مراد خود ذات باری تعالیٰ ہے اور یہ وصف کمل قوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے موزوں ہے۔ اور ذُوْ مِرَّةٍ بھی وہی ہے کہ وہی دو احکام الامور واقضیا ہے اس میں وہ جگہ بھی بتائی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بلا واسطہ علم سے نوازا۔

فاستوی یعنی حضور نبی پاک ﷺ قائم ہوئے درانحالیکہ آپ افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر تھے پھر قریب ہوئے حضور سرور کونین ﷺ بارگاہ احدیت یعنی بارگاہ الوہیت کے مقرب ہوئے مرتبہ و منزلت میں اس سے کوئی جگہ اور منزل مراد نہیں بلکہ مرتبہ مراد ہے۔

فتدلی تو حضور سرور عالم ﷺ نے عاجزی دکھائی کہ اسی وقت بارگاہ حق میں سر بسجود ہوئے چونکہ آپ نے یہ مرتبہ سجدہ کی وجہ سے پایا اسی لئے پھر دوبارہ سجدہ شکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ قریب تو ہوتا ہے جو سجدہ کرتا ہے۔

کان قاب قوسین اس قربت کی تاکید اور محبت کی تقریر ہے اور اس قرب کو ایک تمثیل سے سمجھایا جو اہل عرب کے عظیم لوگوں کی عادت تھی کہ جب کسی عہد و پیمان میں ایسی توثیق و تاکید کرتے ہیں کہ جس میں خ۔

marfat.com

بغض و عداوت کو گنجائش نہ ہو تو ہر دونوں اپنی کمانیں لاتے پھر وہ کمانیں آپس میں ملا دیتے پھر دونوں اپنے ہاتھ ملا کر دونوں کمانوں سے ایک تیر پھینکتے اس میں اشارہ ہوتا کہ ان دونوں کا آپس اتحاد و اتفاق ہے یہاں تک کہ ان کی رضا و رنج ایک ہو گا کہ اس کا راضی ہونا دوسرے کی رضا ایک کا غصہ دوسرے کا غصہ۔ اس آیت میں گویا واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و قربت حضور سرور عالم ﷺ کے مطابق ہے کہ جو رسول اللہ کا مقبول ہے وہ خدا تعالیٰ کا مقبول ہے جو ان کا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا راندہ ہوا ہے (اسی طرح جملہ امور)

تفسیر صوفیانہ محققین نے فرمایا کہ دنا میں حضور نبی پاک ﷺ کا نفس مقدس اور تدلّٰی بمنزلہ قلب اطہر کے کان قابَ قوسین مقام روح طیب اور اوادنٰی بمنزلہ سر منور کے ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نفس مقدس خدمت حق میں اور دل منور منزل محبت میں اور روح اقدس مقام قربت میں اور سر پاک مرتبہ مشاہدہ میں ہے۔

علامہ نوری قدس سرہ کی تقریر کسی نے حضرت ابو الحسن نوری قدس سرہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جہاں جبریل علیہ السلام دم نہیں مار سکتے نوری بیچارہ (رحمتہ اللہ علیہ) کیا لب کشائی کر سکتا ہے۔

خیمہ بروں زوز حدود جہات | پردہ او شد تتق نور ذات
تیرگی ہستی ازو دور گشت | پردگی پردۂ آں نور گشت
کیست کزاں پردہ شود پردہ ساز | زمزمہ گوید ازاں پردہ باز

ترجمہ ۱۔ حدود جہات سے باہر آپ نے خیمہ لگایا پردہ ہٹ گیا تو نور ذات سامنے آگیا۔

۲۔ ہستی کی تاریکی آپ سے دور ہو گئی پردہ کی پردہ داری نور ہو گئی۔

۳۔ کون ہے جو اس پردہ کو پھر پردہ دے بلکہ پردہ باز خود زمزمہ گو ہے۔

فائدہ اس میں دلیل ہے کہ دنا کی ضمیر حضور سرور عالم ﷺ کی طرف لوٹتی ہے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں کی معراج ہوئی تو مجھے میرے رب تعالیٰ نے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ میرے اور اس کے درمیان قاب قوسین یا اس سے قریب تر کا فاصلہ تھا مجھے کہا

marfat.ocm

گیا کہ میں نے آپ کی امت کو آخر الامم بنایا کہ دوسری امتوں کی فضاحت ان کے سامنے ظاہر کروں لیکن ان کی فضاحت ان کے سامنے ظاہر نہ ہو کیونکہ یہ ان سب کے بعد آئی ہے۔

فائدہ صوفیانہ بعض اکابر نے فرمایا کہ دنیٰ میں عروج و وصول کی طرف اشارہ ہے اور تدلّٰی میں نزول و رجوع کی طرف اور قرب قوسین بمنزلہ نتیجہ کے ہے اس میں اشارہ ہے کہ آپ عالم صفات تک واصل ہیں جس کا اشارہ اللہ الصمد میں ہے اور اونیٰ میں اشارہ ہے کہ آپ عالم ذات تک واصل ہیں جس کا اشارہ اللہ احد میں ہے جو سورۃ اخلاص میں واقع ہے خلاصہ یہ کہ ثم دنیٰ سے ثابت ہوا کہ خلق سے حق کے قریب ہوئے اور تدلی میں اشارہ ہے کہ آپ حق سے خلق کی طرف لوٹے کان قاب قوسین مرتبہ وحدت احدیہ میں ہے جو صرف غیب ذات حق سے مخصوص ہے یہاں دو امر ثابت ہوئے۔

۱۔ قاب قوسین کے مرتبہ تک پہنچنا اور وہ صرف فناء فی الصفات سے ہوتا ہے۔

۲۔ مرتبہ اوادنیٰ تک پہنچنا اور یہ ذات و صفات میں فنا پانے سے ہوتا ہے اگر اللہ کسی پر کسی نزول و بقاء آسان فرمائے تو ان دونوں جہتوں میں اس کا امر کامل و مکمل ہوتا ہے بخدا ایسے مرتبہ و مقام والے بہت کم ہیں۔

فائدہ بعض نے کہا کہ دنی الخ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے کشف الاسرار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندے کے قریب ہونا دو طرح ہے۔

۱۔ اس کی دعا مستجاب فرمائے اور اس کی ہر آرزو پوری کرے اور اس کے مراتب بلند فرمائے جیسا کہ فرمایا فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان میں قریب ہوں اور دعا مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔

۲۔ دنو بمعنی القرب فی الحقیقت جو ان معانی مذکور کے ماسوا ہے جیسے فرمایا دنی فتدلی الخ اب معنی یہ ہوا کہ جبار رب العزت قریب ہوا فتدلی یعنی قرب میں یہاں تک بڑھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قاب قوسین کی مقدار میں تھا یا اس سے قریب تر۔

ازالہ وہم یہ دنی فتدلی اسی طرح کا ہے جیسے اس کا ہر شب کو تہائی رات آخری میں آسمان دنیا میں اس کا نزول اجلال ہوتا ہے اور محققین کے نزدیک مقام تنزل سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے لطف و کرم فرماتا اور ان کو خطاب سے نوازتا ہے یعنی خود اپنی ذات ان امور کا اطلاق فرماتا ہے جو بندے اپنے لئے استعمال

marfat.com

کرتے ہیں اس معنی پر وہ اخلاق بندوں کے لئے حقیقی معنی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مجاز (انسان العیون)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تفسیر سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے قاضی ابوالفضل نے کتاب الشفاء میں نقل فرمایا۔ کہ اس دنو کی حد بندی نہیں نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا آپ کی عظمت شان اور شرافت مرتبہ کا اظہار اور اشراق انوار معرفت اور مشاہدہ اسرار غیبت وقدرت ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب یہ ہے کہ وہ آپ پر احسان عظیم اور آپ سے انس اور کشادگی اور آپ کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ جس نے ضمائر جبریل علیہ السلام کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے ہیں اس نے کان قاب قوسین الخ سے مراد نہایت قرب و لطف المحل و اتضاح المعرفت و اشراف علی الحقیقت برائے رسول اللہ ﷺ مراد لی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجابت و الرغبت و قضاء المطالب والے تھے آپ کی ہر بات قبول اور ہر طرح کے احسان سے نوازے ہوئے اور ہر مقصد پورا کر دیئے جانے والے ہیں۔ جیسا کہ فاوحی الی عبدہ ماوحی میں اشارہ ہے۔

فائدہ الاسئلۃ المقحمۃ میں ہے فاوحی الخ میں اجمال ہے اس کی تفسیر نہیں فرمائی کہ کیا وحی کی کیونکہ سب کا ذکر باعث طوالت تھا اجمالی فرمادیا۔ جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کی تفصیل بندوں سے مخفی رکھی کہ یہ وہ اسرار ہیں کہ ع کراما کاتبین راہم خبر نیست۔ کراما کاتبین یعنی (کسی کو بھی خبر نہیں)

نکتہ اور یہ بھی محبت و معرفت و علو مرتبہ و بلندی درجات کے خواص سے ہے کہ محبوبوں کے درمیان کچھ اسرار اور راز و نیاز بھی ہوتے ہیں کہ جس پر اجنبی اور اغیار مطلع نہیں ہوئے۔

حدیث لی مع اللہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

لی وقت مع اللہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (روح البیان ص ۲۷۰ ج۹)

میرا ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہے کہ اس پر نہ کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل آگاہ ہو سکتا ہے۔

فائدہ میں نے شیخ ابو علی فارسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ آیت ہذا میں ایک ایسا راز ہے کہ

marfat.ocm

اسے کھولا جائے تو طوالت ہو گی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے چند اسرار عام بندوں سے مخفی رکھے صرف اپنے محبوب نبی ﷺ کو بتائے تاکہ کوئی اور اس پر مطلع نہ ہو اس لئے تمام مخلوق کا علم قاصر ہے کہ وہ سر لا عبودیت کی سیر کر سکے اگر اس پر چلیں گے بھی تو بھی تھک کر رہ جائیں گے اس کی مثال وہ ہے جو حضور سرور عالم ﷺ نے بعض اسرار حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر منکشف فرمائے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ دوسروں کو بھی بتاؤں آپ نے فرمایا ان کو نہ بتانا تاکہ عمل سے رہ کر صرف انہی باتوں پر سہارا کریں۔

لا مکتم السر الا کل ذی خطر　　والسر عند کرام الناس مکتوم

والسر عندی فی بیت لہ غلق　　قد ضاع مفتاحہ والباب مختومٌ

ترجمہ　صاحب مراتب ہی راز پوشیدہ رکھتے ہیں اور اچھے لوگوں کے ہاں راز مخفی رہتے ہیں۔ میرے نزدیک راز ایسے گھر میں ہونا چاہئے جس پر تالہ لگا کر اس کی چابی کر دی جائے اور دروازہ کو سربمہر کر دیا جائے۔

کسی اور بزرگ نے فرمایا۔

بین المحبین سر لیس یفشہ　　قول ولا عمل للخلق یحکیہ

سر یمازجہ انس یقابلہ　　نور تحیر فی بحر من التیہ

ترجمہ　محبوں کے درمیان راز ہوتا ہے جسے مخلوق کو نہ قول بیان کرتا ہے نہ عمل۔ راز کو صرف انس موافقت کرتا ہے وہ ایسا نور ہے کہ جنگلوں میں کسی دریا میں ہمیشہ متحیر ہو کر رہ جاتا ہے۔

کسی اور بزرگ نے کہا۔

دردیکہ من از عشق تو دارم حاصل　　دل داند و من دانم

ترجمہ　وہ درد جو مجھے تیرے عشق سے حاصل ہوا ہے وہ صرف میرا دل جانتا ہے بس میں ہی جانتا ہوں یا میرا دل۔

فاوحی الی عبدہ ما اوحی کی تفاسیر ۔ حضرت کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ بہتر ہے کہ ہم اس کے درپے نہ ہوں خدا جانے اور مصطفیٰ ﷺ

marfat.ocm

۲۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو روایت میں آیا ہے اتنا قدر بیان کرنے میں حرج نہیں تفسیر جواہر (مصنفہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ) میں تفصیل سے عرض کیا گیا ہے یہاں صرف تین وجوہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ وحی کا مضمون یہ تھا کہ اے محبوب ﷺ اگر میں آپ کی امت سے عتاب کرنے کو دوست نہ رکھتا تو ان سے حساب نہ لیتا یعنی ان سے حساب لینا بھی میری محبت کی دلیل ہے کہ میں ان کو عتاب کروں گا تو بھی ان سے میری محبت کی دلیل ہے اگر ان سے محبت نہ ہوتی تو کبھی ان سے حساب نہ لیتا۔

۲۔ اے محمد انا وانت وما سویٰ ذلک خلقتہ لاجلک (روح البیان ص ۲۲ ج ۹۔ وتفسیر احمدی ص ۲۲۹ اویسی غفرلہ)

ترجمہ اے محبوب (محمد ﷺ) میں اور تو ان کے ماسوا جو کچھ ہے وہ میں نے صرف آپ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کا حضور نبی پاک ﷺ نے جواب عرض کیا۔

انت وانا وما سوٰی ذلک ترکتہ لاجلک

ترجمہ تو اور میں اس کے سوا باقی سب کچھ میں نے تیرے لئے چھوڑا۔

۳۔ اے حبیب ﷺ آپ کی امت میری طاعت بجالاتی ہے لیکن گناہ بھی کرتی ہے ان کی اطاعت تو میری رضا کے لئے ہے لیکن ان کی معصیت میری قضا ہے جو عمل ان کا میری رضا کے لئے ہو گا اگرچہ تھوڑا اور کمی کے ساتھ سہی وہ میں ان سے قبول کرلوں گا اور وہ برائی جو میری قضاء سے ان سے سرزد ہوئی ہے اگرچہ بہت زیادہ سہی تب بھی انہیں معاف کروں گا اسی لئے کہ میں رحیم ہوں[1]

۴۔ بعض نے کہا کہ اس وحی کا مضمون یہ تھا کہ ان الجنتہ محترمتہ علی الانبیاء حتی تدخلھا وعلی الامم حتی تدخل امتک (روح البیان) ص ۲۱ ج ۹)

ترجمہ انبیاء علیہما السلام پر بہشت کا داخلہ بند ایسے ہی ان کی امتوں پر یہاں تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو۔

۵۔ بعض نے کہا کہ اس کا مضمون یہ تھا کہ مخلوق سے ناامید ہو جاؤں کیونکہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں اور میری

---

[1] (تفاسیر دیگر۔ تفسیر صاوی میں ہے کہ وحی سے وہ عظیم الشان باتیں مراد ہیں جن کے نہ الفاظ متحمل ہو سکتے ہیں نہ مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو انہیں سمجھ سکے ص ۲۲۸ اویسی غفرلہ)

marfat.com

محبت اختیار کر اس لئے تمہارا لوٹنا میرے ہاں ہے اور دنیا سے دل کو نہ لگاؤ کیونکہ میں نے تمہیں اس کے لئے پیدا نہیں کیا۔

۶۔ بعض نے کہا وہ وحی یہ تھی کہ دنیا میں گزارو جیسے چاہو بالآخر تم نے مرنا ہے اور جس سے محبت چاہے محبت کر لو بالآخر اسے چھوڑنا اور اس سے جدا ہونا پڑے گا اور جو چاہو عمل کر لو اس پر تمہیں جزا و سزا ملے گی۔

۷۔ بعض نے وہ وحی الم یجدک یتیما فاوحیٰ تا ورفعنالک ذکرک ہے۔

امت کی شکایت حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے متعدد شکایات کیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ میں نے تو انہیں کل کا مکلف نہیں بنایا لیکن وہ مجھ سے کل کی روزی کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔

۲۔ میں نے ان کا رزق غیروں کے سپرد نہیں کیا لیکن وہ میرے کام کو دوسروں کے سپرد کرتے ہیں۔

۳۔ رزق میرا کھاتے ہیں لیکن شکر میرے غیر کا کرتے ہیں میری خیانت کرتے ہیں لیکن میرے غیر سے صلح رکھتے ہیں۔

۴۔ عزت صرف میرے پاس ہے اور میں انہیں عزت دیتا بھی ہوں لیکن میرے غیر سے عزت طلب کرتے ہیں۔

۵۔ میں نے جہنم تو کافروں کے لئے تیار کی ہے لیکن یہ کوشش کرتے ہیں کہ خود کو جہنم میں ڈالیں اور فرمایا کہ اے حبیب ﷺ امت کو فرمایئے کہ تم کسی کا احسان مند ہونا چاہتے ہو تو اس کا میں زیادہ لائق ہوں کہ میری تم پر ان گنت نعمتیں ہیں اور اگر تم زمین و آسمان میں کسی سے ڈرتے ہو تو اس کے لائق بھی میں ہوں اس لئے میں ہی کامل قدرت کا مالک ہوں اور اگر تم کسی سے امیدوار ہونا چاہتے ہو تو وہ بھی میں ہوں کہ میں تمہارے ظلم و جفا برداشت کر رہا ہوں اس کے باوجود کہ تم جفا کرتے ہو لیکن میں وفا کرتا ہوں اگر تم کسی کے لئے مال و جان نثار کرنا چاہتے ہو تو بھی اس کا میں مستحق ہوں کیونکہ میں تمہارا معبود ہوں اگر تم کسی کو اپنے وعدہ کا سچا سمجھتے ہو تو بھی وہ میں ہوں اس لئے کہ میں ہی وعدے کا سچا ہوں۔

۶۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی میں فرمایا کہ اے محبوب محمد ﷺ میں آپ کی امت کو بہت زیادہ مال و اسباب اس لئے نہیں دیتا تاکہ قیامت میں ان کا حساب کتاب لمبا نہ ہو اور ان کی عمریں طویل اس لئے نہیں بنائیں

marfat.ocm

تاکہ ان کے قلوب سخت نہ ہو جائیں اور طویل عمری سے نہ اکتا جائیں اور ان کو اچانک اس لئے نہیں مارتا تاکہ دنیا سے توبہ کے بغیر رخصت نہ ہوں اور دوسرے امتوں سے انہیں اس لئے بعد کو پیدا کیا تاکہ انہیں قبور میں زیادہ مدت نہ ٹھہرنا پڑے۔

۷۔ بعض نے کہا اس وحی سے وحی مراد ہے بعض نے کہا اس سے وہی مراد ہے جو احادیث سے ہے اور قیامت کی ہولناکیاں جو احادیث و اخبار میں مروی ہیں وغیرہ وغیرہ اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت۔

تفسیر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاوحی الی عبدہ الخ سے وہ وحی مراد ہے جو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرمائی اس لئے کہ اس میں کچھ وضاحت نہیں کہ کیا وحی کی یہ ایک راز ہے جو صرف وہی جانتا ہے جس نے دیا اور جس نے لیا آخرت میں ظاہر ہو گا جو امت کے لئے آپ کو اذن شفاعت ہو گا۔

البقلی قدس سرہ کی تفسیر

سیدنا امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وحی خفی کا راز عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو کیا وحی کی کیونکہ محبوب و محب کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس سے سوائے ان کے اور کوئی آگاہ نہیں ہوتا بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر وہ راز افشاء کرتا تو تمام اولین و آخرین اس کے ثقل سے مرجاتے وہ ایسا وزن ثقیل ہے جو صرف اور صرف محبوب خدا ﷺ نے قوت ربانیہ ملکوتیہ لاہوتیہ سے اٹھایا اور وہ قوت اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے محبوب ﷺ کو پہلے سے ہی عطا فرما رکھی تھی اگر وہ قوت نہ ہوتی تو آپ ذرہ برابر بھی برداشت نہ فرما سکتے کیونکہ وہ عجیب خبریں اور اسرار ازلی تھے اگر ان میں کوئی ایک ظاہر ہو جائے تو احکام معطل اور تمام ارواح و اجسام ختم اور تمام رسول مٹ جائیں اور تمام عقول و علوم اور فہوم بے نام و نشان ہو جائیں [1]

معراج کی شب عطیہ علوم کے اقسام

فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس شب

---

[1] (لمعات میں ہے کہ وہ وحی تین چیزیں تھیں۔

۱۔ فرضیت نماز ۲۔ بقرہ کی آخری آیت ۳۔ امت کے سوائے شرک کے تمام گناہ معاف (حاشیہ جلالین ص ۲۲۷))

marfat.ocm

(معراج) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو کئی قسم کے علوم عطا فرمائے۔

۱۔ تمام امت تک پہنچاؤ یہ وہی احکام و شرائع ہیں جو حضور سرور عالم ﷺ نے تمام امت تک پہنچائے۔

۲۔ خواص تک پہنچاؤ یہ معارف ایسے تھے جو حضور سرور عالم ﷺ کی امت کے خواص کاملین کو نصیب ہوئے۔

۳۔ اخص الخواص تک پہنچاؤ یہ حقائق و نتائج علوم ذوقیہ تھے جو مخصوص حضرات کو نصیب ہوئے۔

۴۔ ایک ایسی قسم بھی تھی جو صرف اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص رکھے اور بس یہ وہی راز و اسرار تھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے درمیان ہیں جن کا اشارہ لی مع اللہ وقت الخ میں ہے کیونکہ خاص علیہ اور پوشیدہ راز تھا جسے افشاء نہ کیا گیا۔ ایسے ہی حضور ﷺ کے وارثین کاملین کا حال ہے کہ انہیں اس مقام سے کچھ حصہ نصیب ہوتا ہے تو وہ کسی کو نہیں بتاتے آخرت میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

ان کے سامنے ان کا محل نہیں ہوتا جس میں وہ راز افشاء کریں یا تو وہ صرف اور صرف اسی سے خاص راز تھا جو دوسرے کے بتانے کا نہ تھا یا اس کے قریب کوئی دوسرا ایسا نہ تھا جسے اس راز مخفی کی صلاحیت و اہلیت ہو اور یہ زمانہ کے مطابق ہوتا ہے مثلاً پہلے زمانہ میں رسل کرام علیہما السلام تشریف لائے اور رسالت کا پروگرام بھگت کر تشریف لے گئے لیکن اپنی امت میں کسی کو رسالت نہ دی کیونکہ ان میں کسی ایک کو صلاحیت و اہلیت نہ تھی۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقام جمعیت جامعہ کا تمام مظہریات پر احسان فرمایا اس میں جبرئیل علیہ السلام کا واسطہ ہے نہ میکائیل کا تجلی یا وحی فرمائی صورت وحی میں اپنے اس عبد مقدس کو جو اس کی ہاہویت مطلقہ کی طرف مضاف ہے ساتھ حقائق کے جو حکم وحدت کا عین ہے ساتھ احدیت جمیع جمع اعیان ظاہرہ مشہودہ اور حقائق باطنہ غیبیہ مفقودہ کے جو کون (موجودات) میں موجود ہے اس تعین و جمع و اطلاق کے عین سے مطلقاً ماکذب الفواد مراد ہے۔

تفسیر ما کذب الفواد الخ اس روایت سے اگر جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں تو حضور سرور عالم ﷺ نے ان

marfat.ocm

کے عین کو دیکھا اور وہ بھی اس ظاہری آنکھ مبارک سے۔

شب معراج میں رویت باری تعالیٰ کی تحقیق اگر رویت سے رویت باری تعالیٰ مراد ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ شب معراج میں حضور سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اس آنکھ ظاہری سے دیکھا یا قلب اطہر سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رویت پیدا فرمائی۔ اسی سے آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اب معنی یہ ہوا کہ دل نے نہ جھٹلایا اسے جو دل نے دیکھا یعنی آپ کے قلب نے یہ نہ کہا کہ میں نے ہا جس شیطانی دیکھا (معاذ اللہ) کیونکہ آپ کی شان کے لائق نہیں کہ ایسا کہیں کہ آپ کہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھیں (معاذ اللہ) بلکہ آپ کے دل کو یقین تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو ظاہری آنکھوں پاک سے دیکھا جیسا کہ خود حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی سے نوازا اور مجھے دیدار سے اور فرمایا میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت یعنی صفت میں دیکھا۔

فائدہ حضرت انکواشی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آنکھ سے دیدار کی دلیل نہیں بن سکتی اس لئے کہ رویت سے مراد رویت قلبی ہو کہ معرفت میں اضافہ ہوا ہو۔

تردید از صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے رویت کو ہم کلامی کے مقابلہ میں لانا دلالت کرتا ہے کہ اس سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے رویت عینی کا سوال کیا تو روکے گئے تو اب اس کا یہی تقاضا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی فضیلت ثابت ہو تو رویت عین سے تاکہ معلوم ہو کہ جس امر سے موسیٰ علیہ السلام کو منع کیا گیا وہی حضور ﷺ کو عطا ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار ظاہری آنکھ مبارک سے۔

فائدہ اس میں شک نہیں دیدار الٰہی قلب سے یہ ہے کہ دنیا و مافیہا سے علیحدگی ہو اور اس امر میں تمام انبیاء علیہم السلام مشترک نہیں بلکہ اولیاء کرام کو بھی قلبی رویت نصیب ہو جاتی ہے اور یہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدہوش ہو کر طور پر گرے تو آپ کو قلبی رویت الٰہی نصیب ہو گئی تھی اور اسے اضافہ معرفت محمول کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

marfat.ocm

سوال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو گمان رکھتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے خدا تعالیٰ کو دیکھا تو وہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا افتراء کرتا ہے۔

جواب کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نفی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اس ظاہری آنکھ مبارک سے دیکھا اور علم اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ مثبت و نافی کا معارضہ ہو تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ نافی اس لئے نفی کر رہا ہے اس نے سنا نہیں اور مثبت اس کا اثبات کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا بھی۔

فائدہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات نسبتوں اور اضافات مجرو ہے اور نور مجرو نہیں دیکھا جاسکتا۔ اس کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ رویت عین ہم نے اجماع سے ثابت کیا ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے نہیں قلب سے دیکھا تو یہ قول سنت کے خلاف ہے اور مذہب صحیح کے بھی مخالف ہے کیونکہ صحیح مذہب یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو سر مبارک کی چشمان اقدس سے دیکھا ہے۔

مسئلہ الکواشی میں ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا عقلاً محال ہے اور سوائے حضور سرور عالم ﷺ کے کسی دوسرے کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہے یہی عقیدہ رکھنا چاہیے۔

مسئلہ ابن الشیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا جائز ہے کیونکہ آخرت میں دیدار کی دلیل جواز کی کوئی تخصیص نہیں۔ اسی لئے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ رویت عبد کی قدرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارادت (دکھانے) پر ہے اگر دیدار کا علم آنکھ سے ہو جائے تو آنکھ سے دکھانا متصور ہو گا اگر قلب سے ہو تو وہ قلب کی معرفت کہلائے گی۔ اللہ قادر ہے کہ وہ مدرک المعلوم فی البصر پیدا کر دے جس سے دیدار کا علم حاصل ہو جائے جیسے وہ قلب

marfat.com

میں معرفت کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (ایسے ہی آنکھ میں بھی) خلاصہ یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ اختلاف فی الوقوع دلالت کرتا ہے کہ دیدار الٰہی دنیا میں جائز ہے۔ (ورنہ اختلاف نہ ہوتا)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعویٰ سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا حضور نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو شب معراج دیکھا تھا۔

حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب حضرت نقاش حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے موافق کہتا ہوں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو ظاہری آنکھ مبارک سے دیکھا دیکھا دیکھا۔ یہ کہتے کہتے آپ کی سانس ختم ہو گئی کلام سرمدی یوں ہے۔

بے نقل شنید خداوند جہاں را بے جہت دید

(خداوند جہان کا کلام بلا نقل سنا اور بے جہت دیکھا)

دران دیدن کہ حیرت حاصلش   دلش در چشم و چشمش در دلش بود

ترجمہ   اس دیکھنے میں خود اسے حیرت تھی کہ اس کا دل آنکھ میں آگیا یا آنکھ دل میں چلی گئی۔

لہٰ (ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ان ظاہری مبارک آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے چنانچہ ہمارے دلائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ روی عن ابن اسحاق ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارسل الی ابن عباس یسئلہ ہل رآی محمد (ﷺ) ربہ فقال نعم۔

۲۔ روی ذلک عنہ من طرق وقال اللہ اختص موسی بالکلام وابراھیم بالخلۃ ومحمد بالرؤیتہ۔

۳۔ امام الماوردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا قیل ان اللہ قسم کلامہ ورویتہ بین موسی ومحمد ﷺ فرآہ محمد (ﷺ) مرتین وکلمہ موسیٰ مرتین۔ (بقیہ صفحہ ۱۶۵ پر دیکھیں)

marfat.com

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں اس کا کسی کو عرفان نہیں ورنہ اسے دیکھتے تو ہیں لیکن اسے پہچانتے نہیں کیونکہ وہ اس شان سے ہے وہاں عقل کو رسائی نہیں اور ہمیشہ خود مخلوق اس کے آگے حجاب ہے ورنہ وہ ذات دنیا و آخرت میں کیفیت سے منزہ و مقدس ہے۔

بقیہ حاشیہ گزشتہ

وَحَکَی اَبُو الْفَتْحِ الرَّازِیُّ وَاَبُو اللَّیْثِ لِحِکَایَاتٍ مِنْ کَعْبٍ وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اِجْتَمَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَکَعْبٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا نَحْنُ بَنُوْ ہَاشِمٍ فَنَقُوْلُ اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ فَکَبَّرَ کَعْبٌ حَتّٰی جَاوَبَتْہُ الْجِبَالُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَسَمَ رُؤْیَتَہٗ فَکَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰی فَکَلَّمَ مُوْسٰی وَرَاٰہُ مُحَمَّدٌ بِقَلْبِہٖ۔

۴ عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ فِیْ قَوْلِہٖ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ قَالَ شَرَحَ صَدْرَہٗ لِلرُّؤْیَۃِ وَشَرَحَ صَدْرَ مُوْسٰی لِلْکَلَامِ۔

۵ وَقَالَ الْحَسَنُ عَلِیُّ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْاَشْعَرِیُّ وَجَمَاعَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ اَنَّہٗ رَاَی اللّٰہَ بِبَصَرِہٖ وَعَیْنَیْ رَاْسِہٖ وَقَالَ کُلُّ اٰیَۃٍ اُوْتِیَہَا نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَقَدْ اُوْتِیَ مِثْلَہَا نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَخُصَّ مِنْ بَیْنِہِمْ بِتَفْضِیْلِ الرُّؤْیَۃِ

۶۔ مقتضائے محبت اللہ جل شانہ و وسعت ظرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ آپ متحمل ہیں اس لئے کوئی استبعاد و استنکار نہیں۔

۷۔ قَالَ الْقَاضِیْ اَبُو الْفَضْلِ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ اَنَّ رُؤْیَتَہٗ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا جَائِزٌ عَقْلًا وَلَیْسَ فِی الْعَقْلِ مَا یُحِیْلُہَا وَالدَّلِیْلُ عَلٰی جَوَازِ فِی الدُّنْیَا سُؤَالُ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ مُہَادُ مُحَالٌ اَنْ یَّجْہَلَ دَمَا سَئَلَ عَنْہُ مَا لَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ بَلْ لَمْ یَسْئَلْ اِلَّا جَائِزًا غَیْرَ مُسْتَحِیْلٍ وَلٰکِنَّ وُقُوْعَہٗ وَمُشَاہَدَتَہٗ مِنَ الْغَیْبِ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا مَنْ عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَقَالَ لَہٗ لَنْ تَرَانِیْ اَیْ لَنْ تُطِیْقَ وَضَرَبَ اللّٰہُ بِالدُّلَۃِ مَثَلًا بِنَا ہُوَ اَقْوٰی مِنْ جُثَّتِہٖ مُوْسٰی وَاَثْبَتَ وَہُوَ الْجَبَلُ وَکُلُّ ہٰذَا لَیْسَ فِیْہِ مَا یُحِیْلُ رُؤْیَتَہٗ فِی الدُّنْیَا وَلَا حُجَّۃَ ثُمَّ مَنِ اسْتَدَلَّ عَلٰی مَنْعِہَا بِقَوْلِ اللّٰہِ لَا تُدْرِکُہُ اَیْ لَا تُحِیْطُ بِہٖ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقِیْلَ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَ

marfat.com

(بقیہ حاشیہ)

انما یدرکہ المبصرون لکان التاویل قیل لا تدرکہ ابصار الکفار وقیل لا تدرکہ الابصار فی الدنیا

خلاصہ یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ کو ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ آپ کے مراتب علم کا انتہائی مرتبہ ہے کیونکہ علم حواس کے تابع ہے جب مطلوب اپنے کمال کو پہنچ جائے تو تابع بھی اسی کمال تک پہنچ جاتا ہے اس معنی پر تمام موجودات حضور سرور عالم ﷺ کے علم مبارک سے خارج نہیں جو اس کے خلاف دعویٰ کرتا ہے اس کا صرف دعویٰ اور ادعائے محض ہے۔ دور حاضرہ میں حضور نبی پاک ﷺ کو دیدار الٰہی کا وہابیوں غیر مقلدوں کو انکار ہے مختصر دلائل عرض کر دیئے گئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ بعض بد قسمت سرے سے معراج جسمانی کے منکر ہیں جیسے مرزائی نیچری چکڑالوی پرویزی وغیرہ فقیر چند مختصر دلائل پیش کرتا ہے پہلی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

ترجمہ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہ جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی ہیں کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

دلائل از آیات

۱۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو معراج جسم مع روح ہوئی کیونکہ عبد کا لفظ روح مع الجسم پر بولا جاتا ہے نہ تنہا روح اور جسم چنانچہ سورہ جن میں ہے وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا (جب اللہ کا بندہ یعنی رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے قیام فرماتے ہیں جن ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں تاکہ آپ کی ذات سے قرآن شریف سنیں) اور سورہ مریم میں ہے ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا (یہ ذکر اس رحمت کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی)

۲۔ کلمہ 'ایاتنا' نیز اس بات پر شاہد ہے کہ جو نشانیاں پروردگار عالم نے اپنے حبیب ﷺ کو دکھائی ہیں وہ

marfat.ocm

(بقیہ حاشیہ آگے)

(بقیہ حاشیہ)

سب کی سب حالت بیداری میں تھیں اگر حالت خواب میں معراج ہوتی تو پھر اس معجزہ اور نشانیوں کو کفار لوگ کیوں عقل سے بعید سمجھ کر انکار کرتے اور بعض مسلمانوں کی نوبت کیونکہ کفر تک پہنچتی اس لئے کہ خواب کی بات ہے تو کسی فرد بشر کو انکار نہیں ہو سکتا۔

۳۔ سبحان الذی کے استعمال کی وجہ بھی یہی ہے کہ جب انسان کی عقل نے اس امر کو محال سمجھا تو اس میں قادر مطلق پر عدم قدرت و عجز کا الزام لگنا ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میری ذات عجز اور وہر ایک نقص سے پاک و منزہ ہے اور یہ عقل کی نارسائی کا سبب ہے کہ اس امر کو محال سمجھتا ہے اور خداوند کریم پر یہ امر محال نہیں۔

۴۔ صاحب تفسیر حسینی نے بایں طور معراج جسمانی ثابت کیا ہے کہ سمیع اور بصیر مستمع اور مبصر کے معنی میں ہے یعنی حضرت محمد ﷺ کو اپنا کلام سنایا اور اپنی قدرت لازوال کی نشانیاں دکھائیں۔

۵۔ بعض مفسرین نے انہ کی ضمیر کو آپ کی ذات کی طرف پھیرا ہے (روح البیان اور روح المعانی) نفحات الانس میں مذکور ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خطاب سنتے تھے جو ان سے کیا اور وہ چیز دیکھتے تھے جو ان کو دکھائی۔

۶۔ کلمہ اسری بعبدہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عبد جسم مع روح کے بولا جاتا ہے اگر خواب میں معراج ہوتی تو اسری بر وجہ کہا جاتا ہے۔

دوسری آیت سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ نے بایں طور فیصلہ کر دیا ہے کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى یعنی بیشک دیکھا محمد رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو ایک بار سدرۃ المنتہیٰ میں درخت کے پاس۔ اس کے نزدیک جنت الماوی تھا جو پرہیزگاروں اور متقیوں کی آرام کی جگہ ہے اور قَابَ قَوْسَيْنِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى یعنی آپ کی نظر مبارک دائیں بائیں نہ پھری اور نہ ہی حد سے نظر مبارک نے تجاوز کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے قرب حاصل کیا لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قسم خدا کی کہ دیکھیں محمد رسول اللہ ﷺ نے رات معراج میں اپنے رب کی بڑی نشانیاں جیسے عرش عظیم ولوح محفوظ و کرسی و رفرف و سدرۃ المنتہیٰ واصلی صورت جبرائیل علیہ السلام اور طرح طرح کے عجائبات ملکی وملکوتی آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مشاہدہ کئے۔

۳۔ آیت شریف وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ الخ بھی ہماری دلیل ہے۔ کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپ کی ذات بابرکت کو معراج جسمانی ہوئی چنانچہ کتاب بخاری تفسیر سورہ بنی

marfat.com

(بقیہ حاشیہ)

اسرائیل میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَیْنَاکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِیَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِیَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ (الحدیث) اس ایت واثر سے معلوم ہوا کہ اگر خواب میں معراج ہوئی تو پھر فتنۃ للناس کہنے کی کیا ضرورت تھی اس کا نشانی اور معجزہ کیوں کہا جاتا۔

۴۔ احادیث مشہورہ متواتر بھی اسی پر شاہد ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات کو معراج جسمانی ہوئی چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و شفا قاضی عیاض وغیرہ کتب احادیث میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات مذکور ہیں۔

۱۔ ابی ابن کعب ۲۔ اسامہ بن زید ۳۔ انس بن مالک ۴۔ بریدہ ۵۔ بلال بن حملہ ٦۔ بلال بن سعد ۷۔ جابر بن عبداللہ ۸۔ حذیفہ بن الیمان ۹۔ سمرہ بن جندب ۱۰۔ سل بن سعد ۱۱۔ شداد بن روسی ۱۲۔ حبیب بن سنان ۱۳۔ عبداللہ بن عباس ۱۴۔ عبداللہ بن عمر بن خطاب ۱۵۔ عبداللہ بن عمرو ۱٦۔ عبداللہ بن زبیر ۱۷۔ عبداللہ بن اوفی ۱۸۔ عبداللہ بن سعد ۱۹۔ عبداللہ بن مسعود ۲۰۔ عبدالرحمن بن عابس ۲۱۔ عباس بن عبدالمطلب ۲۲۔ عثمان بن عفان ۲۳۔ علی بن ابی طالب ۲۴۔ عمر بن خطاب ۲۵۔ مالک بن صعصعہ ۲٦۔ ابوبکر صدیق ۲۷۔ ابوالحمراء ۲۸۔ ابو ایوب انصاری ۲۹۔ ابوہریرہ ۳۰۔ ابوالدرداء ۳۱۔ ابوذر غفاری ۳۲۔ ابو سعید الخدری ۳۳۔ ابو سفیان ۳۴۔ ابو سلمہ ۳۵۔ ابوسلمی الراعی ۳٦۔ ابو یعلی الانصاری ۳۷۔ اسماء بنت ابی بکر ۳۸۔ عائشہ ام المومنین ۳۹۔ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰۔ ام سلمہ ام المومنین ۴۱۔ ام ہانی ۴۲۔ ابو حیلمہ وغیرہ سے مذکور ہیں۔

۵۔ تمام علمائے دین محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی تھی چنانچہ شاہ ولی اللہ نے اپنی تصنیف حجتہ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ وَاُسْرِیَ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ثُمَّ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَاِلٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ وَکُلُّ ذٰلِکَ بِجَسَدِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ الْیَقْظَةِ (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بیت اللہ شریف سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہی تک رات میں ہی مع جسم مبارک بیداری میں سب جگہ سیر کیا جہاں جہاں خداوند کریم نے چاہا اور شفاء (ص ۵۷ ج ۱) اور زادالمعاد (ص ۹ ج

(بقیہ حاشیہ آگے)

marfat.ocm

(بقیہ حاشیہ)

۱) میں لکھا ہے کہ الحق الذی قلیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامتہ المتاخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم (بڑا گروہ حضرمیں سلف وخلف وفقہاء محدثین کا اسی حق بات پر ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو معراج شریف جسم سے ہوا اور جو شخص حدیث کا مطالعہ کرے اس کو خود معلوم ہو جائے گا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں لکھا ہے۔ وخیر المعراج ای بجسد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یقطتہ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالٰی فی المقامات العلی ای حدیث بطرق متعددۃ فمن رد ای ذلک ولم یومن بمعنی ذلک الاثر فھو ضال مبتدع ای جامع بین الضلالتہ والبدعتہ (معراج جسمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان تک حالت بیداری میں ہے۔ پھر جہاں خداوند کریم نے چاہا مقامات بلند پر پہنچایا یہ بات حق ہے۔

۲۔ حدیث جو دربارہ معراج وارد ہے وہ متعدد اسناد سے مروی ہے جس نے اس حدیث کو رد کیا اور ایمان نہ لایا وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔ چنانچہ مدارج النبوت میں مسطور ہے کہ اسراء کہ بردن آنحضرت است از مکہ مسجد اقصی است بکتاب اللہ ومنکر آں کافر است واز آنجا بردن کہ معراج نام داشت ثابت است باحادیث مشہورہ کہ منکر آں مبتدع وفاسق ومخذول است الخ اور صاحب شفاء (ص ۵۸ ج ۱) میں لکھتے ہیں کہ آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام معراج جسمی ہوئی ہے اس پر قرآن مجید کی آیت ظاہراً دلالت کرتی ہے اور احادیث صحیحہ بھی اس بات پر شاہد ہیں۔

فائدہ دلائل عقلیہ سے بھی محال نہیں۔

سوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا معراج جسمانی کی منکر تھیں (نعوذباللہ من ذالک) ان لوگوں کا کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلتہ اخری ھل رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ لیلتہ اسراء کے تحت میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب آقائے نامدار نے رات معراج میں خداوند کریم کو دل کی آنکھ سے دیکھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اپ کی ذات اقدس نے اللہ تعالیٰ کو جسم اطہر کی آنکھ سے دیکھا (ہکذا فی شفاء قاضی عیاض)

سوال سیرت ابن اسحٰق وابن ہشام وغیرہ نے حدیث نقل کی ہے وحدثنی بعض ال ابی بکر ان

(بقیہ حاشیہ)

عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت تقول مافقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ الخ ابن اسحاق نے کہا کہ آل ابی بکر سے کسی نے مجھے بیان کیا کہ عائشہ زوجہ آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کا جسد مبارک گم نہیں ہوا بلکہ آپ کی ذات کے روح پاک کو اللہ تعالیٰ رات کے وقت لے گیا۔

جواب اس حدیث کے متن میں علت قادحہ موجود ہے کیونکہ مافقد کی جگہ مافقدت بھی ایک روایت میں وارد ہے چنانچہ شفاء میں ہے۔

جواب ۲ اس کی اسناد میں انقطاع اور راوی مجہول ہے۔

جواب ۳ ابن وجیہ نے التنویر میں کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور امام شافعیہ ابو العباس بن سریج نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث صحیح کے رد کرنے کے لئے وضع کی گئی ہے۔

جواب ۴ مورخین نے لکھا ہے کہ واقعہ معراج ابتداء اسلام میں ہوا ہے تو اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں اور بعض روایات میں ہجرت سے پانچ سال پہلے اور بعض روایات میں ایک سال پہلے معراج کا واقعہ ہوا ہے اور ہجرت کے وقت بی بی صاحبہ کی عمر پانچ سال یا آٹھ سال تھی کہ آنحضرت ﷺ کے دولت خانہ مدینہ منورہ میں آکر رونق افروز ہوئیں۔

جواب ۵ بی بی صاحبہ نے یہ بات اپنے مشاہدہ سے نہیں فرمائی بلکہ سنی سنائی بیان کردی جس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی روایت کا ضبط ہونا اس عمر میں عند المحدثین تسلیم کیا جاتا ہے چنانچہ شفاء شریف میں مذکور ہے۔ اما قول عائشتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مافقدت جسدہ فعائشتہ لم تتحدث بہ عن مشاھدۃ لانہا لم تکن حینئذ زوجتہ ولا فی سن ومن یضبط الخ

جواب ۶ اس حدیث کا ذکر کتب صحاح مشہورہ میں نہیں پایا گیا اور اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ حدیث صحیحہ متواترہ و مشہورہ کا ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی مزید تحقیق فقیر کی کتاب "معراج حبیب کبریا" میں پڑھیئے۔ (بقیہ حاشیہ آگے)

marfat.ocm

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)

سوال مرزائی کہتے ہیں کہ کسی بھی انسان کا آسمان کی طرف جانا محال عقلی ہے اسی لئے وہ عیسی علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور اب ان کے آسمان پہ زندہ ہونے اور پھر قرب قیامت میں ان کے واپس تشریف لانے کے منکر ہیں۔

جواب اللہ کریم کی ذات ہر امر پر قادر ہے اس کی شان کے آگے بعید نہیں اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور مائی حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے نمودار کیا اور حضرت زکریا علیہ السلام (باوجودیکہ وہ بہت بوڑھے تھے ان کی زوجہ بھی عقیمہ تھی) کو فرزند ارجمند عطا فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جسم عنصری کو آگ جلتی ہوئی سے محفوظ رکھا اسی طرح عصائے موسی علیہ السلام کو اژدہا بنادیا اور اونٹنی کو پتھر سے نکال کر دکھایا اور منتہی الارب میں ہے کہ سمندری کیڑا آگ میں رہتا ہے نہ مرتا ہے۔ اور حیات الحیوان ص ۳۴۳ ج ۲ میں لکھا ہے کہ شتر مرغ آگ کا چنگارا نگل جاتا ہے۔ اس کا پیٹ چنگارا بجھا دیتا ہے۔ اور وہ چنگارا اس کو نہیں جلاتا۔ اصل عبارت یوں ہے کہ وتبتلع الجمر فیکون جوفها هو العامل فی اطفائه ولا یکون الجمر عاملا فی احراقه الخ ایسی کروڑہا مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح وہ چاہتا ہے کرتا ہے اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اگر انسانی عقل ادراک نہیں کر سکتی تو اس کا اپنا قصور ہے نیز ایسے امور کو ناممکن اور محال خیال کرنا خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اس کے قادر مطلق ہونے پر عیب لگاتا ہے۔ انسان کے لئے واجب ہے کہ خدا کے امور میں چون وچرا نہ کرے بعض ہندسہ دانوں نے بعلم ہندسہ ثابت کردیا ہے کہ آپ کی ذات نے بیت المقدس سے فلک اعظم بجسم عنصری سیر کی ہے۔ اور جغرافیہ دان بتاتے ہیں کہ زمین کا قطر تقریبا آٹھ ہزار میل ہے اور آفتاب کا قطر زمین کے قطر سے سو گنا سے بھی زیادہ ہے مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ جب صبح کو پہلے سورج کا بالائی کنارہ نمودار ہوتا ہے تو اس کے بعد کیسے جلد اس کا کنارہ زیریں نظر آجاتا ہے۔ اور سرعت جسد مبارک میں سرعت کا پایا جانا ممکن نہیں کیونکہ آپ کا جسم نور تھا اور قاعدہ ہے کہ اس ظاہری روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ بیان کی جاتی ہے حالانکہ تمام نور حضور اقدس ﷺ کے نور ہی کے پرتو ہیں لہٰذا حضور کے جسم اطہر میں جو نورانی جسم ہے ایسی حرکت کا حصول بطریق اولی ممکن ہے اور قرآن مجید و کتب حدیث سے یہ بات ظاہر ہے کہ آنحضور ﷺ کا وجود مبارک لطیف تھا۔ چنانچہ

(بقیہ حاشیہ آگے)

marfat.com

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول ص ۶۸ میں ذکوان سے حدیث بیان کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ اِنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ کَانَ نُوْرًا وَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یَنْظُرُ لَہٗ ظِلٌّ الخ

حکیم ترمذی نوادر الاصول میں بروایت ذکوان نقل کیا ہے کہ آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "بے سایہ رسول" میں ہے اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ بھی اسی امر پر شاہد ہے اور قرآن مجید میں ہے قد جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ اور حدیث مواہب لدنیہ بروایت جابر بن عبد اللہ انصاری ہے کہ کہا جابر نے کہ میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ سب اشیاء سے اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا تو فرمایا آپ نے یا جابر ان اللہ تعالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ الخ اور اس حدیث کو امام عبد الرزاق نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

کلیم کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نورہا پرتو نور اوست

خلاصہ یہ کہ جسم مبارک ہمارے آقائے نامدار ﷺ کا نوری تھا جسے مفصل طور فقیر نے "نبی نور" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک لطیف تھا نہ کہ کثیف چونکہ اس جسم نورانی کا سایہ نہ تھا اس آسمان کی طرف جانا محال عقلی نہیں۔

عقلی دلیل رسول اللہ ﷺ کے لئے معراج جسمانی کے منکرین خلائی مسافرین کی کہانی پڑھ کر سوچیں کہ معراج رسول ﷺ کا انکار کر کے کون سے دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اخبارات میں چھپا تھا کہ روس نے خلائی سفر کا سونٹ میجر یوری لگارین کو راکٹ میں سوار کر کے راکٹ فضا میں چھوڑا اور چاند کی دنیا میں بھیجا اور وہ بھی کامیاب رہا۔ پیغام رسانی اور ٹیلی ویژن نظام قائم کرنے کے لئے ٹیلی اسٹار یعنی جو مصنوعی سیارہ فضا میں چھوڑا گیا اس کا وزن ایک سو ستر پونڈ تھا جس کا رقبہ ایک سو چونتیس انچ ہے۔ کہ ارض سے جس کی انتہائی بلندی تین ہزار چار سو پچاس میل ہے اور کم از کم پانچ سو پچھتر (۵۷۵) میل ہے ٹیلی اسٹار کے بعد پھر پچیس سے زائد سیارے فضا میں چھوڑے گئے۔ پھر روس کے دو اور خلاء باز مسافر میجر نکولائی اور لفٹنٹ کرنل پاپوج بھی یکے بعد دیگرے فضا میں جا

(بقیہ باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

فائدہ   بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں اس کا کسی کو عرفان نہیں ورنہ اسے دیکھتے تو ہیں لیکن اسے پہچانتے نہیں کیونکہ وہ اس شان سے ہے کہ وہاں عقل کو رسائی نہیں اور ہمیشہ خود مخلوق اس کے آگے حجاب ہے ورنہ وہ ذات دنیا و آخرت میں کیفیت سے منزہ و مقدس ہے۔

(باقی صفحہ گذشتہ)

پہنچے۔ جہاز کے خلائی مسافروں کا بیان ہے کہ جب ہم ایک ہفتہ کے بعد چاند کے قریب پہنچے تو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ پھر ہم مادہ گیتی کے آغوش میں پہنچنے والے ہیں کیونکہ وہاں اونچے اونچے پہاڑ بڑے بڑے دریا وسیع میدانوں اور دیواروں کا نظارہ بالکل یہیں کا سا تھا کپتان سے معلوم ہوا کہ یہ آثار قمر کی آبادی کے ہیں تو ہم لوگوں کی مسرت کی انتہاء نہ رہی الغرض دو گھنٹے بعد ہمارا جہاز کرہ قمر کے اس وسیع میدان میں آہستہ آہستہ اترا جسے وہاں کی زبان میں سوشان یعنی تختہ گل کہتے ہیں زمین پر جس کا وزن ایک من ہو۔ کرہ قمر میں پہنچ کر اس کا وزن دس سیر ہو جاتا ہے پھر وہاں ایک خاص قسم کے جانور ملے جو شکل و صورت میں تو انسان تھے لیکن اعضائے بدن میں بہت کچھ فرق تھا یعنی بجائے دو ٹانگوں کے ان لوگوں کی صرف ایک ٹانگ تھی اور جب یہ مخلوق چلتی ہے تو اپنی ٹانگ کو آگے نہیں بڑھاتی بلکہ سارا جسم ایک ستون کی طرح اوپر بلند ہو جاتا ہے اور جس طرف جی چاہتا ہے وہ اوپر ہی اوپر تیرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اس کی ٹانگ میں کوئی جوڑ بھی نہیں۔ اسے جسم سے بغیر کاٹے ہوئے علیحدہ بھی کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی چار چار آنکھیں دو رخساروں پر اور دو پشت پر ہاتھ انسانوں کی طرح ہیں لیکن نہایت کمزور' ان کے جسم پر سنہرے بال کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جو وقت گفتگو کھڑے ہو جاتے ہیں جس سے دیکھنے والے پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ جس وقت ہمارا جہاز قمر میں پہنچا تو یہ لوگ کثیر تعداد میں جہاز کے گرد جمع ہو گئے جو چاند کے اشرف المخلوقات ہونے کا فخر کرتے ہیں پھر روس کے دو خلاء باز مسافر بخیریت تمام چاند کی دنیا کا سفر کر کے تیسرے دن واپس آئے ماسکو میں دونوں خلابازوں کا شاندار خیر مقدم کیا گیا ان خلابازوں نے بتایا کہ ساڑھے اٹھائیس منٹ میں سیارہ ساری دنیا کا ایک چکر لگالیا کرتا تھا۔ اسی طرح مسلسل تین دن تک چکر لگاتا رہا۔

(اس سے وہابی (غیر مقلد سوچیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیدار الٰہی کا تمہارا انکار کس کھاتہ میں جا رہا ہے۔ اویسی غفرلہ ایسے ہی دوسرے فرقے جو دیدار الٰہی برائے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں جیسے مرزائی چکڑالوی خاکساری پرویزی وغیرہ ۱۲) (حاشیہ ختم)

marfat.ocm

صاحب روح البیان قدس سرہ کی تحقیق فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دارین میں اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی کوئی کیفیت بیان کی جائے ہاں دنیا و آخرت کا فرق محض کثافت و بطافت کی وجہ ہے اس لئے کہ دنیا میں سوائے نبی پاک ﷺ کے کسی کو دیدار ہوتا ہے تو سر مجرد سے اور آخر میں تو اس کا برعکس معاملہ ہے کہ وہاں قلب قالب جسم سے منقلب ہو جائے گا یعنی وہاں جسم ■ کلام کرے گا جو آج یہاں دنیا میں سر اور قلب کلام کرتا ہے ■ نبی پاک ﷺ کو دنیا میں رویت باری تعالیٰ نصیب ہوا تو پھر آپ کی آخرت میں لطافت کا کیا کہنا اور رویت باری تعالیٰ کے متعلق آپ کی ذات کو کیا کیا نصیب ہو گا اسی لئے ماننا پڑے گا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو دارین میں جو شہود نصیب ہوا وہ مکمل ترین شہود ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کو سر و روح سے صورت جسم میں دیکھا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی بصر ملکوتی و ملکی ایک ہو گئی تھیں اسی لئے آپ نے ملکوتی بصر سے حق کے باطن کو من حیث اسمہ الباطن دیکھا اور ملکی بصر سے اللہ تعالیٰ کے حق کے ظاہر کو کہ من حیث اسمہ الظاہر دیکھا اور احدیث جمع القوتین یعنی ملکوتیہ و ملکیہ سے حقیقت جمیت متعینہ بجمیع التعینات العلویہ والروحانیہ والسفلیہ والجسمانیہ کو مع اطلاقہ عین بعینہ المطلق عن التعین واللاتعین والاطلان میں دیکھا۔

نکتہ البقلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کے رویۃ الفولو کا ذکر فرمایا لیکن عین کا نام نہ لیا اس لئے کہ عین کی رویت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز ہے یہ اپنی غیرت و محبت کا ثبوت دیتے ہوئے عین کا بیان نہ فرمایا اس لئے فواد کی رویت عام ہے۔ اور روایت البصر خاص ہے اور اسی رویت بصری سے اللہ تعالیٰ نے کھلم کھلا محبوب کو دیدار کرایا تو حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نور ذات و صفات کا سرمہ لگا کر دیکھا اور دیکھا اور دیکھا تو سیر ہو کر دیکھا اور کھلم کھلا دیدار کے وقت آپ کا سارا جسم رحمانیہ چشمان پاک تھیں اس دیکھنے اور فواد کے دیکھنے میں کوئی فرق نہ تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس ابہام کو دور کر کے واضح فرمایا ما کذب الفواد ما رآی (وہ جو محبوب نے دیکھا دل نے نہ جھٹلایا) یہاں تک کہ گمان کرنے والا گمان بھی نہ کرے کہ جو کچھ آنکھ مبارک نے دیکھا وہ قلب کے دیکھنے کی طرح نہ تھا بلکہ یہی ہوا کہ قلب اس کی تصدیق کر رہی تھی کہ

marfat.ocm

جو کچھ چشمان مبارک نے دیکھا حق ہے سچ ہے اگرچہ اس وقت محبوب کا باطن ظاہر نہ تھا اور ظاہر بجمیع شعراتہ و ذرات وجود باطن تھا ویسے بھی عاشق صادق کے آگے رویت حق میں حجاب نہیں ہوتا یعنی اس کی رویت میں محبوب کے وجود سے کوئی شے لو جمل نہیں ہوتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی رویت حق میں کمال مبالغہ فرمایا کہ (ماکذب الفولوالخ)

حدیث شریف خود حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ۔

رایت ربی بعینی وقلبی (رواہ) مسلم فی صحیحہ (روح البیان ص ۲۲۳ ج ۹)

میں نے اپنے رب تعالیٰ کو آنکھ اور قلب سے دیکھا۔

فائدہ ابن عطاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ آنکھ نے دیکھا قلب نے اس کے خلاف عقیدہ نہ رکھا اور فرمایا کہ ضروری نہیں کہ جو کچھ آنکھ دیکھے اس سے قلب کو بھی اس کے اوراک سے سکون ہو کیونکہ بہت سی آنکھوں دیکھے کہ بہت سے ستر حمل الوارد سے مضطرب ہو جاتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا کمال ہے کہ اللہ کے دیدار سے آپ کا دل اور عقل اور حس بحال رہے کسی قسم کی کمی نہیں آئی کہ جس سے آپ کا قلب اطہر اس کے خلاف تصور فرماتا اس سے معراج کی حقیقت اور دیدار الٰہی کے مشاہدہ کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

تفسیر عالمانہ افتمارونہ علی مایری تو کیا تم حضرت محمد عربی ﷺ سے جھگڑتے ہو اس امر میں جو انہوں نے دیکھا شب معراج میں۔

فائدہ ان کا جھگڑا بیت المقدس کی صفت اور قافلہ کے بارہ میں تھا جبکہ انہوں نے یہی دونوں سوال کئے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ اے کافرو تم رسول اللہ ﷺ سے دیدار الٰہی کے بارے میں جھگڑتے ہو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا یا نہ اور وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دیدار الٰہی کے متعلق بھی جھگڑتے رہے اور اس کا انکار کرتے رہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق سے مشغول ہو کر حق سے محجوب ہیں اور ان کے اس جھگڑے کی طرف بھی اشارہ ہے جو شہود الحق بدون الحق میں جھگڑا کرتے ہیں

marfat.com

کیونکہ وہ بیچارے شہود وحدت حقیقیہ کے بغیر کثرۃ اعتباریہ کے مقام میں گرفتار ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذاب جحیم یعنی اپنی ذات سے محجوب ہونے اور نار کی شدت لہب والتہاب (شعلے) سے پناہ دے۔ آمین

تفسیر عالمانہ ولقد راٰہ نزلۃ اخری اور بیشک اسے آپ نے دوبارہ دیکھا ضمیر بارز جبریل علیہ السلام کی طرف عائد ہے اور نزلتہ منصوب ہے مرۃ (ظرف) کی وجہ سے اس لئے کہ فعلتہ کا مصدر فعل سے مرۃ (نوبت) کے لئے آتا ہے اسی لئے اس کو اصلی صورت میں دوبار دیکھا اترتے ہوئے اور وہ اس لئے کہ حضور سرور عالم ﷺ کئی بار اوپر گئے اور آئے جب نماز کی تخفیف کی کیفیت پیش آئی جبکہ پہلے پچاس بار پھر تخفیف ہوئی کہ پانچ نمازیں رہ گئی۔ تو لازم ہے کہ جب ہر تخفیف کے لئے اوپر تشریف لے جاتے تو نیچے بھی اترنا ہوتا اسی اترنے کے اوقات میں حضرت جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھتے رہے۔

تفسیر عالمانہ عند سدرۃ المنتہی (سدرۃ المنتہی کے نزدیک) سدرۃ المنتہی جبریل علیہ السلام کی قیام گاہ ہے اور وہ حضور علیہ السلام کے لئے عرش معلی جاتے وقت بھی یہاں رہ گئے تھے۔ اور عرض کی لو دنوت انملۃ لاحترقت اگر میں انگلی کے برابر آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا۔

جبریل علیہ السلام کے پر حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہی کے نزدیک جبریل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر ہیں اس سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔

فائدہ عند ظرف ہے جو کہ راٰی کے متعلق ہے یا مفعول سے حال ہے اس سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ جبریل علیہ السلام مخلوق ہیں (اور یہ مخلوق کی شان ہے کہ وہ کسی مکان کے نزدیک ہو) اور یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخصوص مکان میں دیکھا جسے سدرۃ کہا جاتا ہے۔ سدرہ بیری کا درخت ہے جو ساتویں آسمان میں عرش کی دائیں جانب ہے جس کے ثمر ہجر کے ستونوں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے اسی کی جڑ سے وہ نہریں جاری ہوتی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا اگر ستر سال سوار اس کے سایہ تلے چلیں تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔

فائدہ المنتہی مصدر میمی ہے بمعنی الانتہاء (کذا قال الزمخشری) یا اسم مکان ہے بمعنی انتہا کا مقام گویا وہ

marfat.ocm

جنت کے منتہی کے مقام پر ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ کے متعلق اقوال ۱۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں فرشتوں کو آگے سے تجاوز کی اجازت نہیں اس لئے کہ جبریل علیہ السلام فرشتوں کے رسول (پیغمبر) ہیں جب وہ اس کے آگے نہیں جاسکتے تو پھر اس کے ماسوا کسے طاقت ہے کہ آگے بڑھ سکے گویا یہ جبریل علیہ السلام کا آخری مقام ہے اور وہ حضور سرور عالم ﷺ کے لئے بمنزلہ وسیلہ کے ہیں تو جیسے جنات عدن میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ آپ کی امت کے خاص لوگ بھی مشترک ہیں لیکن ان کو طاقت کہاں کہ وہ آپ کے مخصوص مقام سے آگے بڑھ سکیں ایسے ہی جبریل علیہ السلام سے دوسرے فرشتے اس کے مقام مخصوص سے اگے نہیں بڑھ سکتے۔

۲۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں مخلوق کے علم و اعمال کی انتہا ہوتی ہے یعنی کسی کو علم نہیں کہ اس کے آگے کیا ہے وہ اس لئے کہ اعمال صالحہ علیین میں ہیں اور اعمال فرشتوں کے ہاتھوں سے ہی اوپر جاتے ہیں جب فرشتے اس کے آگے نہیں بڑھ سکتے (جیسے لوپر مذکور ہوا) تو اعمال کیسے اس کے آگے جاسکیں گے۔

فائدہ لیکن اعمال صالحہ سے عوام کے اعمال مراد ہیں ورنہ خواص کے اعمال اس سے آگے بڑھ کر عالم ارواح سے متجاوز کر کے مستوای عرش تک پہنچتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان خواص امت کے اعمال صالحہ خلوص سے ہوتے ہیں جو ملائکہ کے ہاتھوں میں نہیں دیئے جاتے اسی لئے یہ مخصوص اعمال وہاں پہنچتے ہیں جہاں ان کے سوا کسی دوسرے کی گنجائش نہیں۔

۳۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں شہداء کی ارواح ہیں کیونکہ وہ ارض الجنان (بہشت کی دھرتی) میں ہیں۔

۴۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سے احکام زمین پر نازل ہوتے ہیں پھر بندگان سے ان کے مطابق اعمال ہوتیں ہی تو صرف ان کے آثار پھر وہاں پہنچتے ہیں۔

حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب شب معراج حضور سرور عالم ﷺ سدرہ میں تشریف لے گئے تو آپ سے عرض کی گئی کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا سوائے آپ کے اور آپ کے اس امتی کے جو آپ کی سنت مقدسہ پر عمل کرتا ہے۔

۵۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سدرہ عرش کی اصل یعنی حاملین عرش کے سروں کے اوپر کی جگہ کا

marfat.com

نام ہے اور مخلوق صرف یہاں تک پہنچ سکتی ہے اس کے آگے وہ غیب ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (ہاں جو عرش کے پار گیا تو اس کی بات ہی کیا)

۶۔ خلاصہ یہ کہ وہ شجرہ طوبیٰ ہے حضرت مقاتل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سدرہ وہ شجرہ طوبیٰ ہے اگر کوئی سوار بہترین گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے کنارے چلتا جائے تو بڑھاپے تک چلتا رہے۔ تب بھی اس کے کنارہ تک نہ پہنچے گا۔

سدرہ کا نور وہ سدرہ (بیری کا درخت) بہشتیوں کے زیورات اور پوشاک اور ہر قسم کے الوان (رنگ) سے لدی ہوئی اس کا ایک پتہ اگر زمین پر لایا جائے تو زمین نور علی نور روشن ہو جائے گی۔[1]

فائدہ بعض نے کہا کہ سدرہ کی المنتہیٰ کی طرف اضافت اضافت الشی الی المکان کے قبیل سے ہے جیسے کہا جاتا ہے اشجار البستان (باغ کے درخت) اور المنتہی اس وقت ایک جگہ کا نام ہے جہاں سے فرشتے تجاوز نہیں کرتے یا یہ اضافتہ المحل الی الحال کے قبیل سے ہے جیسے کتاب الفقہ (کتاب محل اور فقہ حال ہے جیسے یہ اضافت جائز ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی اضافت بھی جائز ہے) دراصل معنی یوں ہوگا کہ وہ سدرہ کہ جہاں علوم کا منتہیٰ ہے یا یہ اضافہ الملک الی المالک کے قبیل سے ہے بخلاف الجار والمجرور کے کہ وہ دراصل سدرۃ المنتہیٰ الیہ ہے ہ (ضمیر) کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے خود اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے الی ربک المنتہی تیرے رب کی طرف سے منتہیٰ ہے اور سدرہ کا اس کی طرف اضافت ایسے ہے جیسے بیت کی طرف اضافت ہے یعنی یہ اضافت تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔

فائدہ بعض نے کہا وہ جو یہاں دیکھا گیا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اب معنی ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا دوبار جیسے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دوبار کلام سے نوازا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دوسری رویت بھی پہلی رویت کی طرح تھی یعنی نزول دونو کے لحاظ سے۔

فائدہ اس تقریر پر عند مفعول سے حال نہ ہو جبکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لی گئی ہے کیونکہ وہ کریم زمان و مکان سے منزلہ اور پاک ہے اس وقت یہ کہا جائے کہ عند ر آی کے متعلق ہے اور بس اب معنی یہ ہوگا کہ

---

[1] سدرہ کے پتے کی نورانیت پر ایمان رکھنے والے حقیقت محمدیہ کے انوار کے منکرین کو دعوت فکر ہے۔ اویسی

marfat.ocm

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دوبار دیکھا اس اعتبار سے عند رآی کے متعلق ہونا مناسبت ہے کیونکہ اس کا تعلق رویت سے ہے نہ کہ مری سے جیسے ہم کہتے ہیں الھلال (میں نے چاند دیکھا) اس پر سوال ہوا کہ این رایت میں نے اسے فلاں درخت کے نزدیک دیکھا ہے (اس میں عند کا تعلق مری (دیکھے ہوئے چاند) سے نہیں بلکہ رویت سے ہے ایسے ہی عند سدرۃ المنتہیٰ میں بھی عند کا تعلق رآی سے ہے نہ کہ مری (اللہ تعالیٰ سے)

فائدہ ابن برجان نے کہا کہ اس سے اسراء دوبار مراد ہے پہلا دل سے دوسرا آنکھ سے اور چونکہ یہ حاصل نہیں ہوتا جب تک مسافت بعد طے نہ ہوں اور مسافت بعد سے تجلیات مراد ہیں تاکہ اس حیثیت سے ہو جائے جسے بشر دیکھ سکے اسی لئے اسے نزلہ اخری سے تعبیر فرمایا اور وقت کو مکان سے معین فرمایا اسی لئے فرمایا عند سدرۃ المنتہیٰ (تفسیر المناسبات)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول گرامی حضرت کعب احبار سے وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے رب تعالیٰ کو دوبار دیکھا اس کی دلیل میں فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دوبار کلام کیا۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کا دوبار دیدار کیا۔ جب یہ بات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو فرمایا اس کلام کی ہیبت سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے عرض کی گئی اے ام المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ولقد راٰہ نزلۃ اخری فرمایا کہ یہی سوال میں نے رسول اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت و خلقت میں افق میں اترتا ہوا دیکھا۔

صاحب روح البیان کا بیان فقیر (روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ یہ مقام نہایت ہی سخت ہے کیونکہ اس میں احتمالات ہیں۔

مسئلہ جو نفس معراج تا مسجد اقصیٰ کا منکر ہو وہ کافر ہے کیونکہ اتنا قدر نص قطعی سے ثابت ہے چنانچہ فرمایا سبحان

لہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے گرامی کے جوابات فقیر نے حاشیہ پر لکھ دیئے ہیں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ

marfat.ocm

اَلَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ

مسئلہ جو آسمانوں کی طرف جانے کی معراج کا منکر ہے وہ گمراہ ہے کیونکہ یہ حدیث مشہور سے ثابت ہے۔

چونتیس (۳۴) بار معراج سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو چونتیس بار معراج ہوئی۔ ایک بار جسم سے تینتیس بار خواب میں۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں رد ہے ان کا جو تعجب کرتے ہیں بوجہ اپنے حجاب کے رسول اللہ ﷺ کے شہود حضرت الہیہ کے متعلق مظاہر کونیہ وعجائبہ غیبیہ میں ان تاپیہ تعجب ان کی بیوقوفی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے لئے اپنی حضوری کی کوئی قید نہیں لگائی اور نہ مشاہدہ کی کوئی پابندی ہے بلکہ انہیں پوشیدہ وعلانیہ طور بار بار ہر گھڑی اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے شرف یاب فرماتا ہے بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ سے محجوب اور غائب نہیں ہوتے آپ تو مقام فناء کی وجہ سے بار بار مقام احدیت میں مشاہدہ کرتے رہے ہیں اور دوبارہ مقام واحدیت میں مقام بقاء کی وجہ سے مشہد احدی سے مشہد واحدی (جسے سدرۃ المنتہیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے) کی طرف نزول کرتے ہوئے اور سدرۃ المنتہیٰ سے کثرت کا شجرہ مراد ہے کہ جس سے کثرت کی ابتداء اور بحسب اعمال و اقوال و افعال و احوال وہاں تک مظاہر کا انتہا ہے اور شجرۃ الکثرۃ کو سدرۃ لمنتہیٰ سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس سے اظلال و اغصان کی کثرت ظاہر ہوتی ہے یہی واحدیت یعنی کثرت کے شجرہ کا حال ہے کہ اس سے تعینات و تکثرات کا ظہور ہوا اور وجود عینی خارجی کے ساتھ متعینات کے سائے پھوٹے۔

فائدہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ نہ رویت اولی رویت ثانیہ سے کم تھی اور نہ ہی رویت ثانیہ رویت اولی سے زیادہ کشوف تھی تم کیا سمجھ رہے ہو۔ عزیزو یوں کہو اگر اس کے اہل ہو تو) کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو حضرت سے رجوع کے بعد اپنے لحاف میں دیکھا تو پھر اسی ساعت میں دوبارہ دیکھا جس میں اسی رویت سے قلب لمحہ بھر بھی غائب نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے کہ جو کچھ محبوب ﷺ نے عالم امکان میں دیکھایا جو کچھ سدرۃ المنتہیٰ میں دیکھا وہ شے واحد ہے اس لئے کہ وہاں قدم و جلال کا ظہور تھا اور وہ ظہور نہ مکان

marfat.ocm

سے متعلق تھا اور نہ زمان سے کیونکہ قدم مکان و جہات سے منزہ ہے اور وہ دیدار ایسا تھا کہ بندہ بھی امکان میں تھا اور رب تعالیٰ بھی (گویا) مکان میں تھا اور یہ اس کے کمال تنزیہ اور عظیم لطف ہے کہ اپنے عبد مقدس کے قلب پر متجلی ہوا اور انحالیکہ وہ عالم امکان میں ہے اور اس کا عبد مقدس امکان میں یہاں عقل کی دال نہیں گلتی اور علم بھی حیران و سرگردان ہے کیونکہ عقول اس کے سمجھنے سے عاجز اور اوہام متحیر اور قلوب سرگردان و حیران اور ارواح بھی اور اسرار گم۔

رفعت شان حبیب ﷺ آیت میں شرافت حبیب ﷺ کو دو بار سدرۃ المنتہی پر دیکھا تو اس سے قبل آپ کا خیال تھا کہ جو کچھ میں نے پہلی بار دیکھا ممکن ہے عالم امکان میں ویسا نہ ہو کیونکہ آپ کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے امور سے بالکل منزہ اور پاک ہے اور جب آپ کو دو بار عالم امکان میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تو آپ کو یقین ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو حدوث و امکان حجب نہیں ہو سکتے اور بڑے لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی انہیں ملنے آتا ہے تو الوداع کے وقت اسے حتی الباب (دروازہ تک) الوداع کرتے ہیں جب وہ ملاقاتی ذی وقار شخصیت ہو (بلاتمثیل) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے کمال محبت کے اظہار کی بناء پر ایسے ہی کیا (کہ سدرۃ المنتہی کی قید لگائی وہ بوجہ عرف کے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے سدرۃ المنتہی کیسی)

فائدہ حقیقی اشارہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو مقام التباس سے آگاہ فرمایا ہے دیدار کے معاملہ میں التباس کر کے خفیہ تدبیر فرمائی تاکہ غیروں کا راز سے آگاہی نہ ہو اس سے واضح ہوا کہ شجرہ سدرۃ المنتہی سے حق تعالیٰ ایسے ظاہر ہوا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے شجرہ عناب سے متجلی ہوا تاکہ محبوب ﷺ کو مکمل طور پہچان ہو کیونکہ وہ عارف نہیں ہوتا جو اپنے محبوب کو مختلف لباسوں میں دیکھ کر نہ پہچان سکے۔

تفسیر عالمانہ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى (اس شجرۃ سدرہ کے نزدیک جنت الماوی ہے)

ربط اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ سدرۃ المنتہی کی عظمت و شرافت بیان فرمائے تو فرمایا عندھا جنتہ الماویٰ ھاء کی ضمیر سدرہ کی طرف لوٹتی ہے اور [illegible] بعض نے کہا کہ احسن یہ ہے کہ جائے کہ ظرف [illegible]

marfat.com

اور جنتہ الماویٰ اس کا فاعل (محلاً) مرفوع ہے اور جنت کی الماویٰ کی اضافت مسجد الجامع کی طرح ہے یعنی وہ جنت جس میں متقین پناہ لیں گے یعنی اس میں تشریف لائیں گے اور اس کی طرف ارواح شہداء لوٹیں گے یعنی جنت الماوی متقین کی آرام گاہ ماوی یا ارواح کا مکان ہے یا اس لئے کہ اس میں آدم و حواء (علی نبینا و علیہما السلام) ٹھہرے۔

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں اویت منزلی (میں اپنے گھر میں ٹھہرا) اس کا مصدر اویا (داوی) باب ہے یعنی میں گھر کو لوٹا اس میں خود اترا۔ الماوی بمعنی المکان۔

فائدہ حضرت الشیخ الاکبر قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام اس جگہ میں اترے جہاں جبریل علیہ السلام ٹھہرے تھے اب وہ اولاد آدم (علیہ السلام) کے لئے برزخ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آدم علیہ السلام کے تشریف لانے کے بعد جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہی میں آگئے اور یہ جنت ذاتی طور دائماً نہیں اسی لئے آدم علیہ السلام کا وہاں سے نکلنا ہوا جبکہ انہیں ابلیس نے دھوکہ دیا کہ آپ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے فرشتہ ہونے کی استدعا کریں پھر آپ کو اس نے خلد میں دائمی رہائش اور جبریل علیہ السلام کے ساتھ بقاء کی اپیل کی رغبت دلائی۔

جنت کیا ہے جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں (چودہ طبقات) کے برابر ہے اس کا تقاضا ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اسے دوام حاصل ہو جائے اور اس سے نکلنا محال ہو کیونکہ وہاں کون و فساد کو دخل نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی وصف بتائی کہ عطاء غیر مجذوذ اس کی عطا غیر منقطع ہے خلاصہ یہ کہ بہشت کی صرف چوڑائی چودہ طبقات کے برابر ہے اور اس کی زمین کرسی ہے وہ کرسی چودہ طبق سے بھی وسیع ہے۔ اس کی چھت عرش الٰہی ہے جو جملہ جہانوں کو محیط بلکہ خود آٹھویں بہشتوں کو بھی۔

آدم علیہ السلام کس بہشت سے نکلے جس بہشت سے آدم علی نبینا و علیہما السلام نکلے تھے وہ ان آٹھوں کی غیر ہے۔ (کذا قالہ الشیخ الیضافی تلقیح الاذہان)

تفسیر صوفیانہ حضرت نجم الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاویلات میں لکھا کہ اس میں اس جنت علیہ کی طرف اشارہ ہے جس میں مقعد صدق کی جگہ ان مجنونوں' عاشقوں کو قید میں رکھا جاتا ہے جو انانیت سے فارغ ہیں وہ

marfat.ocm

مقعد صدق مالک مقتدر کے رب میں ہیں اور عندھا میں اس ہویت کی طرف اشارہ ہے جو شجرہ واحدیت کے قریب ہے جسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ وہاں ان شہداء کی ارواح پہنچتی ہیں جن کو صدق و اخلاص کی تلواروں اور ریاضات و مجاہدات کے نیزوں سے شہید کیا جاتا ہے۔

تفسیر عالمانہ اذ یغشی السدرۃ ما یغشی (جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا) سدرۃ المنتہیٰ کی عظمت کے اظہار کا دوسرا مضمون ہے۔ اذالسدرہ آدمی کا ظرف زماں ہے اس لئے کہ اس کے بعد جملہ منفیہ ہے اور قاعدہ ہے کہ ماکا مابعد اس کے ماقبل پر عمل نہیں کر سکتا۔

حل لغات الغشیان بمعنی التغلیہ والستر یعنی چھپانا۔ چھا جانا۔ اسی سے ہے الغواشی اور مضارع کا صیغہ حکایت حال ماضی کے لئے ہے تاکہ اس کی صورت بدیعہ کا تصور ذہن میں خوب اترے تاکہ معلوم ہو کہ وہ چھا جانا بطریق تجدد دواماً ہوتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ پر دیکھا تو وہ سدرہ پر چھائے ہوئے ہیں اور ایسے کہ اس کی کنہ بیان نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے نہ کیفیت کے لحاظ سے نہ کمیت کے اعتبار سے۔

حدیث شریف سدرۃ المنتہیٰ کو مختلف رنگ ڈھانپے ہیں نامعلوم وہ کیا تھا اللہ کی مخلوق کو طاقت نہیں کہ اسے بیان کر سکے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ کو رفرف نے ڈھانپ رکھا تھا۔

فائدہ رفرف سبز رنگ کے پرندوں کی ایک جماعت کو کہا جاتا ہے۔

فائدہ بعض نے کہا اسے سونے کے مختلف پتنگوں اور ٹڈیوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ چنانچہ علامہ کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ارد گرد اڑنے والے فرشتے گھومتے رہتے ہیں ایسے محسوس ہوتے ہیں کہ گویا وہ سنہری رنگ کے پتنگے ہیں۔

فائدہ بعض نے کہا اسے اللہ تعالیٰ کے انوار کی تجلیوں نے ڈھانپ رکھا تھا جبکہ اس پر ایسی تجلیاں ڈالی جاتی ہیں

marfat.com

جیسے کوہ طور پر ڈالی گئی تھیں لیکن چونکہ وہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط اور قوی تر ہے اس لئے اسے وہ صورت پیش نہیں آئی جو پہاڑ کو آئی کہ صرف ایک جلوے سے پاش پاش ہو گیا تھا وہ اس لئے کہا پہاڑ عالم ملک میں تھا اور یہ ملک ضعیف ہے اور سدرۃ المنتہیٰ عالم ملکوت میں ہے اور وہ قوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ وہ جلوے دیکھ کر بیہوش نہ ہوئے جب جبریل علیہ السلام کو دیکھا جیسے اسے افق اعلیٰ میں دیکھ کر بیہوش ہوئے کیونکہ اس وقت آپ کو قوت تمکین حاصل تھی اور جسم اطہر لطافت کی انتہاء پر تھا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپنے والے وہ ان گنت فرشتے تھے جو درخت پر بیٹھنے والے کوؤں کی طرح سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپے ہوئے تھے اور عبادت حق میں مصروف تھے یا وہ اس کی زیارت کو آتے ہیں جیسے انسان کعبۃ اللہ کی زیارت کی حاضری دیتے ہیں۔

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قربان بعض نے کہا کہ یہ وہ فرشتے تھے جو شب معراج حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے وہ اتنے کثیر التعداد تھے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر چھا گئے اور

(حاشیہ: اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ وہ ظاہر میں بیہوشی لیکن باطن میں استغراق مشاہدہ انوار و تجلیات حق تھا جس کے وسیلہ سے جبریل علیہ السلام نے بھی نجات پائی۔ مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا۔

نقش احمد زاں نظر بیہوش گشت
بحر او از بہر کیفیت پر جوش گشت

ترجمہ اس نظر کیمیا سے احمد ﷺ کا ظاہر بیہوش ہوا ان کا دریا اس منظر کیفیت سے بے جوش میں ہوا۔

فائدہ شیخ عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں ظاہرا آں سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ ازاں بیہوش شد اما بحر حقیقت او ﷺ از جبرائیل پر جوش گشت چنانچہ بقاء کف از جوشش بحر است بقاء جبرئیل از باطن محمد یست اگر از باطن او صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدد نبودے جبرائیل مضمحل شدے ۔۔۔ مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا۔

احمد اء بکشاید آں پر جلیل
تا ابد مدہوش ماند جبرئیل

(جبریل تادم زیست بیہوش رہیں (علیہ السلام) اگر محمد عربی ﷺ اپنا پر یعنی پردہ ہٹادیں)

وہ اللہ تعالیٰ سے حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت کے لئے اجازت لے کر حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ جب یہ سدرۃ المنتہیٰ کی حاضری دیتے ہیں تو خالی ہاتھ نہیں آتے بہشت کے طبقات کو اسرار و رموز سے پر کر کے سدرۃ المنتہیٰ پر نچھاور کرتے ہیں اب بھی قرب الٰہی کے ارادہ پر وہی اسرار و رموز نچھاور کر رہے تھے۔

عطائے خدا برائے مصطفیٰ ﷺ

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک تین چیزیں عطا ہوئیں۔

۱۔ پانچ نمازیں ۲۔ خواتیم سورۃ البقر ۳۔ تمام امت (جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے) کی بخشش۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں مظاہر اسمائیہ و صفائیہ جمالیہ لطیفیہ و جلالیہ قہریہ جو شجرہ واحدیہ جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپے ہوئے ہیں کہ جن کی نہ گنتی ہو سکتی ہے اور نہ شمار کیونکہ ان کے مصادر غیر منتہی ہیں) کی عظمت کا اظہار ہے یاد رہے کہ مصادر غیر منتہی اس لئے ہیں کہ اسماء بحسب الجزئیات غیر منتہی ہیں اگرچہ من حیث الکلیات منتہی ہیں لیکن سدرۃ المنتہیٰ کی اور ان کے عمود دستونوں) کی حقیقت پوشیدہ اور چھپی ہوئے ہے بوجہ ان کی ٹہنیوں اور پتوں اور پھولوں کی کثرت کے۔ یہی بات شجرہ کی ذاتی وصف اور اس کی قدر و قیمت کی جلالت پر دلالت کرتی ہے کیوں نہ ہو جب کہ صوفیا کرام کا عقیدہ ہے کہ الواحدیت من حیث الحقیقت احدیت کی عین اور بحیثیت اعتبار عقلی غیر ہے اسے اچھی طرح سمجھ لے تاکہ تیرے ہاتھ حقیقت بلکہ طریقت و شریعت کا دامن تیرے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

نکتہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا ڈھانپنے کی حقیقت کو اس لئے مخفی رکھا گیا کہ وہاں عقول کی رسائی ناممکن ہے کہ اسے کیا شے ڈھانپتی ہے اور کیسے۔ قاعدہ ہے کہ قدم علول فی الاماکن سے منزہ ہے اور چونکہ سدرۃ کا درخت اللہ تعالیٰ کے ظہور کا آئینہ ہے اسی لئے اسے پوشیدہ رکھنے میں لطافت ہے کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ اولیاء اللہ جو عرفان کے بعد کہتے ہیں ہمارا اس پر ایمان ہے۔

تفسیر عالمانہ مازاغ البصر (آنکھ کسی طرف نہ پھری)

حل لغات الزیغ معنی استقامت سے ہٹنا یعنی جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اس سے آپ کی انکھ معمولی طور بھی نہ پھری۔ وماطغی (اور نہ حد سے بڑھی) یعنی حد سے نہ بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ باوجود یہ کہ وہاں ایسے امور تھے جو مشاہدہ سے ہٹانے کے لئے زور پر تھے لیکن یہ حضور سرور عالم ﷺ کا کمال ہے کہ مشاہدہ میں کمی نہ انے دی بلکہ اسے مضبوط اور یقین کے ساتھ صحیح سالم رکھا جن عجائبات کے دیکھنے پر آپ مامور تھے۔ اس برابر نگاہ کو ادھر ادھر نہ جانے دیا پورے استحکام وضبط سے اسے حاصل فرمایا اس کے خلاف ادنی سے ادنی کمی کا شائبہ بھی نہیں ہونے دیا۔

دیدار الٰہی چشمان مبارک کو بیداری میں معراج کی دلیل

اس آیت میں دلیل ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کو دیدار الٰہی ان ظاہری چشمان مبارک سے اور بیداری میں ہوا کیونکہ یہ قلبی دیدار ہوتا تو فرماتا مازاغ القلب الخ

سوال ممکن ہے اس سے بصر قلب مراد ہو۔

جواب یہ مجاز ہے اور مجازی معنی کے لئے قرینہ ضروری ہوتا ہے اور یہاں بصر قلب کے معنی میں لے جانے کا کوئی قرینہ نہیں اسی لئے حضرت علامہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے آیت کا معنی کیا ہے کہ حضور محمد عربی ﷺ کے اس دیکھنے کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے کہ کیسے حسن ادب و علو ہمت سے دیکھا کہ اس رات (معراج) میں ذرہ کائنات کی طرف معمولی التفات بھی نہ فرمایا اور دیدہ دل کو بحر مشاہدہ جمال الٰہی کے کسی طرف نہ کھولا۔

در دیدہ کشیدہ کحل مازاغ ۔۔۔ نے راغ نگاہ کرد و نے باغ

میراند براق عرشی پرواز ۔۔۔ تا حجلۂ ناز و پردۂ راز

پس پردہ زپیش دیدہ برخاست ۔۔۔ بے پردہ بدید آنچہ دل خواست

ترجمہ ۱۔ مازاغ کا سرمہ آنکھ مبارک میں ڈال دیا پھر نہ جنگل کی طرف توجہ کی نہ باغ کی طرف۔

۲۔ براق کو عرش کی طرف پرواز دیتے ہوئے حجلہ ناز اور پردہ راز تک تشریف لے گئے۔

marfat.com

ت پس پردہ محبوب حقیقی آنکھوں کے سامنے آگیا پھر بے پردہ دیکھا جیسے آپ کا جی چاہتا تھا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ حقیقی فقر کلی کی حقیقت تک پہنچ چکے تھے۔ اور فقر کلی کی حقیقت یہی کہ انسان ماسوی اللہ سے کلی طور مطلقاً فارغ ہو جائے اسی لئے اپ نے فرمایا **الفقر فخری** اور اس سے بڑھ کر اور اونچا مرتبہ اور کیا ہو گا کہ بندہ اپنے وجود کلی مجازی سے فارغ ہو کر وجود حقیقی کے ساتھ قائم ہو جائے اور اس میں اپنے آقا کے صفات کا مظہر ہو جائے یہاں تک کہ کہا جائے یہی بندہ خدا ہے یعنی صرف اس کا بندہ نہ کہ کوئی اور (اگر ہیں تو اس کے طفیل) اب معنی یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشمان مبارک نے ملک جسمانی میں نہ ملک دنیا کی طرف مائل اور نہ اس کی زینت کی طرف راغب اور نہ ان کے نقش و نگار کی طرف اور نہ اس کے جاہ و جلال کی طرف جھانک کر دیکھا اور نہ حد سے بڑھی آپکی ملکوتی روحانی نظر عالم آخرت کی طرف اور نہ ان کی نعمتوں اور درجات و قربات و عرفات کی طرف بلکہ ہر دونوں کلی طور اور حقیقی اجتماع کی حیثیت سے متحدہ مجتمع رہیں بغیر کمی اور کوتاہی کے شہود حق اور اس کے اسماء و صفات و عجائبات تجلیات ذاتیہ و غرائب تنزلات صفائیہ پر۔

دوسری تفسیر صوفیانہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ **ما زاغ** بمعنی حضور سرور عالم ﷺ کا عین ظاہر نہ پھرا کثرت اسمائیہ کی طرف بلکہ وحدت ذاتیہ اور غرائب تنزلات سے کمال قیام کے ساتھ قائم رہا ساتھ شہود مرتبتین کے اور اپنے علم کے احاطہ کی وجہ سے ساتھ دونوں مرتبوں کے (اسے اچھی طرح سمجھ لے ورنہ ندامت اٹھائے گا)

فائدہ حضرت البقلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رویت ثانیہ کے متعلق ہے ورنہ رویت اولیٰ میں سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی شے نہ تھی اسی لئے وہاں آنکھ جھپکنے وغیرہ کا ذکر نہیں۔

شان مصطفیٰ ﷺ کا بیان آیت میں حبیب خدا سرور عالم ﷺ کے کمال تمکین کا بیان ہے جو آپ کو محل استقامت اور شوق مشاہدہ رب میں نصیب ہوا کہ اس وقت آپ نے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کسی طرف توجہ نہ فرمائی حالانکہ وہ مقام بہت بڑا برگزیدہ اور فضیلت سے بھرپور تھا۔

حبیب و کلیم کا فرق کشف الاسرار میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب دیدار چاہا اور عرض کی ارنی

انظر الیک مجھے دیدار سے مشرف فرما تاکہ میں تجھے دیکھوں اللہ تعالیٰ نے اسے صمصام غیرت سے لن ترانی (تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا) کے جواب سے نوازا۔ جب اس سوال پر انھیں ملا جو ملنا تھا تو عرض کی تبت الیک (میں نے تیری طرف رجوع کیا) لیکن جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی باری آئی تو آپ کی آنکھ مبارک میں تمدن عینیک کی غیرت کا سرمہ لگایا یعنی اے حبیب ﷺ میرے غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا) تو حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اپنی چشمان مبارک پر مازاغ البصر وماطغی کی پٹی باندھ کر زبان حال سے (گویا) عرض کیا۔

بر بندم چشم خویش و نکشایم نیز تا روز زیارت تو اے یار عزیز

ترجمہ آنکھ بند کرتا ہوں اور کھولتا بھی نہیں اے محبوب روز زیارت تک یونہی رہوں گا۔

اسی لئے جب حضور سرور عالم ﷺ بارگاہ حق میں پہنچے تو پھر جلال و جمال کے تمام جلوے آپ کے سامنے کر دیئے گئے جیسے ماکذب الفواد میں بیان فرمایا۔

ہمہ تنم ذکر گردد چو باتو راز کنم

ہمہ کمال تو بینم چوں دیدہ باز کنم

ترجمہ جب تجھ سے راز کی بات کہوں میرا سارا جسم ذکر ہو جائے تیرا جملہ کمال دیکھوں جب آنکھ کھولوں۔

ان تذکرتہ فکلی قلوب او تاملتہ فکلی عیون

ترجمہ جب تجھے یاد کرتا ہوں تو میرا تمام جسم قلب ہوتا ہے جب تامل کرتا ہوں تو میرا تمام جسم آنکھیں ہوتی ہیں۔

واپسی موسیٰ علیہ السلام از کوہ طور مروی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام مناجات حق سے واپس لوٹے تو آپ کے ساتھ ہیبت الٰہی کا نور اور عظمت حق کا ایسا اثر تھا کہ جو بھی آپ کو دیکھتا اندھا ہو جاتا۔

واپسی حبیب خدا ﷺ از معراج جب حضور سرور عالم ﷺ مشاہدات حق سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو آپ کے چہرہ اقدس پر نور الٰہی کے آثار تھے کہ جو بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا اس کی بینائی

marfat.com

میں تیزی آجاتی۔

فرق کیوں دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام اہل تکوین کے مقام میں تھے اور حضور سرور عالم ﷺ ارباب تمکین کے مقام میں تھے۔

تفسیر عالمانہ لقد رآیٰ من ایاتہ ربہ الکبریٰ (بیشک اپنے رب تعالیٰ کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ بخدا رسول اللہ محمد ﷺ نے شب معراج وہ آیات دیکھیں جو سب سے بڑی اور عظیم الشان تھیں اسی شب آپ کو ملک وملکوت کے ایسے عجائبات دکھائے گئے جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

فائدہ من آیاتہ الخ حال ہے اپنے ذی الحال سے مقدم ہے اور لفظ من بیانیہ ہے۔ اس لئے کہ اس مقام کو یونہی مناسبت ہے کیونکہ یہاں تعظیم اور مبالغہ مطلوب ہے اسی لئے اسے تبعیض ... بتایا گیا حالانکہ یہ مفعول نہ ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ الکبریٰ آیات کی صفت اور مفعول بہ محذوف ہو جو کہ شیئاً عظیماً ہے اب مطلوب یہ ہوا کہ رآی شیئاعظیمامن آیات ربہ۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ من زائدہ ہے لیکن یہ اخفش کے مذہب پر۔

معراج کی شب کون سی تھی حضور سرور کونین ﷺ کو معراج ستائیسویں رجب ہوئی اسی پر اکثر علماء ہیں اور سن ۱۲ نبوت تھی یعنی ہجرت سے کچھ پہلے (تفسیر المناسبات) لیکن یہاں اشکال ہے وہ یہ کہ سورہ (النجم) نبوت کے پانچویں سال نازل ہوئے ہے جیسے سورت کے اول میں ہم نے عرض کیا ہے (جس کا حل کوئی نہیں)۔

رفرف مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اسی شب رسول اللہ ﷺ نے سبز رنگ رفرف دیکھی جو افق کے کناروں کو چھائی ہوئی تھی۔ آپ نے اس پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ کو عبور فرمایا اور رفرف بچھونے کو کہا جاتا ہے یہ دراصل بصورت ہمت حبیب ﷺ ہے۔ جو وہ خود ایسی بسیط وعریض ہے جو مطلقاً جملہ آفاق کو محیط ہے اسی لئے کہ حضور سرور عالم ﷺ عالم بسیط کے سفر میں ہیں اور وہاں وہی پہنچ سکتا ہے جو آپ جیسا کوئی عالم ہمت ہو۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لہ ھمم لا منتہی لکبارھا وہمتہ الصغریٰ رحل من الدھر

ترجمہ آپ کی بہت بڑی ہمتیں ہیں ان کی بڑی بڑی ہمتوں کی تو کوئی انتہا نہیں آپ کی چھوٹی سی ہمت بھی

marfat.ocm

زمانہ بھر سے بزرگ تر ہے۔

کیا کیا دیکھا؟ شب معراج رسول اکرم ﷺ نے ملائکہ کے ایک بہت بڑے گروہ کو دیکھا اور سدرۃ المنتہی کو دیکھا اور جنت الماوی کو دیکھا اہل ایمان کے لئے جو جنت میں انعامات مقرر ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائے اہل الطغیان اور اہل ظلم کے لئے جو دوزخ میں مقرر ہے وہ بھی معائنہ فرمایا اور انوار دیکھے اور دیگر امور دیکھے جہاں افکار کی رسائی نہیں ہمارے جیسے دیکھیں تو آنکھیں چندھیا جائیں اور یہ ان کے حضرات انبیاء علیہما السلام سے ملاقائیں ہوئیں۔ ہر ایک کی ملاقات میں بہت بڑی رفق اور جلیل القدر امر کی طرف اشارہ ہے کنایۃ ہوئے اور ان کی بہترین حالت اور بزرگ ترین کیفیت سے ملاقاتیں ہوئیں۔

انبیاء علیہما السلام کی زیارت سے تعبیرات ابو القاسم امام السہیلی رحمتہ اللہ علیہ نے الروض الانف میں لکھا کہ میری تحقیق یہ ہے تعبیرات کے سمجھنے کا ماخذ علم التعبیر ہے اور وہ بھی علم النبوت کا شعبہ ہے اور اہل التعبیر کہتے ہیں کہ جس نے کسی کسی نبی علیہ السلام کو خواب میں بچشم خود کسی حالت میں دیکھا تو وہ اس کی اپنی حالت سے مشابہت کی وجہ سے ہو گا نرمی دیکھی یا سختی یا دیگر وہ امور جو انبیاء علیہم السلام کے متعلق قرآن مجید میں مذکورہ ہیں مثلاً" کسی نے حضرت آدم علیہ السلام کو کسی جگہ حسن و جمال میں دیکھا اگر وہ حکومت کے لائق ہے تو وہ بہت بڑے مالک کا بادشاہ (حاکم افسر) بنے گا کیوں کہ ان کے لئے اللہ تعالٰی نے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ الخ ایسے ہی جس نے نوح علیہ السلام کو دیکھا تو وہ طویل العمر ہو گا اور زندگی آرام سے بسر کرے گا۔ لیکن اسے لوگوں سے شدت اور ایذائیں بھی پہنچیں گی لیکن وہ ان پر فتح یاب ہو گا اور جس نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا لیکن اسے حج کی سعادت نصیب ہو گی اور دشمنوں پر فتح پائے گا اور اسے کسی ظالم بادشاہ سے ہولناکی اور شدت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ اس پر فتح پائے گا جس نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس پر جھوٹا بہتان تراشا جائے گا اور اس پر ظلم بھی ہو گا اسے تکلیف بھی پہنچے گی اسے قید بھی کیا جائے گا لیکن بعد کو کسی ملک کا بادشاہ (یا حاکم۔ افسر) بن کر کامیاب زندگی بسر کرے گا۔ جس نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو دیکھا تو اس کے ہاتھوں کسی جابر و سرکش کی ہلاکت ہو گی کسی نے سلیمان علیہ السلام کو دیکھا تو وہ قضاؤ بادشاہی حاصل کرے گا یا اسے علم الفقہ نصیب ہو گا جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ برکت والا نفع رساں کثیر الخیر اور اللہ تعالٰی کی رضا میں کثیر السفر رہے گا جس نے حضور

marfat.ocm

سرور عالم ﷺ کو دیکھا اس خواب میں اسے کوئی ناخوشگوار بات محسوس نہ ہوئی ہو تو وہ خفیف الحال زندگی بسر کرے گا۔ اگر اس نے آپ کو سیراب و شاداب علاقہ میں دیکھا تو شادمان و فرحان ہو کر زندگی بسر کرے گا اگر مظلوم قوم میں دیکھے تو اس قوم کو غیبی مدد نصیب ہو گی۔

معراج کہاں ہوئی حضور سرور عالم ﷺ کو معراج مکہ معظمہ میں ہوئی جو حرم الٰہی اور امن کی جگہ اور اس کے سا کنین اللہ تعالیٰ کے ہمسائے ہیں کیوں یہاں اس کا گھر (کعبہ معظمہ) ہے۔ انبیاء میں سب سے پہلے جس نے اسے دیکھا وہ آدم علیہ السلام ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے امن و ہمسائیگی میں تھے لیکن اس سے انہیں دشمن ابلیس نے نکالا۔ قصہ (معراج) سے آدم علیہ السلام کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ کی حالت اولیٰ کو تشبیہ دینی ہے کہ آپ کو بھی دشمنوں نے حرم الٰہی اور امن سے نکالا اس سے آپ کو کرب اور غم لاحق ہوا ایسے ہی ادم علیہ السلام کے ساتھ ہوا جیسے پہلے گزرا اسی لئے قصہ معراج کو آدم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی۔

آسمان پر انبیاء سے ملاقات کے نکات حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات پہلے آسمان میں ہوئی تو دیکھا کہ آپ کو نیک اور بری ارواح گھیرے ہوئے ہیں اس معنی پر آدم علیہ السلام کی ملاقات پہلے آسمان میں تسلیم کرنی ہو گی کہ آپ ارواح کے دونوں گروہوں کو دیکھ رہے تھے ارواح سعداء کا تو آسمان میں ہونا حق ہے لیکن ارواح الشقیاء آسمان میں نہیں کیونکہ اشقیاء کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ ہی وہ آسمانوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔

دوسرا آسمان حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی کیونکہ ان دونوں کا امتحان ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس لئے کہ یہود نے ان کی تکذیب کی اور اذیتیں پہنچائیں بلکہ شہید کرنے کا پروگرام بنایا جس پر اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (بزعم خویش) یہودیوں نے شہید کر ڈالا ایسے ہی حضور سرور عالم ﷺ کی حالت ثانیہ یعنی مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کے بعد امتحان ہوا کہ اس میں آزمائش کا سبب یہودی بنے اور آپ کو اذیتین پہنچائیں اور آپ کے دشمنوں کی مدد کی اور آپ پر بڑے پتھر پھینکنے کا پروگرام کیا تاکہ اپ کو شہید کر ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات بخشی۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نجات سے نوازا ایسے ہی یہودیوں نے آپ کو بکری کے گوشت میں زہر ملا کر کھلانے کی کوشش کی کچھ اس کے اثرات بار بار

marfat.ocm

عود کرتے یہاں تک کہ وصال کے وقت اس کے اثر سے آپ کی رگ کٹ گئی جیسے آپ نے اس کے اثر کا ذکر وصال سے پہلے بیان فرمایا۔

چوں سفیہاں را ایں کار و کیا لازم آمد یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ

ترجمہ جب بیوقوفوں کو ایسا کام اور بیوقوفی ہوتی ہے لازم آیا کہ انبیاء علیہم السلام کو شہید کرتے ہیں۔

صوفیانہ فائدہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا خرچ کرنے والی شے ہے اسی لئے وہ خرچ کی طرف میلان رکھتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے مستغنی ہو لوگ اس کے محتاج ہوں گے۔

تیسرا آسمان حضور سرور عالم ﷺ نے تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی یوسف علیہ السلام کی حالت سے مشابہت کی وجہ ہے وہ اس طرح کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے گھر سے نکالا لیکن پھر بعد کو یوسف علیہ السلام نے ان پر غلبہ پالیا۔ اس کے باوجود آپ نے بھائیوں سے درگزر فرمایا چنانچہ قرآن مجید میں ہے لاتثریب علیکم الیوم ایسے ہی حضور پاک ﷺ نے یوم بدر اپنے اکثر ان رشتہ داروں پر غلبہ پالیا جنہوں نے آپ کو مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا ان میں اپ کا چچا حضرت عباس اور چچا زاد عقیل بھی تھے آپ نے ان رشتہ داروں میں سے بعض کو چھوڑ دیا بعض سے فدیہ لیا اس کے بعد پھر مکمل طور پر فتح مکہ کے موقعہ پر ان پر فتح پائی۔ آپ نے سب کو جمع کر کے اسی طرح فرمایا۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قریشیو میں تمہیں اب وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا لا تثریب علیکم الیوم الخ

چوتھا آسمان حضور سرور عالم ﷺ کو چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام کی ملاقات ہوئی وہ اسی مکان میں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ورفعناہ مکانا علیا (اور ہم نے انہیں بلند مکان پر اونچا کیا) اور حضرت ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور یہ آپ کی چوتھی حالت کی طرف اشارہ ہے بلکہ بلند مرتبت کی تصریح ہے یہاں تک کہ آپ سے دنیا بھر کے بت بڑے شہنشاہ لرزہ براندام تھے اور ان کو خطوط لکھ کر اپنی طاعت کی دعوت دی یہاں تک کہ ابو سفیان (بحالت کفر) نے جب وہ رومی بادشاہ کے پاس تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کا والا نامہ تشریف لایا ہرقل کو جس خوف و خشیت کی حالت میں دیکھ کر کہا کہ ابن ابی کبشہ کا

marfat.ocm

معلله اتنا پر زور ہے کہ اس سے ابن ابی الاصفر بھی خوف زدہ ہیں۔

فائدہ ہر قل بروزن سبل و زبرج اور نبی پاک ﷺ نے قلمی دعوت تمام بادشاہوں کو دی بعض تو تابع فرمان ہوئے جیسے نجاشی (با لتخفیف) و ملک عمان اور بعض نے تابعداری ظاہر کی اور تحائف بھجوائے جیسے ہر قل اور مقوقس شاہ مصر۔ بعض نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر فتح یاب فرمایا یہی مکانا علیا ہے اور خط جلی ہے جو حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا ہوا تو آپ کو بھی نصیب ہوا۔

چھٹا آسمان پانچویں آسمان کا ذکر مفسر رحمتہ اللہ علیہ نے نہیں فرمایا فقیر عرض کرتا ہے کہ یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اس میں اشارہ تھا موسیٰ علیہ السلام کی حالت سے مشابہت کی طرف کہ جیسے انہیں شام کے جبابرہ سے جنگ کا حکم ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے موسیٰ علیہ السلام نے ان پر غلبہ پایا اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں پر غلبہ دلا کر انہی کی جگہوں اور شہروں میں آباد کر دکھلایا ایسے ہی نبی پاک ﷺ نے بھی شام کے لوگوں کے ساتھ تبوک میں جنگ کی اور دومتہ الجندل پر غلبہ پایا کہ وہ صلح پر مجبور ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس نے جزیہ دیا جب وہ قیدی ہو کر آیا اور رسول پاک ﷺ نے مکہ فتح کر کے اپنے یاروں کو اسی شہر میں اسی طرح داخل کیا جیسے ان کے دشمنوں نے شہر مکہ سے نکالا تھا۔

ساتواں آسمان یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اس میں دو حکمتیں تھیں۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے یاد رہے کہ بیت المعمور کعبہ معظمہ کے بالمقابل آسمان میں ہے ملائکہ کرام اسی میں حج کرتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسی لئے یہاں قیام تھا بوجہ مناسبت کعبہ معظمہ کے کہ اسے آپ نے تعمیر کر کے لوگوں کو حج کا اعلان فرمایا۔

۲۔ حضور سرور عالم ﷺ کے آخری احوال میں حجتہ الوداع ہے کہ اس سال اپ کے ساتھ ستر ہزار مسلمانوں نے حج ادا کیا۔

فائدہ اہل تاویل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کا اعلان اس لئے کیا کہ کعبہ کی تعمیر کرنے والے آپ ہیں تو اعلان بھی آپ کریں۔

marfat.ocm

سوال امام (فخر الدین رازی) فرماتے ہیں کہ آیت سے شب معراج رویت باری تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے حالانکہ یہاں تو آیات اللہ کا ذکر ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ایات دیکھیں نہ کہ خود اللہ تعالیٰ کو۔ نیز اس ایت میں معراج کا قصہ ختم کیا تو رویۃ الایات پر اور سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں آیت کے دکھانے کا وعدہ تھا تو اس سے اتنا ثابت ہوا کہ معراج کی شب میں آیات دکھانے کی بات تھی نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات دکھانے کی کیونکہ اگر اس سے بڑھ کر کوئی اور شے ہوتی تو اسی پر معراج کا قصہ ختم کیا جاتا اس سے معلوم ہوا کہ آیت کے دکھانے پر معراج کا اختتام بتاتا ہے کہ معراج میں دیدار الٰہی نہیں ہوا۔

جواب فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ رویۃ الایات دیدار الٰہی کو بھی مشتمل ہے اس لئے کہ شیخ اکبر قدس سرہ الاکبر الفلوک (کتاب) میں لکھتے ہیں رویت و ادراک باری تعالیٰ متعذر ہے باعتبار تجرد الذات عن المظاہر والنسب والاضافات کے ورنہ مظاہر اور من وراء حجابیت المراتب کے ہو تو پھر ممکن ہے جیسے کہا گیا ہے۔

کالشمس تمنعک اجتلاءک وجهها فاذا اکتست برقیق غیم امکنا

ترجمہ جیسے تجھے سورج تیز روشنی اس کے چہرے کو دیکھنے سے روکتی ہے لیکن جب وہ بادل کا کپڑا اوڑھ لے تو پھر اسے دیکھنا ممکن ہو جاتا ہے۔

فائدہ آیات کبریٰ دیدار الٰہی کو اس لئے مشتمل ہیں کہ چونکہ آیات ملکوتیہ ہیں اور ان کا مرتبہ آیات ملکیہ سے بڑھ کر ہوتا ہے حضور نبی پاک ﷺ کو ان کا بھی مشاہدہ کرایا تاکہ رویت جمیع مراتب و مشاہد میں مکمل ہو ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کریم معزز مہمان کو گھر پر بلائے اور خود چھپ کر بیٹھ جائے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو ایوان خاص میں مہمان بنا کر بلایا پھر یہ ناممکن بلکہ نہایت قبیح بات ہے کہ خود کو چھپا کر دیدار سے نہ نوازا ہو (فلہذا یقیناً ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ آیات الکبریٰ ہیں اور کچھ صغریٰ۔ کبریٰ تو یہی صفات قدیمہ ازلیہ ہیں جنہیں آئمہ اسلام سات صفات سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۔ حیات ۲۔ علم ۳۔ قدرت ۴۔ ارادہ ۵۔ سمع ۶۔ بصر ۷۔ کلام

marfat.ocm

آیات صغریٰ اسمائے الٰہیہ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وللہ الاسماء الحسنیٰ۔

نکتہ صفات آیات کبریٰ اور اسماء آیات صغریٰ بایں معنی ہیں کہ صفات اسماء کی مصادر و مراجع ہیں مثلاً اسم حی کا مرجع فی الوجود حیات ہے ایسے ہی علیم کا مرجع فی الوجود علم ہے اور قادر کا مرجع فی الوجود قدرت ہے دوسرا یہ بھی ہے کہ اسماء صفات کے مظاہر ہیں مثلاً اسم حی کا وجود میں افعال مرجع ہیں اور افعال اسماء کے اور آثار افعال کے مظاہر ہیں۔

سوال قرآن مجید میں صرف آیات کبریٰ کی تخصیص کیوں صغریٰ کا ذکر بھی ہوتا ہے حالانکہ وہ آیات الٰہیہ ہیں جیسا کہ فرمایا قل ادعو اللہ او ادعو الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ۔

جواب آیات کبریٰ کا شہود آیات صغریٰ کے شہود کو متلزم ہے اسی لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر صفت حیات و علم و قدرت سے متجلی ہوتا ہے تو بندہ زندہ ہوتا ہے۔ اس کی صفت حیات سے اور علیم ہوتا ہے صفت علم سے اور قدیر ہوتا ہے صفت قدرت سے۔

شان ارفع مصطفیٰ ﷺ جب اللہ تعالیٰ حبیب اکرم ﷺ کو جمعیت وحدانیت کے آسمان کی طرف معراج کرائی تو انہیں نور الفردانیہ میں داخل کر کے پہلے حق سبحانہ تعالیٰ ان صفات کبریٰ کی صورت میں جلوہ گر ہوا اور یہی صفات مفاتیح الغیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے۔

صارت حیاتہ مادۃ حیات العالم کلہ علویتہ وسفلیتہ وروحانیتہ وجسمانیتہ معدنیتہ ونباتیتہ وحیوانیتہ وانسانیتہ کما قال وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین وقال لولاک لما خلقت الافلاک وقال علیہ السلام انا من اللہ والمومنون منی (روح البیان)(ص ۲۳۲ ج۹)

ترجمہ آپ کی حیات جملہ عالم کی حیات کا اصل مادہ ہے عالم علوی ہوں یا سفلی، روحانی ہو یا جسمانی نباتی ہوں یا حیوانی و انسانی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تو آپ کو جملہ عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا آپ نہ ہوتے میں افلاک کو پیدا نہ کرتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں اللہ سے ہوں اور تمام مومن مجھ سے۔

marfat.com

علم کلی کا حافظ نبی ﷺ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ جملہ کائنات کے علوم باعطائے تعالیٰ جانتے ہیں یہی عقیدہ اسلاف رحمہم اللہ کا ہے جیساکہ صاحب روح البیان نے لکھا کہ:۔

وکذاصارعلمه محیطا بجمیع المعلومات الغیبته الملکوتیته کما جاء نی حدیث اختصام الملائکه انه قال فوضع کفه علی کتفی فوجدت بردہ بین شدی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایته علم ماکان ومایکون

(روح البیان ص ۲۳۲ ج ۹)

ترجمہ ایسے ہی آپ کا علم جمیع مغیبات معلومہ ملکوتیہ کو محیط ہے جیسے ملائکہ کے اختصام والی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے دونوں کاندھوں پر رکھی میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اپنے پستانوں کے درمیان تو میں نے اولیں و آخرین کو جان لیا۔ ایک روایت میں ہے آپ نے ماکان ومایکون جان لیا۔

اختیار سید عالم اور آدم علیہ السلام

سید ولد آدم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت سے حضور سید عالم ﷺ نے اپنی قدرت سے بجملہ جابروں اور سرکشوں کی گردنیں توڑ ڈالیں اور بہت بڑے سرداروں کے سر تلوار سے کلٹ ڈالے اور ان کے محلات اجاڑ دیئے اور ان کے قلعہ جات ویران فرمادیئے کہ اب نہ ان کا نشان ہے اور نہ خود ان کا نام ملتا ہے اور پھر ہی تجلی جمعی کلی احاطی کی برکت سے آدم علیہ السلام حضور سید عالم ﷺ کی تابعداری میں آگئے۔ یہاں تک کہ ان کی خلافت درحقیقت حضور علیہ السلام کی خلافت تھی جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام عزیز میں خبردی ہے انی جاعل فی الارض خلیفه میں زمین پر اپنا نائب بناؤں گا۔

ملائکہ نے سجدہ کس کو کیا واسجدالله الملائکه لتلألؤ نوره الوحدانی فی وجه آدم یہ تحقیق ہے لقدر آی من ایات ربه الکبری کی۔[1]

لام جواب قسم اور من زائد ہے۔

روح البیان ص ۲۳۲ ج ۹۔ اور ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم اس لئے دیا کہ ان کے چہرہ میں نور وحدانی تھا)

marfat.ocm

فائدہ حضرت البقلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کو ایسی بڑی آیات دکھائیں جو رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کو یہ مقام نصیب نہ ہوا وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت جباریہ ملکوتیہ کا لباس پہنایا تھا جیسا کہ فرمایا لقد رآی من ایات ربہ الکبریٰ وہ دراصل ظہور آیات میں ظہور انوار صفات کی وجہ سے ہوا اور وہ آیات ایسی ہیں کہ اگر کوئی انہیں دیکھے تو انہی کے دیکھنے میں مستغرق ہو جائے لیکن چونکہ حضور سرور عالم ﷺ کو بحر ذات وصفات کملاً استغراق حاصل تھا اسی لئے آپ کی نظر دوسری آیات کبریٰ کی طرف بہت کم اٹھی اور ابن عطار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آیات کبری کو دیکھا لیکن انہیں اتنا بڑا تصور نہ کیا یہ آپ کی کبر ہمت وعلو مرتبت کی دلیل ہے کہ آپ کبیر متعال جل جلالہ سے واصل تھے۔

تفسیر عالمانہ افرائیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری (تو کیا تم نے لات وعزی اور تیسرے منات کی خبر دی یہ دونوں بت تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔

تحقیق اللات یہ طائف کے بنو ثقیف کا تھا یہ دراصل لویۃ تھا پھر یاء کو ساکن کر کے حذف کر دیا گیا التقاء ساکنین کی وجہ سے باقی لوۃ بچا پھر واؤ الف سے تبدیل کی گئی متحرک ہونے اور ما قبل کی وجہ سے لاۃ ہوا۔ خلاصہ یہ کہ لاۃ بروزن فعلۃ لوی سے ہے کیونکہ وہ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اس کا طواف کرتے اور آدمی کی صورت میں تھے۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو کسائی کی قرات پر ہے کہ وہ اللاۃ میں وقف کے وقت تاء کو ہاء پڑھتا ہے اس کے سوا باقی قراء تاء پر وقف کرتے ہیں تو تاء سے اس معنی پر وہ لوی سے ماخوذ نہ ہو گا۔

جواب ہم نہیں مانتے کہ وہ لات پر وقف کے وقت تاء پڑھتے ہوں بلکہ وہ بھی وقف کے وقت تاء کو ہاء پڑھتے ہیں۔

تحقیق العزی الاعز کی تانیث ہے یہ غطفان قبیلہ کا تھا یہ ایک کیکر کا درخت تھا جس کی لوگ پوجا کرتے تھے۔

حکایت حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تاکہ اس درخت کو

marfat.com

کاٹ ڈالیں حضرت خالد نے بت کو کہا۔

یاعزی کفرانک لا سبحانک انی رأیت اللہ اہانک

ترجمہ یا عزیٰ تیرے ساتھ کفر کرنا ضروری ہے نہ کہ تیری تسبیح میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں اس نے تیری اہانت کی ہے۔

ان کے اس جملہ کہنے پر بت کی جڑ سے ایک شیطانہ نکلی۔ بال بکھرے ہوئے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی اور ھی تو لول ہائے ہائے کہہ رہی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اسے ٹکڑے کر دیا اس کے بعد انہوں نے حضور سرور عالم ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا اب ہمیشہ تک اس کی پوجا نہ ہوگی۔

فائدہ القاموس میں ہے کہ العزیٰ کو سب سے پہلے ظالم بن اسعد نے ذات عرق (جگہ کا نام ہے) اوپر سے تیار کر کے البستان (جگہ کا نام) میں لے آیا اس کے اوپر گھر بنایا جس کا بس نام رکھا لوگ بت سے آواز سنتے تھے حضور سرور عالم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے وہ گھر توڑ دیا اور سمر کے درخت سے بنے ہوئے بت کو جلا دیا۔

منات یہ پتھر کا بت ہذیل و خزاعہ کا تھا اسے منات اس لئے کہتے ہیں کہ حج کی قربانیوں کا خون یہاں بہلیا جاتا۔

فائدہ تمنی معنی پانی والی شے کو بہانا اسی سے منی ہے۔

حکایت انسان العیون میں ہے کہ مناس اوس و خزرج کا بت تھا اس کے توڑنے کے لئے حضور سرور عالم ﷺ نے سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ تعالیٰ کو بیس سوار ساتھ دے کر بھیجا۔ جب یہ حضرات بت کے قریب پہنچے تو بت کے نگران (خادم) نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کس لئے تشریف لائے ہو فرمایا منات (بت) کو توڑنے آئے ہیں کہا تم کہاں اور بت کی شان۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیدھے بت کے سر پر پہنچے اس سے ایک ننگی اور سیاہ رنگ عورت اجڑے ہوئے بالوں والی بت سے باہر ہائے ہائے پکارتی اور سینہ سرکوبی کرتی نکلی بت کے خادم (نگران) نے کہا اے منات اپنے نافرمانوں سے نبٹ لے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے قتل کر کے اس کا

marfat.com

گھر اجاڑ دیا۔

نکتہ المناۃ کو ثالثہ کہنا تاکید کے لئے ہے کیونکہ اس کا جب پیچھے ڈالا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ تیسرا بھی وہی ہے یعنی بت ہے اور الاُخریٰ کی صفت ہے اسے موصوف کرنا اس کی مذمت کے لئے ہے کہ یہ پیچھے والا نہایت حقیر المقدار ہے یعنی وہ منات تیسرا جو حقیر و ذلیل ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اُخریٰ کا لفظ کمزوروں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قالت اخراھم لاولٰھم پچھلا گروہ پہلے کو کہے گا یعنی کمزور لوگ قیامت میں اپنے لیڈروں (سرداروں) کو کہیں گے۔

فائدہ ابن الشیخ نے فرمایا کہ الاُخریٰ الآخَر (فتح الخاء) کی تانیث ہے وہ دراصل تاخر فی الوجود کے لئے مستعمل ہوتا ہے اب اسے نقل کر کے مغاریت مع الاشتراک مع الموصوف کے لئے بولتے ہیں لیکن آیت میں یہ معنی عرفی مراد نہیں کیونکہ منات میں یہ مشارکت نہیں کہ یہ صرف وہ تیسرا ہے کہ جس کی الاُخریٰ صفت ہے بلکہ اسی معنی مذکور (اصلی) میں مستعمل ہے۔

فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لات و عزیٰ کو اولیت حاصل ہے اور یہ منات ان کے رتبے کے لحاظ سے تیسرا ہے بایں معنی کہ عزیٰ ایک درخت ہے اور وہ نبات کے اقسام سے ہے اور وہ پتھر سے اشرف ہے اور وہ منات پتھر و جماد سے ہے اور وہ رتبہ کے لحاظ سے کم ہے۔

فائدہ اہل عرب کا پروگرام تھا کہ وہ بتوں کے اچھے نام رکھ کر انہیں پوجیں اسی لئے ایک کا نام اللہ رکھا لیکن اللہ تعالیٰ کے تقدس سے ان کی زبان پر اللہ کے بجائے اللات جاری ہوا اور دوسرے کے لئے ان کا ارادہ ہوا کہ اس کا نام العزیز رکھیں لیکن ان کی زبان پر العزیٰ جاری ہو گیا ایسے ہی تیسرے کا نام المان رکھا لیکن المنات مشہور ہو گیا۔

فائدہ امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللات دراصل اللاہ تھا اسی سے ہاء کو حذف کر کے تاء داخل کر دی اسی سے وہ اس کی مدح و ثناء تصور کرتے لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کم مرتبہ مانتے ایسی لئے اللہ کے بجائے اللات کہتے وہ اس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب کرتے یعنی سمجھتے کہ ان کی پرستش ہمیں اللہ کے قریب کر دے گی۔[1]

---

[1] شیعوں کو مبارک ہو کہ وہ اس فعل شنیع سے منات [illegible] کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اویسی غفرلہ) [illegible]

marfat.com

حل لغات ضیزی بروزن فعلی الجور یہ دراصل ضیزی (بضم الضاد) از ضازنی الحکم ۔ضیز' ضیز (بمعنی جار و ضازہ بمعنی حقہ (۔ضیزہ) یعنی اسے خسارہ میں ڈالا حقیر کیا اور کم کیا تھا لیکن ضیزی کی ضاد مکسور ہوتی ہے تاکہ یاء بچ رہے جیسے ابیض میں کہا گیا ہے کہ دراصل بیض (بضم الباء) کیونکہ وہ ابیض کی جمع ہے جیسے حمر احمر کی جمع ہے وہ اس لئے کہ وصف میں فعلی (بالکسر) نہیں آتی۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے لوگوں سے شرک کرنے سے ناگواری کی طرف کہ تم ایک طرف تو بعض ظاہری باتوں میں شرک کرتے ہو اور بعض کو چھوڑتے ہو یعنی اپنے لئے روح کو خاص اس کی جمیع مرادیں پوری کیتے ہو بلکہ اس کے ہر فرمان کے پابند ہو اس کے اوامر و نواہی کے سامنے مکمل طور سرنگوں ہو طرفہ یہ کہ ایسے خبیث کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے جو ظالم لوگ کہتے ہیں جو عدل کی کاروائی کرتے ہیں یہ بھونڈی تقسیم ہے نہ اس میں عدل ہے اور نہ تم عادل کہلانے کے حق دار ہو۔

تفسیر عالمانہ ان ھی (نہیں ہے یہ) ضمیر اصنام کی طرف راجع ہے یعنی بت نہیں الوہیت کے لائق جن کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ ہی اس لائق ہیں کہ انہیں الہ کہا جائے الا اسماء (مگر کچھ نام) یعنی صرف نام ہی نام ہیں ان کے ماتحت سمیات نہیں یعنی ان میں الوہیت کے معنی کا معمولی اشارہ بھی نہیں یہ اس محاورہ سے ہے جو کسی ایسے لقب سے ملقب کیا جائے جس میں مدح اور فخامت شان کا مقصود ہو تو اس کے لئے کہا جاتا ہے ماھو الا اسم وہ تو صرف نام ہی ہے اس کی حقیقت کوئی نہیں۔ حضرت جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

مرد جاہل جاہ گیتی را لقب دولت نہد

ہم چناں آماس بیند طفل گوید فربہیست

ترجمہ مرد جاہل کو گیتی جاہ کا لقب دے کر اس کے لئے دولت ثابت کی جائے تو وہ ایسے ہے جیسے چھوٹا بچہ سوج کو دیکھ کر کہے کہ یہ موٹاپن ہے۔

ابناء الزمان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

شکل ایشاں شکل انسان فعل شان فعل سباع

marfat.ocm

ہم ذئب فی ثیاب اوثیاب فی ذیاب[1]

ترجمہ ان کی شکل وصورت وانسانوں جیسی ہے لیکن کردار درندوں جیسا ہے وہ تو بھیڑیے کپڑے پہنے ہوئے یا کپڑے بھیڑیوں کو لپیٹے ہوئے ہیں۔

ترجمہ ان کی شکل وصورت وانسانوں جیسی ہے لیکن کردار درندوں جیسا ہے وہ تو بھیڑیے کپڑے پہنے ہوئے یا کپڑے بھیڑیوں کو لپیٹے ہوئے ہیں۔

فائدہ کافروں کا بتوں کو الہ کہنا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور بس۔

سمیتموھا (جن کے تم نے رکھ لئے ہیں) یہ اسماء کی صفت ہے اور ضمیر اصنام کی طرف راجع ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ تم نے ان کے نام بنائے ورنہ ان کے لئے کوئی نام نہیں کیونکہ نام رکھنے میں اسم اور مسمیٰ کے درمیان نسبت کا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ جب نسبت کا اسم کی طرف قیاس کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ اسم کو مسمی اس کا اسم بنایا گیا ہے اور جب اس کا مسمی کی طرف قیاس کیا جائے تو معنی ہو گا کہ وہ مسمی اس اسم کے لئے مسمی ہے اور یہاں بتوں کا معاملہ ہر دونوں جانبوں سے ہے۔

نکتہ یہاں صرف اسم کی نسبت کا ذکر تو ہے لیکن مسمی کا نہیں اس کی وجہ بھی حاضر ہے کہ جنہیں مشرکوں نے معبود نام رکھ لیا ہے وہ صرف نام ہی ہیں مسمیات ہیں ہی نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا ماتعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو بس نام ہی ہیں جو تم نے رکھ لئے ہیں اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ مسمیات تو ہیں لیکن وہ ان اسماء کے نام رکھنے کے مستحق نہیں خلاصہ یہ کہ یہ اسماء مسمیات سے خالی ہیں تمہاری وضع کی کوئی حقیقت نہیں۔

انتم وابائکم تم اور تمہارے آباء بوجہ تمہاری خواہشات کے مقتضی کے ماانزل اللہ نہیں نازل کیا اللہ

---

[1] ۔ ہمارے دور میں یہ شعر تبلیغی جماعت والوں پر فٹ آیا ہے جبکہ ان کو شکل وصورت سے دیکھو تو خضر رہ معلوم ہوتے ہیں لیکن کردار کا حال اتنا گرا ہوا کہ یہود وہنود بھی پناہ مانگیں فقیر اویسی غفرلہ نے ان کے لئے ایک کتاب لکھی ہے تبلیغی جماعت کے کارنامے

marfat.ocm

تعالیٰ نے ان کی قسمیہ کی صحت کے متعلق۔

من سلطان کوئی دلیل ایسا برہان کہ تم تمام قرآن پڑھ کر سمجھ کر بتا سکو (کہ تمہارے معبودوں کی حقانیت کی دلیل ہے) یہاں پر انزل الف کے ساتھ ہے اور سورۃ اعراف میں تشدید سے ہے۔

ان یتبعون نہیں تابعداری کرتے۔ اس میں صیغہ غائب کی طرف التفات ہے خبر دینا ہے کہ ان قبائح کے تعدد کا تقاضا یہی ہے کہ ان سے اعراض کیا جائے اور اس میں دوسروں کو ان کی جنلیات کی حکایت بتاتا ہے اب معنی یہ ہوا کہ یہ اتباع نہیں کرتے اس میں جو مذکور ہوا ہے یعنی صرف نام رکھنا اور اس کے موجب پر عمل کرنا نہیں۔

الا الظن مگر گمان یعنی صرف وہم ہے یعنی جس پر وہ ہیں وہ حق نہیں بلکہ باطل تو ہم ہے۔

وماتھوی الانفس اور وہ جو ان کے نفوس امارہ بالسوء خواہش کرتے ہیں اس تقریر پر ما موصولہ ہے مصدریہ بھی ہو سکتا ہے الف لام بدل از اضافت ہے اس کا عطف ظن پر ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ نہیں یہ بت جن کی تم پرستش کرتے ہو ساتھ گمراہی اپنے نفوس شہوانیہ اور اپنے عقول ضعیفہ ہیولانیہ کی جہالت کے مگر وہمی صورتوں کے نام ان کے مسمیات بالکل نہیں انہیں تمہارے اوہام ضعیفہ نے گھڑا ہے اور تمہارے بیمار عقول جن میں وہم و خیال کی ملاوٹ ہے کھڑا کیا ہے اور تمہارے یہ خیال اور اوہام تمہارے آباء و اجداد کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ اصحاب طلب اور ارباب کشف و قرب کی نظروں میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ ان کے ہاں ان کا کوئی وجود اور نشان نہیں بلکہ یہ اس لکڑی کی مثال ہیں جو دیوار کے سہارے پر ہو اللہ تعالیٰ نے اصنام نفسیہ اور ہوائیہ و دنیویہ میں کچھ نہیں بنایا اور نہ ان میں تصرف فی الاشیاء کی ترکیب رکھی ہے کہ یہ ایجاد و اعدم اور قہر و لطف اور نفع و نقصان کر سکیں اور اشیاء علوی ہوں یا سفلی ہوں جماد ہوں نباتات حیوان ہوں یا انسان سب کی اسماء الہیہ کی مظاہر اور صفات ربانیہ جلالیہ یعنی لطفیہ و قہریہ کی جولانگاہ ہیں سب میں حق تعالیٰ کا جلوہ ہے لیکن بحسب الکلیہ نہ بحسبہ بخلاف حضرت انسان کامل کے کہ اس میں حق کا جلوہ ہے بحسب الکلیتہ المجموعیہ اسی لئے یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور اے جاہلو ظالمو تم نہیں ان صفات الہیہ کی نہ تو اتباع کرتے ہیں اور نہ ہی اشیاء میں ان حقائق روحانیہ اور اسرار ربانیہ (جو ہر حجر اور ڈھیلے میں امانت رکھے ہوئے ہیں) کا مشاہدہ کرتے ہو بلکہ تم شہوانیہ کی اتباع اور جسمانیہ ظلمانیہ پر التزام کی وجہ سے ان لطائف روحانیہ کے ادراک سے اعراض کرتے

marfat.com

ہو اور نہ تم عواطف رحمانیہ کے مشاہدہ کی طرف متوجہ ہوتے ہو بلکہ اپنے مظنونات ظن فاسد اور موہومات وہم کاسد کی اتباع کرتے ہو اور صرف ان خواہشات نفسانی کو ہی چاہتے ہو جو رضائے حق سے کوسوں دور ہیں اور یہی بہت بڑا خسارہ ہے اور حق کے مقابلہ میں گمان کا کیا کام۔

حکایت سیدنا جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر عارف ایسے دیکھے جو صرف وہم سے مار کھا گئے یعنی ان کو وہم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر چکے ہیں اس لئے سارے کے سارے حقیقتہ الحق کے ادراک سے دور کئے گئے اور حق کو نہ پا سکے۔ اور وہ ان کی قدرت تھی بھی کیا جو اس کو پاتے وہ تو ایسی باتوں سے بلند و بالا ہے اسی لئے فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر کا حق ادا نہ کیا۔

فائدہ اسی لئے حضرت الواسطی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ پر جرات کر کے کہا کہ سب کے سب توہم پر مرے یہاں تک کہ بایزید قدس سرہ بھی۔ یہ آپ نے تواضع سے فرمایا۔

سبق حضرت البقلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے عاقل جو اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کھا کر ہلاک ہوتے ہیں ان سے بچ کے رہ کیونکہ انہیں کئی شکلیں پیش آئیں اور کوئی راستے ان کے سامنے آئے جو ان کے دماغوں کے پروں پر پہنچے تو انہوں نے گمان کیا کہ وہ مکاشفات الغیوب اور نوادر لقب ہیں اور ان کا دعوی تھا کہ یہ عالم الملکوت اور انوار الجبروت سے ہیں حالانکہ (ایسا نہ تھا) وہ اتباع نہیں کرتے مگر اپنے نفوس کے خواہشات کی اور شیاطین کے دام تزویر کی جن سے کئی شکلیں اور صورتیں ان کے سامنے آئیں اور شیاطین نے سنوار کے دکھایا کہ یہ حق ہے حالانکہ حق تعالیٰ اشکال و تمثل سے منزہ ہے۔ اے دوست جاہلوں کی صحبت سے بچنا وہ حق کو تو جانتے نہیں لیکن دعوی ہے حق شناسی کا۔ ایسے لوگ ہمارے زمانہ میں بہت ہیں جو مشاہدہ الٰہی کے مدعی ہیں حالانکہ مشاہدہ حق تو صرف اولیاء اللہ کا حق ہے وہ دشمنوں کے آگے مکشوف نہیں ہوتا۔

تفسیر عالمانہ ولقد جاءھم من ربھم الھدی اور بیشک ان کے ہاں ان کے رب سے ہدایت آئی) یہ یتبعون کے فاعل سے ہے یا جملہ معترضہ ہے جو بھی ہو اس میں اتباع الظن اور خواہشات نفسانی کی پیروی کے بطلان کی تاکید اور ان کی حالت کی زیادتی قباحت کا اظہار ہے اس لئے کہ ظن اور ہوائے نفسانی جو بھی اتباع کرے

marfat.ocm

قبیح ہے اور اس سے قبیح تر ہے جسے اللہ تعالیٰ ارسال رسل و انزال کتب سے ہدایت دے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم سے تھی اور وہ ان سے دور ہیں فلہذا انہیں ہدایت کا حصول کیسے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ ان کی استعداد فطری غیر مجہول فاسد ہو گئی بوجہ ان کے تلبس کے ساتھ ملابس صفات حیوانیہ عنصریہ کے اور ان کے انہماک کے غواشی ظلمانیہ میں باوجودیکہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب و موجبات ہدایت آئے یعنی نبی پاک ﷺ اور قرآن و دیگر معجزات ظاہرہ اور خوارق روشن جو آپ کی نبوت کی صداقت اور آپ کی رسالت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں لیکن یہ اتباع نفس اور خواہشات نفسانیہ کی موافقت میں مشغول اور جوان کا ولی و مولیٰ ہے کی طرف متوجہ ہونے سے روگردان رہے اس لئے کہ انہیں ہدایت نصیب ہونی تھی عالم دنیا میں نہ کہ یوم ازل میں اور یہ درست ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ازل میں نور ہدایت نہیں لکھی اسے دنیا میں بلکہ ہمیشہ تک کچھ نصیب نہ ہو گا لیکن اسباب کی تلاش کی تو عام اجازت تھی۔

فائدہ ھدی (ہدایت) ھوی (خواہشات نفسانیہ کی نقیض ہے اس لئے ہدی کی اتباع ضروری ہے۔ اس لئے بعض اکابر نے فرمایا کہ کسی ولی اللہ کو کرامت نصیب نہیں ہوتی سوائے وراثت از انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وارث ولی ہوا پر اڑنے اور پانی میں تیرنے قدرت نہیں رکھتا بخلاف امام انبیاء ﷺ کے وارث کے کہ اسے ہوا پر اڑنے اور پانی میں تیرنے کی قدرت ہوتی ہے بوجہ ان کے لئے عموم مقام کے۔

حدیث شریف اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقین میں اضافہ ہوا تو وہ ضرور ہوا پر اڑتے یعنی قوت یقینیہ کے موجب کی وجہ سے نہ بموجب صدق میری اتباع کے۔

ازالہ وہم اس سے ہمیں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام تمام ان اولیاء سے یقین میں قوی تر ہیں جو ہوا میں اڑتے ہیں بلکہ انہیں آپ سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ آپ ان رسل کرام علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولوالعزم ہیں لیکن حضور ﷺ کی امت کے اولیاء کرام ہوا میں اڑتے ہیں تو بوجہ رسول اکرم ﷺ کی اتباع کے نہ کہ بوجہ زیادتی یقین پر یقین عیسیٰ علیہ السلام کے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

marfat.ocm

السلام حضور سرور عالم ﷺ کی اتباع میں جمیع اولیائے امت حبیب ﷺ سے زیادہ صادق ہیں اسی لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ خود ان کو ہوا میں اڑنے کی قدرت حاصل تھی اگرچہ آپ نے اس عمل کو ترک فرمایا۔

ہوا میں اڑنے کا نسخہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہوا میں اڑنے کا نسخہ یوں بتایا۔ کہ لا یمشی فی الھوا الا من الھوی (ہوا پر وہی اڑتا ہے جو خواہشات نفسانیہ ترک کرتا ہے)

ہوا و ہوس را نماند استیز　　چو بینند سرپنجہ عقل تیز

ترجمہ، ہوا و ہوس کو جنگ کی طاقت نہیں رہتی جب عقل کا پنجہ تیز دیکھتا ہے۔

تفسیر عالمانہ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى (کیا انسان کے لئے وہی ہے جو وہ آرزو کرے) ام منقطہ اور اس میں بل الانتقال کا معنی ہے مطلب یہ کہ وہ جس حال میں ہیں اسی کا استناد تو ہم اور ہوائے نفس پر ہے اور جو اس طریق پر ہو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہمزہ انکار و نفی کے لئے ہے۔

حل لغات التمنی معنی کسی شے کو نفس پر مقدر و مصور کرنا وہ بھی تخمین (اندازہ) اور ظن سے ہوتا ہے اور کبھی رویت اور بناء علی الاصل سے لیکن چونکہ اکثر تخمین سے ہوتا ہے اسی لئے ایسے کذب سے زیادہ سے زیادہ سامنا ہوتا ہے اور تمنا اکثر ان میں ہوتی ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اب معنی یہ ہوا کہ انسان کے لئے ضروری نہیں کہ جو آرزو کرے وہی اسے حاصل ہو جائے اور جو اس کا نفس خواہش کرے وہ پوری ہو جائے منجملہ ان کے ان کا اپنے معبودوں سے شفاعت کا طمع کرنا اسی طرح دیگر وہ امور جن کا وجود ہی نہیں۔

ما کل یتمنی المرء یدرکہ　　تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

ترجمہ ضروری نہیں جو بھی کوئی آرزو کرے اسے حاصل کر لے کیا نہیں دیکھتے کہ جن ہواؤں کو کشتیاں نہیں چاہتیں بسا اوقات وہی چل پڑتی ہیں۔

فائدہ حضرت علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا انسان یعنی کافر کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو چاہے بتوں کی شفاعت یا جو کچھ وہ کہے کہ نبوت فلاں کو ملتی اور فلاں کو نہ ملتی وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ بعض نے کہا کہ کیا انسان کے لئے ضروری ہے کہ جو چاہے کہ اسے لمبی عمر ملے اور مرنا نہ ہو اور نہ ہی

مرنے کے بعد میدان محشر میں اٹھنا ہو۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ انسان کمال مراتب کی استعداد ہے یعنی انانیت کی فناء اور ہویت باللہ کی لقاء کی اس میں استعداد ہے لیکن بوجہ ان لذات جسمانیہ و رحمانیہ میں مشغول ہونے کے اسے بعض اوقات علائق جسمانیہ کی آفات اور علائق روحانیہ کی فترات حاصل ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ مطلوب تک پہنچنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اسے ہر آرزو حاصل نہیں ہوگی کیونکہ ہر ایک کو وہی ملتا ہے جو اس کے لئے تقدیر میں لکھا ہے مثلاً جس کے لئے لکھا ہے کہ وہ اس کے سیدھے ہاتھ سے مظہر لطف پیدا ہو گا تو پھر اسے کیا امکان کہ اپنے آپ کو مظہر القہر بنا سکے اور جو اس کے بائیں ہاتھ سے مظہر القہر پیدا ہوا اسے کیا طاقت کہ وہ خود کو مظہر اللطف بنا سکے۔

توان پاس کردن ززنگ آئینہ   ولیکن نیاید زسنگ آئینہ

ترجمہ آئینہ کو زنگ سے صاف کرنا آسان ہے لیکن پتھر کو آئینہ نہیں بنایا جا سکتا۔

فائدہ ہاں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہے جسے مخلوقیت سے کوئی تعلق نہیں وہ چاہے تو ضدین کو جمع کرے مثلاً وہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی اور باطن بھی یعنی وہ اپنی آخریت کے عین میں اول اور باطنیت کے عین میں ظاہر ہے۔

حکایت حضرت خراز قدس سرہ سے سوال ہوا کہ اپ نے اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانا فرمایا ضدین کو جمع کرنے سے کیونکہ حقیقت متوحدہ ہے لیکن تعین و ظہور متعدد ہیں اور حقیقت کا تعینات کی منافات وحدت ہویت میں کہ قادح (نقصان دہ) نہیں جیسے زوجیت و فردیت باوجودیکہ (نقیضین) ہیں لیکن عدد ہونے میں ایک دوسرے کے منافی نہیں ایسے ہی سواد (سیاہی و بیاض (سفیدی) نقیضین ہیں لیکن مطلق رنگ کہلوانے میں ایک دوسرے کے عین ہیں۔

فائدہ حضرت حسین (ولی اللہ) رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اختیار طلب ربوبیت کی طلب ہو اور خروج عین العبودیت کی تمنا ہو تو بہتر ہے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی سزا و عذاب تب ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی تمناؤں اور آرزوؤں پر کامیابی پاتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى اللہ تعالیٰ کے ملک میں اُولیٰ و آخرت۔

marfat.ocm

ربط اس استثناء (نفی) کی تعلیل ہے جو کہا گیا ہے کہ ہر ایک کو ضروری نہیں کہ اسے ہر آرزو تمنا یقیناً مل جائے اس لئے کہ امور آخرت و اولی سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اسی خصوصیت کا تقاضا ہے کہ کسی بندے کو ہر وہی امر حاصل ہو جائے جو وہ چاہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی جملہ عالم پر غلبہ ہے وہ عالم ملک ہو یا ملکوت عالم آخرت ہو یا عالم دنیا معنی یہ ہے کہ کوئی انسان کسی شے کا مالک نہیں کہ وہ اپنے ہر مقصد مطلوب کو حاصل کرے بلکہ آخرت کا ملک اللہ تعالیٰ کے سیدھے ہاتھ میں ہے اس کے مقتضی پر اسے اعمال صالحہ و افعال حسنہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ توفیق اپنے اسم واہب سے اسے عطا فرماتا ہے جیسے خود چاہتا ہے کہ وہ اس کے لطف و جمال کا مظہر ہو اور ملک دنیا اللہ تعالیٰ کے بائیں ہاتھ (قدرت) میں ہے وہی داعی ہے بندے کے لئے اسباب دنیا کا حصول یعنی حب دنیا و دنیہ (خسیس) جس سے گناہ و خطا اور نفس خبیثہ کی اتباع نتیجہ نکلتی ہے اور ایسے کم بخت کو ہی طبیعت لئیمہ کی موافقت کی فکر دامن گیر رہتی ہے یہ اسباب اس بندے کو اسم مقسط سے حاصل ہوتے ہیں جس کے لئے وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی صفت قہر و جلال کا مظہر ہو اس سے نہ اس کے ملک میں کمی آتی ہے اور نہ اضافہ ہوتا رب رحمن کے ہر دونوں ہاتھ (قدرت) میں پر ہیں اور ہر وقت خرچ کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا (اور کتنے فرشتے آسمانوں اور زمینوں میں ہیں جو ان کی شفاعت کسی کو کام نہ آئے گی اس میں کافروں کے طمع کی جڑ کاٹنی ہے جو انہیں خیال تھا کہ ملائکہ کرام ان کی شفاعت کریں گے۔

نکتہ ملائکہ کرام کی شفاعت کی نفی میں اشارہ ہے کہ جب ایسی مقرب جماعت تمہاری شفاعت نہ کرے گی تو تمہارے بت بطریق اولی اس لائق ہیں کہ وہ کسی کی شفاعت کر سکیں۔

فائدہ کم خبریہ تکثیر کا فائدہ دیتا ہے علی الابتداء محلاً مرفوع ہے اور خبر اس کے بعد والا جملہ منفیہ ہے۔

سوال ملک مفرد اور شفاعتہم میں اس کے لئے ضمیر جمع کیوں؟

جواب ملک لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے اسی لئے اس کے معنوی اعتبار پر ضمیر جمع لائی گئی۔ اب معنی یہ ہوا کہ بہت

marfat.ocm

سے فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں لیکن ان کی شفاعت کسی کو نہیں بچائی۔ کسی وقت میں بھی یا شیئا معنی احد یعنی کسی کو بھی ان کی شفاعت کوئی نفع نہ دے گی۔

وہابیت کا ازالہ بظاہر یہاں یہ ثابت ہوا کہ شفاعت ملائکہ کا (اسی طرح انبیاء و اولیاء) کی شفاعت کا عقیدہ غلط ہے تو اس وہم کے ازالہ میں صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ۔

ولیس المعنیٰ انهم یشفعون فلا تنفع شفاعتهم بل معناه انهم لا یشفعون لانه لا یوذون لهم کماقال الله تعالیٰ (ص ۲۳۷ ج ۹)

ترجمہ اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ شفاعت تو کریں لیکن کافروں کو نفع نہ دے گی بلکہ معنی یہ ہے کہ کافروں کے لئے انہیں شفاعت کی اجازت ہی نہیں ہو گی۔

الا من بعد ان یاذن اللہ مگر بعد اس کے کہ اللہ جن کے لئے شفاعت کی اجازت بخشے۔ لِمَنْ يَّشَآءُ (جس کے لئے چاہے) کہ وہ اس کے لئے شفاعت کریں (وَيَرْضٰى) اور پسند کرے اور اسے شفاعت کا اہل دیکھے اہل توحید و ایمان میں سے اور ان کے ماسوا کفار اور اہل طغیان سے اس شفاعت کی نعمت سے محروم ہیں بلکہ شفاعت کی دولت سے کوسوں دور جب فرشتوں کی یہ حالت ہے تو پھر بتوں کے متعلق خود سمجھ لیجئے۔

تفسیر صوفیانہ اس آیت میں اشارہ فرشتہ یعنی روح النفس امارہ بالسوء کے متعلق شفاعت کرے گا اس امید پر کہ وہ اوصاف ذمیمہ سے دور ہو کر مقام فناء و بقا حاصل کرے لیکن اس کی یہ شفاعت نفس کو فائدہ نہ دے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں ہے کہ نفس میں اپنے مقام سے ترقی کی استعداد ہرگز نہیں ہاں رقیق الحجاب نفس کے لئے شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ فیض الٰہی کو قبول کرنے کے لئے مستعد ہو جائے کیونکہ ایسے نفس کی فطرت اولی میں صفائی ہے۔ اور اس میں مقامات علیہ کی ترقی کے لئے موافقت طبع و مخالفت شرع سے نکلنے اور مخالفت شریعت و مخالفت طبیعت میں دخول کے ساتھ قابلیت کبری بقاء ہے۔

تفسیر عالمانہ ان الذین لا یومنون بالاخرۃ (بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی کفر و معاصی پر جو اس میں عذاب ہونے کے قائل نہیں لیسمعون الملائکہ ملائکہ کا نام

marfat.com

رکھتے ہیں حالانکہ وہ مطلقاً نقصان کے ہر نشان سے منزہ ہیں۔ یعنی ہر ایک کا نام رکھتے ہیں تَسْمِيَةَ الْأُنْثٰى عورتوں جیسا نام رکھنا منصوب ہی اس لئے کہ مصدر محذوف کی صفت ہے کہ دراصل تسمیتہ مثل تسمیتہ الانثی تھا مثلاً کہتے ہیں مَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ (فرشتے اللہ تعالٰی کی بیٹیاں ہیں) معاذ اللہ۔ یہی عورتوں کے نام پر نام رکھنا ہے ملائکہ کا الملائکہ میں الف لام تعریف استغراقی کا ہے۔

نکتہ یہاں صرف ایمان کے ذکر میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ نہایت درجہ کی شناعت و فظاعت میں ہیں اور آخرت کے عذاب کے بہت زیادہ حق دار ہیں اور یہ جرات وہی کرتا ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

سوال یہ آیت اس مضمون کے خلاف ہے جبکہ وہ کہتے تھے کہ هٰؤُلَآءِ شُفَعَآئُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یہی اللہ تعالٰی کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے) ان کی سفارش پر امید رکھنا ان کا آخرت پر ایمان کی دلیل ہے علاوہ ازیں وہ اپنے مردوں کی قبور پر سواری باندھ کر کہتے ہیں کہ یہ کل قیامت میں اسی سوری پر سوار ہو کر میدان حشر میں آئے گا۔

جواب ان کا مرنے کے بعد اٹھنے کا عقیدہ ہرگز نہیں تھا اور هٰؤُلَآءِ شُفَعَآئُنَا اس لئے کہتے کہ اگر بالفرض اٹھنا ہو تو یہی بت ہماری سفارش کر کے بچالیں گے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ایک مقام پر ان کی اس بات کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ فرمایا وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى اور میرا گمان ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی اور اگر میں اپنے رب کی ہاں لوٹایا گیا تو اس کے ہاں میرے لئے بہت بھلائی ہے نیز آخرت کے بارے میں ان کا عقیدہ اس طریقہ سے نہیں تھا جس عقیدہ کو انبیاء و رسل علیہم السلام بتاتے بلکہ ان کی کچھ بناوٹی اور خود ساختہ باتیں تھیں فلہذا ان کا ایمان نہ لانا اسی عقیدہ رسل علیہم السلام سے انکار کی وجہ سے ہے۔

مسئلہ ملائکہ کرام نہ نر ہیں نہ مادہ

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تو

انہوں نے مجھے وضو کا طریقہ بتایا اور نماز سمجھائی جب وضو سے فارغ ہوئے تو پانی کا چلو ہاتھ میں لے کر فرج پر پانی چھڑکا۔

ازالہ وہم اس سے اصل فرج مراد نہیں بلکہ فرج کی جگہ جو انسانوں میں ہوتی ہے اس لئے کہ فرشتوں میں فرج کہاں اور فرشتوں میں فرج نہیں اگرچہ انہیں انسانوں کی صورت میں تصور کیا جائے تب بھی ۔۔۔ مرد نہ عورت۔

سوال یہ دلیل کمزور ہے وہ اس لئے ممکن ہے آلہ ہو لیکن عورتوں اور مردوں کے آلہ کی طرح نہ ہو جیسے خنثیٰ کے بارے میں ہے اگرچہ خنثیٰ میں فرج نہیں لیکن پھر بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے فرج ہے بعض نے کہا کہ ان میں فرج نہیں لیکن وہ جگہ تو ہے اسی جاہ پر پانی چھڑکنا مراد ہے[1]

وَمَا لَهُم بِهِ عِلْمٌ (اور انہیں اس کا علم نہیں) یہ يَسْمَعُونَ کے فاعل سے حاصل ہے یعنی وہ جنوں کا نام تو رکھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ کہتے ہیں اس کا انہیں علم تک نہیں۔ إِن يَتَّبِعُونَ اس میں ۔۔۔ تابعداری نہیں کرتے۔

سوال یہ مضمون پہلے گزرا اب دوبارہ کیوں اس سے تکرار لازم آتا ہے۔

جواب اس میں تکرار نہیں اس لئے کہ پہلا ان کی لات و منات کی عبادت سے متصل ہے دوسرا ان کی ملائکہ کی عبادت سے۔

إِلَّا الظَّنَّ (مگر ظن فاسد کی)

وَإِنَّ الظَّنَّ (اور بیشک ظن کی جنس) جیسا کہ اس کا اضمار کے بجائے اظہار سے معلوم ہوتا ہے لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا حق سے کوئی کام نہیں دیتا۔

حل لغات حق شے کی حقیقت کو کہا جاتا ہے کہ اس کا ادراک معتبر صرف علم سے ہوتا ہے اور ظن کا کوئی اعتبار

---

[1] ۔ فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ فتمثل لها بشرا سويا کے صریح الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ بشریت کاملہ میں تشریف لاتے ہیں تو ان میں فرج کا ہونا کاملیت کے منافی ہے اسی لئے ماننا پڑے گا کہ فرج سے اس کی حقیقت مراد ہو (واللہ تعالیٰ اعلم)

marfat.com

نہیں معارف حقیقہ میں ہاں اس کا عملیات میں کچھ اعتبار ہے اور ان امور کو بھی فائدہ دیتا ہے جو عملیات کی طرف پہنچاتے ہیں جیسے اصول فقہ کے مسائل۔

فائدہ اس میں ظن کی مذمت ہے اور دلیل ہے کہ مقلد[1] کا ایمان غیر معتبر ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ یہاں الحق سے مراد علم ہے یعنی ظن علم کے قائمقام نہیں ہو سکتا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ الحق سے مراد عذاب ہے یعنی ان کا گمان انہیں عذاب الہی سے نہیں بچائے گا۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں سالکین راہ ہدی کو تحریض اور طالبین راہ حق کو تحریص ہے کہ وہ سعی اور جدوجہد کریں سیر الی اللہ میں منازل سفلیہ طے کر کے اور مقامات علویہ کی تصحیح سے تاکہ عین الجمع تک پہنچ سکیں اور بحر توحید میں مستغرق ہوں اور حقائق و معانی کا مشاہدہ کر سکیں ساتھ نور وحدت حقیقت ذاتیہ کے جو ظلمت کثرت کو دفع کرتی ہے اور وہ کثرت جو اسمائے الہیہ کی طرف منسوب ہے۔

فائدہ صوفیانہ یاد رہے کہ حضرت شہود میں افراد اولیاء مختلف المقامات ہیں اگرچہ سب حق پر ہیں اور اس میں انہیں کسی قسم کی کمی نہیں کیونکہ وہ اپنے حقائق میں مشاہدہ کرتے ہیں اگر وہ ذات کا مشاہدہ کرتے تو پھر فضیلت میں برابر ہوتے۔

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ کشف خیالی کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ خیالی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کے ساتھ کسی دوسرے اس علم سے تائید نہ ہو جو اس کے سوا ہو کیونکہ خیال پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے اس لئے کہ اس کی کوئی حقیقت بلکہ وہ تو دو حقیقتوں کے درمیان ایک برزخی امر ہے دو حقیقتوں سے معنی مجردہ اور محسوسات مراد ہیں اسی وجہ سے خیال میں غلطی ہو سکتی ہے۔

فائدہ کشف خیالی کی طرف حضور ﷺ کا اشارہ بھی قابل غور ہے کہ خیال کشف میں اصابت و خطاء ہر

---

[1] اسی لئے اہلسنت کے نزدیک اعتقادیات میں تقلید نہیں ہوتی مسائل و احکام شرعیہ میں تقلید ہوتی ہے اور وہ یہاں مراد نہیں تفصیل فقیر کی کتاب "تقلید شخصی" میں ہے اویسی غفرلہ۔

دونوں کا احتمال ہوتا ہے مثلاً

جبریل علیہ السلام صورت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لائے

ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکل مبارک کی تصویر ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یہی آپ کی زوجہ محترمہ ہیں آپ نے فرمایا اگر یہ اللہ تعالیٰ سے لائے ہو تو قبول ہے۔

فائدہ اگر حضرت جبریل علیہ السلام وحی لانے والی معہودہ کیفیت سے حاضر ہوتے جو حضور سرور عالم ﷺ کو ہمیشہ محسوس ہوتا تھا یا بطریق معانی مجردہ کے حاضر ہوتے جو یقین و علم کا موجب ہے تو آپ کو اس طرح کا جواب نہ دینا پڑتا جو تردد محتمل کا حامل ہے۔ جو حضرت الجیل حقیقتاً کا مقتضی ہے۔

سیراب کن ز بحر یقین جان تشنہ را الجیل
زیں مینش خشک لب مینش بر سراب ریب

ترجمہ بحر یقین سے پیاسی جان کو سیراب کر اسی سے زائد خشک لب ہو کر شک کے سراب پر بیٹھا نہ رہ۔

تفسیر عالمانہ فَأَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا (اے محبوب ﷺ اس سے منہ پھیر لیجئے جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرتا ہے) کیونکہ ہمارا ذکر علم یقینی کے لئے مفید ہے اور وہ اپ کی دعوت سے روگردانی کر رہا ہے اور اس پر ایمان نہیں لاتا۔ ذکر سے قرآن مراد ہے جو علوم اولین و آخرین کو حاوی ہے اور وہ آخرت کے امور کی یاد دہانی کراتا ہے آپ اس کے اسلام لانے میں تکلف نہ کیجئے یا اس سے منہ پھیر لیجئے ہمارے ذکر سے مکمل طور روگردان ہے حالانکہ ہمارا ذکر امور آخرت کی مکمل طور نشاندہی کرتا ہے اور جو اس میں مرغوب و پسندہ باتیں اور جو نا پسند و ناگوار امور ہیں کی پوری رہبری کرتا ہے۔

وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا اور وہ صرف حیوۃ دنیا کا ہی ارادہ رکھتا ہے) اور وہ اس پر خوش ہے وہ اس کے فوائد و منافع جمع کرنے کی فکر میں ہے۔

فائدہ اس سے اپ کو ایسے بدبخت کو دعوت دینے اور اس کے لئے تکلف کرنے سے نہی مراد ہے کیونکہ جو

marfat.ocm

محض ذکر الٰہی یعنی قرآن سے روگردان اور دنیا میں اتنا منہمک ہے کہ اس کا انتہائی مقصد اور سعی کا دارومدار ہی دنیا ہے اور یہ دعوت الناس کا اس کا مخالفت پر ابھارتی ہے بلکہ عناد اور اصرار علی الباطل میں بڑھتا ہے (تو پھر اسے دعوت دینے کا کیا فائدہ)

سوال جب ان سے دعوت کی نہی فرمائی تو پھر ان سے جنگ وجدال کے حکم کا کیا معنیٰ؟

جواب ان کا قرآن کے احکام سے اعراض اور مناظرہ پر تل جانا جنگ کا جواز پیدا کرتا ہے اس معنیٰ پر یہ آیت قتال سے منسوخ نہ ہوگی۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ کفار سے منہ پھیر لیجئے ان پر حجۃ و دلائل اور براہین قائم کرنے کی کوشش نہ فرمایئے کیونکہ وہ ان سے کسی قسم کا نفع نہ پائیں گے بلکہ ان کے ساتھ جنگ کیجئے بلکہ ان کا مکمل طور قلع قمع فرمایئے۔

تفسیر صوفیانہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس نے اپنا سرمایہ ضائع کیا اس شخص کو نصیحت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ جو دنیا کا طالب و راغب ہے اس لئے کہ دنیا میں مشغول ہوتا ہے جو اعراض عن اللہ کا عادی ہو گیا ہے۔

باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ   نرود میخ آہنیں در سنگ

ترجمہ سیاہ دل کو وعظ کہنے کا کیا فائدہ اس لئے کہ پتھر کے اندر لوہے کی میخ نہیں جا سکتی۔

طبیب القلوب والارواح نبی پاک ﷺ ابن الشیخ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک ﷺ قلوب کے لئے بمنزلہ طبیب کے ہیں کہ جس طرح اطباء بیماروں کا علاج کرتے ہیں آپ ایسے ہی قلوب کا علاج فرماتے ہیں قاعدہ ہے کہ جب مریض کا علاج غذا سے ممکن ہو تو اس مرض کا ازالہ معمولی دوا سے ممکن ہو تو اسے زیادہ طاقت والی دوا سے علاج نہ کیا جائے اور نہ ہی اسے دلجا جائے اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ نے ذکر کا حکم فرمایا لا الہ الا اللہ کی کثرت کرو کیونکہ اسی سے دلوں کو اطمینا (چین و قرار) نصیب ہوتا ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے غذا سے نفوس کو چین اور قرار ملتا ہے اس ارشاد گرامی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ جیسے اور بزرگوں نے فائدہ اٹھایا جس نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا یعنی ذکر الٰہی کی طرف خصوصی توجہ نہ دی۔ تو اسے دلیل دے سمجھایا چنانچہ فرمایا اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا (کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا) قُلِ انْظُرُوْا الخ (فرمایئے دیکھو غور سے) افلا

marfat.ocm

یَنظُرُونَ الخ (تو کیا وہ نہیں دیکھتے) اور جنہوں نے ذکر سے بالکل فائدہ نہ اٹھایا تو انہیں وعدہ وعید اور تہدید سے دھمکایا اور جس نے بالکل ہی رو گردانی کی تو اس کے لئے فرمایا کہ یہ ناقابل علاج ہے اسی لئے اس کے علاج سے منہ پھیر لیجئے بلکہ وہ عضو فاسد کاٹ دو تاکہ اس سے تندرست عضو خراب نہ ہو۔ فَأَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰى الخ اسی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہم نے عرض کیا۔

فائدہ اس سے اس شخص سے اعراض مراد ہے جو دلائل وجود باری تعالیٰ اور اس کی وحدت اور اس کی جملہ صفات کی طرف توجہ نہیں دیتا وَلَمْ يُرِدْ الخ میں ان کے حشر کے انکار کی طرف اشارہ ہے اور جو حشر اور حساب کا قائل نہیں تو اسے نہ خوف خدا ہو گا اور نہ ہی اپنی عادت سے باز آئے گا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے لئے دلائل عمل میں لائے گا اسے اس کا عرفان نصیب نہ ہو گا اسی لئے وہ اس کے رسول پاک ﷺ کی اتباع نہ کرے گا اور نہ ہی اسے رسول پاک ﷺ کا کوئی ارشاد فائدہ دے گا اسی لئے ایسے کو دعوت دینے کا کوئی فائدہ نہیں اسی لئے ایسے کا علاج ہی بے سود بلکہ ایسے کے ساتھ جنگ و جدال بہتر۔

تفسیر صوفیانہ جو اپنے سید (آقا مولی پیر مرشد) سے دوری اختیار کرتا ہے ۔۔ حیات دنیا کا طالب ہے اور جو زہد و ورع اور تقوی کشف و کرامات خوارقِ العادات میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور شہرت طلبی اور حصول جاء و مال میں مشغول ہے تو وہ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا کے زمرہ میں ہے اس کے تمام اموال ضائع اور اس کے تمام اقوال و افعال برباد ہو گئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے کوئی نفع نصیب نہ ہو گا نہ ہی کسی قسم کا ثمر پائے گا۔

ز عمرو اے پسر چشم اجرت مدار چو در خانہ زید باشی بکار

ترجمہ عمرو سے اے عزیز اجرت کی امید نہ رکھ جب تو زید کے گھر میں اس کے کام میں مشغول ہے جسے بعض اوقات کشف ہو جاتا ہے وہ اس سے دھوکہ نہ کھائے اور اہل دنیا کا اس پر ٹوٹ پڑنا (یعنی ان کی آمدورفت یعنی ان کا معتقد ہو جانا) بھی ایک فریب ہے کیونکہ یہ تو یوں سمجھو کہ اسے دینی عبادت کا دنیا میں ثمر ملا اسے آخرت میں کوئی فائدہ نہیں کیا اس میں ابلیس کا حال معلوم نہیں کہ اس نے تو ہزار عبادت کی پھر اس سے کفر سرزد ہوا تو اس نے قیامت قائم ہونے تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مہلت دے دی یہی مہلت اسی عبادت کا ثمرہ ہے جو اسے حیات دنیوی میں مل گیا۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ ذٰلِكَ (یہ امر دنیا)۔ بحر العلوم میں ہے یہ ارادہ دنیا اور اسے آخرت پر ترجیح دینا الارشاد میں ہے یہ اشارہ ان کے اس حال کی طرف ہے جو انہیں ان امور تک پہنچایا کہ رو گردان ہوئے اور حیات دنیا کو ہی اپنا مطلب اور ماوی و مراد سمجھا۔

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ان کے علم کا مبلغ (انتہا) کہ اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے یہاں تک کہ انہیں دعوت وارشاد (رہبری) فائدہ دے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (وہ جلوہ دنیا کے صرف ظاہر کو جانتے ہیں) وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں)

حل لغات المبلغ اسم مکان ہے اور اس کی ضمیر معنی من کی وجہ سے ہے (اس لئے کہ من معنا جمع ہے) جیسے گزشتہ عبارات میں اس کے لئے ضمیر مفرد کی ہے (اس لئے کہ من لفظاً مفرد ہے) اور علم سے وہ مطلق اور اک مراد ہے جو ظن فاسد کو شامل ہے اور جملہ معترضہ ان کی ہمت علی الدنیا میں مقصود ہونے کی تاکید ہے۔

مذمت دنیا دنیا خسیس اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام مخلوق میں سے مبغوض ترین شے ہے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں مبغوض ترین دنیا سے بڑھ کر کوئی شے نہیں پیدا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے جب بھی اسے دیکھا مبغوض ہی دیکھا (کذا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ دنیا کی ذلت و خواری کا معنی یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے مقصود بالذات نہیں بنایا بلکہ مقصود کے ایصال کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا دنیا پل ہے اسے عبور کرو اس پر تعمیر نہ کرو۔

سوال اگر یہ حصول مقصد کا ذریعہ اور وسیلہ ہے تو پھر اس پر لعنت کرنا کیوں مباح ہے مقاصد کی طرح وسائل بھی تو اچھی شے ہوتے ہیں۔

جواب اس دنیا کو لعنت کرنا مباح ہے جو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے اور ایسا انہماک پیدا ہو جائے کہ اس سے اللہ تعالیٰ یاد تک نہ رہے جیسے بعض مشائخ کرام نے فرمایا کہ جو شے بھی تجھے اپنے مولیٰ سے دور رکھے وہی تیری دنیا ہے اور وہ تیرے لئے نحوست ہے۔

دنیا کی مدح وہ دنیا (کوئی شے) اللہ تعالیٰ کا قرب پیدا کرے اور عبادت میں مدد دے وہ ممدوح ہے جیسے حضور

marfat.com

سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کو گالی مت دو کیونکہ یہ مومن کی بہتر سواری ہے کہ اس پر سوار ہو کر وہ خیرو بھلائی کو پہنچتا ہے اور اسی سے شر سے بچ جاتا ہے۔

اعجوبہ جب کوئی دنیا پر لعنت کرتا ہے تو اس پر دنیا لعنت کرتے ہوئے کہتی ہے کہ تجھ پر خدا کی لعنت ہو کہ تو خود بھی اپنے پروردگار کا نافرمان ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن　　نے قماش و نقرہ و میزان وزن

مال را کز بہر دیں باشی حمول　　نعم مال صالح خواندش رسول ﷺ

آب در کشتی ہلاک کشتی است　　آب اندر زیر کشتی پشتی است

چونکہ مال و ملک را از دل براند　　زاں سلیماں (علیہ السلام) خویش جز مسکین نخواند

ترجمہ ۱۔ دنیا کیا ہے خدا سے غافل ہونا نہ کھیل ہے نہ چاندی نہ دنیا کی ترازو اور عورت۔

۲۔ مال کو اگر دین کے لئے اٹھا رہا ہے یہ اچھا مال ہے اسے رسول اللہ ﷺ نے اچھا کہا ہے۔

۳۔ پانی کشتی میں ہو تو کشتی کی ہلاکت ہے پانی کشتی کے نیچے ہو تو کشتی کا مددگار ہے۔

۴۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام نے مال کو دل سے دور کر دیا اس لئے خود کو مسکین جتلایا۔

دنیا اہل دنیا کی ماں ہے بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ جو دُنیا کی مذمت کرتا ہے وہ اپنی ماں کا نافرمان اور عاق ہے اس لئے مانا کہ جمیع خرابیاں اور شرور لوگ دنیا کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ فعل دنیا کا نہیں بلکہ اسکی اولاد (اہل دنیا) کا ہے کیونکہ شر کا ارتکاب مکلف کرتے ہیں اور دنیا کا کوئی فعل نہیں کیونکہ یہ تو انسان کی سواری کی مانند ہے اسی سے وہ خیرو بھلائی حاصل کرتا ہے اسی سے شر سے نجات پاتا ہے بلکہ دنیا چاہتی ہے کہ اس کی اولاد (اہل دنیا) میں سے کوئی بھی بدبخت نہ ہو یہ تو اپنی اولاد (اہل دنیا) پر بہت بڑی مہربان ہے بلکہ خطرہ میں رہتی ہے کہ اسے اس کی سوکن گرفت میں نہ لے لے بغیر کسی تیاری کے حالانکہ دنیا نے انہیں جنا نہیں یعنی حقیقی ماں نہیں اس کے باوجود وہ اپنی اولاد (اہل دنیا) کو اپنی تربیت سے عبث نہیں چھوڑتی۔

فائدہ یہ بھی اولاد (اہل دنیا) کی نافرمانی ہے کہ وہ خیرو بھلائی کو آخرت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور نیک اعمال

marfat.ocm

کرتے ہیں تو بھی کہتے ہیں کہ یہ آخرت کے اعمال ہیں حالانکہ وہ اعمال صالحہ بھی تو دنیا میں کئے دنیا کو تو الٹا وہ مصیبت اجر میں ملتی ہے جو اس کی لولاد (اہل دنیا) میں یا ان سے سرزد ہوتی ہے اسی لئے لازم آیا کہ جو دنیا کی مذمت کرتا ہے غیر منصف بلکہ جاہل ہے اپنی ماں کا حق نہیں سمجھتا اور جو ایسا ہو تو وہ آخرت سے جاہل تر ہے۔

فائدہ ارادہ و قصد ایک شے ہے یہ ایک قصد قلبی ہے جو انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے ابھارنے سے ابھرتا ہے اگر یہ قصد و ارادہ فجور ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں فجور اور فسق کا الہام فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا فالھمھا فجورھا وتقوھا تو نفس کو اللہ تعالیٰ نے فجور و تقویٰ کا الہام فرمایا اور یہ کارروائی اسم مضل اور قبضہ جلال اور قہر کے ہاتھ سے ہوگی اس کا خلوم شیطان (ابلیس) ہوتا ہے اگر بندے کا قصد و ارادہ تقویٰ کا ہو تو وہ کارروائی اسم ہادی اور قبضہ جمال اور لطف کے ہاتھ سے ہوگی اور اس کا خلوم فرشتہ ہوتا ہے پہلا عالم عدل ہے اور دوسرا عام فضل ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا اور تیرے رب کا کلمہ صدق و عدل کے لحاظ سے مکمل ہے۔

نیت کی قسمیں

۱۔ انسان کی نیت کا متعلق دنیا زبان اور قلب دونوں سے ہو تو یہ نیت بھی بری ہے اور عمل بھی۔

۲۔ اس کا متعلق آخرت تو صرف زبان پر ہو لیکن قلب پر دنیا ہو تو یہ نیت اور عالم بدترین ہیں۔

۳۔ اس کا متعلق ذات الٰہی زبان اور قلب پر ہو یہ نیت سب سے بہتر اور اعلیٰ ہے پہلا کفار کا دوسرا منافقین کا تیسرا ابرار کا چوتھا مقربین کا حال ہے۔

اصول فقہ اور تصوف اللہ تعالیٰ نے مقربین کا حال عبارت النص سے ان کے غیر کو اشارہ سے بیان فرمایا ہے اس ارشاد اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (ہم نے جو کچھ زمین پر بنایا ہے وہ اس کی زینت ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون ہے اچھے اعمال والا اور مقربین وہ ہیں جو ارض وجود کے جمیع ما فیہا سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف گئے ہیں سوائے اس ذات کریم کے انہوں نے کسی کی طرف توجہ نہیں کی اور اپنے مالک و مولیٰ سے سوائے اس کے اور کسی کو خیال تک نہ لائے اسی لئے یہی لوگ نیت و عمل کے لحاظ سے احسن ہیں یہ سیدھا راستہ ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کہو اھدنا الصراط المستقیم

marfat.com

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین (آمین) اے اللہ سیدھا راہ دکھاوہ سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہے نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہے اور نہ گمراہوں کا (قبول کر اے اللہ)

تفسیر عالمانہ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اھْتَدٰی (بیشک تیرا رب وہی زیادہ جانتا ہے اسے جو سیدھے راستہ سے بھٹکا ہوا اور اسے جو راہ یافتہ ہے) یہ امر بالاعراض کی تعلیل ہے۔

سوال اَعْلَمُ کا تکرار کیوں؟

جواب زیادہ تقریر اور اس تباین معلومین کے کمال کی خبر دینا مطلوب ہے اور مَنْ اَضَلَّ سے مراد ہے جو گناہوں پر اصرار کرتا ہے اور ہدایت کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتا۔ اور مَنِ اھْتَدٰی سے مراد وہ ہے جو ہدایت یافتگی کے لائق ہے اور اعلم معنی علم میں وسعت والا ہر اس کو خوب جانتا ہے جو گمراہی سے ہٹنے کا ہمیشہ تک نام نہیں لیتا۔ اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو فی الجملہ ہدایت کو قبول کرتا ہے اسی لئے اے حبیب ﷺ ان کی دعوت میں تکلف نہ فرمائیے کیونکہ یہ لوگ قبیل اول سے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں نفس امارہ کافر اور یہود و صفات کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ وہ دعوت الٰہی کو قبول نہیں کرتے کیونکہ ان سے دعوت کے قبول کرنے کی استعداد ہی ختم ہے پس جو ازل سے ہی مظہر قہر ہے وہ ہمیشہ تک مظہر لطف نہیں ہو سکے گا ایسے ہی بالعکس۔

حدیث شریف قدسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بہشت اور اسکے اہل پیدا کئے اور دوزخ اور اس کے اہل بھی۔ خوش قسمت ہیں وہ جنہیں میں نے بہشت کے لئے پیدا اور خرابی اسے جسے میں نے دوزخ کے لئے بنایا۔

فائدہ بعض مشائخ اکابر نے فرمایا کہ نفس شرارت نہیں کرتا مگر اپنے ساتھی کی لجاجت کی وجہ سے لجاجت یہ ہے کہ کسی شے کے روکنے کی طاقت نہ ہو اور اس کی مخالفت بمنزلہ اکراہ کے ہے اور مکرہ (مجبور) پر شرعاً اور عقلاً مواخذہ نہیں اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا خیر عادت اور شر لجاجت سے ہے اس میں اسے بشارت ہے جو حضور سرور کونین ﷺ کے امور کو جانتا ہے اس میں خبر دی گئی ہے کہ نفس ذاتی طور اچھا ہے اس لئے کہ اس کا

marfat.com

باپ روح قدسی ہے اور وہ پاک ہے ہاں شرارت قبول کرتا ہے تو ساتھی کی لجاجت سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا شر ذاتی نہیں بلکہ عارضی بتایا ہے۔

تفسیر عالمانہ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ (اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے) تخلیقاً و ملکاً کہ اس کے غیر کے لئے بالکل نہ استقلالاً نہ اشتراکاً لیجزی تاکہ جزا دے اعلم کے مدلول سے متعلق ہے اور اس کے درمیان جملہ معترضہ سے ماقبل کی تقریر ہے کیونکہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس میں ہر شے کا علم ہے وہ ہر ایک کے حالات سے آگاہ ہے اسی لئے فرمایا اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کیا وہ نہیں جانتے کس نے پیدا کیا تو گویا کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ گمراہ کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتہ کو بھی اور ان دونوں کی حفاظت فرماتا ہے تاکہ جزا دے الذین ساؤا انہیں جنہوں نے برائی کی بما عملوا ساتھ اس کے کہ انہوں نے عمل کیا یعنی جنہوں نے گمراہی کا عمل کیا اور اساءۃ سے تعبیر کرنا اس کے حال کا بیان ہے یا باء سببیہ ہے یعنی بسبب اس کے کہ انہوں نے عمل کیا یہ ان ہر دونوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم کا نتیجہ ہے یعنی ان کے حسب حال انہیں جزا ہوگی اس علت سے جو عاقب ہے اس پر لام علت کی داخل کی گئی اس معنی پر ہر دونوں کا اعلم سے متعلق ہونا صحیح ہے۔

ہیں مراقب باش گر دل بایدت   کز پے ہر فعل چیزے زایدت

ترجمہ خبردار ہوشیار رہ اگر تجھے دل ہوشیار حاصل ہے کیونکہ ہر فعل پر کوئی نہ کوئی جزا ملے گی۔

وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اور جزا دے گا انہیں جنہوں نے نیک کام کئے۔ بِالْحُسْنٰى ساتھ ثواب کے اچھے یعنی بہشت الحسنی زیادہ مطلقہ کے لئے ہے۔ باء توریہ کی ہے الجزاء یا الحسنی انہیں ان کے اعمال کے سبب سے ہوگی اب باء سببیہ و مقابلہ کی ہوگی اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ (وہ جو کبیر گناہوں سے بچتے ہیں) یہ الذین احسنوا کی صفت یا بدل ہے۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ الذین الخ کو مقصود بالنسبۃ بنانا اور لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا الخ کو حکم متروک میں رکھنا اچھا نہیں اور عبارت اس کے برعکس ہو تو بہتر ہے فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) نے فرمایا کہ عبارت صحیح ہے کیونکہ اجتناب عن کبار تخلیہ (بالخاء المعجمہ) ہے اور یہ (تحلیہ (بالحاء) سے مقدم ہوا کرتی ہے اسی لئے یہ مقصود بالنسبۃ ہے اور صیغہ استقبال اس کا صلہ ہے موصوف کا صلہ نہیں یا مبدل منہ

marfat.com

ہے تجدد الاجتناب واستمرار کے لئے ہے اس میں اشارہ ہے کہ ترک معصیت و ارتکاب المحرمات ہوں یا ترک الواجبات) مومن کا ہمیشہ کا شیوہ ہے وہ ہر حالت می اجتناب کرتا رہتا ہے بلکہ وہ اپنی عادت بنالیتا ہے اسی لئے وہ بہت ثواب کا مستحق ہے کیونکہ جو کسی وقت تو ترک معصیت کرے لیکن پھر ہمیشہ برائیوں کا مرتکب ہو وہ ایسے ثواب احسن کا مستحق نہیں۔

مسئلہ کبائرالاثم وہ ہیں جن پر عذاب مرتب ہو یعنی جن کے لئے احادیث مبارکہ میں وعید وارد ہے بالخصوص شرک اور زنا مطلقاً بالخصوص اپنے ہمسایہ کی عورت سے اور قتل النفس مطلقاً بالخصوص اولاد (جیسے جاہلیت کے دور میں کفار کی عادت تھی) یعنی زندہ درگور کرنا۔

فائدہ گناہ کبیرہ وہ ہے جس پر استغفار کی جائے جیساکہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا استغفار سے کبیرہ نہیں رہتا اور نہ ہی وہ صغیرہ جسے بار بار کیا گیا۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا حقارت کئے ہوئے گناہوں (کبائر) سے بچو۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کبائر ستر ہیں یہی تحقیق اقرب ہے۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ اسی مضمون کی آیت کے ماتحت میں اس کی مکمل تفصیل گزری ہے۔

وَالْفَوَاحِشَ (اور فاحشات سے) اور وہ جو کبیر گناہوں میں فاحشہ ہیں بالخصوص زنا قتل وغیرہ ہملیہ از قبیل التخصیص بعد التعمیم ہیں۔ امام راغب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ الفحش والفحشاء والفاحشہ وہ افعال واقوال جو بہت بڑے قبیح ہوں۔ الا اللمم مگر چھوٹے گناہ۔

حل لغات اِلَّا اللَّمَمَ معنی گناہوں کے قریب جانا جنہیں صغیرہ گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اہل عرب کہتے ہیں الممت بکذا اس پر نازل ہوا اور بغیر وقوع کے میں اس کے قریب ہوا۔ والم الغلام لڑکا بلوغت کے قریب ہوا۔ یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ لمم سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ اور وہ کبیرہ گناہوں میں داخل نہیں اب معنی ہوا وہ جو قلیل و صغیر ہیں۔

مسئلہ جو کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں یعنی پانچوں نمازوں کی ادائیگی اور جمعہ سے

marfat.ocm

دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی مدت کے گناہ معاف کرا دیتے ہیں جو کبیر گناہوں سے اجتناب کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں اور فرمایا اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ اگر تم ان برائیوں سے اجتناب کرو گے جن سے تم روکے جاتے ہو تو ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے۔

مسئلہ بعض نے کہا اس سے (اجنبی عورت۔ بے ریش لڑکے وغیرہ پر) اچانک پہلی نگاہ کے بعد دوسری نگاہ کو گنہ کہا جائے گا۔

مسئلہ (اجنبی عورت اور بے ریش لڑکے) کو اشارہ اور بوسہ بھی صغیرہ گناہ ہے۔

شان نزول مروی ہے کہ حضرت نبہان تمار (کھجور بیچنے والا) کے پاس ایک عورت کھجور خریدنے آئی اسے کہا کہ دوکان کے اندر ہیں جب وہ دوکان کے اندر گئی تو اُسے گلے لگا کر بوسہ دیا بی بی نے کہا تو اپنے بھائی کی خیانت کی اور مطلب بھی پورا نہ ہوا اور وہ سن کر نادم ہوا اور بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مسئلہ بلا ارادہ دل پر گناہ کا خیال بھی لمم (صغیرہ گناہ) ہے فعل بالقوہ ہو بالفعل نہ ہو۔

مسئلہ بعض نے کہا جس گناہ پر اللہ تعالیٰ نے حد مقرر نہیں فرمائی اور نہ ہی عذاب کی وعید سنائی ہے وہی لمم (صغیرہ گناہ) ہے۔

مسئلہ بعض نے کہا جو کوئی گناہ میں وقفہ کے بعد مبتلا ہو جائے اور وہ اس کے ارتکاب کا ارادہ رکھتا ہو وہی لمم (صغیرہ) گناہ ہے یعنی اس گناہ کی نہ اس کی عادت ہے اور نہ وہ اس پر قائم رہتا ہے۔

مسئلہ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر وہ جو تم خیر و شر کا صرف ارادہ کرتے ہو وہی لمم ہے جیسا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کے لئے لمہ (گناہ کا خیال ڈالنا) ملک کے لئے بھی لمہ نیکی کا ارادہ ڈالنا۔ شیطان کے لمہ کا نام وسوسہ اور ملک (فرشتہ) کے لمہ کا نام الہام ہے۔

marfat.ocm

مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللمم کا مطلب یہ ہے کہ کسی وقت فاحشہ کا ارتکاب ہو جائے تو فوراً توبہ کرلے اس پر قائم نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا ہے اس کی تائید حضور سرور عالم ﷺ کے ارشاد گرامی سے ہوئی فرمایا کہ اگر لمم (چھوٹے گناہ) بخشتا ہے تو بڑے گناہ بھی بخش دے بتایئے تیرا کون سا بندہ ہو گا جس سے کوئی نہ کوئی (چھوٹا ہی سہی) گناہ نہ ہوتا ہو۔

فائدہ اس معنیٰ پر یہ استثناء متصل ہو گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لمم کی تفسیر میں سب سے بڑھ کر یہ روایت ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا کا حصہ لکھا ہے پس آنکھوں کا زنا برائی سے دیکھنا اور زبان کا زنا برا کلمہ بولنا اور ہونٹوں کا زنا بیگانی عورت اور بے ریش لڑکے کو بوسہ دینا اور ہاتھوں کا گناہ برائی کے لئے پکڑنا اور پاؤں کا گناہ برائی کے لئے چلنا ہے نفس آرزو کرتا اور خواہش کرتا ہے۔ اور فرج النا سب کی تصدیق کرتا ہے یا جھٹلاتا ہے اگر فرج اس کی خواہش پر عمل کرتا ہے تو وہ محض ذاتی ہو گا ورنہ وہ لمم (صغیرہ گناہ) ہو گا۔

مسئلہ الاسئلہ الا قمر میں ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ہر گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ہر گناہ امر الٰہی کی مخالفت سے ہوتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ اضافی اعتبار سے ان میں بعض بڑے ہیں اور بعض کم۔

مسئلہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ شرک ہے اور لمم بھی منجملہ کبائر و فواحش کے ہے۔ لیکن یہاں مراد وہی لمم ہے جو کبیرہ کر کے بندہ فوراً توبہ کرے یہی مجاہد اور حسن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا قول ہے ان میں سے سیدنا ابوہریرہ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (بیشک تیرا رب بہت وسیع بخشش والا ہے) یہاں تک کبائر کے اجتناب پر صغائر بخش دیتا ہے الا اللمم کے استثناء کی تعلیل اور تنبیہ ہے کہ صغائر پر مواخذہ نہ کرے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ گناہ بھی نہیں بلکہ وہ گناہ ہے لیکن مواخذہ نہ کرنا مغفرت ربانیہ کی وسعت کی وجہ سے ہے۔

تفسیر صوفیانہ کبائر کے تین مراتب ہیں۔

۱۔ نفس امارہ بالسوء کی محبت

marfat.ocm

۲۔ نفس کی آگ کو پھونکنے والی خواہش کی محبت

۳۔ حب دنیا جو ہر گناہ کی جڑ ہے اور ان ہر تینوں کو فاحشہ لازم ہے کسی وقت بھی ان سے جدا نہیں ہوتی مثلاً محبت النفس الامارہ بالسوء کی فاحشہ طبیعت کے موافق اور شریعت کے مخالف ہے اور محبت الھویٰ کی فاحشہ یہی حب دنیا اور اس کی شہوات ہیں اور حب دنیا کی فاحشہ وہ اعراض عن اللہ اور ماسویٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

فائدہ الا اللمم سے مراد تھوڑا سا بقدر بشریت نفس و ھویٰ اور دنیا کی طرف میلان جیسے بدن کو آرام پہنچانا اور حظوظ دنیا سے تھوڑا سا اتنا حاصل کرنا کہ جس سے حقوق کی ادائیگی ہو سکے نہ یہ کہ حظوظ نفسانیہ پورے کئے جائیں اس لئے حقوق ادا کرنے والا مغفور اور حظوظ کی طرف بھاگنے والا مغرور ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (بیشک تیرا رب وسیع المغفرت ہے) یہ بھی اسکی وسعت مغفرت ہے کہ وجود مجازی کو نور وجود حقیقی سے ڈھانپتا ہے کہ ماسوتیت سے فناء کرا کے ھویتہ کی بقاء عطا فرماتا ہے۔

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ جسے معاشرہ حکم مشروع سے اپنا تابع بنا لے جیسے بندوں کے مصالح پر جدوجہد اور مخلوق کے کسی فرد پر اس نعمت سے فائدہ پہنچانا تو وہ عبودیت الٰہی سے خارج نہ ہو جائے گا کیونکہ وہ ایسی ادائیگی ہیں جو اس پر منجانب اللہ واجب ہے۔

فائدہ ایسے بندے کی بندگی (خدمت گاری) جو اس بندے میں امر الٰہی سے پیدا ہوئی ہے تو یہ بھی عبودیت سے بندے کو خارج نہیں کرتی ہاں وہ جو کسی کی غلامی اور خدمت محض نفسانیت کی غرض سے بجا لاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے امر کی معمولی سی خوشبو بھی نہیں تو یہ اس کی عبودیت میں رخنہ انداز ہو گی اس وقت بندے پر لازم ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

فائدہ بعض عارفین نے فرمایا کہ یہ تو محال ہے کہ جس عمل پر اللہ تعالیٰ نے بندے کو وعید سنائی ہے اور وہ اس کا ارتکاب کرے اگر مرتکب ہو بھی اس کا کم از کم احساس ہو تو دل میں ندامت تو محسوس کرے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ ندامت کا نام ہے۔

فائدہ اس بندے کو ندامت لاحق ہوئی تو لازماً اس نے توبہ کر لی۔

marfat.com

سبق بندے پر لازم ہے کہ مخالفت الٰہی سے کراہت کرے اور کسی وقت بھی اس سے راضی نہ ہو یعنی یہ فعل (مخالفت الٰہی) سے اسے مکروہ محسوس ہو اور اتنا ضرور سمجھے کہ یہ فعل گناہ ہے۔

فائدہ عمل صالح جسے نصیب ہو وہ خوش قسمت ہے برائی کا مرتکب نہایت برا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو نیکی اور برائی ہر دونوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے جیسا کہ فرمایا۔ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے یعنی اگر وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

سبق عاقل پر لازم ہے کہ وہ ان معاصی سے ندامت ظاہر کرے جو اس سے سرزد ہوئی ہیں اور صرف رب کریم کی رحمت پر بھروسہ نہ رکھے اگرچہ وہ واسع المغفرت ہے کیونکہ جیسے وہ غفور و رحیم ہے وہ سخت گرفت والا بھی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و دین آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں)

تفسیر عالمانہ هو وہ اللہ تعالیٰ اعلم تمہیں خوب جانتا ہے بکم تمہارے احوال کو بھی اذانشاکم جب تمہیں پیدا کیا یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ضمن میں تمہاری تخلیق کی من الارض زمین سے (یہاں تمام انسانوں کی اجمالی تخلیق مراد ہے) واذانتم اجنتہ اور جب کہ تم جنین تھے۔ فی بطون امھاتکم تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے مختلف اطوار سے تمہاری ترتیب ہوئی اسی لئے اس پر تمہارا کوئی حال اور عمل مخفی نہیں۔ منجملہ اس کے لمم (صغیرہ و کبیرہ) بھی کہ اگر وسعت مغفرت واسطہ نہ ہوتی تو تم پر اس کا وبال و ضرر پہنچتا۔

حل لغات اجنتہ جنین کی جمع ہے جیسے اسرۃ سریر کی جمع آتی ہے الجنین بچہ جب تک ماں کے پیٹ میں رہے وہ فعل بمعنی مفعول ہے بمعنی مدفون مستتر الجنین بمعنی کسی شے میں مدفون اور اس میں چھپا ہوا جنتہ سے ہے بمعنی سترہ (اس نے اسے چھپایا) جب ماں کے پیٹ سے باہر آ جائے پھر اسے جنین نہیں بلکہ ولد کہا جائے گا یا سقط (اگر مردہ نکلے)

مسئلہ الاشباہ میں ہے کہ جنین وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہو جب باہر آ جائے اگر نر ہے تو اسے صبی اور رجل

marfat.com

بھی کہا جاتا ہے جیسے آیت المیراث میں ہے بلوغت تک یہی نام ہوگا پھر اسے غلام کہا جائے گا۔ انیس (۱۹) سال تک پھر شباب (نوجوان) چونتیس (۳۴) سال تک پھر کہل اکلون (۱۵) سال تک پھر شیخ آخر العمر تک اسی نام سے موسوم رہے گا یہ لغوی اعتبار ہے اور شرعاً اسے بلوغت تک غلام اس کے بعد شباب و فتی (نوجوان) تیس سال تک اس کے بعد کہل پچاس سال تک اس کے بعد آخر العمر تک شیخ (بوڑھا) کہا جائے گا۔ (تفصیل ایمان البرازیہ میں ہے)

سوال جب ماں کے پیٹ میں رہنے والے بچے کو جنین کہا جاتا ہے اور وہ پہلے اجنۃ کہا ہے پھر فی بطون امھاتکم کہنے کا کیا معنی؟

جواب اللہ تعالٰی کے کمال علم و قدرت کا بیان کرنا مطلوب ہے کہ بطون الامھات (ماؤں کے پیٹ) نہایت ہی اندھیروں میں ہیں اور جس ذات پر جنین کا حال مخفی نہیں اسی سے دیگر اشیاء کیسے مخفی رہ سکتی ہیں۔

فلا تزکوا انفسکم (تو اپنے نفوس کی صفائی بیان نہ کرو) فاء نہی کی ترتیب عن تزکیۃ النفس کے لئے ہے اوپر گزرا ہے کہ لمم (صغیرہ گناہوں پر مواخذہ نہیں نہ بایں معنی کہ وہ گناہ نہیں بلکہ یہ محض اللہ تعالٰی کی وسعت المغفرت سے ہے اور وہ جانتا ہے کہ بندوں سے اس قسم کے گناہ سرزد ہوں گے تو جب تمہارا یہ حال ہے تو پھر تم اپنی صفائی ستھرائی اور نفوس کا گناہوں کا پاکیزہ ہونے کا دم نہ مارو یا اس کا دم نہ مارو جو عمل میں ستھرائی اور خیرو بھلائی میں زیادتی نصیب ہوئی بلکہ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم اور اس کی مغفرت پر شکر کرو یعنی اپنی بے گناہی اور اپنی زیادہ خیرو بھلائی اور اپنے بہت زیادہ اوصاف بیان نہ کرو۔

فائدہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کو ہر نفس کا علم ہے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا کرے گا تو پھر تم اسے خدا کے بندو اپنی صفائی کا ذکر نہ کرو اور نہ ہی اپنے نفوس کو پاک و صاف بتاؤ کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہیں اور نہ ہی ان کے اچھے اعمال کی تعریف کرو کیونکہ تجلیہ و تخلیہ بھی وہی معتبر ہے جو خالص اللہ تعالٰی کے لئے ہو اور وہ اللہ تعالٰی خود تمہارے احوال و اعمال کو خوب جانتا ہے تو پھر تزکیہ (نفس کی صفائی کے اظہار کا کیا معنی)

ہماں بہ کہ آبستن گوہری	کہ ہم چوں صدف سر بخود دربری
اگر مشک خالص نداری مگوی	وگرہست خود فاش گردد بہوی
منہ آب زر جان من بر پشیز	کہ صراف دانا نگیرد بچیز

marfat.com

ترجمہ ۱۔ اگر تو کامل جوہر ہے تو خاموشی رہ صدف کی طرف سر بغل میں دیا۔

۲۔ اگر تیرے پاس خالص مشک نہیں تو کسی کو نہ کہہ اگر ہے تو وہ خود خوشبو سے ظاہر ہوگی۔

۳۔ آب زر کو تانبے پر نہ رکھ اسے دانا ٹیڈی کے برابر بھی نہ خریدے گا۔

فائدہ اگر کوئی اور اس کی مدح اور صفائی کرے تو اس کے لئے حدیث شریف میں وارد ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ مدح کرنے والوں (یعنی ایسی مدح کریں جو ممدوح میں نہیں) کے منہ پر مٹی پھینکو۔

فائدہ مٹی پھینکنے کا حقیقی معنی ہے یا مجاز ہے کہ انہیں ایسی مدح سے روک دو تاکہ ممدوح مغرور نہ ہو جائے تو پھر تکبر میں مبتلا ہو جائے۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مدح پر کچھ نہ دو یا معنی یہ ہے کہ انہیں کچھ دو تاکہ ان کی زبان اس سے بند ہو کہ پھر وہ تمہاری ہجو نہ کر ڈالیں۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ مال ایک حقیر شے ہے مٹی کی طرح۔

مدح کی اقسام حضرت ابو اللیث رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ مدح تین قسم ہے۔

۱۔ منہ پر مدح کرنا اس سے تو روکا گیا ہے۔

۲۔ غائبانہ مدح کرنا اور جس کی تعریف کی جائے اور خیال کرے کہ اسے معلوم ہو جائے اس سے بھی روکا گیا ہے۔

۳۔ مدح کرنا لیکن یہ پرواہ نہ ہو کہ اسے معلوم ہو یا نہ تو جائز ہے مثنوی شریف میں ہے۔

خلق ما بر صورت خود کرد حق ۔۔۔ وصف ما از وصف او گیرد سبق

چونکہ آں خلاق شکر و حمد جوست ۔۔۔ آدمی را مدح جوئی نیز خوست

خاصہ مرد حق کہ در فضیلت جست ۔۔۔ پر شود زاں باد چوں خیک درست

ورنہ باشد اہل زاں باد دروغ ۔۔۔ خیک بدریدست کے گیرد فروغ

ترجمہ حق نے اپنی صورت پر ہمیں بنایا ہماری صفات اس کی صفات سے سبق لیتے ہیں۔

۲۔ چونکہ وہ خالق شکر و حمد چاہتا ہے آدمی بھی اپنی مدح سننا چاہتا ہے۔

۳۔ بالخصوص مرد حق کہ فضل سے بھرپور ہے اسی لئے اپنی مشک کو ہوا سے پر دیکھتا ہے۔

marfat.ocm

؎۔ ورنہ دوسرے لوگ جھوٹی ہوا ہیں اس لئے جب ان کی ملک پہنچی تو تمام رونق ختم۔

مسئلہ موت کے بعد (جائز) مدح میں کوئی حرج نہیں جب حد سے تجاوز نہ ہو جیسے اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح میں روافض تجاوز کرتے ہیں۔

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى وہ اسے خوب جانتا ہے جو تمام گناہوں سے بچتا ہے یہ جملہ مستانفہ اور نہی (جملہ سابقہ) کی تقریر کرتا ہے اور خبر دیتا ہے کہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو تمام گناہوں سے بچتے ہیں۔

شان نزول بعض نے کہا کہ ان میں بعض ایسے لوگ تھے جو اعمالِ صالحہ کے پابند تھے لیکن کہتے کہ ہماری نمازیں روزے اور حج ان کے لئے یہ نازل ہوا۔

فائدہ یہ اس وقت ہے جب ان کی یہ عبادت بطریق اعجاب و ریاء کے ہو۔ ہاں اگر عقیدہ ہو کہ اعمال صالحہ تو ہم سے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے ادا ہوئے اس سے وہ مدح و ثناء کی کسی سے امید نہیں رکھتے تو وہ اس گروہ میں سے نہیں اس لئے کہ طاعت الٰہی بجالانے پر مسرت اور خوشی طاعت اور اس کا ذکر شکر میں داخل ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ انسان کا اپنے متعلق علم اجمال اور اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق علم تفصیلی ہے اور مکمل تر اور اس کے علم اجمالی کو بھی مشتمل ہے نیز انسان کا اپنے متعلق علم اپنے قوائے بشریہ سے ہے اور وہ قُویٰ متناہی ہیں اسی لئے اس کا علم اپنے قویٰ کے مطابق متناہی ہوا اور اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق علم مطلق ہے کیونکہ اس کی ذات کا عین ہے مقام الواحدیت میں اور یہ علم اس کی ذات کے علم مقام الاحدیت میں اور علم مطلق علم مقید سے احوط اور جامع تر ہے نیز انسان صورت اللہ پر پیدا شدہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔ دوسری روایت میں ہے عَلٰى صُوْرَتِ الرَّحْمٰن آدم کو صورت رحمٰن پر بنایا اور اللہ تعالیٰ اپنی صورت کو جانتا ہے کہ اس کی ذات صورت سے منزہ اور شکل سے مقدس ہے اور انسان صورت کو اس کیفیت سے نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا جیسا کہ فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ انہوں نے اس کی قدر نہ کی جیسے اس کا حق ہے۔ ہاں جب اپنے علم مقید سے فنا پالے اور اللہ تعالیٰ کے علم مطلق میں بقا حاصل کرے تو پھر اسے اپنا

علم ہو گا۔

فائدہ یہی ہے تحقیق اس معنٰی کی کہ وہی اعلم ہے نیز اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی کا معنی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے ماسوا سے ڈرتا ہے اس حیثیت سے کہ اس نے ماسوا کو اپنے لئے حفاظت کا سبب بنایا ہے تاکہ جو علم و عمل صادر ہو تو وہ سب اسی کی طرف منسوب ہو کیونکہ وجود میں وہی مؤثر ہے اور اسی سے ہی فیض و فضل اور خیر وجود ہے۔

تفسیر عالمانہ اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کیا تم نے اسے دیکھا جس نے منہ پھیرا اتباع حق سے اور اس پر ثابت قدمی سے۔

وَاَعۡطٰی قَلِیۡلًا اور تھوڑی سی شے دی اپنے مال سے رشوت کے لئے اس سے ہی اس پر عذاب کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

واکدی اور کاٹا اپنا عطیہ اور بخل سے اسے روکا۔

حل لغات یہ اکدی الحافر سے ہے جب جانور کا کھر کاٹ دیا جائے جب وہ پتھر کی طرح سخت ہو جائے (جیسے انسان کے زائد ناخن کاٹ دیئے جاتے ہیں) اتنا کہ پھر اس کے آگے کاٹنا مشکل ہو جائے پھر اس شخص کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو کسی شے کو طلب کرے لیکن اسے نہ حاصل کر سکے اور نہ اسے مکمل کر سکے اور نہ اس کے آخر تک پہنچ سکے۔ القاموس میں ہے اکدی بمعنی بخل اور قل خیرہ یعنی اس نے بخل کیا یا اس کی بھلائی کم ہو گئی یعنی مال کم ہو گیا او قلل عطاؤہ اس نے اپنی عطا کم کر دی اور تاج المصادر میں ہے اکدی بمعنی قطع القلیل تھوڑا سا کاٹا۔

شان نزول ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی وہ حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی مجلس میں آپ کی باتیں سنتا تھا حضور سرور عالم ﷺ کو اس کے ایمان لانے کی امید ہو گئی اسے اس آمد و رفت پر مشرکین نے عار دلائی اور طعن و تشنیع کی اور کہا تو اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ رہا ہے اور گمراہ ہو گیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں تو اسے ایک مشرک نے کہا کہ تجھ پر جو عذاب آئے گا اسے

میں اٹھالوں گا اور آخرت کی جتنی تکلیفیں تجھ پر آئیں گی میرے ذمہ ہو گئیں بشرطیکہ اس کے عوض میں مجھے تھوڑا سا مال دے دے۔ اس کے بعد اس نے حضور سرور عالم ﷺ کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا اور آپ کے وعظ اور کلام مبارک کو سننا ترک کر دیا اور جس نے وعدہ کیا تھا اسے بھی پوری شرط کے مطابق مال نہ دیا یہ نہ دینا بوجہ بخل تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی۔

فائدہ یہ مذمت محض سبب کی وجہ سے ہے یعنی بخل سے۔

فائدہ اس سے یہ وہم نہ ہو کہ متولی (اعراض کنندہ) کے فعل کی مذمت کے لئے آئی حالانکہ متحمل مذکور کو عطاء نہ کرنا تو مذموم نہیں تو پھر اس کی مذمت کیسی ہوئی ہم اس وہم کو پہلے لکھ چکے ہیں کہ بخل کی مذمت ہے اور بخل جس میں بھی ہو مذموم ہے کافر ہو یا غیر کافر۔

فائدہ علامہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ یوں لکھا کہ اور باقی کو باز رکھا یعنی نہ دیا تو اس نے اپنے میں بخل و جہل کو جمع کیا۔

صاحب روح البیان قدس سرہ کی تحقیق فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ آیت ظاہراً تو نازل ہوئی ہے تَوَلّٰی (روگردانی) اور اس برے اعتقاد کی مذمت پر کہ قیامت میں اس کا بوجھ (گناہوں اور کفر کا) کوئی دوسرا اٹھالے گا جیسے آنے والی آیت سے ظاہر ہے اور اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی متولی (روگردان اور معطی (عطا کنندہ) اور متحمل گناہوں کے اٹھانے کا وعدہ کرنے والے کے درمیان معاہدہ کے حال بیان ہے اور اسکے بخل کی اس میں کوئی مذمت نہیں لیکن ایسا کہنا خالی از تحکم نہیں کیونکہ اس نے بخل تو کیا ہے اگرچہ غلط عقیدہ کی بناء پر سہی۔

فائدہ حضرت مقاتل نے فرمایا کہ ولید بن مغیرہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر کچھ مال خرچ کر کے ہاتھ روک لیا لیکن اس قول کا سابق آیات سے ارتباط نہیں رہتا۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ وہ سالک جو اثنائے سلوک میں رک جائے اور سیر الی اللہ سے بشریت اور لذات حیوانیہ کی طرف رجوع کرے بسبب ان تکالیف کے جنہیں وہ اپنے لئے شامت سمجھ بیٹھا جیسے مجاہدات بدنیہ

marfat.com

اور ریاضات نفسانیہ حالانکہ اس نے طریق سیر و سلوک میں عمر کا اچھا خاصہ راس المال خرچ کیا لیکن بعد کو بخل کر کے خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیا اور طریق اور اجتہاد فی اللہ سے نہ صرف ہٹ گیا بلکہ بقایا عمر تحصیل اللذات حیوانیہ بشریہ اور شہوات کو پورا کرنے اور دنیا زیر خسیسہ میں گنوا دی۔ یہ صرف عدم استعداد للوصول والوصال کی وجہ سے ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں ترقی کے بعد تنزل اور معرفت کے بعد بیگانگی سے۔

اندریں رہ می تراش و می خراش　　　　تادم اخر دمی فارغ مباش

ترجمہ　اس راہ میں خوب دوڑ دھوپ کر آخری دم تک فارغ نہ ہو۔

تفسیر عالمانہ　أَعِنْدَهُ کیا اس کے پاس ہے عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ (غیب کا علم کہ جس سے وہ دیکھتا ہے) فاء سببیہ ہے اور رویت قلبی مراد ہے یعنی کیا اس کے پاس امور غیبیہ میں ان کے ایک یہ کہ اس کے گناہوں کا بوجھ قیامت میں کوئی دوسرا اٹھالے گا تو کیا وہ جانتا ہے کہ اس کا وہ ساتھی واقعی اس کا بوجھ اٹھالے گا۔

فائدہ　ابن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارءیت بمعنی اخبرت　اعندہ علم الغیب　اس کا مفعول ثانی ہے اب معنی یہ ہوا کیا تم نے خبر دی ہے کہ یہ معطی و مکدی (مانع) کے پاس کیا کوئی غیب کا علم ہے یعنی غیب وہ شے ہے جو اس سے پوشیدہ ہے جیسے امور آخرت تو کیا وہ جانتا ہے کہ اس کا ساتھی اس کے گناہوں کا بوجھ قیامت میں اٹھالے گا اس تقریر پر یری　بمعنی　یتلم　ہے اس کے دونوں مفعول محذوف ہیں۔ جیسا کہ محل مقام دلالت کرتا ہے۔

ام　کیا وہ جاہل　لَمْ يُنَبَّأْ　خبر نہیں دیا گیا　بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ　وہ جو صحف موسیٰ (علیہ السلام) میں ہے یعنی تورات کے مضامین ہیں۔

حل لغات　امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحیفہ　بمعنی المبسوط من کل شے جیسے صحیفۃ الوجہ اور وہ شے جس میں مضامین لکھے جاتے تھے اس کی جمع صحائف و صحف آتی ہے اور مصحف جو صحف مکتوبہ کا جامع ہو۔ حضرت القہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مصحف (مثلث المیم) وہ جو جس میں قرآن و صحف جمع کیے جائیں۔ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ　اور صحف ابراہیم جس نے مکمل کیا۔ ابراہیم کا عطف موسیٰ پر ہے۔　وَفَّىٰ　یعنی وفروا تم یعنی ابراہیم علیہ السلام جس امر میں مبتلا ہوئے یعنی کلمات سے آزمائے گئے تو اس میں کامل اترے یعنی امان ایزدی میں کامیاب ہوئے

marfat.ocm

جیسے سورۃ البقرہ میں گزرا یا یہ معنی ہے کہ انہیں جو حکم کیا گیا اسے انہوں نے بغیر کمی اور نقصان اور ترک کے مکمل کیا۔

حل لغات یہ ایسے کہا جاتا ہے لوفاہ حقہ اس نے اس کا پورا حق ادا کیا واوفاہ بمعنی اسے کامل وافی عطا کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وفی کی تشدید تکثیر اور مبالغہ فی لوفاء کے لئے ہو یعنی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کیا اسے خوب نبھایا۔

نکتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص اس لئے ہے کہ جو آزمائشیں آپ پر آئیں کسی اور پر نہیں آئیں تو صبر کا کمال ہے کہ اف تک نہ کی جیسے نار نمرود پر صبر دکھایا۔

حکایت حضرت جبریل علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا عرض کی الک حاجتہ کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے فرمایا ہے لیکن تیرے ہاں نہیں۔

فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح ولد (صاحبزادے) پر بھی خوب صبر کیا ایسے ہی ہجرت اور اپنے اہل (بیوی) ولد (بیٹا) کو ایسی وادی میں چھوڑنے پر جس میں کسی قسم کی کھیتی نہ تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر دن میں تین میل تک چل کر مہمان کو تلاش کر کے گھر لاتے اگر مل جاتا تو اس کی خوب مہمان نوازی فرماتے اگر نہ ملتا تو آپ روزہ کی نیت فرما لیتے۔ اس کے لئے کسی نے کیا خوب مسجع مقفّٰی عبارت لکھی کہ

وفی ببذل نفسہ للنیران وقلبہ للرحمن وولدہ للقربان ومالہ للاخوان

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی جان آگ میں جھونک دی اور آپ کا دل رب رحمن کے ساتھ تھا اور بچے کو راہ خدا میں قربان کر دیا۔ اور مال بندگان خدا پر صرف کر دیا۔

حدیث قدسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم چار رکعت دن کے اول حصے میں پڑھ لے میں آخری دن تک تیری کفایت کروں گا۔

حدیث نبوی مروی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے

marfat.com

اپنے خلیل کے لئے کیوں فرمایا کہ اس نے کامل وفاء کی۔ فرمایا اس لئے کہ وہ ہر صبح و شام کو پڑھتے تھے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ (دو آیات تک) یعنی ایک آیت یہ اور دوسری وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ امام احمد نے اپنی سند میں تین آیات کا ذکر فرمایا ہے (عین المعانی)

حدیث شریف حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں فرمایا ایک سو چار ان میں دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر اور پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر اور تین صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور چار کتابیں (قرآن۔ تورات۔ انجیل۔ زبور) ہیں میں نے عرض کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا فرمایا مثال ان میں ایک یہ ہے کہ اے فریب خوردہ مغرور میں نے تمہیں اس لئے نہیں دنیا میں پیدا کیا کہ تو مال جمع کرتا رہ بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ تو مظلوم کی دعوت (بلاوے) کو مدد کے لئے رد نہ کرے میں بھی رد نہیں کرتا۔ اگرچہ کافر ہو اور ان امثال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ " اپنی عقل سے مغلوب نہ ہو وہ اپنی ساعات کو تقسیم کرے ایک ساعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کے لئے اور صنع الٰہی میں خود فکر کے لئے ایک ساعت اپنے نفس سے محاسبہ کے لئے کہ کیا گزارا اور آئندہ کیا پروگرام ہے ایک ساعت اپنی خوراک حلال کمائی سے حاصل کرنے کے لئے اور عاقل پر لازم ہے کہ وہ اپنے دور کو خوب سمجھے اپنے حالات پر کنٹرول کرے اپنی زبان کو قابو میں رکھے جسے معلوم ہے کہ اس کی باتوں کو بھی لکھا جاتا ہے تو سوائے اس کے کہ ضروری امر ہے کوئی بات بھی نہیں کرتا۔

فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں کے مضامین ہم سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کے آخر میں بیان کریں گے۔

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں ان کا اسم گرامی پہلے ہو تا یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسم گرامی کی تقدیم کیوں؟

جواب چونکہ ان کے صحیفے کی ایک مستقل کتاب تورات تھی اور وہ ان (اہل کہ) کے ہاں مشہور تر اور کثیر الرائج تھی) نیز فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ یہاں ترقی من للاقرب الی الابعد عمل میں لائی گئی ہے

marfat.com

کیونکہ اقرب زیادہ معروف ہوتا ہے نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام مستقل کتاب والے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر مستقل کتاب نہیں بلکہ صحیفے اترے تھے۔ یہاں کتاب کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر پہلے آیا (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (یہ کہ کوئی نہیں اٹھائے گا کسی دوسرے کا بوجھ) یہ اصل میں ان لا تنزر الخ تھا۔ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان ہو اس کا اسم محذوف جملہ منفیہ اس کی خبر اور جملہ محلاً مجرور ہے کہ فی صحف موسیٰ سے بدل ہے یا مرفوع ہے کہ مبتداء محذوف کی خبر ہے گویا پوچھا گیا کہ ان کے صحیفوں میں کیا تھا تو جواب ملا کہ یہ تھا کہ کوئی نفس کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ ہی ایک کے گناہ سے دوسرے کے گناہ کا مواخذہ ہو گا تاکہ وہ عذاب اور سزا سے نجات پا جائے۔ الوازرۃ سے مراد وہ ہے جس سے گناہ اور بوجھ کے اٹھانے کی امید کی جا سکتی ہے نہ وہ کہ وہ گناہ کرے اور خود بوجھ اٹھائے کیونکہ یہاں اسی کی بات ہے جو خود گناہوں سے فارغ ہو ورنہ جو خود گناہوں کے بوجھ تلے دبا ہوا وہ دوسرے کا گناہ کیا اٹھائے گا اس میں اس شخص کا رد بھی ہے جو ولید کے گناہوں کے بوجھ اٹھانے کو تیار ہو گیا تھا۔

سوال یہ مضمون آیت کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی کو ناحق قتل کیا یا زمین پر فساد پھیلایا تو گویا اس نے تمام کو قتل کیا (کیونکہ اس آیت میں گویا تمام لوگوں کے قتل کا بوجھ اس قاتل پر رکھ دیا گیا ہے۔

جواب آیت میں یہ کہا ہے کہ تمام لوگوں کے قاتلین کا گناہ اس کے سر پر ہو گا بلکہ یہاں تو یہ بتایا گیا ہے کہ اس پر قتل (کہ جس سے اسے روکا گیا) اس کے گناہ سے بڑھ کر یہ گناہ ہو گا کہ وہ دوسرے لوگوں کو قتل کرنے کا سبب اور رہبر بن رہا ہے تو یہ دونوں گناہ بھی اس کے پانے ہیں کہ اس کے سر ہوں گے یہ نہیں کہ اوروں کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر پر رکھا جائے گا۔ اسی طرح حدیث شریف من سن سنته سیئته فعلیه وزرها ووزر من عمل لها الی یوم القیمته (جس نے برے طریقے کی ابتداء کی تو اس پر گناہ ہو گا اور اس کا بھی جو اس کے دیکھا دیکھی گناہ کیا قیامت تک) کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ بوجھ جو اسے نصیب ہو گا دوسروں کے گمراہ کرنے کے

سبب اور دلالت کی وجہ سے جو اس کا اپنا گناہ ہے (نہ یہ کہ کسی دوسرے کا اس کے سر پر رکھا جائے گا)
وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى اور یہ کہ نہیں ہے انسان کے لئے مگر وہ جو اس نے خود کام کیا) یہ پہلے ان کی طرح مخففہ من المثقلہ ہے اس کا عطف اسی پر ہے وَلِلۡاِنۡسَانِ لَيۡسَ کی خبر اور اِلَّا سَعٰى میں مصدریہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ ان موصولہ ہو۔

حل لغات السعی معنی اتنا چلنا جسے دوڑنا نہ کہا جا سکے کسی کام میں جدوجہد کرنے کو بھی السعی کہلجاتا ہے وہ کام اچھا ہو یا برا۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ شان یہ ہے کہ انسان کے لئے آخرت میں نہیں مگر وہی سعی جو اس نے دنیا میں کی یعنی عمل اور نیت یعنی جیسے کوئی کسی کے گناہ سے نہ پکڑا جائے گا ایسے ہی کسی کا ثواب دوسرے کو نہ دیا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ کوئی کسی دوسرے کے فعل سے نفع نہ اٹھا سکے گا۔ جبکہ پہلے بیان ہوا کہ کوئی کسی دوسرے کا نقصان دفع نہ کر سکے گا۔

سوال اس آیت سے (معتزلہ کے مذہب کی صداقت) ثابت ہوتی ہے کہ قیامت میں کسی کو کوئی فائدہ نہ دے سکے گا (اور نہ ہی مرنے کے بعد کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے[1])

جوابات (۱) اس کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کرے کوئی اور اسی کا کیا ہوا دوسرے کو نفع پہنچائے یہ اگرچہ آیت کا مفہوم صحیح لیکن۔

وهذا منسوخ الحکم فی هذه الشریعته بقوله تعالٰی والحقنابهم ذریتهم وما التناهم من عملهم من شئی (روح البیان ص ۲۴ ج ۹)

ترجمہ یہ اس شریعت میں منسوخ الحکم ہے بحکم والحقنا ھم الخ ہم نے ان کی ذریت ان کے ساتھ ملا دی اور ان کے اعمال میں بھی کمی نہ کی۔

۲۔ دوسری آیت سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آباء کے اعمالِ صالحہ مقبولہ کی برکت سے ان کی اولاد کو آباء کے پلڑے میں

---

[1] یہ ایت اگر مودل ہے لیکن معتزلہ کے مذہب کو سامنے رکھ کر موجودہ دور کے معتزلہ نجدی۔ وہابی۔ دیوبندی۔ مودودی۔ مرزائی کے مذہب کا موازنہ کیجئے ۱۲

marfat.com

دلایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ آباء کی شفاعت ان کی اولاد کے حق میں قبول فرمائے گا ایسے ہی ابناء کی شفاعت آباء کے حق میں اس کی آیت اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (تمہارے آباء و ابناء سے بعض ایسے ہیں جنہیں تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہارے نفع کے لئے تمہیں زیادہ قریب ہے[۱]) سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

قول و عکرمہ حضرت عکرمہ (تلمیذ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم و موسیٰ علی نبینا و علیہما السلام کی امت کے لئے تھا اور امت مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ انہیں اپنے عمل کے ثواب کے علاوہ دوسروں کے عمل سے بھی ثواب ملتا ہے۔

حکایت نمبر ۱ حضور سرور عالم ﷺ کے حضور میں ایک عورت نے کجاوے سے بچہ کو نکال کر عرض کی یا رسول اللہ اس کا حج ہو جائے گا آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔

حکایت نمبر ۲ حضرت ربیع بن انس نے فرمایا کہ یہ کافر کے لئے ہے کہ اسے غیر کا نیک عمل مرنے کے بعد کوئی فائدہ نہ دے گا لیکن مومن کو اپنے عمل کے ثواب کے علاوہ اگر کوئی دوسرا اس کے لئے عمل کر کے ثواب اسے بخش دے تو بھی اس کے لئے وہ ثواب فائدہ دے گا[۲]۔

استدلال حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دعویٰ میں استدلال فرمایا کہ ان عائشہ

---

[۱]۔ واضح ہوا کہ ہمیشہ بدمذاہب اپنے دلائل کی دیوار منسوخہ آیات و احادیث سے کھڑی کرتے چلے آئے ہیں۔ اس آیت کے منسوخ ہونے کے باوجود معتزلہ کی تاحال وہی ضد ہے کہ اموات کو احیاء کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور دور حاضرہ کے معتزلہ نے آگے بڑھ کر کہہ دیا کہ نہ ہی مردے زندوں کو کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے)

[۲]۔ اسی لئے تو فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اہل قبور کو ہم فائدہ دے نہ سکتے ہیں اور نہ ہی اہل قبور زندوں کو کوئی فائدہ دے سکتے ہیں تو یہ کافروں کے لئے ہے ہم سنی مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ احیاء اہل اموات کو فائدہ (ثواب) پہنچا سکتے ہیں اور اہل قبور احیاء کو فیض دے سکتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں سے محروم ہیں اور ہم اہلسنت جانبین سے افادہ و استفادہ کے قائل ہیں کہ عوام کو ایصال ثواب پہنچاتے ہیں اور انبیاء و اولیاء کے مزارات سے فیض حاصل کرتے

marfat.com

اعتکفت عن اخیھا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بعد موتہ واعتقت عنہ (روح البیان ص۲۴۷ ج۹)

استدلال از حدیث صحیح حضور سرور عالم ﷺ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے تو کیا میں اس کے لئے صدقہ و خیرات کروں آپ نے فرمایا ہاں عرض کی کون سا صدقہ افضل ہو گا فرمایا پانی پلانا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوا کر وہ راہ خدا میں وقف فرمایا۔

جواب نمبر۳ حضرت امام قرطبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تذکرہ میں لکھا کہ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی میں ایک احتمال یہ ہے کہ صرف برائیوں کے لئے ہے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی اسے عمل میں نہیں لاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے لئے دس سے سات سو (زائد) نیکیاں لکھ دی گئی ہیں اور جب وہ برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن عمل میں نہیں لاتا تو فرمایا اس میں اس کے لئے برائی کے لکھنے کا حکم نہیں فرماتا جب تک عمل میں نہ لائے جب عمل میں لاتا ہے تو صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے اس کی تصدیق قرآن مجید کی آیت میں مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا جو ایک نیکی لائے تو اس جیسی اس کے لئے دس ہیں) میں ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور بس اور طریقہ عدل تو یہ ہے کہ انسان کو وہی ملے جو وہ خود عمل کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ عطا فرمایا جو اس نے نہیں کیا تو یہ زائد عطیہ فضل الٰہی ہوا کہ ایک نیکی پر بندے کو دس سے سات سو تک بلکہ لاکھوں سے بڑھ کر ثواب مفت حاصل ہو جبکہ وہ بچوں کو بغیر عمل کے بہشت میں داخل فرمائے گا تو پھر ایسے بندے کو اگر بخش دے جسے کسی دوسرے کا عمل وسیلہ بنا ہے تو کون سا حرج ہے۔

خلاصہ جوابات یہ کہ جو کچھ بندے کے اپنے عمل سے عطا کیا وہ اس کا عدل اور جو اسے دوسرے کے عمل سے بخشا یہ اس کا فضل اور اس کے فضل و کرم کا کوئی گناہ وہ نہیں اور نہ اس کی حد اور نہ اس کا حساب ہے کیونکہ وہ نیکیاں عطا فرماتا اور برائیوں سے تجاوز فرماتا ہے۔

فائدہ نفس و طبیعت کا مرتبہ ایسے ہی شریعت و طریقت کا طریق اول سے ہے اور روح و سر کا مرتبہ ایسے ہی معرفت و حقیقت کا طریقہ ثانیہ سے ہے۔

marfat.ocm

نکتہ الاسئلتہ المقحمہ میں ہے کہ آیت میں اشارہ ہے کہ نجات کا اصل مقرر کردہ حکم شرع میں ہے اس لئے کہ نجات اصلیہ کا وعدہ قرآن وحدیث میں عمل صالح سے ہے جزاؤ مکافات پر یہی نجات مشروط ہے ہاں وہ نجات جو مکافات وجزاء سے مشروط نہیں وہ اس کا محض فضل وکرم ہے وہ اپنے لطف عمیم ورحمت عظیم سے بخشے گا جسے بخشے گا اس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے کہ میں نے اپنی شفاعت ذخیرہ بنا کر رکھی ہے اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ متقین مومنین کے لئے ہوگی نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ خطائیں ملوثین کے لئے خاص ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ کتاب کی تفسیر رسول اللہ ﷺ کے سپرد ہے۔

تین آیات کا اشکال اور اس کے جوابات میں نے امام ابوبکر فارسی سے سمرقند میں سنا فرماتے کہ میں نے استاذ ابو اسحٰق اسفرائنی سے سنا وہ فرماتے ہیں عبداللہ بن طاہر امیر خراسان نے حسن بن الفضل البجلی (رحمہم اللہ تعالیٰ) عرض کی کہ مجھ پر تین آیات کا اشکال ہے اپ ان کا حل فرمائیں تاکہ بیمار قلب کو شفا نصیب ہو۔

آیت ۱ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ تو صبح کو ندامت والوں میں سے ہوا اور حدیث شریف میں ہے کہ الندم توبتہ توبہ ندامت کا نام ہے لیکن قابیل کے حق میں یہ ندامت توبہ نہ ہوئی۔

آیت ۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل یوم ھو فی شان ہر دن وہ نئی شان میں ہے اور حدیث شریف میں ہے قلم خشک ہوگئی اس سے جو قیامت تک پہنچنے والا ہے۔

آیت ۳ فرمایا اِنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (دوسری) جگہ فرمایا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَتہ آپ نے فرمایا کہ ندامت کا توبہ ہونا ادم علیہ السلام کی شریعت میں نہ تھا اور نہ ہی دوسری امم کے لئے یہ صرف آنحضرت ﷺ کا خاصہ ہے دوسرا قابیل کی ندامت قتل ہابیل سے نہ تھی بلکہ کافی دیر اسے سر پر اٹھانے سے تھی اور پتہ نہ چلتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرے کیونکہ یہی سب سے پہلا قتل تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کوّا بھیجا تاکہ اس کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔

جواب آیت ۲ کل یوم ھو فی شان میں شان مذکور میں وہ ابتدائی تقدیر مراد ہے اس کے بعد تقدیر کا

marfat.com

ظہور اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے۔

جواب آیت ۳ لیس للانسان میں عدل و مجازات کا ذکر ہے کہ وہ جیسے چاہے کہ ایک نیکی کی دس جزا دے لیکن اضعافا مضاعفا اس کا فضل ہے اور مہربانی اس میں عدل و مجازات کو دخل نہیں حضرت عبداللہ بن طاہر کھڑے ہوئے اور حضرت حسن الفضل البجلی کے سر کو چوما اور پچاس ہزار درم نذرانہ پیش کیا۔

رد وہابیہ اور دیوبندیہ ہمارے دور میں اہلسنّت کا دستور ہے کہ میت کے آگے نعت خوانی اور ذکر الٰہی کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بدعت اور حرام ہے فقیر اویسی غفرلہ نے اس کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے "نشر الجوائز علی الاذکار امام الجنائز" اسی کی تائید صاحب روح البیان صدیوں پہلے لکھ گئے[1] ذکر الخرائطی فی کتاب القبور قال سنته الانصار اذا حملو المليّت ان يقرؤامن القراة ولذا كان على الذاكران ينوى التلاوة والذكر معاحتى يثاب بثواب التلاوة فحيث من القرآن من الذكر منه (روح البیان ص ۲۴۸ ج ۹)

ترجمہ خرائطی نے کتاب القبور میں لکھا کہ انصار (صحابہ) کی عادت تھی کہ جب میت اٹھاتے تو قرآن پڑھتے اسی لئے ذکر کرنے والے کو ضروری ہے کہ وہ تلاوت کی نیت کرے اور ساتھ ہی ذکر کی تاکہ دونوں ثواب ملیں کیونکہ ذکر کا طریقہ قرآن سے حاصل ہوا۔

کسی نے خوب ابیات کہے۔

ذر والديك وقف على قبريهما   مكانني بك قد اليهما

ترجمہ والدین کی قبر کی زیارت کر اور وہاں کچھ دیر بیٹھ وہ تیرے ساتھ ہیں جو تو پڑھتا ہے انہیں ملتا ہے۔ یہاں تک کہا۔

وقرات من آى الكتاب بقدر ما   تستطيعه وبعثت ذاك اليهما

ترجمہ تو نے جتنی آیات قرآنی پڑھیں ان کو بھیج دے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ ابن تیمیہ کے متعلق کہا۔

marfat.ocm

فمن اعتقد ان للانسان لا تنفع الا بعمله (روح البیان ص ۲۲۸ ج ۹)
بعض کا اعتقاد ہے کہ انسان کو صرف اپنے عمل سے فائدہ ہوگا۔

ابن تیمیہ کا رد فقد خرق الاجماع وذلک باطل من وجوہ کثیرہ یعنی ابن تیمیہ نے اجماع کو توڑا یعنی اجماع کے خلاف کیا اس کی تردید کی چند وجوہ ہیں۔

۱۔ انسان دوسرے کی دعا سے نفع پاتا ہے یہ دلیل ہے کہ ایک دوسرے کے عمل سے نفع حاصل ہو سکتا ہے۔

۲۔ حضور سرور عالم ﷺ قیامت میں اہل موقف سے شفاعت فرمائیں گے۔ پھر اہل جنت کی دخول جنت کے لئے اور اہل کبائر کی جہنم سے نکالنے کی۔ یہی غیر کی سعی سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کی دلیل ہے۔

۳۔ ہر نبی علیہم السلام اور نیک انسان کو شفاعت کا اذن ہو گا یہ بھی غیر سے نفع حاصل کرنے کی دلیل ہے۔

۴۔ ملائکہ اہل ارض کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں یہ بھی غیر کے عمل سے نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے بہت سے ان لوگوں کو دوزخ سے نکالے گا جنہوں نے ایک نیک عمل بھی نہ کیا ہو گا۔ یہ بھی بغیر عمل کے نفع پانے کی ایک دلیل ہے۔

۶۔ اہل ایمان کی اولاد اپنے آباء کے اعمال کی وجہ سے بہشت میں جائیں گے یہ غیر کے عمل سے نفع پانا ہے۔

۷۔ میت کی طرف صدقہ دیا جائے یا اس کے لئے غلام آزاد کیا جائے اسے ثواب ملتا ہے اور اس کا ثبوت سنت رسول ﷺ اور اجماع کے نص سے ثابت ہے یہ بھی غیر کے عمل سے نفع پانا ہے۔

۸۔ کسی پر حج فرض ہوا اور بغیر ادائیگی کے فوت ہو جائے اور اس کی جانب سے اس کا متولی حج کرے تو میت سے فرضیت کی ادائیگی ہو جائے گی یہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

۹۔ کسی پر قرض ہو اس کی طرف سے کوئی دوسرا ادا کر دے تو قرض ادا ہو جائے گا جیسے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا مقولہ مشہور ہے فرمایا کہ اذا انا مت فیغسلنی فلاں ای من الدین جب میں مر جاؤں تو فلاں شخص کو چاہیے کہ وہ مجھے نہلائے یعنی قرض سے یعنی میرے قرضہ جات وہی اتارے یہ بھی غیر کے عمل سے نفع پانا ہے۔

۱۰۔ کسی پر لوگوں کے حقوق و مظالم ہوں اور مجموعی طور پر سے لوگ معاف کر دیں تو معاف ہو جائیں گے۔

۱۱۔ ہمسایہ نیک سے زندگی میں اور موت کے بعد نفع اٹھایا جاتا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے۔

۱۲۔ اہل ذکر کی مجلس کی برکت پر اس آدمی پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے جو ان میں آکر بیٹھا حالانکہ وہ اہل ذکر نہیں اور نہ ہی ذکر کی نیت سے ان کے ساتھ بیٹھا بلکہ کسی اور کام کی غرض سے بیٹھ گیا حالانکہ اعمال کا دارومدار نیات پر ہے باوجودیکہ ایں ہمہ اس بیٹھنے والے کی بخشش ہو سکتی ہے تو میت کی بھی۔

۱۳۔ میت پر نماز جنازہ اور اس کے لئے دعا مانگنا بھی میت کو فائدہ دیتا ہے یہ بھی سب کچھ عمل غیر سے فائدہ پہنچ رہا ہے ان جیسے نظائر بے شمار ہیں بلکہ ثواب کے تضاعف (دوگنا ہونا) کی ایات بھی بکثرت ہیں اسی لئے وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کی تاویل ضروری ہے کیونکہ اس میں غیر کے عمل سے پانے کی نفی اور حصر بحرف استثناء سے حصر ہے کہ انسان صرف اور صرف اپنے اعمال سے نفع پائے گا اور بس اور اسے وہی جزا ملے گی جو اس نے خود عمل کیا ہے اس پر کچھ اضافہ از عمل الغیر نہ ہوگا۔

سوال جب ایت میں صریح حکم ہے کہ غیر کا عمل کوئی فائدہ نہ دے گا پھر بے جا تاویلیں کیوں حالانکہ قانون ہے کہ جو بات صریح نص اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو وہ عمل ناقابل قبول ہے۔

جواب ۱ آیت اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى منسوخ ہے۔[۱]

جواب ۲ آیت صرف کفار کے لئے ہے۔

جواب ۳ آیت میں عدل کی بات ہے ہم اس کے فضل کی بات کرتے ہیں اور عدل و فضل کی تحقیق پہلے عرض کر چکے ہیں۔

جواب ۴ دوسرے کے عمل سے بھی اس وقت فائدہ حاصل ہوتا ہے جب دوسرا بھی اس کے لئے نیت کرے کہ یہ عمل میں فلاں کے لئے کرتا ہوں یہ گویا اب اس فعل کے کرنے سے اس کا وکیل اور نائب ہے اس معنی پر اس کا کرنا گویا اسی کا کرنا ہے۔

جواب ۵ غیر کے عمل سے اس وقت فائدہ نہیں جب غیر اس کا اہل نہ ہو اگر اہل ہو یعنی مومن ہو صالح ہو تو

marfat.com

اس معنی پر غیر کا کرنا نہیں بلکہ اصل کا کرنا ہے کیونکہ اس کی سعی دوسرے کی سعی کے تابع ہے تو گویا اس نے اس عمل کی سعی اس نے خود ہی کی ہے اس لئے کہ ایمان کا تعلق بڑا گہرا تعلق بلکہ ایک دوسرے سے قریبی تعلق ہے۔

۴۔ حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال جبکہ وہ دوسرے مومن سے محبت اور رحم اور پیار کرتا ہے ایسے ہے جیسے جسم کہ اس کے کسی حصہ میں شکایت ہو تو تمام جسم بے قرار ہوتا ہے اسے نیند آتی ہی نہیں بلکہ بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۵۔ حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مومن مومن کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے جو ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے آپ نے اسے مثال دے کر یوں سمجھایا کہ اپ کے ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں بھی ضم کر دیا۔

فائدہ اس معنی پر جو بھی کسی دوسرے مسلمان کے لئے عمل کی سعی کرتا ہے تو گویا وہ اپنے بھائی کے عضو کو مضبوط کر رہا ہے بلکہ اس کی کمی پوری کر رہا ہے اس تقریر پر اس کا سعی کرنا گویا دوسرے کا خود سعی کرنا ہے۔

خلاصۃ المرام خلاصہ یہ کہ ایک کا دوسرے کو نفع پہنچانے کا دارومدار ایمان و عمل صالح ہے کیونکہ ان کے سوا کسی کو کوئی نفع نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی کو ایمان (جانبین) کے بغیر کتنا ہی نفع دے کوئی نفع نہ[1] ہوگا۔

۶۔ ہدایہ کتاب فقہ حنفی کا حوالہ ہدایہ میں اول باب الحج عن الغیر میں ہے کہ الانسان له ان یجعل ثواب عمله بغیر صلوٰة او صوما او صدقه او غیر ها عند اهل السنته و جماعته

(روح البیان ص ۲۴۹ ج ۹)

---

[1] یعنی میت بھی مومن ہو اور جو ثواب پہنچائے وہ بھی مومن ہو اگر خدانخواستہ میت کافر مرتد ہو تو ثواب نہ پہنچے گا اگر ثواب بھیجنے والا مرتد کافر ہو تو بھی میت مومن کو ثواب نہ ملے گا اسی لئے وہابی دیوبندی ثواب پہنچانے کی تمام صورتوں کو بدعات اور رسوم کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ سو وہ بھی سچے ہیں۔ کیونکہ وہ ابن تیمیہ کے عاشق ہیں یا پھر وہ اپنے مردے کو مومن نہیں سمجھتے یا خود۔ ورنہ قبور میں اموات کو ثواب کی اتنی ضرورت ہے جتنی زندہ انسان کو دنیوی زندگی میں ضروریات زندگی کی)

marfat.ocm

ترجمہ انسان اپنے عمل کا ثواب غیر کو دے سکتا ہے نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا کوئی اور شے یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔

۱۷۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب فتح الرحمن میں ہے کہ اس مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ غیر کا وہ عمل جو قربت الہی کی نیت سے کیا جاتا ہے جیسے نماز روزہ اور قرآۃ القرآن اور صدقہ غیر کے لئے جائز ہے جیسے مسلم میت کے لئے ہدیہ کیا جاتا ہے یعنی اس کا ثواب میت کو بخشا جاتا ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہا اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن امام مالک و شافعی رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقہ و عبادت مالیہ اور حج کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ان کے سوا دیگر عبادات جیسے نماز روزہ قراۃ القرآن وغیرہ کا ثواب نہیں پہنچتا اس کا ثواب صرف اور صرف خود عمل کرنے والے کو ملے گا اور بس۔

معتزلہ کا مذہب معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان کو لائق نہیں کہ وہ اپنے عمل کا ثواب مطلقاً غیر کو دے اور نہ ہی دوسرے کو اس کا ثواب ملے گا اور نہ ہی اس سے اسے کوئی نفع ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان لیس للانسان الاماسعی اور چونکہ ثواب سے مراد جنت ہے اور بندے کو کب اختیار ہے کہ وہ کسی کو بہشت عطا کرے بلکہ وہ جنت کا تو خود اس کے لئے بھی کوئی اختیار نہیں۔[۱]

۱۸۔ مسئلہ فقہیہ سے استدلال اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جس پر حج فرض تھا اور نہ بغیر ادا کئے مر گیا تو امام ابو حنیفہ و امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موت سے اس کا حج ساقط ہو گیا اس کی طرف سے کوئی حج نہ پڑھا جائے ہاں اگر وصیت کر کے مرا تو پھر اس کی طرف سے حج پڑھنے سے اس کی ادائیگی متصور ہو گی اور امام

---

[۱] - کتنی کمزور دلیل ہے معتزلہ کی لیکن ہم ان کو کیا جواب دیں جب وہ ہیں نہیں ہمیں تو ان کے لئے عوام کو آگاہ کرنا ہے جو معتزلہ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ایصال ثواب کے تمام صورتوں کو بدعت اور رسوم کہہ کر خود بھی محروم ہیں اور دوسرے اہل اسلام کو مختلف وسوسہ سے محروم کرنے کی سعی خام کرتے ہیں اور ظالم خود کو کہلواتے بھی ہیں اہلسنت اور حیرانی یہ ہے کہ ان جملہ امور کو حرام بھی کہتے ہیں اور کھاتے بھی ہیں تو ہپ ہپ کر کے) (ہیں عجب کھانے غرانے والے ۱۲)

marfat.ocm

شافعی و امام احمد رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے حج ساقط نہ ہو گا اس کے مال سے حج ادا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ جس نے خود حج نہیں پڑھا حالانکہ اس پر حج فرض ہے تو کیا دوسرے کی طرف سے حج بدل پڑھ سکتا ہے امام ابو حنیفہ و امام مالک رحمہا اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ حج بدل ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے امام شافعی و امام احمد رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جائز نہیں اگر ہو گا تو اس کا اپنا حج ہو جائے گا۔

مسئلہ نماز عبادت بدنیہ ہے اس میں نیابت (دوسرے کی طرف سے ادا کرنا) ناجائز ہے نہ مال سے نہ بدن سے اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

۱۹۔ مسئلہ اسقاط امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی مرے اور اس پر چند نمازیں فرض ہیں تو اس کی ہر نماز کے عوض گندم کا نصف صاع یا کھجور یا جو کا ایک صاع یا اس کی قیمت فقراء مساکین کو فدیہ کے طور دیا جائے۔

مسئلہ ضروری نہیں کہ مساکین فقراء کی گنتی معین ہو خواہ ایک ہی کو دے دیا جائے جائز ہے خواہ وہ متعدد صلوت کا فدیہ ہو۔

مسئلہ ایک نماز کا فدیہ ایک ہی مسکین کو دیا جائے ایک سے زائد پر تقسیم نہ ہو۔

مسئلہ اسقاط کی ایک شرط یہ ہے کہ مرنے والے نے وصیت کی ہو۔

مسئلہ اگر وصیت کر کے نہ مرا ہو تو ورثہ کو تبرعاً (احساناً) اسقاط کے لئے فدیہ دینا جائز ہے۔ (ان پر لازم اور ضروری نہیں) یہ صرف امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ہے خلافاً للائمہ الثلاث۔

۲۰۔ حکایت مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں اپنے والدین کی ان کی زندگی میں ان کی خوب خدمت کرتا تھا لیکن اب وہ فوت ہو گئے ان کی کیا خدمت کروں آپ نے فرمایا ان کے لئے اپنی نماز کے ساتھ نماز (دوگانے) پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لئے (دوسرے ایام میں نفلی) روزے رکھ (رواہ دار قطنی) عن علی رضی اللہ عنہ۔

marfat.ocm

فائدہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے لئے حجت اور تائید ہے ان کے اس مسئلہ کی کہ آپ نے فرمایا کہ عبادت بدنیہ بھی میت کے ایصال ثواب میں جائز ہے (خلافا للشافعی رحمتہ اللہ علیہ) جیسا کہ گزرا۔

۲۱۔ حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ دو مینڈھے ذبح فرماتے اپ لئے ایک اور دوسرا اہل ایمان امتیوں کے لئے (متفق علیہ)۔

طریقہ استدلال اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ وہ ایک دنبہ جو حضور سرور عالم ﷺ اپنی امت کے اہل ایمان کے لئے کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ۔

جعل ثوابه لها وهذا تعليم منه عليه السلام بان الانسان ينفعه عمل غيره والاقتداء به عليه السلام هو الاستمساك بالعروة والوثقى (روح البیان ص ۲۵۰ ج ۹)

ترجمہ اس کا ثواب اس کے لئے کیا اور یہ حضور علیہ السلام کی تعلیم ہے کہ انسان کو غیر کا فائدہ دیتا ہے حضور علیہ السلام کی اقتداء ہی عروہ وثقیٰ ہے۔

فائدہ حضرت حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ بھی دو دنبے ذبح فرماتے اور فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی وصیت فرمائی کہ ایک دنبہ آپ ﷺ کے لئے ذبح کیا کروں۔

۲۲۔ حدیث شریف مروی ہے کہ جو شخص قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اہل اموات کو بخشے تو اسے مردگان کی گنتی کے برابر ثواب نصیب ہو گا (رواہ الدار قطنی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

فائدہ یہ حدیث شریف بھی سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی مؤید ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب غیر کو بخشا جا سکتا ہے (خلافاً للشافعی) جیسا کہ گزرا۔

marfat.ocm

۴۳۔ **حکایت** حضرت شیخ الفقیہ القاضی الامام مفتی الانام عزالدین بن عبد السلام زندگی بھر فتویٰ دیتے رہے کہ زندوں کی طرف سے بھیجا ہوا قرآن پڑھنے کا ثواب نہیں پہنچتا وہ بھی حجت میں آیت ان لیس للانسان الاماسعی پیش کرتے جب فوت ہوئے تو ان سے آپ کے کسی اہل مجلس نے پوچھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ میت کو زندہ کا قرآن پڑھنے کا ثواب نہیں پہنچتا اب تمہارا کیا خیال ہے فرمایا کہ میرا فتویٰ دنیا میں تھا لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ ثواب پہنچتا ہے اسی لئے میں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا جب میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وسعت دیکھی ہے۔

مسئلہ بعض نے کہا کہ پڑھنے والے کو پڑھنے کا اور مردے کو سننے کا ثواب پہنچتا ہے اسی لئے سننے والے پر رحمت باری ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ کرو امید کرو کہ تم پر رحمت ہو گی)

فائدہ امام قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعید نہیں کہ میت کو قرآۃ واستماع (سننے) پر دونوں ثواب عطا فرمائے۔

مسئلہ میت قبر میں ہو اور اس کے لئے کسی دوسری جگہ قرآن پڑھ کر ثواب بخشا جائے تب بھی اسے اس کا ثواب پہنچتا ہے جیسے صدقہ و استغفار کا ثواب اسے پڑھنے سے پہنچتا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قرآن دعا و استغفار و تضرع اور عجز و انکسار کا مجموعہ عبادات ہے اور قرآن کی تلاوت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب کسی عبادت سے نہیں ہو سکتا ہے۔

رد المنکرین فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) نے فرمایا کہ اس میں حجت ہے اس پر جو کہتا ہے کہ فرض نمازوں کے بعد (یہ رواج صاحب روح البیان کے زمانہ میں ہو گا ممکن ہے اب بھی کہیں ہو کہ) امام صاحب آیتہ الکرسی پڑھتے اور دوسرے مقتدی سنتے ہیں اس سے امام کو پڑھنے کا اور مقتدیوں کو سننے کا ثواب ملتا ہے لیکن منکرین

marfat.ocm

کہتے ہیں (چونکہ یہ بدعت ہے) فلہذا ناجائز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام آہستہ پڑھے تاکہ دوسرے مقتدی بھی پڑھیں[1]۔ (ہم کہتے ہیں کہ صاحب روح البیان نے مخالفین کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ جب زندہ آدمی کے ثواب کے سبب زندہ کو ثواب مل سکتا ہے۔ تو مردہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ یعنی مؤذن کی قراۃ سے حاضرین کو فائدہ ملا تو یونہی زندہ کے عمل سے مردے کو ثواب ملتا ہے جب یہ قاعدہ مُسلم ہے تو ایصال ثواب کا انکار جہالت ہے۔

۲۲۔ **حکایت** ایک عورت فوت ہو گئی اسے کسی جاننے والی عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاں تخت

ہم اہلسنت ایصال ثواب پر اس لئے زور دیتے ہیں کہ انسان کو اپنے اعمال کی سزا ملتی ہے اور وہ بھی سخت کچھ دنیا میں کچھ مرنے کے بعد ایصال ثواب سے نجات ملنے کا امکان ہے مثلاً نماز ہے اس کے متعلق قرۃ العیون میں ہے کہ اس کے ترک کرنے پر دنیا میں چھ عذاب ملتے ہیں۔

۱۔ عمر میں برکت کم ہو جائے گی۔ ۲۔ نیکیوں کی چمک چہرے سے چھین لی جائیگی

۳۔ کسی بھی عمل کا ثواب نہیں ملے گا۔ ۴۔ اس کی دعائیں نامقبول ہوں گی۔

۵۔ لوگوں کے سامنے ذلیل ہو گا۔ ۶۔ نیک بندوں کی دعائیں اس کے حق میں قبول نہ ہوں گی۔

موت کے وقت کے تین عذاب

۱۔ ذلت کے ساتھ ۲۔ بھوکا ۳۔ اور شدید پیاس سے مرے گا۔

قبر کے تین عذاب

۱۔ قبر شدت سے دبائے گی جس سے پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔ ۲۔ قبر میں آگ ہو گی۔ ۳۔ ایک بہت ہی زبردست اور خوفناک سانپ قیامت تک روزانہ پانچ مرتبہ مارے گا جس سے ہر بار بے نمازی ستر ہزار (۷۰۰۰۰) زمین میں دھنس جائے گا۔

قیامت کے تین عذاب ۱۔ جہنم کی آگ کا بول جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔ ۲۔ بوقت حساب اللہ عزوجل چشم غضب سے دیکھے گا تو چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا۔ شدت کے ساتھ حساب ہو گا۔ ۳۔ اور جہنم کا حکم سنایا جائے گا)

marfat.ocm

بچھا ہوا ہے اور ان کے نیچے نور کے برتن ڈھکے ہوئے نظر آئے پوچھنے پر فرمایا کہ یہ وہ ہدیئے تھے تحفے و خیرات و صدقات اور قرآن خوانی (وغیرہ) ہیں جو میری اولاد اور زوج وغیرہ نے گزشتہ شب بھیجے ہیں یعنی قرآن خوانی کرائی اور اس کا ثواب مجھے بھیجا) اس عورت نے اس کے شوہر سے خواب ذکر کیا تو اس نے کہا ہاں میں نے گزشتہ رات کچھ قرآن مجید پڑھ کر اپنی زوجہ کو ایصال ثواب کیا ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین عملوں کے۔

۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے۔ ۳۔ اولاد صالحہ جو اس کے لئے دعا مانگتے ہیں۔

مسئلہ امام القرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن بھی بمنزلہ دعا کے ہے اور یہ اولاد سے اور دوست اور ساتھی اور جملہ اہل ایمان کی طرف سے ہدیہ بن کر میت کو پہنچتے ہیں۔

شرح الحدیث حضرت ابن الملک حدیث ہذا کی شرح فرماتے ہیں کہ (جب انسان مرجاتا ہے اور اس کے جملہ اعمال منقطع ہو جاتے ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اپنے جدید عمل منقطع ہو جاتے ہیں کیونکہ مرنے کے بعد نہ وہ خود کچھ کرتا ہے نہ اس کے لئے ثواب ملتا ہے (سوائے تین کے)

۱۔ صدقہ جاریہ جسے وقف کر کے فی سبیل اللہ کوئی شے دے جانا۔

۲۔ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے یعنی احکام مستنبط نصوص سے لیکن یہاں عام ہے جو مرنے کے بعد چھوڑ جائے تصنیف یا علوم شرعیہ کی تعلیم دے کر شاگرد وغیرہ۔ اور وہ جو چیزیں جن کی عملی لحاظ سے ضرورت ہے۔

فائدہ علم کی قید لگانا کہ وہ علم کہ جس سے نفع اٹھایا جائے اس لئے ہے کہ جس علم سے نفع نہ اٹھایا جائے وہ اس درخت کی مانند ہے جس کا کوئی ثمر نہ ہو۔

۳۔ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ اولاد میں نیک کی قید اس لئے ہے کہ بری اولاد کا گناہ والدین کو نقصان نہیں دیتا۔

مسئلہ بری اولاد کا گناہ ماں باپ کو نہیں پہنچتا جب اس نے اولاد کو برائی کی تربیت کا ارادہ نہ کیا ہو۔

marfat.com

نکتہ اولاد کے لئے دعا کی قید اس لئے ہے تاکہ اولاد اپنے ماں باپ کی دعا میں ترغیب ورنہ اولاد صالحہ جو بھی نیکی کا کام کرے گی ماں باپ کو ثواب ملے گا اولاد اس کی نیت کرے یا نہ جیسے کوئی درخت ثمر دار بوئے اس سے جتنے لوگ پھل کھائیں گے اس کا ثواب درخت لگانے والے کو بھی ملے گا خواہ اس کی نیت ہو یا نہ ہو ایسے ہی اولاد صالح کی نیکیوں کا ثواب ماں باپ کو ملے گا اس سے اس کی نیت انہیں ہو یا نہ ایسے ہی اولاد صالحہ باپ کے لئے دعا مانگے یا نہ ان کے والدین کو اس کے نیک کاموں سے ثواب ملے گا۔ جیسے درخت ثمردار سے ثمر کھانے والوں سے درخت بونے والے کو ثواب پہنچے گا ثمر کھانے والا اس کے لئے دعا مانگے یا نہ۔

مسئلہ جہاں اولاد کے باب میں باپ کی تصریح ہے اور ماں کا ذکر نہیں تب بھی ماں ان تمام احکام میں باپ کے برابر ہے (جیسا کہ اصول کا قاعدہ ہے کہ ان دو کے احکام برابر ہیں خواہ ان میں کسی کا ذکر ہو یا نہ)

مسئلہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ نکاح تمہارے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے اس سے روگردانی نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہیں وہ اولاد عطا فرمائے جو تمہارے مرنے کے بعد تمہارے قائم مقام ہو تاکہ تیرے مرنے کے بعد تیرے اعمال منقطع نہ ہو جائیں کیونکہ ابن آدم کے مرنے کے بعد اعمال (خود کردہ) منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے۔

۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم کہ جس کی وہ عوام اہل اسلام میں نشرو اشاعت کر گیا۔ ۳۔ اولاد صالحہ جو اس کے لئے دعا مانگے۔

نکتہ صدقہ میں جاریہ (جاری رہنے والا) کہ قید لگائی ہے اس سے فی سبیل اللہ[1] پانی کو خرچ کرنے کی افضلیت کا اشارہ ہے اسی لئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کے لئے کنواں کھدوایا۔

سوال اگر کہوں کہ اس حدیث شریف اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ من سن سنتہ حسنتہ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیمتہ جس نے نیک طریقہ جاری کیا اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے ساتھ اجر ملے گا جس نے اس پر عمل کیا تاقیامت اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم

---

[1] اسی لئے ہمارے اہل سنت فاتحہ کے ختم کے وقت پانی بھی رکھتے ہیں تاکہ اس حدیث شریف پر عمل ہو ۱۲)

marfat.com

ﷺ نے فرمایا من مات بختم علی عمله الا المرابط فی سبیل اللہ فانه ینمو له عمله الی یوم القیمته جس کا دنیا سے کوچ ہوا۔ تو اس کے اعمال ختم ہو گئے سوائے مرابط فی سبیل اللہ کے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد گھوڑا باندھنے والا یا سرحدوں کی حفاظت کرنے والا) کہ قیامت تک اس کی نیکی بڑھتی رہے گی) کے درمیان میں مطابقت کیسے ہو؟

جواب ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ حدیث (جو سوال میں پہلے لکھی گئی ہے) میں سنت واقع ہے تو اس سے سنت مسنونہ مراد ہے۔ جس میں سے علم بھی ہے کہ جس سے نفع اٹھایا جائے گا اور جس حدیث میں ہے کہ المرابط فی سبیل اللہ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے ثواب میں (جو اس نے آخرت کے لئے بھیجا ہے) قیامت تک برکت ہوتی رہے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑھتا رہے گا۔

فائدہ اور وہ حدیث شریف جو ہم نے نقل کی ہے کہ مرنے کے بعد تین اعمال سے ثواب ملتا رہے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عامل کے مرنے کے بعد اس کے لئے ثواب حادث ہوتا رہے گا اور وہ جدید حادث ہونے والا عمل (ثواب) اس کے لئے منقطع نہ ہو گا کیونکہ وہ اس کا سبب تھا جو اس کی وفات کے بعد اسے ملے گا۔

خلاصہ ۔۔ عمل جو وہ خود کرتا رہا وہ تو منقطع ہو جائے گا اور وہ عمل جو دوسرے کے کرنے کی طرف منسوب ہے وہ منقطع نہ ہو گا۔

مسئلہ عمل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس کو ایصال ثواب کرتا ہے اس کی مراد دل میں لے یا زبان سے کہے (خصوصیت سے)

فائدہ بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو عمل بندے کے اپنے لئے ہوں وہ منقطع ہو جاتے ہیں ورنہ بعض ایسے اعمال بھی ہیں جو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جیسے روزہ جس کے متعلق حدیث میں الصوم لی وانا اجزی به روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں یعنی اس کا ثواب محض اللہ تعالیٰ کی فضل ہے اور وہ ہے اس کا دیدار۔

ازالہ وہم بعض لوگوں نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے کہ روزہ تو عامل سے مخصوص ہے لیکن

marfat.com

اسے ثواب بے شمار نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے لئے مخصوص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو اس نے کسی پر ظلم وغیرہ کیا تو اس سے اس کا مواخذہ نہ ہو گا یہ استدلال بالکل غلط اور مردود ہے اس لئے کہ حقوق کا مواخذہ ہو گا خواہ وہ روزہ رکھنے والا ہو یا کوئی اور۔

فائدہ بعض نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے وہ روزہ خاص ہے جو کسی کو معلوم نہ ہو اور نہ ہی ملائکہ کاتبین کے صحیفوں میں لکھا ہو اللہ تعالیٰ ایسا روزہ چھپا رکھے گا تاکہ بندے کے لئے عذاب سے ڈھال بن سکے کسی کے حقوق یا خرابیاں اس پر آئیں تو اس روزے کی برکت سے اس سے وہ دور ہوں اور وہ روزہ اسے بچائے پھر وہ برائیاں نہ برائیوں والوں کو نقصان پہنچا سکیں اور نہ اس کو یہی تاویل اچھی ہے جو ہر قسم کے تعرض کو اٹھاتی ہے

آیت ہذا پر صاحب روح البیان قدس سرہ نے خوب لکھا اسی لئے فقیر کا اضافہ سونے پر سہاگہ کا کام دے گا (انشاء اللہ) اور یہ ایک مستقل رسالہ ہے اسی لئے اس کا اردو نام "مردہ کا فائدہ" اور عربی نام "نشر الرحمات علی من مات" وھی ھذا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ لاہلہ والصلوۃ لاہلہا وعلی آلہ عالم برزخ (قبر) اور آخرت میں انسان کو اپنا عمل صالح (خالص) کام دے گا اس کی تو کنے کی ضرورت نہیں۔ اسی لئے جو لوگ دنیوی زندگی اعمال صالحہ مع اعتقادات صحیحہ زندگی بسر کر کے قبر میں جاتے ہیں وہ قبر میں چین سے گزارنے کے بعد آخرت میں بے حساب و کتاب جنت الفردوس میں رہائش حاصل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شاداں فرحاں رہتے ہیں اس کے متعلق بکثرت واقعات ہیں جنہیں فقیر نے "جنت کی سیر" کتاب میں لکھ دیا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ دنیا میں زندگی غلط کاریوں اور گناہوں میں بسر کرتے ہیں وہ قبر میں تا حساب و کتاب عذاب اور سخت سزاؤں میں مبتلا رہتے ہیں پھر حساب و کتاب کے بعد نا معلوم کیسے ہو۔ اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ اپنے یاروں کو نصیحت فرماتے وقت معمولی سے معمولی گناہ سے بچنے تک سے ڈراتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ جو حضور نبی پاک شہ لولاک ﷺ کی محبوب ترین بیوی تھیں فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا عائشتہ ایاک ومحرقات الذنوب اے عائشہ! جو چھوٹے چھوٹے اور حقیر گناہ معلوم ہوتے ہیں ان سے بھی بچتی رہو۔ فان لہا من اللہ طالبا کیونکہ ان چھوٹے گناہوں پر بھی اللہ کی

marfat.ocm

طرف سے گرفت ہو سکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول یہی طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رہا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے شہر (بصرہ) والوں کو ایک نصیحت فرمائی اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا کہ تم بہت سے ایسے کام کرتے ہو کہ هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں حالانکہ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان کو مہلکات میں شمار کرتے تھے۔ یعنی جن کاموں کو آج تم معمولی گناہ سمجھتے ہو انہیں ہم آقائے نامدار ﷺ کے زمانہ میں بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ معمولی گناہ اور سخت سزا کے مفہوم کو ہمارے مسلمان نہیں سمجھیں گے۔ فقیر ایک مثال سے سمجھاتا ہے مثلاً آج کل آپ روز مرہ دیکھتے ہیں کہ بیٹا کہتا ہے کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی کہ والد صاحب خفا ہوں معمولی سی بات تھی اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ بیٹے کی اپنی نظر میں وہ ایسی تھی کہ اس پر وہ خفا ہو گیا بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ باپ مارتا پیٹتا ہے حتی کہ گھر سے نکال دیتا ہے۔ جلیل القدر صحابی جناب رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات نقل کر رہے تھے بیٹے نے اس کی ناپسندیدگی ظاہر کی صحابی نے قسم کھائی کہ میں تجھ سے کبھی نہ بولوں گا۔ اور واقعی پھر کبھی نہ بولے۔

گناہوں کی سزا کا نمونہ لوگ گناہ کر کے سمجھتے ہیں کہ اللہ غفور و رحیم بخش دیگا واقعی وہ غفور و رحیم ہے لیکن گرفت بھی فرماتا ہے تو بھی سخت صرف ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

روایت میں ہے کہ ایک عورت نے بلی کو محبوس کر رکھا تھا اس کو نہ کھلاتی اور نہ پلاتی آخر کار وہ بلی مر گئی تو خدا تعالیٰ نے اسی گناہ کے سبب اسے دوزخ میں ڈال دیا۔

فائدہ بلی جو ایک حیوان ہے اس پر ظلم کرنے سے وہ عورت جہنم میں ڈالی گئی تو جو لوگ انسانوں کو ستاتے ہیں یا قتل کرتے ہیں ان کا کیا حال ہو گا ایسے ہی ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو جانوروں کو ایک دوسرے سے لڑا کر ان کے ایک دوسرے کی جان کھا جاتے ہیں جیسے مختلف کشتیاں (مرغ۔ بٹیر۔ کتا۔ ریچھ۔ اونٹ وغیرہ) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے

marfat.ocm

تمام کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے بچائے۔

ایصال ثواب اللہ تعالیٰ کے قوانین واصول اٹل ہیں جس عمل کی جو جزا او سزا مقرر فرمائی ہے وہ اپنی جگہ حق ہے لیکن ہم وہ امت ہیں کہ جن کا وارث خدا تعالیٰ کا محبوب ہے۔ انہوں نے اپنی امت کو مرنے سے پہلے خوب اور خوب سمجھایا کہ قبر کا سفر پر کٹھن ہے اس کے لئے بہت بڑا سرمایہ درکار ہے اسی لئے اس دنیا میں کمالو جتنا چاہوں کیونکہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور چونکہ امت کے آپ بہت زیادہ غم گسار و غم خوار ہیں اسی لئے جانے والے ورثہ کو بہت سے اصول و قواعد بتائے کہ جن کو عمل میں لانے سے میت کی نجات کا سبب بن سکتے ہیں ان اصول و ضوابط کے مجموعہ کا نام ایصال ثواب ہے۔ جس کے کئی شعبے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ سب کے سب اہلسنت کو نصیب ہیں اور محروم ہیں وہ جو ان شعبہ جات کو بدعات کے کھاتہ میں ڈال کر اپنے مردوں کو قبر کے گڑھے میں پھینکنے کے بعد تو ان سے ایسے مایوس ہوتے ہیں جیسے وہ ان کے کچھ حقدار بھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَئِسُوْا کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (وہ ناامید ہیں جیسے کافر اہل قبور سے ناامید ہیں)

ایصال ثواب کا منکر کون؟ جیسے روح البیان میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے کہ اس کے منکر دور سابق میں معتزلہ فرقہ تھا اب صرف اہل علم ہی ان کا نام جانتے ہیں ورنہ اسی دنیا میں رہنے والے مسلمانوں نے مذہبی راجدھانی دیکھی وہ شان و شوکت تھی کہ عباسی بادشاہ تک ان کے غلام بے دام تھے بلکہ ان کے نظریات کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا انکے منکرین کو سرعام پھانسی پر لٹکایا جاتا ان کے نظریات کے انکار پر اہلسنت کے جلیل القدر امام حنبل رضی اللہ عنہ جیسوں کو کوڑوں کی سخت مار پڑتی تھی لیکن الحمد اللہ! اہلسنت حق مذہب ہے بے نیاز رب تعالیٰ نے ان کی ایسی بیخ کنی فرمائی کہ آج تک کے مذہب کی بات کرنا مذہبی جرم ہے لیکن ابلیس خبیث بڑا مکار و فریبی ہے۔ اس نے معتزلہ کے نظریات کو شرک و بدعت کا لبادہ پہنا کر ایصال ثواب کی تمام مروجہ طریقوں کو روکنے کی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور معتزلہ کے اصول وہابیت دیوبندیت' نجدیت' مودودیت کے روپ میں ابھار رہا ہے مثلاً عرس گیارہویں سالیانہ (جمعراتیں) قل' تیجہ چہلم' فاتحہ' ختم وغیرہ یہ سب ایصال ثواب ہی تو ہیں صرف نام بدلے ہیں اور شرعی اصول ہے کہ نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا لیکن اللہ پناہ دے کہ ان امور کو مذکورہ بالا پارٹیوں کے سامنے ذکر کرو تو مسلمان کو یوں دیکھیں گے گویا یہ ان کے جانی دشمن ہیں لیکن کھانے کے بھی استاد ہیں کہ اگر ان امور سے منسوب اشیاء خوردنی

marfat.com

سامنے لاؤ تو ہپ ہپ کر کے کھا جائیں گے ڈکار بھی نہ لیں گے۔ فقیر اویسی غفرلہ نے ان کے اصول "ابلیس تا دیوبند" میں لکھے ہیں۔ اور ایصال ثواب کی جملہ صورتوں پر علیحدہ علیحدہ کتب و رسائل لکھے ہیں یہاں مختصرا کچھ عرض کر دوں تاکہ ان پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنی چاہئے کہ ہمارے جانے والے مسافر کو رحمت حق نصیب ہو گی۔

تلقین قبر پر تلقین کے کلمات پڑھنا سنت ہے اگر کوئی صاحب قبر پر بیٹھ کر کلمات ذیل کہے تو میت کا بہت بڑا بھلا ہو گا۔

کلمات تلقین اذکر ماخرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ (علیہ الصلوۃ والسلام) ذالک رضیت باللہ رباوبالاسلام دینا وبمحمد علیہ الصلوۃ والسلام نبیاو بالقرآن اماما یا فلاں بن فلاں اس جگہ میت اور ان کے والد کا نام یاد کر کے کہے قل لا الہ الا اللہ تین بار پھر کہا جائے قل ربی اللہ ودینی الاسلام و نبی محمد علیہ الصلوۃ والسلام واعلم ان ھذین الذین اتیاک اویاتیانک انما ھما عبدان للہ لا یضران ولا ینفعان الا باذن اللہ فلا تخف ولا تحزن واشھد ان ربک اللہ ودینک الاسلام ونبیک محمد علیہ الصلوۃ والسلام ثَبَّتَنَا اللہ وایاک بالقول الثالت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ انہ ھو الغفور الرحیم

(اس عربی عبارت کے ترجمہ کی ضرورت نہیں اس لئے میت خواہ کسی ملک کا ہو قبر میں عربی سمجھتا اور بولتا ہے تفصیل فقیر کی کتاب "زیارت رسول اور قبر")

فائدہ اگر کلمات مذکورہ یاد نہ ہو سکیں تو قبر پر اذان پڑھ دیں یہی تلقین ہے اسے بھی مخالفین بدعت کے کھاتہ میں ڈالتے ہیں دلائل درکار ہوں تو فقیر کی کتاب "اذان بر قبر" کا مطالعہ کیجئے۔

قرآن خوانی ہم اہلسنت مردہ کے لئے قرآن خوانی پر بہت بڑا زور دیتے ہیں یہاں تک کہ قبر پر حافظ بٹھاتے ہیں

marfat.com

خود پڑتے ہیں دوسروں سے ثواب تلاوت قرآن زیادہ سے زیادہ حاصل کرتے ہیں اسے بدعت کہنے والے کہتے رہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ سے اہل قبر میں مالامال ہو جاتا ہے جس سے اس کی برزخی زندگی میں بہت بڑا سکون نصیب ہوتا ہے جس کی ایک حکایت گزری ہے قرآن کی برکات میں ایسا ہونا لازمی امر ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وھذا کتاب انزلناہ مبارکا اور اس کتاب کو ہم نے بابرکت بنا کر اتارا ہے۔

ختم قرآن کی برکتیں حضرت علامہ اسمٰعیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ عن حمید الاعرج قال من قرٔ القرآن وختمہ ثم دعا امن علی دعائہ اربعتہ آلاف ملک ثم لا یزالون یدعون لہ ویستغفرون ویصلون علیہ الی المساء اوالی الصباح (تفسیر روح البیان پ ۷ سورہ انعام) یعنی حضرت اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پاک ختم کرے اور پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ اس کے لئے صبح و شام دعا کرتے ہیں اور دعا مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ قرآن پاک کے ایک حرف کے پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور الم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے۔ لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے تو وہ شخص صرف الم پڑھے گا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔ (الحدیث)

فائدہ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔

۲۔ قرآن پاک پڑھنے کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اور چونکہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے ایصال ثواب میں قرآن خوانی ہوتی ہے اور ختم شریف کے وقت قرآن شریف ہی پڑھا جاتا ہے لہٰذا اس وقت کی دعامیت کے حق میں مفید اور اس کی بخشش کا سبب بن جاتی ہے لیکن جس برادری کو اپنے مردے کو بخشوانے کا خیال تک بھی نہ ہو تو اس کا کیا علاج ہم تو ان مسلمانوں کو عرض کر رہے ہیں جو چاہتے ہیں کہ ہمارے مردگان قبور میں بخشے جائیں بلکہ ایسا آرام نصیب ہو کہ تاقیام قیامت پر سکون اور پر وقار رہیں اور وہ اپنے اعمال صالحہ سے ورنہ اہل میت قرآن خوانی وغیرہ سے مردے کی ڈوبتی ناؤ ترائیں۔

دلائل از احادیث مبارکہ چند دلائل صاحب روح البیان نے لکھے ان میں سے ہم صرف احادیث مبارکہ اور چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں۔ (باقی صفحات آگے)

marfat.ocm

۱۔ حضرت سعد رضی تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے پس کون سا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا "پانی" فحفر بئرا وقال ھذہ لام سعد پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے ملئے ہے (ابو داؤد ص ۲۳ مشکوۃ ص ۱۶۹)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کی تلقین کرتیں۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی طرف سے صدقہ کروں آپ نے فرمایا نعم تصدق عنہا ہاں تم ان کی طرف سے صدقہ کرو۔ (بخاری شریف ص ۳۸۶)

۳۔ حدیث شریف میں ہے من قرء الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (رواہ دار عن انس بن مالک مرسلا۔ اویسی غفرلہ) یعنی جو شخص گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (درمختار و روح البیان تحت آیت وان لیس للانسان الخ پ ۲۷ رکوع ۲ سورہ نجم)

۴۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے فوت شدہ والد کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں فرمایا۔ "ہاں" (شرح الصدور ص ۲۹)

۵۔ ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے کشف کی حالت میں اپنی ماں کو دوزخ کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت جنید نے ایک ہزار بار کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا۔ یہ سمجھ کر کہ بعض روایت میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اسے اطلاع نہ دی تھوڑی دیر کے بعد آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان خوش اور ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ اب میں نے اپنی ماں کو جنت میں دیکھا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔ (مظاہر حق ص ۳۶۸ ج ۱)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا جب جنت میں ایک درجہ بڑھاتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ یہ درجہ مجھے کیسے ملا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

marfat.ocm

باستغفار ولدک تیرے درجے کی یہ بلندی تیری اولاد کے تیرے لئے استغفار کی وجہ سے ہے (شرح الصدور ص ۱۲۷)

فائدہ ان تمام روایات و حکایات سے ایصال ثواب کے فوائد و منافع واضح ہوئے انہیں مخالفین کے علماء نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے صرف نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ "نہ پندارند کہ نفع رساں نیدن باموات بالطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر وافضل است" یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ بات بہتر وافضل ہے (صراط مستقیم)

۲۔ مخالفین کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ "نفس ایصال ثواب ارواح واموات ہیں کسی کو کلام نہیں (اگر) اس میں بھی تحقیق و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث ہیئت کذائیہ ہے تو کوئی حرج نہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۱)

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا یا دعا مانگنا یہ بھی جائز اور احادیث سے ثابت ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا حضور ﷺ دعائے برکت فرمائیں۔ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ پھر آپ نے دعائے برکت فرمائی۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۴۲)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم سے حضور ﷺ کی سخت بھوک کا حال بیان کیا تو انہوں نے جو کی چند روٹیاں پکائیں اور حضور ﷺ کے سامنے لا کر پیش کیں۔ حضور ﷺ نے ان روٹیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک برتن میں سے گھی ان میں ٹپکایا اور پھر ان پر دعا کی قسم کے الفاظ پڑھے (مشکوۃ شریف ص ۵۴۷)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام میں کھانا کم ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم دیا کہ جو بچا ہوا کھانا کسی کے پاس ہو لے آئے چنانچہ ایک دسترخوان پر روٹی اور کھجور

marfat.com

وغیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جمع کی گئی فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکتہ ۔پس حضور ﷺ نے کھانے پر برکت کی دعا فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۸)

عقلی دلیل سب جانتے ہیں کہ کھانا شروع کرتے وقت (جو کھانا کھانے والے کے سامنے ہی ہوتا ہے) بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم ہے (ملاحظہ ہو مسلم شریف و ابوداؤد شریف) اور بسم اللہ بھی قرآن پاک کی آیت ہے تو اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنی جائز ہے۔ تو چند آیات ملا کر پڑھنی بھی جائز ہیں۔ باقی رہا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبات تو اس کے لئے درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے۔ انہ کان اذا دعا جعل بطن کفیہ الی وجھہ (جامع صغیر للسیوطی) (جب حضور ﷺ دعا مانگتے تو ہتھیلیوں کو اٹھا کر چہرہ اقدس کی طرف لے جاتے۔

دن مقرر کرنا ایصال ثواب کے لئے تیسرا دن مقرر کر کے فاتحہ خوانی کا اہتمام کرنا یہ بھی جائز اور اسلامی احکامات کے عین مطابق ہے اور مخالفین دن مقرر کرنے کو جو ناجائز کہتے ہیں وہ قطعی طور پر غلط اور بے بنیاد ہے ایک بات خاص طور پر ذہن نشین رکھیں وہ یہ کہ ہمارے نزدیک دن مقرر کرنا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں ایصال ثواب نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی جس دن بھی کرلی جائے جائز و روا ہے۔ البتہ دن اس لئے مقرر کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو یاد رہے اور جمع ہونے میں سہولت ہو جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں بھی خیال بھی نہیں ہوتا (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)" اب دن مقرر کرنے کے جواز میں احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کان عبداللہ ابن مسعود یذکرون الناس فی کل خمیس یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف و مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف)

۲۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا تو

(باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

آپ نے فرمایا فیہ ولدت وفیہ انزل علی اسی دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن پاک اترنا شروع ہوا۔ (مسلم شریف و مشکوۃ شریف) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دن مقرر کرنا حضور ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور اس کا ناجائز یا شرک و بدعت کہنا انتہائی جہالت و بے دینی ہے۔

۳۔ حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعہ یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا کرو (ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی درخواست پر ایک دن مقرر کر کے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی (بخاری شریف)

۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے ہر مہینے میں تین دن پیر منگل اور بدھ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ایک روایت میں جمعرات' جمعہ' ہفتہ کے دنوں کا ذکر آیا ہے (ابو داؤد' مشکوۃ شریف' نسائی شریف) اور تمام فرائض و احکام اسلامی نماز' روزہ' حج' زکوۃ اور قربانی وغیرہ مقرر وقت پر ہی ادا کئے جاتے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر و واضح ہے کہ نیک کاموں کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔ اور جو لوگ دن مقرر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں وہ خود شادی کے دن مقرر کرتے ہیں۔ تبلیغی جلسوں کے دن مقرر کرتے ہیں سالانہ اجتماعات کے دن مقرر کرتے ہیں۔ مدرسوں میں امتحانات و تعطیلات کے دن مقرر کرتے ہیں جب وہ ایسے موقعوں پر خود دن مقرر کرتے ہیں تو تیجا شریف کے لئے دن مقرر کرنے کو وہ کیسے ناجائز قرار دے سکتے ہیں۔

انتباہ فقہائے کرام نے میت کے گھر کے کھانے اور دعوت کو بالاتفاق ناجائز قرار دیا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں علامہ ابن ہمام کا فتویٰ "فتح القدیر" میں علامہ قہستانی کا فتویٰ' جامع الرموز' میں حضرت ملا علی قاری کا فتویٰ "مرقات" میں' علامہ طاہر بن احمد حنفی کا فتویٰ "خلاصۃ الفتاویٰ" میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فتویٰ "مدارج النبوت" میں اور اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ "احکام شریعت" میں درج ہے کہ یہ دعوت نہ تیسرے روز میں جائز ہے نہ ساتویں دن اور نہ چالیسویں میں۔

جوابات ۱۔ دعوت خوشی میں ہوتی ہے غمی میں نہیں۔

۲۔ دعوت بالعموم دکھلاوے کے لئے ہوتی ہے یا نمد بازی سے کی جاتی ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.ocm

۳۔ بعض جگہ تیجا شریف میں یتیموں کے مال سے دعوت کے لئے کھانا تیار کرلیا جاتا ہے جو قطعاً حرام ہے۔

۴۔ بعض جگہ ورثا موجود نہیں ہوتے اور ان سے اجازت بھی نہیں لی جاتی اور میت کے گھر دعوت کے لئے کھانا تیار کروا دیا جاتا ہے حالانکہ دوسروں کے مال میں بغیر اجازت کے تصرف کرنا جائز نہیں بعض جگہ قرض لے کر دعوت کی جاتی ہے کیونکہ برادری میں بے عزتی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے پس فقہاء کرام نے ان وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل میت کے کھانے اور دعوت کو ناجائز اور مکروہ قرار دیا ہے اس سے بعض کم عقلوں نے سمجھ لیا کہ چونکہ تیجا شریف میں دعوت جائز نہیں لہٰذا تیجا کرنا سرے سے ناجائز و منع ہے حالانکہ یہ ایک ان کی صریح طور پر جہالت و حماقت ہے فقہائے نے صرف دعوت کو مکروہ و ناجائز قرار دیا ہے تیجا شریف کو نہ مکروہ کہا ہے اور نہ ہی اس سے منع کیا ہے پتہ نہیں مخالفین کے دماغوں میں گوبر بھرا ہوا ہے کہ یہ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ تیجا اور چیز ہے اور اس میں دعوت کرنا اور چیز ہے اور فقہائے کرام نے دعوت سے منع کیا ہے۔ تیجا سے منع نہیں کیا اور اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بھی اس بات پر مبنی ہے کہ "تیجا شریف" ناجائز نہیں۔ دیکھئے عید والے دن لوگ کہیں جوا کھیلتے ہیں اور کہیں سینما دیکھتے ہیں کہیں ناچ تماشہ دیکھتے ہیں اور کہیں کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چونکہ اس دن میں خلاف شرع کام ہوتے ہیں لہٰذا سرے سے عید کا منانا ہی حرام ہے تو جس طرح اس کی یہ جہالت ہے اسی طرح اگر کوئی تیجا شریف کو محض اس لئے ناجائز و حرام کہتا ہے کہ اس میں دعوت وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جو شریعت نے خوشی میں رکھی ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا محترم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایصال ثواب کیا چنانچہ "انوار ساطعہ" ص ۱۴۲ پر لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امیر حمزہ کے لئے تین دن اور دسویں دن اور چالیسویں روز اور چھٹے مہینے اور بارھویں دن صدقہ دیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنہیں مخالفین اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتے ہیں ان کا تیجا ہوا جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے ملفوظات ص ۸۰ میں اس طرح فرمایا ہے کہ تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر تھا۔ قرآن پاک کے ۸۱ ختم شمار میں آئے اور اس سے زیادہ بھی ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا انداز نہیں۔

فائدہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود تیجا کیا ہے تو اس کو ناجائز و بدعت کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

(حاشیہ ختم)

marfat.ocm

تفسیر صوفیانہ حضرت بقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ صورت انسانیہ کے لئے نہیں مگر وہ جو کوشش کرے ان اعمال کے لئے جو ریاء و سمعۃ سے پاک ہیں ان کا ثواب اسی کی طرف لوٹے گا یعنی درجات جنان نصیب ہوں گے وہ جو محض فضل الٰہی سے ہوگا کہ اسے مشاہدات و قربات حق نصیب ہوں گے تو یہ اس روح اور روحانی کے لئے ہوتا ہے جو اس صورت انسانیہ میں ہے جب اسے درجات الجنان نصیب ہوتے ہیں کہ جو کہ وہ انس کے اعمال صالحہ کی جزا ہے تو وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی روح اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاتی ہے وہ جو کہ کشف حجاب جمل سے متعلق ہے نیز انسان پر وہ لازم ہے جو انسان کے لائق ہے اعمال سے باقی رہا اللہ تعالیٰ کا فضل جیسے مشاہدہ و قرب حق تو وہ عطا کرتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے جب کسی کو مشاہدہ حق نصیب ہوتا ہے اور وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے تو وہ اس کا کسی سے معاملہ نہیں بلکہ فضل ایزدی ہے جو اسے عطا ہوا اگرچہ یہ جتنا ہی اس سے نفع اٹھائے۔

فائدہ حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انسان کی سعی میں سے ہے جس کی وہ نیت کرے اگر اس کی سعی رضائے رحمن کے لئے ہے تو اسے اللہ تعالیٰ رضوان عطا فرمائے گا اگر اس کی سعی ثواب و عطا اور اجر کے بدلہ لینے کے لئے ہے۔ تو اسے وہی ملے گا۔

فائدہ حضرت نصر آبادی نے فرمایا کہ انسان کی سعی سلوک میں نہ کہ طریق تحقیق میں جب محقق ہو جائے گا تو سعی خود بخود ہو گی نہ یہ کہ اسے سعی کرنی پڑے گی۔

سوال حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ذیل۔

سالکاں بے کشش دوست بجائے نرسند سالہا گرچہ دریں راہ تگ و پوئے کند

ترجمہ سالک دوست کشش کے بغیر منزل تک نہیں پہنچ سکتے اگرچہ سالہا سال اس راہ میں دوڑتے رہیں۔ تمہاری تقریر بالا کے خلاف ہے۔

جواب یہ شعر ہماری تقریر بالا کے منافی نہیں کیونکہ ہم تو کہتے ہیں جذبہ الٰہیہ کے بغیر سعی بے کار ہے ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ سعی کی نسبت سالک کی طرف ہے اور جذبہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے باقی رہا ان ہر دونوں کا منتہی تو وہ ہر دونوں اللہ تعالیٰ سے ہیں کیونکہ محقق ... ہر ایک کی حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

marfat.com

فائدہ کبھی راستہ دو طرح ہوتا ہے جیسے حج کا رستہ دریائی بھی صحرائی بھی (اب تو تیسرا ہوائی بھی ہے) اور طریق حق صرف ایک ہے (الجمعیتہ الوحدانیہ کی حیثیت سے ورنہ طرق حق تو خلق کے سانسوں کے برابر ہیں بہرحال جو راستہ ملے ہو گا اس پر وصل نصیب ہو گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی اور بیشک تیرے رب کی طرف منتہی ہے لیکن وصل وصل میں فرق ہے جیسے آنکھ کی بینائی میں فرق ہے کہ کوئی تیز نگاہ کے مالک ہیں تو دور دور تک دیکھتے ہیں کوئی ضعیف البصر ہیں تو نزدیک سے بھی کم دکھائی دیتا ہے اگرچہ دیکھی ہوئی شے ایک ہو تب بھی دیکھنے والے کی قوت وضعف کو ضرور دخل ہے۔

فائدہ کبھی اللہ تعالیٰ سالک کو اس کے بعد بھی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے کیونکہ اس سعی کا حاصل یہی تھا اس کی تحقیق اپنے مقام پہ گزری ہے ہم اللہ تعالیٰ سے غایت المطالب تک پہنچنے کا سوال کرتے ۔طفیل اس کے اسم واہب کے۔

تفسیر عالمانہ وَاَنَّ سَعْیَہٗ (اور بیشک وہ اپنی سعی کو) یعنی انسان کی سعی اس سے اس کا عمل مراد جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی (بیشک تمہارا عمل مختلف ہے) یہ اپنی خبر سے مل کر ماقبل کا اَنْ لَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ الخ معطوف الیہ ہے معنی یہ ہے کہ یہ تمام صحف میں مذکور ہیں۔

سوف یری عنقریب دیکھے گا یعنی اس کو پیش کیا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے صحیفے (عملنامہ) اور میزان کمل جائے گا۔

حل لغات اُرِیْتُ الشَّیْئَ بمعنی عرضتہ، ہے یعنی وہ شے اس کے سامنے رکھ دی۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ سعی میں انسان کے کئی مراتب ہیں ہر مرتبہ کے مطابق سعی فی الحال وفی المال پائے گا۔

۱۔ سعی کا پہلا مرتبہ مرتبۃ النفس ہے اس مرتبہ میں اس کی سعی مخالفات شرعیہ وموافقات طبیعہ سے نفس کے ساتھ تزکیہ کرنا کیونکہ علاج بالضد مفید ہوتا ہے اور اس سعی کا اثر اور نتیجہ ان جنات کا حصول جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور حور قصور اور غلمان ملیں گے جیسے قرآن میں متعدد مقامات پہ اس کا ذکر آیا ہے۔

marfat.ocm

۲۔ تصفیتہ القلب ظلمات بشریہ کی گرد و غبار اور کدورات طبیعہ کے پردوں سے اس سعی کا اثر و نتیجہ حب دنیا اور اس کی شہوات ولذات اور اس کے نقش و نگار کا جو اس کے اندر فوائد و مضار کے خیالات کا ترک۔

۳۔ سر کو صفات الٰہیہ و اخلاق ربانیہ سے سنگارنا اس کا اثر و نتیجہ تجلیات صفاتیہ و اسمائیہ کے شواہد کا حصول۔

۴۔ روح کا سنگارنا تجلیات ذاتیہ و مشاہدات حقانیہ سے اس کا اثر و نتیجہ اپنی انانیت کے فناء ہونے احدیہ مطلقہ عن التقلید والاطلاق والا تقیید والاطلاق میں بقاء پانا۔

فائدہ حضرت واسطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت میں اشارہ ہے کہ انسان اس لائق ہے کہ اس کی کوئی سعی قبول نہ ہو اور نہ ہی اس کی سعی پر کوئی اجر و ثواب ملے (اس کی تشریح) میں حضرت سہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو معلوم ہو گا کہ وہ اس لائق تھا کہ حق کی صلاحیت نہ رکھتا تھا اور اسے اب معلوم ہو گا کہ وہ کس وجہ سے اس کی سعی قبول ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ اگر اسے فضل ربانی نصیب نہ ہوتا تو اپنی سعی کے ساتھ ہلاک و تباہ ہو جاتا۔

تفسیر عالمانہ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (پھر وہ اپنی سعی پر جزا دیا جائے گا پوری جزاء) یعنی انسان کو اس کی سعی پر اس کے عمل کی جزاء ملے گی۔

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں جزاہ اللہ بعملہ و جزاہ علی عملہ اور کبھی جر کا حرف حذف بھی کرتے ہیں اور الجزاء الاوفی بمعنی کامل اور پوری جزاء اگر نیکی ہو گی تو بھی جزائے خیر کامل ملے گی اگر برائی ہو گی تو بھی سزا کامل ملے گی اور الجزاء الاوفی مفعول مطلق نوعی ہے۔

تفسیر صوفیانہ حضرت الوراق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان لیس للانسان الا ما سعی بلندی کے لئے وان سعیہ سوف یری متوسط کے لئے ثم یجزاہ الاوفی منتہی کے لئے یاد رہے کہ منتہی کی دو نہایات ہیں۔

۱۔ باعتبار الفناء ۲۔ باعتبار البقاء

فناء میں جو جزاء نصیب ہوتی ہے وہ ہے شہود اور بقاء میں جو جزاء نصیب ہوتی ہے وہ ہے تربیتہ الجسد والوجود

marfat.com

لیکن ابتدائے سلوک میں مباحات کا ترک ہوتا ہے کہ مباحات مشروعہ جیسے خوراک اور پانی کی لذتیں اور لباس اور نکاح ایسے ہی دنیا اور اس کے اسباب کی معیشت مباحہ کا ترک عالم وحدت میں اس کے تحقق سے سالک کو عالم کثرت میں لوٹایا جاتا ہے لیکن عالم کثرت سے ضرر نہیں پہنچتا۔

تفسیر عالمانہ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی (اور بیشک تیرے پروردگار کی طرف منتہی ہے۔

حل لغات المنتہی مصدر بمعنی الانتہاء ہے یعنی خلق کا انتہا رجوع الی اللہ وقت یعنی موت کے بعد مستقلاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع ہوگا نہ کہ کسی دوسرے کی طرف نہ مستقلاً نہ اشتراکاً وہی ان کے اعمال کی انہیں جزا دے گا۔

تفسیر صوفیانہ حقیقت یہ ہے ابتداء وانتہاء ہر حال میں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف خلق کا رجوع ہے چنانچہ خود فرمایا الا الی اللہ تصیر الامور خبردار اللہ تعالیٰ کی طرف امور لوٹتے ہیں کیونکہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ مثنوی شریف میں ہے۔

دست برہائے دست ایں تا کجا　　تا بیزدان کہ الیہ المنتہی

کل یکے دریاست بے غور و کراں　　جملہ دریاہا چو سیلے پیش آں

حیلہا و چارہا کہ اژدہاست　　پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست

ترجمہ ۱۔ ہاتھ کے اوپر کہاں سے کہاں ہیں اللہ تعالیٰ تک ہی اس کی انتہا۔

۲۔ ایک وہ دریا ہے جس کا کنارہ نہیں نہ گہرائی معلوم ہے تمام دریا اس کے آگے ایک معمولی سیلاب ہیں۔

۳۔ حیلے چارے سارے ختم وہ اژدہا ہے الا اللہ کے آگے لا ہے

فائدہ حضرت ابن عطاء نے فرمایا کہ جس کے لئے اس سے ابتداء اس کی انتہا بھی اس کی طرف ہوگی جب بندہ معرفۃ الربوبیت تک پہنچ جاتا ہے تو اس سے ہر فتنہ بھاگ جاتا ہے پھر اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں چلتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اس کا ہر کام ہوتا ہے۔

فائدہ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا کہ توحید کیا ہے فرمایا کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ ہر شے کا معلّل وہی

marfat.com

ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا هوالاول اسی سے ہی معلولات طلب کئے جاتے ہیں اسی سے ابتداء ہے اسی کی طرف انتہاء ہے معلولات سب چلی جائیں گی صرف معلّل بہارہ جائے گا۔

فائدہ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے (اگر کسی کو کشف بھی نصیب نہ ہو تب بھی وہ یہ دلیل مانتا ہے) کہ جو فلاسفہ و ہیئت دان مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام علتوں کی علت ہے یہ توحید ذاتی ہے کہ اس سے اس کے ساتھ کسی شریک کا ماننا لازم نہیں آتا لیکن چونکہ یہ صفت شرع میں واقع نہیں ہوئی لہٰذا اس پر اس کا اطلاق ناجائز ہے (مثلاً کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ علتہ العلل ہے) ہم اس صفت سے پکاریں گے نہ اس پر اس کا اطلاق کریں گے اسے اچھی طرح سمجھ لے۔

تفسیر عالمانہ وانه اور بیشک وہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے۔ اضحک ہنسایا وابکیٰ اور رلایا

حل لغات الضحک بمعنی منہ کا کھل جانا اور سرور النفس سے دانتوں کا زیادہ ظاہر ہو جانا۔ ضحک کے وقت دانتوں کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ان کے مقدمات کا نام بھی الضواحک ہے۔ البکاء (بالمد) حزن سے آنسو بہنا اور آواز کرنا۔ اگر رونے کی آواز زیادہ ہو تو اسے الرغاء کہا جاتا ہے اور اس طرح کے تمام صیغے (ابنیہ) صوت (آواز) کے لئے موضوع ہیں اور البکاء (بالقصر) اس وقت بولتے ہیں جب حزن زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فليضحكوقليلاويبكوكثيرا (چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں) اس میں فرح و سرور کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ قہقہہ نہ ہو تو ضحک میں کوئی حرج نہیں اور گریہ بکثرت ہو اگرچہ اس میں آنسو نہ بہہ سکیں۔ (المفردات)

فائدہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ضحک اور گریہ کی قوت انسان میں پیدا فرمائی ہے اس سے سرور و حزن مراد ہے گویا فرمایا فرح و حزن اسی لئے کہ فرح میں ضحک اور حزن میں بکاء ہوتا ہے یا کم از کم اس میں فرحت نہیں ہوتی اور ضحک سے مراد یہ ہے کہ ایمان صالحہ سے بندے کو خوش فرماتا ہے۔

تفسیر صوفیانہ ۱۔ اضحک بمعنی دنیا میں اہل نعمت کو ہنسایا اور ابکی بمعنی شدت و تکلیف میں زندگی بسر کرنے

marfat.ocm

والوں کو رلایا۔

۲۔ جنت میں اہل جنت کو ہنسائے گا اور نار میں اہل نار کو رلائے گا۔

۳۔ زمین کو انگوری سے ہنساتا ہے اور آسمان کو بارش سے رلاتا ہے۔

۴۔ درختوں کو انوار (بہار) سے ہنساتا ہے اور بدلوں کو بارش کے قطروں سے رلاتا ہے۔

۵۔ کاغذوں کو لکھائی سے ہنساتا اور اقلام کو سیاہی سے رلاتا ہے۔

۶۔ بندروں کو ہنساتا اور لونڈیوں کو رلاتا ہے۔

۷۔ وعدہ سے ہنساتا اور وعید سے رلاتا ہے۔

۸۔ مطیع کو رضا سے ہنسائے گا اور عاصی کو غضب سے رلائے گا۔

۹۔ عارفین کے قلوب کو حکمت سے ہنسایا اور ان کی آنکھوں کو وعظ و عبرت سے رلایا۔

۱۰۔ قلوب اولیاء کو انوار معرفت سے ہنسایا اور اعداء کے قلوب کو غصہ کی ظلمات سے رلایا۔

۱۱۔ مستانسین کو موت کی نرگس اور قربت کی یاسمین اور شمائل جمال کی خوشبو سے ہنسایا اور مشتاقین کو رلایا اپنی عظمت و جلال کے ظہور سے۔

۱۲۔ اقبال علی الحق سے (سالک) کو ہنسایا اور مخالف کو حق کی روگردانی سے رلایا۔

۱۳۔ دانتوں کو ہنسایا اور جنان (قلوب) کو رلایا۔

۱۴۔ بالعکس یعنی قلوب کو ہنسایا اور دانتوں کو رلایا۔

کسی شاعر نے کہا۔۔۔۔

السن تضحک والاحشاء تحترق　　وانما ضحکہا زور و مختلق

یا رب باک بعین الادموع لہا　　ورب ضاحکن تلبہ رمق

ترجمہ　دانت ہنستے ہیں لیکن آنتیں جل کر راکھ ہو گئی ہیں اور اس کا ہنسنا محض مکر اور دھوکہ ہے۔ بہت سے رونے والے آنکھوں سے روتے ہیں۔ لیکن ان میں آنسو نہیں ہوتے اور بہت دانتوں سے ہنستے ہیں لیکن ان میں جان نہیں ہوتی۔

marfat.ocm

۱۵۔ تجلی لطف جمالی سے قلب منور کو لطف جمالی سے ہنساتا اور تجلی قہری جلالی سے نفس مظلم کو ظلمت قہر و جلال سے رلاتا ہے۔

۱۶۔ ہنساتا ہے نفس کو اس تجلی جلالی سے جو قلب پر پڑتی ہے وقت ظلمت نفس کے قلب پر اور رلاتا ہے قلب کو ساتھ اس تجلی جمالی کے جو نفس پر پڑتی ہے جب انوار قلب کا غلبہ نفس پر ہوتا ہے۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ جو عمل بھی انسان کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قضاؤ تخلیق سے ہوتا ہے یہاں تک کہ ہنسا اور رونا بھی۔

حدیث شریف ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جب بہت ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا اگر وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت روتے اور تھوڑا ہنستے اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی ہنساتا رلاتا ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ان لوگوں کی طرف لوٹے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابھی چالیس قدم نہیں چلا تو جبرئیل علیہ السلام میرے ہاں آئے اور عرض کی کہ آپ ان لوگوں کے ہاں تشریف لے جاکر فرمایئے کہ وہی ہنساتا رلاتا ہے۔

کیا ملائکہ ہنستے بھی ہیں؟ حضرت طاہر المقدسی سے سوال ہوا کہ کیا ملائکہ ہنستے بھی ہیں فرمایا عرش کے نیچے والے اس وقت سے نہیں ہنستے جب سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ پیدا فرمائی ہے۔

حدیث شریف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا حضور سرور عالم ﷺ کے صحابہ ہنستے بھی تھے فرمایا ہنستے تھے لیکن ان کے ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی مضبوط تر تھے۔

حدیث شریف حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس پاک میں کبھی بیٹھتے تھے فرمایا ہاں پھر فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلسوں میں اشعار بھی پڑھے جاتے اور جاہلیت کی یادیں بھی ہوتی تھیں ان کو یاد کر کے صحابہ کرام ہنستے تھے اور جب وہ ہنستے تو حضور سرور عالم ﷺ تبسم فرماتے۔

حکایت حضرت یحیٰی و عیسٰی علیہم السلام کی ملاقات ہوئی تو عیسٰی علیہ السلام نے یحیٰی علیہ السلام کے سامنے

marfat.ocm

تبسم فرمایا یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے لاپرواہ پاتا ہوں کیا آپ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن میں ہیں اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو تیوری چڑھائے دیکھتا ہوں کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہیں فرمایا ہم دونوں اپنے موقف پر ہیں۔ یہاں تک کہ وحی کا جو حکم ہو گا اس پر عمل ہو گا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی فرمائی کہ میری تم دونوں میں محبت ہے کہ تم میرے ساتھ نیک گمان رکھتے ہو۔

فائدہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ میں تم سے طلق بسام خوش اور راضی ہوں۔

فائدہ حضرت حسن نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو ہنس رہا ہے حالانکہ تیرا کفن تیرے لئے دھوبی کے پاس دھلائی کے لئے جا چکا ہے۔

حکایت حضرت نوح علیہ السلام سیدنا نوح علیہ السلام تین سو سال روئے صرف اس بات سے کہ اپنے بیٹے کے لئے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ان ابنی من اھلی بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔

فائدہ حضرت کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے میں آنسو بہاؤں میرے لئے وہی بہتر ہے کہ میں سونے کا پہاڑ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹاؤں۔

نسخہ روحانی بہتر گریہ قلب کا ہے نہ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا۔

براں از دو سر چشمہ دیدہ جوئے ور آلائشے داری از خود بشوئے

ترجمہ سر کی آنکھوں کے چشمہ سے پانی بہا اگر آلائش رکھتا ہے تو اسے خود دھو۔

"امات واحیا" (اس نے مارا اور جلایا) اس کے سوا کوئی مارنے اور جلانے کی قدرت نہیں رکھتا نہ تخلیقاً نہ کسباً اور قاتل کا کام صرف جسمانی بنیاد کا توڑنا اور اس کے اتصال کو متفرق کرنا ہے مقتول کی موت دراصل اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہے جیسے زندوں کو موت دینے کے لئے اس کا طریقہ ہے خلاصہ یہ کہ انسان (قاتل) کا کام انسانی ڈھانچہ کو توڑنا ہے یہ کام بندے کا ہے ورنہ امانت (مارنا) اللہ تعالیٰ کا کام ہے خلاصہ یہ کہ احیاء امانت پر صرف وہی اللہ تعالیٰ قادر ہے کسی کو مارتا ہے تو ہی جب اس کا وقت آجاتا ہے اور دنیا میں رہنے کے اوقات اس کے ختم ہو جاتے ہیں اور قبر میں بھی وہی زندہ کرتا ہے یا یہ کہ موت کے اسباب وہی تیار فرماتا ہے اور حیات کے بھی۔

marfat.ocm

تفاسیر اماتت واحییٰ ۱۔ علماء کرام نے فرمایا کہ معنی یہ ہے کہ کافروں کو اجنبیت (اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محرومی) کی موت سے مارا اور اہل ایمان کو معرفت سے زندہ کیا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ یہاں موت سے جہل اور علم سے حیات مراد ہے۔

۳۔ بعض نے فرمایا موت سے بخل اور حیات سے جودو سخا مراد ہے۔

۴۔ بعض نے کہا موت سے عدل و فضل اور حیات سے منع و اعطاء مراد ہے۔

۵۔ بعض نے کہا موت سے قحط اور حیات سے خوش حالی۔

۶۔ بعض نے کہا اماتت سے آباء کی موت اور احیاء سے اولاد کی عطاء۔

۷۔ بعض نے کہا اس سے ایقاظ بیدار کرنا اور انام (نیند دینا)

۸۔ بعض نے کہا اس سے نطفہ اور نسمہ نطفہ سے اولاد کی طرف منتقل کرنا مراد ہے۔

۹۔ محققین نے فرمایا کہ موت سے ہیبت اور حیات سے انس۔

۱۰۔ بعض نے کہا موت سے استتار اور حیات سے تجلی مراد ہے۔

۱۱۔ امام قیشری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نفوس زاہدوں کو آثار مجاہدات سے مارا اور قلوب عارفین کو انوار مشاہدات سے زندہ کیا۔

۱۲۔ فناء فی اللہ کی موت دے کر بقاء باللہ کا پیالہ پلایا۔

۱۳۔ نفس شہوات جسمانیہ اور نصرات حیوانیہ سے مارا اور قلب کو صفات روحانیہ و اخلاق ربانیہ سے زندہ کیا۔

۱۴۔ نفس کو قلب کے غلبہ سے مار کر قلب کو زندہ کیا۔

۱۵۔ قلب کو استیلائے نفس سے مار کر پھر اسے (قلب کو) زندہ کیا۔

فائدہ یہ مختلف احکام اس وقت تک ہیں جب قلب مقام تلوین میں ہو۔ جب قلب ترقی کر کے مقام اطمینان و تمکین میں پہنچتی ہے تو پھر وہ نفس سے مغلوب نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد نفس ہمیشہ کے لئے اس سے مغلوب رہتا ہے یہاں تک کہ نفس بامر ربی قلب کے قہر کے تحت مرجاتا ہے۔

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ۔

marfat.ocm

۱۔ لامت کو احیاء پر مقدم کرنا فاصلہ کی رعایت کے لئے ہے۔

۲۔ نیز اشارہ ہے کہ نطفہ (عدم) پہلے اور نسمہ (وجود) بعد کو ہے۔

۳۔ نیز قلب کی قلب اس کی حیات سے پہلے ہے۔

۴۔ جسم کی موت قبر حیات سے پہلے ہے۔

۵۔ تقدیم الموت میں قہر کے اثر کے اظہار میں عجلت کی گئی تاکہ مخاطبین کو انتباہ ہو۔

۶۔ عدم وجود سے پہلے ہے۔

۷۔ وجود کا فتنہ عدم ہے اسی لئے دو موتوں کے درمیانی حیات پر دھوکہ نہ کھانا چاہیے اور اس وجود کے قریب میں نہ آئیے جو دو عدموں کے درمیان میں ہے (اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے)

تفسیر عالمانہ وانہ اور بیشک اسی اللہ تعالیٰ نے خلق الزوجین (دو جوڑے پیدا کئے) انسان سے دو صنف (مرد۔ عورت) پیدا کئے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہر حیوان سے دو صنف پیدا کئے۔

فائدہ یاد رہے کہ ہر حیوان نطفہ سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ بعض صرف ہوا سے پیدا ہوتے جیسے مرغی کا انڈا جو مرغی سے پیدا ہوا ہے یہ دراصل مرغ کی ہوا سے پیدا شدہ ہے کیونکہ مرغ کی منی نہیں بلکہ مرغی سے جفتی کے وقت اس کی رحم میں ہوا بھرتا ہے۔

اذا تمنی (جب ڈالا جائے) رحم ڈالا جائے یعنی منی رحم میں ڈالی جائے۔

فائدہ آدم و حوا و عیسیٰ علی نبینا و علیہما السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

حل لغات یہ تُمنیٰ یمنی امناء سے ہے بمعنی منی لانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا افرایتم ماتمنون تو کیا تم نے دیکھا وہ جو تم منی لائے ہو) القاموس میں ہے کہ منی والمنی کا ایک ہی معنی ہے یا تمنی کا معنی ہے وہ بچہ جو مقدر کیا جائے گا یہ مناہ اللہ بمعنی قدرہ اللہ تعالیٰ نے اسے مقدر فرمایا اس لئے کہ ہر نطفہ بچہ مقدر نہیں ہوتا۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا زوج یعنی روح کو اس لئے کہ روح میں صفات فاعلیہ

marfat.com

ہیں اور پیدا زوجہ یعنی نفس کو کیونکہ یہ صفت انفعلیت سے موصوف ہے تاکہ حاصل ہو قلب کو روح و نفس کے مقدمہ سے نتیجہ صادقہ صالحہ واسطے مطالب دینویہ واخرویہ کے نطفہ سے جو واقع ہونے والا یعنی ٹھہرنے والا ہے رحم ارادہ ازلیہ میں اذا تمنی جب متحرک ہوا اسکا رحم ارادہ ازلیہ قدیمہ میں اور جب مقدر کرنے والے نے حکمت بالغہ سے اسے مقدر کیا۔

نکات ۱۔ الذکر مقدم ہے محض فاصلہ کی وجہ سے۔

۲۔ شرف رتبی (کہ مذکر مؤنث سے اشرف ہے) اگرچہ عالم کی اصل انوثت (مونث) ہے اسی لئے اس کے تمام میں اسی نے سرایت کیا ہوا ہے۔

۳۔ عورت میں حسن کا جلوہ بہت ہے اسی لئے وہ (مرد) اکابر کی محبوب ہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنت شعیب علیہ السلام سے نکاح کے لئے خود کو دس سال تک مزدور بننا قبول فرمایا بلکہ جماع کے وقت بہت سے بڑے بڑے بادشاہ بھی عورت پر ساجد (سجدہ گزار کی ہیئت میں پڑے ہوتے ہیں)

۴۔ جملہ عوالم کو نکاح صوری و معنوی ضروری ہے اسی لئے نصف مخلوق مذکر اور نصف مونث ہے اگر چاہو تو اسے یوں تعبیر کرو کہ نصف فاعل ہے اور نصف قابل اور انسان ان دونوں حقیقتوں کے درمیان برزخ ہے۔

تفسیر عالمانہ وَأَنَّ عَلَيْهِ اور بیشک اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم ہے النشاۃ الاخری پیچھا اٹھانا یعنی دوسری تخلیق یعنی موت کے بعد زندہ کرنا اپنے وعدہ کو پورا کرنے پر اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے جیسا کہ لفظ علیٰ کے ظاہر سے وہم پڑتا ہے۔

نکتہ آیت میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ آخرت میں جزاؤ سزا کے لئے اٹھائے اور مومن کو بھی اسی لئے کمال لائق تک تدریجا پہنچایا اگر وہ اسے اس دنیا میں جزاؤ سزا دے تو دنیا تو تنگ جگہ ہے وہ تو صرف ایک ہی جزاؤ سزا تک ختم ہو جائے گی پھر باقی جزاؤ سزا اسے کس علاقہ میں ملے۔

سبق جو اپنے اعمال و احوال کی جزا اسی دنیا میں طلب کرتا ہے وہ بہت برا کرتا ہے بلکہ بارگاہ حق کا بے ادب ہے اور اس جگہ میں اسے عمل میں لانے والا ہے جو اس کی حقیقت ہیں۔ ہاں جب کوئی بندہ اپنی عبودیت میں استقامت

marfat.ocm

دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ اسے دنیا میں دکھلوے یا کوئی اس کو کسی کرامت سے نوازدے تو ادب یہی ہے کہ وہ اسے قبول کرے اگر وہ خطوظ کے شوائب سے پاک ہو۔

سبق بھلائی اسی میں ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے چاہے۔

فائدہ نشاۃ الاخری کمل فناء صوری پر مرتب ہے ساتھ استعداد اور قبول الروح کی تیاری کے ایسے ہی نشاۃ اخری معنوی یعنی بقاء اور صفات الٰہیہ سے موصوف ہونا موقوف ہے تمام فناء معنوی اور اوصاف بشریہ سے بالکل خالی ہو جانے پر ساتھ استعداد اور قبول الفیض کی تیاری کے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں نشائتوں میں صحت المزاج کا ہونا ضروری ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جب جنین (بچہ) ماں کے پیٹ میں فاسد ہو جائے تو گر جاتا ہے بلکہ جب رحم میں فساد ہو تو وہ علوق (نطفہ) کو قبول ہی نہیں کرتی۔

فائدہ اسی النشاۃ الاخری کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اشارہ فرمایا کہ ملکوت السموت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی دوبارہ ولادت نہ پائے اور ملکوت السموت سے ان کے حقائق و اسرار و انوار مراد ہیں اس معنیٰ پر ہی ہر نبی و ولی انہی حقائق و اسرار و انوار کا وارث ہے اور یہ ولوج (دخول) و ولادت ان سب کے لئے متحقق ہے[1]۔

تفسیر عالمانہ وانہ اغنیٰ اور بیشک اس نے غنی کیا یعنی لوگوں کو مال دے کر غنی کردیا۔

واقنیٰ اور قناعت دی (یعنی قنیہ عطا کیا۔ القنیہ بمعنی وہ اصل بنایا جائے مال سے اور ذخیرہ کیا جائے بایں طور کہ اس سے ثمر حاصل کرنے اور اس کے بڑھنے کی وجہ سے اس کی حفاظت کا ارادہ کیا جائے کہ کہیں وہ ملکیت سے نکل نہ جائے کہاوت کے طور کہا جاتا ہے۔

تقتنی من کلب سوء جروا

حل لغات عربی کہتے ہیں قنوت الغنم وغیرہا وقفیتہا قنیہ وقنیہ جب کوئی اسے اپنے لئے ذخیرہ بنا

---

[1] یہ ہیئت وہابیوں دیوبندیوں اور ان کے ہمنوا فرقوں کو نہ صرف قبول ہے بلکہ اس کے لٹو ہیں جبکہ وہ محبوبانِ خدا کے ہاتھ پاؤں چومنے اور نیاز مندی کو شرک کہتے ہیں لیکن جماع کے وقت عورت کے آگے سجدہ ریزی کے وقت توحید کا کیا بنتا ہوگا۔ (واللہ اعلم)

marfat.ocm

کر رکھے اس سے تجارت کا ارادہ نہ ہو (تاج المصادر میں ہے کہ الا قتناء بمعنی سرمایہ دنیا خوشنود کرنا

تفاسیر ۱۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اغنی بمعنی لوگوں کا کفایت اور اموال سے غنی کیا اور اقنی بمعنی اعلی القنیۃ یعنی وہ چیزیں جو کفایت کے بعد ذخیرہ کرتے ہیں۔

۲۔ الضحاک نے کہا غنی کیا ساتھ سونے چاندی اور کپڑوں اور مسکن سے اور بے نیاز کیا ساتھ اونٹوں افضل واشرف ہیں۔

۳۔ اقنٰی بمعنی ارضی یعنی اس نے تمہیں راضی کرنے کی استعداد ذخیرہ کے طور دی۔

۴۔ زیادہ موافق آیات مشتملہ یہی ہے اور صنعۃ الطباق کا تقاضا بھی ہے کہ یہاں پر اغنی بمعنی افقر ہو یعنی تنگ دست بنایا۔ اس معنی پر اقنی کا ہمزہ سببیہ ہو گا بمعنی ازالہ القنیۃ جیسا کہ المفتی السعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

فائدہ سیدنا جنید قدس سرہ نے اسی کو اختیار فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ بعض کو غنی بنایا اور بعض کو فقیر تنگدست۔

تفسیر صوفیانہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قلب سلیم (جو دین حق پہ ثابت قدم ہے) کو فیض سے مستفیض فرماتا ہے جیسے حضور سرور عالم ﷺ کی دعا ہے۔

اللھم ثبت قلبی علی دینک (اے اللہ اپنے دین پر میرے قلب کو ثابت رکھ)

فائدہ قلب پر فیض الٰہی کے ابقاء کا یہ معنی ہے کہ وہ اس فیض الٰہی سے محروم نہ ہو اور کسی وقت نفس امارہ بالسوء کی ظلمت کے غلبہ سے مضمحل نہ ہو جائے کہ نفس اس پر قبضہ جمالے کیونکہ فیض الٰہی سے وہ قلب متمکن ہے اور تلون سے محفوظ ہے ہاں قلب متلون میں چونکہ تمکن نہیں ہوتا اسی لئے بعض اوقات ظلمت النفس سے منکدر ہو جاتی ہے اور اسے جو فیض الٰہی نصیب ہوتا ہے اس سے زائل ہو جاتا ہے یہی اقنی کا معنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے قلب میں اس نور کو بطریق ذخیرہ کے رکھا ہے۔

مسئلہ آیت سے ثابت ہوتا ہے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اموال واسباب کی ذخیرہ اندوزی جائز ہے ہاں بیکار اشیاء کو باقی مباح نہیں جیسے بلا فائدہ کتے پالنا گھر میں چھوڑنا۔

marfat.ocm

مسئلہ کھیتی اور جانوروں (بھیڑ بکریوں) کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا جائز ہے (ریچھ کے ساتھ لڑانے اور دوڑانے و دیگر فضول امور کے لئے کتا پالنا حرام ہے تفصیل دیکھئے (حقوق جانوراں[1])

فائدہ نفس امارہ باؤلے کتے سے بھی سخت تر ہے۔ روح نامی کو باقی رکھنے کے لئے نفس امارہ کی پرورش ہے بدترین کام ہے اس میں کسی قسم کی بھلائی نہیں ہے تمہیں مرتبہ نفس اور طبیعت کا علم نہیں کہ وہ اس روح کے ساتھ کب باقی رہ سکتے ہیں اور نہ ہی نشاۃ جنانیہ میں انسان کامل کے ساتھ ان اشیاء کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جنان تو ایسے ہے جیسے خوشبو کی رکھوالی اور باغ باغیچہ کی حفاظت کی جاتی ہے کیونکہ جنان میں صرف روح طیب اور جسد نظیف ہی رہ سکتا ہے اور بس۔

تفسیر عالمانہ وَاَنَّهٗ رَبُّ الشِّعْرٰى اور بیشک وہ شعری (ستارہ) کا رب ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے معبود کا بھی رب ہے اسی لئے تمہیں چاہئے کہ رب کی عبادت کرو نہ کہ مربوب کی۔

تحقیق الشعری شعری ایک روشن ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے اسے عبور (بالمہملہ) بروزن صبور بھی کہتے ہیں اور یہ غمیصاء سے زیادہ چمکدار ہے۔

فائدہ الغمیصاء بالغین المعجمہ المضمومہ وفتح المیم او الصاد المہملہ۔ یہ دو شعریوں کا ایک ہے یاد رہے کہ شعری دو ہیں۔

۱۔ شعری یمانیہ اسے الشعر العبور کہتے ہیں ۲۔ شعری شامیہ اسے شعری غمیصاء کہتے ہیں۔ ان کے درمیان المجرہ فاصل ہے۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ یہ دونوں شعریاں سہیل کی بہنیں ہیں اور یہ تینوں اکٹھے تھے۔ سہیل نے یمن کو جانے کا ارادہ کیا تو عبور اس کے پیچھے چل پڑی۔ المجرہ کو عبور کر کے سہیل سے جا ملی (اسی لئے اسے العبور کہا جاتا ہے) لیکن غمیصا اپنی جگہ پر ٹھہر کر سہیل کی جدائی سے روتی رہی یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کا نور کمزور پڑ گیا اسی وجہ سے اس کی چمک عبور سے کم ہے (اسی لئے اسے غمصاء کہا جاتا ہے) الغمص فی العین وہ آنکھ سے رمص بہتی ہے۔ غمصت (بالکسر) عینہ غمصا شعری۔

شعری کا پجاری شعری (العبور) کو قبیلہ خزاعہ پوجتا تھا اس کی پرستش کی رسم ابو کبشہ نے ڈالی تو قریش کا ایک

---

[1] (تصنیف فقیر اویسی غفرلہ)

marfat.com

سردار (لیڈر) تھا اپنی قوم کو کہا کہ دوسرے ستارے آسمان تو عرض میں طے کرتے ہیں لیکن یہ ستارہ طول میں طے کرتا ہے اس کی نظیر ستاروں میں نہیں اسی لئے یہ پرستش کے لائق ہے۔ چونکہ اسی ابو کبشہ نے پرستش میں قریش کی مخالفت کی یعنی پتھروں کے بجائے ستارہ کی پوجا کی اسی لئے وہ ان کا مخالف ٹھہرا تو اس مناسبت سے وہ حضور نبی پاک ﷺ کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے اس اعتبار سے نہیں کہ آپ کی نسبت کا تعلق ابو کبشہ سے ہے اگرچہ یہ نسبی کے لحاظ سے صحیح ہے لیکن ان کا اپ کو ابن ابی کبشہ (آپ کی امہات کے اجداد میں سے تھا) اس لئے کہتے کہ وہ بھی ان کا بت پرستی میں مخالف تھا کہ اس نے پتھروں کی پرستش ترک کر دی تو آپ نے بھی پتھروں کی مخالفت کر کے ایک لاشریک خدا کی عبادت کی۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ شعری نفس ہے اس کا نام کلب الجبار ہے اس کی پرستش خزامہ نے کی یعنی اہل ہوا (خواہشات کے بندے) اور ابو کبشہ یعنی اہل البدع فلاسفہ و زنادقہ میں سے۔

تفسیر عالمانہ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَاﰳ الْاُوْلٰى اور بیشک اس نے ہلاک کیا پہلی قوم عاد کو۔ اس سے ہود علیہ السلام کی قوم مراد ہے جو تیز آندھی سے تباہ ہوئی اور اور عاد الاخری ارم تھی بعض نے کہا الاولیٰ بمعنی القدماء کیونکہ نوح علیہ السلام کی قوم کی بربادی کے بعد یہی سب سے پہلے تباہ و برباد ہوئے۔ یعنی یہاں عاد سے جملہ وہ لوگ مراد ہیں جو عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح علیہ السلام سے منسوب ہیں اور انہیں اولیت سے موصوف کرنے میں عاد اخیرہ سے احتراز مطلوب نہیں بلکہ ان سے پہلے زمانہ میں پہلے ہلاک ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمام قوموں میں سب سے پہلے یہی لوگ ہلاک ہوئے۔

فائدہ التکملہ میں ہے کہ الاولی سے عاد کو موصوف کرنے میں دلیل ہے کہ قوم عاد اور بھی تھی اولی تو عاد بن ارم یعنی قوم ہود ہے اور دوسری ان کی اولاد ہے جن کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اریحاء میں جنگ کی یہ ہزیلہ بنت معاویہ کی نسل سے ہیں اور یہ وہی ہریلہ ہے۔ جس نے قوم عاد سے مع الابناء نجات پائی اس کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عمر ۲۔ عمرو ۳۔ عامر ۴۔ عتید اور الہریلہ عمالیق میں سے تھی۔

وثمود اور ثمود کو اس کا عطف عاد پر ہے کیونکہ اس کا مابعد اس پر عمل نہیں کر سکتا اس لئے ما نافیہ کا قاعدہ یہی ہے کہ وہ اپنے ماقبل پر عمل کرنے سے روکتا ہے ثمود سے قوم صالح (علیہ السلام) مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صیحہ (چنگاڑ

marfat.ocm

سے تباہ کیا)

فما ابقی (تو) فریقین میں سے کسی کو (نہ بچایا) یہ بھی جائز ہے کہ کہا کہ ان پر کسی کو باقی نہ رکھا۔

فائدہ اس معنی پر سہل ابقاء معنی الترحم بخشودن (بخشانا) ہے (یعنی ان پر رحم نہ کیا) اور یہ بھی سچ کہ وہ رحم کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہ اہل غضب ہے اور وہ اہل لطف ہوتا ہے نہ کہ اہل قہر پر۔

فائدہ اس میں تربیت کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے ان کو نرمی سے سمجھایا گیا پھر عتاب سے پھر عقاب سے اس طرح سے کوئی نہ سمجھے تو اسے تنبیہہ کی جائے پھر ازالہ پھر اہلاک یعنی تباہی و بربادی۔ یہی اللہ تعالیٰ کا طریقہ رہا اور ہے کہ مخلوق کو اسی ترتیب سے سمجھاتا ہے۔

سبق بندوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے غلاموں' نوکروں اور لونڈیوں اور خدمت گاروں کو یونہی تنبیہہ کریں اور اسی طرح ان کی نگرانی کریں۔

وقوم نوح اور قوم نوح (علیہ السلام) اس کا عطف بھی اسی پر ہے۔

من قبل ان سے پہلے یعنی عاد و ثمود کے ہلاک و تباہ کرنے سے پہلے۔

انھم بیشک تھے وہ نوح علیہ السلام کے لوگ (قوم)

کانوا ھم اظلم بہت زیادہ ظلم اپنے نبی علیہ السلام کے لئے۔

واطغیٰ اور زیادہ سرکش بہ نسبت ان دوسرے دو گروہوں کے کیونکہ نبی (نوح) علیہ السلام کو بہت زیادہ اذیت پہنچاتے اور لوگوں کو ان سے متنفر کرتے تھے اور اپنے بچوں کو ڈراتے تھے کہ وہ ان کی کوئی بات نہ سنیں اور وہ ظالم حضرت نوح علیہ السلام کو بہت سخت ضرر پہنچاتے یہاں تک کہ ان کی مار پٹائی سے آپ کی کوئی حس و حرکت باقی نہ رہتی اور نہ ہی اپ کی کوئی بات ان پر مؤثر ہوئی۔ حالانکہ آپ نے قوم کو تقریباً ایک ہزار سال نصیحت فرمائی۔ آپ پر محض چند افراد ایمان لائے۔

بالسیہ دل چہ سود گفتن وعظ　　　　نرود میخ آہنیں در سنگ

ترجمہ سیاہ دل کو وعظ سنانے کا کیا فائدہ سخت پتھر میں لوہے کی میخ داخل نہیں ہوتی۔

marfat.com

تفسیر صوفیانہ اس میں صفات قلب کی تباہی کی طرف اشارہ ہے کہ جب تک وہ سفینہ توحید میں جاگزیں نہ ہو اس کا یہی حال ہوتا ہے ایسے لوگ مذبذب ہوتے ہیں اور قلب و نفس کے درمیان میں پھرتے رہتے ہیں مشاہدہ کثرت سے یہ لوگ قلب پر ظلم کرتے رہتے ہیں بلکہ وہ نفس اور اس کی صفات کی طرف میلان کی وجہ قلب کے طاغی و باغی ہوتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ والمؤتفکۃ اور الٹی بستی کو۔ اس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں مراد ہیں۔

حل لغات ائتفکت باھلھا بمعنی لھم یعنی (بستیوں نے اپنے مکینوں کو الٹ دیا یہ منصوب ہے اس کا عطف عاد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے الٹی ہوئی بستیوں کو تباہ و برباد کیا بعض نے کہا یہ اھوٰی کے مفعولیت کی وجہ سے منصوب ہوئی ہے یعنی ان بستیوں کو اللہ تعالیٰ نے الٹا کر کے گرایا بعد اس کے کہ انہیں جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے ذریعے آسمان کی طرف اٹھایا۔ اھواء بمعنی نیچے گرانا۔ پھینکنا۔ الزجاج نے فرمایا کہ انہیں جہنم میں گرایا۔

فغشاھا ماغشا (تو ان پر چھایا جو کچھ چھایا) قسم و قسم کا عذاب۔ حضرت کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ کیا کہ ان شہروں کو پہنایا جو کچھ پہنایا۔

فائدہ اس میں وہ تہویل و تفظیع ہے جس کا نہ اندازہ ہو سکتا ہے نہ غایت و انتہا معلوم ہو سکتی ہے۔

فائدہ ماغشیٰ مفعول ہے اگر تضعیف غشّیٰ کی تعدیہ کے لئے ہو۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنایا جو کچھ عذاب پہنایا جیسے جڑنے ہوئے اور نشان دار پتھر۔ اس تقریر پر فعل اول کے دونوں مفعول مذکور ہوں گے اور دوسرے کے دونوں محذوف۔ اگر یوں کہیں کہ تضعیف غشی کی مبالغہ بمعنی ستر ہے تو پھر لفظ ما اس کا فاعل ہے جیسے دوسری آیت فغشیھم من الیم ماغشیھم (تو انہیں دریا میں سے وہ چھایا جو کچھ چھایا) میں ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں قالب (جسم) کی بستی اور اس کے انقلاب کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اعلیٰ کمال سے اسفل نقصان کی طرف اور اعتدال المزاج سے انحراف کی طرف پھینکا کیونکہ نفس کے ظلم کرنے کا سبب یہی ہے کہ اس سے ہی حظوظ و شہوات پورے ہوتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا ہم نے بہت سی وہ بستیاں تباہ کر ڈالیں جن کی معیشت زوروں پر تھی)

marfat.com

تفسیر عالمانہ فبای الاء ربکما تتماری (تو پھر تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں پر شک کرے گا)

حل لغات آلاء بمعنی نعمتیں اس کا واحد اِلیٰ وَاَلیٰ وَاُلیٰ ہے استرازی الامتراء المماراۃ اس میں جھگڑنا جس میں شک اور تردد نہ ہو۔ تاج المصادر میں ہے کہ التماری بمعنی شک کے ساتھ ہونا اور ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا۔

فائدہ فعل کا اسناد واحد کی طرف ہے باعتبار اس کے تعدد کے بسبب اس کے متعلق کے متعدد ہونے کے۔

خطاب کس کو یہ خطاب اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ہے تو اس میں تعریض ہے دوسروں کے لئے جیسے لئن اشرکت لیحبطن عملک اگر تو شرک کرے گا تو تیرا عمل اکارت ہو جائے گا یہ خطاب ہر ایک کو ہے۔ (جیسے امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے ترجمہ کیا ہے)

سوال تمام امور کو نعمتیں کہا گیا ہے حالانکہ ان میں بعض امور تو عذاب بھی ہیں اور تکلیفیں بھی۔

جواب عذاب اور تکلیفیں بھی نعمتیں ہیں کہ ان کے ذریعے انبیاء و مومنین کی مدد کی گئی مردود اعداء سے بدلہ لیا گیا اور ان میں عبرت اور نصیحت بھی ہے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے (تو یہ بھی ایک قسم کی نعمت ہوئی)

فائدہ بحر العلوم (تفسیر) میں ہے کہ دشمنوں کو ہلاک کر کے اہل ایمان کا ان کی صحبت اور شر اور مکر و فریب سے بچ جانا بہت بڑی نعمت ہے جو صرف اور صرف اہل ایمان کو نصیب ہوتی ہے۔ المتنبی نے کہا!

ومن نکد الدنیا علی الحر ان یری عدو الہ مامن صداقتہ بد

ترجمہ جس نے دنیا سے دکھ دیکھے ہیں تو ایسے سمجھدار کو لائق ہے کہ اسے اپنا دشمن سمجھے اور اس بات کی صداقت کے بغیر کوئی چارہ نہیں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے دشمنوں کو تباہی کے بعد حمد کا حکم فرمایا فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کہ جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات بخشی۔ اور خود بھی اس پر حمد فرمائی محض بندوں کی تعلیم کے لئے چنانچہ فرمایا فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو اللہ تعالیٰ نے ظالم قوم کی جڑ کاٹ دی اور اللہ تعالیٰ کی رب العالمین کی حمد ہے)

marfat.ocm

اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے سجدہ شکر ادا فرمایا جب غزوہ بدر میں ابو جہل کا سر کٹا ہوا دیکھا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ان بہت بڑی نعمتوں کے عطیہ پر شکر ضروری ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمت کہا اور ان کا نعمت نام رکھا ہے اور وہ مشتمل ہیں مواعظ و زواجر کی نعمتوں پر اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان میں شک وشبہ بھی نہ ہو اور یہ خطاب امت کے افراد کو ہے اور نبی پاک ﷺ بھی امت میں مشتمل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امت کہا۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا ابراہیم علیہ السلام امت تھے فرمانبردار۔ اب آیت کا معنی یہ ہوا کہ اے حبیب محمد (ﷺ) تم اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمتوں پر شک اور جھگڑا کرو گے تو جیسے میں نے دوسرے انبیاء و رسل علیہما السلام اور ان کے اولیاء کی مدد اور ان کے دشمنوں کو تباہ برباد کیا ایسے ہی آپ کی اور اپ کے دوستوں کی مدد کروں گا اور آپ کے دشمنوں کو تباہ برباد کروں گا اس کے بعد آپ کے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ ہو اور نہ ہی کوئی حرج اس سے جو تم اس قوم کی سرکشی اور عناد و استکبار پر اصرار ملاحظہ فرماتے ہو۔

تفسیر عالمانہ هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ یہ پہلے ڈر سنانے والوں میں سے ہے۔ هذا کا اشارہ قران مجید کی طرف ہے النذیر مصدر ہے یعنی قرآن جسے تم دیکھ رہے ہو۔ یہ ان انذرات متقدمہ میں سے ہے جن کا انجام تم سنتے رہتے ہو یا ھذا کا اشارہ حضور سرور عالم ﷺ کی طرف ہے اور النذیر بمعنی المنذر ہے یعنی نبی پاک ﷺ منجملہ ان ڈر سنانے والوں میں سے ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ الاولی مفرد بمعنی جمع ہے فواصل کی رعایت پر واحد لایا گیا ہے اور اے کافرو تم قوم سابقین کے حالات سے آگاہ ہو۔ (تم بھی ضد پر رہو گے تو عذاب میں مبتلا ہو گے)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ اشارہ قران اور نبی آخر الزمان ﷺ کی طرف ہے اور انہیں کتب متقدمہ اور رسل کرام سابقہ کے ڈرانے سے تشبیہ دی گئی فقیر (صاحب صاحب روح البیان قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ اس میں انبیاء علیہما السلام کے وارثین کے انذار کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ہر وہ جو بعد کو حق تعالیٰ کا پیغام سنانے والا ہے وہ النذر الاولی سے ہی ہے کیونکہ دعوت الی اللہ و کلمہ حق میں ایک ہیں اور وہ انذرات جو انہیں الہام کے طور حاصل ہوتے ہیں بلحاظ زمانہ و مشرب کے وہ وہی ہوتے ہیں جو سابقین انبیاء و اولیاء کو نصیب ہوئے مبارک باد ہو اس خوش قسمت کو جو ان کی اتباع کرتا ہے اور شومی قسمت اس کی جو ان کی مخالفت کرتا ہے۔

marfat.ocm

بگو آنچہ دانی سخن سودمند | وگر ہیچ کس را نیاید پسند
که فردا پشیماں برآرد خروش | که آوخ چرا حق نکردم نیوش
بگراہ گفتن نکو میروی | گناہ بزرگست و جور قوی
مگو شہد شیریں شکر فائق است | کسے را کہ سقمونیا لائق است
چہ خوش گفت یک روز دارو فروش | شفا بایدت داروئے تلخ نوش

ترجمہ ۱۔ جو سودمند سخن ہے کہہ ڈال اگرچہ کسی کو ناپسند ہو۔
۲۔ کل پشیماں فریاد کرے گا کہ افسوس میں نے حق کیوں نہ سنا۔
۳۔ گمراہ کو کہتا تو ٹھیک کر رہا ہے بڑا گناہ اور سخت ظلم ہے۔
۴۔ یہ نہ کہہ کے شہد اور شکر مفید ہے جسے سقمونیا لائق ہو۔
۵۔ دارو فروش نے ایک دن کیا خوب کہا کہ شفا چاہیئے تو کڑوی دوائی پی۔

تفسیر عالمانہ ازفت الازفتہ (قیامت قریب ہے)

نکتہ کفار مکہ کے عذاب کو قیامت تک مؤخر کرنے میں نبی پاک ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے اگرچہ مختصراً دنیا میں بھی انہیں عذاب ہو لیکن مکمل عذاب ان کو قیامت میں ہی ہو گا۔

فائدہ لام عہد کی ہے اسی لئے اس کے بغیر بھی اس سے خبر دینا جائز ہے بوجہ کسی آزفہ کے قرب کے۔

سوال آزفہ معہود کے قرب کی خبر دینے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

جواب اس سے ایک فائدہ تاکید اور انذار کی تقریر ہے۔

حل لغات للازف بمعنی ضیق الوقت (وقت کی تنگی) وقت ساعت کے قرب کی وجہ سے اسی لئے قیامت کو ساعت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اہل عرب کہتے ہیں ازف الرجل ہچوں فرح ازفا ازوفا بمعنی دفا یعنی قریب ہوا اور ازف (محرکہ) بمعنی الضیق (تنگی) (القاموس) اب معنی یہ ہوا کہ ۱۱ قیامت جو قرب سے موصوف ہے ۱۲ قریب

marfat.ocm

ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے قرب کی یوں خبر دی کہ اقترب الساعتہ یعنی اس میں دلالت ہے کہ قیامت میں کمال قرب ہے اس لئے کہ افتعل کے ابواب میں مبالغہ ہوتا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ آیت میں اشارہ ہے قیامت کے کمال قرب کی طرف بوجہ قرب کے موصوف بہ سے منسوب ہونے کے۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کھولنے والا نہیں یعنی کوئی ایسا نفس نہیں جو اسے کھول سکے سوائے اللہ تعالیٰ کے کشف بمعنی اسے زائل کرنا اور اپنے وقت مقدر کی طرف لوٹانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس کا کھولنا ضرر کے کشف کی طرح نہیں کہ اسے بالکل زائل کرڈالے۔ الکاشفہ اسم فاعل اور اس میں تاء تانیث کی ہے اس کا موصوف محذوف ہے اب معنی یہ ہوا کہ اب کوئی نفس کاشفہ نہیں جو اسے موخر کر سکے سوائے اللہ تعالیٰ کے صرف وہی اسے موخر کرنے والا ہے یا یہ کہ اس کے وقت کو صرف وہی کھولنے والا ہے کاشفہ بمعنی عالم ہے۔

حل لغات کشف سے ہے۔ بمعنی شے کی حقیقت کا جاننا کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کب ظاہر کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ اسے کوئی روشن نہیں کرے گا سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنی اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس معنی پر کاشفہ مصدر ہے عاقبہ و خائنہ کی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تا مبالغہ کی طرح علامت کی طرح یہ مقام انکار کرتا ہے کہ یہ ایسا مبالغہ ہو کہ کسی کو کسی طریقہ سے علم نہ ہو کیونکہ اس میں مسئلہ اپنے مقام پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دوسرے کو بھی اس کے علم کا احتمال ہے (جیسا کہ فقیر نے حاشیہ پر چند حوالاجات لکھ دیئے اور اس سے قبل متعدد مقالات پہ تحقیق لکھی ہے)

تفسیر صوفیانہ آیت میں قیامت کبریٰ کے قرب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ صدمہ سخت ضرور ہو گا اس سے وہ حقیقت مثلی کا ظہور مراد ہے جو ان اولیاء کرام کو نصیب ہوتی ہے جو اپنے نفوس سے فنا پا چکے اور متوجہ الی اللہ ہیں بوجہ جمع الہمت اور قوت عزیمہ کے اہل حجاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو اسے کھول سکے اسے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کھولتا ہے اور اہل حجاب سے کھلے بھی کیسے۔ جب وہ بحر غفلت میں مستغرق اور شہوات کے گڑھوں میں ہلاک و تباہیں۔ یاد رہے کہ انسان ہر آن اور ہر زمان فانی ہے اسے کسی قسم کا شعور نہیں کاش یہ اپنی غفلت کے پردے ہٹا کر لقاء دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا اسی لئے مشائخ فرماتے ہیں۔ عارفین کے لئے ہر وقت قیامت ہے کیونکہ وہ شہود امر میں ہیں جیسا کہ وہ ہے لیکن اہل شہود کو قیامت ظاہری کے وقوع کی حاجت نہیں اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

marfat.ocm

فرمایا کہ اگر پردے کھل جائیں تب بھی میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔ مبارک ہو اسے جس کے یقین میں اضافہ ہوا[1] اور وہ حق الیقین کے درجہ تک پہنچے اور مقام التحقیق میں جاگزین ہو اور اللہ تعالیٰ ہی معین و مددگار ہے۔

تفسیر عالمانہ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تو کیا تمہیں اس سخن سے یعنی قرآن سے تعجبون تم تعجب کرتے ہو انکار سے۔

فائدہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ العجب والتعجب وہ حالت جو انسان کو شے کی سبب کی جہالت سے لاحق ہوتی ہے اسی لئے حکماء نے فرمایا کہ تعجب وہ امر ہے کہ جس کا سبب معلوم نہ ہو۔

وتضحکون (اور تم ہنستے ہو) استہزا کے طور باوجود یہ کہ ایسا کرنا بعید از عقل ہے۔

فائدہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الضحک استہزاء کے لئے استعارہ کے طور ہے جیسے کہا جاتا ہے ضحکت منه میں نے اس کے ساتھ استہزاء کیا۔

ولا تبکون اور مت روؤ حزن سے اس پر کہ تم نے اس کی شان میں کوتاہی کی اور اس خوف سے کہ تمہیں بھی وہی عذاب نہ گھیر لے جو سابقہ امم کو عذاب گھیر جاتا تھا۔

حدیث شریف ۱ مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد نبی پاک ﷺ کو کبھی ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا۔

حدیث شریف ۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی و اہل صفہ رو پڑے یہاں تک کہ ان کے آنسو چہروں پر بہنے لگے جب نبی پاک ﷺ نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے بھی گریہ فرمایا پھر آپ کے گریہ سے ہم سب رو پڑے آپ نے فرمایا کہ وہ شخص دوزخ میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ جو خوف خدا سے رویا اور وہ بہشت میں ہرگز داخل نہ ہوگا جو معصیت پر مصر (اصرار کرنے والا) ہو یہاں اگر تم سے گناہ نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لائے گا جس سے گناہ سرزد ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔

---

[1] حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ پہلے سے ہی یقین مستحکم حاصل ہے اسی لئے انہوں نے فرمایا [illegible] بھی اٹھ جائیں تو بھی اضافہ نہ ہوگا (قاسم)

marfat.com

حدیث شریف ۳ حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ ہم بنی آدم کے ہر عمل کا وزن کر سکتے ہیں سوائے گریہ کے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کے ایک آنسو سے جہنم کی آگ کے بہت بڑا دریا بجھاتا ہے۔

حدیث شریف ۴ میں ہے کہ یہ قرآن حزن کے ساتھ نازل ہوا جب اس کی تلاوت کرو تو گریہ کرو اگر نہ آئے تب بھی رونی شکل بناؤ۔ اس کیوجہ یہ ہے کہ حزن سرور تک اور گریہ ضحک تک پہنچاتا ہے۔ حضرت صائب نے فرمایا!

منال اے ساکن بیت الحزن از چشم تاریکی
کہ خواہد صیقلے گشت از جمال روشن یوسف

ترجمہ بیت الحزن وغم کے گھر میں بسنے والوں مت روؤ تاریکی چشم سے کہ کبھی صیقلہ نصیب ہو گا اور تو جمال یوسف ہے۔

اور فرمایا

خندہ کردن رخنہ در قصر حیات افگندنست
خانہ دربستہ باشد تا غمین باشد کسے

ترجمہ ہنسی مذاق زندگی کے محل میں رخنہ ڈالتا ہے گھر کا دروازہ بند رکھ تاکہ کسی کے غم میں اضافہ نہ ہو۔

وانتم سامدون اور تم غافل و متکبر ہو۔

حل لغات سمد البعیر انی المسیر سے ہے یعنی (اونٹ سر اونچا کر کے چلا) امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ السامد بمعنی لاھی (لہو کرنے والا) اور سر کو اونچا کرنے والا یا سامدون بمعنی مغنون (گانا بجانے والے) تاکہ تم لوگوں کو اس کے سننے سے محروم کرو۔ یہ سمود سے ہے بمعنی الغناء لغت حمیر میں اور کفار مکہ کی عادت تھی کہ جب کوئی قرآن سنتا تو اس کے آگے سرود اور لہو ولعب کی چیزیں سامنے لاتے تاکہ وہ قرآن نہ سن سکے یا سامدون بمعنی خاشعون جامدون ہے السمود سے ہے بمعنی الجمود والخشوع اور جملہ لا تبکون کے فاعل سے حال ہے صرف اتنا

marfat.ocm

خیال ضرور رہے کہ اس میں مضمون وجہ اخیر سے متعلق ہے اور صرف معنی کو مقید کرتا ہے پھر انکار نفی بکاء و سمود ہر دونوں اکٹھے پر وارد ہے مقام کے حق کی بناء پر پہلا زیادہ بہتر ہے (اسے اچھی سوچ کر سمجھ) (الارشاد)

فاسجدوا للّٰہ واعبدوا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو) فاء ترتیب الامر کے لئے ہے۔ یا اس کا موجب ہے جیسا مقرر ہو چکا ہے کہ ان کا قرآن کا انکار کر کے مقابلہ باطل ہے اور ایسے ان کا اس سے استہزاء بھی بلکہ اس پر ایمان لانا اور اسے قبول کرنا ضروری اور واجب ہے اور اس کی تلاوت خشوع و خضوع سے لازمی ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ جب امر ایسے ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرو جس نے قرآن نازل کیا۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اس کے غیر کی عبادت نہ کرو فرشتے کی نہ کسی بشر کی چہ جائیکہ پتھروں کی جو نفع دیتے ہیں نہ نقصان جیسے بت اور ستارے۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ سجدہ کرو نماز میں لیکن صحیح تر یہ ہے کہ یہ ایک مستقل سجدہ کا حکم ہے یعنی سجدہ تلاوت۔

مسئلہ سجدہ کا محل یہی آیت (آخری) ہے امام ابو حنیفہ اور اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور یہی قول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے سورہ نجم میں اسی مقام پہ سجدہ فرمایا۔

فائدہ جو سورہ نجم میں سجدہ کا قصہ ہے وہ اسی مقام پہ ہوا یعنی حضور سرور عالم ﷺ نے تلاوت سورۃ نجم کی فراغت پر سجدہ فرمایا اس پر قریش نے بھی کیا آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں اور مشرکوں نے سجدہ کیا بلکہ تمام انسانوں اور جنوں نے بھی جیسا کہ گزرا۔

فائدہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں سجدہ تلاوت نہیں ہے جیسا کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے سورہ نجم تلاوت فرمائی۔ تو سجدہ نہیں[1] کیا۔

---

[1] ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اسی وقت کیا ہو بلکہ بعد کو پھر فرمایا ہو جیسا کہ مسئلہ شرعیہ بھی اسی طرح ہے کہ تلاوت کے وقت سجدہ ضروری نہیں بلکہ تلاوت کی فراغت کے بعد جب چاہے سجدہ کر سکتا ہے)

marfat.ocm

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تلاوت کے سجدات میں سے بارھواں سجدہ ہے فتوحات مکیہ میں ہے کہ یہ سجدہ عبادت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسم میں عاجزی و ذلت کا حکم فرماتا ہے اور اس منزل کو سوائے سالکان طریقت کے کوئی طے نہیں کر سکا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات بنجمی میں ہے کہ جب ایام وصل قریب ہوں تو اسے سالکان راہ خدا اشتیاق میں اضافہ کرو اور بذل وجود اور زمین پر ماتھا رگڑنے میں جلدی کرو اور رب الارباب کی عبادت کرو کہ اس نے وجود سے کشف نقاب فرمایا۔

فائدہ میرے شیخ و مرشد قدس سرہ نے اپنی تصنیف "البرقیات" میں فرمایا کہ اسجدوالخ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ کہ اپنے نفوس کے ساتھ جب تم اسے سجدہ کرو یا عبادت کرو سجدہ قالب سے فرمانبرداری کر کے اور اس کی عبادت ہو تو مرتبہ شریعت میں اذعان سے اور سجدہ قلب ہو تو فناء پا کر اور اس کی عبادت ہو تو خود کو ہلاک کر کے مرتبہ حقیقت میں یہاں تک کہ تمہارے سجدے اور تمہاری عبادت صرف اور صرف قربت الی اللہ کی نیت پر ہو مرتبہ اولی میں اور یہ قصد ہو کہ وصال الٰہی نصیب ہو مرتبہ ثانیہ میں اسی طرح سے تم مرتبہ اولی میں مقربین سے اور مرتبہ ثانیہ میں واصلین سے ہو جاؤ گے یہ شان ان بندگان رحمن کی ہے جو خالص مخلص موحد اور فانی فاللہ وباقی باللہ ہیں ان کے ماسوا اور بزرگوں کی اطاعت و عبادت محض نفسانی اور خواہشات پر بنی ہوتی ہے۔ مقام شریعت میں ایسے لوگوں کا شوائب نفسانیہ سے خالص مخلص ہونا مشکل ہوتا ہے اور مقام حقیقت میں شوائب غیریت سے صاف وصفاف ہوتی تو اور زیادہ مشکل ہے۔

فائدہ سجدہ قالب (جسم) اور اس کی عبادت اس کے سبب و محل و موطن کے انقطاع سے منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ وہ حادث اور فانی و زائل ہے ہاں سجدہ قلب اور اس کی عبادت (یعنی فناء فی اللہ ہوا زوابدا بحسب نفس خود اگرچہ ایسا خوش قسمت (فانی ہوتا ہے کسب نفس) باقی باللہ ہوتا ہے بوجہ تحلیتہ الوجود کے) غیر منقطع بلکہ اپنے سبب کی وجہ سے دائمی اور اپنے محل و موطن کی بقاء کی وجہ سے ازلاً وابداً باقی ہوتا ہے۔

فائدہ وضع سجدہ اور عبادت قالبیہ سے مقصود صرف اور صرف یہ ہے شہود سجدہ اور عبادت قلبیہ نصیب ہو جائے اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ کو تین چیزیں محبوب تھیں۔ ۱۔ خوشبو ۲۔ عورتیں ۳۔ صلوۃ پہلی سے تو اس لئے کہ اس میں فی نفسہ انس و محاضرہ کا ذوق پایا جاتا ہے۔ دوسری میں قربت و وصل کا ذوق ہے۔ تیسری میں مکاشفہ و مشاہدہ کا ذوق پایا جاتا ہے۔

marfat.ocm

اور یہ تینوں اذواق سے انس و متحقق ہوتا ہے اور انسان سے ہے انسان ہے وہ حقیقی انسان مراد ہے جس میں الصورۃ الالٰہیہ کا سر (راز) متحقق ہے اور وہ نور الحضرۃ الالٰہیہ سے منور ہے اور در حقیقت انسانیت سے ہی انسان نفع اٹھاتا ہے بلکہ ایسے انسان کامل کو ہی انسانیت کا حصہ وافر اور ذوق کامل نصیب ہوتا ہے۔

فائدہ ہاں انسان حیوانی (جیسے ہم عوام) اسے اسی تحقق مذکور سے کوئی حصہ حاصل نہیں اور نہ ہی اس انتفاع سے کوئی حصہ پاتا ہے بلکہ اس کی قسمت میں شہوات میہ ہیں اور انسان اول یعنی حقیقی انسان اعلیٰ علیین سے ہے دوسرا اسفل السافلین میں اور ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے جیسے آسمان و زمین میں بوجہ کمال بلندی کے پہلا انسان یعنی کامل متحقق کھانے پینے سے ملائکہ کی طرح ہے مستغنی ہے وہ اذواق روحانیہ اور تجلیات ربانیہ میں گزار اوقات کرتے ہیں اور وہ مدت دراز تک یہ نہیں کہ ان کے لئے یہ اذاق و تجلیات چند لمحات کے لئے ہوتے ہیں جیسے بعض بزرگوں اولیاء کے لئے ہوا۔ دوسرا یعنی عام انسان چونکہ کمال درجہ کے تسفل میں ہے اسی لئے وہ جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اور دن رات میں نہ صرف ایک بار پر اکتفاء کرتا ہے بلکہ بار بار کئی بار کھاتا پیتا ہے اگر نہ کھائے پیئے تو نہ صرف سخت پریشان ہو جاتا ہے بلکہ ضعف و نقاہت سے نڈھال پڑ جاتا ہے ایسے کو کھانے پینے کی کمی ہلاکت کے گھاٹ اتارتی ہے۔

حکایت دو شخصوں کا ذکر ہے جو ان میں ایک موٹا تھا دوسرا کمزور دونوں کو جیل خانہ میں ایک مدت تک کسی تہمت کی وجہ سے رکھا گیا اور انہیں کھانا پینا نہ دیا گیا ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اس جرم سے بری ہیں جب جیل خانہ کھولا گیا تو موٹا مر گیا تھا اور دبلا پتلا زندہ تھا۔

فائدہ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب کھانے کے عادی کو کھانا نہ ملے تو مرجاتا ہے۔

فراغت از تفسیر سورت نجم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے سورہ نجم کی تفسیر ۱۱ماہ رمضان سن ۱۱۱۴ ہجری میں فراغت ہوئی۔

فراغت از ترجمہ فقیر اویسی غفرلہ سورہ نجم شریف کے ترجمہ سے ۱۶ ذوالعقدہ مبارکہ سن ۱۴۰۸ ہجری بروز جمعہ شریف پونے ۹ بجے دن کو فراغت پائی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۸ ۔ ۱۱ ۔ ۱۴ مطابق ۸۸ ۔ ۸ ۔ ۱

marfat.com

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ۵۵ رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورہ قمر مکی ہے اس میں ۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۔ پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند ۔ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ۔ اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا

اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی

فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى

روک تھی ۔ انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے تو تم ان سے منہ پھیر لو جس دن بلانے والا ایک سخت

شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷

بے پہچانی بات کی طرف بلائیگا نیچی آنکھیں کیے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹیڑی ہیں پھیلی ہوئی

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ

بلانے والے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو

فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰

ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى

بدلہ لے تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے اور زمین چشمے کرکے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار

اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ

پر جو مقدر تھی ۔ اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی اس کے صلہ میں جس

كَانَ كُفِرَ ۝۱۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۶

کے ساتھ کفر کیا گیا تھا اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنیوالا ۔ تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۷ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے

وَنُذُرِ ۝۱۸ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝۱۹ تَنْزِعُ النَّاسَ

ڈر دلانے کے فرمان بیشک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی لوگوں کو یوں دے

mahat.ocm

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

مارتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈُنڈ ہیں تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور بیشک ہم نے آسان

الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا ع

کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں

مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا

سے ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں کیا ہم سب میں سے اس پر ذکر اتارا گیا بلکہ یہ

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ

سخت جھوٹا اترونا ہے بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترونا ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی

فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ

جانچ کو تو اے صالح تو راہ دیکھ اور صبر کر اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے ہر حصہ پر وہ

شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

حاضر ہو جس کی باری ہے تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو اس نے لے کر اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر کیسا ہوا میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾

اور ڈر کے فرمان بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾

اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا ۚ

بے شک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں پچھلے پہر بچا لیا اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم

كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ

یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے اور بے شک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں

رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم

شک کیا انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان

بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

اور بیشک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا اور بیشک فرعون والوں کے پاس رسول آئے انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں

كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ
تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہاری

فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾
چھٹی لکھی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ
بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی بیشک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں

وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ
جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بیشک ہم نے ہر

خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ
چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے

فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾
ہلاک کر دیے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾
بیشک پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (قیامت قریب آگئی)

حل لغات اَلْاِقْتِرَابُ بمعنی نزدیک آنا۔

السّاعۃ اجزائے زمانہ کا ایک جز قیامت کو اس سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اسے اس سے مشابہت ہے چند وجوہ سے۔

۱۔ اس میں حساب و کتاب نہایت تیزی سے ہو گا۔

۲۔ دنیا آخری گھڑی پر واقع ہو گی۔

۳۔ معمولی سی گھڑی میں ایک عظیم واقعہ ہو گا وغیرہ وغیرہ۔

اس کے دیگر وجوہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اب معنی یہ ہوا کہ قیامت قریب آگئی اور اس کے قیام و وقوع کا وقت قریب ہو گا کیونکہ دنیا کے باقی تھوڑے لمحات رہ گئے ہیں جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے کل لمحات اللہ تعالیٰ نے نہایت تھوڑے بنائے ہیں اس کے نہایت ہی تھوڑے لمحات رہ گئے ہیں۔

فائدہ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کنوئیں کا صاف پانی نکال لیا جائے باقی اس کا میلا گدلا پانی بچ گیا ہو۔

فائدہ اقتراب کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ بہت اوقات گزر گئے باقی تھوڑے رہ گئے ہیں وہ عنقریب گزار جائیں گے اس کا بیان یہ ہے کہ یوم سنبلہ کچھ زیادہ گزر گیا ہے اور اس کی کل مدت سات ہزار سال ہے اور یہ صحیح ہے کہ ایک یہ امت ایک ہزار سال کے بعد چار سو سال نہایت پانچ سو سال تک آگے نہ بڑھے گی کیونکہ اس سے اگے کے متعلق روایات نہیں ملتیں اور اہل سنت کے اہل ظواہر و اہل بواطن کے براہین و شواہد کا تقاضا بھی یہی ہے۔

حدیث شریف قرب قیامت کی ۱۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

الآیات بعد المائتین (بڑی آیات دو سال کے بعد ہوں گی)

۲۔ والمھدی بعد المائتین (مہدی کی آمد دو سو سال کے بعد ہو گی)

marfat.ocm

۴۔ فتنتهی دورة السنبلته بظهور عیسیٰ علیه السلام فیکون آدم فاتحها وعیسیٰ خاتمها (روح البیان ص ۲۴۳ ج ۹)

عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور پر سنبلہ کا دورہ ختم ہو گا اس کے فاتح آدم علیہ السلام اور خاتم عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ آدم ہمارے نبی علیہم السلام قیامت کی علامات میں سے ہیں جیسے حضور علیہ السلام نے فرمایا میری اور ساعت کی مثال گھوڑے کی دو رسیوں سی ہے جب آپ قیامت کی نشانیوں سے ہیں تو چاند کے ٹکڑے ہو جانے کا معجزات حق ہیں۔

سوال فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ دنیا کی کل عمر کتنی ہے اس بارہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔

جواب اس پر سب متفق ہیں کہ دنیا حادث ہے لیکن اس کی عمر کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں فرمایا لیکن مجھے کچھ معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم بحقیقتہ الحال) کہ اس کی کل مدت تین سو ساٹھ ہزار سال ہے کیونکہ اس کی مثال سنبلہ کے دورہ سے دی گئی ہے جو کہ ایک جمعہ دوسرے جمعہ کو ختم ہوتا ہے یعنی اس کے کل سات دن ہیں اور اس کا ہر دن آخرت کے دن کے برابر ہے اور آخرت کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان یوما عندربک کالف سنته اور تیرے رب کے ہاں اس کا ایک دن ایک ہزار سال کی طرح ہے) اور سب کو معلوم ہے کہ مہینے کا اندازہ جمعہ سے لگایا جاتا ہے اور مہینے ہی سے سال بنتا ہے اسی پر محمول ہے وہ جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ الدنیا جمعته من جمعات الاخرة (جمعہ آخرت کے جمعات سے ایک ہے اور وہ ہفتہ کا ہوتا ہے یعنی ایک جمعہ کی مدت سات ہزار سال ہوئی اور اس کے چھ ہزار ایک سو سال گزر گئے اب اس کے باقی چند سال ہیں اس پر ایک وقت آئے گا جس میں ایک آدمی بھی توحید والا نہ ہو گا۔

دنیا بولی آدم علیہ السلام سے مروی ہے کہ دنیا آدم علیہ السلام سے مخاطب ہوئی اور کہا اے آدم علیہ السلام آپ تشریف لائے لیکن کہ میرا شباب ختم ہو گیا یعنی اس وقت دنیا کا ساٹھ ہزار سال ختم ہو چکا تھا یہ اجمالی ذکر ہے جو

marfat.com

ہم نے عرض کیا اور ہمیں شک نہیں کہ لب انسان کی ساتھ اور ستر کے درمیان گردن توڑ دی جاتی ہے۔ (یعنی موت واقعہ ہو جاتی ہے) اور آدم علیہ السلام جب تشریف لائے تو دنیا کی اکثر عمر ختم ہو چکی تھی اس کا باقی تھوڑا وقت رہ گیا تھا اسی پر محمول ہے وہ قول جو مشہور ہے کہ دنیا کی کل عمر ستر ہزار سال ہے (اسے اچھی طرح یاد کر لے) بہر حال قیامت لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قریب ہے کیونکہ ہر آنے والا قریب ہوتا ہے اگرچہ اس کی مدت کتنی طویل کیوں نہ ہو تو پھر جس کی واقعی مدت قلیل ہو تو پھر اسے کیوں نہ قریب کہا جائے۔

سوال تم نے کہا کہ قیامت لوگوں کے نزدیک ہے حالانکہ قرآن فرماتا ہے انھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا (وہ اسے بعید دیکھتے ہیں ہم اسے قریب دیکھتے ہیں)

جواب یہ بعد بہ نسبت منکرین غافلین کے ہے اور ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

نکتہ قیامت کو قریب کہنا مکلف (انسان کو ڈرانا) اور اسے طاعت کے لئے برانگیختہ کرنا ہے اور اسے متنبہ کرنا ہے کہ قیامت امور کونیہ میں سے اہل سموت و ارض کے لئے ایک عظیم امر ہے۔

مسئلہ قیام قیامت کے وقت کی تعین کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے بندوں میں سے کسی کو اس کا علم نہیں[1]۔ کیونکہ بہتری اسی میں ہے کہ انہیں اس کا علم نہ ہو اسی مصلحت کے تحت ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔

حدیث حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تیس کذاب (دجال) آئیں گے ان سے بچ کر رہنا الخ۔

فائدہ کذابین سے دجاجلہ (دجال کی جمع) مراد ہیں یعنی گمراہ سربراہ۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو

---

[1] بندوں سے ہم عوام مراد ہیں خواص بالخصوص امام الانبیاء ﷺ کو قیام قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اور ان کے طفیل بعض کاملین اولیاء کرام کو بھی)

marfat.ocm

دجال جیسے گمراہوں سے ڈرایا ہے کیونکہ اس جیسے دجال سے کوئی زمانہ خالی نہیں گزرا اور نہ ان سب کو یقین تھا کہ قیامت قائم ہوگی حضور خاتم النبین ﷺ کے ظہور اور آپ کی ختم الامم کے بعد یہ بھی علم تھا کہ دجال اعور (بھینگا) کذاب حضور سرور ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد آئے گا بلکہ سب کو معلوم ہے کہ یہ معین دجال سن ۱۴۰۰ ہجری کے بعد آئے گا (واللہ اعلم)

فائدہ ہر کذاب جو قیامت سے پہلے آئے گا تو اس سے مراد دجال کے مقدمات مراد ہیں خواہ وہ حضور سرور عالم ﷺ کی بعث مقدسہ سے پہلے ہو یا بعد کو (لیکن وہ خاص معین دجال قرب قیامت میں سیدنا عیسی علیہ السلام کے نزول از اسمان سے پہلے آئے گا اس کا بھی علم حضور سرور عالم ﷺ کو ہے جیسے ہر وہ اہل صدق جو قیامت سے پہلے ہوں گے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقدمات سے ہیں۔

وانشق القمر اور چاند چر گیا۔

حل لغات الانشقاق بمعنی شگافتہ شدن چر جانا۔

ردّ مودودی و نیچری صیغہ ماضی دلالت کرتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند چر چکا اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی قرات بھی دال ہے حالانکہ اس کے قریب ہونے کے ایات میں سے ہے کہ بیشک چاند چر گیا۔

الا ان الساعتہ قد اقتربت او ان القمر قد انشق علی عہد نبیّکم (روح البیان ص ۲۴۳ ج ۹)

ترجمہ خبردار قیامت قریب ہوگئی چاند پھٹ گیا اور یہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں پھٹا تھا۔

تعارف حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کا راز دان ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے ایسے ہی حضرت حذیفہ یہی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہے ایسے ہی آنے والے تمام اہل حق کا ایسے ہی جملہ مفسرین کرام نے اسی آیت کی تفسیر میں کہا ہے اب اس کا کیا اعتبار جو کہتا ہے کہ انہ سینشق یوم القیامتہ کہ وہ قیامت میں ہوگا جیسے آیت اذا السماء انشقت میں مراد ہے

marfat.ocm

کہ آسمان پھٹ نہیں گیا بلکہ قیامت میں پھٹے گا۔

مخالفین نے کہا شق القمر کے منکرین نے انشق القمر میں صیغہ ماضی کا یہ جواب دیا کہ صیغہ ماضی تحقیق الامر کے لئے ہے (جیسے علم معانی کا قاعدہ ہے)

جواب از اہلسنت ۱۔ ہم منکرین کے جواب میں کہتے ہیں کہ شق القمر دو دفعہ ہوا۔

(۱) حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں جو دلیل تھی اس امر کی قیامت قریب ہے۔

(۲) قیامت میں جب آسمان پھٹیں گے۔

۲۔ امام ابن الحجر رحمتہ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا کہ شق القمر اور جنین الجذع (کھجور کے خشک تنہ کا رونا) ایسی احادیث ہیں جن کی نقل مستفیض ہے جو قطعی (یقین) کا فائدہ بخشتی ہیں لیکن یہ ان کے ہاں قابل قبول ہو گا جو طرق الحدیث سے آگاہ ہو گا (جو مودودی اور نیچری مذہب والوں اور دور حاضرہ کے پروفیسوں۔ ڈاکٹروں کی طرح چند اردو ۔انگریزی کتابوں کے مطالعہ کے بعد انکار کردے تو وہ مجبور ہے) اولیٰ غفرلہ۔

۳۔ الطیبی نے فرمایا کہ ابو اسحاق زجاج نے بیس سے ایک کم احادیث اپنی تفسیر میں ایسی باسند روایات نقل فرمائی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ سے شق القمر ثابت ہے۔

۴۔ حضرت سید شریف رحمتہ اللہ علیہ کی شرح المواقف میں ہے کہ۔

هذا متواتر رواه جمع كثير من الصحابة كابن مسعود وغيره (روح البیان ص ۲۶۳ ج ۹)

یہ متواتر ہے اسے صحابہ کی بہت بڑی جماعت نے روایت کیا جیسے ابن مسعود وغیر (رضی اللہ عنہم)

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث من كذب علی متعمد فیتبوا مقعدہ من النار کو محدثین نے متواتر نہیں مانا حالانکہ اسے ساٹھ راویوں نے یا ان سے اکثر نے روایت کیا ہے اور یہ راوی بھی صحابی ہیں اور ان میں دس روایات تو متواتر ہیں تو پھر یہ روایت شق القمر کیسے متواتر ہو سکتی ہے۔

۵۔ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) نے فرمایا کہ ابن الصلاح اور ان کے متبعین نے فرمایا کہ من كذب

marfat.com

علی الخ متواتر ہے۔

اصول الحدیث ہاں اسے متواتر نہ کہنا اس معنی پر ہے کہ بعض وہ روایات جو ایک جماعت نے روایت کیا جمع کثیر نہ ہوں اگر ہوں تو اس میں وہ شرائط نہ ہوں جو متواتر کے لئے ہیں (اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ حدیث شق القمر کو متواتر نہ ماننا روایت الفاظ کے اعتبار سے ہے ورنہ ز معناً تو لازماً متواتر ہے تحقیق حاشیہ میں ہے۔

شق القمر کا واقعہ امام زاہدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ابو جہل اور چند یہودی حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابو جہل نے کہا اے محمد ﷺ ہمیں کوئی معجزہ دکھلائیے ورنہ تمہارا سر تلوار سے قلم کرلیں گے (معاذ اللہ) آپ نے فرمایا تو چاہتا کیا ہے ابو جہل نے دائیں بائیں دیکھ کر سوچا کہ کیا عرض کروں کوئی ایسا معجزہ طلب کروں جو بالکل مشکل ہو یہودیوں نے کہا وہ چونکہ ساحر ہیں اسی لئے انہیں کہو کہ وہ چاند دو ٹکڑے کردیں کیونکہ جادو صرف زمین پر ہو سکتا ہے اور جادوگر آسمان میں تصرف نہیں کرسکتا۔ ابو جہل نے کہا اے محمد ﷺ چاند چیر دے۔ آپ نے چاند کی طرف شہادت کی انگلی اٹھائی اور اشارہ فرمایا تو چاند چر گیا یعنی دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا دوسرا دوسری جگہ پر چلا گیا پھر ابو جہل نے کہا آپ اسے فرمائیے کہ آپس میں مل جائے آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

حضرت عطار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ماہ را انگشت رو بشگافتہ مہر از فرمانش از پس تافتہ

ترجمہ چاند آپ کی انگلی سے نہیں پھٹا بلکہ آپ کے حکم سے سورج بھی واپس لوٹ آیا۔

مثنوی شریف میں ہے۔

پس قمر کہ امر بشنید و شتافت پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شگافت

ترجمہ ہر چاند نے آپ کا حکم سنا تو دوڑا آسمان پر ہی دو ٹکڑے ہو کر (باری باری) حاضر ہوا۔

حضرت جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

چو مہ را بر سر تیر اشارت زراز سابقہ معجز بشارت

marfat.ocm

دونوں شد میم در حلقہ ماہ — چہل را ساخت لو شصت از دو پنجاہ

بلے چوں داشت دستش بر قلم پشت — رقم زد ماہ شق برمہ بر انگشت

ترجمہ جب چاند کو تیر اشارہ مارا انگلی مبارک جو معجزہ کی بشارت والی ہے۔

۲۔ دونوں ہوئے میم حلقہ چاند میں۔ چالیس کو لب کے ساتھ بنایا دو پنجاہ سے۔

۳۔ لیکن چونکہ لب قلم سے ہاتھ کو پشت دی تو انگلی پر انگلی ماری تو وہ چر گیا۔

یہودی مسلمان ہو گیا حضور سرور عالم ﷺ شق القمر کا معجزہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا لیکن ابو جہل نے کہا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری آنکھوں پر جادو کر کے ہمیں چاند دو ٹکڑے کر دکھلایا۔

چاند دو ٹکڑے بعض مفسرین نے فرمایا کہ قریش کے بعض روسا (لیڈر) چودھویں شب کو حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ چاند دو ٹکڑے کر دیں ہم آپ پر ایمان لائیں گے اگر آپ سچے ہیں تو کر دکھائیں آپ نے چاند کی طرف انگلی کا اشارہ کیا اور حکم فرمایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو جا چنانچہ وہ دو حصوں پر منقسم ہو گیا ایک حصہ اپنی جگہ سے چلا گیا ایک حصہ اپنی جگہ پر رہ گیا۔

فائدہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حراء کو چاند کے دو حصوں کے درمیان دیکھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کے دونوں حصے اپنی جگہ سے چلے گئے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ ایک حصہ مشرق کو گیا دوسرا مغرب کو اس پر تھوڑی دیر کے لئے زمین پر تاریکی چھا گئی اس کے بعد دونوں مل کر آسمان پر طلوع ہوئے جیسے پہلے تھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اشھدوا اشھدوا گواہ ہو جاؤ۔ گواہ ہو جاؤ۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش نے کہا سحر کم ابن ابی کبشہ ابن ابی کبشہ نے تم پر جادو کیا۔

سارا جہاں گواہ بعض کفار نے کہا کہ اگر (حضرت) محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کیا تو کیا سارے جہان پر جادو کیا ہے روئے زمین سے آنے والوں سے پوچھیے چنانچہ اطراف سے آنے والوں سے سوال ہوا تو سب نے گواہی دی کہ فلاں وقت میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔

marfat.ocm

تردید وہمیوں کی   اس سے ثابت ہوا کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا صرف اہل مکہ کے ساتھ نہ تھا بلکہ یہ منظر جملہ اہل آفاق نے دیکھا اس سے اوہام پرستوں کا رد ہو گیا اور ان کے اوہام اور تردید ملاحظہ ہو۔

بعض ملحدوں نے کہا کہ چاند پھٹ جاتا تو اسے جملہ اہل ارض دیکھتے لیکن جملہ اہل الارض کی شہادت کی تصریح کہیں نہیں اس کا اصلی جواب اوپر مذکور ہوا لیکن ملحدوں کو جوابات (ذیل) دینا صحیح نہیں مثلاً کہنا کہ چونکہ ایک جماعت (کفار) نے شق القمر کا سوال کیا فلہذا صرف ان کو نظارہ دکھایا گیا (یہ جواب صحیح نہیں اس لئے اگر دوسرے مقلات کو نظر نہ ایا ہو تو حرج کیا ہے۔ جب مقصد صرف سائلین کو منظر دکھانا سو وہ دکھایا گیا (یہ جوب بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ منظر عام تھا اگرچہ منازل (مطالع) مختلف تھے تو کیا ہوا) اور مثلاً یہ کہنا کہ چونکہ یہ منظر رات کے وقت دکھایا اور ایسے وقت میں جب رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا اور بڑے بڑے لوگ اس وقت نیند میں تھے (انسان العیون) (یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ رات کا وقت کافی گزر جانے سے کب لازم آتا ہے کہ منظر عام نہ ہو اور یہ کب لازم آتا ہے کہ اس وقت تمام لوگ سو رہے ہوں ان میں بعض بیدار ہوتے ہیں بعض نیند میں)

فائدہ   الاسلہ الا قمر میں ممکن ہے اس رات بعض مقالات پہ بادل یا گرد و غبار اور آندھی شدید ہو جس کی وجہ سے بعض کو یہ منظر نظر آیا اور بعض کو نہیں (لیکن تھا منظر عام) ہاں یوں کہا جائے کہ کہ اگر شق القمر کا منظر تھا تو عام لیکن اس کی خبریں جملہ آفاق سے متواتر منقول نہیں اور نہ ہی اس خبر میں عرب و عجم جملہ آفاقی لوگ متفق ہو سکے قریبی اور بعیدی دیکھنے والوں سب کا اتفاق منقول نہیں اسی لئے اس میں اختلاف ہوا جیسے معراج کے واقعہ میں اختلاف ہوا تھا اور یہ اختلاف اسی طرح کا ہے جیسے شب معراج رویت باری تعالیٰ کے متعلق اختلاف ہے اسی طرف امام سبکی قدس سرہ نے اپنے قصیدہ تائیہ میں اشارہ فرمایا۔

وبدر الدجی انشق نصفین عندنا   لرادت قریش منک اظہار ایتہ

ترجمہ   چودھویں کا چاند ہمارے نزدیک دو حصے ہوا اس لئے کہ آپ سے قریش نے اظہار معجزہ چاہا۔ اور صاحب القصیدہ البردہ قدس سرہ نے فرمایا۔

اقسمت بالقمر المنشق ان لہ   من قلبہ نسبتہ مبرورۃ القسم

ترجمہ   ٹوٹے چاند کو میں نے قسم کھا کر کہا کہ میرے قلب کو بھی تیرے ساتھ نسبت ہے (اور اس قسم کی تصدیق

marfat.ocm

میرا قلب ہے)

اور صاحب الہمزیہ قدس سرہ نے فرمایا۔

شق عن صدرہ وشق لہ البد　　رومن شرط کل شرط جزاء

ترجمہ　آپ کا سینہ شق ہوا اور چودھویں رات کا چہرہ دو نیم ہوا یہ ہر شرط کی جزاء کے قبیل سے ہے۔

شرح　یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا شق صدر ہوا تو آپ کی خاطر چودھویں شب کا چاند پھٹا وہ اس لئے کہ ہر شرط کی جزاء ہوتی ہے کیونکہ جب آپ کا شق صدر ہوا تو گویا اس کی جزا ملی کہ اپ کی خاطر چاند دو نیم ہوا جو بظاہر ایک بڑا ہے اور یہ آپ کے بڑے معجزات سے ہے بلکہ قرآن کے بعد یہی بڑا معجزہ جیسے حضرت صائب قدس سرہ نے فرمایا۔

ہر محنتے مقدمہ راحتے بود　　شد ہم زبان حق چو زبان کلیم سوخت

ترجمہ　ہر محنت راحت کی مقدمہ ہے وہ رب تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوئے جب ان کی زبان انگارے سے جلی۔

کلیم و حبیب ﷺ کے معجزہ میں فرق　حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک نے دریا چیر دیا لیکن حبیب خدا ﷺ نے قمر چیر دیا۔ سب کو معلوم ہے کہ دریا چیر دینا اتنا تعجب خیز امر نہیں کیونکہ دریا انسان کی سواری ہے اور وہ ملموس (ہاتھ وغیرہ لگایا ہوا) ہے کہ وہاں انسان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے اور انسان قصداً اپنا اثر ڈال سکتا ہے لیکن تعجب خیز امر یہ ہے کہ چاند چیر دیا جائے جس کی حقیقت تک (تاہنوز) انسان کی دریافت عاجز ہے اور وہاں انس وجن کا ہاتھ پہنچنا مشکل امر ہے۔

شق الصدر کا قصہ　بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (وہ حلیمہ جو حضور سرور عالم ﷺ کی رضائی ماں ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ بنو سعد بن بکر کی بنات سے تھیں اپنی اولاد و ازواج سمیت بعثت کے بعد مسلمان ہو گئیں تھیں ایک دن حضور سرور عالم ﷺ اپنے رضائی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے چلے اس وقت آپ کی پانچ سال عمر مبارک تھی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے جب دوپہر ہوئی بی بی حلیمہ خود فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا دوڑتا ہوا آیا در انحالیکہ وہ پسینہ سے عبور تھا روتا ہوا کہتا تھا اے اماں اے ابا مدد کو پہنچو۔ ہمارے قریشی بھائی کو پہنچو تو جب اسے ملو گے تو اسے مردہ پاؤ گے میں نے کہا بیٹے کیا بات ہے کہا کہ ہم بکریوں کے

marfat.ocm

ریوڑ میں دوڑتے کھیلتے جارہے تھے کہ اچانک اسے ایک نوجوان نے اچک لیا اور اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور ناف تک اس کا سینہ چیر دیا ہمیں تو وہ مقتول محسوس ہوا بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں اور میرا شوہر دوڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو دیکھا آپ بیٹھ کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا ہے اور ساتھ ہی تبسم فرمارہے ہیں میں نے آپ کو گلے لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا میری جان قربان آپ کو کیا پیش آیا فرمایا امی خیر ہے گھبراؤ مت۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں اور میرا بھائی حمزہ یہاں کھڑے کھیل رہے تھے کہ اچانک دو جوان آئے جن پر سفید کپڑے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ دو سفید پرندے تھے گویا وہ گدھ ہیں۔ ایک روایت میں ہے گویا وہ کرکی (پرندہ) ہیں ان سے دو فرشتے سیدنا جبریل و سیدنا میکائیل علیہما السلام تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تین فرشتے یعنی حضرت جبرائیل و حضرت میکائیل و حضرت اسرافیل (علی نبینا علیہم السلام) تھے۔

نکتہ جبرائیل علیہ السلام تو اس لئے کہ آپ ملک الوحی ہیں جو حیات القلوب ہے اور میکائیل علیہ السلام اس لئے کہ آپ ملک الرزق ہیں جو حیات الاجساد ہے اور اسرافیل علیہ السلام جو مطلقاً مظہر الحیات ہیں۔

بقایا واقعہ جب وہ فرشتے آئے تو ان کے ایک ہاتھ میں چاندی کا لوٹا اور دوسرے ہاتھ میں زمرد اخضر کا تھال جو برف سے بھرا ہوا تھا۔

فائدہ یہاں ثلج الیقین (الیقین کی ثلج) (برف) مراد ہے مجھے میرے ساتھیوں کے درمیان اٹھا لیا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وادی کے کنارے پر لے گئے اور ایک نے مجھے نہایت آرام سے لٹا کر سینہ چاک کیا اور یہ منظر میں آنکھوں سے دیکھتا رہا لیکن اس سے مجھے اس کا احساس نہ ہوا اور نہ ہی درد ہوا پھر اس نے میرا شکم اطہر میں ہاتھ ڈال کر آنتیں مبارک نکالیں انہیں برف سے دھویا اور خوب دھویا دھو کر ڈال کر آنتیں مبارک نکالیں انہیں برف سے دھویا اس نے پہلے سے کہا ہٹ جا اب میں برف سے وہ کرتا ہوں جو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس نے مجھے اپنے قریب کر کے میرے شکم اطہر میں ہاتھ ڈال کر میری قلب اطہر نکال اور اسے دو ٹکڑے کر دیا اس میں سے ایک سیاہ لوتھڑا نکال کر پھینکا اور کہا ھذاللشیطان یہ شیطان کا حصہ تھا یعنی اس کے وسوسہ ڈالنے کا مرکز یعنی وہ جگہ جہاں وہ باتیں القاء کرتا جو آپ کی شان کے لائق نہ تھیں۔

سوال ایسی غلیظ شے نبی علیہ السلام میں توبہ توبہ۔

marfat.ocm

جواب اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامل بشر پیدا فرمایا تو اس میں یہ مقام بھی تھا جو شیطانی القاء کا مرکز تھا جسے آپ کے قلب اطہر سے ہٹایا (اگر آپ میں وہ ٹکڑا نہ ہوتا تو آپ ناقص بشر ہوتے اور نبی کریم ﷺ ہر نقص اور کمی سے پاک اور منزہ ہیں)

فائدہ ایسے ہی حضور سرور عالم ﷺ کے وارثین کاملین (اولیاء) کے دل سے اسی مرکز شیطانی کو جلی ہوئی سیاہ قوت کے ذریعے سے باہر پھینکا جاتا ہے جو کہ وہ نور توحید کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

قاعدہ شے کے وجود سے ضروری نہیں کہ اس کے نتیجے کا بالفعل صدور بھی ہو اگر حضور سرور عالم ﷺ میں وہ شیطانی مرکز تھا تو ضروری نہیں کہ آپ سے بالفعل شیطانی القاء کا صدور بھی ہوا ہو۔

سوال اگر کوئی سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مرکز (جو القائے شیطانی کے قابل ہے) پیدا ہی کیوں کیا جبکہ آپ کی ذات مقدسہ انتہائی منزہ و مقدس تھی اور پھر اس کا پیدا کرنا ممکن بھی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کون سا امر ناممکن ہے۔

جواب پہلے عرض کیا گیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کامل انسان پیدا فرمایا اور یہ لوتھڑا بھی منجملہ اجزائے انسان میں سے تھا اسے پیدا کر کے تخلیق انسان کی تکمیل ہوئی اس کے بعد نکال لیا گیا اس میں آپ کی تعظیم و تکریم ہوئی۔ اگر آپ میں وہ لوتھڑا نہ ہوتا تو ایک طرف آپ کے اجزائے انسانی میں نقص ہوتا اور اللہ تعالیٰ کو آپ میں کوئی نقص و عیب گوارہ نہیں اور پھر اسے نکالا نہ جاتا تو آپ کی تکریم و عظمت شان کا اظہار نہ ہوتا۔

سوال مشہور روایات میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ مختون پیدا ہوئے ار ختنہ کے ٹکڑا کا نہ ہونا بھی تو اجزائے انسانی کی کمی کا موجب ہے لیکن وہ تو عظمت شان سمجھا گیا اور اس کے نہ ہونے میں بھی یہی عظمت و کرامت کا ظہور ہوتا۔

جواب ختنہ کے ٹکڑے کے ہونے میں کاٹتے وقت ستر کھولنا ضروری تھا اور یہ عیب دیگر کے علاوہ تنزہات نبوت کے خلاف تھا اور آپ کو بھی ستر کا کھلنا سخت ناگوار تھا (جیسے کعبہ کی تعمیر کے قصہ سے عیاں ہے) اور سب کو معلوم ہے کہ ختنہ کا ٹکڑا کا نہ ہونا عظمت شان سمجھا جاتا ہے (اور شیطانی ٹکڑا پیدا کرنا اضافہ حسن و کمال ہے جیسے ناخنوں کا ہونا پھر

marfat.ocm

انہیں کاٹنا حسن میں اضافہ کا موجب ہے اگر وہ پیدائشی نہ ہوں تو عیب ہے ایسے ہی حظ شیطان کو سمجھیے)

بقایا قصہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ پھر میری آستین مبارک کو اس شے سے پر کیا جو اس کے پاس تھی یعنی حکمت و ایمان کا (نور) اس کے بعد میری انتہی پاک اپنے مقام میں رکھ کر ایسے نور کی مہر لگائی کہ جو دیکھنے والوں کو حیران کر رہی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ میری طرف متوجہ ہوا اس کے ہاتھ میں مہر تھی جس میں نور کا شعاع تھا اسے میرے دو کاندھوں مبارک اور پستان اقدس کے درمیان رکھا۔

سوال ایک مہر کی بات مشہور ہے تم ایک اور مہر کہاں سے نکال لی۔

جواب مہر کے تعدد کو کیا شے مانع ہے یہ قلب کی مہر تھی جو سینہ اقدس اور کاندھوں کے درمیان کی حفاظت کے لئے رکھی گئی اس میں آپ کی حفاظت میں مبالغہ ہے عقل ابھی اس مہر کا ہونا ممکن ہے اس لئے کہ پسینہ مبارک قلب کا قریبی برتن ہے اور جسم مبارک اس کا بعیدی برتن ہے (اور فرق ظاہر ہے)

نکتہ مہر کو دو کاندھوں کے درمیان میں رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی جگہ بہ نسبت دیگر جسم کے قلب کو قریب تر ہے علاوہ ازیں یہی ابلیس کی سونڈ کی جگہ ہے کیونکہ دشمن ہمیشہ گھر میں پیچھے کے حصے سے داخل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سنگی اسی جگہ پر لگائی جاتی ہے۔

فائدہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اسی مہر کی ٹھنڈک میں عروق (رگوں) اور مفاصل (جوڑوں میں) محسوس کرتا ہوں۔

تیسرے فرشتہ کی کارروائی تیسرا فرشتہ اٹھا اس نے دونوں کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ کا وعدہ مکمل فرمایا اس نے مجھے اپنے قریب لا کر میرے سینے کے چرنے کی جگہ سے تا آخر اپنا ہاتھ پھیرا اور چرے ہوئے مقام کو مکمل طور پر جوڑ دیا اور یہ سارا منظر میں نے آنکھوں سے دیکھا۔

فائدہ سینوں میں چیر کا نشان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا ایسے معلوم ہوتا جیسے سینہ مبارک کو سوئی سے سی دیا گیا ہو جو دراصل حضرت جبرئیل علیہ السلام (تیسرے فرشتے) کے ہاتھ پھیرنے کا نشان تھا پھر مجھے انہوں نے

marfat.ocm

آرام سے زمین پر لٹا دیا۔

نبی علیہ السلام کا وزن مبارک پھر ملائکہ میں سے پہلے (جس نے میرا سینہ چیرا تھا) کہا کہ انہیں تولو آپ کی امت میں سے دس آدمیوں سے مجھے وزن کیا گیا تو میں ان سے بڑھ گیا پھر کہا بیس آدمیوں کے ساتھ تولو میں ان کے ساتھ تولا گیا تو میں ان سے بڑھ گیا پھر کہا سو آدمیوں سے تولو تو بھی میں بڑھ گیا پھر کہا ایک ہزار سے تولو تب بھی میں بڑھ گیا کہا کہ چھوڑو اگر تمام امت سے تولا جائے تو بھی بڑھ جائیں گے۔

صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ کا پر ذوق بیان فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اس وزن میں بڑھ جانے کا اشارہ ہے کہ آپ موجودات کے جیسے مجموعی طور افضل ہیں ایسے ہی ان کے ہر ہر فرد سے یہ جو کسی نے کہا (ہو گا) کہ آپ مجموعی طور تو افضل ہیں لیکن ہر فرد سے علیحدہ علیحدہ ہیں یا نہیں اس میں توقف ہے لیکن اس تفصیل میں توقف کرنے والا حضور سرور عالم ﷺ کی شان علی سے اپنی جہالت کا ثبوت دے[1] رہا ہے۔ ایسا شخص اس لئے جاہل ہے کہ اسے معلوم نہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ مجموعہ اسماء الہیہ کی احدیت اور برزخیت ہیں (اچھی طرح سمجھ لے ورنہ وہابی ہو جاؤ گے) اویسی غفرلہ۔

ملائکہ کرام محبوب خدا ﷺ کے عاشق حضور سرور عالم نے فرمایا کہ۔

ثم انکبوا علی وقبلوا راسی وعینی وقالوا یا حبیباہ انک لو تدری مایراد بک من الخیر قرت عیناک (روح البیان)

ترجمہ انہوں نے لوٹایا اور سر آنکھوں کو چوم کر عرض کی اے محبوب آپ کو علم ہوتا تو اس میں کتنا خیر و برکت ہے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ ملائکہ کرام نے اپنے علم کے مطابق کہا ورنہ کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی مراد سے آگاہ نہ تھے (حاشا و کلا)

---

[1] اگر یہی بات امام اہلسنت فاضل بریلوی شاہ احمد رضا قدس سرہ فرمائیں تو لوگ چڑتے ہیں حالانکہ وہ چڑتے ہیں جو اس قسم کے جاہل ہیں جنہیں صاحب روح البیان قدس سرہ جاہل لکھ رہے ہیں۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

بقایا قصہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ کرام مجھے یہاں چھوڑ کر اڑتے ہوئے آسمانوں کی طرف چلے گئے جنہیں میں ابھی آنکھ کھول کر دیکھ رہا تھا۔ اور آسمانوں کے جس مقام میں داخل ہوئے ہیں اگر آپ (حلیمہ رضی اللہ عنہا) چاہیں تو دکھا دوں[1]۔

شق صدر کتنی بار ہوا؟ حضور سرور عالم ﷺ کا شق صدر بار بار با تکرار ہوا۔

۱۔ حظ الشیطان کے اخراج کے لئے (جیسے اوپر مذکور ہوا) کیونکہ وہ ٹکڑا آپ کے جسم اطہر میں رہنے کے لائق نہ تھا۔

۲۔ وحی کے ابتداء میں تاکہ آپ (کی بشریت) وحی کے بوجھ اٹھانے کے لائق ہو سکے۔

۳۔ معراج کی شب تاکہ آپ (کی بشریت) اسرار و رموز کی حامل ہو سکے۔

فائدہ یہی شرح معنوی حضور سرور عالم ﷺ کے کاملین امت کے لئے بھی ہے اور حصول فیض الٰہی کے حصول کے لئے یہ ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے آسان فرمائے۔

شق القمر کا بقایا یہاں ایک بات سمجھنا ضروری ہے بعض نے کہا کہ شق القمر وضح ہو لے۔ مثنوی شریف کے شعر ذیل کو اس پر محمول کیا جائے تو بعید نہیں۔

سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سمر　　　چوں بر آید شمس شق القمر

ترجمہ سایہ تجھے نیند میں لاتا ہے درخت کی طرح۔ جب سورج نمودار ہوتا ہے تو چاند چھپ جاتا ہے۔

شرح یعنی امر واضح اور ظاہر ہو گیا وہ یوں کہ قیامت کے قریب ہونے پر تخفی امر منکشف ہو جائے گا اور چھپی بات کھل کر سامنے آ جائے گی اور حق و باطل ہر وجہ سے کھل جائیں گے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب زمانہ قیامت قریب ہو جائے گا تو مومن کا

(حاشیہ[1] جو لوگ سمجھتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ اعلان نبوت سے پہلے بے خبر تھے ان کی جہالت بلکہ سفاہت ہے یا تو وہ ایسے واقعات اور صحیح روایات کا انکار کر کے منکرین حدیث ہونے کا اعلان کریں ورنہ ہم تو پہلے سمجھ چکے ہیں کہ وہی پرانے شکاری (یہودی) ہیں جن کے جال ہیں نئے نئے۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

(تقریباً) ہر خواب جھوٹا نہ ہو گا خلاصہ یہ کہ آخری زمانہ (قرب قیامت) میں ہر امر واضح اور حقیقت کا ظہور ہو جائے گا۔

نکتہ یہی وجہ ہے کہ اخری دور کے سالک کے سامنے تھوڑے سے عرصہ میں وہ امور منکشف ہو جائیں گے جو امم سابق میں مدتوں ظاہر نہیں ہو سکتے تھے۔

نکتہ مذکور کی (دلیل) اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بارے میں فرمایا یوم تبلی السرائر اس دن کہ راز تو جب وہ زمانہ قریب ہو گا تو وہ بھی قریب ہو گا تو وہ بھی یوم قیامت کے حکم میں ہو گا اسی لئے امور زیادہ کشوف اور پوشیدہ باتیں زیادہ ظاہر ہوں گے۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا ارواح انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین اور اولیاء عارفین اور جملہ صالحین کو جمال الٰہی اور وصل ربانی اور جوار رحمانی نصیب ہو گا لیکن اس وقت محبوب محمد ﷺ دنیا میں تشریف لائیں گے جب آپ تشریف لائے تو اس پر کفار و مشرکین کو شک ہوا کہ کیا یہ وہی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کی صداقت پر شق القمر کا معجزہ ظاہر فرمایا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ کریمہ ہے کہ وہ قیامت لائے گا کہ جس میں آیات الٰہی اور اس کی صفات وذات کے آیات کے غرائب کا ظہور و صدور ہو گا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ساعت یعنی قیامت دو ہیں۔

ا۔ کبریٰ۔ یہ عام ہے یعنی جملہ مخلوق کے لئے ہے اسی کے لئے فرمایا کہ قیامت قریب ہو گئی۔

۲۔ صغریٰ۔ اور یہ خاص سالکین الی اللہ کے لئے ہے کہ ان سے اوصاف بشریہ اور علائق طبعیہ کا رفع ہو گا اور خاص ہے سائرین فی اللہ کے لئے جنہیں اوصاف الٰہیہ و اخلاق ربانیہ سے نوازا جائے گا اور خاص ہے راجعین من الحق الی خلق کے جنہیں فنائے خلقانی کے بعد بقاء حقانی اور مقام فرق کے بعد مقام حق نصیب ہو گا۔

قیامت ہر وقت قائم ہے یہ قیامت صغریٰ ان کے اہل کے لئے ہر وقت اور ہر آن قائم ہے اللہ تعالیٰ کی ایک تجلی جلالی ہے جو فناء کرتی ہے پھر دوسری تجلی جمالی اٹھتی ہے تو وہ بقاء بخشتی ہے اسی طرف حضور سرور عالم

marfat.ocm

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

من مات فقد قامت قیامته (جو مرتا ہے اس کے لئے قیامت قائم ہو جاتی ہے)

انشق القمر یعنی قلب سالک کا قمر پھٹ گیا نفس مظلمہ کی تاریکیوں سے غلبہ نور شمس فلک الروح کی وجہ سے بہر حال ایسی قیامت قائم ہوئی اس قلب پر جو حی منور ہے ساتھ نور الٰہی کے ورنہ ۔۔ قیامت خاص تو واقع ہو گی جب موت آئے گی پھر حشر و نشر ہو گا اچھی طرح سمجھ لے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو ایسی بات پر تعجب کرتے اور ہنستے اور روتے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ توفیق اور مدد دینے والا ہے)

تفسیر عالمانہ وان یروا اور اگر وہ قریش دیکھیں آیته اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کوئی آیت جو اس کی قدرت اور حضور نبی پاک ﷺ کی صدق نبوت پر دلالت کرتی ہے جیسے شق القمر اور اس جیسے اور معجزات۔

فائدہ وہ امر جو انبیاء علیہم السلام (خرقاللعادۃ) لائیں۔ اسے معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے (کہ معجزہ کا معنی عاجز کرنے والا) چونکہ مخلوق اس جیسا امر لانے سے عاجز ہے۔ اسی لئے اس نام سے موسوم ہوا۔

یعرضوا اس میں تامل (غور و فکر) سے روگردانی کرتے ہیں کہ اس کی حقیقت اور اس کی طبقاتی بلندی کو سمجھ کر ایمان لاتے (لیکن نہیں معجزات میں غور و فکر کا نام تک نہ لیا)

ویقولوا اور کہتے ہیں یہ تو سحر مستمر دائمی جادو ہے ایسے ہی ایسے لوگوں سے کاری ہو تا رہتا ہے اور (حضرت) محمد (ﷺ) اسی دستور کے مطابق جادو کر رہے ہیں جیسے دوسرے جادو گر جادو کیا کرتے ہیں (معاذ اللہ)

حل لغات استمرار بمعنی اطراد ہے کہا جاتا ہے اطر والشئی بمعنی اتبع بعضه بعضا و جری اس کا بعض بعض کے پیچھے آیا اور جاری ہوا۔

فائدہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اس سے قبل بھی کئی معجزات مسلسل دیکھے تھے اسی لئے تو تسخیر کے بعد مستمر کہا (تردید المنکرین) اس سے ثابت ہوا کہ شق القمر واقع ہوا نہ یہ کہ قیامت میں واقع ہو گا (جیسے آج کل کے

marfat.ocm

منکرین کہتے ہیں) اس لئے کہ اگر شق القمر دوسرے معجزات کی جنس سے نہ ہوتا تو اس مقام پر اسے ذکر کرنا مناسب نہ ہوتا نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ تمام لوگوں اور تمام شہروں میں تھا (یہ نہیں کہ صرف عرب اور وہ بھی صرف اہل مکہ کے لئے) اور جس کی نگاہ پڑی اس نے اسی شب کو دو ٹکڑے دیکھا

فائدہ بعض نے کہا کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ ایسا جادو دائمی ہے جو زمین و آسمان تک جاری و ساری ہے۔

حل لغات یہ بھی جائز ہے کہ کہا جائے کہ استمرار از مرۃ (بالکسرہ) بمعنی القوہ کہا جاتا ہے امررتہ فاستمر میں نے اسے مضبوط کیا تو وہ مضبوط ہو گیا یعنی استمرار بمعنی استحکام ہے یعنی یہ جادو ایسا قوی و مستحکم ہے کہ اس کا ازالہ ناممکن ہے یا یہ ایسا قوی اور سخت ہے جو ہر جادو پر غالب ہے یا مستمر بمعنی ذاہب ہے۔ یعنی یہ معجزہ چلا جائے گا اور تھوڑے عرصہ کے بعد مٹ جائے گا یہ ان کی اپنے لئے طفلانہ تسلی اور خیالی دلاسہ تھا اس وقت مستمر مرور (جانا) سے ہو گا۔

وکذبوا اور تکذیب کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان معجزات کی جو اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعہ ظاہر فرمائے۔

وَاتَّبَعُوٓا اَهْوَآءَهُمْ اور ان شہوات کے پیچھے لگے ہو جو انہیں شیطان حق سے پھیر کر باطل کی طرف لانے کے لئے سنگار کر کر دکھائے حالانکہ ان کے سامنے حق ظاہر اور واضح تھا یا یہ معنی ہے کہ انہوں نے اس معجزہ کی تکذیب کی جو ابھی مذکور ہوا یعنی شق القمر کی اور اپنی شہوات و خواہشات کی اتباع کی اور کہا کہ چاند پر جادو کیا گیا ہے یا چاند اپنی حالت پر ہے لیکن ہماری آنکھوں پر جادو ہوا ہے چاند کا کچھ نہیں بگڑا یا چاند گرہن ہوا ہے اور یہ جو دو ٹکڑے نظر آئے جو کوئی اور شے تھی جو آسمان کے کناروں سے ظاہر ہوتی ہے یہ ان کی باطل خواہشات اور خیالی تصورات تھے۔

بد گمانی لازم بد باطناں افتادہ است

گوشہ از خلق جا کردم کمین پنداشتند

ترجمہ بدگمانی بد باطنوں کو چمٹتی ہے میں نے گوشہ تنہائی کو عافیت سمجھا انہوں نے کہ یہ چھپ کر کسی پر حملہ کرنے کے لئے تنہائی میں بیٹھا ہے۔

marfat.ocm

نکتہ ماضی کے بجائے یعرضوا ویقولوا کو مستقبل میں لانے میں اشارہ ہے کہ ان کی یہ پرانی علوت ہے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محجوب او بحر دنیا اور اس کی شہوات میں مستغرق ہیں۔ جب ان پر خاطر رحمانی میں سے مع اقبال الی اللہ و متابعت الرسول ﷺ و ترک حب دنیا و رفع الشہولت کا کچھ ظاہر ہوتا ہے تو وہ اس خاطر رحمانی سے روگردانی کرتے ہیں بلکہ وہ اس کی بالکل نفی کر دیتے ہیں اور ہر طرح سے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی بلکہ الٹا پہلے سے زائد حسب دنیا و متابعت نفس و موافقت شہولت میں غرق ہو کر اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

تعبیر خواب کسی نے خواب میں دیکھا کہ اوپر تو خرقہ فقر پہنایا گیا ہے لیکن اس کے اندر یعنی جسم پر ریشمی قمیض ہے یعنی اوپر سے فقر کا لباس اور اندر ریشمی۔ تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کے فقر کا محض دعویٰ ہے اور ظاہر اتنا کا صرف پروگرام ہے اس سے اسے حقیقتاً کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تفسیر عالمانہ وکل امر مستقر اور ہر امر مستقر ہے یعنی یہ جملہ امور اپنی انتہا کو پہنچیں گے جو اپنے مقصد پر قرار پکڑیں گے ان میں سے نبی پاک ﷺ کا معاملہ بھی ہے کہ وہ اپنی غایت پر اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور ان کا شان بلند و بالا ہو گا۔

نکتہ مستقر کو للبہم لانے میں تنبیہہ ہے کہ وہ اپنے حال کے ظہور کے لحاظ سے ایسا کامل ہے کہ جس کی تصریح کی ضرورت بھی نہیں یا یہ کہ ان کافروں کا اور حضور ﷺ کا معاملہ مستقر ہے یعنی عنقریب ثابت اور اپنی جگہ پر قرار پکڑے گا کہ کسے دنیا میں رسوائی اور کس کی منجانب اللہ مدد ہوتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب شے اپنی انتہا کو پہنچتی تو ثابت ہوتی اور قرار پاتی ہے یہاں استقرار سے اس کا ملزوم یعنی انتہاء الی الغایت مراد ہے کیونکہ اس وقت ہی ہر شے کی حقیقت انتہاء کو پہنچ کر ظاہر کرتی ہے کہ خیر ہے شر۔ حق ہے یا باطل خواہش نفسانی ہے یا حجت قوی پھر پتہ چلتا ہے کہ حقیقی بات منکشف ہو گئی لیکن شبہات و التباسات ختم ہو گئے قاعدہ ہے کہ عواقب (انتہائی امر) پر ظاہر ہوتے ہیں۔

فائدہ اس میں وعید ہے مشرکوں کو اور وعدہ و بشارت ہے حضور نبی پاک ﷺ اور اہل ایمان کو اس کی نظیر

marfat.ocm

لکل نبا مستقر و سوف تعلمون (ہر ایک کے لئے قرار گاہ ہے اور تم عنقریب جان لوگے) یعنی کوئی مدت کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو حتمی تک ضرور پہنچے گی اور اس کی حقیقت ضرور منکشف ہو گی پھر معلوم ہو گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ ہر وہ وعدہ جو انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اپنے وقت پر ضرور ہو گا اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ امر محمد (ﷺ) سے روح اور امر ابی جہل سے نفس مراد ہے اور ان ہر دونوں کی انتہا و غایت ہے جہاں وہ قرار پکڑیں گے یا تو بواسطہ تخلق بالاخلاق الالٰہیہ سعادت ابدیہ نصیب ہو گی یا بسبب اتصاف بالصفات البشریہ الحیوانیہ شقاوت دائمہ حاصل ہو گی۔

تفسیر عالمانہ ولقد جاءھم بخدا ان کے ہاں آئی ہیں۔ یعنی اہل مکہ کے ہاں قرآن میں آئی ہیں۔ من الانباء خبروں میں سے۔

حل لغات الانباء بناء کی جمع ہے وہ خبر جس سے عظیم فائدہ ہو جس سے علم یقینی یا ظن غالب حاصل ہو در اصل ہر خبر کو بناء نہیں کہا جاتا۔ تاکہ کہا جائے کہ یہ ان اخبار ثلاثہ کو متضمن ہے یعنی قرون خالیہ و اخبار اور وہ خبریں جو عذاب الکفار سے موصوف ہیں اس معنی پر لام مضاف الیہ کی عوض اور مابعد سے حال ہے۔

مافیہ مزدجر وہ جو اس میں عذاب دینے کی جھڑکیاں ہیں۔

فائدہ اگر الانباء سے قرون گزشتہ مراد ہیں یا وعید ہے تو الانباء سے آخرت کی خبریں مراد ہیں یا مزدجر بمعنی عذاب کی جگہ لیکن اس وقت لفظ فی تجرید یہ ہو گا۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ فی نفسہ زجر و توبیخ کی جگہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی رسول اللہ ﷺ فی نفسہ اسوہ حسنہ ہیں۔

قاعدہ صرفیہ[1] مزدجر میں تاء افتعال دال سے تبدیل ہوئی کیونکہ علم الصرف کا قاعدہ ہے کہ تاء افتعال سے پہلے فاء کے مقابلہ

---

[1] قواعد صرفیہ کی مزید تفصیل فقیر کی تصانیف شرح ابواب و فیاضی شرح زرادی و صرف لیکی میں دیکھئے)

marfat.ocm

دال ۔ ذال زاء واقع ہو تو بوجہ مناسبت فی المخرج یا تناسب کو حاصل کرنے پر تاء ان حروف سے تبدیل ہو جاتی ہے کیونکہ تاء مہموسہ اور یہ حروف (دال ۔ ذال ۔ زاء) مجہورہ ہیں یعنی مزدجر دراصل مزتجر تھا اس لئے کہ یہ الزجر سے ہے تاء دال سے تبدیل ہوئی کیونکہ زاء حرف مجہور اور تاء حرف مہموس اور ذال جہر میں زاء اور مخرج میں تاء کے مناسب ہے۔

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں کہ زجرہ وازدجرہ بمعنی نہاہ عن السوء۔ اسے برائی سے روکا اور اسے نصیحت کی صرف فرق یہ ہے کہ افتعل ازدجر میں مبالغہ ہے اور فعل (زجر) میں نہیں۔ امام راغب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ الزجر بمعنی آواز دے کر روکنا کہا جاتا ہے۔ زجرتہ فانزجر" میں نے اسے روکا تو وہ رک گیا پھر کبھی مطلقاً الطرد (روکنا) کے معنی میں مستعمل ہونے لگا اور کبھی آواز کے روکنے پر اور قول باری تعالیٰ مُزْدَجِرٌ بمعنی (گناہوں) کے ارتکاب سے روکنا حکمتہ بالغتہ یہ بالغہ ہے یعنی اس کی غایت حکمت تک پہنچتی ہے اس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہیں یا یہ اندازو نہی و وعظ کی انتہا کو پہنچتی ہے یہ باء سے بدل یا مبتداء محذوف کی خبر ہے (القاموس) میں ہے کہ الحکمتہ (بالکسر) بمعنی ۱۔ العدل ۲۔ العلم ۳۔ الحلم ۴۔ النبوت القرآن (المفردات) میں ہے الحکمتہ بمعنی علم و فعل میں اصابتہ الحق (حق کے عین مطابق ہونا) اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت منسوب ہو تو معرفت الاشیاء یا انہیں نہایت مضبوطی سے پیدا کرنا اور انسان کی طرف منسوب ہو تو بمعنی معرفت الموجودات و فعل الخیرات اور جب قرآن کو حکیم سے موصوف کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکمت کو متضمن ہے یعنی اس میں امور علمیہ و عملیہ ہر دونوں ہیں اور حکمت منطوق بہا سے علوم شرعیہ اور الطریقہ مراد ہے اور حکمت مسکوت عنہا سے وہ اسرار الحقیقت مراد ہیں جن سے علماء الرسوم اور عوام (جتنا ان کے لائق ہے) آگاہ ہیں ایسی حکمت انہیں یا نقصان پہنچاتی ہے یا ہلاک و تباہ کر ڈالتی ہے۔

فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ تو انہیں ڈرانے والے کسی شے سے نہ بچا سکیں گے یہاں اغناء کی نفی ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے دراصل عبارت لم تغن النذر شیئا تھا (انہیں ڈرانے والوں نے کسی شے سے نہ بچایا) یا استفہام انکاری ہے تو ما منصوبہ ہے اور تغن کا مفعول بہ مقدم ہے یہ دراصل ای اغناء تغنی القدر تھا یعنی جب یہ نذر

marfat.ocm

کی مخالفت و تکذیب کرتے ہیں تو کون سے اغناء کے بل بوتے پر یعنی اس سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہو گا جیسے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ اور آیات و نذر اس قوم کو کوئی فائدہ نہ دیں گے جو ایمان نہیں لاتے) النذر نذیر کی جمع ہے بمعنی المنذر ہے یا مصدر ہے بمعنی الانذر

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ قلب منذر کے ڈرانے سے نفوس متمردہ کو کوئی فائدہ نہ ہو گا کیونکہ روح منذر و القرآن کا اور قلب منذر الحقیقت کے مظہر۔

تفسیر عالمانہ فَتَوَلَّ تو ان سے منہ پھیر لیجئے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ انذار ان میں اثر نہ کرے گا اور نہ ہی اس سے انہیں کوئی فائدہ ہو گا۔ فاء سببیہ ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ ان سے جنگ کے حکم کے نزول تک منہ پھیر لیجئے اور ان کی سزا کا انکار فرمایئے۔

یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اس دن کہ پکارنے والا پکارے گا۔

حل لغات یہ دراصل یَوْمَ یَدْعُوالدَّاعِیْ واو اور یاء کے ساتھ تھا جب لفظ یدعو کی واؤ اجتماع الساکین کی وجہ سے گری تو لکھنے میں گرادی گئی تاکہ لفظی مناسبت بحال رہے اور الداعی کی یاء محذوف کر کے کسرہ پر (تخفیف کے طور) اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا الداعی میں کو تخفیفاً میں مبالغہ کے طور ہوئی (اگرچہ انتظار ساکنین نہیں لیکن) ال (الف لام الداعی والا) کو تنوین کے قائم مقام سمجھ کر یاء محذوف کر دی گئی۔

قاعدہ قاعدہ ہے جیسے یاء تنوین سے التقاء ساکنین کی وجہ سے محذوف ہوتی ہے ایسے ہی اس کے قائم مقام کے وقت بھی یوم منصوب ہے یخرجون یا الداعی سے حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں کہ وہ صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر صور پھونک کر تمام مرنے والوں کو پکاریں گے۔ اور کہیں گے ایتھا العظام العالیہ واللحوم المتمرقہ والشعور المتفرقہ ان اللہ یامرکن ان تجتمعن لفصل القضاء (روح البیان ص ٢٤٩ ج ٩) اے پرانی ہڈیو اور متفرق گوشت کے ٹکڑو اور متفرق بالو تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم فیصلہ ربانی کے لئے جمع ہو جاؤ۔

فائدہ بعض نے کہا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور حضرت جبریل علیہ السلام ندا دیں گے در

marfat.com

ندء کے الفاظ وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے جو بھی ہو یہاں دعاء (پکارنا) حقیقی معنی میں ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ امر کن فیکون کی طرح مجاز ہے یعنی قیامت میں پکارنا اور اموات کو لوٹانا ایسے ہے کہ ابتداؤ تکوین میں لفظ کن کہا گیا جبکہ اس وقت نہ داعی اسرافیل ہوں گے نہ کوئی اور بلکہ یہاں دعاء سے مراد فقط مشیت باری تعالیٰ ہے۔

سوال اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت مراد ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ارادہ مرد کا تخلف لازم آتا ہے۔

جواب اس سے تخلف لازم نہیں آتا داعی مطاع کی دعا (پکار) سے اجابت پر تخلف لازم نہیں۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے اسے حقیقی معنی میں رکھنا اولیٰ ہے کیونکہ اسرافیل علیہ السلام مظہر الحیات ہیں اور ان کے ہاتھ میں صور بھی منجانب اللہ عطا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بعض اشیاء کو بعض سے مربوط بھی فرماتا ہے اگرچہ سب کچھ اسی کے ارادہ و مشیت پر ہوتا ہے۔

اِلٰی شَیْءٍ نُّکُرٍ طرف شے ناگوار۔

حل لغات النکر (بضمتین) بروزن فعل صفت ہے اسے بسکون الکاف بھی پڑھا گیا ہے ہر دونوں معنی منکر لطبع یعنی وہ شے جو نفوس کو ناگوار ہو بوجہ اس سے مانوس نہ ہونے اس سے قیامت کی ہولناکی مراد ہے اس سے منکر نکیر ماخوذ ہیں یعنی وہ دو فرشتے جو ہر قبر میں آئیں گے چونکہ وہ میت کے لئے غیر معہود ہیں اسی لئے انہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ نیچے ہوں گی ان کی آنکھیں (یہ) یَخْرُجُوْنَ (سے حال ہے) یَخْرُجُوْنَ نکلیں گے حال کی تقدیم اس لئے ہے کہ عامل فعل وہ فعل ہر طرح سے متصرف ہے (آگے ہو یا بعد کو) من الاجداث قبروں سے۔

حل لغات جدث (محرکہ) کی جمع ہے بمعنی القبر یعنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کا حال یہ ہو گا کہ ان کی آنکھیں ہولناکی اور عذاب کو دیکھنے کی وجہ سے نیچے ہوں گی۔

الخشوع عاجزی اکثر اس کا استعمال اسی عاجزی میں ہوتا ہے جو اعضاء میں ہو الضراعه (عاجزی) کا اکثر استعمال قلب میں ہوتا ہے جیسے مروی ہے کہ اذا ضرع القلب خشعت الجوارح جب

قلب عاجز ہو تو اعضاء بھی عاجزی والے ہوتے ہیں۔

نکتہ صرف آنکھوں کو خشوع سے اس لئے مخصوص کیا گیا ہے کہ اس وقت خشوع کا اظہار آنکھوں سے زیادہ ہو گا بہ نسبت دوسرے اعضاء کے ایسے ہی حیاء یا خوف وغیرہ بھی آنکھوں سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے اعضاء کے۔

کانھم جراد گویا وہ ٹڈیاں ہیں ان سے صرف تشبیہ دی گئی ہے۔

حل لغات جراد یعنی ٹڈی۔ اسے جرد اس لئے کہا جاتا ہے کہ زمین کی کھیتی کھا کر اسے صاف کر دیتی ہے اہل عرب کہتے ہیں ارض مجرودۃ یعنی ٹڈی اس کے اوپر کی کھیتی کھا گئی ہے اب وہ صاف ہے۔ (المفردات)

منتشر پھیلی ہوئیں کثرت اور موج در موج ہونے اور زمین کے کناروں میں پھیلنے کی وجہ سے ایسے ہی کہا گیا ہے۔

کالفراش المبثوث پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح۔

مھطعین الی الداع بلانے والے کی طرف تیز دوڑنے والے ہوں گے۔ یہ بھی حال ہے یعنی درانحالیکہ وہ داعی کی جانب تیز دوڑنے والے ہوں گے گردن کو اوپر کر کے یا اس کی طرف اسے دیکھنے والے ہوں گے اس سے آنکھیں نہ ہٹائیں گے۔

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں بطع الرجل (اس نے کسی کی طرف آنکھیں لگا کر دوسری طرف نہ ہٹائیں) اھطع تیز دوڑتے وقت اس نے گردن دراز کر کے سیدھا رکھا۔ (الجوہری ۱۲)

تفسیر صوفیانہ اس میں نفوس کی ابصار کی ذلت کی اشارہ ہے کہ وہ بھی جب دنیا سے ایسے ہو جاتی ہیں اور ابصار قلوب کی روشنی بجھ جانے کی طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ شواہد الحق سے محروم ہیں اور نفوس رویہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ صفات رذیلہ کی قبور سے نکلتے ہیں تو ان کا حال حریص ٹڈی جیسا ہوتا ہے کہ وہ قلب کی کھیتی (اخلاق روحانیہ) کے کھانے کی حرص ہے۔ وہ نفوس رویہ پھیل جاتے ہیں روح کے کھیتوں اور قلب کے باغات میں فساد و افساد کے ساتھ۔ اور تم دیکھتے ہو ایسے نفوس خبیثہ کو جلدی کرنے والے شہوات نفسانیہ اور لذات جسمانیہ کے داعی کی طرف

marfat.ocm

اس کی دعوت کے راغب اور اس کی طلب میں متوجہ۔

تفسیر عالمانہ یقول الکٰفرون کافر کہیں گے جملہ مستانفہ ہے جواب ہے اس سے جو پیدا ہوا یوم کی ہولناکی اور لوگوں کی بدحالی سے گویا سوال ہوا کہ اس وقت لوگ کیا کہیں گے جواب ملا کافر کہیں گے۔

ھذا یوم عسر یہ دکھی دن ہے یہ دن ہم پر سخت ہے قبور سے نکل کر چالیس سال کھڑے کھڑے رہیں گے ہمیں اس دن کی مشقت سے بچا اگرچہ جہنم میں بھیج کر پھر حساب کے لئے مامور ہوں گے۔

نکتہ اس قول کو کفار کی طرف اسناد میں اشارہ ہے کہ اہل ایمان کو قبور سے اٹھنے کے بعد کوئی تنگی اور شدت نہ ہو گی بلکہ ایمان و اعمال صالحہ کی برکت سے وہ دن ان پر آسان ہو گا بلکہ وہ پاک وصاف اور محفوظ ہوں گے اس سے ۔۔ حضرات مراد ہیں جن کے بواطن گمراہ کن شبہ سے اور ان کے ظواہر مخالفات شرع سے آلودہ نہ ہوں گے وہ ایسے امن میں ہوں گے کہ ان پر انبیاء علیہم السلام رشک کریں گے صرف اس میں کہ وہ امن میں ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو امتوں کی وجہ سے خوف ہو گا انبیاء رسل علیہم السلام اپنی اپنی امتوں سے خائف ہوں گے کہ نامعلوم ان کے ساتھ ایسے ایسے ہو گا اور یہ لوگ امن و سلامتی میں ہیں کیونکہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی جبلی علامت بنائی ہے کہ ۔۔ مخلوق کے لئے شفقت کریں اس لئے وہ قیامت میں کہیں گے۔ سلّم سلّم (اے اللہ انہیں سلامتی دے) ورنہ ان پر تو کسی قسم کی چھوٹی بڑی کوئی گھبراہٹ نہ ہو گی۔ اس لئے وہ عاقبت کے خوف سے پر امن ہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں کفار النفوس اللئیمہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لسان حال سے قیامت میں کہیں گے کیونکہ زبان کی مقال انہیں کوئی فائدہ نہ دے گی بوجہ اضطراب کے جب فضیحت و قطعیت دیکھیں گے دن بھر اون کہ جس میں ہماری نجات اور اس سے ہمارا افرار مشکل ہے ہمیں کسی قسم کی نجات نصیب نہ ہو گی اور نہ کہیں جائے پناہ ملے گی سوائے روح قلب کی رسی کو مضبوط تھامنے کے اور جو کچھ وہ زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے زبان مقام سے نہ کہہ سکیں گے کیونکہ وہ جھوٹی تمناؤں میں اپنی افساد ضائع اور برباد کر چکے ہوں گے انہوں نے دعوی فاسد آرزوؤں کو اختیار کیا تھا اور اچھے مطالب اخروی پس پشت ڈال دیئے تھے۔

سبق عقل مند پر لازم ہے کہ وہ باقی کو فانی پر ترجیح دے اور آرزوؤں سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ موت سے پہلے

marfat.com

خلاص و نجات کے اسباب کے لئے جدوجہد کرے تاکہ اسے آخرت کی نعمتیں اور درجات نصیب ہوں ورنہ جب معاملہ ہاتھ سے نکل گیا تو کل قیامت میں خالی ہاتھ ہو گا اس وقت افسوس اور ہائے ہائے پکارنا کام نہ دے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں سے بنائے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے داعی کو لبیک پکارے اور قرآن اور اسے قبول کرکے عمل صالح سے مشرف ہوئے فنائے صوری سے پہلے فنائے معنوی ہم پر آسان فرمائے اسی کے ہاتھ میں رد کرنے اور قبول کرنے کے امور ہیں۔

تفسیر عالمانہ كذبت قبلهم قوم نوح ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے تکذیب کی۔ یعنی اے (محبوب) محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے تکذیب کا کام کیا یا انہوں نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اس معنی پر مفعول محذوف ہے۔

ربط اب وہ بعض اخبار بتاتے ہیں جن سے تکذیب کا فعل سرزد ہوا جو ان کے لئے زجر و توبیخ کا سبب بنا اس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینا ہے۔

فكذبوا عبدنا تو انہوں نے ہمارے عبد مقدس کو جھٹلایا یعنی نوح علیہ السلام کو۔ یہ اس مبہم تکذیب کی تفسیر ہے جو سابقہ جملہ میں تھی جیسے دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونادى نوح ربه فقال رب الخ (اور نوح علیہ السلام پکارا تو کہا اے میرے پروردگار الخ) ان دونوں مقامات پر مکذب (جس کی تکذیب کی گئی) ایک ہے اور ذکر میں فاء تفصیلیہ تفسیریہ تعقیبیہ ہے کیونکہ ہمیشہ تفصیل اجمال کے بعد ہوتی ہے۔

نکتہ نوح علیہ السلام عبودیت سے موصوف کرکے اسے جمع متکلم کی ضمیر کی طرف اضافت میں ان کے عظمت مطلوب ہے اور اس کا مرفوع علاہ۔ اس میں مُكَذِّبِيْنَ (تکذیب کرنے والوں کی تشنیع میں تاکید ہے کیونکہ بادشاہ کے غلام کی تکذیب شنیع تر ہے بہ نسبت کسی عام کے غلام کی تکذیب کے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ عبودیت سے بڑھ کر کوئی شے اشرف نہیں اس لیے یہ ایسی ذلت ہے کہ جس کے بالمقابل (بلندی) میں مقام ربوبیت ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے عبودیت عبد سے ہی خاص ہے اور تواضع سے بھی یہی مراد ہے اور تملق (خوشامد) کی غیر ہے اس لئے تملق (خوشامد) کا

marfat.com

کوئی اعتبار نہیں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا انا سید ولد ادم ولا فخر میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس کا مجھے فخر بھی نہیں۔ "یعنی رسالت سے کوئی فخر نہیں اگر فخر ہے تو عبودیت سے ہے اور بالخصوص اس فقر سے ہے جس میں وجود مجازی سے بالکل خارج ہونا پڑتا ہے۔

تفسیر عالمانہ وقالوا اور حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کہا کہ تم تو مجنون مجنوں ہو۔ یعنی انہوں نے صرف تکذیب پر اکتفانہ کیا بلکہ نوح علیہ السلام کو جنون اور عقل میں خلل کی طرف منسوب کیا اور یہ تکذیب میں مبالغہ ہے کیونکہ بعض کاذب ایسے ہوتے ہیں جو ایسی خبر دیتے ہیں جو عقل کے موافق ہوئی ہے اور بعض وہ ہوتے ہیں جو ایسی خبر دیتے ہیں جو عقلاً ناقابل قبول ہوتی ہے بلکہ اس سے عقل کو انکار ہوتا ہے۔

وازدجر اور جھڑکے گئے۔ اس کا عطف قالوا پر ہے اور یہ کلام اللہ سے ہے یعنی نوح علیہ السلام کو مختلف اذیتیں سے کر تبلیغ سے روکا گیا مثلاً گالی دیں گئیں مارا پیٹا گیا گلا گھونٹا گیا۔ سنگساری سے دھمکایا گیا وغیرہ وغیرہ۔

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ازدجر بمعنی طرد ہٹائے گئے اور زجر میں اس کا استعمال یوں ہے کہ مطرود کو آواز دے کر جھڑکا جائے مثلاً کہا جائے اعزب عنی مجھ سے دور ہو جا۔ تنخ ہٹ جا۔ وراءک پیچھے ہو جا۔ بعض نے کہا کہ یہ بھی ان کی منجملہ باتوں سے ہے یعنی کہتے ہیں کہ وہ مجنون ہے اسے جنات نے دھکیلا اور اس نے اس کی عقل خراب کر ڈالی ہے اور اس میں تصرف کر کے اس کی عقل اڑا دی اور دل چھین لیا وغیرہ وغیرہ۔

تفسیر صوفیانہ نمبر ۱ اس میں اشارہ ہے کہ ہر داعی حق پر ہے اور حق داعی کے لئے ناچار ہے کہ اس کی تکذیب ہو جبکہ مکذبین کی کثرت اور اہل بدعت اور باطل پرستوں کا غلبہ ہو اور خواہشات و طغیان والوں کی بہتات ہو اور ہر زمانہ اور ہر دور میں رہا اور رہے گا۔

تفسیر صوفیانہ نمبر ۲ آیت میں نوح سے روح، قوم سے نفس امارہ اور اس کی صفات مراد ہیں یعنی نفس امارہ اور اس کی صفات روح کی دعوت الی اللہ کو قبول نہیں کرتیں کیونکہ وہ شہوات ولذات میں سخت منہمک ہیں اور ایسوں

marfat.ocm

سے مانوقات (الفت والی اشیاء کا ترک کرانا مشکل اور سخت مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جمیع حالات و مقامات میں معین و مددگار ہے۔

ایں جہان شہوتی بت خانہ ایست — انبیاؤ کافراں رالانہ ایست

لیک شہوت بندہ پاکاں بود — زر نسوزد زانکہ نقد کاں بود

ترجمہ ۱۔ یہ جہاں شہوت خانہ ہے انبیاء کافروں کو آپس میں کوئی مناسبت نہیں۔
۲۔ لیکن بندگان پاک کی شہوت ایسے ہے جیسے زر کو کوئی ضرر نہیں جب کان میں ہو۔

ذلت الارواح من اشباحہا — عزۃ الاشباح من ارواحہا

ترجمہ — ارواح کی ذلت اشباح سے ہے اور اشباح کی عزت ارواح سے ہے۔

کم نشیں بر اسپ توسن بے لگام — عقل و دین را پیشوا کن والسلام

ترجمہ — سرکش گھوڑے پر لگام کے بغیر نہ بیٹھ عقل و دین کو امام بنا (والسلام)

فدعا ربہ — تو اس نے اپنے رب کو پکارا یعنی جب نوح علیہ السلام کو دعوت سے جھڑکا گیا تو اپنے رب کو پکارا اور تبلیغ میں انہیں ساڑھے نو سو سال گزرے تو اپنے رب سے دعا کی انی مغلوب بیشک میں مغلوب ہوں۔ اپنی قوم جہت سے مجھے ان سے بدلہ لینے کی قدرت نہیں۔

فانتصر — تو ہی ان سے میرا بدلہ لے۔ یہ اس لئے کہا کہ بہت بڑی محنت و مشقت کے بعد جب انہیں ان سے مایوسی ہوئی تو ایسے کہا۔

فائدہ — مروی ہے کہ قوم کا یہ حال تھا کہ ان کا کوئی ایک آدمی آکر نوح علیہ السلام کا گلا گھونٹ دیتا یہاں تک کہ آپ بیہوش ہوکر گر پڑتے جب ہوش میں آتے تو کہتے اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ بے علم ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے لئے دعا کا حکم فرمایا تو آپ نے دعا فرمائی تو ان کی تباہی کے لئے دعا قبول ہوئی جیسا کہ سورۃ الصافات میں ہے۔

ولقد نادانا نوح فلنعم المجیبون

marfat.ocm

(اور بیشک ہمیں نوح علیہ السلام نے پکارا تو ہم کیسے بہتر دعا قبول کرنے والے ہیں۔

ففتحنا ابواب السماء تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ یعنی عذاب کے لئے از طرف پانی کے اجراء کے مقام کے ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ساتھ پانی برسنے والے کے۔

حل لغات المنهمر بمعنی صب الدمع والماء (آنسو اور پانی کا بہنا) کہاجاتا ہے همره يهمره بمعنی سب۔ اسے بہلیا۔ همروا نهمرو بمعنی انسكب وسال۔ پانی بہلا۔ اب معنی یہ ہوا کہ بہت سخت اور زیادہ پانی بہنے والا جیسے مشکیزہ ایسا پانی بہے کہ رکنے کا نام نہ لے چنانچہ چالیس دن تک مسلسل زور سے پانی چلتا رہا اور وہ برف کی طرح ٹھنڈا اور سفید تھا یہ پانی کی کثرت و وفرت کی اور زیادہ سے زیادہ بہنے کی تمثیل ہے بماء کی باء استعانت کی ہو اور الماء ابواب السماء کے کھلنے کا آلہ ہو۔ اور یہی ظاہر ہے یا بالملامت کی ہو۔

فجرنا الارض عیون اور ہم نے کل زمین کو چشمہ بنا کر بہادیا۔ گویا وہ زمین چشمے بن کر بہہ رہی تھی اور زمین کا پانی کھولتے پانی کی طرح گرم تھا۔ یہ دراصل جعلنا عیون الارض اسے مفعولیت سے بدل کر تمیز بنایا گیا تاکہ مقام مبالغہ کا حق ادا ہو۔ کیونکہ اگر یہ فجرنا عیون الارض (ہم نے زمین کے چشمے بہائے) کہتا صحیح تھا لیکن اس میں وہ مبالغہ نہیں جو فجرنا الارض عیونا میں ہے کیونکہ اس وقت معنی یہ ہے کہ ہم نے زمین کے ذرہ ذرہ کو چشمے بنا کر بہادیا) ظاہر ہے کہ اس میں خوب مبالغہ ہے فالتقی الماء تو ٹکرا یعنی آسمان و زمین کے پانی آپس میں ملے زمین کا پانی چالیس گز اوپر پہاڑوں پر بلند ہوا۔

سوال فالتقی الماء میں مفرد کیوں لایا گیا حالانکہ الماء آن ہونا چاہئے۔ ایک زمین کا پانی دوسرا آسمان کا۔

جواب ان دونوں کا آپس میں ٹکرنا بوجہ مجاورت اور تقارب (قرب) کے نہ تھا بلکہ بطریق اختیاط و اختلاط کے تھا۔

عَلَىٰ مر قدقد۔ اوپر ایسے مار کے جیسے اللہ تعالے نے مقدر فرمایا تھا یعنی ہونے والا تھا اوپر ایسے حال کے جیسے بغیر کسی تفاوت کے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا یا ایسی حالت کے جو مقدر اور برابر کی گئی یعنی وہ پانی جو آسمان سے اترا وہ اتنا تھا جو زمین سے نکلا تھا یا اوپر اس امر کے جسے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا تھا کہ قوم نوح علیہ السلام طوفان سے غرق ہو گی۔ اس تقریر پر لفظ علی تعلیلیہ ہے۔

marfat.ocm

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ یہ عذاب عام پانی کی صورت میں اس لئے واقع ہوا کہ پانی کا اشارہ علم کی طرف ہے جب انہوں نے نوح علیہ السلام کے علم سے نفع نہ اٹھایا باوجود یہ کہ آپ ان میں بہت طویل عرصہ رونق افروز رہے اور لوگ اپنے ارواح اس دریا میں غرق نہ کر سکے تو پانی کے عذاب میں گرفتار ہوئے یہاں تک کہ ان کے اجسام غرق ہو گئے۔

اعجوبہ طوفان کی تاثیر ہر تمیں سال کے بعد ایک بار ظاہر ہوتی ہے لیکن معمولی طور پر وہ اس طرح کہ بارش موسلادھار ہوتی ہے جس سے بعض بستیاں اور گھر بہ جاتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ وحملناہ اور ہم نے نوح علیہ السلام اور آپ پر ایمان والوں کو اٹھالیا علی ذات الواح تختوں والیوں پر یعنی کشتیوں پر جو چوڑی لکڑیوں سے تیار کی گئی تھیں۔

حل لغات الواح لوح کی جمع ہے وہ صحیفہ جو چوڑا ہو لکڑی کا ہو یا ہڈی کا اور نوح علیہ السلام کی کشتی ساگوان کے درخت کی تھی۔ ساگوان ایک لمبا درخت ہے جو ہند میں پیدا ہوتا ہے یا وہ کشتی شمشاد کے درخت کی تھی۔ بعض کہتے ہیں وہ جوز سے تیار کی گئی تھی ودسرہ اور میخوں سے

حل لغات دسرہ سار کی جمع ہے دسر سے ہے بمعنی قہر و جر سے کسی شے کو بہت سخت دفع کرنا مثلاً کہا جاتا ہے دسرہ بالرمح اس نے اسے تیر سے سخت طریق سے دفع کیا۔

مسئلہ مروی ہے کہ عنبر میں زکوٰۃ نہیں اس لئے کہ یہ وہ شے ہے جسے دریا زوردار طریق باہر پھینکتا ہے اور میخون کو دسر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان سے کشتی کے سوراخ مدفوع (دفع کئے ہوئے) ہوتے ہیں۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ میخوں سے کشتی مضبوط بنائی گئی یا دسر کو اس لئے دسر کہا جاتا ہے کہ اسے ٹھوکنے سے دفع کیا جاتا ہے۔

فائدہ ذات الواح و سر کشتی کی صفت ہیں۔ یہ اپنے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئے ہیں کہ ان کا نام لے کر کشتی مراد لی گئی ہے جیسے مستوی القامت عریض الاظفار بول کر انسان مراد لیا جاتا ہے۔

marfat.ocm

تجری باعیننا ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ یعنی ہماری حفاظت سے محفوظ تھی مودع کے لئے کہا جاتا ہے۔

عین اللہ علیک تجھ پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت۔ یا بمعنی اولیائنا جیسے اللہ تعالیٰ کے ولی کی وفات (وصال) کے وقت کہا جاتا ہے مات عین من عیون اللہ (اللہ تعالیٰ کی ذات کے اولیاء سے ایک ولی فوت ہو گیا۔ جزاءلمن کان کفر اس کی جزاء ہے جو کافر۔ مفعول لہ ہے اس کا جو ابواب السماء کے فتح اور اس کے مابعد مذکور ہوا اور کفر کفران النعمت سے ہے یعنی ہم نے یہ مذکور نوح علیہ السلام کے اجر و ثواب کے لئے کیا اس کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت تھے جس کی کافروں نے ناشکری کی کیونکہ ہر نبی (علیہ السلام) اپنی امت کے لئے نعمت و رحمت ہوتا ہے اس نعمت پر نوح علیہ السلام نعمت مکفورہ ٹھہرے۔

حکایت کسی نے ہارون الرشید کو کہا الحمدللہ علیک ہارون الرشید نے کہا یہ کلمات کیسے کہا چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اسی لئے میں نے آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ وَلَقَدْ تَّرَکْنٰهَا اور بیشک ہم نے کشتی کو چھوڑا۔

ایتہ نشانی بنا کر تاکہ جو بھی اس کی خبر سے آگاہ ہو تو وہ عبرت حاصل کرے۔

فائدہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے یا قروی (بلاد الجزیرہ کی ایک بستی کا نام ہے) میں بعض نے کہا جبل جودی میں عرصہ دراز تک محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ اس امت (مصطفویہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام) کے اوائل میں لوگوں نے اس کشتی کی زیارت کی ورنہ بہت سی کشتیاں ایک عرصہ کے بعد راکھ ہو جاتی ہیں۔

(حاشیہ[1] یہ کشتی بچ رہی معجزہ تھا حضرت نوح علیہ السلام کا ایسے ہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس غرق شدہ کشتی کو پار لگایا وہ بھی تاحال بغداد میں موجود ہے۔ ایک بزرگ حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ بغداد شریف سے تیس میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کے کنارے پر ایک چھوٹی سی بستی ہے جس کا نام "زیارت سفینہ" ہے بغداد شریف سے بستی مذکور کو سڑک جاتی ہے بسیں عام چلتی ہیں۔ ہر بس والا آواز دیتا ہے زیارت سفینہ۔ تمام عرب کے علاقوں کا تفصیل سے دورہ کیا اور ہر زیارت کے لئے پہنچا اور

(باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ کذبت عادہ عاد نے تکذیب کی۔ عاد سے ہود علیہ السلام کی قوم مراد ہے۔ یہاں ان کی تکذیب کی کیفیت کے درپے نہیں ہوئے اختصار کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ عذاب کے زجر و توبیخ میں جلدی ہو۔

فکیف کان عذابی ونذر تو کیسے میرا عذاب اور ڈراوٴنے امور ہیں اس میں قلوب سامعین کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ جو ان کی طرف القاء کیا جائے اس طرف کان لگائیں اگرچہ اس کا ذکر نہیں آیا یہ اس کی تہویل و تعظیم کے لئے نہیں ان کی عجیب حال کا اظہار فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ وہ اتنا نالائق تھے کہ ایسے عذاب و نذر کے باوجود ان کا حال پہلے کی طرح رہا گویا کہا گیا ہے عاد نے تکذیب کی تو تم نے کچھ سنا یا تو سنو میرا عذاب اور انذرات انہیں کیسے ہوئے۔ نذر نذیر کی جمع ہے بمعنی انذار ہے۔

انا ارسلنا علیهم ریحا صرصرا بیشک ہم نے ان پر بھیجی تیز آندھی۔ یہ جملہ مستانفہ ہے جو پہلے اجمالی بیان تھا اب اس کی تفصیل ہے۔

حل لغات صرصر الصر سے ہے بمعنی البرد۔ ٹھنڈک یا صر الباب والقلم یعنی دروازہ و قلم کی آواز۔ اب معنی یہ ہوا کہ ہم نے ان پر مسلط کی ٹھنڈی ہوا یا مسلط کیا سخت اور شدید تر آواز اور آندھی اس سے دبور یعنی مغرب والی آندھی مراد سورۃ فصلت وغیرہ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

فی یوم نحس منحوس دن میں۔ نحس۔ سعد کی نقیض ہے۔

مستمر ہمیشہ یوم کی صفت ہے یا نحس کی یعنی وہ دن کہ جو ہمیشہ نحس ہے کافروں کے لئے یا ہمیشہ اور تمام

تفصیل معلوم کی۔ میں نے سفینہ غوث اعظم آنکھوں سے دیکھا ایک جنگلہ ہے لوپر ٹین کا چھپر ہے اس میں سفینہ محفوظ ہے۔ خدام حضور غوث اعظم کی کرامت بیان فرماتے ہیں کہ وہی بیڑا ہے جو خدا کے حکم سے بارہ سال کے بعد آپ نے باہر نکالی تھی اور مائی صاحبہ کا لڑکا برات اور دلہن کے ساتھ دریا سے زندہ باہر نکل آیا تھا۔ مزید تفصیل "بڑھیا کا بیڑا" تیرنا کی تاریخ و تحقیق و دلائل فقیر کی کتاب "بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم" عربی "احیاء الموتی بعد السنین بدعاء محی الدین

marfat.ocm

لوگوں کے لئے اس لئے کہ عام لوگ ہر ماہ کے آخری بدھ کو منحوس سمجھتے تھے۔

بدھ کی نحوست ابن الشیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض لوگوں میں ہر ماہ آخری بدھ منحوس مشہور ہے ان کا استدلال اسی آیت یوم نحس مستمر سے ہے لیکن یاد رہے کہ بدھ کی نحوست ہر مفسد کے لئے ہے نہ کہ مصلح کے کیونکہ اس کی نحوست نے نہ انبیاء علیہم السلام پر اثر ڈالا اور نہ ہی ان کے اتباع اہل ایمان پر۔

فائدہ الروضہ میں ہے کہ بدھ کافروں کے نزدیک منحوس تھا لیکن ضروری نہیں کہ اس کا اثر بھی ظاہر ہو ہاں ہر ماہ کا آخری بدھ منحوس ہوتا ہے۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بدھ ہر ماہ میں دائماً منحوس دن ہے شاعر نے کہا۔

بقدر للمیکر قال سوء ووجهک اربعاء لا یدور

ترجمہ تیرا دیدار ہر صبح کرنے والے کے لئے برا ہے لیکن تیرا چہرہ تو بدھ دائمی منحوس جیسا ہے۔

مسئلہ بعض بدھ کے دن نہانا بہتر ہے اس لئے کہ اسی دن عالم دنیا کے پانیوں کے ساتھ بہشت کا پانی ملایا جاتا ہے۔

مسئلہ ہر نیا کام بھی بدھ کو شروع کیا جائے اب معنی یہ ہوا کہ ان پر ہمیشہ نحوست چھائی رہی اور چھ دن تک دراز ہوئی یہاں تک کہ وہ سب کے سب تباہ و برباد ہوئے۔ اس معنی پر یوم بمعنی الحین بحسب الزمان تھا۔ یا معنی یہ ہے کہ عذاب ان کے چھوٹے چھوٹے سب کو شامل تھا اس تقریر مستمر بمعنی مطرد ہے ساتھ نسبت کے طرف اشخاص کے یا معنی یہ ہے کہ اس کی کڑواہٹ سخت تھی۔

فائدہ اس عذاب کی ابتداء مہینے کے آخری بدھ سے ہوئی یعنی ان پر عذاب کا آغاز مہینے کے آخری ایام کے بدھ کی صبح سے شروع ہو کر اسی ماہ کے دوسرے بدھ جو مہینے کا وہی آخری تھا) کے غروب تک مسلسل عذاب جاری رہا۔

فائدہ مروی ہے کہ ان کے آٹھ دنوں کے عذاب کا آخری دن بدھ تھا اور وہی صفر کے مہینے کا آخری تھا یہی حسوم ہے جس کا ذکر سورہ الحاقہ میں ہے۔

تنزع الناس (نکالتی تھی لوگوں کو) یہ ریحا کی صفت ہے۔ یعنی آندھی انہیں باہر نکال کر پھینک مارتی

marfat.ocm

تھی۔

فائدہ مروی ہے کہ انہوں نے بڑے گہرے گڑھے کھودے اور خندقیں بنائیں اپنے بعض کو بعض سے باندھ دیا لیکن آندھی نے سب کو مردہ بنا کر باہر نکال پھینکا۔ مقاتل نے فرمایا کہ ان کی ارواح اجسام سے آندھی نے باہر نکالیں۔ سہیلی نے فرمایا اسی طرح کی تیز آندھی سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی تاکہ ان کو کوئی نجات پا کر بچ نہ جائے جو بھی غاروں اور خندقوں میں تھے آندھی نے سب کو تباہ برباد کیا کوئی ان کا باہر تھا یا کوئی گھروں میں تھا یا جو غاروں میں تھے ان پر غاروں کی دیواریں دے ماریں اور وہ وہیں غاروں میں خندقوں میں بھوکے پیاسے مرگئے اسی لئے فرمایا۔

فھل تری لھم من باقیتہ تو کیا کوئی ایک تم باقی بچا ہوا دیکھتے ہو۔ یعنی کیا کسی ایک کی ایسی تیز آندھی آٹھ دن مسلسل تیز چلنے والی سے بچنے کی امید رکھ سکتے ہو۔

کانھم اعجاز نخل مستقر گویا وہ پرانی کھجور کے تنے اکھڑے پڑے ہیں۔ الناس سے حال ہے۔

حل لغات اعجاز عجز کی جمع ہے انسان کا پچھلا حصہ اسی سے اس کے غیر کو تشبیہ دیتے ہیں اسی سے العجز (عاجزی) ہے کہ وہ انسان کو مؤخرالامور تک پہنچاتی ہے۔ النخل جنس کھجور کی اس کے واحد کے فرق کرنے کے لئے تاء کا اضافہ کر کے کہتے ہیں۔ نخلتہ لفظاً مفرد ہے لیکن اس کی اکثر استعمال جمع پر آتی ہے معنی جنس کے اعتبار سے۔ المنقعر بمعنی المنقلع اپنی جڑ سے اکھڑے ہوئے اہل عرب کہتے ہیں۔ قعرت النخل میں نے کھجور کو جڑ سے اکھیڑا فانقعرت تو وہ اکھڑ پڑی۔ المفردات میں المنقعر بمعنی زمین کے گڑھے میں جانے والا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خندقوں سے اکھڑ کر پھر زمین میں ایسے دھنسے پڑے جیسے کھجور جڑ سے اکھیڑ کر پھر زمین میں دھنسی پڑی ہوتی ہے یہاں تک اب ان کی نہ کوئی نشانی ملتی ہے نہ کوئی اثر۔ معنی یہ ہے کہ وہ اپنے گڑھوں سے اکھڑ کر باہر پڑے تھے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ انہیں کھجور کے ان تنوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو جڑھوں سے نکل کر پڑے ہوں اور ان کی ٹہنیاں ناپید ہوں کیونکہ آندھی پہلے ان کے سر جدا کر کے کہیں پھینکتی ہے پھر ان کے اجسام سروں کے بغیر پڑے نظر آتے تھے۔

marfat.com

فائدہ بعض [illegible]

فائدہ اس میں اشارہ کہ وہ بہت بڑی قوت و طاقت کے مالک تھے اور زمین پر ایسے قابض تھے کہ ان کا وہاں سے چلے جانے کا بظاہر کوئی امکان محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنی قوت و طاقت کے بل بوتے گویا زمین کے اندر قدم جمائے ہوئے تھے اور وہ آندھی کا پر زور مقابلہ کر رہے تھے لیکن جب آندھی نے انہیں تباہ کیا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا وہ کھجور کے تنے اکھیڑ کر اندھے گرا دیئے گئے ہیں۔

فائدہ حضرت ابو اللیث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منہ کے بل گرا کر تباہ و برباد کیا گویا وہ کھجور کے تنے ہیں انہیں کھجور کے اکھیڑے ہوئے تنے سے تشبیہ دی گئی ہے ان کے قد کی طوالت کی وجہ سے۔

فائدہ حضرت مقاتل نے فرمایا ان ہر ایک کا قد بارہ گز تھا۔

فائدہ روایت الکلبی میں فرمایا کہ ہر ایک کا قد ستر ستر گز تھا جب انہیں ان کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آندھی کا کہا تو ان سے استہزاً کہا وہ ہمارا کیا بگاڑے گی اس کے باوجود پھر بھی احتیاطاً فضا میں نکل گئے اور اس میں گڑھے کھود کر گھٹنوں تک زمین کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر نبی علیہ السلام کو کہا اب آندھی سے کہو کہ وہ ہمیں اٹھالے جائے۔ جب آندھی آئی تو وہ زمین کے نیچے سے انہیں اٹھایا اور دو دو کو اکٹھے کر کے آسمانوں کی طرف لے جا کر ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے پھینکتی اسی سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے جب ایک جوڑا زمین سے آسمان کی طرف اٹھتا تو دوسرے اس تماشہ کو آنکھوں سے دیکھتے رہتے۔ یہاں تک کہ سب کو ایسے ہی کیا اور سب کو مٹی اور ریت میں ملا دیا اور جب وہ زمین میں آکر گرتے اور مٹی میں مٹی ہوتے تو ان کے رونے کی آواز دل میں سنائی دیتی۔

فائدہ نخل کے لفظ کی تذکیر کی وجہ سے اس کی صفت صیغہ مذکر لایا گیا ہے ایسے ہی کبھی اس کے لئے مونث کا صیغہ صفت بنایا اس کے معنی کی وجہ سے جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ اعجاز نخل خاویتہ (گویا وہ تنے ہیں۔ کھجور کے گرے ہوئے) اور فرمایا جائتھا ریح عاصف اور فرمایا وسلیمان الریح عاصفتہ یعنی ریح کو لفظ کے اعتبار سے مذکر ہے تو اس کی صفت صیغہ مذکر لائی گئی اور معناً جمع ہے تو اس کی صفت صیغہ مونث لائی گئی۔

فکیف کان عذابی ونذر تو کیسے ہے میرا عذاب اور میرے ڈر۔ عذاب ہولناکی کا اظہار ہے

marfat.ocm

ان کے بیان کے بعد ان کے معاملہ سے تعجب دلانے کیلئے فرمایا اسی لئے اس میں تکرار نہیں (الارشاد)

زبان القرآن میں فرمایا کہ عاد کے قصہ میں فکیف کان عذابی ونذر تکرار اس لئے ہے کہ پہلا دنیا میں دوسرا عقبیٰ میں ہوگا جیسا کہ اسی قصہ میں فرمایا کہ ولنذیقنهم عذاب الخزی فی الحیواة الدنیا ولعذاب الاخره اخزی ۔ اور ہم انہیں حیات دنیا میں رسوائی کا عذاب چکھائیں گے اور آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن ہے بعض نے کہا کہ پہلا فکیف کان الخ انہیں ہلاک وتباہ کرنے سے پہلے کہا گیا۔ دوسرا ان کے ہلاک وتباہ ہونے کے بعد دوسروں کو ڈرانے کے لئے کہا گیا ہے۔

ولقد یسرنا القران للذکر فهل من مدکر اور ہم نے قرآن کو آسان کیا ذکر کے لئے تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا اس کی تفسیر اور مطلب وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا۔

تفسیر صوفیانہ! آیت میں اہل نفوس امارہ کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ وہ جو شہوات جسمانیہ میں منہمک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو گئے اور اس کے لطف وکرم کے موائدو دستر خوان سے محفوظ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی خواہشات ظلمانیہ اور بدعات شیطانیہ کی آندھی بھی محجوب ہونے کے منحوس دن میں اور وہ ان پر مسلط کر دی اس سے وہ ذلت و رسوائی کی زمین پر گرے گویا وہ گرے ہوئے کھجور کے تنے ہیں جو زمین کے اندر سے زمین کے اوپر گرے پڑے ہیں ان اجسام کی طرح کہ جن کے سر نہ ہوں ہم اللہ تعالیٰ کی قہر کی تجلیات اور اس کے عذاب کے تسلط سے اس کے دن اور مہینے میں واقع ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔

سبق! عاقل پر لازم ہے کہ وہ اس نصیحت سے نصیحت اور اس آیت کبریٰ سے عبرت حاصل کرے۔

چو برگشتہ بختے در افتد بہ بند
از و نیک بختاں بگیرند پند
تو پیش از عقوبت در عفو کوب
کہ سودے ندارد فغاں زیر چوب

ترجمہ! کوئی بدبخت قید میں پھنسے تو اس سے نیک بخت لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

(2) سزا سے پہلے معافی کا دروازہ کھنکا ڈنڈا لگنے پر فریاد کام نہ دے گی۔

مسئلہ اگر عین سکرات کے وقت کوئی ایمان لائے یا اس وقت توبہ کرے تو نہ ایمان قبول ہوگا اور نہ توبہ قبول ہوگی۔

فرا شو چو بینی در [illegible] در توبہ گردد فراز

marfat.com

مرو زیر بار گناہ اے پسر کہ حمال عاجز بود در سفر

ترجمہ ! آگے بڑھ جب دیکھ رہا ہے کہ صلح کا دروازہ کھلا ہے کہ اچانک توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔

(2) اے مرد گناہوں کے بوجھ تلے نہ جا کہ بوجھ والا سفر میں تنگ کرتا ہے۔

جیسا کہ وارد ہے کہ خففف الحمل فان العقبۃ کھؤد بوجھ ہلکا کر کیونکہ آگے کی منزل پر کٹھن ہے۔

پئے نیک مرداں بباید شتافت

کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت

و لیکن تو دنبال دیو خسی

ندانم کہ در صالحاں کے رسی

ترجمہ ! نیک لوگوں کے پیچھے دوڑ کیونکہ جس نے سعادت طلب کی اس نے ضرور پایا۔

(2) لیکن تو تو نالائق شیطان کے پیچھے ہے پھر مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ نیک بختوں کے دروازے تک کب پہنچے گا

فائدہ ! عاد کا آندھی سے تباہ ہونے کا سبب ایک یہ بھی تھا کہ انہیں صرف اور صرف قوت پر ناز تھا لیکن معلوم نہ تھا کہ آندھی ان کی طاقت و قوت سے بڑھ کر قوت و طاقت رکھتی ہے اسی سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹی تا کہ آنیوالی نسلوں کو ان سے عبرت حاصل ہو تا کہ وہ اپنی قوت و طاقت پر ناز نہ کریں۔

تفسیر صوفیانہ ! ریح سے مراد خواہش نفسانی ہے ایسی آندھی (خواہش نفسانی سے چھٹکارا) یونہی ہے کہ خواہشات کو ترک کیا جائے اور راہ ہدایت حق پر چلا جائے ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل عظیم کا سوال کرتے ہیں۔

فائدہ ! تفسیر ابو اللیث میں ہے کہ وہ کشتی (نوح علیہ السلام) پہاڑ پر موجود رہی رسول اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے ابتدائی زمانہ میں پہاڑ پر موجود تھی بعض نے کہا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی کی ایک لکڑی بچ گئی وہ کعبہ معظمہ میں تاحال موجود ہے اور یہ ساگوان کی ہے جسے بویا گیا تو پھوٹ پڑی چالیس سال تک سبز رہی پھر کاٹی گئی یہاں تک کہ چالیس سال پڑی رہی بعض نے کہا تاحال کشتی کا ایک تختہ جودی پہاڑ پر موجود ہے۔

تردید از صاحب روح البیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ! یہ کہنا کہ وہ تاحال موجود ہے۔ اگر وہ عبرت کیلئے ہے

marfat.ocm

ہم مان لیتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ چونکہ فضیلت والی ہے اسی لئے تا حال باقی ہے یہ علت صحیح نہیں اس لئے کہ وہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے منبر مبارک سے بڑھ کر نہیں جو کہ مدینہ طیبہ میں تھا جسے آگ نے جلا دیا دیمک نے کھالیا (اگر فضیلت کی بناء پر کوئی شے باقی رہتی تو منبر بھی تا حال رہتا۔ **تبرک کا ثبوت** منبر رسول ﷺ کی لکڑی جو جلنے سے بچی یا دیمک کے کھانے سے بچ گئی۔

فاتخذت مشطا ونحوه مما یتبرک به (روح البیان ص ۲۷۳ ج۹)

تو ان کے کنگھے وغیرہ تیار کیے گئے جن سے تبرک حاصل کیا گیا۔

مقام ابراہیم ایسی بات ہوتی تو مقام ابراہیم کا اصلی اثر باقی رہتا حالانکہ وہ تو پتھر ہے جو نہ مٹنے کے باوجود ہاتھ لگنے کی کثرت سے اس کا اثر نہ رہا بلکہ صحیح تر یہ ہے کہ خود اصلی پتھر بھی باقی نہ رہا۔ اب جو مقام ابراہیم میں پتھر مشہور ہے وہ صرف وہی اصلی جگہ کا نام ہے اسے اچھی طرح سمجھ لے۔

فائدہ عین المعانی میں ہے ہم نے غرق عام کو چھوڑا اس معنی پر ضمیر کا مرجع غرق عام ہے اس تقریر پر یہ اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہے اور یہ قرآن مجید میں دوسرے مقام میں آیا ہے انها تذکرة نصیحت ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ ہم نے کشتی کو باقی چھوڑا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں کیونکہ اس سے پہلے لوگ کشتی کو نہ جانتے تھے اس کے بعد کشتیاں بنانے لگے اسی لئے یہ کشتیاں گویا لوگوں کے لئے عبرت ہیں نیز لوگوں نے ہی ایسا پانی دیکھا تھا اگر زمین پر ہوتا تو صرف بحر محیط تھا اس لئے کہ طوفان کا پانی زمین نے نگل لیا۔ لیکن جو آسمان سے پانی آیا تھا وہ بعد کو دریا بنا دیئے گئے۔ اور بحر محیط اس سے پہلے تھا بلکہ زمین کا اصل یہی بحر محیط ہے کہ اس کی جھاگ سے زمین تیار کی گئی اسی طرف اشارہ ہے۔ کان عرشه علی الماء تھا اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر۔ یعنی میٹھے پانی پر اور دریا سات ہیں ان میں ایک بحر محیط بھی ہے۔ بعض نے بحر محیط ان سات دریاؤں میں شمار نہیں کیا بلکہ فرمایا یہ ان ساتوں دریاؤں کے علاوہ ہے۔

نوح علیہ السلام نجار ترکمان تھے حضرت نوح علیہ السلام نے نجار (ترکمان کا کام کرنے والے) تھے جبریل علیہ السلام نے آپ کو سفینہ (کشتی) بنانا سکھایا تھا فھل من مدکر تو کیا ہے کوئی عبرت حاصل کرنے والا' اس

marfat.com

آیت حقیقہ کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے تو اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہو اور گناہ کرنا چھوڑ دے۔

حل لغات مذکر دراصل مذتکر تھا بروزن مفتعل الذکر سے۔ ذال میں مدغم ہوئی پھر ذال دال ہو کر دال مشددہ ہو گئی۔

فکیف کان عذابی ونذر تو کیسے ہے میرا عذاب اور ڈرانا۔ یہ استفہام تعظیم و تعجیب کا ہے یعنی وہ اسی ڈراؤنی کیفیت سے تھی جس کی وصف نہیں ہو سکتی۔

حل لغات النذر نذیر کی جمع ہے بمعنی انذار دراصل نذری تھا یاء متکلم محذوف ہوئی کسرہ پر اکتفا کرتے ہوئے۔

نکتہ عذاب واحد اور نذر جمع میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے اس لئے کہ انذار میں اشفاق بھی اور رحمت بھی تو فرمایا میری طرف ان کو انذارات آتے رہے جس میں نعمتیں بھی ہیں اور رحمت بھی جو مسلسل ان پر وارد ہوتی رہیں لیکن جب انہیں ان چیزوں نے نفع نہ دیا تو یکبارگی انہیں عذاب نے گھیر لیا اس معنیٰ پر نعمتیں بکثرت ہوئیں اور عذاب واحد ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ بخدا ہم نے قرآن کو آسان کیا یہ جملہ قسمیہ ہے جو ساروں قصوں کے اواخر میں واقع ہوا ہے اس میں تنبیہہ ہے کہ ہر قصہ اوکار (نصیحت حاصل کرنا) اور ازجار (جھڑکنا) کے لحاظ سے مستقل ہے یہ نہیں کہ صرف ایک ہی عبرت دلانے کے لئے ہے اور باقی ویسے ہی نہیں اب معنی یہ ہوا کہ بخدا ہم نے قرآن آسان کیا ہے تمہاری قوم کے لئے بایں طور کہ اسے ان کی زبان نازل کیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا کہ فانما یسرنا بلسانک (اسے ہم نے آسان کیا تمہاری بولی میں) اور اسے ہم نے مختلف مواعظ اور عبرتوں سے سنگار اور قسم و قسم کے وعدے اور وعیدیں بیان فرمائیں۔

فائدہ حضرت حسن حضور سرور عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر فرمان الٰہی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ نہ ہوتا تو کوئی انس و جن اسے پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ تو کیا ہے کوئی نصیحت کرنے والا۔ یہ انکار و نفی نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے ہے

marfat.ocm

یہ بلیغ اور موثر کد ترین وجہ ہے اس حیثیت سے کہ نصیحت کرنے والوں میں سے کسی کو طاقت نہیں کہ وہ جواب میں کہہ سکے نعم (ہاں)

حدیث شریف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے یہ آیت حضور سرور عالم ﷺ کے سامنے فَهَلْ مِنْ مُّذَّكِرٍ (ذال کے ساتھ) پڑھا تو آپ نے فرمایا فهل من مدكر (دال کے ساتھ)

فائدہ برہان القرآن میں ہے کہ ان چاروں قصوں (قصہ قوم نوح وعاد و ثمود (لوط) کو فَكَيْفَ كَانَ الخ پر اس لئے ختم کیا تاکہ معلوم ہو کہ ہر قصہ تخویف و تحذیر اور جو ان میں وعظ و نصیحت ہے اس سے حافظ قرآن اور تلاوت کنندہ وغیرہ وغیرہ ہر ایک نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔

تفسیر صوفیانہ ۱ آیات میں اشارہ ہے کہ نوح قلب نفس لمارہ کے ہاتھ میں صفات بشریہ کے غلبات سے مغلوب ہے یہاں تک کہ اپنے رب تعالیٰ کو پکارا تو اس نے دعا قبول کرلی تو اس کی صفات روحانیہ نفس کی صفات حیوانیہ پر ظلمانیہ پر غالب ہو گئیں بایں طور کہ ارواح علویہ کے آسمان سے رأفت و رحمت و کرامت کا پانی برسایا اور ارض بشریہ سے عیون المعارف والحقائق جاری کیئے تو قلب کی قوم جسے نفس اور اس کے صفات سے تعبیر کیا جاتا ہے تباہ و برباد ہو گئی اور قلب کو سفینہ صفات روحانیہ کے ذریعہ نجات بخشی۔

تفسیر صوفیانہ ۲ اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر کشف و عیان کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی روح کو فناء کی طرف جھانکنے کا موقعہ بخشتا ہے۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ عصمت کی کشتی میں داخل کر کے اسے شمال کی طرف جاری کر دیتا ہے۔

فائدہ یاد رہے کہ انبیاء و اولیاء وعلی نبینا و علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی عنایت کی کشتیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندے ان کا دامن پکڑ کر ضلالت کے دریاؤں اور شقاوت کی ظلمات میں ڈوب کر مرنے سے نجات پاتے ہیں کیونکہ یہ حضرات اس کی حسن عنایت سے اور خصوصی نگرانی سے محفوظ ہیں پھر جو بھی ان کے طریقوں پر چلتا ہے وہ بھی نیران و طغیان سے نجات پاکر جوار رحمت میں داخل ہو جاتا ہے۔

marfat.com

مثنوی شریف میں ہے۔

ایں چنیں فرمود آں شاہ رسل	کہ منم کشتی دریں دریائے کل
یا کسی کو در بصیرت ہائے من	شد خلیفہ راستی بر جائے من
کشتی نوحیم در دریائے کہ تا	رو نگردانی بر جائے من

ترجمہ ا۔ شاہ رسولاں ﷺ نے ایسے ہی فرمایا ہے کہ اس دریائے کل میں کشتی ہوں۔

۲۔ جو میری بصیرتوں سے واقف ہے وہی میری جگہ پر میرا نائب ہے۔

۳۔ میں کشتی نوح ہوں میری جگہ سے منہ نہ پھیرو۔

ہم اللہ تعالیٰ سبحانہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں سفینہ شریعت میں محفوظ رکھے اور ہر عقل و خیال سے ہمیں کھوٹ اور گمراہی سے بچائے (آمین)

تفسیر عالمانہ کذبت ثمود بالنذر (ثمود نے نذر کی تکذیب کی) نذر سے انذارات اور وہ مواعظ مراد ہیں جو انہوں نے صالح علیہ السلام یا دوسرے رسل علیہما السلام سے سنے اس لئے کہ ایک کی تکذیب گویا کل کی تکذیب کی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام شرائع (عقائد و اصول) میں سب ایک ہیں۔

فقالوا ابشرًا منا تو کہا گیا بشر کی جو ہمارے سے ہیں جو کہ وہ ہماری جنس سے ہیں بشرا کا منصوب ہونا فعل مقدر سے ہے جس کی اس کا ایک مابعد تفسیر کرتا ہے اس معنی پر انہام کا حرف فعل پر داخل ہے اگرچہ محذوف ہے جیسے استفہام کا قانون ہے کہ وہ فعل پر داخل ہوتا ہے۔

واحدا (ایک کی) یعنی وہ اکیلا ہے اس کا کوئی تابعدار نہیں وہ عوام میں سے ہے اسے کسی قسم کا ہم پر شرف نہیں (تو پھر ہم کیوں اس کی تابعداری کریں۔

سوال واحدا بشرا کی صفت کو منا سے مؤخر کیوں کیا گیا۔

جواب تاکہ تنبیہہ ہو جنسیت اور وحدت اتباع سے روکتی ہے اگر اسے مقدم کیا جاتا تو یہ نکتہ معلوم نہ ہوتا۔ تبعہ ہم اس کے حکم کی اتباع کریں۔

marfat.ocm

انا اذا (بیشک ہم اس وقت ہوں گے) یعنی بالفرض والتقدیر ہم ان کی اتباع کریں حالانکہ وہ ایک ہے اور ہم بہت بڑی جماعت ہیں اور پھر وہ بادشاہ بھی نہیں جیسے کافروں کا اعتقاد تھا کہ وہ رسول ہو جو دنیاؤ دولت اور جاگیری کا مالک ہو یعنی وہ بشریت و رسالت کا اجتماع ممتنع سمجھتے تھے [1]

لفی ضلال و سعر البتہ گمراہی اور جنون میں۔ یعنی راہ حق سے ہٹے ہوئے اور پاگل کیونکہ یہ تقاضائے عقل سے بعید ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ کافروں نے ان کو یہ جواب اس لئے دیا کہ نبی علیہ السلام نے انہیں کہا تھا کہ تم میری اتباع نہیں کرتے فلہذا تم رہ صواب سے ہٹے ہوئے ہو۔

فائدہ سعر سعیر کی جمع ہے بمعنی آگ۔ چونکہ وہ سرکش تھے اسی لئے وہ ان سے نرم بات کرنے کے بجائے سخت جواب دیا اور کہا کہ اگر ہم تمہاری اتباع کریں تو ہم ایسے ہوں گے چنانچہ اس سے بڑھ کر کہا۔

القی الذکر کیا القاء کیا گیا ہے ذکر یعنی کتاب و وحی۔

علیہ من بیننا اس پر ہمارے درمیان حالانکہ ہمارے دور میں اور لوگ ایسے ہیں جو اس سے اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ استفہام انکاری ہے من بیننا علیہ کی ضمیر سے حال ہے یعنی صرف یہی آل ثمود میں رسالت کا مخصوص کیوں حالانکہ اس سے بڑھ کر مال و احوال میں اور بھی بہت ہیں۔

بل ھو کذاب اشر بلکہ وہ تو جھوٹا اور خود پسند ہے اسی لئے یہ نہیں جیسے یہ کہتے ہیں کہ میں رسول ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ ایسے ایسے ہیں (معاذ اللہ) اسے خود پسندی نے ہمارے سے اونچے ہونے پر ابھارا ہے جو کہ ایسے دعوی کرتا ہے۔

حل لغات اشر اسم فاعل ہے فرح کی طرح بمعنی خود پسند۔ جنگ جو سبکسار (ہلکی طبیعت والا معمولی ذہن

---

[1] اب یہ الزام دیوبندی وہابی اہلسنت پر لگاتے ہیں حالانکہ اہلسنّت کا عقیدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بشر ہوتے ہیں ہاں عام بشر اور ان میں یہ فرق ہے کہ ان کی حقیقت نور ہے اور بشریت کو بھی انہوں نے عبودیت کا ایسا کیمیا لگایا کہ وہ ان کی بشریت بھی نور ہو گی اور نورانیت و بشرانیت میں منافات بھی نہیں مثلاً ملائکہ نور ہیں لیکن وہ بشری

marfat.ocm

کامالک) ازباب علم دراصل اشر بمعنی تجبریعنی جابر ہونا ونشلا اس گھوڑے کو جو سرکش اور تند خو ہو کو فرس اشر کہتے ہیں۔

سیعلمون غداًمن (کل معلوم کریں گے کہ وہ کون ہے) یہ استفہام ہے۔

الکذاب الاشرا جو کذاب اور خود پسند ہے۔ یہ حکایت ہے اس کی جو صالح علیہ السلام نے فرمایا ان کو وعدہ وعید کے طور۔

فائدہ سین مضمون جملہ کو قریب کرنے اور تاکید کے لئے ہے الغدوہ دن جو آج کے دن کے متصل ہے اس سے نزول عذاب کا وقت مراد ہے جو زمانہ مستقبل ہو گا اس سے کوئی خاص معین یوم مراد نہیں اور نہ ہی یوم قیامت مراد ہے کیونکہ انامرسلوالناقتہ الخ جملہ مستانفہ ہے جو کہ حتمی مبادی الموعود کے بیان کے لئے ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ عنقریب انہیں معلوم ہو گا کہ کذاب خود پسند کون ہے کہ اس کے اونچا ہونے کی اور جابر بننے کی کوشش ہے صالح علیہ السلام یا وہ قوم جس نے ان کی تکذیب کی۔ اس میں صالح علیہ السلام کی بزرگی کا بیان ہے کہ خود اللہ تعالی نے ان کے وصف کی نفی کی۔ جس سے کفار نے آپ پر الزام لگایا یعنی کذاب واشر کہا۔ اب معنی یہ ہوا کہ اے صالح علیہ السلام آپ نہ کذاب ہیں نہ خود پسند بلکہ وہی ہیں۔

انامرسلوالناقتہ ہم اونٹنی چھوڑنے والے ہیں یعنی اس پہاڑ سے نکالنے والے ہیں جو زمین پر پھیلا ہوا ہے یا وہ پہاڑ ہے جو ایک ہی پتھر سے پیدا کیا گیا ہے یا وہ اونچا پہاڑ مراد ہے جو تنہا دور کھڑا ہو۔ وہ دوسرے پہاڑوں میں ملا ہوا نہ ہو جو منجملہ ان سے شمار نہ ہو (القاموس)

فائدہ مروی ہے کہ کافروں نے از راہ سرکشی صالح علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس پہاڑ جو تنہا کھڑا ہے کے ایک کنارے کے پتھر سے (اسے الکاشبہ کہا جاتا ہے) ایک سرخ رنگ کی بڑے پیٹ والی حسین بالوں والی دس ماہ کی گابھن نکال دیں۔ اللہ تعالی نے صالح علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اونٹنی ہم نکال دیں گے جیسے تم نے چاہا۔

فتنتہ لھم تمہارے لئے وہ امتحان و آزمائش ہوگی کیونکہ معجزہ ایک آزمائش اور امتحان ہوتا ہے۔ اسی سے امتیاز ہوتا ہے کہ عذاب الہی سے کون بچ گیا۔

فارتقبھم تو ان کا انتظار کیجئے اور دیکھئے وہ کیا کرتے ہیں۔

marfat.ocm

واصطبر اور صبر کیجئے ان کی اذیتوں پر بہت بڑا صبر۔

ونبھم اور انہیں خبر دیجئے۔

ان الماء قسمتہ بینھم بیشک پانی تقسیم شدہ ہے ان کے درمیان ایک دن اونٹنی کے لئے ایک دن کے لئے اس معنی پر پانی تقسیم شدہ ہو گا۔

فائدہ قسمتہ مصدر بمعنی مفعول ہے جیسے ضرب الامیر میں مصدر بمعنی مفعول ہے ھم ضمیر مذکر۔ تغلیبا عقلاً کی وجہ سے ہے۔

کل شرب ہر حصہ پانی کا یا نفع اٹھانے کی باری۔

محتضر حاضر کی ہوئی ہے یعنی اس کو اس کا صاحب حاضر ہو گا اس کا معنی یہ نہیں کہ پانی کے دو حصے کئے جائیں گے ایک حصہ قوم کا اور ایک حصہ اونٹنی کا بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ کیا جائے پانی کے گھاٹ کو بطریق باری باری کے جو اپنی باری کے دن میں قوم آئے تو دوسرے دن اونٹنی اپنی باری میں۔

سوال کامل دن اونٹنی کے لئے کیوں؟

جواب چونکہ اونٹنی عظیم الجثہ تھی جسے دیکھ کر ان کے جانور بھاگ جاتے یا پانی تھوڑا تھا جسے ایک ایک ہی باری والے کو کام آسکتا تھا۔

فنادوا تو قوم ثمود نے پکارا صاحبکم اپنے ساتھی کو یعنی قدر بن سالف کو (بضم القاف والدال المہملہ) یہی ثمود کی قوم میں منحوس تر تھا اسی لئے عرب جزار کو قدار کہا کرتے اسی قدار کے ساتھ تشبیہ دے کر۔ کیونکہ اسی بدبخت نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں جیسے آئے گا (انشاء اللہ) چھوٹے قد کا تھا اور بہت بڑا شریر تھا۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ اشقر احمر (سرخ رنگ) تھا اس کا لقب احیمر ثمود تھا احمر کی تصغیر تحقیر کے طور ایسے ہی مشہور تھا۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ اسے احمر ثمود بھی کہا جاتا ہے بعض نے کہا کہ عاد کی قوم میں یہی منحوس تر تھا یعنی عاد آخرہ کا منحوس سمجھتے رہیں گے اس سے سجلوندی کے سوال کا جواب بھی ہے جو عین المعانی میں مذکور ہے اسے زہیر

marfat.ocm

نے اپنے شعر میں ذکر کیا ہے۔

فتنتج لکم غلمان اشأم کلھم کاحمر عاد ثم ترضع فتطم

ترجمہ تمہارے تمام بچے منحوس پیدا ہوئے احمر عاد کی طرح پھر دودھ پئیں گے اور دودھ چھڑائے جائیں گے۔

فائدہ بعض نے کہا یہ غلط ہے اس لئے کہ اس سے مراد وہی احمر ثمود ہے۔

فتعاطی فعقر تو وہ شروع ہوا اور کوچیں کاٹیں۔

حل لغات التعاطی بمعنی اجتراء (جرات کرنا) اس لئے تعاطی کا اصل ہے کسی شے کو بتکلف حاصل کیا جائے۔ اور وہ شے کہ جس میں بتکلف کیا جائے تو ضروری ہے کہ وہ شے ایسی ہو جو ہولناک ہے اسے کوئی ہاتھ نہ لگا سکے جب تک اس میں جرات نہ ہو اسی مجازی معانی کے لحاظ سے تعاطی کے بعد فاء تعقیب کی لائی گئی ورنہ عقر نفس مباشرۃ قتل اور اس کے درپے ہونے پر متفرع نہیں ہو سکتا۔ (العقر بمعنی پیچھا کرنا) بل لغت کہتے ہیں۔ عقرالبعیر والفرس فانعقر یعنی اونٹ اور گھوڑا کی کونچیں کاٹیں تو وہ کٹ گئیں۔ ازباب ضرب۔ اب معنی یہ ہوا کہ قدار نے جرات کی بہت جرات ایک بہت بڑے امر پر جس میں ذرہ بھر بھی کمی کوتاہی نہ کی تو اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کی محرک دو عورتیں تھیں۔

۱۔ عنیزہ ام غنم ۲۔ صدوق بنت المختار۔

اور دوسری تفاسیر میں صدوق کے بجائے صدقہ لکھا ہے۔

اونٹنی کے قتل کا قصہ قوم صالح کے جانوروں کو اونٹنی نے ضرر پہنچائے تو صدوق (عورت) نے اپنے چچازاد مصدع بن دہر کو اپنی ملاقات کا وعدہ کیا اور عنیزہ اپنی لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ نکاح کا قدار کو کہا ہر دونوں ناقہ کے راستہ پر ایک پوشیدہ مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب اونٹنی پانی پی کر واپس لوٹی تو مصدع نے اسے تیر کا نشانہ بنایا یہاں تک کہ اونٹنی کے پاؤں میں تیر خوب چبھ گیا۔ قدار اپنی چھپی ہوئے جگہ سے اٹھ کر باہر آیا اور تلوار سے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔

فنادوا تو لوگوں نے قدار کو پکار کر کہا کہ اب اونٹنی تیری گزرگاہ کے قریب آگئی یا یہ کہ جب قدار نے اس

marfat.com

کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس پر ہیبت چھا گئی اس پر انہوں نے اسے پکار کر ہمت بندھوائی یا یہ کہ مصدع نے تیر مار کر پکارا کہ پکڑو ناقہ کو اور اسے قتل کرو چنانچہ قدار نے اس پر حملہ کیا تو اونٹنی گر پڑی پھر اسے سب نے مل کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر اس کا گوشت آپس میں تقسیم کیا۔

اونٹنی کا بچہ جب اونٹنی کا بچہ آیا تو اس نے تین آوازیں کیں پھر آسمان پر اڑ گیا بعض نے کہا کہ وہ بھی قتل کر دیا گیا پھر تین روز کے بعد ان پر عذاب نازل ہوا۔ فکیف کان عذابی ونذر تو پھر کیسے ہے میرا عذاب ونذر اس سے حضرت جبریل علیہ السلام کی چیخ مراد ہے اور یہی ان کے گندے کرتوت کی کامل سزا تھی کیونکہ بچے کی چیخ کا سبب ان کے کرتوت ہے کہ نہ وہ اونٹنی کو قتل کرتے اور نہ وہ اس عذاب کے مستحق بنتے۔

حدیث شریف جو بھی ماں بیٹے کے درمیان جدائی ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈالے گا۔ (المقاصد الحسنہ للسخاوی رحمتہ اللہ علیہ)

فکانوا تو ہو پڑے اس چیخ سے حالانکہ اس سے پہلے بہت بڑی رونق اور عیش و عشرت میں تھے۔ کھشیم المحتظر گھیرا بنانے والی گھاس سوکھی روندی ہوئی کی طرح۔

حل لغات الھشم نرم شے کو توڑنا جیسے انگوری وغیرہ۔ الھیشم بمعنی المھشوم یعنی المکسور (توڑی ہوئی) وہی درخت وغیرہ کی قسم سے توڑی ہوئی (روندی ہوئی شے) الحظر بمعنی جمع الشی فی الحظر کسی شے کو اکٹھا کرنا) خطرہ میں المحظور بمعنی الممنوع المتحظر بکسر الظاء۔ وہ شے جو خطرہ میں کام کرے اور شے کو درست کرے۔ الجوہری نے فرمایا کہ الحظیرہ۔ جھونپڑہ جو درخت وغیرہ سے سردی اور گرمی سے بچانے کے لئے اونٹ کے لئے تیار کیا جائے۔ اب معنی یہ ہوا کہ مثل درخت سوکھے کے جسے جھونپڑے بنانے والے کے لئے بنایا یا گھاس سوکھی جسے صاحب حظیرہ نے اپنے جانوروں کے لئے جمع کیا۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر اور بیشک ہم نے قرآن آسان کیا ذکر کے لئے کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔

تفسیر صوفیانہ آیات میں اشارہ کہ ثمود امارہ بالسوء اور اس کے اسی معاملہ کی طرف جو اس نے نذیر یعنی قلب کے ساتھ کیا کیونکہ قلب تو اسے دعوت دیتا ہے کہ صفات بشریہ سے فارغ ہو کر صفات روحانیہ سے موصوف ہو

marfat.com

جالیکن نفس بلاتا ہے کہ اس کے صفات میں ڈھل جا اس کی وجہ یہ ہے کہ روح و نفس بہن بھائی ہیں بلکہ نفس قلب کی بہن ہے۔ اور قلب (دل) انسان کے پیٹ کی بائیں جانب ہے اسی طرح نفس قلب دعوت دیتا ہے کہ اس کے رتبہ کو اپنے سے مقدم رکھے اور جسم میں اسے تصرف کی اجازت دے ایسے ہی ان قوی بشریہ و طبیعہ ہر چیز پر قلب حاوی ہے اور نفس چاہتا ہے کہ قلب کا مرتبہ مؤخر رہے وجہ یہ ہے کہ کہ قلب روح و نفس کے ازدواج (اکٹھے ہونے) سے پیدا ہوا اور قاعدہ ہے کہ نفس کو قلب کے رتبہ سے تقدم پر قلب کی اتباع سے اسے نفرت ہوگی اور نہ ہی وہ اس کے اوامر کی پرواہ کرے گا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ حسب کا شرف نسب کے شرف پر مقدم ہے اسی لئے حکماء نے فرمایا کہ تونگری ہنر سے ہے نہ کہ مال سے اور بزرگی عقل سے ہے نہ کہ سال سے۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا۔

وماینفع الاصل من هاشم　　　اذا کانت النفس من باهله

ترجمہ　ہاشم (قریشی) کو اصل (نسب) سے کوئی فائدہ نہیں جب اس کا نفس باہلہ قبیلہ کی خواہشات کا خوگر ہو۔

فائدہ　باہلہ عرب کا خساست و دناءۃ (ردی ہونا) میں ایک مشہور قبیلہ۔

بہر حال نفس نے نذیر (قلب) کے ساتھ خطاء کی اور نفس ہے بھی خطاء کا پتلا۔ اس نے قلب کے ساتھ اونٹنی نکال کر آزمائش کی اس کی وجہ یہ ہے کہ قلب و نفس کی حقیقت دراصل ایک شے ہے متعدد شے نہیں صرف صفات مختلفہ کے ورود سے مختلف نام پائے جب کسی کی حقیقت حق کی طرف کامل طور پر متوجہ ہوتی ہے تو اسے مطمئنہ سے موسوم کیا جاتا ہے اگر وہ طبیعت بشریہ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہوتی ہے تو اسے امارہ کہا جاتا ہے اگر وہ کبھی حق کی طرف اور کبھی طبیعت بشریہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اسے لوامہ سے موسوم کیا جاتا ہے اس معنی پر ثمود (نفس) نے از جہت مکر و استکبار صالح رسول قلب سے مطالبہ کیا کہ وہ حضرۃ الروح سے سوال کرے کہ وہ نفس امارہ کے بلند و بالا پہاڑ سے ناقۂ نفس مطمئنہ نکالے بایں طور کہ اس کے اماریت کی صفت سے نکال کر اسے صفت اطمینان میں لے جائے تو صالح رسول قلب نے حضرت روح سے اپنا مقصد طلب کیا تو اس نے اپنی قدرت و حکمت کے اظہار کے لئے اسے پورا کیا یہاں تک کہ انوار روح غالب اور ظلمات نفس بجھ گئے جیسے سورج کے طلوع سے رات کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور نفس مطمئنہ کا گھاٹ مخصوص تھا یعنی معارف و حقائق ایسے ہی نفس کا بھی یعنی مشارب جسمانیہ تو خواہشات نے اپنے اعوان اور نفس امارہ چونکہ مقام اطمینا میں کامل قدرت نہ رکھتا تھا کہ وہ تنہا اس پر قابو پا جائے

marfat.ocm

کیونکہ اس میں بقیہ تلوین موجود تھا اگر مقابلہ کرتا تو حضرۃ القہر و خذلان میں مٹ جاتا بلکہ نار قطیعت و ہجران سے جل کر راکھ ہو جاتا جیسے کہ فرمایا فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ۔

تو جو قلل ذکر و قران سے ہوتا ہے یعنی اسے شہود جمعی نصیب ہوتا ہے تو وہ اس فراق و ہجران سے عبرت حاصل کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ نہایۃ الاطمینان علی الاطلاق تک پہنچ جائے اگرچہ نفس لماویتہ سے مطمینہ کی طرف تبدیل بھی ہو جائے تب بھی اس کے مکر و فریب سے ڈرنا چاہیے اور اسے مطمئنہ سے امارتیہ کی طرف بدل جانے میں وہ دیر نہیں کرتا اگر خود کو اس کی طبع کے سپرد کر دیا جائے تو وہ اپنی بری عادت کی طرف لوٹنے میں دیر نہیں لگاتا جیسے بلعام اور برمیصا کا حال سب کو معلوم ہے اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے دعا میں عرض کیا مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر ایک لحہ بلکہ اس سے بھی کم وقت میں۔

فائدہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا کہ نفس کو حق کی ہرگز الفت نہیں کیا نہیں دیکھتے ہو کہ ذمی اگرچہ خراج قبول بھی کر لے تو اسے کبھی مسلم کے ساتھ اسلامی الفت اصلاح الفت نہ ہو گی ایسے ہی کوے کے بچے کو بچپن سے ہی پالو تب بھی اس کی عادت سے توحش نہ جائے گا بہر حال نفس اصلاح اور نیکی اور لطف و کرم کے لائق نہیں اور اسے تو ہر تنگی اور مجاہدات و ریاضت میں دبائے رکھنا ضروری ہے یہاں تک کہ موت آئے یعنی روح جسم سے نکلے اسی لئے مثنوی شریف۔

اندریں رہ می خراش و می تراش تادم آخر دمی فارغ مباش

ترجمہ اس راہ پر خراش و تراش میں لگا رہے آخر سانس تک نکما نہ بیٹھ۔

فائدہ اس سے ہی معلوم ہوا جو صوفیائے کرام نے فرمایا کہ ورد الاستغفار لا یسقط بحال استغفار کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فسبح بحمد ربک واستغفرہ تو اپنے رب کی تسبیح و حمد کے ساتھ کر اور استغفار کر۔ اگرچہ فتح مطلق ظاہر ہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں علماء باعمل و ادیب باداب بنائے ۔طفیل اپنے نبی علیہ السلام پر خصوصی اسرار و رموز کے۔

تفسیر عالمانہ كذبت قوم لوط بالنذر لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کی تکذیب کی۔ نذر سے انذارات یا

marfat.com

منذرین (ڈرانے والے) مراد ہیں۔ جیسے گزرا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْہِمْ حَاصِبًا بیشک ہم نے ان پر پتھراؤ کیا یعنی ہوا جس میں پتھر تھا یعنی ان پر ہوا پتھراؤ کرتی تھی وہ پتھر مٹھی بھر سے کم تھے۔

حل لغات الحصب بمعنی چھوٹی کنکریاں مارنا اسی لئے المحصب بمعنی پتھروں کے مارنے کی جگہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول حصبوالمسجد (مسجد میں کنکری پھینکی) اسی سے ہے الحاصب اسم فاعل بمعنی رامی الحصباء (پتھراؤ کرنے والا) اس کی تذکیر اس لئے ہے کہ پھینکو کا اسناو مذکر کی صرف الریح مونث سماعی ہے اسے عذاب کی تاویل سے صیغہ مذکر لایا گیا۔

پتھراؤ کیوں فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ شاید انہیں پتھراؤ کے عذاب میں اس لئے مبتلا کیا کہ انہیں لواطت سے روکا گیا تو نہ رکے بلکہ انہوں نے اپنے نطفے غیر محل الحرث میں پھینکے تو اللہ تعالیٰ نے پتھروں کے عذاب میں مبتلا کیا اسی لئے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوطی کو سنگسار کیا جائے اگرچہ وہ غیر محصن ہو۔ علاوہ ازیں وہ مجلسیں بنا کر بیٹھتے اور ان کے ہر ایک کے پاس پیالہ کنکریوں سے پر ہوتا تھا جب ان کے قریب مسافر گزرتا تو اسے کنکری مارتا جسے کنکری لگ جاتی اسے وہ اپنے لائق سمجھتا۔

ہوا کا عذاب کیوں؟ انہیں آندھی کے عذاب میں اس لئے مبتلا کیا گیا کہ وہ اپنی مجلسوں میں کھلم کھلا زیادتی کرتے اس سے ذرہ برابر بھی حیا نہ کرتے۔

لواطت کی سزا انہیں اس لئے الٹا کیا گیا کہ وہ لواطت کے وقت بے ریش لڑکوں کو الٹا سلاتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اعمال کے مطابق سزا دی اور چونکہ انہوں نے حقیقۃ کو الٹا دیا اور برعکس کیا بایں طور کہ محل الحرث کو چھوڑ کر دبر میں پانی گرایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں الٹا دیا۔

الا آل لوط مگر لوط علیہ السلام کے گھر والے جو عذاب سے بچ گئے تھے وہ صرف تیرہ تھے بعض نے کہا وہ حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دو صاحبزادیاں تھے کشف الاسرار میں ہے کہ اپ کی صاحبزادیاں اور آپ کی وہ ازواج مطہرات جو اپ پر ایمان لائیں۔ نجیناھم ہم نے انہیں نجات دی۔ بسحر سحر میں کسی اسحار کے ایک سحر ہیں۔

marfat.ocm

حل لغات سحر رات کے آخری لمحات یعنی رات کا آخری چھٹا حصہ۔ المفردات میں ہے۔ السحر بمعنی آخر اللیل سیاہ کے وہ لمحات جو دن کی صفائی میں ملے ہوں۔ اب اس کے لئے بمنزلہ اسم کے ہو گیا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ حال ہو بمعنی المتلبس بسحر

حضرت لوط علیہ السلام کا شہر سے باہر تشریف لے جانا مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے حصے میں اپنے گھر سے باہر تشریف لے جائیں آپ باہر تشریف لے گئے تو سحر کے وقت آپ کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ اس معنی پر یہ استثناء منقطع ہو گا کیونکہ وہ علیہم کی ضمیر سے استثناء ہے اور ضمیر کا مرجع مکذبین ہیں جو قوم لوط سے تھے اس تقریر پر لوط علیہ السلام کے گھر والے اس میں داخل نہیں کیونکہ آل لوط سے وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کے دین میں آپ کے تابع ہوئے۔

نعمة من عندنا نعمت (انعام ہے ہماری طرف سے) نجینا کی علت ہے یہ بھی ہے کہ نجینا کا (مصدر) مفعول مطلق ہو معنی کے لحاظ سے کیونکہ ان کا نجات پانا بھی ایک قسم کا انعام تھا۔

کذلک مثل اسی عجیب جزاء کے۔ یجزی من شکر جو شکر گزار ہم جزا دیتے ہیں یعنی ہمارا انعام ایمان وطاعت کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی ہم اہل ایمان کو یونہی نجات دیتے ہیں۔

ولقد انذرھم اور لوط علیہ السلام نے انہیں ڈرایا بطشتنا ہماری سخت گرفت سے عذاب کے ساتھ فتماروا تو انہوں نے شک کر کے تکذیب کی۔ بالنذر سنانے والوں کی۔ درانحالیکہ انہوں نے شک کیا تو تکذیب کی۔ تماری تکذیب کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے اسی کی طرح متعدی ہے۔

حل لغات تماروا کا مادہ المریہ ہے یہ دراصل تماریوا تھا بروزن تفاعلوا بقاعدہ صرفیہ تماروا ہوا۔ ولقد راودوہ عن ضیفہ اور بیشک (انہوں نے اسے مہمان ورغلایا)

حل لغات المراودة بمعنی کسی کو اپنے ارادہ کی طرف کھینچنا اور وہ کھچا کھچا تمہارے ارادہ میں آ جائے اپنے ارادہ کو ترک کر کے۔ اس کی تحقیق سورۃ یوسف میں گزری ہے۔

الضیف (مہمان) اب معنی یہ ہوا کہ بیشک انہوں نے لوط علیہ السلام سے چاہا کہ وہ انہیں اپنے مہمانوں پر

marfat.ocm

قدرت دے دیں اور وہ مہمان ملائکہ تھے جو نوجوان لڑکوں کی شکلوں میں تشریف لائے ان میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی تھے ان سے ان کا ارادہ برائی تھا۔ اس گمان پر کہ یہ بشر ہیں۔ فطمسنا اعینھم تو ہم نے ان کی آنکھیں مٹادیں۔

حل لغات الطمس بمعنی المحو (مٹانا) شے کو جڑ سے اکھاڑ کر اس کا نشان تک ختم کر دینا یعنی ان کی ہم نے آنکھیں جسم کے چمڑے کے برابر کردیں دوسرے چہرے کی طرح کہ چشم خانہ کا نشان تک نہ رہا۔

فائدہ مروی ہے کہ جب لوط علیہ السلام کے گھر میں اچانک داخل ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے ان پر مارا تو اندھے ہو کر گھر میں حیران پھر رہے تھے انہیں دروازہ کی راہ ملتی تھی یہاں تک کہ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں خود دروازے سے باہر نکالا۔

حل لغات الصعق وہ مار جس میں آواز نہ ہو۔ فذوقوا تو چکھو یعنی ہم نے فرشتوں کی زبان سے کہا چکھو۔ عذابی ونذر میرا عذاب اور ڈر۔ اس سے الطمس مراد ہے کیونکہ یہ بھی منجملہ ان کے لئے ہے جن سے وہ ڈرائے گئے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ طمس مسخ الابصار کے نتائج سے ہے اس لئے قرآن مجید میں ہے ونحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ اور ہم اسے قیامت میں اندھا کر کے اٹھائیں گے اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کیا اور اس کی طرف ذرہ بھر بھی توجہ نہ کی۔ ولقد صبحھم بکرۃ اور ان کے ہاں صبح کی۔

حل لغات الصبیح بمعنی صبح کے وقت کسی کے پاس انا یعنی وہ ان کے پاس صبح کے وقت لیا۔ عذاب (عذاب) اور پتھراؤ۔ مستقر۔ استقرار والا یعنی ان پر مستقر اور ایسا ثابت و لازم ہوا کہ کسی وقت بھی ان سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ انہیں کھینچ کر جہنم میں لے گیا۔ یعنی دائمی عذاب جو عذاب آخرت تک متصل رہا۔

فائدہ استقرار کی صفت میں اشارہ ہے کہ ماقبل کا عذاب طمس وغیرہ اس عذاب تک متصل رہا۔ خلاصہ یہ کہ وہ عذاب کہ جس نے ان کی بستیاں الٹ دیں اور انہیں اونچا کیا اور ان پر پتھراؤ ہوا غیر ہے اس عذاب کا جو ان کی آنکھوں کو مٹایا گیا کیونکہ یہ تو دنیوی عذاب تھا یہ عذاب آخرت تک متصل نہ تھا ہاں پتھراؤں اور خسف عذاب کے

marfat.ocm

آخرت سے متصل تھا۔ جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا جو مرا اس کے لئے قیامت قائم ہو گئی یعنی موت کا زمانہ قیامت کے زمانے کو متصل ہے جیسے دنیا کے بعض زمانے دوسرے زمانوں کو متصل ہوتے ہیں یعنی انہیں سخت عذاب میں مبتلا کرنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں کیا گیا۔

فذوقوا عذابی ونذر تو چکھو میرے عذاب اور نذر کو۔ یہ حکایت ہے اس کی کہ پھر انہیں کیا کہا گیا۔

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ اور البتہ ہم نے ذکر کے لئے قرآن آسان کیا تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ اس کا بیان پہلے گزرا۔ اس میں استیناف تنبیہ کے لئے اور آگاہ کرنے کے لئے تاکہ ان پر سہو غفلت نہ چھا جائے۔ یہی وجہ ہے فبای الاء ربکما تکذبان اور وویل یومئذ للمکذبین کے تکرار میں۔ ایسے ہی جمل واقعات و اخبار و قصص و مواعید و زواجر و قواطع کا تکرار ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ قاعدہ ہے تکرار سے معانی میں کانوں اور قلوب قرار پکڑتے ہیں اور سینہ میں مضمون خوب سماتا ہے جوں جوں مضمون کا تکرار ہو گا جونہی قلب میں مضبوط سے مضبوط تر قرار پکڑے گا اور سینے میں زیادہ سے زیادہ جاگزین ہو گا اور فہم میں سخت سے سخت تر راسخ ہو گا اور نسیان و سہو سے بہت زیادہ دور رہو گا۔

تفسیر صوفیانہ قصہ میں اشارہ ہے کہ لوط روح کا معاملہ اپنی قوم نفس امارہ کے ساتھ معاملہ عذاب کا اور لوط روح کو نجات دینے کا معاملہ بسبب

اس کی صفات روحانیہ کے ہے اور قوم (نفس) کو تباہ کرنا ان کی صفات بشریہ و طبیعہ کی وجہ سے ہے۔ جس پر شہوت بہیمیہ کا غلبہ ہو یعنی جماع کی شہوت غالب ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس صفت کو دبائے اور ذکر لا الہ الا اللہ کے پتھر سے اسے توڑے اور اس صفت کا اس کی ضد سے علاج کرے یعنی صفت پاکدامنی سے جو کہ ۔۔ بھی ایک ہیئت ہے قوت شہویہ کے لئے جو فجور کے درمیان واسطہ ہے جو اس قوت شہوانیہ پر غالب ہے اور یہ خمود کے لئے بھی واسطہ ہے اور خمودیہ تفریط والی قوت ہے قوت شہوانیہ سے کیونکہ عفیف (پاکدامن) وہ ہوتا ہے جو شرع و مروت کے موافق امور سرانجام دیتا ہے بخلاف اہل شہوت کے (کہ ۔۔ شرع و مروت سے کام سرانجام نہیں دیتا) اور شہوت ۔۔ حرکت ہے جو نفس کی طلب پر چاہنے والے کے عین ارادہ اور نفس کے حال کے عین موافق ہو افراط ہو یا تفریط اسی لئے شہوت کی اصلاح ضروری ہے جمیع قوی و صفات میں کیونکہ یہی شہوت تو ہے جو لوگوں کو فسق و فجور پر ابھارتی اور انہیں فتنوں میں ڈالتی اور ان کے درمیان شور و فساد برپا کرتی ہے۔ ؎ نمی تازد نفس سرکش چناں ⁂ کہ عقلش تواند گرفتن عناں

ترجمہ نفس سرکش تیز دوڑتا ہے اس کی باگ عقل ہی پکڑ سکتا ہے۔

maktabah.org

تفسیر عالمانہ ولقد جاء ال فرعون النذر اور بیشک فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے آئے۔

سوال فرعون والوں کا نام تو لیا لیکن اس کا ذکر کیوں نہیں؟

جواب چونکہ وہ سب کو معلوم اور معروف زمانہ ہے اسی لئے "نذر کے زیادہ لائق تھا اس لئے اس کے نام ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ بخدا فرعون والوں ڈرانے والے امور موسیٰ و ہارون علیہم السّلام کی طرف سے آئے گویا پوچھا گیا کہ پھر فرعون والوں نے کیا جواب دیا تو فرمایا گیا۔ کذبوا بایتنا کلها انہوں نے ہماری تمام آیات کی تکذیب کی۔ کذبوا بایتنا (انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی) آیات سے نو معجزے مراد ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ ید بیضاء ۲۔ عصائے موسیٰ علیہ السلام ۳۔ طوفان ۴۔ ٹڈی ۵۔ جوئیں ۶۔ مینڈک ۷۔ خون
۸۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لکنت کا کھل جانا ۹۔ دریا کا چر جانا۔

فاخذناهم تو ہم نے انہیں تکذیب کے وقت عذاب میں مبتلا کیا۔

اخذ عزیز گرفت کرنا بڑی قوت والے کی کہ جس پر کوئی غالب نہ ہو سکے مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز مقتدر ہے اسی لئے انہیں ان کی تکذیب پر گرفت کی جسے کوئی مانع نہ روک سکا اور عذاب سے انہیں بحر القلزم اور نیل میں غرق مراد ہے۔

نکتہ فرعون کو دریا میں ڈبونے کا عذاب اس لئے کہ اسے موسیٰ علیہ السلام پانی سے تابوت (صندوق) میں دستیاب ہوئے اس نے نہ پانی کا شکریہ ادا کیا اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام جیسی نعمت ملنے پر شکر کیا تو اس پر وہ نعمت پلٹا کھا کر عذاب بن گئی کہ اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے پانی میں غرق کیا حالانکہ پانی حیات کا (زندگی) کا سبب ہے جو دوسروں کے لئے حیات کا سبب بنتا ہے لیکن فرعون اور اس کی قوم کے لئے عذاب (موت) کا سبب بنا۔

نکتہ آل لوط کے لئے مس کو عذاب کہا اور طوفان وغیرہ کو آیات کہا فرعون کے لئے فرق ظاہر ہے کہ مس وغیرہ واقعی آل لوط کے لئے عذاب تھا لیکن آل فرعون کے لئے مذکورہ آیات بعض امور عذاب تھے اور بعض امور صرف معجزہ کے طور پر دکھائے گئے۔

اکفارکم اے عربو کیا تمہارے کفار۔ خیر اللہ تعالیٰ کے ہاں قوت و شدت اور گنتی کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ من اولئکم انہیں کفار سے جو ابھی کہے گئے یعنی قوم نوح و ہود و صالح و لوط و آل فرعون معنی یہ ہے کہ

marfat.com

ان پر عذاب نازل ہوا باوجودیکہ وہ تمہارے سے امور مذکورہ میں بہتر تھے تو کیا تمہیں طمع ہے کہ تم پر عذاب نازل نہ ہو گا جیسے ان پر ہوا حالانکہ تم ان سے مرتبہ کے لحاظ سے شریر تر اور حال کے اعتبار سے بدتر ہو۔ ام لکم براۃ فی الزبر کیا تمہارے لئے صحیفوں میں برأت (بری ہونا) ایک تبکیت سے دوسری تبکیت کی طرف دوسری وجہ سے انتقال فرمایا یعنی اے کفار عرب بلکہ یہ بات ہے کہ کیا تمہارے لئے کتب سماویہ میں لکھ دیا گیا ہے۔ کہ تم اس عذاب سے امن میں ہو جو تمہارے کفر و معاصی کی وجہ سے نازل ہونے والا ہے اسی لئے تم اپنے گناہوں پر اصرار کر رہے ہو اور اسی برآت (بری ہونا) سے عذاب الہی سے امن میں ہو۔ خلاصہ یہ کہ تمہارے لئے کتب سماویہ میں اس قسم کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا کہ جو بھی تم سے کفر کرے تو وہ عذاب الہی سے امن میں ہو گا۔

ام یقولون یا وہ جہالت سے کہتے ہیں نحن جمیع منتصر ہم سب سے بدلہ لیں گے یہ تبکیت والتفات ہے اور خبر دی جا رہی ہے ان کے حال کے مقتضی کی اور ان سے اعراض اور انہیں مرتبہ خطاب سے گرا دیا گیا ہے ان کے قبائح کا ذکر کر کے دوسروں کو عبرت دلائی گئی ہے۔

حل لغات کہا جاتا ہے اس نے دشمن کو روکا تو وہ رک گیا اب معنی یہ ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ کیا وہ اپنی شوکت کے بل بوتے پر یہی کہتے ہیں کہ ہم طاقتور ہیں اور ہمارے امور و آراء مضبوط ہیں نہ کوئی ہمارا کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نہ کوئی ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے یا معنی یہ ہے کہ دشمنوں (کافروں) سے بدلہ لینے والے ہیں نہ ہم پر کوئی غالب ہے اور نہ ہی کوئی ہمیں روک سکتا ہے یا معنی یہ ہے کہ ہم بدلہ لیں گے تمہارے بعض کو بعض پر غالب کر کے اپنی مدد سے بایں طور کہ انتصر بمعنی مفتعل ہے جیسے اختصم بمعنی تخصم آتا ہے اور منتصر مفرد بمعنی الجمع ہے۔

ابو جہل کی فرعونیت مروی ہے کہ بدر کی لڑائی سے پہلے ابو جہل نے ایک کمیت گھوڑا پال رکھا تھا جسے روزانہ کئی سیر جوار کے دانے کھلاتا اور کہتا تھا کہ اسی پر سوار ہو کر (حضرت) محمد ﷺ کو قتل (شہید) کروں گا۔ جب بدر کے دن اس پر سوار ہوا تو قسم کھا کر مذکورہ بالا بات کہی اور کہا آج ہم (حضرت) محمد ﷺ اور ان کے اصحاب سے بدلہ لیں گے لیکن معاملہ یوں ہوا کہ یوم بدر اصحاب محمد ﷺ نے اسے قتل کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا سر کاٹ کر اسے کھینچتے ہوئے حضور سرور عالم ﷺ کے حضور میں آئے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں کفار یعنی نفس امارہ کے صفات اور اس کے مختلف الانواع کی طرف اشارہ ہے جیسے بہیمتہ و سبعیتہ و شیطانیہ و ہوائیتہ و حیوانیتہ اور اس کے بعض کے ذریعے سے بعض کی مدد اور بعض سے بدلہ لینا بعض دوسروں کی معاونت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ سیھزم الجمع عنقریب جماعت شکست کھائے گی ان کے قول مذکور کا ردو ابطال ہے اور سین تاکید کا ہے۔ الجمع سے قریش مکہ کی جماعت مراد ہے۔

ویولون الدبر اور پیٹھ پھیریں گے واحد (دبر) سے جنس یعنی جمع مراد ہے یعنی جنگ سے شکست کھا کر بھاگیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور اہل ایمان کی مدد کرے گا چنانچہ یوم بدر میں ایسے ہی ہوا۔

معجزہ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ جب آیت سیھزم الجمع ویولون الدبر اتری تو میں سوچتا رہا کہ نامعلوم الجمع سے کوئی جماعت مراد ہے۔ جب حضور سرور عالم ﷺ نے بدر کے ایام میں ورع (زرہ) پہنی تو فرمارہے تھے سیھزم الجمع الخ اس سے میں نے معلوم کیا کہ اس سے مراد قریش مکہ ہیں۔

علم غیب کا ثبوت حضرت اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بھی حضور سرور عالم ﷺ کے معجزات سے ہے لانہ اخبر عن غیب فکان کما اخبر اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے غیبی خبردی تو ویسے ہوا جیسے آپ نے فرمایا۔

فائدہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نزول آیتہ یہ سزا ان کی مکمل نہ سمجھو بلکہ قیامت میں ہی اصلی عذاب انہیں ملے گا یہ عذاب تو بمنزلہ مقدمتہ الجیش کے ہے۔

والساعتہ اور قیامت اسم ظاہر بجائے اسم ضمیر کے اس کی ہولناکی پر تیار رہنے کے لئے ہے۔ ادھی بہت زیادہ ہولناک۔

حل لغت الداھیہ وہ ہولناک امر کہ جس سے نجات کی کوئی راہ نہ ہو۔

وامر اور سخت تر کڑوی ہے۔ خلاصہ یہ کہ قیامت کا میدان میدان بدر سے زیادہ ہولناک ہے اور اس کا عذاب بدر کے عذاب سے شدید و عظیم تر ہے کیونکہ دنیا کا عذاب زیادہ سے زیادہ قید و قتل اور شکست وغیرہ ہے اور یہ آخرت کے عذاب کا ایک معمولی نمونہ ہے جیسے دنیا کی آگ آخرت کی آگ کا سترھواں حصہ ہے۔

ان المجرمین بیشک مجرم (کافر و مشرکین پہلے اور پچھلے) فی ضلال وسعر گمراہی اور جنون میں ہیں یعنی ہلاکت اور جلانے والی آگ میں ہیں۔

حل لغات التسعیر یعنی آگ کا سخت سے سخت تر جلانا بعض نے کہا ضلال یعنی دنیا میں حق سے دوری اور آخرت میں جہنم کی آگ مراد ہے۔

یوم یسحبون اس دن کے کھینچے جائیں گے یوم منصوب ہے یا تو ضلال کے معنی و مفہوم سے۔ اب

marfat.com

معنی یہ ہوا کہ اس دن وہ ہوں گے ہلاک اور آگ میں کھینچے جائیں گے۔ فی النار آگ میں علی وجوھھم اپنے چہروں کے بل یا یوم منصوب ہے مقدر سے جو اس کے بعد ہے یعنی یُسْحَبُوْنَ انہیں کہا جائے گا ذوقوا مس سقر چکھو پہنچنا سقر (جہنم) کا۔

حل لغات سقر جہنم کا علم (نام) ہے اسی لئے غیر منصرف ہے بعض نے کہا کہ اس کے پانچویں طبقے کا نام ہے یہ سقرتہ النار سے ہے بمعنی لوختہ ای غیرتہ اس نے اسے متغیر کیا گیا۔

حل لغات المس اللمس کی طرح ہے بمعنی ظاہر البشرہ (چمڑہ) کو کسی شے کا پہنچنا ملنا اب معنی یہ ہوا کہ جہنم کی گرمی اور اس کا درد چکھو اس لئے کہ اس کا پہنچنا ہی درد و الم کا موجب ہے اس معنی پر مس سقر اس کے درد سے بعلاقہ سببیۃ مجاز ہے۔ القاموس میں ہے کہ مس سقر چکھو یعنی اس کا پہلا درد جو تمہیں اس سے پہنچے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے شہید کے متعلق فیصلہ ہو گا اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں جتلائے گا وہ انہیں یاد کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا شہید کہے گا کہ میں تیرے راستہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اس لئے کہ تو نے اس لئے جنگ کی کہ لوگ تجھے کہیں کہ یہ بہت بڑا جنگجو ہے سو ایسے کہا گیا پھر حکم فرمائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچو یہاں تک کہ وہ جہنم میں پھینکا جائے گا اس کے بعد وہ مرد حاضر ہو گا جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مختلف قسم کے اموال خرچ کئے اسے لایا جائے گا اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتلائے گا وہ جان لے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا دنیا میں تو نے میرے لئے کیا عمل کیا عرض کرے گا میں نے خرچ کے لائق کوئی شے نہ چھوڑی تمام تیری راہ میں خرچ کر دیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اس لئے کہ تو نے اس ارادہ پر خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو تجھے کہا گیا پھر حکم ہو گا اسے کھینچ کر جہنم میں پھینکو چنانچہ اسے بھی جہنم میں دھکیلا جائے گا اس کے بعد ایک عالم کو لایا جائے گا جس نے علم اور قرآن پڑھا اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتلائے گا۔ وہ انہیں معلوم کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا عرض کرے گا علم پڑھا قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے علم پڑھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں عالم ہے فلاں قاری ہے سو کہا گیا حکم ہو گا اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینکو تو اسے کھینچ کر جہنم میں پھینکا جائے گا۔

marfat.ocm

سعدون ولی اللہ کی کرامت حضرت عطاء اسلمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا تاکہ ہم استسقاء کی نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بارش مانگیں راستہ میں حضرت سعدون سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ اے عطاء قلوب سماویہ کے ساتھ جا رہے ہو یا قلوب روضیہ کیساتھ میں نے کہا قلوب سماویہ سے۔ فرمایا اے عطا ٹیڑھا نہ ہو اس لئے ناقد بصیر ہے میں شرمندہ ہوا جب ہم نے دعا مانگی تو بارش نہ ہوئی میں نے انہیں کہا آپ دعا فرمائیں تاکہ بارش ہو اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔

ولی اللہ کا توسیلہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کہا۔ بحرمتہ ماکان بینی وبینک البارحتہ ان تسقینا۔ اے اللہ تعالیٰ اس معاہدہ کے صدقے بارش عطا فرما جو میں اور آپ نے کیا یہ کلمات ختم نہ ہوئے تو بارش ہوئی اس کے بعد وہ رو پڑے اور لوٹ گئے۔

تفسیر صوفیانہ دراصل تصحیح نیت ضروری ہے اور تطہیر قلب بھی یعنی غیر سے اعراض اور اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص ہو وہ جو نفس کے صفات میں گرفتار اور حق سے روگردان اور دنیا کی طرف متوجہ اور شہوات میں منہمک ہو تو وہ بعد و فراق کی طرف کھینچا جائے گا اور وہ رسوائی و جدائی کی نار کی گرمی چکھے گا۔

تفسیر عالمانہ ان کل شئٍ بیشک ہم نے ہر شے کو۔ کل شئی منصوب ہے ساتھ فعل مقدر کے جس کی تفسیر اگلا فعل کرتا ہے۔

خلقناہ ہم نے اسے پیدا کیا درانحالیکہ وہ شے متلبس ہے۔ ساتھ قدر متعین کے جیسے ہی اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ جس پر امر تکوین دائر ہوتا ہے قدر بمعنی تقدیر ہے بمعنی شے کی صورت و شکل اور اس کی شکل ظاہرہ باطنہ کو اس مقدار مخصوص پر برابر کرنا جیسے اس کی حکمت کا تقاضا ہے اور اس پر وہ منفعت مرتب ہے جو اس کی مخلوق کے لئے ہے یا معنی یہ ہے کہ ہم اس شے مقدر کو پیدا کیا جیسا کہ اس کے وقوع سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا اس میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں۔

marfat.ocm

قضى اللّٰہ امر او جف القلم   سر بر خط لوح ازلی وارد خموش

ترجمہ   اللہ کا فیصلہ ہو گیا اور قلم خشک ہو گیا لوح ازلی کے خط کا راز خاموش ہے۔

کز ہرچہ قلم رفتہ در نکشند

ترجمہ   جو قلم سے نکلا اس سے قلم نہیں کھینچے۔

مسئلہ   قدر سے اللہ تعالیٰ کی وہ تقدیر جو اس کے علم ازلی میں ہے جسے اس نے لوح محفوظ میں لکھا وہی قدر جو قضاء کے ساتھ مستعمل ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ قضاء وہ ہے جو شے مخلوق ہو گی وہ سب یکجا لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور قدر وہ ہے جو بعد حصول شرائط کے اعیان میں موجود ہے اسی لئے اسے خلقنا سے تعبیر فرمایا کہ اس کا تعلق وقت معین میں وجود ظاہری سے ہے۔

حدیث مبارکہ   ۱۔ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیع مخلوق تقدیر زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی حالانکہ اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔

۲۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے یہاں تک ہر طاقت و عاجزی۔

۳۔ نبی پاک شہ لولاک ﷺ نے فرمایا کوئی عبد مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے گا۔

۱۔ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دے کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔

۲۔ ایمان لائے مرنے کے بعد اٹھنے پر۔

۳۔ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے یعنی کڑوی میٹھی تقدیر پر۔

مسئلہ   کشف الاسرار میں ہے کہ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ نیکی اور برائی اگرچہ بندے کا فعل ہے اور اسی کو ثواب و عذاب ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کی قضاء قدر سے جیسا کہ اس نے خود فرمایا قل من عنداللّٰہ فرمایئے ہر ایک کام اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔

marfat.ocm

۴۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہر تقدیر بھلی اور بری اللہ تعالیٰ سے ہے۔

مسئلہ آیت میں معتزلہ و خوارج کا رد ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ہم نے ہر شے یعنی ہر وہ موجود (جو ازل میں میرے علم و عین میں ہے) کو مقدار معین پر ہم نے پیدا کیا جیسے فرمایا اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدی یعنی ہر شے پیدا ہوئی اس کی ذاتی استعداد کے مقتضا اور اس کی قابلیت اصلیہ ازلیہ پر اس سے نہ کچھ زیادہ ہو گا نہ کم جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وجود کے سوا اور کسی دیگر وجود کا امکان نہیں کیونکہ اگر مانا جائے کہ ہے تو سہی لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا تو لازم آتا ہے کہ وہ بخیل ہے (معاذ اللہ) حالانکہ وہ جواد ہے اور لازم آتا ہے کہ وہ اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہے (معاذ اللہ) حالانکہ وہ قادر ہے۔

تفسیر عالمانہ وما امرنا اور ہمارا امر نہیں۔ کسی امر کے لئے جسے ہم چاہیں پیدا کرنا الا کلمح البصر مگر وہ آنکھ جھپکنے کی طرح یعنی ایک ہی کلمہ سے شے موجود ہو جاتی ہے اسے دوبارہ کہنے کی حاجت ہی نہیں ہوتی وہ کلمہ کن ہے یہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امر یکبارگی کا فعل ہے یعنی ایجاد کہ جس میں دوسرا فعل شامل ہے اور نہ کسی کی معاونت کی حاجت۔

فائدہ لمح البصر مراد آسان اور جلدی کیونکہ لمح البصر جھپکنا بہت جلدی ہوتا ہے اب لمح البصر کا معنی ہوا بہت جلد۔

حل لغات القاموس میں ہے لمح الیہ منع کی طرح بمعنی آنکھ نے جھٹکا لگایا۔ الم کا بھی یہی معنی ہے (المفردات) میں ہے کہ اللمع بمعنی بجلی کا چمکنا کہا جاتا ہے۔ رایتہ لمحتہ برق میں نے اسے بجلی کی چمک کی طرح دیکھا یا اتنا مقدار دیکھا۔

ربط حضرت ابن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ سابق آیات کفار مکہ کی وعیدات پر مشتمل تھیں کہ انہیں ہلاک کیا جائے گا جلدی یا دیر سے اور اہل ایمان کے وعدہ خیر پر بھی مشتمل تھیں کہ ان کے لئے کفار سے بدلہ لیا

marfat.ocm

جائے گا۔ اب بل کل شئی خلقنا فرما کر اس وعید وعدہ کی تاکید فرمائی کہ یہ وعدہ وعید حق اور سچ ہیں اور یہ وعدہ وعید لوح محفوظ میں مثبت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقدر ہیں اس میں اضافہ ہو گا نہ کمی اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے بھی آسان کیونکہ اس کی قضاء کا امر مخلوق کی تخلیق آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہے۔

فائدہ بعض مشائخ اکابر نے فرمایا کہ کن کے امر سے کاف نون مراد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا وہ امر مراد ہے جس سے ظہور الاشیاء ہوا کن اسی معنی کا پردہ و حجاب ہے۔

رد وہابیہ دیوبند ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء اللہ تعالیٰ کے مظاہر صفات و افعال ہیں یہاں تک کہ کن کے بھی اسے دیوبندی وہابی شرک سمجھتے ہیں صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ ہر انسان میں کن کی طاقت ثابت کر رہے ہیں تو پھر صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ ان کے نزدیک ڈبل مشرک ہوئے۔

چنانچہ فرمایا۔

وکل انسان له فی باطنه قوة کن وماله فی ظاهره الا المعتاد وفی الاخرة یکون حکم کن منه فی الظاهر وقد یعطی الله ذلک لبعض الرجال فی هذه الدار بحکم الارث لرسول الله صلی الله علیه وسلم فانه تصرف بها فی عدة مواطن منها قوله فی غزوة تبوک کن اباذر فکان اباذر۔

ترجمہ ہر انسان کے باطن کن کی قوت ہے اس کے لئے اب سوائے معتاد کے کوئی شے ظاہر نہیں آخرت میں کن کا امر ہو گا بعض اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کن کا امر دیا ہے رسول اللہ ﷺ کی وراثت میں وہ اس سے کئی مقامات پر تصرف کرتا ہے جیسے آپ نے تبوک میں ظاہر فرمایا اور کہا ہو جا ابوذر وہ ابوذر ہو گیا۔

حضرت انسان کی عزت کا کیا کہنا یاد رہے کہ یہ کن کا تصرف صرف حضرت انسان کو عطا ہوا ہے اور یہ اسی سے ہی مخصوص ہے حضرات ملائکہ کرام وغیرہ کو وہ مرتبہ عطا نہیں ہوا اس لئے نیابت و خلافت حضرت انسان کو عطا ہوئی ہے نہ کہ ملائکہ کرام وغیرہ ھم کو۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اور نہیں ہے ہمارا اشیاء کل کی کل علوی سفلی کے لئے تجلی کا امر مگر

marfat.ocm

ایک ہی جعل کے ساتھ یعنی وہ وحدانی الوصف ہے اس میں کثرت نہیں ہاں متجلی لہٗ کی کثرت سے کثیر ہو جاتا ہے اور بحسب الصورۃ الواحدۃ مرائی کثیرہ میں ظاہر ہو جاتا ہے شے کبیر ہے تو وہ کبیر ہو گا صغیر ہے تو وہ صغیر ہو گا مستطیل ہے تو مستطیل ہو گا وہ متدیر ہے تو وہ متدیر ہو گا اور وہ صورت اپنی اسی اصلی حالت میں ہو گی جس طرح اسے پہلے پیدا کیا گیا اس میں تغیرو تبدل نہ ہو گا جیسے دیکھنے والا ایک لمحہ میں اس شے کو دیکھتا ہے جو اس کی آنکھ محاذی (بالمقابل) ہوتی ہے۔

تفسیر عالمانہ وَلَقَدْ اَھْلَکْنَآ اَشْیَاعَکُمْ اور بیشک ہم نے تمہارے گروہ ہلاک کئے یعنی کفر میں تمہارے جیسے کفار جو تمہارے سے پہلے گزرے ہیں۔

حل لغات شیعہ وہ جس سے انسان قوت پکڑے اور اس سے اس کا پھیلاؤ ہو (المفردات) (القاموس) میں ہے کہ شیعۃ (بالکسر) الرجل۔ یعنی کسی مرد کے اتباع و انصار (تابعدار اور یار و مددگار) اور ایک علیحدہ گروہ اس کا اطلاق واحد تثنیہ۔ جمع مذکر مونث سب پر ہوتا ہے۔

فھل من مدکر تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا جو اس سے نصیحت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

تفسیر عالمانہ اس میں اشارہ ہے کہ ہم نے ہی اپنی قدرت ازلی اور حکمت بالغہ سے انہیں ہلاک کیا اور تمہارے جیسوں کو فناؤ تباہ کیا اے ارباب النفوس اللامارہ اور اے اصحاب القلوب الجوالہ یا تو موت طبعی سے یا موت ارادی سے تو تم میں کوئی ہے عبرت کرنے والا جو اس سے عبرت حاصل کرے اور اپنے لئے وہ اختیار جو اسے لائق تر ہے۔

تفسیر عالمانہ کل شئی فعلوہ اور ہر وہ شے جو انہوں نے کیا کفر و معاصی سے وہ تفصیل سے لکھا ہوا ہے فی الزبر صحیفوں یعنی حفظہ فرشتوں کے دفتروں میں۔

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سابقہ امم کے اعمال و افعال ان کے انبیاء علیہم السلام کی کتب میں لکھے ہوئے ایسے ہی ہمارے نبی پاک ﷺ پر نازل شدہ کتاب (قرآن) میں آپ کی امت کے کافروں کے اعمال و افعال لکھے ہوئے ہیں۔

marfat.ocm

کل صغیر و کبیر ہر چھوٹا بڑا عمل۔ **مستطر** لکھا ہوا ہے لوح محفوظ میں تفصیل کے ساتھ۔

حل لغات کہا جاتا ہے استطرہ کتبہ اس نے اسے لکھا۔ (القاموس)

نسخہ روحانی حضرت یحیٰ بن معاذ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جسے معلوم ہے کہ اس کے افعال و اعمال مشہد الصدق میں حاضر ہوں گے اور ان کی جزا و سزا ملی گی تو وہ اپنے اعمال و افعال کی اصلاح میں کوشش کرتا ہے اور اپنے اوپر استغفار لازم کرتا ہے ان غلطیوں سے جو اس سے سرزد ہوئیں۔

حدیث شریف حضور نبی کریم ﷺ نے چھوٹے گناہوں کی ایک مثل دی فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی مثل اس قوم کی ہے جو جنگل میں اترے اور تمام لوگ جمع ہوں ان کا ہر ایک لکڑیاں کرنے کے لئے چل پڑے یہاں تک کہ ہر ایک کی لکڑیاں جمع ہوئیں تو وہ ایک ڈھیر بن گیا پھر وہ اسے جلا کر ہی روٹی پکا سکتے ہیں ایسے ہی بندے میں چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہو کر تباہ و برباد کر دیتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہے تو بچ جائے گا اسی لئے چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو۔ اس لئے اس کی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرسش ہوگی کسی نے کیا خوب کہا۔

خل الذنوب صغیرھا وکبیرھا ذاک التقی
واصنع کماش فوق ارض الشکوک یحذر مایری
لا تحقرن صغیرۃ ان الجبال من الحصی

ترجمہ ۱۔ چھوٹے بڑے گناہ چھوڑ یہی پرہیزگاری ہے۔

۲۔ چلنے والے کی طرح وہ جب زمین پر کانٹا دیکھتا ہے تو اس سے ہٹ جاتا ہے۔

۳۔ چھوٹے گناہ حقیر نہ سمجھ کیونکہ پہاڑ چھوٹی کنکریوں سے تیار ہوا ہے۔

تفسیر عالمانہ ان المتقین بیشک کفر و معاصی سے بچنے والے۔ فی جنات عظیم الشان باغات میں ہوں گے ان باغات کی نعمتوں اور جو ان کے اندر ہے کا وصف بیان نہیں ہو سکتا۔ ونھر اور نہروں میں ہوں گے یعنی پانی شراب طہور شہد دودھ کی نہریں۔ واحد کا صیغہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ جنس کی وجہ سے ہے اسم جنس واحد پر

marfat.ocm

اکتفاء کیا گیا آیات کے فواصل کی وجہ سے۔

فی مقعد صدق صدق کی بیٹھک میں۔ خبر کے بعد خبر اور یہ اضافت اضافۃ الصفۃ الی الموصوف کے قبیل سے ہے۔ الصدق بمعنی الجودۃ یعنی کھرا ہونا۔ یعنی اپنی وہ پسند کے مکان میں ہوں گے اور مجلس حق میں جو لغو و تاثیم سے سالم ہوگی بخلاف مجالس دنیا کے کیونکہ بہت کم ایسی مجلسیں ہوتی ہیں جن میں لغو و تاثیم نہ ہو۔

عند ملیک مالک کے نزدیک۔ عند سے منزلت و مرتبت کا قرب مراد ہے نہ کہ قرب مکان و مسافت۔ الملیک مالک سے بلیغ تر ہے فارسی میں بمعنی پادشاہ تنکر تعظیم کی ہے اب معنی یہ ہوا کہ درانحالیکہ وہ متقین مالک عزیز (غالب) کے مقرب ہوں گے اور اس کا ملک اتنا وسیع ہے کہ اس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ملک و ملکوت کی کوئی شے ایسی نہیں جو اس کے قبضہ میں نہ ہو تو جو اس کا مقرب ہوگا اسی کو اس سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ چاہیے بلکہ اس پر تو اور لوگ رشک کریں گے اور اس کی سعادت کا کیا کہنا۔

مقتدر وہ قادر ہے کہ اسے کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی اور اس کے امر سے اوپر کوئی اور ہے اور وہ اقتدار میں عالی قدر ہے۔

تفسیر صوفیانہ (ا) تاویلات نجمیہ میں ہے کہ متقین باللہ عما سوی اللہ وصال کی جنات اور میاہ المعرفۃ و الحکمۃ کی انہار میں غوطہ زن ہیں ان سے معارف کے موتی اور لالی کے جوہر نکال لاتے ہیں اور وہ مقعد صدق میں ہیں اور وہ مقام الوحدۃ الذاتیہ ہے مقام العندیہ کے نزدیک جیسے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ متقی اللہ تعالیٰ کے ہاں تقریب و تخصیص حاصل کر لیتے ہیں کل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے مقربین کی دار میں انہیں قیام نصیب ہوگا۔ اور حضور نبی پاک ﷺ ابیت عند ربی کے حکم کے مطابق اس دار کے مخصوص قرب میں ہوں گے جب ایسے لوگوں کو یہ مرتبہ نصیب ہوگا تو وہ ناز کریں گے اور اس دار خاص کے پایہ اول کی انتہاء سے آگاہی نہ ہو سکے گی چہ جائیکہ اس کے اعلیٰ پایۂ کے انتہاء سے آگہی حاصل کی جا سکے۔

ای محرم سرلایزالی مرات جمال ذی الجلال
مہمان ابیت عند ربی صاحب دل لا ینام قلبی

marfat.ocm

از قربت حضرت الٰہی ہستی مشابہ کہ خواہی

قربیکہ عبارتش نسنجد در حوصلہ خرد نگنجند

گم گشتہ بود عبارت آنجا بلکہ نرسد عبارت آنجا

ترجمہ ۱۔ اے لایزل کے محرم رازاے ذوالجلال کے جمال کے آئینہ۔

۲۔ لیبت عند ربی کے مہمان صاحب دل کہ آپ کا دل نہیں سوتا۔

۳۔ حضرت الٰہی کی قربت میں ہے ہستی کے مشابہ ہے اور تمہیں کیا چاہئے۔

۴۔ ایسا قرب کہ اس کی تعبیر نہیں ہو سکتی حوصلہ خرد میں نہیں سماتا۔

۵۔ وہاں عبارت گم ہے بلکہ عبارت وہاں پہنچ نہیں سکتی۔

تفسیر صوفیانہ (۲) آیت میں اشارہ ہے کہ تقویٰ بندے کو جنات الدرجات اور انہار العلوم والمعارف الحقیقتہ لا الٰہیہ تک پہنچاتا ہے اس کے بعد مقام صدیقین کی طرف پھر مقام وحدۃ ذاتیہ جن کی طرف عندیہ میں اشارہ تک لے جاتا ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکان کی مدح صدق سے فرمائی اس میں صرف اہل صدق ہی بیٹھتے ہیں اور وہ مقام ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء سے وعدہ فرمایا ہے یعنی انہیں اپنے چہرہ کریم کی طرف دیکھنا مباح فرمایا ہے اور اس جگہ کی قیمت وعزت نہ تو مرغ بریان ہیں اور نہ جوئے رواں اور نہ خیرات حسان بلکہ صرف اور صرف دیدار ہے۔ جیسے صدف کی قیمت در شاہوار ہیں اور بس جیسے کہا گیا ہے۔

وما عهدی بحب تراب ارض ولكن من يحل بهاجيب

ترجمہ مجھے اس زمین کی مٹی سے محبت نہیں مجھے تو اس محبوب سے محبت ہے جو اس میں مقیم ہے۔

فائدہ خوش قسمت ہیں ان اہل ایمان کے عیش جو اس مجلس انس وخطیرہ قدس کے لئے انتظار کی آنکھیں لگا کر کعبہ دیدار تک پہنچے۔ اور رضاؤ خوشنودی کی خلعت پہنی اور چشمہ وفائے شربت سرور پر انہیں عیش بے عتاب اور نعمت بے حساب اور دیدار بے حساب نصیب ہوا۔

بہشت کا داخلہ حضرت صالح ابن ابان حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما راوی نے آیت کی تفسیر میں

marfat.com

فرمایا کہ اہل جنت دن میں دو بار جبار تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے اور اس کے سامنے قرآن پڑھیں گے اور ہر ایک اپنی نامزد مجلس میں بیٹھے گا اور میری نشستگاہ موتیوں اور زمرد اور یاقوت اور سونے اور چاندی کی ہے اور نشستگاہیں انہیں اعمال کا بدلہ میں نصیب ہوں گے لیکن اس نشست گاہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں گی جیسے وہ قرآن پڑھنے سے خوش ہوں گے اور آنکھیں ٹھنڈی کریں گے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی شے نہ سنیں گے۔ اور نہ ہی حسین تر کوئی شے اس سے بڑھ کر انہیں نظر آئے گی۔ پھر واپس اپنی سابق پر آجائیں گے درانحالیکہ خوش خرم اور باغ بہار ہوں گے اس جیسے منظر سے ان کی آنکھیں کہیں ٹھنڈی نہیں ہوں گی۔ اسی طرح یہ منظر ہر روز سے بڑھ کر ہو گا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے نہ تو جنت کی حاجت ہو گی اور نہ ہی اور نعمتیں اور نہ ہی کوئی اور شے۔

فائدہ البقلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے برادر یہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جو دنیا و آخرت میں غرباء کہلاتے انہیں منازل میں غریب یعنی عجیب تر منزلیں نصیب ہوں گی یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھیں گے اس مجلس کو صرف وہ جانتے ہیں جو اس کی طلب میں سچے ہیں یعنی معرفت کے وہ فقراء جن کے متعلق حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ان میں وہ فقراء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے جلیس (ہمنشیں) ہیں۔

غریب کا معنی حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے غریب کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جسے دنیا میں مخلوق تلاش کرے تو وہ نہ ملیں گے اگر اسے فرشتہ مالک دوزخ میں تلاش کرے تو نہ ملیں اور جنہیں جنت فرشتہ رضوان تلاش کرے تو نہ ملیں عرض کی گئی تو اے بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں پائیں گے تو پڑھا اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ الخ

سبق صدق و خدمتہ الصادقین لازم ہے تاکہ انسان اس مطلب جلیل کو حاصل کر سکے۔

صدق کے مراتب صدق کے چند مراتب ہیں۔

۱۔ صدق فی القول زبان سے یعنی زبان کو جھوٹ سے بچانا کیونکہ گناہوں میں قبیح ترین گناہ ہے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تاجر تو کافر ہیں عرض کی گئی تو کیا حضور تجارت اللہ

marfat.com

تعالیٰ نے حلال نہیں بتائی چنانچہ فرمایا احل اللہ البیع اللہ تعالیٰ نے بیع حلال فرمائی ہے فرمایا ہاں لیکن وہ تاجر جو قسم کھاتے ہیں اور گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ رزق گھٹاتا ہے۔

حدیث شریف چار چیزیں ایسی ہیں جس کے اندر ہوں تو وہ منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلمان ہے۔

۱۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ۲۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

۳۔ امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ ۴۔ جھگڑا کرے تو حد سے متجاوز ہو۔

(۲) صدق فی الحال تو یعنی حال کو ان امور سے بچائے جو اسے نقصان پہنچائیں مثلاً جب عزم کرے تو اس شے سے بچے جو اس کے عزم میں حائل ہو۔

فائدہ حال تسلیم و توکل وغیرہما سے ہے اس میں صدق یہ ہے کہ عزیمت پر مداومت کرے اور نقض سے احتراز کرے۔

فائدہ اہل سلوک صدق الحال میں بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

حکایت ایک سالک بہت بڑا وجدی اور جذباتی تھا۔ ایک دن حرم شریف سے باہر جاتے وقت خرقہ شیخ حرم کے ہاں چھوڑ گیا اور کہا کہ میرا اب کا وجد اور چیخنا چلانا ایک عورت کے لئے تھا جس سے مجھے عشق ہو گیا ہے اس لئے اب میں خرقہ پہننے کے لائق نہیں رہا اگر پہنوں گا تو میرا حال کاذب ہو گا کہ لباس عشاق کو پہنوں اور دل اغیار میں لگاؤں پھر چند دنوں کے بعد واپس آکر خرقہ شیخ الحرم سے سنبھال کر کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے عورت سے بچا کر مجھے اپنے حال کی طرف لوٹا دیا[۱]۔

---

[۱] آخری آیت کی مناسبت سے ایک میں بھی عرض کر دوں۔

حکایت زہر الریاض میں ہے حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک دن میں خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا میں نے وہاں ستون کے قریب ایک برہنہ نوجوان مریض کو پڑے دیکھا جس کے دل سے رونے کی آوازیں نکل رہی

marfat.ocm

مرید کا صدق مرید کا صدق فی الحل ہے مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ کچی ارادت جس کی کوئی حرکت شیخ کے ارادہ کے خلاف واقع ہو وہ اپنی ارادت میں جھوٹا ہے (لیکن ایسے مرید آج کہاں اور شیخ بھی سچا ہو اگر وہ بھی صرف کاروباری ہو تو پھر جیسا شیخ ویسا مرید۔

سچا مرید سچا مرید وہ ہے جو اپنے شیخ کے ارادہ میں خود کو فنا کر دے جونسا مرتبہ ہو قل ہو یا حل اس طرح وہ صدق حاصل کرے گا اور وہی اس کے لئے باعث نجات اور موجب رفع الدرجات ہو گا۔ شاعر نے کہا۔

سیفطی الصادقین بفضل صدق نجات فی الحیاۃ وفی الممات

ترجمہ عنقریب اللہ تعالیٰ فضل صدق کی وجہ سے حیات و ممات میں نجات بخشے گا۔

نعرہ رسالت کا ثبوت اس شعر کا شان ورد یہ ہے کہ تین بھائی ملک شام میں رہتے تھے وہ جہاد کی نیت سے جنگ لڑ رہے تھے انہیں رومیوں نے گرفتار کر لیا انہیں بادشاہ نے کہا نصرانی ہو جاؤ میں تمہیں بادشاہ بنا دوں گا۔ اور اپنی لڑکیوں کا نکاح بھی تم سے کر دوں گا۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا یا محمداہ اے ہمارے محمد عربی (ﷺ) ہماری مدد فرماؤ) دو کو تو اس نے کھولتے ہوئے زیتون کے تیل میں ڈال دیا اور تیسرا ایک امیر کے سپرد کر کے اس پر حسین و جمیل لڑکی مسلط کر دی۔ وہ نوجوان دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت میں گزار دیتا اس کی اس کیفیت کو دیکھ کر لڑکی مسلمان ہو گئی پھر وہ دونوں ملک شام کی طرف روانہ ہو پڑے انہیں ان کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کرام کے ساتھ رات کے وقت ملے اور ان دونوں کا نکاح کر دیا بھائی نے بھائیوں سے حال پوچھا تو کہا کہ جب سے تو نے ہمیں

(حاشیہ صفحہ ۳۵۵) تھیں۔ میں نے اس کے قریب جا کر اسے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ایک غریب الوطن عاشق ہوں۔ میں اس کی بات سمجھ گیا اور میں نے کہا میں بھی تیری طرح ہوں۔ وہ رو پڑا اس کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا اس لئے کہ تیرا اور میرا مرض ایک ہے اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈالا اور کفن لینے چلا آیا جب میں کفن لے کر واپس پہنچا تو وہ نوجوان وہاں نہیں تھا۔ میرے منہ سے بے ساختہ سبحان اللہ نکلا۔ تب میں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا' اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان اسے ڈھونڈتا تھا مگر نہ پا سکا۔ رضوان جنت اسے تلاش کے باوجود نہ پا سکا۔ میں نے پوچھا وہ پھر کہاں گیا؟ جواب آیا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اپنے عشق اور کثرت عبادت اور تعجیل توبہ سے وہ اپنے قادر رب العزت کے حضور پہنچ گیا ہے)

marfat.com

کھولتے تمل میں دیکھا تو ہم اس کے بعد جنت الفردوس میں ہی چلے گئے۔ اب ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے نکاح کے لئے بھیجا ہے اور یہ دونوں نوجوان اس واقعہ میں ملک شام میں بہت مشہور ہوئے یہاں تک کہ شعراء نے ان کے متعلق اشعار لکھے۔ ان میں سے ایک وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔

صوفیانہ لباس کی تشریح سیدنا جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا کہ امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ صوف کے تین حروف ہیں ص صدق اور صبر اور صفا کی اور واؤ وُدّ و وِرد اور وفاء فقر و فرد اور فناء کی۔ جس میں یہ صفات نہ ہوں وہ صوفی نہیں۔

فائدہ حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفیہ کی پہلی خیانت یہی ہے کہ وہ حدیث نفس میں مبتلا ہو۔

فائدہ حضرت فتح الموصلی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ صادق کون ہے فرمایا وہ ہے جو لوہے کی بھٹی سے گرم لوہا باہر نکالے لیکن اس کے ہاتھ کو آگ بھی نہ لگے اور فرمایا یہ اس کے صدق کی دلیل ہے۔

فائدہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صادق دن میں چالیس بار تبدیل ہوتا ہے لیکن ریاکار چالیس سال اپنے حال سے نہیں بدلتا اس لئے عارفین کا اللہ تعالیٰ سے مطلب ہے صدق و عبودیت اور قیام بحق الربوبیتہ بغیر حظ نفس کی رعایت کے۔ ان کے ماسوا باقی کتنا عابد و زاہد و عالم ہوں وہ حظوظ النفس اور اغراض کو نہیں چھوڑتے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

فراغت صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ

از تفسیر سورۃ القمر شریف صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ سورۃ القمر اللہ تعالیٰ کی مدد سے ۲۳ شوال ۱۱۲۴ سن ہجری میں فراغت ہوئی۔

اویسی غفرلہ فقیر اویسی غفرلہ نے سورۃ القمر کی تفسیر کے ترجمہ سے ۲ ذوالحجہ شریف سن ۱۴۰۸ ہجری مطابق ۱۷ جولائی سن ۱۹۸۸ بروز اتوار سوا چار بجے شام کو فراغت پائی الحمد للہ علیٰ ذلک۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الاکرم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔

marfat.ocm

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — اٰيَاتُهَا ٧٨ رُكُوْعَاتُهَا ٣

سورۂ رحمٰن مدنی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

اَلرَّحْمٰنُ ۝١ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝٢ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝٣ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝٤ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا سورج اور چاند

بِحُسْبَانٍ ۝٥ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝٦ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝٧

حساب سے ہیں اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی

اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ۝٨ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝٩

کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ

اور زمین رکھی مخلوق کے لیے اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں اور بھس کے

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے آدمی کو بنایا بجتی

كَالْفَخَّارِ ۝١٤ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝١٥ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٦

مٹی سے جیسے ٹھیکری اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝١٧ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٨ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝١٩

دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دو سمندر بہائے کہ

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝٢٠ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢١ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝٢٢

دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں سے موتی اور

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٣ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝٢٤ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

مونگا نکلتا ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ تو اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٥ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝٢٧

کونسی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا

marfat.com

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اسے ہر دن ایک کام ہے
شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
گروہ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل
وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾
جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾
تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلا نہ لے سکو گے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ
فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾
گے پھر جب آسمان پھٹ جائیگا تو گلاب کے پھول سا ہو جائیگا جیسے سرخ نری تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَاۤنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ
تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے مجرم اپنے
الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِىْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾
چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾
یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا ع ۲ ۱۲
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں تو
تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾
اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا تو اپنے رب کی کونسی نعمت

marfat.com

تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾
جھٹلاؤ گے اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قناویز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٥﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ
چن لو تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے

وَ لَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ لعل اور مونگا ہیں تو اپنے رب

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾
کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِیْهِمَا
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں

فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾
میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
کی اچھی تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر تو اپنے رب کی کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ع ۳ ۳۲ ۱۳
سی نعمت جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ الرَّحْمٰن مبتداس کا مابعد اس کی خبر ہے یعنی وہ جو کامل رحمت والا ہے جیسے ایک دعا میں ہے رحمن الدنیاو رحیم الاخرۃ دنیا میں رحمن اور آخرت میں رحیم ہے اس لئے کہ دنیا میں اس کا رزق عام ہے۔ ع ادیم زمیں سفرہ عام اوست ؎ بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

ترجمہ تمام روئے زمین اس کا عام دستر خوان ہے اس دستر خوان پر دوست و دشمن برابر ہیں۔

اور آخرت میں صرف اہل ایمان کو عفو سے نوازے گا۔ رحمٰن کا معنیٰ ہوا وہ بہت بڑی بخشش والا کہ اس کی رحمت ہر چیز کو پہنچتی ہے۔

الرحمتہ دراصل بمعنی العطف والحنو ہے بمعنی میل روحانی اسی سے الرحم ہے کہ وہ اپنے مافیہا کی طرف جیسا منعطف ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بمعنی الرلوۃ الخیر اوالانعام ہے اس لئے اس کا انعطاف کا معنی یہی ہے کہ وہ کسی کو ان دونوں میں سے کسی ایک ساتھ نوازتا ہے۔

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الرحمٰن بمعنی العطوف علی العباد بالایجاد بندوں پر مہربان ہے چند وجوہ سے۔ ۱۔ ایجاد میں سے ۲۔ ہدایتہ الی الایمان والاسباب السعادت ۳۔ آخرت میں سعادت بخشے گا۔ ۴۔ اپنے چہرے اقدس پر نگاہ ڈالنے کی اجازت عطا فرمائے گا۔

نکتہ چونکہ یہ سورت (الرحمٰن) کامل نعمتوں کی گنتی پر شامل ہے کہ اس میں نعمتوں دنیویہ و اخرویہ و جسمانیہ و روحانیہ مذکور ہوئی ہیں اسی لئے اس کی طرز بدل کر الرحمٰن سے آغاز فرمایا یہ اسم الذات ہے اور اسماء الصفات کا جامع ہے اسی کی طرف ہی (اسم اللہ کے بعد) مختلف نعمتیں مسند ہوتی ہیں۔

ربط چونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے عظیم الشان نعمت ہے کیونکہ سعادات کا مدار انہی پر ہے اسی لئے نبی پاک ﷺ نے فرمایا میری امت کے برگزیدہ لوگ قرآن کے حفاظ ہیں یعنی اس کی تلاوت پر مداوت کرنے والے اور اصحاب اللیل یعنی شب بیدار اور فرمایا تمہارے میں بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے اور قرآن مجید جمیع کتب سماویہ کے جمیع حقائق موجود ہے اور اس کی تعلیم رحمت واسعہ کے آثار سے ہے اسی لئے اسی سے ہی اس کا آغاز فرمایا کہ علم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو سکھایا۔ القرآن قرآن مجید بواسطہ جبریل علیہ السلام پھر بواسطہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ امت کو۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ لکھا کہ اس کا سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا آسان فرمایا۔

نکتہ حضرت عطاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کل اسماء سکھائے اور ارادہ

marfat.com

نے آدم علیہ السلام کو اسماء سکھائے اور انہیں ملائکہ پر فضیلت بخشی وہی ذات ہے جس نے تمہیں قرآن سکھایا اور تمہیں تمام امتوں پر فضیلت بخشی پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کب قرآن سکھایا تو فرمایا کہ درحقیقت انہیں ازل سے قرآن پڑھایا لیکن ایجاد کے وقت ظاہر فرمایا اسی سے معلوم ہوا کہ اگرچہ بظاہر قرآن کی تعلیم کا واسطہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں لیکن درحقیقت بلاواسطہ وجہ خاص کے ساتھ خود پڑھایا (جس کی وضاحت ہم آگے چل کر عرض کریں گے

تفسیر صوفیانہ (۱) بعض نے کہا علمہ القرآن یعنی جمیع مستعدین کو ازل میں استعداد کامل عطا فرمائی اسی لئے علم القرآن فرمایا علم الفرقان نہیں فرمایا جیسے اس کے دوسرے ارشاد میں ہے۔ تبارک الذی نزل الفرقان اسی لئے کہ کلام الٰہی باعتبار الجمع والبدایہ کے قرآن اور باعتبار الفرق والنہایتہ کے فرقان ہے وہ اس معنی پر موقوف نہیں خلق الانسان و خلق تعلیم البیان سے پہلے بیان فرمایا۔

تفسیر صوفیانہ (۲) اس میں اشارہ ہے کہ تعلیم و تسہیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے نہ کہ معلمین (اساتذہ) حفاظ سے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم دی اور اس کی تعلیم کی انہیں توفیق بخشی اور اس پر اپنے اذن و عطا سے آسان کیا اور داوٗد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانا سکھایا جیسے خود فرماتا ہے۔ وَعَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ ہم نے اسے تمہارے پہننے کی چیز کا علم دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو علم طب سکھایا جیسے فرمایا وَيُعَلِّمُهُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ اور اسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت سکھائے گا اور خضر علیہ السلام کو علم لدنی سکھایا چنانچہ فرمایا۔ وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا اور ہم نے اسے اپنی طرف سے علم بخشا۔ اور ہمارے نبی پاک ﷺ کو قرآن عطا فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ اور تجھے سکھایا وہ جو تم نہ جانتے تھے۔ وعلمہ ای الانسان البیان اور اس انسان کو بیان سکھایا۔

فائدہ فتح الرحمٰن میں ہے کہ یہ اس عقیدہ کی دلیل ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں چون مقامات میں اس کا ذکر فرمایا ہے ان میں کوئی ایسی جگہ نہیں جس میں لفظ خلق کی تصریح ہو بلکہ اشارہ تک بھی نہیں اور انسان کا ذکر اٹھارہ مقامات پہ ہے ان کے ہر ایک میں اس کے خلق کی دلیل ہے اسی لئے اس سورت میں ان دونوں کو ایک جگہ ملا کر بیان فرمایا ہے۔ (کذا قال مولانا ابو السعود رحمتہ اللہ علیہ) اس کے بعد فرمایا گیا خلق الانسان وعلمہ البیان انسان کو پیدا فرمایا اور اسے بیان سکھایا۔ اس میں معلم کا بیان اور کیفیت تعلیم کا ذکر ہے خلق انسان سے اس کی وہ تخلیق جس پر وہ ہے مثلاً اس کے قویٰ ظاہرہ و باطنہ۔

madinah.com

حل لغات بیان بمعنی اظہار مافی الضمیر امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ البیان بمعنی کسی شے کو مکمل ظاہر کرنا وہ نطق سے عام ہے اس لئے کہ نطق صرف انسان سے خاص ہے اور کلام کو اس لئے بیان کہا جاتا ہے کہ وہ معنی مقصود کو کھولتا اور ظاہر کرتا ہے۔

فائدہ تعلیم البیان سے یہ مراد نہیں کہ وہ صرف اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کر سکتا ہے بلکہ وہ اپنے علاوہ دوسرے کے مافی الضمیر کے مطلب کو سمجھ کر بھی ظاہر کر سکتا ہے اس لئے اس پر تعلیم القرآن وارد ہے انسان سے جنس انسان مراد ہے جو اس کے جملہ اقسام و افراد کو شامل ہے۔

فائدہ تفسیر بحر العلوم میں ہے کہ خلق الانسان بمعنی آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے انہیں مختلف اسماء لغات (سب کے سب) سکھلائے

آدم علیہ السلام کی بولیاں حضرت آدم علی السلام سات لاکھ بولیاں بولتے تھے ان سب سے برگزیدہ عربی بولی تھی۔

تفسیر صوفیانہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لغت کا متکلم ہے اور اس کی تعلیم واسطہ سے ہو یا بلاواسطہ۔

سوال وہ لغات کا متکلم ہے جبکہ کلام نفسی ہر طرح کے لباس سے منزہ ہے؟

جواب بات تو یہی ہے لیکن مراتب تنزلات و استرسالات میں اس کلام کا کسی نہ کسی لباس میں ہونا ضروری ہے اس معنی پر کلام نفسی کے لئے لغت عربی ایک عارضی لباس کی طرح ہے اس کا ذائقہ ہم بھی چکھتے ہیں جب الہام و خطاب سے ہمیں نوازا جاتا ہے کہ کبھی وہ الہام عربی میں ہوتا کبھی فارسی میں کبھی ترکی میں بلاواسطہ یا بواسطہ ملک (فرشتہ) باوجودیکہ الہام کے وقت کسی کو نہ دیکھا بھی نہیں جاتا۔

تفسیر عالمانہ الشمس والقمر بحسبان (سورج اور چاند حساب کے ساتھ ہیں) یہ مبتدا و خبر ہیں۔

حل لغات الحسبان بالضم مصدر ہیں بمعنی حساب غفران و رجحان کی طرح کہا جاتا ہے حسب بمعنی عدہ (اسے گنا) از باب نصر الحساب (بالکسر) والحسبان (بالضم) الحسبان (بالکسر) بمعنی ظن از باب حسب (بالکسر) بمعنی گمان کیا۔ اب معنی یہ ہوا کہ سورج اور چاند حساب مقدر سے اپنے بروج و منازل میں چلتے ہیں۔ کائنات سفلی کے امور کا نظام انہی سے ہے اسی لئے فصول و اوقات مختلف ہیں۔ پھر انہیں سے ہی سال و ماہ (اور ہفتے۔ دن۔ رات) اور حساب

marfat.ocm

کچھ کم کا ہوتا ہے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں فلک البروج کے شمس اور کرہ قلب کے قمر اور ان کی بروج تجلیات ذاتیہ و منازل تجلیات اسمائی وصفائی کی سیر کی طرف اشارہ ہے اور ان ہر ایک سیر ان ہر ایک کی استعداد پر حساب معلوم و امر مقسوم سے ہے۔

تفسیر عالمانہ والنجم وہ انگوریاں جو زمین سے ظاہر ہوتی ہیں اور ان کی پنڈلی نہیں ہوتی جیسے انگور اور کدو وغیرہ۔ والشجر۔ درخت وہ جس کی پنڈلی ہو اور ہر وہ شے جو ظاہر ہو اور اپنے طریقہ سے منقطع نہ ہو وہ شجر ہے۔

یسجدان سجدہ کرتے یعنی اپنے رب تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں ہر اس امر میں جو ان کے لئے اس کی مراد ہے۔

طبعًا ساجد مکلّف کی طرح (طوعًا) یا سجدہ کرتا ہے اس کا سایہ جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا۔ تتفیؤا ظِلَالُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ (مائل ہوتا ہے اس کا سایہ دائیں بائیں اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرنے والا ہو کر)

فائدہ علماء فرماتے ہیں ہمیں ان کے سجدہ کرنے کا وقوف نہیں جیسے ان کی تسبیح وہ جانے اور ان کے ساجد و سابح۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکن لا تفقھون تسبیحھم (اور تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے)

نکتہ دو آسمانی نعمتوں کے مقابلہ میں دو زمین کی نعمتوں کا فرمایا یعنی سورج و چاند دو آسمانی نعمتیں ہیں تو نجم و شجر زمین کی نعمتیں ہیں۔ نجم و شجر ہر دونوں نبات کے قبیل سے ہیں جو کہ رزق کا اصل ہیں یعنی دانے۔ پھل۔ گھاس جانوروں انہی سے ہے۔

نکتہ پہلے جملوں کو عطف ہے اس لئے خالی رکھا گیا ہے کہ ان میں نعمتوں کا شمار کیا جارہا ہے تاکہ انسان شکر میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے زید اغناک بعد فقر اعزک بعد ذل کثرک بعد قلۃ فعل بک مالم یفعل احد باحدہ فقر کے بعد تجھے غنی کیا ذلت کے بعد تجھے عزت دی قلت کے بعد تجھے کثرت بخشی تیرے ساتھ وہ احسانات فرمائے جو کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوئے۔

سوال النجم کا عطف ماقبل پر کیوں یہاں بھی نعمتوں کا شمار کیا جارہا ہے؟

جواب تقابل کی وجہ سے اس لئے کہ الشمس والقمر علوی نعمتیں ہیں اور النجم والشجر سفلی اور یہ نعمتیں علوی ہوں

marfat.ocm

یا سفلی سب کی امر الٰہی کی فرمانبردار ہیں۔

سوال پہلی نعمتوں کو جملہ فعلیہ سے (مثلاً علم القرآن۔ خلق الانسان۔ علمہ البیان) اور ان نعمتوں کو جملہ اسمیہ سے کیوں (مثلاً الشمس والقمر الخ)

جواب یہ نعمتیں (چار۔ سورج۔ چاند۔ انگوری۔ درخت) انسان کی ذات وصفات کی متغایر ہیں اسی لئے نظم (عبارت) کو بدل دیا تاکہ ان کے تغایر وضعی وطبعی اور صوری ومعنوی کا تحقق ہو۔

تفسیر صوفیانہ اس میں نجم (عقل) کے سجود کی طرف اشارہ ہے کہ اسی سے ہی انسان معرفت اشیاء حاصل کرتا ہے اور یہ حقائق الٰہیہ ومعارف ربانیہ کے سامنے لاشے اس لئے ہے کہ اس میں ان کی ان کے ادراک کی قوت نہیں اور نہ ہی ذاتی طور وہ ان کے لئے مستعد ہے بطریق کشف وشہود یہ فیض الٰہی سے استفاضہ کی ہمت نہیں رکھتا اور شجر فکر کے سجود کی طرف اشارہ ہے کہ وہ فکر قوائے وہمیہ واہمیہ وخیالیہ تیار کیا گیا ہے۔ قوۃ مزاجیہ عنصریہ میں اور یہ بھی حقائق جیساکہ یہ ہیں کے ادراک پر قدرت نہیں رکھتے اسی لئے کہا جاتا ہے عقل وفکر کون کے سراوق کے ارد گرد گھومے۔ جب مکون کو دیکھا تو پگھل گئے کیوں نہ ہو جبکہ یہ دونوں حصر الخلقیتہ والحدوث کے تحت محصور پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر محدث مخلوق خالق قدیم کی معرفت کیسے حاصل ہو۔ خود فرماتا ہے انہوں نے اللہ تعالٰی کی قدر کا حق نہ کیا۔

والسماء رفعھا (اور اللہ تعالٰی نے آسمان کو بلند کیا) اس کا منصوب ہونا فعل محذوف سے ہے جس کی فعل مذکور تفسیر کرتا ہے یعنی اللہ تعالٰی نے آسمانوں کو محلاً بلند وبالا بنایا ہے جیساکہ محسوس ومشاہد ہے اور رتبۃً بھی کہ اپنے احکام وقضایا کا مرکز بھی آسمان ہے کہ وحی ہیں۔ اللہ تعالٰی کے فیصلے زمین پر اترتے ہیں اور وہ ملائکہ کی رہائش گاہ بھی ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ اس کے سفل (نیچے یعنی زمین) سے اوپر کی طرف چھت کی طرح بنایا بندوں کی مصلحتوں کے لئے زمین و آسمان کے درمیانی خلاء پانچ سو سال کی مسافت ہے اس لئے آسمان دھواں ہے زمین کے پانی نے جوش مارا تو وہ دھواں آسمان کی صورت بن گیا۔ **ووضع المیزان** (اور رکھا ترازو) یعنی عدل جاری کیا اور اس کا حکم فرمایا کہ ہر حقدار کو پورا حق ملے تاکہ امر عالم کا نظام صحیح اور مضبوط ومستحکم ہو جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

marfat.com

کہ عدل سے ہی آسمان و زمین قائم ہیں۔

المیزان کی تفاسیر ۱۔ المیزان سے قرآن مراد ہے۔

۲۔ جس سے ہی اشیاء کی مقدار معلوم کی جائے وزن سے ہو یا کیل سے وغیرہ وغیرہ اب معنی یہ ہوا کہ ہر وہ شے کہ جس سے اشیاء وزن کی جائیں اور ان کی مقدار پہچانی جائے وضع کر کے اور زمین پر نیچے رکھ کہ کہ اس سے ہی اپنے بندوں کے احکام اور ان کے فیصلے معلق فرمائے برابر اور عدل سے کہ لینے دینے میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہو۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان لا تطغوا فی المیزان واقیموا الوزن الخ اس معنی کو زیادہ موزوں ہیں اسی لئے اس پر اکتفا کیا اور زمخشری بھی اسے اس پر اقتصار کیا۔

فائدہ حضرت الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میزان وضع فرمایا اور اسے پیدا کیا یا نازل فرمایا یا الہام فرمائی مخلوق پر اس کی کیفیت ایجاد تاکہ اسی سے ایک دوسرے کو انصاف دیں اور لیں یہ نوح علیہ السلام سے شروع ہو اور نہ اس سے پہلے وزن اور کیل نہ تھا اور نہ ہی ناپ تھی۔ اس آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم (علیہ السلام) کو حکم فرمایا اے ابن آدم دوسروں کے لئے انصاف کر جیسے تو خود اپنے لئے انصاف چاہتا ہے اس لئے عدل ہی میں لوگوں کی بہتری ہے۔

ان لا تطغوا فی المیزان (ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو) ان ناصبہ لا نافیہ ہے اور لام علت کی مقدر وضع المیزان سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ترازو اس لئے رکھا تاکہ اس میں بے اعتدالی نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو اور عدل سے تجاوز نہ کرو اور راستی کے ساتھ معاملات کرو۔

حل لغات ابن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الطغیان بمعنی حد سے تجاوز کرنا جس نے کہا کہ المیزان بمعنی عدل ہے اس نے طغیان بمعنی ظلم کیا ہے اور جس نے میزان سے برابری کا آلہ مراد لیا ہے تو اس نے طغیان بمعنی بخس بمعنی نقص (گھاٹا) لکھا ہے۔

چوں ترازوے تو کج بود و دغا رست چوں جوئی ترازوے جزا

ترجمہ جب تیرا ترازو ٹیڑھا اور کھوٹا ہے تو پھر تو خود کیوں سیدھی اور راست کا طالب ہے۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ واقیموا الوزن بالقسط (اور انصاف کے ساتھ تول قائم رکھو) یعنی عدل سے وزن قائم رکھو یعنی اسے عدل سے سیدھا رکھو۔

حل لغات المفردات میں ہے کہ الوزن بمعنی شے کی مقدار کی معرفت اور عوام میں وزن کی پہچان ترازو کے ساتھ تولنے سے ہوتی ہے۔

تفسیر صوفیانہ واقیموا الوزن الخ میں اشارہ ہے کہ انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے جمیع اقوال و افعال میں عدل و انصاف کو مدنظر رکھے۔

تفسیر عالمانہ ولا تخسروا المیزان (اور وزن کو نہ گھٹاؤ)

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں خسرت الشئی (بالفتح) واخسرتہ میں نے اسے گھٹایا از باب ضرب الخسر والاخسار بمعنی النقص گھٹایا۔ اب معنی یہ ہوا کہ وزن کو نہ گھٹاؤ کیونکہ اس کا حق یہ ہے کہ اسے برابر رکھا جائے اسلئے کہ اس کی وضع کی اصلی غرض یہی ہے یعنی برابر رکھنا۔

فائدہ خسر (بالکسر) گھٹانا یا بیچ میں (المختار) یعنی بیچ کے گھاٹے کے وقت سین کو مکسور پڑھا جائے گا۔ (القاموس) میں ہے کہ خسر ہچوں فرح و ضرب بمعنی ضل (راہ سے ہٹنا)

فائدہ سعدی المفتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اس شے کو نہ گھٹاؤ جو میزان میں ہے نہ کہ خود میزان کو پہلے اللہ تعالیٰ نے تسویہ (عدل) کا حکم دیا اب طغیان سے نہی فرمائی یعنی حد سے تجاوز اور زیادتی نہ کرو اس کے بعد خسران سے روکا یعنی وزن میں کمی بیشی نہ کرو۔

نکتہ المیزان کے تکرار میں تنبیہہ ہے کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سخت سے سخت تاکید فرماتا ہے کہ اس کے استعمال میں عدل و انصاف سے کام لو۔ اس معاملہ میں گویا خصوصی ترغیب فرمائی گئی ہے۔

فائدہ حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا کہ اہل ترازو کو اس میں تاکید اس لئے ہے کہ قیامت میں اعمال کے ترازو

marfat.ocm

سے شرمندگی نہ ہو۔

ہر جو ہر حبہ کہ بازوئے تو | کم کند از کید ترازوی تو
ہست یکایک ہمہ برجائے خویش | روز جزا جملہ بیارند پیش
با تو نمایند نہانیت را | کم وہی و بیش ستانیت را

ترجمہ ۱۔ ہر جو اور ہر دانہ تیرا بازو ہیں کم کرے گا تیری تدبیر کی ترازو کو۔

۲۔ ہر ایک اپنی جگہ پر قائم ہے سب کو قیامت میں تیرے آگے لائیں گے۔

۳۔ تیری پوشیدہ کارروائی کو ظاہر کریں گے تو کم دیتا تھا یا زیادہ لیتا تھا۔

حکایت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہمسایہ پر سکرات طاری تھی۔ آپ تشریف لے گئے عرض کرتا تھا کہ میرے سامنے دو بڑے پہاڑ ہیں مجھے حکم ہوتا ہے کہ تو ان پر چڑھ فرمایا میں نے اس کے گھر والوں سے اس کا کردار پوچھا تو کہا گیا کہ اس کے دو ترازو تھے ایک سے دیتا تھا دوسرے سے لیتا تھا فرمایا میں نے دونوں منگوا کر توڑ دیئے پھر اس سے پوچھا تو کہا اب سختی اور بڑھ گئی۔

فائدہ المفردات میں ہے کہ ولاتخسروالمیزان کے دو مطلب ہیں۔

۱۔ وزن میں عدل و انصاف کی جدوجہد اور دینے لینے میں ظلم کا ترک۔

۲۔ ایسا دینا لینا جو قیامت میں خسارہ کا موجب بنے اس سے احتراز یہی مراد ہے اس کی جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فمن خفت موازینہ (تو جس کے اعمال ہلکے ہوں گے) ہر دونوں ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہیں۔

قاعدہ ہر خسران جو قرآن میں مذکور ہوا اس سے یہی اخری معنی مرد ہے نہ وہ خسران جو کاروبار دنیوی اور تجارات بشریہ سے متعلق ہے۔

تفسیر صوفیانہ فقیر (روح البیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ میزان کو وضع الارض اور رفع السماء کے درمیان میں لانے میں عدل کی طرف اشارہ ہے کہ اسی سے ہی آسمان و زمین قائم ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے اور اشارہ ہے روح و جسد کے درمیان عدل ضروری ہے تاکہ دونوں حد اعتدال میں رہیں ایک دوسرے پر متجاوز نہ

marfat.ocm

ہوں اور اعتدال حقیقی افراط و تفریط جو عقلاً و شرعاً و عرفاً مذموم ہیں کی دونوں طرفوں ٹھہرنے کا نام ہے اور اس کے موزونات امور طلبیہ میں جو عقل کی کسوٹی سے برابر اور صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ عقل جس کا مدار استعداد ذاتی پر ہے۔

تفسیر عالمانہ والارض وضعھا (اور زمین رکھی) پانی پر نیچے کر کے بچھایا اور دراز کیا۔

حل لغات انام وہ جمع ہے جس کا اپنے لفظ سے واحد کا صیغہ نہیں اس سے مطلق مخلوق مراد ہے جن وغیرہ جو زمین میں بستے ہیں (القاموس)

فائدہ زمین بچھونے اور بستر کی طرح ہے اس پر مخلوق چلتی پھرتی اور تصرف کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے صرف انسان مراد ہیں۔ جیسا کہ دین کا شعر دلالت کرتا ہے۔

مبارک الوجہ یستسقی الغمام بہ　　　　مافی الانام لہ عدل ولا مثل

ترجمہ حضور سرور عالم ﷺ مبارک چہرے والے ہیں آپ کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے لوگوں میں اپ کے برابر کا کوئی نہیں اور نہ ہی آپ کی کوئی مثل ہے۔

فائدہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انام سے ہر ذی روح مراد ہے کیونکہ ہر ذی زمین پر نیند کرتا ہے بعض نے کہا یہ ونم الذباب بمعنی مس سے ہے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں ارض بشریہ کی درازی کی طرف اشارہ ہے تاکہ ہر قبیلہ اپنی مناسبت سے اس میں زندگی بسر کرے۔ اہل نفوس کی عشرت ہے شہوات حیوانیہ ولذات جسمانیہ پورا کرنا اصحاب قلوب کی عشرت ہے واردات قلبیہ والہامات غیبیہ حاصل کرنا ارباب وارواح علویہ کی عشرت ہے۔ تجلیات روحانیہ اور محاضرات ربانیہ سے مشرف ہونا صنادید الاسرار ہوئیہ القدسیہ کی عشرت ہے۔ تجلیات ذاتیہ احدیہ ربانیہ مصنیہ یعنی ماسوی اللہ سے فنا کرنے والی سے سرشار ہونا۔

تفسیر عالمانہ فیھا فاکھۃ اس میں میوے ہیں مختلف قسم کے جن سے لذت حاصل کی جائے۔ فاکھۃ کا لفظ میوہ جات کے مختلف اقسام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ والنخل ذات الاکمام (اور کھجوریں

marfat.ocm

ہیں غلاف والی)

حل لغات اکمام کھجور کے ثمرات کے برتن ان کے کھلنے سے پہلے اوپر کے غلاف یعنی کھجور کے خوشے غلاف میں ہیں۔ اکمام (کم بالکسر) کی جمع ہے وہ غلاف جو کھجور کے ثمرات کے اوپر ان کے ابتدائی ظہور کے وقت ہوتا ہے جب تک ثمرات ظاہر نہیں ہوتے وہ غلاف ان کے اوپر ہوتے ہیں۔ النخل بمعنی کھجور کا درخت یا کم بمعنی وہ شے جو کسی دوسری شے کو چھپائے از باب نصر یعنی کم یکم (بضم الکاف) وہ جو ثمر کو چھپائے از قسم لیف (چھال) یا از قسم سقف و کفری (گری اور ثمر) کیونکہ اس سے بھی کموم (چھپی ہوئی شے میوہ کھجور) کی طرح فائدہ اٹھایا جاتا ہے یعنی کھجور کے میوہ اور جمار (گری) سے بھی جدوع سے بھی لیف بمعنی وہ جو جدع کو چھپائے السعف بمعنی الجماء یعنی کھجور کی گری کے کیڑے یعنی کھجور کی گری کے کیڑے یعنی کھجور کے درخت کا دل الکفری بمعنی ثمر (والحب اور اناج) یعنی زمین میں دانے ہیں۔ الحب ہر وہ شے جو غذا کا کام دے جیسے گندم۔ جو وغیرہ وغیرہ۔ ذوالعصف (بھس والا) کھیتی کے پتے یا خشک انگوری کے پتے جیسے بھوسہ۔

حل لغات حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا کہ العصف وہ گھاس جس سے دانہ جدا کیا جائے۔ المفردات میں ہے کہ العصف والعصیف وہ جو کھیتی سے صاف کیا جائے تاج المصادر میں ہے کہ العصف بمعنی کھیتی کے پتے کاٹنا۔

والریحان (اور خوشبودار پھول)

حل لغات المفردات میں ہے الریحان ہر وہ شے جس میں خوشبو ہو۔ بعض نے کہا الریحان بمعنی الرزق پھر ہر کھائے جائے والے کو ریحان کہا جانے لگا جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی والحب ذوالعصف والریحان

حکایت ایک اعرابی سے پوچھا کہاں جاتے ہو جواب دیا۔ الی ریحان اللہ یعنی رزق الٰہی کی تلاش میں دراصل اس کا حقیقی معنی وہی ہے جو ہم نے بیان کیا حضرت ابن عباس اور مجاہد و ضحاک نے فرمایا کہ لغت حمیر نے ریحان بمعنی رزق ہے یہاں پر یا رزق کا معنی مراد ہے یا خوشبودار شے جیسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الریحان هو ریحانکم الخ ریحان وہ تمہارے خوشبو جسے سونگھا جاتا ہے اور ہر وہ انگوری اور۔

marfat.ocm

پھول جس میں خوشبو ہو۔

مسئلہ فقہاء کرام کے نزدیک الریحان وہ شے جس کی ٹہنی میں اسی طرح خوشبو ہو جیسے چنبیلی وغیرہ (المغرب) ابن الشیخ نے فرمایا کہ ہر وہ سبزی جو خوشبو دار ہو وہ ریحان ہے اس لئے کہ انسان اس کی خوشبو سونگھتا ہے اہل عرب کہتے ہیں راح الشئی یراحہ یریحہ واروح الشئی یریحہ۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شے کی خوشبو پائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی کو معاہدہ کے باوجود قتل کردیا تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

فائدہ روایت میں لم یرح بھی ہے راحہ یریحہ سے الریحان دراصل ریوحان تھا بروزن فیعلان روح سے واؤ یاء سے تبدیل ہو کر اس میں مدغم ہوئی پھر عین کلمہ کو تخفیفا حذف کیا گیا جیسے میت میں (عین کلمہ محذوف ہوا) یہ فوعلان کے وزن پر ہے اس کی واؤ یاء سے تخفیفا تبدیل ہوئی یا الروحان کے فرق کرنے کے لئے اسے ایمان پڑھا گیا۔ الروحان وہ شے جس کے لئے روح ہو۔

فبای الاء ربکما تکذبن (تو تم اپنے رب کی کس نعمت کو جھٹلاؤ گے) یہ خطاب ثقلین جن و انس) کو ہے جس پر الانام دلالت کرتا ہے کیونکہ انام کا اطلاق عموما جن و انس پر ہوتا ہے اور عنقریب صراحتہ فرمائے گا۔ ایھا الثقلان (اے جن و انس) ایسے ہی دونوں کے ابوین کی تصریح بھی دلیل ہے جیسے فرمایا خلق الانسان الخ اور خلق الجان الخ ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب جن و انس ہر دونوں کو ہے۔

حل لغات آلاء بمعنی اس کا واحد اِلًی۔ اَلًی۔ الو۔ الی۔ اِلیٌ ہے (القاموس) بحر العلوم میں ہے۔ آلاء وہ ظاہری و باطنی نعمتیں جو فریقین کو نصیب ہوئیں۔ اس سے اس کی خطاء واضح ہوتی جو کہتا ہے کہ الاء صرف ظاہری نعمتوں کا نام ہے اور النعماء باطنی نعمتوں کو کہا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ (آلاء و ء) اسود لیوث۔ فلک۔ سفن وغیرہ وغیرہ کی طرح الفاظ مترادفہ سے ہیں۔

فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ الآء نعمتیں ظاہری ہوں والنعماء اور نعمتیں باطنی ہوں اور آیات متوالیہ ہوں یہ سب کی سب دلالت کرتی ہیں کہ اہل ظواہر کو ظاہری نعمتیں نصیب ہوئیں نعمتوں کی تکذیب کا معنی ان کے لئے ہے

marfat.ocm

کہ انہوں نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور اس ناشکری کو تکذیب سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ آلاء مذکورہ کے دلائل بتاتے ہیں کہ وہ ایمان لانا واجب ہے اور شکر ضروری گویا یہ ان کی شاہد تھیں تو ان کی ناشکری گویا تکذیب ہے جب امر ایسے ہے جیسے مذکور ہوا تو پھر اپنے مالک ومربی کی نعمتوں کے کس فرد کی تم تکذیب کرتے ہو باوجود یہ کہ اس کی ہر نعمت کا ہر فرد اس کے صدق پر شاہد و ناطق ہے اس تقریر استفہام تقریری ہو گا یعنی برانگیختہ کرتا ہے کہ تم ان نعمتوں کا اقرار کرو اور تم پر ان نعمتوں کا شکر واجب ہے۔

حدیث شریف سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی پاک ﷺ نے ہمارے سامنے سورۃ الرحمٰن شریف تلاوت فرمائی اور اسے آخر تک پڑھ کر فرمایا کہ تمہارے سکوت (خاموشی) پر تعجب ہے تم سے تو جن بھلے کہ انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے سورہ رحمٰن سنی تو جب میں فبای الاء ربکما تکذبن پڑھتا تو کہتے ولا بشئی من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمت کو نہیں جھٹلاتے اور تیرے لئے حمد ہے۔

فائدہ بحر العلوم میں ہے کہ اس میں واضح دلیل ہے کہ آلاء ہر قسم کی نعمتوں کو شامل ہے ظاہری ہوں یا باطنی اسے صرف ظاہری نعمتوں سے مقید نہیں کیا جا سکتا جیسے بعض اوہام کا خیال ہے۔

مسئلہ آکام المرجان میں ہے کہ جنات بھی مکلّف ہیں جیسے کہ آیت سے ثابت ہوتا ہے اور اس میں کسی اہل نظر کا خلاف نہیں سوائے حشویہ فرقہ کے۔ ان کا گمان ہے کہ وہ اپنے افعال کو اضطراراً عمل میں لاتے ہیں لیکن وہ مکلّف نہیں۔

رد الحشویہ حشویہ کے رد میں ایک دلیل قرآنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں شیاطین کی مذمت فرمائی اور انہیں ملوث فرمایا اور ان کی گمراہیوں اور شرارتوں سے بچنے سے ڈرایا اور ان کے لئے آخرت میں عذاب تیار کی خبر دی اور قاعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے یہ امور بتاتا ہے جو اس کے اوامر و نواہی کے مکلّف ہو کر مخالف ہو یا کبائر کا مرتکب ہو اور اس کے محارم کی ہتک کرے ساتھ اس قدرت کے کہ وہ اس کے خلاف نہ کرے۔

دلیل (۲) (دوسری دلیل حشویہ کے رد میں) یہ ہے کہ دین نبی پاک میں ہے شیاطین پر لعنت کرنا اور ان کا

marfat.ocm

حال بیان کرنا اور رہنا تاکہ وہ شیاطین شر و معاصی کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے لئے وسواس ڈالتے ہیں۔

سوال سورہ الرحمٰن میں اس کلمہ "فبای الاء ربکما تکذبن" کا بار بار تکرار کیوں؟

جواب تاکہ غفلت دور ہو اور حجت و دلیل میں تاکید ہو اور نعمت کی تذکیر اور کرامت کی تقریر ہو جیسے تم کسی کو کہتے ہو کہ کتنی نعمتیں تمہارے لئے ہیں کتنا کتنا ایسے تو کب کسی کو بکثرت نعمتوں سے نوازو اور وہ ان کا انکار کرے تو تم اسے کہتے ہو کیا تو فقیر (تنگدست) نہ تھا۔ میں نے تجھے غنی کیا تو کیا تو اس کا انکار کر سکتا ہے کیا تو ننگا نہ تھا میں نے تجھے کپڑے پہنائے تو کیا اس کا تو انکار کر سکتا ہے کیا تو کمزور نہ تھا میں نے تجھے قوت والا بنایا تو کیا تو اس کا انکار کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ شاعر نے کہا۔

لا تقطعن الصدیق ما طرفت عیناک من قول کاشح اشر
ولا تملن من زیادۃ ذرہ و ذرہ ذر ثم ذر و ذر

ترجمہ دوستوں سے جدائی نہ کر جب تک تیری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کسی بات سخت شرارتوں کی طرح دوست سے ملال نہ کر اس کی زیارت کر اور بار بار زیارت کر۔

فائدہ برہان القرآن میں ہے کہ اس آیت فبای آلاء ربکما تکذبن کا تکرار اکتیس (۳۱) بار ہوا ہے نو بار ان آیات کے بعد جن میں خلق الٰہی کے عجائبات و بدائع صنعت کی تعداد اور مبداء الخلق و معاد کا ذکر ہے اور سات بار ان آیات کے بعد جہاں نار اور اس کے شدائد کا ذکر ہے۔ دوزخ کے ساتوں دروازوں کے مطابق ان کے بعد نعمتوں کی تذکیر بہتر ہے کیونکہ دوزخ کا خوف اور اس سے بچنا بھی نعمت ہے مذکورہ نعمتوں کی ہم پلہ ہے اس لئے کہ دوزخ دشمنان خدا کے لئے ہے۔ جب کوئی یہ سن کر بچ جائے کہ میں کیوں دشمن خدا بنوں تو نہ صرف نعمت ہے بلکہ بڑی نعمتوں سے بھی بڑی ہے ان ساتوں آیات کے بعد آٹھ بار یہ آیت واقع ہے بہشت کے اوصاف بیان کرنے اور ان کے اہل کے ذکر کے بعد بہشت کے آٹھوں دروازوں کے مطابق اس کے بعد دو اور بہشتوں کے بعد جو ان آٹھوں کے سوا ہیں جو ان آٹھوں بہشتوں کا عقیدہ رکھ کر ان کے موجبات کے مطابق عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے یہ سب جنت عطا فرمائے گا اور ساتھ ہی دوزخ کے ان ساتوں دروازوں سے بچائے گا۔

marfat.ocm

لطیفہ اَلرَّحْمٰن سورت کا آلٰ اس سورۃ جلیلہ کا عنوان ہی دلالت کرتا ہے کہ یہ کلمات اکتیس (۳۱) بار آئیں گے ابجد کے حساب سے الف کا ایک اور لام کے تیس تو کل اکتیس ہوئے۔

تفسیر عالمانہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (انسان کو پیدا کیا ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے (انسان کو خشک مٹی سے ٹھیکری کی طرح پیدا کیا یعنی وہ مٹی جو ہاتھ مارنے سے آواز دے۔

حل لغات الصلصال غیر مطبوخ ناپختہ مٹی جس میں سلسلہ (آواز) یعنی اس کی خشکی کی وجہ سے آواز سنائی دے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ سے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ وحی کا کلام فرماتا ہے تو اہل سلوات اس کی آواز سے گھنٹی سی آواز سنتے ہیں جو صاف ستھرے پتھر پر پڑی ہو۔

الفخار یعنی آگ سے پکائی ہوئی مٹی۔ ٹھیکری سے تشبیہ بوجہ اس کی خشکی کے ہے جب ٹھونکی جائے گی گویا وہ صور ہے جو بکثرت بجانے والے کے بجانے سے بجتی ہے یا اس لئے کہ وہ اجوف (خالی پیٹ) ہے۔

تخلیق آدم اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسے گارہ بنایا پھر وہ کالی سیاہ مٹی بو والی مٹی ہو گئی۔ پھر بجتی ہوئی مٹی کی طرح ہوئی اس پر غم و حزن کا پانی ڈالا اسی لئے تم بنو آدم کو اکثر مغموم و محزون دیکھو گے یہ اس کے منافی نہیں کہ آیت ایک کا بیان کرتی ہے تو دوسرے وقت دوسرے کا۔

وخلق الجان اور جن یا ابو الجن یا ابلیس کو پیدا فرمایا یہ ضحاک کی تفسیر ہے اور ا لکشف میں ہے کہ الجان سے ابو الجن مراد ہے جیسے انسان سے ابو الانس مراد ہے اور ابلیس تو ابو الشیاطین ہے۔

من مارج شعلے سے جو دھوئیں صاف ہو کر نکلتا ہے حضرت مجاہد نے فرمایا کہ مارج وہ شعلے سرخ و زرد اور سبز آپس میں مل کر آگ کے اوپر سے نکلتے جب آگ جلائی جاتی ہے۔

حل لغات کہا جاتا ہے مرج امر القوم قوم کا معاملہ رل مل گیا یہ اس وقت بولتے ہیں جب ان کا معاملہ مخلوط اور مضطرب ہو جائے۔

marfat.ocm

فائدہ کشف الاسرار میں ہے جن کو آگ کے مذکور شعلے سے اور ملائکہ کو اس کے نور (روشنی) سے اور شیاطین کو اس کے دھوئیں سے۔ بعض نے کہا جان کو اس آگ سے پیدا کیا جو آگ سے کلہ رقیقہ اور آسمان کے درمیان ہوتا ہے اسی میں ہی بجلی ہوتی ہے اور آسمان اسی کلہ رقیقہ کے آگے ہی دیکھا جاتا ہے۔

فائدہ فتوحات شریف کے سفر ثانی کے باب نہم میں ہے کہ مارج وہ آگ جو ہوا سے ملی ہوئی ہو اسے ہوائے مشتعل (شعلہ والی ہوا) اس معنی پر جان دو عنصر سے پیدا ہوا آتش اور ہوا۔ اور آدم بھی دو عنصر سے بنا ہے پانی اور مٹی۔ جب پانی اور مٹی اکٹھے ہوتے ہیں تو طین (گارا) کہا جاتا ہے اور جب ہوا و آتش اکٹھے ہوتے ہیں تو اسے مارج کہا جاتا ہے تو جیسے پانی رحم میں پڑنے سے بشر بنتے ہیں اور جن کی مادہ کے رحم میں ہوا پڑنے سے جن بنتے ہیں۔

فائدہ جان و آدم کی تخلیق کے درمیان ساٹھ ہزار سال کی مسافت ہے۔ فبای آلاء ربکما تکذبن (تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو ٹھکراؤ گے) وہ جو تم کو اس نے عطا فرمائیں تمہاری تخلیق کے علاوہ تم پر نعمتوں کی برش برسادی یہاں تک کہ تمہیں افضل المرکبات اور خلاصتہ الکائنات بنایا۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت انسان الروح پر اللہ تعالیٰ نے تجلی ڈالی صفتہ صلصال اللطف والجمال کی صورت میں اور حقیقت ابلیس النفس پر صفتہ مارج القہر والجلال کی صورت میں تو ایک ان کا صورۃ لطف کا مظہر بنا دوسرا صورۃ قہر کا تو پھر اسے روح لطیف اور نفس خبیث تم کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے کیونکہ تمہارے ہر ایک نے لطف و قہر اور طیب و خبث کا ذائقہ چکھا جس پر تم پیدا کئے گئے۔

تفسیر عالمانہ رب المشرقین ورب المغربین (وہ مشرقین و مغربین کا رب ہے) یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی وہ جس نے افاعیل بدلیہ بنائے وہی صیف و شتاء کے مشرقین و مغربین کا رب ہے۔

فائدہ اس سے لازماً ثابت ہوا کہ جیسے مشرقین و مغربین کا رب ہے ایسے ہی ان کے درمیان کی جملہ کائنات کا بھی رب ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ غایت ارتفاع و غایت انحفاض کا ذکر ان کے مابین کے ذکر کو لازم ہے جیسے ایک بہت بڑے ملک کی شاہی والے کے لئے کہو کہ " مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ مشرق و مغرب کے

marfat.com

درمیان کے تمام ممالک کا مالک ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ مشرقین میں ایک مشرق وہ ہے جس میں سورج سال کے طویل دنوں میں طلوع کرتا ہے (یعنی موسم گرما) اور دوسری مشرق وہ ہے جس میں سورج سال کے چھوٹے دنوں میں طلوع کرتا ہے (یعنی موسم سرما) ان ہردونوں کے درمیان سورج کی (ایک سواسی) (۱۸۰) مشرق ہیں ایسی ہی مغربین کو سمجھ لیجئے۔

ازالہ وھم وہ جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ ہے تو وہ اہل مشرق کے لئے ہے یعنی اہل مشرق کے لئے قبلہ یہ ہے کہ مغرب الصیف کو دائیں جانب اور مشرق اشتاء کو بائیں جانب رکھا جائے تو درمیانی حصہ کو قبلہ کی سمت ہے (فبای الاء ربکما تکذبن) (تو اپنے پروردگار کی کونسی نعمتوں کی تم تکذیب کروگے) جوان مشرقین ومغربین میں فوائد پیدا فرمائے ہیں کہ جن کا شمار ناممکن ہے مثلاً ہوا کا معتدل ہونا' فصول مختلف ہونا اور ہر فصل کے وقت میں اس کے مناسب حوادثات وغیرہ وغیرہ۔

تفسیر عالمانہ مرج البحرین (چھوڑا دو دریاؤں کو)

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں مرجت الدابتہ (میں نے جانور کو گھاس کے لئے چھوڑا) اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دو دریا میٹھا و کڑوا چھوڑے یعنی دو دریاؤں کو راستہ دیا کہ ایک خوشگوار اور میٹھے پانی والا ہے دوسرا کڑوا اور شور۔

یلتقیٰن (آپس میں ٹکرتے ہیں) البحرین سے حال ہے۔ حال مقدرہ کے قریب ہے یعنی ایک دوسرے کے قریب قریب بہتے ہیں اور ان دونوں کی سطحیں ایک دوسرے کو مس کرتی ہیں۔ دونوں کے منظر میں کوئی فاصلہ نہیں وہ یہ کہ دجلہ دوسرے دریا میں داخل ہوکر اسے چیرتا ہوا کئی میلوں تک چلا جاتا ہے لیکن دونوں کے ذائقہ و مزہ میں کسی قسم کا تغیرہ وتبدل نہیں آتا۔

فائدہ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے بحر فارس وروم بحر محیط میں ملاتا ہے کیونکہ یہ دونوں بحر محیط کی جھیلیں ہیں دونوں اسی سے جدا ہوتی ہیں۔

حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس تقریر پر یَلْتَقِیٰنِ یا حال مقدرہ ہے اگر یہ مراد ہے کہ ان

marfat.ocm

دونوں کو بحر محیط کی طرف چھوڑتا ہے یا معنی یہ ہے کہ بحر محیط سے نکل کر چھوڑتا ہے بہر حال ہر ایک کے لئے توجیہہ ہے۔

بینھما برزخ دونوں کے درمیان آڑ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت یا آڑ ہے زمین سے۔

حل لغات برزخ دو چیزوں کے درمیان حائل (آڑ) اس لئے قبر کو برزخ کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت کے درمیان حائل ہے اور وسوسہ کو بھی برزخ کہتے ہیں کہ وہ ایمان کے لئے آڑ ہے درمیان شک و یقین کے۔

لا یبغین ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے رل مل کر یا ایک دوسرے کی خاصیت کو باطل کر کے ورنہ اختلاط کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ذائقہ میں تبدیلی آجاتی لیکن وہ دونوں اپنی اصلی حالت پر رہتے ہیں۔ اختلاط سے لحہ بھی ان کا ذائقہ نہیں بدلتا یا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی حدود سے متجاوز نہیں ہوتے کہ ایک دوسرے کے درمیان خالی زمین پڑی ہو تو کئی بھی اس خالی جگہ پر نہیں چل سکتا۔ بلکہ خالی جگہ پر لوگ آباد رہتے ہیں اور یہ ان کو غرق نہیں کرتے۔

فائدہ بغی یا تو ابتغاء بمعنی طلب کے ہے یعنی اپنے مقدر کے ماسوا اور کچھ طلب نہیں کرتے۔ فبای الاء ربکما تکذبن (تو تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے) کیونکہ دریاؤں میں کوئی ایسی شے نہیں جو تکذیب کے قابل ہو بلکہ یہ دونوں فوائد اور عبرتوں سے بھرپور ہیں۔

یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان ان دونوں سے لولو مرجان نکلتے ہیں۔

حل لغات اللُؤلُو (موتی) مرجان (سرخ مونگے) مشہور ہیں بعض کہتے ہیں اسے دریا میں جنات ڈالتے ہیں۔

فائدہ خریدۃ العجائب میں ہے کہ لولو بحر ہند و فارس میں پائے جاتے ہیں اور مرجان دریا میں درخت کی طرح اگتے ہیں۔ (اذا کلس المرجان عقد الزئبق) بعض سفید ہوتے ہیں بعض سرخ بعض سیاہ اس کا سرمہ بنا کر آنکھ میں ڈالا جائے تو بینائی کو قوت بخشتا ہے اور آنکھ کی رطوبت کو چوستا (سکھاتا) ہے بعض نے کہا لولو چھوٹے موتی اور مرجان بڑے موتی کو کہا جاتا ہے۔

marfat.ocm

تحقیق البحرین اگر بحرین سے بحر فارس و بحر روم مراد ہوں منہما تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ لولو مرجان انہیں سے ہی نکلتے ہیں کیونکہ یہ ہر دونوں نمکین ہیں اور سات دریاؤں میں مٹھاس تو ہے نہیں مگر یہ اس قول کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ آیت میں مراد یہ ہے لولو مرجان فارس و روم کے نمکین دریاؤں سے اور چین کے میٹھے دریاؤں سے نکلتے ہیں۔ بحر العلوم میں ہے کہ لولو بحر فارس سے اور مرجان بحر روم سے نکلتا ہے یعنی اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر دونوں ان دونوں سے مخصوص ہیں۔ اگر دو دریاؤں سے مراد نمکین اور میٹھا مراد ہے تو اس وقت لولو مرجان کے نکلنے کی نسبت بحرین کی طرف ہو گی حالانکہ یہ صرف نمکین دریا سے نکلتے ہیں یا یہ کہ تمام دریا سے بھی نہیں نکلتے بعض جگہوں پر ہوتے ہیں تو یہ نسبت ایسے ہو گی جیسے کہا جاتا ہے بچہ ماں باپ سے پیدا ہوا حالانکہ پیدا تو صرف ماں سے ہوتا ہے (یہی تقریر مناسب تر ہے) یا یہ کہا جائے کہ لولو مرجان دو دریاؤں (نمکین و میٹھے) کے ملنے کی جگہ سے نکلتے ہیں پھر یہ بھی دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔

۱۔ ملتقی اسم مکان اور خروج بمعنی انتقال از باطن بطرف ظاہر جمہور فرماتے ہیں کہ لولو مرجان کھاری پانی کی ان جگہوں سے نکلتے ہیں جہاں نہریں اور میٹھا پانی پڑتا ہے۔ اس معنی پر اس کا اسناد دونوں کی طرف مناسب ہے اور یہی (غواص) غوطہ خوروں (موتی نکالنے والوں) میں مشہور ہے۔

۲۔ ملتقی مصدر میمی ہے بمعنی الالتقاء والخروج یعنی الحدوث بمعنی الوجود یعنی لولو مرجان ان دونوں کے التقاء و اجتماع سے پیدا ہوتے ہیں جیسے رازی نے فرمایا اس معنی پر پانی میٹھا نمکین کے لئے لقاح کی طرح ہو گا۔

فائدہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے مولی اور شاگرد عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ اشیاء دریا میں نزول بارش کے وقت پیدا ہوتی ہیں کیونکہ صدف بارش کے وقت منہ کھول دیتی ہیں تو اصداف بمنزلہ ارحام کے ہیں نطفوں کے لئے اور دریا کا پانی مثل غذا حاصل کرنے والے جسم کی طرح ہے۔

فائدہ یہ دلیل ہے اس مشہور قول کی کہ بارش نہ ہو تو قحط پڑ جاتا ہے اور مچھلیاں ست پڑ جاتی ہیں اور اصداف میں کمی آجاتی ہے نایاب ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو کہ منہما کی ضمیر بحرین کی طرف باعتبار جنس کے ہے اس میں سوچ بچار کیجئے) فبای الاء ربکما تکذبن (تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے) اس لئے کہ دریاؤں کے جواہر سے تم آرائش کرتے اور ان کی خرید و فروخت سے فوائد و منافع حاصل کرتے ہو

marfat.ocm

یہ اس کی ظاہری نعمتیں ہیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ اس سے ایک دریا آسمانی دوسرا دریا زمینی مراد ہے کیونکہ یہ دونوں ہر سال ملاقی ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان برزخ آڑ ہے جو آسمان کے دریا کو نیچے برسنے سے اور زمین کے دریا کو اوپر چڑھنے سے روکتا ہے۔ دریائے فلک کے قطرات زمین کے دریا میں گر کر صدف کے منہ میں موتی بن جاتے ہیں اور اسی میں پکتے ہیں پنجتن پاک (صلی اللہ علی نبینا و علیہم وسلم) بعض نے کہا بحرین علی و فاطمہ برزخ نبی پاک ﷺ ہیں ان دریاؤں سے وہ موتی نکلے یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تفسیر صوفیانہ (۱) بعض نے کہا کہ بحرین سے عقل و ہوائے نفسانی مراد ہے ان کے درمیان برزخ لطف الٰہی ہے ان سے توفیق و عصمت ظاہر ہوتی ہے۔ بعض نے کہا بحرین سے معرفت و معصیت مراد ہے اور برزخ سے عصمت مراد ہے ان سے شوق و توبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ یبغیٰن سے مطلب یہ ہے کہ معصیت معرفت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا کہ بحرین سے دنیا و آخرت مراد ہے اور برزخ قبر ہے۔ بعض نے کہا کہ بحرین سے حیات و وفات مراد ہے اور برزخ اجل ہے۔ بعض نے کہا بحرین حجتہ و شبہتہ ہے اور برزخ نظر ہے ان سے حق و صواب ظاہر ہوتا ہے۔

فائدہ حضرت امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بحرین سے خوف و رجا مراد ہے یا قبض و بسط اور برزخ قدرت بے علت ہے اور لولوء سے احوال صافی اور مرجان طلائق وافی ہیں۔ کشف الاسرار میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عوام کے بحرین خوف و رجا بن جاتے ہیں۔

ان سے گوہر زہد و ورع و طاعت تقویٰ ظاہر ہوتے ہیں اور خواص کے بحرین قبض و بسط میں ان سے جواہر فقر و وجد پیدا ہوتے ہیں اور انبیاء و صدیقین کے بحرین انس و ہیبت ہیں ان سے گوہر فنا ظاہر ہوتا ہے تاکہ ان کا صاحب منزل بقا تک پہنچ سکے۔

ز قعر بحر فنا گوہر فنا یابی   وگرنہ غوطہ خوری ایں گہر کجا یابی

ترجمہ بحر فناء کی گہرائی سے فناء کا گوہر پاؤ گے اگر غوطہ نہ لگاؤ گے تو یہ گوہر کہاں سے پاؤ گے۔

marfat.com

تفسیر صوفیانہ (۲) بعض اکابر نے فرمایا کہ اس میں بحر روح کے اس مروج و حرکت کی طرف اشارہ ہے جو وہ تجلیات ذاتیہ سے متحرک ہوتا ہے اور بحر قلب کے مروج و حرکت کی طرف جو وہ تجلیات صفاتیہ سے متحرک ہوتی ہے اور یہ دونوں مقام وحدت مع بقائے برزخ معنوی میں جمع ہوتے ہیں ان کے درمیان یہی مقام وحدت مع بقاء برزخ ہے جس کی وجہ سے بحر روح پر نہیں چڑھ گزرتا اس لئے کہ اسے نزول بالکلیہ حاصل نہیں تاکہ بحر القلب کی خاصیتہ نہ مٹ جائے اور نہ ہی بحر القلب کی خاصیت ختم نہ ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا ومامنا الا له مقام معلوم اور ہمارے ہاں ہر ایک کا مقام معلوم ہے۔ بحر روح و بحر قلب کے التقاء سے بحر روح کی گہرائیوں سے تجلیات صفاتیہ کے مرجان ظاہر ہوتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ (۳) بعض نے کہا کہ بحرین میں بحر القدم والحدوث کی طرف اشارہ ہے اور بحر القدم میٹھا ہے بحیثیت قدم کے اور بحر الحدوث نمکین ہے بحیثیت علل الحدوثیتہ کے ان کے درمیان غلبہ وحدانیت کا برزخ ہے۔ بدیں وجہ یہ دونوں ایک دوسرے سے نہیں ملتے کیونکہ اللہ تعالیٰ حلول فی الامان اور استقرار فی المواطن سے منزہ ہے۔ بحر القدم سے قرآنی اور اسماء مغفرت اور بحر الحدوث سے علم و طلتہ ظاہر ہوتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ (۴) بحر القلب جو کہ وہ بحر الاخلاق المحمودہ ہے اور بحر النفس جو کہ بحر الاخلاق المذمومہ ہے کی طرف اشارہ ہے اور ان کے عدم اختلاط کا مطلب یہ ہے کہ نہ قلب نفس ہو سکتا ہے اور نہ نفس قلب ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان عقل و علم و شریعت و طریقت برزخ ہیں۔ جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو اس سے اور قلب سے ایمان وایقان صفائی اور نور و طمانیت ظاہر ہوتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ (۵) حضرت ابن عطاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عبد و رب کے درمیان دو بحر عمیق ہیں۔

۱۔ بحر النجات یعنی قران جو اس سے متعلق ہوا وہ نجات پا گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل الله جميعا سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو چمٹ جاؤ۔

۲۔ بحر الہلاک۔ یعنی دنیا جو اس کی طرف جھکا وہ ہلاک ہوا۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ ولہ الجوار (اور اس کے لئے کشتیاں ہیں) لام کے معنی ہیں۔

۱۔ لام ملک کی ہے۔

۲۔ لام امتحان و تعجب کی ہے جیسے کہا جاتا ہے للّٰہ انت اللّٰہ درک (اللہ تعالیٰ کے لئے تجھے اللہ سے انعام ہے) کشف الاسرار۔

حل لغات الجوار (بکسر الراء) دراصل الجواری (بالیاء) تھا معنی کشتیاں جاریۃ کی جمع صفت کو موصوف کے قائم مقام کھڑا کیا گیا ہے۔

فائدہ ابن الشیخ نے فرمایا کہ ارکان چار ہیں۔

۱۔ مٹی ۲۔ پانی ۳۔ ہوا ۴۔ آگ

ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی کہ خلق الانسان من صلصل "انسان کو بجتی مٹی سے پیدا کیا اس میں اشارہ فرمایا کہ مٹی اصل الخلوق اور برگزیدہ و مکرم اور عجیب الشان ہے اور فرمایا خلق الجان من مارج من نار (جان کو سیاہ نار سے پیدا فرمایا) اس میں اشارہ ہے کہ آگ بھی دوسری اصل الخلوق اور عجیب الشان ہے اس کے بعد فرمایا کہ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان ان سے لولو و مرجان نکلتے ہیں) اشارہ فرمایا کہ پانی بھی اصل الخلوق میں سے ہے اور اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و قیمت ہے۔ اس کے بعد ہوا کا بیان فرمایا کہ اس میں کشتیوں کے چلانے میں بہت بڑی تاثیر ہے باوجودیکہ کشتیاں پہاڑوں جیسی ہیں لیکن ہوا انہیں اٹھا کر دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پھینک مارتی ہے اسی لئے اس کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا کہ دریاؤں میں جو کام ہوا کرتی ہے وہ کسی فرد بشر کے بس میں نہیں ہے اس کا انہیں اعتراف بھی ہے اسی لئے وہ کہتے ہیں۔ لک الفلک ولک الملک (کشتی بھی تیری ملک بھی تیرا) اور جب غرق ہونے کا انہیں خطرہ ہوتا ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں۔ کشتی کو جاریہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا کام جاری ہوتا ہے اور اپنے مالک کے امور سر انجام میں سعی کرتی ہے المنشأت انتہی ہوئی تھی۔

حل لغات یہ انشاء سے ہے بمعنی رفعہ اسے اونچا کیا گیا الشرع (بضمتین) شراع کی جمع ہے بمعنی

marfat.ocm

بادبان یا منشاء معنی پانی میں اٹھی ہوئی ہے۔ اب یہ ہوا کہ یہ جس کام کے لئے بنائی ہوئی ہیں۔ اسی مطابق پانی میں اٹھی ہوئی ہیں۔[1]

یعنی وہ کشتیاں پانی پر اٹھی ہوئی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد (انسانی) کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ فی البحر کالاعلام دریاؤں میں بلند و بالا پہاڑوں کی طرح ہیں یعنی وہ پہاڑ جو اونچے اور موٹے ہوں یہ المنشآت کی ضمیر سے حال ہے یعنی دریاؤں میں کشتیاں یونہی ہیں جیسے جنگلوں میں پہاڑ یا جیسے جنگلوں میں اونٹ ہیں ایسے ہی دریاؤں میں کشتیاں۔ فبای الاء ربکما تکذبن (تو اپنے رب کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو) کشتیوں کے مواد کی تخلیق سے یا ان کے حاصل کرنے کے طریقوں سے یا ان کی ترکیب کی کیفیت سے یا ان کے دریاؤں کے اجزاء سے کہ خشک لکڑی کے باوجود تھوڑے سے وقت میں سفر طویل طے کرتی ہیں یا جن کی وساطت سے بڑے بڑے معاملات و امور تجارات طے کرنے سے تمہیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی تخلیق و جمع و ترتیب پر کوئی بھی قادر نہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اٹھی ہوئی شریعت و طریقت کی کشتیوں کے احکام شریعت آداب طریقت کے جریان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بحر الحقیقتہ میں چلتی ہیں ایسے بڑے اونچے پہاڑ ہوں اور وہ طاعات و عبادات کثیرہ کے منافع سے پر ہیں مقتضائے شریعت و ردات قلبیہ والہامات غیبیہ پر بمطابق قانون ارباب طریقت کے (تاویلات نجمیہ)

تفسیر عالمانہ کل من علیھا فان جتنا زمین پر ہیں سب کو فنا ہے ھا (ضمیر) غیر مذکور سے کنایہ ہے جیسے کسی بیوقوف کو کسی کام سے روکے تو کہے جری الیہ اب معنی یہ ہوا کہ جتنا زمین پر حیوانات و مرکبات ہیں من دونوں وجہوں پر تقیباً ہے ان سے ثقلین (انس و جن) مراد ہیں کیونکہ رمی ان سب کو فنا ہے۔

ا۔ عجوبہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ملائکہ کرام نے کہا کہ بنو آدم مٹ جائیں گے اس کے بعد جب کل نفس ذائقتہ الموت اتری تو انہیں یقین ہوا کہ وہ خود بھی مٹ جائیں گے کیونکہ وہ اجسام لطیفہ اور ارواح ہیں جو ان کے ان اجسام لطیفہ سے ایسے متعلق ہیں جیسے انسان کی ارواح ان کے اجسام کثیفہ سے متعلق ہیں ہاں ارواح مجردہ کو فنا نہیں۔ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ اور باقی ہے تیرے رب کی ذات۔

وجہ کے وجوہ وجہ سے ذات مراد ہے جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہا جاتا ہے کرم

---

marfat.ocm

[1] سعدی المفتی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ وجہہ (اللہ تعالیٰ ان کی ذات کو مکرم بنائے) عضو معروف کا نام وجہ ہے لیکن بطور استعارہ ذات پر بولا جاتا ہے کیونکہ وہ اشرف الاعضاء و مجمع المشاعر اور سجود کا مقام اور آثار الخشوع کا مظہر ہے۔

فائدہ جب تم جہات الموجودات پر غور کرو گے اور ان کے وجوہ پر فکر کرو گے تو یقین کرو گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا (اس کی اس جہت کے جو اسے متصل ہے) باقی سب کو فنا ہے۔

۲۔ حضرت سعدی المفتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وجہ بمعنی اقصد ہے یعنی مقصود اور وہ شے جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں ہے اور جہات بمعنی مقاصد آتا جس نے جہت سے وہ جہت مراد لی ہے جو اللہ تعالیٰ کے متصل ہے اس میں ایک قسم کا اصلاح ہے۔ ہاں اس میں جہتہ سے مقصد لیا جائے اضافت بیانیہ ہو تو اب مطلب یہ ہو کہ وہ جہت جس کی طرف ہر ایک متوجہ ہو (تو مطلب صحیح ہو سکتا ہے)

۳۔ الشیخ ابن نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماہیات تین قسم ہیں۔

۱۔ واجب الوجود ۲۔ ممتنع الوجود ۳۔ ممکن الوجود

واجب الوجود تو وجود بحت (خالص) ہے ممتنع عدم محض ہے۔ ممکن الوجود وجود عدم ہر دونوں سے مرکب ہے اس لئے کہ اس کے وجود میں ماہیتہ عارضہ ہے اور وہ ماہیت بھی امر اعتباری اور خارج میں معدوم ہے من حیث ھو ھو وجود کے قابل نہیں اور اس کا وجود من حیث ھو ھو عدم کے قابل نہیں۔ اس معنی پر ممکن وجد و مخلوق ہے وجود و عدم سے اور یہی جمعیتہ وجود و عدم کے قابل ہے اس سے قاضی بیضاوی کے قول کا مطلب ظاہر ہوا کہ انہوں نے فرمایا اگر غور کرو گے تو تمہیں سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ماسوا فانی نظر آئیں گے اور اس کی حقیقت بھی واضح ہو گی جو حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر نے فرمایا کل شئی ھالک الا وجہہ کی ضمیر شئی کی طرف راجع ہے ذوالجلال والاکرام صاحب جلال والاکرام کا) یہ وجہ کی صفت ہے وہ استغناء مطلق والا ہے یا وہ ذات و صفات میں عظمت والا ہے یا فضل تام والا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات میں سے ہیں۔

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ کہا کرو یا ذالجلال والاکرام۔ فائدہ تاج المصادر میں ہے کہ الفاظ بمعنی ملازمت کرنا اور بارش کا ہمیشہ ہونا ایسے ہی الحاح اور القاموس میں ہے کہ اللفظ بمعنی اللزوم والحاح اسی سے ہے وہ جو حضور سرور عالم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس سے آپ کا گزر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا

marfat.ocm

تھا یا ذوالجلال والاکرام تو فرمایا تیری دعا قبول تیری دعا قبول۔ انہی دو کلمات سے دعا کی استجابت کی امید رکھنی چاہیے۔

نکتہ سب کی سب مخلوق فناء کے بعد ان اسماء کے ذکر میں اشارہ ہے کہ وہ کریم ان کی فناء کے بعد بھی ان پر لطف وکرم فرمائے گا جس کی طرف یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے اس لئے کہ بندوں کو حیات ابدیہ سے زندہ کر کے انہیں نعم مقیم سے نوازنا بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

سوال طیبی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ربک میں ضمیر مخاطب اور تکذبن میں ضمیر مخاطب تثنیہ یہ کیوں حالانکہ مخاطب ایک ہے۔

جواب پہلے میں تعمیم کا اقتضاء ہے کہ وہ ہر مخاطب کے لئے صلاحیت رکھتا ہے کہ اس عظیم امر کو سمجھے اس میں ثقلین بطریق اتم واکمل شامل ہیں لیکن دوسرے میں یہ بات نہیں اسی لئے وہ بدستور تثنیہ کی ضمیر لائی گئی۔

تفسیر صوفیانہ کل من علیھا الخ میں اشارہ ہے کہ ارض بشریہ پر جو بھی ہے سب پر موت ہے خواہ موت طبعی سے شہوات حیوانیہ اور لذات جسمانیہ میں غرق ہو کر یا موت ارادی سے صفات روحانیہ سے متلبس ہو کر من ذوی العقول میں تغلب ہے ان کی جن کے عقول آفات قوۃ وھیۃ وخیالیہ سے سالم ہے اس لئے کہ وہ اپنی فطرت کی پاکیزگی اور طینت کی بقاء کی وجہ سے تجلیات الہیہ سے باقی ہیں ویبقی وجہ الخ میں اشارہ ہے کثرۃ نسبیہ اسمائیہ کی فنا اور وحدۃ الحقیقتہ الذاتیہ جو صفت جلالیہ قہریہ وجملیہ الطیفہ سے موصوف ہے کی بقاء کی طرف تو پھر تم کون سی ان کی نعمتوں کی تکذیب کرو گے جو ذکور ہوئیں مثلاً حیات مجازیہ کی فناء حیات حقیقیہ کا بقا وصفت لطیفہ کا اظہار مستحق لطف کے لئے اور صفت قہریہ کا اظہار مستحق قہر کے لئے جو اس کا علم محیط ہے کہ کون کس صفت کا مستحق ہے اگر وہ بظاہر رسم الوجود پر ہے کیونکہ کسی دوسرے کے وجود سے قائم ہے درحقیقت وہ فانی ہے اس لئے کہ وہ قائم بنفسہ نہیں اور نہ ہی درحقیقت اس کا کوئی نفس ہے کیونکہ وجود حقیقی تو قدیم ذات کا ہے اسی لئے اپنی ذات کی ثناء فرمائی کہ یَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَام حضرت شیخ مغربی قدس سرہ نے فرمایا۔

سایہ ہستی می نماید لیک اندر اصل نیست

marfat.ocm

نیست راز ہست شناختی یابی نجات

ترجمہ سلبیہ کی ہستی نظر آتی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ نیست ہے جب تک نیست و ہست کی پہچان نہ ہوگی نجات نہ پا سکے گا۔

حضرت جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

تو در میانہ ہیچ ہر چہ ہست اوست
ہم خود الست گوید و ہم خود بلیٰ کند

ترجمہ تو درمیان میں کچھ نہیں ہے تو وہی ہے وہی الست بھی خود کہتا ہے بلیٰ بھی خود۔

مژدہ بہار وجہ الباقی میں عشاق القلوب کو تسلی دیتا ہے کہ اے عاشقو میں تمہارے لئے باقی ہوں غم نہ کھاؤ۔ جو تم نے دنیا میں میرے جمال کا کشف پایا۔ تمہیں نصیب ہو گا اور بلا حجاب تمہیں ایسے ہی نصیب ہوتا رہے گا ذوالجلال میں اہل محبت و اہل ہیبت کو برانگیختہ کرنے کے لئے ہے۔

حبیب ﷺ کی خصوصیت ضمیر خطاب واحد میں اپنے محبوب ﷺ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اے محبوب کشف الوجہ تیرے لئے ہمیشہ مکشوف رہے گا اور میں تمہیں ہمیشہ اپنا چہرہ دکھاتا رہوں گا اور تیرے تابعدار اور عشاق باکمال تیری اتباع میں سرشار ہوتے رہیں گے یعنی وہ میرے چہرے پر نگاہ ڈالتے رہیں گے لیکن تیرے طفیل یعنی چہرے کا حجاب اٹھے گا تو تیرے لئے پھر دوسرے بھی تیرے طفیل سرشار ہو جائیں گے۔

شان صدیقی وجو دالباقی سب کا سب وجہ ہے ہاں تجلیات میں تفاوت ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خصوصی تجلی سے نوازے گا اور باقی اہل ایمان کو عام تجلی سے۔

تفسیر عالمانہ یسئالہ چاہتے اور مانگتے ہیں اس سے من فی السموت والارض وہ جو تمام ہیں آسمانوں اور زمینوں میں وہ جو ان کی اپنی ذاتی ضروریات ہیں بلکہ اپنے وجود میں حدوث و بقاء کے لحاظ سے بلکہ اپنے جملہ احوال میں دائماً زبان قال سے یا حال کیونکہ وہ تمام من حیث الحقائق استحقاق الوجود سے دور ہیں اور وہ جو

marfat.ocm

وجود کے کمالات اس پر متفرع ہیں اپنے وجود میں ایسے محتاج ہیں کہ اگر ایک آن کے لئے بھی ان سے عنایت الیہ کا تعلق منقطع ہو جائے تو انہیں وجود کی بو بھی نصیب نہ ہو اسی لئے وہ ہر آن اور ہر لحظہ وہ اپنی استدعاء و سوال میں اسی حال میں ہیں۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اہل السماء اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا اور اہل ارض رزق و مغفرت ہر دونوں کا سوال کرتے ہیں۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ اہل ایمان کے دو گروہ ہیں۔

۱۔ عابد ۲۔ عارف

ہر ایک کا سوال اس کی ہمت کی مقدار پر ہے اور اس کی نوازش اس کے حوصلہ کرم کے لائق ہے۔

ہر کسے از ہمت والائے خویش
سود برد در خور کالائے خویش

ترجمہ اپنی بلندی ہمت سے نفع پائے گا وہ اپنے سامان کے مطابق۔

نکتہ عابد کچھ اور چاہتا ہے لیکن عارف خود خدا کو چاہتا ہے۔

حکایت حضرت احمد حواری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ اے احمد ہر ایک مجھ سے چاہتا ہے لیکن بایزید خود مجھے چاہتا ہے۔

فسرت الیک فی طلب المعالی
وسار سوای فی طلب المعاش

ترجمہ میں تیری طرف چلا بلندیوں کی طلب میں دوسرے صرف معاش کی طلب میں ہیں۔

کل یوم ہر وقت از اوقات اس سے یوم الٰہی وہی آن ہے جو غیر منقسم ہے وہ در حقیقت وقت کا بطون ہے۔ ھو وہ اللہ تعالیٰ فی شان شانوں میں سے ایک شان میں ہے۔

marfat.ocm

تفاسیر شان منجملہ ان کے ایک یہ ہے جس کا وہ سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن میں بہت سے اشخاص کو پیدا کرتا ہے اور بہتوں کو مارتا ہے بہت بڑے احوال لاتا ہے اور بہت سے احوال لے جاتا ہے۔ مثلاً غناو فقر اور عزت و ذلت اور نصب و عزل اور صحت و مرض وغیرہ بتقاضائے حکمت جو بندوں کی مصلحتوں پر مبنی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے کہ وہ گناہ بخشے دکھ دور کرے ایک قوم کو ترقی دے دوسروں کو ذلت دے۔

۲۔ حضرت حسین بن الفضل نے فرمایا شان یعنی مقادیر کو مواقیت کی طرف لانا۔

۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح پیدا فرمائی جو سفید خالص موتیوں کی جس کا یاقوت سرخ تھا اور قلم نور کی اور کتاب بھی نور کی اس کو روزانہ تین سو ساٹھ بار نظر عنایت سے نوازتا ہے اس پر لکھا ہے کہ وہی پیدا کرتا ہے وہی مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی عزت دیتا ہے وہی ذلت دیتا ہے وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے اسی لئے فرمایا ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ

حدیث شریف سے تائید ملتی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نظر عنایت سے نوازتا ہے وہی ابتداءً پیدا کرتا ہے وہی سب کو لوٹائے گا وہ جس سے محبت کی اسے پیدا فرمایا۔

محبت الٰہی کا مطلب یہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے کہ وہ ہر روز ایک ہزار نفوس پیدا کرتا ہے اور ایک ہزار کو موت دیتا ہے۔

سبق جب حیات فانیہ کے بعد حیات باقیہ میں بہتری ہے تو پھر تیرا کیا خیال ہے کہ حیات باقیہ میں کتنی بھلائیاں ہوں گی۔

اعجوبہ حضرت ابن عیینہ نے فرمایا کہ دھر کل کا کل اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف دو دن ہے ایک وہی جو دنیا کی کل مدت ہے اس کی شان اس میں امر و نہی و اماتہ۔ احیاء۔ اعطاء۔ منع۔ دوسرا یوم آخرت یعنی یوم القیمۃ اس میں یہ شان ہے۔ جزاء۔ حسب۔ ثواب۔ عقاب

marfat.ocm

شان نزول حضرت مقاتل نے فرمایا کہ یہ آیت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے دن کا کوئی حساب نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہی آیت نازل فرمائی۔

فائدہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کے مدلول کی ظرف (مفعول فیہ) ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر یوم امور کو پھیرتا ہے۔ اور ہر یوم انہیں پیدا فرماتا ہے وغیرہ وغیرہ (بحر العلوم)

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تم تکذیب کرو گے جبکہ تم اپنے اوپر کے احسانات کا مشاہدہ کر رہے ہو۔

تفسیر صوفیانہ (۱) بحر الحقائق میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ ہر ہر نفس پر ہر آن میں تجلی حق ہو رہی ہے وہ تجلی جو اس کی استعداد کے مطابق ہے اور تجلیات کی کوئی انتہا نہیں تو تم اپنے پروردگار کی کونسی تجلی کی تکذیب کرتے ہو کہ اس نے تمہاری مطلوب صورتوں پر تجلی ڈالی کہ تمہیں کم سے وجود بخشا اور تمہارے محبوب وجود کو پیدا فرمایا۔

کل یوم فی شان چہ شانست	ہر زماں جلوہ دیگر شود از پردہ عیاں
جلوہ حسن ترا غایت و پایانے نیست	یعنی اوصاف کمال تو ندارد پایاں

ترجمہ ۱۔ کل یوم ہو فی شان کیا ہے کہ ہر ان پردہ سے دوسرا جلوہ عیاں ہوتا ہے۔

۲۔ تیرے حسن کے جلووں کی غایت و انتہا نہیں یعنی تیرے کمال کے اوصاف کی انتہا نہیں ہے۔

تفسیر صوفیانہ (۲) حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اس سے وہ سوال کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یعنی ملائکہ کرام سب کے سب بقدر مقاسات خود (اور زمین میں رہنے والے) چاہنے والا اپنی آرزو چاہتا ہے مثلاً خائف بعد و حجاب سے نجات چاہتا ہے اور راجی محل فرح تک پہنچنا چاہتا ہے مطیع قوت عبادت و ثواب اطاعت چاہتا ہے عارف مزید معرفت مانگتا ہے محب وصل اور مشتاق دیدار عاشق بحر شہود میں استغراق چاہتا ہے اور جاہل وہ علم جو اسے اس سے حاجب ہو اور عالم وہ علم جو اس کی عزت بخشے ایسی ہی ہر قوم اپنے مراتب و مقامات کے مطابق مانگتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر آن نئی شان میں ہے اور شان بمعنی حال اور امر عظیم ہے۔

تفسیر عالمانہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ جلد ہی ہم تمام امور نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد کریں گے۔

marfat.ocm

اس سے قیامت کا دن مراد ہے کہ شون وقت جس کی طرف کل یوم ھو فی شان میں اشارہ کیا گیا ہے۔ انتہا کے وقت کہ اس وقت صرف ایک ہی شان ہو گا یعنی جزاء مجاز مرسل پر اسے فراغ سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ فراغت کو تجرد لازم ہے اس مشغولی سے فراغت مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک ہی حال سے دوسرا حال مشغول نہیں کرتا۔ بعض نے کہا کہ تہدید والے کے اس قول کا استعارہ ہے جو اپنے فریق کو کہا عنقریب میں تیرے لئے فارغ ہو کر ایسے امر میں تجھے مشغول کروں گا کہ تجھے اور کسی حال کی طرف توجہ نہ ہو گی اس سے مکمل سزا دینا اور بدلہ لینا مراد ہے اور یہ خطاب مجرمین کو ہے بخلاف پہلے کہ وہ صرف مجرموں کو نہیں بلکہ عام ہے ایُّهَ الثَّقَلَانِ (اے جنو اور انسانو)

حل لغات امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ الثقل والخفہ ایک دوسرے کی نقیض ہیں جو تول اور مقدار میں ترجیح پا جائے اسے ثقیل کہا جاتا ہے دراصل اس کا استعمال اجسام میں ہوتا ہے اور اسے معانی میں بھی استعمال کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں اثقلہ الغرم والوزر اس کے جرم و زر زیادہ وافی ہیں لیکن یہاں پر انس و جن مراد ہیں انہیں ثقل اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ زمین کے بوجھ ہیں یعنی انہیں سواری کے بوجھ سے تشبیہ دی گئی ہے اور حواشی ابن الشیخ میں ہے کہ زمین کو اس سواری سے تشبیہ دی گئی ہے جو بوجھ اٹھائے اور انس و جن گویا اس کے بوجھ ہیں ان کے ماسوا گویا فضول ہیں یا ان کی آراء وزنی ہے یا مکلف ہونے کی وجہ سے وزنی ہیں یا زمین پر ان کی عظمت شان کی وجہ سے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے میں تمہارے لئے دو بوجھ چھوڑے جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور عترت" حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں ثقلین اس لئے کہا گیا کہ وہ گناہوں کی وجہ سے بوجھل ہیں یا اس لئے کہ ان میں بوجھ ہے کیونکہ وہ وجود میں سب سے ان کا عین موخر ہے اس لئے کہ بوجھ والی شے پیچھے ہوتی ہے جیسے ہلکی شے کی علامت ہے جلدی آنا اور انس و جن سے ثقیل تر ہے۔ فبای الاء ربکما تکذبن تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ منجملہ کہ وہ تنبیہہ ہے جو انہیں قیامت میں پیش آئے گا ڈرانے کے لئے اس سے حساب کی طرف لے جائے اپنے قول و اعمال سے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ اس سورت کی بعض آیات میں شدائد و عذاب اور ناز و نعمت کا ذکر دو وجہوں سے ہے۔

marfat.ocm

۱۔ ان کا نشانہ اہل ایمان نہیں بلکہ صرف کفار ہیں کیونکہ یہ نعمت سے شکر عظیم کی مقتضی ہے۔

۲۔ اس سے ڈرانا بھی ایک عظیم نعمت ہے کیونکہ انسان جس شے سے ڈرتا ہے اس میں زیادہ جدوجہد کرتا ہے بہ نسبت اس کے کہ جس میں اسے رغبت ہو۔

تفسیر عالمانہ یامعشر الجن والانس اے جن وانس کے گروہ۔ اس سے وہی ثقلان مراد ہیں اب انہیں ان کے اسماء جنس سے خطاب کیا گیا ہے زیادہ تقریر کی وجہ سے اور کیونکہ افعال شاقہ میں پر قدرت میں زیادہ مشہور ہیں انہیں اسی طریقہ سے خطاب کیا گیا ہے جو ان کی قدرت کی طرف اشارہ کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کی قدرت اس کی طاقت نہیں جس کے وہ مکلف بنائے گئے ہیں۔

حل لغات معشر معنی عظیم جماعت اس نام سے اس لئے موسوم ہیں کہ وہ غایت کثرۃ میں ہیں کیونکہ معشر کلمہ عشر ہے اور وہ گنتی میں کامل اور کثیر ہے کہ اس کے بعد اور کوئی عدد نہیں اگر ہے تو اس سے مرکب ہوگا مثلاً کہا جاتا ہے احد عشر (۱۱) اثنا عشر (۱۲) عشرون (۲۰) ایسے ہی ان کے آگے کے ہندسے مثلاً ۲۲۔ ۲۳ وغیرہ وغیرہ جب معشر کہا جائے گا تو گویا کہا گیا ہے کہ وہ محشر یعنی جماعت کثیرہ کا محل ہے۔

سوال اس آیت میں جن کی تقدیم کیوں؟

جواب تخلیق میں وہ انس سے مقدم ہے اسی لئے اب یہاں بھی مقدم کیا گیا۔

سوال قل لئن اجتمعت الانس والجن الخ فرمایئے اگر انس و جن جمع ہو جائیں الخ میں انس کی تقدیم کیوں؟

جواب انسان کی فضیلت و شرافت کی وجہ سے اس لئے کہ تقدیم افضلیت کو چاہتی ہے؟

ربط ابن الشیخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں صرف ان کے حساب و جزا کے لئے فارغ ہو کر بیٹھیں گے یعنی حساب لیں گے اور جزاء دیں گے پھر اس پر انہیں تہدید فرمائی کہ اس کے شدید اہتمام کی وجہ سے تو اس سے ایک وہم پیدا ہوا کہ اس کا اتنا اہتمام کے باوجود پھر ہو گا کیا جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس

marfat.ocm

پر قدرت حاصل ہے کیونکہ وہ سب کے سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور ان پر صرف اسی کا تصرف ہے کئی بھی اس سے چوک نہ جائے گا اسی لئے اس میں ان کی عجلت طلبی کے باوجود ان پر قیامت جلد تر قائم نہ کی کیونکہ عجلت وہ کرتا ہے جسے خوف ہو کہ وہ کام اس سے فوت ہو جائے گا اسی قدرت پر اس نے دہر کو دو مدتوں پر تقسیم کیا۔

۱۔ مدت ایام دنیا ۲۔ مدت یوم القیمۃ

پہلے مدت کو تکلیف اور آزمائش کے ایام بنائے دوسری مدت کو حساب و جزاء کا دن مقرر فرمایا اور ہر دونوں مدتوں کو مصائب و تکلیف کا مرکز اور دکھوں اور دردوں کا سرچشمہ بنایا کہ ہر دو ثقلین میں سے کسی ایک کو بھی اس سے بھاگنے کا کوئی چارہ نہیں جو کچھ اس نے فیصلہ کیا ہے اسے ان سب کو بھگتنا پڑے گا۔

فائدہ یامعشر الجن الخ کا تعلق سنفرغ لکم الخ سے ہے اس معنی پر یہ دونوں گویا کلام واحد ہیں ان استطعتم اگر طاقت رکھتے ہو۔

سوال ان استطعتما کہا ہوتا جیسا کہ سیاق کلام کا تقاضا ہے۔

جواب چونکہ ہر دونوں گروہ مستقل ایک بہت بڑی جماعت ہے اسی لئے ان کی کثرت کے پیش نظر صیغہ جمع کیا گیا جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا فاذاھم فریقان یختصمون پس اس وقت وہ دو گروہ ہوں گے (ایک دوسرے سے جھگڑیں گے) یہاں فریقان کے کثیر گروہ کے پیش نظر یختصمون کہا یعنی جیسے یہاں فریقان کو ایک مستقل جماعت قرار دیا گیا ہے ایسے ہی ان استطعم جمع کا صیغہ جماعت کے پیش نظر ہے پھر یرسل علیکما تثنیہ کی ضمیر ثقلین کے لفظ کے اعتبار سے ہے ان استتعتم بمعنی ان قدر تم ہے یعنی اگر تم قدرت رکھتے ہو ان تنفذوا من اقطار السموت والارض اگر تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں کو پار کر جاؤ۔

حل لغات القاموس میں ہے النفاد بمعنی جواز عن الشئی الخ کسی شے کا دوسری شے سے تجاوز ہونا اور اس سے چھوٹ جانا نفوذ کا بھی یہی معنی ہے اور تیر کا کمان کے درمیان میں رل مل جانا اور اس کا ایک کنارے سے دوسرے کنارے سے نکل جانا اور اس کا آپس میں اثر کرنا ایسے ہی نفذ اور نفذھم بمعنی جازھم۔ وہ ان سے تجاوز کر گیا اور ان کے پیچھے ہونا ایسے ہی التفذیم النافذ بمعنی جمیع امور میں گزرنے والا۔ القطار قطر

(بالضم) کی جمع ہے بمعنی الجانب۔ اب معنی یہ ہوا کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل جاؤ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر سے بھاگ کر۔ فانفذوا تو ان سے نکلو یعنی میرے عذاب سے خود کو چھڑا لو۔ یہ امر تعجیز کا ہے مطلب یہ کہ نہ تو تم اللہ تعالیٰ سے چوک سکتے ہو اور نہ اسے عاجز کر سکتے ہو کہ وہ تم پر قضاؤ قدر کا اجراء نہ کر سکے۔ لاتنفذون قدرت نہیں رکھو گے اوپر جاری کرنے کے الابسلطن مگر ساتھ قوت و قہر کے اور تم اس لئے علیحدہ اور دور ہو۔

فائدہ مروی ہے کہ فرشتے آسمانوں سے اتر کر جملہ مخلوق کو گھیر لیں گے اسی سے انس و جن بھاگیں گے پھر جہاں جائیں گے انہیں فرشتے گھیرے میں لئے ہوں گے پھر انہیں فرشتے یہی ایت پڑھ کر سنائیں گے تو جیسے تم قیامت میں اس سے کہیں نہیں بھاگ سکو گے ایسے ہی دنیا میں ہر ایک کو موت اور قضاؤ قدر نہیں چھوڑے گی۔ فبای الاء ربکما تکذبن تو اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے تنبیہہ و تحذیر کی نعمتوں کو یا مساہلہ در گزر اور عفو کر کے جبکہ وہ قادر ہے کہ تمہیں عذاب میں مبتلا کر دے یرسل علیکما شواظ چھوڑتا ہے تم پر چنگاری خالص کہ جس میں دھواں نہ ہو یا اس میں آگ کا دھواں اور گرمی نہ ہو (القاموس)۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واللہ اعلم یہ جملہ مستانفہ ہے (یا کیونکہ) سوال الداعی الی الہرب والفرار کا جواب ہے اور یہ اس وقت ہو گا جب لوگوں کو میدان حشر میں جمع کیا جائے گا جیسا کہ مروی ہے کہ تم پر دھوئیں کے بغیر آگ کا شعلہ چھوڑے گا تاکہ تمہیں میدان حشر کی طرف چلائے من نار آگ سے یہ یرسل کے متعلق ہے اور اس میں تنوین تفخیم کی ہے ونحاس اور دھواں یا تانبا پگھلا ہوا جو ان کے سروں پر ڈالی جائے۔

حل لغات المفردات میں ہے کہ النحاس بمعنی دھوئیں بغیر آگ کا شعلہ اور اس میں اس کے رنگ کو تانبا سے تشبیہہ دی گئی ہے القاموس میں ہے کہ النحاس (مثلثہ) ہے۔ حضرت ابو العباس الکواشی نے فرمایا کہ النحاس بمعنی القطر (تانبا) اور النار (آگ) اور وہ چنگاری جو پگھلے ہوئے تانبہ سے اڑے یا گرم لوہے کی چنگاری جب انہیں آگ سے پگھلا جائے یا لوہے کو آگ دے کر نرم کیا جائے فلا تنتصران تو تم اس کے عذاب سے نہیں روکے جاؤ گے۔ فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے حالانکہ ان کے

marfat.com

منافع کثیرہ ہیں ان کے مذکورہ بیان سے خبر دینا تمہیں اس شرط پر زجر و توبیخ ہے جو تمہیں اس کے عذاب کی طرف لے جائے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ طاعت و عبادت کے انوار کے شعلے ہر طرف ہیں اور اس میں انس الروح جنت کی طرف اور ظلمات المعصیت کے تراکم اور سرکش اور سلاسل الطغیان اور اغلال العصیان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بھی ہر طرف ہیں اور اس میں جن نفس مظلمہ کے وجود اور ان کی سرکش گردنوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ طاعت و فرمانبرداری سے انکاری ہیں پس تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن اپنے فرمانبردار بندوں پر انعام کرنا ہے اور بے فرمان اور سرکش بندوں نے اسی دن بدلہ لینا ہے کیونکہ سرکشوں سے بدلہ لینا بھی احباب پر ایک قسم کی نعمت ہے اس لئے ان سے بدلہ لینے کے بعد حمد کا ذکر فرمایا۔ کما قال فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمدللہ رب العالمین تو ظالم قوم کی جڑ کٹ گئی۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہیں اور کمال انتقام یہ ہے کہ نفس امارہ کی تمام صفات کاٹ دی جائیں۔

تفسیر عالمانہ یعرف المجرمون بسیماھم مجرم اپنی علامت سے پہچانے جائیں گے۔

حل لغات ایسا اور سیماء بالکسر والمد بمعنی العلامۃ اور جملہ مستانفہ تعلیل کے قائم مقام ہے سوال کے نہ ہونے کی وجہ سے بعض نے کہا ان کی علامت چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کا نیلا ہونا۔ بعض نے کہا کہ ان کے چہروں سے غم و حزن ظاہر ہو گا جیسے نیک لوگ اس کے برعکس علامات سے پہچانے جائیں گے۔ یعنی ان کے چہرے نورانی اور خوش و خرم ہوں گے۔ فیوخذ بالنواصی والاقدام تو پکڑے جائیں گے پیشانیوں اور قدموں سے۔

حل لغات النواصی ناصیہ کی جمع ہے بمعنی سر کا اگلا حصہ اس سے اس کے بال مراد ہیں اور جار مجرور فاعل کے قائم مقام ہے۔ اخذہ یہ اس وقت بولتے ہیں جب ماخوذ کا گرفتار کرنا مطلوب ہو اس سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خذوا حذرکم (اپنے ہتھیار لے لو) وغیرہ۔ اخذبہ یہ اس وقت بولتے ہیں جب مقصود کے کسی متعلق کا پکڑنا مطلوب

marfat.ocm

ہو اسی سے ہے قول باری تعالیٰ لاتاخذنولابراسی (میری داڑھی اور سر نہ پکڑ) اور مستغیث کہتا ہے۔ خذبیدی اخذاللہ بیدک (مجھے مدد میں کام آ اللہ تعالیٰ تیری مدد میں کام آئے۔ اب معنی یہ ہوا کہ فرشتے ان کی پیشانیوں یعنی سر کے بالوں کو پکڑ کر اور قدموں کو کھینچ کر انہیں جہنم میں ڈالیں گے یا کبھی انہیں جہنم کی طرف پیشانی کے پکڑ کر لے جائیں گے اور کبھی انہیں منہ کے بل کھینچیں گے یا ان کی پیشانیوں اور پاؤں کو بیڑیوں سے جکڑ کر پٹھوں سے باندھ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے فبای الاء ربکما تکذبن۔ تو تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ عاقبۃ الکفروالعصیان کے بیان اور اس کی تحذیر سے کیونکہ یہ بھی لطف اور نعمت اور بہترین لطف و نعمت ہے فاذاانشقت السماء تو قیامت جب آسمان پھٹ کر قیامت کی وجہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے یا اس میں سوراخ پڑ جائیں گے تو دروازوں کی طرح ہو جائیں گے ملائکہ کے نزول کے لئے جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا کہ ویوم تشقق السماء بالغمام و تنزل الملائکتہ تنزیلا اور بادلوں آسمان پھٹ جائیں گے اور ملائکہ کا خوب نزول ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ آسمان نار جہنم سے پھٹیں گے تو وہ ان سے ظاہر ہو گی فکانت وردۃ تو ہو جائیں گے سرخ گلاب کی طرح رنگ میں وردۃ ایک مشہور پھول جسے سونگھا جاتا ہے اس کا اکثر استعمال گلاب پر ہوتا ہے۔

ولو کنت وردا لونہ ولکن ربی شانتی بسوادیا

ترجمہ اگر تو گلاب ہے تو تیرے رنگ نے مجھے عاشق بنا دیا لیکن میرے مالک نے مجھے عیب دار۔

فائدہ۔ بعض نے کہا کہ اصلی رنگ آسمانوں کا سرخ ہے حوائل کی وجہ سے بندوں کو سیاہ نظر آتا ہے۔ اور نار جب آسمان کے نیلے رنگ سے مخلوط ہوتی ہے تو اس کا سرخ رنگ پیدا کر دیتی ہے۔

کالدھان "تری کی طرح" یہ دوسری خبر ہے یعنی زیتون کی تری کی طرح ۔۔ پھول کی سرخی میں ہو گی اور تیل کے جاری ہونے میں بھی پہاڑ پگھل کر جاری ہو جائیں گے جیسے تیل پگھلا ہوا بہتا ہے تو وہ سرخ ہو جائے گا جہنم کی حرارت سے اور وہ رقت و پگھلنے میں تیل کی طرح ہوں گے۔ دھان یا تو دھن (تیل) کی جمع ہے یا اس کا نام ہے جس سے تیل بنایا جاتا ہے یعنی سالن یعنی وہ شے جس سے سالن بنایا جائے اذا کا جواب محذوف ہے یعنی ایسے احوال و

marfat.ocm

اہوال ہوں گے جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کے لئے کوئی عبارت پیش کی جاسکتی ہے۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اذانا صب محذوف ہے یعنی ایسے ہولناک امور ہونگے جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کوئی اسے بیان کر سکتا ہے یا اسی محاورہ سے ہے کہ کوئی کہے کہ میں نے ہولناک امر دیکھا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے صے ماثل کا سبب بنتے ہیں اس لئے کہ شعلوں کو چھوڑنا ایسے ہولناک امور کا سبب بنیں گے یا ان کا دیکھنا ہی ہولناکی ہوگی۔

فبای الاء ربکما تکذبن (تو تم کون سی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تکذیب کرو گے) جن کی عظمت شان کا کیا کہنا فیومئذ تو اس دن جس میں آسمان پھٹ جائیں گے جیسے کہ مذکور ہوا۔ لا یسئال عن ذنبہ انس ولا جان اپنے گناہ سے انس و جان سے سوال نہ ہو گا کیونکہ وہ خود بخود انہی علامات سے پہچانے جائیں گے اسی لئے مذنب وغیرہ مذنب کے امتیاز کے متعلق کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ سوال ہو کہ یہ کس گناہ کی سزا بھگت رہے ہیں تاکہ اہل محشر کو اطلاع دی جاسکے۔ یہ قبور سے نکلتے ہی ہو گا اور موقف میں پہنچنے تک اپنی نشانیوں سے جائیں گے اور فوج در فوج جائیں گے جیسے ان کے مراتب ہوں گے۔

سوال اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فوربک لنسئلنھم اجمعین تیری رب کی قسم ہم ان سے سوال کریں گے اس جیسی آیات سے تو ثابت ہوتا ہے کہ فوج در فوج نہیں بلکہ اجتماعی حیثیت میں ہوں گے۔

جواب یہ آیات ان کے لئے حساب و جزا کے متعلق ہیں۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان سے سوال نہ ہو گا کہ کیا تم نے یہ عمل کیا تھا یا نہ کیونکہ ان کے اعمال کو ان سے وہ خوب جانتا ہے نیز انہی سے ہے ان سے سوال و شفاء وراحت کے طور پر سوال نہ ہو گا بلکہ انہیں تقریع و توبیخ کے طور ہو گا۔

سوال ذنبہ کی ضمیر واحد کیوں حالانکہ وہ بکثرت ہوں گے۔

جواب ضمیر واحد بوجہ ان کے فرد من الافراد کی وجہ سے ہے اور یہ ضمیر انس کے لئے ہے کیونکہ انس کے افراد

marfat.ocm

میں سے ایک فرد مراد ہے۔ ایسے ہی تمام جملہ کا معنی یہ ہو گا کہ ان کے ہر ایک انس اور ہر جن سے سوال نہ ہو گا۔ جان سے جن مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ تمیم اس سے ان کا ایک فرد مراد ہوتا ہے یطوفون بینھما اور جو نار انہیں جلائے گی اسکے درمیان پھرتے ہوں گے۔ وبین حمیمٍ اٰن اور درمیان گرم پانی کے درمیان حمیم اٰن سے وہ پانی گرم جو گرمی میں انتہا کو پہنچتی ہو گی جو ان پر ڈالی جائے گی یا اس سے انہیں پلایا جائے گا یعنی ان پر پھیریں گے گرم پانی سے نار جہنم تک اور نار جہنم سے گرم پانی تک اس سے انہیں دہشت ہو گی اور پیاس بھی۔

حل لغات اَنّٰی یَاْنِیْ فَھُوَ اٰنٍ قَضٰی یَقْضِیْ فَھُوَ قَاضٍ کی طرح ہے۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شے اپنی انتہا کو پہنچے اور وہ گرمی اور پیپ میں انتہا کو پہنچی ہو گی۔

فائدہ حضرت امام ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان پر پیاس مسلط کی جائے گی پھر انہیں زقوم کے درخت کی طرف لایا جائے گا وہ زقوم جس کے گابھے شیاطین کے سروں کی طرح ہوں گے وہ اسے کھائیں گے وہ ان کے حلقوم کو پکڑ لے گا اس پر وہ پانی مانگیں گے تو ان کو یہی گرم پانی لا کر پلایا جائے گا جب وہ اس پانی کو منہ کے قریب لائیں گے تو اس کی گرمی ان کے چہروں کے گوشت نوچ لے گی۔ مجبوری سے پئیں گے تو وہ پانی ان کے پیٹوں میں جوش مارے گا تو جو کچھ ان کے اندر ہو گا وہ تمام باہر آ جائے گا اس کے بعد پھر انہیں پیاس ستائے گی تو کسی وقت انہیں زقوم کی طرف لایا جائے گا تو کسی وقت گرم پانی کی طرف۔

فائدہ حضرت کعب الاحبار نے فرمایا کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں اہل نار کا پیپ جمع ہوتا ہے وہ بیڑیوں میں جکڑ کر اس وادی میں ڈبو دیئے جائیں گے یہاں تک کہ ان کے جوڑ جوڑ کٹ کر باہر نکلیں گے' پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے نئی تخلیق فرمائے گا پھر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

فبای الاء ربکما تکذبٰن تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت کی تکذیب کرو گے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ اس جملہ کا تکرار اس لئے ہے کہ تاکہ معلوم ہو کہ یہ تمام امور نعمتیں ہیں اور اظہار اس لئے تاکہ آزمائش کے موجبات سے زجر و توبیخ ہو تاکہ بندے کفر و معاصی میں مبتلا نہ ہوں بخلاف جو سورۃ کے اول میں کل یوم الخ تک بیان کیا گیا۔ اس میں یہ بات مطلوب نہیں کیونکہ ان میں ان نعمتوں کا بیان ہے جو بندوں کو دنیا میں موصول ہوئیں

marfat.ocm

ایسے ہی ان کا اظہار اس لئے ہے تاکہ بندے شکر کریں اور تاکہ اس میں مداومت پر برانگیختی ہو۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ جو لوگ مخالفت شرع اور صفات ذمیمہ اور اخلاق رذیلہ میں طبع کی موافقت میں پیش پیش ہیں یہی لوگ نار مخالفات شرعیہ و موافقات طبیعیہ اور حمیم ان کے درمیان پھر رہے ہیں کیونکہ یہ چیزیں پیاس نہیں بجھاتیں اور نہ اس سے پیاسہ کو سیرابی ہوتی ہے ہاں دنیا و آخرت میں انسان کو صرف اور صرف علم قلبی اور کشف صحیح ہے اہل کے علوم کو دیکھ لو کہ وہ جہل کے حکم میں ہیں اس لئے ایسے علوم والے شہوت و لذات میں غرق اور اوہام و خیالات میں غوطہ زن ہیں۔

حکایت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تو تنبیہہ فرمائی (کہ علوم جدلیہ کوئی شے نہیں) خود فرمایا کہ وہ علوم و فنون جن میں زندگی کا کچھ حصہ صرف کیا ان کے پڑھنے پڑھانے میں عمر ضائع کی تو وہ آخرت میں کسی قسم کا فائدہ نہ دیں گے اس کے بعد علوم صوفیہ کی طرف متوجہ ہوئے اب انہیں یقین ہوا کہ علم تصوف سے بڑھ کر بالغ تر کوئی علم نہیں کیونکہ اس علم کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و حقائق القرآن اور اس کے اسرار و رموز سے ہے اسی لئے بغداد کی بڑی یونیورسٹی (نظامیہ) کی تدریس چھوڑ کر اس علم کی تحصیل میں چل پڑے یہاں تک کہ صوفیہ کرام سے بہت بڑا ذوق پایا اور ان کی صحبت بابرکت سے جن مراتب کو پہنچے سب کو معلوم ہیں۔

ملفوظ بایزید بسطامی حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ تم نے مردوں سے علوم حاصل کئے ہم حی لاذی لایموت سے۔

فائدہ شیخ الاسلام امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نجم الدین کبریٰ سے پوچھا تم نے رب کو کیسے پہچانا فرمایا ان واردات سے جو اللہ تعالیٰ سے ہمارے قلوب پر وارد ہوتے ہیں جن کے نفوس تکذیب نہیں کر سکتے۔

نفس نار جہنم کی طرح ہے اس میں نار شہوات و حمیم جہالات میں جو اسے دنیا میں اس کے اوصاف ذکیہ سے تزکیہ کرتا ہے وہ قیامت میں احتراق و افتراق سے نجات دے گا (ہم سوء حال و سیئات الاعمال و قبائح الاحوال سے پناہ مانگتے ہیں۔

نمی تازد ایں نفس سرکشی چناں … کہ عقلش تواند گرفتن عناں

کہ بانفس و شیطاں بر آید بزور … مصاف پلنگاں نیاید ز مور

ترجمہ یہ نفس سرکش ایسے نہیں دوڑتا کہ اس کی عقل باگ پکڑ کر روک سکے۔

marfat.com

نفس وشیطان سے کس کا مقابلہ شیروں کی جنگ میں چیونٹی کی کیا مجال۔

تفسیر عالمانہ ولمن خاف مقام ربہ جنتن (اور جو اللہ تعالیٰ کی عاجزی سے ڈرتا ہے اس کے لئے ہے۔

ربط دنیا میں موصول شدہ نعمتیں دینویہ و دینیہ کے ذکر کے بعد اب ان نعمتوں کا ذکر فرماتے ہیں جو آخرت میں عطا ہوں گی۔

حل لغات المقام اسم مکان ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کا حساب کے لئے کھڑے ہونے کی جگہ مراد ہے جیسے فرمایا یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ اس دن کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑے ہوں گے یہ اضافت اختصاص کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا ملک نہ ہو گا۔

صدیق اکبر کا تقویٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ ایک دفعہ پیاس سے آپ نے دودھ نوش فرمایا بعد کو معلوم ہوا کہ یہ ناشروع ہے تو آپ نے فوراً قے کر کے نکال دیا جب حضور سرور عالم ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ اے صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ آیت آپ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

فائدہ اب یہ آیت عام ہے کہ جو کوئی برائی کا ارادہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے اسے چھوڑ دے تو اس کو بھی یہی انعام نصیب ہو گا جو آیت ھذا میں مذکور ہے۔

تفاسیر جنتان جنتن دو باغ ہیں۔

۱۔ ایک خائف انسان کے لئے ایک خائف جن کے لئے کیونکہ خطاب ہر دونوں کو ہے اب معنی یہ ہوا کہ ہر ایک جن و انسان کے لئے دو علیحدہ علیحدہ باغ ہیں۔

۲۔ یا ہر انسان کو دو جنتیں ملیں گی ایک عقیدہ صحیحہ کے انعام دوسری اعمال صالحہ کے انعام ہیں۔

۳۔ ایک اعمال صالحہ کے فعل پر دوسری معاصی (گناہوں) کے ترک پر۔

۴۔ ایک جنت اعمال کے ثواب دوسری محض فضل ربی سے۔

marfat.ocm

۵۔ ایک جنت روحانی دوسری جنت جسمانی ایسے ہی آگے جہاں بھی دو کا ذکر ہے اس سے یہی مراد ہے۔

۶۔ الموضح میں فرمایا کہ بہشت میں دو باغ عطا فرمائے گا ہر ایک باغ اتنا طویل ہو گا کہ اس کی مسافت طولاً و عرضاً سو سال ہو گی اور ہر دو باغات کے درمیان میں خوش منظر سرائیں اور دلکش حوریں ہوں گی۔

۷۔ حضرت استاد قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک جنت باعجلت یعنی لذت مناجات و لذت بحقائق المشاہدات اور ان کے وہ واردات جو قلب پر وارد ہوں گے دوسری موجلہ (عرصہ کے بعد) وہی کہ جس کا آخرت میں وعدہ ہے۔

پہلی تفسیر کا رد اور اس کا جواب بحر العلوم میں جو فرمایا کہ دو باغ کی مراد یہ ہے کہ ایک جنات کو ایک انسانوں کو۔ اس پر سوال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اہل ایمان جنات کو ثواب بھی ہو گا اور عذاب بھی لیکن وہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ساتھ جنت میں نہیں رہیں گے بلکہ وہ اعراف میں ہوں گے۔ اعراف بہشت کی دیوار کا نام ہے کہ جس میں نہریں جاری ہیں۔ ان میں اشجار و اثمار (پھل فروٹ) پیدا ہوتے ہیں۔

فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ احقاف کے اواخر میں تحقیق گزری ہے کہ مذہب حق یہ ہے کہ جنات بنی آدم کے حکم میں ہیں کہ وہ بھی مکلف ہیں انہیں ثواب و عذاب ملے گا۔ اس لئے کہ بنو آدم کی طرح مکلف ہیں اگرچہ ہم نہیں جانتے کہ ان کے ثواب کی کیفیت کیا ہے (تفصیل مطلوب ہو تو سورہ احقاف کے اسی مقام کی طرف رجوع کیجئے) فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔

حکایت حضرت محمد بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سو رہا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا دیکھو کون ہے کہا گیا کہ خلیفہ وقت بلاتا ہے میں گھبرا گیا کہ نامعلوم کیا حکم ہو۔ جب میں خلیفہ کے پاس گیا تو کہا کہ میں نے آپ کو ایک مسئلہ کے لئے بلایا ہے وہ یہ کہ میں نے کہا امام محمد یعنی زبیدہ میں امام عادل ہوں اور امام عادل بہشتی ہوتا ہے اس نے کہا تو ظالم اور گنہ گار ہے تو نے اپنی گواہی خود دے کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے تو نے خود پر جنت حرام کر دی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ کیا تو کبھی کوئی نگاہ کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرا اسی وقت یا بعد کو کہا ہاں میں تو اللہ تعالیٰ سے بہت سخت ڈرتا رہتا ہوں میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں

marfat.ocm

تیرے لئے نہ صرف ایک جنت بلکہ دو جنتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن یہ سن کر مجھ پر مہربانی فرمائی اور کہا شکریہ اب بیشک گھر جا سکتے ہیں جب میں گھر پہنچا تو خواب میں چودھویں چاند کو دیکھا جو میری طرف بہ عجلت آ رہا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں بندے اللہ کے ہاں حاضر ہوں گے جب پردے کھل جائیں گے اور حقائق الامور ظاہر ہوں گے ظہور قدرت و جبروت کی وجہ سے انبیاء و اولیاء سب کے سب خاموش ہوں گے۔

سبق قیامت کے ہولناک مقام کی حاضری سے ہر وقت خوف رکھنا ضروری ہے۔

ملفوظ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دل میں خوف نہ ہو وہ اس گھر کی طرح ہے جس کا مالک گھر میں نہ ہو تو پھر جیسے گھر مالک کے بغیر جلد تر ویران ہو جاتا ہے ایسے وہ دل جس میں خوف خدا نہ ہو وہ بھی جلد تر ویران ہو جائے گا۔

دل آباد کس کا دل کی آبادی کی علامت یہ ہے کہ دل کو خوف خداوندی سے پر کرے اخلاق کو مہذب اطراف کو باادب بنائے۔

نکتہ حضرت ابوالقاسم حکیم نے فرمایا خالق سے خوف اور شے ہے مخلوق سے خوف دیگر شے ہے جو مخلوق سے ڈرتا ہے تو اس سے بھاگتا ہے لیکن جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے قریب ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ففروا الی اللہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے پاس شہوت و دنیا و دولت نہیں آتی جو اسیر شہوت ہو اس سے خوف خداوندی اسباب باندھ کر چلا جاتا ہے اور شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر وہ اسے جیسے چاہے استعمال کرے۔

حکایت ابلیس با یحییٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ابلیس پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ بیڑیوں سے جکڑا ہوا ہے اور وہ بیڑیاں اس کے ہاتھ میں رنگ برنگی ہیں پوچھا ابلیس یہ کیا؟ عرض کی یہ ابنائے آدم کی شہوات ہیں انہیں سے ہی انہیں پھانستا ہوں اور پھر جیسے چاہتا ہوں استعمال کرتا ہوں یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ کوئی ایسی چیز تجھے معلوم ہے کہ جس سے کسی (مجھ جیسے) کو پھانس سکے عرض کی ہاں طعام سیر ہو کر کھانے والے کو بہت جلد پھنساتا ہوں حضرت یحییٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس روز میں نے عہد کیا کہ سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا ابلیس نے سیر ہو کر

marfat.ocm

طعام کھانے سے پھسلنے کا سبب بھی بتایا کہ سیر ہو کر کھانے والا نماز اور ذکر اللہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے سہی۔

فضیلت خوف خداوندی کسی بزرگ سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سے خوف زدگان کو کیا انعام عطا فرمائے گا فرمایا کہ اگر خوف و غم واندوہ محض رضائے الٰہی پر مبنی ہو تو ابھی حالت نزع میں ہو گا تو اللہ تعالیٰ شرابا طهورا کا کلمہ اس کے ہاتھ پر رکھے گا جس پر لکھا ہو گا اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ یہ کہ خوف نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور تمہیں بہشت کی بشارت ہو۔

اندوہ غریباں بسر آید روزے

در کار غریباں نظر آید روزے

ترجمہ غریبوں کے غم آخر ختم ہوں گے غریبوں کے کام پر کبھی نظر کرم ہو گی۔

چار بہشت اندوہگنوں اور خوف زدگان کو چار بہشتیں نصیب ہوں گی۔ دو بہشت چاندی کی دو بہشت سونے کی جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ دو جنتیں چاندی کی ہیں کہ اس کے برتن اور وہ جوان میں ہے وہ تمام چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی کہ اس کے برتن اور جو ان میں ہے وہ تمام سونے کا ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ جو مقام شہود سے اپنی بقا کے لئے ڈرتا ہے کیونکہ شہود حقیقی شاہد کو شاہدت سے مشہود میں فانی کر کے شہود کے مراتب کے آخری مرتبہ میں بقا بخشتا ہے اس لئے کہ شاہد کے اوائل مشاہدہ میں کوئی لذت نہیں اسی طرف اشارہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کا جو آپ نے دعا میں کہا اللهم ارزقنا لذة النظر الى لقائک (اے اللہ اپنے دیدار کی لذت نظر عطا فرما) اس معنی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کرتے تھے کلمینی یا حمیرا (اے حمیرا باتیں سنا) یہ اس وقت فرماتے جب آپ اپنی حس سے تبلیغ و ارشاد کے لئے غائب ہو جاتے۔

فائدہ جنتان سے ایک نعمہ المشہود میں جنۃ الفناء اور دوسری مشہود کے ساتھ جنۃ البقاء مراد ہے اور مقام ربہ سے مقام شہود ربہ مراد ہے یعنی یہاں شہود مضاف محذوف ہے۔

marfat.ocm

فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ نعمۃ الفناء فی اللہ کی یا نعمتہ البقاء باللہ کی۔ ذواتا افنان (بہت بڑی ڈالوں والیاں) یہ جنتان کی صفت ہے درمیان میں جملہ معترضہ ہے اس میں تنبیہہ ہے کہ موصوف وصفت ہر دونوں کی تکذیب انکار و توبیخ کا موجب ہے۔

حل لغات ذواتا ذات کا تثنیہ ہے بمعنی صاحبہ اصل کی عرف رد کر کے کہ اس کا اصل ذویۃ تھا ذوی کی مونث ہے اگر ذات ہو جیسے عام مشہور ہے تو ذاتا ہونا چاہئے الافنان فن کی جمع ہے یعنی وہ قسم و قسم کے اشجار و اثمار والے ہیں یا فنن کی جمع ہے بمعنی طول میں سیدھی ٹہنی والا یا وہ ٹہنیاں جو درخت کی شاخ سے ہیبیں ایسے درختوں کی تخصیص اس لئے کہ وہ درخت پھلوں والوں دراز ٹہنیوں والے اور دراز شاخوں والے جن سے زیادہ سے زیادہ پھل حاصل ہوں گے اور بڑے بڑے سائے ہوں گے اس وصف سے موصوف کرنے میں علی سبیل الکنایہ انہیں نصیحت کرنا مطلوب ہے گویا کہا گیا ہے کہ وہ درخت پتوں والے اور پھلوں والے اور پھلوں والے اور سائے والے ہوں گے۔

فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو کیونکہ ان میں کوئی ایسی شے نہیں جو تکذیب کے قابل ہو۔

فیھما عینان تجریان ان میں دو چشمے جاری ہوں گے یہ جنتان کی دوسری صفت ہے فبای الاء ربکما تکذبن الخ کو درمیان میں لایا گیا حالانکہ ان صفات میں کوئی فاصلہ نہیں جو عذاب کے متعلق ہیں یعنی یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس میں باوجود یہ کہ یہ صفات ایک دوسرے کی غیر ہیں اور بہشت کی نعمتوں میں تغایر بھی نہیں (تو فاصلہ محض ان کے اہتمام بالشان کی وجہ سے ہو گا) یعنی ان باغات میں پانی کی نہریں جاری ہیں کہ ان کے پانی میں بدبو نہیں ہے اور نہریں ویسے چلیں گی جیسے ان کا صاحب چاہے گا اگر وہ اوپر کی منزل کے لئے چاہے گا تو پانی اوپر کو چلے گا اور اگر وہ نیچے کو چاہے گا تو پانی نیچے چلے گا جیسا کہ انہار الجنۃ کا خاصہ ہے۔

فائدہ یہاں حذف المفعول نہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ نہریں مشک کے پہاڑ سے جاری ہوتی ہیں۔

فائدہ حضرت ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ نہریں صاف پانی سے چلیں گی ایک نہر تسنیم کی دوسری سلسبیل کی۔

marfat.ocm

فائدہ حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دو نہریں اس کے لئے چلیں گی جس کی دنیا میں خدا سے دونوں آنکھیں بہاتی رہیں۔

ابر ان از دو سر چشمہ دیدہ جوئی
ولا گئے زاری از خود بشوی

تر یزد خدا آبروئے کسے
کہ ریزد گناہ آب چشمش بسے

ترجمہ آنکھوں کے سرچشمے کو جاری کر آلائش رکھتا ہے تو اسے اپنے سے دھوڈال۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی بے عزتی نہیں کرے گا جس کی آنکھیں آنسو سے گناہ دھوڈالتی ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبن تو اپنے پروردگار کی تم کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔

تفسیر صوفیانہ اس میں جنت الفناء کی جنت کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں ایک چشمہ ہے جس سے آب حیات جاری ہوتا ہے یعنی البقاء بعد الفناء اور جنت البقاء میں ایک چشمہ ہے اس سے علم و معرفت و حکمت کا پانی جاری ہوتا ہے اور البقا بعد الفناء انواع المعارف والحکم واصناف الموائد والنعم کو مستلزم ہے تو تم اے اصحاب السکر والغیبۃ اور یا ارباب الصحو والحضور اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو (تاویلات النجمیہ)

تفسیر عالمانہ فیھما من کل فاکھۃ زوجان ان میں ہر قسم کے میوے ہیں دو طرح کے۔

۱۔ معروف ۲۔ غیر معروف جنہیں کسی نے دیکھا نہ سنا ہو' یا

۱۔ تر ۲۔ خشک' یا

۱۔ میٹھے ۲۔ کھٹے

بعض نے کہا وہ دو رنگے ہوں گے بعض نے کہا وہ صرف منظر کے لحاظ سے دو رنگے ہوں گے نہ کہ ذائقہ کے اعتبار سے۔

اعجوبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ دنیا کا کوئی بھی کڑوا یا میٹھا میوہ نہ ہو گا جو بہشت میں نہ

marfat.com

ہو یہاں تک کہ حنظل (کڑوے پھل کا نام) مگر ہر کڑوا (میوہ دینوی) بہشت میں میٹھا ہو جائے گا کیونکہ بہشت ہر شے طاعات کی حلاوت سے پیدا کی گئی ہے اسی لئے اس میں وہ کڑواہٹ نہ ہو گی جو سیآت کی کڑواہٹ سے ہو جیسے زقوم وغیرہ علاوہ ازیں جنت دار الجمال ہے اسی لئے اس میں سیاہ رنگ نہیں پایا جائیگا[1] کیونکہ سیاہ آثار الجلال سے ہے اور جنتان ایک اور صفت ہے۔

فبای الاء ربکما تکذبٰن تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ ان لذیذ نعمتوں میں سے۔

متکئین سہارا کئے ہوئے ہوں گے۔ یہ خائفین سے حال ہے۔ جمع کا صیغہ مَنْ کے معنیٰ کی وجہ سے ہے اب معنی یہ ہوا کہ انہیں دو جنتیں حاصل ہوں گی۔ تو وہ بہشت میں ایسے بیٹھے ہوں گے۔ جیسے بادشاہ راحت اور ٹھاٹھ باٹھ سے بیٹھتا ہے درانحالیکہ وہ آرام کر رہے ہوں گے علی فرش اوپر بستروں کے۔

حل لغات فروش (بالکسر) کی جمع ہے وہ شے جو فرش پر بنائی جائے اور بچھائی جائے بیٹھنے اور نیند کے لئے دراز کی جائے۔ بطائنہا اس کا اندر کا حصہ۔

حل لغات بطانہ (بالکسر) کی جمع ہے کپڑے سے بنایا ہوا اندر کا حصہ ظہارۃ کے خلاف فارسی میں بمعنی آستر من استبرق ریشم سے نافع سے ورش (قاری) نے اور یعقوب سے رویس (قاری) نے استبرق کو محذوف الالف و کسر النون پڑھا ہے اور ہمزہ کی حرکت نون کو دے کر باقی قراء نے نون ساکن اور ہمزہ (مکسور) قطعی سے پڑھا ہے۔

حل لغات استبرق گاڑھا ریشم بعض نے کہا میں استفعل کا ہے از بریق بمعنی اضاءۃ بعض نے کہا البرقہ سے بمعنی اجتماع الالوان پھر اسے اسم بنا کر اسے معرب قرار دیا گیا۔ اس کی تحقیق سورۃ الدخان میں گزری ہے اب معنیٰ یہ ہوا کہ دیباج ثخین گاڑھے ریشم کے بستر بچھے ہوں گے جن کے اندر کا حصہ کپڑے کا ہو گا اس سے اس کے ظہارت (باہر کے حصے کا خود اندازہ لگائیے کہ وہ کیسا اشرف و اعلیٰ ہو گا۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہشتی رومال اس

---

[1] شیعوں کو مبارک ہو کہ وہ سیاہ رنگ کو مرغوب ہے اسی لئے نہ وہ بہشت میں جائیں گے نہ انہیں مرغوب لباس ملے گا سیاہ لباس کی تحقیق فقیر کی کتاب چشمہ نور افزا میں ہے ۱۲)

marfat.ocm

حلہ (دنیوی پوشاک) سے حسین تر نہیں۔

فائدہ رومال کا ذکر فرمایا تاکہ تنبیہہ ہو کہ جب بہشت میں ایک لونی (رومال) کا یہ حال ہے تو پھر اعلیٰ (پوشاک کے لوازمات) کا کیا حال ہو گا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ بستر کا باہر کا حصہ سندس یا نور سے ہوں گے یا وہی ہو جو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین کوئی نہیں جانتا وہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہیں۔

واجنی الجنتان دان اور جنتوں کے چننے لائق میوے قریب ہوں گے۔

حل لغات جنیٰ اسم معنی الجنی جیسے قبض المقبوض۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

هذا جناى وخيارہ فيه
وكل جان يده الى فيه

ترجمہ یہ میرا چنا ہوا ہے اس کا پسندیدہ میوہ اس میں ہے ہر چننے والے کا ہاتھ اس کے منہ کی طرف ہے۔ دان دنوں سے ہے بمعنی قرب دراصل دانو تھا غاز کی طرح کہ وہ بھی دراصل غازو تھا وہ پھل جو چنے جائیں اور ایسے قریب کہ انہیں کھڑے بیٹھے اور لیٹے چنا جا سکے۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا درخت خود بخود جھک جائے گا اس کا میوہ اللہ کا ولی (بہشتی) چاہے کھڑے ہو کر توڑے چاہے بیٹھ کر چاہے لیٹ کر۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہ لوٹے گا بھی نہیں اور نہ ہی اس میں کانٹے ہوں گے۔

اعجوبہ منقول ہے کہ جب بہشتی تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جی چاہے گا کہ فلاں میوہ ہو تو درخت کی ٹہنی خود بخود جھک جائے گی جتنا چاہے گا اتنا میوہ اس کے منہ میں پہنچ جائے گا۔

maktabah.org

قاعدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ قرب و بعد کی قید کثافت کے لئے ہے بہشت میں کثافت نہیں اور وہاں کے مقیمین (انسان وغیرہ) کے اجسام بھی نورانی اور لطیف ہوں گے ایسے جیسے ارواح ہیں۔ جس نے کہا خوب کہا۔

بعد منزل نبود در سفر روحانی

ترجمہ سفر روحانی میں منزل بعید نہیں ہوتی۔

نکتہ دنیا میں اطاعت مطیع کے طبیعت کے موافق ہوتی ہیں ایسے ہی جنت کے ثمرات بھی اس کی طبع کے موافق ہو جائیں گے یعنی بلا مشقت حاصل ہوں گے تو جیسے انہیں چنے توڑے کسی طرح کی اسے تکلیف نہ ہو گی بلکہ توڑنے اور چننے کی تکلیف بھی اس کے لئے گوارہ نہیں اس کے منہ میں میوے خود بخود پہنچ جائیں گے (جیسے کہ بعض نے کہا) فبای الاء ربکما تکذبن تو کونسی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو) ان لذیذ اور باقی رہنے والی نعمتوں میں ہے۔ فیھن وہ جنتوں میں جن پر جنتن دلالت کرتا ہے جیسا کہ معلوم ہوا کہ ثقلین کے خائفین کے لئے جنتان (دو جنتیں) ہیں یا ہر خائف کے لئے حسب تعداد اعمال جنتہ ہو گی اور ان اکے جمع کا صیغہ متکیئن کی وجہ سے ہے۔ قاصرات الطرف۔ شرم و حیاء سے آنکھیں نیچے رکھنے والی ہوں گی۔ اسم فاعل کی اضافت اپنے منصوب کی طرف تخفیفاً ہے اور قصر کا تعلق (یعنی علی ازواجہن) محذوف ہے کہ اس کا علم سب کو ہے اب معنی یہ ہوا کہ ان کے لئے عورتیں ہوں گی۔ جنہوں نے اپنے شوہروں پر آنکھیں باندھ رکھی ہوں گی غیروں کی طرف ان کا دھیان جائے گا بھی نہیں اور کہیں گی خدا کی قسم ہمیں تو تیرے جیسا حسین ترین نظر ہی نہیں آتا اس ذات کی حمد و ثناء و شکر ہے کہ اس نے تجھے ہمارا شوہر اور ہمیں تیری زوجات منتخب فرمایا ہے اور آنکھوں کا قصر شرم و حیا اور غمزۂ عشوہ کے طور ہو گا چونکہ قصر الطرف کا معنی شرم حیا اور مزہ و حشوہ کے طور پر ہو گا اس لئے اب معنٰی یہ ہوا کہ بہشت کی کنیزیں نازنیں ہیں ناز نخرہ کی وجہ سے آنکھیں شکستہ ہیں۔ بعض نے قاصرات الطرف کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اپنے غیروں کی انکھیں خود پر بند کرنے والی کیونکہ وہ ایسی حسین ہیں جب انہیں کسی نے ایک بار دیکھ لیا تو پھر اس کی نگاہ دوسری طرف پھیرنے کو جی نہیں چاہے گی بوجہ ان کے حسن کے کمال کے۔ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان انہیں ہاتھ لگایا ان سے پہلے کسی انسان اور جن نے یہ قاصرات الطرف کی صفت ہے کیونکہ یہ اضافت

marfat.ocm

لفظی ہے۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں طمشت المرأۃ (از باب ضرب) یہ اس وقت بولتے ہیں جب اسے کوئی خون آلود کرکے اس کی بکارت توڑے اس معنی پر دراصل الطمث بمعنی اطلاع ہوا یعنی وہ جمع جو باکرہ لڑکی کے خون نکلنے کا موجب ہو پھر ہر جماع پر اس کا اطلاق ہونے لگا اگرچہ اس سے خون ظاہر بھی نہ ہو (القاموس) میں ہے کہ الطمث بمعنی المس۔ اب معنی یہ ہوا کہ انہیں کسی انس و جن نے ہاتھ نہیں لگایا۔ جنیات میں یا انسیات اپنے شوہروں کے سوا اس سے قبل انہیں کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا یہ معنی ہم نے قاصرات الطرف سے سمجھا ہے کہ حوریں جن انسانوں کے لئے مقرر ہیں کسی انسان کا ہاتھ ان تک نہ پہنچا ہوگا اور وہ جو جنات کے لئے مقرر ہیں ان پر کسی جن نے تصرف نہیں کیا ہوگا وہ الریاض الانف کی طرح ہوں گی (یعنی اس باغ کی طرح جس میں کبھی کوئی جانور چرنے کے لئے نہ گیا ہو) اس میں ان کے باکرہ ہونے کی ترغیب ہے کیونکہ ثیبات (شادی شدہ یعنی غیر باکرہ) کی بہ نسبت باکرہ (دوشیزاؤں) سے زیادہ رغبت ہوتی ہے۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ جنات بھی اہل جنت ہیں اور وہ انسانوں کی طرح جماع کرتے ہیں لیکن ان میں انسانوں کی طرح پانی (منی) نہیں۔ ہم نے جنات کو اس لئے شامل رکھا ہے کہ آیت میں خطاب ثقلین کو ہے اور مضمون احسان جتلانے کے لئے ہے جس میں صرف انسان کو احسان جتلانا ہوتا تو خطاب ثقلین کو نہ ہوتا بلکہ صرف انسان کو ہوتا۔

فائدہ اس منت (احسان) سے ثابت ہوا کہ وہ جماع تو کرتے ہیں لیکن ان سے پانی (منی) کے بجائے ہوا خارج ہوتی ہے اسی ہوا سے ہی ان کی موشت میں علوق (بچہ کے ڈھانچے کا پہلا حصہ) تیار ہوتا ہے (فتوحات مکیہ)

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ جنیہ سے انسان کا نکاح ناجائز ہے اسی طرح بالعکس یہی جمہور کا مذہب ہے (ان میں سے ایک صاحب آکام مرجان ہیں)

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مخنث (ہیجڑے) جنوں کی اولاد ہیں اس لئے کہ اللہ (جل جلالہ) ورسولہ (ﷺ) نے روکا ہے کہ بحالت حیض جماع مت کرو جب کوئی (غلطی یا عمداً) ایسے وقت جماع

marfat.ocm

کرتا ہے تو شیطان اس سے سبقت کر جاتا ہے اس سے عورت حاملہ ہوتی ہے تو بچہ مخنث (ہیجڑا) جنتی ہے یہی امام مجاہد کا قول ہے۔

مسئلہ جب مرد عورت سے جماع کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے ذکر کو لپیٹ کر جماع میں اس کے ساتھ شریک رہتے ہیں۔

فائدہ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنات بھی انسان کی طرح جماع کرتے ہیں یہ حیض میں اور بسم اللہ پڑھے سے جماع کرنے کی تحذیر ہے ایسے جیسے طعام کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھنے سے شیطان کی شرکت کا کہا گیا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس سے حقیقی شراکت مراد نہیں بلکہ اس فعل میں فعل ترک کے فساد و ضرر کا اظہار ہے تاکہ بندے غلط رویہ سے بچ جائیں (والعلم عند اللہ)

فائدہ قاصرات الطرف سے وہ حوریں مراد ہیں جو بہشت میں ہیں اور بہشت میں پیدا کی گئی ہیں نہ وہ کسی کام میں مصروف ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی ہاتھ لگاتا ہے یہی جمہور کا مذہب ہے لیکن شعبی و کلبی نے کہا کہ اس سے یہ دنیوی وہ عورتیں مراد ہیں جن سے نشاۃ ثانیہ میں جماع نہیں ہوا وہ دنیا میں ثیب (بیوہ) ہو کر فوت ہوئیں یا باکرہ ہو کر۔

فبای الاء ربکما تکذبٰن تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو) یہ وہی نعمتیں ہیں جن سے تم ہی نفع اٹھاؤ گے (تو پھر تکذیب کیوں)

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ جنت میں فانی فی اللہ باقی باللہ حضرات کے لئے حوریں ہیں یعنی تجلیات ذاتیہ و معارف الہیہ و حکیم ربانیہ و اغیار کی نگاہوں سے مستور (پوشیدہ) ہیں نہ تو وہ عالم باہر پھرتی رہتی ہیں نہ ہی اپنے ازواج کے سوا غیروں کو نظر آتی ہیں بلکہ ان پر انس (الروح) جھانک کر دیکھ سکتا ہے اور یہی جان (النفس) ان کے اپنے میں بقاء اور ظلمت نفس اور کثافت طینت کی وجہ سے۔

تفسیر عالمانہ کانھن الیاقوت والمرجان گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں۔ یہ قاصرات الطرف کی صفت المرجان کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

حل لغات الیاقوت وہ ایک سخت اور خشک اور صاف و شفاف پتھر ہے۔ وہ کئی قسم ہے سرخ، سفید،

marfat.com

زرد' سبز' نیلا۔ وہ ایسا پتھر ہے اس پر آگ اثر انداز نہیں ہوتی کہ دھنیت کی کمی کی وجہ سے اس میں سوراخ نہیں ہو سکتا اس کی غلیظ رطوبت کی وجہ سے ٹھنڈک اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اس کی صلابت (سخت ہونا) کی وجہ سے بلکہ ہر روز اس کے حسن میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور نایاب اور قلیل الوجود ہے بالخصوص سرخ یہ اعلیٰ درجہ کا یاقوت ہے۔ اس کے بعد زرد اور یہ نار پر بہت زیادہ وقت بسر کر سکتا ہے بخلاف اس کی دوسری قسموں کے اور سبز تو آگ پر وقت بسر نہیں کر سکتا۔

فائدہ فن طب میں ہے کہ یواقیت میں قیمتی یاقوت رمانی ہے اور وہ ہے جس کے رنگ میں آگ کی ملاوٹ ہوگی یعنی سرخ۔

یاقوت کے فوائد

۱۔ یاقوت کا نگینہ پہننے والا طاعون سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ تمام لوگ اس کی لپیٹ میں ہوں۔

۲۔ ایسا شخص آسمانی بجلی (جلانے والی) سے محفوظ ہوگا۔

۳۔ غرق (دریا وغیرہ) سے حفاظت۔

۴۔ یاقوت کامل یا اس کا کچھ حصہ کسی کی انگشتری یا ویسے اس کے پاس ہے تو وہ یاقوت بادشاہوں (افسروں) اور عوام کی نظروں میں معظم و معزز ہوگا۔

۵۔ یاقوت کا مرجان دافع ضرر زہر ہے۔

۶۔ قوت میں اضافہ کرتا ہے۔

فائدہ آیت میں معنی یہ ہے کہ وہ حوریں یاقوت کے مشابہ ہیں لبوں کی سرخی میں اور بیاض البشرہ اور اس کی صفائی میں مرجان کی طرح ہیں یعنی چھوٹے اور چمکیلے موتیوں کی طرح ہیں کیونکہ چھوٹے موتی بہ نسبت بڑے موتیوں کی چمک دمک میں زیادہ روشن اور بارونق ہوتے ہیں۔

فائدہ قتادہ نے فرمایا کہ وہ حوریں یاقوت کی صفائی والی اور مرجان کی سفید والی ہوں گی۔

حدیث شریف (۱) صفۃ الجنۃ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

marfat.com

ﷺ نے فرمایا ہر مرد کی دو زوجہ ہوں گی ہر زوجہ پر ستر حلّے (پوشاکیں) ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز ان کے خون گوشت اور چمڑے سے باہر نظر آئے گا۔

حدیث شریف (۲) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا تو چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کے چہرے چمکتے ہوں گے ان کے بعد وہ داخل ہوں گے جن کے چہرے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے ان کے ہر ایک کا قلب ایک دوسرے کے عین مطابق ہوگا ان میں کسی قسم کا اختلاف و تناقص نہ ہوگا ان ہر ایک کے لئے دو زوجہ ہوں گی ان ہر ایک کے حسن کا یہ حال ہوگا کہ ان کی پنڈلیوں کا مغز ان کے گوشت اور خون سے باہر نظر آئے گا وہ لوگ صبح و شام میں تسبیح کرتے رہیں گے نہ بیمار ہوں گے اور نہ ہی ناک کی ریزش اور کھنگار کی آلائش پائیں گے اور نہ ہی تھوکیں گے ان کے برتن چاندی سونے کے ہوں گے ان کے کنگھے سونے کے اور کستوری کا لوبان جلائیں گے ان کی اپنی ذاتی مشک خالص مشک سی ہوگی۔

حدیث شریف (۳) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا بہشتی کی حور (بہشتی عورت) کے حسن کا یہ حال ہوگا کہ اس کی پنڈلی کی سفیدی (چمک) ریشمی ستر حلوں (پوشاکوں) کے باہر نظر آئے گی۔ اور پنڈلی کا مغز بھی اللہ تعالیٰ انہیں عورتوں کے لئے فرماتا ہے کانھن الیاقوت والمرجان گویا یاقوت و مرجان ہیں۔

فائدہ یاقوت تو وہ پتھر ہے کہ اگر اس میں دھاگہ داخل کر کے دیکھا جائے تو دھاگا باہر سے صاف نظر آئے گا۔ حضرت عمرو بن میمون رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک حور عین ستر حلے (پوشاکیں) بھی پہنے تب بھی اس کی پنڈلی کی صفائی باہر سے ایسے نظر آئے گی جیسے سرخ شراب صاف صفاف سفید گلاس سے۔ فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ ان نعمتوں کی جو تمہاری نظر سے متعلق اور ان سے تم متمتع ہوں گے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ یہ حوریں عرفانیہ و حسناء احسانیہ تجلیات ۔ بسط و انشراح کی یاقوتی تجلیات اور جمال و کمال کی تجلیات کی مرجان ہیں جن کے ہونٹوں کی سرخی کی لطافت یاقوت احمر جیسی ہے اور فطرت کی طراوت مرجان ابیض کی طرح تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ مشبہ کی یا مشبہ بہ کی۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ ھل جزاءالاحسان الا الاحسان احسان کی جزاء نہیں مگر احسان۔

قاعدہ لفظ ھل لغت چار کے وجوہ ہیں۔

۱۔ بمعنی قد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھل اتی

۲۔ بمعنی الامر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ بمعنی فَانْتَهُوْا (تم رک جاؤ)

۳۔ بمعنی استفہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا تو کیا تم نے پایا حق اسے جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا۔

۴۔ بمعنی جحد (انکار) جیسے اسی آیت میں ہے کہ فرمایا هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ احسان کی جزاء نہیں مگر احسان ثواب ہیں۔

حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے یہی آیت پڑھ کر پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہم نے کہا اللہ ورسولہ اعلم اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں جزاء اس کی جسے میں معرفت و توحید سے نوازوں مگر یہ کہ میں اسے اپنی جنت اور خطیرۂ قدس میں ٹھہراؤں اپنی رحمت اور فضل و کرم سے۔

فائدہ حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا کہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ نیکی کی جزاء نیک ہے طاعات کی جزاء بلند درجات کی صورت میں عطا ہو گی اور شکر کا بدلہ دیں گے بہت زیادہ اور نفوس کو فرحت و سرور بخشیں گے اور توبہ قبول فرمائیں گے اور دعا مستجاب ہو گی۔ سائل کو عطا نصیب ہو گی اور استغفار والے کو مغفرت اور جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرے گا اسے آخرت میں امن ملے گا اور فانی فی اللہ ہو گا اسے باقی باللہ بنائیں گے۔

ہر کہ در راہ محبت شد فنا — یافت از بحر لقا در بقا

ہر کرا شمشیر شوقش سر برید — میوۂ وصل از درخت شوق چید

ترجمہ ۱۔ جو راہ محبت میں فانی ہوا اس نے بحر بقا کے موتی پائے۔

۲۔ شوق کی تلوار نے سر کاٹا اس نے درخت شوق میوہ وصل چنا۔[۱]

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

(حاشیہ لے یہ عشق الٰہی سے سرشار ہونے والوں کے لئے ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے مائل ہوئے کہ انہیں ماسوی اللہ کی پرواہ تک نہیں ہوتی اور عشق کا یہی دستور ہے کہ جب کسی کو کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو پھر وہ معشوق کے سوا کسی طرف التفات نہیں کرتا اس کی ایک مثال حضرت زلیخا رضی اللہ عنہ کی ہے کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال و دولت قربان کر دیا۔ زلیخا کے پاس ستر اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی تھے جو عشق یوسف میں نثار کر دیئے۔ جب بھی کوئی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتی یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ چھوڑا تھا اور فرط محبت میں یوسف علیہ السلام کے سواسب کچھ بھول گئی تھی۔ جب آسمان کی طرف دیکھتی تو اسے ہر ستارے میں یوسف کا نام نظر آتا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب زلیخا ایمان لائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی تو سوائے عبادت و ریاضت اور توجہ الی اللہ کے اسے کوئی کام نہ تھا اگر یوسف علیہ السلام اسے دن کو اپنے پاس بلاتے تو کہتی رات کو آؤں گی اور رات کو بلاتے تو دن کا وعدہ کرتی۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا زلیخا!! تو تو میری محبت میں دیوانی تھی جواب دیا یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب میں آپ کی محبت کی ماہیت سے واقف نہ تھی۔ اب میں اپ کی محبت کی حقیقت پہچان چکی ہوں اس لئے اب میری محبت میں تمہاری شرکت بھی گوارہ نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ نے اس بات کا حکم فرمایا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ تیرے بطن سے اللہ تعالیٰ دو بیٹے عطا کرے گا اور دونوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ زلیخا نے کہا اگر یہ حکم خداوندی ہے اور اس میں حکمت الٰہی ہے تو میں سر تسلیم کرتی ہوں۔

یا اس کی مثال حضرت مجنوں علیہ الرحمتہ کی ہے چنانچہ مجنوں سے کسی نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ بولا لیلیٰ!۔ ایک دن اس سے کسی نے کہا کیا لیلیٰ مر گئی مجنوں نے جواب دیا لیلیٰ نہیں مری وہ تو میرے دل میں ہے اور میں ہی لیلیٰ ہوں' ایک دن جب مجنوں کا لیلیٰ کے گھر سے گزر ہوا تو وہ ستاروں کو دیکھتے ہوئے گزرنے لگا کسی نے کہا نیچے دیکھو شاید تمہیں لیلیٰ نظر آجائے۔ مجنوں بولا میرے لئے لیلیٰ کے گھر کے اوپر چمکنے والے ستارے کی زیارت ہی کافی ہے۔

عشق الٰہی کی محبت کی ابتداء اور انتہا جب منصور حلاج کو قید میں اٹھارہ دن گزر گئے تو جناب شبلی رحمتہ

(باقی آگے)

marfat.ocm

اللہ علیہ نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا کہ منصور محبت کیا ہے منصور نے جواب دیا آج نہیں کل یہ سوال پوچھنا جب دوسرا دن ہوا اور انہیں قید سے نکل کر مقتل کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو منصور نے شبلی کو دیکھ کر فرمایا شبلی محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا قتل ہونا ہے۔

حکایت ایک آدمی دریائے فرات میں نہا رہا تھا اس نے سنا کہ کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا ہے وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ (اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ) یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب کر مر گیا۔

محمد بن عبداللہ بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہئے (کیونکہ عشق میں موت کے بغیر کوئی لطف نہیں ہے) اتنا کہا اور وہاں سے خود کو گرایا' لوگوں نے جب اسے اٹھایا تو وہ دم توڑ چکا تھا۔

جناب جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

عاشق کی پہچان ایک شیخ سے عاشق کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا عاشق میل ملاپ سے دور' تنہائی پسند' غور و فکر میں ڈوبا ہوا اور چپ چاپ رہتا ہے۔ جب اسے دیکھا جائے وہ نظر نہیں آتا جب بلایا جائے تو سنتا نہیں۔ جب بات کی جائے تو سمجھتا نہیں تو جب اس پر کوئی مصیبت آ جائے تو غمگین نہیں ہوتا' وہ بھوک کی پرواہ اور برہنگی کا احساس نہیں رکھتا۔ کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا' وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے وہ دنیا کے لئے دنیا والوں سے نہیں جھگڑتا۔

جناب ابو تراب بخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشق کی علامات میں یہ چند شعر کہے ہیں۔

لا تخدعن فللحبیب دلائل ولدمن دیہ تحف الحبیب وسائل

منہا تنعمہ بمر بلائہ وسرورہ فی کل ما ہو فاعل

فالمنع منہ عطیۃ مقبولتہ والفقر اکرام وبر عاجل

ومن الدلائل ان یری فی عزمہ طوع الحبیب وان الح العاذل

ومن الدلائل ان یری متبسما والقلب فیہ من الحبیب بلائل

ومن الدلائل ان یری متحمسا لکلام من یخطی لدیہ السائل

(حاشیہ جامی)

marfat.ocm

ومن الدلائل ان یری متقشفًا   متحفظًامن کل ما ھو قائل

ترجمہ ۱۔ تو دھوکہ نہ دے کیونکہ محبوب کے پاس دلائل اور عاشق کے پاس محبوب کے تحفوں کے وسائل ہیں۔

۲۔ ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی تلخ آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے اور محبوب جو کرتا ہے وہ اس پر خوش ہوتا ہے۔

۳۔ اس کی طرف سے منع کرنا بھی عطیہ ہے اور فقر اس کے لئے عزت افزائی اور ایک فوری نیکی ہے۔

۴۔ ایک علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کی اطاعت کا پختہ ارادہ رکھتا ہے اگر اسے ملامت کرنے والے ملامت کریں۔

۵۔ ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے مسکراتا ہوا پاؤ گے اگرچہ اس کے دل میں محبوب کی طرف سے آگ سلگ رہی ہوتی ہے۔

۶۔ اور ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے خطا کاروں کی گفتگو سمجھتا ہوا پاؤ گے۔

۷۔ ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے ہر اس بات کا حفاظت کرنے والا پاؤ گے جسے وہ کہتا ہے۔

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جوان کے قریب سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا اس نے آپ سے کہا اللہ سے دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے۔ آپ نے فرمایا ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کہنے لگا اچھا آدھے ذرہ کا سوال کیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے۔ اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس جوان کے متعلق سوال کیا لوگوں نے کہا وہ تو دیوانہ ہو گیا۔ اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب سے دعا کی اے اللہ! میری اس جوان سے ملاقات کرادے، پس آپ نے دیکھا وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا آپ نے اسے سلام کہا مگر وہ خاموش رہا۔ آپ نے کہا مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم

marfat.ocm

اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔

جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرتا ہے خود ان کو تین چیزوں سے پاک نہیں رکھتا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

۱۔ جو شخص ذکر خدا کی حلاوت پانے کا دعویٰ کرتا ہے مگر دنیا سے بھی محبت رکھتا ہے۔

۲۔ جو اپنے اعمال میں اخلاص کا دعویٰ کرتا ہے مگر لوگوں سے اپنی عزت افزائی کا خواہش مند ہے۔

۳۔ جو اپنے خالق کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔

فرمان نبوی ہے کہ میری امت پر عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جب وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

۱۔ دنیا سے محبت رکھیں گے، آخرت کو بھول جائیں گے۔

۲۔ مال سے محبت رکھیں گے، آخرت کو بھول جائیں گے۔

۳۔ مخلوق سے محبت رکھیں گے مگر خالق کو بھول جائیں گے۔

۴۔ گناہوں سے محبت رکھیں گے مگر توبہ کو بھول جائیں گے۔

۵۔ مکانوں سے محبت رکھیں گے اور قبر کو بھول جائیں گے۔

حضرت منصور بن عمار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جوان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے جوان تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈالے، جتنے جوان ایسے تھے جنہوں نے توبہ کو موخر اور اپنی امیدوں کو طویل کر دیا۔ موت کو بھلا دیا اور یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کر لیں گے پرسوں توبہ کر لیں گے یہاں تک کہ اسی غفلت میں ملک الموت آگیا اور اندھیری قبر میں جا سوئے، نہ انہیں مال نے، نہ غلاموں نے، نہ اولاد نے اور نہ ہی ماں باپ نے کوئی فائدہ دیا فرمان الہی لاینفع مال ولا بنون الخ مومن کو چاہیے کہ ہر گھڑی توبہ کرتا رہے اور گزشتہ گناہوں سے شرماتا رہے، تھوڑی سی متاع دنیا پر راضی رہے، دنیاوی مشاغل کو بھول کر آخرت کی فکر کرے اور خلوص قلب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے۔

ایک بخیل منافق ایک منافق انتہائی بخیل تھا، اس نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر تو نے کسی کو کچھ دیا تو تجھ پر طلاق ہے۔ ایک دن ایک سائل ادھر آنکلا اور اس نے خدا کے نام پر سوال کیا، عورت نے اسے تین روٹیاں دے دیں

marfat.com

(انقلاب)

واپسی میں اسے وہی بخیل مل گیااور پوچھا تجھے یہ روٹیاں کس نے دی ہیں؟ سائل نے اس کے گھر کے متعلق بتایا کہ مجھے وہاں سے ملی ہیں بخیل تیز قدموں سے گھر کی طرف چل پڑااور گھر پہنچ کر بیوی سے بولا میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ کسی سائل کو کچھ نہیں دینا؟ بیوی بولی سائل نے اللہ کے نام پر سوال کیا تھا انکار میں رد نہ کر سکی۔

کنجوس نے جلدی سے تنور بھڑکلیا' جب تنور سرخ ہو گیاتو بیوی سے کہااٹھو اللہ کے نام پر تنور میں داخل ہو جا۔ عورت کھڑی ہو گئی اور اپنے زیورات لے کر تنور کی طرف چل پڑی کنجوس چلایا کہ زیورات تو یہیں چھوڑ جا۔ عورت نے کہا آج میرا محبوب سے ملاقات کا دن ہے میں اس کی بارگاہ میں بن سنور کر جاؤں گی۔ اور جلدی سے تنور میں گھس گئی۔ اس بدبخت نے تنور کو بند کر دیا۔ جب تین دن گزرے گئے تو اس نے تنور کا ڈھکنا اٹھا کر اندر جھانکا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس میں صحیح وسالم بیٹھی ہوئی تھی ہاتف غیبی نے آواز دی کیا تجھے علم نہیں کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی۔

سیدنا شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی ﷺ کے دیدار بحت اسرار سے خواب میں مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا بسر علانی! جانتے ہو اللہ نے تمہیں تمہارے ہم عصروں سے بلند مقام کیوں دیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم نیکوں کی خدمت کرتے ہو دوستوں کو نصیحت کرتے ہو میری سنت اور اہل سنت سے محبت رکھتے ہو اور اپنے دوستوں سے حسن سلوک روا رکھتے ہو۔

فرمان نبوی ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا۔

شرعۃ الاسلام اور آثار مشہورہ میں ہے جب مذہب میں فتنے پیدا ہو جائیں اور مخلوق میں پراگندگی رونما ہو جائے اس وقت حضور ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا ثواب سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا' عرض کی گئی حضور! انکار کس نے کیا؟ آپ نے فرمایا جس نے میرا اتباع کیا وہ جنت میں جائے گا جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا انکار کیا' ہر وہ عمل جو میرے طریقے کے مطابق نہیں وہ گناہ ہے۔ (جاری)

marfat.ocm

ایک عارف باصفا کا ارشاد ہے اگر تو کسی شیخ کو ہوا پر اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا یا آگ وغیرہ کھاتا ہوا دیکھے لیکن وہ عبداللہ کے کسی فرض یا نبی کی کسی سنت کا تارک ہو تو.. جھوٹا ہے اس کا دعویٰ محبت باطل ہے اور یہ اس کی کرامت نہیں استدراج ہے۔ (وہ خرق عادت جو کسی غیر مسلم سے سرزد ہو)

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص بھی اللہ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچا اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ محمد ﷺ کی اقتداء و اتباع ہے۔

حضرت احمد الحواری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اتباع سنت کے بغیر ہر عمل باطل ہے۔ شرعتہ الاسلام فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جس نے میری سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

اللہ کا دیوانہ عاشق ایک شخص نے ایک دیوانے سے ایک ایسا عمل سرزد ہوتے دیکھا جو خلاف توقع تھا وہ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ کہہ سنایا آپ نے کہا اللہ کے بہت سے عشاق ہیں' کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے' کچھ عقلمند ہیں اور کچھ دیوانے ہیں جس شخص کو تم نے دیکھا ہے وہ اللہ کا عاشق دیوانہ ہے۔

حکایت حضرت جنید کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہو گئے ہمیں ان کی بیماری کے اسباب کا پتہ نہیں چل رہا تھا' کسی نے ہمیں ایک حکیم حاذق کا پتہ بتلایا ہم ان کا قارورہ اس حکیم کے پاس لے گئے وہ حکیم کچھ دیر توجہ سے اسے دیکھتا رہا پھر بولا یہ کسی عاشق کا قارورہ نظر آتا ہے یہ سنتے ہی میں بیہوش ہو گیا اور بوتل میرے ہاتھ سے گر گئی' جب میں نے سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو واپس آکر واقعہ بتلایا تو انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا اسے اللہ سمجھائے! اس نے یہ کیسے معلوم کر لیا میں نے پوچھا کیا محبت کے اثرات پیشاب میں بھی ظاہر ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔

حضرت فضیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے' جب تجھ سے پوچھا جائے تو اللہ سے محبت کرتا ہے تو چپ ہو جا کیونکہ اگر تو نفی میں جواب دے گا تو یہ کفر ہو گا اور اگر ہاں کہے گا تو تیرے اندر عاشقوں جیسے کوئی صفت ہی موجود نہیں ہے (اسی طرح تو جھوٹا سمجھا جائے گا) بس خاموشی اختیار کر کے ناراضگی سے بچ جا۔

حضرت سفیان رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے دوست کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے

marfat.ocm

اور جو اللہ تعالیٰ کے احترام کرنے والے کا احترام کرتا ہے وہ اللہ کا احترام کرتا ہے۔

حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے حب خدا کی نشانی حب قرآن ہے حب خدا اور حب قرآن کی نشانی حب نبی ہے اور حب نبی کی نشانی نبی کی سنت سے محبت ہے اور حب سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے' آخرت کی محبت دنیا سے بغض کا نام ہے اور دنیا سے بغض کی نشانی معمولی مال دنیا پر راضی ہونا اور آخرت کے لئے دنیا کو خرچ کرنا ہے۔

حضرت ابوالحسن زنجانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے 'عبادت کی بنیاد تین چیزیں ہیں آنکھ دل زبان آنکھ عبرت کے لئے ہے دل غور و فکر کے لئے اور زبان سچائی کا گہوارہ اور ذکر و تسبیح کے لئے ہو' چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (تم اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو)

حکایت حضرت عبداللہ اور احمد بن حرب ایک جگہ گئے احمد بن حرب نے وہاں خشک گھاس کا ایک ٹکڑا کاٹا' حضرت عبداللہ نے حضرت احمد بن حرب سے کہا تجھے پانچ چیزیں حاصل ہو گئیں تیرے اس فعل سے تیرا دل اللہ کی تسبیح سے غافل ہوا' تو نے اپنے نفس کو اللہ کے ذکر کے ماسوا کاموں کی عادت ڈالی تو نے اپنے نفس کے لئے ایک راستہ بنایا جس میں وہ تیرے پیچھے پڑے گا' تو نے اسے اللہ کی تسبیح سے روکا اور قیامت کے لئے اپنے نفس کو رب کے سامنے ایک حجت دے دی۔

حضرت شیخ سری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے شیخ جرجانی کے پاس پسے ہوئے ستو دیکھے' میں نے پوچھا آپ ستو کے علاوہ اور کچھ کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے جواب دیا میں نے کھانا چبانے اور ستو پینے میں ستر تسبیحوں کا اندازہ لگایا ہے چالیس سال ہوئے میں نے روٹی کھائی ہی نہیں تاکہ ان تسبیحوں کا وقت ضائع نہ ہو۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ پندرہ دن میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتے اور جب ماہ رمضان آتا تو مہینے میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتے' بعض اوقات تو وہ ستر دنوں تک بھی کچھ نہ کھاتے۔ جب آپ کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے اور بھوکے رہتے تو قوی ہو جاتے تھے۔

حضرت ابو حماد الاسود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تیس برس کعبہ کے مجاور رہے مگر کسی نے انہیں کھاتے پیتے

(حاشیہ جاری)

marfat.ocm

نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ ایک لمحہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔

حکایت حضرت عمرو بن عبید رحمتہ اللہ علیہ تین کاموں کے علاوہ کبھی گھر سے باہر نہ نکلتے نماز باجماعت کے لئے' مریضوں کی عیادت کے لئے اور جنازوں میں شرکت کے لئے' اور وہ فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو چور اور رہزن پایا' عمر ایک عمدہ جوہر ہے جس کی قیمت کی تصور نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس سے آخرت کے لئے خزانہ کرنا چاہئے اور آخرت کے طلب گار کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں ریاضت کرے تاکہ اس کا ظاہر اور باطن ایک ہو جائے' ظاہر و باطن اختیار حاصل کئے بغیر حالت کا سنبھالنا مشکل ہے۔

حکایت حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ابتدائے ریاضت میں جب مجھے نیند آتی ہے تو میں آنکھوں میں نمک کی سلائی لگاتا' جب نیند زیادہ تنگ کرتی تو میں گرم سلائی آنکھوں میں پھیر لیتا۔

حضرت ابراہیم بن حاکم رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے' میرے والد محترم کو جب نیند آنے لگتی تو وہ دریا کے اندر تشریف لے جاتے اور اللہ کی تسبیح کرنے لگتے جسے سُن کر دریا کی مچھلیاں اکٹھی ہو جاتیں اور وہ بھی تسبیح کرنے لگتیں۔

حضرت وہب منبہ رحمتہ اللہ علیہ نے رب سے دعا مانگی' میری رات کی نیند اڑا دے۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں چالیس برس تک نیند نہ آئی (اس طرح تمام راتیں انہوں نے عبادت میں بسر کیں)

حضرت حسن حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے جسم کو ٹخنوں سے گھٹنوں تک تیرہ جگہوں سے بیڑیوں میں جکڑ رکھا تھا اور اسی حالت میں وہ دن رات میں ایک ہزار رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ابتدائے حال میں بازار میں جاتے اور اپنی دکان کھول کر اس کے آگے پردہ ڈال دیتے اور چار سو رکعت نفل ادا کر کے دکان بند کر کے گھر واپس آجاتے۔

حضرت حبشی بن داؤد رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

لہٰذا ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ باوضو رہے' جب بے وضو ہو جائے تو فوراً وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرے' ہر مجلس میں قبلہ رو بیٹھے' حضور دل اور مراقبہ کے ساتھ یہ تصور کرے کہ وہ حضور ﷺ کے سامنے مواجہہ شریف میں بیٹھا ہے' تحمل اور بردباری کو اپنے افعال میں لازم رکھے' دکھ جھیلے مگر برائی کا بدلہ برائی سے

(جاری)

marfat.ocm

نہ دے 'گناہوں سے استغفار کرتا رہے' خود بینی اور ریا کے قریب نہ جائے کیونکہ خود بینی شیطان کی صفت ہے 'اپنے آپ کو حقارت سے اور نیک لوگوں کو احترام سے دیکھے اس لئے کہ جو شخص نیکوں کے احترام کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ اسے ان کی صحبت سے محروم کر دیتا ہے اور جو شخص عبادت کی حرمت و عظمت کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے عبادت کی شیرینی نکال لیتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض سے ایک سوال حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اے ابو علی! آدم نیک کب ہوتا ہے۔ فرمایا جب اس کی نیت میں نصیحت 'دل میں خوف' زبان پر سچائی اور اس کے اعضاء سے اعمال صالحہ کا صدور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شب معراج نبی ﷺ سے فرمایا اے احمد (ﷺ) اگر آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار بننا پسند ہے تو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کیجئے۔ آپ نے عرض کی الہٰ العلمین! دنیا سے بے رغبتی کیسے ہو؟ فرمان الہٰی ہوا دنیا کے مال سے بقدر ضرورت کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں لے لیجئے اور بس؟ کل کے لئے ذخیرہ نہ کیجئے اور ہمیشہ میرا ذکر کرتے رہیے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا ذکر پر دوام کیسے ہو؟ جواب ملا لوگوں سے علیحدگی سے علیحدگی اختیار کیجئے 'نماز کو اور بھوک کو اپنی غذا بنائیے۔ فرمان نبوی ہے! دنیا سے کنارہ کشی جسم و جان کی تازگی ہے اور دنیا میں رغبت میں غم و اندوہ کی فراوانی ہے 'دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور کنارہ کشی ہر خیرو برکت کی بنیاد ہے۔

دل کی بیماری کا علاج ایک صالح شخص کا ایک جماعت کے پاس سے گزر ہوا وہاں ایک معالج بیماریوں اور دوائیوں کا ذکر کر رہا تھا صالح جوان نے پوچھا اے جسموں کے معالج! کیا تیرے پاس دلوں کا بھی علاج ہے 'وہ بولا ہاں بتاؤ 'دل میں کیا بیماری ہے؟ صالح جوان نے کہا گناہوں کی ظلمت نے اسے سخت کر دیا ہے۔ معالج نے کہا اس کا علاج صبح و شام گریہ و زاری 'استغفار' رب غفور کی اطاعت میں سعی اور اپنے گناہوں پر معذرت طلبی ہے 'دوا تو یہ ہے 'شفاء رب کے پاس ہے' وہ صالح جوان اتنا سنتے ہی بے حال ہو گیا اور کہنے لگا تم واقعی اچھے طبیب ہو 'تم نے لاجواب علاج بتلایا۔ معالج نے کہا یہ اس دل کا علاج ہے جو تائب ہو کر اپنے رب کے حضور آگیا ہو۔

دو آقاؤں کی خدمت ایک شخص نے ایک غلام خریدا غلام نے کہا اے مالک میری تین شرطیں ہیں۔

marfat.ocm

نسخہ روحانی خلاصہ احسان از عبد فناء فی اللہ اور مولیٰ سے اعطاء الوجود الحقانی۔

سبق ہر آن اور ہر وقت احسان کا دامن تھامو اللہ تعالیٰ محسن کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

۱۔ جب نماز کا وقت آئے تو مجھے اس کے ادا کرنے سے نہ روکنا۔

۲۔ دن کو مجھ سے جو چاہو کام لو مگر رات کو نہیں۔

۳۔ مجھے ایسا کمرہ دو جس میں میرے سوا کوئی نہ آئے۔

مالک نے تینوں شرطیں منظور کرتے ہوئے کہا میں رہنے کے لئے کوئی کمرہ پسند کر لو' غلام نے ایک خراب سا کمرہ پسند کر لیا۔ مالک بولا تو نے خراب کمرہ کیوں پسند کیا۔ غلام نے جواب دیا اے مالک یہ خراب کمرہ اللہ کے یہاں چمن ہے۔ چنانچہ وہ دن کو مالک کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتا۔ ایک رات اس کا مالک وہاں سے گزرا تو اس نے دیکھا کمرہ منور ہے غلام سجدہ میں ہے اور اس کے سر پر ایک نورانی قندیل معلق ہے اور وہ آہ و زاری کرتے ہوئے کہہ رہا ہے 'یاالٰہی! تو نے مجھ پر مالک کی خدمت واجب کر دی ہے اگر مجھ پر یہ ذمہ داری نہ ہوتی تو میں صبح و شام تیرے عبادت میں مشغول رہتا' اے اللہ! میرا عذر قبول فرما لے۔ مالک ساری رات اس کی عبادت دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی' قندیل بجھ گئی اور کمرے کی چھت حسب سابق ہموار ہو گئی وہ واپس لوٹا اور اپنی بیوی کو سارا ماجرا سنایا۔

جب دوسری رات ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گیا' وہاں دیکھا تو غلام سجدہ میں تھا اور نورانی قندیل روشن تھی' وہ دونوں دروازے پر کھڑے ہو گئے' اور ساری رات اسے دیکھ کر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا ہم نے تجھے اللہ کے نام پر آزاد کر دیا ہے تاکہ تو فراغت سے اس کی عبادت کر سکے۔ غلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا۔

یاصاحب السر ان السر قد ظہرا   ولا ارید حیوتی بعد ما اشتہرا

ترجمہ   اے صاحب راز' راز ظاہر ہو گیا' اب میں اس افشائے راز اور شہرت کے بعد زندگی نہیں چاہتا۔

پھر کہا اے الٰہی! مجھے موت دے دے اور گر کر مر گیا۔ واقعی صالح' عاشق اور طالب مولیٰ لوگوں کے حالات

[illegible]

marfat.ocm

حکایت حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کافر بڑھیا کو دیکھا کہ وہ سردی کے موسم میں پرندوں کو دانے کھلا رہی ہے اللہ تعالیٰ اجنبی سے خیرات قبول نہیں کرتا بڑھیا نے کہا میرا کام ہے خدمت کرنا قبول کرے یا نہ کرے، پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت ذوالنون مصری نے اسی بڑھیا کو حرم کعبہ میں دیکھا بڑھیا نے کہا اے ذولنون! مجھے اللہ تعالیٰ نے دولت اسلام سے نوازا ہے صرف دانوں کی ایک مٹھی کی برکت سے۔

حکایت حجاج کے راستہ کو ایک خوفناک جانور نے روک رکھا تھا اہل قافلہ نے سمجھا کہ وہ پیاسا ہے اسی لئے ایک ہاتھ میں تلوار دوسرے میں مشک پانی بھر کر اس کے آگے رکھ دی اس نے تمام پانی پی کر راستہ چھوڑ کر چلا گیا یہاں تک کہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا یہ قافلہ حج سے فراغت پا کر واپس لوٹا تو اسی شخص (جس نے جانور کو پانی پلایا تھا) کو رستہ میں نیند آگئی جس کی وجہ سے قافلہ دور نکل گیا اکیلا جنگل میں پریشان تھا اچانک دیکھا کہ ایک شخص سواری لایا ہے اور کہا کہ اس پر سوار ہو جایئے اس شخص نے اسے قافلے تک پہنچا کر واپس لوٹنے لگا اس نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں وہی ہوں جسے تو نے مشک پانی کی پلائی تھی۔

حکایت منقول ہے کہ ایک عورت نے سائل کو ایک لقمہ روٹی کا دیا۔ جنگل میں اچانک بھیڑیئے نے اس کا لڑکا اٹھا لیا ایک شخص نے بھاگ کر بھیڑیئے کے منہ سے بچہ نکال کر اس عورت کے آگے ڈال دیا۔ عورت نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا یہ لقمہ (بچہ) اس لقمہ کا بدلہ ہے جو تو نے سائل کو فرما دیا تھا۔

فائدہ حضرت حسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا احسان عام ہے اس سے کوئی احسان مراد نہیں ▪ بارش ہوا، سورج چاند کی طرح ہو۔

مسئلہ بعض محققین فرماتے ہیں کہ جنت اعمال کی جزاء ہے تو توحید کی جزاء رویتہ حق ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر احسان کی بہترین انواع ہے۔

فضائل لا الہ الا اللہ (۱) مروی ہے کہ جب بندہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ تو یہ کلمہ اس کے عمل نامہ میں لکھا جاتا ہے تو یہ کلمہ جہاں سے گزرتا ہے اس کے گناہوں کو مٹایا جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت میں یہ شخص نیکیاں ہی نیکیاں

marfat.ocm

پائے گا جو اس کے قرب میں ہوں گی۔

(۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ایسے کلمہ کی طرف رہبری فرمایئے جو مجھے بہشت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور کرے۔ آپ نے فرمایا جب تم سے گناہ ہو جائے تو فوراً نیکی کر لیا کرو کیونکہ ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) لا الہ الا اللہ نیکی ہے آپ نے فرمایا یہ تو تمام نیکیوں سے احسن ہے۔

فائدہ توحید کی شرافت اتنا کافی ہے کہ یہ ایمان ہے اور ایمان تمام نیکیوں کی جڑ ہے اور اس سے قلب روشن ہوتا ہے اور قلب ہی تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ کا مرکز ہے اور گناہوں کی میل کچیل، اسی سے ہی ڈھلتی ہے پھر اسی سے ہی دل اجلا صاف اور شفاف ہوتا ہے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (تم اپنی رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے) جو اس کی نعمتیں دنیا و آخرت میں تمہیں نصیب ہوتی ہیں)

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ (اور ان دو جنتوں کے آگے اور دو جنتیں ہیں) یہ مبتدا و خبر ہیں یعنی مذکورہ دو جنتوں کے علاوہ خائفین مقربین کے لئے دیگر دو جنتیں ہیں اور یہ ان کے لئے ہیں۔ جو ان کے ماسوا ہیں یعنی اصحاب الیمین۔ اس سے معلوم ہوا کہ خائفین دو قسم ہیں۔

۱۔ مقربین ۲۔ اصحاب الیمین

یہ فضائل علمیہ و عملیہ کے لحاظ سے مقربین کے علاوہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دون بمعنی ادنیٰ مرتبہ و منزلت والے یہاں دون بمعنی غیر نہیں۔ اس معنی پر پہلی دو جنتیں ان دو جنتوں سے افضل ہیں جیسے مقربین ابرار سے افضل ہیں اور دون وناءۃ سے بھی نہیں بلکہ الدنو بمعنی القرب سے ہے۔ یعنی ان دو جنتوں کے آگے عرش تک دو جنتیں اور ہیں یعنی عرش کو قریب تر اور ان دو جنتوں سے ارفع (زیادہ بلند) ہیں۔ بعض مفسرین نے دون کو غیر کے معنی میں بھی لیا ہے چنانچہ علامہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ بغیر ان دونوں جنات کے جو مذکور ہوئیں دو جنات (باغات) اور ہیں کہتے ہیں کہ پہلے دو باغ سونے کے یہ سابقین کے لئے ہیں دوسرے دو باغات چاندی کے اصحاب الیمین کے لئے ہیں۔

فائدہ صاحب کشف الاسرار نے مطلق لکھا ہے اس میں کسی کے لئے تخصیص نہیں فرمایا چنانچہ لکھتے ہیں کہ دو

marfat.ocm

پہلی جنتوں کے علاوہ دو، جنتیں ہیں جن کے برتن اور ان کے اندر کی دیگر اشیاء چاندی کی ہیں اور دو سری دو جنتیں سونے کی جن کے برتن اور اندر کی اشیاء سونے کی ہیں اور ہر مرد و عورت بہشتی کو دو دو جنتیں ملیں گی ایک ان کے اعمال کی جزاء سے دوسری ان کافروں کی وراثت سے جو جہنم میں چلے گئے۔ بعض نے کہا کہ ہر مرد و عورت کو چار جنتیں ملیں گی جہات اربعہ سے تاکہ ہر طرف لطف پائیں اور انسان کی جو طبیعت ہے اس کا تقاضا بھی یونہی ہے کہ اس کی ملال و رنج یونہی رفع ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے چار سو باغات ہی باغات پائے تاکہ جہاں منتقل ہونا چاہے اسے باغات ہی باغات میسر ہوں خلاصہ یہ کہ دون کی پانچ (۵) تقریریں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ من دونهما فوقهما یعنی پہلی دو جنتوں کے اوپر دو جنتیں۔

۲۔ من دونهما صفیتهما ان میں دو جنتوں کی صفتوں کے علاوہ دیگر صفات والیں۔

۳۔ من دونهما فی الدرج درجات کے لحاظ سے ان دو پہلی جنات کے علاوہ۔

۴۔ اما مهما ان دو کے آگے اور دو۔

۵۔ قبلهما (ان دو سے پہلے دو)

شعر

و فلاة دونها سفر طال
و میل یفضی الی امیال

ترجمہ بہت سے جنگل ہیں جن کے آگے بڑا لمبا سفر ہے ایک میل طے کرنے کے بعد آگے کئی میل نظر آتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ ادنی مرتبہ والی کی تفسیر شیخ نجم الدین رحمتہ اللہ علیہ کی تاویلات سے مؤید ہے فرمایا کہ اس میں ان ابرار کی جنتوں کی طرف اشارہ ہے جو اعمال صحیحہ واقوال مستقیمہ پہ قائم اور مراتب سیہ کے ناظر اور مراتب و مقامات علیہ (بلند) کے طالب ہیں یعنی ان کے لئے دو مذکور جنتوں کے علاوہ دیگر دو جنتیں ہیں ان کے لئے جو اپنی ناسوتیت سے فانی اور لاھوتیت میں باقی ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبٰن تو تم اپنے پروردگار کی تکذیب کرتے ہو۔ مذکورہ بالا دو جنتوں میں سے۔

تفسیر عالمانہ مدهامتان یہ جنتان کی صفت ہے۔

حل لغات یہ ادهام الشی یدهام او هایا فهو دهام سے ہے بمعنی اسود (سیاہ ہوا) تاج المصادر میں ہے کہ باب

marfat.ocm

افیلال ہجوں تو بتیمہ معنی سیاہ ہونا کیونکہ دھمتہ (بالضم) معنی السواد (سیاہی) اور ہم معنی سیاہی غالب ہو گی سبزی اور تری کی شدت سیاہی مائل ہوں گے۔

سبز رنگ کا فائدہ سبز رنگ دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

حدیث شریف حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں آنکھ کی روشنی بڑھاتی ہیں۔

۱۔ سبزی ۲۔ جاری پانی ۳۔ حسین چہرہ دیکھنا

سرمہ کے فوائد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اثمد۔

۱۔ نیند کے وقت آنکھ میں سلائی سے لگانا آنکھ کی بینائی کو نفع دیتا ہے۔

۲۔ اعصاب کو قوت بخشتا ہے۔

۳۔ بہت سی آفات اور......

۴۔ اوجاع (دردوں) کو دفع کرتا ہے بالخصوص بوڑھے مردوں اور عورتوں کو۔

فائدہ اثمد (سیاہ سرمہ) اس میں بہتر اصفہانی ہے اور وہ بارد (ٹھنڈا) یابس (خشک) ہے۔

۵۔ سرمہ کے ساتھ مسک ملایا جائے تو اور زیادہ فائدہ دیتا ہے۔

۶۔ سرمہ آگ کے جلے ہوئے کو نفع دیتا ہے جب اس پر لیپ دیا جائے اور اس کے ساتھ شحم ملائی جائے۔

۷۔ سرمہ نکسیر کو بند کرتا ہے جب دماغ کے پردوں سے خارج ہو رہی ہو۔

حدیث شریف میں ہے تمہارے سرموں میں بہتر سرمہ اثمد ہے یہ بال اگاتا اور آنکھ کی بینائی کو روشن کرتا ہے (جریدۃ العجائب)

فائدہ مدھامتان میں اشارہ ہے کہ ان دو پچھلے باغات میں انگوریاں اور پھول ہوں گے جو زمین پر پھیلے ہوئے ہوں گے بخلاف پہلے دو باغات کے کہ ان میں درخت اور پھل بکثرت ہوں گے اس سے ثابت ہوا کہ پہلے دو باغ دوسرے باغات سے افضل ہیں۔

marfat.ocm

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے ان دو جنتوں کے اصحاب پر قوت بنائیہ کا غلبہ ہے یعنی اصحاب الیمین اور دوسری دو جنتوں میں اشارہ ہے کہ پہلی دو جنتوں والوں پر قوت روحانیہ کا غلبہ ہے کیونکہ ان میں اشجار و فواکہ (میوے) بکثرت ہیں اور ان کے اصحاب مقربین ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبن (تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے) کہ تمہاری آنکھیں دو باغات کی انگوریوں کی سبزی سے دیکھنے کا فائدہ اٹھاتی ہیں اور ان کے پھولوں سے تمہارے ناک خوشبو کے مزے لوٹتے ہیں۔

مسئلہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ جب نماز میں ایک ایسی آیت پڑھی جس کا صرف ایک کلمہ ہے جیسے مدھا متان یا جس کا صرف ایک حرف ہے جیسے ق 'ص 'ن 'یہ ہر ایک بعض کے نزدیک ایک ایک آیت ہیں تو صحیح تر یہ ہے کہ یہ الفاظ فرض قراۃ کے لئے کافی نہ ہوں گے کیونکہ ان الفاظ کے پڑھنے والے کو (عرف میں) قاری نہیں کہا جاتا کیونکہ قراۃ بمعنی حروف و کلمات کو آپس میں ایسا ملانا کہ ان کے بعض کا بعض سے ترتیل میں تعلق ہو اور عرف میں ان الفاظ کا ایک دوسرے سے ترتیل میں تعلق نہیں۔

تفسیر عالمانہ فیھما عینان نضاختان (ان میں دو چشمے جاری ہیں)

حل لغات اہل عرب کہتے ہیں نضخہ منہ کی طرح بمعنی رشہ قطرے بہائے نضخ الماء بمعنی چشمے سے اس کے پانی نے جوش مارا (قاموس) اب معنی یہ ہوا کہ ان دو جنتوں میں اپنی کے ایسے دو فوارے ہیں کہ بند نہیں ہوتے ان میں پانی کا ایسا جوش ہے کہ ان سے جتنا پانی نکالا جائے اتنا ہی پانی جوش مارتا ہے (ختم ہونے کا امکان تک نہیں) اس سے بھی پچھلے دو باغات کا پہلے دو باغات سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ پہلے دو کے لئے صرف فرمایا تجریان ان کے لئے فرمایا نضاختان النضخ الجری سے کم ہے کیونکہ النضخ فوران۔ پانی کا جوش مارنا وہ یوں ہے کہ ایک جگہ سے پانی لیا جائے تو اسی جگہ سے دوسرا پانی نکل آئے اور یہ بات جاری پانی میں نہیں ہاں یہ بات ہے کہ جریان نضخ سے ابلغ ہے۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نضاختان بمعنی مشک وغیرہ سے جوش مارنے والے دو چشمے اور قلبی نے فرمایا خیر و برکت سے جوش مارنے والے۔

marfat.ocm

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ تو تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ کہ تمہیں ان دونوں چشموں سے جی بھر اور سیر ہو کر شرابًا طہورًا اپنا نصیب ہو گا۔

فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ان میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔ نخل و رمان کا فاکہتہ پر عطف ایسے ہے جیسے جبریل و میکائیل کا ملائکہ پر اس سے ان کی فضیلت کا اظہار ہے اس لئے نخل (کھجور) میوہ بھی ہے غذا بھی اور رمان بمعنی انار یہ میوہ بھی ہے دوا بھی۔ یہ دنیا کے حسب حال ہے ورنہ بہشت کا ہر میوہ صرف مزہ اور لذت کے لئے ہو گا۔

مسئلہ جس نے قسم کھائی کہ فاکہہ (میوہ) نہ کھائے گا تو سوکھی کھجور کھائی یا انار کھایا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حانث نہ ہو گا ایسے ہی انگور کا ان کے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ الفاکہہ (میوہ) نہ کھائے گا انار اور کھجور کھالی تو حانث نہ ہو گا خلافاً لصاحبیہ وغیرہما (ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ)

فائدہ جس نے کھجور و انار کو فاکہہ سے شمار کیا ہے اس کے نزدیک یہاں کی تخصیص محض فضیلت کے اظہار کے لئے جیسے ابھی گزرا اور کھجور کی فضیلت کا بیان ابھی گزرا اور تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

جنتی کھجور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جنت کی کھجور کا تنا زمرد اخضر کا ہے اور اس کا چھلکا سرخ سونے کا اور اس کے پتے اہل جنت کی پوشاک ہوں گی۔ بعض ان کے بچھونے اور بعض پہننے پوشاکیں اور اس کے پھل بڑے مٹکے یا بوکے کی طرح ہوں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے اور دودھ سے زیادہ لذیذ اس میں کچے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ جب ایک دفعہ میوہ لیا جائے گا تو فوراً ہی اس کا میوہ اسی جگہ پیدا ہو جائے اس کی نہریں غیر محدود۔

فائدہ انار گرم علاقوں میں ہی قوت پاتا ہے۔

انار کے فضائل ۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ انار کی مادہ پھل نہیں دیتی

marfat.com

جب تک اس میں بہشت سے دانہ نہ آئے۔

۲۔ حضرت الامام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تم انار کھاؤ تو تھوڑی سی شحم بھی اسی سے کھالیا کرو۔ کیونکہ وہ معدے کا دباغ ہے۔

۳۔ اس کا کوئی دانہ پیٹ میں نہیں جس سے دل میں نور پیدا نہ ہو۔

۴۔ اس کا ہر دانہ شیطان کے وسوسہ کو چالیس دن تک نکالتا ہے۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے جو انار کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو چالیس دن تک منور رکھتا ہے۔

فائدہ ہر انار ہی لطافت سے خالی نہیں لیکن بڑا میٹھا اور نرم ان سب سے زیادہ اچھا ہوتا ہے وہ گرم رطب ہے۔

۶۔ سینہ اور ۷۔ حلق کو نرم کرتا ہے۔ ۸۔ معدے کو جلا بخشتا ہے۔

۹۔ خفقان (بیماری) کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

۱۰۔ قوت باہ بڑھاتا ہے۔

۱۱۔ اس کے چھلکے سے ہوام (ایذا رساں کیڑے وغیرہ بھاگ جاتے ہیں)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے اصحاب یمین بہ نسبت مقربین کے استعداد میں کمزور ہیں اسی لئے کہ انار دوا ہے میوہ نہیں اور دوا کا گھر میں تیار رکھنا گھر والے کی ضعف مزاج پر دلالت کرتا ہے۔

فبای الاء ربکما تکذبٰن تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ کہ تمہارے لئے وہ اشیاء (میوے) تیار فرمائے جن سے تم لذت پاؤ۔

تفسیر عالمانہ فیھن خیرات حسان ان میں حسین چہرے والیاں ہیں۔ یہ جنتان کی دوسری صفت ہے پہلے جملے کی طرح ہے۔

سوال ھنّ ضمیر کیوں حالانکہ جنتان تثنیہ ہے جواب گزرا ہے وہ یہ کہ ہر جنت کو ایک مستقل گروہ قرار دے کر دونوں کو بہت بڑے گروہ کے طور پر ضمیر لائی گئی ہے۔

حل لغات خیرات مخفف از خیرات خیرہ کی جمع ہے اس لئے خیر جو اخیر کے معنی میں ہو اس کی جمع نہیں لے خیرون

marfat.ocm

وخیرات نہیں کہا جاتا۔ خیرات بمعنی برگزیدہ عورتیں۔

خیرات خیرات (زبان بعثت کی تعریف میں مندرجہ ذیل صفات وارد ہیں)

۱۔ لسن بذمرات ۲۔ ولا بخرات ۳۔ ولا متطلعات ۴۔ ولا متشوفات ۵۔ ولا ذربات ۶۔ ولا سلیطات ۷۔ ولا طماحات ۸۔ ولا طوافات فی الطرق (شرح الحروف والمذکور) وہ عورتیں =۔ ذمرات نہیں۔ ذمرات ذمر سے ہے بمعنی بدبوئی یعنی وہ بدبو والی نہیں اور وہ ۲۔ بخرات نہیں البخر (بالتحریک) سے ہے بمعنی منہ اور بغل وغیرہ کی بدبو یعنی وہ منہ اور بغل وغیرہ کی بدبو والی نہیں اور وہ ۳۔ متطلعات نہیں التطلع سے ہے اور بمعنی چشم داشتن۔ عافی اللہ من لم یتطلع فی فمک ای یتعقب کلامک (اللہ اسے معاف فرمائے جس نے تیرے منہ کو نہ جھانکا یعنی تیرے کلام کا تعاقب نہ کیا یعنی تمہاری بات کا تعاقب نہیں کرتیں اور وہ متشوفات نہیں (فضول ہار سنگار کرنے والی نہیں۔ تشوف سے ہے بمعنی ہار سنگار کرنا اور کسی سے امید رکھنا۔ یہ الی سے متعدی ہوتا ہے۔ القاموس میں ہے کہ شفتہ شوفا بمعنی جلوتہ (میں نے اسے سنگارا) اور شیفتہ الجاریتہ (لڑکی نے سنگار کیا) تشاف (ہار سنگار کرتی ہے) الی الخیر تطلع۔ خیر کی طرف جھانکتی ہے۔ ومن السطح تطاول ونظروا شرف۔ چھت سے جھانکا اور دیکھا ۵۔ ولا ذربات اور وہ تیز زبان نہیں۔ یہ ذرب فرح کی طرح سے ہے ذربا وذرابتہ فھو ذرب بمعنی حد (تیز ہے) الذربتہ بمعنی تیز زبان والی اور وہ ۶۔ سلیطات (زبان دراز) نہیں السلط والسلیط بمعنی الشدید اور طویل اللسان اور وہ طماحات نافرمان نہیں۔ طمع بصرہ الیہ منع کی طرح بمعنی ارتفع والمرۃ طمت نمی طامح (گلیوں کا چکر لگانے والیاں نہیں۔ (طوافات بمعنی دوارات آوارگی سے گھومنے پھرنے والیاں)

حسان کی تحقیق حسان حسنۃ وحسناء کی جمع ہے یعنی حسین چہرے اور نیک خصلت والی یعنی نیک رو و نیک خو۔ اور ان سے حورعین مراد ہے۔ بعض نے کہا ان سے نیک رو نیک خو اہل ایمان عورتیں مراد ہیں پہلے معنی پر آنے والا مضمون دلالت کرتا ہے۔

حورعین کا نور ۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ:۔

لو ان امرأۃ من نساء اھل الجنتہ اطلعت علی السمٰوٰت والارض لاضائت ما بینما ولملأت ما بینھما ریحا ولعصائبھا علی راسھا خیر من الدنیا وما فیھا

marfat.ocm

(روح البیان ج ۹ ص ۳۱۴)

ترجمہ اگر اہل جنت کی کوئی عورت آسمانوں اور زمین کی طرف جھانکے تو ان کے درمیان تمام مقامات روشن ہوں اور وہ خوشبو سے بھر جائیں اور ان کے سر کا دوپٹہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

۲۔ حدیث شریف میں ہے۔

لو ان حوراء بزقت فی بحر لعذب ذلک البحر من عذوبتہ ریقھا (روح البیان ص ۳۹۴ ج ۹)

ترجمہ اگر حور دریا میں تھوکے تو وہ دریا اس کے لعاب دہن سے میٹھا ہو جائے۔

۳۔ مروی ہے کہ وہ عورتیں (حوریں) کہتی ہیں کہ۔

نحن الناعمات فلا نبأس والراضیات فلا نسخط نحن الخالدات فلا نبید طوبیٰ لمن کنّا لہ وکان لنا

ترجمہ ہم نازک ہیں ہم ناامید نہیں ہم خوش ہیں ناراض نہیں ہوتیں ہم دائمی ہیں مٹتی نہیں اسے مبارک ہو جس کے لئے ہم ہیں اور وہ ہمارے لئے ہے۔

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب وہ حوریں مذکورہ کلمات کہتی ہیں تو انہیں دنیا والی اہل ایمان عورتیں جواب دیتی ہیں کہ:۔

نحن المصلیات وما صلیتن ونحن الصائمات وما صمتن ونحن المتصدقات وما تصدقتن خفبھن واللہ غلبھن

ترجمہ ہم نماز پڑھتی ہیں تم نہیں پڑھتیں ہم روزہ رکھتی ہیں تم نہیں رکھتیں ہم صدقہ دیتی ہیں تم نہیں دیتیں بخدا یہ ان پر غالب آجاتی ہیں۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ دوسری دو بہشتیں اور ہیں اور پہلی دو اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو حور کی صفت میں فرمایا کہ کانھن الیاقوت والمرجان اور دوسری دو کے لئے فرمایا کہ فیھن خیرات حسان اور

marfat.ocm

ظاہر ہے کہ یاقوت و مرجان کے حسن جیسا کوئی اور حسن کہاں۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ فیہن خیرات حسان سے حسن معاملات و فاضلات و مکاشفات عالیات مراد ہیں یہ وصف بھی دلالت کرتی ہے کہ جنۃ المقربین جنۃ الابرار و اصحاب الیمین سے افضل ہے اس لئے کہ اس جنۃ کا نمو فناء و بقاء اور اس کا معاملات و تحسین الاخلاق۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو۔ کہ تم پر عورتیں جیسی نعمتیں بخشیں تاکہ تم ان سے نفع اٹھاؤ۔

تفسیر عالمانہ حور یہ خیرات سے بدل ہے۔

حل لغات حور حوراء کی جمع ہے بمعنی بیضاء (سفید رنگ والی) دوسری آیت میں ان کے لئے عین کہا گیا ہے۔ عیناء کی جمع ہے بمعنی عظیمۃ العیناء (موٹی آنکھوں والی) بعض نے کہا سخت سیاہ آنکھوں والی۔

مقصورات فی الخیام (وہ پردوں میں بند ہیں) مقید ہیں خیموں میں۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شوہروں کے شور سے نگاہوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔

فائدہ اس میں اشارہ ہے کہ وہ غیر محارم کے سامنے ظاہر نہیں ہوں گی اگرچہ جنت دار التکلیف نہیں یہ دراصل نور قبیل اسرار ہیں کہ جنہیں غیروں سے بچایا جاتا ہے ان پر غیرت کی وجہ سے۔

حل لغات کہا جاتا ہے امرأۃ قصیرۃ و قصورۃ ای مخدرۃ و مستورۃ (عورت) باپردہ اور محجوب ہے کہ کہیں باہر نہیں جاتی)۔ مقصورات الطرف علی ازواجھن لا یبغین بھم بدلا (اپنے شوہروں پر نگاہیں رکھتی ہیں ان کے بجائے دوسروں کو نہیں چاہتیں)

الخیام خیمہ کی جمع ہے لکڑیوں پر کھڑا کیا ہوا قبہ۔ ایسے ہی دنیا کے جمیع قبہ جات اور خیمے وہ ہیں جنہیں جنت کے قبہ جات اور خیموں سے کوئی نسبت نہیں سوائے اس کے کہ نام ایک ہے۔ بعض نے کہا کہ بہشت کے قبے اور خیمے خالص موتیوں کے ہیں جن کی چوڑائی ساٹھ مربع میل ہے ان کے اہل نہیں دیکھتے سوائے اس وقت کے جب

کے درمیان لیکن سیاہی کو قریب تر ہو اسی لئے کبھی سیاہ کو سبز اور سبز کو سیاہ کہا جاتا ہے۔

وعبقری اس کا عطف رفرف پہ ہے اس سے اس کی جنس مراد ہے اسی لئے اس کی صفت جمع آئی ہے یعنی حسان کو عبقری کے معنیٰ پر محمول کر کے۔

حل لغات

احسان حسن کی جمع

تفاسیر العبقری (۱) عبقر کی طرف منسوب ہے۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ عبقر کسی شہر کا نام ہے جہاں جنات بکثرت ہیں ہر عجیب شے اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

۲۔ قطرب نے کہا کہ یہ کسی شے کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ کرسی کی طرح ہے وہ ایک بستی ہے جہاں کے کپڑے حسین ہوتے ہیں۔ عبقری عباقری کی طرح بچھونے کی ایک قسم ہے۔

۳۔ المفردات میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ جنات کی جگہ ہے۔ ہر عجیب انسان و حیوان اور کپڑا اسی طرف منسوب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعبقری حسان "ایک بچھونے کی قسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بہشت کے بچھونوں کے لئے مثال دے کر فرمایا ہے۔

۴۔ المنجد میں ہے کہ عبقر ایک جگہ کا نام ہے جہاں نقاشی کا کام ہوتا ہے۔ عربی جب اچھی شے کو دیکھتے تو اس کی طرف منسوب کرنا چاہتے تو کہتے عبقری۔

۵۔ فتح الرحمن میں ہے العبقری اچھے بچھونے جن میں فوٹو (تصویریں) ہوں عربی جب اچھی شے کو دیکھتے یا اس کی طرف منسوب کرنا چاہتے تو کہتے عبقری۔

۶۔ ابن عطیہ نے فرمایا اسی محاورہ سے ہے جو نبی پاک ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ کنوئیں سے پانی نکال رہے ہیں میں نے ان جیسا قوی مضبوط اور حسین سردار نہیں دیکھا کہ نہایت پھرتی سے پانی نکال رہے ہیں۔

۷۔ بعض نے کہا ایک شخص کا نام ہے جو مکہ معظمہ میں رہتا تھا وہ چاندنیاں تیار کرتا جو نہایت ہی بہتر ہوتی تھیں پھر ہر اچھی شے اسی کی طرف منسوب ہونے لگی یعنی عبقری ایک قیمتی بچھونا جو نہایت ہی بہتر تھا اللہ تعالیٰ نے پہلے (بہشتیوں) کے لئے فرمایا۔

marfat.ocm

متکئین علیٰ فرش بطائنہا من استبرق ان کے بچھونوں کے باہر والے حصے کا ذکر ترک فرمایا تاکہ ان کی رفعت شان کا اظہار ہو اور معلوم ہو کہ وہ ایسے ذی شان بچھونے ہیں جہاں افہام و عقول کا پہنچنا مشکل ہے دوسروں (بہشتیوں) کے لئے فرمایا متکئین علی رفرف خضر عبقری اس سے ہر دونوں کے درمیان فرق خود سمجھ لیجئے۔

فائدہ بعض نے کہا استبرق ریشم اور العبقری (منقش کپڑا) اور دیباج منقش سے اعلیٰ ہوتا ہے۔

۸۔ ابن الشیخ نے فرمایا رفرف وہ بستر جس پر اس کا صاحب آرام کرے اور وہ ہر وقت اس کے ساتھ ہو جہاں چاہے وہ اسے اٹھا کر لے جائے۔

شب معراج کا رفرف حدیث معراج میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو آپ کے ہاں رفرف آئی اور جبریل علیہ السلام سے لے کر آپ کو سید العرش تک لے اڑی۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا رفرف مجھے لے کر اڑی یہاں تک کہ اس نے مجھے میرے رب کے ہاں پہنچا دیا اس کا اڑنا کبھی او نچا ہو جاتا کبھی نیچے۔ جب حضور سرور عالم ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو عرش سے آپ کو رفرف نے لے لیا اور نیچے کو اترتے ہوئے جبریل علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رفرف اللہ تعالیٰ کے ہاں بمنزلہ ایک خادم کے ہے جو مخصوص امور کے لئے خاص ہے کہ جو وہ ایک خاص قربت و دُنو کے مقام پہ ہے جیسے براق ایک مخصوص سواری ہے جس پر صرف اور صرف انبیاء علیہما السلام کے لئے خاص ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ رفرف کو بہشت میں اللہ تعالیٰ اہل جنت کے تابع کر دے گا جس پر وہ سہارا لگائیں گے اور اسے بستر کے طور پر استعمال کریں گے۔ اور اس سے سواری کا کام لیں گے کہ وہ انہیں بہشت کی نہروں کے کناروں تک جہاں چاہیں اڑا کر جائیں ایسے ہی ان کو بستروں اور ان کی ازواج اور محلات کو بھی اٹھا کر ان کے ساتھ لے جائے۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ رفرف ان سبز رنگ کے بستروں سے زیادہ سبز ہو گی جن کا اوپر ذکر ہوا یعنی متکئین علی فرش ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبن تو تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ حالانکہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے وہ بہترین فرش تیار فرمائے جس پر تم سہارا لگاؤ اور آرام کرو۔

تبارک اسم ربک (برکت والا ہے تیرے رب کا نام) یعنی اسی کو تنزیہ و تقدیس ہے۔ اس میں تقریر ہے اس کی جو سورہ کریمہ (رحمٰن) میں وہ نعمتیں مذکور ہوئیں جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عطا فرمائیں یا عطا فرمائے گا۔

marfat.com

یعنی بلند ہیں اللہ تعالیٰ کے جملہ بزرگ نام منجملہ ان کے وہ اسم مبارک ہے جس سے سورہ کا آغاز ہوا یعنی رحمن کہ جو افاضہ نعم مفصلہ کی خبر دیتا ہے اور بلند ہے اس سے جو ان امور سے جو اس کے لائق نہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہی ہے کفار کا انکار اور تکذیب۔

انتباہ جب اس کے اس اسم مبارک کا یہ حال ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے ہی نعمتوں کا عطیہ ہے تو اس ذات اقدس کی شان بلند ہو گی جو صاحب اسم ہے بعض نے کہا کہ یہاں اسم بمعنیٰ صفت ہے بعض نے کہا اسم کا لفظ یہاں زائد ہے جیسے کہتے ہیں۔ ع ثم اسم السلام علیکما (یعنی پھر تم پر سلام ہو)

اس مصرعہ میں بھی اسم زائد ہے تو تبارک اسم ربک الخ میں بھی زائد ہے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے یہ وہی مقام ہے جہاں اسم سے مسمّٰی مراد ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اسم دلالت کرتا ہے کہ اسم وہی مسمّٰی ہے کیونکہ متعال وہ ہے جو مسمّٰی فی ذاتہ ہے نہ کہ صرف اسم۔ اگر صرف اسم ہے تو اس کی برکات مسمّٰی کی وجہ سے ایسے ہی وہ جو قہر و لطف و جلال و اکرام سے موصوف ہے وہ بھی صرف مسمّٰی ہے نہ کہ اسم۔

فائدہ الامالی میں ہے کہ اسم مسمّٰی کا غیر نہیں اور شرح الاسماء للزرقی میں ہے کہ صحیح یہ ہے اسم مسمّٰی کا غیر ہے لیکن اس کی بہت سی قوم (علماء) نے انکار کیا ہے بعض لوگ اس کی تفصیل کے درپے ہوئے بعض نے توقف کیا لیکن سلف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ نے ان ابحاث میں کوئی گفتگو نہیں کی کہ اسم و مسمّٰی اور موصوف و صفت اور تلاوت و متلو (تلاوت کردہ کلام) آپس میں عین ہیں یا غیر یا نہ عین ہیں نہ غیر پہلا مذہب صوفیہ کرام کا ہے دوسرا معتزلہ وغیرہ کا تیسرا اہلسنّت کا۔ اسی آخری کو علماء اہلسنّت قدماء و متاخرین نے لیا ہے اور یہی آسان ہے۔

صوفیہ کرام کا مذہب اہل استغراق کو لائق ہے اس کا نہ اقرار نہ انکار معتزلہ کا مذہب تو ہے ہی گمراہی (اولیسی غفرلہ) لیکن ہم عوام کو ان میں گفتگو نہ کرنا بہتر ہے سلامتی اسی میں غیر و عین کے نزاع سے حذر کرنا ضروری ہے۔

ذی الجلال والاکرام (صاحب جلال و اکرام کا ہے) رب کی صفت جلال و اکرام سے تنزیہ و تقریر مذکور کی تکمیل کے لئے ہے۔

فائدہ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مس[illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت ایک جگہ جمع ہوئی اور طے کیا [illegible] اہل مکہ (قریشیوں) نے قرآن نہیں سنا ہمارے میں کون بہادر ہے جو کھلم کھلا انہیں قرآن سنائے تو وہ میں ہی تھا کہ جرات کر کے کہا کہ میں ہی انہیں کھلم کھلا سناؤں گا اگرچہ وہ مجھے جتنا دکھ پہنچائیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] اور کفار کی انجمن (محفل) میں تم [illegible]

marfat.com

پڑھنا شروع کیا قریش نے سن کر غیظ و غضب میں آکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت زخمی کیا۔ تھوڑا سا حصہ سورۃ رحمٰن کا انہیں سنا ہی لیا۔ پھر زخم خوردہ ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ہاں واپس آگئے صحابہ نے کہا اے ابن مسعود یہی ہمیں تیرے متعلق خطرہ تھا۔

مسئلہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فراغت پاکر اَللّٰھُمَّ انت السلام و منک السلام تبارکت و تعالیت یا ذوالجلال والاکرام کی مقدار بیٹھتے (اس کے بعد نوافل وغیرہ پڑھتے یا چلے جاتے) (کشف الاسرار)

فائدہ زروقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذوالجلال والاکرام بمعنی وہ ذات جو عظمت و کبریا۔ والافضال انعام المطلق والی ہے۔ جس نے یقین کیا کہ وہ ذات ذوالجلال والاکرام ہے تو جلال کا نام سن کر اس سے ہیبت کرے گا اکرام کا نام سنے گا تو اس سے مانوس ہو گا اسی لئے وہ خوف و رجاء کے درمیان رہے گا۔

اسم اعظم ذوالجلال والاکرام ہی اسم اعظم ہے بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ اسم اعظم ہیں کیونکہ سب عظمت پر دلالت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اسم الذات ہے وہ خود اسم اعظم ہے اس کے اسماء و صفات سب اعظم (بڑی عظمت والے) ہیں ہاں یہ ہے کہ انہیں حضور و شہود و استغراق فی بحر الوجود میں ذکر کیا جائے تو پھر اس کا ہر اسم اعظم ہے لیکن یہ ذکر اہل کمال کو (یعنی وہ انسانی افراد جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہے) نصیب ہوتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ظاہراً و باطناً اولاً و آخراً ذاکرین سے بنائے (آمین)

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ فراغت

صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ سورۃ رحمٰن بعون اللہ الملک ذی القعدہ شریف کے اواخر میں سن ۱۱۱۴ ہجری میں مکمل ہوئی۔

اویسی غفرلہ کی فراغت

بفضلہ تعالیٰ فقیر اویسی غفرلہ تفسیر سورۃ رحمٰن کے ترجمہ سے ۱۲ ذوالحجہ سن ۱۴۰۸ ہجری مطابق ۲۷ جولائی سن ۱۹۸۸ بروز چہار شنبہ فراغت پائی۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی غفرلہ
جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔ پاکستان

۸-۱۲-۱۴۰۸ ہجری بروز بدھ ۲۷-۷-۸۸

marfat.com

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ | اٰيَاتُهَا ۹۶ رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورہ واقعہ مکی ہے اس میں | اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا | چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳ اِذَا رُجَّتِ
جب ہولے گی وہ ہونے والی اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی
الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝۵ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا
جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر تو ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے
ثَلٰثَةً ۝۷ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ
اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے تو دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے
الْمَشْئَمَةِ ۝۹ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۱۲ ثُلَّةٌ
اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں اگلوں میں
مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۴ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝۱۵ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا
سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے جڑاؤ تختوں پر ہوں گے ان پر تکیہ لگائے ہوئے
مُتَقٰبِلِيْنَ ۝۱۶ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝۱۷ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ
آمنے سامنے ان کے گرد لیے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے کوزے اور آفتابے اور جام اور آنکھوں
مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝۱۸ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝۱۹ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝۲۰
کے سامنے بہتی شراب کہ اس سے نہ انہیں دردسر ہو نہ ہوش میں فرق آئے اور میوے جو پسند کریں
وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۲۱ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝۲۲ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝۲۳ جَزَآءًۢ بِمَا
اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں اور بڑی آنکھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی صلہ ان کے
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝۲۵ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝۲۶
اعمال کا اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام
وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝۲۷ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝۲۸ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝۲۹
اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں

marfat.ocm

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا
اور ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں اور نہ روکے
مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾
جائیں اور بلند بچھونوں میں بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں بنایا
فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ ۳۸
کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں دہنی طرف والوں کے لیے اگلوں میں سے ایک گروہ
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ
اور پچھلوں میں سے ایک گروہ اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے جلتی ہوا اور کھولتے
وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ
پانی میں اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی بیشک وہ اس سے پہلے نعمتوں
مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۬ اَئِذَا مِتْنَا
میں تھے اور اس بڑے گناہ کی ہٹ رکھتے تھے اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ
ہڈیاں مٹی ہوجائیں تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی تم فرماؤ بیشک سب اگلے
وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۬ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا
اور پچھلے ضرور اکٹھے کیے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر پھر بے شک تم اے
الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا
گمراہو جھٹلانے والو ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے پھر اس سے پیٹ
الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ
بھرو گے پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پئیں یہ ان کی
يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ
مہمانی ہے انصاف کے دن ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو کیا تم اس

marfat.com

تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾
کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ
کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کردیں جس کی تمہیں خبر نہیں اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان

الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ
پھر کیوں نہیں سوچتے تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو

الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾
یا ہم بنانے والے ہیں ہم چاہیں تو اسے روندن کردیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر چٹی پڑی

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ
بلکہ ہم بے نصیب رہے تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل

مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ
سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے کھاری کردیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے تو بھلا بتاؤ

النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ
تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے

ع ۲ ۲۶ ۱۵ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ
اسے جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی تو مجھے قسم ہے

بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ
ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ

كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾
نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں مگر باوضو اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾
تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ
پھر کیوں نہ ہو جب جان گلے تک پہنچے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں

marfat.com

مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ
کہ اسے مگر تمہیں نگاہ نہیں تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں کہ اسے لوٹا لاتے اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ
تم سچے ہو پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین
نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾
کے باغ اور اگر دہنی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام دہنی طرف والوں سے
وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ
اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور
تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾
بھڑکتی آگ میں دھنسانا یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو

تفسیر عالمانہ اذا وقعت الواقعہ جب واقع ہو گی واقع ہونے والی۔ اذا کی نصب فعل مضمر سے ہے معنیٰ یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہو گی اور یہ نفخۂ ثانیہ کی بات ہے اس میں ایسے ہولناک امور ہیں کہ جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

سوال اسے واقعہ کیوں کہا گیا یعنی ابھی واقع ہونے والی کیونکہ اسم فاعل میں حال کا معنیٰ ہے حالانکہ قیامت مستقبل میں واقع ہو گی۔

جواب اس کے وقوع تحقق کی وجہ سے اسی لئے لفظ اذا اور صیغہ ماضی اختیار فرمایا ہے۔ الواقعہ قیامت کے اسماء میں ہے۔ الصاخہ۔ الطامۃ آزفہ کی طرح۔

لیس لوقعتها کاذبہ اس کے وقوع میں جھوٹ نہیں۔

حل لغات حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جنگ کو الوقعہ اور ہر سقوط شدید کو بھی وقعہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضرت ابو اللیث نے فرمایا کہ قیامت کو واقعہ اس کسی آواز کی وجہ سے کہا گیا۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ اس کے وقوع کے وقت کسی نفس کو تکذیب علی اللہ کا امکان نہ ہو گا اور نہ ہی شریک گھڑنے کی طاقت اور نہ اللہ تعالیٰ پر اولاد اور زوجہ کے بہتان کی قوت ہو گی اور نہ یہ کہہ سکے گا کہ مردے مرنے کے بعد نہیں اٹھیں گے کیونکہ اس وقت ہر نفس قیامت کو مان جائے گا بلکہ اسے اطمینان ہو گا کہ یہی تو ہے قیامت اور اس کی ہر ایک تصدیق ہو گی لیکن آج اکثر

نفوس اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

لام توقیت کی ہے اور کاذبہ اسم فاعل ہے یا معنٰی یہ ہے کہ اس کے واقع ہونے یا اس کے حق میں جھوٹ نہیں بلکہ جو روایات اس کے متعلق وارد ہیں وہ حق سچ ہیں ان میں کسی قسم کا شک نہیں۔ لام تعلیل کی ہے اور الکاذبہ عاقبۃ کی طرح مصدر ہے۔

خافضۃ بعض کو نیچے کرنے والی ہے

رافعۃ بعض کو اونچا کرنے والی ہے علی سبیل الکنایہ اس کی عظمت کی تقریر ہے یعنی قیامت کے بڑے بڑے واقعات بہت سے لوگوں کے مراتب بلند کرنے والی ہے اور بہت سے مراتب نیچے کرنے والی ہے۔

نکتہ نیچے کرنے کی اونچا کرنے کی تقدیم قیامت کی ہولناکی کے اظہار کے لئے ہے بعض نے کہا کہ اعداء کو جہنم میں نیچے کرنے والی ہے اور اولیاء اللہ کے بہشت میں مرتبے بلند کرنے والی ہے یا عدل سے بعض کو نیچے کرنے والی ہے یا بعض کے دعاوی کی وجہ سے مرتبے نیچے کرنے والی ہے بعض کے حقائق سے مرتبے بلند کرنے والی ہے۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان بعض کے جو دنیا میں بلند قدر تھے ان کے آخرت میں مراتب گھٹانے والی ہے اور دنیا میں کم مرتبہ تھے آخرت میں ان کے مراتب بلند کرنے والی ہے

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت قیامت میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاج (زریں) اور بہشتی پوشاک پہنا کر بہتر سواری پر سوار کر کے فردوس اعلیٰ کی طرف لے جائیں گے اور اس کے آقا امیہ بن خلف کو بیڑیاں پہنا کر نہایت ذلت و خواری اور قسم و قسم کے عذاب دے کر دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔ تاکہ اسے دوزخ کے نچلے طبقے میں پھینکیں اور وہ منافقین جو دنیا میں ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے تھے انہیں اخرت میں دوزخ میں لے جائیں گے اور وہ گدڑی پوش قلّاش درویش جو دنیا میں نہایت مسکینی اور عاجزی سے زندگی بسر کرتے تھے انہیں بہشت میں بھیجیں گے اور بے نوش اہل بدعت کو قبر دوزخ میں اور بے نوش جو خوش اعتقاد تھا اسے بھی بہشت میں بھیجیں گے۔

بسا پیر مباحاتے کہ بے مرکب فرو ماند

بسا رند خراباتی کہ زیں بر مشیر زندد

ترجمہ بہت بوڑھے سواری کے بغیر تھک ہار کر بیٹھ گئے بہت سے رند خراباتی جنہوں نے زین شیر پر باندھی۔

marfat.com

اذا رجت الارض رجا۔ جب زمین کانپے گی تھر تھرا کر۔

حل لغات الرج تحریک الشئ واز عاجہ شے کا حرکت کرنا، ہلنا۔

والرجرجتہ بمعنی الاضطراب یعنی اونچا نیچا کرنے والی جب زمین سخت جھٹکے لگائے گی کہ اوپر والے مکانات اور پہاڑ گر جائیں گے اور اس کا زلزلہ نہ تھمے گا جب تک کہ اندر کا حصہ باہر نہ آجائے گا۔

وبست الجبال بستا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ چورا ہو کر یعنی ٹکڑے ٹکرے ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں بھگوئی ہوئی ستو کی طرح ہو جائیں گے۔

حل لغات یہ لبس السویق سے ہے بمعنی اذالتہ اس نے ستو کو پانی میں بھگویا البسیتہ بمعنی وہ ستو جو پانی میں بھگو کر زاد راہ کے لئے تیار کی جائیں اور بوقت ضرورت سفر میں لائی جائیں یہ لبس الغنم سے ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب انہیں ہانک کر لے چلا جائے۔

فکانت تو اس سب سے ہو جائیں گے ھبا اڑتی ہوئی غبار۔

حل لغات وہ گرد جو گھوڑے کے سم سے نکل کر اوپر کو چلی جائے یا دریچہ سے جو شعاع نظر آتی ہے یا وہ گرد جو آگ کے انگاروں سے اوپر کو اڑتی ہوئی نظر آتی ہے یا وہ پتے جنہیں ہوا ریزہ ریزہ کر کے اوپر کو اڑائے۔ منبثا (پھیلے ہوئے) متفرق

فائدہ اللہ تعالیٰ جنت کے نیچے سے ایک ہوا بھیجے گا جو زمین اور پہاڑوں کو اٹھائے گی۔ وہ ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اس طرح بہت دیر تک ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ریزہ ریزہ ہو کر اڑتی ہوئی غبار کی طرح ہو جائیں گے اور وہ غبار اڑا کر کافروں کے چہروں پر پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ووجوہ یومئذ علیھا غبرہ وہ چہرے جن پر غبار ہو گا۔ بعض نے کہا کہ یہ غبار وہی مٹی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا یالیتنی کنت ترابا کافر کہیں گے کاش ہم مٹی ہوتے اس کی تحقیق اپنے مقام (پارہ ۳۰) میں آئے گی۔ (انشاء اللہ)

تفسیر صوفیانہ (۱) اس میں قیامتہ العارفین کی طرف اشارہ ہے یعنی عشق کی قیامت جذبہ توحید اور عشق کے صدمے ہیں جس سے وہ قوی جسمانیہ بشریہ جو احکام کثرت کے مقتضی ہیں نیچے ہو جاتے ہیں اور یہ وہ ان قوی روحانیہ

marfat.com

کو بلند کرتی ہے جو انوار وحدت کے مستدعی ہیں۔ جب اس قیامت کی آندھی زمین بشریت کو ہلاتی ہے اور انانیت کے پہاڑوں سے گزرتی ہے تو اس کے تمام طعینات کو لاشے کر دیتی ہے وہ اپنی ذات وصفات میں مٹ جاتے ہیں نہ ان کا نام باقی رہتا ہے نہ نشان اور نہ کوئی اثر بلکہ اس کا عین (تعین) ہی ختم ہو جاتا ہے بلکہ اڑتی ہوئی غبار کی طرح منتشر ہو جاتے ہیں وجود میں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ وہ سراب کی طرح ہو جاتے ہیں جو ایک میدان میں پڑا ہوتا ہے۔ پیاسے کو پانی کا خیال گزرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب آتا ہے تو وہاں کوئی شے نہیں پاتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہاں کچھ نہیں۔

تفسیر صوفیانہ (۲) اس میں اشارہ ہے کہ صوفیہ کے قول کی طرف کہ جب فقر کمل ہوتا ہے تو وہ اس کی طرف پہنچ جاتا ہے اسی لئے اس طریق حق کے سلوک میں استاذ و شیخ مرشد کامل حاذق کا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ شیخ کامل مکمل اسے صحیح راستہ پر چلائے۔ یہاں تک کہ اس کو حقیقۃ التوحید ظاہر نظر آئے۔ قوائے روحانیہ کو قوائے جسمانیہ پر جیسے حضرت ابو سعید حراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب آپ سے توحید کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے پڑھا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ الخ جب وہ کسی بادشاہ کی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے ویران کر ڈالتے ہیں اور اس کے غالب لوگوں کو عاجز کر کے رکھ دیتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ وکنتم (اور ہو گے تم) یہ خطاب تغلیباً امت حاضرہ اور امم سابقہ کو ہے یا صرف امت حاضرہ کو۔

ازواجاً ثلثہ تین گروہ دو جنت میں ایک دوزخ میں وجوہ یاد کر میں ہر گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ ہو گا تو وہ زوج ہے فرد ہو یا جوڑا۔

المشئمہ (دائیں جانب والے کون ہیں دائیں جائیں اور بائیں جانب والی کون ہیں بائیں جانب والے۔) یہ اصحاب ثلاثہ کی تقسیم ہے۔

اصحاب المیمنہ مبتداء اس کی خبر مااصحاب المیمنہ ہے۔ ما استفہامیہ دوسرا مبتداء اور اس کا مابعد اس کی خبر ہے یہ دراصل ماھم تھا یعنی وہ کون سے حال میں ہیں اور کیا صفت ہے ان کی اس سے سامعین کو فریقین کی فخامۃ و فظاعۃ پر تعجب میں ڈالنا ہے گویا کہ کہا گیا تو نے اگر ان کا حال نہیں جانا تو اب

marfat.ocm

جان لو اور ان سے تعجب کرو۔

یاد رہے کہ اصحاب المیمنہ نہایت اچھے حال میں ہیں اور اصحاب المشئمہ نہایت ہی برے حال میں جیسے کہا جائے۔ زید ما زید یہ نہایت تعظیم و تعجب کے مقام پر بولتے ہیں یعنی اصحاب المیمنۃ نہایت ہی بہترین مرتبہ میں ہوں گے اور اصحاب المشئمہ نہایت ہی برے حال میں یہ میامن کے تیمن سے لیا گیا ہے کہ دائیں جانب سے برکت کی فال ہوتی ہے اور مشامتہ سے نحوست کی فال لی جاتی ہے بائیں جانب کی وجہ سے جیسے تم کہتے ہو۔ فلاں منی بالیمین والشمال یہ اس وقت ہوتا ہے جس کے متعلق یمین سے بلند قدری اور شمال سے تحقیر و تذلیل مراد ہو ان دونوں طرفوں کی رفعت و ذلت کے پیش نظر اسی لئے بہشتیوں کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں اور دوزخیوں کو بائیں ہاتھ میں یا وہ لوگ جو عرش کی دائیں جانب ہوں گے وہ بہشتی ہوں گے اور بائیں جانب والے دوزخی یا اس لئے کہ اصحاب الیمین اپنی طاعت کے یمن (برکت) کی وجہ سے بابرکت ہیں اور اصحاب الشمال بوجہ معصیت کے منحوس (شقی) بدعت ہوں گے یا یہ کہ اصحاب الیمین یوم میثاق آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ہے اور اصحاب الشمل بائیں جانب۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دائیں جانب والوں کے لئے فرمایا یہ بہشتی ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

حل لغات القاموس میں ہے کہ الیمن بمعنی برکت اس کی جمع ایمن و ایمان و ایامن دایامین آتی ہے اور برکتہ قوۃ ایک شے ہے اور شوم یمن کی اور شامئہ میمنہ کی نقیض ہے۔ والسابقون السابقون یہ تیسری قسم ثلاثہ ہے اس کا ذکر مؤخر اس لئے ہے تاکہ آنے والے محاسن و صفات کو مقترن ہو۔

حل لغات السبق بمعنی پہلے ہونا چلنے میں اور مجازاً کسی سے مقدم ہونا متبدا و اخر ہے اب معنی یہ ہوا کہ وہ لوگ جن کا ذکر و احوال مشہور اور ان کے محاسن معلوم ہیں جیسے انا ابو النجم و شعری شعری السابقون اول مبتداء دوسرا محض تاکید ہے مکرر الاناان کی تعظیم کے لئے اور جملہ او لئک اس کی خبر ہے۔

فائدہ البرہان میں ہے اصل عبارت ہے السابقون ما السابقون ماحذف کیا گیا ہے جیسا کہ اس کا ماقبل دلالت کرتا ہے یعنی وہ لوگ جنہوں نے ایمان و طاعت میں سبقت کی ظہور حق کے وقت بغیر تاخیر و سستی کے اس معنی پر سبقت سے سبقت زبانی مراد ہو گی یا وہ لوگ۔ جنہوں نے کمالات دینیہ و فضائل یقینیہ کے جمع کرنے میں سبقت کی اس معنی پر

marfat.com

یہاں سبقت سے مراد شرافت ہے جیسے امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سبق کو احراز الفضل (فضیلت جمع کرنا) کے معنی میں مستعار کر کے استعمال کیا جاتا ہے اس تقریر پر معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جو ثواب الٰہی اور جنت اور اعمال صالحہ میں مقدم ہیں اولئک وہ جو موصوف ہیں اس جلیل صفت سے یہ مبتداء ہے اس کی خبر المقربون مقرب ہوں گے یعنی وہ درجات کے لحاظ سے عرش کے قریب ہوں گے اور ان کے مراتب بلند ہوں گے اور ان کے نفوس زکیہ خطائر القدس تک ترقی کر چکے ہوں گے۔

فائدہ فقیر (صاحب الروح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ یہ معنی حضور سرور عالم ﷺ کے ارشاد اذا سألتم اللہ فاسئلوہ الفردوس فانہ اوسط الجنتہ واعلی الجنتہ وفوقہ عرش الرحمن جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو جنتہ الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ بہشتیوں میں اوسط اور ان سب سے اعلیٰ ہے کہ اس کے بعد عرش الٰہی ہے) سے معلوم ہوا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ فردوس مقربین کا مقام ہے اور وہ عرش کی جہت کے قریب ہے۔

نکتہ متقربون نہیں مقربین فرمایا اس لئے کہ وہ قرب انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصیب ہو گا نہ کہ اپنے طور حاصل کیا۔

فائدہ! اس میں اشارہ ہے کہ ان حضرات پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اور وہ اپنے فضل و کرم سے جسے مخصوص فرماتا ہے وہ اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

فی جنات النعیم نعمت والوں جنات میں ہیں یہ مقربین یا فعل مضمر کے متعلق ہے اور اس فعل مضمر کی ضمیر سے حال ہے یعنی وہ جنات النعیم میں ہیں یعنی ایسے باغات جو قسم و قسم نعمتوں پر مشتمل ہیں۔

سابقین اربعہ بعض نے کہا کہ السابقون چار ہیں۔

۱۔ امت موسیٰ علیہ السلام میں سبقت کرنے والا یعنی خرابیل جسے مومن آل فرعون کہا جاتا ہے۔

۲۔ امت عیسیٰ علیہ السلام میں سابق حبیب النجار صاحب انطاکیہ۔

۳۔ امت محمد مصطفیٰ ﷺ میں دو سبقت کنندگان۔

۱۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فائدہ حضرت کعب نے فرمایا السابقون اہل قرآن ہیں جنہیں قیامت میں تاج پہنایا جائے گا قریب تھا

marfat.ocm

کہ وہ نبی ہوتے مگر یہ کہ ان کے ہاں وحی نہیں بھیجی گئی۔

اہل قرآن کون؟[1]

اہل قرآن سے وہ لوگ مراد ہیں جو تلاوت قرآن مجید پر مداومت کرتے اور اس کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت پاک قرآن ہی تھی۔

تین آدمی دنیا میں تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

۱۔ جوانی سے ہی عبادت و اطاعت میں مشغول ہوئے اسی پر زندگی گزار دی یہی سابق مقرب ہیں۔

۲۔ جوانی تو گزاری گناہوں میں لیکن بعد کو عبادت و طاعت کی توفیق نصیب ہوئی اور اسی پر موت آئی یہ صاحب الیمین ہیں۔

۳۔ ابتداء سے ہی برائیوں میں شروع ہوا یہاں تک کہ اسی پر موت آئی یہ اصحاب الشمال ہیں۔

بندے تین قسم میرے شیخ و مرشد قدس سرہ (یعنی صاحب روح البیان کے پیر و مرشد قدس سرہ) نے بعض تحریرات میں لکھا کہ بندے تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ اہل نسیان ۲۔ اہل ذکر ۳۔ اہل احسان

اہل نسیان وہ مطلقاً اہل فتور (سستی و کاہلی) ہیں ان میں کسی وجہ سے بھی حضور نہیں پایا جاتا یہ قطعی اہل بعید ہیں انہیں کسی وقت بھی کسی طرح قرب نصیب نہ ہو گا۔

یہی اصحاب المشئمہ ہیں کون اصحاب المشأمۃ جن پر خدا تعالیٰ کا قہر و غضب ہے وہی نار جہنم کے دردناک عذاب میں ہوں گے اور پانی پئیں گے تو گرم سخت۔

اہل ذکر وہ من وجہ اہل فتور اور من وجہ اہل حضور ہیں یہی من وجہ اہل البعد ہیں اور من وجہ اہل قرب یہی قرب یہی اصحاب المیمنہ اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب المیمنہ کون ہے وہ ارباب الرحمۃ واللطف والجمال ہیں ان کے لئے نور النعیم اور ثواب عظیم اور سرور مقیم ہے۔

۳۔ مطلق اہل الحضور ان میں کسی قسم کا فتور نہیں وہی مطلقاً اہل القرب ہیں ان میں کسی قسم کا بعد نہیں وہی السابقون

---

[1] ہمارے دور میں منکرین حدیث اہل قرآن کہلاتے ہیں وہ دو ناموں سے معروف

marfat.com

ہیں اور تمہیں کیا معلوم کہ السابقون کون ہیں وہی مقربین ہیں وہی اصحاب کمال رضاوا جتباء واصطفاء ہیں۔ سر نعیم جنتہ الوصال میں دوام البجتہ والمشاہدہ والمعائنہ والے ہیں اور انہیں تجلی الوجہ الحق اور جمال المطلق کی بقاء والے ہیں وہی ارباب الکمال المتوجہ بوجہ الجمال والجلال ہیں قسم اول ظاہر میں ہی بلاوجہ پردہ میں ہیں۔ صنف ثانی کو توجہ بلا حجاب ظاہر میں تو نصیب ہو گی لیکن باطن میں کچھ نصیب نہ ہو گا اور ان کے اگے باطن سے پردہ ہو گا صنف ثالث کو بلا حجاب ظاہرو باطن میں کچھ نصیب نہ ہو گا اور ان کے اگے باطن سے پردہ ہو گا صنف ثالث کو بلا حجاب ظاہرو باطن میں توجہ نصیب ہو گی کیونکہ یہ حضرات وجہ مطلق کے تعین اور رسالتہ عرفانیہ میں ہیں۔ اصحاب الیمین مقربین کے سوا ہیں جنہیں ظاہر میں بلا حجاب توجہ ہے کیونکہ انہیں رویت نصیب ہو گی لیکن باطن میں ان کو حجاب سے رکھا جائے گا اور انہیں باطن کی توجہ حاصل نہ ہو گی۔ کیونکہ انہیں بصیرت کا انکشاف نہیں ہوا تھا اور اصحاب الشمال کو ظاہر میں بھی حجاب بلا توجہ نصیب ہو گا یا اعتبار یعنی باعتبار بدایت کے اور باطن میں بھی حجاب بلا توجہ نصیب ہو گا باعتبار انتہاء کے۔

چند گروہ اور ان کی تفصیل

الا محات الباقیات میں ہے کہ۔

۱۔ بعض صرف زبان سے ذکر کرتے ہیں ان کا ذکر مردود ہے کیونکہ وہ صرف زبان سے کہتے ہیں لیکن ان کے دل میں ذکر کی بو تک نہیں۔

۲۔ بعض وہ ہیں جو محض زبان و عقل سے ذکر کرتے ہیں یہ ابرار کے بیدار لوگ ہیں یہ بہ نسبت نیچے والوں کے مقبول اور بہ نسبت اوپر والوں کے مردود ہیں۔

۳۔ بعض وہ ہیں جو زبان و عقل اور قلب سے ذکر کرتے ہیں یہ مقربین میں سے مبتدی حضرات ہیں ان کی قبولیت نسبی ہے۔

۴۔ بعض وہ ہیں جو زبان اور عقل اور قلب اور روح سے ذکر کرتے ہیں یہ مقربین کے متوسط حضرات ہیں۔ ان کی قبولیت اضافی ہے۔

۵۔ بعض وہ ہیں جن کا ذکر مطلقا ہے کہ ان کا ذکر لسانی بھی متحقق ہے اور فکر بھی اور ان کا مطالعتہ الاثار عقل سے ہوتا ہے اور مذکور کے حضور میں ہوتے ہیں اور مطالعتہ آلا ثار قلب سے کرتے ہیں اور مذکور کے انس سے سرشار ہوتے ہیں اور انوار کا مشاہدہ روح سے کرتے ہیں اور مذکور میں فانی ہوتے ہیں اور اسرار کا معائنہ سر سے کرتے ہیں

marfat.ocm

انہیں مطلقاً قبولیت حاصل ہوتی ہے انہیں کسی طرح بھی رد نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا کمل و تمام یقیناً تحقیقی ہوتا ہے یہ مقربین میں جتنی حضرات ہیں یعنی انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین اکملین (ﷺ)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں مملکت انسانیہ کے اعاظم مراتب و مقامات اکابر اور اس مملکت کے مناوید (مملکت کے ارکان کی طرف اشارہ ہے یعنی روح سابق مقرب ہے وجود اور مرتبہ اور قلب متوسط صاحب المیمنہ ہے اور نفس آخری گروہ ہے یعنی اصحاب المشئمہ سے روح کو سابق اس لئے کہا گیا کہ اس نے تجلیات ذاتیہ رحمانیہ و تنزلات ربانیہ میں سبقت کی اور اسے ابتداء و انتہاء طہارت و نزاہت حاصل ہے اور قلب اصحاب المیمنہ سے اس لئے ہے کہ یہ برکت و یمن والی ہے اور اس پر تجلیات صفاتیہ و اسمائیہ کا غلبہ ہے اور نفس اصحاب الشائمہ سے اس لئے ہے کہ اس میں شوی اور خود بھی مشؤم (منحوس) ہے اور داعی حق کی اجابت کے وقت فرمانبرداری کے لئے ست اور ڈھیلا ہے۔ روح پر قلب و نفس کی تقدیم اس لئے ہے کہ رحمانیہ میں اتنی وسعت ہے کہ وہ ہر شے کو وسیع ہے جیسے فرمایا رحمتی وسعت کل شئی (میری رحمت ہر شے سے وسیع ہے) اور فرمایا رحمتی سبقت غضبی (میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی) نفس قلب و روح کے درمیان بمنزلہ برزخ کے ہے تاکہ کبھی روح کی رحمت سے استفادہ کرے اور کبھی قلب کی رحمت سے تاکہ ان کے نور سے رنگا جائے اور دونوں پر ایمان لائے اگر اللہ تعالیٰ چاہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا من تاب و آمن وعمل صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات (مگر وہ جو تائب ہوا اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے وہی ہیں جن کی برائیوں نیکیوں سے تبدیل ہو جاتی ہیں)

جنتہ النعیم میں جنات الذات والصفات والافعال کی طرف اشارہ ہے کیونکہ سابقین مقربین فانی فی اللہ بالذات والصفات والافعال اور باقی باللہ بالذات والصفات والافعال ہیں اور ان تینوں مقامات کے صاحبان کے لئے مخصوص جنتیں ہیں پوری جزا کے طور اور یہ جنتیں دنیوی اور اخروی کو شامل ہیں اگر تم رموز الہیہ کو سمجھ گئے تو کنوز رحمانیہ سے مالامال ہو جاؤ گے۔

تفسیر عالمانہ ثلۃ من الاولین پہلے زمانہ کی امم کثیرہ جن کی کوئی شمار نہیں یعنی وہ امتیں جو آدم علی نبینا وعلیہم السلام سے ہمارے نبی کریم ﷺ تک گزریں یہ تفسیر اس پر مبنی ہے کہ سابقین سے انبیاء علیہم السلام مراد

marfat.ocm

نہ ہوں۔

حل لغات ثلثۃ الثل بمعنی توڑنا جماعۃ سابقین باوجود کثرت کے منجملہ بنی آدم سے مقطوع و مکسور یعنی توڑی ہوئی ہے۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ثلۃ بمعنی اون کا مجتمع قطعہ (ٹکڑا) اسی لئے بکریوں کے ریوڑ کو ثلہ کہا جاتا ہے اجتماع کے اعتبار سے کہا گیا ہے ثلتہ من الاولین پہلے لوگوں کی ایک جماعت وقلیل من الاخرین اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں سے یعنی اسی امت سے۔

سوال یہاں تھوڑا کہا گیا حالانکہ حدیث شریف میں ہے ان امتی یکثرون سائر الامم (بیشک میری امت تمام امتوں سے کثیر ہے) یعنی کثرت میں ان پر غالب ہوں گے۔

جواب امم سابقہ (گزری ہوئی امتوں) کے سابقین کی اکثریت اس امت (محمد علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے سابقین ان کے تابعین کی اکثریت سابقہ کے تابعین کی اکثریت کو مانع نہیں مثلاً ان کے تابعین دو ہزار ہوں اور تابعین صرف ایک ہزار تو ان کی کل میزان تین ہزار ہوئی اور اس امت (محمد علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے سابقین ایک ہزار اور ان کے تابعین تین ہزار تو کل میزان چار ہزار ہوئی اس اعتبار سے اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کا مجموعہ سابقہ امم کے مجموعہ سے اکثر ہوا۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا انا اکثرھم تبعا یوم القیمتہ (میں قیامت میں ان (انبیاء علیہم السلام) سے تابعداروں کے لحاظ سے قیامت میں زیادہ ہوں گا۔

سوال اصحاب الیمین کو ثلتہ من الاولین و ثلتہ من الاخرین کہا گیا۔ اس میں امم سابقہ اور امت ہذا کی کثرت کا فرق کیا رہا۔

جواب دونوں کی کثرت فی نفسہا ایک دوسرے کی کثرت کے دوسرے کی کثرت کے منافی نہیں ان کی کثرت اپنے لحاظ سے ہے امت ہذہ کی کثرت اپنے لحاظ سے جبکہ وارد ہے کہ قیامت میں دوسری امتوں کے لحاظ سے لیہ امت دو تہائی ہوگی۔

marfat.ocm

حدیث شریف مرفوعاً مروی ہے کہ اولین و آخرین سے یہاں پر بھی حضور سرور عالم ﷺ کی امت کے متقدمین و متاخرین مراد ہیں اور یہی مختار مذہب ہے۔ (بحر العلوم ۲)

فائدہ متقدمین سے صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے لوگ مراد ہیں۔

شان نزول جب یہ ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے تو عرض کی تھی یارسول اللہ ﷺ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے تمام احکام کی تصدیق کی اس کے باوجود بھی ہمارے میں سے اہل نجات بہت کم ہوں گے اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت اولین میں سے اور ایک جماعت آخرین میں سے جنتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے سن کر عرض کی رضینا من ربنا ہم اللہ سے راضی ہیں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ اہل جنت میں سے تم چوتھا حصہ ہو۔ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ تم راضی نہیں کہ تم تہائی ہو ہم نے کہا ہم راضی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی ذات ہے مجھے امید (یقین) ہے کہ اہل جنت میں آدھے تم ہو۔

فائدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہشت میں نفس مسلمہ (مسلمان) ہی داخل ہو گا اور اے میرے امتی تم مشرکین کے بالمقابل ایسے ہو جیسے بیل کے چمڑے کے سیاہ بالوں میں ایک سپید بال یا اس کے سرخ بالوں میں صرف ایک سیاہ بال۔

فائدہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے کل امتی جنتی ہیں اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ نے نصف سے ترقی کر کے بہشت میں اپنی امت کی دو تہائی بتائی ہے۔

دو تہائی بہشت میں امت مصطفیٰ ﷺ

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی ان میں سے اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی اسی صفیں ہوں گی۔

marfat.ocm

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہم آخر میں آئے لیکن قیامت میں ہم پہلے ہوں گے یعنی سابقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی امت ہیں اور باب جنت میں سب سے پہلے تشریف لے جانے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ (کتاب التعریف والاعلام فصیلی ۲)

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں ہی بہشت کا دروازہ کھٹکاؤں گا اور بہشت میں سب سے پہلے میں اور فقراء مہاجرین ہی داخل ہوں گے۔

علم غیب نبی ﷺ فرمایا کہ سب سے آخری جنتی اور سب سے آخری دوزخی ایک مرد ہو گا جس کا نام جہنیہ ہے اہل جنت کہیں گے چلو جہنیہ سے جاکر پوچھیں کہ اب بھی کوئی کلمہ کو لاالہ الا اللہ پر یقین رکھنے والا دوزخ میں ہے کیونکہ اس کی اسے خبر ہے۔

نماند بزندان دوزخ | کسے راکہ باشد چنیں دستگیر

(وہ دوزخ میں قیدی بن کر نہ رہے گا جس کا دستگیر ایسا ہو)

تحقیق صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ فقیر (صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ یہ خلاصہ ہے اس کا جو مفسرین نے اس مقام پہ فرمایا ہے لیکن میرے دل کے ایک تقریر سامنے آئی ہے وہ عرض ہے وہ یہ کہ اگرچہ مقربین اہل یمین میں داخل ہیں لیکن ثلۃ من الآخرین سے وہ ثلۃ مراد ہے جو اصحاب الیمین سے ہے اور وہ مقربین کا غیر ہے جیساکہ ازواج کی تقسیم کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے اور ان کے ہر ایک گروہ کو علیحدہ بیان کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور ہم گفتگو کر رہے ہیں مقربین کے بارہ میں بالخصوص اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے سابقین کے متعلق اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ امم سابقہ کے سابقین سے کم ہیں جیسے قلیل من الاخرین کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے یا زیادہ جیسے اس پر بعض شواہد دلالت کرتے ہیں فیصلہ یہ ہے کہ وہ اصحاب الیمین کی طرح زیادہ ہیں اور آیت اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے متقدمین و متاخرین پر محمول ہے جیسے سابقاً ہم نے اشارہ کیا ہے وہ اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام سے تشبیہ دی ہے اور یہ مسلم ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام مقربین میں سے ہیں اور اس امت (محمدیہ علی

صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے علماء الانسانیۃ ہیں اور دلیل سے ثابت ہے کہ اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کی گنتی پر اولیاء کرام رہتے ہیں یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار بلکہ کبھی اس گنتی سے بھی بڑھ جاتے ہیں زمانہ کی نورانیت کے اعتبار سے۔

چالیس آدمیوں کا ولی اللہ بننا بلکہ یہ اپنی جگہ ثابت ہے کہ اہل ایمان چالیس آدمیوں کا اجتماع ولی اللہ عرفی کی قوت میں ہے تو جب قیامت میں اسی صفیں (اہل جنت کی) اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) سے ہوں گی تو ظاہر ہے کہ ان کی گنتی سابقہ امم سے بڑھ کر ہے ان کی گنتی کی وجہ سے اصحاب الیمین سے اولیاء زائد ہونے چاہئیں اور ان کی زیادتی اولیاء مقربین سابقین کو مستلزم ہے اس مذکورہ گنتی میں بعض میں اغواث ہوں گے بعض اقطاب بعض اولیاء کاملین اسے اچھی طرح سمجھ لے (ورنہ وہابی ہو جاؤ گے)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ثلۃ من الاولین میں اشارہ ہے کہ ارباب القلوب صواحب التجلیات الجزئیہ الصفاتیہ والاسمائیہ سے اکثر ہیں اور اس میں اصحاب اللذات النفسانیہ الظلمانیہ کی کثرت کی طرف بھی اشارہ ہے اور قلیل من الاخرین میں محمدیوں کی طرف اشارہ ہے نیز اس میں اشارہ ہے کہ ارباب الارواح الطاہرہ صواحب التجلیات الذاتیہ المقدسہ کثرات الاسماء والصفات الاعتبار سے اکثر ہیں۔

تفسیر عالمانہ علی سرر موضونۃ اوپر تختوں کے ہوں گے جو سونے چاندی اور موتی و جواہر سے جڑے ہوتے ہیں یہ دوسرا حال ہے المقربین سے۔

حل لغات سرر سریر کی جمع ہے بمعنی تخت الموضونۃ سونے چاندی سے جڑا ہوا موتی و جواہر اور یاقوت سے ڈھالے ہوئے یا بمعنی التوحید یعنی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے۔ الوضمن سے ہے زرہ بننا پھر ہر مضبوط بنے ہوئے کے لئے ہے استعارہ کے متعلق سے مستعمل ہوتا ہے۔

متکئین علیہا متقابلین ان پر سہارا لگائے آمنے سامنے یہ دونوں علی سرر کے متعلق سے حال ہیں۔

حل لغات التقابل آمنے سامنے ہونا یا لذات یا بالعنایہ والمودۃ یہ یعنی ٹھہرنے والے تختوں پر سہارا لگانے والے

marfat.com

معاشرت و تہذیب الاخلاق و آداب کی وصف ہے۔

فائدہ امام ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زیارت کے لئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے علامہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے برابر یعنی ایک کا چہرہ دوسرے کے چہرے کے سامنے ہو گا تاکہ دیکھ کر ایک دوسرے سے مانوس و مسرور ہوں۔

یطوف علیہم ان پر ان کے ارد گرد پھریں گے خدمت کے لئے شراباً وغیرہ پانی کے وقت۔

ولدان (بچے) ولید کی جمع ہے کیونکہ چھوٹے کی خدمت بہ نسبت زیادہ موزوں ہوتی ہے۔

مخلدون ہمیشہ وہ بچوں کی شکل میں ہوں گے اور انہی کی خنکی میں اس بچپن کے سن سے انہیں بدلیں گے کیونکہ وہ بقا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور جو بقاء کے لئے پیدا ہو اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

سوال کل نفس ذائقتہ الموت کے حکم میں یہ بچے داخل ہیں یا نہ

جواب وہ مریں گے نہیں البتہ نفختین کے درمیانی مدت میں ان پر نیند طاری کی جائے گی (الاسئلہ المقحمہ)

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ ان بچوں کو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے پیدا کرے گا محض بہشتیوں کی خدمت کے لئے ہوں گے ان سے اور کوئی کام نہیں لیا جائے گا۔ بعض نے کہا کہ وہ اہل دنیا کے بچے ہوں گے۔ جن کی کوئی نیکی نہ ہو گی جس سبب سے ان کو اس کا ثواب ملتا ہے اور نہ ہی گناہ جس پر انہیں سزا ملتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اولاد الکفار اہل ایمان کی خدام ہوں گی

تائید حنفیت لفظ ولدان امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید کرتا ہے انہوں نے فرمایا کہ کفار کی اولاد اہل ایمان کی خدام ہو گی کیونکہ جنت ولادت کا سلسلہ نہ ہو گا۔

فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے مخدوم دن بمعنی مقرطون بمعنی سناری گوشواروں سے آراستہ اور الحلہ۔ بمعنی کنگن اور بالی آیا ہے جیسے خلدۃ (محرکتہ) فردۃ کی طرح۔ اب مخلدون کا معنی ہوا کہ وہ کانوں میں بالیاں اور ہاتھوں میں کنگن پہنے ہوں گے یا مخلدون بمعنی وہ ہمیشہ بوڑھے نہ ہوں گے اور نہ ہی بچپن کے سن سے بدلیں گے۔ اور کشف الاسرار میں

فرمایا کہ الخلدون الخلاوۃ سے ہے اور یہ لغت تحطانیہ ہے۔

باکواب سونے اور جواہر کے کوزوں سے وہ ننگے نہ ہوں گے اور نہ ان کے پکڑنے کے لئے زائد حصہ یعنی لوٹے جن پر خرطوم یعنی زائد حصہ نہ ہو گا اور وہ پینے والے کے لئے کسی قسم کی شے حائل ہونے والی نہ ہو گی جس جگہ سے چاہے پینے والا پئے اسے یہ حاجت نہ پڑے گی کہ اسے ایک جگہ سے پینا مشکل ہے تو دوسری جگہ سے پئے۔

والباریق اور بڑے آفتابے۔ ابریق کی جمع ہے وہ لوٹا جس کو سر کی طرف سے زائد حصہ اور درمیان میں بھی جس کا رنگ چمکیلا ہو گا اس کے صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے۔ بعض نے کہا یہ عجمی لفظ ہے آبریز کا معرب جس برتن کا سر کا حصہ نہ ہو اور نہ درمیان میں اس کا زا... اسے کوب کہتے ہیں پیالہ وغیرہ اور ابریق (آفتابہ) ہاتھوں کے دھونے کے لئے اور پیالہ پانی پینے کیلئے جیساکہ فرمایا وکاس من معین اور بڑے پیالے بہنے والے پانی سے یعنی شراب طہور اسے بھرپور بڑے پیالے چشموں سے بھرپور کے پئیں گے۔

فائدہ مروی ہے کہ بہشت کا شراب دنیا کے شراب جیسا نہ ہو گا کہ جسے بتکلف نکالا جاتا ہے اور اس کے بنانے میں کلم کرنا پڑتا ہے لیکن آخرت کا شراب بلا تکلف ہو گا اور برتنوں میں عام پڑا ہو گا بلکہ نہروں کی طرح جاری ہو گا جیساکہ فرمایا وانہار من خمر (اور شراب کی نہریں) ہوں گی۔

حل لغات کاس وہ پیالہ جس میں شراب ہو خالی ہو تو قدح کہا جائے گا۔ اہل لغت کہتے ہیں من الماء ای جری جاری ہوا۔ معین فعیل بمعنی فاعل یعنی جاری یا بمعنیٰ ظاہر کہ اسے آنکھوں سے نہروں میں دیکھا جائے گا جیسے جاری پانی کو دیکھا جاتا ہے کالماء المعین یعنی ظاہری طور جاری پانی پانی کی طرح اس معنی پر معین بمعنی اسم مفعول ہو گا۔ المعانیہ سے ازعانہ بمعنی شخصہ و میزہ بعینہ اسے آنکھوں سے جھانکا اور اسے علیحدہ کیا۔

القاموس میں ہے کہ لمعن الماء بمعنی ظاہر و معن الماء بمعنی اسالہ =پانی کو بہایا۔ وامعن الماء۔ پانی جاری ہوا۔ المعان وادی میں پانی کے جاری ہونے کی جگہ۔

سوال اکواب وباریق جمع اور کاس واحد کیوں؟

جواب شرابیوں کی عادت پر ہے کہ وہ شراب تو متعدد اور مختلف برتنوں میں رکھتے ہیں لیکن پیتے ایک پیالے سے ہیں۔

marfat.ocm

لا یصدعون عنہا (اس سے انہیں سر کا درد نہ ہوگا)

حل لغات الصدع الشق فی الاجسام الصلبہ۔ سخت جسموں کا پھٹنا جیسے شیشہ لوہا وغیرہ اسی سے الصداع استعارہ لیا گیا ہے یعنی سر کا درد سے پھٹنا اسی سے الصدیع ہے۔" معنی فجر کا ابتدائی وقت یعنی انہیں شراب پیتے وقت سر کا درد نہ اٹھے گا جیسے دنیا کے شراب پینے سے ہوتا ہے اور اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اس سے درد سر نہ اٹھے۔

فائدہ! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شراب میں چار خصلتیں ہیں

۱۔ نشہ ۲۔ دردسر ۳۔ قے ۴۔ پیشاب کی کثرت

لیکن جنت کی شراب میں یہ نہ ہوگی بلکہ اس میں لذت ہی لذت ہے اور اس میں کسی قسم کی تکلیف نہیں۔

ولا ینزفون اور نہ ہوش میں فرق آئے یعنی انہیں نشہ نہ ہوگا اور ان کی عقول نہیں جائیں گی یا یہ معنی ہے کہ ان کی شراب ختم نہ ہوگی انزف الشارب سے شرابی کی عقل خراب ہوگی یا شراب ختم نہ ہوگی نفاذ ختم ہونا عقل کا ہو تو بھی شراب دنیا کا عیب ہے یا شراب ختم ہو جائے تو بھی عیب ہے کہ یاران صحبت نہ آئیں گے (محفل ویران پڑ جائے گی)

وفاکھتہ مما یتخیرون اور میوے جو وہ پسند کریں۔

حل لغات تخیرت الشئی۔ میں نے اس کے اچھے کو لیا یعنی پسند کریں گے اور اسے لیں گے جو رنگ کے لحاظ سے بہتر و افضل ہوگا حالانکہ وہ کل کے کل پسندیدہ ہوں گے اس کا عطف باکواب پر ہے یعنی ان کے سامنے بچے میوے لے کر پھرتے ہوں گے۔ الفاکہہ وہ ثمر جو میوے کے طور پر کھایا جائے لذت کے لئے صحت و تندرستی کے لئے کیونکہ بہشت میں غذا کی وجہ سے ان کی صحت اور تندرستی محفوظ ہوگی اور دنیوی غذا کی طرح نہیں ہوگی کہ اسے مجبوری سے حاصل کر لیا جائے اگر دیر سے ملے تو تنگی محسوس ہو۔ اس میں اشارہ ہے کہ بہشتی وہ ماکولات لے گا جس سے تنعم و تلذذ ہو۔

ربط اس کے بعد گوشت کا ذکر فرمایا جو کہ سید الادام ہر سالن کا سردار۔ عرب میں اونٹ کا گوشت وسعت سے ہوتا تھا لیکن ان کے ہاں عزیز ترین گوشت پرندوں کا تھا جو کہ وہ گوشت کی تمام قسموں سے لذیذ تر ہے اور وہ صرف سنتے تھے کہ پرندوں کا گوشت بادشاہوں کے پاس ہوتا ہے اسی کا وعدہ فرمایا کہ ولحم طیر مما

marfat.ocm

یشتھون اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے انہیں خواہش ہوگی کہ پرندوں کا بھنا ہوا یا پکا ہوا ہو تو وہ اسے خواہش کے مطابق پائیں گے اس کے لئے انہیں پریشانی نہ ہوگی اور نہ وہ مجبور ہوں گے وہ یوں ہوگا کہ مومن دسترخوان پر بیٹھے ہوں گے کہ مرغ آئے گا اور انکے سامنے طوبیٰ کے درخت پر بیٹھ جائے گا اور آواز دے گا کہ میں پرندہ ہوں کہ بہشت کا کوئی چشمہ نہیں جس سے میں نے پانی نہ پیا ہو اور اس کا کوئی درخت نہیں جس کا میوہ میں نے نہ کھایا ہو میرا گوشت ہر گوشت سے لذیذ اور خوش تر ہے اس پر بہشتی خواہش کرے گا تو وہ پرندہ طوبیٰ کے درخت سے اڑ کر اس کے دسترخوان پر تین حصے ہو جائے گا۔

۱۔ پختہ ۲۔ سادہ بوٹیاں ۳۔ بھنا ہوا۔

بہشتی جو چاہے کھائے پھر وہ پرندہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر اڑ جائے گا۔

سوال الاسئلہ الا قمر میں ہے کہ وفاکہۃ مما یتخیرون اور ولحم طیر مما یشتہون میں عطف ڈال کر مختلف الفاظ و یتخیرون و یشتہون کیوں؟

جواب میوہ صرف کھانے کے لئے نہیں بلکہ سونگھنے دیکھنے کے لئے بھی ہوتا ہے اور پرندے کے گوشت میں کھانے کی مختلف چاہتیں ہوتی ہیں کہ اس کے بعض حصہ کے لئے کچھ چاہت ہوتی ہے بعض کے لئے کچھ اور کسی حصہ کے لئے ہوتی ہی نہیں۔

ربط کھانے پینے کے بعد انسانی فطرتی طور پر جماع کی خواہش کرتا ہے اس کے لئے فرمایا وحور عین اس کا عطف ولدان پر ہے یا یہ مبتداء ہے اور س کی خبر محذوف ہے دراصل فیھا حور عین یا ولھم حور عین تھا یعنی بہشت میں ان کے لئے عورتیں ہوں گی۔

حل لغات حور حوراء کی جمع ہے سفید یا سخت سفید آنکھوں والی جن کی سیاہی بھی سخت ہوگی۔ عین عیناء کی جمع ہے بڑی اور حسین آنکھوں والی۔ وہ ملائکہ کی تسبیح سے پیدا کی گئی ہیں۔ کامثال اللؤلؤ المکنون (چھپے ہوئے موتی کی طرح) یہ حور کی صفت یا حال ہے یعنی صدف میں چھپے ہوئے موتی کی طرح کہ اسے ہاتھوں نے نہ چھوا اور نہ آنکھوں نے دیکھا یا محفوظ ہیں کہ انہیں کسی نے ضرر نہیں پہنچا اور نہ ہی ان پر گرد و غبار پہنچی اور نہ

maarfat.com

ہی ان کی صفائی اور رونق میں کمی آئی۔

ربط جب ان کی وصف جزاء کو مکمل طور بیان فرمایا تو یہ دلیل ہے اس کی کہ ان کے اعمال بھی اچھے ہوں گے کیونکہ جزاء کردار کے مطابق ہوتی ہے اس لئے فرمایا جزاء بما یعلمون یہ جزاء ہے اس کی جو وہ دنیا میں عمل کرتے تھے۔ یہ مفعول لہ ہے یعنی ان کے ساتھ یہ اس لئے ہوگا کہ وہ دنیا میں نیک کام کرتے تھے تو احسان کی جزاء احسان ہے کیونکہ منازل آخرت کی تقسیم اعمال کی مقدار پر ہوگی لیکن دخول جنت محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ہوگا اس میں عامل کے اعمال کو کوئی دخل نہیں۔

سبق جو چاہتا ہے کہ جنت میں داخل ہو اور لذیذ گوشت کھائے اور شراب طہور پئے اور حور عین سے متمتع ہو تو اس کی ملاقات کے لئے نیک اسباب اختیار کرے۔

حور بہشتی کے اطوار مروی ہے کہ جب حور چلیں گی تو ان کے پاؤں کے جلاجل (گھنگھروں) سے تقدیس کی اور ان کے ہاتھوں کے کنگن کے تمجید کی آواز سنائی دے گی اور ان کا یاقوتی سینے کا ہار رہے گا اور ان کے پاؤں کے جوتے سونے کے اور ان کے تسمے موتی کے تسبیح کی آوازیں گے ہر حور (عورت) پر ستر پوشاک ہوگی ہر پوشاک کا رنگ دوسرے رنگ سے جدا ہوگا اور ان میں ستر رنگ کی خوشبو ہوگی اور ہر خوشبو کی بو و رنگ دوسری سے جدا ہوگی اور ان پر ایک کے لئے ستر ستر یاقوت احمر اور موتیوں کے جڑاؤں کا تخت ہوگا ہر تخت پر ستر ستر بستر ہوگا۔ ان کا اندرونی حصہ استبر (موٹے ریشم) کا ہوگا۔ ان پر حور (عورت) کی ستر ستر کنیزیں ہوں گی ان پر کنیز کے ہاتھ میں دو سونے کے پیالے ہوں گے جن میں دو قسم کا رنگین طعام ہوگا جن میں سے ہر ایک لقمہ کی لذت دوسرے کے ہر لقمہ سے نرالی ہوگی ایسے ہی ہر حور کے شوہر کو سرخ رنگ کی یاقوتی تخت ملیں گے۔

اس کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہوں گے۔ جن پر سرخ یاقوت کا جڑاؤ ہوگا۔

ملفوظ یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ ایسی عورت کو نکاح کا پیغام دے جو تجھے موت سے چھین نہ لے یا ایسی دار میں شادی رچا جسے بلاؤں کا چکر خواب و ویران نہ کردے۔ اس کے لئے ایسا کجاوہ تیار کر جسے مصائب کی آگ نہ جلادے۔

marfat.ocm

فائدہ مروی ہے کہ حوریں زعفران سے پیدا کی گئی ہیں (کشف الاسرار)

لایسمعون فیہا لغوا (وہ آپس میں بیکار بات نہ سنیں گے) لغو بمعنی باطل (بیکار)

حل لغات القاموس میں ہے کہ اللغو السقا بمعنی السقط۔ گری ہوئی شے اور وہ جو کسی قطار میں نہ ہو کلام ہو یا کوئی شے۔

المفردات میں ہے کہ اللغو وہ بات جس کا کوئی اعتبار نہ ہو یعنی وہ بات جو بلا سوچے سمجھے بولی جائے وہ بمنزلہ لغا کے ہے یعنی چڑیوں اور پرندوں کی سی آواز۔ ولا تاثیما اور نہ گنہگاری اور نہ اس قسم کی باتیں سننا ہو گا۔

حل لغات الثم وہ افعل جو ثواب سے دور کرنے والے ہیں اس کی جمع آثام ہے۔ الا قلیلا (مگر تھوڑا سا) سلاما سلاما کہنا ہو گا سلام۔ سلام) یہ قلیلا سے بدل ہے اور استثناء منقطع ہے یعنی ہاں بہشت میں یہ سنیں گے سلام سلام۔ یہ لا یذوقو فیہا الموت الا الموتۃ الاولی کی طرح ہے کہ یہ تعلیق بالمحال سے ہے۔

سماع السلام کا یہ مطلب ہے کہ وہ بہشت میں ایک دوسرے سے سلام سلام کی آواز سنیں گے کہ وہ ان کو سلام کریں گے سوائے اس کے کہ ایک دوسرے کا ابتداء سلام کہنا اور اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ سابقین مقربین کی بہشت ان کدورات سے صاف ہے جو اپنے ساکنین کی طبیعت کو منغص (کھٹا) کردے اور امت تمام ان معاملات سے فارغ ہے جو کسی کو بے چین اور ناامید بنائے رکھیں بہشتی سوائے حق کے ساتھ کچھ نہ کہیں گے اور نہ ہی حق کے سوا کچھ سنیں گے یعنی حق تعالیٰ ان پر اپنے رسم سلام کے جلوہ سے جلوہ گر ہو گا اسم سلام نقائص و آفات سے پاک سلامتی پر مشتمل اور قربات و کرفات کو متضمن ہے۔

فائدہ معزز ترین سلام تو وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازے گا چنانچہ فرمایا سلام قولا من رب رحیم (سلام وہ جو رب رحیم سے کہنا ہے سلام) اس کے بعد سلام الارواح۔

حکایت بعض علماء سے منقول ہے فرمایا کہ میرا ایک بیٹا شہید ہوا تو میں نے اسے رات خواب میں دیکھا جس

شب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال (وفات) ہوا (اور یہ بارہ خلفاء میں سے ہیں (عقائد اہلسنت) میں نے کہا بیٹے تم فوت نہیں ہو گئے تھے کہا کہ میں مرا نہیں شہید ہوا تھا اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہوں مجھے رزق دیا جاتا ہے میں نے کہا یہاں کیسے آ گئے کہا حضرت عمر بن عبد العزیز کا وصال (وفات) ہوئی ہے میں ان کی نماز جنازہ کے لئے آیا ہوں پھر چاہا کہ آپ کو بھی سلام کرتا چلوں۔

صاحب روح البیان کا مشاہدہ

فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ میں نے حرمین طیبین میں ارواح کو نماز و طوائف کے لئے حاضر ہوتے اور ایک دوسرے کو السلام علیکم کرتے دیکھا یہاں تک کہ میں نے بھی سحر کے وقت مقام جبریل کے نزدیک خلفاء اربعہ اور ملائکہ اربع پر سلام عرض کیا (وَلِلّٰہِ الحمد علی ذلک) اس پر اللہ تعالیٰ کی بہت بہت حمد و شکر کہ اس نے مجھے زیارت سے مشرف فرمایا)

سلام من الرحمن نحو جنابہ　　　　لان سلامی لا یلیق بپابہ

ترجمہ　رحمٰن کا سلام ہو آپ کی جناب کی ورنہ میرا سلام تو آپ کے لائق نہیں۔

تفسیر عالمانہ　　واصحاب الیمین۔

ربط　پہلے جو فضیلت والی شانوں کو ا　تقسیم فرمایا اب ان کی تفصیل شروع فرمائی یعنی اب بتایا جائے گا کہ السابقین کو بہشت میں کیا نصیب ہو گا چنانچہ فرمایا اور اصحاب الیمین۔ یہ مبتدا ہ اور اس کی خبر جملہ اصحاب الیمین ہے۔ یعنی تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الیمین کے لئے کیا خیر و برکت تیار ہے ان کی بزرگ صفات اور کمال محاسن کی۔

فی سدرۃ مخضود　اور وہ بے کانٹوں کی بیروں میں۔ یعنی ان بیروں میں کانٹے نہیں ہوں گے جیسے دنیا کی بیروں میں ہوتے ہیں اس لئے کہ دنیا کی بیریاں کانٹوں سے پیدا ہوتی ہیں اور جنت کی بیریاں بغیر کانٹوں کے ہیں گویا اس کے کانٹے کاٹ کر ان سے دور کر دیئے گئے ہیں۔

فائدہ　صدرۃ مخضود یا تو مبالغہ ہے تشبیہ میں یا مجاز ہے علاقہ سببیہ سے اس لئے کہ خضد (کاٹنا) کانٹے کے نہ ہونے کا سبب ہے بعض نے کہا مخضود بمعنی ان کی ٹہنیاں دوہری ہوں گی بوجھ کی کثرت کی وجہ سے خضد الغصن سے ہے بمعنی ٹہنی دوہری ہے۔ یہ اس وقت ہے جب سبز تر ہو اس تقریر پر مخضود میں مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ

marfat.com

کو اس کے قائم مقام کھڑا کیا گیا ہے۔

السدر پھل والا درخت ہے اس کا پھل عرب کے ہاں محبوب و معروف ہے اس کے پتوں سے اشنان بناتے ہیں[1]

المفردات میں ہے کہ وہ درخت جو کھانے میں قلیل الغذاء اور کانٹے دار اور سایہ دار ہے اس کے سایہ اور میوہ کی وجہ سے بہشت کی بیری کو تشبیہ دی گئی ہے۔

الجوبہ بہشت کا کوئی پھل باقلا۔ وغیرہ کی طرح بخلاف نہ ہو گا بلکہ اس کا کل حصہ کھانے لو پینے اور سونگھنے اور نظر آنے والا ہو گا۔

وطلح منضود اور کیلے کے گچھوں میں۔ اس کا بوجھ بڑا ہو اور ایک دوسرے کو اوپر نیچے چڑھا ہوا ہو گا اس کی پنڈلی نہ ہو گی اور ظاہر ہو گا طلح کیلا درخت اس کے بڑے پتے اور سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور بیری کے پتے چھوٹے ہوتے ہیں یا وہ ام غیلان (بہت گھنہ) ہے جس کے بہت پھول اور خوشبو دار پتے ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں اسے اہل عرب صرف نزہت و زینت کے لئے کام میں لاتے ہیں اگرچہ اس سے کچھ نہ کھایا جائے۔

فائدہ السدی نے فرمایا کہ اس کیلئے کو دنیا سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن وہ کیلا شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا۔

شان نزول حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طائف میں ایک وادی تھی نہایت ہی بہترین جس میں کیلے اور بیری کے درخت ہوتے تھے تو اہل عرب کہتے کاش ہمیں بہشت میں ایسی وادی نصیب ہو ان کی آرزو پر یہی آیت اتری اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وفیھا ماتشتھی الانفس وتلذ الاعین اور اس میں جو چاہیں گے ملے گا اور آنکھیں لذت پائیں گی۔

فائدہ اس میں اللہ تعالیٰ نے وہ بیان فرمایا جو قوم جو چاہے اور جس سے انہیں محبت و چاہت ہو گی جنت کے کیلے اور بیری کو دنیا کے کیلے اور بیری پر وہی فضیلت حاصل ہے جو جنت کی دوسری نعمتوں کو دنیوی نعمتوں پر۔

وظل ممدود اور دراز سائے میں نہ گھٹنے اور نہ اس میں فرق آئے جیسے دنیا میں فجر و طلوع شمس اور غروب شمس

---

[1] جس سے ہاتھ دھوئے جائیں ۱۲ (المنجد)

marfat.ocm

کے درمیان ہوتا ہے او جو شے منقطع ہو اسے ممتد کہا جاتا ہے یعنی ہمیشہ والی شے[1] کو ممدود کہتے ہیں۔

حدیث شریف (۱) میں ہے جنت کا درخت اتنا طویل (دراز) ہو گا کہ اگر سوار سو سال اس سایہ کے نیچے چلے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو گا۔

حدیث شریف (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جنت میں ایک پنڈلی دار درخت ہے جس کے نیچے اہل جنت بیٹھ کر دنیا کی باتیں یاد کر کے گفتگو کریں گے اور چاہیں گے وہی لہو (کھیل) یہاں ہوتی ان کی باتیں سن کر درخت ہلے گا تو بہشت سے ہوا چلے گی جس میں ان کی لہو (کھیل) برآمد ہو گی جو... چاہیں گے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے محتمل ہے کہ ظل سے مراد حفاظت ہو مثلاً کہا جاتا ہے فلاں فی ظل فلاں کی حفاظت میں ہے یعنی اس کی پناہ اور سایہ کا معنی اس لئے موزوں نہیں کہ وہاں سورج نہیں ہو گا۔ سورج ہو گا تو دھوپ ہو گی اور دھوپ ہو گی تو سایہ کی ضرورت پڑے گی جب سورج ہی ہو گا تو پھر سایہ کی ضرورت۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے ظل سے مراد راحت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وندخلهم ظلاً ظليلا اور ہم انہیں بہترین راحت میں داخل کریں گے۔ اور انسان سایہ تلے بیٹھتا ہے تو بھی استراحت کے لئے اور اہل عرب کو اس کی رغبت بھی اسی لئے تھی کہ ان میں دھوپ زیادہ اور سخت اور سائے ان میں بہت کم بلکہ کم اسی سے ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی السلطان ظل الله فی ارضه (سلطان اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اس کی زمین میں یعنی اس کی طرف ہر مظلوم اس کے عدل کی وجہ سے اس کے ہاں راحت پاتا ہے اسی سے ہے اہل عرب کا قول۔ مد الله ظلاله اللہ تعالیٰ اس کا سایہ دراز فرمائے یعنی اس کے عدل و رافت و رحمت کا سایہ یہاں تک کہ تمام لوگوں تک اس کی استراحت کا اثر پہنچے۔ وماء مسكوب۔

حل لغات مکوب از سکب یعنی ان کے لئے پانی بہے گا جہاں چاہیں گے اور جیسے چاہیں گے بغیر کسی تکلیف کے یا مسکوب بمعنی مصبوب یعنی پانی زمین پر بہے گا بغیر کھائوں کے اور ہمیشہ یعنی مسلسل چلتا رہے گا کبھی کسی وقت بند نہیں ہو گا یعنی اس وقت ان کے سامنے بہتا ہوا پانی بکثرت اور غیر منقطع حاصل ہو گا۔ یا یہ کہ وہ پانی ظاہر کھلا ہوا ہو گا

---

[1] اسی لئے امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ممدود کا معنی (ہمیشہ) لکھا ہے ۱۲ اویسی غفرلہ)

maktabah.org

ایسا نہیں کہ بعض کیفیات میں کھلا اور بعض میں محجوب اور نظر نہ آنے والا یا یہ کہ وہ جاری رہے گا یا کہ اہل عرب کی کنوئیں اور چشموں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہو گا۔ ایسے نہیں کہ جیسے وہ دنیا میں پانی بو کے اور رسی کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے اور انہیں پانی بکثرت اور جاری ہونے کا وعدہ دیا گیا یہاں تک کہ اگر ہوا میں اڑتے وقت پانی چاہیں گے تو انہیں وہاں بھی مل جائے گا گویا یہ سابقین کا حال بتایا گیا ہے کہ جیسے شہریوں کو پانی کی انتہائی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں ایسے ہی ان کو اس سے بہتر اور اعلیٰ سمجھو ایسے ہی اصحاب الیمین کی حالت بستی والوں کی طرح بتائی گئی ہے کہ جیسے انہیں پانی عام کھلا اور ہر جگہ ملتا ہے ایسے ہی اصحاب الیمین بہشت میں ہر طرح کی سہولتیں سے بہرہ ور ہوں گے اس سے یہ فرق بھی بتاتا ہے کہ جیسے اہل بوادی اور اہل بلاد کا حال متفاوت ہے اسے ہی السابقین واصحاب الیمین کا فرق سمجھئے۔

وفاکھتہ اور قسم و قسم اور گوناگوں میوہ جات ہوں گے کثیرۃ بہت زیادہ لامقطوعہ نہ ختم ہوں کسی وقت بھی دنیوی میوہ جات کی طرح۔

ولا ممنوعتہ اور نہ روکے جائیں۔ ان کے حاصل کرنے سے کسی بھی وجہ سے جیسے حاصل کرنے والے سے وہ دور ہوں یا پیسے نہیں کہ انہیں خریدا جا سکے یا درخت میں کانٹے ہیں جس سے توڑا نہیں جا سکتا اگر توڑا جائے تو توڑنے والے کو کانٹے چبھتے ہیں یا دیوار حائل ہے کہ وہاں داخل نہیں ہوا جا سکتا اور دیگر رکاوٹیں۔

حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بہشت کے ثمرات جس درخت سے توڑ لئے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے بدلے اس پر فوراً دو گنا اور ثمرات پیدا فرما دے گا۔ وفرش اور بچھونوں میں۔

حل لغات افرش فراش کی جمع ہے وہ شے جو بچھائی جائے۔ مرفوعہ جو بلند ہوں گے یعنی رفیع القدر یا اونچے نہ زمین و آسمان کی درمیانی مسافت کی قدر اور یہ درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے یا وہ ان کے تختوں سے اونچے۔ بعض نے کہا فرش سے عورتیں مراد ہیں اس لئے کہ فرش ولباس وزراء سے عورت مراد لی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے الولد للفراش بچہ عورت کا ہے (زانی کو پتھر)

marfat.com

فائدہ اس حدیث میں عورت کو فروش کہا گیا ہے اور عورتوں کا اونچا ہونا بایں معنی ہے کہ وہ تختوں کے روبرو ہوں گی جیسے انا انشانا ھن انشاء دلالت کرتا ہے یعنی ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا۔ ھنّ کی ضمیر اس معنی کی بین دلیل ہے یعنی ہم نے ان بہشتی عورتوں کو جدید تخلیق میں پیدا فرمایا بغیر ابداء و اعادہ کے ابداء کے بغیر تو یوں کہ وہ کسی عورت سے پیدا نہیں ہوئیں جیسے حوروں کے لئے تفصیل گزری ہے اور اعادہ یوں کہ وہ بوڑھی نہ ہوں گی۔ جیسے دنیا میں عورتوں کا حال ہے کہ جوانی کے بعد بڑھاپے میں چلی جاتی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ھن اللواتی قبضن فی دار الدنیا عجائز شمطار مصا (وہ عورتیں دار دنیا میں بوڑھی اور شمط و امصی ہو کر فوت ہوئیں)

شرح الحدیث شمط شمطاء کی جمع ہے شمط وہ عورتیں جس کے سفید بالوں میں سیاہ بھی ملے جلے ہوں اور رمص رمصاء (بالتحریک) کی جمع ہے وہ عورت جس کی آنکھ کے اندر کے کونہ میں میل کچیل جمع ہو جائے یعنی قیامت میں انہیں اللہ تعالیٰ بڑھاپے کے بعد ایک ہی وقت میں سب کو دوشیزہ (نوجوان) بنادے گا۔ جب ان کے ہاں ان کے شوہر ملیں گے تو وہ دوشیزہ نوجوان ہوں گی۔

حکایت جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ ارشاد سنا تو فرمایا ولوجعاہ (ہائے درد اور دکھ نہ ہوں) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا وہاں کوئی دکھ درد نہ ہو گا۔

اعجوبہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایسا کر دکھایا کہ زکریا علیہ السلام کی زوجہ کریمہ بوڑھی تھیں تو انہیں ایک ہی آن میں نوجوان بنادیا چنانچہ فرمایا واصلحنا زوجہ (اور ہم نے اس کی زوجہ کو سنوار (نوجوان) بنادیا۔

فائدہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس اصلاح کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ صلاح سے جوانی مراد ہے یعنی اسے اللہ تعالیٰ نے مشابہ (نوجوان) بنایا جبکہ وہ اس سے قبل بوڑھی تھیں اور بچے جننے کے لائق بنادیا حالانکہ اسے قبل وہ بانجھ تھیں یہی ارشاد باری تعالیٰ فجعلناھن ابکارا کا مفہوم یعنی بعد اس کے کہ وہ بوڑھی تھیں ہم انہیں نوجوان (باکرہ) کنواریاں (دوشیزہ) بنادیں گے۔

marfat.ocm

حل لغات ابکار بکر کی جمع ہے اس کا مصدر بکارۃ (بالفتح) ہے امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ البکرۃ بمعنی اول النہار (دن کا پہلا حصہ) اسی سے تعجیل کا مفہوم لیا جاتا ہے یہ دن کے اول حصے میں گویا عجلت کر کے آگیا ہے اسی لئے ہر عجلت باز کو بکر کہتے ہیں جس لڑکی کی بکارۃ ابھی بحال ہو تو اسے بھی بکر کہا جاتا ہے باعتبار شیب کے کہ گویا یہ اس مرلو میں سبقت کر گئی ہے جو عورتوں سے مردوں کو ہوتی ہے۔

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر انشاء سے ابداء مرلو ہو تو جعل بمعنی خلق ہو گا اور ابکاراس کا حال ہے اگر اس سے اعادہ مرلو ہو تو جعل بمعنی تعبیر ہو گا ابکار دو سرا مفعول ہو گا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ فجعلناھن دلالت کرتا ہے کہ اس سے دنیوی عورتیں مرلو ہوں کیونکہ وہ سب کو معلوم ہے کہ ابتداء وہی باکرہ ہوتی ہیں اور وہ حوران بہشت سے افضل و احسن ہیں کیونکہ وہ دنیا میں صالح عمل کرتی رہیں بخلاف حوران بہشت کے کہ انہیں اعمال صالحہ کا موقع نہ ملا۔

المزاح فی الکلام حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ رونق افروز تھے آپ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما تھیں۔ ایک بی بی بنو عامر قبیلہ سے حاضر ہوئیں اور وہ تھیں بوڑھیا عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمایئے مجھے اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل فرمائے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا بوڑھیا کو خوشخبری سناؤ کہ اس دن عورتیں بوڑھی نہیں ہوں گی پھر یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ عربا اپنے شوہروں کو پیاریاں۔

حل لغات عرب عروب کی جمع ہے۔ رسل رسول کی جمع کی طرح وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو پیاریاں اور انہیں پیار دلانے والی ہوں۔ اعرب سے ہے بمعنی (ظاہر کیا گیا) العرب وہ جو اپنے شوہر کو محبت کا اظہار کرے۔ عشوے۔ غمزے اور حسن ناز سے۔

فائدہ بعض تفاسیر میں ہے کہ عرب بمعنی عربی گفتگو کرنے والی۔

اترابا (ایک عمر والی)

marfat.ocm

حل لغات اتراب ترب (بالکسر) بچہ جننا۔ ایک سن ہونا اور وہ جو کسی کا جڑواں (ایک ساتھ پیدا ہو)

تربلی وہ عورتیں جو ہم سن تینتیس سالہ ہوں ایسے ہی ان کے شوہر کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا چوڑا ہو گا آپ کے والد آدم علیہ السلام کے قد کے برابر نوجوان ہوں گے اور شرمیلی آنکھوں والے چہرہ چودھویں رات کی طرح حسین چہرہ۔ ان کا پچھلا گروہ آسمان کے چمکتے ستارے کی طرح آنکھوں میں آنکھیں ملا کر ایک دوسرے (زن و شوہر بہشتی) کو دیکھیں گے نہ تھوکیں گے نہ کھنگاریں گے۔ اس طرح ان سے بڑھ کر کسی ناگوار چیز کا ہونا تو بعید تر ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بہشتی مرد پانچ سو حوروں سے چار ہزار ثیب اور آٹھ ہزار کنواری بیویوں سے بیاہ کرے گا۔ اپنی دنیوی عمر کے برابر ان ہر ایک سے معانقہ کرے گا۔

فائدہ تبیان میں ہے کہ تمام بہشتی عورتوں کو اسی سن کا بنا کر بہشت میں لایا جائے گا اور انہیں ان کے شوہروں کے سپرد کر دیا جائے گا بوڑھیوں کو بھی اسی سن (جوانی) میں بنایا جائے گا۔

مسئلہ جو عورت دنیا میں بے شوہر رہی اسے بھی کسی مرد کے سپرد کیا جائے گا۔

مسئلہ عورت شوہردار تھی لیکن بدقسمتی سے اس کا شوہر بہشتی نہیں بلکہ دوزخ میں چلا گیا[1]

تفسیر عالمانہ ثلۃ من الاولین (اگلوں میں سے ایک گروہ) وثلۃ من الآخرین اور پچھلوں میں سے ایک گروہ، یعنی اولین میں سے پہلی امت اور آخرین میں پچھلی امت۔

---

[1] کتنا بدقسمت ہو گا وہ شوہر جس کی عورت بہشت میں اور وہ دوزخ میں ایسے ہی کتنا بدبخت ہو گا وہ سردار جس کا نوکر بہشت میں اور وہ دوزخ میں۔ اور کیسا بدبخت ہو گا وہ امیر جس کا غریب ہمسایہ بہشت میں اور وہ دوزخ میں۔ کیسا بدبخت ہو گا وہ افسر جس کا چپڑاسی کلرک بہشت میں اور وہ دوزخ میں۔ کیسا بدبخت ہو گا وہ صدر گورنر وزیر مشیر وغیرہ کہ وہ دوزخ میں لیکن اس کی رعایا اور ماتحت بہشت میں کیسا بدبخت ہو گا وہ ممبر کہ وہ دوزخ میں اور اس کا ووٹر بہشت میں۔ کیسا بدبخت ہو گا وہ باپ اور ماں جس کی اولاد بہشت میں اور وہ دوزخ میں۔ کیسا بدبخت ہو گا وہ امام مسجد جس کے مقتدی بہشت میں اور وہ دوزخ میں۔ کیسا بدبخت ہو گا وہ مقرر۔ واعظ کہ اس کے سامعین بہشت میں اور وہ دوزخ میں کیسا بدبخت ہو گا وہ استاد جس کے شاگرد بہشت میں اور وہ دوزخ میں۔ کیسا بدبخت ہو گا وہ پیر (بے عمل۔ جعلی۔ دھوکہ باز) جو دوزخ میں لیکن نیک عمل اور خوش اعتقاد نیک نیت مرید بہشت میں فاعتبروا یا اولی الابصار جیسے فرعون دوزخ میں اور اس کی بی بی آسیہ بہشت میں تو ایسی عورت بھی کسی بہشت کو دی جائے گی (باقی آگے)

marfat.ocm

حدیث شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب کے سب میرے امتی ہیں یعنی میری امت کے دو تہائی ایسے ہی تابعین باحسان ہیں اور وہ جو ان کے قائم مقام ہیں و ثلثہ اولی ہیں اور باقی تمام امت آخر زمانہ تک ثلثہ اخری ہے۔

امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ستر ہزار سیدنا جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تمام امتیں میرے پیش کی گئیں ہیں کوئی نبی علیہ السلام صرف اپنا ایک گروہ لے کر جا رہا تھا کسی کے پاس صرف دو تھے بعض تو وہ تھے کہ ان کے ساتھ کوئی گروہ نہ تھا میں نے ایک گروہ کو دیکھا جس نے کنارے بھر دیئے تھے۔ مجھے کہا گیا ایسے ہی دیکھتے جایئے۔ پھر میں نے ایک اور بہت بڑے گروہ کو دیکھا جس سے تمام کنارے پر تھے کہا گیا یہی آپ کی امت ہے ان میں ستر ہزار ایسے ہیں جو بلا حساب

مسئلہ جس عورت نے دنیا میں ایک سے زائد شوہروں سے (طلاق کے بعد یا ایک شوہر کی وفات کے بعد دوسرے سے) نکاح کیا اور وہ ہیں بھی بفضلہ تعالیٰ تمام بہشتی ایسی عورت پچھلے شوہر کو ملی گی (بعض نے کہا) اسے ملی گی جس نے اس کے ساتھ حسن معاشرت سے زندگی بسر کی ہو گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ ادنیٰ بہشتی کے ایک ہزار خدام اور بہتر (72) عورتیں ہوں گی اس کے لئے قبہ موتیوں اور زبرجد اور یاقوت سے تیار کیا جائے گا اس کی مسافت جابیہ سے صناء تک ہو گی۔

فائدہ! جابیہ (بالجیم) شام میں ایک شہر ہے صناء یمن میں ایک شہر ہے جس میں درخت اور پانی بکثرت ہیں اسے دمشق سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

حدیث شریف ۲۷ میں ہے کہ حور ولی اللہ (بہشتی) کو کہے گی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مجالس میں کتنی مجلسیں تھیں جس سے تجھے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی (یعنی ان مجالس میں تمہیں جانا نصیب ہوا) تو میں نے تجھے عشوہ وغیرہ اور اشارہ سے دیکھا لیکن تو اپنے یاروں کی صحبت میں مست رہا۔ مجھے خیال تھا کہ میرے ان اشاروں سے تو مجھے نکاح و بیاہ کی دعوت دے گا اب تم خود بتاؤ کہ تمہارا شوق میرے شوق کے برابر ہو سکتا ہے یا تیری جدوجہد میری جدوجہد کے برابر ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کی قسم کہ جس نے مجھے تیرے جیسا شوہر مرحمت فرمایا اور تجھے میرے جیسی عطا فرمائیں تو نے مجھے ایک بار چاہا ہے لیکن میں تجھ اللہ تعالیٰ سے ستر بار مانگ چکی ہوں اسی ذات باری تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے تیرے جیسا شوہر بخشا اور تجھے میرے جیسی عطا فرمائی۔

marfat.ocm

بہشت میں داخل ہوں گے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کو مجھے انبیاء علیہم السلام پیش کئے گئے ان کے ساتھ ان کے اتباع (امتی) بھی ہیں یہاں تک کہ میرے سامنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بڑی جماعت سے گذرے۔

فائدہ کبکبتہ بمعنی جماعت مجھے وہ بھلے لگے میں نے عرض کی اے میرے پروردگار یہ کون ہیں فرمایا یہ تیرا بھائی موسیٰ علیہ السلام ہے اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے عرض کی تو میری امت فرمایا دائیں جانب دیکھئے میں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ کے پہاڑوں کو انسانوں کے چہروں نے بھر دیا ہے۔

فائدہ ظراب مکہ جمع ظرف (بالکسر) ابھرا ہوا تیز پتھر۔ ٹیلہ یا پھیلا ہوا پہاڑ (القاموس) کہا گیا یہی آپ کی امت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ارضیت اے حبیب ﷺ اب راضی ہو گئے۔ میں نے کہا ہاں یارب پھر فرمایا بائیں جانب دیکھئے میں نے بائیں جانب دیکھا تو اس کنارہ کو لوگوں کے چہروں نے پر ہوا تھا (یعنی بہت زیادہ تھے) فرمایا یہ بھی آپ کے امتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب ﷺ اب راضی ہو گئے میں نے کہا اے رب راضی ہوں۔ اے میرے پروردگار پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان میں ستر ہزار بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔

درس نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضور نبی پاک ﷺ نے مذکورہ بالا حال سنا کر فرمایا اے میرے امتیو! اگر تم سے ہو سکے تو ستر ہزار والوں میں سے ہو جاؤ اگر اس سے عاجز و قاصر ہو تو اہل ظراب سے ہو جاؤ (دائیں جانب والوں سے) اگر اس سے عاجز ہو تو افق والوں سے ہو جاؤ میں نے دیکھا ہے کہ ان میں بہت سے لوگ ملے جلے ہوئے ہیں (بعض بہشتی۔ بعض دوزخی واللہ اعلم)

فائدہ القاموس میں ہے کہ الہوش العدد الکثیر (بے شمار لوگ) الہوشہ بمعنی الاختلاط ملا جلا ہونا۔ الہوشہ ملی جلی جماعت۔ الہواشات (بالضم) لوگوں کی جماعتیں۔ التہاوش فی الحدیث (بات کو ملا جلا کر دینا) اس کی جمع تہاوش تہاویش کا اختصار تہاوش تفعل از ہوش وتہوشوا بمعنی اختلطوا تہاوشوا کی طرح بمعنی فلاں پر جمع ہوئے۔ وھاوشہم بمعنی خالطہم (ان کے ساتھ مل گیا)

marfat.ocm

تتمۃ الحدیث آخر میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے تم اہل جنّۃ کا ایک حصہ ہو اس کے بعد یہ آیت پڑھی ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ خلاصہ یہ کہ ابرار اولین و آخرین میں بکثرت ہوں گے اور اسی طرح سابقہ امتوں میں لیکن سابقون ان میں کثیر ہیں اولین میں لیکن آخرین میں نہیں جس پر آیت سابق دلالت کرتی ہے ایسے ہی حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ بدریوں میں ستر ایسے تھے کہ جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان پر حلال تھیں اس کے باوجود انہوں نے زہد میں ان حلال اشیاء کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا جتنا تم عیش آرام سے خوش ہوتے ہو وہ بلاؤں کے نزول پر تم سے بہت زیادہ خوش ہوتے تھے یہ اگر آج تم انہیں دیکھ لو تم کہو گے کہ یہ تو مجنوں ہیں اگر وہ تمہارے پسندیدہ (اخیار) لوگوں کو دیکھیں تو کہیں گے ان کے کیسے اخلاق ہیں (یعنی یہ تو برے عادات والے ہیں) اگر وہ تمہارے اشرار (برے) لوگوں کو دیکھیں تو کہیں گے یہ لوگ یوم الحساب جس پر ایمان نہیں رکھتے اگر ان پر حلال مال بھی پیش ہو تو قبول نہ کریں گے اس خیال پر کہ کہیں اس کے استعمال سے دل مردہ نہ ہو جائیں۔

فائدہ امم سابقہ کے السابقون میں اگر انبیاء علیہ السلام کو ساتھ ملایا جائے تو وہ اس امت کے سابقین سے زائد ہوں گے ورنہ نہیں جس کی تحقیق ہم پہلے کر چکے وہ یہ کہ سابقہ امتوں کے زاہدین اگر اس امت کے زاہدین سے زائد بھی ہوں تب بھی قلیل سمجھے جائیں کیونکہ ان کے اکثر میں یقین پر استقرار بہت کم تھا بخلاف اس امت کے زاہدین کے کہ انہیں یقین پر ثابت قدم ہونا یقینی ہے اس معنی پر یہ ان سے زائد ہوئے اور تجربہ شاہد ہے کہ اس امت کے زاہدین کے اعتقاد و راسخ اور ان کا قرآن پاک کو مضبوطی سے پکڑنا ضرب المثل ہے جیسے بعض اخبار میں وارد بھی ہوا۔

واصحاب الشمال (اور بائیں طرف والے)

ربط کفار کے احوال کی تفصیل شروع ہو رہی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین کفروا بایتنا ھم اصحب المشئمۃ جنہوں نے ہماری آیات سے کفر کیا وہ دائیں جانب والے ہیں۔ علیھم نار موصدۃ وہی ہیں ان پر نار بند کر دی جائے گی۔ ما اصحب الشمال تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب شمال کون ہیں اور ان

marfat.ocm

کو کیا شر پیش آئے گا اور یوم القیمۃ ان کا کتنا برا حال ہو گا۔

فی سموم: جلتی ہوئی آگ میں ہونگے جو مسام میں اثر کر جائیگی یعنی بدن کے سوارخوں میں اور اجساد و اکبار (جگروں) کو جلا دے گی

حل لغات القاموس میں ہے کہ ہوا گرم جو اکثر دن کے وقت ہوتی ہے۔ الحرور گرم ہوا جو اکثر رات کو اور کبھی دن کو بھی ہوتی ہے وحیم اور گرم پانی میں کہ وہ گرمی میں انتہا کو پہنچنے والا ہو وظل من یحموم اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں۔

حل لغات یحموم دھواں اور ہر وہ شے جو تمام اشیاء میں سب سے زیادہ سیاہ ہو۔ (القاموس) وہ یفعول الحمہ (بالضم) سے ہے معنی کوئلہ اہل عرب کہتے ہیں۔ اسود یحموم یہ اس کے لئے ایسے ہیں جو سخت سیاہ ہو۔ الضحاک نے فرمایا وہ نار سیاہ اور اس میں داخل ہونے والے بھی سیاہ اور اس کی ہر شے سیاہ ہو گی اسی لئے بہشت کی کوئی شے سیاہ نہیں سوائے خال (تل) اور آنکھوں کی پلکوں اور ابرو کے۔

حقہ نوشی و سگریٹ نوشی حرام فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے اس میں تحذیر (ڈراؤ) ہے حقہ (و سگریٹ نوشی) سے جو ہمارے دور میں عام شائع ہے کیونکہ اس کے پینے والے کے سر پر حقہ و سگریٹ نوشی کے وقت دھواں سایہ کی طرح (خصوصًا) چھا جاتا ہے اس کے علاوہ حقہ نوشی و سگریٹ نوشی اور تمباکو نوشی میں بہت بری بری اور گندی بیماریاں اور تباہ کاریاں ہیں جن کا ذکر یہاں نہیں ہو سکتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت کا سوال کرتے ہیں جو اس میں مبتلا ہے اس لئے کہ طبائع سلیمہ تو اس سے نفرت کرتی ہیں۔

مسئلہ (بدبودار) حصہ نوشی وغیرہ حرام ہے جیسے بعض تفاسیر میں بیان کیا گیا۔

لابارد نہ ٹھنڈی دوسرے سایوں کی طرح ولا کریم اور نہ عزت کی اور نہ ہی گرم کے بچاؤ سے نفع دینے والی اس کے لئے جو اس کے نیچے پناہ لے یہ اس وہم کے ازالہ کے لئے ہے کہ سایہ سے تو استراحت اور ٹھنڈی ہوا حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ وہ سایہ ان باتوں کا کام نہ دے گا یعنی وہ نام کا سایہ ہے کام کا نہیں اسی لئے اس کا سایہ نام لے کر فرمایا پھر کہ اس میں نہ ٹھنڈک ہو گی اور نہ ہی عزت ملے گی یعنی وہ گرمی کی شدت سے نہ بچا سکے گی گویا وہ درحقیقت سایہ نہیں عذاب ہو گا اس سے عزت نہیں ذلت حاصل ہو گی۔

maarfat.com

فائدہ سایہ سے دو فائدے مدنظر ہوتے ہیں۔

۱۔ ٹھنڈک حاصل کرنا۔ ۲۔ گرمی کی تکلیف دور کرنا۔

اس سے یہ دونوں چیزیں نہیں ملیں گی تو گویا وہ سایہ سایہ ہی نہیں بلکہ عذاب ہے یہ ایسے ہے جیسے کسی گھر کے تمام سوراخ بند ہوں کہیں بھی ہوا اندر نہ جا سکے تو وہ نام کا تو گھر ہے لیکن حقیقت میں وہ عذاب ہے ہاں اس میں پھر بھی ایک فائدہ ہے کہ سورج کی دھوپ سے بچاؤ حاصل ہو گا لیکن ہوا حاصل نہ ہو گی۔ لیکن وہ سایہ تو ان ہر دونوں فائدوں سے خالی ہو گا۔ دراصل اس میں اصحاب المشئمہ سے تہکم مطلوب ہے کہ وہ ان فوائد کے اہل نہیں نہ سایہ کے اور نہ عزت کے بخلاف اہل جنت کے کہ انہیں ٹھنڈا سایہ اور عزت نصیب ہو گی وغیرہ آزمائش کی تعلیل ہے کہ انہیں مذکورہ بالا عذاب کیوں ہو گا۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں اَترِف بمعنی فَرِحَ ای تنعم یعنی نعمت والا ہے۔ اترفته النعمه ای اطغته یعنی اسے نعمت نے سرکش کیا اور نعمت والا کیا اور فلاں نے یعنی سرکشی پر اصرار کیا۔

المترف مکرم کی طرح متروک کہ جو چاہے کرے اسے کوئی روکنے والا نہ ہو گا (قاموس) یعنی وہ لوگ جنہیں ایسے برے عذاب میں مبتلا کیا گیا دنیا میں تھے تنعم و تکرم اور گونا گوں نعمتوں میں کھانے پینے کی چیزیں بہترین حاصل تھیں ٹھہرنے کے لئے اعلیٰ مکانات میں رہتے تھے۔ اور بڑے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اور شہوات میں مست رہے اسی لئے ایسے سخت عذاب میں مبتلا کئے گئے۔ وکانوا یصرون علی الحنث العظیم اور وہ اس بڑے گناہ (شرک) کی ہٹ رکھتے تھے الحنث العظیم بڑے گناہ سے شرک مراد ہے۔

حل لغات جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں بلغ الغلام الحنث۔ بچہ بلوغت کو پہنچا اور اس کے گناہ پر مواخذہ آ گیا ہے۔ وحنث فی یمینه اپنی قسم میں حانث ہوا۔

فائدہ بعض نے کہا یہاں الحنث بمعنی الکذب ہے کیونکہ شرک کے باوجود جھوٹی قسمیں کھائے کہ یبعث اللہ من یموت (مردوں کو اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد نہیں اٹھائے گا)

فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اس کے بعد کا مضمون اس کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ

marfat.com

فرمایا ثم انکم ایہا الضالون المکذبون (پھر اے گمراہو جھٹلانے والو)

نکتہ ان کے عذاب کا سبب تو ظاہر کیا لیکن اصحاب الیمین کے ثواب کا سبب نہیں بتایا مثلاً فرمایا انہم کانوا قبل ذالک شاکرین مذعنین بیشک تھے یہ اس سے پہلے شکر گزار اور تعین کرنے والے) تاکہ تنبیہ ہو کہ یہ ثواب ان کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔ مطیع (اطاعت گزار) کی اطاعت اور شکر گزار کے شکر سے نہیں اور کسی کو عذاب دینا اس کا عدل ہے اگر کسی کو عذاب کا سبب معلوم نہ ہو تو ظلم کا تصور ہوتا ہے (اور اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا تصور توبہ توبہ)

تفسیر صوفیانہ آیت میں بعد و حجاب کی ناسموم اور حمیم القہر والغضب اور شجرۃ الجہل کے ظل کی طرف اشارہ ہے کہ اس سایہ میں بردالیقین نہ ہو گا دوسرے سایوں اور اس سے آپ کی طلب دینا اور اس کی لذات کی حرارت عطش تسکین نہ پائے گی اور نہ ہی اس میں ہمت کی عزت ہو گی تاکہ وہ ہمت انہیں ترک دنیا کی کوئی مدد کر سکے اور اس کی زینت سے محبت چھڑا سکے اور اس کے نقش و نگار سے خیالات دور کر سکے بلکہ وہ ہمیشہ طلب دنیا کی بیماری میں مبتلا رہیں گے اس میں انہیں نہ راحت ملے گی نہ فرحت وہ اس سے پہلے نعمت والے یعنی جہل مرکب کے اس درخت سے سایہ حاصل کرنے سے پہلے (کہ جس میں بردالیقین نہیں) نہ تھے مگر بسبب استعداد ذاتیہ کے کہ جس پر وہ شہوات ولذات پیدا کئے گئے ہیں دخول وجود عینی سے پہلے اور یہ عذاب یعنی شجرہ جہل سے سایہ حاصل کرنا بوجہ اس کے ہے کہ وہ ازل میں جب نفس و دنیا میں متمکن تھے حنث عظیم سے جب نفس و حب دنیا ہے جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا حب الدنیا راس کل خطیئۃ حب دنیا ہر گناہ کی جڑ ہے۔

۱ مرا طاعت نفس شہوت پرست
کہ ہر ساعتش قبلہ دیگر است

۲ بر مرد ہشیار دنیا خست
کہ ہر مدتے جائے دیگر کست

ترجمہ ۱۔ میں نفس شہوت پرست کی طاعت میں ہوں کہ اس کا ہر گھڑی نیا قبلہ ہے۔

marfat.com

۲۔ ہشیار مرد کے لئے دنیا ایک خس ہے کیونکہ ہر مدت اس کی نئی جگہ ہوتی ہے۔

تفسیر عثمانیہ۔ وکانوا یقولون شرک کے ساتھ یہ بھی کہتے تھے انتہائی سرکشی اور عناد سے ائذا متنا (کیاہم مرجائیں گے) وکنا ترابا وعظاما (اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں) یعنی ہمارے پوست اور گوشت کے بعض اعضاء مٹی اور بعض پرانی ہڈیاں ہو جائیں گے۔ مٹی کی تقدیم اس لیے ہے کہ یہ اجزائے بادیہ اور دوسرے اجزاء میں مل جانے اور بدل جانے میں کمی نہیں کوئی اور اس کا عامل دلالت کرتا ہے اور ارشاد گرامی ونا لمبعوثون (کیاہم ضرور اٹھائے جائیں گے کا مدلول یعنی یہ خود عامل نہیں کیونکہ ان اور لام اور ہمزہ کا بعد' بعد ما قبل پر عمل نہیں کرتا یعنی بعث عامل نہیں ہو سکتا اور اذا خالص ظرفیۃ کے لئے۔ خلاصہ یہ کہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے کے قائل نہ تھے اور وقت کی تخصیص انکار سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ان کا مقصد صرف یہی تھا کہ مرنے کے بعد اٹھنا نہیں۔ بدن کے مٹنے یا نہ مٹنے سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ بدن کے مٹی اور ہڈی سے تعبیر کرنے سے ان کا مقصد اپنے انکار کی توجیہ کی توثیق تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ بدن صحیح سالم رہے تو ہم مرنے کے بعد اٹھیں گے ورنہ نہیں بلکہ بدن کا مٹی اور ہڈیاں ہو جانا ایک عارضی امر کا ذکر ہے خلاصہ یہی کہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار پر مصر تھے۔

اوابائنا الاولون (اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی) واؤ کا عطف ضمیر متکن پر ہے جو مبعوثون میں ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا سے پردادا ائیں۔ نانیاں' دادیاں سب کی سب مرنے کے بعد اٹھیں گے۔

قل فرمایئے۔ ان کے انکار کے رد اور اپنے دعوی حق میں۔ ان الاولین والاخرین (بیشک پہلے اور پچھلے) وہ امتیں جو پہلے گزری ہیں منجملہ ان کے تم اور تمہارے آباؤ اجداد بھی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ تم بھی اٹھو گے اور تمہارے آباؤ اجداد بھی اور تمہارے سے پہلے کی امتیں سب کی سب مرنے کے بعد اٹھیں گے۔

فائدہ اولین کی تقدیم میں رد میں مبالغہ ہے کہ ان کا انکار اپنے آباؤ اجداد کی بہ نسبت پہلے لوگوں کے لئے زیادہ سخت تھا علاوہ ازیں ترتیب وجودی کا تقاضا بھی یونہی ہے کہ اولین کا ذکر پہلے ہو۔

لمجموعون (البتہ جمع کئے جائیں گے) مرنے کے بعد جمع سوق (چلانے) کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے اسے الی سے متعدی کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا الی میقات یوم معلوم ایک معلوم دن کی میعاد پر۔ وہ وقت جو

نزدیک معین ہے یعنی یوم القیمۃ۔

فائدہ یہ اضافت بمعنی من ہے جیسے خاتم فضۃ ای من فضۃ میقات بمعنی مقرر کردہ دن کسی شے کے لئے تیار کردہ کہ وہاں تک وہ شے ختم ہو یا کسی شے کی وہاں سے ابتداء ہو اور یوم القیمۃ وہی دن ہے کہ جہاں دنیا ختم ہو گی اور قیامت کے پہلے جزء کا آغاز ہو گا۔[1]

یعنی میقات بمعنی وقت محدود (حد کردہ شدہ) کبھی مکان کے لئے بھی استعارہ بولتے ہیں۔ اسی سے مواقیت حرام یعنی وہ حدود جس نے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرنے والا احرام کے بغیر تجاوز نہ کر سکے۔

ثم انکم (پھر تم) یہ اہل مکہ اور ان خبیثوں کو خطاب ہے اس کا عطف الاولون پر ہے قول کے مقولہ میں داخل ہے اور ثم زمانا ور تبتۃ تراخی کے لئے ہے۔

ایھا الضالون اے گمراہ حق وہدایت سے (دور ہونے والو) الکمذبون مرنے کے بعد اٹھنے کی تکذیب کرنے والو۔ لاکلون ضرور کھاؤ گے۔ مرنے کے بعد اٹھ کر اور میدان حشر میں جمع اور جہنم میں داخلہ کے لئے۔ بعدمن شجر زقوم تھوہڑ کے پیڑ میں سے۔ پہلا من ابتداء غایۃ کے لئے دوسرا شجر کے بیان و تفسیر کے لئے یعنی تھوہڑ کے پیڑ سے کھانے کی تم ابتداء کرو گے اور پیر کو یہ المنظر اور کریہ ذائقہ اور ہاتھ لگانے میں گرم اور سونگھنے میں بدبودار۔ یہ وہی درخت ہے جسے قرآن میں ملعون کہا گیا ہے۔

اعجوبہ اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ کی ٹہنیاں اہل جنت کے لئے نعمت اور اس کی جڑیں اہل نار کے لئے زقوم (تھوہڑ) ہیں یہ (سدرۃ المنتہیٰ) لطف و قہر جمال و جلال کا مظہر ہے۔ فمالؤن تو بھرنے والے ہو۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں ملاء الاناء فھو مملو۔ برتن پر ہو گیا وہ پر ہے۔ ازباب قطع (ملئ بالکسر اس کی مقدار جو برتن میں سما سکے جب وہ پر ہو جائے تو کہا جاتا ہے ملئ۔ منھا اس پیڑ سے۔ ضمیر تانیث باعتبار معنی کے ہے۔ البطون پیٹ کو۔ بھوک کی شدت سے یا جبراً ٹھونسنے سے۔

فائدہ اس میں ان کی زیادتی اور سخت انتہائی عذاب کا بیان ہے یعنی تمہارا یہ عذاب ایسے نہیں کہ تم صرف تھوہڑ

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے انتہاء کا عمل بھی بتایا اور اس کے آغاز کا بھی تو پھر کس منہ سے کہا جاتا

کو جکھ لو یا کسی وقت کچھ کھا لیا جیسے کوئی قسم کو پورا کرنے کے لئے کرتا ہے بلکہ تمہارا پیٹ اسی سے بھر جائے گا یعنی تمہارا ہر ایک اس سے ہی پیٹ بھرے گا یا آنتوں کا اندرونی حصہ پر کیا جائے گا پہلا معنی زیادہ ظاہر اور دوسرا عذاب کرنے کے معنی کو زیادہ موزوں ہے فشاربون علیہ (تو اس پر پیو گے) یعنی تھوہڑ کے پیڑ کے کھانے کے بعد فوراً پیو گے بوجہ غلبہ عطش (پیاس کے) علیہ میں ضمیر مذکر شجرز قوم کے لفظ کے اعتبار سے ہے۔

من الحمیم انتہائی گرم پانی سے۔ فشاربون شرب الهیم تو وہ پئیں گے پیاسے اونٹ کی طرح۔ ماقبل کے لئے بمنزلہ تفسیر کے ہے یعنی اس کا پینا دینوی علوت کے طور نہ ہو گا بلکہ پیاسے اونٹ کی طرح ہو گا۔

حل لغات الہیم وہ لونٹ جسے ہیام 'ہودا' ہو وہ استسقاء کی طرح ایک بیماری ہے کہ لونٹ جتنا پانی پیے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ مر جائے یا سخت بیماری میں مبتلا ہونے والا لونٹ اس کی جمع اہیم و ہیماء ہے اس کا ہیم جیسے احمر و حمر ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا گیا ہے تاکہ یار بحال رہے (یہ اس وقت بحال رہ سکتی ہے جب اس کا ماقبل مضموم کے بجائے مکسور ہو۔ لب معنی یہ ہوا کہ ان پر پیاس کا غلبہ ہو گا۔ لور ان کی آنتوں میں آگ کے شعلے ہوں گے جو انہیں تھوہڑ کے کھانے سے اٹھے تھے۔ کیونکہ وہ بھی کول تار کی طرح (سیاہ لور گاڑھا) ہے اس لئے مجبوراً گرم پانی پینے پر مجبور ہو جائیں گے جو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا اسی لئے وہ پیاسے لونٹ کی طرح پئیں گے۔

فائدہ اس میں ان کے عذاب کی زیادتی کا بیان ہے یعنی اے گمراہو تمہارا پینا علوت کے طور نہ ہو گا بلکہ اس کی طرح جو بدبودار گرم پانی پینے والوں کی علوت ہوتی ہے (چائے پینے کی کیفیت کو سمجھ لو) کیونکہ وہ پینے سے رک جائیں گے جب انہیں آنتوں کا درد ستائے گا (معاذ اللہ) بخلاف تمہارے اس دینوی پینے کے بہر حال تم دائمی طور پیاسے لونٹ کی طرح گرم پانی پیتے رہو گے اس کی طرح سیر ہو گے پیتے ہی رہو گے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں نفس و ہوا (خواہش) کے افراط کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جہل و ضلال کے گرم پانی پینے میں حریص ہیں لور خواہشات بھری اشیاء کے تھوہڑ کے کھانے کے خوگر ہیں جو انہیں وہاں تک پہنچائے گا اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے انتہائی حرص کی وجہ سے پیاس و بھوک میں بڑھتے ہی رہیں گے اسی لئے ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی پر کرتی ہے۔ (یعنی قبر)

marfat.com

ترجمہ حرص والے برتن میں ذکر کب سما سکتا ہے تختی میں نفس پاؤں پھیلاتا ہے۔

تفسیر عالمانہ هذا وہ جو زقوم اور گرم پانی جو انہیں دوزخ میں جاتے ہی ملیں گے۔ نزلهم ان کی مہمانی یعنی روزی ہے جو ان کے لئے پہلے سے تیار ہو گا یعنی یہ بمنزلہ مہمانی کے ہوں گے جو مہمان کے لئے ماحضر تیار کیا جاتا ہے اس کی عزت کے لئے یوم الدين جزا کے دن۔

سبق یہ تو جاتے ہی ان کی خاطرداری ہو گی پھر آگے سوچ لو کہ جتنا عرصہ دوزخ میں ہمیشہ ٹھہرے رہیں گے ان کے ساتھ کیا کیا ہو گا کیونکہ دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ ہے اس میں تہکم ہے جیسا کہ مخفی نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دوسرے مقام پہ فرمایا فبشرهم بعذاب اليم انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ کیونکہ جہنم میں جو کچھ ان کے لئے تیار ہے وہ کوئی ان کے عزت نہیں بلکہ ذلت و خواری ہے۔ اور یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بطریق تذلیل کے۔ کلام ملقین کے مضمون کی تقریر کے لئے ہے یہ قول کے مقول میں داخل نہیں۔ خلقناكم فلولا تصدقون ہم نے تمہیں پیدا تو کیا تصدیق نہیں کرتے ہو اے کافرو ساتھ ہی تخلیق کی کیونکہ جس کا عمل قول کے خلاف ہو سمجھو کہ وہ تصدیق نہیں بلکہ تکذیب ہے یا یہ عمل ان کی مرنے کے بعد اٹھنے کے حکم کی تصدیق نہیں کرتا۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ وہ جیسے ابتدائی تخلیق پر قادر ہے تو لوٹانے پر بھی قادر ہے۔

قاعدہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اس سے اس کی ذات صفات و اسماء مراد نہیں جیسے فرمایا ان نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون بیشک ہم نے ذکر نازل کیا اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ اور جب صیغہ واحد استعمال فرمائے تو اس وقت اس کی ذات مطلقہ مراد ہو گی جیسے فرمایا انی انا الله رب العالمين (بیشک میں ہی رب العالمین ہوں) یہ اس وقت ہے جب قائل خود اللہ تعالیٰ ہو۔ اگر قائل بندہ ہو مثلا کہے انت یارب (تو ہے اے میرے پروردگار) اس وقت جمع کا صیغہ نہ لائے یعنی انتم[1] نہ کہے۔

---

[1] یہی اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں لیکن دیوبندی ان کی ضد سے اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کے صیغے بولتے ہیں۔ اسی کو وہ ادب کا نام دیتے ہیں جو در حقیقت توحید کے منافی عمل کرتے ہیں۔ اویسی غفرلہ)

اس میں شرک کا ابہام ہے جو توحید کے منافی ہے اس لئے کہا جاتا ہے اشهدان لا اله الا الله (الا انت نہیں کہا

marfat.com

جاتا) تاکہ اس کی ذات کی خصوصیت سے شہادت ہو اور بندے کی توحید کا اقرار و تصدیق کا اظہار مکمل طور ہو۔

افرائیتم ماتمنون تو کیا دیکھتے ہو وہ جو منی گراتے ہو۔ یعنی عورتوں کی ارحام میں نطفے گراتے ہو جن سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

حل لغات افرائیتم بمعنی اخبرونی (مجھے خبر دو) ما تمنون اس کا مفعول اول جملہ استفہامیہ اس کا مفعول ثانی ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں امنی الرجل (مرد نے منی گرائی) اور گراتا ہے نہ اس کا غیر۔ ومنیت الشئی ای قفیتہ میں نے اسے پورا کیا۔ منی کو اسی لئے منی کہا جاتا ہے کہ اس سے مخلوق کی قضا و قدر ہے۔

أنتم تخلقونہ کیا تمہیں اسے پیدا کرتے ہو مقدر اور تصویر باندھتے ہو بشر کامل بنا کر عورتوں کے بطون میں نر یا مادہ ام نحن الخالقون یا ہم اسے پیدا کرنے والے ہیں اس میں کسی کو داخل نہیں۔

فائدہ بعض نے کہا کہ ام منقطعہ ہے اس لئے کہ اس کا مابعد جملہ ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ بلکہ ہم ہی پیدا کرتے ہیں استفہام تقریر کے لئے ہے۔ بعض نے کہا ام متصلہ ہے اور نحن کا الخالقون کے بعد لانا محض تاکید کے لئے ہے۔ یہ خبریہ بالکل نہیں۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ اعمال و افعال اور ان کے مولو کا وقوع تمہارے قلوب کی ارحام اور تمہارے نفوس میں صرف اور صرف میری تخلیق و ارادہ پر ہے نہ کہ تمہارے پیدا کرنے اور ارادہ پر۔ اس میں خواطر کے مولو (جو افعال و اعمال و اقوال کے مقتضی ہیں) کو اپنی ذات و قدرت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا یہ قدرت بندوں سے مسلوب ہے یعنی بندوں کو اس پر کسی قسم کی قدرت نہیں۔

نحن قدرنا بینکم الموت اور ہم نے تمہارے درمیان موت مقدر فرمائی ہے) یعنی ہم نے موت تم پر تقسیم فرمائی اور ہر ایک کی موت کا معین وقت مقرر فرمایا جیسا کہ ہماری مشیت کا تقاضا ہے جو بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے۔ بعض چھوٹی عمر میں بعض بڑے ہو کر مرتے ہیں۔

حکایت فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ) کہتا ہے کہ مجھے ایک سحر کے وقت خواب میں کہا گیا صبر کرو ہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا چند روز کے بعد میری ایک چھوٹی بچی (امۃ اللہ نامی) بیمار پڑ گئی یہاں تک کہ فوت ہو

marfat.ocm

گئی اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے فرط ذخیرہ شافعہ مشفعہ بنائے۔

فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کے ذبح میں اور یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے فراق میں مبتلا ہوئے یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے وہی اس کو ہی پسند فرماتا ہے۔

ومانحن بمسبوقین اور ہم سبقت کئے ہوئے ہیں۔ یعنی ہم قادر ہیں۔ علی ان نبدل اوپر اس کے کہ ہم تبدیل کر دیں امثا لکم تمہارے جیسے اور ہم پر کوئی غالب نہیں ہم تمہیں لے جائیں اور تمہارے جیسے اور لے آئیں یہ تخلیق ہماری ہے۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں سبقتہ علی کذا ای غلبتہ علیہ میں فلاں پر غالب ہوا اور غالب فلاں فلانا علی الشئی۔ اس نے وہ شے اس سے غلبہ پا کر لے لی۔

وننشئکم فیما لا تعلمون اور ہم تمہاری تخلیق و اطوار میں پیدا کریں گے جسے تم نہیں جانتے اور نہ اس جیسی چیزیں کا علم رکھتے ہو۔

فائدہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں ہم بندر خنزیر بنا دیں جیسے پہلے لوگ ہوئے اگر تم ہمارے رسل کرام پر ایمان نہ لائے یعنی ہم عاجز نہیں تمہارے جیسے اور پیدا کرنے سے اور تمہاری صورتوں کے مسخ کرنے سے بھی ہم عاجز نہیں وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ یہ احتمال بھی ہے کہ آیت میں وعید کا اشارہ ہے اب مراد یہ ہو گی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تخلیق الاشیاء کو نہیں جانتے یا ان کی صفات سے آگاہ نہیں کہ ان کی کیفیات مثلاً الوان' اشکال وغیرہا کو جان سکیں۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفات بشریہ کو صفات ملکیہ تبدیل کرنے سے عاجز نہیں اور اس سے بھی عاجز نہیں کہ وہ سالکین کو اپنی صفات کا مظہر بنا دے جب کہ وہ اس سے پہلے اس صفات پر نہ تھے کیونکہ ایک ہی نفس پر تقاضائے حکمت بالغہ صفات مختلفہ متبائنہ کا توارد فرمایا اس کے لئے محال نہیں کیا نہیں دیکھتے ہو کہ ایک جوہر کبھی چاندی ہوتا ہے تو اس میں اکسیر ڈالنے سے سونا بن جاتا ہے۔

تفسیر عالمانہ ولقد علمتم النشاۃ الاولی (اور بیشک تم کو معلوم ہے نشاۃ اولی یعنی پہلی تخلیق کہ

marfat.ocm

تمہیں نطفہ سے پھر علقہ سے پھر مضغہ سے پیدا کیا گیا۔ بعض نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی فطرت یعنی مٹی کی تخلیق کی طرف اشارہ ہے۔

فلولا تذکرون (تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے) کہ وہ ذات جو پہلی تخلیق پر قادر ہے تو وہ دوسری تخلیق (اعادہ) پر بھی یقیناً قادر ہے۔ کیونکہ یہ دوسری بہ نسبت پہلی کی صنعت میں کم ہے کیونکہ یہاں مواد اور اجزاء اور امثال موجود ہیں۔

آنکہ مارا از خلوت نابود — می کشد تا بجلوہ گاہ وجود
بار دیگر کہ از سموم ہلاک — روئے پوشیم زیر پردۂ خاک
ہم تواند بامر کن فیکون — آرد از گوشہ لحد بیرون

ترجمہ وہ جو ہمیں خلوت نابود سے جلوہ گاہ وجود کی طرف کھینچتا ہے۔
پھر ہمیں ہلاکت کی ہوا سے ہمارا چہرہ چھپائے گا مٹی کے پردہ کے نیچے۔
پھر کن کے حکم سے گوشہ لحد سے ہمیں باہر لائے گا۔

فائدہ حدیث شریف میں ہے کہ اس تکذیب پر تعجب ہے جو نشاۃ اولی کو مانتا ہے لیکن پھر نشاۃ ثانیہ کا انکاری ہے اور اس پر تعجب ہے جو نشاۃ آخرت کی تصدیق تو کرتا ہے لیکن اس کی جدوجہد دار الغرور کے لئے ہے۔

فائدہ آیت میں قیاس[1] کی دلیل ہے کہ جو اولی نشاۃ کا قائل ہے تو اسے چاہیئے نشاۃ ثانیہ کو مانے لیکن افسوس ہے کہ وہ ایک کا قائل ہے اور ایک سے جاہل تو اسے لازم ہے کہ جس کا عالم ہے اپنے جہل کو اس سے دور کرے (یہی قیاس ہے) اور ترک قیاس جہل سے ہے اور اگر وہ اسے علم میں لائے تو اسے سمجھ آجائے گا کیونکہ جو چیز علم سے سمجھی جائے وہی صحیح ہوتی ہے مثنوی شریف میں ہے۔

مجتہد ہر گہ باشد نص شناس — اندر آں صورت نیند یشد قیاس
چوں نیابد نص اندر صورتے — از قیاس آنجانماید عبرتے

---

[1] قیاس کے منکرین غیر مقلد وہابی و مرزائی، چکڑالوی اسے اچھی طرح سمجھ لیں لیکن وہ ہمارے قیاس کے منکر ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا گاڑی چلتی بھی ہے تو قیاس پر۔ (اویسی)

marfat.com

ایں قیاسات و تحری روز ابر　　تابشت مرقبلہ راکروست جر

لیک تاخورشید و کعبہ پیش رو　　ایں قیاس وایں تجری بجو

ترجمہ　۱۔ مجتہد جو جس وقت نص شناس ہو تو پھر قیاس سے کیسے مسائل نکالے گا۔

۲۔ ہاں نص کسی صورت میں نہ ملے تو پھر قیاس کام کر ڈالتا ہے۔

۳۔ روز ابر میں ہی قیاسات اور سوچ ہے ایسی جگہ پر قیاس اور سوچ تلاش کر۔

۴۔ جب سورج اور کعبہ سامنے ہو تو پھر یہ قیاس اور سوچ کا کیا کام۔

فائدہ　اس سے ابلیس کے قیاس کا بطلان بھی ثابت ہوا کیونکہ اس کا قیاس امر کے خلاف تھا۔ مثنوی شریف میں ہے۔

اول آنکس کیں قیاس ہانمود　　پیش انوار خدا ابلیس بود

گفت نار از خاک بے شک بہتر است　　من زنار وز خاک اکدر است

پس قیاس فرع بر اصلش کنیم　　روز ظلمت ماز نور رو شیم

گفت حق نے بلکہ لاانساب شد یہ　　زہد و تقوی فضل رامحراب شد

ترجمہ　۱۔ پہلا جو جس نے قیاس کیا اللہ تعالیٰ کے انوار کے آگے وہ ابلیس تھا۔

۲۔ کہا آگ مٹی سے بہتر ہے میں آگ سے وہ مٹی سے ہے۔

۳۔ ہم اصل پر فرع کا قیاس کرتے ہیں ظلمت کے روز ہم نور سے روشن ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہاں انساب کام نہ آئیں گے فضلت کی محراب زہد و تقوی ہے۔

تفسیر صوفیانہ　اس میں اشارہ ہے کہ ہم نے ہی نشاۃ اولی یعنی بشریہ طبیعہ دنیویہ مقدر فرمائی باوجودیکہ مواد صفائیہ کا وجود نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجز کا قائل ہے وہ کافر ہے کیا انہیں دیکھتے نہیں کہ ابتداء میں وہ محروم تھے لیکن انتہاء انہیں دولت معرفت نصیب ہوئی جیسے ابراہیم بن ادہم و فضیل بن عیاض اور مالک بن دینار وغیرہ ہم قدس سرہ اسرار ہم اللہ تعالیٰ نے ان کی دوسری نشاۃ پیدا فرمائی اگرچہ ایک عرصہ کے بعد سہی۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ افرائیتم (مجھے خبردو) ما تحرثون وہ جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو یعنی زمین میں بیج ڈالتے ہیں اور اس میں پانی وغیرہ پہنچاتے ہیں۔

حل لغات الحرث معنی زمین میں بیج ڈالنا اور اسے کھیتی کے لئے تیار کرنا۔

أ أنتم تزرعونہ (کیا کھیتی انگوری اُگاتے ہو اور اسے بڑا کرتے ہو اور بڑھاتے ہو یہاں تک کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ جاتی ہے۔

ام نحن الزارعون (یا ہم ہی اُگانے والے ہیں) یعنی تم نہیں اگا سکتے نہ انگوری نہ کھیتی۔

فائدہ کیونکہ یہ امور الٰہیہ سے ہیں بشریت کو ان کی طاقت کہاں اسی لئے حرث ان کی طرف منسوب فرمایا لیکن زرع کی نسبت صرف اپنی طرف فرمائی۔

حدیث شریف میں ہے تمہارا کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے کھیتی کی کیونکہ حقیقی اُگانے والا اللہ تعالیٰ ہے خلاصہ یہ کہ کھیتی کا کام بندے کا ہے کہ وہ صرف یہ کام کھیتی باڑی کو عمل میں لائیں لیکن اس کی تخلیق خالص اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے کیونکہ خوشہ اور دانہ کا اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس میں بندے کو نہ کوئی دخل نہ اختیار بندے کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے تو صرف اس لئے کہ یہ کام وہ کرتا ہے اور زرع و انبات کا ایک سبب ہے۔

سوال الاسئلۃ المقحمہ میں ہے کہا الحرث والزرع ایک شے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا ولا تسقی الحرث اور وہ گائے کھیتی نہیں پلاتی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حرث کی نسبت گائے کی طرف (من وجہ) کردی۔ اور اس مقام پہ صرف اپنی ذات کی طرف منسوب فرمائی یہ کیوں؟

جواب حرث کی اضافت بندوں کی طرف اکتساب کی وجہ سے ہے اس کی طرف بوجہ تخلیق و اختراع ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس مجاز و حقیقت کو ایک آیت میں بیان فرمادیا کہ وما رمیت اذ رمیت۔

کھیتی میں برکت کا وظیفہ حضرت الحلیمی نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ زمین میں بیج ڈالتے وقت اعوذ باللہ کے بعد پڑھے افرائیتم تا بل نحن محرومون اس کے بعد کہے اللہ الزرع والمنبت

marfat.ocm

والمبلغ اللہم صل علی محمدو علی آل محمد وارزقنا ثمرہ و جنبنا ضررہ واجعلنا لانعمک من الشاکرین (اللہ زراع ہے اور منبت ہے اور مبلغ ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد اور آپ کی آل پر درود بھیج ہمیں اس کا ثمرہ اور اس کے ضرر سے دور رکھ اپنی نعمتوں کا شکر گزار بنا۔

فائدہ یہ دعا اس کی کھیتی کے لئے امان ہو گی جمیع آفات کیڑوں مکوڑوں سے ٹڈی سے وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ آیت میں احسان جتلایا ہے تاکہ بندے شکر کریں اس کی کھیتی کی نعمت پر اور استدلال ہے کہ جو ذات انبات (کھیتی اگانے) پر قادر ہے وہ اعادہ (انسان کے مرنے کے بعد اٹھانے) پر بھی قادر ہے جیسے دانہ زمین سے اگاتا ہے ایسے ہی نطفے سے ماں کے رحم میں بچہ بناتا ہے ایسے ہی عجب الذنب سے قبر میں سے انسان کو اٹھاتا ہے یہ سب بیج ہیں اس لئے کہ عجب الذنب اور بیج ایک ہی شے ہیں کیونکہ عجب الذنب رائی کے دانہ کے برابر ہے جسے ہم پہلے تحقیق کرتے ہیں۔

لونشاء اگر ہم چاہیں۔ لو ماضی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو اسی لئے اسے محروم نہیں کرتا یہ شرطیہ غیر جازمہ ہے یعنی اگر ہم ارادہ کریں۔ لجعلناہ البتہ بنادیں ہم کھیتی یا کھیت کو حطاما بھوسہ۔

حل لغات حطم کسر الشی۔ کسی شے کا توڑ پھوڑ کرنا۔ توڑ پھوڑ کئے ہوئے کی طرح پھر ہر وہ شے جسے چورا چورا کیا جائے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ کھیتی سوکھی اور چورا چورا ہو جائے اس کے بعد کہ ہم نے اسے اگایا اس سے تم امید رکھتے تھے کہ اس کا غلہ وغیرہ حاصل کریں گے۔

فظلتم تو ہو گئے ہو یعنی تم اسی سبب سے ہو گئے۔ تفکھون باتیں بناتے تعجب کر رہے اس کی بدحالی سے بعد اس کے کہ تم نے اسے اچھے حال میں دیکھا تھا۔ یا تم نادم ہو جاؤ اپنے کئے پر باوجودیکہ اسے بڑی جدوجہد کی اور اس پر خرچ کیا یا نادم ہوئے اس پر جو مصیبت میں مبتلا ہوئے معاصی کی وجہ سے تو باتیں بناتے رہتے۔

حل لغات التفکہ بمعنی قسم و قسم کے میوہ جات میں منتقل ہونا کبھی باتوں میں منتقل ہونا اور اسے تفکنون (نون کے ساتھ) پڑھا گیا ہے۔ التفکن بمعنی التعجب والتفکہ واستدلو۔ اسی سے حدیث شریف مثل المعالم کمثل الحمتہ یاتیہا البعداء وتیر کہا القرباء فبینا یم لاذغار ماباقا تنفع بہا قوم یتفکنون

marfat.com

ای یتندمون (علم دین کی اس چشمہ کی سی ہے جس کے ہاں بعید کے لوگ آتے ہیں لیکن قریب کے لوگ اسے چھوڑے رکھتے ہیں یہاں تک اس کا اپنی گمراہی میں چلا گیا اسی سے ایک قوم نے نفع اٹھالیا۔ لیکن دوسری قوم ندامت کے ہاتھ ملتی رہی۔

المحمتہ یعنی وہ گرم چشمہ (الحمیم سے ہے یعنی گرم پانی) جس سے علیل و مریض لوگ شفاء کے لئے پانی حاصل کریں لن المغرمون ہم پر چٹی پڑی۔ تفکھون کے فاعل سے حال ہے یعنی در انحالیکہ کہیں گے کہ بیشک چٹی والے ہیں چٹی کہ جو کہ ہم نے اس پر خرچ کیا۔

حل لغات المغرمتہ یعنی انسان کو اس شے کا لازم ہونا جو اس کے ذمہ میں نہیں لیکن اب اس پر بلاوجہ لازم ہو جائے۔ یا ہم ہلاک ہونے والے ہیں اس کے تباہ ہو جانے کی وجہ سے جو ہم نے خرچ کیا یا بوجہ اپنے اپنے معاصی کی شامت سے (ہلاک ہونے والے ہیں الغرام سے یعنی الھلاک۔

بل نحن محرومون (بلکہ ہم بے نصیب ہیں اپنے رزق سے ہم نے نصیب یا محدود نہ کہ خوش حال محدود حد سے ہے یعنی محروم یعنی المنع یعنی ہمارا نصیبہ نہیں۔ ہمیں خوش حالی نصیب نہ ہوئی۔ اور نہ بخت اگر ہم خوش حال ہوتے تو ہماری کھیتی تباہ و برباد نہ ہوتی۔

حدیث شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کی زمین سے گزرے فرمایا اس میں بیج کیوں نہیں ڈالتے عرض کی یہ زمین قحط زدہ ہے فرمایا اس میں بیج ڈالو اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا الزارع میں ہی کھیت کو اگانے والا ہوں اگر چاہوں تو پانی سے اگادوں اگر چاہوں تو ہوا سے اگادوں۔ چاہوں تو بیج سے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ افرائیتم ما تحرثون

شرح الحدیث حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا اور روکتا ہے اسباب سے یا بلا اسباب۔

عقیدہ توحید یہ ہے کہ تاثیر صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کسی غیر کو اس میں دخل نہیں جیسے ستارے وغیرہ۔

مسئلہ نفس کی برائی کے ارادہ پر رزق روک دیا جاتا ہے۔

لہ (الغوث ۲)

marfat.ocm

حدیث شریف ۱ میں ہے کہ کوئی سال دوسرے سال زیادہ بارش نہیں دیتا صرف فرق یہ ہے کہ کوئی قوم گناہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے بارش روک کر دوسروں کو عطا فرمادیتا ہے جب سارے کے سارے ہی گناہ کرنے لگ جائیں تو وہ بارش جنگلوں اور دریاؤں کی طرف پھیر دیتا ہے۔

حدیث شریف ۲ میں ہے کہ وضو (طہارت) پر مداومت کر تجھ پر رزق کی وسعت ہوگی۔

فائدہ جب طہارت کی مداومت پر رزق کی وسعت ہے تو اس کے خلاف (بے وضو رہنا یعنی پاک نہ رہنا) تنگی رزق کا سبب ہے۔

فائدہ رزق دو قسم ہے۔ ظاہر 'باطن۔ ایسے ہی طہارت نجاست بھی دو قسم ہے۔

سبق طالب رزق پر مطلقاً لازم ہے کہ طہارت مطلقہ پر ہمیشہ مداومت رکھے۔

سوال ہم نے دیکھا اور پڑھا ہے کہ اکثر سلف صالحین طہارت مطلقہ پر مداومت کے باوجود مفلس تھے۔

جواب وہ رزق معنوی میں اکثر خلف سے بڑھ کر تھے رزق سے مقصود اصلی رزق معنوی ہے اور ظاہری رزق میں محتاج تھے لیکن یہ ان کے حقیقی کمال کی وجہ سے تھا جیسے حضور نبی اکرم ﷺ دعا میں عرض کیا کرتے تھے۔ اللھم اغننی بالافتقاد الیک (اے اللہ مجھے اپنی طرف محتاجی میں غنی فرمایا)

فائدہ ان حضرات کو ظاہری غناء (مال و دولت) سے روکا گیا تاکہ ظاہر و باطن کے کسی ایک سے دوسرے کی تکمیل ہو۔ اس معنی پر وہ دنیوی اغنیاء سے بڑھ کر غنی تھے اگرچہ بظاہر وہ فقیر تھے لیکن در حقیقت امیر تھے۔ ان کے سوا دوسرے لوگ فقیروں سے بڑھ کر فقیر تھے اگرچہ بظاہر وہ غنی ہوتے ہیں۔

(خوب فرمایا شیخ سعدی قدس سرہ نے۔

آنانکہ غنی تراند محتاج ترند

(ترجمہ = وہ جو زیادہ دولت مند ہیں وہی بہت زیادہ محتاج ہیں۔ اویسی غفرلہ)

تفسیر صوفیانہ مرزوق وہ ہے جسے غذائے روحانی یعنی واردات و علوم و فیوض نصیب ہیں اور محروم ہے وہ جو ان

marfat.ocm

سے محروم ہولے (اسے اچھی طرح جان لے)

مثنوی شریف میں ہے۔

۱۔ قسم بان کردن نہ حکمت اسے رہے — زانکہ حق گفت کلوا من رزقہ

۲۔ رزق حق حکمت بود در مرتبت — کان گلوگیرت نباشد عاقبت

۳۔ ان دہاں بستی دہانے باز شد — کہ خورندہ لقمہا راز شد

۴۔ گر ز شیر دیو تن را وابری — در فطام او بسے نعمت خوری

ترجمہ ۱ اے سردار روٹی کو بکھنا حکمت نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے رزق سے کھاؤ۔

۲۔ مرتبہ میں رزق حق حکمت ہے جو تیرا گلوگیر ہو گا اس کی عاقبت اچھی نہیں۔

۳۔ ایک منہ بند کرے گا تو دوسرا کھلے گا کہ کھانے والے کا راز ظاہر ہو۔

۴۔ اگر شیر دیو کا تن پالے گے تو دودھ چھڑانے کے بعد بسیار نعمت پائے گا۔

تفسیر عالمانہ افرائیتم (بھلا بتاؤ) الماء الذی تشربون (وہ پانی جو تم پیتے ہو) یعنی میٹھا شیریں پانی۔

نکتہ۔ پانی کی یہ صفت اس لئے بیان فرمائی کہ اس سے انسان کے بڑا اہم مقاصد سے اس کا پینا ہے ورنہ اس کے علاوہ پانی میں بہت بڑے فوائد و منافع ہیں۔

ءانتم انزلتموہ من المزن (تم نے اسے بادل سے نہیں اتارا)

حل لغات المزن کا واحد المزنۃ ہے بعض نے کہا اس کا معنی ہے سفید بادل اس کا پانی نہایت ہی مزیدار ہوتا ہے۔

ام نحن المنزلون (یا ہم ہیں اتارنے والے) اپنی قدرت سے۔

حل لغات الرویہ اگر معنی علم ہو تو اس کا تعلق استفہام سے ہے۔ اگر بمعنی الابصار یا المعرفۃ ہے تو جملہ استفہامیہ مستانفہ ہے۔ رضی (نحوی) نے اسے اختیار کیا ہے۔

لو نشاء جعلناہ اجاجا (اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں) یعنی اسے کر دیں کڑوا۔ بے مزہ جس کا پینا

marfat.com

ممکن نہ ہو پہلے لو شرطیہ کے جواب میں لام محذوف کردی گئی تاکہ مشروب و مطعوم کی اہمیت اور اس کے فقدان الحصول کا فرق معلوم ہو یعنی یہاں پر امر المطعوم مع الاثبات امر مشروب پر مقدم ہے اور مطعوم کے فقدان کی وعید سخت اور شدید تر ہے بہ نسبت امر مطعوم کے اور ظاہر ہے کہ اکثر مشروب کی ضرورت مطعوم کی ضرورت کے تابع ہے۔

فلولا تشکرون (پھر کیوں نہیں شکر کرتے) مطعوم و مشروب کی نعمتوں کا جو مذکور ہوئی ہیں کہ منعم کی توحید کا اقرار کرو اور اس کے احکام پر عمل کرو (اس کی اطاعت کرو) یا پھر کیوں نہیں شکر کرتے کہ ہم نے اسے مزیدار پینے کا پانی بنایا۔

آسمانی دریا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ عرش کے نیچے ایک دریا ہے اسی سے ہی حیوانات (انسان سمیت کے رزق اترتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف وحی بھیجتا ہے کہ وہ برسائے (وہ جو چاہتا ہے) ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف یہاں تک کہ وہ پہلے آسمان دنیا تک پہنچتا ہے اسے حکم ہوتا ہے کہ اسے چھلنی سے چھان وہ اسے چھانتا ہے پھر ہر ایک قطرہ کو فرشتہ زمین پر لاتا ہے اور وہاں رکھتا ہے جہاں اسے حکم ہوتا ہے اور اس قطرہ کا کیل معلوم و وزن معلوم (اللہ تعالیٰ کو) ہے سوائے طوفان کے دن (قوم نوح علیہ السلام کے عذاب کے دن) کے کہ اس دن بغیر کیل و وزن کے قطرات اترے۔

فائدہ بعض حکماء نے کہا کہ بارش کو اللہ تعالیٰ کی قوس دریا سے اٹھا کر بادل میں گراتی ہے پھر بادل زمین پر برساتا ہے۔ بعض نے کہا کہ قدرت کو اس میں زیادہ دخل ہے یعنی قدرت کا نظارہ دیکھئے کہ جب دریا کا کڑوا پانی نیچے سے اوپر کو چڑھتا ہے تو کھاری بن جاتا ہے لیکن جب آسمان سے زمین پر اترتا ہے تو میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے۔

اعجوبہ عرب کے بعض شہروں میں نہ کنویں ہیں نہ چشمے نہ نہریں جاری وہاں کے باشی بارش کے پانی پر بسر اوقات کرتے ہیں اور اسے تالاب بنا کر محفوظ کر لیتے ہیں جیسے قدس شریف اور ینبوع اور جدہ شریف وغیرہ ان شہروں میں میٹھے پانی کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے بندوں پر اللہ تعالیٰ نے پانی کا احسان جتلایا ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں معرفت و علم الٰہی کے پانی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ کسب اور جد و جہد سے حاصل

marfat.ocm

نہیں ہوتا بلکہ وہ محض عطائے الہٰی و عنایت ربانی سے نصیب ہوتا ہے اگر چاہے تو وہ مشرب کشف و شہود سے میٹھے اور جاری پانی کو مشرب حجاب و احتجاب و جہالت و ضلالت سے کڑوا اور بے مزہ بنادے۔

سبق معارف و حقائق و حکم (حکمتوں) کی نعمتوں پر شکر ضروری ہے۔

تصوف کی فضیلت ایک آدمی (مثلاً) کنواں کھودتا ہے مشقت کے باوجود پانی تک بھی پہنچنا نصیب ہوا یا نہ اگر پانی تک پہنچا تو نامعلوم وہ پانی کڑوا ہو تو بھی محنت بیکار اگر میٹھا پانی نکلے تو کام آئے گا لیکن غور فرمائیے کہ اسے یہ میٹھا پانی کتنا محنت و مشقت کے بعد نصیب ہوا لیکن بارش کا پانی مفت ملتا ہے اور بغیر محنت و مشقت کے یہی حال علمائے ظواہر و علمائے حقیقت کا ہے اس لئے انبیاء عظام و اولیاء کرام کا علم الہام من اللہ ہے اور وحی الہٰی و الہام میں خطا کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ صوفیہ کرام کے علم تمام تر مبنی پر صواب ہے کیونکہ ان کا علم تذکری ہے انہیں ترتیب مقدمات کی ضرورت ہی نہیں بخلاف رسمی علماء (ظاہری علم کے عاشق باطن علم سے لاتعلق) کے کہ ان کا علم فکری ہے وہ فکر کا محتاج ہے۔[1]

سبق طالب الفیض پر لازم ہے کہ وہ واردات سے پہلے اس کے محل کو تیار کرے کیا دیکھتے نہیں ہو کسان بیج ڈالنے سے پہلے زمین کو کیسے تیار کرتا ہے اور تیار کر کے چھوڑتا ہے کہ نامعلوم کب بارش ہو جب ہو گی تو اس کے کھیت کو فائدہ پہنچے گا۔

تفسیر صوفیانہ ۲ روح بارش (رحمت) سے اترتا ہے اور اس کا ابر اس نشاۃ کے لئے تعین جو اس کے مناسب ہے جب رحم میں نطفہ کی تخلیق کی تکمیل ہو جاتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ روح پھونکتا ہے ظہور و تعین روح یہی ہے اسے نفخ روح کہا جاتا ہے ہاں عقل اس کے ادراک سے عاجز ہے۔

---

[1] افسوس کہ ہمارے دور میں نجدی ابن تیمیہ کی اتباع میں صوفیہ کرام کی دشمنی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اس کام کے لئے ہر ملک میں بڑے چیلے چھوڑے ہوئے ہیں اور پانی کی طرح ریال (روپیہ) بہلیا جا رہا ہے ان کے چیلے ہمارے پاکستان میں بھی ہیں اور گورنمنٹ پاکستان کے بڑے عہدوں سنبھال کر صوفیہ کرام پر حملے کر رہے ہیں لیکن ہمارا یقین ہے کہ ان کا اپنا ستیاناس ہو گا صوفیہ کرام چراغ خداوندی ہیں اور چراغ مقبولاں ہرگز نمیرد)

marfat.ocm

فائدہ حضور سرور عالم ﷺ بارش کے نزول کے وقت سر مبارک سے کپڑا اتار لیتے اور فرماتے کہ یہ اپنے رب سے ابھی نیا آیا ہے۔

فائدہ روح حیات کا مطلقاً سبب ہے تو لازم ہے کہ محل کو تیار رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تجلیات وارلوہ نصیب ہو سکیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ سر مبارک سے کپڑا اتار لیتے اور نزول بارش کے محل کو تیار فرما لیتے وہ یوں کہ آسمان سے ہی بارش کا نزول ہوتا ہے تو پہلے اس پر اترتے جو انسان کی سب سے بلند تر جگہ ہے یعنی سر پر۔

تفسیر عالمانہ افرائتم النار التی تورون تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔

حل لغات الایراء بمعنی چقماق سے آگ ظاہر کرنا یعنی آگ جلاتے اور چقماق سے ظاہر کرتے ہو۔ اہل عرب کا دستور ہے کہ دو لکڑیوں کو ملا کر آگ نکالتے ہیں اوپر والی لکڑی کو زند اور نیچے والی کو زندہ کہتے ہیں۔ زن و شوہر سے تشبیہ دے کر زند (نر) اور زندہ (مادہ) کی مثل (طروق نر لونٹ) (طروقہ مادہ لونٹ) یعنی جو اس سن تک پہنچ گئی جسے طروق (نر اونٹ) ضرب (مار) سکے کیونکہ الطرق بمعنی ضرب آتا ہے۔ انتم شجر تھا کیا تم نے اس کا پیڑ جس سے چقماق کی لکڑی لی جاتی ہے اسے عفار مرخ کہا جاتا ہے جس کی تفصیل سورۂ یٰسین میں گزری ہے۔

ام نحن المنشؤن یا ہم اسے پیدا کرنے والے ہیں اپنی قدرت سے۔

نحن جعلناھا تذکرہ (ہم نے اسے یادگار) جملہ مستانفہ ہے اس کے منافع بیان کرنے کے لئے ہے یعنی ہم نے چقماق کی آگ کو بنایا یادگار جہنم کی آگ کہ ہم نے اس کے ذریعہ اسباب معاش سمجھائے تاکہ تم اسے دیکھ کر جہنم کی وعید سے نصیحت حاصل کریں یا یادگار یا نصیحت یا جہنم کا نمونہ۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری یہ آگ کہ جس سے بنو آدم جلاتے ہیں جہنم کی گرمی کا سترھواں حصہ ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ یہ امر البعث کا تبصرہ ہے اس لئے کہ ہر شے سے آگ کا نکلنا کوئی نئی بات نہیں۔

پرویزی معتزلہ اور چکڑالوی ٹولہ کا رد عین المعانی میں ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے منکرین پر حجت ہے

marfat.ocm

اس لئے کہ یہاں اس کا ذکر ہے کہ جس کا ظاہر نہیں جلاتا (لیکن اندر سے آگ ہی آگ ہے) اگرچہ نظر نہیں آتی۔

ومتاعا اور فائدہ اور نفع اور ضرورت کی شے کیونکہ ہروقت آگ کو اٹھائے پھرتے ہیں مشقت اور تکلیف ہے۔

للمقوین مسافروں کے لئے وہ جو جنگلوں میں اترتے ہیں۔

حل لغات المقوین اقواء (باب افعال) سے ہے وہ جنگل جو پانی گھاس اور عمارت سے خالی ہو اس سے مسافر لوگ مراد ہیں ان کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہی اس کے زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہیں تاکہ آگ کو دیکھ کر درندے بھاگ جائیں اور اس سے آگ سینک سکیں۔ (سردی دفع کر سکیں) کپڑے خشک کر سکیں، طعام پکا سکیں کیونکہ مقیم لوگ یا وہ جو ان کے قریب آکر اترتے ہیں وہ چقماق وغیرہ کے اتنا محتاج نہیں۔

نکتہ سب سے آخر میں اس نفع کا ذکر اس لئے ہے تاکہ تنبیہہ ہو کہ انسان کے لئے اہم نفع آخرت کا ہے۔

لغت کا تجزیہ اقوی اسے کہتے ہیں جو جنگل ویران میں اترے اور اصحروہ جو جنگل میں داخل ہو جائے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ میں نے میکائیل علیہ السلام کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا عرض کی جب سے آگ پیدا ہوئی ہے۔ اس وقت سے میکائیل علیہ السلام نہیں ہنسے۔

حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جہنم کا ادنیٰ عذاب یہ ہے کہ جہنم کو دو نعل پہنائے جائیں تو اس کے سر میں اس کا دماغ آگ کی گرمی سے کھولے گا (جوش مارے گا)[۱]

فائدہ! اس میں آخرت کی شدت گرمی کا بیان ہے کہ وہ آگ اس دنیاوی آگ جیسی نہ ہو گی

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ نار محبت شعلہ والی جلائی گئی ہے طلب کی چقماق سے اس محب صادق کے دل کی جلن کے لئے جو طریق حق کا سالک ہے اور اس کا درخت عنایت ازلیہ سرمدیہ ہے۔ ہماری اس تاویل پر حضرت ابوالحسین المنصور قدس سرہ کا قول تائید کرتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ محبت کی حقیقت کیا ہے فرمایا عنایت ازلیہ سرمدیہ اگر وہ نہ ہوتی تو مجھے معلوم نہ ہو سکتا ہے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔

نحن جعلناھا تذکرہ ہم نے اسے بنایا نصیحت ارباب نفوس بشریہ کے لئے تاکہ اس کے نور سے سلوک

---

[۱] بخاری شریف میں ہے کہ اس درجہ میں ابو طالب ہو گا)

marfat.com

طریق حق کا راہ پا سکیں۔

ومتاعاً للمقوین اور یہ نداء ہے ان محبین کی ارواح کی جو کئی دن اور کئی راتیں طعام و شراب (پانی) سے بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔

حکایت حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک ایک ماہ بھوکے پیاسے رہتے۔

حکایت حضرت ابو عقیل مغربی قدس سرہ نے دو سال تک کچھ کھایا نہ پیا اور مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔

فائدہ ایسے ہی بے شمار برگزیدہ بندگان خدا سالکین کے واقعات ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا سلوک حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر بلایا گیا تاکہ انہیں مکمل تجرید و ترویج نصیب ہو یہاں تک کہ آپ پر روحانیت غالب ہوئی تو آپ اپنے بدن (بشریت) سے آزاد ہو کر ملائکہ سے جا ملے۔ روحانیت افلاک کے قریب پہنچے اور عالم قدس کی طرف ترقی فرما گئے۔ آپ سولہ سال نہ سوئے اور نہ ہی کچھ کھایا اور نہ ہی نکاح کیا کیونکہ آپ سے شہوات بالکل خارج ہو چکی تھی یہاں تک کہ عقل مجرد ہو گئے اور اعلیٰ الامکنہ کی طرف اٹھائے گئے وہ مکان کہ جس کے گرد عالم الافلاک کی چکی گھومتی ہے یہی فلک الشمس ہے۔

فائدہ یاد رہے کہ نار محبت ہر قسم کی آگ سے سخت تر ہے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا کہ آگ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یارب اگر میں تیری اطاعت نہ کروں تو مجھے کس شے سے عذاب کرو گے کیا مجھ سے کوئی شے دیگر سخت تر ہے فرمایا تجھ پر تجھ سے بھی بڑی آگ مسلط کروں گا عرض کی کیا مجھ سے بھی کوئی اور آگ بڑی ہے فرمایا ہاں ... ہے میری محبت کی آگ اسے میں نے اپنے اولیاء مومنین کے قلوب میں ٹھہرایا ہوا ہے (فتح القریب)

مہر جانان آتش است عشاق را   نی بسوزد ہستی مشتاق را

ترجمہ عشاق کے لئے محبوب کی مہر محبت آتش اشتیاق والے کی ہستی کو جلا دیتی ہے۔

تفسیر عالمانہ فسبح باسم ربک العظیم تو اے محبوب اپنے رب عظیم کی پاکی بیان کرو۔

سوال سبح ربک کیوں نہیں فرمایا باسم ربک الخ کیوں فرمایا؟

marfat.ocm

جواب سبح بمنزلہ فعل لازم کے ہے اس کا تعلق مفعول غیر معتبر ہے اس کا معنی ہے تسبیح کو پیدا کر اپنے رب کے اسم کے ذکر سے مضاف کو محذوف کر کے یہ تسبیح اس کی نعمتوں کے شکرانہ میں ہو گی اگرچہ اس کے منکرین انکار کریں یا بذکرہ تھا مجاز کے طور کیونکہ کسی کے اسم کا کسی پر اطلاق گویا اسی کو یاد کرنا ہے یا باء استعانت یا ملابست کی ہے اور ذکر رب سے قرآن کی تلاوت مراد ہے۔

العظیم اسم یا رب کی صفت ہے حضرت ابن عطاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی تسبیح کر کیونکہ وہ اس سے اعظم ہے کہ اسے تیری تسبیح لاحق ہو یا وہ تمہاری کسی شے کا محتاج ہو لیکن اس سے بندوں کو شرف اور بزرگی نصیب ہو گی کہ انہیں حکم فرمایا کہ وہ اس کی تسبیح کریں یعنی اس کی تنزیہ سے اپنے نفوس پاک کریں۔

تفسیر عالمانہ فلا اقسم ۔ تو مجھے قسم ہے یہ فاقسم تھا۔ لا زائد ہے تاکید و تقویت کلام کے لئے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لئلا یعلم اہل الکتب میں لا زائدہ ہے۔

ازالہ وہم وہ جو بعض نے کہا ہے کہ لا زائدہ نہیں اور مطلب یہ ہے کہ مجھے قسم نہیں کیونکہ جب کلام واضح ہے تو قسم کی کیا ضرورت ہے بالخصوص ایسی قسم عظیم کی ایسی واضح بات میں قسم کا کوئی محل نہیں اس تقریر کو مقسم بہ کی تفخیم شان قبول نہیں کرتی۔

بمواقع النجوم (ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے) ان کے گرنے کی جگہیں یعنی ان کے مقامات ان کی تخصیص اس لئے ہے کہ ان کے غروب کے بعد ان کے اثرات مٹ جاتے ہیں۔ وہی موثر کے وجود کی دلیل ہے کہ وہ دائم ہے اور اس میں تغیر و تبدل نہیں یا یہ تہجد گزار اور اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی کرنے والوں کا وقت ہے اور یہی وقت ہے جس میں ان پر نزول و رحمت و رضوان ہو گا یا قسم ہے ان کی منازل و مجازی کی کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت قدرت و کمال حکمت کی ایسی دلیل ہے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا بعض نے کہا نجوم سے نجوم القرآن اور مواقع سے مراد ان کے نزول اوقات مراد ہیں یہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب ہے۔ بعض نے کہا اس سے صحابہ کرام اور وہ ہادی علماء مراد ہیں جو ان کے بعد دنیا میں تشریف لائے یعنی اولیاء کرام اور ان کی قبور[1] (مزارات) بعض نے اس کے علاوہ اور باتیں بھی مراد لی ہیں۔

---

[1] اس سے مزارات کے دشمن نجدی وہابی دیوبندی عبرت پکڑیں اگر کچھ فہم و فکر نصیب ہے تو ورنہ

وانہ لقسم لو تعلمون عظیم اور بیشک قسم (مذکور) عظیم ہے اگر تم جانو تو اس لئے کہ مقسم بہ میں عظمت قدرت و کمال حکمت اور زیادتی رحمت کی دلیل ہے اور یہ بھی اس کی عظیم رحمت کے مقتضیات سے ہے کہ بندوں کو کتاب کے بغیر بیکار نہیں چھوڑا۔

فائدہ لو تعلمون موصوف و صفت کے درمیان جملہ معترضہ ہے محلوف بہ کی تعظیم کی تاکید کے لئے ہے اور اس کا جواب متروک ہے اس سے مراد ان کے علم کی نفی ہے یا محذوف ہے اس کے ظہور پر اکتفا کی وجہ یعنی اگر انہیں علم ہوتا تو وہ اسے عظیم القدر سمجھتے یا اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے اس میں ایک امر عظیم میں غافلین کی تقصیر (کوتاہی) کا بیان ہے اور عظیم قسم کی صفت ہے اب بھی جملہ معترضہ ہو گا قسم اور جواب قسم میں جواب قسم ہے۔

انہ لقرآن کریم بیشک یہ قرآن عزت والا ہے۔ یہ مقسم علیہ ہے یعنی یہ کتاب کثیر النفع ہے کیونکہ یہ اصول کے ان علوم پر مشتمل ہے جس کا مقصد صلاح المعاش و معاد ہے اور کرم مستعار ہے اس کے لئے جس کے ساتھ ذوی العقول میں سے کرم قائم ہوتا ہے۔ اور دوسروں پر کرم کرتا ہے یا یہ کہ دوسری کتب کی بہ نسبت یہ قرآن حسن اور پسندیدہ کتاب ہے کیونکہ مکارم اخلاق اور بلند امور اور برگزیدہ افعال پر دلالت کرتا ہے بعض نے کہا کریم اس لئے ہے کہ کریم پر نازل ہوا بواسطہ کرام الخلوق کے کرام مخلوق کی طرف۔

فی کتاب مکنون محفوظ لکھے ہوئے میں یعنی وہ مقرب فرشتوں کے ماسوا دوسروں سے محفوظ ہے یعنی ان کے ماسوا دوسرے اس پر کوئی بھی مطلع نہیں اس سے لوح محفوظ مراد ہے۔

لا یمسہ الا المطھرون اسے ہاتھ نہ لگائیں مگر پاک یہ کتاب کی دوسری صفت ہے۔ مطھرون سے ملائکہ کرام مراد ہیں جو کہ کدورت جسمانیہ اور گناہوں کی تلویثات سے منزہ اور پاک ہیں یا یہ قرآن کی صفت ہے اس وقت المطھرون سے مطلقاً جملہ احداث (ظاہری باطنی نجاسات) سے پاک لوگ مراد ہیں اس معنی پر نفی بمعنی نہی ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ لائق نہیں کہ اسے کوئی ہاتھ لگائے ہاں وہ جو انسان (پلیدیوں جیسے بے وضوئی اور جنابت وغیرہ سے پاک ہو یہ اس طریقہ پر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلم مسلم کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے نہ کسی کے سپرد کرے کہ وہ اس پر ظلم کرے اور قرآن سے مصحف مراد ہے اور اسے قرآن اس کے قرب وجوار کی وجہ سے کہا جاتا

marfat.ocm

ہے جیسے رسول اللہ [redacted] نے دشمن کے دیار میں قرآن کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا۔

فائدہ حدیث شریف میں قرآن سے مصحف مراد ہے۔

مسئلہ فقہ کی کتابوں میں ہے کہ حدث اصغر والے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ حدث اصغر سے وہ امر مراد ہے جس سے وضو کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ مصحف جس پر ایسا غلاف ہو جو قرآن مجید سے جدا اور اس کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے خریطہ وغیرہ اس لئے کہ ایسے غلاف کا ہاتھ لگانا درحقیقت قرآن کو ہاتھ لگانا نہیں کیونکہ یہ قرآن مجید کے متصل نہیں (یہی صحیح ہے) ہاں وہ جلد اور کپڑا وغیرہ جو سلا ہوا قرآن مجید کے متصل ہے وہ مصحف کے حکم میں ہے کیونکہ وہ اس کے تابع ہے اس لئے قرآن مجید کی بیع میں یہ کپڑا جلد وغیرہ اس میں داخل ہو گا اگرچہ اس کا ذکر نہ بھی کیا ہو اور یہی تعظیم و تکریم کو قریب تر ہے۔

مسئلہ اپنی آستین سے (بے وضوء) آدمی قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے کیونکہ آستین انسان کے تابع (متصل) ہے یہ اس سے جدا نہ کبھی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ میں زمین پر نہ بیٹھوں گا زمین پر بیٹھا لیکن اس کے اور زمین کے درمیان اس کا اپنا دامن حائل ہوا تو حانث ہو گا۔

سوال بے وضوء کو قرآن مجید کے ہاتھ لگانے سے تو منع کیا گیا ہے لیکن پڑھنے سے منع نہیں کیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب چونکہ حدث ہاتھ میں حلول کر گئی ہے نہ کہ منہ میں اس لئے تلاوت جائز ہے ہاتھ لگانا ناجائز یہی وجہ ہے کہ غسل میں منہ کے اندر کا حصہ دھونا فرض نہیں (سنت ہے)

مسئلہ جنب قرآن مجید کو نہ ہاتھ لگا سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے ہاں دیکھ سکتا ہے لیکن دیکھنے سے قرآن مجید کو نہ پڑھے۔

مسئلہ بے وضو اس درم کو ہاتھ نہ لگائے جس پر قرآم مجید کی کوئی سورۃ لکھی ہوئی ہو ہاں اوپر غلاف ہو تو ہاتھ لگا

marfat.ocm

سکتا ہے۔

مسئلہ جب مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا ضرور ہو تو جائز ہے لیکن پھر بھی تیمم کے بغیر نہ جائے (تیمم کرلے پھر جا سکتا ہے) کیونکہ تیمم پانی نہ ہو تو پلیدی دور کر سکتا ہے لیکن تلاوت نہ کرے اگرچہ آیت سے کم الفاظ بھی ہوں کیونکہ وہ بھی تو قرآن مجید کے الفاظ ہیں۔

مسئلہ آیات قرآنیہ مشتملہ بر دعا شاء بارادہ دعا و ثناء پڑھ سکتا ہے جیسے بسم اللہ شریف اور الحمد شریف۔

مسئلہ مسئلہ الاشباہ میں ہے کہ اگر نماز جنازہ میں الحمد شریف بارادہ دعا و ثناء پڑھے تو مکروہ نہیں اگر تلاوت کی نیت سے پڑھے تو مکروہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ احکام قراۃ نیت کی تبدیلی سے تبدیل ہوتے ہیں۔

مسئلہ جنب کو ذکر و تسبیح و دعاء پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ احکام مذکورہ میں حیض و نفاس والی عورت جنب کی طرح ہے۔

مسئلہ بے وضو کو چھوٹے بچے کو قران مجید اٹھا دینا جائز ہے جب وضو کرنے میں حرج ہو اور نہ اٹھا دینے میں بچے کے حفظ القرآن کا ضیاع (ضائع ہونا) ہو گا اور بچپن میں حفظ القرآن وغیرہ نقش بر سنگ (پتھر) کی طرح ہے۔

مسئلہ الاشباہ میں ہے کہ بچے (غیر بالغ) کو قرآن مجید کو بے وضو ہاتھ لگانے سے منع کیا جائے۔

فائدہ ان دو مسئلوں میں اختلاف کی توفیق (موافق کرنا) ظاہر ہے۔

مسئلہ غیر بالغ بچے کے متعلق ہمارے علماء کرام کے دو قول ہیں۔

۱۔ بچوں کو قرآن مجید کو بے وضوء ہاتھ لگانے سے بالغوں کی طرح روکا جائے۔

۲۔ نہ روکے جائیں پھر اس کی دو وجہیں ہیں۔

۱۔ بچوں کو اگر روکا جائے گا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ نہ وہ پڑھیں گے نہ حفظ کر سکیں گے کیونکہ یہ اس کے پڑھنے اور حفظ کرنے کا وقت ہے۔

marfat.ocm

۱۰۔ بچے کی طہارت بھی کامل نہیں (اسے تو صرف عادت ڈالنے کے لئے حکم دیا جاتا ہے) کیونکہ اس کی نیت شرعاً معتبر نہیں جب شریعت اجازت دیتی ہے کہ بچہ بلا طہارت قرآن مجید اٹھا (اور اسے ہاتھ لگا) سکتا ہے تو پھر بطریق اولیٰ اسے اجازت ہو کہ وہ بلا وضوء اسے اٹھائے اور پڑھے۔

مسئلہ الانوار میں ہے کہ قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حائضہ اور جنب قرآن مجید لکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ جس شے پر لکھیں وہ ان کی گود میں نہ ہوں بلکہ زمین پر ہوں لیکن امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا انہیں کسی حالت میں قرآن مجید کا لکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ امام محمد بن فضل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طہارت سے طہارت توحید مراد ہے یعنی غیر موحد (غیر مسلم کو قرآن مجید کے پڑھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہود و نصاریٰ کو قرآن مجید کی تلاوت کے لئے منع فرماتے تھے۔

مسئلہ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ کفار کو تعلیم قرآن کی اجازت ہے کہ کوئی مسلمان انہیں پڑھائے ممکن ہے کہ وہ اس سے دولت اسلام سے نوازا جائے۔

مسئلہ محققین کرام فرماتے ہیں کہ آیت میں مس سے مس اعتقاد ہے کہ یعنی قرآن مجید کو وہ شخص ہاتھ نہ لگائے جس کا اس پر اعتقاد نہیں۔

صوفیانہ تحقیق صوفیہ کرام نے فرمایا کہ جس مومن کا دل پاکیزہ نہیں یا قرآن مجید کی تفسیر و تاویل نہیں جانتا وہ بھی اس کے ہاتھ لگانے کا مستحق نہیں ہاں دل پاکیزہ از ماسوی اللہ ہو تو پھر اسے ہاتھ لگا سکتا ہے اور پڑھ بھی سکتا ہے۔

جمل حضرت قرآن نقاب آنکہ براندازد

کہ دار الملک معنی رامجرد بیند از غوغا

(قرآن مجید اپنے جمل سے نقاب اس وقت اٹھائے گا جو دار الملک معنی کو غوغا سے خالی دیکھے گا)

فائدہ صوفیانہ بحر الحقائق میں فرمایا کہ قرآن مجید کے اسرار و رموز کا مکاشفہ اسے نصیب ہو گا جو لوث توہم غیر

سے پاک اور خلق کے آئینہ سے مقام شہود حق تک پہنچا ہو اور یہ معنی مشاہد کی فنا اور مشہود کے شہود کے بغیر نصیب نہیں ہوتا۔

چوں تجلی کرود اوصاف قدیم

پس بسوزد وصف حادث را کلیم

(جب اوصاف قدیم کے جلوہ گر ہوتے ہیں تو کلیم کے اوصاف حادث جل جاتے ہیں)

تفسیر صوفیانہ اس میں ہاء ہویت ایسہ کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ اس کے اسرار کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں جبکہ وہ تمام مقامات وجودیہ کی جنابت سے پاک ہوں جنابت سے اس سے متعلق ہونا اور اس کی وجہ سے حق مطلق سے بعید ہونا مراد ہے۔

فائدہ مطہر (بالفتح) کو مطہر (بالکسر) ضروری ہے اور مطہر (بالکسر) پاک کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے بندہ نہ خود کو پاک کر سکتا ہے اور نہ اپنا تزکیہ کر سکتا ہے اسے پاک بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور اس کا تزکیہ بھی وہی کرتا ہے جب اسے اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے اور اس کا تزکیہ فرماتا ہے تو پھر وہ قرآن مجید کی مراد سمجھ سکتا ہے اس لئے بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ "القرآن بکر" ہے یعنی بہ نسبت علماء ظاہر بینی کے لئے بکر ہے اور اسم علماء کے لئے پردہ خفاء میں ہے اگر انہوں نے اسے کچھ سمجھا ہے تو صرف اس کے ظاہر کو ورنہ حقائق کو وہ کیا جانیں اس عقدہ کا حل علمائے باطن اور علمائے حقیقت کو نصیب ہوا کیونکہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا واتقوا اللہ ويعلمكم الله۔ وہاں ہی حقیقی اہل تقویٰ مراد ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ علوم بخشے جن کی علمائے ظواہر کو ہوا بھی نصیب نہ ہوئی اگرچہ علمائے بواطن و ظواہر نے قرآن مجید کو بہت کچھ سمجھا لیکن اس کے عجائب و غرائب کی کوئی انتہا نہیں۔ ایسے ہی احادیث مبارکہ کا حال ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی مراد بھی اہل حقیقت کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا یہی وجہ ہے کہ شراح الحدیث نے احادیث کی شرح میں صرف اعراب اور ظاہری معنی پر اکتفاء کیا ہے اور وہ ان کے حقائق و اسرار کے درپے نہیں ہوئے۔

صاحب روح البیان قدس سرہ کا صوفیہ کرام سے عقیدت کا منظر مذکورہ بالا تقریر لکھ کر صاحب روح البیان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ

marfat.ocm

فاین شرح النووی والکرمانی وابن حجر ونحوہم من شرح الصدر القنوی ونحوہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کہاں امام نووی و کرمانی کی شرح الحدیث اور کہاں صدر الدین قونوی رضی اللہ تعالٰی عنہم اور ان جیسے صوفیاء کرام کی شروح الحدیث۔

فرقیست از کجا تا کجا (زمین و آسمان کا فرق ہے)

تفسیر عالمانہ تنزیل من رب العالمین یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کرنا ہے۔ یہ قرآن کی صفت ہے تنزیل مصدر کو صفت بنایا گیا ہے اسم کے قائم مقام کر کے یعنی تنزیل بمعنی منزل ہے تنزیل کو منزل کے قائم مقام بنانا یہ اتساع لغت سے ہے یعنی اس میں وسعت ہے کہ ایک شے کو دوسری شے کے قائم مقام کیا جاتا ہے جیسے مقدور کے قائم مقام قدر اور مخلوق کے خلق آتی ہے یہ اس کے نزدیک ہے جو مصدر بمعنی مفعول مانتا ہے۔

افبھذا الحدیث تو کیا ایسی حدیث سے یعنی وہ کتاب جس کی اتنا عظیم صفیں بیان کی گئیں جو اس کے اعظام و اجلال کی موجب ہیں اس سے قرآن مجید مراد ہے اسے حدیث اس لئے کہا گیا کہ اس میں حوادث الامور ہیں (کشف الاسرار)

فائدہ یہ مدھنون کے متعلق ہے اور اس کی تقدیم مبتداء پر جائز ہے کیونکہ اس کا عامل اس کی اجازت دیتا ہے یہ دراصل انتم مدھنون بھذا الحدیث تھا۔

انتم (تم اے اہل مکہ) **مدھنون** (اس کی تحقیر کرنے والے اور اس سے سستی برتنے والے) اور مخالف کے لئے سختی نہ کرے بوجہ سستی وغیرہ کے تاج المصادر میں ہے الادہان بمعنی مداہنت اور تساہل کرنا۔

حل لغات **الادھان** سے ہے یہ دراصل تدھین کی طرح ہے لیکن مجازاً مدارات و ملاینہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ترک الجد (جدوجہد کا ترک) کے لئے بھی آتا ہے اب مدھنون بمعنی متہاونون (سستی کرنے والے) مستھزون (حقارت کی نگاہ سے دیکھنے والے) اس شخص کی طرح جو کسی معاملہ میں سستی اور نرمی کرتا ہے یعنی اس کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے[1]

فائدہ الاحیاء میں ہے کہ المداہنت والمدارت میں غرض (مقصد کی وجہ سے فرق ہے اگر کسی سے چشم پوشی اپنے

---

[1] صلحکلیوں کی طرح جو کہتے ہیں باسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔ یعنی گستاخان رسول و صحابہ و اولیاء کے لئے کہتے ہیں انہیں کچھ نہ کہو اور ان کے ساتھ بھائی بھائی بن کے گزارو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ اویسی غفرلہ)

دین کی سلامتی اور اپنے دوسرے کی اصلاح مطلوب ہے تو یہ مدارات ہے اگر اس میں اپنی نفسانی خواہش اور نفع دینوی اور اپنی عزت و احترام کا اضافہ مطلوب ہے تو یہ مداہنت ہے۔

حدیث شریف حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے ساتھ نیک برتاؤ تو کرتے ہیں لیکن ہمارے ضمیر انہیں لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں۔

فائدہ یہ اس وقت ہے جن لوگوں کے شر و فساد سے بچنا مشکل ہو اسی کا نام مدارات ہے۔

تجعلون رزقکم اور تم کرتے ہو اپنے رزق کو یعنی رزق کے شکر کو یہاں مضاف محذوف ہے تاکہ معنی صحیح ہو سکے۔

حل لغات رزق دراصل مصدر ہے مجاز اس معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو رزق کے طور کسی کو دی جائے اس سے نعمۃ القرآن مراد ہے۔

انکم تکنبون بیشک تم تکذیب کرتے ہو یعنی اپنے رازق کے لئے شکر کے بجائے تکذیب عمل میں لاتے ہو یا تم اپنے رزق صوری کا شکر یہی کرتے ہو کہ تم تکذیب کرتے ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ کے بجائے ستاروں کی طرف منسوب کرتے ہو۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ دس سال بارش روک دے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہو پھر دس سال کے بعد بارش ہو تب بھی بعض ایسے بھی ہوں گے جو کہیں گے یہ بارش ستاروں نے دی۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین امور کے متعلق بہت زیادہ خطرہ ہے۔

۱۔ ائمہ (خلفاء امراء۔ سلاطین کا ظلم ۲۔ تکذیب بالقدر (تقدیر کو جھٹلانا)

۳۔ ستاروں پر ایمان۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے حدیبیہ میں صبح کی نماز بادل کی چھاؤں میں پڑھی جو رات سے آسمان

marfat.ocm

پر بادل چھائے رہے۔ نماز سے فراغت پاکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا صحابہ کرام نے حسب عادت عرض کی اللہ ورسولہ اعلم (اللہ ورسول جانیں) جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے صبح کو اٹھتے ہی مومن بھی ہوتے اور کچھ کفر کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بارش نصیب ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں سے کفر کرنے والے اور کہتے ہیں کہ ہمیں بارش دی ہے ستاروں نے وہ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان لانے والے۔

حدیث شریف میں ہے کہ تین امور جاہلیت سے ہیں۔

۱۔ انسلب پر طعن وتشنیع ۲۔ نیاحہ (بین کرنا) ۳۔ ستاروں کو حقیقی بارش دینے والا سمجھنا۔

شرح الحدیث طعن علی الانسلب تو مشہور مسئلہ ہے۔ النیاحۃ بمعنی میت پر رونا اس کے محاسن گن کر (جسے ہمارے عرف میں بین کہا جاتا ہے) انواء نوء کی جمع ہے بمعنی چاند کی اٹھائیس منزلیں جاہلیت میں عرب کا عقیدہ تھا کہ بارش اور دیگر ہر چیز وبھلائی چاند کی ان منازل سے حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ حواشی الشیخ میں سورۃ الفرقان کی تفسیر میں ہے کہ الانواء وہ ستارے جن میں سے ایک بجانب مغرب طلوع فجر کے وقت ڈوبتا ہے تو اس کا رقیب اسی وقت اس کے بالمقابل مشرق میں طلوع کرتا ہے اہل عرب (زمانہ جاہلیت) میں بارشیں ہوائیں۔ گرمی۔ سردی اسی ڈوبنے والے ستارے کی طرف منسوب کرتے تھے۔

حل لغات القاموس میں ہے کہ النواء النجم (ستارہ) غروب کے لئے مائل ہوا یا ستارے کا فجر کے وقت مغرب کی جانب ڈوبنا اور اس کے بالمقابل دوسرے ستارے کا مشرق کی طرف طلوع کرنا۔

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ تمام اشیاء میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہے۔

سبق مومن پر لازم ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ہے نہ کہ افلاک والنجم (ستاروں) اور دہر وغیرہ سے۔

marfat.ocm

مسئلہ اگر کسی وقت اُلّو بولے یا کوئی اور پرندہ تو اس پر کوئی کہے کہ کوئی مرجائے گا اور اس کا یہی عقیدہ ہو کہ یہی پرندہ مؤثر ہے تو ایسے عقیدے والا شخص کافر ہو گیا۔

مسئلہ اگر کوئی سفر کو نکلا تو عقعق بول پڑا خود لوٹا یا کسی کے کہنے پر لوٹا اس عقیدہ پر کہ اس کی آواز کی تاثیر ہے کہ سفر یا ظفر نہ ہو گا تو بعض کے نزدیک یہ شخص کافر ہو گیا بعض نے کہا کافر نہ ہو گا۔

مسئلہ کسی پرندہ کی آواز پر کہا کہ غلہ مہنگا ہو گا تو یہ شخص کافر ہو گا یا نہ بعض مشائخ نے کہا کہ کافر ہو جائیگا کیونکہ اس نے غیب کا دعوٰی کیا (ہدایۃ المہدیین)

مسئلہ بعض لوگ پرندوں کی آواز کو نحوست سمجھتے ہیں جیسے ہامہ اور اُلو کی آواز مثلاً حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

بلبلا مژدہ بہار بیار خبرے بد بہ بوم بگذار

(اے بلبل مژدہ بہار لا۔ بری خبر اُلّو کے ہاں چھوڑ

اگر اس آواز کی تاثیر حقیقی کا قائل ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ محض آواز نحوست سمجھنے سے کافر نہ ہو گا بالخصوص جب اس سے اس کی نشانیوں سے استدلال کرتا ہو لیکن مومن کے زیادہ لائق یہ ہے کہ وہ اسے تیسیلت پر محمول کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر شے میں حکمت ہے لیکن اسے قطعی طور مقدورات کا خیال و عقیدہ نہ رکھے ان امور میں ان کی کنہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ مارتا جلاتا ہے وہی سلاتا جگاتا ہے اسباب کے ساتھ بھی بغیر اسباب کے بھی۔

فلولا تو پھر کیوں نہیں اذا بلغت الحلقوم جب پہنچے گا حلقوم کو۔ لولا تحضیض کے لئے ہے۔ ان کے اظہار کے لئے لایا گیا ہے۔ اذا ظرفیہ ہے۔ الحلقوم طعام کے جاری ہونے کی جگہ۔ کشف الاسرار میں ہے کہ الحلقوم بمعنی سانس کا مجری (جاری ہونے کی جگہ) البلعوم طعام کا مجریٰ (جاری ہونے کی جگہ) اب معنی یہ ہوا تو کیا جب پہنچے گا سانس یعنی روح یا تمہارے کسی ایک کا سانس اور روح اس کے حلقوم تک اور وہ نکلنا چاہے گا اگرچہ وہ مذکورہ نہیں لیکن مراد یہی ہے۔

marfat.ocm

حدیث شریف بیشک ملک الموت (علیہ السلام) اور اس کے اعوان (ساتھی مددگار کارکن) رگیں کاٹیں گے اور روح کو ایک ایک رگ سے نکال کر ایک جگہ جمع کریں گے یہاں تک کہ اسے حلقوم تک پہنچائیں گے پھر اسے خود ملک الموت (علیہ السلام) فوت کریں گے۔

وانتم حینئذ (حالانکہ تم) تنظرون (دیکھتے ہو) وانتم بلغت کی ضمیر سے حال ہے یعنی حالانکہ اے میت کے ارد گرد موجود لوگو تم دیکھتے ہو اس طرف جس حال میں وہ ہو گا یعنی جو اس کے موت سے جھٹکے لگیں گے اور تم اس پر لطف اور نرمی کے خواہاں ہوتے اور چاہتے ہو کہ اسے ایسی ہڑکتوں اور تکلیفوں سے بہت جلد نجات مل جائے۔

ونحن اقرب الیہ ہم ہی اس کو (جس پر موت کا حملہ ہے) علم و قدرت و تصرف کے لحاظ سے قریب تر ہیں۔

فائدہ بعض نے کہا کہ اسے علم بالقرب سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ اسباب اور اطلاع میں سب سے زیادہ قوی ہے۔

منکم بہ نسبت تمہارے کیونکہ تم تو آثار شدت سے صرف اس کے ظاہری حال کا مشاہدہ کر رہے ہو لیکن تم اس کی کنہ و کیفیت و اسباب کو نہیں جانتے اور نہ ہی تم قدرت رکھتے ہو کہ اس سے کچھ دکھ و تکلیف معمولی طور دفع کر سکو۔ اب صرف اور صرف ہم ہی اس کے متولی ہیں صرف ہمیں اس کے تفصیلی احوال کا علم ہے اور ہمیں ہی اس پر قدرت ہے یا ان ملائکہ کو الموت کو جو اس کی روح قبض کر رہے ہیں ولکن لا تبصرون (لیکن تم اسے نہیں دیکھ سکتے) یعنی جو اس پر گزر رہا ہے تم اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہماری شانوں سے بے خبر ہو۔

حل لغات لا تبصرون البصیرۃ سے ہے نہ کہ البصر سے اور اس تفسیر کو قریب تر ہے کہ تم اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہو ہمارا علم ان کے متعلق ہے۔

حواشی سعدی المفتی حضرت البقلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قربات میں تفاوت ہے قرب بالعلم اور ہے اور قرب بالاحاطہ اور قرب بالفعل اور ہے قرب بالصفتہ اور قرب بالقہر ہے اور قرب باللطف کیونکہ قرب بالمسافۃ والمکان اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے منافی ہے۔ ہاں بعض قلوب پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو عین عظمت سے نہ

marfat.ocm

اس لئے کہ اس رویت القہر سے تو قلوب پگھل جائیں گی ایسے ہی بعض پر عین جمال سے جلوہ گر ہوتا ہے تاکہ اسے اصطفائیہ کا عرفان عطا فرمائے۔ اور اس قرب کو صرف اہل قرب ہی دیکھتے ہیں اور یہ شواہد اہل معرفت کے سامنے ظاہر ہیں اور خطاب میں تحذیر و ترہیب ہے۔

تفسیر عالمانہ فلولا تو کیوں نہیں بولا بمعنی ھلا ہے ان کنتم غیر مدینین تو کیوں نہ ہوا اگر تمیں بدلہ ملنا نہیں غیر مدینین بمعنی غیر مربوبین مملوکین اذلاء۔

حل لغات یہ دان للسلطان رعیتہ سے ہے یعنی بادشاہ نے اپنی رعیت کو ذلیل کیا یعنی ان پر سیاست کی اور اپنے سے بعید رکھا۔ المفردات میں ہے کہ یا بمعنی غیر مجزیین کیونکہ دین یعنی الجزا بھی آتا ہے اور اس کا تعلق نحن وخلقناکم فلولا تصدقون سے ہے کیونکہ تخصیص عدم مخفض علیہ کی داعی ہے۔

ترجعونھا کہ اسے لوٹاتے یعنی نفس کو اپنے مقر (قرار گاہ) میں لوٹاتے یعنی میت کی روح کو اس کے اپنے بدن کی طرف لوٹاتے الرجع سے ہے بمعنی لوٹانا "اذا" کا عامل ہے لولا اولی و ثانیہ کا مخفض علیہ کا بار بار لوٹانا تاکیداً ہے یہ اور اس کا مع لاحیز شرط کا جواب ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اگر تم قیامت میں کسی قسم کی جزا و سزا کے قائل نہیں ہو اور کہتے ہو کچھ نہ ہوگا اور نہ ہی مرنے کے بعد اٹھنا ہے۔ جیسے تمہارا ہماری تخلیق کی تصدیق کا انکار کرتا ہے تو نفوس کو حلقوم تک پہنچنے کے بعد بدن میں کیوں نہیں لوٹاتے۔

ان کنتم صدقین اگر تم سچے ہو۔ اپنے اعتقاد میں اس لئے کہ ان کی خالقیت کی عدم تصدیق بتاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے قائل نہیں جیسا کہ ان کے مذہب کا موجب ہے یعنی اگر تم اس کی قدرت نہیں رکھتے یعنی روح کو جسم کی طرف نہیں لوٹا سکتے تو یقین کر لو کہ تمہارا ہر امر تمہارے غیر کی طرف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف تو پھر اس پر ایمان لاؤ یہ تکرار تاکید کے طور ہے شرط کے عارض ہونے کی وجہ سے نہیں کیونکہ اس وقت اس کا کوئی معنی نہیں۔

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ تو اگر وہ مقربین سے ہے یہ قرب درجات عرش سے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ سے کیونکہ وہ جہات سے پاک اور منزہ ہے۔ حشویہ (فرقہ) اللہ تعالیٰ کے لئے جہات کے قائل تھے (ابن تیمیہ بھی جہت کا قائل ہے ہمارے دور کے وہابی غیر مقلد نجدی بھی اس کی اتباع میں ہیں۔ اویسی غفرلہ۔

ربط اب مضمون اس بارہ میں شروع ہے کہ مرنے کے بعد ان حضرات (مقربین جو کہ ثلاثہ کی اقسام سے بزرگ

marfat.com

تریں) کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ فروح ان کے لئے استراحت و آرام ہو گا۔

فائدہ بعض نے اسے بضم الراو پڑھا ہے اس کی تفسیر رحمت سے لی گئی ہے کیونکہ وہی مرحوم کی حیات کا سبب ہے اور روح سے رحمت مراد لینا استعارہ تصریحیہ ہے۔ اور حیات سے دائمی حیات مراد ہے کہ اس کے بعد موت نہیں۔

روح کے معانی ۱۔ روح الاجسام جو موت کے وقت قبض کی جاتی ہے اسی میں نفس کی زندگی تھی۔
۲۔ جبریل علیہ السلام کیونکہ آپ انبیاء علیہم السلام کے ہاں امور لاتے جن میں قلوب کی زندگی تھی۔
۳۔ عیسٰی علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے کیونکہ آپ جبریل علیہ السلام کی پھونک سے پیدا ہوئے اس کی اضافت اللہ تعالٰی کی طرف محض تعظیما ہے۔
۴۔ کلام اللہ کیونکہ اس سے جہل دور ہوتا ہے اور کفر پر موت۔
۵۔ رحمتہ اللہ قرآن مجید میں ہے وایدهم بروح منه اور اس کی اپنی روح یعنی رحمت سے تائید کی۔
۶۔ رزق کیونکہ یہ اجسام کی (زندگی) کی بقا کا سبب ہے۔

فائدہ القاموس میں ہے کہ روح (بالضم) وہ شے جس میں وہ روح ہو جو (نفس کی حیات) بقاء کا سبب ہے بالفتح معنی رحمت و نسیم الریح (بلوصبا) اور کہا جاتا ہے۔ مکان روحانی یعنی پاکیزہ مکان روحانی (بالضم) وہ جس میں روح ہو اور کتاب الملل والنحل میں ہے کہ روحانی بالضم روح سے۔ اور بالفتح روح (بالفتح) سے اور یہ (بالضم و بالفتح) قریب قریب ہیں گویا روح (بالضم) جوہر اور بالفتح وہ حالت جو اسے خاص ہے۔

وریحان (اور پھول) اور رزق یا وہ شے جو سونگھی جائے۔

فائدہ حضرت ابو العالیہ سے ہے فرمایا مقربین میں سے کوئی ایک دنیا سے جدا نہیں ہوتا جب تک اس کے لئے بہشت کا پھول نہیں لایا جاتا وہ اسے سونگھتا ہے تو اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

فائدہ الزجاج نے فرمایا کہ ایمان سے مراد یہاں اہل جنت کا تحیہ مراد ہے۔

حکایت ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ انسان کے لئے دنیا میں بھی روح و ریحان ہے اور آخرت میں بھی روح

ریحان ہو گا۔ دنیا میں روح یہ ہے کہ انسان کا دل ایسا آراستہ ہو کہ وہ حق و باطل کا امتیاز کر سکے اور دل کو علم سے فراوانی بخشے تاکہ قدرت الٰہی اس میں جاگزین ہو جس سے وہ دیکھے اور وہ ازلی باتیں سنے اور ایسا پاک ہو تاکہ اس کی محبت کی سب کو تلاش ہو اور عطر وصال سے خوش ہو تاکہ اس میں مہر دوست پیدا ہو اور نور سے منور ہو تاکہ اس سے غیر کا تصور دہل جائے اور وہ دیکھے جو اسے پہلے نصیب نہ تھا۔ اور دین کی صفت سے سرائے سعادت میں پہنچے وہاں ریحان کرامت دیکھے اور باغ قدس سے اسے نسیم انس نصیب ہو تاکہ درخت وجود کے نیچے تخت رضا کا بچھا کر فرش انس پر بیٹھے اور شمع عطف الٰہی جلائے اور آسمان پر بلندی حاصل کرے جس پر دوست ازلی پردہ ہٹا دے اور اپنے کانوں سے اس کا سلام سنے اور دیدار الٰہی سے سرشار ہو۔

و جنتہ نعیم (اور نعمتوں کے باغ) یعنی صاحب نعمت کے باغات یہ اضافت ادنی ملابست کی وجہ سے ہے کاشفی نے اس کا ترجمہ لکھا باغ پر نعمت۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل جنت نے فرمایا کہ اسے روح الوصل اور ریحان الجمال اور جنت الجمال کو نصیب ہوں گے اس کی روح کو روح الانس اور اس کے قلب کو ریحان القدس اور اس کے نفس کو جنت الفردوس نصیب ہو گی یا روح سے نظر الی وجہ الجبار اور ریحان سے استماع الکلام اور جنتہ النعیم یہ کہ بندے سے مولیٰ محجوب نہ ہو۔ جب اس کی زیارت چاہے اور مقربین کو یہی باتیں دار دنیا میں نصیب ہوتی ہیں ان کا روح مشاہدہ اور ریحان سرور الخدمتہ اور جنتہ نعیم اس کے ذکر سے سرور مراد ہے۔

فائدہ بعض نے کہا روح عابدین کے لئے ریحان عارفین کے لئے جنتہ نعیم عوام کے لئے ہے یا روح سے شہود ذاتی اور ریحان سے سرور اور جنتہ نعیم سے ان تک پہنچ کر لذات اور ان میں داخل ہونا مراد ہے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ روح نفوس و اجساد کے لئے کیونکہ مرنے کے بعد ہی راحت پاتے ہیں کہ ان سے تکلیف کا بوجھ ہٹ گیا اگرچہ وہ اہل اللہ ہو کیونکہ اس کے بعد اسے باب الخدمت میں نشاط دائمی ہو گا کیونکہ وصول الی اللہ سے تمام تکان اٹھ جاتی ہے کیونکہ یہ تکان نفس و طبع کا خاصہ ہے اور وصال کے بعد نہ نفس رہتا ہے نہ طبع اور ریحان قلوب و ارواح کو اسی لئے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو محبوب تھی کیونکہ اس میں انس و محاضرہ (حضوری) کا ذوق پایا جاتا ہے اور نبی پاک ﷺ نے اولاد کو ریحان سے تعبیر فرمایا ہے اس

marfat.ocm

لئے کہ اسے پھول کی طرح سونگھا جاتا ہے۔ کیونکہ .. بلپ کے تنزلات سے ہے جیسے قلوب ارواح کے تنزلات سے ہے اور حضور نبی کریم علیہ السلام نے ریحان الرحمٰن یمن کی طرف سے پایا اور یہ خوشبو آپ کی قلب و روح کو محسوس ہوئی اور یہ نفس عصام الدین یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا کا تھا کیونکہ اپ ہی اس وقت قطب الابدال تھے اور آپ اسے ظاہری حس سے بھی سونگھتے تھے اور روائح الجنۃ اور اس کی نعمتیں اسرار الٰہی سے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف ہے۔ جیساکہ فرمایا ادخلی جنتی (میری جنت میں داخل ہو) اور اس بہشت میں داخلہ کے وقت انہیں کوئی نہیں دیکھے گا کیونکہ وہ عالی طبقات و رافع درجات ہیں اسی لئے انہیں کوئی نہیں پہچانتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ المعلوم المجہول کے قبیل سے ہیں۔

تفسیر عالمانہ واما ان کان من اصحاب الیمین (اور اگر داہنی طرف والوں سے ہو) سابقین کو مقربین سے تعبیر فرمایا کہ وہ بزرگ ترین اوصاف کے مالک ہیں اور اصحاب الیمین کو اسی سابق لقب سے یاد فرمایا کہ سابق میں ان کی دیگر کوئی وصف نہیں بتائی کہ جس سے اس کے ماسوا ان کو یاد کیا جاتا جیسے دوسرے دو سابقین کی دیگر اوصاف بتائیں اسی لئے انہیں ان اوصاف سے یاد کیا گیا اور انہیں اصحاب الیمین سے۔

فائدہ الیمین تیمن و سعادۃ سے استعارہ کر کے انہیں اصحاب الیمین کہا گیا (کذا قال الراغب) فسلام لک (اے محبوب تم پر سلام) من اصحاب الیمین (داہنی طرف والوں سے) تمہارے بھائیوں سے جو تمہیں سلام عرض کرتے ہیں موت کے وقت اور موت کے بعد بھی اس سلام سے اشارہ ہے کہ وہ اہل جنت سے ہے۔

فائدہ الارشاد میں ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ آگاہی بخشتا ہے کہ اہل بہشت کے بعض دوسرے بعض پر سلام کہتے ہیں جیساکہ لام سے معلوم ہوتا ہے انشاء سلام بعض کا بعض پر کی حکایت نہیں ورنہ کہتا جاتا سلام علیک اور خطاب کی طرف التفات ان پر ایک کی تشریف کے لئے ہے۔

فائدہ حضرت سہل (تستری رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اصحاب الیمین سے موحدوں مراد ہیں یعنی ان کا انجام سلامتی ہی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی امانت کا حق ادا کیا اس میں کسی قسم کے

marfat.ocm

معاصی اور لغزشوں کا ارتکاب نہ کیا اور وہ اسی خوف و ہول سے امن میں ہوں گے جو ان کے غیروں کو ہو گا۔

فائدہ حقیقت یہ ہے کہ مقربین اصحاب الشہود اور اصحاب الیمین اصحاب الشہود والاسمائی والصفاتی ہیں اسی لئے اسے سلام ہو گا انکے اخوان اسمائی سے ہم اللہ تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے ایسے اعلیٰ مقامات و درجات میں سلامتی۔ نجات اور حضور و شہود کا سوال کرتے ہیں۔

واما ان کان من المکذبین الضالین اور اگر وہ مکذبین اور گمراہوں میں سے ہے۔ اس سے اصحاب الشمال مراد ہے اس طرح سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ سابق میں ان کے یہی اوصاف بیان فرماتے تھے چنانچہ فرمایا تھا ثم انکم ایھا الضالون المکذبون (پھر تم اے مکذبین اور گمراہ ہو) یہ ان کے مذمت کے طور کہا گیا ہے اور اشارہ ہے کہ اس عذاب عظیم میں اسی تکذیب البعث وغیرہ اور گمراہی از ہدیت و حق کی وجہ سے مبتلا ہوئے ہیں فنزل تو ان کے لئے مہمانی ہے من حمیم (کھولتا ہوا پانی) جو زقوم کے کھانے کے بعد انہیں ملے گا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ یعنی پھر انہیں قبر میں داخل ہوتے ہی گرم پانی کی مہمانی ملے گی اور دوزخ میں آتش کا دھواں (معاذ اللہ) وتصلیۃ جحیم اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا (یعنی آگ میں داخل کرنا اس میں ٹھہرانا اور ان کا ٹھکانا بنانا اور مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا کرنا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ جو قبر میں عذاب پائے گا وہ دوزخ کا دھواں ہو گا۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں اصلاہ النار و صلاہ یعنی اس میں داخل کیا۔ ویصلاھا اس میں داخل کرے گا۔

فائدہ یہاں مصدر مضاف الی المفعول ہے ان ھذا بیشک وہ جو مذکور ہوا اس میں سورۃ مبارکہ میں لھو الحق الیقین (البتہ وہ اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے) یعنی یہ خبر یقینی اور حق ہے۔ اضافۃ الموصوف الی الصفۃ کے قبیل سے ہے۔ اتساعاً مجازاً بعض نے کہا اس کا معنیٰ ہے کہ وہ حق بات ہے یقین سے یعنی وہ ایسا حق ثابت ہے کہ اس پر تبدل و تغیر طاری نہیں ہوتا۔

فائدہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنیٰ ہے کہ وہ یقین حق الیقین ہے۔

marfat.ocm

یقین کی تحقیق یقین وہ علم ہے جس سے سینے کی ٹھنڈک نصیب ہو اسے برد الیقین کہا جاتا ہے یعنی یقین وہ علم ہے جس سے نفس کو اطمینان حاصل شک و اضطراب دفع ہو اور یہاں وہ خبر معلوم مراد ہے جو یقینی ہو اس لئے کہ مبتدا و سے مراد خبر معلوم ہے تو چاہئے کہ خبر بھی ایسے ہو اب معنی یوں ہوا کہ ان ھذا لھو ثابت الخبر۔ المتقین وہ خبر ثابت ہے جس کا برد الیقین ہے یعنی اس سے ثابت ہے تو اس معنی پر یہ اضافت بمعنی من ہے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ اس میں مبالغہ ہے کیونکہ اس کا ایک ہی معنی ہے مثلاً وہ بات کہ جس میں تاکید مطلوب ہے تو کہا جاتا ہے ھذا الیقین و ھذا صواب الصواب۔ مطلب یہ ہے کہ یہ بات انتہائی یقینی اور مبنی بر صواب ہے۔ اس عبارت میں بھی مبالغہ اور تاکید ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ یہ وہ خبر ہے جو یقین کا عین اور حقیقت ہے۔

فائدہ ابن الملک نے فرمایا کہ علم کی اضافت یقین کی طرف حاشی کی اضافت اس کے مترادف قبیل سے ہے یہ ایسے ہے جیسے عطف میں ہوتا ہے۔

فائدہ شرح المنصوص (بالنون) علم یقینی وہ علم ہے جو ادراک باطنی سے بذریعہ فکر صائب و استدلال سے حاصل ہو یہ ان علماء کے لئے ہوتا ہے جنہیں غیب پر یقین ہے اور یہ مرتبہ نہیں بڑھتا جب تک کہ ارواح قدسیہ سے مناسبت نہ ہو تو ایسا علم عین ہوتا ہے اور عین کا مرتبہ وہ یقین ہے جو معلوم کے مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ مرتبہ نہیں بڑھتا جب تک دوئی ختم نہ ہو تو وہ عین حق ہو گا اور حق کا کوئی مرتبہ نہیں سوائے ادراک احدیۃ الجمع کے یعنی انسان کی وہ حقیقت جو مدرکات ظاہرہ باطنہ پر مشتمل ہے اور روحانیت و جسمانیت کی جامع ہے یعنی اس سے ایسا ادراک حاصل کرتا ہے جو گھیر لیتا ہے ہر اس شے کی معرفت کو جس پر مدرک کی حقیقت مشتمل ہے اس کے امور ظاہرہ و باطنہ کو۔ یہ کامل کا حال ہے اور اس کی حقیقت ہے۔ جس کا قلب حق کا مستوی ہے جس میں وہ سماتا ہے جیسا کہ اس نے خبر دی ہے۔

لا یسعنی ملک مقرب الی ان قال ولکن یسعنی قلب المومن مجھ میں کسی کی گنجائش نہیں سوائے قلب مومن کے (اویسی غفرلہ) کیونکہ جمع الجمع کا حال ہے اور اس مرتبہ کا زیادہ ہونا یعنی حق الیقین کا مرتبہ کا زیادہ ہونا عدم ورود الحجاب سے ہے یعنی حق الیقین کے بعد پھر تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔

marfat.ocm

فائدہ یاد رہے کہ عین الیقین اولیاء کو اور حق الیقین انبیاء علیہم السلام کو نصیب ہوتا ہے۔ ہاں حقیقتہ الیقین یعنی حق الیقین کا باطن صرف اور صرف ہمارے نبی پاک ﷺ کو نصیب ہوا اور بس۔

سبق یہ درجات و مراتب مجاہدات سے ہی حاصل ہوتے ہیں مثلاً ہمیشہ باوضو رہنا تھوڑا کھانا۔ بکثرت ذکر الٰہی۔ خاموشی کے وقت ملک السموت والارض میں فکر کرنا۔ سنن و فرائض کی ادائیگی۔ ترک ماسوی الحق کا ترک الفرض۔ تھوڑا سونا۔ تقلیل العرض۔ اکل حلال۔ صدق و مقال۔ مراقبہ بالقلب الی اللہ تعالیٰ یہ امور معائنہ و مشاہدہ کی کنجیاں ہیں۔

تفسیر صوفیانہ حضرت ابن عطاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ قرآن حق ثابت ہے اہل یقین اور موقنین کے صدور میں اور وہی حق ہے حق کے ہاں اسی لئے محققین کے قلوب میں متحقق ہوتا ہے اور یقین صرف اولیاء اللہ کے قلوب میں قرار پاتا ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھ سے پردے ہٹ جائیں تب بھی یقین میں میرا اضافہ نہ ہوگا (یعنی حق الیقین حاصل ہے اس سے پھر آگے اضافہ کا کیا معنی۔

حال خلد و جحیم دانستم   بہ یقین آں چنانکہ می باید
گر حجاب از میانہ برگیرند   آں یقین ذرہ نفزاید

ترجمہ مجھے خلد اور جحیم کا حال معلوم ہے یقین سے جیسا کہ لائق ہے۔
اگر درمیان سے حجاب اٹھ جائیں تو ذرہ بھر بھی میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔

فائدہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر احوال آخرت منکشف ہو جائیں اور سب کو میں آنکھوں سے دیکھوں تو بھی میرے یقین میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا کیونکہ آج (دنیا) کا میرا علم الیقین ایسے ہے جیسے آخرت میں عین الیقین۔

دعا نبوی حضور سرور عالم ﷺ نے عرض کی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی ویقینا لیس بعدہ کفر (اے اللہ میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں جاگزین ہوا اور اس یقین کا سوال ہے جس کے بعد کفر نہیں۔

فائدہ وہ یقین جو آنکھوں کے سامنے ہو یعنی حقیقت کا ظہور۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ علم الیقین کا علم خطرے میں ہوتا ہے اس سے ارشاد حاصل نہیں ہوتا بخلاف عین الیقین والے کے کہ وہی قطب الاقطاب ہوتا ہے۔

marfat.com

فائدہ تجلیات تین ہیں۔

۱۔ تجلی علمی ۲۔ تجلی عینی ۳۔ تجلی حقی

پہلی جسے علم الکعبہ یہ علم ضروری ہے اگرچہ کسی نے کعبہ کو دیکھا تک نہ ہو تب بھی اسے یقین ہے کہ وہ ہے دوسری جیسے کعبہ کو دور سے دیکھنا۔ تیسری جیسے کعبہ میں داخل ہونا (یعنی) حرم کی حاضری۔

فائدہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی ضائع نہیں کرتا ہر ایک کو اس قرآن کی برکت سے اسے یقین سے واقفیت بخشے گا ہاں فرق اتنا ہے کہ مومن کو دنیا میں اس کا یقین نصیب ہوا اس کا نفع آخرت میں پائے گا اور کافر کو قیامت میں یقین آئے گا لیکن اس سے اسے کوئی نفع نہ ہو گا۔ حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

سیراب کن ز بحر یقین جان تشنہ را

زیں پیش خشک لب منیشن بر سراب ریب

(پیاسی جان کو اس بحر یقین سے سیراب کر۔ اس سے پہلے کہ تو خشک لب نہ بیٹھ شک کے سراب پر)

تفسیر عالمانہ فسبح تو اے (حضرت) محمد ﷺ تسبیح کہو باسم ربک العظیم اپنے عظیم رب کے نام کی۔ فاء تسبیح کی ترتیب یا ماقبل پر امر کے لئے ہے کیونکہ سورہ کریمہ کے اندر جو تفصیل مذکور ہوئی ہے اس کا حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ان امور سے جو اس کے شان عظیم کے لائق نہیں مثلاً اس کا شریک ٹھہرانا اور اس کی وہ آیات جو حق بولتی ہیں کی تکذیب وغیرہ۔

فائدہ حضرت ابو عثمان قدس سرہ نے فرمایا تسبیح کیجئے اس شکرانہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو توفیق بخشی ہے کہ وہ آپ کی سنت پر عمل پیرا ہے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ کفار کے اقوال اور دنیا کے ان جملہ امور سے اعراض کیا جائے جو کفر سے متعلق ہیں اور امور آخرت اور عبادت الٰہی اور اس کی طرف رجوع اور توجہ کی جائے۔

حدیث شریف ۱ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اسے رکوع میں رکھا کرو جب سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی فرمایا اسے سجدہ میں رکھا کرو

marfat.com

حدیث شریف ۲ حضور سرور عالم ﷺ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی پڑھا کرتے۔

نکتہ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی میں پڑھنے کا راز یہ ہے کہ پہلے میں تین مرتبہ حیوان کی طرف اور سجدے میں مرتبہ بناتات اور جملوات کی طرف اشارہ ہے اسی لئے تنزیہ میں بھی ترقی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جسے وہ تحت سے فوق ہے ایسے ہی وہ فوق الفوق ہے۔ اس کی طرف جہت کی نسبت ہر طرح سے برابر ہے اسی لئے اس کے لئے ترقی کے وقت بھی تنزیہہ ضروری ہے کیونکہ جہات کی قید سے منزہ ہے اسی لئے ہبوط (نیچے جانے) کے وقت بھی تسبیح مشروع ہوئی۔

مسئلہ اس تسبیح کے بارہ میں نماز میں علماء کرام کا اختلاف ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واجب ہے عمداً اس کے ترک سے نماز فاسد ہے سہواً پر سجدہ سہو واجب ہے اسے کم از کم ایک بار پڑھنا واجب اور کمال کا ادنیٰ مرتبہ تین بار ہے۔ امام ابو حنیفہ و شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سنت ہے اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا التزام مکروہ ہے کہ کہیں اس کا التزام واجب سے فرض نہ سمجھا جائے۔

فائدہ اسم یہاں پر جنس ہے یعنی اسماء رب میں سے کوئی اسم۔ العظیم ربک کی صفت ہے۔

حکایت سیدنا عثمان بن عفان سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی مرض الموت کے وقت عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے دیکھ کر پوچھا روتے کیوں ہو عرض کی گناہوں سے فرمایا کچھ تمنا بھی ہے کہاں رحمت رب کی یعنی یہ آرزو ہے کہ میرا پروردگار مجھ پر رحمت فرمائے اور میرے عجز و ضعف پر رحم فرما کر مجھے بخش دے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اجازت ہو تو طبیب کو بلائیں تاکہ آپ کے درد کا علاج کرے فرمایا نہیں اس لئے کہ طبیب الٹا مجھے زیادہ بیمار کردے گا فرمایا کچھ درہم و دینار دوں تاکہ ضرورت میں خرچ کرو کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں فرمایا تو بچیوں کو کچھ دے دوں تاکہ آپ کے بعد وہ اپنی ضروریات پوری کرتی رہیں گی کہا انہیں بھی ضرورت نہیں اگر ضرورت پڑی تو میں انہیں اس سے بہتر عطا دیئے جا رہا ہوں وہ یہ کہ میں نے انہیں کہا کہ اگر ضرورت محسوس ہو تو سورہ واقعہ پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ جو ہر رات سورۃ الواقعہ پڑھے گا اسے فاقہ نہیں آئے گا۔

marfat.ocm

فائدہ حضرت سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

فضائل سورۃ الواقعہ حدیث شریف میں ہے جو سورۃ الواقعہ کے پڑھنے پر مداومت کرے گا وہ ہمیشہ تک کسی کا محتاج نہ ہو گا۔

فائدہ حضرت ابن عطیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں قیامت اور آخرت میں حظوظ کا ذکر ہے اسی سے سمجھا گیا کہ اس میں غنا ہے فقر نہیں جو اسے ایسا سمجھے گا تو وہ اس کی تیاری میں لگا رہے گا۔

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سورۃ الواقعہ رزق کے بارے میں شدت اور فاقہ کے لئے احادیث مبارکہ از حضور سرور عالم ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہیں یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے کہ آپ سے اولاد نے تنگی معاش کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں تمہارے لئے سورۃ الواقعہ چھوڑے جا رہا ہوں۔

سوال امور دنیا کو امور آخرت کے ذریعہ حاصل کرنا کیسا؟

جواب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے انہیں اتنا قوت و رزق عطا فرمائے گا جو ان کی گزر اوقات اور عبادت کی ادائیگی کے لئے کافی ہو گا اور درس علم پر بھی اکتفاء کرے گا اور یہ ریاء میں شامل نہیں بلکہ ارادہ خیر و بھلائی ہے۔ (منہاج العابدین الغزالی)

فائدہ حضرت ہلال یساف حضرت مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ جو چاہے کہ اسے اولین و آخرین اور اہل جنت و اہل نار اور دنیا و آخرت کی خبر سے آگاہی ہو تو وہ سورۃ واقعہ پڑھے۔

تاریخ فراغت از صاحب روح البیان صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ تفسیر سورہ الواقعہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور مدد سے اوائل صفر الخیر سن ۱۱۱۵ ہجری میں مکمل ہوئی اور فقیر اویسی غفرلہ نے تفسیر سورہ الواقعہ کے ترجمہ سے ۲۰ ذوالحجہ سن ۱۴۰۸ ہجری ۱۴ اگست سن ۱۹۸۸ بروز اتوار پونے چار بجے فراغت پائی۔

فالحمد للہ علی ذالک و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

marfat.ocm

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ آيَاتُهَا ۲۹ رُكُوْعَاتُهَا ۴

سورہ حدید مدنی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — انتیس آیتیں اور چار رکوع

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے اسی کے لیے ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ

اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی

وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کیے

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا

پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے اور

يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا

بَصِيْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

ہے اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع رات کو دن کے حصے میں

النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

لاتا ہے اور دن کو رات کے حصے میں لاتا ہے اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ

لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا

اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

ان کے لیے بڑا ثواب ہے اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ

وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ

اور بیشک تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے

بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹

تاکہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا

marfat.com

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا
اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے
يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۚ أُولٰٓئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ
تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد
الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی
ع ۱ خَبِيرٌ ﴿۱۰﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۱﴾
K
خبر ہے کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لیے دونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے
يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا
بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
ہے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ
الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ
رہو یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے
مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۗ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ
نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائیگا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی
بَابٌ ۗ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظٰهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ
جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے
مَعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ
ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع
الْأَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ أَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ
نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا
فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوٰىكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۵﴾
جائے اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام

marfat.com

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ

اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہوگئے

قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اور ان میں بہت فاسق ہیں جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا

بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں کہ تمہیں سمجھ ہو بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں

اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان

أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ

لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ ع ۲ ۱۸

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں جان لو کہ دنیا کی زندگی تو

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ

نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی

كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ

چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہوگیا

وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ

اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو

الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

نہیں مگر دھوکے کا مال بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی

marfat.ocm

كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ
جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ
یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے نہیں پہنچی کوئی مصیبت
مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا
زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ
بیشک یہ اللہ کو آسان ہے اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو
اٰتٰىكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿٢٣﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ
تم کو دیا اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا بڑائی مارنے والا وہ جو آپ بخل کریں اور اوروں سے
النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
بخل کو کہیں اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا بیشک ہم نے اپنے
رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ
رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں
وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ
اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے اور اس لیے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے
يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بیشک اللہ قوت والا غالب ہے اور بے شک ہم نے نوح
وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِىْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ
اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی راہ پر آیا
مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى
اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو

ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۵ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروؤں کے دل میں نرمی

رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا

اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی

ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو

مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

ہم نے انکا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس

وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ

کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کردے گا

بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا

جس میں چلو اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ اس لیے کہ کتاب والے کافر

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ

جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں اور یہ کہ فضل اللہ کے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

ع ۲ ۲۰

تفسیر عالمانہ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ تسبیح اللہ تعالیٰ کی ان باتوں سے پاکی بیان کرنا جو اس کی شان اقدس کے لائق نہیں۔

اعتقادا اور قولا و فعلا

نکتہ سورۃ الاسراء میں مصدر (سبحان) سے کیونکہ وہ اصل ہے اس کے بعد ماضی کا صیغہ لایا گیا سورہ حدید و حشر وصف میں کیونکہ ماضی حال و مستقبل سے اسبق ہے اس کے بعد صیغہ مضارع سورۃ جمعہ و تغابن میں پھر امر سورۃ سورۃ الاعلیٰ میں تاکہ تمام زمانے دلالت کریں کہ بندے پر لازم ہے کہ ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف رہے خلاصہ یہ کہ (ماضی۔ مضارع و حال۔ مستقبل) کو ازمنہ (زمانوں) سے خالی کر کے دلالت کی گئی ہے کہ تسبیح حق میں

marfat.com

مشغولی لازم ہے تاکہ کوئی مخصوص زمانہ سے مخصوص نہ ہو یہاں تک کہ عدم کے بعد جب تک وجود قائم ہے ہر موجود لئے تسبیح میں موصوف ہے اور ہونا چاہئے۔

فضیلت تسبیح حدیث شریف میں ہے کہ افضل الکلام چار چیزیں ہیں۔

۱۔ سبحان اللہ ۲۔ الحمد للہ ۳۔ لا الہ الا اللہ ۴۔ اللہ اکبر

اس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی کو پہلے کہا جائے کسی کو بعد کو۔

فائدہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبحان اللہ کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ یہ وہ کلمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔

فائدہ سبح خود متعدی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وتسبحوہ (اور اس کی تسبیح بولو) للہ میں لام زائدہ ہے تاکید کے لئے جیسے نصحت بہ۔ (میں نے اسے نصیحت کی) میں لام زائد تاکید کے لئے ہے اور شکرت لہ وعدہ نے اس کا شکریہ ادا کیا) میں بھی کہ یہ دراصل (نصحہ وشکرتہ) تھے یا لام تعلیلیہ ہے اور فعل بمنزلہ لازم کے ہے اب معنی یہ ہوا فعل التسبیح ولاوقعہ واحدثہ لا جل اللہ تعالیٰ وخالصالوجہہ تسبیح کا کام کیا اور اسے واقعہ کیا اسے ظاہر کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے لئے۔

فائدہ مافی السموت ومافی الارض سے تمام موجود مخلوقات مراد ہے وہ زندہ ہوں یا جماز اور ذوی العقول کی تغلیب (اکثریت) کی وجہ سے لایا گیا ہے لیکن اکثر علماء کرام فرماتے ہیں۔ کہ لفظ ما عام ہے ذوی العقول وغیرہ ذوی العقول سب کو شامل ہوتا ہے۔

مسئلہ یہاں سب کی تسبیح عبادت و تسبیح مقالی مراد ہے جیسے بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انس و جن سے جملوں کی تسبیح مقالی کی قوت سماع سلب فرمائی ہے سوائے ان حضرات کے لئے جن کے لئے وہ چاہے (انبیاء و اولیاء)

مسئلہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی حمد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

سوال جب مخلوق کی غرض تسبیح الٰہی ہے تو پھر ہم انسان (و جن) ان سے کیوں کام لیتے اور فوائد حاصل کرتے ہیں؟

جواب ہمارا ان سے انتفاع تبعاً ہے یعنی اصلی غرض تو وہی ہے لیکن ہمارے انتفاع پر ان کی تسبیح میں انہیں حرج واقع نہیں ہوتا۔

اعجوبہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تمہارے لئے ان اشیاء کی تسبیح و عبادت مخفی نہ رکھی جاتی جو ہمارے ساتھ میں گھروں میں یا باہر تو تم کبھی قرار و سکون نہ پا سکتے۔

فائدہ عجیبہ زندہ زندہ سے صادر ہوتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ عالم میں غیر زندہ اشیاء ہیں اور یہ نسبت حقیقت

maktabah.org

الیہ کی طرف نہ ہوگی اور یہ محال ہے (کہ کوئی شے بھی حقیقت الیہ کی طرف منسوب نہ ہو) تو اس کا حل یہ نکالا جائے کہ یہ اشیاء (جملو وغیرہ) محجوب (انسان وغیرہ) کے لئے میت لیکن فی نفس الامر (واقعتہ) حی ہیں میت نہیں کیونکہ میت کی موت حقیقت ہے۔ مفارقہ حی تدبیر کا حی مدبر کے لئے اور مدبر ہر دونوں حی ہیں ہاں یہ نسبت مفارقۃ عدمیہ ہے نہ کہ وجودیہ۔

تائید اہلسنت موت کا مطلب ہے موت اس شان (حال) کا نام ہے کہ زندہ (موجود) کو ولایت سے معزول کر کے ایک دار سے دوسری دار کی طرف منتقل کرنا۔

ازالہ وہم کسی زندہ شے کا کسی دوسرے کو احساس ضروری نہیں کیونکہ زندہ شے سے احساس و حواس امور معقولہ زائدہ ہیں ہاں وہ علم کے شرائط میں سے ہیں اسی لئے وہ کبھی محسوس ہوتا ہے۔ اور کبھی نہیں مثلاً جسے مرض آکلہ ہو اسے جو شے کھا رہی ہے وہ اس کے احساس میں شے غائب ہے اسے محسوس نہیں کہ وہ شے اس کے عضو کو کیسے کاٹ رہی ہے اس کا احساس نہ ہونا ثابت ہوا حالانکہ یہ زندہ ہے لیکن اسے احساس نہیں۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے سوائے انسان کو سب کو مطلع فرمادیا ہے کہ اس کی تسبیح حمد کے ساتھ اسی طرح کریں جیسے اس نے اپنی تسبیح حمد کے ساتھ خود فرمائی ہے اور وہ ان کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے بغیر اس کی حمد کے اسی لئے اس کی بعض حمد نامقبول ہوتی ہے اس لئے کہ وہ بعض حمد وہ ہوتی ہے جو اس نے اپنے لئے خود کی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان اس کے بعض پر ایمان لاتا ہے یعنی لیس کمثلہ شیء پر اور بعض پہ کفر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ تنزیہ نہیں کرتا جو اس کے لائق نہیں یعنی محدثات سے موصوف کرتا ہے (جیسے کفار کا طریقہ ہے) وان من شیء الا یسبح بحمدہ۔ کوئی شے نہیں جو اس کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ نہ کرتی ہو یعنی اسی طرح حمد و ثناء کرتی ہے جو اس نے اپنے لئے کی اور اسے رسل کرام کی زبان سے بتائی نہ اس طریق جو عقل کی ایجاد ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے جو عقل کی ایجاد سے تسبیح کرتے ہیں چنانچہ فرمایا سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون پاکی ہے میرے رب کو وہ رب العزۃ ہے اس سے جو اسے موصوف کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ ہر ثناء سے بلند تر ہے۔

فائدہ اہل اللہ یعنی اولیاء کرام کو ہر شے کی تسبیح ان کی زبان سے سنائی دیتی ہے یہ نہیں کہ وہ اسے زبان حال سے

marfat.ocm

تعبیر کریں جیسے بعض (معتزلہ وغیرہ) کا اعتقاد ہے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ بعض مواقع اپنی رحمت سے ان سے قوت سماعت تیار چھین لیتا ہے صرف عقلی طور وہ اشیاء کی تسبیح کے قائل ہوتے ہیں کیونکہ اگر وہ ہروقت اسی حالت میں رہیں تو وہ ان کی تسبیح سن کر عقول کو پریشان کر بیٹھیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ عذاب القبر کو ہر شے (جملہ حیوان) سنتے ہیں سوائے ثقلین (انس و جن) کے۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ آسمان و زمین بجمیع الاجزاء اور جو ان کے اندر ہیں فرشتے' سورج' چاند' ستارے' انس و جن' حیوان' نباتات' جمادات سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

مسئلہ (اہلسنت کے نزدیک) ان (جمادات وغیرہ) میں ان کی شان کے لائق حیوۃ و فہم و ادراک و تسبیح و حمد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وان من الا یسبح بحمد ربه ولکن لا تفقهون الا قلیلا کوئی شے نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی حمد ساتھ نہ کرتی ہو لیکن نہیں سمجھتے ہو مگر قلیل۔

تفسیر صوفیانہ اللہ تعالیٰ مسبح (بصیغہ مفعول) ہے مقام تفصیل میں اور مسبح (بصیغہ فاعل) ہے مقام الجمع میں' حسب مقام الجمع والتفصیل تسبیح کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ نقائص امکانیہ میں اور تنزیہ کملات انسانیہ سے جو من حیث التقیید والتعین' انسان کے ساتھ مخصوص ہیں۔

تفسیر عالمانہ هو العزیز اور وہ غالب ہے اپنی قدرت و سلطان سے اسے نہ کوئی مانع ہے اور نہ اس سے کوئی چھین سکتا ہے۔

الحکیم وہ حکیم ہے اپنے لطف و تدبیر سے وہ نہیں کرتا مگر وہی جو اس کی حکمت و مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے۔ اس میں حکم کی علیت کی طرف اشارہ کیونکہ عزت بمعنی ہر شے پر غلبہ جو اس کی کمال قدرت پر اور وہ حکمت جو کمال علم و عقل پر دلالت کرتی ہے اور وہ فیصلہ کرتا ہے۔ یعنی وہ ان دونوں صفات سے موصوف ہے اس معنی پر وہ منزہ ہے ہر نقص یعنی عجز و جہل وغیرہما سے منزہ و مقدس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے عذاب سے امن کفر ہے کیونکہ یہ اس کے عجز کی طرف نسبت ہوتی ہے ایسے ہی ناامیدی کیونکہ اس میں اللہ کریم کی طرف بخل کی نسبت ہوتی ہے۔

marfat.com

لہ ملک السموات والارض اس کے ملک ہیں آسمانوں اور زمینوں کے یعنی اس کا تصرف کلی اور ان میں اسی کا امر نافذ ہے اور ان میں جو ان کے اندر موجودات ہیں من حیث الایجاد والاعلام ایسے ہی جملہ تصرفات جنہیں ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

سوال فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے۔ کہ ملک کو متناہی کی طرف کیسے منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کے ملک کا کمال غیر متناہی ہے (یعنی یہاں صرف آسمانوں اور زمینوں کا ملک کہہ کر اس کے کمال کے خلاف) کہا گیا ہے۔

جواب آسمانوں اور زمینوں کا ایک ظاہر یعنی وہ جو حاضر ہے اور مرئی ہے جسے عالم الملک کہا جاتا ہے اور یہ متناہی ہے کیونکہ یہ من قبیل الاجسام والصور ہے اور دوسرا ان کا باطن ہے یعنی وہ جو غائب اور غیر محسوس ہے یعنی ان کے اسرار و رموز اور حقائق اور وہ غیر متناہی ہیں کیونکہ وہ عالم الملکوت والمعانی سے ہیں ملک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا مطلق ہے جس میں دونوں ملک و ملکوت مندرج ذیل ہیں اور وہ فی الحقیقت غیر متناہی ہیں کیا نہیں دیکھتے ہو کہ قرآن مجید کے عجائبات غیر منقطع وغیر منقضی ہیں۔ یہ وہ بحر ہے کہ اس کا ساحل (کنارہ) نہیں یعنی اس کے اسرار غیر متناہی ہیں اور بایں معنی کہ اس کا متعلم وہ ہے جس کی کوئی نہایت نہیں اگر بظاہر قرآن متناہی ہے ہم اسے خود محسوس کر رہے ہیں کہ اس کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی۔

فائدہ یہاں پر ملک سے ملک حقیقی مراد ہے ورنہ مجاز تو ہر بشر کسی نہ کسی شے کا مالک ہے جیسا کہ اس سورۃ مبارکہ میں اس کی وضاحت آئے گی انشاء اللہ۔

یحی ویمیت وہی جلاتا مارتا ہے یہ جملہ مستانفہ ہے ملک کے بعض احکام کو بیان کرنے کے لئے ہے یعنی مردوں کو زندہ کرتا ہے ایسے نطفوں کو اور انڈوں وغیرہ وغیرہ کو اور زندوں کو مارتا ہے احیاؤ اماتتہ کا معنی ہے شے کو زندہ و مردہ کرنا۔ انہیں کبھی استعارہ کے طور ہدایت و اضلال کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کان میتا فاحیینھاہ یعنی وہ قلب کو اسم الحی کے جلوہ سے زندہ کرتا اور اسم الممیت کے جلوہ سے نفوس کو مارتا ہے یا نفوس کو قلوب کی موت سے زندہ کرتا ہے اور حیاۃ نفوس سے قلوب کو مارتا ہے جس کا غلبہ اس کی حیاۃ یا موت۔

marfat.ocm

فائدہ حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ مالک الکل اور اسی کے لئے تمام ملک ہیں جسے چاہے ملک میں مشغول رکھ کر موت دے جسے چاہے اپنے ملک کی طرف متوجہ کر کے زندہ رکھے۔

وھو علی کل شئی قدیر وہ جملہ اشیاء کی ہر شے پر قادر ہے۔ منجملہ ان کے احیاء اماتت ہے کہ اپنی حکمت کے مقتضا پر جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

قدیر کامل قدرت والا ہے یہ صیغہ مبالغہ ہے۔

تفسیر عالمانہ ھوالاول وہی اول ہے وہی ذات و صفات میں تمام موجودات سے سابق ہے کیونکہ وہی ان کا مبداء و مبدع ہے اور یہاں سبقت و اولیت ذاتی مراد ہے نہ کہ زمانی کیونکہ زمانہ بھی منجملہ از حوادث ہے۔

والاخر اور وہ آخر ہیں یعنی حوادث کی فناء کے بعد بھی وہ باقی ہے حقیقتہ یا نظراً الی ذات الحوارث کیونکہ جملہ موجودات ممکنہ قطع نظر از علت فانی ہیں۔

۱۔ اول او اول بے ابتداء آخر او آخر بے انتہاء

۲۔ بود و نبود ایں چہ بلند پست باشد و ایں نیز نباشد کہ ہست

ترجمہ ۱۔ وہ بے ابتداء اول ہے اور بے انتہاء آخر ہے۔

۲۔ وہ تھا جب یہ بلند و پست (آسمان و زمین) نہ تھے اور وہ ہو گا جب یہ موجودات نہ ہوں گے۔

والظاہر اور وہ ہے ظاہر کثرۃ الوجود اس کے ظہور کے دلائل واضح ہیں۔

والباطن اور وہ باطن ہے حقیقتہ اس کی کنہ تک عقل کو ادراک نہیں اللہ تعالیٰ خود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کی یہ باطنیت دنیا و آخرت میں برابر ہے۔ اس میں صاحب کشاف کے نظریہ کا رد ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ آخرت میں اسے ان حواس سے معلوم کر لیا جائے گا کیونکہ جس کی کنہ سے ادراک عاجز ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ اسے آخرت میں بعض صفات کی حیثیت سے دیکھا جائے گا۔

وھو بکل شئی علیم اور وہ ہر شے کو خوب جانتا ہے اس کے علم سے کوئی شے مخفی نہیں نہ ظاہر نہ پوشیدہ کیونکہ علیم صیغہ مبالغہ ہے دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تام ہے ہر شے کو وہ شے ظاہر ہو یا باطن۔

اول و آخر اور ظاہر و باطن کی تفاسیر یہاں اولیت کے کئی معانی ہیں۔

ا۔ اول وہ جس سے ہر شے کے اسباب کی ابتداء ہو۔ آخر وہ ہے جہاں جملہ مسببات کی انتہاء ہو یعنی جب موجودات متکونہ کے اسباب کے سلسلہ کو دیکھا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے کیسے مربوط ہیں تو اسی سلسلہ کا مبداء اللہ تعالیٰ ہو گا اور منتہی بھی وہی ہو گا کہ جہاں سے اسباب کی ابتداء ہوئی تھی اور مسببات تمام اسی کی طرف ہی منتہی ہوتے ہیں اسی لئے بزرگوں نے فرمایا کہ کشتی میں ہوا کی موافقت کا کوئی بھروسہ نہ ہو اور نہ ہی کشتی کی درستی پر اعتماد ہو اگر کوئی ان پر بھروسہ کرے گا تو وہ شرک فی التوحید الافعال کا مرتکب ہو گا اور ایسا انسان حقائق الامور سے جاہل سمجھا جاتا ہے اور جسے یہ امور منکشف ہو جاتے ہیں جیسے کہ یہ ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ ہوا خود نہیں چلتی اس کے چلانے والا کوئی اور ہے اور پھر اس کے چلانے کو کوئی اور ہے یہاں تک کہ اس چلانے والے تک تصور پہنچے گا جس کا کوئی اور چلانے والا نہیں اور اس کی حرکت اس طرح بھی نہیں جیسے ہماری حرکات ہیں اور ایسی حرکات اور ان جیسے امور سے منزہ ہے۔

الظاہر وہ جو ہر شے پر غالب ہے الباطن وہ جو ہر شے کے باطن کو جانتا ہے۔

فائدہ ظاہر ظہر علیہ سے ہے۔ معنی علاہ اس پر غالب ہوا۔

باطن بطنہ سے ہے معنی اس کے اندر کو معلوم کیا لیکن زمخشری نے اس معنی کو پسند نہیں کیا اس لئے کہ اس معنی میں ظاہر و باطن میں مطابقت باقی نہیں رہتی۔

دعائے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ مجھے ایک خادم عطا ہو۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھے کسی ایسے عمل کی رہبری نہ کروں جو اس سے بہتر ہے عرض کی ہاں فرمایا۔ یہ دعا پڑھا کرو۔

اللھم رب السموت السبع ورب العرش العظیم ربنا رب کل شئی منزل التوراۃ والانجیل والفرقان فالق الحب والنوی واعوذبک من شر کل ذی شر انت اٰخذ بنا صیتہ انت الاول فلیس قبلک شی وانت الاخر ولیس بعدک شئی وانت الظاہر فلیس فوقک شئی وانت الباطن فلیس دونک شئی اقض عنی الدین واغننی من الفقر عنی بالظاہر والغالب والباطن العالم ببواطن الاشیاء

imarfat.ocm

ترجمہ اے ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم اور ہمارے اور ہر شے کے رب تورات و انجیل فرقان نازل کرنے والے دانوں، گٹھلیوں کو چیرنے والے میں ہر صاحب شر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو ہر ایک کی پیشانی پکڑنے والا ہے تو پہلا ہے تیرے سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے نہیں تو باطن ہے تیرے سوا کوئی شے نہیں میرا قرضہ ادا کر ظاہر، غالب، باطن، تمام اشیاء کے عالم اسلام کے طفیل مجھے فقر و فاقہ سے بے نیاز کر۔

فائدہ یعنی وہ ایسا غالب ہے کہ اس پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا وہ ہر شے پہ غالب ہے وہ مخلوقات میں اپنے غلبہ کی تصرف کرتا ہے اور اسی کا استیلاء ہے سب پر اس کے اوپر اور کوئی نہیں جو اسے روکے اور اشیاء کے بواطن کو جانتا ہے کوئی ملجاء و منجیٰ اس کے سوا نہیں ہے۔

مسئلہ امام (فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ بہت سے علماء کرام نے لفظ اول سے ثابت کیا ہے کہ معبود ایک ہے اور فرمایا کہ اول بمعنی فرد سابق یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اول مملوک جو میں نے خریدا وہ آزاد ہے جب یک وقت دو غلام خریدے تو کوئی آزاد نہ ہوگا کیونکہ اس کی شرط تھی پہلا مملوک جو میں نے خریدا وہ ایک ہو تو آزاد ہوگا یہاں بیک وقت پہلی خرید میں فردیت نہیں بلکہ دوئی ہے اگر اس کے بعد ایک غلام خریدا اب بھی آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ یہاں فردیت ہے لیکن اولیت نہیں اس سے ثابت ہوا کہ اولیت میں فردیت شرط ہے تو آیت سے واضح ہوا کہ بلکہ عالم کا صانع ایک ہے اور وہ فرد ہے وہی اول اور موجود فی الخارج ہے کیونکہ وہی موجود الکل (سب کی ایجاد کرنے والا ہے) اور وہ آخر فنا ہے جیسے اثبات الصانع کے براہین و دلائل سے ثابت ہے یا بحسب ترتیب العارفین ثابت ہے کہ (وہ آخر فنا) ہے کیونکہ جب ہم عارفین کے سلوک کی ترتیب کو دیکھو گے تو اسی طرح ثابت ہو گا چنانچہ عارفین سالکین جب اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرتے چلتے ہیں تو منازل کے درجات کی آخری منزل اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو معرفت بھی اس کی ذات کی معرفت سے پہلے حاصل ہو گی تو وہ بمنزلہ سیڑھی کے ہو گی آخری منزل مقصود تو ذات حق کی معرفت ہی ہے۔

لب المعارف میں اللہ تعالیٰ کی ذات آخر ہے سلوک کی منزل طے کرنے کے درجات کے اعتبار سے وہ اول ہے باعتبار وجود خارجی کے اولاً بھی اسی سے ابتداء ہے اور آخر میں بھی وہی سب کا مرجع ہے۔

marfat.com

۲۔ بعض نے کہا کہ وہ باعتبار بدالیسر نزول کے اول ہے اور باعتبار ختم اسیر عروہ کے آخر ہے اور بحسب النظر الی وجود الحق ظاہر ہے اور باطن ہے بحسب النظر الی وجود الحق کے۔ اسی قاعدہ پر صوفیہ کرام نے فرمایا کہ ظاہر الحق باطن الخلق ہے اور باطن الخلق ظاہر الخلق ہے اس لئے کہ ہویت ان کے درمیان برزخ ہے جو ان دونوں سے متجاوز نہیں ہوتی اسے اگر منسوب الی الحق دیکھا جائے تو ہو یتہ الہیہ ہے اگر اسے منسوب الی الخلق دیکھا جائے تو ہو یتہ کونیہ ہے اور یہ قاب قوسین کا مرتبہ ہے اس کے اوپر اونی کا مرتبہ ہے۔

حکایت ایک دن سیدنا شبلی قدس سرہ نے صفات کے متعلق گفتگو فرماتے ہوئے کہا خاموش ہو جاؤ یہاں خطرات ہیں ان کے پردے نہ اوہام سے اٹھ سکتے ہیں اور نہ افہام ان کا ادراک کر سکتے ہیں لو ان صفات میں گفتگو ہو تو کیا کہ جہاں اضداد کا اجتماع ہے مثلاً فرمایا ہو الاول والاخر والظاہر والباطن اس نے ہمارے ساتھ ہمارے افہام کے مطابق گفتگو فرمائی ہے۔

۳۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول وہ ہے جو غیر کا ترتب ہو وہ کئی معنی پر مستعمل ہوتا ہے۔

(ا) متقدم (زمانہ کے لحاظ سے پہلے) بالزمان جیسے تم کہو عبدالملک اولا ثم منصور پہلے عبدالملک تھا پھر منصور۔

(۲) کسی شے پر حکومتی اعتبار سے کسی کا نمبر پہلے ہونا کسی کا دوسرا جیسے کہا جاتا ہے الامیر ثم الوزیر۔

(۳) متقدم بالوضع بالنسبۃ جیسے عراق سے آنے والے کے لئے کہا جائے القادسیۃ اولا ثم "جنگل میں ایک گاؤں ہے حجاز کے راستہ پر اگر کوئی مکہ سے عراق کو جائے تو کہا جائے گا فید اولا ثم القادسیہ۔

(۴) المتقدم (صناعت کے لحاظ سے پہلے) بالنظام الصناعی جیسے کہا جاتا ہے پہلے بنیاد پھر دیوار۔

فائدہ جب اللہ تعالیٰ کی صفت کے لئے کہا جائے کہ وہ اول ہے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ وجود میں کوئی شے اس سے پہلے نہیں یہی مطلب ہے اس کا جو کہتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ایسے ہی کہا جائے کہ وہ مستغنی بنفسہ ہے۔

الظاہر والباطن اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں انہیں یوں نہ کہا جائے کہ یہ لازم و ملزوم کی طرح ہیں جیسے اول و آخر کے لئے بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے مدمقابل صفات ہیں۔

بعض نے کہا کہ وہ اپنی آیات کے لحاظ سے ظاہر اور ذات کے لحاظ سے باطن ہے بعض نے کہا کہ وہ ظاہر ہے

marfat.ocm

ہیں معنی کہ وہ جملہ اشیاء کو محیط اور مدرک اور باطن ہے ان اشیاء میں جو اس کے احاطہ میں ہیں جیسا کہ فرمایا لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اسے آنکھیں اوراک نہیں کر سکتیں وہ ابصار کو محیط ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ کے متعلق تفسیر ہے فرمایا کہ وہ اپنے بندوں کے لئے ظاہر لیکن وہ اسے دیکھ نہیں سکتے وہ اپنی ذات کی زیارت تو ہر وقت کرا رہا ہے لیکن انہیں تجلی خاص سے نہیں نوازتا جسے وہ اسے دیکھ نہیں سکتے اس کی معرفت کے لئے عقل و فہم روشن کی ضرورت ہے۔ (المفردات)۔

وہ اول ہے اپنی عین آخریت میں اور آخر ہے اپنی عین اولیت میں اور ظاہر ہے عین باطنیت میں اور باطن ہے عین آخریت میں حیثیت واحدہ سے باعتبار واحد کے ان واحد میں اس تقاضا کی وجہ سے اس کی ذات کے جو ان اعتبارات مختلفہ امور حیثیات متنافرہ متباینہ سے مطلق ہے کیونکہ وہ سب کو محیط اور سب سے مستغنی ہے۔

حکایت حضرت عارف ربانی خراز قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانا فرمایا جمع بین الاضداد سے پھر آپ نے یہی ایت تلاوت فرمائی۔ ھوالاول والاخر والظاھر والباطن اور قاعدہ ہے کہ جمع بین الاضداد کا تصور نہیں ہو سکتا سوائے حیثیت واحدہ اور اعتبار واحد اور آن واحد وھو بکل شئی الخ وہ ہر شے جس کی اولیت سے ہو یا آخریت سے ظاہریت سے ہو یا باطنیت سے کو خوب جانتا ہے کیونکہ اس کا علم اس کی ذات کا عین ہے اور اس کی ذات جملہ اشیاء کو محیط ہے جیسا کہ فرمایا واللہ بکل شئی محیط (اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے) (التاویلات النجمیہ)

فائدہ حضرت الواسطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مخلوق میں کسی ایک کو نہیں چھوڑا جب سے اپنے لئے خبر دی کہ ھوالاول والاخروالظاھروالباطن۔

فائدہ نیز فرمایا کہ جسے اسم اول سے کچھ حصہ نصیب ہے تو اس کا شغل ماسبق (ماضی) سے ہے جسے اسم آخر سے حظ نصیب ہے تو اس کے تعلقات مستقبل سے مربوط ہیں جسے اسم ظاہر سے حظ نصیب ہے تو اسے اس کی عجائب قدرت سے کوئی حظ نصیب نہ ہوگا جسے اسم باطن سے حظ ہے تو اس کے انوار سے جو سر میں جاری ہوئے سے حظ نصیب نہ ہوگا۔

فائدہ نیز فرمایا کہ حظوظ الانبیاء باوجود ایک دوسرے کے تباین کے چار اور اسموں سے ہیں اور ہر گروہ کا قیام ان

marfat.com

چار اسماء میں سے کسی ایک کے ساتھ ہے۔ جس نے ان تمام اسماء کو جمع کیا تو وہ ان کے لوسط میں سے ہے اور جو ان سے ملابست کے باوجود ان میں فانی ہو تو کامل مکمل ہے اور وہ چار اسماء یہی ہیں ھوالاول والاخر الخ۔

فائدہ نیز فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اسم اول کی تجلی سے نوازا اس کا اسم آخر کی تجلی کا حصول محال ہے کیونکہ وہ تجلی سے اسے نوازتا ہے جو اس سے مفقود ہو یا بعید ہو تو اسے قریب فرماتا ہے۔

فائدہ حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میرے اول کے قدم (قدیم ہونے) کی نفی اسم اول سے اور ہر آخر کی بقاء کی نفی آخر سے فرمائی مخلوق صرف اس کی ظاہریت سے اس کی ربوبیت کے اقرار پر مجبور لیکن ان کے افہام اس کی کنہ اور اس کی باطنیت سے محجوب ہیں۔

فائدہ حضرت سدی نے فرمایا کہ وہ اول ہے اپنے احسان سے اس لئے کہ اس نے تجھے اپنی توحید کا عرفان بخشا اور آخر ہے اپنے جود سے اس لئے کہ اس نے تجھے غلطیوں سے توبہ کا طریقہ سمجھایا ظاہر ہے اپنی توفیق سے اس نے اپنے لئے سجدے کی تجھے توفیق بخشی۔ باطن اپنے بستر سے اس لئے کہ جب تو گناہ کرتا ہے تو وہ ڈھانپ لیتا ہے۔

فائدہ وہ کسی کی تاویل کے بغیر اول اور کسی دوسرے کے آخر ہونے کے بغیر آخر اور کسی کے اظہار کے بغیر ظاہر اور کسی کے باطن کے بغیر باطن ہے وہ اول بمعنی قدیم اور آخر یعنی رحیم اور ظاہر یعنی حلیم اور باطن یعنی علیم ہے اول ہے کہ وہ دنیا کے احوال کھولتا ہے تاکہ لوگ اس میں راغب نہ ہوں اور آخر ہے کہ وہ آخرت کے واضح کرتا ہے تاکہ لوگ اس میں شک نہ کریں اور اپنے دوستوں کے قلوب پر ایسا ظاہر ہے کہ وہ اسے خوب پہچانتے ہیں اور دشمنوں کے دلوں کے لئے ایسا باطن ہے کہ وہ اس کے وجود کا ہی انکار کرتے ہیں۔

فائدہ وہ اول ازلیت سے آخر ہے ابدیت سے ظاہر ہے احدیت سے باطن ہے صمدیت سے۔

فائدہ اول ہے ہیبت سے۔

فائدہ وہ اول ہے ہیبت سے آخر ہے رحمت سے ظاہر ہے حجت سے باطن ہے نعمت سے۔

فائدہ اول ہے وہ عطا سے آخر ہے جزاء سے ظاہر ہے ثناء سے باطن ہے وفا سے۔

marfat.ocm

فائدہ اول ہے بدایت سے آخر ہے نہایت سے ظاہر ہے دلالت سے باطن ہے رعایت سے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ زبان رحمت اشارہ فرماتی ہے کہ اے بنو آدم تیرے حق میں خلوق کے چار گروہ ہیں۔

۱۔ وہ گروہ جو تجھے اول حال میں کام آتا ہے جیسے ماں باپ۔

۲۔ وہ گروہ جو تجھے آخری زندگی میں کام آتا ہے جیسے اولاد۔ احفاد (پوتے)

۳۔ وہ تیرے ساتھ کمل کر رہتے ہیں جیسے یار دوست۔

۴۔ وہ جو پوشیدہ اوقات میں تیری معاش میں دخیل ہیں جیسے عورتیں کنیزیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنو آدم ان پر اعتماد نہ کرنا اور نہ ہی انہیں تو اپنا کارساز خیال کر کیونکہ اول صرف میں ہوں کہ تجھے عدم سے وجود میں لایا۔ آخر میں ہوں کہ تجھے یہاں سے رخصت ہو کر بالآخر میرے ہاں حاضر ہونا ہے اور میں ظاہر ہوں کہ تیری بہتر اور خوب تر شکل و صورت بنائی ہے۔ اور باطن میں ہوں کہ تیرے سینے میں حقائق و اسرار لطائف رکھے ہیں۔

اول و آخر توئی کیست حدوث وقدم ظاہر و باطن توئی چیست وجود و عدم
اول بے انتقال آخر بے ارتحال ظاہر بے چند و چوں باطن بے کیف وکم

ترجمہ تو اول تو آخر حدوث وقدم کون ہیں۔ ظاہر و باطن تو ہے وجود و عدم کیا ہیں۔
تو اول بے انتقال تو آخر بے ارتحال تو ظاہر بے چون تو باطن بے کیف و کم ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ وہ اول ہے کہ وہ خالق الاولین ہے اور آخر ہے کہ وہ خالق الآخرین ہے اور ظاہر ہے کہ وہ خالق الآدمیین ہے اور باطن ہے وہ خالق الجن والشیاطین ہے اور یہ دونوں گروہ ظاہر نہیں ہوتے۔

فائدہ (حکیم) ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اول بلا تکییف اور باطن بالتصریف آخر با تکلیف اور باطن بالتعریف۔

فائدہ اول بالانعام آخر بالاتمام ظاہر بالاکرام باطن بالالہام

marfat.ocm

فائدہ اہل اصول محققین کے بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ نفی تشبیہ میں مبالغہ ہے کیونکہ جو اول ہوتا ہے وہ آخر نہیں ہوتا اور جو ظاہر ہوتا ہے باطن نہیں ہوتا اس لئے خبر دی کہ وہ اول و آخر ظاہر و باطن سب کچھ ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ مخلوق میں کسی شے سے بھی مشابہت نہیں رکھتا اور نہ ہی مصنوعات میں کسی مصنوع سے اسے مشاکلت ہے۔

فائدہ بعض محققین اہل کشف نے فرمایا کہ وہ اول ہے اس لئے کہ وہ تھا لیکن عالم کی صورتیں نہ تھیں حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

ان اللہ ولا شئی معہ (اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی)

فائدہ اولیت سے یہی تقدم مراد ہے اور وہ اسی معنی پر ان سب سے مقدم ہے وہ آخر ہے کہ عالم کی صورتوں کے ظہور کے وقت ان کا عین تھا اسی لئے انہیں تاخیر ہے لیکن وہ باعتبار اپنے ظہور کے ان کے ساتھ اسے آخریت سے موصوف کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ وہ آخر ظاہر کا عین اور باطن اول کا عین ہے۔ یہ باعتبار تنزل کے من الحق الی الخلق کے ہے اور باعتبار ترقی من الخلق الی الحق کے آخر باطن کا اور ظاہر اول کا عین ہے۔

ازالہ وہم حضرت امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا اس سے تعجب نہ کیجئے کہ صفات باری تعالیٰ میں تضاد کیوں؟ یہ بات انسان میں بھی ہے مثلاً انسان جس معنی سے انسان ہے وہ انسان ظاہر بھی ہے باطن بھی کیونکہ اس کے ظاہر پر نظر دوڑائی جائے یعنی اس کے افعال مرئیہ محکمہ پر تو یہ ظاہر ہے اور باطن ہے اگر اسے ادراک حس سے سمجھا جائے کیونکہ حس تو صرف اس کی ظاہر بشریت مع متعلقہ ہے اور انسان اسی بشریت مرئیہ کا نام نہیں (ملکہ اور حقیقت کا نام ہے) بلکہ اس کی یہ بشریت بلکہ اس کے تمام [illegible] ں تبدیل ہو جاتے ہیں لیکن انسان جو اصلی (انسان) ہے وہ تبدیل نہیں ہوتا۔ دیکھئے انسان کے جوانی کے اجزاء اور بچپن کے اجزاء اور تھے کیونکہ بچپن والے اجزاء اس جوانی والے اجزاء میں محلول ہو گئے۔ بلکہ اپنے ہم مثل سے تبدیل ہوئے طریق غذا وغیرہ کے لیکن اس کی ہویت (اصل انسان) تبدیل نہیں ہوا۔ ہویت حواس ظاہر سے باطن اور عقل کے لئے بطریق استدلال از آثار و افعال کے ظاہر ہے۔

فائدہ حضرت زروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اول و آخر بایں معنی ہے کہ اس کے وجود کا آغاز نہیں اور نہ اس

marfat.ocm

کا اقتضاء ہے کہ اس کے لئے قدم ہے اور اس پر عدم محال ہے ہر شے کی ابتداء اسی سے ہوئی اور اسی کی طرف ہر شے لوٹے گی۔

فائدہ ان اسماء کو حرف عطف سے اس لئے لایا گیا ہے کہ ان پر ایک کے معنی کا موقعہ ایک دوسرے سے بعید ہے۔

فائدہ جس نے سمجھ لیا کہ وہ اول ہے تو وہ اس کے ذریعے ماسوی اللہ سے غائب ہو گیا اور جس نے سمجھ لیا کہ وہ آخر ہے تو اس نے ہر شے سے اس کی طرف رجوع کیا۔

وظیفہ اسم اول کی خاصیت ہے پراگندگی جا جمع کرنا اس پر جب کوئی مسافر روزانہ مواظبت کرتا ہے تو اس کے قلب سے ماسوی الحق خارج ہو جائے گا۔

فائدہ الظاہر الباطن وہ ہے جس کی ربوبیت دلائل سے واضح اور کیفیت اور اوہام سے محجوب ہے وہ تعریف کی وجہ سے ظاہر اور کیفیت کی وجہ سے باطن ہے یہی تقریر عطف کے لحاظ سے دو سابق اسموں میں ہو گی۔

فائدہ جس نے معلوم کر لیا کہ وہ ظاہر ہے تو اسے اس کی ذات پر استدلال کی ضرورت نہیں وہ ہر شے سے اس کی طرف رجوع کرتے وقت۔ جس سنے معلوم کر لیا کہ وہ باطن ہے تو وہ ہر شے سے کوئی استدلال نہ کرے گا جس نے سمجھا کہ وہ باطن ہے تو وہ ہر شے سے اس کی طرف رجوع کرتے وقت استدلال کرے گا۔

وظیفہ اسم ظاہر کہ خاصیت ہے قلب قاری پر نور ولایت کا اظہار جب اسے اشراق کے وقت پڑھے۔

وظیفہ اسم باطن کی خاصیت سے وجود النفس کے لئے جو اسے دن کے ہر گھنٹہ میں تین بار پڑھے۔

وظیفہ جو دو رکعت نماز کے بعد پینتالیس بار پڑھے۔ هوالاول والاخر والظاہر والباطن وهو بكل شئى عليم جو مطلب چاہے پائے گا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ اول وہ ہے جس کے وجود کا آغاز عدم سے ہو لیکن یہ معنی حق تعالی کے لئے ہے ہر گز صحیح

marfat.ocm

نہیں وہ اولی ہے کہ جس پر اولیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا نام ظاہر بتایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اس کی صفت اول مخلوق کی اولیت کی طرح نہیں کیونکہ اگر اس کی اولیت مخلوق جیسی ہوئی تو اس کے لئے آخر کا اسم صفت نہ ہوتا کیونکہ آخر (مخلوق کے لئے) وہ ہوتا ہے جو مقیدہ مخلوقات کے آخر میں ہو اسی لئے کہا جائے گا کہ آخر وہ ہے جس پر آخرت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ آخر وہ ہے (مخلوق کے لئے) جو مقیدہ موجودات کے آمر میں ہو (یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں) اور اللہ تعالیٰ کا صفت آخر بایں معنی ہے کہ جملہ موجودات کا ذاتاً و صفتہ و فعلاً اس کی ذات و صفات و افعال میں فانی ہوں قیامت کے ظہور سے۔

شان مصطفیٰ ﷺ حق تعالیٰ کے سوا اگر کوئی اول ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اولیت کا حکم لگایا جاسکتا ہے جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا یعنی ہر وہ شے سب سے پہلے عدم سے وجود میں آئی وہ عقل ہے اور اس سے نور محمد (مصطفیٰ ﷺ) مراد ہے اور ایسے اول پر اخریت کا حکم بھی لگایا جاسکتا ہے مراد ہے جب کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا "ہم آخر میں اور (قیامت میں) سب کے اول ہوں گے ایک اور روایت میں السابقون ہے یعنی ہم نشاۃ عنصریہ جسمانیہ کے لحاظ سے ظہور میں بعد کو ہے لیکن نشا" روحانیہ کے لحاظ سے علم الٰہی میں ہم اول ہیں۔

نکتہ جس نے نماز اول وقت میں پڑھی من حیث اولیتہ الحق جو اس سے منزہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی شے ہو تو اسے کہا جائے گا کہ یہ اول وقت کا نمازی ہے ایسے نمازی کی نماز اس وقت سے لے کر اس کی پیدائش تک شمار ہو گی جس نے ایسی نماز پڑھی اس نے خیر اور بھلائی کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا یہی نفس مشہد ہے اس کی طرف صوفیہ کرام نے اشارہ فرمایا کہ اس شخص نے اولیت حاصل کی یہ ان کا اصطلاحی کلمہ ہے نہ وہ اول جو لوگوں کے ذہن میں ہے (الجواہر للشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ) اسی لئے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف پر عمل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا اول وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے نہ بنا بریں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ صبح کی نماز بہت جلد (اندھیرے میں) پڑھتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد و من اللیل فسبحہ وادبار السجود۔ اور بعض حصے رات میں تسبیح کر اور سجود کے پیٹھ پھیرنے کے وقت) پر عمل کیا ہے کہ صبح کی نماز اسفار (روشنی) میں پڑھی۔ خلاصہ یہ کہ اولیت میں آخریت ہے اسی طرح بالعکس یعنی آخریت میں اولیت ہے ہر ایک کی فناء و بقاء کی

حیثیت سے کوئی نہ کوئی وجہ ہے (یہ صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کی اپنی تقریر ہے۔

فائدہ بعض صوفیہ کرام کو بعض اسحار میں اشارہ کیا گیا کہ کعبہ معظمہ سحر کے وقت (یعنی صبح صادق کے ظہور کے وقت) رکھا جاتا ہے اس کی وجہ انوار ذات الحقیہ میں بیان کی گئی ہے (ہم اللہ تعالیٰ سے نور کا سوال کرتے ہیں)

تفسیر عالمانہ ھوالذی خلق السموت والارض وہ اللہ تعالیٰ جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اپنی قدرت کاملہ سے فی ستۃ ایام چھ دنوں میں۔ اس سے ایام آخرت یا ایام دنیا مراد ہیں۔ حضرت ابن عطیہ نے فرمایا یہی صواب تر ہے اس کا پہلا دن ہفتہ آخری جمعہ ہے تاکہ ملائکہ کرام مشاہدہ کریں کہ ایک چیز دوسری سے حادث ہوتی ہے اور معلوم ہو کہ ہر کام میں تدریج و تاخیر سنت الٰہیہ ہے۔

فائدہ اسی طرح آدم علیہ السلام کے خمیر گوندھنے کے چالیس دنوں کے متعلق اختلاف ہے کہ ان سے ایام آخرت مراد ہیں یا ایام دنیا۔

تفسیر صوفیانہ اس میں صفات ستہ (چھ) کے مراتب کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ حیات ۲۔ علم ۳۔ قدرت ۴۔ ارادہ ۵۔ سمع ۶۔ بصر

کل اشیاء پر اپنی ذات سں صفت ستہ کے ساتھ جلوہ گر ہوا کیونکہ وجود کی تجلی اپنے لوازم و لواحق سے متجلی ہوتی ہے جیساکہ فرمایا وان من شئی الا یسبح بحمدہ کوئی شے نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو کیونکہ تسبیح حیات اور وہ جو اس پر مرتب ہوتے ہیں کو مستلزم ہے جیسے تسبیح و مسبح کا علم اور قدرۃ مسبح کو ضروری ہے کہ وہ مسبح (جس کی تسبیح کرے) بعض مراتب الشہود کا مشاہدہ کرے (تاویلات نجمیہ)

تفسیر عالمانہ ثم استوی بمراد اپنی شان کے مطابق اس پر استیلاء فرمایا علی العرش عرش پر وہ جملہ اجسام پر محیط ہے اس کی رحمانیت کے ساتھ کیونکہ جب استوی علی سے متعدی ہوتا ہے تو وہ بمعنی استیلاء ہوتا ہے جب وہ الی سے متعدی ہو تو اس کی طرف انتہاء کے معنی کا متقضی ہوتا ہے یا بالذات یا با تدبیر۔

فائدہ بعض اکابر نے فرمایا یہ تمثیل پر محمول ہے۔

marfat.com

فائدہ حضرت کاشفی رحمہ اللہ تعالٰی نے اس کا ترجمہ کیا کہ پس اللہ تعالٰی نے عرش اور اس سے جو امور متعلق ہیں بموافق ارادہ خود قصد فرمایا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ استعدادات مظاہر سماویہ روحانیہ و مظاہر ارضیہ جسمانیہ کے عرش پر اس کی تجلی مکمل اور متمکن ہوئی اور کسی کی استعداد کے عرش پر اس کی قابلیت کے مطابق جلوہ ہوتا ہے کہ جتنا وہ اسے قبول کر سکتا ہے اس سے نہ زائد ہوتا ہے نہ کم جیسے کسی عارف نے فرمایا۔

یکے موئے ازیں کم نباید ہمی ۔۔۔ وگر بیش باشد شاید ہمی

(ایک بال بھی کم نہیں ہوتا اور اس سے ایک بھی زائد نہیں ہوتا)

تفسیر عالمانہ یعلم مافی الارض اللہ تعالٰی جانتا ہے جو کچھ زمین میں ہے جیسے خزانے اور دفینے موتی بیج اور جیسے بارش برستی ہے کہیں تو چشمہ بنتا ہے ولوج بمعنی تنگ جگہ میں داخل ہونا۔
الناسبات میں ہے کہ الولوج بمعنی جملہ داخل ہونے والوں میں پوشیدہ جگہ پر داخل ہونا۔ ومایخرج منھا اور وہ جو اس سے نکلتا ہے جیسے سونے چاندی و تانبے وغیرہ کے جواہر اور کھیتیاں و حیوانات اور پانی۔ اور جیسے کور اور مردے جو قیامت میں زمین سے نکلیں گے۔

تفسیر صوفیانہ اللہ تعالٰی اپنے علم محیط سے جانتا ہے وہ جو داخل ہوتا ہے زمین بشریہ میں نفسانیت کے بیج سے جیسے مخالفات شرع و موافقات طبع اور جانتا ہے زروع الاحوال القلبیہ کو جیسے مخالفات طبع و موافقات شرع و واردات قلبیہ والہامات غیبیہ اور جانتا ہے زروع اذواق و جدانیات کو تجلیات رحمانیہ تنزلات ربانیہ سے کیونکہ اعمال کا ترتب نیات پر جیسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیات پر ہے) اور فرمایا لکل امرا مانوی۔ ہر مرد کو نیت کا پھل ملتا ہے کیونکہ نیت بمنزلہ بیج کے اور عمل بمنزلہ کھیتی کے اور نفس و روح بمنزلہ اس زمین کے ہے جو ہر قسم کے بیج کے لئے مستعد (تیار) ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ جانتا ہے وہ جو قلب مومن کی زمین میں ہے یعنی اس کے اخلاص و توحید کو اور وہ جانتا ہے جو قلب کافر کی زمین میں ہے یعنی اس کے شک و شرک کو اور وہ جانتا ہے ان سے نکلتا ہے ان کے حسب حال کو۔

marfat.ocm

ومایننزل من السماء اور وہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے جیسے کتابیں ملائکہ فیصلے بارشیں، مرفین وغیرہ۔

ومایعرج فیہا اور وہ جو اس پر چڑھتے ہیں جیسے وہ ملائکہ جو اعمال نامے لکھتے ہیں اور دعائیں اور اعمال اور نیک ارواح اور بخارات اور دھوئیں۔

صوفیانہ ترجمہ بعض (مشائخ) نے فرمایا کہ اور وہ جو آسمان سے اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے قلوب پر نازل ہوتے ہیں الطاف کشوف اور قسم وقسم کے احوال عزیزہ اور اولیاء نے مشتاقین کے نفوس جب ان کی حسرتیں اور آہیں اوپر کو چڑھتی ہیں۔

وھو معکم اور وہ تمہارے ساتھ اینما کنتم جہاں تم ہو زمین میں یہ اس کے علم محیط کی تمثیل ہے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہ جہاں بھی ہوں اس کے علم سے خارج نہیں ہو تے۔

حدیث شریف میں ہے انسان کا افضل ایمان یہ ہے کہ وہ یقین کرے کہ وہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔

۱۔ یار باتست ہر کجا ہستی جائے دیگر چہ خواہی اے اوباش

باتو در زیر کلیم چو اوست پس بروائے حریف خود راباش

(۱۔ اے رب جہاں بھی ہے تو ہی ہے اے انسان اوباش)

(۲۔ اس کے سوا تو اور کیا چاہتا ہے جب وہ ہے تو وہ تیرے ساتھ باہم گفتگو ہے۔ اے حریف جا اور اپنے ساتھ ہی رہ)

حکایت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے پروردگار میں تجھے کہاں پاؤں فرمایا جب تو نے میرے ملنے کا ارادہ کیا تو تو مجھے وہاں پالے گا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے لیکن اس سے وہ معیت مراد نہیں جسے عوام و خواص سمجھتے ہیں۔

این معیت می نگنجد در بیان
نے زبان دارد خبر زدنے مکان

marfat.ocm

(یہ معیت بیان میں نہیں آسکتی بلکہ اس معیت کا نہ کوئی وقت ہے اور نہ اسے مکان کی ضرورت۔ بلکہ یہ معیت ذوقی ہے جو کشف و ذوق سے حاصل ہو یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارے حسب مراتب شہود کے اگر تم مشہد فعلی میں ہو یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں تجلی ذات ہے اس سے پیچھے نہیں ہٹنگ۔

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ یہ وہ معیت نہیں جو عقل سے متصور ہو حبایا ذہنا یا خیالا یا وہما اللہ تعالیٰ ایسے تصورات سے بلند و بالا ہے اور یہ وہ معیت ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے خاص ہے اس کے تحقق و علم کے راز کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہاں جن کاملین کو وہ خود مطلع کردے لیکن ان پر دوسروں کو آگاہ کرنا حرام ہوتا ہے یہ بھی صرف عقول پر رحم کرنے کی بنا پر کہ وہ ایسے اسرار خفیہ کے ادراک سے قاصر و عاجز ہیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ البهوا ما البهم اللہ وبینوا ما بین اللہ انہوں نے اسے بہم رکھا جسے اللہ تعالیٰ نے بہم رکھا اور اسے بیان کیا جو اس نے بیان کیا یعنی جب مقام کا تقاضا ابہام کا ہے اور مطالبہ کیا جائے کہ اسے بیان کیا جائے حالانکہ عقل اس کے ادراک سے عاجز و قاصر ہے تو اس کا ابہام ضروری اور لازم ہے کیونکہ اس کے بیان سے طالب کی ہلاکت و تباہی کا خطرہ ہے ہاں اگر ایسے ابہام کے اظہار کا مطالبہ ہو جس سے عقل کو کسی قسم کا خطرہ نہ ہو کیونکہ وہ اس کے ادراک کی قوت برداشت رکھتا ہے مثلا اس کی ایسی تاویل کر سکتا ہے کہ جسے مشرع مستحسن سمجھتی ہے تو اس کے اظہار کی شرعا اجازت ہے اسے متاخرین نے جائز رکھا ہے تاکہ طالب کا دل کہیں دوسرے تصورات میں مبتلا نہ ہو جائے اس کے عقیدہ کو راسخ کرنے کے لئے ایسے ابہام مذکور کا اظہار جائز ہے تاکہ طالب کے دل سے وسلوس وہو اس مندفع ہوں اس تقریر پر اس معیت سے وہ معیت مراد ہے جس کا وہ خود حافظ ہے اس کا حکم فرمایا ہے یا ان کے علاوہ کہ اس میں شرعا و عقلا و خارجا اضطراب پیدا نہ ہوتا ہو۔

فائدہ آیت میں این مذکور جملہ اینات کو شامل ہے ازلیہ ابدیہ کی معنوی روحانی مثالی جسمی دنیوی برزخی نشری حشری نیرانی جنانی غیبی شہدی مطلقا کلی یا جزوی۔

مسئلہ یہ این بھی معیت کی طرح مبہات و متشابہات میں سے ہے اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس کے راز کو کوئی نہیں سمجھتا عقل والوں کے سوا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ آیت میں عشاق کو بشارت ہے کہ ان کا شاہد حقیقی ان کے ساتھ ہے جہاں بھی ہوں

marfat.ocm

اور اس میں متوکلین کی توفیق کی خوشخبری اور عارفین کو تسکین اور محبین کی رونق دوبالا کرنا اور مراقبہ والوں کو یقین اور متبلین کو رعایت اور موحدین کے لئے سر وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ حضرت حسین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو ان کے نہ قریب ہے اور نہ جدا ہے جدا کیسے ہو جب وہ ان کا موجد و حافظ ہے اور قریب کیسے ہو جب وہ قدیم ہے اور یہ حادث بلکہ کل کائنات کا فورم اسی سے ہے وہ ہر ایک سے بائن (علیحدہ) ہے۔

تفسیر عالمانہ واللہ بما تعملون بصیر اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے وہی تمہارے اعمال کی جزا دے گا ثواب یا عقاب۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو محیط ہے۔ علم کی خلق سے تاخیر کی وجہ صرف یہی ہے کہ جزاء کا تعلق معلوم سے ہے جب تک معلوم کا اظہار نہ ہو گا علم ظاہر نہ ہو گا نہ یہ کہ خلق علم کی دلیل (نشانی ہے) چونکہ علم کی دلیل خلق سے ہوتی ہے اور دلیل کا مدلول سے پہلے ہونا ضروری ہے۔

فائدہ آیت عاقلین کو بیدار اور بیداروں کو خوش کرتی ہے اور ان کو رب العالمین سے حیاء اور اس کا خوف کا سبق دیتی ہے اور ان کے لئے اشارہ ہے کہ ان کے اعمال محفوظ اور وہ ان پر جزاؤ سزا ہو گی اگر اعمال نیک تو اچھی جزاء اگر اعمال برے تو سزا۔

تفسیر صوفیانہ واللہ بما تعملون بصیر کی تفسیر میں بعض اکابر نے فرمایا کہ وہ تمہارے اعمال پر بصیر اس لئے ہے کہ وہ تمہارے عامل اور تمہارے میں ہے اور ہر عامل کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے عمل اور اس کے متعلق کو دیکھے۔

تفسیر عالمانہ لہ ملک السموٰت والارض اس کے لئے ہے آسمانوں اور زمینوں کا ملک۔ تکرار تاکید اور اگلے مضمون کی تمہید کے لئے ہے۔

والی اللہ ترجع الامور اور اللہ تعالیٰ کی طرف امور لوٹائے جائیں گے بصیغہ مجہول رجع رجعاً سے ہے بمعنی رد۔ ردا یلیسنائے فاعل بھی پڑھا گیا ہے از رجع رجوعاً اب معنی یہ ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف تمہارا لوٹنا ہے نہ کہ کسی دوسرے کی طرف نہ استقلالاً نہ اشتراکاً یعنی جملہ امور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے اسی لئے اس کی ملاقات

marfat.com

کی تیاری کرو ساتھ بہترین امور اور وہ احسن امور جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں۔

فائدہ یہ تکرار نہیں بلکہ پہلے کلام کا تعلق ابداء سے ہے دوسرے کا اعلوہ سے۔ اسی لئے پہلے کو یحیی ویمیت سے ملایا گیا ہے دوسرے اس مضمون سے جس کا تعلق آخرت سے۔ یعنی مخلوق کا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اور ان کو ثواب و عقاب کی جزاؤ سزا دینا۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں سموت روحانیہ کے علوم کا ملک اور اسی سے علوم کشفیہ لدنیہ مراد ہیں جو اسم وہاب سے عطا ہوتے ہیں ان میں اسباب کے لئے بندوں کو ہاتھ پاؤں نہیں مارنے پڑتے بلکہ وہ اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے نیز اسی کے ملک ہیں علوم رسمیہ یعنی ارضیہ جو علماء کسب اور جدوجہد سے حاصل کرتے ہیں لیکن یہ کسب اور جدوجہد بھی اس کی توفیق سے نصیب ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ علوم کشفیہ کسبیہ عنایت الٰہیہ ازلیہ ابدیہ کی طرف لوٹتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ تولج اللیل فی النھار رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔

حل لغات الایلاج بمعنی ادخال (داخل کرنا) یعنی رات کا زمانہ دن میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ بعض مواسم میں دن رات سے زائد ہوتا ہے کہ دن پندرہ گھنٹے کا اور رات نو گھنٹے کی۔

ویولج النھار فی اللیل اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی دن کے اوقات رات میں شامل کر دیئے جاتے ہیں بوجہ اختلاف فصول اور بوجہ مطالع و مغارب شمس کے یہاں تک کہ پھر رات پندرہ گھنٹے کی اور دن نو گھنٹے کا لیکن شب و روز چوبیس گھنٹے سے نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ اس میں تنبیہہ ہے اور عبرت ہے کہ دن رات ایک دوسرے کو کیسے جذب کرتے ہیں کہ کبھی لمبے کبھی چھوٹے اور یہ بوجہ اختلاف اقطار و ازمان اربعہ کے مختلف ہوتے رہتے ہیں یہ بھی کفار کو سمجھانے کے لئے لیکن اسے جو اس میں تامل کرتا ہے۔

وھو علیم (وہ خوب جانتا ہے)

بذات الصدور سینے والوں کے وہ پوشیدہ اسرار و رموز و معتقدات جو ان کو لازم ہیں یعنی وہ امر جو سینہ کے امور

marfat.ocm

میں سب سے زیادہ پوشیدہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے علم کا بیان ہے کہ وہ بندوں کے ان نیات کو بھی جانتا ہے جو وہ اپنے قلوب میں چھپاتے ہیں اس سے پہلے علم کے احاطہ کا تعلق ان اعمال سے بیان فرمایا جنہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ لیل البشریہ کی ظلمت نہار الروح کے نور میں چھپ جاتی ہے بوجہ نہار الروح کے نور کے غلبہ کے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو اصحاب لیل نفوس سے سیئات صادر ہوتے ہیں اور جو نہار الا سے نیکیاں ظاہر ہوتی ہیں ان میں سے کوئی بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سورۃ الحدید کی پہلی چھ آیات میں اسم اعظم ہے مجاہد (جنگی) لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اس پر لوہا (تلوار) وغیرہ اثر نہ کرے گا (فتح الرحمن)

تفسیر عالمانہ امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ اللہ اور رسول [redacted] پر ایمان لاؤ اور اس سے خرچ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے۔

شان نزول مروی ہے یہ آیت غزوہ ذوالعشیرہ کے حق میں نازل میں ہوئی اور یہی غزوہ تبوک ہے اور عین المعانی میں ہے کہ یہاں انفاق سے مراد زکوۃ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہے اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تصرف کرنے میں دوسروں کا جانشین بنایا ہے ایسا نہیں کہ تم اس کے حقیقی مالک ہو اسی لئے مال کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھوں سے خرچ کرنے سے تعبیر فرمایا ہے حق کی تحقیق اور خرچ کرنے کی ترغیب کے لئے ہے یہ اس لئے ہے کہ جسے معلوم ہے کہ یہ شے در حقیقت تو اللہ تعالیٰ کی ہے وہ تو صرف بمنزلہ وکیل اور نائب کے ہے تو وہ وہاں خرچ کرے گا جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے معین کردہ مقامات سے تجاوز نہ کرے گا یا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں گزشتہ لوگوں کا جانشین بنایا ہے ان امور میں جو تمہارے ہاتھوں میں ہیں کہ تمہیں ان کا وارث بنایا ہے اسی لئے تم ان کے احوال سے عبرت حاصل کرو کہ ان سے تمام امور منتقل کر کے تمہیں مالک بنایا پھر تم سے منتقل کر کے دوسروں کو مالک بنائے گا۔

ویکفیک قول الناس فیما ملکتہ
لقد کان ھذا مرۃ فعلان

(تمہیں لوگوں کی بات کافی ہے کہ تُو اس کا مالک ہے پھر کسی وقت تجھ سے یہ منتقل ہو گی تو اس کا دوسرا مالک ہو گا)

تو جو مال غیر کے لئے ہے اسے خرچ کر دینا چاہئے ویسے بھی یہ دوسروں کو منتقل ہو گا اور دوسروں کا مال خرچ کرنا نفس پر آسان بھی ہے جب صاحب مال کی طرف سے اجازت ہو ایسے ہی وہ مال جس کی ہلاکت کا یقین ہو۔

۱۔ مکن تکیہ بر ملک جاہ و حشم   کہ پیش از تو بودست و بعد از تو ہم

۲۔ خورو پوش و بخشائے و راحت رسان   نگہ می چہ داری ز بہر کسان

۳۔ بخیل توانگر بد نیا رو سیم   طلسم است بالائے گنج مقیم

۴۔ ازاں سالہامی بماند سوزش   کہ لرزہ طلسم چنیں بر سرش

۵۔ بسنگ اجل ناگہاں بشکند   باآسودگی گنج قسمت کنند

ترجمہ ۱ ملک و جاہ و حشم پر تکیہ نہ کر۔ تیرے سے پہلے بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں تیرے بعد بھی بہت لوگ آئیں گے۔

۲۔ کھا پہن اور دے اور راحت پہنچا لوگوں کے لئے اسے کس واسطے نگہبانی کر رہا ہے۔

۳۔ بخیل تو دینار و زر پر طلسم کی طرح ہے جو ہمیشہ خزانہ کے اوپر مقیم ہے۔

۴۔ اس لئے کسی سال اس کے ہاں زر رہتی ہے کہ وہ طلسم کی طرح اس کے سر پر کھڑا پہرہ دے رہا ہے

۵۔ اچانک اجل کا پتھر اسے توڑتا ہے پھر آرام سے خزانہ کو تقسیم کرتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ فلذین امنوا منکم وانفقوا پھر جو تمہارے سے ایمان لائے اور خرچ کیا ویسے جیسے انہیں حکم تھا۔

فائدہ کاشفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ مال کو خرچ کیا۔ زکوۃ جہاد اور دیگر صدقات و خیرات میں۔

لھم اس سبب سے ان کے لئے ہے۔ اجر کبیر بہت بڑا اجر اور عظیم ثواب یعنی بہشت اور اس کی نعمتیں۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ اس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے اس کا حکم دائمی

marfat.ocm

ہے (جو بھی یہ عمل کرے گا اسے یہی اجر و ثواب عطا ہوگا)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ خطاب تمام مشائخ و علماء کو ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر کلی طور اور وہ ایمان لے آؤ جو جملہ شرائط ایمان حقیقی و شہود و عیانی کا جامع ہے اور اس میں انہیں اللہ تعالیٰ تاکید فرمارہا ہے کہ وہ علوم و ہبیہ ان کے مستحقین پر خرچ کریں علوم وراثۃ کی ان پر عام کریں جو اس کی استعداد رکھتے ہیں اس لئے کہ علماء کرام علوم رسمیہ میں اور مشائخ عظام معرفت و حکمت و ہبیہ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ طالبین مستحقین پر وہ خرچ کریں جو ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خرچ کیا ہے۔

حدیث شریف جس نے علم چھپایا وہ قیامت میں جہنم کی آگ کی لگام پہنایا جائے گا۔

مسئلہ اس وعید میں وہ بھی شامل ہے جو کسی کو کتاب پڑھنے کے لئے (عاریۃ) نہیں دیتا بالخصوص وہ کتاب جس کے نسخے متعدد نہ ہوں کیونکہ یہ بھی منع کے اسباب میں سے ایک ہے اور کتاب کا مالک مطالعہ کے لئے کسی کو نہ دے اور آج کل اس مرض میں بہت لوگ مبتلا ہیں۔[1]

تفسیر صوفیانہ ۲ والذین امنو پس وہ جو ایمان لے آئیں روح قلب اور ایمان شہودی سے۔ وانفقوا اور علوم و ہبیہ و کسبیہ سے خرچ کیا نفس اور اس کے صفات پر کہ انہیں موافقات شرع و مخالفات طبع اور طریق سیر و سلوک میں صفات روحانیہ سے موصوف ہونے اور صفات شریہ نفسانیہ سے خالی ہونے کی رہبری کی۔ لهم اجر کبیره ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے جیسے من جاء الحسنته فله عشر امثالها جو ایک نیکی لایا اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

---

[1] یہ اس دور کی بات ہے جب کتب قلمی لکھی جاتی تھیں آج کا دور تو مشینی ہے کتابیں عام ہیں لیکن بعض ان میں نایاب بھی ہوتی ہیں لیکن یہاں مرض بالعکس ہے کہ جو کتاب لے جاتا ہے پھر وہ دینے کا نام نہیں لیتا بلکہ دیتا ہی نہیں (الا ماشاء اللہ) ہاں وہ لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے جو خود تو ان پڑھ یا کم علم ہیں لیکن اپنے بزرگوں کے ذخیرے دبائے بیٹھے ہیں جو کسی کو دیکھنے تک نہیں دیتے گھر سے تب نکالتے ہیں جب دیمک یا کیڑے چاٹ جاتے ہیں اور وہ مٹی کا ڈھیر بن جاتی ہیں (القاصد الحسن)

marfat.com

تفسیر عالمانہ وما لکم لا تومنون باللہ اور تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ لکم کی ضمیر سے حال ہے اس لئے کہ لکم میں فعل کا معنی ہے یعنی کون سی شے تمہارے لئے ثابت و حاصل ہے درانحالیکہ تم ایمان لانے والے نہیں ہو۔ درحقیقت یہ ہے کہ تمہارا ایمان نہ لانا اس کا سبب صرف انکار و نفی نہیں بلکہ تمہارے اندر سبب کا تحقق ہو چکا ہے یعنی ازلی بدقسمتی۔

والرسول یدعوکم لتومنوا بربکم اور رسول اللہ (ﷺ) تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ یہ لا تومنون کی ضمیر سے حال ہے جو ان کے کفر پر ان کی توبیخ کا فائدہ دیتا ہے جبکہ اب انہیں عدم ایمان کا موجب پایا جاتا ہے پہلے توبیخ اس پر تھی جو موجب کا سبب ان میں پایا گیا یعنی اے کافرو تمہیں کون سا عذر منع ہے جب تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف بلا رہے ہیں اور دلائل قاہرہ و حجج باہرہ دکھا کر تمہیں متنبہ کر رہے ہیں اور محض دعوت (سادہ) فائدہ نہیں دیتی جب تک ان پر دلائل و براہین قائم نہ ہوں اور ایسی سادہ دعوت پر کوئی قبول نہ کرے تو اسے ملامت ہوتی ہے نہ توبیخ۔ اس تقریر پر لتومنوا کی لام بمعنی الی ہے اور اسے تعلیلیہ بھی بنایا جا سکتا ہے اب معنی یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بلاتے ہیں اس لئے کہ تم ایمان لے آؤ

وقد اخذ میثاقکم حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سے ایمان لانے کا وعدہ لیا تھا۔ رسل کرام علیہم السلام کی دعوت سے پہلے یہ یدعوکم کے مفعول سے حال ہے۔

المیثاق وہ پختہ وعدہ جسے عہد و قسم سے مضبوط کیا جائے الموثق اسی کا اسم ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ لینے کا مطلب ہے کہ اس نے دلائل کھڑے کئے اور ان میں دیکھنے اور غور کرنے کی قدرت دی بعض علماء کرام نے اسے محمول کیا ہے کہ اس ذر (انسان کے اصل و بیج) سے وعدہ مراد ہے جب اسے اللہ تعالیٰ نے صلب آدم علیہ السلام سے صورۃ نمل میں نکالا تھا۔

ان کنتم مومنین اگر تم مومن ہو کسی موجب کی وجہ سے ہی اور موجب یہی ہے اس کے سوا کیا ہے۔

فائدہ عین المعانی میں ہے اگر تم ہو میثاق کی تصدیق کرنے والے۔

فتح الرحمن میں ہے کہ اگر تم مداومت کرو اس پر جس سے تمہاری ابتدا ہوئی۔

ھو الذی ینزل وہ اللہ تعالیٰ جو نازل کرتا ہے جبریل علیہ السلام کے واسطے سے۔ علی عبدہ اپنے بندے

marfat.ocm

(طلق) پر یعنی حضرت محمد ﷺ۔ ایات بینات آیات واضحات یعنی امر، نہی، حلال و حرام
لیخرجکم تاکہ تمہیں اے محمد عربی (ﷺ) کی قوم اللہ تعالی تمہیں نکالے یا بندہ مقدس (حضرت محمد
ﷺ) نکالے ان آیات واضحات کی وجہ سے۔

من الظلمات الی النور اندھیروں سے نور کی طرف یعنی کفر و شرک و شک اور جہل و مخالفت و حجاب کی
ظلمت سے ایمان و توحید و یقین و علم و موافقت و تجلی کے نور کی طرف۔

وان اللہ بکم لرؤف رحیم اور بیشک اللہ تعالی تمہارے ساتھ مہربان اور رحم والا ہے کہ تمہیں وہ سعادت
الدارین کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ رسول کریم ﷺ علیہ الصلوۃ والسلام بھیج کر اور آیات نازل کر کے حد قائم
کرنے حجج عقلیہ کے۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ وہ اللہ تعالی مہربان ہے کہ وہ قرآن بھیجتا ہے بخشنے والا ہے کہ رسول
اللہ ﷺ کو دعوت کا حکم فرماتا ہے۔ بعض نے کہا وہ رؤف ہے کہ نور روح کا فیض عطا کرتا ہے اور رحیم ہے کہ وہ
نفس بشریہ سے ظلمت زائل کرتا ہے۔

ومالکم ان لا تنفقوا اور تمہیں کیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے فی سبیل اللہ اللہ تعالی کے راستہ
میں یعنی تمہیں اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے سے کون سی شے روکتی ہے کیونکہ یہ خرچ قربت الہی کا سبب ہے۔
بعض نے کہا کہ کیوں خرچ نہیں کرتے اللہ تعالی کے سبب سے۔

وللہ میراث السموت والارض اور اللہ تعالی کے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے ملک۔ لا تنفقوا
کے فاعل یا اس کے مفعول محذوف سے حال ہے۔ یعنی تمہیں کیا ہے ترک انفاق فی سبیل اللہ میں حالانکہ تمہارے
لئے تو کوئی شے باقی نہیں رہے گی ہر شے باقی رہے گی تو صرف اللہ تعالی کے لئے بعد خلق کی فناء کے جب ایسی بات ہے
تو پھر اسے خرچ کرنا لازم ہے تاکہ اس کا عوض تمہارے لئے باقی رہے یعنی ثواب یہی بہتر ہے روکنے سے کیونکہ
تمہارے ہاتھوں سے یہ مال و دولت مفت بلا عوض نکل جائے گی تو پھر کیا کرو گے۔

سوال میراث تو مردے کے مال سے حاصل ہوتا ہے اللہ تعالی کے لئے میراث کیسا؟

جواب چونکہ عرب اسی طرح سمجھتے تھے کہ جو مال بھی حاصل ہوتا ہے وہ کسی کا ترکہ ہوتا ہے اللہ تعالی نے ان

کے عرف میں سمجھایا کہ جس طرح بھی سمجھو ہر شے ملک اللہ تعالیٰ کی (کذا قال ابو اللیث)

فائدہ امام راغب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خود کو میراث سے موصوف فرمایا کیونکہ تمام اشیاء بالآخر اسی کے قبضہ میں جائیں گی اور بعض کبائر مشائخ نے فرمایا کہ قلوب حب مال کی خوگر ہیں اسی لئے ان پر زکوۃ واجب نہیں اسی لئے بعض مشائخ نے فرمایا کہ قلب پر زکوۃ نہیں لیکن حق یہ ہے کہ اس پر زکوۃ ہے جیسے اس پر نماز و طہارت وغیرہ فرض ہے ایسے ہی زکوۃ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہ بھی عالم دنیا کی ایک شے ہے اور جو بھی اس دنیا میں ہے اور جو اس عالم میں دنیا سے محبت کرتا ہے اس پر اس کا حق ادا کرنا واجب ہے اس معنی پر ایک اعتبار سے زاہد ہے ایک اعتبار سے راغب خود رسول اللہ ﷺ نے مال کا حق ادا فرمایا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کامل وہ ہے جو دونوں وجہوں کا جامع ہو کیونکہ وجوب در حقیقت صرف مکلف پر نہیں تو وہ زکوۃ کی ادائیگی پر مامور ہے کیونکہ خود بخود تو نہیں نکلتا نکالنے سے نکلتا ہے عارفین کے لئے جمیع عالم کی محبت ہے جتنا اس کے وجود بڑھتے ہیں اتنا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اس سے محبت بڑھاتے ہیں۔ کہ یہ اسی کی پیدا کردہ ہیں نہ اس لئے کہ انہیں اس کی موجود کی ذات سے محبت ہے اسی لئے عارف پر لازم ہے کہ وہ ہر شے سے کسی نہ کسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناسبت پیدا کر کے محبت کرے اگر وہ مناسبت نہ ہو تو اسے اس سے محبت نہ ہو بلکہ اسے محبوب تو بجائے خود اس کے وجود کا تصور بھی نہ لائے۔

فائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر انسان کا قلب وہاں ہے جہاں اس کا مال ہے اے مومنو! اپنے اموال آسمان پر رکھ دو تاکہ تمہارے قلوب آسمان پر ہوں۔ دیکھئے نبوت کا کلام کتنا بہترین اور کتنا دقیق اور لذیذ ہے۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام نے صدقہ کی ترغیب دی ہے کیونکہ آپ کے علم میں تھا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ (قدرت) میں پہنچتا ہے وہ خود فرماتا ہے ءامنتم من فی السماء کیا تم امن میں ہو اس سے جو آسمان میں ہے (یعنی اس کا خاص جلوہ)

سامری کے متعلق نکتہ سامری کو معلوم تھا کہ اموال کی محبت قلوب کو چمٹی ہوتی ہے اسی لئے ان کے سامنے زیورات سے بچھڑا بنایا کیونکہ قلوب اموال کے تابع ہیں اسی لئے جب انہیں دیکھا کہ بنی اسرائیل اس کی طرف راغب ہیں تو پھر انہیں اس کی عبادت کی دعوت دی۔

marfat.ocm

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ عارف باللہ من حیث سربراہی جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ وصی کی طرف اللہ تعالیٰ کی نائب ہے کہ جس طرح وصی مال مجور کا دوسرے کی طرف سے نائب ہے تو بھی اس کے مال کی زکوۃ نکالے گا اس کا اس میں اپنا کوئی حق نہیں لیکن مومن چونکہ مالک سے محجوب ہے وہ اپنے مالک کے حکم پر زکوۃ نکالے گا جو اس پر زکوۃ فرض ہے تاکہ ثواب حاصل کرے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب (غریب) بندوں پر خرچ کیا ہے لیکن عارف عالم مومن کی طرح حکم ملک اور محبت الٰہی پر اثر انداز ہو سکتی ہے کیونکہ وہ مال سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اسی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوهاب اے اللہ مجھے ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو بیشک تو عطا کرنے والا ہے۔ آپ نے ایسے طلب ظاہر کی جیسے غنی کی طرف فقیر طلب کرتا ہے۔

مال کو مال کیوں کہا جاتا ہے؟ مال کو اس لئے مال کہا جاتا ہے کہ نفوس اس طرف مائل ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضروریات ضروریہ کے پورا کرنے کو مال سے متعلق فرمایا ہے کیونکہ انسان ذاتی طور پر فقیر ہے اسی لئے وہ مال کی طرف ایسا مائل ہے کہ اس کے بغیر اسے چارہ نہیں اگر مال سے حقیقی زہد حاصل ہو تو وہ مال نہ ہوگا اور ایسا زہد صرف آخرت میں ہوگا کیونکہ دنیا میں زہد کا کیا معنی جبکہ چپہ چپہ پر انسان کو مال کی ضرورت ہے علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا بتایا بلکہ اس سے بڑھ کر سات سو گنا زائد۔ تو اگر مال بری شے ہوتی تو اس کا قلیل اگر حجاب ہے تو کثیر بھی۔ خلاصہ یہ کہ دنیا عارف کے لئے صفت سلیمانیہ کمالیہ ہے کیسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو مال عطا کے لئے کہا۔

انک انت الوهاب (بیشک تو ہی عطا کرنے والا ہے) تو اس سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ایسی شے کا سوال کیا ہے جو ان کے لئے حجاب بنے یا انہیں اللہ تعالیٰ سے دور کر دے (معاذ اللہ) ہرگز نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دار التکلیف (دنیا) میں عطائے نعمت پر احسان جتلایا ہے کہ هذا عطاؤنا فامنن او امسک (بغیر حساب یہ میری عطائے بے حساب ہے اس پر احسان کر یا روک)

فائدہ تصرف میں اللہ تعالیٰ نے بندے سے حرج بھی اٹھا دیا کہ اسے مانع و معطی کا مظہر بنایا اور اس مال کو اس کے لئے دنیوی جنت بنایا بشرطیکہ وہ مال اسے بارگاہ حق سے حاجب (مانع) نہ ہو۔

سبق عارف کیسا باکمال انسان ہے کہ اس نے دونوں جنتیں (دنیوی و اخروی) جمع کرلیں اور دونوں حقیقتوں سے متحقق ہوا۔ اس مال کی زکوۃ دی جو اس کے ہاتھ میں تھا۔

وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ (اور اس سے خرچ کرو جس کے تم خلیفے بنائے گئے ہو) پر عمل کرکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انفاق کا مالک بنایا ہے مال کا حقیقت الیہ سے یہ دوسری ملک حقیقی ہے جس کا حقیقۃ الیہ کے حیثیت سے متولی ہے۔

تفسیر عالمانہ لا یستوی منکم اے مومنوں تمہارے میں سے برابر نہیں۔

شان نزول مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بہت سامال خرچ کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ بہت بڑا اجر پا گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جن لوگوں سے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا وہی اجر عظیم کے حقدار ہیں۔

من انفق من قبل الفتح جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا۔ یعنی وہ فتح مکہ جس کے بعد ہجرت کا حکم ختم ہوا۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہاں جہاد اور نیت ہے۔

فائدہ یہی جمہور کا قول ہے اور شعبی نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ مراد ہے کیونکہ وہی حقیقی فتح ہے (جیسے سورۃ الفتح میں گزرا)

وقاتل اور جنگ کی۔ دشمنوں سے رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے۔

حل لغات الاستواء دو چیزوں کا مقتضی ہے اس لئے یہاں ماننا پڑے گا کہ من انفق کا قسیم (دوسرا فریق) محذوف ہے اس کے وضوح اور مابعد کی دلالت کی وجہ سے اسے محذوف کیا گیا ہے یعنی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی اور جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی فضیلت میں برابر نہیں۔

فائدہ ظاہر یہ ہے کہ من انفق لا یستوی کا فاعل ہے بعض نے کہا کہ من مبتداء اور لا یستوی اس کی خبر ہے اور

marfat.ocm

فائدہ حضرت ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نور ان کے دائیں بائیں آگے دوڑتا ہو گا اگرچہ یہاں شمال (بائیں جانب) کا ذکر نہیں لیکن ہو گا ایسے ہی اسے یہاں محذوف ماننا ہو گا۔

نکتہ فتح الرحمن میں ہے کہ دائیں جانب کا ذکر اس لئے ہے کہ آگے کی جانب نور کا ہونا انسانی ضرورت ہے اگر دائیں جانب کا ذکر اس کی شرافت و بزرگی کی وجہ سے ہے اور یہ اس کے قائم مقام ہے گویا اصل میں ہے من جمیع جہاتہم ان کی تمام جہات میں نور ہی نور ہو گا۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ جنت کا راستہ دائیں اور ان کے سامنے ہو گا اور نار کا راستہ پیچھے اور بائیں جانب ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ میں حوض پر لوگوں کو پکاروں گا کہ ادھر آؤ اچانک چند لوگوں کو بائیں جانب پکڑ لے گی اور وہ میرے درمیان میں سے بچھڑ جائیں گے پھر میں کہوں گا اے لوگو! ادھر آؤ کہا جائے گا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کردار کئے میں کہوں گا ان کو دور ہٹاؤ۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ بین ایدیھم میں مقربین کی طرف اشارہ ہے کہ وہ گویا یا ظاہرا باطنا وجہ (چہرہ) ہی وجہ ہیں کہ ان کا پیچھا پہلے نہیں ان کے لئے نور مطلق ہے جو جمیع جہات سے چمکے گا۔

ایمان میں اصحاب الیمین کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وجہ (چہرہ) ہی وجہ ہیں کہ ان کا پیچھا پہلے نہیں ان کے لئے نور مطلق ہے جو جمیع جہات سے چمکے گا۔

ایمان میں اصحاب الیمین کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وجہ (چہرہ) میں من وجہ اور دوسرے وجہ سے ان کے لئے پیچھا ہے لیکن ان کا نور مفید ہے صرف دائیں جانب سے اور اصحاب الشمال کو تو نور نصیب ہو گا ہی نہیں کیونکہ کافر و فاجر تھے اس لئے شمال کا ذکر آیت میں نہیں۔

فائدہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہر ایک کو نور اس کے عمل کی مقدار میں نصیب

marfat.ocm

ہو گا کسی کا نور تو صنعاء سے عدن کے درمیانی مسافت کی مقدار ہو گا مومن کی ادنی مقدار نور کی اتنا ہو گی کہ وہ اپنے کو دیکھ سکے گا۔ خلاصہ یہ کہ کوئی اہل ایمان نور کے بغیر نہ ہو گا۔

نور کی مقدار کا بیان بعض نے فرمایا کہ بعض کو نور کھجور کے قد برابر عطا ہو گا بعض انسان کے قد برابر ان کے ادنی کی مقدار اس کے دو قدموں کے انگوٹھے کے برابر ہو گی کبھی روشن ہو جائے گا تو کبھی بجھ جائے گا جب انہیں بہشت کی طرف لے جائیں گے اور یہ پل صراط سے گزریں گے تو ان کا نور ان کی کروٹوں اور آگے دوڑے گا اور وہ پل صراط پر اپنے نور کی مقدار پر گزریں گے بعض ستاروں کے ٹوٹنے کی طرح بعض گھوڑے دوڑ اور جنہیں انگوٹھے کی مقدار نور عطا ہو گا وہ پل صراط پر کبھی منہ کے بل گر جائے گا کبھی ہاتھوں کے سہارے چلے گا کبھی پاؤں پر کبھی ٹھہرے گا تو کبھی چلے گا اس کے اعضاء دائیں بائیں آگ سے متاثر ہوں گے لیکن گرتے مرتے نجات پا جائے گا۔

فائدہ جیسے کل قیامت اہل ایمان کو نور دائیں بائیں دوڑے گا آج وہی نور ان کے قلوب میں ہے جو انہیں جمیع احوال میں ہدایت دیتا ہے اور وہ ان کے جسم میں ظاہر ہوتا ہے جب ظاہر ہوتا ہے تو انسان اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور عجز کر کے مقربین میں شامل ہو جاتا ہے جس کا نور ظاہر نہیں ہوتا وہ تکبر کرتا اور سر نہیں جھکاتا تو وہ منکرین میں شامل ہو جاتا ہے۔

حکایت جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی نظر رسول اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس پر پڑی تو کہا ما ھو بوجہ کذاب یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ایسے ہی دوسرے ان جیسوں نے کہا بخلاف ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے (انہیں نہ نور نظر آیا نہ ایمان لائے)

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ نور الایمان سے سلوک اور اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کی قدرت اور جدوجہد کی توفیق نصیب ہو گی وہ اس لئے کہ قوت انسانی دائیں جانب میں زیادہ ہے اس سے دائیں بائیں ہاتھ کا پتہ چلتا ہے۔

بشراکم الیوم جنات آج تمہیں باغات کی خوشی ہے یعنی انہیں وہ ملائکہ کہیں گے جو ان کی ملاقات کو آئیں گے کہ تمہیں خوشی ہے یعنی آج تم جس سے خوش ہو گے وہ باغات ہیں یا تمہاری خوشی باغات میں دخول ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہے مضاف حذف کر کے محذوف الیہ اس کے قائم مقام کھڑا کر کے اس کا اعراب اسے دیا گیا۔

marfat.ocm

تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا جاری ہیں ان کے نیچے نہریں تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

ذلک وہ جو نور اور جنات خلدہ کا ذکر ہوا۔

ھوالفوز العظیم وہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اس کا کوئی انتہا نہیں اس لئے کہ وہی پایا جو ان کی مراد تھی۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بڑی کامیابی اس لئے ہے کہ انہیں قیامت کی تمام ہولناکیوں سے نجات ملے گی اور دار الجلال میں ملک متعال کے دیدار سے بہرہ ور ہوں گے۔

ہزار جان فدا دیدارت (تیری ایک دید پر ہزاروں جان فدا)

یوم یقول المنافقون والمنافقات اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گی یہ یوم یوم تری سے بدل ہے۔

للذین امنوا اہل ایمان سے یعنی ان مومنوں سے جنہوں نے اخلاص سے ایمان قبول کیا۔ انظرونا ہمیں بھی دیکھو یعنی ہمارا انتظار کرو۔ وہ اس لئے کہ اہل ایمان تو پل صراط پر تیزی سے بجلی کی طرح تیز رفتار سواریوں پر بہشت میں جا پہنچیں گے اور یہ پیدل چلیں گے تو جانے والوں کو کہیں گے یارو ہمارا انتظار کرو یا یہ معنی ہے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو (فاضل بریلوی قدس سرہ نے یہی معنی لیا ہے ۱۲ اویسی غفرلہ) کیونکہ جب وہ ان کی طرف دیکھیں گے تو چہروں سے ہی دیکھیں گے تو منافقین ان کے چہروں سے اس روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے جو ان کے آگے ہوگی اس لئے وہ انہیں کہیں گے کہ ان کی طرف اس طرح دیکھو یہ باب الحذف والایصال کے قبیل سے ہے کیونکہ نظر بمعنی ابصار خود متعدی نہیں ہوتا وہ الی سے متعدی ہوتا ہے اور حمزہ (امام قراۃ) نے اسے انظرونا پڑھا ہے النظرۃ بمعنی الامہال کیونکہ منافق پل صراط پر سست رفتاری سے چلیں گے تو اہل ایمان کو کہیں گے یارو آہستہ چلو تاکہ ہم تمہارے ساتھ چل سکیں۔

نقتبس من نورکم تمہارے نور سے کچھ لیں یعنی اس سے ہم روشنی حاصل کریں اور اس میں تمہارے ساتھ چلیں۔

حل لغات اقتباس بمعنی اتخذوا القبس' چنگاری حاصل کرنا۔ القبس (محرکۃ بمعنی شعلہ نار جو بڑی آگ سے حاصل کی جاتی ہے جیسے المقباس یعنی چنگاری) امام راغب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ القبس شعلہ سے حاصل شدہ

الاقتباس اس کی طلب کرنا پھر استعارۃً طلب علم وہدایت کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

فائدہ بعض نے کہا نار و نور کا اصل ایک ہے یعنی نور منتشر جو آنکھ کی روشنی کی اعانت کرے اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں صرف فرق یہ ہے کہ نار دنیا میں مسافرین کی متاع اور نور دنیا و آخرت ہر دونوں میں اہل ایمان کی متاع ہے اسی لئے اسے نور میں استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا نقتبس من نورکم یعنی تاکہ ہم حاصل کریں تمہارے نور سے چمکتی ہوئی چنگاری اور شعلہ۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا فرمائے گا جس سے وہ پل صراط پر چلیں گے اور منافقین کو بھی نور عطا ہو گا لیکن یہ ان کے لئے ایک خفیہ تدبیر ہو گی جیسے فرمایا وھو فاتمھم (اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خفیہ تدبیر کرے گا) وہ اس نور کو لے کر چلیں گے تو اللہ تعالیٰ آندھی بھیجے گا جن سے ان کا نور بجھ جائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم لا یجزی اللہ النبی والذین امنوا معه نورھم یسعٰی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا اس دن اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام اور ان کے ساتھ اہل ایمان کو رسوانہ کرے گا ان کے آگے اور ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب نور دوڑے گا کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارا نور مکمل فرما) اہل ایمان اس خوف سے کہیں گے کہ کہیں منافقین کی طرح ان کا ایمان صلب نہ ہو جائے۔

فائدہ کلبی نے فرمایا کہ اہل ایمان کے نور سے ہی منافقین روشنی حاصل کریں گے لیکن انکو نور حاصل نہ ہو گا جب اہل ایمان ان سے دور نکل جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں ہی رہ جائیں گے پھر اہل ایمان کو کہیں گے یارو ہمیں ایک نگاہ دیکھو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے استفادہ کریں۔

قیل کہا جائے گا انہیں دھتکار کر اور ذلت کے طور اہل ایمان یا ملائکہ کی جانب سے ارجعوا ورائکم اپنے پیچھے لوٹو موقف کی طرح فالتمسوا نورا نور ڈھونڈو۔ وہاں سے ہی حاصل ہو گا یا دنیا کی طرف لوٹو اور وہاں سے ہی نور حاصل کرو کہ وہاں ایمان کے مبادی اور اعمال صالحہ نصیب ہوتے ہیں۔

کار اینجا کن کہ تشویشت در محشر بے

آب ازیں جابر کہ در عقبی بے شور و شر است

marfat.ocm

ترجمہ یہاں کام کرلے کہ محشر میں بہت تشویش ہے پانی یہاں سے لے جاورنہ آخرت میں بہت بڑا شوروشر ہے۔

پل صراط کا منظر حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ بندے پل صراط پر ہوں گے کہ اچانک انہیں تاریکی گھیر لے گی اس وقت اللہ تعالیٰ بندوں میں نور تقسیم فرمائے گا اہل ایمان کو عطا کرے گا کفار و منافقین کو چھوڑ دے گا پھر جیسے اندھے کو آنکھوں والے کی روشنی سے کوئی فائدہ نہیں ایسے ہی کافرو منافق کو اہل ایمان کی روشنی سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ کفارو منافقین اہل ایمان کو کہیں گے یارو ہمیں ایک نگاہ دیکھو تاکہ ہم تمہارے سے روشنی حاصل کریں اہل ایمان انہیں کہیں گے وہاں جاؤ جہاں نور تقسیم ہو رہا ہے وہ لوٹیں گے تو وہاں کچھ نہیں پائیں گے پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی یا انہیں کہا جائے گا کہ ذلیل خوار اور گھاٹے والے ہو کر لوٹو اور ہمارے سے دور ہو جاؤ۔ جاؤ کوئی اور نور ڈھونڈو اور انہیں تو یقین ہو گا کہ اس کے سوا اور کوئی نور نہیں پھر جائیں کہاں؟

نکتہ اہل ایمان ان کو نور کی تلاش کا کہیں گے تو یہ ان سے تہکم سے ہو گا ورنہ ظلمات کو نور کہنے کا کیا مطلب اور ساتھ ہی اس طرح کہنا انکار نہیں ذلیل و خوار کرنا مطلب ہو گا۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ (صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ وہ ان کی استعدادات فطریہ جو ان سے گم گئیں گویا انہیں زبان حال سے کہیں گی لوٹو ان استعدادات فطریہ کی طرف جنہیں تم نے جب دنیا اور اس کی لذات و شہوات سے ضائع کیا اور انہیں سے ہی نور ڈھونڈو کیونکہ تم اپنے مطلوبات کو اپنی استعدادات کے مطابق پاؤ گے حالانکہ یہ تو تمہارے امور دنیویہ و اعراض از احکام اخرویہ تو جہات معنویہ کی مشغولی سے تم سے ضائع ہو گئیں۔ (اب اپنی قسمت کا ماتم کرو)

تفسیر عالمانہ فضرب بینهم تو کھڑی کی جائے گی ان کے درمیان یعنی فریقین (اہل ایمان اور کفار و منافقین) کے درمیان اور کھڑا کرنے والے ملائکہ ہوں گے بحکم الٰہی چونکہ دیوار کھڑا کرنے کا تعلق ہاتھوں وغیرہ سے ہوتا ہے اور وہ ہاتھ مارنے اور دیگر آلات کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے ضرب سے تعبیر کیا گیا ہے

marfat.ocm

ایسے ہی کہا جاتا ہے ضرب الخیمہ (دیوار کی میخیں ٹھونکنا) بسور دیوار بہشت و دوزخ کے درمیان میں کیونکہ شہر کی دیوار بھی چونکہ اس کے کناروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس لئے اسے سوء کہا جاتا ہے یہاں باء زائدہ ہے یعنی وہ دیوار شہر کے چار سو کھچی ہوئی دیوار جیسی ہوگی۔

فائدہ بعض نے کہا اس دیوار سے مراد وہ قلعہ ہے جو بہشت و دوزخ کے درمیان ہے جہاں اہل اعراف رہیں گے وہ ادھر بہشتیوں کو دیکھیں گے ادھر دوزخیوں کو۔ یہ وہی قلعہ ہے جہاں موت کو ذبح کیا جائے گا جسے دونوں فریق (بہشتی و دوزخی) دیکھیں گے۔ له اس دیوار کے لئے۔ باب ایک دروازہ ہے جس میں اہل ایمان بہشت میں داخل ہوں گے اس معنی پر یہ دیوار دوسرے حال کے وقت ہوگی یعنی دخول کے بعد نہ کہ دیوار بنانے کے وقت باطنہ اس کا اندر کا حصہ دیوار یا دروازے کا فیہ الرحمن اس میں رحمت ہے کیونکہ وہ جنت کے قریب ہے وظاہرہ اور اس کا ظاہر من قبلہ اس کی جانب سے یا اس کے نزدیک العذاب عذاب ہے کیونکہ وہ دوزخ کے قریب ہے۔

فائدہ بعض نے کہا اس بیت المقدس کی دیوار شرقی مراد ہے اس لئے اس کے باطن میں مسجد الاقصیٰ ہے اور اس کے ظاہر کی طرف سے عذاب ہے اور وہ وادی ہے جسے وادی جہنم کہا جاتا ہے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دروازہ جسے باب الرحمۃ کہا جاتا ہے اسی کو فضرب بینهم بسور له باب میں بیان کیا گیا ہے اور یہ وادی جہنم وہی ہے جسے کہا گیا ہے من قبله العذاب ابن عطیہ نے فرمایا یہ مراد بعید از قیاس ہے بلکہ سور سے اعراف مراد ہے۔

صاحب روح البیان کا فیصلہ فقیر (صاحب الروح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں کوئی بعد نہیں اس کے لئے جو قرآن مجید کے اشارات کو سمجھتا ہے اس کے لئے اس کا سمجھنا آسان ہے۔

صاحب روح البیان کے دلائل حدیث ۱ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کی شرقی دیوار پر کھڑے رو رہے تھے کسی نے کہا اے ابوالولید (رضی اللہ عنہ) آپ کیوں روتے ہیں فرمایا یہاں ہمیں رسول اللہ

marfat.ocm

ﷺ نے خبر دی کہ آپ نے یہاں پر جہنم دیکھی ہے۔

حدیث شریف ۲ میں ہے کہ بیت المقدس حشر و نشر کا میدان ہے ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وادی جہنم اسی سور کی جگہ ہو جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور یہ بھی اہے کہ یہی سور سورالاعراف ہو لیکن یہ بھی ہے کہ اس کی کیفیت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (الاماشاء اللہ) کیونکہ قیامت میں یہ دھرتی تبدیل ہو کر دوسری دھرتی کی صورت اختیار کرے گی۔

حدیث شریف ۳ یہ بھی منقول ہے کہ عبادات خانے ارض الجنۃ سے لاحق ہوں گے۔ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں بعد نہیں کہ مسجد اقصیٰ جنت سے اور اس کا خارجی حصہ دوزخ سے ہو اور ان دونوں کے درمیان دیوار ہے۔

ینادونھم منافقین اہل ایمان کو پکاریں گے گویا کہا گیا ہے تو پھر وہ کیا کریں گے بعد بند ہو جانے دروازوں اور مشاہدہ عذاب کے تو کہا گیا ہے کہ دیوار کے دوسرے کنارے منافقین اہل ایمان کو پکاریں گے۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب منافقین دیکھیں گے کہ ان کے نور نہیں۔ یعنی اہل ایمان کا نور ان سے چھپ گیا ہے تو اہل ایمان کی طرف متوجہ ہو کر دیکھیں گے تو آگے دیوار حائل ہے اسی کے اندر جھانک کر دیکھیں گے کہ اہل ایمان جنت میں خراماں (ٹہلتے ہوئے) جا رہے ہیں تو انہیں عجز و زاری کے ساتھ پکار کر کہیں گے **الم نکن** تو ہم نہ تھے دنیا میں **معکم** تمہارے ساتھ۔ اس سے ان کی مراد امور ظاہرہ میں ایک دوسرے کی موافقت جیسے نماز و روزہ اور نکاح و بیاہ اور وراثت وغیرہ وغیرہ **قالوا بلی** کہیں گے ہاں ظاہر ہم تم تمہارے ساتھ تھے۔

ولکنکم فتنتم انفسکم لیکن اپنے نفسوں کو فتنہ میں ڈالا منافقت کر کے اور انہیں تباہ و برباد کیا۔ فتنہ کی اضافت کی طرف میلان و شہوت کی وجہ سے ہے اور دوسرے مقام **لا یفتننکم الشیطان** میں فتنہ کی نسبت شیطان کی طرف وسوسہ ڈالنے کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف چنانچہ **انا فتنا قومک** بیشک ہم نے (تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا) تخلیق کی وجہ سے ہے کیونکہ اس میں گمراہی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائی۔

marfat.ocm

وتربصتم اور تم اہل ایمان پر مصائب کا انتظار کرتے تھے التربص بمعنی الانتظار۔

فائدہ حضرت مقاتل نے فرمایا کہ تم (حضرت) محمد مصطفیٰ ﷺ پر موت کے وقوع کا انتظار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ عنقریب فوت ہوں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی اور یہ قبیح وصف ہے کیونکہ وسائل الخیر و وسائط الحق کی موت کا انتظار عظیم جرم اور بہت بڑا قبیح امر ہے اس لئے کہ ان کی طوالت عمر سے استفادہ کیا جاتا ہے اور ان کی مجلسوں صحبتوں کو غنیمت سمجھا جاتا ہے۔

وارتبتم اور تم شک کرتے دینی یا نبوت کے امور میں یا اس دن میں۔ وغرتکم الامانی اور تمہیں تمناؤں نے دھوکہ میں ڈالا یعنی صرف خیالی ارادے منجملہ ان کے یہ خیال عنقریب دین کا معاملہ الٹ جائے گا۔

امانی امنیۃ کی جمع ہے ہچوں اضحیہ۔ عین المعانی میں ہے کہ تمہیں شیطان نے دھوکہ دیا اور حضرت امام ابو اللیث رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں اباطیل الدنیا نے دھوکہ دیا۔ حتی جاء امر اللہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آیا یعنی موت۔

وغرکم باللہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ دیا۔ الغرور دھوکہ باز نے یعنی شیطان نے دھوکہ دیا کہ ،، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا کریم ہے تمہیں عذاب نہیں کرے گا۔[1]

فائدہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ،، شیطان کے فریب میں رہیں گے یہاں تک کہ انہیں اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔

حل لغات الزجاج نے فرمایا الغرور بروزن مفعول یہ اسماء مبالغہ سے ہے مثلاً فلاں اکول (بہت کھانے والا) ایسے ہی الشیطان الغرور (شیطان فریبی) کیونکہ ابن آدم کو بہت زیادہ فریب دیتا ہے المفردات میں ہے کہ الغرار ہر وہ شے جو انسان کو فریب دے مال ہو یا جاہ۔ شہوت ہو یا شیطان۔ اور شیطان کو غرور اس لئے کہا جاتا ہے کہ دنیا کے اسباب کے ساتھ یہی سب سے بڑھ کر فریبی ہے اس لئے کہا جاتا ہے دنیا فریب دیتی ہے ضرر رساں اور آنی جانی شے ہے۔

---

[1] امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ترجمہ کیا فریبی نے (کیا خوب اور بہترین ترجمہ کیا) از اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

منکم لایستوی کی ضمیر سے حال ہے نہ کہ انفق کی ضمیر سے کیونکہ ماموصولہ کے صلہ کو مقدم کرنا ضعیف ہے ایسے ہی موصوف سے صفت کا مقدم ہونا ایسے ہی منکم پر خبر کی تقدیم۔ کیونکہ ان سب کا حق ہے کہ اپنے متعلقات کے بعد آئیں۔

فائدہ انفق میں انفاق المال کی طرف اشارہ ہے اور وہ اشیاء جس پر انسان کی قدرت ہے انفاق پر اور قاتل میں انفاق النفس کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جہاد (حقیقی) یہی ہے کہ انسان اپنے نفس کو خرچ کرے تاکہ فناء کے بعد بقاء یعنی کمال الشہود نصیب ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء اور دوسری آیت میں فرمایا بل احیاء عند ربھم یرزقون یہ حیات اخروی باقید عندیہ ہے تو حیات دنیویہ فانیہ خلقیہ اس کے برابر کیسے ہو سکتی ہے علاوہ ازیں رزق حیات فانی ہو جائے گا لیکن جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ باقی ہے اس لئے جنت کے میوہ جات کے لئے فرمایا اکلھا دائم اس کے میوہ جات دائمی ہیں وظلھا اور اس کا سایہ بھی یعنی درخت۔

سبق انسان عاقل وہ ہے جو دنیوی راحت تھوڑی کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے تاکہ بڑی راحت اخروی کو حاصل کر سکے تو وہ جہاد و قتل سے ہی حاصل ہو گی۔

اولئک وہی جو قبل فتح مکہ خرچ کرتے اور جنگ کرنے والے ہیں ان سے سابقون الاولون مہاجرین و انصار مراد ہیں (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)

اعظم درجہ بڑے درجات والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مرتبہ ہیں ظاہر ہے کہ مرتبہ بلند ہو گا تو مرتبے والا بھی بلند قدر ہو گا۔

فائدہ درجہ بمعنی مرتبہ وطبقہ ہے اس کی جمع درجات آتی ہے اگر بمعنی مرقاۃ (سیڑھی) ہو تو اس کی جمع درج آئے گی۔

من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی اس لئے کہ پہلے والوں نے مال و نفس عزت اسلام اور اس کے اہل قوت سے پہلے خرچ کیا جبکہ اس وقت اسلام کی قوت کو مال و نفس کی نصرت کی اشد ضرورت تھی اور فتح مکہ کے بعد والوں نے جب خرچ کیا تو اس وقت اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل

تھا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ اور اب انفاق و قتال کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنا فتح مکہ سے پہلے تھی۔

حدیث شریف رسول اللہ ﷺ نے ان اول والوں کی فضیلت کی تصریح فرمائی چنانچہ فرمایا کہ اگر تمہارا ایک احد (پہاڑ) کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی ان (السابقون الاولون) کے ایک مد اور اس کے نصف کے برابر خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکے گا۔

حل لغات القاموس میں ہے کہ المد (بالضم) یکساں دو رطل یا ایک رطل اور اس کی تہائی یا معتدل انسان کی دو مٹھی کے برابر جبکہ وہ انہیں پر کرے اور ہاتھوں کو پھیلا کر رکھے۔ اسی ہاتھ پھیلانے کیوجہ سے اسے مد سے موسوم کیا گیا۔ میں نے اسے آزمایا تو اسی طرح صحیح درست پایا۔ النصف والنصف ایک شے ہے یعنی شے کے دو حصوں کا ایک حصہ نصیفہ کی ضمیر احد ہم کی طرف راجع ہے نہ کہ مد کی طرف اب معنی یہ ہوا کہ اے صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم احد پہاڑ کی مقدار سونا خرچ کرنا تمہارا اس فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا جو ان کے ایک (قبل الفتح والے) نے مد یا اس کا آدھا مد طعام خرچ کیا ہے (روح البیان)

مسئلہ اس میں اشارہ ہے کہ سابقین اولین کی صحبت کاملہ تھی بہ نسبت لاحقین آخرین کے بوجہ سبقت اور تقدم کے۔

حدیث شریف عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جن کے بالمقابل تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھو گے صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم افضل ہیں یا وہ فرمایا کہ اگر ان کا احد کے برابر سونا خرچ کرے وہ ایک درجہ کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اس کے آدھے کو تمہارے اور عام لوگوں کے درمیان یہی آیت فرق بتاتی ہے لا یستوی منکم (امام ابو اللیث نے اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا)

مسئلہ اس میں اشارہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فضائل میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

مسئلہ مطلقاً جملہ صحابہ کرام آنے والوں سے افضل ہیں کیونکہ ہر وجہ سے سابق اور اول ہیں۔

marfat.ocm

وکلا وعداللہ الحسنی اور ہر ایک اللہ تعالیٰ نے حسنی یعنی اچھے ثواب کا وعدہ کیا ہے اس سے جنت مراد ہے یہ نہیں کہ جنت کا وعدہ صرف اولین کے لئے ہے اور لاحقین کے لئے نہیں ہاں درجات مختلف ہیں۔

واللہ بما تعملون خبیر اور اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے کہ تم عمل کرتے ہو خبردار ہے اس کے ظواہر و بواطن کو جانتا ہے اسی کی موافقت تمہیں جزا و سزا دے گا۔

نکتہ چونکہ اعمال کی زکوۃ (صفائی) نیات ہیں اور فضیلت کا دارومدار علم پر ہے۔ اسی لئے حسن نیات کی ترغیب اور اس میں کوتاہی سے ترہیب (ڈرانا) کی فرمایا **واللہ بما تعملون خبیر** یعنی اوقات کے گزرنے پر اعمال کی تجدید کرتے ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں جانتا کسی وجہ سے بھی اور اعمال کی جزاء نیات کے مطابق ہو گی کیونکہ نیات ظاہری اعمال کی ارواح ہیں۔

عبادت باخلاص نیت نکوست   وگرنہ چہ آید ز بے مغز پوست

(عبادت خالص نیت سے بہتر ہے ورنہ بے مغز پوست سے کیا حاصل ہو گا)

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کلبی نے فرمایا کہ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس میں دلالت ظاہرہ حجتہ باہرہ ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کی خلافت بلافصل کے بارے میں کیونکہ آپ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حکایت اور روایت حضرت ابوامامہ نے حضرت عمرو بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ کس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے اسلام لانے میں چوتھے نمبر پر ہیں فرمایا کہ میں نے لوگوں کو گمراہی کے چکر میں دیکھا اور میں بت پرستی کو بھی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور سنا کہ مکہ معظمہ میں ایک مرد عجیب خبریں سناتا ہے میں مکہ معظمہ کو چل دیا وہاں پہنچ کر اس شخص سے ملا اس سے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں نبی ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا نبی کون ہوتا ہے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے میں نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس لئے بھیجا فرمایا اس لئے میں اللہ تعالیٰ کو واحد مانوں اور ان کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اور بتوں کو توڑ دوں اور صلہ رحمی کروں میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ایمان لایا ہے فرمایا ایک حر اور ایک عبد (غلام) اس وقت آپ کے پاس حضرت ابوبکر اور حضرت بلال بیٹھے ہوئے تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کی تقریر سن کر میں نے اسلام قبول کر لیا اس معنی پر میرا نمبر چوتھا ہے

marfat.com

یعنی اپنی دانست میں میں خود کو چوتھا نمبر کہتا ہوں۔

اولیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دلائل ۱۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سب سے پہلے ایمان کا اظہار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ کے بعد سیدنا ابو بکر پھر عمار اور اس کی والدہ سمیہ اور صہیب اور بلال و مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین)

۲۔ کفار سے سب سے پہلے جنگ اور لڑائی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی۔

۳۔ کفار سے مخاصمت سب سے پہلے آپ نے کی آپ کو کفار نے سخت مارا یہاں تک کہ آپ موت کے کنارے پر تھے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۴۔ سب سے پہلے کفار کو تلوار دکھا کر اسلام ظاہر کیا خود رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے رفیق صدیق رضی اللہ عنہ نے۔

۵۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مال خرچ کیا جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے ان پر ایک کمبل تھا جسے آپ نے سینہ پر کانٹوں سے مضبوط کیا ہوا تھا۔

حل لغات خلال خل الکساء بمعنی کمبل کو کانٹے سے مضبوط کرنا اسی لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ذو الجلال بھی ہے اسی لئے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تمام مال پیش کر دیا اور خود کمبل پہنا جسے کانٹوں سے مضبوط کر رکھا تھا اور فرمایا آپ کا یہ حال فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔

اے ابو بکر تو راضی ہے نہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال بارگاہ رسول ﷺ میں پیش کر دیا اور ٹاٹ لپیٹ لئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اقرأ علیہ السلام وقل لہ اراض انت عنی فی فقرک ھذا ام ساخط فقال ابو بکر اسخط علی ربی انی عن ربی راض انی عن ربی راض انی عن ربی راض (روح البیان ص ۳۵۸ ج ۹)

ترجمہ اے حبیب ﷺ ابو بکر کو سلام کہہ دے اور پوچھ دیں کہ تو مجھ سے راضی ہے نہ اپنے فقر پر ابو بکر

marfat.ocm

نے عرض کیا کیا میں خدا تعالیٰ پر ناراض ہوں گا میں تو اس سے راضی ہوں۔

اجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہر معاملہ میں مقدم رکھا اور آپ کو تقدیم کا اقرار و اعتراف کیا۔

قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثنی ابوبکر وثلث عمر ارضی اللہ تعالیٰ علیھما فلا لوتی بوجل فضلنی علی ابوبکر و عمر الاجلالته جلاالمفتری

واطرح شہادۃ ترجمہ حضور سرور عالم ﷺ سابق ہیں آپ کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت ابو بکر تیسرے نمبر پر حضرت ابو بکر تیسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں میرے ہاں ہر وہ شخص لایا جائے جو مجھ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے تو اسے کوڑے ماروں گا اور ہمیشہ کے لئے اس کی گواہی ساقط کردوں گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کسی نے کہا

صاحب قدم مقام تجرید سردفتر جملہ اہل توحید

در جمع مقربان سابق حقا کہ چو او نبود صادق

ترجمہ صاحب قدم اور صاحب مقام تجرید ہیں تمام اہل توحید کے سردفتر ہیں تمام مقربین میں آپ سابق ہیں بخدا کہ ان جیسا کوئی صادق نہیں۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ جس کا مجاہدہ مشاہدہ پر مقدم ہو وہی مرید مراد اور سالک مجذوب اور محب و محبوب اعلیٰ اور اجل (بزرگ تر) اور مشاہدہ کے درجات میں سے سابق (سابق تر) درجہ والا ہے یہ درجہ مقدم ہے اس کے درجہ سے جس کا مشاہدہ مجاہدہ پر ہے جب ارباب مشاہدہ مقصود صدق ملیک مقتدر کے نزدیک بیٹھیں گے تاکہ انہیں اس کی ذات کا مشاہدہ اور اس کے جمال کا دیدار نصیب ہو اس کی جنت کے وصل میں تو یہ ان پر فائق و سابق و مقدم ہو گا یہی مراد مرید اور مجذوب سالک ہو گا کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ سے مقدم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین

marfat.com

جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور جنہوں نے ہمارے میں مجاہدہ کیا تو ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دیں گے (آیت میں مجاہدہ پہلے ہے اور مشاہدہ بعد) ایسے لوگوں کا سلوک اور عادت الٰیہ اور سنت ربانیہ کے موافق اور سلوک ثانی علی خرق العادت ہو گا اور ترتیب الٰہی میں تقدم و تاخر اعتبار الٰہی میں وہی سلوک ہے جو بمعہ افق عادت الٰہی و سنت ربانی ہے یہ دونوں اگرچہ باعتبار اصل مشاہدہ متحد ہیں لیکن باعتبار قدر و درجہ ان میں تفاوت ہے اور صف ۔ مت ہوں گے لیکن ہم کو ان کا مقام و مرتبہ معلوم نہیں۔

(کتاب اللائحات البرقیات عفرۃ شیخی و سندی روح اللہ تعالیٰ)

تفسیر عالمانہ من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا (کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے)

ترکیب من مبتداء اس کی خبر ذا ہے الذی ذا کی صفت یا بدل ہے۔

حل لغات الاقراض در حقیقت عین شے کا دیکر اس کا بدل (مدت کے بعد) طلب کرنا۔ قرضا حسنا مفعول مطلق ہے بمعنی الاقراض یہاں انفاق میں اخلاص مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے دینا اور اچھے سے اچھا مال اور افضل وجہ سے دینے کی کوشش کرنا۔ اب معنی یہ ہوا کہ کون ہے اپنا مال راہ خدا میں خرچ کر کے امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کا عوض عطا فرمائے گا جیسے قرض دار قرض دے کر اس کے عوض کی امید میں ہوتا ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ جو بھی کوئی ایسی نیکی کرے جس سے وہ ثواب کا مستحق ہے تو وہ بھی قرض حسن کے حکم میں داخل ہے اسی مجاہدہ سے ہے اہل عرب کا قول۔ ولا یادی قروض اسی طرح جو بھی کوئی ایسی برائی کرے جسے سزا کا مستحق ہو تو اس نے بھی قرض دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرضا حسنا کیونکہ قرض برا ہوتا ہے امیہ نے کہا۔

لا تخلطن خبیثات بطیبۃ — واضلع ثیابک منھا وانج عریانا

کل امراء سوف یجزی قرضا حسنا — او سیئتہ و مدین مثل ما دانا

ترجمہ خوشبو میں بدبوئی نہ ملا۔ پلیدی سے کپڑے علیحدہ کر لے اور ننگا ہو کر نجات پا۔

ہر مرد قرض حسن کی جزاء دیا جائے گا یا برا عمل ہے تو بری سزا ہی پائے گا جو اس نے عمل کیا۔

marfat.com

فائدہ بعض نے کہا کہ **القرض** سے صدقہ مراد ہے یہاں ایک وجہ اور ہے وہ یہ کہ دراصل قرض بمعنی قطع ہے۔ **قرض الثوب بالمقراض** کپڑا مقراض سے کاٹا گیا پھر مال کے اس حصہ پر استعمال کیا گیا جو انسان اس سے نکال کر کسی کو دے اس شرط پر کہ وہ اس کا بدل و عوض اسے دے گا اس معنی پر قرض حسن مفعول بہ ہو گا اب معنی یہ ہو گا کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے یعنی طیب اور حلال مال کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال اور طیب مال قبول کرتا ہے۔

فیضاعفہ لہ تو وہ اس کے لئے دونے کرے۔ منصوب ہے استفہام کا جواب ہے استفہام باعتبار معنی ہے گویا کہا گیا ہے کیا کوئی اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہے تو وہ اسے دونے دے یعنی اپنے فضل سے اس کا اجر و ثواب زیادہ سے زیادہ دے ہم نے باعتبار معنی کے اس لئے کہا ہے کہ فاء اس فعل کو نصیب دیتا ہے جو مستفہم عنہ سے رد کیا گیا ہو جیسے ابو علی فارسی نے کہا اس لئے کہ یہاں فعل سے سوال نہیں بلکہ فاعل سے ہے۔

ولہ اجر کریم اور اس کے لئے عزت کو ثواب ہے۔ یعنی وہ اجر جس کے ہاتھ اضعاف ملایا گیا ہے۔ وہ باعزت اور حسن اور پسندیدہ ہے وہ فی نفسہ اس لائق ہے کہ اس میں للچائیں للچانے والے اگرچہ دونا نہ بھی ہو پھر کتنا لالچ بڑھ جائے گی جب وہ دونا ہو۔

حکایت مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کمائی کا نصف حصہ روزانہ راہ خدا میں خرچ کرتے یہاں تک جوتے میں ایک اپنے پاس رکھا اس کے راہ خدا میں دے دی ام الدحداح تو بی بی نے کہا تو نے اپنے رب کے ساتھ بیع کی ہے اور اس کا بہترین نفع پاتا ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ کتنی کھجوریں ہیں بہشت میں جن کے خوشے لٹکے ہوئے ہیں وہ سب ابو الدحداح رضی اللہ عنہا کے لئے ہیں۔

فائدہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندوں سے قرض طلب کیا ہے تو اب ان کو تو یہ لائق ہے کہ وہ اپنی جان پہ نکال کر اس کے پیش کر دیں بلکہ ان پر فرض تھا کہ اس کے سوال سے پہلے ہی ایسے کرتے مال تو کوئی شے ہی نہیں یہاں تو جان کی بازی لگانے میں مزا ہے کیونکہ جو کچھ بندہ کماتا ہے وہ دراصل مالک کی ملک ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے لئے وجود مجازی خرچ کریں گے تو وہ انہیں وجود حقیقی عطا فرمائے گا اور سیر الی اللہ اور اس کے عزت والے دروازے کی طرف سیر میں بحسب جدوجہد ہی باعزت اجر عطا ہوتا ہے۔

marfat.com

ہر کسے از ہمت والائے خویش
سود برو در خو کلائے خویش

(ہر کوئی اپنی بلندی پر اپنے سامان کے لائق نفع پاتا ہے)

تفسیر صوفیانہ آیت میں قرض شرعی کی طرف اشارہ ہے اس کے لئے جو قرض مانگ رہا ہے جیساکہ اس پر حدیث قدسی دلالت کرتی ہے کہ اے میرے بندہ میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے نہ دیا۔ بندے کا قرض سے مراد اللہ تعالیٰ کی عطاء ہے اور یہاں قرض صدقہ سے افضل ہے کیونکہ بہت سے مواقع یوں ہوا کہ صدقہ مانگنے والے نے مانگا تو اس کے پاس اتنا ہی تھا کہ وہ خود اپنی کفالت کر سکتا ہے اور قرضدار تو صرف اتنا ہی مانگے گا جو اس کی ضرورت ہو گی۔

فائدہ بعض نے فرمایا یہاں قرض سے مراد ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور یہی افضل الاذکار ہے۔

حضرت حسن (بصری رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا یہاں نوافل مراد ہیں۔

حدیث شریف مرفوع حدیث شریف میں ہے کہ نوافل مومن کا ہدیہ ہے جو وہ اپنے رب تعالیٰ کے ہاں بھیجتا ہے۔ بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف اچھا ہدیہ بھیجے۔ یاد رہے کہ کریم وہ ہے جو قرض والے کو اصلی کے ساتھ بہتر بدلہ دے اور ہدیہ کے مقابلہ میں بہتر اور اعلیٰ عوض پیش کرے۔

تفسیر عالمانہ یوم تری المومنین والمومنات (اس دن تم مومن مردوں عورتوں کو دیکھو گے) یوم کی نصب اذاکر فعل محذوف کی وجہ سے ہے اس یوم کی عظمت کی وجہ سے۔ اب یہ معنی ہوا کہ قیامت میں ان کا پل صراط سے گزرنے کا وقت دیکھنا یاد کرو۔

یسعی نورھم ان کا نور دوڑتا ہے تری کے مفعول سے حال ہے یعنی ان کے ایمان و اطاعت کا نور۔

حل لغات السعی بمعنی تیز چلنا دوڑنے سے تھوڑا سا کم۔ کسی کام میں جدوجہد پر مستعمل ہوتا ہے۔ وہ کام اچھا ہو یا برا لیکن اس کا اکثر استعمال افعال محمودہ کے لئے ہوتا ہے۔

بین ایدیھم وبایمانھم (ان کے آگے اور دہنے)

حل لغات ایمان یمین کی جمع ہے بمعنی دایاں ہاتھ اس سے دائیں جانب مراد ہے اور بین معنی کی طرف ہے۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ فالیوم لا یوخذ منکم فدیۃ (اے منافقو آج تمہارے سے نہیں لیا جائے گا فدیہ) جس سے تم اپنے سے عذاب رفع کر سکو یعنی کوئی شے دے کر خود کو عذاب سے چھڑا سکو (نہیں ہو سکے گا) الفداء بمعنی کوئی شے خرچ کر کے خود کو مصیبت سے محفوظ کر لینا وہ مال ہو یا کوئی نفس دیگر یعنی تمہارے سے نہیں لے جائے گی دیت اور نہ کوئی نفس دیگر تمہارے عوض۔

ولا من الذین کفروا اور نہ کافروں سے یعنی وہ جو ظاہراً باطناً کافر ہیں۔

فائدہ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان (دینی لحاظ سے) تین قسم ہیں۔

۱۔ مومن ۲۔ کافر ۳۔ منافق

مومن ظاہراً باطناً مخلص

کافر ظاہراً باطناً منکر

منافق ظاہراً مخلص باطناً منکر

ماواکم النار تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے کہ اس کے غیر کی طرف تمہیں نہیں لوٹایا جائے گا تم ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔

ھی مولاکم یعنی آگ تمہاری رفیق ہے کہ تمہارے میں اسی طرح تصرف کرے گی جیسے مولی اپنے غلام میں تصرف کرتا ہے کیونکہ تم نے اپنے لئے وہ کرتوت کئے جو اسی لائق ہیں جس میں تم ہو۔

تحقیق مولی یہ اولی سے مشتق ہے بخلاف الزوائد۔ بمعنی وہ مکان جو اسی کے لائق ہو مثلاً کہا جاتا ہے ھو اولی بکم ایسے ہی کہا جاتا ہے ھو مئنتہ الکرم وہ کرم کی جگہ ہے مئنتہ بمعنی مکان یہ انہ کریم کے بجائے بولا جاتا ہے بہرحال اولی کا مفعل (مولی) ہے جیسے مئنتہ مفعلۃ ان سے ہے جو تاکید کے لئے آتا ہے تحقیق یہ ہے کہ اپنے لفظ سے مشتق نہیں کیونکہ یہ حرف اس سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ اس کے کلمات انہی حروف کو متضمن ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس کا معنی اس میں ہے یا مولی بمعنی ناصر ہے اس محاورہ سے ہے جو کہا جاتا ہے۔ تحیتہ بینھم ضرب وجیع (ان کا تحیہ سخت مار ہے) اس سے تحیہ کی نفی قطعی طور نفی مطلوب ہے کیونکہ سخت مار تو تحیہ نہیں ہوتی اس سے واضح ہے کہ ان کے درمیان تحیہ ہے ہی نہیں اسی طرح نار کہا جائے گا کہ یہ دوزخ تمہارے مددگار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا کوئی یار و مددگار ہے ہی نہیں مولی بمعنی متولی ہے یعنی یہی دوزخ تم

پر تصرف کرے گی جیسے تم دنیا میں اس کے موجبات میں تصرف کرتے (یعنی اس کے لئے عمل کرتے رہے)

وبئس المصیر اور آگ تمہارا برا ٹھکانہ ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس سے نار قطعیت (ہجر و فراق) مراد ہے یعنی تمہاری ہجر و فراق کی نار تمہاری مولیٰ اور تم پر مسلط ہے اور اس کی طرف تمہارا برا رجوع ہے۔

حکایت حضرت شبلی قدس سرہ نے ایک تر و تازہ ٹہنی دیکھی جو اصل سے کٹ گئی ہے تو رو پڑے۔ آپ سے مریدین نے پوچھا کہ آپ کیوں روئے فرمایا کہ یہ اپنی اصل سے کٹ گئی ہے لیکن پھر بھی تر و تازہ ہے اور وہ نہیں جانتی کہ اس کا انجام خشک اور بیکار ہو جانا ہے۔

حکایت حضرت شبلی قدس سرہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ روتی ہے اور کہتی ہے ہائے ہائے میرا بچہ مجھ سے جدا ہو گیا آپ بھی رو پڑے اور فرماتے تھے ہائے احباب کی جدائی اور فراق۔ عورت نے پوچھا آپ ایسے کیوں کہتے ہیں فرمایا تو مخلوق کی جدائی پر رو رہی ہے کہ وہ فانی ہے اس نے فنا ہونا تھا اور میں اس کی جدائی اور فراق سے نہ روؤں جو خالق اور باقی ہے۔

فرزند و یار چونکہ بمیرند عاقبت

اے دوست دل مبند بجز حی لایموت

(ترجمہ = بیٹے اور دوست بالآخر مریں گے اے دوست سوائے حی لایموت کے کسی سے دل نہ لگا)

تفسیر عالمانہ الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر الٰہی کے لئے ان کے دل جھک جائیں۔

حل لغات انی الامر یانی۔ اینا و اناء و اناء بمعنی اس وقت آگیا بمعنی حان حینہ و ادرک (وقت آگیا پہنچ گیا) الخشوع بمعنی عاجزی و ذلت یعنی وقت نہیں آیا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ان کے قلوب جھک جائیں اور مطمئن ہو اس کے اوامر کی تعمیل کر کے اس کی طاعت کی طرف جھکیں اور نواہی سے رک جائیں بغیر سستی اور کمی کے۔

marfat.ocm

فائدہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ سے اگر غیر قرآن مراد ہے تو اب مطلب یہ ہو گا کہ نرم اور رقیق ہو جائیں قلوب جب ذکر الٰہی سنیں کیونکہ ذکر الٰہی خشوع القلوب کا سبب ہے اس معنی پر ذکر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے اور لام بمعنی وقت ہے۔ اگر قرآن مراد ہو تو ذکر فاعل کی طرف ہے اور لام علت کی ہے مواعظ الٰہی کے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا اور ان آیات کے لئے جو تلاوت کی جاتی ہیں اب معنی یہ ہوا کہ ابھی وقت نہیں آیا ان لوگوں کا جو مومن ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ان کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نرم ہوں۔

وما نزل من الحق اور اس حق کے لئے جو نازل ہوا یعنی قرآن اس کا عطف ذکر اللہ پر ہے جب وہاں بھی یہی مراد ہو یعنی قرآن تو یہ عطف بوجہ تغایر العنوانین کے ہے کیونکہ قرآن ذکر بھی ہے وعظ بھی زیادہ حق ہے آسمان سے نازل ہو اور نہ عطف حقیقی ہے یعنی اب تغایر العنوانین کی تاویل کی ضرورت نہیں) جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا **انما المومنین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا** بیشک وہ مومن جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں۔

حل لغات الخشوع بمعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے لئے مکمل تعمیل اور اسکے جس طرح کے احکام ہیں ان پر عمل کرنے میں کامل طور گھٹنے ٹیکنا منجملہ ان کے وہی جو انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ہوا اور جو آگے مذکور ہو گا۔

شان نزول مروی ہے کہ مکہ معظمہ میں بعض اہل ایمان تنگ تھے لیکن جب ہجرت کی اور بہت سامال پایا اور نعمتوں سے سرفراز ہوئے تو خشوع و خضوع کے معاملہ میں سست پڑ گئے ان کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے اوپر جب یہ آیت اتری اور ہمارے اسلام لانے اور اس کے نزول کے درمیان چار سال گزرے تھے۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے قلوب میں سستی دیکھی تو اثنائے نزول القرآن میں تیرہ سال بعد یہی آیت نازل فرمائی۔

فائدہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انتباہ فرمایا حالانکہ وہ قرآن پڑھتے تھے

marfat.ocm

کے مابین گزرا یا اعمار اور آمال مراد ہیں اور ان پر جفاء و قسوۃ (سختی) کا غلبہ تھا اور ان سے نرمی ہٹ گئی جو توراۃ و انجیل سے حاصل ہونی چاہیئے تھی۔ جب وہ ان کی تلاوت کرتے یا سنتے **فقست قلوبھم** (تو ان کے دل سخت ہو گئے) پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت)

القسوۃ معنی قلب کی سختی اور وہ اتباع شہوت سے حاصل ہوتی ہے شہوت و صفوۃ (قلب کی صفائی) کا اجتماع نہیں ہوتا۔

وکثیر منھم فاسقون ان کے اکثر فاسق ہیں یعنی اپنے دین کی حدود سے خارج ہیں اور بوجہ زیادہ ہونے جفاو سختی قلب کے اپنی کتابوں کے احکام سے بالکل خارج ہیں۔

فائدہ اس میں اشارہ ہے جو ابتداء خشوع کا دامن چھوڑتا ہے وہ فسق میں مبتلا ہوتا ہے اسی لئے صوفیہ کرام نے فرمایا کہ سختی دل کا نتیجہ غفلت اور دل کی نرمی کا نتیجہ طاعت کی طرف توجہ ہے۔

مخوانش دل کہ آں سنگست و آہن　　　دے کز نور معنی نیست روشن

(وہ دل جو نور معنی سے روشن نہیں اسے دل نہ کہو بلکہ وہ پتھر اور لوہا ہے)

ازاں دل سنگ و آہن ننگ وارد　　　دے کز گرد غفلت زنگ وارد

(وہ دل جو گرد غفلت سے زنگ رکھتا ہے اس پتھر اور لوہے والے دل سے ننگ رکھتا ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر الہی کے بغیر زیادہ نہ بولو دل سخت ہو جائیں گے کیونکہ سخت دل اللہ تعالیٰ سے بعید ہے۔ غلاموں کے جرائم اس طور نہ دیکھو کہ تم ان کے آقا بلکہ اپنے جرائم ایسے دیکھو کہ گویا تم کسی کے غلام ہو لوگ دو قسم کے ہیں۔

۱۔ مبتلا　۲۔ معاف کئے ہوئے مبتلا لوگوں پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا بیشک اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ کرتا اس کے مرنے کے بعد ذکر الہی اور تلاوت سے احیاء القلوب القاسیہ کی تمثیل ہے احیاء الارض المیتہ بارش سے اس میں خشوع اور قساوۃ قلبی سے تحذیر (ڈرنا) کی ترغیب ہے۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے منکرو جان لو کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے

کے بعد اور اسی طریقہ سے اموات کو زندہ کرے گا۔

قدبینالکم الایات بیشک ہم نے تمھارے لئے آیات بیان کی ہیں منجملہ ان کے یہی آیات بھی ہیں۔ لعلکم تعلقلون (کہ تمھیں سمجھ ہو) تاکہ تم سمجھو جو ان میں ہے اور ان کے موجب پر عمل کرو تو دارین کی سعادت سے کامیابی حاصل کرو۔

فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب منقول ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب آیت الم یان للذین الخ ہے کیونکہ آپ پہلے ڈاکو تھے اور بہت بڑے ناشائستہ افعال میں مبتلا تھے۔ ایک دفعہ کسی کے عشق مجازی میں مبتلا ہو گئے برائی کے لئے اس سے ایک وقت مقرر کیا آدھی رات کو وقت مقرر اور معین جگہ تک پہنچے محبوب کے گھر کی دیوار پر چڑھے تو کسی پڑھنے والے سے سنا الم یان للذین امنوا الخ یہ تیر دل کے نشانہ تک پہنچا اسی وقت درد و سوز دل میں اٹھا اللہ تعالیٰ کی مہربانی نے رہبری فرمائی توفیق الٰہی کے قیدی بن کر واپس لوٹے اور کہتے جاتے تھے بلیٰ واللہ ہاں بخدا قد آن بیشک وقت آگیا ہے واپس لوٹتے ہی ویرانہ میں جھونپڑا ڈال دیا وہاں سے گزرنے والے ڈرتے کہ فضیل بن عیاض نے یہاں ڈیرہ جمایا ہوا کہیں لوٹ نہ لے۔۔ راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرتے اس پر خود کو ملامت کی اے بد انسان تو کتنا بد بخت ہے کہ تو گناہوں میں ایسا بدنام ہوا کہ اب تک خلق خدا تجھ سے گھبراتی ہے آدھی رات کے وقت بارگاہ حق میں سچے دل سے تائب ہوئے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کیا یا اللہ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اپنی توبہ تیرے گھر کے جوار میں پیش کرتا ہوں اور تمام گناہوں سے دور رہوں گا۔ اور اپنی ناکسی سے آہ و فغاں کناں ہوں میرے درد کا درماں پیدا فرما اے تمام دردمندوں کے درمان ساز اے پاک صفت از ہر عیب۔ اے عالی صفت از ہر کم۔ اے بے نیاز از خدمت۔ اے میری خیانت (گناہ) سے بے نقصان مجھے اپنی رحمت سے بخش مجھ قیدی کو خواہشات کی قید سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان پر بہت ہی رحمت فرمائی اس کے بعد خانہ کعبہ چلے گئے وہاں عرصہ دراز تک مجاور رہے اور سرخیل اولیاء ہوئے (سلسلہ چشتیہ کے سرتاج ہیں)

گدائے کوئے تو از ہشت مستغنیست　　　اسیر عشق تو از ہر دو عالم آزاد است

(تیری گلی کا گدا آٹھ بہشتوں سے بے نیاز ہے تیرے عشق کا قیدی ہر جہان سے آزاد ہے)

marfat.ocm

حکایت حضرت عبداللہ المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک باغ میں گیا اس وقت میرا عین شباب اور میرے ہمجولے ساتھ ساتھ تھے خوب کھلایا پیا۔ مجھے بانسری بجانے کا شوق تھا رات کو بانسری بجانے کے لئے اٹھائی تو وہ بول پڑی اور کہا الم یان للذین امنوا ان تخشع میں نے فوراً بانسری زمین پہ دے ماری اور اسے توڑ پھوڑ دیا اور آئندہ عہد کیا کہ ہر وہ فعل جو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والا ہو گا نہیں کروں گا۔

حکایت حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے ان کی توبہ کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں محکمہ پولیس میں ایک سپاہی تھا اور شراب خوب پیتا تھا۔ میں نے ایک حسین لونڈی خریدی اور وہ خوب محبوب اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس سے میرا جی لگ گیا جب وہ چلنے لگی اس سے اور پیار بڑھ گیا جب میں شرب پیتا تو وہ چھوٹی بچی مجھ سے چھین کر میرے کپڑے پر انڈیل دیتی۔ وہ سال کی ہو کر مر گئی۔

میں اس کی جدائی سے سخت مغموم و محزون ہوا۔ شعبان المعظم کی پندرھویں اسی سال شب جمعہ تھی میں شراب پی کے خوب مست تھا مجھ سے عشاء کی نماز بھی ادا نہ ہو سکی میں نے خواب میں دیکھا کہ آج قبرستان والے قبور سے نکلے اور میدان حشر میں تمام مخلوق جمع ہو رہی ہے ان میں میں بھی ہوں اپنے پیچھے آنے کو محسوس کیا دیکھا تو وہ سیاہ و زرد رنگ کا بڑا سانپ ہے منہ کھولے ہوئے ہے اور میری طرف بڑھ رہا ہے۔ گویا مجھے اپنا لقمہ بنانا چاہتا ہے میں گھبرا کر آگے کی جانب دوڑا راستہ میں مجھے ایک بزرگ ملے جن کا لباس نہایت صاف اور پاکیزہ اور خوشبو سے معطر ان کو السلام علیکم عرض کیا اور کہا کہ آپ مجھے اس آفت و بلا سے نجات دلا سکتے ہیں فرمایا میں تو ایک کمزور انسان ہوں اور یہ آفت بڑی طاقت ور ہے میں اسے نہیں ہٹا سکتا لیکن دوڑتا جا اور بہت تیز بھاگ ممکن ہے اس سے تجھے نجات مل جائے۔

میں ان کے فرمان پر آگے کو دوڑا اور خوب دوڑا یہاں تک کہ ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا دیکھا تو آگے بڑی آگ ہے اس میں اور لوگ بھی ہیں ارادہ ہوا کہ چھلانگ لگا دوں آگ بہتر ہے اس بلا (مصیبت (سانپ) سے کیونکہ وہ تو صرف میرے پیچھے مجھے لقمہ بنانے کے لئے پیچھا کر رہا ہے چھلانگ لگانے کا ارادہ کیا تو آواز آئی پیچھے کو ہٹ جا یہ تیرے لائق نہیں۔ میں اس آواز سے مطمئن ہو کر پیچھے کو لوٹا تو سانپ بھی پیچھے ہٹا گیا یہاں تک کہ میں اسی شیخ کے ہاں واپس آ گیا اور عرض کی کہ آپ کو میں نے کہا کہ اس سانپ سے مجھے نجات دلوائیں لیکن آپ نے کوئی مدد نہ فرمائی

marfat.ocm

اب میں کیا کروں۔ شیخ میری بات سن کر رو پڑے اور فرمایا میں ایک کمزور انسان ہوں میں کیا کر سکتا ہوں سامنے والے پہاڑ کی طرف چلے جاؤ وہاں مسلمانوں کی امانتیں ہیں ممکن ہے تیری کوئی امانت اس میں ہو تو پھر تیری نجات کی امید کی جا سکتی ہے میں نے پہاڑ کو دیکھا وہ مستدیر (گول) ہے اس میں دریچے ہیں ان پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ ان دریچوں کے دروازے سرخ سونے کے ہیں جن پر موتیوں کا جڑاؤ ہے اور ان کے پردے ریشمی ہیں۔ میں بھاگ کر پہاڑ کی طرف چلا گیا اور سانپ بھی میرے پیچھے آ رہا تھا میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو ملائکہ کرام نے آواز دی کہ پردے ہٹا دو اور دروازے کھول دو اور اس کے اندر جھانک کر دیکھو شاید اس خوف زدہ کی کوئی امانت اندر ہو جو اسے اس دشمن (سانپ) سے نجات دلوا دے اس آواز پر پردے ہٹ گئے۔ دریچے کھل گئے اچانک مجھے بچے چودھویں کے چاند سے چہرے نظر آئے۔ اوھر سانپ میرے بالکل قریب پہنچ گیا میں حیران تھا کہ اب کیا کروں ان بچوں میں سے ایک نے زور سے پکارا کہ جھانکو سارے جھانکو اب سانپ اس کے قریب آگیا ہے اس آواز کے بعد چھوٹے بچے فوج در فوج میری طرف جھانکتے چلے جاتے یہاں تک کہ میری وہ بالہ (جو مر گئی تھی) بچی نے مجھے دیکھ پایا اور دیکھ کر روئی اور کہا بخدا یہ تو میرا ابو ہے۔ یہ کہہ کر نور کے گھڑے میں ایسی تیز چھلانگ لگائی جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے پھر اچانک میرے سامنے آ گئی اور بایاں ہاتھ بڑھا کر میرے دائیں ہاتھ سے چمٹا دیا اس کیفیت کو دیکھ کر سانپ تو پیچھے بھاگ گیا اور بچی نے مجھے بٹھلایا اور میری گود میں بیٹھ گئی اور دایاں ہاتھ میری داڑھی پر رکھ کر پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ الخ ابا جی کیا ایمان والوں کا وقت نہیں کہ ان کے دل خاشع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بچی کی نصیحت سے میں رو پڑا اور کہا بیٹی تم لوگ بھی قرآن مجید کو جانتے ہو۔ کہا ابو ہم قرآن کو تم سے زیادہ جانتے ہیں میں نے کہا بیٹی تمہیں معلوم ہے وہ سانپ کیا بلا تھی کہا وہ تیرے اعمال تھے جنہیں تم روزانہ اور زیادہ بڑھا رہے ہو اس کا ارادہ تھا کہ وہ تجھے جہنم کی آگ میں ڈبو دے۔

میں نے کہا بیٹی وہ بوڑھا کون تھا جس نے میری رہبری کی کہا ابو وہ اپ کا عمل صالح تھا جسے تو نے نہایت کمزور کر رکھا ہے یہاں تک کہ اسے تیری برائیوں کا مقابلہ مشکل ہے میں نے پوچھا بیٹی تم پہاڑ میں کیا کرتی ہو کہا ہم مسلمانوں کے تمام بچے اسی میں مقیم ہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہو ہم تمہارے انتظار میں رہتے ہیں کہ کب آؤ گے تاکہ ہم تمہاری شفاعت کریں اس پر میں گھبرا کر جاگ اٹھا اور صبح ہوتے ہی جملہ برائیوں سے تائب ہو گیا اور میری توبہ کا سبب یہی ہے جو مذکور ہوا

سروز جیب غفلت بر آور کنوں   کہ فردا نماند خجلت نگوں

marfat.com

با پدری خفتہ بیدار بود   چو مرگ اندر آرد ز خوابت چہ سود
ز ہجراں طفلی کہ در خاک رفت   چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت
تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک   کہ ننگ است ناپاک رفتن بخاک

ترجمہ ۱۔ غفلت کے گریبان سے سر باہر لا تاکہ کل (قیامت میں) شرمساری سے سر نیچے نہ ہو۔
۲۔ سونے سے ابھی بیدار ہونا چاہئے جب موت آئے گی اس وقت خواب سے بیداری کا کیا فائدہ۔
۳۔ چھوٹے بچے کی جدائی سے کیوں روتا ہے کہ وہ قبر میں گیا وہ تو اچھا ہے کہ پاک پیدا ہوا اور پاک ہو کر قبر میں گیا۔
۴۔ تو بھی پاک آیا ہے تو ڈرتا رہ اور پاک ہو کر زندگی بسر کر کیونکہ ناپاک ہو کر قبر میں جانا ننگ و عار اور شرم کی بات ہے۔

تفسیر عالمانہ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔
وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دیا) اس کا من حیث المعنی صلہ پر عطف ہے۔ اب یہ ہوا کہ وہ مرد اور عورتیں جنہوں نے صدقہ دیا اور اللہ کو قرض حسن دیا۔

فائدہ قرض حسن وہ صدقہ ہے جو پاک مال خوشی سے خلوص نیت کے ساتھ صدقہ کے مستحق کو دیا جائے۔

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ معتبر وہی صدقہ ہے جو اخلاص سے ہو۔

سوال تکرار تو فصاحت کے خلاف ہے اور یہاں تکرار کیوں؟

جواب پہلا صدقہ مقید ہے دوسرا مطلق ہے اس معنی پر تکرار کہاں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتو میں تمہیں جہنم میں بکثرت دیکھتا ہوں۔

مسئلہ اس میں اشارہ ہے کہ عورتوں کو زیادہ صدقہ دینا چاہئے۔

حدیث شریف مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے

maktabah.org

ساتھ ایک عید میں موجود تھا خطبہ میں نہ اذان تھی اور نہ ہی اقامت۔ آپ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سہارا سے عصا لے کر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تقویٰ کا حکم فرمایا اور طاعت کی ترغیب دی اور لوگوں کو خوب وعظ فرمایا پھر عورتوں کے ہاں تشریف لے گئے انہیں بھی وعظ فرمایا اور فرمایا کہ صدقہ کرو اس لئے کہ جہنم کا زیادہ ایندھن تم ہو۔ ایک بی بی نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں فرمایا تم شکوہ شکایت زیادہ کرتی ہے اور شوہر کی زیادہ ناشکری ہو۔ یہ سن کر عورتیں اپنے زیورات صدقہ کے طور پر دینے لگیں اور اپنے زیورات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی گئیں یہاں تک کہ بہت سا مال جمع ہو گیا تو حضور سرور عالم ﷺ نے فقراء مسلمین پر تقسیم فرما دیا۔

يُضَاعَفُ لَهُمْ ان کے دونے ہیں (صیغہ مجہول اپنے مابعد جار مجرور کی طرف مسند ہے بعض نے وہ جو صلہ کی جگہ پہ مصدر محذوف ہے اس کی طرف مسند ہے کہ دراصل ثواب تصدق تھا۔

وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ اور ان کے لئے باعزت ثواب ہے وہ ثواب جو رضائے الٰہی اور اقبال سے مقتران ہو۔

بدنیا توانی عقبیٰ خری   بخر جان من ورنہ حسرت خوری

(دنیا سے ہی آخرت خریدی جاسکتی ہے اے میری جان ابھی خرید لے ورنہ حسرت کھائے گا)

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ اور وہ جو اللہ تعالیٰ اور تمام رسولوں پر ایمان لائیں یہ مبتداء ہے اس کی خبر۔

أُولَٰئِكَ یہ دوسرا مبتداء ہے۔

هُم یہ تیسرا مبتداء ہے اس کی خبر "الصدیقون والشہداء" ہے اور یہ مبتداء مع خبر پہلے مبتداء کی خبر ہے یا ہم ضمیر فعل کی ہے اور اس کا مابعد او لئک کی خبر اور جملہ موصول کی خبر ہے یعنی او لئک کی۔ اب معنی یہ ہوا کہ یہی ہیں کامل سچے اوروں پر گواہ۔

عِندَ رَبِّهِمْ اپنے رب تعالیٰ کے ہاں علو مرتبہ اور رفعہ محل میں وہ منزلہ صدیقین اور شہداء کے ہوں گے ان سے وہی لوگ مراد ہیں جنہوں نے تصدیق (رسالت) میں سبقت کی اور راہ خدا میں شہید ہوئے۔

فائدہ فتح الرحمٰن میں ہے کہ صدیق صیغہ صفت ہر وہ شخص جس سے صدق بکثرت ظہور ہو اور اس امت میں آٹھ حضرات مشہور ہوئے جو اپنے زمانے میں روئے زمین پر دیگر لوگوں سے اسلام میں سبقت کر گئے۔

۱۔ ابوبکر   ۲۔ علی   ۳۔ زید   ۴۔ عثمان

marfat.com

۵۔ طلحہ ۶۔ زبیر ۷۔ سعد ۸۔ حمزہ

نویں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے اسلام لانے کے بعد کل چالیس مسلمان تھے۔ انہیں ان صدیقین میں ان کی صدق نیت کی شہرت کی وجہ سے داخل کیا گیا۔

شہداء کے اقسام شہداء کے تین درجات ہیں۔

۱۔ وہ شہداء جو اسلام و کفر کی دو صفوں کے درمیان شہادت پائے یہی تمام درجات میں بڑا درجہ ہے۔

۲۔ وہ جو کسی حادثہ یا بلاؤ مصیبت میں مبتلا ہو کر مرے جیسے پانی میں غرق ہونا۔ آگ میں جلنا۔ دیوار کے نیچے دب جانا۔ طاعون میں پیٹ کی بیماری سے۔ مسافری میں۔ یوم جمعہ یا شب جمعہ میں۔ اور باطہارت مرنا۔

۳۔ تیسرا درجہ یہی جسے آیت ہذا نے بیان کیا اور یہ درجہ تمام اہل ایمان کو نصیب ہوتا ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ الصدیق وہ جنہوں نے صدق میں مبالغہ کیا کہ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے جملہ احکام کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت پہ قائم ہے یا وہ شہداء اس لئے ہیں کہ وہ امم سابقہ پر قیامت میں گواہی دیں گے۔

تفسیر صوفیانہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ وہ جو ایمان لائے حقیقی شہودی عیانی نہ کہ علمی و بیانی اور ایمان شہودی فنائی اللہ نفساً و قلباً و اسرار و روحاً سے حاصل ہوتا ہے اور رسولوں پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ صفات قلب سے فناء اور صفات روح کی بقا حاصل کی۔

اولئک ھم الخ یہی لوگ صفت صدیقیت سے متحقق اور مراتب صدق کی انتہاء کو پہنچنے والے ہیں۔ اور یہی اپنے نفوس پر صدق و وفا کی گواہی دیتے ہیں ساتھ عہد (میثاق) کے کیونکہ ایسے لوگوں سے رشحات الصدق مترشح ہوتا ہے لامحالہ ان کو صدیقین کا اجر اور شہداء کا نور نصیب ہوگا اور یہ اجر و نور انہی لوگوں سے مخصوص ہے نہ کہ وہ جو مقلدانہ ایمان لائے اور تقلیدی طور پر تصدیق کرے اور مقلد ہو کر صرف زبانی گواہی بغیر عیاں کا ترتب فناء پر ہے۔

صدیق و صادق میں فرق صادق مخلص (بالکسر) کی طرح ہے جو شوائب صفات نفسانیہ سے مطلقاً صاف ہے اور صدیق مخلص (بالفتح) کی طرح ہے جو شوائب غیریت سے صاف ہے دوسرا فلکاً اوسع اور احاطہ کے لحاظ سے

marfat.ocm

اکثر ہے۔ اس معنی پر ہر صدیق و مخلص (بالفتح) صادق و مخلص (بالکسر) ہے لیکن ہر صادق صدیق نہیں۔ حضرت ابو علی الجرجانی قدس سرہ نے فرمایا کہ قلوب الابرار کونین سے متعلق ہوتی ہے کہ کبھی متوجہ اور کبھی غیر متوجہ۔ لیکن صدیقین کی قلوب عرش سے متعلق ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

تفسیر عالمانہ لهم اجرهم ونورهم ان کے لئے ان کا اجر و نور ہے یہ مبتداء و خبر ہے جملہ موصول کی دوسری خبر ہے ضمیر علی الوجہ الاول موصول کے لئے اور پچھلی دو ضمیریں صدیقین و شہداء کے لئے ہیں جب التباس کا خطرہ نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے کہ یہ دراصل لهم مثل اجرهم ونورهم تھا یعنی ان کے لئے جو معروف بغایۃ الکمال وعزۃ المنال ہیں اجر و نور ہے اور حروف تشبیہ اس لئے محذوف ہے تاکہ قوت مماثلت پر تنبیہہ ہو اور معلوم ہو کہ یہ صد درجہ کے ایک دوسرے سے متحد ہیں جیسے کہا گیا کہ هم الصديقون والشهداء الخ اور ان کے لئے بھی کہا گیا لہم اجرہم الخ لیکن یہ مماثلت اس میں نہیں کہ جو کچھ فریق اول (مصدقین واقرضوا الخ) کے لئے اجر و نور تعلق دونوں سے ہو گا تاکہ ان کے بین تفاوت کیا جا سکے بہر حال سب کا مرجع ایک ہے اور معنی یہ ہے کہ ان سب کے لئے اجر و نور موعود ہے۔

فائدہ بعض مشائخ کبار نے فرمایا کہ اجر سب عمل کے بغیر نہ ہو گا اور جو اللہ تعالیٰ خارج از کسب کسی کو عطا فرمائے وہ نور و وہبی ہو گا اسے اجر نہ کہا جائے گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لہم اجرھم و نورہم اس لئے کہ اجر وہ ہے جو کسب (عمل) سے نصیب ہو اور نور وہ ہے جو اللہ تعالیٰ بغیر کسب کے عطا فرمائے لیکن اجر بھی ایسی شے نہیں کہ جس میں عطائے الٰہی کا تعلق نہ ہو البتہ یہ ہے کہ اجر وہ ہے کہ جس میں اکتساب کی وجہ استحقاق کا شائبہ ہے کیونکہ یہ عوض ہے اس کا جو عمل متقدم ہے اور وہ بندے کی طرف منسوب ہے ہاں ہر اجر میں نور کا اختلاط ضرور ہو گا تاکہ معلوم ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے پر منت و احسان ہے کہ اس نے توفیق بخشی تو عمل کیا ورنہ محروم رہتا تو کیا کرتا اس لئے بندے کو اجر کہا جاتا ہے کہ اس نے طاعت الٰہی بجالائی اور اعمال صالحہ کا اس سے صدور ہوا تو اجارہ اسی معمولی سی نسبت سے ہے اسی لئے تو بندے نے خدمت سید خود (عبادت) پر مدد چاہی (ایاک نستعین) کہا۔

سوال عبد کے لئے اجرت کا اطلاق کیسا جبکہ عبد پر سید (رب تعالیٰ) کی خدمت (عبادت) فرض ہے اس کے لئے اجرت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اگر اسے مالک کے لئے اجنبی بنائیں تو بھی کام نہیں بنتا کیونکہ جب وہ اجنبی ہے

تو پھر اس پر طاعت فرض کیسی اور اس پر اجرت کا ترتب کیسا حالانکہ اجرت کا ترتب تو اس وقت ہوتا ہے جب وہ خود کو اجرت کے لئے پیش کرے لیکن یہاں ایسے نہیں کیونکہ یہ اطاعت و عبادت کے کیلئے خود کو پیش کرے یا نہ کرے اس پر مالک کی طرف سے بعد بلوغ خود بخود فرض ہو جاتی ہے۔

جواب انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ۱۔ عبودیت ۲۔ حالت اجارت
اس حیثیت سے کہ وہ عبد ہے اس لئے وہ مکلّف بالعبادات ہے جیسے نماز، زکوٰۃ و جملہ فرائض اس حیثیت سے اس کے لئے کوئی اجرت نہیں اور جب اس کی دوسری حیثیت آئے گی کہ وہ ان کے عمل کے لئے مستعد ہے بلکہ مرتکب ہے تو بوعدہ الٰہی اسے ان کا اجر و ثواب ہو گا لیکن یہ مخصوص احکام مندرجہ کے ساتھ نہ کہ احکام مفترضہ کیونکہ اعمال مندوبہ کا جب بندہ مرتکب ہو گا تو اسے قرب حاصل ہو گا نہ کرے گا تو قرب حاصل نہ ہو گا اور نہ ہی ان کے نہ کرنے پر اسے کسی قسم کا عتاب ہو گا اس معنی پر بندہ بمنزلہ اجنبی کے ہے اگرچہ فرائض بھی ادا کر رہا ہے تو بھی اس کی حیثیت اجیر کی ہے باقی رہے نوافل ان کا اجر ہے تو بھی محبت الٰہی کی حیثیت سے ہے جیسے حدیث قدسی میں ہے۔
لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ بندہ ہمیشہ نوافل سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔

نکتہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ نوافل کے متعلق بندہ بااختیار ہے۔ اجیر کی طرح کہ جب انسان چاہے گا کہ وہ عبادت کرے تو اس وقت اس نے اپنے نفس پر ذات حق کو ترجیح دی لیکن فرائض بندہ اضطراری ہے وہاں اس کے اختیار کو دخل نہیں اس سے سمجھ لیں کہ عبد اختیاری و عبد اضطراری کا کتنا فرق ہے ایسے ہی عبد اجیر مختار ہے لیکن عبد اضطراری مملوک ہے کہ مالک کے حکم کے بغیر ذرہ برابر بھی کام نہیں کر سکتا یہی اصلی عبد ہے اس کا اپنے سید پر کوئی استحقاق نہیں لیکن سید اس کے تمام کا مالک ہے وہی اسے ملے گا جو اس کی ضرورت ہے۔ کھانے پینے، لباس وغیرہ وہ سید کے جملہ احکام کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے۔ رات دن مالک کے مکان سے باہر قدم رکھنے کا مجاز نہیں نہ ہی کوئی ایسا کام کر سکتا ہے جس میں اس کی مرضی کو دخل ہے ایسے بندے دنیا میں بھی مع اللہ ہیں اور آخرت میں بھی اور محشر میں بھی اور جنت میں بھی کیونکہ اس کا جملہ وجد اپنے مالک کی ملک ہے مالک جس طرح اس میں چاہے تصرف کرے بخلاف عبد اجیر کے کہ اسے وہی ملے گا جو اس کی اجرت مقرر ہوئی اتنی خوراک پوشاک وغیرہ لے گا جو معین

marfat.ocm

ہوا اسے مالک کے حرم میں داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی نہ ہی اسے مالک کے اسرار سے آگاہی ہوتی ہے اگر وہ سید و موجر کے پاس ہے تو ضرورت تک جب ضرورت پوری ہو گی وہ اپنی اجرت لے کر اس سے جدا ہو جائے گا اور اپنے اہل و عیال میں آکر وقت بسر کرے گا ایسے نہیں کہ وہ اس سے بڑھ کر کوئی اور شے چاہے ہاں اگر سید اپنے لطف و کرم سے اسے جو چاہے عنایت فرمائے۔

سبق آخرت عبودیت اختیاری منقطع ہو جائے گی۔ اضطراری عبودیت کام آئے گی اس تقریر سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جسے اپنے مالک کا عرفان نصیب ہے دیکھئے انبیاء علیہم السلام جلیل الشان ہونے کے باوجود کتنا عبودیت میں خالص و مخلص تھے کہ معمولی طور پر بھی نفوس کی خواہشات کو دخیل نہ بنایا اور نہ ہی مخلوق میں کوئی ان کی عبودیت سے متعلق ہو سکا اس کے وجود کہتے رہے۔ ان اجری الا علی اللہ وہ اس لئے کہ وہ اسمائے الٰہیہ کے حکم کے آگے مکمل طور سرنگوں رہے بخلاف ان کے ماسوا کے وہ حالت اختیار و اضطرار ہر طرح ذات حق کے عبد خالص مخلص رہے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں اسماء الٰہیہ نے خود منتخب کیا کہ وہ اپنے آثار ان میں ظاہر فرمائیں اور وہ خود بھی مختار تھے کہ وہ جس اسم کے تحت رہیں اسمائے الٰہیہ نے جب جانا کہ انہی حضرات نے ان کے تحت ہونا ہے تو انہوں نے ان کی خدمت کے اجور خود متعین فرمائے مثلاً ہر اسم پکارتا تھا کہ میرے حکم میں داخل ہو گے تو فلاں فلاں اجر ملے گا۔ ہر اسم کی خدمت کے تحت انبیاء علیہم السلام داخل ہوتے گئے یہاں تک سید (مالک ذات) نے اپنی عبودیت کے لئے اعلان فرمایا تو انہوں نے دوسرے مشاغل ترک کر کے عبودیت کو اختیار فرمایا اس کے بعد انہیں اختیار دیا گیا کہ جس اسم سے مشغول ہو اجازت ہے یہی وجہ ہے کہ بندہ ہر شغل میں جس طرح مشغول ہو یعنی جس طرح کی نفلی عبادات میں مصروف ہو لیکن جب نماز کی اقامت کا اعلان ہو تو پھر باقی نوافل ترک کر کے نماز میں ہی داخل ہونا ضروری ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس میں اپنے مالک کی معیت نصیب ہوتی ہے اور یہی اس کی عبودیت اضطراری ہے (الجواہر للامام الشعرانی قدس سرہ)

تفسیر عالمانہ والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی۔ اولئک وہ جو صفات قبیحہ سے موصوف ہیں اصحاب الجحیم وہ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ اس سے جدا نہ ہوں گے۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا صرف کفار کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہ ترکیب بتاتی ہے کہ

marfat.com

یہ غلوص کفار کا خاصہ ہے اور کفر سے کفر باللہ مراد ہے یہی ایمان باللہ کے بالمقابل ہے اور تکذیب سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے ظاہر کردہ معجزات کو ٹھکرا دیا یہی ایمان باللہ و تصدیق بالرسل الکرام کے بالمقابل ہے اور یہ دونوں وصفیں ان میں موجود تھیں اس لئے وہ دائمی دوزخ کے مستحق ہوئے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ جنہوں نے ہماری ذات سے کفر کیا اور ہماری آیات کبریٰ کی تکذیب کی اور صریح بیّن واضح قلباً سراً و روحاً کفر کیا تو وہ اصحاب الجحیم ہیں۔ یعنی بعد میں رہیں گے۔ اور درگاہ حق سے مطرود ہیں اور لعن مخصوص دائماً کے مستحق ہیں صفات کو آیات سے اس لئے موصوف فرمایا کہ کتب الٰہیہ صفات اللہ تعالیٰ ہیں اور انبیاء علیہم السلام بھی صفات اللہ ہیں اس حیثیت سے کہ وہ اسماء الٰہیہ و صفات علیہ کے مظاہر ہیں۔ ایسے ہی جملہ مجالی و مرائی کو سمجھ لو صرف فرق ہے تو ظہور بالکمال کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام مظاہر باکمال ہیں اور دوسرے باکمال نہیں۔

مسئلہ جس طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کی آیات کی تکذیب ہی وعید کا موجب ہے ایسے ہی اولیاء کرام اور ان کی آیات (کرامات) کی تکذیب بھی موجب وعید ہے کیونکہ علماء باعمل یعنی اولیاء وانبیاء و مرسلین کے وارث ہیں۔

فائدہ اولیاء کی آیات سے مراد کرامات علیہ والکونیہ ہیں۔ ان کی ایسی کرامات کی ان کے معاصرین وغیرہ معاصرین نے تصدیق کی تو وہ اصحاب النعیم ہوئے اور جنہوں نے ان کی تکذیب کی تو وہ اصحاب جحیم ٹھہرے۔

سبق ایسی آیات (کرامات) اور ان کے اصحاب (اولیاء) تاقیامت موجود رہیں گے۔ کیونکہ باب الولایت ہمیشہ کھلا رہے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے عمیم افضال سے اپنے اولیاء میں سے بنائے۔ بحرمتہ النبی و آلہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

تفسیر عالمانہ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا اے دنیا والو جان لو کہ بیشک دنیا کی زندگی لفظ حیوٰۃ زائد ہے اس کا مضاف مضمر ہے دراصل امور الدنیا تھا اور یہ بھی ہے کہ حیوۃ الدنیا امور دنیا سے بعلاقہ لزوم مجاز ہو اور کشف الاسرار میں اس کی عبارت یوں بنائی کہ وہ حیات جو دردا ولی کو قریب تر ہے یعنی اس سرائے کی زندگانی اور "ما" صلہ کا ہے کیونکہ اس سے مقصود اسی دار کی زندگی ہے ہر وہ اوقات موت سے پہلے ہیں وہ دنیا ہے اور جو اس کے بعد ہے وہ

marfat.ocm

الحیٰوۃ(آخرت)ہے۔

لعب کھیل ہے یعنی باطل کام خواہ مخواہ خود کو کھیل والے کی طرح بلا فائدہ تھکا رہے ہو۔

بازیچہ اطفال ایست طفل فریب ایں دہر

بے عقل مرد آنکہ بدو مبتلا شوند

(بچوں کا کھیل اور یہ اسباب زمانہ بچہ کے فریب ہیں وہ لوگ بے عقل ہیں جو اس میں مبتلا ہوتے ہیں)

ولھو اور کو اس سے نفوس سے کھیلتے اور انہیں اس سے ان امور سے مشغول کرتے ہو جو تمہارے لئے آخرت کی بہبودی کا موجب تھے۔

وزینتہ اور آرائش۔ لباس و سواری اور بہترین مکانات جنہیں تم سنگارتے ہو۔ وتفاخر اور آپس میں بڑائی مارنا حسب و نسب سے تم ایک دوسرے پر فخر کرتے ہو۔ الفخر معنی وہ اشیاء جو انسانوں سے خارج ہیں جیسے مال وجاہ وغیرہ پر بڑائی مارنا اسی لئے ہر نفیس شے کو فاخر سے تعبیر کرتے ہیں (المفردات)

وتکاثر فی الاموال والاولاد اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے زیادتی چاہنا۔ گنتی وغیرہ سے یعنی کثرت مال و اولاد کی وجہ سے فخر کرنا بالخصوص اولیاء اللہ پر خود کو اونچا سمجھنا لیکن یاد رکھو کہ تھوڑے عرصہ کے بعد یہ چیزیں تمہارے سے دور ہو جائیں گی لہو و فرح غم اور حزن سے بدل جائیں گی یہ تمام اسباب دور ہو جائیں گے اور یہ تفاخر و تکاثر انگارے کی طرح نیست و نابود ہو جائیں گے۔

فائدہ بعض نے کہا لعب بچوں کے کھیل کی طرح اور زینت عورتوں کی زیبائش کی طرح اور تفاخر ہم زمان کے فخر کی طرح او تکاثر دہقان کے تکاثر کی طرح۔

پند سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ دنیا کا غم نہ کھا کیونکہ یہ دنیا چند چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ مطعوم (خوردنی اشیاء) ۲۔ مشروب ۳۔ ملبوس ۴۔ مشموم (سونگھنے کی اشیاء)

۵۔ مرکب (مرکب) ۶۔ منکوحہ (نکاح والی عورتیں)

اس کی سب سے بڑی خوردنی شے شہد ہے اور وہ ایک مکھی کا لعاب ہے اور پینے کی سب سے بڑی شے پانی ہے اور اس

marfat.ocm

میں انسان و حیوان شریک ہیں اور لباس میں سب سے بڑی شے ریشم ہے اور وہ ایک کیڑے کا تانا ہے۔ اور سونگھنے میں سب سے بڑی شے مشک ہے اور ایک ہرنی کا خون ہے اور سواری میں سب سے بڑی شے گھوڑا ہے اس پر سوار ہو کر تو لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے اور نکاح کی سب سے بڑی شے عورتیں ہیں اور یہ پیش گاہیں اور پیش گاہ کی پیدائش ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ میری دنیا سے کیا غرض۔ میری اور دنیا کی مثل اس سوار جیسی ہے جو گرمی کے موسم میں سایہ دار درخت کے نیچے گرمی ہٹانے کے لئے چند لمحات ٹھہر کر چل پڑے اور اس درخت کو چھوڑ دے۔

جہان اے پسر ملک جاوید نیست ز دنیا وفادار امید نیست

(اے عزیز دنیا ہمیشہ کا ملک نہیں۔ دنیا سے وفا کی امید نہیں)

کمثل غیث اس بارش کی طرح۔ کاف محلا منصوب علی الحالیتہ ہے اس ضمیر سے حال ہے جو لعب میں ہے کیونکہ اس میں وصف کا معنی ہے اس میں ایسے اوصاف ہیں جو غیث (بارش) کے مشابہ ہیں یا مبتداء محذوف کی خبر ہے دراصل ہی کمثل غیث یا حیوۃ الدنیا کی خبر بعد خبر ہے۔

الغیث وہ بارش جو لوگوں کو مفید ہو اور پانی کی قدرت پر قحط کے وقت اسے مانگیں بخلاف المطر کے کہ وہ عام ہے (کہ قحط نہ ہو)

اعجب الکفار جو کسانوں کو بھلا یعنی کھیتی کرنے والوں کو۔

حل لغات الازہری نے فرمایا کہ اہل عرب زارع (کسان) کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ یکفر بذلہ تیراب الارض مٹی میں بیج کو چھپاتا ہے دراصل الکفر معنی الستر (چھپانا) ہے کافر کو بھی اسی لئے کافر کہا جاتا ہے کہ وہ حق کو باطل سے چھپاتا ہے۔

اھل الکفور اھل القبور اہل کفور اہل قبور ہیں۔

اللیل (رات) کو کافر اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اشخاص کو چھپاتی ہے۔

نباتہ اس کا اگنا یعنی وہ کھیتی جو اس سے اگی۔ خلاصہ یہ کہ کفار کو دنیا کی زینت زیادہ بھاتی ہے بخلاف مومن کہ اسے دنیا کی کوئی شے بھائی تو اس کی فکر فوراً اس کے صانع کی طرح منتقل ہو گئی اور کافر کی فکر اس بھائی ہوئی شے سے صانع کی طرف منتقل ہوتی ہی نہیں بلکہ اسی پسندیدہ شے کے تصور میں ڈوبا رہتا ہے۔

marfat.ocm

فائدہ بعض مواقع پر زینت کے اظہار سے روکا گیا ہے تاکہ ضعیف لوگوں کے قلوب کو ٹھیس نہ پہنچے جیسے اعراس اور اس قسم کے دیگر مواقع۔

ثم یھیج پھر وہ سوکھ جائے یعنی سبزی خنکی اور رونق کے بعد آفت سماویہ یا ارضیہ سے سوکھ جائے۔

حل لغات ہاج النبت (انگوری خشک ہو گئی) ہیج ہیجا ہیجانا وھیاجا (بالکسر) بمعنی یبس (سوکھ گیا) الھائجہ وہ زمین جس کی سبزی خشک یا زرد ہو جائے۔ ہاجہ بمعنی ایبسہ (اسے خشک کیا) وا ہیجہا یعنی انگوری سے خشک پایا۔

فترٰہ مصفرا (کہ تو اسے زرد دیکھے) بعد اس کے کہ تو نے اسے رونقدار اور سبزہ زار دیکھا تھا)

سوال یصفر کیوں نہ کہا؟

جواب تاکہ معلوم ہو کہ اس کا زرد ہونا اس کے سوکھنے کے ساتھ ساتھ ہوا اس طرح اس کا دیکھنا بھی اسی پر مرتب ہو گا۔

ثم یکون حطاما پھر ہو جائے روندن۔ ایک دوسرے سے ٹوٹا پھوٹا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر۔

حل لغات القاموس میں ہے الحطم ٹوٹنا یا یہ خشک اشیاء سے خاص ہے۔

فائدہ آیت میں دنیا کے امور کی تحقیر ہے یعنی یہ امور وہ ہیں جو آنے والی کامیابی تک نہیں پہنچا سکتے اس کی مثال بھی ایسی دی ہوئی جو حقارت کے لئے ظاہر ہے اس میں یہ بیان بھی ہے کہ یہ دنیوی امور باطل ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

پند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اب سو رہے ہیں جب مریں گے تب بیدار ہوں گے یہ قلیل النفع اور سریع الزوال ہے اس کی طرف عقل مند دھیان نہیں کرتے چہ جائیکہ اسے قیام گاہ بنائیں اور اس کے حال کی تمثیل بنات مذکور سے اس لئے دی گئی کہ یہ دنیا جلد چھوٹنے والی اور نہایت قلیل النفع ہے۔

مسئلہ زینت حیات دنیا دار اصل اللہ تعالیٰ کی (بنائی ہوئی) زینت ہے لیکن اس کا دارومدار نیت پر ہے کیونکہ

marfat.com

بالطبع محبوب شے ہے جب انسان بالطبع اس کی طرف مائل ہو تو محمود ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے امر نہ حکم سے ہو اور اس کا مرجع اسی کی ذات ہو تو اس کا کل کا کل محمود ہے اور حیات دنیا لہو و لعب اور زینت و تفاخر و تکاثر ہے اور انسان کا اپنے جیسے پر فخر کرنا غلط ہے کیونکہ وہ اس کی حقیقت سے بے خبر ہے یہی اس کی مذمت کا سبب ہے۔

شہوات کے سات اسباب بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ شہوات سات ہیں وہی جنہیں قران کریم نے بیان فرمایا۔

زین للناس حب الشہوات انسان کے لئے حب شہوات سنگاری گئی ہیں۔

۱۔ عورتیں ۲۔ اولاد ۳۔ قناطیر المقنطرۃ ۴۔ سونا ۵۔ چاندی ۶۔ گھوڑے نشان والے ۷۔ جانور ۸۔ کھیتی

اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت میں پانچ بیان فرمائی ہیں یعنی اعلموا انما هذا الحیوۃ الدنیا لهو ولعب الخ اور سورہ محمد میں صرف دو ہیں ان سب کو بیان کر دیا جیسا کہ فرمایا انما الحیٰوۃ الدنیا لهو ولعب اور ایک آیت میں ان دونوں کو ایک امر میں بند کر دیا چنانچہ فرمایا فامامن خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی بہرحال وہ بندہ کہ اپنے رب تعالیٰ کی پیشی سے ڈرتا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔

الهوی جامع ہے تمام شہوات کو جو خواہشات سے چھوٹا وہ ہر قید اور برزخ سے نجات پا گیا اور وہ تمام مسالک وصل الی المطلب الاعلیٰ والمقصد الاقصیٰ کو پہنچ گیا۔

وفی الاخرۃ عذاب شدید (اور آخرت سخت عذاب ہے) اس کے لئے جو دنیا کی طرف متوجہ ہوا لیکن آخرت طلب نہ کی۔

نکتہ عذاب کا ذکر اس لئے کہ وہ نتیجہ ہے اس انہماک کا جو دنیا کی تفصیل میں مذکور ہوا۔

ومغفرۃ اور بہت بڑی مغفرت ہے من اللہ اللہ تعالیٰ سے ورضوان اور بہت بڑی خوشنودی کہ جس کا اندازہ کسی کو معلوم نہیں یہ اس کے لئے ہے جس نے دنیا سے اعراض کر کے آخرت کی طرف متوجہ ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں رہا کیونکہ دنیا و آخرت ہر دونوں اہل اللہ پر حرام ہیں۔

marfat.ocm

اے طالب دنیا تو بسے مغروری ۔۔۔ وے مائل عقبیٰ تو یکے مزدوری

وے آنکہ ز میل ہر دو عالم دوری ۔۔۔ تو طالب نور ہلکہ عین نوری

ترجمہ اے طالب دنیا تو بہت بڑے فریب میں ہے اور اے آخرت کا مائل تو تو ایک مزدور ہے اے وہ جو ہر دو عالم سے دور ہے تو نور کا طالب بلکہ تو عین نور ہے (تجھے مبارک ہو)

مسئلہ اس میں اچھی نیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ مباح وغیرہ کو طاعت بنا دیتی ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ جس کا طریقہ صحیح اور نیت اچھی ہو وہ اعمال صالحہ سے جو تمنا رکھتا ہے۔ سب کو حاصل کرلے گا۔

حدیث شریف میں ہے جو باوضوء ہو کر سویا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ تہجد کے لئے اٹھے گا لیکن اسے نیند نے گھیر لیا اور نہ اٹھ سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیام اللیل کا ثواب لکھ دے گا۔

فائدہ اسی طرح اس کے لئے جو حج یا جہاد کی نیت سے گھر سے نکلا۔

سبق اس طباخ و خباز (کھانا تیار کرنے والے) کو سوچنا چاہیئے کہ جو رات کو بیداری میں طعام وغیرہ پکانے میں گزار دیتا ہے اور لوگ آرام سے سو رہے ہیں اسے نفع کی امید ہے لوگوں سے کوئی غرض نہیں اگر اسے سوچ ہوئی تو نیت یوں کرتا کہ میرا یہ کام اللہ تعالیٰ کے بندوں کی بھلائی کے لئے ہے تو خوب ہوتا لیکن اپنی نیت بیچ کی طرف نفع میں گنوا دی۔

سبق خلاصہ یہ کہ بازاری ہو یا کاریگر ان کو نیت یوں کرنی چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کر رہا ہے اور بس اس کا یہ پروگرام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرح عبادت میں قوت پیدا کرنے کے لئے کام کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ عبادت کر کے اجر پائیں گے تو مجھے بھی ثواب ملے گا۔

فائدہ جو شخص طریقہ مذکورہ پر حکم شرع کے مطابق کام کرتا ہے مصالح عبادت کی خاطر یا کسی کے شکرانہ میں کہ اس نے اسے کسی نعمت سے نوازہ تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں ہے کیونکہ اس نے وہ حق ادا کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی

marfat.com

طرف سے اس پر واجب تھا اور بندوں کی خدمت کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی لئے اس کا حکم ہی ہے کہ وہ حق عبودیت سے باہر نہیں ہوا بخلاف اس بندہ خدا کے کہ وہ اپنی خواہش نفسانی پر کام کرتا ہے تو وہ اسے حق کے امو حکم کی بو بھی نصیب نہیں یہ عبودیت میں داخل نہیں اسے چاہئے کہ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ جس نے دنیا کی مذمت کی تو اس نے ماں کی نافرمانی کی کیونکہ جتنا امور از قسم انکار و شر رو اللہ تعالیٰ کے بندے دنیا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ جملہ اس کے نہیں بلکہ اس کی اولاد کے ہیں یعنی انسانوں کے کیونکہ برا فعل دنیا کا نہیں بلکہ مکلف کا ہے یہ تو بندے کی سواری ہے جس کے ذریعے وہ مقصد تک پہنچ سکے ہاں اسی کے ذریعے بندہ شر سے نجات بھی پاسکتا ہے بلکہ دنیا تو چاہتی ہے تو اس کی اولاد میں کوئی بھی خدا تعالیٰ کا نافرمان نہ ہو کیونکہ یہ اپنی اولاد کے لئے بہت بڑی شفیق ہے اور چاہتی ہے کہ اس کی اولاد میں سے کوئی بھی اخرت میں دکھ نہ اٹھائے حالانکہ دنیا نے اسے جنا بھی نہیں (صرف مجازی طور اہل دنیا کی ماں کہلاتی ہے) اور نہ ہی اس نے تربیت کی ہے۔ اور ماں (دنیا) کی ایک نافرمانی یہ ہے کہ جملہ نیک امور جو اسی میں کرتے ہیں وہ آخرت کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ سارے اعمال دنیا میں ہی کئے گئے ہیں۔ دنیا کو کوئی ایسی مصیبت کا اجر ملے گا جو اسے اولاد کی طرف سے پہنچ رہا ہے۔

فائدہ جس نے دنیا کی مذمت کی وہ جاہل ہے وہ اپنی ماں (دنیا) کے حقوق نہیں جانتا اور جو ایسا ہے وہ آخرت کے حقوق سے جاہل تر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا پر لعنت کرے تو دنیا کہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ملعون بنائے جو اپنے رب کا بے فرمان ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ حسن نیت سے اعمال کر کے ان کا ثواب طلب کرنا کوئی بری بات نہیں نہ صرف عوام بلکہ خواص بھی اس سے نہیں بچ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ انسان کی پیدائشی فطرت ہی ایسے ہی ہے کہ وہ امور طبعیہ و روحانیہ کی طرف فطرۃ مائل ہے اس لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا اس کی ترغیب دلائی ہے تو وہ اس طرف رجوع کریں تو کیا حرج ہے کیونکہ اس سے تو حکم الٰہی اثبات ہو گا کیونکہ مکابرہ ربوبیت کے ساتھ ناجائز ہے

marfat.ocm

بلکہ کاملین اسی رغبت میں عوام کے ساتھ شریک ہیں۔ صرف باعث و موجب میں عوام سے ممتاز ہیں کیونکہ ان کی طلب میں حق مختار رسید ولایات ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے نفوس پر بھی ظلم نہیں کرتے بلکہ ان کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتے ہیں کیونکہ جو اپنے نفس کا حق نہیں کرتا وہ بھی کمال کے درجہ سے گرا ہوا ہے اور نفس کے ساتھ کھوٹ کرنے والا ہے۔

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اور نہیں ہے حیات دنیا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ مگر دھوکا کا مال۔ یعنی اس مال کی طرح جو ٹوٹے شیشوں اور ٹھیکریوں سے تیار شدہ ہو جو چند لمحات کے بعد مٹ جائے لیکن پہلی نظر دیکھتے ہی طبیعت کو بھا جائے پھر جب اسے نفع اٹھانے کے لئے لیا جائے تو ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔

حکایت منقول ہے کہ کسی بادشاہ کی خدمت میں فیروزہ رنگ کا پیالہ پیش کیا گیا جو جواہرات سے مرصع تھا اس کی نظیر نہ دیکھی گئی بادشاہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا حاضرین مجلس میں سے دانشوروں سے اس کے متعلق پوچھا تو ایک نے کہا میں اس میں سخت تنگی اور مصیبت عجلت دیکھتا ہوں پوچھا وہ کیسے جواب دیا کہ اگر ٹوٹ جائے تو ایسی مصیبت کہ اس کا جب نقصان نہیں ہو سکے گا اگر چوری ہو جائے تو اس کی تلاش کا محتاج ہو گا حالانکہ اس کے آنے سے پہلے تو دونوں مصیبتوں سے محفوظ تھا اتفاقاً چند ایام کے بعد پیالہ ٹوٹ گیا تو بادشاہ عظیم مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا دانشور نے ٹھیک کہا تھا کاش یہ پیالہ میرے ہاں نہ لایا جاتا۔

فائدہ یہ دنیا دھوکہ کا سامان اس لئے ہے جو اس پر مطمئن ہے اور اسے آخرت کا ذریعہ نہیں بناتا اور وہ جو اس سے آخرت طلب کرتا ہے تو اس کے لئے یہ دنیا بہتری کی طرف پہنچانے کا سامان ہے اور بہتر جنت ہے بہر حال دنیا مقصود بالذات نہیں بلکہ اجر آخرت کے لئے بالعرض (بالواسطہ) مقصود ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اچھا مال نیک مرد کے لئے ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔

مال را کز بہر حق باشی حمول　　　نعم مال صالح گفتش رسول

(اگر مال اللہ تعالیٰ کے لئے اٹھاتا پھر رہا ہے تو یہ اچھا ہے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے)

قاعدہ صوفیانہ جو شے (خدا تعالیٰ اور) آخرت سے غافل کر دے وہ دنیا ہے اور جو اس طرح نہ ہو وہ آخرت

ہے۔ بعض مشائخ اکابر نے فرمایا کہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد وارد ہے ▪ اپنے بندوں کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ میں نے مخلوق پیدا فرمائی تاکہ وہ دنیا کی کنجیاں اور لوگوں کے محاسن دیکھیں ان کی مفاتیح دنیا پر پڑے تو وہ اپنی نظر زہد کی طرف پھیر دے اور لوگوں کے محاسن (نیک کردار) دیکھ کر حسن ظن سے کام لے لیکن عام انسان نے اس کے برعکس کر دیا کہ دنیا کے خزانے دیکھ کر اس میں للچایا اور خوب پھنسا اور لوگوں کے محاسن کے بجائے مساوی (برائیاں) دیکھ کر ان کی غیبت میں لگ گئے۔

حکایت شجاع کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے شیخ ابوالفوارس شاہین شکار کے لئے نکلے اس وقت وہ کرمان کے بادشاہ تھے۔ شکار خوب ڈھونڈا اور ان کی نگاہ ایک ویرانہ پر پڑی جو تنہا بے آب و گیاہ تھا اس کے اندر گئے دیکھا تو ایک نوجوان درندے پر سوار جا رہا ہے اور اس کے ارد گرد درندے تھے جب درندے نے شاہ کرمان کو دیکھا تو اس کی طرف بھاگا تاکہ چیر کھائے نوجوان نے درندے کو زجر و توبیخ کی جب وہ نوجوان شاہ کرمان کے قریب ہوا تو السلام علیکم کے بعد فرمایا اے شاہ کرمان اللہ تعالیٰ سے اتنا غفلت کیوں دنیا میں ایسا مشغول ہوا کہ آخرت بھی بھول گئی اور لذت و شہوت میں ایسے پھنسے کہ خدمت حق بھی گئی۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا اس لئے دی تاکہ تم اس سے اس کی خدمت آسانی سے کر سکو لیکن تم نے اسے اس سے غفلت کا ذریعہ بنا ڈالا یہ بات ہو رہی تھی کہ اچانک ایک بڑھیا وہاں سے نکلی اس کے ہاتھ میں پانی تھا جسے اس نوجوان نے پی لیا تھوڑا سا بادشاہ کرمان کو دیا کہا میں نے اس سے لذیذ تر پانی کبھی نہیں پیا اور ٹھنڈا ایسا کہ اس کی نظیر کہاں اور پھر مٹھاس کا کیا کہنا۔ پانی دے کر بڑھیا غائب ہو گئی۔ نوجوان نے کہا یہی بڑھیا دنیا تو تھی اسے اللہ تعالیٰ نے میری خدمت کے لئے بھیجا تھا میں جب کسی شے کو چاہتا ہوں وہ مجھے فوراً لا کر دیتی ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا فرمائی تو اسے فرمایا اے دنیا جو میری خدمت (عبادت) کرے تو اس کی غلام رہنا جو تیری خدمت کرے تو اسے اپنا غلام بنانا۔ جب شہزادے نے نوجوان کی باتیں سنیں تو تائب ہو گیا اور عبادت الٰہی میں اتنی جدوجہد فرمائی کہ ولی اللہ بن گیا۔

سبق جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنایا تو (گویا یہ دولہا ہے تمام روئے زمین کا) دولہا دلہن کیا لائق نہیں کہ جو اس پر نچھاور کیا جائے وہ اس کے جمع کرنے کے درپے ہو جائے حالانکہ جو چیز جس پر نچھاور کی جاتی ہے وہ اس کے اعزاز و اکرام میں ہوتا ہے اور جو شے نچھاور کی جاتی ہے وہ اس کے لئے ایک معمولی اور حقیر شے ہوتی

marfat.com

ہے اس لئے وہ نچلو رولی اشیاء دراہم و دنانیر (روپے پیسے) غرباء و مساکین اور کم حیثیت لوگ اٹھاتے ہیں۔

سبق جو رب جلیل کی شان پہچانتا ہے وہ شے حقیر و قلیل کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا بلکہ وہ عالی ہمت ہو کر اہل مروۃ و عالی ہمتی سے ماسوی اللہ سے روگردان اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

تفسیر عالمانہ سابقوا سبقت کرو گھوڑوں کی طرح میدان (ہمت) میں۔ الی مغفرہ مغفرت کی طرف جو بڑی عظیم الشان ہے

من ربکم تمہارے پروردگار سے یعنی اس کے اسباب و موجبات کی طرف جیسے استغفار اور جملہ اعمال صالحہ یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدہ مبارک کے مطابق ورنہ عمل صالح فی نفسہ غیر موجب ہے حضور سرور عالم ﷺ کی دعا ہے اسئلک عزائم مغفرتک میں تجھ سے تیری پختہ مغفرت کا سوال کرتا ہوں یعنی یہ کہ مجھے ان اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما جو عامل کے لئے لازماً مغفرت کا موجب بنیں۔

مسئلہ لزوم مغفرت کا ایک موجب نماز باجماعت میں تکبیر اولیٰ مع الامام کا دخول بھی ہے (اور بھی ہیں جنہیں صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی تصانیف میں بیان فرمائے ہیں)

وسیلہ مصطفیٰ ﷺ حضرت سلمی قدس سرہ نے فرمایا کہ مغفرت کا وسیلہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ کی اتباع میں جلدی کرو اس لئے کہ تمہاری مغفرت کے صرف اور صرف ایک ہی سبب (وسیلہ) ہیں اور بس۔

پیمبر کسے را شفاعت گرست — کہ برجادۂ شرع پیغمبر است

(رسول اللہ ﷺ اس کے شفیع ہیں جو آپ کی شرع پاک کے طریقہ پر ہے)

تقریر دلپذیر صوفیانہ حضرت الشیخ الشہیر بافتادہ قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عالم امر سے عالم ارواح کی طرف وہاں سے عالم اجساد میں بھیج کر بہترین شکل و صورت بخشی اور اختیار عطا فرمایا کہ اطاعت و عبادت کرو اور حسنات تک پہنچنے کے اسباب تلاش کرو تاکہ تمہیں بہشت کا داخلہ نصیب ہو بلکہ اس کریم نے وصل و رویت جمال کا راستہ بیان فرمایا پھر اس راستے پر تیزی سے چلنے میں مبالغہ فرمایا (سارعوا) کیونکہ مضارعت صیغہ مبالغہ ہے

marfat.com

نکتہ بعجلت راستہ طے کرنے میں اس لئے مبالغہ فرمایا کہ عمر انسانی بہت کم (اور سفر طویل) ہے اور انبیاء و اولیاء تشریف لے جا چکے ہیں اور ہم نے بھی کوچ کرنا ہے تو پھر لازم ہے کہ ہم اس میں جتنا ہو سکے جلدی سے منزل طے کریں تاکہ تکاہل و تکاسل سے درجات عالیہ تک نہ پہنچا جا سکے۔

فائدہ مرتبہ طبیعہ میں طریقہ جلدی کرنا امر کی تعمیل اور نواحی سے اجتناب ہے اور مرتبہ نفس میں اخلاق رویئیہ سے اس کا تزکیہ جیسے تکبر۔ ریا' عجب' غضب اور حسد و حب المال و حب الجاہ سے بچنا اور اسے (نفس) کو اخلاق محمودہ سے سنوارنا جیسے تواضع۔ اخلاص ہر نیک کام کی توفیق اللہ تعالیٰ سے سمجھنا' علم' صبر رضا' تسلیم' عشق ارادہ' حکم وغیرہ وغیرہ (عادت ڈالنا) اور مرتبہ روح میں معرفت الٰہی کی تحصیل اور مرتبہ سر میں ماسوی اللہ کی نفی کرنا۔

تفسیر صوفیانہ - حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارادت مندوں کو مغفرت میں عجلت کرنے کے ساتھ اور مشتاقین کو اپنے جمال کی اشتیاق سے دعوت دی اور یہ کہ خطاب ہر گروہ کو شامل ہے (ارادت مند ہوں یا اہل اشتیاق) کیونکہ ذنوب کے دریا میں ہر ایک غوطہ لگاتا ہے جب تک کہ اسے اس کی معرفت کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور اس کی عبادت کا حق ادا نہیں کیا ہوتا اسی لئے سب کو اپنی رحمت کے دریا میں غوطہ لگانے کے لئے تطہیر کی دعوت دی ہے ۔۔ اس میں غوطہ لگاتے رہیں یہاں تک کہ اپنے غرور سے بالکل پاک اور صاف ہو جائیں یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچ کر بھی سمجھیں کہ انہوں نے اسے ابھی تک نہیں پہچانا ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ ہاتھ پکڑ کر گوناگوں الطاف کریمانہ سے نوازتا ہے۔

نسخہ روحانی یاد رہے کہ ایسی مسابقت و مسارعت قصد و طلب کے بعد نصیب ہوتی ہے۔

گر گراں و گر شتابندہ بود   آنکہ گو بندہ است یابندہ بود

(اگر آہستہ چلے یا دوڑے جو بھی تلاش کرتا ہے ۔۔ ضرور مطلب پاتا ہے)

تفسیر عالمانہ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (اور بہشت جس کا پھیلاؤ تمام آسمان اور زمینیں ہیں) یعنی ساتویں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کا عرض اگر ان کے ایک دوسرے کو آپس میں ملایا جائے یہ اس وقت ہے جب اسماء اور زمین کا الف لام استغراق کا مانا جائے۔

marfat.ocm

سبق جب بہشت کے عرض کا یہ حال ہے تو طول کا کیا حال ہو گا کیونکہ ہر شے کا طول عرض سے لمبا ہوتا ہے۔

ازاں فزون تر حضرت اسماعیل سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر زمین اور آسمانوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کیا جائے تو ہر ریزہ کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی بہشت ہے جس کا عرض ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ہیں اور یہ تشبیہ صرف انسان کو تمثیل سے سمجھانے کے لئے ہے کہ وہ اسی طرح سمجھتا ہے اور اسی طرح اس کے ذہن میں یہ بات موثر ہو گی کہ بہشت اتنا مقدار پر طویل و عریض ہے اور مغفرت کی جنت پر تقدیم تقدم تخلیہ علی تحلیہ (پہلے صفائی پھر تزئین) کے قبیل سے ہے۔ اُعِدَّتْ تیار کی گئی ہے۔

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے۔

رد المعتزلہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جنت مخلوق اور بالفعل موجود ہے جیسے اہل سنت کا مذہب ہے اور اس پر اتنا ایمان لانا کافی ہے کہ وہ ہے قطع نظر اس کی تفصیل کے کہ وہ کیا اور کہاں اور کس طرح ہے۔ اس کے درجات اعمال کے مطابق نصیب ہوں گے۔

انتباہ ایمان بالرسل کی تکمیل ان کتب و احکام پر ایمان لانے سے ہوتی ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اور ان پر عمل کرنے سے۔

ذٰلِكَ وہ جو وعدہ کیا گیا ہے مغفرت و جنت کا۔

فَضْلُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا فضل و عطا ہے یعنی اپنے کرم سے ہی ابتداء لطف کرنا بغیر کسی سبب کے۔ يُؤْتِيْهِ اپنے فضل و احسان سے عطا فرمائے گا۔ مَنْ يَّشَآءُ جسے چاہے گا یعنی اس کی عطا اپنی مرضی پر ہے اس پر کسی سے کوئی شے واجب نہیں نہ اس طرح کہ جیسے معتزلہ کا گمان ہے کہ اس پر نیک عمل والے کی جزاء واجب ہے (معاذ اللہ)

واللہ ذو الفضل العظیم اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے اسی لئے جو کچھ جسے جتنا چاہے جس کی کوئی حد و غایت نہیں۔

فائدہ اس میں تنبیہ ہے کہ اس کی ذات عظیم ہے کیونکہ عظیم ذات کی ہر شے عظیم ہوتی ہے۔

---

marfat.com

مسئلہ اس میں اشارہ ہے کہ کوئی بھی اس کے فضل و کرم کے بغیر بہشت میں داخل نہ ہو گا۔ نہ کوئی نبی علیہ السلام اور نہ کوئی ولی اللہ۔

حدیث و حکایت حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ابھی میرے سے میرے دوست جبریل علیہ السلام مل کر تشریف لے گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ اے (حضرت) محمد (ﷺ) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ پانچ سو (۵۰۰) سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس پہاڑ کی چوٹی پر جو صرف اسی کو گھیرے ہوئے ہو لیکن اس کے لئے میٹھے پانی کا چشمہ پہاڑ کے نیچے ہو اور اس کے بندے کے لئے انار کا درخت ہو جو صرف اس کے لئے ہی انار کے دانے نکالے اور وہ بندہ ہر شام کو نیچے اتر کر چشمے سے وضو کرے اور انار کے دانے کھائے اس کے بعد نماز میں مشغول ہو جائے اور دعا کرے کہ اس کی روح سجدہ کی حالت میں قبض ہو اور زمین میں اس کا کوئی کام نہ ہو اور نہ ہی وہ زمین میں مدفون ہو جب قیامت میں اٹھے تو اسی پہاڑ سے اٹھے اور سجدہ کی حالت میں اٹھے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور جب سے ہم اس زمین پر آتے اور پھر آسمان کو جاتے ہیں تو اسے سجدہ کی حالت میں دیکھتے ہیں لیکن اس کے متعلق ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہوا کہ جب وہ قیامت میں اٹھ کر بارگاہ حق میں پیش ہو گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کو میری رحمت سے بہشت میں لے جاؤ بندہ عرض کرے گا بلکہ میرے عمل کے بدلے میں بہشت میں لے جائیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری نعمتوں سے اس کی عبادت کا بدلہ لو اس کی پانچ سو سال کی عبادت صرف آنکھوں کی نعمت کا بدلہ بن سکیں باقی نعمتیں اس کے ذمہ باقی رہ گئیں جن کے لئے عبادت بدلہ کہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کو دوزخ میں لے جاؤ وہ بندہ فوراً بول اٹھے گا یااللہ مجھے تیرے رحمت سے ہی بہشت میں لے جائیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس واپس لے آؤ جب وہ اللہ کے سامنے لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا بندہ بتا تجھے کس نے پیدا کیا جبکہ تو تھا ہی نہیں۔ عرض کرے گا یارب تو نے ہی مجھے پیدا کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری یہ تخلیق میں نے تیرے کسی عمل سے نہیں کی یہ میری ہی رحمت ہے عرض کرے گا یارب تیرا ہی کرم اور رحمت ہے کہ تو نے بلا عوض مجھے پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے قوت کسی نے بخشی کہ تو نے پانچ سو سال عبادت میں گزارا عرض کریگا یارب تو نے ہی قوت بخشی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا دریا کے درمیان پہاڑ کی چوٹی پر تجھے کس نے بٹھایا اور وہاں تیرے میٹھے پانی کا چشمہ کس نے بہایا حالانکہ اس کے ارد گرد سمندر کا کڑوا پانی ہے اور پھر

marfat.ocm

تیرے لئے ہر شب کو انار کا انتظام کس نے کیا حالانکہ انار کا درخت سال میں صرف ایک بار پھل دیتا ہے اور تیرے لئے روزانہ دیتا رہا اور پھر تو نے مجھ سے سوال کیا کہ میں تیرے روح بحالت سجدہ قبض کروں بتا تجھے تیرا سوال پورا ہوا یا نہ۔ عرض کرے گا یارب یہ سب تیرا کرم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ سب میرے رحمت سے ہوا تو اب بہشت میری رحمت سے داخل ہو گا۔

چو روئے بخدمت نہی برزمیں | خدا اثنا گوئی و خود را مبین
امید یکہ دارم فضل خدا است | کہ بر سعی خود تکیہ کردن خطاست
ہمیں اعتقادم بیاری حق | امیدم بامرز گاری حق

ترجمہ ۱ جب خدمت کا منہ زمین پر رکھے کا اللہ تعالیٰ کی تعریف کہہ اور خود کو نہ دیکھ۔
۲۔ وہ امید جو رکھتا ہوں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس لئے کہ اپنے اوپر تکیہ کرنا خطا ہے۔
۳۔ مجھے مدد حق تعالیٰ پر اعتقاد ہے اسی لئے مجھے اس کی بخشش کی امید ہے۔

تفسیر عالمانہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں۔

حل لغات ما نافیہ ہے المصیبۃ اس کا اصل ہے جو شے کمان سے نکلے مثلاً کہا جاتا ہے اصاب الیہم تیر پہنچا یعنی جس پر تیر مارا گیا اسے ٹھیک پہنچ گیا ہے پھر یہ حوادث سے مخصوص ہو گیا ہے یعنی ہر وہ شے جو زمین پر پیدا ہو جیسے قحط۔ کھیتی اور ثمرات میں (بیماری وغیرہ)

لافی انفسکم اور نہ تمہاری جانوں میں جیسے مرض و آفت۔ اولاد کی موت۔ خوف دشمن اور بھوک (وغیرہ)

الافی کتاب (مگر وہ ایک کتاب میں ہے) یعنی وہ لکھا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے علم میں مثبت ہے یا لوح محفوظ میں۔

من قبل ان نبراھا اس سے پہلے کہ اسے ہم پیدا کریں نفوس کو یا مصائب کو یا زمین کو اس لئے برء لغت میں الخلق ہے البارى بمعنى الخالق۔

حکایت ربیع بن صالح الاسلمی فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجاج کے سامنے شہید کرنے کے لئے لائے تو میں اس وقت موجود تھا میں نے دیکھا کہ حضرت سعید کا ایک رشتہ دار رونے لگا آپ نے

marfat.ocm

پوچھا کیوں روتے ہو کہا اس مصیبت سے جو آپ پر پڑی ہے فرمایا مت رو یہ تو وہ ہے جو میری پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم میں میرے لئے لکھی گئی تھی کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ما اصاب من مصیبته الخ

حکایت حجاج حجاج ظالم کو مرنے کے بعد خواب میں کسی نے دیکھ کر کہا کیا حال ہے کہا دوسرے کے قتل پر ایک بار لیکن حضرت سعید بن جبیر کے قتل پر مجھے ستر بار قتل کیا جاتا ہے۔

مسئلہ آیت سے ثابت ہوا کہ جملہ حوادث ارضیہ دخول وجود سے پہلے لکھے ہوئے تھے اسی طرح جملہ اعمال الخلق بہ جمیع تفصیل لوح محفوظ میں مندرج تھے تاکہ ملائکہ رہبری حاصل کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ جمیع اشیاء کو بہ جملہ تفصیل جانتا ہے اور پھر اس کے حوصلہ پر یقین کریں کہ وہ جانتا تھا کہ یہ معاصی میں کمی نہ کریں گے لیکن اس کے باوجود انہیں پیدا کر کے رزق عطا فرمایا اور انہیں مہلت دی اور ساتھ ہی ایسے معاصی معلوم کر کے وہ گناہوں سے بچیں اور وہ اپنی عصمت پر توفیق کا شکر کریں کہ اس نے انہیں طاعت کی توفیق بخشی اور گناہوں سے بچایا۔

مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوع الاشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ ہر شے کے ذرہ ذرہ کو جانتا تھا ورنہ ان کا اثبات فی الکتٰب محال ہے۔

سوال کیا اللہ تعالیٰ اہل جنت کے انفاس کی گنتی جانتا ہے۔

جواب ۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے لیکن اسے علم ہے کہ اہل جنت کے انفاس کی گنتی ہے ہی نہیں۔
ان ذلک بیشک باوجود کثرت کے ان کا کتاب میں اثبات ہے۔ علی اللہ اللہ تعالیٰ پر یہ یسیر (کے متعلق ہے) آسان ہے وہ ان کی گنتی و مدت سے مستغنی ہے اگرچہ یہ بندوں پر مشکل ہے۔

فائدہ سیدنا جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو جانتا ہے تو وہ اقامتہ العبودیت میں اس کا محتاج ہے اور وہ اپنے ستر سے جانتا ہے وہ جو اللہ تعالیٰ نے آثار قدرت سے اسے عرفان بخشا ہے کہ ما اصب الخ میں راز کیا ہے اس نے تو یہ حکم اللہ تعالیٰ سے سن کر اپنے قلب سے گواہی دی تو وہ اس سے راحت و سرور پاتا ہے

marfat.ocm

اس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور رحتنا مصائب اس پر آئیں ان کی پرواہ نہیں کرتا۔

سوال اللہ تعالیٰ جب قادر ہے وہ بندوں پر مصائب کے نزول کے بغیر بھی مراتب عطا فرما سکتا ہے تو پھر انہیں مصائب میں کیوں ڈالا۔

جواب امتحان القہر سے حقائق الربوبیت و غرائب الطرق کے عرفان سے آگاہی کا ارادہ فرمایا تاکہ اس کے ہاں طریق الجلال والجمال سے پہنچیں۔

فائدہ آیت میں نفوس کو قضاء پر راضی اور بلاء پر صبر کا طریقہ سکھلایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ شہود المبتلی عین الابتلاء میں ہے اسی طریقہ سے ہی اس کا تحمل آسان ہے ورنہ جو مبدا اللطف والقہر سے غافل ہے وہ لطف و قہر میں غفلت کا شکار ہے اسی لئے ایسے لوگوں کو مصیبت بھاری محسوس ہوتی ہے بخلاف اہل الحضور کے کہ وہ بلا سے اس طرح لذت پاتے ہیں جیسے ہم عافیت ہمیں بلکہ انہیں عافیت کے بجائے بلاء میں زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔

از دست تو مشت بر دہانم خوردن   خوشتر کہ بدست خویش خانم خوردن

(تیرے ہاتھ سے منہ پر طمانچہ کھانا بہت زیادہ خوشی ہے اس سے کہ اپنے ہاتھ سے لقمہ (روٹی) کھانا)

فائدہ عرب میں یہ مثل مشہور ہے ضرب الحبیب زبیب۔ محبوب کی مار لذیذ شے ہے۔

تفسیر عالمانہ لِكَيْلَا تَأْسَوْا اس لئے کہ غم نہ کھاؤ۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں اسی علی مصیبتہ یا سی اسی (از باب علم) کو نے اپنی مصیبت پر محزون ہوا۔ اب خلاصہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہیں خبر دی کہ وہ مصیبت ثابت ہے اور کتاب میں لکھی ہوئی تاکہ تمہیں حزن و ملال حاصل نہ ہو۔ عَلٰی مَا فَاتَكُمْ (اس پر جو تمہارے ہاتھ سے گیا) دنیا کی نعمتوں سے جیسے مال اور خوشحال اور صحت و عافیت ولا تفرحوا بما اتاکم اور نہ اتراؤ اس پر جو تمہیں اس نے دیا۔ یعنی ان نعمتوں میں سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کیونکہ جسے معلوم ہو کہ مصیبت و نعمت مقدر تو یقین کرے گا جو مقدر میں ہے کہ وہ نعمت اس کے ہاتھ سے جائے گی اور جو اس کے مقدر میں ہے وہ لامحالہ عطا ہو گا ایسے شخص پر نعمت کے ہاتھ سے نکل جانے کی گھبراہٹ نہیں

marfat.ocm

ہوتی اور نہ ہی کسی نعمت کے حصول پر اتراتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ممکن ہے یہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو اس پر اترانے کا کیا فائدہ۔

حکایت بزرجمہر سے سوال ہوا کہ اے دانش ور زمانہ کیا وجہ ہے کہ آپ بڑی سے بڑی نعمت کے ضائع ہونے پر بھی کبھی محزون و مغموم نہیں ہوتے اور نہ ہی بڑی سے بڑی نعمت کے حصول پر کبھی اتراتے ہیں فرمایا کہ جو شے ہاتھ سے نکل گئی وہ مغموم و محزون ہونے سے واپس نہیں لوٹے گی۔ اور نہ ہی عطا شدہ نعمت اترانے پر ہمیشہ کسی کے پاس رہ سکتی ہے خلاصہ یہ کہ نہ ہی افسوس کھانے سے گئی ہوئی شے واپس آتی ہے[1] اور نہ ہی اترانا گم شدہ شے کے قریب لا سکتی ہے

---

[1] بزرجمہر کی کوئی تخصیص نہیں ہر دانش ور خواہ وہ روحانی پیشوا ہو یا دینوی لیڈر ہر ایک کا یہی مسلک ہے کہ دکھ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور نہ ہی سکھ پر اترانا اچھا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے عزیزوں کی وفات پر صبر کرتے ہیں وہ بہت اچھا کام کرتے ہیں بخلاف اس کے کہ مرنے والوں پر جزع و فزع کریں اور ان کا نام لے کر بین کریں یہ تو کوئی اچھی بات نہ ہوئی۔

بقراط کہتے ہیں کہ بقراط کے بیس بیٹے تھے ایک ہی دن میں بیس کے بیس وفات پا گئے شاید ان پر چھت آن پڑی تھی وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے تھے جب لوگوں نے یہ خبر بقراط کو پہنچائی تو اس نے تھوڑا بہت بھی اپنے مزاج کو متغیر نہ ہونے دیا۔

حضرت مجنون مرحوم مجنوں کو لوگوں نے خبر دی کہ لیلیٰ مر گئی ہے اس نے کہا جرمانہ مجھ پر ہونا چاہیے کہ اس کو دوست ہی کیوں بنایا جو مر جاتا ہے۔

خواجہ نظام الدین کی مریدنی ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے بیعت کی آپ نے عورتوں کی صلاحیت کار کے نتائج اچھے کا تفصیل سے ذکر کیا اور اس سلسلے میں فرمایا کہ اندرپت میں ایک عورت تھی جسے فاطمہ کہتے ہیں وہ عفت و صلاحیت میں بڑے اونچے درجے پر فائز تھی چنانچہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے بارہا یہ ارشاد ہوا یہ عورت مرد ہے اور اسے عورتوں کی صورت میں بھیجا گیا ہے۔

(باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

حکایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انگارہ ہاتھ پر رکھوں اور وہ مجھے جلائے جتنا جلائے اور

(نیک زناں) بعد ازاں فرمایا کہ درویش یوں دعا کرتے ہیں "بحرمت نیک زناں و نیک مرداں" اس میں وہ پہلے ایک زناں کا ذکر کرتے ہیں اس لئے نیک عورتیں (نیک زناں) نادر یعنی کم ہوتی ہیں اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جب شیر جنگل سے باہر آتا ہے تو کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ شیر نر ہے یا مادہ یعنی فرزند آدم کو اطاعت و تقویٰ میں مصروف ہونا چاہئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت پھر آپ نے پارسالوگوں کی فضیلت اور ان کے بیان میں دو مصرعے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔

گر نیک آیم مرا از ایشاں گیرند ‏ ور بد باشم مرا بدیشاں بخشند

(اگر میں نیک ہوں تو مجھے انہیں شمار کر لیا جائے اور اگر برا ہوں تو مجھے ان کے صدقے بخش دیا جائے)

خواجہ صاحب نے کسی سے استفسار فرمایا کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا زیادہ تر کن لوگوں کے پاس ہے اس نے آپ ہی کے بعض یاران بزرگ کا نام لیا عرض کیا کہ ان کی خدمت میں رہتا ہوں آپ نے تعریف فرمائی اور زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا۔

با عاشقاں نشین و غم عاشقی گزین ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ با ہر کہ نیست عاشق کم شو بلا ترین

(عاشقوں کے پاس بیٹھو اور عاشقی اختیار کرو جو عاشق نہیں اس کے ساتھ یارانہ کم ہی رکھو)

آپ نے یہ شعر ارشاد فرمایا بعد ازاں بتایا کہ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کا کہا ہوا ہے اس کے بعد کہا کہ مشائخ کا طریقہ یہی ہے کہ جب وہ کسی کے حال سے باخبر ہونا چاہتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ وہ کن لوگوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس گروہ میں سے ہے۔

غم گھٹانے کا نسخہ جو چاہے کہ غم کم ہوں وہ لیلۃ الرغائب (ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں) کے نوافل پڑھے۔ رغاب جمع ہے رغیب کی اور رغیب کے معنی ہیں مرغوب چیز۔ لیلۃ الرغاب سے مراد یہ ہے کہ اس رات میں بہت سی مرغوب چیزیں ہوتی ہیں۔

لیلۃ الرغائب میں نماز پڑھنی چاہیے جو شخص اسے پڑھتا ہے وہ اس سال نہیں مرتا۔

حکایت ایک شخص یہ نماز برابر پڑھتا تھا جس سال اس کی وفات ہوئی تھی وہ سال جب پورا ہو گیا تو اس کی آخری

marfat.com

میرے ہاتھ پاؤں جتنا دیر رہے یہ میں گواہ کر سکتا ہوں لیکن یہ کہنا گوارہ نہیں کہ کہوں فلاں کام نہ ہو کاش میں ایسے کرتا تو ہو جاتا۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اخبار (جملہ خبریہ) بمعنی نہی ہے اب معنی یہ ہوا کہ اے دنیا والوں دنیا کی تکالیف و شدائد سے ملول (غم گین) اور اس کے اقبال (دولت جاہ و حشمت) سے خوشی نہ کرو کیونکہ اسے قرار ہے اور نہ اس کا کوئی اعتبار۔

وہ گر اے شادی بکند ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ در قوت شود نیز نیز زد بغمی

(نعمت ملنے پر خوشی (تکبر) نہ کر اگر وہ ہاتھ سے نکل جائے تب بھی غم نہ کھا)

ملفوظ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس آیت پر عمل کرے گا اسے زہد نصیب ہو گا اور زہد بھی دو جانب کا کیا خوب فرمایا کسی نے

مال ار تبو رو نہد مشو شاد ازاں ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ در فوت شود مشو بفریاد ازاں

پند ست پسندیدہ مکن یاد ازاں ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ ‫ تا دینی و دینت شود آباد ازاں

(۱۔ اگر مال تیری طرف متوجہ ہو تو اس سے خوش نہ ہو اگر ہاتھ سے نکل جائے تو اس سے فریاد نہ کر)

(۲۔ ایک بہترین نصیحت ہے اسے خوب یاد کر لے۔ جب تک تو دین کا عاشق ہے تو تیرا دین آباد رہے گا)

مسئلہ اس غم کھانے سے آیت میں ممانعت ہے جو تسلیم الامر اللہ سے مانع ہے اور اس فرح سے رکاوٹ ہے جو کبر اور اونچے خیال کا موجب ہو اسی لئے اس کے بعد فرمایا **واللہ لا یحب کل مختال فخور** اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہر اترانے اور بڑی مارنے والے کو۔ کیونکہ جو حظوظ نفسانیہ پر اتراتا اور انہیں عظیم الشان سمجھتا ہے وہ خود کو بڑا تصور کرنے لگ جاتا ہے پھر ان پر فخر و ناز کرتا ہے۔

حل لغات المختال بمعنی المعجب المتکبر۔ یہ الخیلاء سے ہے۔ بمعنی التکبر از تخیل فضیلۃ بمعنی تتراٰی للانسان من نفسہ۔ دوسرے کو اپنے سے گھٹیا سمجھنا یعنی خود کو صاحب فضیلت سمجھنا۔

marfat.ocm

الخیل (گھوڑا) اسی تاویل میں ہے کہ جو بھی گھوڑے کی سواری کرتا ہے وہ خود کو بڑا آدمی خیال کرتا ہے یہ دور سابق میں تھا ممکن ہے اب بھی ہو لیکن ہمارے دور میں لوگوں کو کار موٹر وغیرہ کی سواری پر ایسے تصورات ذہن میں آ جاتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (اضافہ اویسی غفرلہ)

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو پسند نہیں فرماتا جسے دنیوی نعمت کے حصول پر دوسروں کو کچھ نہ سمجھے اور دنیا و دولت سے دوسروں پر فخر و ناز کرتا ہے۔

فائدہ بحر العلوم میں ہے کہ المختال بمعنی ذوالخیلاء یعنی تکبر کرنے والا۔

مسئلہ یہ مخصوص عن البعض ہے کیونکہ بعض جگہ تکبر کرنے والا۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بعض تکبر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور بعض وہ ہے جو اسے مبغوض ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ ہے صدقہ دیتے وقت اور دشمن (کافر) سے مقابلہ کی ملاقات کے وقت اور وہ تکبر جو اسے مبغوض ہے جو بغاوت اور فجور (فسق) سے ہو یعنی اللہ تعالیٰ ہر اس متکبر کو پسند نہیں فرماتا جو اسے دنیوی نعمت ملے تو تکبر کرے اور لوگوں پر اپنے فخر و ناز میں مبالغہ کرے۔

فائدہ بعض بلغاء نے متکبرین کی یوں وصف بیان کی کہ کسریٰ حامل نماشیہ اور قارون وکیل نفقہ اور بلقیس دایات میں سے ایک تھی لیکن یوسف علیہ السلام نے بڑائی کو ترچھی نگاہ سے سیکھا لقمان نے حکمت سے بدل ڈالا اور خضراء نے اپنے نام سے بلندی پائی اور غبار اپنے نام سے ہی غبار آلود ہوئی۔

مسئلہ فرح کی نہی کے بعد پھر مختال کہہ کر اس کی قباحت کی نہی میں تاکید و مبالغہ کیا گیا ہے یہ دنیا کے علم کھانے سے اس پر اترانا زیادہ قبیح ہے۔

فائدہ آیت میں اشارہ ہے کہ انسان پر لازم ہے کہ ہر دکھ اور سکھ میں ثابت قدم رہے۔ اگر نعمت پر خوشی کرتا ہے تو شکر الٰہی کو ساتھ شامل کرے کہ اس کریم کی عطا نہ ہوتی تو میرے لئے اتنا بہت بڑی نعمت کہاں اس میں ذرہ برابر بھی تکبر کو دل میں جگہ نہ دے اگر کسی دکھ میں غم و حزن کا وار اور غلبہ ہو تو قضائے الٰہی کے سامنے صبر کا دامن نہ

marfat.com

چھوڑے لیکن اس میں جزع و فزع اور شکایت نہ ہو۔

حکایت قتیبہ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں عرب کے ایک قبیلہ میں گیا تو ایک میدان میں دیکھا کہ وہ مردہ اونٹوں سے بھرا پڑا ہے کہ اس کی کوئی شمار ہی نہیں پھر میں نے ایک ٹیلے پر دیکھا جو دھاگے بن رہا ہے میں نے اونٹوں کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ چند روز مجھے میرے مالک نے دیئے اب اس نے واپس بلوا لئے اور یہ شعر پڑھا

لا والذی انا عبد من خلائفه ۔۔۔ والمرء فی الدهر نصب لرزءوالمحن

ماسرّنی ان ابلی فی مبارکها ۔۔۔ وماجزی من قضاء الله لم یکن

بخدا میں ایک بندہ اس کے بندوں میں سے اور ہر مرد زمانہ دکھ اور تکلیف کا نشانہ ہے مجھے اونٹوں سے کوئی خوشی نہ تھی جب وہ میرے ہاں تھے اور وہ جو اللہ تعالیٰ کی قضاء کا فیصلہ ہوا وہ حق ہے اس سے مجھے کیا غم۔

تفسیر صوفیانہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل معرفت سے استقامت اور اپنی صفات سے اتصاف کا مطالبہ کیا ہے یعنی اے میرے بندو میری معرفت پر ڈٹ جاؤ اور اس میں ذرہ بھر بھی فقدان۔ وجدان اور قہر ولطف اور اتصال فی انفصل اور فراق و وصال موثر نہ ہوں کیونکہ شرط اتصاف یہ ہے کہ ان پر التلوین والاضطراب فی الیقین اور تمکین میں ٹیڑھا پن کے احکام کا اجراء نہیں ہوتا۔

فائدہ حضرت القاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو تمہارے ہاتھ سے اوقات چلے گئے اور نہ خوشی کرو اس پر جو تمہیں توبہ و طاعت کی توفیق نصیب ہوئی کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ تیرے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا مقدر اور کیا فیصلہ فرمایا ہے۔

فائدہ حضرت الواسطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کرامات پر خوش ہونا ایک دھوکہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملنے پر لذت محسوس کرنا بھی ایک قسم کی غفلت اور بے خبری ہے اس سے کہ اس کی قضاء قدر کے فیصلے کیا ہیں جو اس نے اپنے مامور بندے کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔

صاحب روح البیان کے پیرو مرشد کی تقریر میرے شیخ نے کتاب اللائحات والبرقیات میں لکھا کہ وہ جو تمہارے ہاتھ ماسوی اللہ نکل گیا۔ اس کا غم نہ کھاؤ اور نہ اس پر خوشی کرو جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے

marfat.com

عطا فرمایا حق کہ حزن و فرح پر ظلم نہ کرو یعنی انہیں غیر محل میں نہ کرو کہ غم کھاؤ اس پر جو تمہارے ہاتھوں سے نکل گیا اور خوشی کرو اس پر جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا بلکہ ان دونوں کے بارے میں عدل و انصاف کرو کہ انہیں اپنے موقعہ و محل میں رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حق اور اس کا ماسوی باطل ہے تو جیسے حزن و فرح حق کے ساتھ حق اور یہی ان کے لئے عدل ہے اور حق کا فاعل حق و عدل والا ہے تو ایسے ہی حزن و فرح باطل کے ساتھ باطل ہے اور ان پر یہی ظلم ہے اور باطل کا فاعل بطلان اور ظلم ہے اور انہیں خوشی نہیں خوشی ماسوی اللہ کے ساتھ مگر انہیں جو اللہ تعالیٰ سے رو گردانی کرنے والے ہیں۔

سبق سالک پر لازم ہے کہ عادلوں میں رہے اپنے جمیع احوال میں اور ظالمین کے طریق اور ماسوی اللہ جیسے مال و ملک سے بچے۔

فائدہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا صاحب مال کو مال کی وجہ سے دو مصیبتیں ہیں جنہیں نہ پہلے لوگوں نے سنا اور نہ پچھلوں نے۔

۱۔ اس سے تمام مال چھین لیا جائے گا (موت کے وقت)

۲۔ قیامت اس کے تمام سے اس سے سوال ہو گا۔

همہ تختے و ملکے پذیرد زوال — بجز ملک فرمانده لایزال

ہنر باید و فضل و دین و کمال — کہ گاہ آید و گاہ رود جاہ و مال

ترجمہ ۱ تمام تخت و ملک زوال پذیر ہیں سوائے اللہ تعالیٰ لم یزل کے ملک کے۔

۲۔ ہنر چاہئے اور فضل اور دین و کمال کہ کبھی آتا ہے اور کبھی جاہ و مال بھی آتا ہے اور جاتا بھی۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک پرندہ تھا جس کی صورت اور آواز نہایت بہترین تھی کسی نے ایک ہزار روپے میں خریدا تھا۔ ایک دن اس پرندہ کے اوپر دوسرا پرندہ آیا چیخا اور چلا گیا اس کے بعد وہ پرندہ خاموش ہو گیا کبھی کوئی خوش آواز نہ سناتا تھا اس شخص کو حیرت ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو شکایت سنائی آپ نے پرندے کو بلا کر پوچھا اس نے عرض کی کہ میرے پاس وہی پرندہ آیا اور کہہ گیا کہ اس پنجرے کی قید تیری بولی ہے تو

marfat.ocm

بولنا چھوڑ دے قید سے جان چھوٹ جائے گی آپ میرے مالک سے فرمائیں کہ وہ مجھے چھوڑ دے ورنہ میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ پنجرے کے اندر کبھی نہ بولوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس شخص کو ماجرا سنایا اس نے کہا کہ میں نے اسے اس کی بولی سے ہی خرید اتھا۔ اب اگر وہ نہ بولے گا تو مجھے اس کا کیا فائدہ آپ اسے پنجرے سے آزاد فرمادیں آپ نے پرندے کو پنجرے سے آزاد کر دیا اور اس شخص کو ہزار روپیہ اپنی جیب سے ادا کر دیا۔

فائدہ وہ پرندہ اڑتا جاتا تھا اور پڑھتا جاتا تھا۔ **سبحن من صورتی وفی الھواء طیرنی** وہ ذات پاک جس نے مجھے شکل بخشی اور مجھے اڑنے کی توفیق بخشی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ پرندہ جب تک جزع فزع کرتا رہا قید میں رہا جب صبر کیا تو آزادی حاصل کر لی۔

سبق اس صبر سے ہی انسان تعلقات دنیویہ سے نجات پا سکتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ انسان کو اوصاف نفس سے فناء حاصل کرنی چاہیے جبتک بندہ فنا نہ پائے گا وہ اضطراب سے نجات نہیں پا سکے گا اور نہ ہی عالم سکون و معرفت سرۃ القدرت تک پہنچے گا۔

حدیث شریف تقدیر پر ایمان لانے سے غم اور حزن دور ہوتے ہیں۔

حکایت حضرت الشیخ ابو عبداللہ محمد بن علی الترمذی الحکیم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا اور کئی روز تک اس بیماری میں مبتلا رہا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بخشی تو میں نے اندازہ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جتنے روز بیمار رکھا اتنی مقدار عبادت ثقلین اس کے مقابلہ میں ہوتی تو بھی اس مرض کے ایام کے فضائل تک نہ پہنچ سکتی۔ اب اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ عبادت چاہتے ہو یا مرض تو میں مرض اختیار کروں گا کیونکہ عبادت میں ریاؤ عجب کا خطرہ ہے اور مرض میں کوئی خطرہ نہیں بلکہ اس میں اجر ہی اجر ہے۔ جب یہ دقیقہ مجھے سمجھ آگیا تو اب یہ کہہ سکتا ہوں اور جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ امر ہے وہ عظمت والا ہے اور میرے اختیار میں ہزاروں کوتاہیاں ہیں اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ عبادت ثقلین اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بیماری کے بالمقابل کچھ بھی نہیں اسی لئے یہ ایک عظیم نعمت ہے جسے نصیب ہو اور یہ نعمت بھی اس کی منت واحسان سے ہے اور جو منت واحسان سے شے ملے اس لطف و کرم ہی ہوتا ہے اس کے بعد مجھے وہ عقدہ کھلا کہ اللہ والے ہمیشہ دکھ میں ہی خوش رہتے ہیں اور بلاء میں مبتلا ہو کر شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔

marfat.ocm

حضرت صائب نے فرمایا۔

ترک ہستی کن کہ آسود است از تاراج سیل

ہر کہ پیش از سیل رخت خود بروں از خانہ ریخت

(ترک ہستی کا کر کہ وہ آسودہ حال ہوتا ہے سیلاب کے حملہ سے کیونکہ جو سیلاب سے پہلے ہی اپنا سامان اٹھالے اسے سیلاب کے حملہ سے کیا خطرہ)

تفسیر عالمانہ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل اور وہ جو بخل کریں او بخل کا حکم کریں۔ یہ کل مختال الخ سے بدل ہے کیونکہ جو شخص مال سے پیار کرتا ہے تو وہ مال سے اکثر بخل بھی کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتا ہے اور نہایت درجہ کا مذموم فعل ہے کہ انسان خود بھی بخیل ہو اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم کرے۔ اب معنی یہ ہوا کہ یہ لوگ مال روکتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے۔

حل لغات بخل بمعنی بن اشیاء کا حق ہے کہ کنا نکالی جائیں انہیں بند کر کے رکھ دینا اس کے مقابلہ میں جود آتا ہے اہل لغت کہتے ہیں بخل فھو باخل بخیل مبالغہ ہے راحم و رحیم کی طرح۔

بخل دو قسم ہے۔ ا۔ اپنے مال و اسباب کو روکنا ۲۔ دوسرے کا مال و اسباب روکنا یہی اکثر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل اب معنی یہ ہوا کہ مختال و فخور وہ لوگ ہیں کہ باوجود دنیا اور اسباب دنیا کے بخل کرتے اور اپنے مال و اسباب راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے خود تو بخیل ہیں پھر دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے بنو سلمہ (قبیلہ) کو فرمایا کہ تمہارا سردار کون ہے عرض کی جد بن قیس اور ہم اسے بخیل پاتے ہیں فرمایا کہ بخل سے بھی بڑھ کر اور کوئی بیماری ہو سکتی ہے آج کے بعد تمہارا سردار الجعد الابیض یعنی عمرو بن الجموح ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ چار اشخاص بہشت کی خوشبو نہیں سونگھ سکیں گے حالانکہ ان کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جا سکے گی۔

marfat.ocm

۱۔ بخیل ۲۔ احسان جتلانے والا ۳۔ شرابخوری پر مداومت کرنے والا

۴۔ ماں باپ (یا ان میں سے کسی ایک کا) نافرمان

ومن یتول اور خرچ کرنے سے روگردانی کرتا ہے۔

فان اللہ ھو الغنی تو بیشک اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے خرچ کرنے سے بے نیاز ہے۔

الحمید فی ذاتہ محمود ہے اس کے شکر کرنے سے کسی کا اعراض سے نقصان نہیں دیتا اور نہ ہی اس کی نعمتوں سے اس کے قرب ہونے سے اسے کوئی نفع ہے۔

فائدہ اس میں تہدید ہے اور اس طرف اشارہ ہے۔ انفاق (خرچ کرنا) کا امر منفق (خرچ کرنے والا) کے اپنے فائدہ کے لئے ہے اور اشارہ ہے کہ جو اقبال (توجہ) الی اللہ سے اور انفاق سے روگردانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ ذاتی طور پر نہ کسی کے اقبال (توجہ) کا محتاج ہے اور نہ صفاتی طور ہی کسی کے منہ پھیرنے سے اسے کوئی نقصان ہے بلکہ وہ اپنی ذات و صفات کے لحاظ سے محمود ہے نہ اسے کسی کا متوجہ ہونا فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی کسی کا منہ پھیرنا نقصان پہنچاتا ہے بلکہ وہ خود نافع (نفع رساں) اور ضار (ضرر رساں) ہے نہ کہ اس کا کوئی غیر۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے طرف نفوس شریرہ امارہ بالسوء کے کہ وہ اقدام علی الطاعۃ والعبادۃ سے سستی کرتے ہیں اور قلوب و ارواح کو معاصی کے ارتکاب اور بحسب الغلبہ بعض اوقات اجتناب از طاعات کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ ظلمات قوائے جسمانیہ کی وجہ سے قوائے روحانیہ ہلاکت پذیر ہو جاتے ہیں۔

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ انسان من حیث نشاۃ الطبیعہ سعید ہے ایسے ہی نفس ناطقہ جب تنہا تھا نشاۃ ابتدائیہ میں سعید تھا اس کی مخالفت اس وقت ظاہر ہوئی جب ان دونوں کا آپس میں اجتماع ہوا۔

فائدہ انسان کی جبلت میں امساک (بخل) ہی ہے کیونکہ اس کی اصل مٹی ہے اور مٹی میں خشکی اور قبض ہے اسی لئے یہ مال وغیرہ کے خرچ کرنے پر راضی نہیں۔ اسی لئے یہ خود بھی بخیل ہے اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتا ہے۔ ؎

زر از بہر خوردن بود اے پسر ٭ ز بہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

(اے عزیز زر خرچ کرنے کے لئے ہوتی ہے ورنہ رکھنے کے لئے تو پتھر اور سونے میں کیا فرق ہوا)

تفسیر عالمانہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا اور بیشک ہم نے رسل کرام کو بھیجا۔ یعنی ملائکہ کرام انبیاء و اولیاء

marfat.com

(علی نبینا و علیہم السلام) کے پاس جو کہ وہ امتوں کو پیام الٰہی کے سنائیں گے یہی ظاہر تو ہے (الارشاد)

بِالْبَيِّنَاتِ دلائل کے ساتھ یعنی معجزات ساتھ شرائع وانحو کے۔

سوال تم نے رسل کی تفسیر ملائکہ سے کی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ معجزات پیدا کرتا ہے تو ان میں ملائکہ کا واسطہ نہیں مثلاً دعویٰ نبوت سے احیاء الموتی ہوا اور عصا اژدہا بنا اور ید بیضا اور شق القمر وغیرہ تو پھر یہاں رسل سے ملائکہ کی تفسیر کیسے صحیح ہو گی۔ اگر جواب دو کہ قرآن نازل ہوا تو ملائکہ کے واسطہ سے لیکن ہر نبی علیہ السلام پر تو کتاب نازل نہیں ہوتی تھی۔

جواب معجزہ کا اظہار ہوتا تو اس کی خبر نبی علیہ السلام کو ملائکہ کرام کے واسطہ سے ہوتی تھی۔

وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ (اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب نازل کی) اس سے جنس کتاب مراد ہیں (یعنی کتابیں) جو تمام کتب کو شامل ہے۔ ان کے نازل کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ حق ظاہر اور صواب العمل میں امتیاز ہو یعنی قوۃ نظریہ و عملیہ کی تکمیل ہو۔

معهم حال مقدر ہے کتاب سے یہ اس وقت ہے جب الرسل سے پیغمبران عظام علیہم السلام مراد ہو یعنی ورانحالیکہ وہ کتابیں ان کے ساتھ مقدر تھیں یہ نہیں کہ جب بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو ان کے ساتھ کتاب بھی تھی یہ شان تو ملائکہ کرام کی ہے ہاں انبیاء علیہم السلام کی شان ہے کہ کتابیں ان کی طرف نازل ہوئیں (نہ کہ ساتھ لائے تھے) اسی لئے وجہ اول کو مقدم کیا گیا تاکہ بات واضح ہو جائے انبیاء کرام تشریف لائے پھر ام کی طرف بھیجے گئے پھر ان پر کتابوں کا نزول ہوا۔ اگر رسل سے مراد انبیاء علیہم السلام ہو تو انزلنا علیہم الخ ہونا چاہیے تھا۔

والميزان اور ترازو ليقوم الناس بالقسط تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں تاکہ ایک دوسرے سے لین دین میں صحیح اور درست معاملہ کریں اس میں کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کرے۔

فائدہ ترازو کے انزال سے اس کے اسباب کا انزال مراد ہے نہ کہ خود ترازو کیونکہ یہ تو انسان کی ساخت ہے اس کا آسمان سے نزول کیسا۔

فائدہ مروی ہے کہ ایک ترازو آسمان سے جبرئیل علیہ السلام لے آئے اور وہ نوح علیہ السلام کو دی اور فرمایا اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ حقوق کو برابر رکھیں معاملات میں ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں۔

تفسیر صوفیانہ امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ کیا تمہارا خیال یہی ہے کہ کتاب کے ساتھ جس ترازو کا ذکر ہے

وہ واقعی یہی ترازو تھی جس سے گندم اور جو اور سونا اور چاندی تولے جاتے تھے کیا تیرا خیال ہے کہ اس کے دو پلڑے اور اس کے اوپر لٹکانے کے زنجیر وغیرہ ہو گا (توبہ توبہ) تمہارا یہ گمان بالکل غلط اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان ہے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ایسا کبھی بیان نہ دینا اگر دیا ہے تو اس پر افسوس کر اور تائب ہو) دراصل اس سے معرفت کی وہ ترازو مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور کتب اور رسل اور ملک و ملکوت کی پہچان نصیب ہوتی ہے تاکہ انسان اس کے متعلق کیفیت انبیاء علیہم السلام سے سیکھے جیسے انہوں نے ملائکہ کرام کے ذریعے معلوم کیا اس کا پہلا تعلیم دینے والا اللہ تعالیٰ ہے دوسرے جبریل علیہ السلام تیسرے رسول علیہ السلام ان سے ہی پھر تمام مخلوق نے علم حاصل کیا۔ براہِ راست انہیں اس کے علم سے کوئی چارہ کار نہیں (یہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی تقریر ہے ہم نے ان کی عبارت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں پائی لیکن ان پر تعجب ہے کہ انہوں نے ظاہر سے عدول کر کے اپنی طرف سے جو کچھ فرمادیا۔ جس پر ان کی طرف سے کوئی دلیل بھی نہیں (بحر العلوم) (واللہ تعالیٰ اعلم)

صاحب روح البیان کا فیصلہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے ممکن ہے ان کی دلیل شہد اللہ انہ لاالہ الاھو والملائکۃ واولوالعلم قائما بالقسط (اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور ملائکہ نے اور اہل علم درانحالیکہ وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے) یعنی وہی عدل کا حکم دینے والا یا وہی عدل پر مقیم ہے اپنے جملہ امور میں جب اللہ تعالیٰ اپنے جملہ امور میں عدل کے ساتھ قائم ہے تو بندوں پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ قائم ہوں اور وہ عدل پر قائم نہیں ہو سکتے جب تک ان کے ہاں علم شامل اور معرفت کامل نہ ہو اور یہی معرفت الٰہی ہے اور یہی میزان کل ہے اور اس کے ماسوا جملہ امور اسی معرفت پر مبنی ہیں اور اسی سے سمجھے جاتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ اور ہم نے لوہا نازل فرمایا۔

فائدہ مروی ہے جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو لوہے کی پانچ چیزیں ساتھ لائے۔

۱۔ سنان (حداد) بالفتح (آہن کوبا) (المنجد و القاموس) یہی مراد ہے۔

شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔ ؎ چوں سنداں کے سخت روئی نبرد ❊ کہ تادیب بر سر نخورد

(لوہے کی طرح جو بھی سختی ظاہر کرتا ہے تو ہتھوڑے سے اسے آداب سکھائے جاتے ہیں)

۲۔ کلبتان (چمٹا) لوہار کا زنبور یعنی وہ آلہ جس سے گرم لوہے کو پکڑا جائے (القاموس)

۳۔ المیقعہ بکسر المیم اس کے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ کہ دراصل موقعہ تھا (واو بوجہ ماقبل مکسور کے یاء ہوئی) گاذر کی لکڑی جس پر کپڑوں کو دھویا جائے چابک اور ہتھوڑا۔ اہل عرب کہتے ہیں وقلوقعتہ بالمیقعہ اور میں نے اسے ہتھوڑے سے ٹھوکا اور پیٹا۔

۴۔ المطرقہ چابک آلہ طرق یعنی ضرب مارنے کا آلہ (چابک)

۵۔ سوئی یعنی لوہے سے تیار شدہ تیزی سے کاٹنے کا آلہ یعنی سوئی اور خوبی ہے کہ آپ کے ساتھ مر یعنی مسحاۃ یعنی وہ آلہ جس سے کوئی شے چھیلی جائے یعنی درانتی حدیث شریف ۱۔ وہا ۲۔ آگ ۳۔ پانی ۴۔ نمک

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں آسمان سے زمین پر اتریں۔
۱۔ حجر اسود پہلے برف سے سفید تھا۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا وہ جنت کے مورد (درخت) کا اور اس کا طول دس ہاتھ تھا۔

۳۔ لوہا۔

فائدہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انزلنا بمعنی خلقنا ہے جیسے دوسری جگہ پہ فرمایا وانزل لکم من الانعام یعنی جانوروں سے تمہارے لئے پیدا فرمایا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر قضایا و احکام آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔

فائدہ بعض علماء نے فرمایا کہ انزلنا بمعنی اخرجنا یعنی ہم نے لوہا معادن (کانوں) سے نکالا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عدل سیاست سے چلتا ہے اور سیاست لشکر کی محتاج ہے اور لشکر لوہے (آلات حرب) کا اور لوہے کا اصل پانی ہے اور پانی آسمان سے نازل ہوا ہے (اسی لئے فرمایا وَاَنزَلنَا فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ) اس میں سخت آنچ ہے۔ یعنی لوہے میں کیونکہ اس سے جنگ کی جاتی ہے یا اس میں سخت قوت ہے یعنی لوہا جنگ کا ہتھیار ہے اس لئے کہ جنگ کے ہتھیار اسی سے تیر ہوتے ہیں یعنی جنگی ہتھیار خواہ دفاع کے لئے ہوں جیسے سنان و نیزہ تلوار اور پیکان اور خنجر وغیرہ وغیرہ یا اپنی حفاظت کے آلات جیسے زرہ' خود و جوشن وغیرہ۔

فائدہ وہ اس میں اشارہ ہے کہ کتاب کے قوانین کا چلانا اور آلہ تسویۃ کا استعمال موقف ہیں صاحب ہے اور تلوار اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اس پر جس کے ہاں ظلم ہے۔

ومنافع للناس اور لوگوں کے فائدے جیسے چھری' کلہاڑی' درانتی' سوئی" وغیرہ۔ کوئی ایسی صفت نہیں جس کا آلہ لوہا نہ ہو یا کوئی ایسا عمل نہیں جس میں لوہے کو دخل نہ ہو۔ اس میں اشارہ ہے کہ جیسے انصاف کا قیام قائم

marfat.com

بالسیف کا محتاج ہے ایسے ہی وہ مابہ قیام التعلیش (معاش کا قیام) کا بھی محتاج ہے یعنی صناعات اور آلات محترفہ (لوہے سے تیار کردہ آلات) کا بھی محتاج ہے۔ ایسے ہی وہ اسے حذبہ کی تلوار کا محتاج ہے جسے قہر کے لوہے سے تیار کیا گیا ہو کیونکہ ہر تجلی جلالی کو تجلی جمالی کی ضرورت ہے ایسے ہی بالعکس اور یہ اولیاء اللہ ہیں جو وہ مائل الی الحق ہیں کثرت الطاف الہیہ و اعطاف ربانیہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰبَنِیٓ اِسۡرَآئِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ (اے بنی اسرائیل میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میں نے تمہیں عالم والوں پر فضیلت بخشی)

ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اس کا محذوف پر عطف ہے جس پر ماقبل دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ حال تعلیل کو متضمن ہے گویا کہا گیا ہے تاکہ وہ عمل کریں اور اللہ تعالیٰ وہ علم جانے جس سے جزاء کا تعلق ہے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے تلوار چلا کر اور تیر برسا کر ایسے ہی دیگر وہ اسلحہ جو مجاہدین دشمن جنگ کے وقت عمل میں لاتے ہیں۔

بالغیب بے دیکھے ینصر کے فاعل سے حال ہے یعنی درانحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے غائب ہیں۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ اس کی مدد کرتے ہیں درانحالیکہ وہ اسے دیکھتے نہیں اس لئے وہ تعریف اور ثواب کے لائق ہے جو بے دیکھے مطاع کی اطاعت کرے یا یہ مفعول سے حال ہے یعنی درانحالیکہ وہ ان سے غائب ہے بایں معنی کہ وہ اسے دیکھ نہیں رہے۔

ان اللہ قوی بیشک اللہ تعالیٰ ان کے ہلاک کرنے پر قوت رکھتا ہے جنہیں وہ ہلاک کرنا چاہے۔

عزیز غالب ہے وہ غیر کی نصرت کا محتاج نہیں

نکتہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جہاد کا اس لئے حکم فرمایا ہے تاکہ وہ اس سے نفع اٹھائیں اور ثواب پائیں یعنی فرمانبرداری کر کے ثواب کے مستحق بنیں۔

حل لغات : قوت بمعنے سخت بنیاد والی شے یہ صفت کی نقیض ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بمعنے قدرت ہے یہ وہ قدرت ہے جس سے فعل پر زندہ قدرت رکھے یعنی ایسے ہی اس کے ترک پر اپنے ارادہ سے اور العزۃ بمعنے ہر شے پر غلبہ

فائدہ : زروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قوی ہے کہ نہ اس کی ذات میں ضعف ہے نہ اس کی صفات میں نہ افعال میں اسے نہ تھکان ہے نہ تکلیف نہ اسے قصور لاحق ہوتا ہے نہ عجز نہ توڑنے میں نہ جوڑنے میں۔

فائدہ : اس اسم (قوی) کی خاصیت ہے ظہور بالقوۃ فی الوجود جو کمزور ہمت اس کا ورد رکھے وہ قوت پائے اس ارادہ پر

marfat.com

کہ ظالم ہلاک و تباہ ہو جائے تو ظالم ہو جائے گا (بشرطیکہ وہ ظالم حقیقۃً نہ ہو)

اسم عزیز کا خاصہ ہے وجو انشاء و العز صورۃ یا معناً جو اسے روزانہ چالیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور اس کی مدد فرمائے گا اور وہ مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ ہو گا اور اربعین اور یمیہ میں ہے یا عزیز بمعنے اے وہ ذات جو نہایت مضبوط اور غالب ہے اپنے ہر کام میں کوئی بھی اس کے بالمقابل نہیں ہو سکتا (بلا ناغہ) ہر روز ایک ہزار پڑھے تو اس کا دشمن ہلاک و تباہ ہو جائے گا اگر لشکر (کفار) کے مقابلہ میں ستر بار پڑھ کر ان کی طرف ہاتھ کے اشارہ سے دم کر دے تو لشکر کفار شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔

تفسیر عالمانہ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا اور بیشک ہم نے منجملہ بخدا ہم نے مبعوث فرمایا۔ نوحا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف۔ وہ بنو قابیل سے تھے نوح علیہ السلام کو رب ثانی کہا جاتا ہے۔ وَإِبْرَاهِيمَ اور ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف بھیجا یعنی نمرود اور ان کے متبعین کی طرف صرف ان کا ذکر ان کی تشریف و تکریم کی وجہ سے اور اس لئے کہ یہی سب سے پہلے رسول ہیں اور وہ انبیاء علیہم السلام کے اب وجد بھی ہیں کیونکہ تمام بشر نوح علیہ السلام کی اور عرب اور عبرانی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ اور رکھی نبوت ان کی ذریت یعنی نسل میں نبوت اور کتاب بایں طور ان کی بعض اولاد کو نبی بنایا اور بعض کی طرف کتابیں وحی کیں جیسے خود صالح و موسیٰ و ہارون و داؤد وغیرہم علی نبینا و علیہم السلام کو نبی یا کوئی کتاب ایسی نہیں جو ان دونوں کی طرف منسوب نہ ہوں ساتھ مضبوط تر اسباب اور عظیم تر امتوں کے ذریعہ سے۔

فَمِنْهُمْ تو بعض ان دونوں قسموں کی اولاد یا مرسل الیہم سے جن پر ارسل و مرسلین دلالت کرتا ہے بعض وہ کہ جن کی طرف رسول تشریف لائے۔

مہتد ہدایت یافتہ ہوئے یعنی حق پالیا یعنی کتاب اور نبی علیہ السلام پر ایمان لائے اور اپنے دین کو مضبوط کیا۔

وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ اور ان کے اکثر فاسق تھے یعنی سیدھی راہ سے خارج ہو کر گمراہ ہوئے۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا ان کے پیچھے انہی کے نشانات رسل کرام علیہ السلام بھیجے یعنی ان کے بعد ہم نے رسل علیہم السلام بھیجے ضمیر نوح و ابراہیم اور ان کی طرف لوٹتی ہے جو دوسرے رسل کرام علیہم السلام دوسری امتوں کی طرف بھیجے گئے نوح و ہود و صالح علیہ السلام کے بعد اور ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و یوسف علیہم السلام کے بعد یا وہ رسل کرام علیہم السلام جو ان کے ہمزمان تھے بہرحال یہ ضمیر ذریت کی طرف نہیں لوٹتی اس

لئے کہ جو رسل بھیجے گئے وہ ان کی نسل سے تھے۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں قفا اثرہ اتبعہ اس کے پیچھے لگا و قفی اثرہ .فلان۔فلاں کو فلاں کے پیچھے لگایا۔ای عقبہ یعنی اس کے پیچھے لگایا۔

الاثار واثر (بالکسر) کی جمع ہے جیسے کہا جاتا ہے خرجت علی اثرہ۔ میں اس کے پیچھے نکلا اب معنی یہ ہوا کہ ہم نے ایک دوسرے کے پیچھے رسول بھیجے۔

فائدہ الحریری نے درۃ الغواص میں لکھا کہ شفقت الرسول باخر یعنی میں نے ان کو دو بنایا۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب ان کے بعد تیسرے کو بھیجا جائے۔ خلاصہ یہ کہ اس کلام کی توجیہہ یہ ہو سکتی ہے کہ کہا جائے عززت بثالث ای قویت میں نے اسے مضبوط کیا جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تو ہم نے تیسرے کے ساتھ مضبوط کیا اگرچہ رسل کرام پے در پے تشریف لائے۔ بہتر ہے کہ کہا جائے کہ اس کا معنی ہے و قفیت بالرسل جیسے آیت میں ہے ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى آثَارِهِمْ ہم نے ان کی راہ پر اسی راہ پر اور رسول بھیجے۔ وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور ان کے پیچھے عیسٰی بن مریم (علیہما السلام) کو بھیجا یعنی ہم رسل کرام بھیجتے رہے یہاں تک کہ عیسٰی بن مریم علیہما السلام تک نوبت پہنچی کہ ہم انہیں ان کے بعد لائے۔ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا حضرت موسٰی علیہ السلام اور آخری حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں خلاصہ یہ کہ ان کے بعد ہم پے در پے رسل علیہم السلام لائے آخر میں عیسی علیہ السلام کو بھیجا۔ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ اور ہم نے اسے انجیل عطا فرمائی۔ یکبارگی۔

وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ اور ہم نے ان کے اہل ایمان پیروؤں کے دل میں رکھی یعنی وہ لوگ جو عیسی علیہ السلام کے دین کے پیرو کار تھے جیسے حواریین اور ان کے پیرو کار۔

رافتہ نرمی ورحمتہ اور رحمت یعنی شفقت۔ یعنی ان کے پیچھے لگائی۔ رافتہ سخت نرمی اس پر جو ان کے ساتھ اتصال کا سبب بنا تا اور رحمت اس پر جو ان سے متعلق ہوتا اگرچہ اس کا ان سے کوئی اور تعلق نہ بھی ہوتا۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہے وَرُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وہ آپس میں رحیم ہیں یہاں تک کہ وہ اہل ایمان کے لئے نہایت رحم دل تھے باوجودیکہ ان کے دل [illegible] تھے لیکن وہ کافروں پر سخت گیر تھے۔

marfat.ocm

فائدہ بعض نے کہا انہیں انجیل میں حکم تھا کہ وہ درگزر اور نرمی پر بجائے مکافات (بدلہ لینے کے) اعراض کریں۔

بدی را بدی سہل باشد جزا   اگر مردی احسن من رسا

(برائی کا برائی سے بدلہ دینا آسان ہے اگر تو جوانمرد ہے تو اس پر احسان کر جو تیرے ساتھ برائی کرتا ہے)

تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بعض نے کہا کہ انہیں حکم تھا کہ جو تیرے چہرے کی سیدھی طرف سے تمہیں طمانچہ مارے تو اسے بائیں جانب پیش کر دے اور تجھ سے چادر چھینے تو اسے قمیض دے دے۔ جنایۃ فی النفس او الطرف (قتل کرنے اور کسی کا کوئی عضو کاٹنے) قصاص نہیں تھا اور حکم تھا کہ ان اوامر کی اتباع اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور .. ایک دوسرے سے محبت کرنے اور رحم کرنے والے اور رحمت سے موصوف تھے بخلاف ان یہود کے کہ وہ سخت قلبی سے موصوف تھے۔

ورھبانیتہ اور راہب بننا یا تو منصوب ہے بوجہ فعل مضمر کے جس کی تفسیر فعل ظاہر کر رہا ہے یا عطف کی وجہ سے منصوب ہے یعنی انہوں نے دین میں اپنی طرف بات نکالی اتباع عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بدعت کا ارتکاب بھی کیا۔

ابتدعوھا اسے نکالا اپنی طرف یعنی ان کے نفوس نے انہیں اس پر عمل کرنے پر ابھارا اور ماقبل پر عطف ہو تو **ابتدعوھا** رہبانیت کی صفت ہے اب معنی یوں ہوا کہ ہم نے ان کے دل میں رافت و رحمت اور وہ رہبانیت ڈالی جو انہوں نے اپنی طرف سے نکالی تھی یعنی اور ہم نے انہیں پے در پے بھیجا ایک دوسرے پر رحم کرنے کے لئے اور رہبانیت اور اس کے اتحداث کے لئے۔

فائدہ فتح الرحمن میں ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں یہ صرف منصوب فعل مقدر سے جس کی تفسیر آگے آرہی ہے اس کا عطف رافت و رحمت پر نہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ہر انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے اسی لئے وہ رہبانیت کا اعراب اپنے مذہب کے مطابق لگائیں گے۔

حل لغات الرھبانیتہ بمعنی عبادت میں مبالغہ کرنا مسلسل روزے رکھ کر اور ٹاٹ پہن کر اور ترک اکل

marfat.ocm

لحم و مطعم و مشرب و بلس و نکاح کرکے اور آگ میں عبادت کے لئے بیٹھنا وغیرہ۔

رہبانیت کا معنی ہے وہ فعل ہے جو رہبان (بالفتح) کی طرف منسوب ہو رہبان بمعنی خائف کیونکہ رہبۃ بمعنی خوف مع حزن و اضطراب (المفردان)

رہبان بروزن فعلان از رھب جیسے خشیان از خشی اسے بضم الراء بھی پڑھا جاتا ہے گویا اس رہبان کی طرف منسوب ہے جو راہب کی جمع ہے جیسے راکب کی جمع رکبان ہے اور یہ تردد اس احتمال سے ہے کہ کیا یہ مفتوح الراء کی طرف منسوب ہے یا مضموم الراء کی طرف پھر اس نسبت کے اختلاف سے معنی بھی مختلف ہو جاتا ہے یعنی رہبان جو ایک طائفہ مخصوصہ کو کہا جاتا ہے جو ان کے لئے بمنزلہ علم کے ہو گیا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ جمع ہے لیکن اب اس کی وہی حیثیت ہو گئی جو انصار و اعراب و فرائض کی ہے اس معنی پر نسبت کے وقت کہا جائے گا رہبانی جیسے کہا جاتا ہے انصاری و اعرابی و فرائض نسبت میں بغیر رد کرنے جمع کی طرف واحد کے امام راغب نے المفردات میں لکھا ہے کہ رہبان جمع بھی ہے واحد بھی جس نے اسے واحد کہا ہے اس کی جمع رہابین بتائی ہے اور رہبانیت جمع کو زیادہ لائق ہے۔

فائدہ رہبانیت ایک اچھی خصلت ہے جو رہبان کی طرف ہے ان کی اس بدعت کا سبب یہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بعد جب جابرہ نے اہل ایمان پر حملہ کیا تو ان کے مقابلہ میں اہل ایمان تین دن تک مسلسل جنگ کرتے رہے ان کے اکثر شہید ہو گئے بہت تھوڑے بچ گئے انہیں خطرہ ہوا کہ ممکن ہے جابرہ انہیں دین سے تبدیل کر دیں اسی لئے پہاڑوں کی چوٹیاں کو عبادت کے لئے اختیار کیا اپنے دین کو بچانے کی غرض سے جابرہ سے بھاگ گئے اور عبادت میں مخلصانہ طور پہاڑوں کے گوشوں میں رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا انتظار کرنے لگے جو ان سے عیسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا تھا کہ ان کے بعد آپ تشریف لانے والے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (آلایۃ) خوشخبری دیتے ہوئے کہ ایک رسول میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا اسم گرامی حضرت احمد (ﷺ) ہے۔

فائدہ مروی ہے کہ جب فرعون اور اس کا لشکر دریا میں غرق ہوا تو وہ ساحرین جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے انہوں نے اجازت چاہی کہ ہم لوگ مصر کی طرف اپنے اہل و عیال واپس لوٹ جائیں آپ نے انہیں اجازت دے کر ان کے حق میں دعا فرمائی یہی لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں میں عبادت کے لئے راہب بن کر بیٹھ گئے یہی سب سے پہلے لوگ

marfat.ocm

ہیں جو راہب بنے بہت تھوڑے لوگ تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس رہ گئے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اور رہبانیت بھی منقطع ہو گئی اسے عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے از سرنو شروع کیا۔

مَاكَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔ یہ جملہ مستانفہ ہے اور نفی اصل فعل کی طرف متوجہ ہے یعنی ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی ان کی کتاب میں اور نہ ہی ان کے رسل کرام علیہم السلام کی زبان سے۔

الا یہ استثناء منقطع ہے لیکن اب معنی یہ ہوا کہ انہوں نے از خود بنائی تھی۔

اِبْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا تو اسے نہ نبھایا جیسے نبھانے کا حق ہے یعنی ان سب نے نہ نبھایا ساتھ ملا دیئے تثلیث (تین خدا ماننا) اور اتحاد (ان تینوں کو خدا ماننا) اور سمعہ (شہرت) ریاء اور حضور ﷺ کے ساتھ کفر کرنے وغیرہ وغیرہ کے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اس نے نبھانے کا حق ادا کیا اور جس نے میرے ساتھ کفر کیا اور مجھ پر ایمان نہ لایا وہی ہلاک ہونے والے ہیں۔

فائدہ حضرت مقاتل نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کرنے والوں سے ان کے ان کے بعد نبھانہ ہو سکے جیسے پہلے انہوں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا اس کے کمال کو چھوڑ کر کمی میں آگئے اور جس نیک امور کے پابند تھے انہیں چھوڑ دیا اور اپنے بادشاہوں کے طریقوں میں داخل ہو گئے ان میں کوئی بھی عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر قائم نہ رہا سوائے چند ایک کے اسی لئے ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ تھا جس کا توڑنا حرام ہے بالخصوص جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مطلوب ہو۔

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ تو ہم نے ان کے اہل ایمان کو ان کا ثواب عطا فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو جو کامل ایمان تھے یعنی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے بعد رہبانیت کے نبھانے کے صرف رہبانیت کے نبھانے کی وجہ سے انہیں ثواب نہ ملا یہ اس وقت جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارک ہو گئی کیونکہ آپ کے بعد آپ پر ایمان لائے بغیر رہبانیت لغو محض بلکہ خالص کفر ہو گئی ان کی اتباع کے بغیر اجر کیسا؟

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جس نے

marfat.com

گرجانہ چھوڑا اور جو باہر تھا وہ واپس آگیا اور صاحب دیر نے دیر کو خیرباد کہا سوائے سند محرومین کے سب کے سب حضور سرور عالم ﷺ پر ایمان لے آئے۔

فائدہ صومعہ (گرجا) پر وہ بنا جس کا سراس سے ملنے والا ہو اور دیر یعنی نصاری کی سرائے اور صاحب دیر کو دیاء کہتے ہیں۔

اجرھم ان کا اجر وہ جو نیک کام کرے اور وہ جو ان کے لائق ہے یعنی خوشنودی۔

وکثیر منھم اور ان نصاری کے اکثر یعنی وہ جنہوں نے از خود نیک کام شروع کر دیا پھر اسے ضائع کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کفر کیا۔

فاسقون فاسق ہیں حد اتباع سے خارج۔ اس سے یہود و نصاری مراد ہیں۔

تفسیر المناسبات میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی امت میں بھی بعض ایسے ہو گئے کیونکہ جب رسول اللہ کا وصال ہو گیا تو آپ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے آپ کی اتباع کی ان کے بعد جب خلافت راشدہ کا دور ختم ہوا تو فتنے اٹھ کھڑے ہوئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی جو لوگ صریح ایمان کو مضبوطی سے تھامنے والے تھے ان پر بلائیں نازل ہوئیں اور کعبہ معظمہ کو فلاخن کا نشانہ بنایا گیا اور اسے توڑا گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ اور مدینۃ الرسول ﷺ میں تین دن تک حرام کو حلال کر دیا گیا اور بہت سے برگزیدہ مسلمان شہید ہوئے۔ ان کے بعد مسلمانوں نے علیحدگی کو لازم سمجھا اسی لئے اکثر گوشہ نشین ہو گئے تھے یا مساجد میں عبادت گزاری کے لئے نشیمن بنایا بہت سے دریاؤں کے سواحل کی طرف چلے گئے ان میں بہت سے لوگوں نے نفس اور دشمن کفار کے ساتھ جہاد جاری رکھا اور اپنے اخلاق کو سنوارنے کے لئے درپے ہوئے اور فقر اختیار کیا اہل صفہ کی طرح کے طریق کار کو اپنایا اسی لئے ان کا نام صوفیہ مشہور ہوا۔ یہ لوگ پرہیزگاری اور ارتقاء پر زور دیتے اور صدق و صفاء اور منازل و احوال و مقامات کی باتیں کرتے یہی لوگ اہل صفہ کے درجات پر تھے یعنی انہیں کے طریق کو اپنانے والے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا اے ابن ام معبد کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری امت کی رہبانیت کیا ہے عرض کی اللہ و رسولہ اعلم (اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ) کو خوب معلوم ہے فرمایا ہجرت اور جہاد

marfat.ocm

اور نماز و روزہ اور حج و عمرہ اور بلند ٹیلوں پر اللہ اکبر کی آواز بلند کرنا۔

حدیث شریف مروی ہے کہ بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو خوف و خشیت کا غلبہ ہوا کہ عورتوں سے علیحدہ ہو گئے اور بعض تو پہاڑوں کے اوپر عبادت کے لئے جا کر بیٹھ گئے بعض نے کھانا پینا چھوڑ دیا وغیرہ وغیرہ تو انہیں رسول اللہ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام اسلام میں رہبانیت نہیں اور فرمایا میری امت کی رہبانیت مسجد میں ہے یعنی میری امت کے عبادت گزاروں کو نصاریٰ کا طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہیے بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ مساجد میں اعتکاف بیٹھیں نہ کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں اور صوم وصل کی نفی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں میں رات گزارتا ہوں تو میرا اطعام کھلانے والا مجھے طعام کھلاتا ہے اور میرا ساقی مجھے پلاتا ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔

۱۔ ہین مکن خود را خصی رہبان مشو	زانکہ عفت ہست شہوت را گرو
۲۔ بے ہوا نہی از ہوا ممکن نبود	غازی بر دگان نتواں نمود
۳۔ پس کلوا از بہر دام شہوت ست	بعد ازاں لا تسرفوا آں عفت ست
۴۔ چونکہ رنج صبر نبود مرترا	شرط نبود پس فرد ناید جزا
۵۔ حبذا آں شرط و شادا آں جزا	آں جزائے دلنواز جاں فزا

ترجمہ ۱ خبردار خود کو خصی نہ بنا رہبان نہ ہو اس لئے کہ عفت شہوت سے وابستہ ہے۔

۲۔ شہوت کے بغیر نہی از شہوت ممکن نہ تھی غازی مردوں سے نہیں ہو سکتا۔

۳۔ کلوا کا حکم شہوت کی دام کے لئے ہے اس کے بعد ہی لا تسرفوا کا حکم ہے یہی عفت ہے۔

۴۔ جب تجھے صبر کی رنج حاصل نہیں تو پھر اس شرط کی جزا کہاں؟

۵۔ وہ شرط بھلی اور جزا خوش ایسی جزا دلنواز اور جان فزا ہے۔

فائدہ چار اشخاص ایسے ہیں جن کی قیامت میں اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

۱۔ خصی کا زہد ۲۔ لشکری کا تقویٰ ۳۔ عورت کی امانت ۴۔ بچے کی عبادت

marfat.com

لیکن یہ اکثریت پر محمول ہے (المقاصد الحسنہ)

مسئلہ اس کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزلت و گوشہ نشینی اور خلوت اچھی نہیں۔

حکایت احیاء العلوم میں ہے کہ جب حضرت عروہ نے عقیق میں ایک مکان بنایا۔

فائدہ عقیق ہجوں امیر مدینہ طیبہ کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے تاکہ جا کر قامت پذیر ہوں (خلوت۔ گوشہ نشینی مطلوب تھی) آپ کو لوگوں نے کہا کہ گوشہ نشینی خوب لیکن رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک سے تو دور ہو جاؤ گے آپ نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری مساجد کو لہو و لعب کا مرکز دیکھا اور تمہاری بازاریں لغویات سے بھرپور پائیں اور فسق و فجور تمہاری گلیوں میں عام دیکھا تمہیں اس سے عافیت ہو تو مجھے یہ ادائیں نہیں بھاتیں۔

اسلاف کے احوال بعض بزرگوں نے جیسے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے دعوتوں کا قبول کرنا اور مریضوں کی طبع پرسی اور جنائز کی حاضری ترک کر دی تھی بلکہ وہ اکثر اوقات گھروں میں پڑے رہنے کو عافیت سمجھتے تھے صرف جمعہ کی ادائیگی اور زیارات قبور کے لئے باہر تشریف لے جاتے بعض حضرات نے تو شہروں میں جانا بند کر دیا تھا بلکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسیرہ کر رکھا تھا اور فرماتے اسی طرح عبادت با فراغت نصیب ہوتی ہے اور شواغل سے دور بھاگتے تھے بعض اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو گوشہ نشینی لازم کر دی۔ جب بازاروں میں عام برائیاں دیکھیں اور عیدین میں لغویات اور مجمعوں میں بکواسات بکتے سنا اور انہیں روکنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ واقعی ایسے حال میں گوشہ نشینی بہتر ہے بلکہ ہو سکے تو وہاں سے ہجرت مکانی کر جائے۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ نفلی عبادت شروع کرنے والے پر واجب ہو جاتی ہے۔

مسئلہ جو شخص ایسا کام شروع کرے جو اس پر لازم نہ تھا لیکن پھر چھوڑ دیا تو اسے فاسق کہنا روا ہے اس پر سخت وعید آتی ہے (اسی طرح صوفیہ کرام نے فرمایا جو ورد شروع کیا جائے اسے ترک کرنا سخت مذموم ہے)

مسئلہ منت کا ادا کرنا واجب ہے کیونکہ وہ ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہے اور معاہدہ توڑنا جرم عظیم ہے۔

نکتہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تراویح کا اہتمام تم پر واجب ہے اس لئے کہ یہ تم پر واجب نہ تھیں

marfat.ocm

لیکن جب تم نے اپنے اوپر خود واجب کیں تو اب ان کی ادائیگی واجب ہے اگر انہیں چھوڑو گے تو فاسق ہو جاؤ گے اس کے بعد یہی آیت پڑھی (وکثیر منهم فاسقون)

صاحب روح البیان کا انوکھا استدلال فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے نوافل الراغب (نوافل ماہ رجب) نوافل البراۃ (پندرہ شعبان) نوافل القدر (شب قدر) کیونکہ یہ بھی تراویح کے حکم میں ملحق ہیں کیونکہ یہ بھی تراویح کی طرح رات کو پڑھی جاتی ہیں علاوہ ازیں انہیں وہ علماء پڑھتے رہے جو عارف باللہ تھے فلهذا انہیں ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن میرا یہ فتوی ان حضرات کو ہے جو عارفین باللہ کے معتقد ہیں (وہابیوں اور وہابیوں سے اثر گیر عوام کو یہ حکم نہیں صدق صاحب روح البیان قدس سرہ)

(حاشیہ= اضافہ از اویسی)

مسئلہ فتح الرحمن میں ہے کہ جو شخص نفلی روزہ یا نماز کا آغاز کر کے توڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے ذمہ سے بری نہ ہوا اس پر ایسے روزہ اور نفل کی قضاء ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تبطلوا اعمالکم (اپنے اعمال باطل نہ کرو) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے لیکن وہ عذر سے توڑنے والے پر قضاء کا حکم نہیں فرماتے اور امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ تمام مستحب فرماتے ہیں اگر توڑ دیا تو قضاء لازم نہیں۔

مسئلہ نفلی حج یا عمرہ توڑ دیا تو ان کی قضاء ضروری ہے اور جو فاسد ہوا اسے بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

بدعت حسنہ کا ثبوت ہم اہلسنت۔ بفضلہ تعالیٰ عامل بالقرآن والحدیث ہیں۔ حوادث (نئے مسائل) کو قرآن و حدیث کے مطابق پاتے ہیں تو ان پر عمل کرتے ہیں اس کا نام ہمارے نزدیک بدعت حسنہ ہے کہنے سے ہچکتے ہیں ان کی اس ضد کو صاحب روح البیان قدس سرہ صدیوں پہلے توڑ گئے چنانچہ لکھا[1]

قال بعض الکبار جمیع ما ابتدع من النسته الحسننه علی طریق القربته الی اللہ تعالیٰ داخل فی الشریعته التی جائت بها الرسل عن امر اللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ

---

[1] صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت حسنہ کا ثبوت آیت قرآن سے اثبات فرمایا ۱۲ اویسی غفرلہ)

maktabah.org

ورھبانیتہ الخ فاقرھم اللہ تعالیٰ علیھما ولم یعب علیھما فعلھا انما عاب علیھم عدم رعایتھم لھا فی دوام العمل فقط وخلع علیھا اسم البدعتہ فی حقھم بخلاف ھذہ الامتہ خلع علی ما استحسنوہ اسم السنتہ شریفاً لھم مما قال علیہ السلام من سن سنتہ وما قال ما ابتدع بدعتہ حسنتہ فانھم (ولا تکن مع الوھابین والنجدیین م) فاجاز لنا ابتداع ماھو حسن وسماہ سنتہ وجعل فیہ اجر المن ابتدعہ ولمن عمل بہ واخبر ان العابد للہ تعالیٰ بما یعطیہ نظرہ اذا لم یکن علی شرع من اللہ معین انہ یحشر امتہ وحدہ بغیر امام یتبعہ کما قال اللہ تعالیٰ فی ابراھیم کان امتہ قانتا للہ وذلک لنظرہ فی لادیتہ قبل ان یوحی الیہ وقال علیہ السلام بعثت لا تمم مکارم الاخلاق فمن کان علیھا فھو علی شرع من ربہ وان لم یعلم

ترجمہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ جو طریقہ نیا احادیث سے اخذ کر کے اللہ تعالیٰ کی قربت کے لئے نکالا جائے وہ اسی شریعت میں داخل ہے جسے رسل کرام امر الٰہی سے لے آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورہبانیت الخ انہیں ثابت کیا اللہ تعالیٰ نے اور اس پر عیب نہ لگایا۔ ہاں ان کی مذمت اس لئے فرمائی کہ وہ اس بدعت حسنہ کو نبھانہ سکے اس پر مداومت نہ کر سکے ان کے حق میں بدعت ذمہ لگایا بخلاف اس امت محمدیہ کے کہ یہ جو طریقہ نکالا اس کا استحسان فرماتا ہے یہ ان کی شرافت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو اچھا طریقہ نکالتا ہے اور فرمایا جو اچھی بدعت نکالتا ہے اسے اچھی طرح سمجھ لے (نجدی وہابی نہ بن) ہمیں اجازت ہے کہ ہم طریقہ نکالیں اس کا نام حضور علیہ السلام نے سنت رکھا اور اس بدعت کے جاری کرنے والے کو ثواب کا وعدہ فرمایا بلکہ جب تک یہ عمل رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا یہ اس وقت بری بدعت ہے جس کی نظیر اللہ تعالیٰ کے حکمیں نہ ہو لیکن وہ بھی رائیگاں نہیں اگر دین کا فائدہ ہے جب تک وحی نازل ہو وہ قابل عمل ہے اسی لئے ابراہیم علیہ السلام کو امتہ قانتا فرمایا ہے جب آپ نے وحی لے پہلے از خود دلائل سے کام لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں مکارم الاخلاق کے لئے مبعوث ہوا جو ایسے طریقہ پر ہے وہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے اگرچہ اسے اس کا علم نہ ہو۔

اس کے بعد صاحب روح البیان قدس سرہ نے مزید تصریح فرمائی تاکہ وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں کی کوئی حرکت اہل

marfat.ocm

اسلام کو پریشان نہ کر سکے چنانچہ فرمایا۔

وقال بعضهم جميع ما ابتدعه العلماء والعارفون مما لم تصرح شريعته بالامر به لا يكون بدعته الا ان خالف صريح السنته فان لم يخالفها فهو محمود وذلك لحلق الرأس[1] ولبس المرقات والرياضته بقلته الطعام والمنام والمواظبته على الذكر والجهر به على الهيه فانها المشهورة ونحو ذلك من جميع اوصافهم فانها كلها انوا ميس حكميته لم يحبى بها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فى عموم الناس من عند الله لكونها طريقه اهل الخصوص السالكين طريق الحق وهذه الطريقته لا تحتمل الامته الامر بها ولا تجب هى عليهم فقد علمت ان طريق القوم صادرة عن اللمو لكن من غير الطريق الصريح النبوى ولولا رنه عليه السلام فتح الامته باب الاستسنان ما الحير اعليه واحد منهم على ان يزيد حكما ولا وضعا ففى الصحيح من سنته حسنته فله اجرها واجر من عمل بها (روح البيان ص ۳۸۵ ج ۹)

ترجمہ بعض نے فرمایا جن امور کو علماء و عارفین نے شروع کیا اور اس کی تصریح شرع میں نہیں تو وہ بدعت (سیئہ) نہیں ہاں سنت صریح کے خلاف ہو تو وہ بدعت سیئہ نہیں تو وہ محمود (بدعت حسنہ) ہے یہ ایسے جیسے بعض صوفی سرمنڈاتے اور گدڑیاں پہنتے ہیں ریاضتیں کرتے ہیں مثلاً تھوڑا کھانا' تھوڑا سونا اور ذکر بالجہر بطریقہ مشہورہ وغیرہ پر مداومت کرنا ایسے ان کے جملہ اور اوو ظائف سب نئی باتیں ہیں عموم الناس کے لئے اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف حکم نہیں آیا کیونکہ مخصوص لوگوں کا طریقہ ہے۔ طریقہ حق کے سالک ہیں اس امر کی عام امت حامل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ان پر یہ واجب ہے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ مخصوص ہے جو صرف اولیاء اللہ کو نصیب ہوا۔

فائدہ بعض نے کہا وضع شرعی سے مقصود ہے نفوس کی عملاً یا علماً تکمیل اور صوفیہ کرام نے طریقہ بنویہ سے ایسے امور زائد لائے جو غرض و غایت میں اس کے موافق ہیں جیسے۔ امور جن پر اس امت کے صوفیہ کا التزام ہے جو اللہ

---

[1] یہ صاحب روح البیان قدس سرہ کے صوفیاء کرام کی عادات میں ہو گا ورنہ ہمارے دور میں تو یہ علامت وہابیوں کی بن گئی ہے ۱۲ اویسی غفرلہ) ص۔ اضافہ اویسی

marfat.ocm

تعالیٰ سے واجب نہیں ہوئے جیسے تقلیل طعام و کثرت صیام لوگوں کے میل جول سے اجتناب و قلت منام (نیند) اور ذکر علی الدوام۔

فائدہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ جو افعال واصل باللہ سے صادر ہوتے ہیں وہ شریعت ہے ایسے افعال کے علاوہ لیکن اعتدال کا دامن مضبوطی سے پکڑنا ضروری ہے اس لئے حضور سرور کون و مکان ﷺ نے فرمایا کہ شریعت میرے اقوال اور طریقت میرے اطوار اور معرفت میرا راس المال اور حقیقتہ میرا نقد حال ہے۔

سبق بعض بزرگوں نے فرمایا از سرنو کوئی کام اپنے اوپر لازم نہ کرو نہ وہ تجھ پر اللہ تعالیٰ واجب کردے گا۔

فائدہ ہماری شریعت کے ہر نئے کام کو حضور سرور عالم ﷺ نے بدعت کے بجائے سنت کہا ہے کما قال ﷺ من سن سنتہ حسنتہ الخ بلکہ ہماری شریعت نے ایسی بدعت کو ثابت رکھا ہے ایسی بدعت حسنہ پر صاحب بدعۃ کو اللہ تعالیٰ شکر کرنا چاہیے اور اس پر التزام کرنا لازم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ساتھ ملایا اور اسے اجازت بخشی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح اچھا کام از سرنو شروع کرسکتا ہے ہاں تکالیف میں کوئی ایک حکم بھی زائد نہ کرے کیونکہ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کی مراد امت پر شفقت و رحمت ہے نہ کہ شدت اور سختی)

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا وہ ورد عمل میں نہ لا جو اللہ و رسول ﷺ سے وارد نہیں تجھے باادب علماء کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ اس وقت تجھے دو ثواب ملیں گے۔

۱۔ ذکر کا ۲۔ تلاوت کا

اس وقت تو جامع الذکر و التلاوۃ ہوگا اس معنی پر تجھے تلاوت کرنے اور ذکر کرنے والوں کا ثواب حاصل ہوگا کیونکہ کتاب و سنت نے انسان کا دین و دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کا مطلب بیان کیا ہے جس نے کسی فقیر سے ایسا ورد حاصل کرکے پڑھا جو کتاب و سنت کا غیر ہے وہ فقیر نہیں وہ اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) کا بے ادب ہے (غیر سے مراد خلاف ہے جیسے ہم نے مجربات اویسی میں تفصیل سے لکھا ہے) ہاں جس ورد کی اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ نے تعریف کی ہو اسے یوں سمجھو کہ یہ وہ مخصوص کلمات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جمع کرکے اپنے مخصوص بندے کو عطا

marfat.ocm

فرماتے ہیں اس وقت وہ فرمانبردار سمجھا جائے گا نہ کہ اختراع کنندہ (بدعتی)

حزب البحر شریف حزب البحر شریف حضرت شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے آپ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ اس کا کوئی حرف میں نے از خود نہیں گھڑا اس کا ایک ایک حرف فرمودہ خدا و مصطفے ہیں (جل جلالہ و ﷺ) اس طرح کے اور اور اوو وظائف کا یہی حال ہے (ولکن الوہابیتہ قوم لا یعقلون)

مسئلہ جس نے ایسی دعا مانگی جو رسول اللہ ﷺ کی دعا کی غیر وہ محض بدعتی ہے۔

فائدہ عبد عبادت فرائض کی ادائیگی عبد اضطرار ہے اور نوافل میں عبد اختیار اور قاعدہ ہے کہ عبودیت الاضطرار عبودیت الاختیار سے بندے کے حق میں زیادہ برگزیدہ اور زیادہ سلامتی والی ہے کیونکہ عبودیت الاختیار دل میں امتنان کا شائبہ ہو سکتا ہے۔

فرقہ ملامیہ اسی لئے فرقہ ملامیہ کے اکابر مشائخ نوافل کا ترک فرماتے ہیں کہ کہیں ریاؤ سمعتہ کا شکار نہ ہو جائیں اور وہ صرف فرائض پر اکتفا کرتے تھے تاکہ ریاؤ سمعتہ وغیرہ سے عبودیت مجروح نہ ہو۔

رسمی صوفی کی نشانی الحکم العطائیہ میں ہے کہ اتباع خواہشات نفسانی کی ایک علامت یہ ہے کہ نوافل الخیرات وغیرہ میں تو حریص ہو لیکن فرائض و واجبات کی ادائیگی پرلے درجے کا سست اور اکثر لوگوں کا یہی حال ہے سوائے ان حضرات کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں رکھا اور نہ دیکھو بہت سے رسمی صوفی نوافل تو بکثرت پڑھیں گے لیکن ادائیگی فرائض و واجبات میں نہایت تنگ دل واقع ہوئے ہیں۔

تفسیر عالمانہ یاایھا الذین امنوا اے سابقین رسل کرام پر ایمان رکھنے والے۔

اتقوالله اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان امور میں جن سے تمہیں روکا۔

وامنوبرسولہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ یعنی حضرت محمد ﷺ پر۔

سوال آپ کا نام کیوں نہیں صرف رسول (مطلقاً کہہ دیا) جواب اس طرف اشارہ ہے کہ لفظ رسول حضور سرور عالم ﷺ کے لئے بمنزلہ علم کے ہے کہ یہ علی الاطلاق حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کسی دوسری طرف

marfat.com

ذہن منتقل نہیں ہوتا۔

یوتکم کفلین ۔۔ تمہیں دو حصے دے گا۔

حل لغات امام راغب سے منقول ہے کہ الکفل بمعنی وہ حصہ جس میں کفالت ہو گویا وہ اپنے معاملہ کا خود کفیل ہے الکفان بمعنی النصیبان وہ (وہ حصے) جن میں رغبت دلائی گئی چنانچہ فرمایا ربنا آتنافی الدنیا حسنتہ وفی الاخرۃ حسنتہ اے پروردگار ہمیں دنیا میں حسنہ دے اور آخرت میں بھی حسنہ دے)

من رحمتہ اپنی رحمت کے ۔۔ اس لئے کہ ایک حصہ سابقہ رسل کرام پر ایمان لانے سے دوسرا حضور ﷺ پر ایمان لانے سے لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ حضور رسول اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد ان کی شریعت بھی باقی نہیں بلکہ یہ ایمان رکھے کہ اپ کی بعثت سے پہلے ہر رسول علیہ السلام کی شریعت دوسرے رسول علیہ السلام کے تشریف لانے تک حق تھی۔

حدیث شریف حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین اشخاص وہ ہیں جنہیں دو گنا ثواب ملے گا۔

۱۔ وہ مرد جس کی لونڈی ہو اور وہ اسے بہتر تعلیم دے اور اچھا ادب سکھا کر اسے آزاد کر کے اپنے ساتھ نکاح کرے اسے دو اجر ملیں گے۔

۲۔ وہ اہل کتاب مومن جو اپنے رسول اللہ ﷺ پر بھی ایمان رکھے لیکن حضور ﷺ پر بھی ایمان لے آئے اسے بھی دو اجر نصیب ہوں گے۔

۳۔ وہ غلام جو اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے اور اس کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے اسی لئے بعض غلام آزادی کے وقت رو پڑے پوچھنے پر کہا کہ میرا وہ اجر ضائع ہو گیا جو اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا تھا اب صرف ایک اجر یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی۔

تا دلت ہست اسیر عشق سلیم
مسند تخت سلطنت مطلب

(جب تک تیرا قلب سلیم عشق کا قیدی ہو اس وقت تک تخت سلطنت نہ کر)

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

marfat.ocm

اسیرش نخواہد رہائی زبند شکارش نجوید خلاص از کمند

(اس کا قیدی قید سے رہائی نہیں چاہتا اس کا شکار کمند سے چھٹکارا نہیں چاہتا)

مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

مریض عشق تو چوں مائل شفا گردد اسیر قید تو کے طالب نجات شود

(تیرے عشق کا مریض شفا کی طرف کیسے مائل ہو گا تیرا قیدی نجات کا طالب کیسے ہو سکتا ہے)

ویجعل لکم نورا تمشون بہ اور قیامت میں تمہارے لئے نور کرے گا جس میں تم چلو گے جیسے دوسری آیت میں فرمایا یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم ان کے آگے اور دائیں جانب ان کا نور دوڑتا ہو گا تو وہ اس روشنی سے پل صراط پر چل کر آسانی سے بہشت میں پہنچ جائیں گے کیونکہ جہنم ظلمت و تاریکی سے بنائی گئی ہے اس لئے کہ نفس امارہ کی شکل و صورت بھی یہی ہے کیونکہ نفس امارہ ظلمانی ہے اسے ایمان و تقویٰ کا نور ہی دفع اور زائل کر سکتا ہے۔ ویغفر لکم اور تمہیں بخش دے گا یعنی وہ پہلا عمل میں لایا ہوں کفر و معاصی۔

مسئلہ کفار کی نیکیاں تب قبول ہیں جب اسلام لائیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

واللہ غفور رحیم اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یعنی بہت بڑا بخشتا ہے اور بہت بڑی رحمت والا ہے۔

فائدہ اس میں اشارہ ہے کہ وہ گناہ جو ملاحظہ نفس سے ہوا اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دے گا کیونکہ سب سے بڑھ کر گناہ وہ ہے جو نفس کے ملاحظہ سے ہو جیسے صوفیہ کرام نے فرمایا تیرا وجود خود گناہ ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔

چو مردر لو شدی بگذر از سرو دستار

(جب مرد رلو ہو گئے ہیں تو سر اور دستار کا خیال چھوڑ دو) لئلا یعلم اھل الکتاب تاکہ کافر اہل کتاب نہ جائیں اس کا تعلق جملہ طلبیہ سے ہے جو شرط کے معنی کو متضمن ہے کیونکہ دراصل عبارت ان تتقوا اللہ وتومنوا برسولہ یوتکم کفلین لئلا یعلم الخ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ تو تمہیں اللہ تعالیٰ ایسا ایسا اجر دے گا تاکہ نہ جانیں گے وہ لوگ جو مسلمان نہیں ہوئے یعنی تاکہ جان لیں یہاں لا زائدہ ہے۔ جیسے ما منعک ان لا تسجد کس شے نے تجھے سجدہ کرنے سے روکا۔ یہاں بھی لا زائدہ ہے جیسے قراۃ لیعلم اہل الکتب سے واضح ہو تا ہے اب معنی ہوا ولان یعلم بادغام النون،

فی الیاء)۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ لازائدہ اس کلام میں اچھا سمجھا جاتا ہے جس کے اوائل یا اواخر میں جحد (انکار) ہو۔ ان لا یقدرون علی شئی من فضل اللہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر انہیں کوئی قدرت نہیں۔ ان مخففہ من المشقلہ ہے اس کا اسم ضمیر الشان ہے محذوف ہے اور جملہ نصب کے محل میں اور یعلم کا مفعول بہ ہے یعنی تاکہ وہ جان لیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل دو نصیبوں والا اور نور اور مغفرت مذکور ہوئے اس سے انہیں کچھ نہیں ملے گا بلکہ اس کے حاصل کرنے کی ان میں قدرت بھی نہیں کیونکہ یہ وہ شرط نہیں لاتے یعنی رسول اللہ ﷺ پر ایمان اس کے حصول کی شرط ہے۔

وان الفضل بیداللہ اور بیشک فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس کا عطف ان لا یقدرون پر ہے یعنی ثواب کا اضافہ روز جزا اور اس جیسی اور چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہاتھ میں ہیں۔

یوتیہ وہ عطا کرتا ہے من یشاء جسے چاہتا ہے یہ ان کی دوسری باخبر ہے۔

واللہ ذوالفضل العظیم اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ وہ العظیم تر ہے تو لازم ہے کہ اس کا احسان بھی عظیم ہو۔

فائدہ حضرت کاشفی نے لکھا کہ خدا تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے یعنی تمام نعمتیں جو ہر خاص و عام کو نصیب ہوتی ہیں۔

فیض و کرم رسانده از شرق تا بغرب — خواں نعم نہادہ از قاف تا قاف

ہستند بیش و کم زنوال تو بہرہ مند — وارند نیک و بد ۔عطاء تو اعتراف

(مشرق سے مغرب تک تیرے کرم کا فیض پہنچا ہوا نعمتوں کے دسترخوان بچھے ہیں قاف سے قاف تک۔ کم و بیش ہر ایک تیری مہربانی سے بہرہ مند ہیں ہر نیک و بد کو تیرا اعتراف ہے)

مسئلہ غیر اہل کتاب کو ایمان و تقویٰ کا حکم کرنا جائز ہے اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہی دے گا جو اہل کتاب سے وعدہ کیا ہے اجر دو حصے وغیرہ جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا اولئک یوتون اجرھم مرتین نہ ہی ہیں جنہیں دوبار اجر دیا جائے گا اور تمہارے اجر میں ان کے اجر کی

marfat.ocm

مثل کمی نہیں آئے گی کیونکہ تم دونوں ایمانوں ان جیسے ہو کیونکہ تم کسی بھی رسول کو جدا نہیں کرتے۔

شان نزول مروی ہے کہ اہل کتاب دوسرے تمام اہل اسلام پر فخر کرنے لگے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دو اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے یہ اسی لئے ہم تم سے افضل ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حدیث شریف ہماری اور ہمارے سے پہلے اہل کتاب کی مثال اس شخص کی ہے جس نے مزدور کام پہ لگائے اور کہا جو آخر وقت تک کمائے گا اسے ایک قیراط دوں گا اس قوم نے کام کیا لیکن دوپہر تک پھر اس نے اوروں کا کام پہ لگایا اور کہا جو اخیر دن تک کام کرے گا اسے ایک قیراط دوں گا اس نے عصر تک کام کیا پھر اوروں کو لایا اور کہا جو رات تک کام کرے گا اسے دو قیراط دوں گا اس قوم نے رات تک کام کیا تو انہیں دو دو قیراط نصیب ہوئے اس پر پہلے دو طرح کے مزدور کہیں یہ کیا کام ہم زیادہ کریں اور ہماری مزدوری کم اور یہ کام تھوڑا کریں اور مزدوری زیادہ۔ مالک کہے میں نے تمہاری مزدوری کم تو نہیں کی کہا نہیں فرمائے گا تو پھر میں اپنی مہربانی سے جتنا جسے چاہوں دوں۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کی عمریں بڑی تھیں اور ان کے ذمہ کام بھی سخت تھے لیکن ان کا اجر کم تھا اور امت مصطفیٰ ﷺ کی عمریں کم اور کام بھی تھوڑا لیکن اجر و ثواب بہت زیادہ اور یہ بحیثیت استحقاق کے نہیں کیونکہ بندے کا مولیٰ پر کونسا استحقاق کہ وہ اپنی خدمت کا حق طلب کرے بلکہ یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ اپنے فضل سے جو چاہے دے ایسے ہی اللہ تعالیٰ جس بندے پر جو چاہے فضل کرے۔

تفسیر صوفیانہ حضرت جنتی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کو اکتساب وعلل الجہد والطلب سے دور رکھا ہے وہ اپنی کرامت اپنے برگزیدہ بندوں میں سے جسے چاہے عطا کرے ذوالعطاء فی الازل الی الابد ہے وہ منعم علیہ پر اپنا فضل کرتا ہے جس کا شمار نہیں اور ہمیشہ ایسے کرتا ہے۔

فضیلت سورۃ مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ مسبحات زدہ سورتیں (جو تسبیح کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں) آرام فرمانے سے پہلے پڑھتے اور فرماتے ان میں ایک آیت ہزار آیات سے افضل ہے۔

فائدہ مسبحات سے یہ سورتیں ہیں۔

marfat.ocm

۱۔ الحدید ۲۔ الحشر ۳۔ الصف ۴۔ الجمعہ ۵۔ التغابن

نکتہ (صاحب روح البیان قدس سرہ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ آیت ان سورتوں میں اسی طرح مخفی رکھی جیسے ساعۃ الاجابتہ والبدایہ وغیرہ تاکہ امت اس کے تلاش کرنے میں یہ سورتیں زیادہ سے زیادہ پڑھے۔ گویا ان سورتوں کی بکثرت تلاوت کی ترغیب دی گئی تاکہ لوگ یہ سورتیں بکثرت پڑھیں اور شب بیدار رہیں۔

شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

چو ہر گوشہ تیر نیاز افگنی　　امید ہے تاکہ صیدے زنی

ہمہ سنگہا پاس دارے امیر　　کہ لعل از میانش نباشد بدر

غم جملہ خورد اھوائے یکے　　مراعات صدر کن برائے یکے

ترجمہ ۱ جب تم ہر کونے میں تیر پھینکو گے تو امید ہے کہ کوئی شکار حاصل کرلو گے۔

۲۔ تمام پتھر محفوظ رکھ اس لئے کہ لعل ان سے باہر نہ ہوگا۔

۳۔ سب کا غم کھا صرف ایک کی خاطر اور سب کی رعایت ایک کے لئے کر۔

اختتام تفسیر سورۃ الحدید از صاحب روح البیان صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس بزرگ کی مدد سے تفسیر سورۃ الحدید ربیع الاول کے واخر سن ۱۱۱۵ ہجری میں ختم ہوئی۔

اور

فقیر اویسی غفرلہ نے سورۃ الحدید کی تفسیر کے ترجمہ سے ۲ صفر سن ۱۴۰۹ ہجری بروز جمعرات صبح دس بجے فراغت پائی الحمد اللہ علی ذلک وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

marfat.ocm

فہرستِ مضامین پارہ نمبر 27

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آغاز پارہ قال فما خطبکم مع ترجمہ	3	کے اختیار کا بیان	128	ختم قرآن کی برکتیں	256
تفسیر عالمانہ قال فما خطبکم	4	دیوبندیوں وہابیوں اور ان کے ہمنواؤں		دن مقرر کرنا	259
انبیاء علیہ السلام کے دشمنوں کی گنتی	6	کو دعوت فکر	130	کیا ملائکہ ہنستے بھی ہیں	268
فرعون کی حماقت	9	حرب البحر شریف کی وجہ تسمیہ	136	تفاسیر امامائی	270
مجذوب کی قسمیں	11	عالی شیعوں کا رد	141	خطاب کس کو	279
حضرت صالح علیہ السلام کا علم غیب	16	فناء کے سات مقام	146	فراغت از تفسیر سورۃ النجم	287
زمین کی ریت کی تحقیق	21	تفسیر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ	153	آغاز سورۃ القمر مع عربی ترجمہ	288
حضرت صدیق اکبر کی فضیلت	24	تفسیر حضرت امام جعفر صادقؓ	160	حدیث شریف قرب قیامت	291
دس چیزوں کی یاد	30	معراج کی شب عطیہ علوم کی اقسام	ایضاً	دنیا ولی آدم علیہ السلام سے	292
رسول اکرم ﷺ کی شان کریمہ	39	عقلی دلیل	172	رد مودودی و نیچری	294
اعلیٰ درجے کی اتباع	44	سدرہ کا نور	178	شق القمر کا واقعہ	296
تاریخ فراغت از تفسیر ذاریات	54	آدم علیہ السلام کس بہشت سے نکلے	182	کلیم و حبیب ﷺ کے معجزہ میں فرق	299
آغاز سورۃ طور عربی مع ترجمہ	55	دیدار الٰہی چشمان مبارک کو بیداری میں		نبی علیہ السلام کا وزن مبارک	303
شب معراج اور بیت المعمور	59	معراج کی دلیل	186	نثار تیری چہل پہل	305
دفع و رفع میں فرق	64	معراج کی شب کون سی تھی	189	بدھ کی نحوست	322
تحقیق الم	89	شان ارفع ﷺ	195	تبرک کا ثبوت	327
شان اور کمال رسول ﷺ کا بیان	94	ہوا میں اڑنے کا نسخہ	207	اونٹنی کے قتل کا واقعہ	334
حمل کی تخلیق	100	جبرائیل علیہ السلام سورت عائشہ صدیقہ		پتھراؤ کیوں	338
منکرین حدیث اور عذاب قبر	111	رضی اللہ عنہا لائے	214	ابو جہل کی فرعونیت	343
وظیفہ حفاظت از بلیات	114	دینا اہل دنیا کی ماں ہے	218	سعدون ولی اللہ کی کرامت	346
سورۃ نجم عربی مع ترجمہ	119	مدح کی اقسام	228	رد وہابیہ دیوبند	349
قرآن کی قسموں کی قسمیں	123	حضرت ابراہیم علیہ کی مہمان نوازی	233	بہشت کا داخلہ	353
النجم سے کیا مراد ہے	ایضاً	رد وہابیہ دیوبندیہ	240	مرید کا صدق	356
وہابی دیوبندی فرقہ	125	امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب	244	نعرہ رسالت کا ثبوت	ایضاً

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آغاز سورۃ الرحمن عربی مع ترجمہ	358	کھیتی میں برکت کا وظیفہ	481	صدیق و صادق میں فرق	ایضا
آدم علیہ السلام کی بولیاں	363	آسمانی دریا	486	چند سید ہاشمی رضی اللہ عنہ	577
لطیفہ	374	پرویزی معترضہ اور چکڑالوی ٹولہ کا رد	488	شہوات سے نجات اسباب	580
تخلیق آدم علیہ السلام	ایضا	حضرت ادریس علیہ السلام کا سلوک	490	وسیلہ مصطفیٰ ﷺ	585
تحقیق البحرین	378	صوفیانہ تحقیق	495	تقریر دلپذیر صوفیانہ	ایضا
حبیب ﷺ کی خصوصیت	385	روح سے معانی	503	حکایت حجاج	590
صدیق اکبر کا تقویٰ	398	یقین کی تحقیق	507	حضرت مجنون مرحوم	592
ملفوظ مالک بن دینار رضی اللہ عنہ	400	فضائل سورۃ واقعہ	511	خواجہ نظام الدین کی مریدنی	ایضا
یاقوت کے فوائد	409	فراغت سورۃ واقعہ	ایضا	غم گمانے کا نسخہ	593
اللہ کا دیوانہ عاشق	417	آغاز سورۃ الحدید عربی مع ترجمہ	512	صاحب روح البیان کے پیرومرشد کی تقریر	596
نسخہ روحانی	421	فضیلت تسبیح	517	صاحب روح البیان کا فیصلہ	602
سبز رنگ کا فائدہ	425	اول و آخر ظاہر و باطن کی تفاسیر	521	تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام	607
بھلے بھلے	433	دعا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا	522	اسلاف سے استدلال	612
شب معراج کا حرف	435	شان مصطفیٰ ﷺ	530	صاحب روح البیان کا [illegible] استدلال	613
فراغت سورۃ رحمن	437	سامری کے متعلق نکتہ	542	[illegible]	617
آغاز سورۃ الواقعہ مع عربی ترجمہ	438	فضائل صدیق اکبر	547	اختتام سورۃ الحدید از صاحب روح البیان	623
حضرت بلالؓ کی قدر و منزلت	442	ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہ	549	فہرست	624
سابقین اربعہ	446	قول علی	ایضا		
چند گروہ اور ان کی تفصیل	448	نور کی مقدار کامیاب	554		
دو تہائی بہشت میں امت مصطفیٰ ﷺ	451	پل صراط کا منظر	557		
چالیس آدمیوں کا [illegible]	453	صاحب روح البیان کا فیصلہ	558		
[illegible] سے [illegible]	458	صاحب روح البیان کے دلائل	ایضا		
صاحب روح البیان کا مشاہدہ	460	تحقیق مولیٰ	561		
[illegible]	465	[illegible]	567		
[illegible] حرام	470	[illegible]	572		

marfat.com

سُورَةُ الْمُجَادِلَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ اٰیَاتُهَا ۲۲ رُكُوْعَاتُهَا ۳

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سورۂ مجادلہ مدنی ہے اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ

بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے

تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا

اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان

هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ

کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں

الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ

اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر

يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ

وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ

بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ

قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا یہ اس لیے کہ تم

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کیے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لیے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑥ ع

پھر انہیں ان کے کوتک جتا دیگا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے

marfat.com

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ
اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی
ثَلٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنَىٰ مِن ذٰلِكَ وَلَآ
ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی
أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ إِنَّ
مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انہوں نے
اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ
کیا بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں
لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ ۖ وَإِذَا
جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور
جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ ۙ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا
جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں
اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٨﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ
ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام اے ایمان والو تم جب
آمَنُوٓا إِذَا تَنٰجَيْتُمْ فَلَا تَتَنٰجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ
آپس میں مشورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشورت نہ کرو
الرَّسُولِ وَتَنٰجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩﴾
اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشورت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے
إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ
وہ مشورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں
شَيْـًٔا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ
بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اے ایمان والو
آمَنُوٓا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ
جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا

marfat.com

لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ
اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا
أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی
نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ
بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لیے بہتر
لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ أَأَشْفَقْتُمْ أَن
اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس سے ڈرے
تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر
فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا
رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرماں بردار رہو اور اللہ تمہارے
تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم ع ٢
کاموں کو جانتا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم
مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ
میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں اللہ نے ان کے لیے
عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال
فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا
بنا لیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لیے خواری کا عذاب ہے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے
أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
انہیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ ان سب
اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ
کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ

کچھ کیا سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ

سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا

وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول بیشک اللہ قوت والا عزت والا ہے

تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول

كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ

سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے

قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ

ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ

جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی

حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

۳ ع ۹ ۲

تفسیر عالمانہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا بیشک اللہ تعالیٰ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے علاقہ سببیہ کی وجہ سے سمع اَجَابَ سے مجاز مرسل ہے۔

حل لغات اَلْمُجَادِلَةُ ایک دوسرے کو جھگڑے کے طور باہم بات چیت کرنا۔ مغالبہ یعنی غلبہ پانے کے لئے مقابلہ کرنا یعنی بر سبیل نزاع کسی سے کام لے جانا۔ دراصل یہ جدلت الحبل (میں نے اس کی رسی مضبوط کی) سے ہے گویا دو جھگڑنے والے اپنی رائے سے اپنی رسی مضبوط کرنا چاہتے ہیں یہاں باہم گفتگو اور ایک دوسرے سے بات چیت مراد ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات قبول کرلی جو اپنے شوہر کے معاملہ میں آپ سے فتویٰ پوچھتے ہوئے گفتگو کرتی اور بات کو دہراتی ہے یعنی جو اس سے بلاوجہ اظہار کیا کہ وہ شرعاً صحیح ہے اور نہ ہی کوئی مقبول سبب ہے جس کے متعلق بار بار پوچھتی ہے

marfat.ocm

وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (اور وہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی ہے اس کا عطف تُجَادِلُكَ پر ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع وزاری اور وہ جو اسے ناگوار تھا اسے ظاہر کرتی تھی۔

حل لغات المفردات میں ہے کہ الشکایہ والشکوہ کا اصلی معنی ہے مشکیزہ کھولنا اور جو اس کے اندر ہے اسے ظاہر کرنا۔ الشکوہ بمعنی چھوٹا مشکیزہ جس میں پانی ڈالا جائے اصل میں استعارہ ہے اس قول سے جو عربی کہتے ہیں۔
بثثت لہ مافی وعائی جو کچھ میرے برتن میں تھا میں نے اس کے لئے انڈیل دیا اور جھاڑا جو میرے برتن میں تھا وہ میں نے جھاڑ دیا یعنی جو کچھ میرے دل میں تھا ظاہر کر دیا۔
کشف الاسرار میں ہے کہ الاشتکاء بمعنی وہ جو انسان کو ناگوار امر واقع ہو اسے ظاہر کرنا اور جو دوسرے سے ناگوار امر واقع ہو اسے الشکوی کہتے ہیں۔ تاج المصادر میں ہے کہ اشتکاء بمعنی گلہ کرنا و شکوی لینا۔ الشکوی بمعنی چھوٹا مشکیزہ۔

فائدہ گفتگو کرنے والی خولہ بنت ثعلب بن مالک بن خزامہ خزرجیہ تھیں (رضی اللہ عنہا) اور ان کا شوہر نامدار حضرت اوس بن الصامت حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔

شان نزول حضرت خولہ حسین بدن تھیں انہیں اوس نے نماز پڑھتے دیکھا تو شہوت کا غلبہ ہو گیا۔ سلام پھیرنے پر کہا تو بی بی نے انکار کر دیا۔ اوس تیز مزاج تھے فوراً طیش میں آ گئے بتقاضائے بشریت کہہ دیا انت علی کظھر امی تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اسلام میں یہ پہلا موقعہ ظہار تھا یہ کہہ کر نادم ہوئے کیونکہ جہالت میں ظہار و ایلا پر دونوں طلاق سمجھے جاتے تھے بی بی سے کہا اب میں کیا سمجھوں اس طرح سے تو تو مجھ پر حرام ہو گئی ہو گی۔ بی بی فوراً حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اس وقت حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں۔ عرض کی یا رسول اللہ اوس میرا شوہر میرے بچوں کا باپ اور میرا چچیرا بھائی اور مجھے محبوب تر ہے۔ وہ مجھ سے ظہار کر بیٹھا ہے لیکن طلاق کا لفظ منہ سے نہیں بولا اب وہ خود بھی نادم ہے کیا میری اور اس کی بگاڑ بنے کی کوئی صورت ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے تو اس پر حرام ہو گئی۔ عرض کی یا رسول اللہ یوں نہ فرمایئے میں نادار اور اکیلی ہوں اور میرا کوئی کنبہ نہیں بچے چھوٹے ہیں اگر میں انہیں ساتھ لے جاؤں تو بھوکے مریں گے اگر باپ کے پاس چھوڑ جاؤں تو ضائع بیکار ہو جائیں گے لیکن نبی پاک ﷺ نے وہی پہلے والی بات دہرائی کہ تو اس پر حرام ہو گئی۔ بی بی نے بحث و مباحثہ جاری رکھا لیکن آپ وہی پہلے والا کلمہ دہراتے رہے بی بی چلائی اور کہا میں اپنا ناگوار اپنے رب کریم کے پیش کرتی ہوں کہ میرے شوہر نے جو کچھ کہا اور میرا فاقہ اور میری تنہائی کو خوب جانتا ہے اور عرصہ دراز میں نے شوہر کے ساتھ نیک معاشرہ سے گزارا یہاں تک کہ میرا پیٹ جھڑ گیا یعنی کافی عرصہ اس کے ساتھ زندگی بسر کی۔ اب بڑھاپے کے قریب ہوں بلکہ بانجھ ہو گئی ہوں یعنی بچے جننے کے قابل نہیں رہی یہ کہتی رہی اور آسمان کی طرف سر اٹھا رکھا تھا جیسے نزول رحمت کی امید پر آسمان کو دیکھنا عام لوگوں کی

marfat.com

عادت ہے کہ اس کی رحمت عرش سے نازل ہو گی اور کہہ رہی تھی یا اللہ میرے حق میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کوئی فیصلہ بتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سر مبارک کا دوسرا حصہ دھونے لگیں اور بی بی بدستور آسمان کی طرف منہ کر کے وہی کہتی رہیں جو کہہ رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت سناتی رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو دکھ درد سنایا یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام یہی چار آیات لے آئے اس کا شکوہ سنا گیا اور دعا قبول ہوئی۔ اس معنی پر یہی بی بی نزول ظہار کا سبب بنی۔

فائدہ لفظ قد میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مجادلہ سے توقع تھی کہ اس کا یہ حکم نازل فرماتا اور اس بی بی کا دکھ ضرور ٹالتا کیونکہ لفظ قد کا داخلہ ماضی متوقع پر ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے یعنی تمہاری بات کو دہرانا اور باہم گفتگو ہونا اور ظہار کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کرنا۔

حل لغات التجاور بمعنی التجاوب یعنی کلام لوٹانا اور اس کا جواب دینا یعنی ایک دوسرے کو جواب دینا الجور سے بمعنی الرجوع یعنی رسول اللہ ﷺ کا بار بار اپنے قول کی طرف رجوع کرنا کہ تو اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور بی بی کا بار بار تقاضا کہ کسی طرح وہ شوہر پر حلال ہو۔ اسی طرح وہ الحلورہ فی البحث اسی نے دعا کا کلمہ۔ نعوذباللہ من الحور بعد الکور۔ یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں رجوع الی نقصان سے بعد پہنچنے زیادتی کی طرف یا پناہ مانگتے ہیں انس کے بعد وحشت کی طرف سے۔ امام راغب نے فرمایا الحور بمعنی تردد یا بالذات یا بالتفکر جیسے نعوذباللہ من الحور بعد الکور یعنی تردد فی الامر سے اس کے گزر جانے کے بعد یا نقصان سے پناہ مانگتے ہیں یا تردد دو فی الحال بعد اس میں زائد ہونے کے۔

فائدہ صیغہ مضارع بوجہ اس کے دائمی سماع کے بموافق ان کے تحاور و تجدد کے ہے۔

سوال صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خطاب پر اکتفاء کیوں حالانکہ بی بی کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی تو جواب دیتے یعنی عبارت ہوتی تحاورو تحاورک الخ۔

جواب تغلیباً ایسے کہا گیا ہے بوجہ حضور علیہ السلام کی شان اقدس کے پیش نظر یہ جملہ مستانفہ ماقبل کی تعلیل کے قائم مقام ہے کیونکہ سوال میں بھی بی بی کی عاجزی اور تضرع الی اللہ میں مبالغہ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اسے جواب دے دینے کا تقاضا تھا کہ وحی کا انتظار ہوتا اور درمیان میں توقف کیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے چونکہ ہر دونوں کا حال برابر ہے اسی لئے اس کا ان کی گفتگو کا ایک ہی جواب دے دیا اور گویا اس کی علت بھی بتا دی۔

سوال قد سمع اور پھر سمع کا تکرار کیوں؟

marfat.com

جواب کشف الاسرار میں ہے کہ اس میں تکرار نہیں کیونکہ پہلا سمع اس واقعہ کو بیان کر رہا ہے جو بی بی نے شوہر کا حال بتایا۔ دوسرا وہ واقعہ بیان کرتا ہے جو بی بی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واقع ہوا۔

جواب ۲ پہلا صیغہ ماضی ہے اور دوسرا مستقبل پھر تکرار کیا۔

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ بیشک اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔ مسموعات و مبصرات کو خوب دیکھتا سنتا ہے اسی میں سے ہے کہ وہ دونوں کی گفتگو سے اور ان کی وہ ہیئت کذائیہ جو ان دونوں یعنی بی بی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واقع ہوئی بالخصوص بی بی کا آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھنا اور دیگر تضرع و زاریوں کے آثار۔

یامن یری فی الضمیر ویسمع	انت المعد لکل مایتوقع
یامن یرجی للشدائد کلها	یامن الیہ المشتکی والمفزع
مالی سوی قرعی لبابک حیلته	فلئن رددت فای باب اقرع
حاشی للطفک ان تقنط عاصیا	الفضل اجزل والمواہب اوسع

ترجمہ ۱ اے وہ ذات جو دل کی باتوں کو دیکھتا سنتا ہے تو ہر امید و توقع کو پورا کرتا ہے۔

۲۔ اے وہ ذات جس سے شدائد تکالیف وغیرہ میں امید کی جاتی ہے۔

۳۔ اے وہ ذات جو شکایت اور گھبراہٹ کی جگہ ہے تیرے سوا کون سا دروازہ جو اسے کھٹکاؤں۔

۴۔ اگر تو رد کر دے تو پھر کس کا دروازہ کھٹکاؤں تیرے لطف سے بعید تر ہے کہ عاصی کو ناامید کر دے تیرا فضل عام اور عطا وسیع تر ہے۔

فائدہ آیت میں دلیل ہے کہ جب مخلوق سے امید منقطع ہو جائے اور کوئی اس کا چارہ کار نہ رہے سوائے رب تعالیٰ کے اور وہ اپنی دعا میں صدق اور زاری میں صفائی دکھائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور بالضرور کفایت کرتا ہے جتنا کوئی زیادہ کمزور ہو گا اتنا ہی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا زیادہ لطف ہو گا۔

دعائے ضعیفاں امیدوار	زبازوئے مردے بہ آید بکار

ترجمہ ضعیف انسان امیدوار کی دعا بازوئے مردے سے زیادہ کام آتی ہے۔

فائدہ جس کی بات اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) اور اولیاء اللہ غور سے سنیں تو پھر دوسروں کو زیادہ لازم ہے کہ اس کے بات اور زیادہ غور سے سنیں۔

حکایت اور ادب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اس بی بی خولہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا اسی دوران جب آپ خلیفۃ المسلمین تھے۔ آپ گدھے پر سوار اور لوگ آپ کے گدھے کے ارد گرد جا رہے تھے بی بی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کافی دیر تک ٹھہرائے رکھا اور وعظ و نصیحت کی اور فرمایا اے عمر تمھیں یاد تھا کہ تجھے لوگ عمیر (تصغیر) کہتے پھر تم عمر ہو گئے اب تم امیر المومنین ہو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جسے موت کا یقین ہو وہ موت سے خطرہ میں رہتا ہے اور جسے قیامت کے حساب کا یقین ہو وہ عذاب سے ڈرتا ہے بی بی کہتی رہیں اور آپ خاموشی سے سنتے رہے بعد کو کہا گیا کہ اے امیر المومنین بڑھیا کے لئے اتنا طویل وقوف (ٹھہرنا) آپ نے فرمایا بخدا اگر یہ بی بی مجھے سارا دن ٹھہرائے رکھتی تو میں سوائے نمازوں کے کسی وقت بھی کہیں نہ جاتا تمھیں معلوم ہے یہ بڑھیا کون ہے یہ خولہ بنت ثعلب ہیں (رضی اللہ عنہا) یہ وہی ہے جن کی بات اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سنی رب العالمین تو اس کی بات سنے اور عمر نہ سنے (رضی اللہ عنہ)

ازالہ وہم آسمانوں کے اوپر سے تو اللہ تعالیٰ کے لئے جہت ثابت ہوتی ہے اور وہ جہات سے پاک اور منزہ اور اس سے بلند و بالا ہے وجہت صرف اس کی بزرگی کی وجہ سے کہی گئی کہ اس کی رحمت کا مرکز آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے۔

مسئلہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی کو کہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر وہ اس کے جواب میں کہے تو خود کو سنبھال تو مجھے کہتا ہے اپنی خیر منا۔ یہ گناہ کبیرہ اس لئے ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کی ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا تو اس پر لازم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم کرتا (خواہ مسلمان سے صادر ہوا یا کافر سے) جرات کر کے اسے ایسا جواب نہ دیتا ہاں اہل علم ایسے وعظ و نصیحت سے مستغنی ہوتے ہیں (یعنی مذکورہ بالا جواب کوئی جاہل ہی دے سکتا ہے)

گوئی آنچہ دانی سخن سود مند   وگر ہیچ کس راہ نیاید پسند

(وہ سخن جو تو اسے سود مند سمجھتا ہے بیان کر دے اگرچہ کسی کو ناپسند ہو)

نکتہ عقل مند کو شہد کی مکھی کی طرح ہونا چاہئے کہ ہر شے سے مفید شے حاصل کرے لیکن شہد نکالے جس میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور بھی اس میں بے شمار منافع ہیں بالخصوص روشنی کو دیکھئے کہ اس کی ہر جگہ ضرورت ہے بیٹھنے والا یا قائم۔

المرء لولا عرفه فهو الدمی   والمسک لولا عرفه فهو الدمی

(انسان کو کوئی نہیں جانتا تو اسے معلوم ہو کہ وہ ایک نقش و صورت ہے اور مشک کی خوشبو نہ ہوتی تو وہ صرف خون ہے)

شرح العرف الاول بالضم بمعنی المعروف والثانی بالفتح بمعنی الرائحہ (خوشبو) اور الدمی الاول بضم الدال وفتح المیم جمع دمیہ، صورت جو منقش ہو سنگمر ایا ہاتھی کے دانت سے۔

marfat.com

تفسیر عالمانہ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ اے مومنو! وہ جو تمہارے میں سے ظہار کریں۔ یعنی اے مومنو! اس سے ذمی خارج ہو گئے کیونکہ یہ اہل کفار نہیں اس لئے کہ کفار میں عبادت کا غلبہ ہے اسی لئے اس کا ظہار صحیح نہیں اپنی عورتوں سے

ربط یہاں سے ظہار کے احکام شروع ہوتے ہیں بطریق جملہ مستانفہ کے۔

حل لغات الظہار مصدر ہے ظاہر الرجل کا یعنی مرد نے اپنی زوجہ کو کہا تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے

الظہر عضو معروف یعنی پشت۔ کبھی پیٹ بول کر بھی پیٹھ مراد لی جاتی ہے مثلاً کہے انت علی حرام کبطن امی تو مجھ پر میری ماں کے پیٹ کی طرح حرام ہے یعنی پیٹ بول کر پیٹھ مراد لی ہے یعنی وہ جو پیٹ کا عمود ہے ادب کے طور وہ شے ذکر میں نہ آئے جو فرج کے قریب ہے۔ پھر اس کا استعمال ظہار میں ہونے لگا مثلاً کہا جاتا ہے۔

ظاہر من امراعتہ اس نے اپنی عورت سے ظہار کیا۔ من کے ساتھ جو تجنب کے معنی کو متضمن ہے وہ اس لئے کہ اہل جاہلیت جس عورت سے ظہار کرتے تو اس کو منکوحہ بنانے سے اجتناب کرتے اس لئے کہ ظہار ان کے نزدیک طلاق سمجھی جاتی تھی جیسے گزرا ایسے ان کا قول الی منہا فلاں نے منکوحہ سے ایلاء کیا بمعنی تباعد کے ایلاء کا مادہ الیہ ہے بمعنی حلف (قسم) قرآن مجید میں ہے وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ مجھے اور میرے بیٹوں کو بت پرستی سے دور رکھ یہاں اجنبی بھی بعدنی ہے اور بعد کا معنی اجتناب اور اس جیسے اور مصادر میں ہو گا اور یہ متعدی بمن ہو گا کیونکہ وہ ابتداء کا معنی جس کا معنی من ہے بعد سے خالی نہ ہو گا کیونکہ یہ من عن کے معنی میں سے نہ من ہے۔

مسئلہ فقہاء نے جن اعضاء پر نظر حرام کی ہے انہیں ظہر کے حکم میں شامل کیا ہے جیسے بطن فخذ فرج ان الفاظ سے تشبیہ میں بھی ظہار ثابت ہو گا مثلاً کہے انت علی کبطن امی یا فخذ امی یا فرج امی ان تمام صورتوں میں ظہار ثابت ہو جائے گا بخلاف ہاتھ پاؤں کے۔

مسئلہ ایسے ہی ماں کی تشبیہ کے ساتھ جملہ محارم کو شامل ہے اگر ظہار کنندہ ان محارم کو ماں کی جگہ پر بولے تو

marfat.ocm

بھی ظہار ثابت ہو جائے گا جیسے خالہ پھوپھی یا رضاعی یا سسرالی رشتے مثلاً کہے انت علیّ کظہر خالتی یا عمتی یا اختی نسبًا یا مضافًا یا کہے کظہر امراۃ ابنی او امراۃ ابی وغیرہ

مسئلہ اگر عورتوں کو شراب یا خنزیر یا خون یا مردار یا قتل المسلم یا غیبت یا نمیمہ (چغلی) یا زنا یا ربو (سود) یا رشوت سے تشبیہ دے تب بھی ظہار ہو جائے گا بشرطیکہ مرد کی نیت ظہار کی ہو (مثلاً کہے انت علیّ کالخنزیر الخ)

مسئلہ ماں سے تشبیہ دے کر کہے کہ میری نیت اس سے اس کی کرامت تھی مثلاً کہے انت علیّ کامی یعنی جیسے میری ماں کے نیک سلوک کی مستحق ہے ایسے ہی تو اس کی عورت کو نہ طلاق ہو گی نہ ظہار ثابت ہو گا۔ ہاں اگر اس کی واقعی ماں سے تشبیہ مطلوب ہے تو اس سے صرف ظہار ثابت ہو سکے گا نہ کوئی اور شے (مثلاً طلاق وغیرہ) اگر اس سے طلاق کی نیت کرے مثلاً یہ نیت ہو کہ جیسے مجھ پر ماں حرام ہے ایسے ہی تو پھر طلاق واقع ہو۔ اگر کوئی نیت نہ ہو تو یہ کلمہ وانت علیّ کاُمی لغو جائے گا۔

مسئلہ انت علیّ حرام کامی تو مجھ پر حرام ہے میری ماں کی طرح تو جو نیت کرے گا وہی ہو گا مثلاً طلاق یا ظہار یا ایلاء۔

مسئلہ اگر کہا انت امی او اُختی او بنتی (تو میری ماں یا بہن یا بیٹی ہے) بغیر حرف تشبیہ کے) تو ظہار نہ ہو گا۔

مسئلہ اگر کہا اگر میں نے ایسا کیا تو تو میری ماں ہے اِنْ فَعَلْتُ کَذَا فَاَنْتِ اُمِّیْ اور میں نے اسے کر لیا ہے (و فعلتہ) تو ایسا کلمہ باطل ہے اگرچہ اس سے تحریم کی بھی نیت کرے۔

مسئلہ اگر عورت نے کہا اَنْتَ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ اے شوہر تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یہ کچھ نہیں (یعنی اس سے ظہار طلاق وغیرہ کچھ واقع نہ ہو گا)

فائدہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ یمین[1] ہے۔

---

[1] لیکن اس سے حنفیوں کا فتویٰ مرتب نہ ہو گا ہاں نئے مجتہدین ایسے مواقع سے اٹھاتے ہیں ۱۲)

marfat.ocm

فائدہ منکم کے بعد من نسائهم کا اضافہ محض عرب کی توبیخ اور ان کی تشنیع مطلوب ہے کہ وہ ظہار کو طلاق میں شمار کرتے اور یہ بھی صرف اہل جاہلیت کے عادات میں سے ہے دوسری امم میں ایسی قباحت نہ تھی اس لئے اسلام کے بعد ان کی عادت پر عمل کرنے کا کیا معنی بلکہ ایسی قبیح و شنیع عادت سے جتنا ہو سکے کنارہ کرنا لازم ہے گویا یہ ان کو کہا گیا ہے کہ یہ تمہاری قبیح عادات میں سے ایک ہے اے جاہلیت والو یہ احتمال بھی ہے کہ مومنوں کو خطاب ہے کہ ایسے حکم شرعی سے تمہیں ہی نفع ہے۔ اے مومنو اور تم ہی اسے قبول اور اس کی اقتداء کرو گے یعنی اے مومنو! تم میں سے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی تصدیق کریں گے اور اس کے حکم کی تعمیل کریں گے کیونکہ کافر نہ تو خطاب سنتے ہیں اور نہ اچھے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

مسئلہ من نسائهم میں اشارہ ہے کہ ظہار لونڈی میں نہیں ہوتا۔

قاعدہ اسی لئے فقہاء نے کہا کہ ظہار میں رکن ہے وہ ہے تشبیہ مذکور اور شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ مشتبہ منکوحہ ہو یہاں تک کہ لونڈی میں ظہار نہ ہو گا اور وہ ظہار کنندہ اہل بھی ہو یعنی اہل کفارہ ہو یہاں تک کہ ذمی صبی۔ مجنون سے ظہار نہ ہو گا اور حکم بھی وہ یہ کہ ظہار کے بعد وطی حرام ہے یہاں تک کہ کفارہ دے لیکن اس میں اس کا ملک باقی ہے کہ کفارہ کے بعد بلا نکاح وطی حلال ہو گی۔

ما هن امهاتهم (وہ ان کی مائیں نہیں) یہ اسم موصول کی خبر ہے یعنی حقیقت میں ان کی عورتیں مائیں نہیں یہ تو محض جھوٹ ہے مثلاً کوئی اپنی عورت سے کہے انت علی کظهر امی تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اس کلام میں ملحق ہے کہ اس نے زوجہ کو ماں سے تشبیہ دی ہے اور یہ تشبیہ باطل ہے کیونکہ یہ دونوں حالتوں کے متباین ہے مشبہ اور مشبہ بہ کی حالتوں میں یعنی جاہلیت والے یہ سمجھتے کہ شاید ظہار کرنے والے نے اپنی عورت کو ماں کی طرح اپنے اوپر حرام کر دیا۔

سوال خلاصہ ظہار کا یہی ہے مثلاً عورت کو کہا انت محترمه علی بحرمت علیّ امی تو مجھ پر ایسے حرام ہے جیسے میری ماں مجھ پر حرام ہے۔ اس میں عورت کے لئے ماں ہونے کا دعوی نہیں کیا گیا یہاں تک کہ اس کے لئے اس سے زوجیتہ کی نفی کر کے والدات والا حکم ثابت کیا جائے۔

marfat.ocm

جواب تحریم بھی دعوی امومتہ کی طرح ہے یا یہ کہ ہم اس سے مشابہت کی نفی سے امومتہ کی نفی مبالغہ کے طور پر کرائیں گے۔

ان نافیہ بمعنی ما ہے نہیں۔

امہاتھم ان کی مائیں حقیقت میں اور یج ع الاعللائی مگروہ عورتیں۔ اللائی التی کی جمع ہے۔

ولدنھم جنہوں نے جنا ظہار کرنے والوں کو اور انہیں حرمت میں تشبیہ نہ دی جائے۔

سوال آیت سے تو صرف ان کی مائیں کہا گیا جنہوں نے جنا حالانکہ ازواج النبی ﷺ بھی مائیں ہیں ایسے ہی مرضعات (دودھ پلانے والیاں) اور آباء کی منکوحات۔

جواب انہیں کرامتہً امہات کہا گیا ہے احکام میں حقیقی امہات کی طرح ہیں اور زوجات وامہات سے کوسوں دور ہیں فلہذا انہیں امہات کے حکم میں کسی طرح بھی داخل نہیں کیا جاسکتا۔

وانھم اور بے شک ظہار کرنے والے تمہارے میں سے لیقولون البتہ کہتے ہیں منکر من القول بری بات۔ یہ تاکید اس لئے ہے کہ جو ان سے بات صادر ہو وہ بری ہے اور اس پر ہی حکم محقق ہو جائے بلکہ وہ بات بری بات عند الشرع و عند العقل ہے جیسے منکرًا کی تنوین سے معلوم ہوتا ہے وہ اس لئے کہ زوجہ اس کی حقیقی ماں تو ہے نہیں اور نہ ہی شریعت پاک نے اسے ماں کے حکم میں داخل کیا ہے تو یہ تشبیہ دو متبائنوں نے ایک نے دوسرے کو دی ہے تو بات مطلقا اور غیر معروف بری ہوگی (وزورا) اور جھوٹ باطل حق سے منحرف اس لئے زور (متحرکا) بمعنی المیل اور زور (بالضم) جھوٹ کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حق سے ہٹا ہوا ہے بعض نے کہا (وزورا) عطف السبب علی السبب کے قبیل سے ہے۔

سوال اس کا قول انت علی کظھر امی تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے۔ یہ قول نفع اٹھانے کی تحریم میں انشاء ہے اور خبر نہیں اور نحو کا قاعدہ مشہور ہے کہ انشاء کو جھوٹ کی صفت سے موصوف نہیں کیا جاتا۔

جواب یہ انشاء اس حکم کو متضمن ہے کہ وہ زوجہ حلال کو ام حرام دائمی کے ساتھ لاحق کر رہا ہے اور یہ الحاق زوجیت کے منافی ہے اس لحاظ سے اس کا کذب اپنے کلام خود بخود ظاہر ہو رہا ہے۔

marfat.ocm

حدیث شریف سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں بڑے سے بڑے گناہ کی خبردوں ہم نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا والدین کی بے فرمانی کرنا۔ آپ تکیہ لگا کر رونق افروز تھے پھر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی اتنا تکرار سے بار بار فرمایا کہ ہم سمجھے کہ یہ کہتے کہتے شاید خاموش نہ ہوں۔ (رواہ البخاری)

نکتہ چونکہ زمانہ جاہلیت کی اس طلاق میں نرا جھوٹ تھا اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے طلاق کے احکام میں داخل نہیں فرمایا اور یہ اس کی حرمت اس وقت تک موجود رکھی جب تک کفارہ ادا نہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہ طلاق جاہلیت کے دور کی تھی اگرچہ ابتدائے اسلام میں یہ بھی ایک مقدار وقت تک طلاق سمجھی جاتی تھی۔ اس آیت کو ناسخ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ابتدائے اسلام میں اسے طلاق نہ سمجھا جاتا تھا تو پھر یہ آیت ناسخ نہ ہو گی کیونکہ نسخ شرائع میں ہوتا ہے کہ نہ جاہلیت کے امور میں اور وہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہار والی حرام ہو گئی یہ اس نسخ کی تائید نہیں کرتا ہاں اسے مفسرین کرام نے حرام موید بتایا ہے اور اس کی وجہ اول کو صحیح بتایا ہے (یعنی اس میں نسخ کی کوئی بات نہیں ہے)

وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے یعنی علی الاطلاق بڑا معاف کرنے والا اور بہت بڑی مغفرت والا ہے ان غلطیوں کا جو بندوں سے پہلے ہو گئیں یہی مذہب حق ہے یا اس کے کسی نیکی کے بدلہ میں جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے۔

مسئلہ ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ مشرک کے سوا باقی گناہوں کی مغفرت مشیت ایزدی کی طرف سپرد کی جائے۔ اگر چاہے تو بخش دے خواہ بندہ توبہ بھی نہ کرے اگر چاہے اس کی توبہ پر اسے بخشے اگر توبہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اسے سزا دے تو وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہو گا۔

فائدہ بظاہر یہاں توبہ کی ترغیب اور برانگیختگی ہے کیونکہ کلام ظہار کی مذمت اور اس سے انکار میں ہے۔

تفسیر عالمانہ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا اور وہ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر وہی کرنا چاہتے ہیں جس پر اتنی بڑی بات کہی۔

marfat.ocm

قاعدہ لام اور الی ایک دوسرے کے قائم مقام آیا کرتی ہیں جیسے **یھدی للحق و یھدی الی الحق**

اب معلوم یہ ہوا کہ وہ لوگ جو ایسی بری بات کہتے ہیں پھر لوٹتے ہیں اپنے کہے ہوئے کی طرف اور اس طرف جو ان سے فوت ہوا۔ بسبب اس کے تقرو تکرر کے ساتھ تدارک و تلافی سے نفع اٹھانے کے لئے۔ یہ اسی محاورہ سے ہے (عاد لغیث) بادل لوٹا یعنی پہلے جو اس نے آبادی کو فساد میں ڈالا اب اس فساد کی اصلاح کے لئے لوٹا۔ یہ اطلاق السبب علی المسبب کے قبیل سے ہے کیونکہ عود الی الشئی کی طرف پہنچنے اور اس کے تدارک کے اسباب سے ہے اس تقریر پر یہ مجاز مرسل ہو گا۔

فائدہ عود۔ دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

۱۔ شے کا پہلی حالت کی طرف لوٹنا یعنی جسے چھوڑ گیا اس کی طرف رجوع کرنا۔

۲۔ کسی شے کی طرف لوٹنا اگرچہ اس حالت میں پہلے نہ تھا۔

اس معنی پر یہ ضروری نہیں کہ وہ پہلے اسی طرح ہو وہ عود جو تدارک و وصول کے لئے ہوا ہے وہی مطلق عود ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ لوگ جنہوں نے حلال شے کو حرام کر دیا تھا اب وہ حلال کرنے کے ارادہ پر حلال کی طرف عود کرتے ہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ پھر لوٹنے کا ارادہ کرتے ہیں اس طرف جسے لفظ ظہار سے اپنے اوپر حرام کیا تھا نفع اٹھانے کو یہاں قول کو مقول فیہ بمنزلہ قرار دینا مراد ہے **فتحریر رقبتہ** تو ان پر لازم ہے ایک غلام آزاد کرنا۔

حل لغات **التحریر** بمعنی غلام کو حر بنانا یعنی عبد کی نقیض **رقبتہ** بمعنی ذات مرقوق مملوک یعنی عبد مومن ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہندی ہو یا رومی۔ اب معنی یہ ہوا کہ اس کا تدارک یہ ہے کہ غلام آزاد کرنا واجب ہے اگرچہ مومن اور صالح غلام آزاد کرنا بہتر ہے اسے اس نیت سے آزاد کرنا کہ ظہار کا کفارہ ادا ہو اگرچہ اس سے خدمت لینے کا خود بھی محتاج ہو۔

مسئلہ اگر آزاد کرنے کے بعد نیت کی یا کوئی نیت بھی نہیں کی تو کفارہ سے کفایت نہ کرے گا۔

مسئلہ اگر اس کے پاس عبد کا ثمن ہے لیکن اس کی خود بھی ضرورت ہے تو اب اس پر روزہ لازم ہے (الکواشی)

مسئلہ کفارہ ظہار میں ام الولد اور وہ مکاتب کفایت نہ کرے گا جس نے کچھ حصہ مکاتبت ادا کیا ہے اگر اور کچھ

marfat.ocm

نہیں کیا تو پھر کفایت کرے گا۔

مسئلہ عیوب فاحشہ سے غلام کا صحیح و سالم ہونا ضروری ہے اس میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

مسئلہ کفارہ ظہار غلام کا مومن ہونا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک شرط ہے انہوں نے قتل کے کفارہ پر قیاس فرمایا ہے (احناف وغیرہ ہم کے نزدیک یہ شرط نہیں) کفارہ قتل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فتحریر رقبتہ مومنتہ (مومن غلام آزاد کرنا)

احناف کا جواب ہم امام شافعی رحمتہ اللہ کے رد میں کہتے ہیں کہ ظہار میں غلام مطلق ہے اور قتل میں مقید اور مطلق مقید پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب دونوں کی قسم (حادثہ) ایک ہو جب علیحدہ علیحدہ ہوں تو مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا اور یہاں دو حادثے ہیں یعنی ظہار اور قتل۔

فائدہ فاء سببیہ ہے اس میں یہ فائدہ ہے جتنا بار ظہار کا تکرار ہو گا اتنا بار غلام آزاد کرنا ہو گا کیونکہ قاعدہ سبب کے تکرار سے سبب کا تکرار ہوتا رہتا ہے جیسے سجدہ کی آیت کی تلاوت دو جگہوں میں ہو گی تو سجدے بھی دو واجب ہوں گے ایسے ہی جس عورت سے دو تین بار ظہار ایک ہی مجلس میں یا مختلف مجالس میں تو ہر ظہار کے بدلہ میں کفارہ لازم ہو گا۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا اس سے قبل کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یعنی مظاہر (مرد) اور مظاہر منہا (عورت) ایک دوسرے سے نفع اٹھائیں جماع سے یا بوسہ وغیرہ سے یا ہاتھ لگانے سے یا فرج کو دیکھنے سے از راہ شہوت

سوال تم نے اتنا معنیٰ کہاں سے لئے؟

جواب تماس (ہاتھ لگانا) عرفاً ان تمام معانی پر مستعمل ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جب کفارہ ادا کرنے سے پہلے یہ امور سرزد ہوں۔

مسئلہ اگر التماس (ہاتھ لگانا) کفارہ سے پہلے سرزد ہو تو استغفار واجب ہے کیونکہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا ہے اور یہ کام دوبارہ نہ کرے یہاں تک کہ کفارہ دے اور پہلے کفارہ کے سوا ان امور کے ارتکاب سے اور کوئی شے نہیں

اس میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

مسئلہ اگر غلام کا بعض حصہ آزاد کیا دوسرا حصہ آزاد کرنا تھا کہ ان امور میں سے کسی کا ارتکاب کر لیا تو اس پر ضروری ہے کہ دوبارہ غلام آزاد کرے۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللّٰہ علیہ نے فرمایا ہے کفارہ ساقط نہ ہو گا بلکہ اسے علی طریق القضاء ادا کرے جیسے کسی نے نماز کو مُؤخّر کر دیا تو اس سے نماز ساقط نہ ہوگی بلکہ اسے قضا کرنا لازم ہو گا۔

مسئلہ عورت کو لازم ہے کہ کفارہ کی ادائیگی سے پہلے مرد کو جماع کی قدرت نہ دے کیونکہ آیت میں پہلی دلیل ہے کہ یہ حکم دونوں کو شامل ہے۔

مسئلہ قہستانی نے فرمایا کہ عورت کو کفارہ کا مطالبہ ضروری ہے اور حاکم وقت قید کر کے اسے کفارہ پر مجبور کرے اگر نہ دے تو اسے مار بھی سکتا ہے لیکن کفارہ کی عدم ادائیگی سے نکاح باقی ہے ہاں حرمت زائل ہوگی جب کفارہ ادا کیا جائے گا ایسے ہی اگر اسے طلاق دے کر عدت کے بعد نکاح کرے یا اس سے زوج دیگر نکاح کرے اور وہ اس سے نکاح کرے تو اس سے کفارہ سے پہلے وطی حرام ہے۔

مسئلہ کفارہ ظہار کے موجب کی طرف عود سے مراد عزم (پختہ ارادہ) ہے یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ہے یعنی جماع کا پختہ ارادہ کرے گا تو اسے حلال نہیں جب تک کہ کفارہ نہ دے۔

مسئلہ اگر کفارہ کی ادائیگی سے پہلے عورت فوت ہو جائے اور مدت بھی گزر گئی تھی تو اب کفارہ بھی ساقط ہو گیا کیونکہ یہاں جماع پر عزم کا سبب ختم ہو گیا۔

ذٰلِكُمْ اے مومنو! کفارہ کا حکم یہی ہے تُوْعَظُوْنَ بِهٖ جو تمہیں نصیحت کی جاتی ہے۔

حل لغات الوعظ بمعنی جھڑک جس میں ڈرانا بھی ہو یعنی تمہیں المنکر المذکور کے ارتکاب سے روکا جاتا ہے کیونکہ تاوان جنایات کے ارتکاب سے روکتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حکم تمہارے ثواب کے لئے نہیں کہ تم نے ظہار کا ارتکاب کیا ہے اس پر کفارہ سے تمہارے لئے کفارہ کوئی اجر و ثواب کی شے نہیں بلکہ یہ تمہارے لئے زجر و توبیخ ہے تاکہ تم آئندہ ایسے امور کے ارتکاب سے اجتناب کرو۔

marfat.ocm

فائدہ خلاصہ یہ کہ یہ کفارہ وغیرہ مظاہر و غیر مظاہر کے لئے نفع رساں ہے یعنی ظہار والے کے لئے کفارہ اور تدارک ہے اور غیر مظاہرہ کے لئے احتیاط و اجتناب ہے جیسے کسی شاعر نے کہا۔

نرود مرغ سوئے دانہ فراز چوں دگر مرغ بیند اندر بند

(دانہ کی طرف وہ پرندہ نہیں جاتا جب دیکھتا ہے کہ دوسرا پرندہ اس دانہ کی وجہ سے قید میں ہے)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالٰی کے ساتھ اس کے جو تم عمل کرتے ہو ظہار و کفارہ کی جنایت وغیرہ کو تھوڑا ہو یا زیادہ خبیر ہے۔ ان کے ظواہر و بواطن کو جانتا ہے اس کی جزاء سزا دے گا پس امور شرعیہ کی محافظت کرو اور شریعت مطہرہ کے کسی ایک کام میں خلل نہ ڈالو۔

تفسیر عالمانہ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ (پس جسے غلام نہ ملے) یعنی وہ ظہار کنندہ جسے بردہ نہیں ملتا اور اس سے عاجز ہے۔ ادائیگی کفار کے وقت فقیر ہے یعنی پختہ ارادہ کرنے کے وقت سے غروب شمس کے قریب تک اس آخری دن سے کہ جس سے دو ماہ کفارہ کے روزے رکھے کا عجز حقیقی اسی سے ثابت ہو گا۔ غلام کی قیمت سے مراد اس کا زائد مال ہے نہ کہ مسکن اور ضروری لباس۔

مسئلہ وہ مال جو اس کا غیر موجود ہے لیکن ہے اس کی ملک تو وہ بھی کفارہ کے لئے روزے نہیں رکھ سکتا فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ (دو ماہ کے روزے) یعنی اس پر دو مہینے کے روزے ہیں۔ مُتَتَابِعَيْنِ لگاتار۔ ان میں ماہ رمضان اور ایام خمسہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے نہ ہوں یعنی عیدین اور ایام تشریق لگاتار یہ کہ کوئی ایک دن بھی درمیان ناغہ نہ ہو۔

مسئلہ اگر دو ماہ کے درمیان ایک یا اس سے زائد دن ناغہ ہوا عذر سے یا بلا عذر تو نئے سرے سے روزہ شروع کرنا ہو گا اور پہلے جو روزے رکھے وہ اس شمار میں نہیں ہوں گے عورت کے لئے حیض کا عذر قابل قبول ہے۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں رات کو یا دن کو عمدا یا خطاء۔

مسئلہ اگر کسی دوسری عورت (جس سے ظہار نہیں کیا) بھول کر جماع کرے تو اس تسلسل میں فرق نہ آئے گا۔

مسئلہ کفارہ قتل یا رمضان کے روزے توڑنے کے کفارہ کے روزوں کفارہ کے درمیان عورت کو حیض آیا تو بعد

marfat.ocm

انقضائے حیض روزوں کے تسلسل کو قائم رکھے بلکہ عورتوں کے لئے چاند کے حساب سے کفارہ کے روزے پورے کرنے ہوں گے۔

مسئلہ چاند کے آغاز سے کفارہ کے روزے شروع کئے اور ہر چاند کا ایک دن کم ہوتا رہا چاند انتیس کا رہا۔ مثلاً اس حساب سے اٹھاون روزے ہوئے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ اگر چاند کے آغاز سے نہیں بلکہ گنتی کے لحاظ سے روزے رکھے تو پھر ساٹھ کی گنتی ضروری ہے یہاں تک کہ اگر ساٹھ روزے رکھ کر ساٹھویں دن روزہ نہ رکھا تو بھی کفارہ ادا نہ ہو گا اس پر پھر از سرِ نو ساٹھ روزے پورے کرنا ضروری ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ پھر جس سے روزے نہ ہو سکیں کسی سبب سے مثلاً بڑھاپا ہے یا دائمی مرض لاحق ہے یعنی ایسی بیماری ہے کہ تادمِ زیست اس سے صحت کی امید نہیں تو یہ بمنزلہ اس عاجز کے لئے جسے بڑھاپا ہے اگر اس سے صحت کی امید ہے لیکن وطی کی ضرورت شدت سے ہے تو بھی صحت کا انتظار کرے یہی مختار مذہب یہاں تک کہ روزے رکھنے کی قدرت پائے۔

مسئلہ اگر ایسا شخص بلا انتظار طعام کھلا کر کفارہ ادا کر دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ اعذار سے شبق (جماع سے صبر نہ کرنا) بھی ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ایک اعرابی کو اس شکایت پر فدیہ کی اجازت بخشی تھی۔

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (تو ساٹھ مسکینوں کو طعام کھلانا)

حل لغات اطعام بمعنی غیر کو طعام کھانے والا بنانا کفارہ میں تملیک و اباحت کا اشارہ ہے۔ مسکین (بفتح المیم بھی آیا ہے) وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو یا ہو لیکن غیر مکتفی ہو اور اسے فقر بٹھا دے یعنی اس کی ملی حرکت قلیل کر دے اور ذلیل و کمزور (قاموس)

مسئلہ القہستانی شرح مختصر الوقایہ میں ہے مسکین کی قید اتفاقی ہے اگر مصارف زکوٰۃ میں سے کسی ایک کو کفارہ کا

طعام کھلاوے تو بھی جائز ہے۔

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ العزیز) کہتا ہے مسکین کی تصریح اس لئے کہ وہ مصارف الزکوٰۃ کے اقسام میں کفارہ کے طعام کا زیادہ حقدار ہے جیسے ابھی قاموس کی تفسیر سے معلوم ہوا۔

مسئلہ اِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا عام ہے حقیقی ہو یا حکمی مثلاً ایک مسکین کو ساٹھ دن طعام کھلاتا رہے جائز ہے۔

مسئلہ ایک ہی مسکین کو یکبارگی ساٹھ مساکین کا طعام دے دے یا چند باریوں میں ساٹھ مساکین کو طعام دے دے تو ناجائز ہے یہی صحیح ہے۔

مسئلہ یہ جائز ہے کہ ہر ایک مسکین گندم کا نصف صاع یا صاع جو کھجور وغیرہ کا افطرانہ کی طرح دے۔

فائدہ صاع چار مد کا ہے نصف صاع کے دو مد۔

مسئلہ یہ کفارہ (اطعام ستین مسکینا) ستین یعنی جماع وغیرہ سے پہلے دے اگر طعام کے درمیان جماع کیا تو اس میں از سر نو اطعام کا حکم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اطعام ستین مسکینا میں من قبل ان یتماسا کی قید نہیں لگائی۔ یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے لیکن متاخرین نے اسے بھی مقید کیا ہے۔ عتق اور صیام پر۔

مسئلہ کفارہ کا طعام کافر کو بھی دیا جا سکتا ہے اور اس کی قیمت بھی۔ یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے بخلاف ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے۔

مسئلہ اطعام اس وقت ہے جب ظہار کنندہ حر (آزاد) ہو اگر غلام ہو تو اس کا کفارہ صرف روزہ ہے اگر اس کا مالک اس کی طرف بھی دے تب اس پر روزہ سے کفارہ دینا ہوگا ہاں یہ ہے کہ مالک کو روزے سے منع نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ اگر کفارہ دینے سے پہلے غلام کو آزاد کر دیا گیا اور اسے کہیں سے مال بھی حاصل ہوا تو اب مال سے کفارہ دے (روزے سے نہیں)

marfat.ocm

ذٰلِکَ یہ بیان و تعلیم الاحکام اور ان پر تنبیہہ یا یہ ہمارا فعل لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے وہ شرائع معلوم کرو جو اس نے تمھارے لئے مشروع فرمائے ہیں اور وہ عادات چھوڑ دو جو تم نے زمانہ جاہلیت سے روا رکھی تھیں۔

سوال جب ترک ظہار فرض ہے تو فقہاء کرام کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس کے لئے ایک علیحدہ مستقل باب مقرر فرماتے ہیں۔

جواب مانا کہ اللہ تعالیٰ نے ظہار کا انکار بلکہ جو ایسا مکروہ فعل کرے اس کی مذمت فرمائی ہے لیکن اس کے احکام بھی تو بتائے ہیں (جو اوپر مذکور ہوئے) جن پر وہ عمل کریں جو اس ظہار میں مبتلا ہو غفلت سے یا جہالت سے تو فقہائے کرام نے اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکام کی تفصیل و تشریح میں ظہار کا ایک مستقل باب بنالیا تو کون سی غلطی کی بلکہ بہترین کارنامہ سرانجام دیا بلکہ یہ ان کا احسان عظیم ہے کیونکہ محققین فرماتے ہیں کہ یہ تفصیل جہال کے لئے ہوتی ہے کیونکہ ان غریبوں کو قرآن مجید کے اجمال اور ارشادات و رموز و اسرار کی کیا خبر اور پھر ظہار جیسے مسائل و احکام ہیں بھی جہال پھنستے ہیں نہ وہ ایسے خرافات بکیں نہ ان کے لئے ایسی ضرورت پیش آئے اسی لئے فقہاء کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ایسے جہال کو بہت سے مشکلات سے نجات بخشی۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ ظہار میں بہ نسبت یمین کے زیادہ خطاء ہے اسی لئے اس کا کفارہ یمین کے کفارہ سے سخت تر ہے۔

فائدہ لِتُؤْمِنُوْا میں لام حکمت و مصلحت کی ہے کیونکہ جب فعل اللہ سے ملے تو اس میں کوئی مصلحت و حکمت ضرور ہوتی ہے کیونکہ اللہ غنی مطلق ہے ہاں جب یہ فعل العبد سے ملے تو اس میں غرض ہوتی ہے کیونکہ محتاج مطلق ہے۔

مسئلہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اغراض سے منزہ ہیں ہاں ان میں مصلحت و حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ غرض وہ ہے جو طلب کرنے والے کی کسی ضرورت کی وہ تکمیل ہو جو اس سے پہلے کسی ایسے نقصان کا شکار تھی اس سے طبع کو نفرت تھی اور اللہ تعالیٰ بلا خوف ایسی غرض سے منزہ و مقدس ہے اور معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ جب وہ

marfat.com

فعل کسی کلام کے لئے ہو تو اس کی اسی طرح مراد ہونی چاہئے۔ اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ وہ کلام کرتا بھی اسی کے لئے ہے ہم کہتے ہیں کہ اسی کا نام غرض ہے اور وہ اس کے قائل سہی اور مراد ان کی کچھ ہو لیکن اس کے قائل نہیں (تفصیل علم کلام میں ہے)

وتلک اور یہ اشارہ ہے احکام مذکور کی طرف یعنی تحریم الظہار و ایجاب العتق جس کے پاس مال ہے اور ایجاب الصوم جس کے پاس مال نہ ہو و ایجاب الصوم جس کو استطاعت نہ ہو۔

حدود اللہ اللہ تعالیٰ کی حد میں ہیں ان سے تجاوز کرنا ناجائز اور یہ شرائع ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں ان سے آگے بڑھنا اور ان کے خلاف کرنا ناجائز ہے۔

حل لغات حد لغت میں بمعنی منع اور دو چیزوں کے درمیان وہ آڑ جو دونوں کو آپس میں ملنے سے روکے حد الزنا اور حد الخمر کو بھی اسی لئے حد کہا جاتا ہے کہ وہ عامل کو دوبارہ ایسے عمل کرنے سے روکتی ہیں۔

قاعدہ فقیہہ جمیع حدود چار قسم ہیں۔

۱۔ معین شے کہ اس سے بڑھنا ناجائز ہو اور نہ کم کیا جاسکے جیسے صلوۃ الفرض کی رکعات کی گنتی۔

۲۔ معین شے کہ اس پر زیادتی تو جائز ہے لیکن کمی جائز نہ ہو۔

۳۔ معین شے کہ اس میں کمی تو ہو سکے لیکن زیادتی جائز نہ ہو۔

۴۔ شے معین کہ اس پر زیادتی اور کمی ہو سکے (المفردات)

وَلِلْكٰفِرِيْنَ اور کافرین کے لئے یعنی جو حدود کو نہ جانتے ہیں اور نہ انہیں قبول کرتے ہیں۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب ہے اس طرح سے تعبیر کرنا تغلیظاً ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا۔

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اور وہ جو کفر کرے تو اللہ تعالیٰ جہان والوں سے غنی ہے یعنی ایسے امور پر کفر کا اطلاق وجود کی تاکید کے لئے اور تارک العمل پر تغلیظاً ہے نہ یہ کہ وہ حقیقتاً کافر ہو جاتا ہے جیسے خوارج کا گمان ہے۔

ازالہ وہم بعض لوگوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد گرامی مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ (جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا) کو حقیقی معنی میں لیا ہے وہ غلط ہے بلکہ اس کا معنی ہے تارک صلوۃ کفر کے

marfat.com

قریب ہوا۔ یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے دخل البلد یعنی بلد کے قریب ہوا۔

نکتہ پہلے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فرمایا پھر وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ پہلا اپنی ضد کے متصل ہو تو ایسے کفر پر عذاب الیم کی وعید سنائی اور یہی کفار کی جزاء ہے دوسرا متصل ہے۔

كُبِتُوْا کے معنی الازلال (ذلیل کرنا) والاہانۃ اسی لئے اس عذاب کو مہین (ذلیل کرنے والا) سے موصوف فرمایا۔ (برہان القرآن)

فائدہ الالیم بمعنی المولم بمعنی الموجع (درد دینے والا) جیسے البدیع بمعنی المبدع یاالالیم بمعنی التمام لیکن اس کا اسناد عذاب کی طرف مبالغہ کے طور ہے وہ اس درجہ میں ہے گویا وہ خود دردناک ہے۔

فائدہ لِلْكٰفِرِيْنَ عذاب میں اہل ایمان کو طاعۃ کی ترغیب و برا نگیختگی کے لئے ہے۔

معجزہ رسول و اختیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ جب یہ چار آیتیں نازل ہوئیں تو آپ نے اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ (جس نے ظہار کا ارتکاب کیا اور سورۃ کا آغاز ہوا) کو فرمایا اے اوس کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو عرض کی نہیں اس سے تو میرا مال ہی چلا جائے گا آپ نے فرمایا تو پھر لگاتار دو ماہ روزے رکھ۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار روزے رکھوں تو مجھے شب کوری کی بیماری لگ جائے گی کیونکہ اگر میں دن میں تین بار نہ کھاؤں تو میری بینائی میں کمی آجاتی ہے تو دو ماہ لگاتار روزے رکھوں گا تو شبکوری لازم ہے۔ فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو طعام کھلا۔ عرض کی یہ بھی نہ ہو سکے گا ہاں آپ کچھ میری مدد فرمائیں تو آپ نے فرمایا میں تجھے پندرہ صاع دیتا ہوں اور ساتھ ہی تیرے لئے برکت کی دعا بھی کرتا ہوں۔ اس برکت نے یہ رنگ دکھایا کہ اس کے اثرات حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد تک باقی رہے۔ (عین المعانی)

سچ ہے کہ!

خود بھیک دیں خود کہیں منگتے کا بھلا ہو۔

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ وجوہ مذکورہ میں ایک نکتہ ہے وہ یہ گردن آزاد کرنا اس لئے کہ بندہ بوجہ بڑے عصیان کے نار کا مستحق ہوا۔ گردن آزاد کرنے اس کے لئے نار کا فدیہ بن گیا جیسے حضور نبی

marfat.com

ﷺ نے فرمایا جس مومن نے بردہ آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر جوڑ کے بدلے میں اس کا ایک جوڑ جہنم سے آزاد کرے گا۔

فائدہ رقبۃ کو مومنہ کی قید میں اشارہ ہے کہ بردہ مومن ہی آزاد کرنا افضل ہے علاوہ ازیں عبد کا ثمن طعام کھلانے کی قیمت سے زائد ہے اور مال نفس میں شمار ہے کہ نفس کو اس سے شدید تعلق ہے اسے خرچ کرنے سے نفس کی رذالت بخل اور نار جہنم سے نجات ملتی ہے۔

نکتہ روزے میں نکتہ یہ ہے کہ اس کا اصل تو یہ ہے روزہ صرف رمضان شریف میں ہو وہ ہیں تیس (۳۰) دن ساٹھ روزے کے حکم سے نفس کی مشقت میں اضافہ و تشدید المحنت مطلوب ہے اور مساکین کو کھلانے میں اخلاق صدیہ میں موصوف ہوتا ہے۔ جب اس سے یہ تخلق فوت ہوا مجامعۃ کے لزوم سے تو اسے اس کی ضد سے پورا کر دیا گیا یعنی کھلانے سے کیونکہ مال خرچ کرنے سے نفس کی شرارت میں کمی ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی روزے سے وہ اسرار تھے جو کفارہ ہیں بردہ آزاد کرنے اور اطعام اور صیام کے متعلق تھے۔

نکتہ اطعام المساکین کو ساٹھ کی گنتی میں اشارہ ہے کہ اطعام صیام کا بدل اور خلیفہ ہے اسی لئے روزوں کی مناسبت سے ان کی تعداد وہی رکھی گئی جو روزوں کی تھی۔ نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام زمین کے طبقات کی ساٹھ قسموں سے بنایا گیا۔ اس لئے ساٹھ مسکینوں کو طعام کھلانے کا حکم ہوا تاکہ یہ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کی مکافات ہو کیونکہ ان ساٹھ قسموں میں سے کوئی بھی خارج نہ ہو گا (نیز) اس امت کے اکثر لوگوں کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان رکھی گئی ہیں جس نے ساٹھ کی گنتی کی رعایت کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی ساٹھ سال عبادت کی جو کہ اس کی عمر کا مبلغ (ساٹھ سال) ہے اور یہی اس کی عمر کی انتہائی مدت ہے اس طریقہ سے نار جہنم سے نجات پائے گا نیز اس میں اشارہ وقت کی فضیلت کی طرف ہے کہ جس وقت عمل صحیح وقت سے نکل گیا تو وہ قضا سے کمال کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ مرتبہ کمال اول کے ساٹھ درجات سے گر جائے گا اس معنی پر ساٹھ مساکین کو طعام کھلانے یا ساٹھ روزے رکھنے کا حکم ہے۔

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

ہر دم عمر گرامی ہست گنج بے بدل | می رود گنج چنیں ہر لحظہ برباد آہ آہ

marfat.com

(عمر کا ہر لمحہ گرامی قدر خزانہ ہے بدل ہے افسوس ہے کہ تیرا ہر لحظہ خزانہ برباد جارہا ہے)

شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

مکن عمر ضائع بافسوس وحیف　　　　که فرصت عزیزاست والوقت سیف

(افسوس وحیف سے عمر ضائع نہ کر کہ فرصت عزیز اور وقت تلوار ہے)

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ نفس روح کی سواری اور اس کی زوجہ ہے جب زوج روح اپنی زوجہ نفس سے اظہار کرے کہ اس سے نفع نہ اٹھائے گا یعنی روحانیت کا نفسانیت پر غلبہ ہو جائے پھر بمقتضائے حکمت الیہ کا ارادہ ہوا کہ روح و نفس کی زوجیت کا رشتہ قائم رہے اور روح نفس سے نفع اٹھاتی رہے تو روح نے روح کو کفارہ کا حکم دیا کہ وہ اس استمتاع (نفع اٹھانے) کے لئے گردن آزاد کر کے اس سے نفع اٹھائے اور تصرف کرے تو امر الہی کے مطابق اور بمقتضائے حکمت نہ کہ بمقتضائے طبیعت اور خواہشات نفسانی کے مطابق اس کے سوا اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں پھر جب وہ شہوت جماع سے مغلوب ہو جائے اور اس تعلق کو قائم رکھے جیسے راکب کا مرکوب سے اور جہاز کے کپتان جہاز سے اور وہ بروہ آزاد بھی نہیں کر سکتا تو ساٹھ لگاتار روزے رکھے قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو مس کریں یعنی روح اپنے نفس کو التفات الی الکونین سے ہمیشہ روکے بغیر کسی خلل ڈالنے کے التفات میں اگر وہ اس التفات کو روکنے کی قدرت نہیں پاتا کیونکہ اس میں کچھ انانیت باقی ہے تو پھر ساٹھ مساکین کو طعام کھلائے۔ مساکین قوائے روحانیہ ہیں جو سلطنت نفس اور اس کی صفات سے مرمٹے ہیں تاکہ وہ اخلاق الیہ سے متخلق و صفات روحانیہ میں متحقق ہو سکیں۔

تفسیر عالمانہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ بیشک وہ جو اللہ و رسول (جلّ جلالہ (صلی اللہ علیہ وسلم)) کی مخالفت کرتے ہیں ایسے ہی اولیاء اللہ کی کیونکہ جو اولیاء اللہ سے دشمنی کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ہی دشمنی کرتا ہے کیونکہ ان ہر ایک کی دشمنی خطرناک ہے ان میں سے کسی کی عداوت اللہ تعالیٰ سے عداوت ہے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن اولیاء اللہ کا دشمن ہے۔

نکتہ اس آیت کو حدود اللہ کے بعد ذکر کرنا احسن موقعہ ہے بہر حال جو اللہ و رسول کی عداوت اور ان کی حدود سے تجاوز کرتا ہے ان کے امر و نواہی کا پابند نہیں۔

marfat.ocm

فائدہ بعض نے کہا المحادۃ مغاملہ حدید سے ہے بمعنی لوہے سے مقابلہ کرنا اس میں حقیقتہ لوہا ہو یا نہ ہو اور سخت مقابلہ و منازعہ کو بھی محادۃ کہتے ہیں اسے لوہے سے مشابہت دے کر بعض نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ حدود کو غیر حدود میں رکھتے ہیں۔

فائدہ اس میں مملوک اور ان حاکمین کو وعید ہے جو شرع کے حدود کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں اور اس کا نام قانون رکھتے ہیں۔

پادشاہی کہ طرح ظلم افگند پائے دیوار ملک خویش بکند

(وہ بادشاہ جو ظلم کا طریقہ جاری کرتا ہے وہ اپنے ملک کی دیوار کو خود اکھیڑتا ہے)

کتبوا ذلیل و خوار کئے گئے۔

حل لغات المفردات میں ہے الکبت بمعنی کسی کو سختی سے روکنا اور ذلیل کرنا۔ القاموس میں ہے کہ کبتہ۔ یکبتہ صرعہ و صرحہ (اسے پچھاڑا) اخزرہ (اسے رسوا کیا) صرفہ (اسے پھیرا) کسرہ (اسے توڑا) رد العدو بغیبہ (دشمن کو سختی سے رد کیا (روکا) اذلہ اسے ذلیل کیا)

فائدہ (ابن الشیخ) نے فرمایا یہ اس لائق ہے کہ اس سے دشمنوں پر بددعا کی جائے اور ماضی کا تحقق کے لئے ورنہ اس کا تقاضا مستقبل کا ہے یعنی عنقریب ذلیل و خوار ہوں گے اس میں منافقین و کافر سب داخل ہیں کیونکہ کافروں کا مقابلہ ظاہراً بھی تھا اور باطناً بھی۔ اور منافقوں کا صرف باطناً کما کبت الذین من قبلھم جیسے ذلیل ہوئے۔ وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے یعنی وہ کفار جو امم سابقہ میں تھے جو رسل کرام علیہم السلام کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ جیسے قوم نوح و ہود و صالح وغیرہ۔

ملفوظ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے مجھے تعجب اس ضعیف سے ہے جو بہت بڑے قوی کی نافرمانی کرتا ہے عرض کی گئی وہ کیسے۔ فرمایا انسان کو اللہ تعالیٰ نے ضعیف پیدا فرمایا کما قال اَلْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (پھر یہ ضعیف اللہ تعالیٰ قوی کی نافرمانی کرتا ہے)

وَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ (اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں) یہ کتبوا کی واؤ سے حال ہے یعنی وہ

marfat.com

ذلیل ہوئے اپنی مخالفت کی وجہ سے حالانکہ ہم نے آیات روشن نازل فرمائیں ہیں ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے سابقہ امتوں سے اپنے رسل کرام علیہم السلام کے ساتھ مخالفت کی اور انہیں یہ بھی بتایا کہ ان کے ساتھ کیا گزری یا آیت بینات اتاریں جو رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر دلالت کریں اور بتائیں کہ وہ جو کچھ لائے ہیں وہ صحیح اور درست ہیں۔

سوال انزال یہ ہے کہ شے اوپر سے نیچے اترے اور وہ اجسام کے لئے انزال کیساہوں تو اعراض اور خوار نہ پکڑنے والی اشیاء ہیں۔

جواب انزال اس کا جو انہیں لے آئے تھے اور بندوں کو پہچانتے تھے ان کی طرف اسناد و مجازاً ہے کیونکہ انزال سے اصل مقصود وہی (آیات) ہیں یا انزال استعارة بمعنی الابلاغ والایصال ہے۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ اور کافروں کے لئے ان آیات کی وجہ سے یا تمام ان امور کی وجہ سے جن پر ایمان لانا واجب ہے۔

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (خواری کا عذاب ہے) جو ان کی عزت اور بڑائی لے جائے گا۔

حل لغات الاہانتہ بمعنی التحقیر اس سے خواری کا وہ عذاب مراد ہے جو ان میں دنیا میں ملے گا اس معنی پہ کلام کا ابتداء ہو گا یا اس سے آخرت میں تو ناری کا عذاب ہو گا گویا وہ دونوں جہانوں میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

نکتہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کو پہلے الیم سے پھر مہین سے موصوف فرمایا کیونکہ پہلے انہیں درد پہنچے گا پھر ذلت و خواری۔ چونکہ پہلا عذاب دنیا میں ہو گا اسی لئے الیم کی مہین سے تقدیم ضروری ہے (پہلے اس قسم کے مضامین گزرے ہیں)

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے مظاہر یعنی اولیاء اللہ کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ وہی اللہ کے ساتھ متحقق اور اس کے اسماء سے مجتمع ہیں۔ ایسے ہی وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے مظاہر یعنی علماء کرام (باعمل اور سنی العقیدہ) جو شرائع و احکام سے قائم ہیں اور بہترین حج اور دلائل سے احکام کا اثبات کر کے دشمنان دین کا منہ کالا کیا اور اولیاء کرام نے اعلیٰ سے اعلیٰ کرامات ظاہرہ سے دین کا پل باندھا اور علوم کی نشر و اشاعت کی اور ہم نے ان کی ولایت پر آیات روشن دکھلائے اور سمجھایا کہ یہی انبیاء علیہم السلام کے سچے وارث ہیں پھر جس نے ان میں

marfat.ocm

انکار کر کے انہیں چھپایا تو اسے قیامت کا بڑا اور ذلت و خواری کا کھلم کھلا عذاب ہو گا۔

تفسیر عالمانہ یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ (جس دن اللہ تعالیٰ ان کو اٹھائے گا) یوم اذکر سے منصوب ہے وہ یوم کی علت اور اس کی ہولناکی کے اظہار کے لئے مقدر ہے اس سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی انہیں موت کے بعد جزاؤ سزا کے لئے اٹھائے گا۔ جَمِیْعًا سب کو کہ کوئی ان میں نہ بچ سکے گا جو اس دن نہ اٹھے۔ یہ ھم ضمیر کی تاکید کے لئے ہے یا بہ معنی ہے کہ ایک حالت میں جمع ہوں گے اس معنی پر یہ ضمیر ھم سے حال ہے فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا پھر انہیں ان کے کردار جتائے گا ان کے وہ کرتوت جو ان سے صادر ہوئے یا ان کی صورتیں دکھائے گا جو اس عالم (جہان) کے لائق ہیں سب کے سامنے تاکہ وہ رسوا ہوں اور ان کے احوال کی تشہیر اور ان پر عذاب کی شدت ہو ورنہ صرف خبر دینے اور جتلانے کا کیا فائدہ وہی ہو گا تاکہ انہیں اپنے کرتوت پر انتباہ ہو۔

اَحْصٰهُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ نے اسے گن رکھا ہے) یہ سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ انہیں ان کے اعمال کی کیسی خبر دے گا حالانکہ وہ تو اعراض ہیں جو ہوئے اور ختم شد یعنی کرنے کے بعد لاشے ہو گئے۔ اس کا جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں محیط ہے اسی لئے ان کی گنتی اور حفاظت وہی جانتا ہے جو کچھ انہوں نے کیا اس سے کوئی شے نہ چوک سکتی ہے اور نہ اس سے غائب ہو سکتی ہے۔

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الاحصاء بمعنی گنتی حاصل کرنا یعنی گننا شمار کرنا۔ اہل عرب کہتے ہیں احصیت کذا میں نے ایسے ایسے گنا۔ الحصٰی سے ہے (کنکری) اور اسے معنی میں استعمال کرنے کی وجہ سے ظاہر ہے کہ وہ (عرب) کنکریوں پر گننے کا یوں سہارا لیتے ہیں جیسے ہم (عجمی لوگ) انگلیوں سے بعض نے کہا الاحصاء بمعنی احاطہ و ضبط کے ساتھ شے کو گننا اور اصل یہ کنکریوں سے گننے کا نام ہے کہ کنکریوں کی گنتی ضبط حفظ میں زیادہ قوت ہے یہ عد سے اخص ہے کیونکہ عد کو احاطہ لازم نہیں۔

ونسوہ اور وہ اسے بھول گئے یعنی درانحالیکہ وہ اسے بھول گئے بوجہ اس کی کثرت کے یا اس کے ارتکاب کے وقت اس کی تحقیر و تہاون کے پیش نظر کیونکہ یہ عقیدہ نہ تھا ان کا بھی کوئی حساب ہو گا (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ) اور ہر شے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے اس سے کوئی امر غائب نہیں۔

الشھید بمعنی الشاہد الشھود سے بمعنی الحضور (وہی کہا جو ہم کہتے ہیں۔ کیا صاحب روح البیان بریلوی تھے

marfat.com

حالانکہ یہ تو صدیوں پہلے گزرے ہیں جب نہ دیوبند تھا نہ دیوبندیت نہ وہابیت تھی نہ نجدیت۔ اویسی غفرلہ۔

فائدہ بعض نے کہا کہ الشہید بمعنی گواہ ہے وہ اس لئے کہ قیامت میں ہر ایک کو اس کے کردار کے مطابق جزا اور سزا دے گا اور کون ہے جو اس کی گواہی کو رد کر سکے۔

حاکم ز حکم دم نزند گر گواہ نیست

حاکم کہ خود گواہ بود قصہ مشکلست

(حاکم حکم کا دم نہیں مار سکتا جب گواہ نہ ہو جب حاکم خود گواہ ہو تو پھر قصہ مشکل ہے)

سبق گناہوں کو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھنا اور ان پر رونا اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ ضروری ہے کیونکہ اس نے ہر ایک کے گناہ گن رکھے ہیں اور وہ نسیان سے بھی پاک و منزہ ہے انسان پر لازم ہے کہ اس دن سے پہلے ہی توبہ کرے جب اسے کھلے بندوں رسوا ہونا پڑے اس وقت نہ دعا قبول ہو گی اور نہ معذرت۔

ازالہ وھم یہاں شہید یعنی الحضور ہے لیکن حضور علمی مراد ہے[1] اور اس کا منکر کافر ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن مجید میں صراحتہً ہے ہاں اسے حضور جسمی نہیں مانا جائے گا کوئی مانے تو وہ کافر ہے (روح البیان ص ۸۳۹ ج ۹ مطبوعہ بیروت)

رد وہابی دیوبندی فرقہ ہم اہلسنت حضور سرور عالم ﷺ کو حاضر ناظر مانتے ہوئے دلیل میں

(حاشیہ[1] اس میں دیوبندیوں کے اس بہتان کا ازالہ کیا کہ اہلسنت اللہ تعالیٰ کو حاضر نہیں مانتے اور وہ عبارات دکھاتے ہیں جہاں ہمارے علماء نے لکھا کہ حاضر و ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ناجائز ہے جب اس سے لغوی معنی مراد ہے ہاں اسے حضور علمی معنی میں لے کر اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر کہنا جائز ہے اسی کو صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ نے صدیوں پہلے لکھ دیا تاکہ اہل حق پر منکرین کا بس نہ چل سکے (جزاہ اللہ خیر الجزاء)

لطیفہ دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایضاح الحق الصریح میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ماننا بدعت ہے اور غیر مقلدین تو اب بھی صاف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ماننا ناجائز ہے اب عوام ان دونوں کا گریبان پکڑ کر پوچھیں کہ یہ کون کہتا ہے۔ حاشیہ ختم)

marfat.com

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اور إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا جیسے آیات پیش کرتے ہیں تو وہ نہیں مانتے۔ ہم الزاماً انہیں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننا متفق علیہ ہے (لغوی معنی کے لحاظ سے نہیں عرفی و شرعی معنی کے لحاظ سے) تو بتاؤ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر ثابت کرنا پڑے تو کون سی آیت پیش کرو گے تو وہ مجبور ہو کے کہتے ہیں وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ یعنی یہاں شہید بمعنی حاضر ہے تو ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ جس لفظ سے اللہ تعالیٰ کیلئے حاضر و ناظر ثابت کیا جارہا ہے اسی لفظ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ثابت کیا جائے تو اشکال کیوں صرف یہ وہم کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کو ایک ماننا لازم آئے گا تو میں کہوں گا یہ وہم بھی برائے وہم ہے ورنہ سب جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے صفات بحیثیت الوہیت اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے صفات یکسشت مانے جاتے ہیں۔ یہ وہم اگر صحیح ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی سمیع و بصیر حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی اور اللہ تعالیٰ بھی روف و رحیم اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی وغیرہ وغیرہ تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب فنا و بقا دیکھئے۔

تفسیر عالمانہ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

ربط اللہ تعالیٰ کے شہود پر استشہاد ہے اور ہمزہ انکاری رویتہ کی تقریر کرتا ہے اس لئے کہ انکار بمعنی نفی ہے اور قاعدہ ہے کہ نفی النفی اثبات ہوتا ہے اس قاعدہ پر رویہ ثابت اور مقرر رہوئی اور خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے یا اسے جو خطاب کا مستحق ہے اب معنی یہ ہوا کہ کیا تو مرتبہ مشاہدہ علم یقینی سے جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے اندر تمام موجودات کو جانتا ہے خواہ وہ انہیں مستقر ہیں یا ان کا جزو ہیں۔

شان نزول یہ ربیعہ و حبیب عمرو کے بیٹوں اور صفوان بن امیہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک نے کہا کیا جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ اللہ جانتا ہے دوسرے نے کہا کہ کچھ جانتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ تیسرے نے کہا اگر وہ بعض کو بغیر کسی سبب جانتا ہے تو پھر سب کچھ جانتا ہے کیونکہ وہ جس طرح بعض کو بلا سبب جان سکتا ہے تو کل کو بھی اسی طرح جان سکتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ (نہیں ہوتی سرگوشی تین کی) ما نافیہ اور یکون تامہ بمعنی یوجع و تقع ہے اور من زائدہ اور نجوی اس کا فاعل ہے ۔۔ بھی مناجی مصدر ہے جیسے شکوی بمعنی شکایت۔ اہل لغت کہتے ہیں نجاہ نجوی و نجوی بمعنی سارہ اسے راز کی بات کہی ناجاہ مناجات کی طرح اور النجوی راز جو

marfat.com

پوشیدہ رکھا جائے یہ اسم اور مصدر ہے (القاموس) دراصل ان کتتم فی نجوۃ من الارض ہے وہ جو اپنے ماحول سے علیحدہ اور اونچی ہو گویا سرگوشی کرنے والا زمین کی اونچی اور علیحدہ جگہ میں ہے کہ اس سے کوئی آگاہ نہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ تین کی سرگوشی نہیں ہوتی اور کوئی راز کی بات نہیں کرتے۔ نجوی مصدر مضاف ہے اپنے فاعل کی طرف الا ھو مگر وہ اللہ تعالیٰ رَابِعُهُمْ ان کا چوتھا ہوتا ہے یعنی انہیں چار بنانے والا ہے کہ ان کے حال سے باخبر ہے۔

فائدہ حضرت حسین نوری قدس سرہ نے فرمایا کہ وہ ان کا چوتھا ہے علم و حکم میں نہ کہ اس کی ذات یہ اعم الاحوال سے استثناء مفرغ ہے یعنی کوئی حال نہیں ہوتا مگر یہی حال کلام میں تعبیر کا اعتبار ہے۔

فائدہ حضرت نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی معیت پر یقین کرے گا وہ خود کو اس کی مخالفت سے روک سکے گا کوئی برائی بھی اس سے سرزد نہ ہو سکے گی۔ اور جو اس کی معیت کے مشاہدہ سے محروم ہے وہ محارم و شبہات کا ارتکاب کرے گا۔

وَلَا خَمْسَةٍ اور نہیں ہوتی سرگوشی پانچ کی اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے یعنی مگر وہ اللہ تعالیٰ ان کو اطلاع میں چھ بنانے والا ہے کہ واقع ہو گا اس کی اسے خبر ہے۔

فائدہ تین سے پانچ تک کی تخصیص اس لئے کہ ایک واقعہ میں ایسی بات کرنے والے منافقین تین تھے پھر پانچ تھے۔ بعض نے کہا کہ چونکہ عموماً مشورہ تین میں ہوتا ہے یا زیادہ سے زیادہ پانچ میں تاکہ الفاظ تھوڑے اور بچے تلے اور رائے کے عین موافق اور راز کو زیادہ چھپانے والے ہوں اسی لئے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امر خلافت کا مشورہ چھ اشخاص پر چھوڑا تھا یعنی انہی چھ کی جو رائے قائم ہو وہی صحیح اور درست ہے۔

صوفیانہ مطلب تین میں روح و سر و قلب کی طرف اور پانچ میں ان کے ساتھ دو نفس و ہوی ملانے سے اس کے بعد عام حکم فرمایا کہ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ اور نہ ہی اس مذکور سے کم یعنی دو یا ایک کا راز کیونکہ ایک بھی دل میں سوچتا رہتا ہے وہ بھی اس کا ایک قسم کا مشورہ ہوتا ہے وَلَا اَكْثَرَ اور نہ زائد یعنی چھ اور اس سے جتنا ہو اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ مگر وہ اللہ ان سب کے ساتھ ہے یعنی سرگوشی کرنے والوں کے ساتھ علم اور سماع سے وہ جانتا ہے جو ان میں گزرتا ہے اور اس سے ان کے حالات مخفی نہیں گویا وہ ان کا شاہد و حاضر ہے حالانکہ وہ جسمانی حضور سے ان

marfat.ocm

کے ساتھ ظاہری جسم کے ساتھ سے پاک و منزہ ہے۔

اَيْنَمَا كَانُوْا یعنی جہاں وہ ہوں یعنی جس جگہ پر ہوں اگرچہ زمین کی تہ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم قرب مکانی سے نہیں جو اسے مکانات کے قرب و بعد میں فرق آجائے۔

ایں معیت در نیاید عقل و ہوش   زیں معیت دم مزن بنشیں خموش

قرب حق با بندہ دور است از قیاس   بر قیاس خود منہ اُو را اساس

(یہ معیت عقل و ہوش میں نہیں آتی ایسے معیت سے دم نہ مار خاموش بیٹھ)

(قرب حق بندے کے قیاس سے دور ہے قیاس پر اس کی بنیاد نہ رکھ)

فائدہ بعض عارفین نے فرمایا کہ امت محمدیہ کے اہل ایمان کی فضیلت جملہ امم پر کے دلائل دیگر نہ بھی نہ ہوتے تب بھی یہی آیت اس کی دلیل کے لئے کافی ہے جبکہ اصحاب کہف کے لئے فرمایا ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ تین اور ان کا چوتھا کتا اور کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے ان کا چھٹا کتا تھا اور یہاں فرمایا مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ یہاں تک کہ فرمایا هو معهم اصحاب کہف کی معیت ایک احسن الحیوانات کے ساتھ بتائی اور امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی ذات کی معیت بتلائی اور ہر انسان چاہتا ہے کہ خیر بھلائی اسی میں ہے کہ اس کا رفیق ایک ہو کہ اس سے گفتگو ہو گی تو سود مند اور فضول گفتگو بھی نہ ہو گی کہ اس کے اعمال نامے میں عیب و نقص اور گناہ لکھا ہو۔ بہر حال اس کی صحبت میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معیت علی العموم ہے جیسے تصریح فرمائی کہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو ہاں کبھی مخصوص بندوں کے ساتھ ایمان فیض و لطف وغیرہ کی کچھ مخصوص معیت ہوئی۔ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا پھر تمہیں تمہارے کردار کی خبر دے گا یعنی ان اعمال کی جو تم نے دنیا میں کئے۔ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت میں انہیں رسوا کرنے اور وہ جو انہیں عذاب کا موجب بنے گا اس کے اظہار کے طور اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے کیونکہ اس کے جو اس کی ذات کی طرف علم کی نسبت ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے ہر شے کا علم برابر ہے یعنی اس کے علم کی نسبت جمیع معلومات کے لئے برابر

marfat.ocm

ہے کہ وہ اہل آسمان کے حالات کو اس طرح جانتا ہے جیسے اہل ارض کے کیونکہ اس کا علم مخفی امور کو اس طرح محیط ہے جیسے ظاہر امور کو۔

نہاں و اشکار ہر دو یکسانست بر علمت   نہ ایں راز و تر بینی نہ آنزادید تر دانی

(تیرے علم کے لئے پوشیدہ و آشکار برابر ہے نہ اسے جلد تر دیکھئے ہو نہ ہی اسے جلد تر دیکھتا ہے)

فائدہ جسے یقین ہو جائے کہ وہ ہر شے کو جانتا اور ہر وقت دیکھتا ہے اور اپنے علم کو اسی پر متوجہ رکھے تو وہ ہر شے میں اس پر بھروسہ کرنے والا ہے ہر شے میں اسی کی طرف متوجہ ہے۔

فائدہ ابن عطاء اللہ نے فرمایا جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ لوگ تیری طرف متوجہ نہیں بلکہ تیری مذمت کے درپے ہیں تو اپنے میں اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف متوجہ ہو اگر تجھ پر اللہ تعالیٰ کے علم کا اثر نہیں تو اس قناعت کی مصیبت پر ایذاء سے وہ ایذاء زیادہ ہے جو تیرے متعلق لوگوں کی طرف سے مذمت ہوتی ہے۔

فائدہ اس اسم سے متخلق ہونا تحصیل العلم اور محتاج لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا موجب ہے۔

علم غیب حاصل کرنے کا وظیفہ جو شخص یا علام الغیوب کی کثرت کرے یہاں تک کہ ہر حال میں اس پر اسی اسم کا غلبہ ہو تو اس پر مغیبات کا انکشاف ہو جائے گا۔ وہ مغیبات سے باتیں کرے گا۔ اور اس پر مافی الضمائر کا کشف ہو گا اس کی روح ایسی ترقی کرے گی جو عالم علوی تک پہنچنا نصیب ہو گا اور وہ امور کائنات و حوادث کی باتیں کرے گا۔

مسئلہ فقہاء کرام نے فرمایا جو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم بذاتہ ہے نہ یہ کہ وہ عالم اپنی ذات سے قادر بذاتہ ہے یعنی وہ اپنی قدرت سے قادر نہیں یعنی اس کے لئے صفت علم ثابت نہیں وہ صفت جو اس کی ذات سے قائم ہے اور نہ ہی اس کے لئے صفت قدرت ثابت ہے جیسے معتزلہ اور جہمیہ کہتے ہیں جن کے کفر کا حکم علماء نے صادر کیا۔ اس لئے کہ صفات الہیہ کی نفی کفر ہے۔

مسئلہ جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے لیکن کسی صفت کا منکر ہو (جیسے فلاسفہ و معتزلہ) تو اس کے ایمان کا کوئی

marfat.ocm

اعتبار نہیں اسی طرح فتوی ہے۔

انتباہ معتزلہ کے بارے میں بعض توقف کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اہل قبلہ ہیں اسی لئے شرح عقائد میں لکھا کہ علماء کا اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا جائے لیکن جو خلق القرآن اور رویتہ باری تعالیٰ کو محال اور سب الشیخین[1] (رضی اللہ عنہما) اس جیسے دیگر مسائل کے قائل کے لئے مذکورہ بالا قاعدہ مشکل ہے۔

---

[1] سب الشیخین= دراصل شیعوں کو خلفاء ثلثہ کے بارے میں خواہ مخواہ دشمنی ہے اپنی عاقبت کی بربادی کے لئے ورنہ اہلبیت کرام ان کے بارے میں یوں فرماتے ہیں سیدنا امام زین العابدین کے بارے میں مروی ہے کہ ان کی خدمت میں چند عراقی حاضر ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں ناروا اور نامناسب الفاظ استعمال کئے۔

جب یہ لوگ اپنی کہہ چکے تو آپ نے فرمایا۔

"کیا مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو؟ کیا تم مہاجرین اولین میں سے ہو جنہوں نے محض خوشنودی خدا کے لئے جلاوطنی گوارا کی اور اپنے مال و متاع سے دستبردار ہو گئے اور خدا رسول کی تائید و حمایت میں کمر بستہ رہے اور بلاشبہ یہ لوگ سچے تھے۔ عراقیوں نے عرض کی! "نہیں ہم مہاجرین اولین میں سے تو نہیں ہیں"

یہ سن کر امام عالی مقام نے دریافت فرمایا

"کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جو مدینے میں مہاجرین کی آمد سے پہلے بسے ہوئے تھے۔ جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا تھا اس سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا تھا۔ اس سے دل تنگ نہیں ہوتے تھے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اگرچہ خود فاقے ہی سے کیوں نہ ہوں اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

عراقیوں نے جواب میں گزارش کی۔ "نہیں ہم ان لوگوں میں بھی نہیں ہیں"

آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ "میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں بھی نہیں ہو جن کے بارے میں خدائے عزوجل نے فرمایا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نُہُوۡا عَنِ النَّجۡوٰی ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا نُہُوۡا عَنۡہُ کیا نہیں دیکھا تمہیں جن کو سرگوشی سے روکا گیا تو پھر وہ لوٹتے ہیں اس طرف جس سے انہیں روکا گیا۔

شان نزول یہ یہود و منافقین کے حق میں نازل ہوئی جبکہ وہ آپس میں سرگوشی کرتے اور تین تین پانچ پانچ کی ٹولی بنا لیتے جب اہل ایمان کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرتے اس سے ان کا پروگرام یہی تھا کہ وہ اہل ایمان کو غصہ دلائیں (تاکہ جھگڑا برپا ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔ ایک عرصہ رک کر پھر وہی پروگرام شروع کر دیا۔

فائدہ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ہمزہ ان کے حال پر تعجب کے لئے ہے اور صیغہ مضارع اس پ

اور جو لوگ (ان مہاجرین و انصار کے) بعد آئے وہ ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب تو بڑا رفیق (اور) رحیم ہے جاؤ چلے جاؤ خدا تم کو سمجھ دے۔

یہ رائے ہے امام زین العابدین کی جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد رئیس بیت حسینی تھے جابر جعفی نے جو خود بھی شیعہ ہیں روایت کی ہے کہ امام باقر نے انہیں عراق بھیجتے وقت کہا۔

"اہل کوفہ تک میرا یہ پیام پہنچا دو کہ لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ سے تبرا کرتے ہیں میں ان سے بری ہوں"

روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام باقر نے ارشاد فرمایا۔

"جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضل و شرف سے بے بہرہ ہے وہ سنت سے ناواقف ہے۔ جعفر جعفی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان سے امام باقر نے فرمایا اے جابر مجھے معلوم ہوا ہے کہ عراق میں کچھ لوگ ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ ہم سے محبت کرتے ہیں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ میں نے اس کا حکم دیا ہے انہیں میرا پیام پہنچا دو کہ اللہ کے ہاں میں ان سے بری ہوں۔ مجھے شفاعت محمد نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں کے لئے استغفار نہ کرتا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں ان کے لئے رحم کی دعا نہ کرتا ہوں۔ اگرچہ دشمنان خدا ان سے کتنے ہی بیگانہ ہوں (مزید تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ مذہب شیعہ" میں ہے (اویسی غفرلہ)(حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۳۷)

marfat.ocm

حاشیہ ختم)

دلالت کرتا ہے کہ یہ اپنے پروگرام کی طرف بار بار عود کرتے ہیں اور عجیب صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ ایک رات حجرہ اقدس سے باہر تشریف لائے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم باہم گفتگو تھے فرمایا یہ تو سرگوشی ہے جس سے تم روکے گئے ہو ہم نے عرض کیا کہ ہم توبہ کی باتیں کر رہے تھے اور دجال کے خطرات کو یاد کر رہے تھے فرمایا میں تمہیں ایسے امر کی خبر نہ دوں جو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے فرمایا وہ شرک خفی یعنی ریاء ہے۔ وَيَتَنَاجَوْنَ اور راز کی باتیں کرتے ہیں۔

بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ گناہ اور حد سے متجاوز ہونے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ اس کا عطف يَعُودُونَ پر ہے اور اس کے حکم میں داخل ہے اور اس کا بیان ہے کہ جس سے روکے گئے ہیں کہ ایسی باتیں دین کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ یعنی یہ وہ باتیں ہیں جو فی نفسہ دین کے لئے نقصان دہ ہیں اور اہل ایمان پر زیادتی اور معیست الرسول ﷺ پر اکساتی ہیں۔

حل لغات اَلْعُدْوَان بمعنی ظلم وجور اور معصیت اطاعت کی نقیض۔

واذجاؤک اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں یعنی سرگوشی کرنے والے۔ حیوک تمہیں السلام علیکم کہتے ہیں۔

التحیتہ مصدر ہے حیاک تجھے اللہ تعالیٰ زندہ رکھے جملہ خبریہ کے طور یعنی تجھے اللہ تعالیٰ زندگی بخشے۔ پھر دعا کے لئے مستعمل ہونے لگا۔ پھر یہ دعا خیر و شر کے بعد صرف السلام علیکم پر اکثر مستعمل ہوتا ہے اس معنی پر ہر دعا تحیتہ ہوگی کیونکہ حصول حیاۃ کے بعد اس سے کوئی شے خارج نہ ہوگی۔ یا وہ حیات کا سبب ہے دنیا میں یا آخرت میں

ممالم یحیک بہ اللّٰہ اس سے جو تجھے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تحیتہ کا حکم نہیں فرمایا یعنی ایسی بات کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مثلاً السام علیکم تم پر موت ہو (معاذ اللّٰہ) کہتے ہیں اور لغت یہود میں السام بمعنی موت ہے یعنی موت یا تلوار سے قتل کرنا۔

اعجوبہ یہود اپنے وہم پر ایسا کلمہ کہہ تو دیتے اور انہیں خیال تھا کہ وہ اپنے طور رسول اللہ ﷺ کی مذمت کرتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے جواب میں صرف کہہ دیتے علیکم (یعنی تم پر موت) تو گویا انہی کا جوتا انہی کا منہ (یہ رسول اللہ ﷺ [illegible]

marfat.ocm

فائدہ وعلیکم واو کے ساتھ نہیں کہنا چاہئے کوئی کہے تو غلط ہے (تبین المعانی)

فائدہ یا وہ یہود کہتے انعم صباحا یہ پختہ جاہلیت تھا انعم کو نعومتہ سے مشتق کر کے بولتے یعنی تیری صبح ناعم (نرم) ہو اور اس میں کسی قسم کا غم و حزن نہ ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سلام علی المرسلین اور رسل کرام علیہم السلام پر سلام۔

مسئلہ اہل ذمہ کے رد سلام میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس و شعبی و قتادہ نے فرمایا کہ ان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ظاہر الامر کا یہی تقاضا ہے۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کے سلام کا جواب واجب نہیں اگر جواب دینا بھی ہے تو صرف اتنا کہو علیک بعض نے کہا کہ ان کے جواب میں کہے علاوالسلام یعنی (تیرے سے اٹھ جائے سلامتی)

مسئلہ بعض ملکیہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسے (ذمی وغیرہ) کے سلام کے جواب میں کہے السلام علیکم (بکسر السین) یعنی تجھ پر پتھر ہوں۔ ویقولون انفسھم اور اپنے جی میں کہتے ہیں یعنی جب آپ سے جدا ہو کر جاتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ جو کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ عذاب کیوں نہیں کرتا۔ لولا تحفیفیہ ہے یعنی اگر محمد عربی ﷺ نبی برحق ہیں تو جو ہم جرات کر کے کہتے ہیں اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ عذاب کیوں نہیں دیتا ہم پر غضب کیوں نہیں نازل کرتا اور ہمیں مقہور کیوں نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔

حسبھم انہیں کافی ہے جھنم جہنم کا عذاب۔ یہ مبتداء و خبر ہیں یعنی انہیں عذاب کرنے کے لئے جہنم کافی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو عذاب دے گی۔ یہ اسم سے ہے معنی کفاھم انھیں کافی ہے یصلونھا اس میں لازما داخل ہوں گے اور اس کی گرمی اٹھائیں گے اگرچہ کسی حکمت پر انہیں جلدی عذاب نہ آئے گا۔ یہ ان کے ساتھ استہزاء و استخفاف ہے کہ یہ لوگ ایسے بیکار ہیں کہ ان کا کوئی اعتبار ہی نہیں ان کے کفر اور بے ایمانی کی وجہ سے۔

marfat.ocm

فبئس المصیر تو وہ برا ٹھکانہ ہے یعنی جہنم۔

برھان القرآن میں فرمایا کہ فاء میں تعقیب کا معنی ہے یعنی جس کی طرف یہ جائیں گے ان کا وہ برا ٹھکانہ ہے اور وہ جہنم ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان کا وہ قول منجملہ ان کی ان غفلتوں سے ہے جو ان کے ہاں علم کے باوجود علم کے عمل میں نہیں لاتے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے انہیں معلوم تھا کہ بعض امتیں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اپنے نبی علیہ السلام کی نافرمانی کی اور انہیں اذیت پہنچائی تو ان پر اتنی جلدی عذاب نہ آیا بوجہ مصلحت و حکمت کے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے۔

دعا مستجاب اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی دعا مستجاب فرمائی چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہودیوں سے سنا انہوں نے رسول اللہ کو کہا السام علیکم۔ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا وعلیکم السام والذم واللعن (تم پر موت اور مذمت اور لعنت) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا نرمی کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے وہ فحش و تفحش کو پسند نہیں کرتا کیا تو نے مجھ سے سنا کہ میں نے انہیں جواب میں کیا کہا۔ میں نے علیکم (تم پر وہی جو خود کہہ رہے ہو) ان کے بارے میں میری دعا مستجاب ہو گئی ہے۔

انتباہ یہی قیاس رسول اللہ ﷺ کے وارثین کاملین کے متعلق ہے کیونکہ ان کے نفوس موثر ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرتا ہے تو وہ خود اپنے لئے کرتا ہے۔ بوستان میں شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بچاہے افتادہ بود که از ہول او شیر نر مادہ بود

ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت

تو ہرگز رسیدی بفریاد کس کہ می خواہی امروز فریاد رس

کہ بر جان ایشت نہد مرہمے کہ جانہا بنالد ز دستت ہمی

maarfat.com

تو مارا ہمی چاہ کندی براہ　　　　بسر لا جرم بر افتوی بچاہ

(ظالم کنوئیں میں گر گیا اس کے خوف سے شیر نر بھی مادہ بنے ہوئے تھے۔ تمام رات فریاد و زاری سے نہ سویا ایک نے اس کے سر پر پتھر مار کر کہا۔ تو بھی تو کسی کی فریاد کو نہیں پہنچتا تھا جو آج فریاد رسی چاہتا ہے۔ کون تیرے زخموں پر مرہم رکھے۔ بہت سے لوگ تیرے ظلم سے نالاں ہیں۔ تو ہمارے لئے کنوئیں کھود تا تھا راستوں پر بالآخر تو خود کنوئیں میں گر گیا ہے۔

تفسیر عالمانہ　يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا اے زبان اور دل سے ایمان لانے والے إِذَا تَنَٰجَيْتُمْ جب تم سرگوشی کرو ایک دوسرے سے یعنی اپنی مجلسوں اور خلوتوں میں فَلَا تَتَنَٰجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَٰنِ تو گناہ اور حد سے تجاوز کے متعلق سرگوشی نہ کرو منافقین و یہود کی طرح۔ وتناجرابالبر والتقوی نیکی اور تقوی کے ساتھ سرگوشی کرو۔ یعنی ایسی باتیں جو اہل ایمان کی خیر و بھلائی اور معصیتہ الرسول ﷺ سے بچنے کی سرگوشی کرو۔

فائدہ　حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ذکر اللہ وقراۃ القران اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر مراد ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے صرف اسی کی طرف نہ اس کے غیر کی طرف نہ استقلالاً نہ اشتراکاً وہی تمہیں اوامر پر عمل کرنے اور نواہی کے ترک کی جزو سزا دے گا۔ یعنی موت کے بعد اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

مسئلہ　آیت سے معلوم ہوا کہ مطلقاً سرگوشی ممنوع نہیں بعض وجوہ میں ماموریہ ہے واجب بھی ہے مستحب بھی ہے مباح بھی جیسے مقامات کا تقاضا ہو گا۔

سوال　اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ڈرنے کا کیوں حکم فرماتا ہے حالانکہ اس کا قرب تو لذیذ ترین مطالبہ ہے اور اس سے انس تو انتہائی مقاصد سے ہے اور وہ بندوں کا ہادی ہے اور رحیم ہے اور تقوی و اجتناب کا موجب ہے اور پھر اس

marfat.ocm

کی طرف جمع ہونا بھی ہے۔

جواب یہاں مضاف محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب و قہر سے ڈرنا مراد ہے وغیرہ وغیرہ۔

سوال اگر بندے میں قدرت ہوتی کہ وہ عذاب و قہر سے بچ جائے تو دیر کب کرتا وہ اس پر قادر ہی نہیں تو پھر اس سے ڈرنے کا کیا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ (اگر تمہیں دکھ پہنچے تو اسے کوئی کھولنے والا نہیں سوائے اسی کے اگر بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی روک نہیں سکتا اس کے فضل و کرم کو) تو امر ہو تو اس کا جو بندے کے مقدور میں ہو اور جو مقدور میں بھی نہ ہو اس کا حکم کیوں۔ خود فرمایا لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا (اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی وسعت کے مطابق)

جواب یہاں قہر و عذاب کے سبب سے بچنے کا امر ہے یعنی گناہوں سے جو مجرم بندے سے صادر ہوتے ہیں اب مطلب یہ ہوا کہ ڈرو ان امور سے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا موجب اور دارین کے قہر کے مقتضی ہیں یعنی گناہ اور حد تجاوز اور معصیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ یہی امور عذاب و قہر کے موجبات ہیں۔

سوال یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق پر مبنی ہیں جب وہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ہی نہ دے تو؟

جواب اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو پہلے حق کا علم دیا اور اسے ارادہ جزئیہ بخشا جس سے وہ کسی شے کے اختیار کرنے کی قدرت رکھ سکے تو اس کا یہ اختیار ارادہ الٰہی سے پہلے ہوتا ہے اس امر سے ہر انسان آگاہ ہے یہاں تک کہ بچے بھی۔

تفسیر عالمانہ انما النجوی بیشک سرگوشی۔ جیسے ہم پہلے بیان کر آئے یعنی وہ سرگوشی جو گناہ اور تجاوز عن الحد پر مشتمل ہو جیسا کہ لیحزن کا قرینہ بتاتا ہے۔ من الشیطٰن شیطان سے ہی ہے نہ کہ اس کے غیر سے کیونکہ وہی اسے مزین کرتا اور اس پر ابھارتا ہے گویا وہ اسی سے ہی ہے۔ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (تاکہ غم میں ڈالے

marfat.com

اہل ایمان کو) یہ دوسری خبر ہے۔

حل لغات الحزن بالضم بعدہ سکون متعدی ازباب اول (نصر) ہے۔ الحزن بفتحتین سے نہیں کیونکہ وہ لازم ازباب (رابع) (منع) ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا عبادلا خوف علیکم الیوم ولاانتم تحزنون اے میرے بندے تم پر کوئی خوف نہیں آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے۔ اس تقریر پر الذین (موصول) اس کا مفعول ہو گا۔ القاموس میں ہے الحزن بالضم و متحرک بھی آتا ہے بمعنی الیم (غم) اس کی جمع احذان وحزن فرح کی طرح آتی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں حزنہ الامر حزنا اسے فلاں امر نے غم میں ڈالا۔ (بالضم) واحزنا حزینا اسے حزین بنایا۔ وحزنہ اس میں غم ڈالا۔ اور امام راغب نے فرمایا الحزن والحزن بمعنی زمین کی سختی اور نفس کی سختی جو اس میں غم سے حاصل ہو اس کی تفصیل الفرح میں ہے اسی خشونت کے اعتبار سے کہا جاتا ہے خشنت بصدرہ میں نے اسے غم گین کیا۔ اب معنی یہ ہوا کہ تاکہ شیطان اہل ایمان کو غم گین بنائے وہم میں ڈال کر کہ جنگ میں یہ پہنچا وہ پہنچا وغیرہ یعنی ان کے غازی مغلوب اور رشتہ دار مقتول یا زخمی ہوئے اسی طرح سے وہ جنگ میں سستی کریں گے اور دیگر وہ امور جو اہل ایمان کے قلوب میں تشویش پیدا کریں۔

حدیث شریف میں ہے جب تم تین ہو تمہارے دو سرگوشی نہ کریں جب تک تیسرے کو ساتھ نہ ملائیں یہ اسے مغموم کرے گا۔

ولیس اور شیطان یا سرگوشی نہیں یضارھم نقصان دے گی انہیں جس سے کہ اہل ایمان نقصان اٹھائیں شیئا کسی شے کا یعنی انہیں کوئی بھی ضرر نہ ہو گا۔ الا باذن اللہ مگر اللہ کے حکم سے یعنی اس کے ارادہ و مشیت پر یعنی اس کا ارادہ صرف اہل ایمان کو غم میں ڈالنا یا وسوسہ میں مبتلا کرتا ہے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا خواب مروی ہے کہ سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا کہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بہترین گوشت تناول فرمایا جو ان کے لئے

marfat.com

خود رسول اللہ نے بھیجا لیکن اس سے ان کا وصال (انتقال) ہو گیا۔ بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صبح کو بارگاہ رسول ﷺ میں خواب کا قصہ پیش کیا اور تعبیر پوچھی تو آپ نے (حسب دستور) جبریل علیہ السلام سے پوچھا جو آپ ملک الرؤیاء بھی ہیں تو عرض کی مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ صرف ایک وسوسہ تھا جو شیطان نے ڈرانے کے لئے طریقہ اختیار کیا۔

فائدہ الکشاف میں ہے کہ اذن کا معنی مشیت ہے وہی کہ جنگ اقارب پر موت واقع یا غازیوں کا غلبہ۔

سوال الاسئلۃ المقحمہ میں ہے حزن کا ضرر کیا ہے۔

جواب حزن کا اگر انجام صحیح نکلے تو وہ فی الحقیقت حزن نہیں یہی نکتہ اصولیہ یاد رکھنے کے لائق ہے ایسے ہی جن حزن کا انجام ثواب ہو تو وہ بھی فی الحقیقت حزن نہیں۔ ایسے ہی نفع کو دیکھئے کہ اگر اس کا انجام عذاب ہو تو فی الحقیقت نفع نہیں ہوتا۔

وعلی اللہ اور صرف اللہ تعالیٰ پر فلیتوکل المومنون اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ توکل کریں اور اسی کی طرف امور سپرد کریں اور صرف اسی پر بھروسہ کریں اور منافقین و یہود کی سرگوشی کی پرواہ نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں ان کے شر اور ضرر سے بچائے گا۔ دشمنوں کی تندگوئی و تندخوئی کی باتیں ہمیں نہ سنائیں کیونکہ ان کی باتیں ہمارے نزدیک کچھ بھی نہیں۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ شیطان نفس امارہ کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے اور اسے معارضات سنوار کر کے دکھلاتا ہے تاکہ قلب و روح محزون اور اضطراب میں ہوں اور ان کا غم سے سینہ تنگ ہو تاکہ اس شامت سے روح و قلب سیر وغیرہ سے باز رہیں۔ عالم ملکوت تک نہ پہنچ سکیں اور مناجات الٰہی سے عالم السر میں محروم رہیں لیکن نفس و شیطان کو کیا خبر کہ وہ رعایت حق (حفاظت الٰہی) کی نگرانی میں ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید نصیب ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر مخالفت نفس و طبیعت و شیطان میں ہے کیونکہ یہ ظلمانی ہے اور ہر موافقت قلب و روح و سر میں ہے کیونکہ وہ نورانی ہیں ہاں اگر ان پر اہل ظلمت غلبہ نہ پا جائے جس سے اس ظلمت کے نیچے ان کا نور ایسے چھپ

marfat.com

جائے جیسے نور گاڑھے بادل میں چھپ جاتا ہے۔

سبق بندہ پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنے روحانی علاج میں لگا رہے لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل تام کرکے کیونکہ ہر شے میں موثر صرف وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تفسیر عالمانہ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اے مخلص مومنو اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ جب تمہیں کہا جائے قائل کوئی بھی ہو تمہارے مسلمان بھائیوں میں سے تَفَسَّحُوۡا کشادگی کرو۔

حل لغات التفسح جگہ فراخ کرنا اور فراخ بیٹھنا مجلس میں۔ ایسے ہی الفسح بمعنی کشادگی لیکن تفسح فی سے متعدی ہوتا ہے اور لام سے۔ تو اب معنی یہ ہوا تو سعوا لیفسح بعضکم عن بعض ولا تتضاموا وسعت کرو تاکہ بعض تمہارے کو بعض سے کشادگی ملے آپس میں گھٹ کر نہ بیٹھو۔ افسخ عنی سے بمعنی تنح وان فی تحمھن دینک ہٹ جا تو اپنے دینی معاملہ میں وسعت میں ہے یعنی وسعت و رخصت میں ہے مثلاً کہا جاتا ہے فیح الخلق بمعنی واسع الخلق فی المجالس مجلسوں میں۔ الارشاد میں ہے کہ یہ قیل کے متعلق ہے۔ فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ تفسحوا کے متعلق ہے مگر بیہقی نے تاج المصادر میں تصریح کی ہے کہ تفسح فی سے متعدی ہوتا ہے جیسے ہم نے پہلے اشارہ کیا۔ فافسحوا تو لوگوں پر جگہ کھلی کرو۔ یفسح الله تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کشادگی کرے گا۔ یعنی جن امور میں تم کشادگی چاہتے ہو۔ مکان میں۔ رزق میں سینے میں قبر میں وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ جزاء عمل کی جنس سے ہے اور آیت میں ہر ان مجالس کا حکم ہے جو اہل اسلام کی ہو جہاں خیر و بھلائی کے لئے جمع ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک ہو یا کسی اور بزرگ کی۔

فائدہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر بیٹھنے میں کوشش کرتے اس حرص میں کہ آپ کا کلام اچھی طرح سمجھ سکیں گے یا جنگوں کے مراکز میں نہایت متصل ہی ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوتے کہ پہلے شہادت نصیب ہو کوئی دوسرا جگہ خالی کے لئے جگہ مانگتا تو نہ دیتے۔ ایسے ہی مجلس ذکر کا حال تھا ایسے جمعہ کی مجالس کا

marfat.ocm

حل قلہ اگرچہ اس میں حق اسی کا ہے جو پہلے آئے لیکن گنجائش ہو سکتی ہے۔ تو پھر جگہ دینی چاہئے بشرطیکہ ایذاء نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی کسی کو اس کی جگہ اٹھا کر خود نہ کھڑا ہو یا نہ بیٹھے لیکن اس کے دوسرے کے لئے گنجائش کرو جگہ بنا دو تو اچھا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جمعہ میں کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے لیکن کہے کہ جگہ میں گنجائش کرو۔

حکایت مروی ہے کہ ایک مسکین فقیر صحابی رضی اللہ عنہ بعد کو مجلس میں تشریف لائے ایک جگہ کھلی دیکھ کر بیٹھنے لگے تو ساتھ بیٹھنے والا دولت منداس سے نفرت کے طور کپڑے سمیٹنے لگا۔ حضور سرور عالم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ تیرا غنا (دولت مندی) اس (فقیر صحابی) کو دے دے اور اس کا فقر تجھے۔

سبق اس میں رسول اللہ ﷺ نے تواضع اور فطرت کے ساتھ بیٹھنے اور اس کے لئے جگہ میں کشادگی کرنے کی ترغیب دی ہے اگرچہ وہ پھٹے پرانے کپڑے اور اجڑے بالوں والا ہو۔ واذا قیل انشزوا اور جب کہا جائے ہٹ جاؤ۔

حل لغات نشز الرجل بمعنی نہض (اٹھا) اور مکان میں اونچا ہوا۔ انشر الفلس کی طرح ہے۔ ایسے ہی النشز (بفتحتین) زمین سے اونچا۔ مکان ونشز فلاں جب وہ بلندی کا ارادہ کرے اسی سے ہے نشز فلاں عن مقرہ فلاں اپنی قرار گاہ سے اونچا ہو۔ اب معنی یہ ہوا کہ جب تمہیں کہا جائے کہ آنے والوں کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور اس کے لئے گنجائش نکالو۔ فانشزو تو اٹھو اور جگہ دو یعنی جب ہجوم ہو اور اس سے گنجائش نہیں نکل سکتی جب تک ان میں سے اٹھ کر کھڑا ہو تو جماعت کی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور دوسروں کو جگہ دو کہ کھڑے ہو نیکی گنجائش ہو سکتی ہے۔ کھڑے ہونے سے بوجھ محسوس نہ کرو (کیونکہ بالآخر) اٹھنا ہے ہی) یا یہ معنی ہے کہ جب تمہیں کہا جائے تم اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ چلے جاؤ جب ضرورت شدید ہو تو .... پھر تمہاری جگہ دوسری جگہ چلا جانا بہتر ہے۔ اس طرح سے تم اپنے ضرورت مند بھائی کی ضرورت کو پورا کرو گے۔ اس

کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے۔

شان نزول حضور سرور عالم ﷺ اہل بدر کی تعظیم و تکریم فرماتے۔ ایک دفعہ ایک ایسی جماعت ائی جنہوں نے انہیں جگہ نہ دی آپ نے خود بعض یاروں سے فرمایا اٹھ کھڑا ہو فلاں اٹھ کھڑا ہو۔ وغیرہ وغیرہ اتنے ساتھیوں کو وہاں سے اٹھا کر جگہ بنائی جتنے حضرات اہل بدر تھے (رضی اللہ عنہم) اس سے منافقین اشارے کرنے لگے اور کہا یہ کوئی انصاف ہے کہ ایک کو اٹھا کر دوسرے کو بٹھایا جائے اٹھنے والے کے ساتھ کیا گزرے گی۔[1] رسول اللہ ﷺ نے منافقین کی یہ قلبی کاروائی ان کے چہروں سے پہچان لی۔[2] اللہ تعالیٰ نے یہی آیت نازل فرمائی۔

---

[1] اگر اس وقت ہمارے دور کے وہابی دیوبندی و دیگر ان کے ہمنوا ہوتے تو بجز اوہ بھی اسی طرح کہتے کیونکہ اٹھنے والے بھی بشر اور بیٹھنے والے بھی بشر۔ وہ بھی بشر یہ بھی بشر تو فرق کیوں۔ ہم ان کو رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ سنائیں گے کہ وہ بھی تھے تو بشر لیکن ایک نسبت سے وہ دوسرے سے فائق ہو گئے اور وہ ہے بدر شریف میں جنگ کی حاضری۔ اب مجھے کہنے دیجئے کہ دوسرے عام بشر تھے اور یہ اہل بدر تھے اسی لئے بڑھ گئے تو پھر کیوں نہ ہم کہیں۔

تو رینگتا ہے فرش پر ان کی رہگزر ہے عرش پر
پھر بھی کہتا ہے تو وہ بھی بشر میں بھی بشر

(حاشیہ[2]) لیکن چونکہ ابھی منافقین کو اہل ایمان سے نکالنے کا وقت نہیں آیا تھا اسی لئے خاموش ہو گئے ورنہ جب وقت آتا تو ایسے گستاخوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر مسجد نبوی سے باہر پھینکا گیا۔ بکہ بہت خوب اور خوب مارا گیا چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ یہ صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ ہمارے دور میں ایک فتنہ بھی جنم لے رہا ہے اس کا منشور وہی پرانا ہے جو اکبر کے دین الٰہی کا تھا کہ مسلمان وباہر ہمیں رام رام۔ فقیری یہ روایت صحیحہ اہل درد کو پڑھاتا ہے سناتا ہے تاکہ وہ قیامت میں یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے خبر نہ تھی۔

صحابہ کرام کا منشور دستور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن ان کے والد ابو سفیان کفر کے زمانے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.ocm

فائدہ قیل کے قائل خود حضور سرورِ عالم ﷺ ہی ہیں یعنی جب تمہیں اے مسلمانو کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کو چھوڑ دو تو چھوڑ دو اور اس پر ملال بھی نہ کرو کہ تمہیں اٹھایا گیا یا معنی یہ ہے کہ نماز کی طرف چلو یا جہاد کی طرف یا شہادت کی طرف اسی طرح کے دوسرے اعمالِ خیر کی طرف چلو سستی نہ کرو اور نہ ہی کوتاہی کرو۔

مسئلہ اب رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر صاحبِ مسندِ رسول کو اس طرح کرنا جائز ہے۔

و میں حضرت ام حبیبہ (اپنی بیٹی) سے ملنے آئے اور حضور ﷺ کے بسترِ مبارک پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہ نے بستر الٹ دیا۔ اس پر کافر باپ کا بیٹھنا گوارا نہ کیا۔ ابو سفیان بہت ناراض ہوا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ چونکہ مشرک ہیں اس لئے اس مبارک بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یا وہ حال تھا یا اب یہ حال ہے کہ گستاخانِ نبوت اور دشمنانِ صحابہ عظام و اہلبیت کرام اور اولیاء عظام رضی اللہ عنہم سے نہ صرف دوستی اور پیار بلکہ ملتِ اسلامیہ کا انہیں حامی و یار بنایا جا رہا ہے اور جان بوجھ کر۔ فقیر اویسی غفرلہ۔

یہ لیجئے یعنی عشقِ رسول و ادبِ محبوبانِ خدا اکابر و اسلافِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے فتاویٰ درج کرتا ہے جن سے کم از کم عوام اتنا ضرور یقین کریں گے کہ آج کل کے صلحکلی قسم کے لوگ پٹری سے اتر گئے ہیں۔

فتاویٰ اسلاف ۱۔ کوئی کہے کہ نبی پاک ﷺ کا کپڑا میلا کچیلا تھا یا نبی اکرم ﷺ لمبے ناخنوں والے تھے تو وہ شخص مطلقاً کافر ہے۔ خواہ بطورِ اہانت کہے یا نہ اور دوسرا قول یہ ہے کہ بطورِ اہانت یہ کلمات کہے تو کافر ہو گا ورنہ نہیں۔

۲۔ لو قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذاک والرجل قال کذا وکذ قیل کفر (عالمگیری وجامع الفصولین)

اگر نبی اکرم ﷺ کے متعلق کہے کہ اس شخص نے ایسے ایسے کہا ہے تو ایک قول یہ ہے کہ کافر ہو جائے گا۔

۳۔ مَنْ قَالَ اِنَّ رِدَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ زِرَّ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَسَخٌ اَرَادَ بِہٖ

(باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

عَیبِہٖ قُتِلَ (شفا شریف جلد دوم ص ۱۹۱)

(جو شخص کہے کہ نبی اکرم ﷺ کی چادر یا آپ کا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے)

۴۔ قال بحرمت جوانک عربی یعنی النبی یکفر (عالمگیری ص ۲۸۲ ج ۲)

(کوئی شخص نبی اکرم ﷺ سے توسل کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرے جوانک عربی کی حرمت و عزت کا واسطہ تو کافر ہو جائے گا (کیونکہ جوانک جوان کی تصغیر ہے جس میں استخفاف اور استحقار والا پہلو موجود ہے) اگرچہ بوجہ توسل ان کی عظمت بھی ظاہر کر رہا ہو۔

۵۔ لو قال فلان اعلم منہ علیہ السلم فقد عابہ و تنقص (مواہب مع الزرقانی ص ۳۱۵ ج ۵ نسیم الریاض ص ۳۴۵ ج ۴)

(اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نبی اکرم ﷺ سے علم میں زائد ہے تو اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو عیب لگایا اور آپ میں نقص نکالا (اور عیب لگانا یا نقص نکالنا بالاتفاق کفر ہے لہٰذا یہ شخص بھی کافر ہو جائے گا۔

۶۔ قال ان ادم علیہ السلام نیسبج الکرباس فقال الآخر پس ماہمہ جولاہہ بچگان باشیم کفر اذا استخف بنبی اللہ علیہ السلام

(ایک شخص نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سوتی کپڑا بنا تو دوسرے نے کہا ہم سب جولاہے کی اولاد ٹھہرے تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی کی ساتھ استخفاف و استحقار والا انداز و اسلوب اختیار کیا ہے۔ یہ وہ معدود سے چند کلمات ہیں جن کا تعلق پیغمبران کرام کی ذوات و مقدسہ سے ہے اور ان کو بوجہ استخفاف کفر قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ کچھ سمجھے آپ یعنی کسی بھی نبی علیہ السلام کو ایسا لفظ بولنا جو عرف میں معمولی سمجھا جاتا ہے تو قائل کافر ہو جاتا ہے۔

۷۔ لو قال رسول اللہ یعنی پیغام می برم کفر۔

(اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور لغوی معنی مراد لے یعنی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا

(باقی آگے)

marfat.ocm

ہوں تو کافر ہو جائے گا (کیونکہ ظاہر و متبادر معنی منصب رسالت و نبوت پر فائز ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ توجیہ لغو و عبث ہوگی۔

۸۔ قال رجل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب کذا مثلا القرع فقال رجل انا لا احبہ کفر عند ابی یوسف وقال بعض المتاخرین لو قالہ علی وجہ لاھانتہ والا

(عالمگیری۔ جامع الفصولین)

ترجمہ ایک شخص کہے کہ نبی اکرم ﷺ فلاں چیز مثلاً کدو کو پسند فرماتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ شخص امام ابو یوسف کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اگر ازراہ توہین کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ محض اپنی طبیعت کا نقص وغیرہ بیان کرنے کے لئے ایسا کہتا ہو تو کافر ہرگز نہیں ہو گا۔

قاضی عیاض نے فرمایا۔ (شفاء ص ۲۰۹ ج ۲) میں ہے کہ۔

من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اسود یقتل

(جو کہے کہ رسول اللہ ﷺ کالے تھے تو اسے قتل کردو۔

فائدہ دور حاضر میں نبوت و صحابیت و ولایت کے مقابلہ کو در خور اعتنا نہیں سمجھا جارہا اسی لئے بڑی سے بڑی بے ادبی و گستاخی کی طرف توجہ نہیں دی جارہی خدا کرے کوئی بندہ خدا کرسی اقتدار سنبھالنے کے بعد اس طرف توجہ دے۔

۹۔ فقہاء کرام نے فرمایا کہ۔

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ و بانت منہ زوجتہ (رد المحتار ص ۳۱۱ ج ۳۔ کتاب الخراج للقاضی ابی یوسف)

ترجمہ جس مسلمان نے رسول اللہ ﷺ کو سب بکایا آپ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اللہ تعالیٰ سے اس نے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

فائدہ غور فرمائیے کہ مرتد و بے ایمان کا فتویٰ کس پر گستاخ رسول پر لیکن اسے سمجھے کون۔

(جاری ہے)

marfat.ocm

یرفع اللہ الذین امنوا منکم بلند کرتا ہے تمھارے میں سے اہل ایمان کو امر کا جواب ہے یعنی جو امر الٰہی کی اطاعت کرتا اور بھائیوں کے لئے مجلس میں جگہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں مدد اور حسن ذکر سے اسے بلند کرتا ہے اور آخرت میں بہشت کے بالا خانوں میں جگہ بناتا ہے کیونکہ جو تواضع کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا

۱۰۔ قاضی خان نے صرف بال مبارک کی بے ادبی کر کفر کا فتوی دیا۔

اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی کان کافرا و کذا قال بعض العلماء لو کان لشعر النبی شعیر فقد کفر و عن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعرۃ من شعراتہ الکریمتہ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر و لو قال جن النبی ذکر فی نوادر الصلوۃ انہ کفر (فتاوی قاضی خان ص ۸۸۲ ج ۴)

ترجمہ اگر کسی مرد نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو تصغیر شعیر کہا تو کافر ہو گیا۔ امام ابو حفص کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا وہ بے شک کافر ہو گیا مبسوط میں مذکور ہے کہ حضور کو گالی دینا کفر ہے نوادر الصلوۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا نبی علیہ الصلوۃ والسلام پہ جنون طاری ہوا بے شک وہ کافر ہو گیا۔

نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا کہا تو واجب القتل ایک ظالم عشر وصول کرنے والے نے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے اور کہا میرے ظلم کی شکایت بیشک حضور سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل رہا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی۔

(بعض امور سے بے خبر) جاہل رہے اور انہوں نے بھی سوال کیا اس پر امام ابو عبداللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتوی دیا۔ (شفاء شریف ص ۲۱۰ ج ۲)

ان فتاوی پر اکتفاء کر کے اب اپنے دور کے مدعیان الام سے صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ مخالفین کی عبارات بے ادبی صریح پر مشتمل۔ تم خود جانتے ہو تو پھر ان سے صلح کیسی۔ (حاشیہ ختم)

marfat.ocm

ہے اسے اللہ تعالیٰ گرانا ہے رفعت سے مطلق رفعت مراد ہے جو رفعت صوری و معنوی ہر دو نوں کو شامل ہے۔

والذین اوتوا العلم اور وہ جو علم دیئے گئے اور ان میں سے بالخصوص علماء کو رفعت بخشتا ہے۔ یہ عطف الخاص علی العام سے ہے تاکہ دلیل ہو کہ علماء کرام کی بڑی شان اور ان کا مرتبہ بلند ہے یہاں تک کہ ایسے محسوس ہو کہ گویا وہ جنس دیگر ہیں۔

درجات درجے یعنی طبقات بلند اور اونچے مراتب بسبب اس کے کہ وہ علم و عمل کے جامع ہیں کیونکہ علم اپنی بلندی درجہ کی وجہ سے عمل کا متقاضی ہے۔ ایسی مزید رفعت کو مقترن ہے جس کی منزل کو خالی از عمل نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ علم میں کتنا ہی بہترین صلاحیت کا حامل ہو اسی لئے علماء کے افعال کی اقتداء کی جاتی ہے ان کے غیر کے افعال کی اقتداء نہیں۔

فائدہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ درجات میں معطوف الیہ کے لئے درجات میں کوئی شرکت نہیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ منکم پر کلام مکمل ہو گیا اور اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ فعل مضمر میں منصوب ہے۔ یعنی یرفع سے درجات کا منصوب ہونا نزع الخافض سے ہے کہ دراصل الی درجات یا مفعول مطلق ہے اور اس کا مضاف محذوف ہے کہ دراصل رفع درجات تھا یا اسم موصول سے حال ہے یعنی وہ صاحب درجات ہیں۔ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور تمہارے کردار سے خبیر باخبر ہے عالم ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں نہ اس کی ذات جنساً و نوعاً اور نہ اس کی کیفیت باعتبار اخلاص و نفاق و ریاء و سمعۃ شہرت اور نہ اس کی کمیت باعتبار قلت و کثرت کے وہ تمہاری کشادگی اور جگہ دینے کے لئے اٹھنے اور اس میں تمہاری نیات کو جانتا ہے اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ضائع نہ ہوں گی۔

فائدہ بعض نے کہا یہ جملہ تہدید ہے اس کے لئے جو امر الٰہی کی تعمیل نہیں کرتا یا اسے بجالاتا ہے تو ناخوش ہو کر۔

سبق لازم ہے مجالس میں کشادگی اور طاعت الٰہی بجالانا اور علم کی طلب۔

مسئلہ آیت سے علماء کے وقار کا پتہ چلا کہ مجالس میں ان کی تقدیم ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدم

maarfat.com

بنایا اور بلند مقام بخشا اور درجات عالیہ عطا فرمائے۔

فضائل علماء

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی روشنی تمام ستاروں پر۔

صوفیانہ معنی عالم سے مراد باقی باللہ اور عابد سے مراد فانی فی اللہ ہے (التاویلات نجمیہ) اور عین المعانی میں فرمایا علم سے مکاشفہ مراد ہے یعنی جس علم کی فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے اس سے مکاشفہ مراد ہے یعنی حضور ﷺ نے فرمایا عالم کی عابد پر وہی فضیلت ہے جو مجھے امتی پر حاصل ہے (اس سے علم مکاشفہ مراد ہے) کیونکہ علم معاملہ عمل کے تابع کیونکہ عمل کے ثبوت کیلئے علم شرط ہے اس لئے کہ عمل تب عبادت بنتا ہے جب علم معاملہ میں مقترن ہو اسی لئے بعض نے کہا عابد علم کے بغیر چکی والا گدھا ہے جو نیکی کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے کہ بہت کافی دیر گھومنے کے باوجود مسافت طے نہ کر سکا۔

علم چنداں کہ بیشتر خوانی ۔۔۔ چوں عمل در تو نیست نادانی

(علم جتنا زیادہ پڑھو جب عمل نہ ہو تو تم نادان ہو) **انتباہ** جاں علم کی تعریف ہے اس سے با عمل علم مراد ہے۔

رفعت آدمی بعلم بود ۔۔۔ ہر کرا علم بیش رفعت بیش

قیمت ہر کے بدانش اوست ۔۔۔ سازو افزوں بعلم قیمت خویش

(آدمی کی رفعت علم سے ہے جسے جتنا زائد علم اتنا رفعت زیادہ۔

ہر ایک کی قدرو منزلت دانش ہے علم اپنی قیمت خود بڑھاتا ہے)

کسی بزرگ نے فرمایا۔

مرا تجربہ معلوم گشت آخر حال

کہ عز مرد بعلم است و عز علم بمال

marfat.ocm

(تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کی عزت علم اور علم کی مل سے ہے۔

فائدہ کسی دانشور نے فرمایا تھا کہ اس نے کچھ نہ پایا جس سے علم فوت ہو گیا اور اس نے سب کچھ حاصل کر لیا جسے علم نصیب ہوا۔

فائدہ جو علم عمل سے عاری ہے اس کا انجام ذلت و خواری کے سوا کچھ نہیں۔

فائدہ حضرت الزہری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم نر ہے اسے ذکورۃ الرجال ہی حاصل کر سکتی ہے (یعنی جوان مردی ہے علم حاصل کرنا بے علم بمنزلہ (عورت کمزور کے ہے)

علماء کی شفاعت حضرت مقاتل نے فرمایا کہ مومن جب جنت کے دروازے پر پہنچے گا تو اسے فرشتہ کہے گا تو بہشت میں جا اس لئے کہ تو عالم نہیں (یعنی اکیلا جا) جب عالم پہنچے گا تو اسے کہا جائے گا ٹھہریئے دوسروں کی شفاعت کیجئے۔

فضیلت علم حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ کوئی دین کا مسئلہ سمجھ لوں اس سے کہ سو رکعت نوافل پڑھوں اور مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مسئلہ دینی سمجھوں اس سے کہ ایک ہزار رکعت نوافل پڑھوں۔

طالب علم شہید حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب طالب علم پر موت آتی ہے (حالانکہ وہ اس وقت علم کی طلب میں تھا اور مر گیا) تو وہ شہید ہے۔

فائدہ جمیع درجات یا باعتبار تعدد اصحاب درجات کے ہوں گے کہ ہر عالم ربانی کا بلند درجہ ہو گا یا باعتبار کا فرق ہو گا جس کا ہر درجہ تیز رفتار گھوڑا ستر سال میں طے کر سکے گا۔

فائدہ الحضر (بضم الحاء المہملہ) گھوڑے دوڑنے کے وقت اونچا ہونا) الجواد یعنی تیز رفتار گھوڑا۔ المضمر (طاقت ور

گھوڑ) اس لئے کہ کہ اسے اتنا گھاس کھلایا جائے کہ وہ موٹا ہو جائے پھر اسے قوت والی خوراک شروع کی جائے اور یہ چالیس دنوں کے بعد ہوتا ہے۔ المضار: جگہ جہاں گھوڑے دوڑائے جائیں اور گھوڑے کی دوڑ کا تماشائی نظارہ دیکھا جائے۔

تفسیر عالمانہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے خاص ایمان والو! إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ جب تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرو المناجاة یعنی ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنا اب معنی یہ ہوا جب تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض ایسے امور میں پوشیدہ بات کرو جو پوشیدہ معاملہ ہے۔ اور راز کی گفتگو مطلوب ہے یعنی اگر تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ راز کی بات کرنا چاہتے ہو۔

فائدہ بعض تفاسیر میں ہے کہ ان سے پوشیدہ طور اپنے خواب کی تعبیر پوچھنا چاہتے ہو۔

مسئلہ اس میں اشارہ ہے کہ مقتدیوں کا اپنے معاملات کو مقتداؤں کو پیش کرنا لازم ہے تاکہ وہ ان کی صحیح تعبیر کریں بالخصوص عظیم واقعات اور خواب وغیرہ میں ارباب سلوک کا یہی دستور رہا ہے یہاں تک کہ حکم ہے کہ مرید پر لازم ہے کہ اپنا امر اپنے مرشد کی خدمت میں پیش کرے۔ شیخ اسے کچھ بتائے یا نہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ امانتیں ادا کرو ان کے اہل کو۔
مرید کے پاس بھی ایک امانت ہے۔ جو وہ اپنے مرشد کی خدمت میں پیش کرے کیونکہ یہ اس کا اپنا بڑا فائدہ ہے بلکہ سلوک میں اسے بہت بڑی قوت نصیب ہوگی۔

مسئلہ تعبیر میں بھی بہت بڑی تاثیر ہے جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خواب کا اثر وہی مرتب ہوگا جس طرح تعبیر ہوگی فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ تو مقدم کرو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات یعنی پہلے مستحق کو صدقہ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عرب کو افضل نعمت عطا ہوئی ہے وہ شعر ہے جسے ضرورت سے پہلے کریم کے سامنے پیش کرتا ہے تو کریم بارش کی طرح اس پر دراہم و دنانیر برساتا ہے اور اس سے بخیل کا بخل ظاہر ہوتا ہے یہ استعارہ تخلیہ ہے مستعار ہے اس سے جس کے دو ہاتھ ہوں۔ نجواکم استعارہ

marfat.ocm

بالکلیہ وجبن یدیہ تحکیہ ہے۔

فائدہ بعض تفاسیر میں ہے کہ جب تم ارادہ کرو خواب کی تعبیر پوچھنے کا تو صدقہ کرو اس سے پہلے تاکہ وہ تمہارے امور کے لئے قوت و نفع ہو۔

شان نزول جب عوام نے حضور نبی پاک ﷺ کو بار بار کے سوالات سے اکتا دیا اور نہایت ہی ملال میں ڈال دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تقدیم صدقہ کا حکم فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ سے گفتگو کرنے سے پہلے صدقہ دو تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ اس آیت کے نزول کے بعد بہت سے لوگ حضور سرور عالم ﷺ سے گفتگو سے رک گئے۔ فقیر تو تنگی کی وجہ سے اور غنی بخل کی وجہ سے۔

شان کمال آیت میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کا بیان ہے اور ساتھ ہی فقراء کے نفع کا ذکر ہے اور زیادہ سوال کرنے سے رکاوٹ کا بیان ہے اور منافق اور مخلص کے درمیان امتیاز کا اظہار ہے اور اس سے معلوم ہو تاکہ محب دنیا کون ہے محب آخرت کون۔

مسئلہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ امر ندب کا ہے یا وجوب کا اگر وجوب کا تو ءَاَشْفَقْتُمْ (الآیۃ) سے منسوخ ہے وہ اگرچہ تلاوت کے لحاظ سے اس آیت کے متصل ہے لیکن نزول کے لحاظ سے موخر ہے جیسے ناسخ کا قاعدہ ہے کہ وہ منسوخ سے موخر ہوتا ہے۔

فائدہ بعض نے کہا اس کے نسخ میں صرف ایک گھنٹہ کی تاخیر ہوئی لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کی تاخیر دس دنوں تک ہوئی جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ قرآن مجید میں یہی آیت ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہ کیا اور نہ میرے بعد کوئی عمل کرے گا کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت میرے پاس صرف ایک دینار تھا جسے میں نے خرچ کر کے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ راز و نیاز کی بات کی (اس کے بعد یہ آیت منسوخ

marfat.com

ہو گئی یعنی اس کا وجوب منسوخ ہو گیا لیکن اس کا استحباب باقی ہے) (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس دینار کے بدلے دس دراہم لئے جب بھی حضور سرور عالم ﷺ سے بات کرتا تو ایک درہم خرچ کرتا دس دنوں تک دس علوات کا سوال کیا اور دس دراہم خرچ کئے جیسے الکلبی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دس دراہم میں دس زریں اقوال سیکھے۔ یہ اس وقت ہے جب اسے وجوب پر محمول کیا جائے۔

سوال دس دن گزر جانے کے باوجود دوسرے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بات کرنے کا موقع نہ ملا تعجب ہے حالانکہ بڑے اغنیاء صحابہ بالخصوص سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر و سیدنا عثمان و دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کہاں رہے۔

جواب ۱ یہاں خصوصی بات کرنا مراد ہے جو بغیر پوچھے حل نہ ہو سکے۔ جیسے مناجی (سرگوشی) کا دستور ہے ان اغنیاء و صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسے سوالات کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ اگر اس خواب کی تعبیر مراد ہو تو بھی جواب ظاہر ہے کیونکہ بعض اوقات دس ایام کیا کئی ماہ انسان کو بغیر خواب کے گزر جاتے ہیں۔

جواب ۲ یا رسول اللہ ﷺ ہیبت و رعب سے ویسے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سہمے رہتے تھے (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب (باادب صحابہ) بالخصوص اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا حکم آیا تو سمجھا۔ اس اہمیت کی ہمت کہاں ممکن ہے ہم کسی بے ادبی کے مرتکب ہو جائیں تو سوال نہ کرنا بھلا۔[لہ]

[لہ] باقی رہا رسول اللہ ﷺ پر مال کا خرچ کرنا (اللہ اللہ) اس میں صحابہ کرام کی مثال کہاں بالخصوص صدیق اکبر و عثمان غنی و فاروق و دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی داستانیں کتابوں میں موجود ہیں۔ دہرانے کی ضرورت نہیں اسی لئے اس سے کوئی ضعیف الاعتقاد صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت امر پر محمول کرتا ہے تو اس کی شومی قسمت ہے یہاں شیعوں نے صحابہ کرام بالخصوص خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر جی بھر حملے کئے لیکن لاحاصل کیونکہ ان پر اعتراض تب ہوتا جب انہوں نے کبھی رسول اللہ ﷺ پر کچھ خرچ نہ کیا ہو۔ وہاں مال کیا شے تھی وہ جان - آل - اولاد - ماں - باپ - کنبہ برادری قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے اور بارہا کر چکے تھے۔ مزید تفصیل تفسیر اویسی ملاحظہ (اویسی غفرلہ حاشیہ خیر کا)

marfat.com

ازالہ وہم مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کوئی گمان نہ کرے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے موقعہ پر خرچ کرنے سے کیوں پیچھے رہے۔ خبردار خبردار بدگمانی نہ کرنا ہرگز نہ کرنا اس لئے ان حضرات کی قربانیاں ڈھکی چھپی نہیں۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق و عثمان رضی اللہ عنہما ہزاروں کے ہزار درہم و دنانیر خرچ کر دیتے اور ایک بار نہیں کئی بار تو کیا وہ صرف ایک دینار کے خرچ کرنے سے پیچھے ہٹ سکتے تھے۔ ایسے ہی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سمجھئے خلاصہ یہ کہ انہیں ایسا موقعہ ہی پیش نہ آیا جو سرگوشی کا متقاضی ہو۔

سوال دس دن گزر گئے کسی نے کوئی بات بھی نہ کی۔ ورنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسے فخروناز سے بیان نہ کرتے حالانکہ پانچ وقت تو نمازیں ساتھ پڑھتے ہوں گے۔

جواب بات نجویٰ (سرگوشی) کی ہے عام بات کی بات نہیں سرگوشی ایک خاص امر ہے جو ضرورت کے وقت پیش آتا ہے اور خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی (جیسے اصول تفسیر کا قاعدہ[1] ہے)

---

[1] جواب ازاویسی غفرلہ یہ ایک خصوصیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دوسرے چند خصوصیات کی طرح آپ سے مخصوص ہو نا نہ خلافت بلافصل ثابت ہو سکتی ہے اور نہ افضلیت نہ اصحاب ثلاثہ جیسے اصول اسلام کا قاعدہ ہے تو اس میں کون سا حرج ہے اگر دیگر صحابہ کرام کو خصوصیت نہ ملی تو اس سے شیعہ مذہب کا کونسا گنبد تیار ہو گیا۔ یہ ایسے ہے جیسے تزویج فاطمہ رضی اللہ عنہا و فتح خیبر وغیرہ وغیرہ اور بعض صفات مفضول میں ہوں تو ان صفات کی وجہ سے اپنے سے افضل ذات فاضل تر نہیں ہو جاتا مثلاً حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھئے کہ خضر علیہ السلام مفضول ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام افضل لیکن علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام کو حاصل کرنا پڑا تو اس سے کب لازم آگیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خضر علیہ السلام بڑھ گئے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "آئینہ مذہب شیعہ" دیکھئے۔ (حاشیہ ختم)

marfat.ocm

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت برامت مصطفیٰ ﷺ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سرور عالم ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا آپ کی کیا رائے ہے کہ یہ سرگوشی ایک دینار میں ہو۔ میں نے عرض کی زیادہ ہے فرمایا۔ آدھ دینار عرض کی زیادہ اس کی بھی اتنی طاقت نہیں رکھتے فرمایا تو پھر کتنا ہو میں نے کہا ایک گندم کا دانہ یا جو کا فرمایا انک لزھیدہ تو وہ ہو جو زہد کی وجہ سے تھوڑے مال والے ہوں۔ کہ اس میں زہد دکھا رہے ہیں لیکن یہ تمہاری قدرت و طاقت پر ہے تمہیں اہل ایمان کی شفقت سے کیا۔[1]

فائدہ حبہ یا شعیرہ سے (ہم نے ترجمہ گندم کا دانہ اور جو کا دانہ لکھا اگرچہ وہ بھی درست ہے) لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے سونے کی مقدار مراد ہے۔

خصوصیات علی المرتضیٰ پر بعض صحابہ کا رشک رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین خصوصیات ایسی ہیں کہ ان میں سے کاش مجھے ایک بھی نصیب ہوتی تو میرے لئے بہترین اور نفیس ترین مال سے مرغوب تو تھا۔ وہ تین خصوصیات یہ ہیں۔

---

[1] یہاں خوارج دور حاضر کے مخالفین اہلبیت سوال اٹھائیں گے کہ معاذ اللہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخل سے کام کیا اور نہ سرکار دو عالم ﷺ کے دیدار پر انوار اور آپ سے راز و نیاز کی گفتگو کی قیمت صرف ایک دانہ گندم یا جو تو جس طرح شیعہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ کی جہت واحدہ دیکھ کر اعتراض جڑ دیتے ہیں ایسے ہی خوارج کا حال تھا اور ہے۔ سنی خوش قسمت ہے کہ وہ صحابہ کرام کا نیاز مند ہے تو اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کا بھی اسی لئے ان کی طرف سے توجیہات صحیحہ نکال کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت کو بے داغ و بے غبار ثابت کرتا ہے تو اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی تو یہاں بھی یہی بات ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے بخل سے نہیں بلکہ امت مصطفویہ پر شفقت کا اظہار فرمایا۔ (اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

۱۔ تزویج فاطمہ رضی اللہ عنہا

۲۔ غزوہ خیبر میں انہیں جھنڈا دینا۔

۳۔ آیتہ النجویٰ پر عمل

فائدہ حمر النعم بسکون المیم۔ الحمر عرب کے نفیس ترین اموال اور شے کی نفاست کے اظہار کے وقت اسے ضرب المثل کے طور استعمال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر عظیم تر اور کوئی شے نہیں۔

مسئلہ یہ جو بعض لوگ بادشاہوں اور روساپر مال نچھاور کرتے ہیں اسی آیت سے حاصل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مال نچھاور کرنا اپنے محبوب ﷺ کے لئے سکھلایا ہے جیسا کہ فرمایا یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ یہ صدقہ کرنا خَیْرٌ لَّكُمْ تمہارے لئے بہتر ہے اے مومنو! اسے روک رکھنے سے بہتر اس لئے ہے کہ صدقہ دینے سے مال میں افزونی ہوتی ہے۔ واطھر اور تمہارے لئے زیادہ پاک اور ستھرا ہے یعنی شک کے غبار اور بخل کی میل سے جو مال سے اٹھتا ہے کہ مال سب دنیا کا عظیم ترین شے بلکہ ہر خطاء کا سرچشمہ ہے اور اطہر اس لئے کہ وہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور یہ دلیل ہے اس کی کہ یہ امر ندب کا ہے لیکن اگلا جملہ وجوب ثابت کرتا یعنی فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اگر نہ پاؤ مال تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور ور حیم ہے۔

فائدہ وجوب اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ ترخیص (صدقہ نہ کرنے کی رخصت) اس کے لئے تھی جو مناجات میں مال نہ رکھتا ہو (اگر رکھتا ہو تو پھر رخصت نہیں اسی لئے فرمایا کہ اس کے لئے غفور ور حیم ہے کہ صدقہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور مناجات (سرگوشی) کا بھی خواہش مند ہے کیونکہ ایسے کمزور پر بھی واجب ہے تو تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہے۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل ارادہ نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریدین کو ادب سکھایا کہ وہ اپنے

[illegible]

marfat.com

سے اعتقاد ہو تو محبت و ارادت ضروری ہے کیونکہ ایسا اعتقاد اور محبت و ارادت ان کے مریدین باصفا کے لئے شرط ہے ان کے قلوب کے لئے بھلائی اور ان کے نفوس کے لئے زیادہ پاکیزہ اگر کوئی مرید ان کے حقوق کی ادائیگی میں کمزور ہو لیکن ان پر اعتقاد کامل رکھتا ہے اور ارادت میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتا اور وہ سمجھتا ہے کہ ادائیگی حقوق میں میری کمزوری ہے اور یہ میرا ایک قصور ہے۔ ایسے مریدین کے لئے اللہ تعالیٰ ان کی تقصیرات سے درگزر فرمائے گا کیونکہ وہ ان کے ساتھ مہربان ہے بلکہ اپنے لطف و کرم سے ایسے کمزوروں کو اکابر کے مراتب تک پہنچادے گا۔

چہ سودائے شیخ فزوں خرمن طاعت　　　چو نتوانی کہ بکجو از وجود خویش گاہے

ترجمہ　اے شیخ ہر آن طاعت کے ڈھیر جمع کرنے کا کیا فائدہ جب تو ایک جو مقدار اپنا قربان کرنے کو تیار نہیں۔

تفسیر عالمانہ　ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ (کیا تم سے یہ کام دشوار ہے کہ تم اپنی مناجات سے پہلے صدقات دو)

حل لغات　الاشفاق　ناگوار امر سے خوف کرنا استفہام تقریری ہے کیونکہ بعض نے مناجات کا ترک ناگواری سے بھی اگرچہ ان کا ایسا کرنے سے امر الٰہی کی مخالفت ثابت نہیں ہوئی (جیسے علم اصول التفسیر کا قاعدہ ہے) صدقات صدقہ کی جمع ہے۔ یہ خطاب جملہ مخاطبین کو ہے۔

نکتہ　اس آیت صدقات صیغہ جمع اور آیت اول میں صیغہ واحد میں اشارہ ہے کہ پہلی آیت میں عمل کرنے کے لئے تھوڑی شے بھی کفایت کرتی اور دوسری آیت کثرت صدقات کثرت تناجی اور مناجات کنندہ کی طرف اشارہ ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اگر تم اے ونگرو تمہیں مناجات سے قبل تقدیم صدقہ سے فقر کا خوف ہے اس معنی پر انحصار کے پیش نظر مفعول محذوف ہے اور اَنْ تُقَدِّمُوْا دراصل لان تقدموا تھا۔ ما معنی خفتم التقدیم۔ تم تقدیم سے ڈرتے ہو اس لئے کہ تمہیں شیطان فقر سے ڈراتا ہے شاعر نے کہا۔

لیے سچے اور صحیح پیر اور جو دکاندار رسمی ہیں بلکہ ظلم یہ ہے کہ شریعت کے صراحۃً خلاف عمل کرتے ہیں ایسوں کو دینا گناہ ہے)

marfat.ocm

ھون علیک ولا تولع باشفاق　　فانما المال للوارث الباقی

ترجمہ　خود پر نرمی کر اور ڈر کے ساتھ حرص نہ کر کیونکہ ہمارے اموال تو اس وارث کو ملیں گے جو ہمارے بعد ہو گا۔

فاذلم تفعلوا　وہ جو تم حکم دیئے گئے ہو جب نہ کرو گے اور تمہیں یہ ناگوار ہے اور تمہارے سے یہ کام نہ ہو سکا

وَتَابَ اللّٰہُ　اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرلے گا کہ تمہیں رخصت دے گا کہ تم یہ کام نہ کرو اور تمہارے سے صدقہ کی تقدیم ساقط کر دے گا۔

فائدہ　یہ حقیقتہً توبہ کی قبولیت کی دلیل نہیں اور نہ ہی اسے اس پر محمول کیا جائے کہ ان سے غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ توبہ کی خوشخبری سنا رہا ہے اس لئے کہ ان سے اس حکم کے حق میں کوتاہی ہوئی ہی نہیں کیونکہ ان کی مناجات بالنبی ﷺ اس وقت ہوئی جب حکم منسوخ ہو چکا تھا۔

مسئلہ　اشفاق ان کے لئے ذنب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے معافی کا پیام بخشا کہ یہ کام بالقوۃ اس طرح ہو گا تو اس کا قائم مقام توبہ کو کھڑا کر دیا۔ اس معنی پر اذ ظرفیہ اپنے معنی میں اسے مجاز کی طرف لے جانے کی ضرورت نہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ تم نے جو گزرے وقت میں کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تم سے درگزر فرمایا اب تم جو تمہیں آئندہ حکم ہو اس پر مستعدی سے اس کا تدارک (جبر نقصان) کرو۔

فائدہ　بعض نے کہا اذا بمعنی اذا (مستقبل کے لئے) ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول اِذِالْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ جب زنجیر ہوں گے ان کی گردنوں میں۔ میں اِذْ بمعنی اِذَا ہے یا بمعنی ان شرطیہ ہے اور یہی ماقبل کو قریب ہے لیکن ان میں یہ ہے کہ وہ وقوع اور لا وقوع دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ　تو نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔ یہ اس کے قول فَاِذْلَمْ تَفْعَلُوْا کا سبب ہے۔ اب معنی یہ ہے کہ تمہارے سے تقدیم صدقات کے امر کے متعلق کم ہو گئی ہے تو اب اس کا تدارک اقامت نماز اور زکوۃ کی ادائیگی سے کرو۔

marfat.ocm

اطیعوالله اطیعوالرسول اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی ان کے تمام اوامر میں کیونکہ نماز زکوۃ کا قائم کرنے والا گویا اپنی کوتاہی اور کمی اور نقصان پورا کرنے والا ہے یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔ نفع کی تکمیل و تتمیم کے لئے ہے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ عالم تمہارے اعمال ظاہرو باطنہ کو اس سے کوئی چھپی ہوئی شے مخفی نہیں اس پر تمہیں جزاء دے گا اس لئے وہی عمل کرو جس کا تمہیں حکم ہو صرف اس کی رضاجوئی میں اس میں ریاء و سمعہ نہ ہو اور اس کی طرف زاری کرو اس کے عذابوں سے ڈرتے رہو۔ بالخصوص جمعہ کی جماعت کو بالالتزام ادا کرو اور وہ ان دعاؤں پر مدامت کرو جو نبی پاک ﷺ سے مروی ہیں مثلاً

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ اِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ

ترجمہ اے اللہ میرا دل نفاق سے اور میرا عمل ریاء سے اور میری زبان جھوٹ سے اور میری آنکھ خیانت سے پاک کر تو آنکھ کی خیانتوں اور وہ جو سینوں میں چھپا ہے جانتا ہے۔

فائدہ دوسرے اذکار اور امر بالطاعۃ کے دیگر امور سے نماز و زکوۃ کی تخصیص ان کے علو شان اور بلند قدری کی دلیل ہے کیونکہ نماز رئیس الاعمال بدنیہ اور جمیع انواع عبادات (قیام، رکوع، سجود، قعود، تعوذ، بسلہ، قراۃ، تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر اور صلوۃ و سلام (علی النبی ﷺ) دعا جو عبادت کا مغز ہے کی جامع ہے اسی لئے اس کا نام صلوۃ ہے بمعنی دعا لغۃ اور یہی عبادت الٰہیہ میں سے ایک عبادت ہے اور آسمان و زمین کے جملہ عابدین کی عبادت کے ساتھ محفوظ ہے یہی وجہ ہے جو اس کا تارک ہے وہ محروم ہے نمازیوں کو مبارک ہو! اور ان کے تارکین کو عذاب۔ زکوۃ بھی ام الاعمال المالیہ ہے اس سے دنیا میں مال بڑھتا اور قلب بخل کی غبار اور حرمت کی خباثت سے پاک ہوتا ہے اسی لئے زکوۃ بمعنی طہارت ہے کہ اس سے دنیا میں مال خود بخود بڑھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات میں برکت دیتا ہے۔ اور آخرت میں اضافہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دوگنا دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسب حلال سے ایک کھجور خرچ کی اور اللہ پاک مال قبول کرتا ہے تو

marfat.ocm

اسے اللہ تعالیٰ دائیں ہاتھ (قدرت) قبول کر لے تو اس کی اللہ تعالیٰ اس طرح پرورش کرے گا جیسے تمہارا ایک گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ احد پہاڑ (شریف) جتنا ہو جاتا ہے۔

فائدہ اس تقریر زکوٰۃ کا اثر کا ہو بمعنی النماء یعنی زیادہ۔

بوستان میں ہے۔

بدنیا توانی کہ عقبیٰ خری بخرجان من ورنہ حسرت خوری

زرو نعمت آید کے رابکار کہ دیوار عقبیٰ کند زرنگار

(دنیا سے تو آخرت خرید سکتا ہے اے جان من خرید لے ورنہ حسرت کھائے گا)

زرو نعمت کام آئے گی کہ جس سے آخرت کی دیوار کو سنہری بنایا جائے۔

تفسیر عالمانہ الم تر کیا تو نے نہیں دیکھا۔ یہ ان منافقین کے معاملہ سے تعجب دلاتا ہے جنہوں نے یہودیوں سے یارانہ بنا رکھا تھا انہیں کو اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے اور ان کو اہل ایمان کے اسرار سے آگاہ کرتے اور یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو یا ہر اس کو ہے۔ جو بھی یہ کلام سمجھے اور رؤیہ کا الیٰ سے متعدی ہونے سے بمعنی النظر ہو گیا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ الی الذین تولوا ان کو جنہوں نے یارانہ بنالیا ہے۔

حل لغات التولی بمعنی الموالات ہے نہ بمعنی الاعراض یعنی دوستی کی۔ قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ایسی قوم سے جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا ہے یعنی یہود جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا من لعنه الله و غضب عليه وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اس نے اس پر غضب کیا۔

حل لغات الغضب نفس کی حرکت اس کا مبدا انتقام کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف جب منسوب ہو تو رضا کی نقیض یا ارادہ انتقام یا تحقیق اور الوعید یا دردناک گرفت اور سخت قسم کی پکڑ یا ہتک الاسرار یا نار سے تعذیب یا تغیر النعمت مراد ہوتی ہے۔

ماهم نہیں وہ جس سے تم نے دوستی کی۔ منکم تم میں سے فی الحقیقت ولا منهم اور نہ ان سے جس

marfat.ocm

قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے کیونکہ وہ منافق ہیں وہ ان کے درمیان میں مذبذب ہیں اگرچہ فی الواقع کافر ہیں لیکن ابھی یہود سے بھی نہیں کیونکہ ان کا وہ اعتقاد نہیں جو یہودیوں کا ہے اور نہ ہی ملا ان کے اطوار میں پورے ہیں کیونکہ منافقین تو جہنم کے نچلے گڑھے میں ہوں گے یہ جملہ مستانفہ ہے۔ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ اور وہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

حل لغات حلف بمعنی کسی قسم سے عہد کرنا محالفہ بمعنی معاہدہ حلف دراصل اس یمین کو کہتے ہیں کوئی ایک دوسرے عہد ے پھر ہر یمین پر اس کا اطلاق ہونے لگا یعنی منافقین کہتے ہیں واللہ انا المسلمون بخدا ہم مسلمان ہیں۔ کذب جس پر قسم کھائی گئی وہ ہے دعوائے اسلام اس کا عطف تو اوپر ہے اور تعجب کے حکم میں ہے مضارع کا صیغہ تکرر و تجدد قسم کی وجہ سے ہے کہ موافق تکرر مقتضا کے وھم یعلمون اور وہ جانتے ہیں کہ وہ جس دعویٰ پر قسم کھا رہے ہیں وہ جھوٹ ہے یہ قسم یمین غموس کی طرح ہے۔ یمین غموس وہ ہے جو زمانہ ماضی میں کسی فعل کے کرنے نہ کرنے پر عمداً جھوٹی قسم کھا جائے۔ اسے غموس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قسم کھانے والے گناہ میں پھر جہنم میں ڈبو دیتی ہے۔

سوال منافقین کی قسم کو غموس کیوں نہیں کہا جاتا؟

جواب غموس میں شرط ہے فعل ماضی کی اور منافقین کی قسم زمانہ حال میں ہے اور جملہ یحلفون کے فاعل سے حال ہے جو مقید ہے ان کے کئے ہوئے عمل کی کمال شناعت کے لئے کیونکہ جو عمداً قسم کھائی جائے نہایت ہی قبیح ہے۔

فائدہ اس تقلید میں دلالت ہے کہ یہ کذب عام ہے اس کو کہ مخبر عدم مطابقت للواقع کو جانتا ہے اور اس کو کہ اسے نہیں جانتا یہ قید نظام اور جاحظ پر حجت ہے (تفصیل علم معانی ہے)

شان نزول حضور سرور عالم ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے کسی حجرہ میں رونق افروز تھے تو خود

marfat.ocm

ی فرمایا ابھی ایک شخص آنے والا جس کا قلب سرکش ہے اور دیکھتا شیطان کی آنکھ سے اس پر عبداللہ بن نبتل (بتقدیم النون علی الباء الموحدۃ بھوں جنش) اور وہ نیلی آنکھوں والا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا تو اور تیرے ساتھی مجھے گالی (مذمت) کیوں دیتے ہو کہا بخدا میں نے ایسا نہیں کیا آپ نے فرمایا تو نے کیا ہے پھر وہ ساتھیوں سمیت اٹھ کر چلا گیا اور سب قسمیں کھاتے نکلے کہ ہم نے آپ کو گالی نہیں دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ اس روایت سے محلوف علیہ (جس پر قسم کھائی گئی) ان کا گالی نہ دینا ہے۔

اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیا ہے سب اسی کے **عَذَابًا شَدِيْدًا** سخت عذاب دنیا میں خواری و رسوائی اور آخرت میں آتش دوزخ اور عذاب سے ایک قسم کا عظیم عذاب نوعیتہ عذابا کی تنکیر سے ہے اور العظیم کی صفت عذاب کے شدت کے لئے ہے۔

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بیشک برا ہے وہ جو عمل کرتے ہیں یعنی جس پر ٹوٹ گئے اور اصرار کیا تمرن بمعنی ڈٹ جانا اور اس پر استمرار اس طرح جیسے کہ زمانہ حال میں ہیں برے عمل میں یہ کان سے ثابت ہوا کہ یہ وہ زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہے یعنی ان کا برا طریقہ پہلے بھی ہے اور ایسے ہی رہے گا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ انہوں نے قسموں کو بنالیا۔ یعنی فاجر قسموں جو ضرورت کیوقت کھاتے ہیں اور یمین حلف کے معنی میں لیا مستعار ہے۔ **يَدٌ** (سیدھے ہاتھ) سے اس پر سہارا کرتا ہے قسم کھانے والا یا معاہدہ کرنے والا۔

جُنَّةً ڈھال یعنی وہ شے جو اپنے صاحب کو چھپائے یعنی ڈھال۔ اب معنی یہ ہوا کہ بچاؤ اور پردہ جس سے اہل ایمان سے اور جن کو انہوں نے قتل کیا اور مال لوٹا۔ چھپتے ہیں یعنی ایسی پناہ کہ ان کا خون و مال پناہ میں رہے۔ اس تقریر میں اتخاذا بمعنی ان کا تیار کرنا اور خود تیار رہنا تاوقت ضرورت جھوٹی قسموں کے لئے تاکہ قسمیں کھا کر خود کو مواخذہ سے بچالیں نہ یہ اتخاذ بمعنی ان کا استعمال کرنا یا الفعل مراد نہیں کیونکہ وہ تو مواخذہ مسبوقہ بوقوع الجنایتہ والخیانہ سے مؤخر ہے و اتخاذ الجنتہ کا مواخذہ اور اس کے سبب سے بھی پہلے ہونا ضروری ہے۔ جیسے آنے والی آیت کی فاء سے واضح ہوتا ہے۔

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تو انہوں نے لوگوں کو روکا اور پھیرا اللہ کی راہ سے یعنی اس کے دین سے ان کے

marfat.ocm

امن و سلامتی میں خلل ڈال کر دخول اسلام کے لئے آنے والوں کو بزدل بنا کر اور مشہور کر کے کہ مسلمانوں کا معاملہ نہایت کمزور ہے۔

فَلَهُمْ تو ان کے بسبب ان کے کفر اور ان کے روکنے (مذکور) کے عَذَابٌ مُّهِينٌ خوار کرنے والا عذاب ہے۔ اہل محشر کے سامنے انہیں رسوا کرنے والا عذاب۔ یہ دوسری وعید ہے عذاب کی وصف سے بعض نے کہا پہلے عذاب سے عذاب قبر اور اس دوسرے سے عذاب آخرت مراد ہے۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ ہرگز نہ بچائیں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے عذاب سے شیئاً کچھ تھوڑا سا۔

حل لغات أَغْنَىٰ عَنْهُ بمعنی کفاہ اسے کفایت کیا یعنی وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں مذکور بچاؤ کے لئے اور جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو انہیں نہ مال بچائیں گے نہ اولاد جن کی یہ دنیا میں حفاظت کرتے اور اس پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر سچ اور حق ہے جو حضرت محمد عربی (ﷺ) کہتے ہیں تو ہم عذاب کو اپنے سے دور کریں گے اموال و اولاد کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت سے جتلایا کہ قیامت کا وہ دن ہے جس میں کسی کو نہ مال نفع دے گا نہ اولاد نہ کوئی کسی کو کسی ایک معاملہ میں (سوائے اہل ایمان کے)

أُولٰٓئِكَ وہ جن کے صفات قبیحہ مذکور ہوئے برہان القرآن میں واؤ کے بغیر ہے۔ یہ پہلے جملوں کے اور اللہ تعالیٰ کے قول (أُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ) کے موافق ہے۔

أَصْحَابُ النَّارِ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہنے والے اور اس میں گزارنے گویا اس کے مالک کہ ان کو وہاں کی حاصل ہوئی اور ان برائیوں کی جزا ملی جو انہوں نے دنیا میں کیں جنہوں نے انہیں تباہ کر کے عذاب تک پہنچایا۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ہمیشہ تک وہاں سے خارج نہ ہوں گے۔ ھم ضمیر تقویہ اسناد کے لئے اور رعایت فاصلہ کے لئے ہے نہ کہ حصر کے لئے کیونکہ ان کے ماسوا اور کو بھی خلود حاصل ہوگا اور وہ ہیں منافقین کے غیر یعنی کفار وغیرہم۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا اسی دن ان سب کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا یعنی یاد کیجئے اس دن کہ اللہ تعالیٰ تمام

marfat.ocm

منافقین کو قبوروں سے اٹھائے گا اور مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔

جَمِیۡعًا مفعول کی ضمیر سے حال ہے بمعنی مجموعین۔ فَیَحۡلِفُوۡنَ تو قسمیں کھائیں گے اس دن یعنی قیامت میں لہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس بات پر وہ خالص مخلص مسلمان تھے چنانچہ دوسرے مقام پر اس کی تصریح ہے۔ وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشۡرِکِیۡنَ بخدا ہمیں اپنے پروردگار کی قسم ہم مشرک نہ تھے۔ کما یحلفون لکم جیسے وہ دنیا میں تمہارے لئے قسمیں کھاتے ہیں وَیَحۡسَبُوۡنَ اور آخرت میں گمان کریں گے۔

حل لغات اس کا مصدر الحسبان ہے یعنی ایک دو نقیضوں کا حکم لگانا بغیر اس کے دونوں میں سے کوئی ایک دوسری کو حائل نہ ہو سکے پھر وہ اسے خیال میں لائے اور انگلی پر گنے اور یہ ایک شک کی حالت ہے جو بندے کو عارض ہوتی ہے اس کو ظن قریب ہے لیکن ظن (گمان) میں یہ ہے کہ دو نقیضیں معارض ہوں تو ایک کو غلبہ ہو۔ انھم بیشک وہ بوجہ جھوٹی قسموں کے۔ عَلٰی شَیۡءٍ وہ کسی شے پر ہیں۔ نفع پا رہے ہیں یا نقصان دفع کر رہے ہیں جیسے وہ دنیا میں سمجھتے تھے کہ جھوٹی قسموں کے ذریعے اپنے سے اور مال سے مدافعت کرتے اور اس طرح سے دنیوی فوائد حاصل کرتے۔

الا انھم ھم الکاذبون خبردار بیشک وہ جھوٹے ہیں بہت سخت جھوٹے۔ جھوٹ کی ایسی انتہا اس کے بعد کوئی جھوٹ نہیں یعنی علام الغیوب کے سامنے بھی جھوٹ کی جسارت کریں گے اور گمان کریں گے کہ ان کی جھوٹی قسمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کا جھوٹ کامیاب ہو جائے گا جیسے وہ عام غافل لوگوں سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

الا حرف تنبیہ کا ہے ان کی شدت منافقت اور اس میں انہماک پر تنبیہہ ہے اور یہ اس میں کتنا مبت ہے کہ اسے نہ زندگی میں چھوڑتے ہیں اور نہ مرنے کے بعد چنانچہ فرمایا وَلَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا دنیا میں لوٹائے جائیں تو خود کریں گے اس طرف جس سے وہ روکے گئے اس لئے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡھِمُ الشَّیۡطٰنُ مسلط کیا ہے ان پر شیطان کو۔

حل لغات حذت الابل میں نے اونٹ پر غلبہ پایا اور میں نے اسے جمع کیا اور اسے آہستہ چلایا۔ اب معنی

marfat.ocm

یہ ہوا کہ غلبہ پایا ان پر شیطان نے ان کا مالک ہوا اپنی طاعت کرانے کے لئے جس طرح وہ ان سے چاہے یہاں تک اس نے انہیں گویا اپنا رعایا بنایا اور اپنے گروہ میں شامل کر لیا اور ان ابواب صرفیہ سے ہے جو اپنے اصل پر آئے ہیں جیسے استصوب و استنوق (علی خلاف القیاس) کیونکہ قیاس کا تقاضا تھا کہ استحاذ ہو۔ استعمال کے لحاظ سے استحوذ فصیح ہے اور قیاس کے لحاظ سے شاذ ہے۔

فائدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استحاذ بھی پڑھتے سنا گیا ہے۔ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ تو شیطان نے انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر سے خاموش کرا دیا۔ ذکر مصدر مضاف بسوئے مفعول ہے یعنی شیطان کا غلبہ ان کا ذکر الٰہی کو بھول جانے سے ہوا کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کو قلوب و رالسنتہ (زبانوں) سے یاد نہ کیا تو ان پر شیطان مسلط ہوا۔

اُولٰٓئِكَ ہ منافقین جو موصوف ہیں اوصاف قبائح مذکورہ سے حِزْبُ الشَّيْطٰنِ شیطان کے گروہ ہیں۔ یعنی وہ اس کا لشکر و اتباع ہیں کہ اس کے ابرو اشارہ پر چلتے ہیں۔ حزب وہ فریق جسے ایک مذہب یکجا جمع کرے۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ خبردار بیشک شیطان کا گروہ وہی خسارہ والے ہیں یہ گروہ ایسے گھاٹے سے موصوف ہے کہ جس کی انتہا نہیں کہ ان بیچاروں نے خود کو دائمی نعمتوں سے محروم کر دیا اور اس کے بدلے دردناک عذاب لیا۔

تفسیر صوفیانہ بعض مشائخ (اللہ تعالیٰ ان کے بلند مراتب اور بلند کرے) نے فرمایا کہ بندے پر شیطان کے تسلط کی ایک علامت یہ ہے کہ ہ ظاہری تعمیر مثلاً کھانے پینے پہننے میں مشغول رہے اور اس کا دل کسی وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس پر برکتوں کے تفکر کی طرف متوجہ نہ ہو اور نہ ہی ان نعمتوں کا شکر ادا کرے اور زبان کو بجائے ذکر الٰہی کے کذب، لغو، غیبت و بہتان میں ملوث رکھے اور کان بجائے حق سننے کے سماع ہو اور بکواسات میں لگائے رکھے

دوسری تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ نے فرمایا کہ جب شیطان نفس امارہ کی کمزور ولی زمین میں خنقل شہوت بونا چاہتا ہے تو پہلے خود اس میں گھستا ہے پھر اسے اپنی مراد کے پورا کرنے پر اکساتا ہے یہاں تک کہ نفس شیطان کے لئے بمنزلہ سواری کے ہو جاتا ہے پھر وہ قلب کے شہر پر حملہ کر کے اسے یوں خراب کرتا ہے کہ اس میں ظلمت

marfat.ocm

تلبیس داخل کر دیتا ہے اسی لئے تم ایسے قلوب ذکر الٰہی اور اس کے صفات کی جگہ نہ پاؤ گے۔ جب ایسا قلب ذکر الٰہی سے محجوب ہو جاتا ہے تو وہی دل شیطان اور اس کے لشکر کا وطن بن جاتا ہے اور یہ ملعون ایسے انسان پر غلبہ پا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر موقوف ہے لیکن اس کے ارادہ کا سبب شیطان ملعون کا دھوکہ اور تزئین ہے۔ مثلاً وہ سب سے پہلے دینی امور کو دنیوی امور میں التباس (ملاوٹ) پیدا کرتا ہے اور علم کے طریق سے ہی گمراہ کرتا ہے کیونکہ جسے علم کے دقائق و اسرار نصیب نہ ہوں اس کا شیطان رفیق بن جاتا ہے اس کے ہاں پھر نہ فرشتہ (مزاول) رہے گا نہ رب رحمان یعنی اس کی توجہ خاص کیونکہ حق و باطل کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔

نظر دوست نادر کند سوئے تو — چو در روئے دشمن بود روئے تو

عراقی کہ کمتر نہد دوست پائے — چو بیند کہ دشمن بود در سرائے

(دوست تیری طرف بالکل نگاہ نہ کرے گا جب تیرا رخ دوست کے دشمن کی طرف ہو۔ تجھے معلوم نہیں کہ دوست اس گھر میں قدم نہیں رکھتا جس گھر میں دشمن ہو)

تفسیر عالمانہ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ بیشک وہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے دشمنی اور ان کے حکم کی مخالفت اور ان کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور ان کے ساتھ وہی کرتے ہیں جو اپنے مخالف کے ساتھ زمین کے جھگڑے میں کرتا ہے تو ایک گروہ غالب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی زمین کی حد بندی کر دیتا ہے کہ اس کا خصم اس کے آگے نہ بڑھے گا لیکن آپس میں لڑنے والوں کا خیال ہوتا ہے ہم کثرت میں ہیں اور بہت بڑی طاقت و قوت کے مالک ہیں ہمارا خصم کچھ نہ کر سکے گا لیکن یہاں اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنے کا حال کچھ اور ہے جن کے غرور و دھوکہ کی نفی اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی۔

اولئک وہی مخالف دور والے قریب والے جنہوں نے بھی مخالفت کی۔ فی الاذلین وہ ذلیلوں میں ہیں یعنی اولین و آخرین مخلوق میں سب سے ذلیل ترین ہیں تو یہی ہیں کیونکہ قاعدہ ہے مخالف کی ذات بالمقابل کے عزت کی مقدار میں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عزت غیر متناہی ہے ایسے ہی جو اس کا مخالف ہے اس کی ذات بھی ایسے ہی جیسے دنیا نے دیکھا کہ وہ دنیا میں قیدی ہوئے اور آخرت میں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے خواہ وہ مخالف فارس کے ہیں

marfat.ocm

یا روم کے بہت بڑی شوکت کے مالک ہیں یا بادشاہ وہ کافر ہیں یا فاسق۔

کَتَبَ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ لکھ چکا) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ جتانا چاہتے ہیں کہ وہ ذلیل کیوں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو چکا اور لوح میں ثبت ہو گیا۔ اب جو جاری ہو گا اس کا سرچشمہ وہی ہے جو اب یہ کہہ رہے ہیں وہ پہلے لکھا جا چکا۔

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسل (علیہم السلام) یہ ان کے اس فاسد گمان کا رد ہے جو خیال میں تھے کہ ہم بکثرت ہیں اور قوت بھی ہمارے پاس ہے (اور یہ مسلمان چند ایک اور وہ بھی فقیر و مسکین)

فائدہ غلبہ سے مراد حجت و سیف ہے یا ان میں سے کوئی ایک کیونکہ یہ تلوار سب انبیاء (علیہم السلام) کے لئے ثابت نہیں کیونکہ بعض ان میں جنگ کے لئے مامور بھی نہیں ہوئے۔ ہاں حجت تمام انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں عاقبت حمیدہ کے ساتھ فائز رہے۔

فائدہ زجاج نے کہا کہ غلبہ رسل دو قسم ہے۔

۱۔ جو جنگ کا حکم لے کر آئے تو وہ جنگ سے غلبہ پا گئے۔

۲۔ جو جنگ کا حکم لے کر نہ آئے وہ حجت سے غالب ہوئے ہاں اگر غلبہ کے ساتھ حیف بھی مل جائے تو مزید قوی ہو جاتا ہے۔

محالست چوں دوست دارد ترا — کہ در دست دشمن گزارد ترا

(محال ہے کہ جب تجھے دوست پیار کرتا ہے تو پھر وہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں دے)

شان نزول مقاتل سے ہے کہ اہل ایمان نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکہ و طائف و خیبر اور ان کے ارد گرد فتح دے دی ہے تو امید ہے کہ وہ ہمیں روم و فارس پر بھی فتح بخشے گا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے کہا کہ تم (اے مومنو!) روم و فارس کی فتح کے خیال میں ہو کیا ہوا کہ تم نے یہ چند بستیاں فتح کر لیں وہ ملک تو بڑے ہیں ان کے پاس لشکر بھی بڑا اور ساز و سامان بھی بے شمار۔ تم ایسے ملکوں کا تصور تک نہ کرو اللہ تعالیٰ نے یہی آیت کتب اللہ الخ نازل فرمائی۔

marfat.ocm

تفسیر صوفیانہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اول سے ہی اپنے ذمہ کرم لکھا ہے کہ وہ اپنے کو ان کے ظاہری باطنی دشمنوں شیاطین پر غلبہ دے گا اور انہیں نصرت ولایات کے جھنڈے عطا کرے گا اس حیثیت سے کہ ان کے جھنڈے ظاہر ہوں گے اور جھنڈوں سے مراد یہ ہے کہ ان کے چہروں سے نور ہیبت حق کا چمکتا نظر آئے گا۔ دشمنوں کے لئے اور ایسے دشمن بتائید الٰہی اور بہ نصرۃ حق مغلوب ہو جائیں گے۔

فائدہ حضرت ابو بکر بن طاہر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل حق کو ہمیشہ غلبہ رہے گا اور حق کے جھنڈے اپنے غیروں کے تمام جھنڈوں سے سبقت کر جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق میں اپنے اعلام اور زمین کے اوتاد اور بندوں کے جائے (مفزع) اور اپنے شہروں کی آبادی بنایا ہے جو بھی ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرا کر ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور اس کی ظاہری عزت کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

ان اللہ بیشک اللہ تعالیٰ۔ یہ اس کے قہر و غلبہ کی تعلیل و تاکید ہے کیونکہ ان کے افعال اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک نہایت کمزور اور ضعیف انسان کے ہوتے ہیں۔

قوی قوت والا ہے اپنے انبیاء علیہم السلام کی مدد کرنے پر۔ بعض نے کہا قوی وہ ہے جس کی ذات و صفات و افعال میں ضعف لاحق نہ ہو اور نہ ہی اسے تھکان ہو نہ تکلیف اور نہ اس میں تکلیف اور نہ اس میں کوتاہی و کمی اور نہ عجز نہ نقص اور نہ جعلی قوت۔ بعض نے کہا قوۃ دراصل بنیاد کی شدت اور اس کی صلابت (سختی) کو کہا جاتا ہے اس کی نقیض ضعف ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس سے قدرت مراد ہوتی ہے (عزیز) وہ کہ جس کی مراد پر کسی کو غلبہ نہیں۔

حکمے کہ آں زبارگہ کبریا بود ۔۔۔ کس را دراں مجال تصرف کجا بود

(وہ حکم جو بارگاہ کبریا سے ہو کسے طاقت کہ اس میں تصرف کر سکے)

سوال جب اللہ تعالیٰ قوی غیر عاجز ہے تو پھر بعض اوقات مسلمانوں کو شکست کیوں ہوئی حالانکہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی مدد کرے گا۔

جواب ملنا' نصرۃ' غلبہ' شریف منصب ہے کافر کے ہرگز لائق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ کبھی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے مسلمانوں کو تو کبھی کافروں کو کبھی غلبہ دیتا ہے انہیں تو کبھی انہیں اگر وہ ہمیشہ کفار مشکلات میں

marfat.com

پھنسے رہیں اور مسلمانوں کو چین ہی چین تو پھر یہ علم ضروری بن جاتا حالانکہ یہ دنیا آزمائش کا گھر ہے اسی لئے مختلف اطوار بدلتے رہتے ہیں تاکہ مسلمان صحت اسلام پر دلائل قائم کر کے اسلام پہ قائم رہیں اسی طرح مسلمانوں کے اجرو ثواب میں بھی اضافہ ہو گا علاوہ ازیں انسان سے غلطی سے معصیت کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے تو یہ تکالیف اس کے گناہوں کو صاف کرنے کا سبب بن جاتی ہیں بلکہ ان سے قلوب کو تطہیر نصیب ہوتی ہے۔

ازالہ وہم ہاں کفار پر شدائد و تکالیف وہ از قبیل غضب الٰہی ہیں اس کی مثال طاعون ہے کہ یہی مرض مومنوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہے۔

تفسیر صوفیانہ کسی پر عدل کا اجراء ہوتا تو پھر فضل بھی لاحق ہو جاتا ہے ایسے ہی فضل نصیب ہوتا ہے تو کبھی عدل کے آثار بھی آجاتے ہیں لیکن یہ بھی ہے کہ دونوں اثرات متعلق ہوں صرف بواطن میں اور ایک ظاہر سے متعلق ہوتا ہے دوسرا باطن سے کبھی دونوں کے تعلق کا اختلاف حالت واحدہ میں ہوتا ہے۔ کبھی بالبدل ہوتا ہے جتنا مقدار پہلے کا اثر ہو گا اتنا ہی لاحق کا ہو گا لیکن یاد رکھئے کہ اپنے اصفیاء کے ظواہر پر تو عدل کے اثرات متعلق فرماتا ہے لیکن ان کے بواطن ایسے اثرات سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ہاں ان پر ظواہر پر عدل کے اثرات کے بعد ظواہر و بواطن پر ہی فضل کے آثار ہی آثار جاری فرماتا ہے یہاں تک یہ قاعدہ حکمت ایسے سے ہو چکا کہ زمین کے ممالک ضعیفوں کے سپرد فرما دیئے جیسے نجاشی وغیرہ۔ اور اس کی مثالیں موجود ہیں اور بے شمار ہیں تلاش کی جائیں تو بکثرت مل جائیں گی۔

فائدہ حکیم کی تربیت کا کمال ہے کہ جس کا مرتبہ بلند کرنا چاہتا ہے تو اس کے ظواہر پر امور عدل کا اجراء فرماتا ہے تاکہ بواطن کی تکمیل اور مدارک میں تنویر اور وجود کی تعبیر و تہذیب و تلویب' وغیرہ وغیرہ نصیب ہو جس کے فوائد اہل تربیت کو معلوم ہیں۔

فائدہ اکابر کے احوال از آدم علیہ السلام تا ایندم تتبع کیا جائے تو بہت سے خوش قسمت حضرات ایسے ملیں گے جو صحت و عافیت کے بجائے ابتلاؤ آزمائش میں زیادہ لذت محسوس کرتے ہیں یہی اکابر اولیاء کی نشانی ہے۔

ہرچہ از دست تو آید خوش بود ... ہمہ ... آتش بود

marfat.ocm

(جو کچھ دوست سے نصیب ہو وہ اچھا ہے اگرچہ تمام دریا آگ کا بنا کر مجھ پر بہا دیا جائے)

دوسری تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے لوازئے نفوس کافرہ کی طرف کہ وہ موافقت ارواح کو مخالفت شریعت و موافقت طبیعت پر ابھارتے ہیں اور ذکر قلوب کی الواح سے مٹاتے ہیں۔ محبت دنیا اور اس کی شہوات کے غلبہ سے لیکن اللہ تعالیٰ ارواح و قلوب کی نصرت و تائید فرماتا ہے یہاں تک کہ یہ نفوس کافرہ پر غلبہ پا جاتے ہیں۔ ذکر کے سطوات سے تو نفوس کو بے انتہا ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے۔ جیسے اہل ذمہ کو اہل اسلام کے بلاد میں وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صحائف استعدادات میں لکھا کہ ارواح و قلوب کو نفوس پر غلبہ دے گا اور یہ اس کا محض فضل و کرم ہے اور بس۔

تفسیر عالمانہ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ نہ پاؤ گے ان کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر۔ یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے یا ہر جو بھی ایسے لوگوں کو پالے۔

حل لغات تجد یا تو متعدی بدو مفعول ہے اس معنی پر يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اس کا مفعول ثانی ہے یا متعدی بیک یاں طور کہ یہ بمعنی صادف ہے تو پھر یہ اس کے مفعول سے حال ہے کیونکہ وہ اپنی صفت (یومنون) سے مخصوص ہو گیا ہے۔

الموادۃ بمعنی المحابۃ مفاعلہ ہے۔ المودۃ بمعنی المحبۃ یہ ایک حالت ہے اولاً قلب میں ہوتی ہے پھر اس کے آثار قالب (جسم) میں ظاہر ہوتے ہیں۔ من حاد اللہ ورسولہ سے منافقین و یہود و نصاریٰ۔ فساق۔ ظالمین مبتدع (بدمذہب) مراد ہیں۔ نفی الوجدان سے نفی الموادۃ ہے مطلب یہ ہے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا بلکہ یوں سمجھو کہ ممتنع و محال ہے اگرچہ تمام خلق اس کی تلاش میں لگ جائے جس کے وجود کے نہ ہونے اس طرف اشارہ کرتا ہے اس میں کسی قسم کی خیر و بھلائی نہیں ہے۔

مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہاں کامل الایمان لوگ مراد ہیں جس پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے کہ ایسا نہ پایا جانا ایک حقیقتہ

marfat.ocm

صلح کلیوں کے لئے حوالاجات ۱۔ کشف الاسرار میں ہے کہ خبر میں ہے کفار کی دوستی سے ایمان میں گڑبڑ ہو جاتی ہے ایسے ہی وہ (دین کے ٹھیکیدار) جو کفار کے حکم میں ہیں یعنی مرتد فرقہ۔

۲۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہ نے فرمایا کہ جس نے ایمان درست کیا اور اسے خالص توحید نصیب ہوئی تو وہ مبتدع (بدمذہب) سے مانوس نہ ہو گا (جو مانوس ہو تو گویا اس کا ایمان ناقص ہے جیسے ہمارے صلحکلی حضرات کا کام) اویسی غفرلہ۔

۳۔ ایمان والا نہ اس کے ساتھ کھاتا ہے نہ اس کے ساتھ پیتا ہے نہ اس کے ساتھ بیٹھتا ہے بلکہ اپنے تئیں اس کے ساتھ بغض و عداوت کا اظہار کرتا ہے (لیکن صلحکلی بدمذہب سے دوستی کا دم بھرتا ہے) اویسی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۴۔ جو بدمذہب سے معمولی سی نرمی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے سنن کی حلاوت چھین لے گا اور جو مبتدع (بدمذہب) سے محبت کرتا ہے کسی دنیوی عزت کی طلب میں یا کسی اور غرض سے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت ذلت میں ذلت کرے گا اور اسی دنیوی امور کی غرض کے حصول کے بجائے تنگ دست کرے گا۔

صلحکلیوں کی جڑ کٹ جائے خدا کرے۔ مجھے اس سے لکھنے میں ذرہ برابر بھی باک نہیں کہ کہہ دوں کہ دور حاضر میں دین و اسلام کو جتنا صلحکلی قسم کے لوگ اجاڑ رہے ہیں اتنا یہودیوں کو بھی نہیں ملا لیکن وہ ہمیں کوستے ہیں کہ تم لوگ ہمیں غیروں تک اسلام پہنچانے میں روڑے اٹکاتے ہیں ہم انہیں کہتے ہیں اپنے گھر کو آگ لگا کر دوسرے کے جھونپڑے پر چھپر ڈالنا کونسی نیک نامی ہے بھلے مانسو! تمہاری شہرت کو تو واقعی چار چاند لگ رہے ہیں لیکن ذرہ پیچھے تو مڑ کر دیکھو کہیں تم اپنا وہ ذی شان مکان تو اپنے ہاتھوں نہیں ڈھا رہے ہو جسے تمہارے اکابر و اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے مالی و جانی قربانیاں دے کر تیار کیا۔ مجھے پہلے تو یقین نہیں کہ تم غیروں کو اپنا ہمنوا بنا سکو لیکن یہ یقین ہے کہ تمہارے آگے بڑھنے سے تمہارے اصلی مکان بھی تم سے چھن جائے گا پھر وہی حالت ہو گی۔

لَا اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَا اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ

(اب صاحب روح البیان قدس سرہ کے بیانات ملاحظہ ہوں وہ کیا فرماتے ہیں۔ حاشیہ ختم) اویسی غفرلہ

marfat.com

۵۔ جو بدمذہب (مبتدع) کے سامنے اسے خوش کرنے کے لئے ہنستا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے نور ایمان چھین لے گا (افسوس ہے کہ بدمذاہب کے ساتھ ہمارے صلحکلی حضرات کا اس ارشاد کے مطابق کیسا ہے خود سوچئے۔ اویسی غفرلہ۔

چیلنج مذکورہ بالا قول صاحب روح البیان قدس سرہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ من لم یصدق فلیجرب[۱] (جو نہیں مانتا وہ تجربہ کرلے) (روح البیان ص ۴۳۰ ج ۹)

فائدہ یاد رہے کہ صاحب روح البیان نے چند حوالے لکھے آگے چل کر واقعات لکھے وہ ضرور پڑھیں۔ اویسی غفرلہ۔

مسئلہ ان کے ساتھ بیع و شراء عادۃً یا ان کی ہمسائیگی یا ان سے ایسی موافقت جو دین کی ضرر رساں نہ ہو تو حرام نہیں بلکہ کبھی مستحب بھی ہے۔

فائدہ ابن الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دشمنان خدا کی دوستی اور اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کی دوستی جمع نہیں ہو سکتیں۔

(حاشیہ لے آج نہ سہی تو کل قبر میں کیونکہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا جو تیرے ذکر سے روگردانی کرے گا تو اس کی معیشت تنگ ہوگی) مفسرین نے فرمایا آج نہ سہی تو پھر قبر اس کی تنگ ہو اور تا یوم النشور غم کے آنسو بہائے گا۔ اس سے صلحکلیوں کے سوال کا جواب ہے کہ ہم نے تو جب سے یہ دھندا کیا ہے تب سے ہماری پرواز لندن امریکہ سے بھی آگے ہے۔ اویسی غفرلہ۔ حاشیہ ختم)

[۱] **فقیر اویسی غفرلہ کا تجربہ** فقیر اویسی غفرلہ نے ان صلحکلیوں کو سرتاپا آزمایا ہے کہ ان کا نور ایمان ان کے دلوں سے رخصت ہو گیا ہے کہ اب وہ نہ اپنے اساتذہ کی مانتے ہیں نہ اکابر ائمہ کی اپنی من مانی منواتے ہیں یہی نور ایمان ضائع ہونے کی گہری نشانی ہے کیونکہ حضرت مولانا رومی قدس سرہ صدیوں پہلے فرمایا گئے۔

بے ادب محروم ماند از فضل رب

marfat.com

سوال از صلحکلی تمام امت کا اتفاق ہے کہ ان سے مخالفت اور معاملات (لین دین) معاشرہ جائز ہے تو قرآن مجید میں کس مودۃ سے روکا جارہا ہے۔

جواب از صاحب روح البیان اس سے وہ دوستی مراد ہے جس سے انہیں دینی و دنیوی منافع پہنچانا بالخصوص جبکہ کھلا کافر ہو ان کے ماسوا لیکن دین دنیوی جائز ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ اپنی دعا میں کہا کرتے۔ اللھم لاتجعل لفاجر عندی نعمتہ "اے اللہ فاجر کی میرے پاس کوئی نعمت مقرر نہ فرما" کیونکہ میں وحی میں پاتا ہوں۔ لاتجدقوما الخ

مسئلہ آیت سے معلوم ہوا کہ اس میں فاسق و فاجر اور ظالم سب داخل ہیں بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہوں۔

ائمہ مذہب کا بدمذاہب سے سلوک حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ قدریہ (فرقہ) سے عداوت اور ان کی مجلس میں اٹھنا بیٹھنا ترک لازم ہے۔ قدریہ فرقہ وہ ہے جو منکر ہے خیر و شر مقدر من اللہ کا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ہر بندہ اپنے فعل کا خود خالق ہے وہ کفر و معاصی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے منکر تھے چونکہ اس مسئلہ میں سختی سے انکار کرتے تھے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوئے۔ بعض نے کہا کہ وہ اس نام سے موسوم ہوئے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ بندہ اپنا فعل خود ایجاد کرتا ہے لیکن یہ وجہ تسمیہ قدری کے لئے موزوں نہیں ورنہ قدری (بضم القاف) سے موسوم ہوں۔

(حاشیہ= یہ فرقہ کوئی معمولی نہ تھا اور نہ ہی جاہلوں کا ٹولہ تھا بلکہ ایک بہت بڑا گروہ تھا اور پایہ کے محدث۔ مفسر۔ مفکر۔ فقیہ ادیب تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں ہی پیدا ہو گئے اور اسلامی ممالک میں کافی پھیل گئے اور بہت زوروں پر اپنا مشن چلایا لیکن حق مذہب اہلسنت ہے اسی لئے باوجود بے سرو سامانی کے جب سے ہے زندہ و تابندہ ہے اور انشاء اللہ تاقیامت زندہ و تابندہ رہے گا۔ لیکن افسوس ان صلحکلی کا ہے جو بدمذاہب سے حسن سلوک کا

(باقی حاشیہ آگے)

miarfat.ocm

ولو کانوا آباءھم اگرچہ ہوں ان کے آباء یعنی جو اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ سے عداوت کرنے والے ان کے آباؤ اجداد ہی ہوں۔ کانوا جمع کا صیغہ باعتبار معنی من کے ہے جیسے پہلے واحد کا صیغہ اس کے لفظ کے اعتبار سے تھا۔ آبَاءَھُمْ سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسول ﷺ سے محبت کرنے والوں کے اپنے آباء مراد ہیں۔ وابناءھم اور ان کے بیٹے۔ آباء کی تقدیم ان کی حرمت کی وجہ سے پھر بیٹوں کا ذکر ہے کہ وہ محبت میں محکم تر ہیں بہ نسبت اوروں کے۔ اَوْ اِخْوَانَھُمْ یا ان کے بھائی نسبی۔ عشیرتھم یا ان کے قبیلہ کے لوگ۔ عشیرہ وہ لوگ جن سے مل کر بکثرت ہوں۔ یعنی مل کر بمنزلہ عدد کامل کے ہو جائیں کیونکہ عشرہ عدد کامل ہے اسی معنی پر انسان کے اقارب کے لوگ جب جماعت بن جائیں تو وہ عشیرہ کہلائیں گے۔ العشیرۃ والمعاشر قریب قریب ہیں یا عرف میں ایک ہیں۔ القاموس میں ہے عشیرۃ الرجل۔ انسان کے قریبی بنوالاب یا قبیلہ۔ یا وہ مومن جو دین سے منسلک ہیں یعنی وہ ان قریبی عزیزوں سے دوستی نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسول اللہ ﷺ سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔ جب ان کا ایسے قریب ترین عزیزوں سے ان کا یہ رویہ ہے تو پھر وہ غیروں کو کیا سمجھیں۔

مسئلہ ایمان کا تقاضا ہے کہ غیروں کو بالکل چھوڑ دے بلکہ ہو سکے تو انہیں قتل کر دے یا ان کے سات سختی سے پیش آئے (صلحکلی سبق حاصل کریں)

غیور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات

الزام لگاتے ہیں کہ کسی سے عناد وبغض رکھنا اچھا نہیں ہم کہتے ہیں دشمن خدا اور رسول ﷺ سے بغض وعداوت عین اسلام ہے جو ان سے یارانہ دوستی کا دم بھرتا ہے وہ بے غیرت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات ملاحظہ ہوں (اضافہ اویسی غفرلہ)

درس دیتے ہیں اور خود کو دین کا ٹھیکیدار سمجھ کر بد مذاہب سے نفرت کے درس دینے والوں کو کوستے ہیں۔ انہیں چاہیے پہلے ائمہ مذاہب کو کوسیں کیونکہ ان کے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم رِجَالٌ نَحْنُ رِجَالٌ۔

marfat.ocm

۱۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم بدر میں اپنے باپ الجراح کو قتل کیا۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے قریب بیٹھے تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اب نوش فرمایا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

یارسول اللہ ابق فضلتہ من شرابک یارسول اللہ ﷺ اپنے پس خوردہ سے نوازیئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ماتصنع بھا اسے کیا کرے گا۔

عرض کی۔

ابقیھا ابی لعل اللہ طیھر قلبہ

باپ کو پلاؤں گا ممکن ہے اس کا دل پاک ہو جائے۔

ففجل رسول اللہ ﷺ نے پس خوردہ انہیں عطا فرمایا۔ ۔ اپنے باپ کے پاس آئے باپ نے پوچھا یہ کیا ہے کہا۔

فضلتہ من شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جئتک بھا لتشربھا لعل اللہ یطھر قلبک

ترجمہ رسول اللہ ﷺ کا پس خوردہ ہے آپ سے لے آیا ہوں تاکہ تم پیو ممکن ہے اس سے تمہارا دل پاک ہو جائے گا۔

بدبخت نے جواباً کہا۔[۱]

ھل جئتنی ببول امک اپنی ماں کا پیشاب ہی لایا ہوتا۔

غیرت صحابی کا تقاضا حضرت عبد اللہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم ﷺ کے حضور پہنچ کر عرض

---

[۱] صحابی عبد اللہ کی عقیدت بھی دیکھئے وہابی عبد اللہ کی نحوست بھی دیکھئے کہ صحابی تبرک رسول اللہ ﷺ پر نازاں ہے۔ لیکن بدبخت وہابی آج بھی تبرک کو نجس کہنے سے باز نہیں آتا۔ آزما کر دیکھئے)

marfat.ocm

کی۔

ائذ کلی فی قتل ابی مجھے باپ کے قتل کرنے کی اجازت بخشیے۔

آپ نے فرمایا اس کے ساتھ نرمی اور احسان کر۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا باپ سے رویہ سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ان سے حضور سرور عالم ﷺ کے حق میں ناشائستہ کلمات سرزد ہوئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ زمین پر گر پڑے حضور نبی پاک ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا

او فعلہ اے صدیق کیا تم نے ایسا کیا تھا۔

عرض کی نعم ہاں۔

آپ نے فرمایا فلا تعد تو پھر ایسا نہ کرنا[1]۔

عرض کی۔ واللہ لو کان السیف قریبا منی لقتلتہ بخدا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

---

[1] اس سے صلح کلی حضرات استدلال نہ کریں کیونکہ یہ اس وقت کا حکم ہے جب منافقین کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کا حکم تھا جب حتمی تمیز الخبیث من الطیب آیت اتری پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کے اسلام کا قصہ یوں ہے کہ ریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۴۵ الاتحاف بحب الاشراف ص ۹ شرح ابن ابی الحدید جلد ۱۴ ص ۶۸ ابن حجر العسقلانی الشافعی الاصابۃ فی تمیز الصحابہ جلد ۷ ص ۱۱۳ و ص ۱۲۶ میں ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما فتح مکۃ و دخلھا ابی بکر بابیہ ابی قحافہ عند النبی یسلم علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم و کان ابو قحافہ اعمی و ذآ تبیتہ فلما اتی بہ قال لہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا ترکت الشیخ ای ایاہ حتی ناتیہ قال یا رسول اللہ اردت ان یاجرہ اللہ عزوجل وفی رویتہ ھو احق ان یمشی الیک من ان تمشی الیہ ثم قال ابو بکر للنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اما والذی بعثک بالحق

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

marfat.ocm

فائدہ التکملہ میں ہے اس روایت میں نظر ہے کیونکہ یہ سورۃ مدینہ ہے اور ابوبکر مع اپنے باپ کے اس وقت مکہ میں تھے (جب یہ واقع ہوا)

تردید از صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس قول پر صحیح ہے جس نے کہا کہ اس سورت کا عشرہ اول مدنی ہے باقی مکی ہے۔ اویسی غفرلہ عرض گزار ہے کہ واقعات مکہ میں ہوں یا جہاں آیات کی مناسبات سے مذکور ہوں تو کون سا حرج ہے یہ کوئی شان نزول تھوڑا ہے کہ واقعات کا اس کے ساتھ مناسبت ضروری ہو۔ فافہم ولا تکن من الغافلین۔

بیٹے سے مقابلہ یوم بدر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کے لئے للکارا تو حضور سرور

لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب منی باسلام ابی جناب محب الدین خبری الشافعی ریاض النضرۃ جلد اص ۴۵ وغیرھم میں لکھتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار جناب ابو قحافہ کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ان کے والد محترم حضور ﷺ کے سامنے اسلام لائیں۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا تو فرمانے لگے اے ابوبکر تم اپنے باپ کو چھوڑ آتے یہاں تک کہ میں خود ان کے پاس آ جاتا۔ کیونکہ ان کے والد نابینا اور بوڑھے ہو چکے تھے تو حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کا چل کر آپ کے پاس آنا بہتر ہے اس سے کہ آپ ان کے پاس چل کر آئیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق پر مبعوث کیا کہ ابوطالب کا ایمان لانا میرے باپ سے میرے لئے زیادہ خوش کن تھا۔

فائدہ یہ ہے پیار اور عشق رسول اللہ ﷺ کا کرشمہ

اعجوبہ یہ حوالہ بجائے اس کے کہ کفر ابوطالب کے لئے مرجح ہے لیکن شیعوں نے اس سے بھی ثبوت پیش کر دیا کہ ابوطالب مومن تھا۔ حاشیہ ختم)

marfat.ocm

عالم ﷺ نے فرمایا بیٹھ جائیے۔ عرض کی۔

وعني يا رسول الله اكن في الرعلة الاولى۔

اے حبیب ﷺ مجھے چھوڑیئے بہادروں کے پہلے جتھے میں مجھے جانے دیجئے۔

فائدہ الرعلة الاولى المقطعة من الفرسان بہادروں کا ایک گروہ۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

متعنا بنفسك يا ابا بكر اما تعلم انك بمنزلة سمعي وبصري

اے صدیق ہمیں نفع اٹھانے دیجئے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم تو میرے بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہو۔

تبصرہ صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت معلوم ہوئی کیونکہ انہیں فرمایا تھا۔

تو میرے ہاں بمنزلہ ہارون کے ہے

(فرق ظاہر ہے خود سمجھ لو)

۵۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو احد میں قتل کر ڈالا۔

۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بدر میں قتل کر ڈالا۔

۷۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ۸۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

۹۔ سیدنا عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ

نے بدر میں عتبہ شیبہ ربیعہ کے بیٹوں اور ولید عتبہ کو قتل کر ڈالا حالانکہ یہ سیدنا علی و سیدنا حمزہ و سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہم کے قبیلہ سے اور قریبی تھے۔

درس عبرت برائے صلح کلی صاحب روح البیان قدس سرہ یہ تمام واقعات لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں کہ۔

وكل ذلك من الغيرة والصلابة

marfat.ocm

(یہ سب کچھ غیرت اور دین کی مضبوطی کی وجہ سے تھا)

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا الغیرۃ من الایمان والمنیتہ من النفاق ومن لاغیرلہ لاایمان لہ غیرت ایمان سے اور مقصد براری منافقت ہے جسے غیرت نہیں اسے دین نہیں۔

مسئلہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے لئے ہے جو بادشاہوں کی صحبت کے حریص ہیں تو اس میں زجر ہے[1] کہ

قرب سلطان آتش سوزاں بود

(بادشاہوں کا قرب آتش سوزاں ہے)

حکایت حضرت عبدالعزیز بن ابوداؤد رضی اللہ عنہ منصور (خلیفہ عباسی) کو طواف کے دوران ملاقی ہوئے جب انہیں تعارف ہوا تو آپ اس سے بہت دور نکل گئے اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔

حدیث شریف میں ہے جو ظالم کے پیچھے صرف سات قدم چلے (اتباع میں) تو وہ مجرم ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان من المجرمین۔

منتقمون اور بیشک ہم مجرموں سے بدلہ لیں گے۔ اولئک ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو دشمنان خدا و رسول اللہ ﷺ سے دوستی نہیں رکھتے اگرچہ وہ ان کے قریب تر اور رشتہ کے لحاظ سے بہت زیادہ نزدیک ہیں۔ کتب نقش کیا اللہ تعالیٰ سبحانہ نے فی قلوبھم الایمان ان کے دلوں میں ایمان ثبت فرمایا ان میں اس سے ایمان وہی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے خلق اصلاب وارحام سے پہلے انہیں عطا فرمایا وہ کسی حال میں بھی ایمان مستعار کی طرح مٹنے والا نہیں۔

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ اعمال ایمان کا جز نہیں کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اعمال کا جوارح سے اور

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے اپنی ضروریات دنیوی کے لئے چاپلوسی و خوشامد کرے وغیرہ وغیرہ)

marfat.ocm

جوارح کی کوئی شے اس کے ساتھ ثبت کا ذکر نہیں یہ قدریہ (فرقہ) پر قطعی حجت ہے اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان و کفر بندہ خود ایجاد کرتا ہے۔

وایدیھم اور ان کی تائید کی اور قوت بخشی۔ اصل اس کا معنی ہے قوی یدھم ان کے ہاتھ کو طاقت دی۔

بروح منہ اپنی طرف کی روح سے منہ بمعنی عنداللہ۔ من ابتداء غایت کے لئے ہے اسی سے نور القرآن یا دشمنوں پر مدد یا نور القلب (حقیقۃ الحال کا ادراک) یا مدارج رفیعہ روحانیہ کی طرف ارتقاء عالم طبیعہ دینہ کے درک سے خلاص مراد ہے ان سب کو روح سے اس لئے تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ حیات کا سبب ہے۔

فائدہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا روح کی حیات تائید سے نفس کی تائید روح سے روح کی تائید ذکر سے ذکر کی تائید ذاکر سے اور ذاکر کی تائید مذکور سے ہوتی ہے۔

وَيُدْخِلُهُمْ اور آخرت میں انہیں داخل کرے گا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا باغات ہیں جن کے نیچے جاری ہیں یعنی ان کے درختوں یا محلات کے نیچے۔ الانھار نہریں چار۔ آب، شیر، خمر، شہد کی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ابد الاباد ان کے قریب نہ بیٹھے گا زوال نہ موت نہ مرض نہ فقیر۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ منادی اعلان کرے گا کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ہمیشہ تندرست رہو گے اور بیمار نہ ہو گے اور تمہارا وقت آگیا ہے کہ ہمیشہ نعمتوں میں رہو ناامید نہ ہو۔

رضی اللہ عنھم اللہ تعالیٰ ان سے راضی۔ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوا اسی طاعت سے جو انہوں نے دنیا میں کی۔ الارشاد میں ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے تعلیل کے قائم مقام ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت عاجلہ کے آثار سے فیض یاب فرمایا الرضی سخط (غضب) کی نقیض ہے۔ ورضوا عنہ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے اس کرامت و برکت سے خوش کہ جو ان کے ساتھ وعدہ فرمایا تھا وہ آخرت میں انہیں عطا ہو۔ الارشاد میں ہے کہ یہ ان کی خوشحالی کا بیان ہے جو انہیں عاجلہ عطا ہو گا۔

اولٰئک حزب اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے یہ ان کی تشریف و تکریم ہے اس سے جو انہیں اللہ تعالیٰ کے

marfat.ocm

ساتھ ایک خاص نسبت نصیب ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ کا گروہ اور اس کے دین کے انصار ہیں۔

فائدہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الحزب بمعنی گروہ یعنی ابدال ان سے اوپر صدیقین ہوتے ہیں (وہی حزب اللہ ہیں)

الاحزب الله هم المفلحون خبردار اللہ تعالیٰ کی جماعت کامیاب ہے تکلیف سے نجات اور مرغوبات میں کامیاب ہیں نہ ان کے غیر اور وہ ہیں شیطان کی ٹولی جو رسوائی اور خسارے والے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی جماعت کی سعادت نشاتین و خیر دارین میں کامیابی کا بیان ہے۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ نے فرمایا کہ حزب اللہ اہل معرفت اور اہل محبت اور اہل توحید ہیں وہی نصرۃ الٰہی مہالک قہریات و مصارع امتحانات میں کامیاب ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اللہ سے پایا ان میں کوئی ایک ظاہر ہو جائے تو بطلان والے شکست کھا گئے بھاگتے اور مغالطہ ڈالنے والے متفرق ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر اپنے نور ہیبت کی چادر لٹکا رکھی ہے اور انہیں اپنی عظمت کے جھنڈے عطا فرمائے ہیں۔ ان سے خونخوار بھاگتے اور بڑی گردنوں والے ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حسن رعایت سے انہیں محفوظ رکھا ہوا ہے اور انکار اللہ تعالیٰ کی قدرت کی چمک ہے اور عالمین نے اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے اذکار کے چرچے کئے ہوئے ہیں اور ان کی قدریں بلند فرما رکھی ہیں لیکن ان کے اسرار مخفی رکھے ہیں۔

حزب اللہ کون؟ امام ثعلبی از جرجانی اور انہوں نے اپنے مشائخ سے سنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ فرمایئے تیری جماعت کون ہے خطاب آیا کہ آنکھیں بند ہاتھ خالی دل صاف والی میری جماعت ہے یہی میرے عرش کے گرد ہیں جو شخص آنکھ محارم سے بند اور ایذاء رسانی خلق سے ہاتھ بند اور حرام کھانے سے (شکم) بند اور دل از ماسوا پاکیزہ رکھے وہ بھی منجملہ حزب حضرۃ اللہ ہے اسی معنی پر کسی نے کہا۔

از ہرچہ ناروا است بدو دیدہ بند
وز ہر چہ ناپسند بود دست باز دار

marfat.ocm

لوح دل از غبار تعلق بشوی پاک

تما شدت بحلقۂ اہل قلوب بار

ترجمہ جو ناجائز ہے اس سے آنکھ بند کرو وہ جو ناپسندیدہ ہے اسی سے ہاتھ پھیر لے۔ تعلق کے غبار سے لوح دل صاف کر۔ تا اہل قلوب کے حلقہ میں تجھے باریابی نصیب ہو۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ روح اب ہے اور سر و خفی و قلب نفس۔ ہویٰ اور نفس کے صفات اولاد۔ جب سے روح کا ازدواج قلب سے ہوا ان کی ولادت ہوئی۔ سر کی اخوت مع النفس اور اخوت القلب مع الہویٰ ہے۔ ان دونوں کے صفات کا عشیرہ مع الخفی کیونکہ یہ سب ایک ہی والدی اور ایک اصل سے ہیں اور وہ ہے روح۔ جس نے توحید کلی روحی، سری، قلبی، خلفی کے ساتھ تعلق مع النفس الہوی اور ان کی صفات ظلمانہ شیطانیہ کا توڑ کر حضرت ابیہ سے تعلق جوڑا تو ایسا کرنیوالے وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کی الواح میں اور صفاح اسرار میں ایمان حقیقی، شہودی عیانی لکھ دیا ہے اور ان کی تائید کے ساتھ روح شہود کلی جمعی کے جو جامع ہے میں شہود والوحدۃ الذاتیہ الحقیقتہ اور ہیں شہود الکثرۃ الاسمائیہ انسیہ کے اور دونوں شہودین کے درمیان جمع ہو نا د فتہ واحدۃ ہوا۔ بغیر کسی تخلل کے ان کے درمیان میں اور بغیر کسی حجاب کے ایک دوسرے سے اور انہیں اللہ تعالیٰ داخل کرے گا باغات میں جن کے نیچے جاری ہیں نہریں جن کا پانی تجلیات ذاتیہ و صفاتیہ و اسمائیہ ہیں جو مشتمل ہیں علوم و معارف و حقائق و حکم پر دائماً ابدًا ابدا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا ان کی فناء از ناسوتیہ سے اور وہ اس سے راضی ہوئے بقاء بلا ہویہ سے وہی اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات و اسماء کے مظاہر ہیں۔

اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ خبردار اللہ تعالیٰ کی جماعت هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی فلاح والے ہیں کیونکہ وہ قیومیت حق سے قیام پذیر ہیں۔

فائدہ یاد رہے کہ یہ دنیا آخرت صرف دو یوم ہیں ایک دوسرے آگے پیچھے آنے والے اور متصل ہو کر اسی لئے دنیا کو الیوم اور آخرت کو غد (کل) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان ہر ایک کی اولاد ہے فلہذا اے دوستو! آخرت کی اولاد بنو

marfat.ocm

دنیا کے بیٹے بننے سے بچو۔ آج (دنیا) تم دار العمل ہو اس میں حساب کوئی نہیں اور کل (قیامت) تم میں ہو گے اس میں عمل نہ ہو گا۔ دنیا کی نعمتیں منقطع ہو جائیں گی لیکن آخرت کی نعمتیں غیر منقطع ہیں اور یہ ابرار کی شان ہے اور مقربین تو اہل اللہ ہیں وہ اہل دارین نہیں ان کی نعمتیں وہی تجلیات ہیں جو مذکور ہوئیں۔ در حقیقت وہی حزب اللہ ہیں کیونکہ انہیں ظاہراً و باطناً دارین میں کمل نصرۃ الٰہی نصیب ہوئی۔

تاریخ فراغ از صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ تفسیر سورۃ المجادلہ بعون اللہ تعالیٰ جمادی الاخرہ کے اواخر سن ۱۱۱۵ ہجری ختم ہوئی اور فقیر اویسی غفرلہٗ نے بفضلہ تعالیٰ و بحرمتہ النبی الکریم سورۃ مجادلہ کی تفسیر کے ترجمہ سے ۲۶ صفر المظفر سن ۱۴۰۹ ہجری ۶ ستمبر ۱۹۸۸ بروز چہار شنبہ (بدھ) پونے چار بجے فراغت پائی۔ الحمد للہ علی ذلک وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

انا الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ (۲-۵)

بہاولپور۔ پاکستان

marfat.ocm

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ٢٤ رُكُوْعَاتُهَا ٣

سورہ حشر مدنی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — چوبیس آیتیں تین رکوع ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① هُوَ
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے وہی
الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ
ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لیے
مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ
تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان
اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ
کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران
بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ
کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت لو اے نگاہ والو اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ
كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لیے آخرت میں
عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ
آگ کا عذاب ہے یہ اس لیے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا
سے پھٹا رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ
کی اجازت سے تھا اور اس لیے کہ فاسقوں کو رسوا کرے اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے
اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑥ مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ
اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول

وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ
کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے کہ تمہارے
دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا
اغنیا کا مال نہ ہو جاتے اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو
وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٧﴾ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن
اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو
دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ
اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے
أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ
وہی سچے ہیں اور جنھوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا
يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا
دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس
وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ
چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخشدے
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ
اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ
ع ۱۰ ۲ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ
اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ
کافر کتابیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے

marfat.com

فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا ۙ وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۱﴾
بارے میں کسی کی نہ مانیں گے اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں
لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ
اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اگر ان کی مدد
لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿۱۲﴾ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ
کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں گے بے شک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے
اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ
یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں
أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ
یا دھسّوں کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ سخت ہے تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور ان کے دل الگ
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ
الگ ہیں یہ اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے انہوں
أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ
نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب
قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا
اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ
فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿۱۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾
اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱۹﴾
اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں
لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۲۰﴾
دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ
اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے
وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ
اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی
اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
معبود نہیں ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی
هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ
معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا اللہ کو
اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ
پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب
يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾
اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے
ع ۳

تفسیر عالمانہ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ. اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے جو کچھ زمینوں میں ہے۔

حل لغات التسبیح بمعنی اللہ تعالیٰ سے برائی کو دور کرنا اور اس سے پاکی بیان کرنا جو الوہیت کی شان کے لائق نہیں اور وہ دل اور زبان اور حال سے ہوتی ہے پہلی کی مثال بندے کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان امور سے بلند و بالا ہے جو اس کی الوہیت کے لائق نہیں وہ اس لئے کہ تفصیل کے معانی میں سے ہے اعتقاد بشئی اور اس کا حکم لگانا جیسے توحید و تجید و تعظیم بمعنی اللہ تعالیٰ کی وحدۃ و مجد و عظمت کا اعتقاد رکھنا اور اس کے لئے وحدۃ و مجد و عظمت کا حکم لگانا اسی معنی پر ہے۔ تکفیرو تضلیل بمعنی کفرو گمراہی کا اعتقاد اور ان کا حکم لگانا ایسے ہی تجویز و ترجیح دوسرے کی مثال ایسی گفتار جو اللہ تعالیٰ کی بلندی پر دلالت کرے جیسے تکبیرہ تہلیل و تامین بمعنی اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ اور آمین کہنا اور یہی مشہور ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی اسی طرح ہے تیسری کی مثال مصنوعات کی دلالت صانع پر کہ وہ موصوف ہے

marfat.com

صفات جلال سے اور مقدس از امکان اور اس کے جملہ متعلقات ہے۔ عام مفسرین نے تسبیح کی تفسیر دوسری اور تیسری قسم مراد لی ہے تاکہ تمام کی تسبیح کو عام ہو۔ (کذا فی بعض التفاسیر) لیکن جمہور محققین نے فرمایا کہ یہ تسبیح بلسان العبادۃ والارشاد مراد ہے نہ کہ بلسان الاشارۃ فقط کیونکہ جملہ موجودات عقلاً و غیرہ عقلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہہ رہے ہیں اور بولتے ہیں کہ وہی ثناء کا مستحق ہے جیسے اس کی تحقیق جیسے اس کی تحقیق سورۃ الحدید کے اول اور قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر گزری ہے۔

بذکرش ہرچہ بینی در خروش است   ولے داند درین معنی کہ گوش است

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست   کہ ہر خارے بہ توحیدش زبان است

(اس کے ذکر سے جسے دیکھو فریاد میں ہے وہ دل جانتا ہے جس کے کان ہوں۔ کیا بلبل گل پر اس کی تسبیح نہیں پڑھ رہی کہ ہر کانٹا اس کی تسبیح زبان بنا ہوا ہے)

پتھر درود خوان حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا میں اب بھی اس پتھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھ پر درود سلام پڑھتا تھا۔

طعام کی تسبیح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم طعام کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ اس وقت کھایا جا رہا تھا۔

قرآنی دلائل قرآن عظیم میں شہادۃ الجوارح والجلود کی نصوص موجود ہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے زندہ ہو۔ جماد ان کی تسبیح ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور یہ علی الاطلاق اور ہر موجود کی طرف منسوب ہے لیکن ہر موجود کی تسبیح مختلف ہے جیسے ہی جس کی نشاۃ کا تقاضا ہے اسی طرح اس کی تسبیح ہے جیسے بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ جب تم عوالم کو غور سے دیکھو گے تو انہیں اپنی طرح ذکر میں مشغول پاؤ گے اس بارہ میں کسی کا کوئی کشف ہے تو خیالی ہے حقیقی نہیں تیرا خیال ہی تجھے موجودات میں لے جاتا ہے ہاں اگر ان میں تنوعات الاذکار کا مشاہدہ کرو تو پھر وہ کشف صحیح ہو گا۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ وہی صاحب عزت اور صاحب قوت ہے۔ الحکیم وہی صاحب حکمت باہرہ ہے۔

marfat.ocm

عزت اس کے جلال کا نشان ہے اور حکمت جمال کا اور وہ ہر صفت کمال سے موصوف ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی وہ عقول آسمانوں میں ہیں اپنے معقولات سے جو صورت فکر کی مقتضی ہیں فریق ترتیب المقدمات و ترکیب القیاسات اور اقامت براہین عقلیہ اور ادلہ فکریہ سے اس لئے کہ تحصیل المطلوب میں ان کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس کی ذات منزہ ہے تنزیہات عقلیہ سے جو تعلیل کی مودیہ ہیں اور تسبیح کی وہ نفوس آسمانوں میں ہیں تشبیہ سے بلکہ اس کی ذات مطلق وہ جامع ہے تنزیہ عقلی و تشبیہ نفسی کو جیسے خود فرمایا لیس کمثلہ شئی اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ یہی تنزیہ ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ یہ تشبیہ ہے اس کی ذات مطلق ہے ساتھ احدیہ جمعیہ بین التنزیہ والتشبیہ دفعۃً واحدہ اس حیثیت سے تنزیہ تشبیہ کی عین اور تشبیہ تنزیہ کی عین ہے جیسے عارف محقق قدس سرہ نے فرمایا۔

فان قلت بالامرین کنت مسددًا وکنت اماماً فی المعارف سیدہ

ترجمہ اگر میں دو امروں کو کہوں تو مسدود ہو جاؤں اور میں معارف کا امام و سردار ہوں۔ تنزیہ اس کے اسم باطن کا نتیجہ اور تشبیہ اس کے اسم ظاہر کا نتیجہ ہے (اسے اچھی طرح سمجھ لے)

وھو العزیز اور عزیز بلند ہے جناب اس کی منزہ ہے غیر تشبیہ ہے۔

الحکیم وہ حکیم ہے کہ جس کی حکمت کا تقاضا ہے اس کے غیر تنزیہ سے مشابہ نہ ہو۔

یہودیوں کا تعارف حضور نبی پاک ﷺ نے مدینہ پاک میں تشریف لاتے ہی یہود کے (بنو نظیر) قبیلہ سے صلح کرلی (نفیر بچوں امیر) وہ یہودیوں کا قبیلہ تھا حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کی اولاد سے تھے۔

فائدہ سہیلی نے فرمایا کہ ان کی ہارون علیہ السلام کی طرف نسبت صحیح ہے اس کی دلیل وہی حضور نبی اکرم ﷺ نے بی بی ام المومنین صفیہ بنت حی بن اخطب کو تسلی کے طور پر فرمایا تھا جبکہ ام المومنین صفیہ کو بعض عورتوں نے عار دلائی (کہ تو تو یہودیہ ہے) آپ سن کر روئیں تو آپ نے فرمایا کہ تو تو بڑی شان والی ہے تیرا باپ ہارون تیرا چچا موسیٰ تیرا شوہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے حدیث مشہور ہے۔

marfat.com

فائدہ حی اخطب اس بنو نظیر گروہ کا لیڈر اور سردار ہے۔

فائدہ بعض کتب میں ہے کہ یہ لوگ کاہن بن ہارون کی اولاد سے تھے۔

مدینہ طیبہ میں یہودیوں کی آمد بنی اسرائیل کا فتنوں کے زمانہ میں یہ لوگ یہاں آگئے حضور نبی پاک ﷺ کی بعثت کا چونکہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ یہاں ہوگی اسی لئے یہاں کی سکونت اختیار کی۔ بنو نظیر اور بنو قرنظہ کو کاہنان کہا جاتا کہ ان کے ایک جد کا نام کاہن تھا اور تین قبیلے بنو نظیر بنو قریظہ بنو قینقاع حجاز کے وسط ارض العرب میں آباد ہوئے۔ اگرچہ یہ نسلاً یہودی تھے۔

ہجرت کا سبب عمالقہ ارض حجاز پر لوٹ مار کرتے تھے اور یہود کی آبادی یثرب اور جحفہ سے ملکہ پھیلی ہوئی تھی۔ بنو اسرائیل نے عمالقہ کی شکایت موسیٰ علیہ السلام سے کی۔ آپ نے انہیں ایک لشکر ساتھ دے کر فرمایا کہ عمالقہ سے جنگ کریں یہاں تک کہ ان کا ایک فرد بھی باقی نہ بچے۔ عمالقہ سے خوب لڑے سب کو فنا کر دیا صرف بادشاہ کا ایک لڑکا بچ گیا اسے انہوں نے عمداً قتل نہ کیا کہ وہ حسین و جمیل تھا اسے غلام بنا کر واپس ملک شام کو لوٹے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا۔ شام کے بنو اسرائیل نے انہیں کہا تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کیا ہے اسی لئے تم ہمارے ہاں رہنے کے لائق نہیں جاؤ جہاں جی چاہے۔ سب نے کہا وہاں واپس چلو جس علاقہ کو فتح کیا گیا وہیں پر زندگی بسر کریں چنانچہ واپس یثرب میں آکر قیام کیا اسی کو وطن بنالیا وہیں پر پھولے پھلے یہاں تک کہ ان کے ہاں سیل العرم کے بعد اوس و خزرج آئے اسلام کے ظہور تک یہ تمام مل کر اکٹھے رہے۔

ہجرت النبی ﷺ کے بعد یہودیوں کا حال جب حضور سرور عالم ﷺ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بنو نضیر سے معاہدہ کیا کہ نہ ہم تمہیں چھیڑیں گے نہ تم ہمیں۔ جب حضور نبی پاک ﷺ نے بدر میں غلبہ پایا تو کہنے لگے نبی آخر الزمان ﷺ کی علامت ہماری کتاب تورات میں یہی ہے کہ ان کا جھنڈا اونہ کیا جائے گا۔ یعنی کوئی بھی ان پر غلبہ نہ پا سکے گا یا کوئی بھی جنگ میں اس کا جھنڈا انگوں نہ کر سکے گا۔ پھر جب جنگ احد میں مسلمانوں کو معمولی سی شکست ہوئی تو شک میں پڑ کر معاہدہ توڑ دیا۔

marfat.ocm

کعب بن اشرف یہودی کی دشمنی کا آغاز معاہدہ توڑتے ہی کعب بن اشرف نے چالیس سوار لے کر مکہ معظمہ پہنچ کر اہل مکہ کو حلیف بنایا اور قریش کے ساتھ کعبہ معظمہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ لڑنے کا معاہدہ کیا اور انہیں کہا ان سے معاہدہ ختم ہے۔

جبریل علیہ السلام کی حاضری کعب بن اشرف کی ساری کارگزاری جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسول ﷺ میں پیش کردی اور ساتھ ہی عرض کردیا کہ یہود کا جو آپ کے ساتھ معاہدہ تھا وہ بھی انہوں نے توڑ دیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کعب بن اشرف جس طرح بن پڑے قتل کردو۔ یہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔

کعب بن اشرف کا قتل حضرت محمد مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف کو غیلہ یعنی دھوکہ دے کر قتل کیا الغیلہ بمعنی الخدیعہ یعنی کسی کو دھوکہ دے کر کسی جگہ پر لے جا کر قتل کردیا جائے۔ جب کعب بن اشرف آپ کے ساتھ ہو لئے تو آپ نے اسے قتل کردیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محمد بن مسلمہ (بفتح المیم) رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس رات کو تشریف لائے اسے اپنے گھر سے باہر اس پروگرام پر لے گئے کہ مجھے کھجوروں میں سے کچھ قرض دے دے وہ آپ کے ساتھ آیا۔ جب مقام معلوم تک پہنچے تو اسے قتل کردیا۔ یہ خوشخبری لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچے تو آپ سن کر بہت خوش ہوئے۔

نبوی سیاست حضور سرور عالم ﷺ کا کعب بن اشرف کو قتل کرانا اس لئے تھا کہ یہود کے دل ٹوٹ جائیں اور ان کی قوت کمزور ہو جائے۔

یہود کی سازش اور معجزہ رسول ﷺ بعض اخبار میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے ہاں عشرہ مبشرہ کے سوا چند دیگر صحابہ رضی اللہ عنہ کی دیت کی استعانت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ عنہم تھے۔ بنو نضیر نے کہا آپ ہماری دعوت قبول فرمائیے کھانا

marfat.ocm

تکلیف فرمائیں۔ پھر جیسے حکم ہو گا تعمیل ہو گی۔ آپ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ یہودیوں نے کہا اب موقعہ عجیب ہے کوئی ایک اس گھر کے اوپر سے بھاری پتھر گرا دے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا کام تمام کر دے (معاذ اللہ) ان کے ایک لیڈر بد بخت عمرو بن جواش نے کہا کہ یہ کام میں سرانجام دوں گا۔ ان کے دوسرے ایک اور لیڈر سلام بن مشکم نے کہا ایسا مت کرو ان کو اللہ تعالیٰ تمہاری کاروائی کی خبر آسمان سے بھیج دے گا۔ اس طرح سے تمہارا معاہدہ کا پردہ کھل جائے گا۔ بد بختوں نے سلام بن مشکم کی ایک نہ مانی۔ عمرو بن جواش بد بخت اس مکان پر چڑھا تاکہ آپ پر پتھر گرائے اس کی کاروائی سے پہلے آپ کو آسمان سے خبر پہنچی۔ آپ چپکے سے اٹھے اور ساتھیوں سے فرمایا میں قضاء حاجت کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ ساتھیوں کو وہاں چھوڑ کر جلدی سے مدینہ طیبہ (شہر) میں تشریف لائے۔ آپ کی اس واپسی کا آپ کے کسی ساتھی کو علم نہ ہوا جوں دیر ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشویش ہوئی تو آپ کی تلاش میں نکلے راستہ میں ایک شخص ملا اس سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں بخیریت و سلامت پہنچ گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں یہودیوں کی تمام خفیہ کاروائی کی خبر دے دی۔ یہودی اپنی اس کاروائی سے سخت نادم ہوئے جبکہ انہیں معلوم ہوا کہ آپ کو آسمان سے خبر ملی۔

یہود کو جلاوطنی کا حکم حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم کو یہودیوں کے پاس بھیج کر حکم فرمایا کہ فوراً اس شہر کو چھوڑ جاؤ کیونکہ ان کی آباد بستی حدود مدینہ طیبہ میں ہی تھی (اسی لئے فرمایا میرے شہر سے باہر نکل جاؤ) اب تم ہمارے ساتھ گزارنے کے نہیں تم نے جو دھوکہ کرنا تھا کر لیا یہود یہ حکم سن کر خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ دیا۔

منافقین کی شرارت منافقین نے خفیہ پیغام بھیجا کہ اپنے قلعوں سے ہرگز نہ نکلنا ہم تمہاری مدد کریں گے منافقین کی ڈھارس بندھوانے پر رسول اللہ ﷺ کو جواب بھجوایا ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلتے جو کچھ کرنا چاہو کر لو۔

یہود کا سرغنہ منافقین کے اکسانے پر اس ترش جواب دہی میں حی بن اخطب تھا جو ام المومنین حضرت صفیہ

marfat.ocm

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا باپ تھا یہود کا سرغنہ اور سب سے بڑا شریر تھا۔ حضور نبی پاک ﷺ مدینہ طیبہ میں بنو نظیر کے ساتھ جنگ کا اعلان فرمایا تو اہل مدینہ فوراً جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ حمار مبارک پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی تھی اور جھنڈا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے صحابہ سمیت نماز عصر یہود کی بستی کے قریب ادا فرمائی۔ یہود چونکہ قلعوں میں بند ہو چکے تھے۔ اب وہ قلعوں کے اوپر سے تیر اندازی اور سنگ اندازی کرنے لگے اور گلیوں کوچوں کو بند کر دیا تھا اور خود بھی قلعوں میں بند تھے حضور نبی کریم ﷺ نے اکیس روز ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب انہوں نے ان کے دلوں پر رعب ڈالا اور ادھر منافقین کی امداد سے بھی ناامید ہوئے تو صلح کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا اب جلاوطنی کے سوا تمہارے لئے اور کوئی حکم نہیں صرف اس قدر تمہیں مہلت ہے کہ ہر تین گھروں میں سے ایک اونٹ کا بوجھ اٹھا کر جو چاہو لے جا سکتے ہو سوائے ہتھیاروں کے۔

یہودیوں کی جلاوطنی کا منظر یہودیوں نے چھ اونٹ خوب سنوارے اور خود بھی سج دھج سے آراستہ ہوئے۔ پہلوانوں کی طرح اکڑ کر اور نہایت سرور و فرحت کا اظہار کرتے ہوئے مدینہ طیبہ کے بازار سے گزرے۔

کوئی کہاں گرا کوئی کہاں گرا جلاوطنی کے بعد بعض تو شام کے ملک و ریحا کی طرف فلسطین میں اور کوئی اذرعات کی طرف دمشق میں چلے گئے۔ صرف دو گھر خیبر میں آ گئے۔

۱۔ آل ابی الحقیق ۲۔ آل حی اخطب ۳۔ ایک گروہ حیرہ میں بھی چلا گیا تھا۔

فائدہ الحیرہ بالکسر کوفہ کے ایک شہر ہے اور بنو نضیر سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے۔ ۱۔ سفیان بن عمیر وہب۔ ۲۔ سعد بن وہب

ایک شرط[1] پر ان کے اموال ان کے سپرد کئے اس واقعہ پر سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ تا واللہ علی کل شئی قدیر نازل ہوئی۔

---

[1] کہ ہم جب چاہیں گے تمہیں یہاں سے جلاوطن کر دیں گے)

marfat.ocm

تاریخی تحقیق حضرت محمد نے فرمایا کہ بنو نضیر کی جلاوطنی غزوہ احد کے رجوع کے بعد سن ۴ ہجری میں ہوئی اور بنو قریظہ کی فتح غزوہ احزاب سے رجوع کے بعد سن ۵ ہجری میں ہوئی۔ ان دونوں کے درمیان دو سال کا فاصلہ ہے۔

فائدہ انسان العیون میں ہے کہ غزوہ بنو نضیر ربیع الاول سن ۴ ہجری میں ہوا اور یہود کی جلاوطنی بھی اسی سال ہوئی۔

تحقیق سلسلہ جلوتیہ شریف الجلاء (بالفتح) شہر سے نکلنا اور اس سے جدا ہو جانا۔ اہل لغت کہتے ہیں اجلیت القوم الخ میں نے قوم کو ان کے گھروں سے جدا کیا۔ وجلوتھم فاجلوا اور انہیں جدا کیا تو وہ جدا ہوئے یعنی جلاوطن ہوئے بمعنی ابرزتھم عنہا میں نے گھروں سے ظاہر کر دیا۔ دراصل الجلوء بمعنی الکشف الظاہر اسی سے ہے طریقہ جلوتیہ شریف (بالجیم) کیونکہ صفات الٰہیہ سے ظاہر ہے اس کی تحقیق اپنے مقام پر گزری۔

فائدہ الجلاء الخروج سے اخص ہے کیونکہ الجلاء جماعت کے نکلنے کو کہا جاتا ہے یا ان کے نکالنے کو اور الخروج والاخراج جماعت پر بھی بولتے ہیں اور فرد پر بھی۔ بعض نے ان میں ایک اور فرق بھی ہے وہ یہ کہ الجلاء مع اہل و عیال کا نکلنا بخلاف الخروج کے کہ اس میں یہ شرط نہیں۔

مسئلہ علماء کرام نے فرمایا کہ اہل حرب سے بغیر کسی شے کے جلاوطن کرنا آج کے دور میں ناجائز ہے کیونکہ یہ حکم اول الاسلام میں تھا بعد کو منسوخ ہو گیا۔ اب تو اہل حرب کے ساتھ جنگ ضروری ہے یا قید یا جزیہ۔

تفسیر عالمانہ وَهُوَ الَّذِيْٓ وہ اللہ جس نے ذلیل کر کے اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ جس نے کافر کتابیوں کو نکالا۔ یہ ان کے عزت کے بعض آثار اور اللہ تعالیٰ کی مضبوط حکمت کا بیان ہے یعنی حکم فرمایا اہل تورات یعنی بنو نضیر کے نکل جانے کا۔ مِنْ دِيَارِهِمْ ان کے گھروں سے دار کی جمع ہے دار و بیت میں فرق یہ ہے کہ دار دار ہی رہتی ہے خواہ اس کی دیواریں مٹ جائیں اور بیت مٹ جانے کے بعد ختم۔ کیونکہ بیت

marfat.ocm

وہ ہے جو سقف (چھت والا) ہو چکا مدخل ایک ہو رات گزرنے کے لئے بنایا جاتا ہے اس کی دیواریں تین ہوں یا چار یہ معنی صفہ میں بھی موجود ہے صرف فرق یہ ہے کہ صفہ کا مدخل زیادہ کھلا ہوتا ہے لیکن اس کو بیت کہا جاسکتا ہے اور البیوت مخصوص ہے صرف مسکن کے لئے اور ابیات مخصوص ہے شعر کے لئے۔

لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ان کے پہلے کے حشر کے لئے۔ لام اخرج سے متعلق ہے لام توقیت کی یعنی ان کے پہلے حشر کے وقت یعنی شام کی طرف۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ لام علت کی ہے یعنی یہود اس لئے نکالے گئے تاکہ ان کا پہلا حشر شام ہو الحشر بمعنی جماعت کو ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف نکالنا یہ بنی اسرائیل سے تھے انہیں پہلے جلاوطنی ہرگز نہ پہنچی تھی کیونکہ ان کا پہلے شام سے مدینہ پاک میں آنا اپنے اختیار سے تھا یہی وہ پہلے لوگ ہیں جو جزیرہ عرب سے شام کی طرف نکالے گئے۔ اس معنی پر یہ اول آخر کا بالمقابل نہ ہو گا اسے جزیرہ اس لئے کہتے ہیں کہ اسے بحرالحبشہ و بحر فارس دوجلہ و فرات گھیرے ہوئے ہیں۔

جزیرہ کا طول و عرض خلیل بن احمد نے کہا کہ جزیرہ کا مبدا طول میں ابو موسیٰ کی گڑھی سے ہے یمن کی طرف اور رمل یبرین[1] سے یبرین۔ ایک جگہ ہے اجساء کے بالمقابل تا منقطع اسلاوہ عرض میں۔ السماوہ بالفتح کوفہ و شام کے درمیان ایک جگہ ہے یہی ان کا پہلا حشر ہے دوسرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انہیں جلاء وطن کرنا خیبر سے شام کی طرف جب انہیں حدیث ملی کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔ آخر حشر قیامت میں کیونکہ میدان حشر ملک شام میں ہو گا۔

مَاظَنَنْتُمْ اے مسلمانو! تمہیں گمان نہ تھا اَنْ يَّخْرُجُوْا وہ نکلیں گے اپنے گھروں سے ایسی ذلت و خواری سے بوجہ ان کی شدت طاقت اور ان کے قلعوں کی مضبوطی اور ان کی کثرت عدو کے۔

وَظَنُّوْا اور کافروں نے گمان کیا تھا پختہ گمان جو یقین کے مرتبہ میں تھا اور وہ فعل الیقین یا اس کے قائم مقام کے بعد واقع ہوتا ہے۔ انهم مانعتهم حصونهم من الله بیشک انہیں ان کے قلعے اللہ تعالیٰ سے بچائیں گے۔

---

[1] رمل یبرین۔ ایک جگہ کا نام ہے

marfat.ocm

حل لغات الحصون حصن (بالکسر) کی جمع ہے وہ مضبوط جگہ جس کے وسط میں نہ پہنچا جا سکے۔ القلعہ یعنی وہ مضبوط حصن جو پہاڑ پر بنایا جائے۔ پہلا دوسرے سے عام ہے۔ تحصن قلعہ کو مسکن بنا کر پھر اسے عبور کیا جاتا ہے۔ درع حصینہ اس لئے کہ وہ بدن کے لئے بمنزلہ حلقہ کے ہے۔ فرس حصان اس لئے کہ وہ گھوڑا اپنے سوار کے لئے گویا قلعہ ہے۔ اب معنی یہ نکلا کہ ان کا گمان تھا کہ ان کے قلعے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب و قہر سے بچالیں گے خبر کو مقدم کر کے جملہ کا اسناد ان کی ضمیر کی طرف کیا گیا تاکہ معلوم ہو کہ انہیں قلعوں پر حد سے زیادہ بھروسہ تھا اور ان کا اعتقاد راسخ تھا کہ نہایت عزت اور ایسی رکاوٹوں سے محفوظ ہیں کہ انہیں ہلا نہ سکے گا۔ مسند کی تقسیم قصر المسند الیہ علی المسند کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ قائم زید کا معنی ہے کہ زید قیام پر مقصور ہے کہ اس کا اس سے قعود کی طرف تجاوز نہیں ایسے ہی آیت کا معنی ہے کہ ان کے قلعوں کی صفت مانعیت کے سوا اور کوئی نہیں یہ بھی جائز ہے کہ مانعتھم خبر ہو کیونکہ اس کا مرفوع ہونا فاعلیت کی بناء پر ہے اس کا اعتماد مبتداء پر ہے۔

سوال مانعتھم کو مبتداء اور حصونھم کو اس کی خبر بنانے میں کونسا مانع ہے جبکہ دونوں معرفہ ہیں۔

جواب مانعتھم معرفہ نہیں نکرہ ہے کیونکہ اس کی اضافت غیر محضہ ہے علاوہ ازیں قصد اخبار عن الحصون ہے۔ اگر مبتداء خبر بنائے جائیں تو یہ مقصد حاصل نہ ہو گا۔

فاتاھم اللہ پس ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم اور وہ تقدیر آئی جو ان کے لئے مقدر ہو چکی تھی۔ من حیث لم یحتسبوا (جہاں سے ان کا گمان نہ تھا) ان کے دل میں بھی نہ کھٹکا تھا وہ ہے ان کے رئیس کعب بن اشرف کا اچانک اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو جانا کیونکہ اس کے قتل ہو جانے پر ان کی قوت میں ضعف اور شوکت میں کمی آئی اس روز سے ان کے دلوں سے امن و چین اٹھ گیا اور ان میں رعب ڈال دیا گیا۔ فاء یا تو تعقیب کی ہے اس میں اشارہ ہے کہ پاس ان کے ظن کے بعد معمولی مدت کے بعد پیدا ہوا یا سببیہ ہے تو اشارہ ہے کہ ان کی گرفت ان کے اعجاب یا نفوس ہوئی جبکہ انہوں نے قدرت الٰہی سے قطع نظر کر لی اور نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت کا مالک ہے۔

marfat.ocm

طرف اخراب کا اسناد اس لئے ہے کہ وہ سبب تھے اس فعل کے گویا انہوں نے ہاتھوں کو حکم دیا اور مکلف بنایا یہ ایسے ہے جیسے حضور سرور عالم ﷺ کے ارشاد گرامی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اپ کے دوسرے قول میں ہے سب سے کبیرہ گناہ ہے اس کے لئے جس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کون سا بیوقوف ہو گا جو ماں باپ کو گالی دیتا ہو آپ نے فرمایا کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا ایسے ہی کوئی کسی کی ماں کو گالی دے تو گویا اس نے اپنے ہی ماں باپ کو گالی دی۔

تفسیر صوفیانہ فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ کفار کو بھروسہ قلعوں اور پتھروں پر اور مسلمانوں کو بھروسہ اپنے مالک غفار پر ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو جائے پناہ حقیقی پر بھروسہ ہو گا وہ اپنی مراد پا لے گا۔ دنیا میں بھی اور جس کو ماسوی اللہ پر سہارا ہو گا وہ اپنی تجارت میں کھلا اور واضح خسارہ پائے گا۔

فائدہ انسان رب تعالیٰ کی بنائی ہوئی تعمیر ہے جو خود کشی کرتا ہے اور اس کا سبب بنتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی تعمیر کو توڑتا ہے۔ اس معنی پر وہ ملعون ہے ایسے ہی قلب کے حال کا قیاس کرو کیونکہ وہ اللہ کا گھر ہے اس میں ایسے جدوجہد کر کہ کہیں اس پر نفس و شیطان غلبہ نہ پا جائیں۔ حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

من آں نگیں سلیمان بہیچ نستانم ک گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

(میں سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کو معمولی قیمت سے خریدنے پر تیار نہیں کہ جس انگشتری پر گاہے گاہے دیو کا قبضہ ہو جائے)

فاعتبروا پس عبرت کرو۔ يٰاُولِي الْاَبْصَار اے ارباب و عقول و بصائر نصیحت حاصل کرو ان ہولناک امور سے جو ان پر گزرے کہ وہاں عقل و فکر راہ نہیں پا سکتی اور ڈرو ایسے امور کے ارتکاب سے جو انہیں کفر و معاصی کی طرف لے جاتے ہیں دونوں گروہوں کو اپنے نفوس پر منتقل کرو کہ کہیں تم ایسے نہ ہو جاؤ اور اسباب کی مضبوطی پر بھروسہ نہ کرو جیسے بنو نظیر نے اپنے قلعوں اور گھروں کی مضبوطی پر بھروسہ کیا بلکہ اللہ پر توکل کرو۔

marfat.com

جہاں اے پسر ملک جاوید نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ز دنیا وفاداری امید نیست

(اے عزیز جہاں ہمیشہ کا ملک نہیں دنیا سے وفاداری کی امید نہیں)

حل لغات **الاعتبار** العبور سے ہے۔ ایک شے سے دوسری شے کی طرف متجاوز ہونا اسی لئے عبرت کو عبرت کہا جاتا ہے کہ اس میں عین سے حد کی طرف منتقل ہونا ہوتا ہے اور اسی لئے اہل تعبیر کو اہل تعبیر کہا جاتا ہے کہ وہ متخیل سے معقول کی طرف ہوتا ہے اور الفاظ کو عبارات اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں معانی لسان قائل سے عقل مستمع کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اور عربی مثل مشہور ہے۔

السعید من اعتبر بغیرہ (سعادت وہ ہے جو اپنے غیر سے عبرت حاصل کرے)

وہ اس لئے کہ غیر کے حال کو اپنے حال کی طرف منتقل کرتا ہے۔

چوں برگشتہ بختے در افتد بہ بند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ازو نیک بختاں بگیرند پند

(جب کوئی بخت پھر اقید میں پڑتا ہے تو اس سے نیک بخت لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں)

تحقیق البصر **البصر** (عضو معروف یعنی آنکھ) اور وہ قوت جو اس عضو (آنکھ) میں ہے اور قلب کی قوت مدرکہ کو بصیرت کہا جاتا ہے اور بصر بھی لیکن عضو (آنکھ) کی قوت باصرہ کو بصیرۃ نہیں کہا جاتا (المفردات) بعض تفاسیر میں ہے کہ الابصار البصر کی جمع ہے وہ جو سر میں ہے اسی سے ہی عالم ملک کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اسی کو عالم شہادت بھی کہتے ہیں اور یہ مشاہدہ اتنا تیز ہے کہ رائی و مرئی (دیکھنے والے اور جسے دیکھا جائے) کے درمیان ہزاروں سال کی مسافت ہو تب بھی یہ قوت آنکھ جھپکنے میں دیکھ لیتی ہے۔ یہ نور جو آنکھ کے صدقہ میں ہے اسی مقدار تک ہزار سال کی مسافت تک آنکھ جھپکنے کی دیر میں مرئی (دیکھی ہوئی شے) تک پہنچ جاتا ہے جو کہ رائی حکایتہ (مرئی) کو پیش کر دیتا ہے[1]۔

---

[1] یہ تو ایک خاکی نور کی کیفیت ہے پھر اس نور کا کیا کہنا جو ملکی ہے پھر ملکی کے نور آگے نور رسالت ہے۔ لیکن لوگ چونکہ صرف ضد میں پھنس گئے ورنہ ولایت اور نبوت کی قوت کو سمجھنا مشکل نہ تھا اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب "حاضر و ناظر" میں دیکھئے)

marfat.ocm

البصیرۃ قلب میں ایسے ہے جیسے آنکھ میں بصارت وہ بصیرت عالم ملکوت کا مشاہدہ کرتی ہے اور اسی کو عالم غیب بھی کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر مشاہد (جس کا مشاہدہ کرنا ہے) عالم اعلیٰ میں ہو یا لوح محفوظ میں ہو بلکہ علم اللہ تعالیٰ میں ہو وہ امور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہیں کہ انہیں اس کے بیشک معلوم کریں تو وہ بندہ خدا اسے بھی ایک ہی آن میں مشاہدہ کر لیتا ہے کبھی کبھی ایسے حضرات کو ممتنع وغیر متناہی ایک خاص کے مشاہدہ سے مشاہدہ ہو جاتا ہے جیسے ہم اپنے وجدان میں پاتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب صنعت سے ہے۔

فائدہ بعض لوگوں نے یہاں البصر کو مجازاً مشاہدہ کے معنی میں لیا ہے کیونکہ ۔۔ بھی مشاہدہ کے لئے ایک قسم کا آلہ ہے اور وہی عبرت کے لئے معتبر ہے کہ اگر ۔۔ نہ ہو تو وہ مشاہدہ مفقود کے حکم میں ہے اسی اعتبار پر اولی الابصار فرمایا ہے ورنہ اولی البصائر ہونا چاہئے تھا اب اس کی تفسیر میں یوں معنی ہو گا اے عقول و بصائر والو نصیحت حاصل کرو۔ یہی معنی وعظ حاصل کرنے کو زیادہ لائق اور فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ کے زیادہ موافق ہے کیونکہ اللب وہ عقل خالص جو بشریت کی کدورت (میل کچیل) سے صاف ہو اور البصیرۃ بھی جو قلب کی آنکھ ہے جب صاف ستھری ہو۔ ان عقلاء سے خاص ہو خطاب بامر الاعتبار کے لائق ہیں باقی رہی صرف دیکھنے کی آنکھ تو جانوروں میں بھی ہے اور وہ بصیرۃ جو صاف ستھری نہ ہو وہ تو عوام میں بھی ہے۔

فائدہ بعض نے البصر کو اپنے حقیقی معنی میں رکھا ہے اور اس کی تفسیر میں فرمایا کہ معنی یہ ہے کہ عبرت حاصل کر اے وہ شخص جس نے ان وقائع کا معائنہ کیا ہے۔

فیصلہ غور سے دیکھا جائے تو دونوں قولوں کا مآل ایک ہے کیونکہ صرف دیکھنا کسی کا کام نہیں جب تک اس میں بصیرت صحیحہ نہ ہو۔

قیاس کی تعریف الوسیط میں ہے کہ اعتبار کا معنی ہے امور میں نظر کرنا تاکہ اس سے کوئی دوسری شے (جو اس کی جنس سے ہو) معلوم کی جائے (اس کو ہم قیاس کہتے ہیں)

marfat.ocm

فائدہ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے کسی شے کو دیکھ کر عبرت نہ پکڑی تو اسے وعظ و نصیحت کی ضرورت نہیں (جب وہ خود نصیحت حاصل نہیں کرتا دوسرے کی نصیحت سے اسے کیا حاصل ہو گا)

قیاس کا استدلال یہی آیت قیاس کی دلیل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تجاوز ہونے کا حکم فرمایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی دوسرے حال کو پہلے حال پر محمول کرو اس حکم میں جو ان دونوں کو آپس میں مشارکت ہے جو اس حکم کی متقاضی ہے اس کی مزید تفصیل کتب اصولیہ میں ہے۔

تفسیر صوفیانہ اہل کتاب میں یہودی نفس اور نصرانی ہوٰی کی طرف اشارہ ہے ہم نے ہوی (خواہش نفسانی) کو نصرانی اور نفس کو یہود اس لئے کہا کہ نفس پر بیکار غلبہ ہے کیونکہ خواہش نفس کے لئے بمنزلہ روح کے ہے کہ جیسے جسم روح کے بغیر بیکار ہے۔ ایسے ہی نفس خواہشات کے بغیر بیکار ہے اس معنیٰ پر کہا گیا ہے۔ ہوٰی نفس کی روح ہے جو اس میں ہوٰی خواہشات حیوانیہ پھونکتی ہے۔ اس سے پھر وہ اسے جہنم کی وادی کی طرف دھکیل کر لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صفات ظلمانیہ کی دیار صدمہ اولیٰ کے ساتھ اس کی جڑ کاٹتا ہے۔ ان کا گمان تھا کہ ان کی طبائع ردیہ کے قلعے انہیں صفات غیبیہ سے جدا ہونے سے روک دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تجلی قہری کے ساتھ ان کے ہاں تشریف لایا اور قلوب نفس و ہوی میں ان کے درمیان مفارقت کا رعب ڈالا کیونکہ وہ ہر ایک آپس میں ایک دوسرے پر ایسے سہارا رکھتے ہیں جیسے روح و جسم کو آپس میں ہے کہ جسم روح کے بغیر قائم نہیں اور روح جسم کے بغیر۔ وہ خراب کرتے تھے اپنی صفات کے بیوت کو اپنی خواہشات گمراہ کنندہ کے ہاتھوں اور روح و سرد قلب کی قوت سے کیونکہ ان تینوں پر نورانیت کا غلبہ ہے۔ پس اے عقل والو عبرت پکڑو یعنی «» حضرت جن کا حق اجر ہو گیا جیسے حدیث قدسی میں ہے کہ وہ بندہ میرے سے دیکھتا سنتا ہے اور میری قوت سے پکڑتا ہے (الیٰ آخر الحدیث)

تفسیر عالمانہ ولولا ان کتب اللہ اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا یعنی حکم فرمایا علیھم ان پر یعنی بنو نضیر پر۔

الجلاء جلاوطنی گھروں سے نکلنا ایسی ذلت و خواری سے۔ جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

marfat.ocm

فائدہ لولا امتناعیہ ہے اس کا مابعد مبتداء ہے ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس کا اسم ضمیر شان مقدر ہے کہ دراصل لَوْلَا انہ الخ تھا اور کَتَبَ اللّٰهُ اس کی خبر ہے جملہ محلاً مرفوع بالابتداء ہے اب عبارت یوں ہوئی کہ لولا کتب اللہ علیہم الخلاء واقع فی علمہ اوفی لوحہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلاوطنی اپنے علم یا لوح محفوظ میں لکھی نہ ہوتی لعذبہم فی الدنیا (تو دنیا میں ہی ان پر عذاب کرتا) قتل و قید سے جیسے یہود بنو قریظہ کے ساتھ کیا گیا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ جب وہ اپنے جرم عظیم کی وجہ سے قہر عظیم کے مستحق ہوئے تو ان کی جلاوطنی سے گرفت ہوئی جو کہ قتل نفس کے برابر سزا مقرر کی گئی ہے جیسا کہ فرمایا کہ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ (اگر ہم ان پر لکھتے کہ خود کو قتل کرو یا خود اپنے گھروں سے نکلو تو نہ کرتے مگر تھوڑے) علاوہ ازیں اس طرح (جلاوطنی) سے احتمال تھا کہ ممکن ہے ان کے بعض مسلمان ہو جائیں یا ان کی نسلوں سے۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (اور ان کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے) یہ جملہ مستانفہ ہے لَوْلَا کے جواب سے متعلق نہیں کیونکہ اگر وہ معطوف علیہ ہو تو لازم آئے گا کہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پا جائیں کیونکہ کا مقتضٰی ہے جزاء کا انتفاء حصول شرط کے لئے اور اسے اس لئے لایا گیا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ جلاء وطنی کے دنیا کے عذاب سے نجات پا بھی جائیں تب بھی آخرت کے عذاب سے نجات نہیں پا سکیں گے۔

صاحب روح البیان قدس سرہٗ کی تحقیق فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہٗ) کہتا ہے کہ ان کے دنیا کے عذاب سے نجات پانے سے لازم نہیں آتا کہ ان کی جلاوطنی از قبیل عذاب نہیں ہاں بہ نسبت ان کی جڑ کاٹنے کے یہ عذاب از نوع دیگر ہے بلکہ یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ ان بدبختوں نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا اور ظاہر ہے کہ آپ کی شہادت ہزاروں کے قتل کے برابر (بڑھ کر) ہے اسی لئے جلاوطنی سے ان کی گرفت ہوئی تاکہ ہر دن میں ہزار بار مریں کیونکہ قاعدہ ہے کہ نفس کو اپنی پسندیدہ واشیاء سے جدا کرنا اس کی موت

marfat.ocm

کے برابر ہے اس لئے ان پر جزا ان کے عمل کی جنس سے واقع ہوئی۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے نفس یہودی اور نصرانی شہوت پر جلاوطنی یعنی دور ہونا اپنے وجود ات کی دیار سے نہ لکھا ہوتا تو انہیں طلب دنیا اور اس کی محبت میں عذاب کرنا اور ان کے لئے آخر الامر ان کی مالوفات طبعیہ و مستحسنات حسیہ سے جدا رہنے کا ناری عذاب ہے۔

تفسیر عالمانہ ذٰلِكَ وہ جو ان کو محیط ہوا یا ہوگا۔

بانہم اس سبب سے ہے کہ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ان کے احکام کی اور کیا جو کچھ کیا جسے ان کے قبائح بیان ہو چکے۔

حل لغات المشاقہ انسان کا ایک شق پر اس کے مخالف کا دوسری شق پر ہونا۔ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ اور وہ جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ تو بیشک اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے مخالف کے لئے۔ یہی شرط کی جزاء ہے بحذف العائد یا جزاء محذوف کی تعلیل ہے یعنی اسے اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے اسی لئے انہیں سخت عذاب ہو گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے والے ہیں وہ مخالف جو بھی ہو۔ یہ شرطیۃ سببیۃ کی تحقیق ہے طریق برہانی سے اس میں اشارہ ہے کہ مخالفت مواخذہ کی متقاضی ہے اس کی قدرت و صنف کے مطابق اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔

منت بسند است اگر بشنوی   کہ گر خار کاری سمن ندروی

(ترجمہ یہ کافی ہے اگر سنو کہ کانٹے بوؤ گے تو چنبیلی نہ اٹھاؤ گے)

فائدہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشاقہ کا معنی ہے آپ کے امر و نہی کی حکمت میں مخالفت کرنا جیسے اسرار الصلوٰۃ الخمس اور ان کے اعداد

(جیسے چکڑالویوں اور پرویزیوں نے کیا ہے کہ وہ تین نمازوں کے قائل ہیں ۱۲) اور ان کی قراۃ میں اختلاف کرنا ان کے جہر او سراً اور جیسے اسرار الزکوۃ اور اس کے احکام سے اختلاف کرنا اور جیسے احکام الحج اور اس کے مناسک میں اختلاف کرنا ہم تو صرف [illegible] ختم کرنے پر مامور ہیں ان کے اسرار و حقائق

کے اختلاف میں ہمارا کیا کام اور نہ ہی ان کے اسرار و حقائق کی معرفت کے مکلف ہیں۔ حضور نبی پاک ﷺ باوجود کمال عرفان و جلال برہان کے فرماتے ہیں۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور فرمایا نحن نحکم بالظواھر ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی پوشیدہ واسرار کو جانتا ہے۔

وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ اس کے عذاب کی شدت ایک یہ ہے بندے کو ان امور کے امتثال میں مبتلا فرمانا ساتھ عدم تکلیف ان کے حقائق کی معرفت کے عتاب سے مشقت میں ڈالنا مراد ہے ورنہ احکام الٰہیہ تو سراسر رحمت ہیں نہ کہ عذاب۔

مسئلہ جس نے کہا کہ یہ احکام تو ہم پر عذاب ہیں اور اس کی کوئی جائز تاویل نہیں کرتا تو کافر ہو گیا۔

تفسیر عالمانہ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَۃٍ وہ درخت جو تم نے کاٹے۔

ترکیب حل لغات ما شرطیہ منصوب بہ قطعتم ہے۔ لینتہ فولتہ حنتہ۔ کی طرح از نون اس کا اصل نو تہ تھا اور واؤ یاء سے تبدیل ہوئی۔ ماقبل کی کسرہ کی وجہ سے جیسے دیمہ و قیمتہ (دراصل دومتہ و قومتہ تھے) اس کی جمع الوان آتی ہے اس کھجور کی تمام قسمیں مراد ہیں۔ بعض نے کہا یہ لین سے ہے۔ اس کی جمع لین و الیان آتی ہے۔ اس سے مراد کھجور ہے جو تمام درختوں میں مکرم ہے کیونکہ یہ زمین کو قریب ہے اور اچھا پھل ہے۔ المفردات میں ہے کہ اللینہ خشونتہ (سختی) کی نقیض ہے۔ یہ اجسام میں مستعمل ہوتی ہے پھر اسے خلق وغیرہ کے لئے

---

[1] یہی جوابات ہیں وہابیہ دیوبند کے ان سوالات کے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے لونڈی کا فیصلہ باطن کے کیسے خلاف کیا۔ طعمہ بن ابیرق کا فیصلہ باطن تو کچھ تھا تو آپ نے اس کے خلاف پر کیوں فیصلہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو آپ باطنی حالات سے واقف تھے تو پھر جلد فیصلہ کیوں فرمایا و دیگر بیسوں سوالات کا حل یہی ایک فیصلہ ہے کہ آپ ظاہری حالات کے مطابق چلتے تھے تاکہ امت کو سہولت ہو کہ ظاہر حل صحیح ہو باطن کو سپرد۔ (حاشیہ ختم)

marfat.ocm

استعارہ کیا گیا ہے کہ معانی پر بھی مستعمل ہوتی ہے جیسے فلاں لین وفلاں خشن وفلاں نرم فلاں سخت ہے۔ اور ہر دونوں سے کبھی مدحت اور کبھی مذمت کی جاتی ہے (بحسب اختلاف المواضع) ماقطعتم من لینتہ کا معنی ہے وہ جو تم نے پھل دار کھجور کاٹے۔ یہاں لفظ اسم کے قائم مقام واقع ہے۔ جیسے منتہ اس سے خاص قسم کھجور مراد نہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ جو تم نے ان کی کھجوروں میں سے ہر قسم کی کھجوریں کاٹیں۔

فائدہ بعض نے کہا لینہ نے تمام قسم کی کھجوریں سوائے عجوہ برنیہ کے کیونکہ یہ کھجور کے بہترین قسمیں ہیں۔

او ترکتموھا یا تم نے انہیں چھوڑ دیا۔ ضمیر ما کی طرف راجع ہے اس کی تانیث اس کی تفسیر لینہ کی وجہ سے ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے قول مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وہ جو اللہ تعالیٰ کے قول کے لئے رحمت کھولے تو اسے کون ہے کوئی روکنے والا۔

قائمتہ کھڑی ہوئی یہ حال مفعول کی ضمیر ہے۔ عَلٰٓى اُصُوْلِهَا (ان کی جڑوں پر) جیسے تھیں بغیر پیچھے لگنے کے کاٹے وغیرہ۔ اصول اصل کی جمع ہے وہ جس کی شنیاں نکلیں یعنی جڑ ہے۔ فباذن اللہ (تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تھا) یعنی کاٹنا اور چھوڑنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں کیونکہ کاٹنے اور چھوڑنے ہر دونوں میں حکمت و مصلحت تھی۔ ولیخزی الفاسقین (اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے) تاکہ یہود بنو نضیر جو خارج از اسلام ہیں کو رسوا کرے اسی لئے اجازت دی درختوں کے کاٹنے اور چھوڑنے کی۔ یہ فعل محذوف کی علت ہے۔

حل لغات خزی الرجل اسے انکسار لاحق ہوا یا اپنے نفس سے یعنی بہت زیادہ شرم وحیا اس کا مصدر خزاتہ آئے گا یا غیر سے۔ یہ ایک قسم کا استخفاف و استحقار ہوتا ہے اس کا مصدر الخزی آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اجازت بخشی درختوں کے کاٹنے اور چھوڑنے میں کیونکہ یہودیوں نے جب مسلمانوں کو دیکھا کہ اب کے بعد وہ ان کے اسباب واموال پہ قابض ہو جائیں گے تو وہ کیسے گوارہ کر سکتے تھے ایسے انہیں دیکھنا کہ وہ اس میں جس طرح چاہیں گے تصرف کریں گے ان کے درختوں کو کاٹیں یا چھوڑیں تو اس سے غیظ و غضب میں بڑھیں گے اور ان کی حسرت میں

marfat.ocm

اضافہ ہو گا۔

شان نزول رسول اللہ ﷺ نے جب مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ یہودیوں کے درخت کاٹ دو اور جلا دو تو بنو نضیر (یہود) نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) ادھر تو آپ فرماتے ہیں کہ دین میں فساد نہ پھیلاؤ ادھر آپ خود درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ رہے ہیں اور جلا رہے ہیں۔ تو ان کا یہ طعنہ رسول اللہ ﷺ کو ناگوار گزرا و یسے مسلمانوں کا نفیس ترین مال بھی تھا (کہ اب ان کے قبضہ میں ہی آئے گا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ آیت میں امر رسول اللہ ﷺ امر الٰہی سے تعبیر کیا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ نہیں ہوتی مگر وحی جو اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔

مسئلہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار کی دیار کے اشجار پھلدار اور بغیر پھل کے کاٹنا اور ان کے گھروں کا اجاڑنا اور ان کی کھیتیوں کو جلانا جائز ہے تاکہ ان کے غیظ و حسرت میں اضافہ ہو۔

فائدہ کاٹنے کے لئے لینۃ کی تخصیص اس لئے ہے کہ عام کھجوریں کاٹ لیں لیکن نفیس ترین کھجوریں جیسے عجوہ بر بینہ کاٹیں۔ یہ بھی ان کے غیض و حسرت کا موجب بنے گا۔

عتیق عجوہ نوح علیہ السلام کا تحفہ منقول ہے کہ عتیق اور عجوہ کشتی میں نوح علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ عتیق نر ہے اور عجوہ تمام مادہ کھجوروں کی اصل ہے اسی لئے یہود کو ان کا کاٹنا سخت تر شاق تھا۔

کھجور کی قسمیں اس سے معلوم ہوا کہ لون عجوہ کے علاوہ اور قسمیں تھیں اور برنی بھی مدینہ پاک میں ایک کھجور کی قسم ہے اور برنی فارسی میں بمعنی حمل مبارک یا جید کو دراصل بر نیک (اچھا پھل) تھا معرب کر کے برنی کہا گیا۔

صیحانی عرب میں کھجور کی ایک قسم صیحانی بھی ہے (اسی نے حضور علیہ السلام کو عرض کیا الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب (محبوب مدینہ) اویسی غفرلہ۔

marfat.ocm

شرح مسلم نووی میں ہے کہ مدینہ پاک کی کھجوروں کی ایک سو بیس قسمیں ہیں اور تاریخ المدینۃ الکبیر (وفاء الوفاء) للسید السمہودی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ مدینہ طیبہ کی کھجوروں کی قسمیں میں نے شمار کی ہیں تو ایک سو تیس اور اس کے کچھ اوپر کو پہنچی ہیں اس کی تائید بعض علماء سے بھی ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں ہم نے تلاش بسیار کے بعد اس کی قسمیں اس سے زائد دیکھی ہیں جو امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتائی ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ یہ زائد قسمیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تیار ہوئیں۔

غیر ملکی کھجوریں مدینہ پاک کے علاوہ دوسرے ملکوں میں مثلاً مغرب میں ان گنت قسمیں معلوم ہوئیں۔

حکایت فارس کے عالم دین محمد بن عازی نے سلجماسہ کے عالم دین ابراہیم بن ہلال کو کھجوروں کی قسمیں بھیجیں جب انہوں نے ان سے فرمایا کہ آپ کے ملک میں کھجور کی کتنی قسمیں ہیں تو انہوں نے ایک یا دو اونٹ کا بوجھ روانہ کرکے لکھا کہ یہ ہمارے شہر کی کھجوروں کا ایک ایک دانہ بطور نمونہ روانہ کر رہا ہوں اور یہ بھی وہ ہیں جو میرے علم سے متعلق ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کون گن سکتا ہے۔

فائدہ نشق الازہار میں ہے کہ اس شہر مبارک (مدینہ پاک) میں ایک کھجور ہے اس کا نام تعونی وہ سبز رنگ دار شہد سے میٹھی ہے اس کی گٹھلی نہایت ہی چھوٹی ہے۔

فضائل عجوہ شریف عجوہ بنو نظیر کے بہترین اموال سے تھی کیونکہ اسی کو ذخیرہ کرکے اس سے کاروبار چلاتے

حدیث شریف ۱ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجوہ جنت کا میوہ ہے اس کی کھجور صبح کے ناشتہ کا کام دیتی ہے۔

حدیث شریف ۲ سیدنا آدم علیہ السلام اسے بہشت سے لائے تھے۔

حدیث شریف ۳ بخاری شریف میں ہے جو صبح کو سات دانے کھائے اس پر اسی دن زہر اور سحر اثر نہ کرے گا۔

حدیث شریف ۴ عجوہ علاج میں شفاء اور [illegible] کا تریاق (جو نہار کھایا) زہر کا تریاق ہے۔

marfat.com

فائدہ بعض نے فرمایا کہ عجوہ وہ صیحانی سے بڑی سیاہی مائل ہے یہ وہ ہے جسے حضور نبی پاک ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے خود بویا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ یہود و نضیر کے باغ میں تھی۔

حدیث شریف ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو تین چیزیں ساتھ لائے۔

۱۔ مورد۔ یہ ریحان دنیا کا سردار ہے۔ ۲۔ سنبلہ۔ یہ طعام دنیا کا سردار ہے۔

۳۔ عجوہ۔ یہ ثمار دنیا کا سردار ہے۔

حدیث شریف ۶ عجوہ بہشتی بلفات سے ہے اس میں شفاء ہے اور اس کا نام ناشتہ تریاق ہے خود برنی (کھجور) لازم کرو۔ اسے کھاؤ یاد رکھو کہ جو اس کے درخت میں ہے وہ تسبیح کرتا ہے اور کھانے والے کے لئے بخشش مانگتا ہے اور وہ تمہاری بہترین کھجوروں میں سے ہے وہ دواء ہے اس میں بیماری نہیں۔

حدیث شریف ۷ وہ گھر جس میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے (فاقہ و فقر زدہ) اور حضور سرور عالم ﷺ نے اسے دوبار فرمایا

ماتم کی رسم جب عجوہ کاٹی گئی تو یہود عورتوں نے گریبان پھاڑے اور منہ پر طمانچے مارے (ماتم کیا) اور ہائے ہائے پکارتی تھیں۔ (ہائے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہائے حسین پکارنے والوں کے لئے عبرت ہے۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ نے فرمایا کہ اس میں جتنہ دنیا کی کھجور ارض قلب سے کاٹنے کی طرف اشارہ ہے کہ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کا کاٹنے کے لئے اس کی حکمت کا تقاضا ہے۔ اور ان کے باقی رکھنے کے لئے بھی اور یہ کام ان کاملین مکملین واصلین مواصلین کا ہے جن کے نزدیک دنیا و آخرت میں مشغول ہیں یعنی ذکر ذات و صفات و اسماء میں جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وہ اللہ کے بندے جنہیں ذکر الٰہی سے نہ تجارۃ غافل کرتی ہے نہ بیع۔

marfat.ocm

وَيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ لور ماکہ رسوا کرے اللہ تعالیٰ ان فاسقین کو جو مقام معرفت و عرفان سے نکل گئے اور نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کے نزدیک دنیاو آخرت کی کوئی قدرو منزلت نہیں ان کی آنکھیں ظاہر ٹیڑھی نہیں ہوتیں لور نہ ہی ان کی باطن کی آنکھیں دنیاو آخرت کو دیکھتی ہیں جو انہیں دنیا کی محبت لو شہوات حیوانیہ کا طعنہ مارتا یا نسبت کرتا ہے تو طعن زنوں کو اس طعنہ کی نحوست کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ طعنہ باز جھوٹے ہیں۔

حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ نے فرمایا۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات	با دردکشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

(ہم نے بڑا تجربہ کیا ہے کہ اس مکافات عمل کی دیر میں کہ جو دردکشاں (اولیاء کرام) کے درپے آزار ہوا وہ تباہ و برباد ہوا)

تفسیر عالمانہ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ لور جو غنیمت ولائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کو حال شروع ہے وہ جو حاصل ہوا یہودیوں کے اموال سے بعد اسے بیان ہے کہ جو ان کی ذاتوں کو عذاب عاجل و آجل پہنچا لور وہ جو ان کے گھروں لور باغات (کھجوروں) سے ہوا کہ وہ خراب ہوئے لور کھجوریں لائیں گئیں۔ ما موصولہ مبتداء تھا اور جتم اس کی خبر ہے اسے شرطیہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ فما او جفتم اس کا جواب ہے۔

حل لغات الفئی دراصل بمعنی الرجوع ہے وافاء بمعنی اعاد وارجع لور وہ یہاں اپنے اصلی معنی پر ہے معنی یہ ہے کہ وہ جو ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان کا مال لوٹایا یعنی رسول اللہ ﷺ کا تھا جو آپ کی طرف واپس لوٹا آیا یہود کا تو ناحق قبضہ تھا حق یہ ہے کہ اب حق بحقدار رسید ہوا۔

نکتہ وہابی کش اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں لور باقی جملہ اشیاء انہی کے لئے پیدا کیں تاکہ ان کو عبادت میں وہ اشیاء وسیلہ بنیں اسی لئے ان اشیاء کے مالک اس کے بندے ہیں لور ان سب کے راس و رئیس حضور سرور عالم ﷺ ہیں۔ فلہذا یہ اشیاء درحقیقت انہی کی ملک ہیں کیونکہ آپ جیسے مطیع

marfat.com

الٰی نہ کوئی ہوا نہ ہو گا۔[۱]

تو عود اس معنی پر یہ ہوا کہ شے جہاں سے جدا وہاں واپس لوٹی۔ یہی معنی مشہور تر ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کہا جائے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ مال آپ کی ملک کر دیا۔ اسی معنی پر عود کا وہی مطلب ہوا کہ مال جہاں سے جدا ہوا وہیں پر لوٹا لیکن یہ ضروری نہیں کہ مسبوقاً اسی کے ملک کا تھا اس معنی پر پہلے معنی کی طرح کی توجیہ کے تکلف کی ضرورت نہی ہے اور وہ کلمہ علی بھی اسی دوسرے معنی کی تائید کرتا ہے۔[۲]

فائدہ بعض نے کہا کہ آفاء اللّٰہ میں فئے کے معنی پر مبنی ہے فئی بمعنی غنیمت ہے اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مال خصوصیت سے اپنے رسول ﷺ کو مال غنیمت کے طور دیا ہے اور امام راغب رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا کہ فئی وفیئۃ بمعنی حالت محمودہ کی طرف رجوع۔ بعض نے کہا فئے غنیمت ہے جس میں مشقت نہ اٹھائی پڑے۔

نکتہ بعض نے فئی غنیمت کے مال کو فئے (ظل سایہ) سے تشبیہ دی ہے تاکہ تنبیہ ہو کہ دنیا کا بہترین مال و غنیمت بھی فئی (سایہ) کی طرح چند لمحات کا مہمان ہے کہ بالکل جلد تر سایہ کی طرح زائل ہو جائے گا (تو پھر باقی سوال کا کیا حال ہو گا)۔ الفئۃ وہ جماعت ایک دوسرے کی مدد کرنے والی کہ مدد میں ایک دوسرے کی طرف مائل ہو۔

فائدہ المتطرزی میں ہے کہ فئی غنیمت۔ نفل میں فرق ہے وہ یہ کہ ابو عبیدا نے کہا کہ غنیمت وہ مال ہے جو

(حاشیہ[۱] دیگر بندگان خدا عبادت گزار وہ سب آپ کے طفیلی ہیں اس لئے اللّٰہ تعالیٰ کی دین وعطا میں حقیقی مالک ہر شے کے حضور ہیں اور باقی عبادت گزار بندے یعنی انبیاء واولیاء طفیلی اور ان کے سوا مفت خورے طفیلیوں کے طفیلی ہم ہیں اسی لئے ہم انبیاء واولیاء کے شکر گزار ہیں لیکن ان کے اعداء بڑے بد بخت ہیں کہ ان کا کھا کر انہیں بکتے ہیں۔

ہیں عجب کھانے غرانے والے

(حاشیہ[۲] یہی ترجمہ کنز الایمان میں امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہ نے کیا)

marfat.ocm

مشرکین پر غلبہ کے بعد حاصل ہوا پھر بھی ان کے ساتھ جنگ قائم ہو اس کا حکم یہ ہے کہ غنیمت کا مال پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کر کے باقی مجاہدین پر تقسیم کر دیا جائے فئی وہ مال قیمت ہے جو مشرکین سے حاصل ہو لیکن اب کے بعد جنگ ختم ہو کہ وہ دار دار السلام ہو جائے اس کا حکم یہ ہے کہ تمام مال مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے اس سے پانچواں حصہ بیت المال کا نہیں۔ نفل وہ جو غازی کو اس کے اپنے حصہ سے زائد (بطور انعام وغیرہ) دیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ امام یا حاکم وقت جنگ سے پہلے اعلان کر دے کہ جس نے جسے قتل کیا اس کا سامان قاتل کو ملے گا یا سریہ (لشکر) کو اعلان کر دیا جائے کہ جتنا تم لاؤ گے اس میں خالص تمہارے لئے اس کا چوتھا یا نصف ہو گا اس سے خمس نہ نکالا جائے گا۔ امام یا حاکم وقت کو اس کی وفاء ضروری ہے۔

فائدہ علی بن عیسیٰ نے فرمایا کہ غنیمت نفل سے اعم ہے اور فئے غنیمت کیونکہ فئے وہ ہے جو مسلمانوں کو اہل شرک سے حاصل ہو۔

فائدہ ابوبکر رازی نے فرمایا کہ غنیمت جزیہ۔ مال اہل صلح۔ خراج سب فئے ہیں کیونکہ وہ اموال ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکین سے دلوایا ہے۔

مسئلہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ وہ جو مشرکین سے لینا جائز ہے وہ فئے ہے۔

مِنْهُمْ ان بنو نضیر سے۔ فَمَا نافیہ ہے۔ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ نہیں دوڑائے اس پر یعنی مال کے حاصل کرنے میں اور غنیمت بنانے میں۔ الوجیف بمعنی دوڑنا۔ اوجفت البعیر میں نے اونٹ دوڑایا۔ القاموس میں ہے ابوجیف گھوڑے کی ایک قسم کی تیز رفتاری ایسے ہی اونٹ کو کہا جاتا ہے۔ اوجف فاعجف گھوڑا دوڑایا تو ضعیف ہو گیا۔ من خیل گھوڑے نفی کے بعد من زائدہ ہے خیلاً تھا گھوڑوں کی جماعت اس کا کوئی واحد نہیں یا اس کا واحد خائل ہے کیونکہ گھوڑا خیال کرتا ہے اس کی جمع اخیال وخیول آتی ہے (قاموس) امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الخیلاء بمعنی لاا تکبر وہ جو تنہا اپنی فضیلت کا قائل ہو یہ انسانوں میں ہے اسی سے لفظ الخیل لیا گیا ہے کہ جو بھی اس کی سواری کرتا ہے وہ اپنے دل میں نخوت (بڑائی) کا تصور رکھتا ہے دراصل اس کا معنی

marfat.ocm

الافراس (بہت گھوڑے) ہے الفرسان بھی جمع ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن رباط الخیل اور جتنے گھوڑے (باندھ سکو) اور ہر ایک سوار اور سواری کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے مروی ہے۔ یاخیل اللہ ارکبی اے اللہ کے سوارو سوار ہو جاؤ۔ یہ جمع سوار کے لئے ہے اور فرمایا (علیہ الصلوۃ والسلام) نے عَفَوتُ لَکُم عَن صَدَقَۃِ الخَیلِ میں نے تمہیں صدقہ خیل سے معاف کیا یہ سواریوں کے لئے ہے۔

خیل کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ عتیق ۲۔ ہجین

عتیق جس کے ماں باپ ہر دونوں عربی ہوں یہ اس نام سے اس لئے موسوم ہے کہ وہ جملہ عیوب سے صحیح و سالم ہے اور نہ اس پر نقصان والے امور میں سے کسی عیب کا طعنہ کیا جا سکتا ہے۔ کعبہ معظمہ کو بھی اسی لئے عتیق کہا جاتا ہے کہ وہ کسی کی غلامی کے عیب سے پاک اور سالم ہے کیونکہ اس کا بھی بادشاہ مالک نہیں ہوا۔

فائدہ عتیق گھوڑا جس گھر میں ہو وہاں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

ہجین وہ ہے کہ جس کا باپ عربی اور ماں عجمیہ ہو۔ ان میں فرق یوں ہے کہ گھوڑی کا عظم گھوڑے کے عظم سے بڑا ہو اور گھوڑے کی ہڈی گھوڑی کی ہڈی سے سخت تر ہوگی اور گھوڑی گھوڑے سے زیادہ بوجھ اٹھاتی ہے اور گھوڑا گھوڑی سے زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے اور عتیق بمنزلہ ہرن کے اور اس کی گھوڑی بمنزلہ بکری کے۔

اعجوبہ گھوڑا بھی انسان کی طرح خواب دیکھتا ہے لیکن اس کا طحال نہیں اور یہ اس کی تیزی اور حرکت کی مثال دی جاتی ہے ایسے اونٹ کے لئے کہا جاتا ہے لامرارۃ ای لاجسارۃ اس میں جسارت نہیں۔

والارکاب اور نہ اونٹ۔ رکاب وہ اونٹ جو سواری کا ہو جیسے عربی راکب صرف اونٹ کے سوار کو کہتے ہیں اور بس گھوڑے کے سوار کو وہ فارس کہتے تھے یہ وہ جمع ہے جس کا اس کے لفظ سے کوئی واحد نہیں اور اس کا واحد بولنا ہو تا تو راحلۃ (ایک اونٹنی) کہتے۔ المفردات میں ہے کہ الرکوب بمعنی انسان کا حیوان کی پشت پر ہونا اور کبھی سفینہ (کشتی) کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔

marfat.ocm

الراکب اونٹ کے سوار کے ساتھ مخصوص ہے اس کی جمع رکب آتی ہے اور رکبان و رکوب بھی الرکاب رکوب (سواری) کے ساتھ خاص ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ نہ تم نے سفر طے کیا کہ اس کی مشقت اٹھانی پڑی ہو اور نہ ہی تم کسی اور مشقت میں پڑے اور نہ سخت جنگ کا سامنا ہوا وہ اس لئے کہ بنو نظیر کی بستی مدینہ طیبہ کے باہر صرف دو میلوں کا سفر ہے جو ساعات نجومیہ کے حساب سے صرف ایک گھنٹے کا سفر ہے وہاں تمام چل کر گئے ان میں کوئی بھی سوار نہ تھا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ گدھے پر سوار ہو رہے تھے جس کی نکیل کی رسی کھجور کی تھی جیسے پہلے گزرا۔ آپ اونٹ پر سوار تھے جیسے بعض نے کہا تو یہ علاقہ صلح سے فتح ہوا بغیر اس کے اس میں تلوار کی جنگ ہوتی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ جو اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت ان سے دلوایا تم نے ایسے ہاتھ پاؤں مارے اور پسینہ بہائے بغیر حاصل کیا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے یعنی اللہ تعالیٰ کا طریقہ جاری ہے کہ اپنے دشمنوں میں جن پر تسلیط خاص فرماتا ہے اور ان (یہود بنو نضیر) پر اپنے نبی اکرم ﷺ کو بلا عداوت قابو دے دیا کہ تم اس میں جنگ کے تنگ راہ میں نہیں آئے اور جنگ کی شدتوں کا مزہ چکھا ہے فلہذا تمہارا اس میں کسی قسم کا حق نہیں یعنی یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد ہے وہ جہاں چاہے جیسے چاہے کرے یہ اس مال کی طرح نہ ہوگا جو جنگ میں غنیمت کے طور پر تقسیم ہوتا ہے کیونکہ مال غنیمت جنگ کر کے اور کفار پر حملہ و غلبہ پا کر حاصل کیا جاتا ہے۔

شان نزول مسلمانوں نے اسے غنیمت سمجھ کر خیبر کے مال کی طرح اس کی تقسیم کا مطالبہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی جو مذکور ہوئی۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کبھی طریقہ معہودہ پر کرتا ہے کبھی اس کے برعکس۔

تیغے کہ آسمانش فیض خود دہد آب　　　　تنہا جہاں بگیرد بے منت سپاہی

(جس تلوار کو آسمان اپنے فیض سے خود پانی دے۔ پھر صرف ایک اکیلا سپاہی ہی تمام جہان پر فتح کر سکتا ہے)

تفسیر صوفیانہ وہ فیض الٰہی اللہ تعالیٰ سے سالک کے قلب پر فیض رسانی کرتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ خزانہ اسم وہاب سے محض وہبی کہ اس میں عامل کو عمل کی ضرورت نہ پڑے کہ اس میں خاص نیت کے گھوڑے دوڑائے عمل صالح جیسے فرائض و نوافل کی سواریاں چلائے۔ سالک عامل کے اس میں روابط منقطع ہوتے ہیں اس میں سالک کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس فیض اور وارد قلبی کو کسی وجہ سے ہی اپنی طرف منسوب کرے اور ان اعمال کی طرف جو اس کے اعضاء میں کسی عضو سے صادر ہوئے ہیں بلکہ اسے خالص واہب ربانی کی عطاء اور عطائے امتنانی کی نوازش تصور کرے آیت کریمہ اسی پر دال ہے۔

۲۔ اس میں بندے کے عمل کو دخل ہو یہ اسم جواد کے خزانہ سے متعلق ہے اس میں کچھ نصیحت ہو تو اپنی ذات اور جوارح و اعضاء کی طرف اضافت کر سکتا ہے تاکہ اس کا اثر اس پر ظاہر ہو۔ آنے والی آیت نمبر ۳ اسی پر دلالت کرتی ہے ان دونوں پر آیت لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ البتہ کھائیں گے اپنے اوپر نیچے سے۔ جامع ہے کیونکہ پہلا اول پر دوسرا ثانی پر دال ہے۔

فائدہ رسول سے رسول القلب مراد ہے اور قلب کو رسول اس لئے کہا جاتا ہے کہ رسالت حضرت روح سے نفس کافر اور ھوی ظالم کی طرف ہے کہ وہ ان دونوں حق پر ایمان لائے اور ہدایت کی دعوت دے۔

تفسیر عالمانہ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى (جو غنیمت دلوائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بستی والوں سے)

ربط اس مال کو رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کرنے کے بعد کہ مال چونکہ مفت ملا ہے جنگ نہیں ہوئی اس لئے اسے مجاہدین پر تقسیم نہ ہو گا تو اب اس کے مصارف بتائے جاتے ہیں اسی لئے اس کا ماقبل پر عطف نہیں گویا یہ سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بنو نضیر کا مال دلوایا ہے۔ جسے تم نے قتل و غلبہ سے حاصل نہیں کیا تو غنیمت کی طرح تقسیم نہ ہو گا تو پھر اس کا ہو گا کیا اسکے جواب میں فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ الخ

marfat.ocm

فائدہ بیان القرآن میں ہے کہ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور اس کا مابعد بغیر وار کے ہے کیونکہ پہلا معطوف ہے۔ ماقطعتم من لینۃ ملح پر دوسرا جملہ متاخرہ ہے اس کا کسی سے تعلق نہیں جس نے اسے ماقبل کا بدل کہا ہے اسے اکثر مفسرین نے ضعیف قرار دیا ہے اور بعینہ پہلے جملہ کی عبارت کا ارادہ محض زیادت تقریر کے لئے ہے اور اہل القری ضمیر کے بجائے اشارہ ہے کہ ان کی زمینیں بھی اسی غنیمت میں شامل ہیں۔ قری سے مراد بنو نضیر مراد ہیں۔

فائدہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل القری بستی اور شہر والوں کے تمام اموال و املاک مراد ہیں جو جنگ کے بغیر حاصل ہوئے۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ اس سے قریہ بنو نضیر جو مدینہ پاک میں تھے۔ اور فدک جو خیبر میں تھا مراد ہے انسان العیون میں ہے کہ القری کی تفسیر صفری اور وادی القری سے کی گئی ہے یعنی وہ تینوں مراد ہیں جیسے اقتناع و منیع میں اور اس کی تفسیر میں بنو نضیر و خیبر بھی ملایا گیا ہے۔ یعنی ان کے تینوں قلعے۔
۱۔ الکتیبۃ ۲۔ الوطیح ۳۔ السلالم جیسے لااقتناع و فدک میں یعنی ان کا نصف۔

مسئلہ علماء کرام نے فرمایا پہلے لوگوں میں غنیمتیں کسی کے لئے حلال نہ تھیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام غنیمتیں جمع کر کے رکھ دیتے آسمان سے آگ آ کر اسے جلا دیتی یہ صرف ہمارے نبی پاک ﷺ کا خاصہ ہے کہ آپ کے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں۔ خود آپ نے فرمایا میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں مجھ سے پہلے لوگوں میں کسی ایک کو بھی حلال نہ تھیں۔

فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ہیں وہ جیسے پسند کریں حکم فرمائیں۔

مسئلہ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا نام محض تشریفاً و تعظیماً و تبرکاً ہے اور حضور ﷺ کا حصہ آپ کے وصال شریف سے ساقط ہو گیا۔

marfat.ocm

فائدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنونضیر کلال اللہ تعالیٰ نے مفت دلوایا کہ اس پر گھوڑے دوڑائے گئے تو یہ خالص اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھا۔ آپ اپنے اہل وعیال کا سال کا خرچہ نکال کر باقی سے غزوات کے لئے گھوڑے اور ہتھیار حاصل کئے جاتے۔ والذی القربی اور رشتہ داروں کے لئے بنوہاشم و بنو عبدالمطلب کے فقراء جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔

مسئلہ ابو عصمہ نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ زکوۃ بنوہاشم کو دینا جائز ہے اور یہ صرف اس وقت ناجائز تھا (یہ قول مرجوع ہے)

مسئلہ انہیں نفلی صدقہ دینا بالاجماع جائز ہے۔

مسئلہ غنی کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔ کذافی الفتاوی العتابی محیط میں اس فتویٰ کے نقل کرنے کے بعد لکھا کہ ابن سامہ از امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ مروی ہے کہ بنوہاشم کا ایک دوسرے کو صدقہ (زکوۃ) لینا دینا جائز ہے۔ اور اس میں باک نہیں رکھتا کہ ان میں زکوٰۃ دی جائے یا ان کے ممالیک (غلاموں) کو تو جائز ہے (التسہلیہ) اور شرح الآثار میں ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنوہاشم پر جملہ صدقات (واجبہ اور غیرواجبہ) جائز ہیں۔ یہ حرمت حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھی کہ آپ کی طرف سے انہیں خمس الخمس ملتا تھا۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ان کے لئے صدقہ زکوۃ وغیرہ حلال ہو گیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم جواز کو کہتے ہیں (شرح الواقایہ لابن الملک) والیتامی اور یتیموں کے لئے۔ یتیم کی جمع ہے الیتیم بمعنی بچے کا بلوغ سے پہلے باپ سے منقطع ہو جانا اور باقی حیوانات سے ماں کی موت سے بچے کا بلوغ سے پہلے منقطع ہو جانا۔

والمسکین اور مسکینوں کے۔ مسکین کی جمع ہے۔ میم کی مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ وہ جو جس کی کوئی شے نہ ہو یا تو اسے کفایت نہ کرے یا اسے فقر و فاقہ ساکن کردے یعنی اس کی حرکت کو ضعیف کردے اور بمعنی الذلیل الضعیف (قاموس) السکون سے ہے اس معنی پر اس کا نون اصلی ہے۔ نون جمع کا نہیں اسی لئے اس پر تینوں اعرابوں کا

marfat.com

اجرا ہوتا ہے۔

وابن السبیل اور مسافروں کے لئے یعنی " مسافر جو اپنے مال سے بعید ہے اسے ابن السبیل اس لئے کہا ہے کہ " راستہ کو لازم پکڑے ہوئے ہے ایسے ہی ڈاکو چور کو ابن الطریق اسی لئے کہتے ہیں اور عمر رسیدہ کو ابن اللیالی اور پانی کے پرندے کو ابن الماء کہا جاتا ہے تو اس لزوم کی وجہ سے اور کوے کو ابن دایہ ابن کی اضافت و آیتہ البصیر کی طرف سے دایہ معنی جنب (کروٹ) چونکہ اس کو چمٹا رہتا ہے اسی لئے اسے ابن دایہ کہتے ہیں۔

مسئلہ اہل التفسیر کا تقسیم الغنیمۃ میں اختلاف ہے۔ بعض نے ظاہر آیت کی روح سے چھٹے حصہ کا کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حصہ کعبہ معظمہ و جملہ مساجد کی تعمیر میں خرچ کیا جائے اور باقی پانچ حصے غنیمت کے پانچ مصارف میں خرچ کئے جائیں جو غنیمت کے لئے مذکور ہیں۔ بعض نے کہا غنیمت پانچ حصوں پر منقسم ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو تعظیماً ہے اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ وقت کے امام پر خرچ ہو۔ ایک قول میں اور دیگر ایک قول میں ہے کہ امام وقت کے علاوہ لشکر اسلام اور سرحدوں پر یہی شافعیہ کے نزدیک صحیح تر ہے۔ ایک قول مصالح المسلمین پر بعض نے کہا اسے غنیمت کی طرح پانچ حصوں پر منقسم کیا جائے جیسے رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا پانچوں سے باقی چار حصے جیسے چاہے خرچ کرے یعنی مال غنیمت کی طرح ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کا نکال کر باقی چار حصے ذوی القربیٰ 'یتامیٰ' مساکین 'ابن السبیل پر پانچویں میں پانچواں حصہ اپنے لئے اور اس کے باقی چار جیسے چاہے لیکن اس کے خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حصہ نہ امام وقت پر خرچ ہوتا ہے نہ عساکر پر نہ سرحدوں پر نہ مصالح المسلمین پر۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ذوی القربیٰ روح و قلب و ستر اور خفی ہیں اور یہی حصہ ملی بقرب الحسب والنسب مقرب ہیں۔ الیتامیٰ نفس حیوانیہ کے متوالدات ہیں جو فناء النفس کے بعد باقی ہوتے ہیں۔ جب وہ سطوات تجلیات القہر سے فانی ہو جاتا ہے۔

المساکین اعضاء و جوارح ہیں۔ ابن السبیل قوائے بشریہ و حواس خمسہ جو عالم معقولات و متخیلات و موہومات و محسوسات کے قدم عقل و خیال و وہم و حس کے ساتھ مسافر ہیں۔

marfat.ocm

دوسری تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ نے فرمایا کہ ذوی القربیٰ وہ ہیں جو رسول اللہ کے بعض مقامات میں شریک ہیں۔ الیتامی وہ ہیں بین الحق الی الحق سے منقطع ہیں اور درمیان فقدان ووجدان میں وصول کے طالب ہیں۔ المساکین وہ ہیں مقامات تک پہنچنے کی ہمت نہیں اور وہ حالات میں بھی متمکن نہیں۔ ابن السبیل وہ ہیں حدثان سے قدم کی طرف مسافر ہیں۔

تفسیر عالمانہ کیلایکون تاکہ نہ ہو یہ للہ وللرسول الخ کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ غنیمت کی تقسیم کا خود متولی ہے تاکہ نہ ہو جو غنیمت فقراء کا حق ہے جس سے وہ گزارہ کریں گے۔ دولتہ دولت۔ بضم الدال اور اسے مفتوح بھی پڑھا گیا ہے وہ شے جو لوگوں کے لئے دورہ کرتی ہے غناء اور مال اور غلبہ سے یعنی تاکہ نہ ہو ساری کی ساری دولت۔ بین الاغنیاء منکم۔ تمہارے میں سے اغنیاء کے درمیان اس سے وہ کثرت والے ہو جائیں۔ یہ خطاب انصار کو ہے کیونکہ مہاجرین اس وقت دولت مند نہ تھے (فتح الرحمن) یا معنی یہ ہے تاکہ نہ ہو جاہلیت والی دولت تمہارے درمیان کیونکہ ان کے روساء غنیمت کو پسند کرتے اور کہتے من عزبزای ای من غلب سلب' جو غلبہ پائے وہی مال پائے وہ مال غنیمت اسی کے لئے مستقل مالک سمجھتے جو اس پر غلبہ پائے مال اسی کا اس سے غرباء اور ضعفاء کو کچھ نہ دیتے۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معالم میں ہے کہ اہل غنیمت جب حاصل کرتے تو ان کا سردار چہارم خود لیتا باقی سے بھی جو تحفہ کے طور لینا چاہتا لے لیتا۔ اسے صفی کہا جاتا باقی دوسروں پر تقسیم کی جاتی لیکن دولت مندوں پر فقراء محروم رہتے بعض اہل ایمان سرداروں کا یہی خیال تھا کہ اسلام میں بھی شاید اسی طرح ہو اسی لئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ چوتھائی اور صفی اپنے لئے رکھ لیں باقی آپس میں بانٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سارا مال غنیمت اپنے حبیب کریم ﷺ کو خاص کر دیا اور تقسیم کار وہی بتایا جو اوپر مذکور ہوا اور فرمایا کہ ہم نے مال غنیمت کا طریقہ تقسیم بتا دیا ہے تاکہ یہ دولت دست بدست دولت مندوں تک محدود نہ رہے کہ دولت مند زیادہ حصہ لے جائیں اور فقراء محروم رہ جائیں یا انہیں سرے سے محروم رکھا جائے جیسے زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔

marfat.ocm

فائدہ بعض نے کہا دولتہ (بالضم) وہ جو دست بدست دی جائے غرفہ کی طرح اسم ہے اس کا جس سے پانی برتن سے لیا جائے یعنی دولت اس شے کا اسم ہے جیسے لوگ دست بدستی لیتے کہ کبھی اس کے ہاں ہے تو کبھی اس کے پاس یعنی شے ایک دوسرے سے لیتا اور کہا جاتا ہے تداول القوم قوم نے ایک دوسرے کو دیا۔ داول الله بینهم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا۔ اب معنی یہ ہوا تاکہ نہ ہو غنیمت وہ شے جو دولت مند ایک دوسرے کو دیں لیکن فقراء کو کچھ نہ ملے۔

دولتہ بالضم مصدر ہے بمعنی تداول اس میں اضافہ محذوف ہے۔ اب معنی یہ ہوا تاکہ نہ ہو جب ایک دوسرے کو دیں یا تاکہ نہ ہو روکنا اور لینا ایسا کہ اسے فقراء کا حق نہ نکلیں۔ بعض نے کہا یہ بالفتح ہے بمعنی ایک حالت کا منتقل ہو کر ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف چلا جاتا اور اس نفس حالت کے لئے بھی مستعمل ہوتی جو انسان کے لئے پیدا ہوتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے۔ هذه دولته فلان بعض نے کہا کہ بالضم اغنیاء کے لئے بالفتح فقراء کے لئے مستعمل ہے۔

حدیث شریف میں ہے غنیمت کو فقراء کی دولت بناؤ (کواشی)

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ حقدار کو حق دیا جائے تاکہ اغنیاء فقراء کے درمیان کسی قسم کا ظلم اور دولت جاہلیت والا سلسلہ نہ ہو۔

فائدہ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں فقراء کی طرح ہوتے ہیں یعنی ان کی عزت اور ان کی تعظیم و تکریم ویسے ہوتی جیسے امراء کی ہوتی ہے۔

تفسیر عالمانہ وما اتاکم الرسول اور وہ جو تمہیں رسول ﷺ دیں۔ ما موصولہ اور عائد محذوف ہے۔ ایتا بمعنی اعطاء و مناولہ ہے یعنی اے مومنو! جو تمہیں غنیمت سے نبی پاک ﷺ عطا فرمائیں فخذوا اور وہ تو تمہارا حق ہے۔ وما نهکم عنه اور وہ تمہیں جس سے روکیں اس کے لینے سے فانتهوا تو اس سے رک جاؤ۔ واتقوالله اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں۔ ان لله شدید

maarfat.com

العقاب بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ اسے سزا دے گا جو اس کے امر و نہی کی مخالفت کرے گا۔[1]

والاولی حمل الایته علی العموم بہتر ہے آیت کو عموم پر محمول کیا جائے۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ جو تمہیں رسول اللہ ﷺ عطا کریں۔ امر مطلقاً فنی ہو یا شے دیگر اصول اعتقادیہ ہوں یا فروع عملیہ اسے لے لو یعنی اسے مضبوطی سے تھام لو کیونکہ وہ تم پر واجب ہے۔

فائدہ ،، شربت جو حضور سرور عالم ﷺ اپنے دست اقدس سے عطا فرمائیں ،، تم لے لو کیونکہ اس میں تمہاری زندگی ہے ،، تختی جو لکھیں اسے پڑھو کیونکہ تمہاری ضروریات انہی کے لکھے ہوئے میں ہیں اور آپ جس بات سے روکیں وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو اس سے رک جاؤ کیونکہ آپ پر ہر امر اور نہی حق ہے جو آپ کے امر کی تعمیل کرتا ہے وہ نجات پا جائے گا اور جو آپ کی نہی کے مطابق نہ رکے گا وہ ہلاکت کے گڑھے میں ڈوب مرے گا۔

آنکس کہ شد متابع امر تو قد نجا واں کو خلاف رائے تو ورزید قد ہلک

ترجمہ جو آپ کے حکم کے تابع ہے وہ نجات پا گیا وہ جو آپ کی رائے کے خلاف ہے وہ ہلاک ہوا۔

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ امر رسول اللہ ﷺ امر خدا ہے۔

مسئلہ علماء کرام نے فرمایا کہ فرائض عینیہ میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع فرض اور کفایہ میں کفایہ اور واجبات میں واجب اور سنن میں سنت۔

مسئلہ جن امور کے متعلق ہمیں معلوم ہو کہ آپ کی سنت ہیں اس امر میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدار

(حاشیہ[1] رد وحابیہ دیوبندیہ ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کلی بخشا ہے۔ امور تشریعیہ ہو یا تکوینیہ دلائل میں ایک آیت یہ بھی ہم پیش کرتے ہیں اور طریقہ استدلال یہ ہے یہاں لفظ ما واقع ہے اور وہ عام ہے امور تشریعیہ ہوں یا تکوینیہ دنیویہ ہوں یا دینیہ وہابی دیوبندی ایسے عقیدے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور آیت میں ما کو عام نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں عام تو صرف امور شرعیہ میں اور بس فیصلہ صدیوں پہلے صاحب روح البیان وہی فرما گئے جو ہم کہتے ہیں اب متن پڑھئے۔ حاشیہ ختم)

marfat.com

کریں اور جن امور میں معلوم نہیں کہ یہ امر آپ نے کس وجہ سے کیا۔ (علاوۃً یا عبادۃً) آپ کی اقتداء کی ادنی منازل پر عمل کریں گے یعنی اسے مباح سمجھ کر اقتداء کی جائے۔

حکایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے محرم حاضر ہوا۔ جس نے اپنے پہننے کے کپڑے بھی اطلائے ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں علیحدہ کر کے عرض کی کوئی قرآنی دلیل آپ نے یہی آیت پڑھی۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ۔

فائدہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ واشمات عورتوں پر لعنت کرے۔ واشمات بمعنی وشم کا عمل کرنے والیاں۔ الوشم ہاتھ کا گودنا نیل وغیرہ سے۔ القاموس میں کہا الوسم وعد کی طرح بدن میں کوئی چبھو کر اس پر کاجل ڈال دینا۔ النور وزن صبور بمعنی النیلج (چربی کا کاجل جو گودنے کے کام میں آتا ہے) اور چربی کا دھواں اور پتھر جیسے سرمہ' جسے پیس کر مسوڑوں پر لگایا جائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے مستوشمات پر۔ یہ اشتو شمت الجاریہ سے ہے بمعنی وہ عورت جو گودنے کی خواہش کرے۔ اور فرمایا متنمصات ممکن پر لعنت کرے متنمصات وہ عورتیں جو حسن بڑھانے کے لئے بال نوچیں۔ القاموس میں ہے کہ النمص بمعنی بال نوچنا اور النامصہ پر بھی لعنت کی ہے یعنی وہ عورت جو دوسری عورت کے حسن کے لئے اس کے بال نوچے یعنی حسن بڑھانے کے لئے جو عورت اپنے یا کسی دوسری عورت کے بال اکھیڑے تو مستحق لعنت ہے[1]۔ اور فرمایا ان عورتوں پر لعنت جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرتی ہیں۔

(حاشیہ[1] بال نوچنا حسن کے اضافہ کی نیت بھی حرام ہے تو جو عورت ماتم حسین رضی اللہ عنہ میں بال نوچتی ہے اس کا کیا حال ہوگا ایسے ہی بین کر کے بال نوچنے والی عورتوں کو سمجھئے۔ اویسی غفرلہ۔ حاشیہ ختم)

مسئلہ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دانتوں کو تیز کرنے کے ارادہ پر اس میں کلٹ واٹ کرتے ہیں آلات وغیرہ سے۔

مسئلہ ناک میں سوراخ کرنا بھی حرام ہے۔

marfat.com

مسئلہ کان میں سوراخ عورت کو مباح ہے جو زینت کی نیت سے ہو یعنی بالی پہننا وغیرہ لیکن مردوں کے لئے حرام ہے۔

مسئلہ ایسے ہی مردوں کا داڑھی مونڈنا بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر ہے۔[1]

(حاشیہ[1] لیکن مسلمانوں کو کون سمجھائے کہ اے خدا کے بندو داڑھی مونڈ کر اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر رہے ہو ان کی لعنت کو دعوت دے رہے ہو۔ چلو آج نہ سمجھو گے تو قبر میں سمجھو گے پھر کیا فائدہ ابھی سے مان لو داڑھی بڑھاؤ۔ ۱۲۔ اویسی غفرلہ۔ حاشیہ ختم)

حکایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مضمون بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچا تو آپ کے پاس حاضر ہوئی اس کا نام ام یعقوب تھا کہا اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عورتوں کو ایسے افعال سے لعنتی کہتے ہیں فرمایا میں کیوں نہ ان عورتوں کو ملعون کہوں جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں لعنت کی ہے اور وہ حکم کتاب اللہ میں ہے۔ ام یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے سارا قرآن (بارہا) پڑھا ہے اس میں تو یہ حکم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمہیں انکار نہ ہوتا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ام یعقوب نے کہا یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا اسی سے میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے ایسے افعال سے روکا ہے۔

مسئلہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اسی ایت سے اللہ تعالیٰ نے دباء ختم بالضم والمد (کدو) الحنتم (بالفتح) الثاء وسکون النون (اس سے قبل) سبز رنگ کا گھڑا۔ النقیر۔ پتھر اور لکڑی وغیرہ جسے سوراخ کیا جائے۔

المزفت بالضم وتشدید۔ مٹی کا گڑھا۔ بڑا مٹکا جسے زفت (کالا تیل) مل دیا جائے۔

مسئلہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بنیذ التمر اور جوار کا بنیذ برتنوں میں ڈالنا جائز ہے اگرچہ ان کی وجہ

marfat.ocm

ہے ان میں شدت بھی آجائے۔

حدیث شریف قرآن مجید سخت اور مشکل ہے جو اس سے کراہت کرے ورنہ آسان ہے اس پر جو اس کی اتباع کرے ایسے ہی میری حدیث مشکل اور سخت ہے اسی سے حکمت مراد ہے جو میری حدیث کا دامن مضبوط تھامتا ہے اور اس کی قرآن مجید کے ساتھ حفاظت کرتا ہے تو ان کے لئے آسان ہے اور جو میری حدیث سے سستی کرتا ہے تو وہ دنیا اور آخرت میں خسارہ پاگیا اور تم اللہ تعالیٰ سے مامور ہو میری اتباع کرو جو میری سنت سے راضی ہے وہ قرآن سے راضی ہے۔ جو میری سنت پر استہزاء کرتا ہے وہ قرآن سے استہزاء کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

تفسیر صوفیانہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے شرائع الاسلام مراد ہیں اسی لئے فرمایا کہ جو وہ تمہیں دیں غیبی خبریں اور مکاشفہ رب سے تو انہیں یقین کر کے لے لو اور وہ جو تمہیں نظر الی غیر اللہ سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔

دوسری تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں ذوی القربیٰ سے خطاب کیا گیا ہے یعنی وہ جو چار مراتب مذکور ہوئے اور انہیں فرمایا جو تمہیں رسول قلب دے اس فیض سے جو اسے حاصل ہوا تمہاری ظاہری صورت اور تمہاری معنوی معرفت سے نفس کافر کے قتل کرنے اور ظالم خواہش نفسانی کے مٹانے سے پہلے حسن تلقی اور لطف قبول سے اسے قبول کرلو اس لئے کہ اس نے تمہیں تمہاری استعداد کے مطابق دیا ہے اور وہ تمہیں جس سے روکیں تو اس پر اعتراض کرنے سے رک جاؤ اور اعتراض کرنے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے کہ وہ تمہیں اپنی طرف حسن توجہ اور استفاضہ کے لطف سے محروم کردے (تو پھر کیا کرو گے)

تفسیر عالمانہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ ان فقراء مہاجرین کے لئے۔

ذِي الْقُرْبٰى اور اس کے معطوفات پر اس کا عطف ہے نہ کہ اللہ و رسول پر ورنہ فقراء میں رسول ﷺ داخل ہوں گے۔ درس ادب آپ کو فقیر کہنا بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں ذم و نقصان کا توہم ہے[1]۔

(حاشیہ آگے)

marfat.ocm

توہم کی تقریر فقیر کا مادہ فقر سے ہے بمعنی کمر کا ٹوٹنا ان کے قول فقرتہ (میں نے اس کی کمر توڑی) ہے اسی لئے حاجت و داہیہ کو فاقرہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ انسان پر غلبہ پا کر گویا اس کی کمر توڑ دیتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ پر اس کا اطلاق (معمولی سی بے ادبی کے شائبہ پر) ناجائز ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے بطریق اولیٰ ناجائز ہو۔ ویسے اللہ تعالیٰ نے آیت وینصرون اللہ ورسولہ الخ سے رسول اللہ ﷺ فقیر کہلانے سے نکالا ہے۔ اس تقریر کے بعد اب فقراء میں داخل رہا۔

ابن السبیل یعنی وہ شخص کو جس کا مال گھر میں ہے اس معنی پر اسے بھی فقیر نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ تلویح وغیرہ میں نص ہے۔

مسئلہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اغنیاء ذوی القربیٰ کو فئی دینا جائز رکھا ہے۔ تو انہوں نے اسے ماجد سے بدل بنانے پر لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فقراء کی شرط لگائی ہے۔ بنو نظیر کی فئی پر قیاس کر کے انہیں فقیر سمجھنا اس تاویل کا تعسف ظاہر ہے۔ (الارشاد)

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وہ جو اپنے گھروں سے نکالے گئے جو مکہ معظمہ میں تھے۔ وَاَمْوَالِهِمْ اور مالوں سے یعنی اپنے مالوں سے دور پڑے ہیں اور انہیں کفار مکہ نے نکلنے پر مجبور کیا اور ان کے مال ہتھیا لئے وہ ایک سو تھے جو مکہ معظمہ سے نکلے۔ یہ ظاہر پر مبنی ہے ورنہ وہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس میں اپنے اختیار سے ہجرت کر آئے اور انہیں اسلام سے شدید محبت تھی اسی لئے اسے اختیار کیا اور بھوک سے ایسے نڈھال کہ

(حاشیہ ؎ جو لوگ رسول اللہ کے لئے فقر و فاقہ (محتاجی) ثابت کے درپے ہیں تاکہ اہلسنت کا رد ہو کہ آپ تو مختار کل تھے تو پھر آپ پر فقر و فاقہ کیسا جبکہ آپ کئی روز تک بھوکے رہتے اور آپ کے گھر پر آگ نہ جلتی وغیرہ وغیرہ اور مختار ہوتے تو پھر وہ ہماری دعاؤں کے محتاج کیوں ہوئے۔ جب ان کے لئے شب و روز دعا کرتے ہیں۔ اللھم صلی علی محمد الخ اے اللہ محمد پر رحمت بھیج۔ ایسے بدبختوں کی ایسی بدبختی کا کیا علاج تفصیل فقیر کی کتاب "اختیار کل مختار کل" پڑھیئے۔

marfat.ocm

پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے اور سردی سے بچنے کے لئے گڑھے کھود کر گزارہ کرتے ان کا کوئی گھر نہ تھا جس میں رہ کر سردی سے بچتے۔ حضور نبی پاک ﷺ فقیر مہاجرین کے لئے دعا مانگتے تھے اور فرماتے اے فقیر مہاجرو قیامت میں تمہیں اور تمام کی خوشخبری ہو کہ تم دولت مندوں سے آدھا یوم پہلے بہشت میں داخل ہوں گے جس دن کی مقدار پانچ سو سال ہے۔

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وہ اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرتے ہیں اور اس کی خوشنودی یعنی درانحالیکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں رزق اور آخرت میں خوشنودی کے طالب ہیں پہلے ان کا وہ وصف بیان کیا گیا جو ان کے استحقاق الفئی کا موجب ہے یعنی گھروں سے نکالا جانا اسے دوبارہ ذکر کیا ان کے تخصیم شان کی وجہ سے اور یہی اس کی تاکید کرتا ہے اور وہ اخرجوا کی ضمیر سے حال ہے اور ان کے حال کے ذکر میں عالی سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے کیونکہ رضائے الٰہی دنیا کی عطاء سے بہت بڑی بلند قدر ہے۔

وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے ہیں اس کا عطف یبتغون پر ہے یہ حال مقدرہ ہے کہ ای ناوین یعنی درآنحالیکہ ان کی نیت ہے کہ دین بلند ہو اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی مدد کریں گے اور اس کی طاعت میں اپنی جان کی بازی لگائیں گے یا حال مقارنہ کا ہے اب معنی یہ ہوا کہ ان کا نکلنا گھروں سے اس نیت سے تھا کہ کافروں کو ذلیل کریں گے اور مدینہ پاک میں جا کر رسول اللہ کی مدد کریں گے جتنا ہو سکی اور جس طرح ہوگی۔

اُولٰٓئِكَ وہی لوگ مہاجرین وہ جو مذکور صفات سے موصوف ہیں هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وہی سچے ہیں صدق میں راسخ اور پختہ ہیں اس لئے کہ جیسے کہا تھا ویسے کر دکھایا گویا صدق ان پر مقصود ہے کما قال صدق کے آثار صرف انہیں میں ہیں۔ صدقۃ السر کی طرح یعنی صدقہ سر کا بادشاہ ہے اور جنت کی صداق اور صداق بمعنی جنت کی سرائے کا سرور اور بمعنی صدیق الحق یعنی وہ صدیق بادشہ حق ہے۔

راست کاری پیشہ کن کاندر مصاف رستخیز

نیستند از خشم حق جز اہل کار راستکار

(سچائی کا طریقہ اختیار کر کہ قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے سوائے سچوں کے کسی کی نجات نہیں ہو گی)

اختیار نبی ﷺ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہم کلیۂ عالم کے سردار ہیں اور ہم تمام اولاد آدم (علیہم السلام) سے بہتر و برتر ہیں۔ اس پر فخر نہیں ہمارے ہاتھ میں لطف و کرم کی بیلیں رکھیں اور ہمارے حجرے بہو در اور برگزیدہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہدیئے بجوائے ناز نہ تھا مجھ سے پوچھا سردار تمہیں خواہ کیا چاہئے اور تم کس بات سے فخر کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا اختیار و افتخار فقر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کا کھاتا دوسرے دن نہ ہو اور اپنے فقراء مہاجرین جیسے بلال و صہیب و سلمان و عمار کے فقر کی باتیں کہتا ہے۔

بردل ذکر اُمتش نثار است مرا	وز فقر لباس اختیار است مرا
دینار و درم بچہ کار نیست مرا	باحق ہمہ کار چوں بکار ست مرا

ترجمہ امت کی یاد میں میرا دل قربان مجھے فقیر کا لباس پسند ہے۔ دینار و درم سے مجھے کیا کام ہے مجھے اگر کوئی کام ہے تو صرف حق سے ہے اور بس۔

فائدہ فقر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اس سے حضور نبی پاک ﷺ نے پناہ مانگی اور فرمایا۔ اعوذبک من الفقر۔ میں فقر سے پناہ مانگتا ہوں۔

۲۔ اس پر فخر فرمایا چنانچہ الفقر فخری فقر میرا فخر ہے پہلا نزدیک بکفر دوسرا نزدیک بحق ہے وہ فقر جو کفر کے نزدیک ہے وہ فقر دل ہے اور وہ دل علم و حکمت اور اخلاص و صبر و رضا و تسلیم اور توکل سے خالی ہو کہ ایسی بہترین ولایات سے محروم ہو جیسے زمین آبادی کے لائق نہ رہے وہ دل بھی ایسی جواہر کے قابل نہ ہو بلکہ وہ شیطان کا گھر بن جائے بلکہ شیطان کے لشکر کو جگہ ملتی ہے تو اسی گھر میں سپاہ شیطان یہ ہے۔

۱۔ شہوت و غضب، حسد و شرک اور شک و شبہ اور نفاق نشان اس فقر کا یہ ہے کہ ایسا آدمی جو کچھ دیکھے ٹیڑھا دیکھے

marfat.ocm

اس کی شنوائی مجاز کے سماع میں مستغرق اس کی زبان پر کذب و غیبت کے سوا کچھ نہ چلے اس کا قدم سوائے ناشائستہ کے امور کسی طرف نہ اٹھے۔ یہ وہ فقر ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کادالفقران یکون کفرا قریب ہے اس کا فقر کفر میں دھکیل جائے گا اور فرمایا اللھم انی اعوذبک من الفقر والکفر۔ اے اللہ میں تجھ سے فقرو کفر سے پناہ مانگتا ہوں بہرحال وہ فقر جس کے لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا الفقر فخری فقر میرا فخر ہے وہ ہے کہ جس میں بندہ دنیا سے خالی ہو اس سے خالی ہوگا تو دین کے نزدیک ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ دین عریان (ننگا) ہے اس کا لباس تقوی ہے اسے صوفیہ کرام کی اصطلاح میں تجرید کہتے ہیں اس لئے کہ مرد رسول دنیا سے مجرد (خالی) ہو جاتا ہے۔ جیسے تلوار از نیام یہی وجہ ہے کہ جب تک تلوار نیام میں رہے اس وقت تک اس کا ہنر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کام ہویدا ہوتا ہے ایسے ہی دل جب تک وہ انسانیت کے غلاف میں پوشیدہ ہے اس وقت تک اس کا ہنر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کارنامہ آشکار ہوتا ہے جب وہ انسانیت کے غلاف سے باہر آئے گی تو پھر اس کی اصلی صورت وصفت نظر آئے گی۔

تفسیر صوفیانہ حضرت نجم الدین الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ افتقار کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ افتقار الی اللہ دون الغیر اسی کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کہ الفقر سواء والوجہ فی الدارین فقر دارین میں سیہ رو ہے۔

انتباہ جملہ احادیث میں عجیب وغریب معانی ہوتے ہیں عقلمند ہی جان سکتے ہیں۔

سوال وہابی[1] حدیث الفقر فخری پر محدثین نے طعن و تشنیع کی ہے فلہذا اسے دعوی کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

---

[1](حاشیہ: یہ اضافہ فقیر کا ہے اس لئے کہ سوال اگرچہ پرانا ہے لیکن وھابیوں نے اپنے مطلب کے لئے اپنایا ہوا ہے)
(اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

جواب از صاحب روح البیان یہ حدیث معناً صحیح ہے چونکہ ایک دوسری حدیث صحیح میں ہے اللھم اغننی بالافتقار الیک (اے اللہ مجھے اپنی محتاجی میں دوسروں سے بے پرواہ بنادے)۔

فقیر کون؟ حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ فقراء کسے کہتے ہیں فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرنے والے اور وہ اس کے اس ارادہ پر راضی جو وہ ان کے حق میں جاری فرمائے بعض نے کہا فقیر وہ ہے جو ہر سبب اور تعلق کو ترک کر کے کونین کی کسی چیز کی طرف اس کی توجہ نہ ہو سوائے اپنے پروردگار کے انہیں اللہ تعالیٰ نے بادشاہ بنایا ہے اور اس خدمت کے لئے اغنیاء کو مقرر فرمایا ہے ان کی تشریف و تکریم کے پیش نظر۔

تفسیر صوفیانہ ۲ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ذوی القربیٰ سے مہاجرین الی اللہ کو بدل بنایا یعنی ذوالقربیٰ مہاجرین ہیں جو قریہ نفس سے ہجرت کر کے مدینہ روح و قلب کی طرف ہجرت کے ساتھ سیرو سلوک کے نفسانیت کے جنگل اور حیوانیہ کے ویرانے طے کر کے اپنے وجود اور اس کی صفات و لغوت کے نور کی طلب میں اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والے اس کا مظہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے وہ اللہ جو جامع اسم ہے اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کے لئے ان کے مظہر ہونے میں اس کے احکام و شرائع ظاہرہ کے لئے وہی لوگ سچے ہیں مقام فناء میں کہ وہ فانی ہیں اپنی ذات سے اور صفات سے اور افعال سے اور اس کے ساتھ باقی ہونے میں یعنی بقاء بذات اللہ و صفات اللہ و افعال اللہ میں ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے ہی بنائے (آمین)

تفسیر عالمانہ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ اور جنہوں نے اس شہر اور ایمان میں گھر بنایا۔ یہ جملہ مستانفہ ہے انصار کی مدح و تعریف ساتھ خصال کے بیان کے لئے لایا گیا ہے منجملہ آپ کے خصائل حمیدہ کے ایک یہ ہے کہ انہیں مہاجرین سے محبت ہے اور دوسرا یہ کہ نہ صرف مہاجرین کو دینے پر راضی ہیں بلکہ بہت زیادہ راضی ہیں۔

انصار کون ہیں؟ انصار بنو الاوس والخزرج ہیں یہ دونوں حارثہ بن ثعلبہ بن مالک بن زید بن کہلان بن سبائن بن یشجب ابن یعرب بن قحطان کے بیٹے ہیں (قاموس) میں ہے کہ قحطان بن عامر بن شالخ قبیلے کا جد امجد ہے یہی

marfat.ocm

عرب خالص کا اصل ہے۔ انصار میں سے غسان ہے۔ بعض نے کہا یہ ایک پانی کا چشمہ ہے جو جحفہ کے قرب میں ہے ازد کی لولاد سے یہ لوگ یہاں اترے وہاں سے پانی پیا تو اس کی طرف منسوب ہوئے۔

حل لغات اصل المبوأ معنی مکان اجزاء کا مساوی ہونا بخلاف النبو کے کہ وہ مکان جس کے اجزاء مساوی نہ ہوں۔ اہل لغت کہتے ہیں مکان بوا وہ مکان اپنے رہنے والے کے لئے مخالف طبع نہ ہو اور کہتے ہیں بوات لہ مکانا میں نے اس کے برابر بنایا۔

فائدہ رسول اکرم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ ٹھہرنے کے مکان کی طرح بیت الخلاء بھی بناتے تھے تبوء المنزل معنی اسے منزل و ٹھکانہ اور اس قرار کرنے کے لئے بنانا۔ متوافیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ از قبیل منازل و مکانات کے ہو۔

الدار سے مدینہ طیبہ مراد ہے پرانا نام یثرب نیا نام طیبہ و طابہ ہے بخلاف ایمان کے کہ وہ اس سے نہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ انہوں نے دار و ایمان کو رہائشی منزل مقرر کر لی اور خوب ٹھہرے اور بے حال کو بمنزلہ مکان کے استعمال کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا تبوء لزوم کے معنی کو متضمن ہے۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے دار کو رہنے کی جگہ بنائی اور اس میں ایمان میں اخلاص کیا یا اسے قبول اور پسند کیا اس قائل قول کی طرح ہے۔

علفتها تبنا و ماء باردا میں نے گھاس کھلایا اور ٹھنڈا پانی (پلایا) کلام کے اختصار کی وجہ سے۔ سقیتها محذوف کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ شاید اصل کلام یوں ہو۔

والذین تبوو الدار الایمان کیونکہ مدینہ طیبہ کا ایک اسم گرامی دار الایمان بھی ہے اس لئے اس نے ایمان ظاہر کیا اور یہی ایمان کا ماوی ہے جیسے اسے دار الہجرت کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں صورت مذکورہ سے ذکر کرنے میں یعنی صرف الایمان کہنے میں ان کے ایمان پر تنقیص ہے کیونکہ محض مدینہ پاک میں مکان بنانا یا وہاں ایمان کے بغیر رہنا سہنا قابل مدحت نہیں[1] (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.ocm

من قبلهم   ان سے پہلے معنی مہارین کی ہجرت سے پہلے۔ یہاں مضاف مقدر ہے اس لئے کہ انصار مہاجرین سے پہلے ایمان لائے بلکہ یہ ہے کہ بعض انصار ہجرت مہاجرین سے پہلے ایمان لائے تھے۔ اور بعض بعد کو ایمان لائے۔

فائدہ   بعض نے کہا یہاں انصار سے وہ حضرات مراد ہیں جو حضور سرور عالم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں تشریف لانے سے دو سال ایمان لائے اور عبادت کے لئے مساجد بھی بنائیں اور انہوں نے اسلام کی یوں تربیت کی جیسے پرندے بچے کی تربیت کرتے ہیں۔

فائدہ   الارشاد میں ہے کہ ممکن ہے کہ اس کی تعبیریوں کی جائے کہ انصار نے مدینہ طیبہ میں ایمان کو مکمل کامل بنایا پھر اس کے لزوم وخلوص سے مراد ان کے باقی حقوق کی اقامت مراد ہو منجملہ اس کے حقوق کے عام شعائرو احکام کا اظہار ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس معاملہ میں انصار کو مہاجرین پر تقدم ہے کیونکہ وہ مکہ معظمہ میں ایمان پر سبقت اور اخلاص کے باوجود اس کے بعض شعائرو احکام کو کھلم کھلا ظاہر کرنے سے عاجز تھے اگرچہ ان کے لئے قلب اور اعتقاد میں ذرہ برابر بھی کم نہ تھے اس معنی پر انصار کو مہاجرین پر تقدم ہو تو کیا حرج ہے۔

تفسیر صوفیانہ   آیت میں دار القلب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دار الصدق والاخلاص ہے اور ایمان میں ایمان وہی کی تحقیق و تبثت کی طرف اشارہ ہے۔

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ   ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے یہ موصول کی خبر ہے یعنی یہ

(حاشیہ لے جیسے سابق دور میں منافقین کا مدینہ پاک رہنا یا آج کل نجدیوں وہابیوں کا رہنا سہنا ان کی مدحت نہیں یہ ان لوگوں کی خوش فہمی کے ازالہ کے لئے ہے کہ اگر نجدی وہابی خدا و رسول (جل جلالہ و ﷺ) کو ناپسند ہیں تو پھر وہاں نہ صرف رہتے بلکہ مسلط ہیں ان کی شاہی و سلطنت ہے تو ان بھلے مانسو کو کون سمجھائے کہ کعبہ معظمہ پر ابوجہل اور اس کی پارٹی بھی عرصہ تک مسلط رہی اور آج کل اسرائیل بیت المقدس پر قبضہ جمائے ہوئے ہے تو کیا ان سب کو تم سعادت کا سرٹیفکیٹ دے سکتے ہو تو جیسے وہ ویسے یہ۔ (فافهم ولا تكن من الاغبياء) اولیسی غفرلہ۔

marfat.ocm

لوگ ان سے ان کی ہجرت کرنے پر محبت کرتے ہیں اس لئے کہ انہیں ایمان سے محبت ہے اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب [redacted] محبوب ہیں اور قاعدہ ہے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ اسی سے انصار کو مہمان سے پیار ہے۔

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ ایسی شے جو اس کی طرف تنگی ہو۔

مِّمَّآ اُوْتُوْا اس شے سے جو دیئے گئے۔ اس مال غنیمت وغیرہ سے جو مہاجرین کو دیا گیا من بیانیہ ہے۔ کہا جاتا ہے خذ منہ حاجتک اسی سے اپنی حاجت لے یعنی جس شے کا تو محتاج ہے اسی سے لے لے۔ نفی الوجدان سے نفی العلم مراد ہے اسی لئے وجدان فی نفسہ اور اک علمی کا نام یہ مبالغہ ہے کیونکہ معنی لَا يَجِدُوْنَ میں ہے وہ لَا يَعْلَمُوْنَ میں نہیں۔ بعض نے کہا اس سے محتاج الیہ کی طلب مراد ہے یعنی اس کے پیچھے نہیں پڑتے جو وہ دیئے گئے اور نہ اس کا طمع ہے۔ جس کے وہ محتاج ہیں یعنی انہیں اس پر غیض و حسد نہیں کہ وہ پہلے یہاں موجود ہیں تو انہیں مال فئی میں مقدم کیوں نہیں کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حاجت الی الشئ بمعنی اس شے سے محبت کے ساتھ اس کی محتاجی۔

وَيُؤْثِرُوْنَ اور مہاجرین کو ترجیح دیتے ہیں یہاں مفعول محذوف ہے۔

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اپنے نفسوں پر۔ ہر شے میں معاش کے اسباب میں سے جود و کرم کے طور یہاں تک کہ جس کے پاس دو عورتیں تھیں ایک کو طلاق دے کر وہ مہاجر ساتھی کے نکاح میں دے دیتا۔ ایثار بمعنی اپنی ضرورت کے باوجود دوسرے کو دے دینا۔

حدیث شریف کوئی قوم دنیا میں ہر گز جمع نہیں ہوئی جن میں اسخیاء و بخلاء نہ ہوں سوائے انصار کے کہ ان کے سب کے سب سخی ہی سخی ہیں ان میں کوئی بھی بخیل نہیں۔

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اگرچہ انہیں سخت محتاجی ہو ضرورت ہو

marfat.com

حل لغات خصائص دراصل خصاص البیت کو کہا جاتا ہے۔ یعنی گھر سوراخ والا بوجہ مواضع الحاجہ اشمل کے ان سے فقر سے بایں معنی تشبیہ ہے کہ وہ ضروریات سے مسدود نہ ہو۔ اسے خلتہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ الخص بانس اور درخت سے تیار شدہ جھونپڑا۔ اس لئے اس سے فقر ظاہر ہوتا ہے۔

تقسیم الفئی حضور نبی پاک ﷺ نے بنو نضیر کا مال تمام مہاجرین پر تقسیم فرمادیا سوائے تین کے حالانکہ وہ محتاج بھی تھے۔

۱۔ ابو دجانہ سماک بن خرشہ ۲۔ سہل بن حنیف ۳۔ حارث بن صمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دو کو مال فئی نہ دیا۔

۱۔ سہل ۲۔ ابو دجانہ حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

یہ دونوں بئر معونہ میں شہید کئے گئے۔

شان نزول حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ مال ابو نضیر تمہیں اور مہاجرین کو دوں چاہو تو جو تم نے انہیں مواخات میں دیا ہے وہ واپس کرلو اور یہ صرف مہاجرین کو دے دوں۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ مواخات والا مال بھی ہم ان سے واپس نہیں کرتے اور اس مال میں بھی ہم ان سے کچھ نہیں لیتے یہ تمام مال مہاجرین کو ہی عطا فرمادیں۔ (یہ ان کا ایثار ہے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ حضور نبی پاک ﷺ نے بعض زمین کے قطعے تقسیم کردیئے اور بعض باقی رکھے وہ آپ کی ضروریات کے لئے کھیتی کی جاتی۔ جب آپ نے مہاجرین پر ابو نضیر کا مال تقسیم فرمایا تو حکم دیا کہ مواخات کے وقت جو تم نے ان سے اموال لئے ہیں (اب جو کچھ موجود ہو) واپس انصار کو کردو کیونکہ اب ان سے مستغنی ہوگئے ہو۔ علاوہ ازیں مہاجرین ان اموال کے کلی مالک نہ ہوئے تھے بلکہ انہیں انتفاع کے لئے دیا گیا تھا۔ ایسی ہی کھجوریں بھی۔

ایثار کی حکایات ۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری کو بکری کا سر ہدیہ کے طور بھیجا

marfat.ocm

گیا اس کی ضرورت بھی تھی کیونکہ وہ مسکین تھے انہیں معلوم ہوا کہ ہمسلیہ کو اس کی حاجت ہے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ محتاج ہے تو فرمایا یہ میرے ہمسلیہ کو دے دو۔ اس کے پاس گئے تو اس نے فرمایا مجھ سے میرا ہمسلیہ زیادہ محتاج ہے اسے دے دو۔ سو وہ بکری کا سر اسی طرح سات گھروں کا چکر لگا یہاں تک کہ اسی پہلے کے پاس واپس آگیا۔

حکایت حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ یرموک میں اپنے چچازاد کی طلب میں زخمیوں میں پہنچا میرے پاس تھوڑا سا پانی تھا میں نے سمجھا کہ بھائی کا کچھ سانس باقی ہو گا تو اسے پانی پلاؤں گا شاید جانبر ہو سکے۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو پانی پلانا چاہا۔ پوچھا تو سر کے اشارے سے ضرورت ظاہر کی۔ جب میں پانی اس کے قریب لے گیا تو قریب والے سے کراہنے کی آواز سن کر اشارہ فرمایا اسے پلاؤ (میری خیر ہے) میں اس کے قریب گیا تو دیکھا کہ ہشام بن العاص ہیں میں نے پانی کا اشارہ کیا تو ضرورت کے لئے سر ہلایا میں پانی اس کے قریب لے گیا تو ایک کی کراہت کی آواز سن لی۔ حضرت ہشام نے فرمایا اس کے پاس لے جا میں اس کے پاس آیا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ ہشام کے پاس آیا تو وہ بھی وفات پا چکا تھا۔ پھر چچازاد کے پاس گیا تو اس کا بھی کام تمام ہو گیا۔

فائدہ اسے کہتے ہیں ایثار بالنفس یہ مال کے ایثار سے بڑھ کر ہے۔

فدا دوست نکردیم عمر و مال دریغ — کہ کار عشق زما ایں قدر می آید

ترجمہ ہم دوست پر عمر و مال فدا نہ کر سکے۔ افسوس ہے کہ عشق میں ہم سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔

شان نزول التکملہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس کا واقعہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ازواج مط ے حجروں پر معلوم کرایا کیا کھانے کی کوئی چیز ہے معلوم ہوا کسی بی بی صاحبہ کے یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ تب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصحاب سے فرمایا جو اس شخص کو مہمان بنائے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضور ﷺ سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے گھر جا کر بی بی سے فرمایا کیا کچھ ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں صرف بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا رکھا

marfat.com

ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بچوں کو بہلا کر سلادو اور جب مہمان کھانے بیٹھے تو چراغ درست کرنے اٹھو اور چراغ کو بجھادو تاکہ وہ اچھی طرح کھالے۔ یہ اس لئے تجویز کی کہ مہمان یہ نہ جان سکے کہ اہل خانہ اس کے ساتھ نہیں کھا رہے ہیں کیونکہ اس کو یہ معلوم ہو گا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے بھوکا رہ جائے گا اس طرح مہمانوں کو کھلایا اور آپ ان صاحبوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا رات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہت راضی ہوا۔

حکایت ۴ ☆☆☆ فقر (اولیاء اور علماء میں فرق ☆☆☆

بادشاہ اور وزیر کے درمیان اختلاف ہوا بادشاہ کہتا کہ علماء کرام افضل ہیں وزیر کہتا فقراء (اولیاء) وزیر نے کہا ان کا امتحان لے لیں اس کے دو طریقے ہیں۔

اول یہ کہ کسی کو ایک ہزار درہم دے کر مدرسہ والوں کی طرف بھجوادو کہو کہ بادشاہ نے یہ رقم اس کے لئے بھیجی ہے جو تم میں سے سب سے افضل ہو اسی کو دو۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو اہل مدرسہ کے پاس جب بادشاہ کا قاصد گیا تو ہر ایک کہتا کہ میں سب سے افضل ہوں قاصد نے کہا کہ مجھے تو یقین نہیں آتا کہ تم میں کون افضل ہے یہ کسی کا حق نہیں فلہذا میں اسے واپس لے جا رہا ہوں[1]

اب وہی رقم لے کر خانقاہ (مرکز اولیاء) میں پہنچے تو فقراء (اولیاء) سے پوچھا کہ تم میں کون افضل ہے تاکہ یہ ہزار درہم اسے پیش کروں۔ سب یک زبان بولے میں نہیں یہ ہے وغیرہ۔ بالآخر قاصد نے بادشاہ کو رقم واپس جا کر دی۔ وزیر نے کہا اب دوسرے طریقے سے آزمایئے کہ چھرا قاصد کے ہاتھ میں پکڑایئے اور اہل خانقاہ کے پاس بھیج کر فرمایئے کہ تم میں افضل کون ہے جو افضل ہو گا اسے قتل کیا جائے جب خانقاہ میں پہنچے تو ہر ایک کہتا مجھے قتل کیجئے

(حاشیہ[1] اب بھی بفضلہ تعالیٰ علماء کی یہی حالت ہے۔

زمانہ بدلے لاکھ مگر ہم نہ بدلے جائیں گے

یا اللہ ہمیں ایسے علماء سے نہ بنا۔ اویسی غفرلہ۔ ۱۲۔ حاشیہ ختم)

marfat.ocm

میرے ساتھی سے در پے نہ ہو اسی طرح وہ قاصد امتحان لے کر واپس آگیا اسی طرح سے وزیر بادشاہ پر غالب آگیا۔[1]

سبق لسے کہتے ہیں ایثار کہ خود کو قتل ہونے کے لئے پیش کرنا منظور لیکن اپنے دوست کے لئے نامنظور گویا اپنی جان دوست پر قربان۔

صاحب روح البیان کا اظہار افسوس صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ اب تم دیکھ رہے ہو کہ ہمارے دور کے فقراء (ولایت کے مدعی) کا کیا حال ہے کہ اسلاف صالحین کے طریقوں سے کتنے دور نکل گئے ہیں۔[1]

حکایت ۵ سیدنا ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ مجھ پر بلخ کا ایک نوجوان غلبہ پا گیا مجھ سے پوچھا زہد کیا ہے میں نے کہا کچھ مل جائے تو کھالیا جائے نہ ہو تو صبر۔ اس نے کہا کہ یہ تو ہمارے بلخ میں کتوں کا طریقہ ہے بلکہ زاہد کو یوں ہونا چاہئے کہ کچھ نہ ہو تو بھی شکر کرے اگر ہو تو اپنے بجائے دوسروں کو دینا چاہے۔

(حاشیہ[1] میں کہتا ہوں یہ بھی اہل خانقاہ دور سابق میں تھے۔ اب ہوں گے لیکن چھپے ہوئے ہمیں ان کی زیارت نہیں ہو رہی بلکہ اب جو مدعیان مشیخت یا براجمان مسند ولایت ہیں ان کے اکثر تو ہماری طرح ہچو ما دیگرے نیست۔ کے مریض ہیں اور بہت سے بدنام کنندگان اسلاف ہیں جن کا نام سن کر بھی خلق خدا راضی نہیں۔ مجھے ایک ایسے مقدس شہر میں وعظ کرنے کا موقع ملا جسے دیکھ کر مجھے شہباز ان ولایت یاد آگئے کہ ایک وقت تھا کہ ایسے شہباز اس شہر کی گدائی کو سعادت سمجھتے اور رحمت کے ملائکہ کرام اس شہر کا گشت کرتے نہ تھکتے لیکن افسوس کہ آج یہ شہر برائیوں اور ظلم و ستم کا اڈہ ہے کہ ملائکہ کرام یہاں کی ڈائری لکھنے پر تھرا جاتے ہیں۔

ولو عجب طور ہیں زمانے کے

(حاشیہ[2] یہ دو تین صدیوں پہلے کا حال ہے اور ہمارے دور کے مدعیان ولایت اور مسند نشینان اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا حال زبوں تر ہے۔ میں نے تو یہاں تک تجربہ دیکھی ہے کہ ان حضرات کو جو نہی اسلاف کے طریقوں سے ہٹا ہوا کہا گیا تو کہنے والے کا معاش و معاشرہ تنگ اور الٹا اسے تنگ زمانہ مشہور کرایا جاتا ہے گویا اسے سزا دی جاتی ہے کہ پھر وہ ان کے ایسے دھندے میں روڑا نہ اٹکا سکے۔ اولیسی غفرلہ۔ حاشیہ ختم)

marfat.ocm

کریم کامل آنرا شناسم اندر دوران که گر نمائے رسد از آسیائے چرخ گردانش

نہ استغنائے ہمت باوجود فقر و بے برگی بخود دواگیر و سازد نثار بے نوائش

ترجمہ میں زمانے میں کریم اسے سمجھتا ہوں کہ اگر اسے آسمان کی چکی سے ایک روٹی ملے تو از راہ استغنا باوجود فقر و ضرورت کے دوسرے ضرورت مندوں پر خرچ کردے۔

تفسیر صوفیانہ العوارف (للسہروردی قدس سرہ) میں ہے کہ ایثار اور مواسات اسے نصیب ہوئی ہے جس میں طبعی شفقت و رحمت و رقوت یقین بھرپور ہو اور یہی صوفیاء کرام کے اخلاق و عادات میں سے ہے کیونکہ وہ موجود کو پسند کرتے اور مفقود (نہ ملنے والی شے) پر صبر کرتے ہیں۔

فائدہ حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو خود پر اپنے نفس کو مالک مانتا ہے تو اس سے ایثار نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ اپنے نفس کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے اور جو سمجھتا ہے یہ تمام اشیاء حق تعالیٰ کی ہیں جو اسے اس لئے ملے گی وہ اس کا حق ہے جو حق تعالیٰ نے خود عطا فرمایا ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی شے پہنچے تو سمجھتا ہے نامعلوم میرے قبضہ میں امانت ہے یا غصب۔ اسے قرار نہیں آتا جب تک اسے خرچ نہ کردے۔

حکایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ آپ مکہ معظمہ کے بازار میں سبزی کے ٹکڑے جمع کر رہے تھے اور خود کو فرماتے یہی تیرا حق ہے تو اس پر راضی ہو اگر دنیا میں کسی شے کا تو مالک ہوا تو وہ تیرے لئے غضب الٰہی کا سبب ہے۔

خیز یارا تا بمیخانہ زمانے دم زنیم آتش اندر ملکت آل نبی آدم زنیم

ہرچہ اسبابست جمع آئیم وبس جمع آوریم پس بحکم حال بیزاری ہمہ برہم زنیم

ترجمہ اے دوست میخانہ میں تھوڑی دیر بیٹھیں اور آل بنو آدم کو آگ لگائیں جتنا ہم مال جمع کریں اس سے بیزاری کا اظہار کر کے اسے دور پھینک دیں۔

marfat.ocm

تفسیر عالمانہ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا یعنی نفس کو جب مال سے اور بغض انفاق سے بچائے گا۔

حل لغات الوقایۃ معنی وہ شے جو اذیت اور شرر پہنچانے سے حفاظت کرے۔ الشح (بالضم و بالکسر) بخل مع حرص گویا یہ نفس کی صفات میں قبیح ترین عادات کا جامع ہے۔ اس کی نفس کی طرف اضافت اس لئے ہے کہ یہ اس میں راسخ ہیں اور وہی حرص کا مقتضی ہے ساتھ ہی خرچ سے منع بھی کرتا ہے یعنی بخل کی عادت رکھتا ہے اور جو بچایا گیا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ کہ اس کے خلاف عمل کرے کہ جب مال اور بغض انفاق کی گندی عادت کے خلاف پر اس سے غلبہ حاصل کرے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تو وہی کامیاب ہیں ہر مطلوب فائز ہر ناگوار امر سے نجات پانے والے ہیں۔ الفلاح سعادت دارین کا نام ہے اور جملہ معترضہ انصار کی مدح کے لئے وارد ہے اس میں ان کی مدح و ثنا کی گئی ہے کیونکہ ان کی فتوت ان کے مدائح و مناقب مذکورہ ہیں بہر حال اس میں ان حضرات کے جلیل و عظیم الشان اور رائق الاحوال کا بیان ہے۔

حدیث شریف ۱ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا ایمان کی علامت انصار کی محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض و عداوت ہے۔

حدیث شریف ۲ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ انصار کو بخش ان کی اولاد کو بخش اور ان کی اولاد کی اولاد کو بخش۔

سخاوت کے فضائل حضرت سہروردی قدس سرہ نے العوارف میں فرمایا کہ سخاوت ایک صفت ہے جو نفس کو عارضی ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں الشح سے بچایا گیا۔ یعنی فلاح وہ پائے گا جو خرچ کرے گا اور راہ خدا میں مال لٹائے گا۔

marfat.ocm

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے تین چیزوں کے مہلکات ہونے پر اشارہ فرمایا۔

شح مطاع وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے صرف شح نہیں فرمایا کہ وہی مہلک ہو بلکہ مہلک اس وقت ہے جب اس کی اطاعت کی جائے ہاں نفس میں موجود ہو لیکن اس کی اطاعت نہ کی جائے تو مہلک نہیں اور نہ ہی یہ بری شے ہے کیونکہ یہ تو نفس کے لوازم میں سے ہے اصل جبلت ترابی سے استعداد کرتا ہے اور تراب کا اصل قبض و امساک ہے اور یہ آدمی میں ہونا کوئی عجوبہ نہیں کیونکہ یہ تو اس کی جبلی علامت ہے اس سے تعجب جود و سخاوت پر ہے کہ یہ غیر نفوس میں کیسے عزیزہ (گھسی ہوئی) ہو گئی یہ صرف اور صرف صوفیہ کرام کو نصیب ہوتی ہے جو دائمی ہوتے ہیں خرچ کرنے اور ایثار و سخا کے۔

فائدہ یاد رہے کہ سخاوت جود سے زیادہ مکمل و اتم ہوتی ہے الجود کے مقابلہ میں بخل ہے اور السخا کے بالمقابل الشح ہے جود و بخل ہر دونوں اکتساب کو دخل ہے بطریق عادت کے بخلاف شح و سخا کے کہ وہ ضرورت عزیزیہ سے ہیں اسی لئے ہر سخی جواد ہے لیکن ہر جواد سخی نہیں۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کی سخی کے لفظ سے موصوف نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ صفت الغرائز سے ہے۔ اور وہ منزہ ہے عزیزیت سے۔ اور وہ بندوں کی صفات سے ہے یعنی اس معنی پر لفظ سخی اللہ تعالیٰ کو نہ کہا جائے ورنہ وہ تو بڑا کریم ہے اس جیسا کریم کہاں (اویسی غفرلہ)

جود و سخا کا فرق جود میں ریاء داخل ہو سکتا ہے اس میں انسان کو عوض کی لالچ بھی ہوتی ہے مخلوق سے اور ثواب کی اللہ تعالیٰ سے اور سخا میں یہ بات نہیں کیونکہ وہ اس نفس زکیہ سے ہے جو اعراض سے بلند تر ہے نہ دنیوی طمع نہ آخرت کے ثواب کا لالچ کیونکہ عوض کی طلب بھی بخل کی مشعر (خبر دینے والی) ہے اس لئے کہ وہ معلول بالعوض ہو گئی خالص سخاوت نہ ہوئی اور خالص سخاوت صرف اہل صفاء کو نصیب ہوئی ہے اور ایثار اہل انوار کو۔

marfat.ocm

فائدہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اشح مال بالمعاصی کو کہتے ہیں گویا وہ طاعت سے بچنا چاہتا ہے اس میں وہ تعریف داخل ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ اشح یہ ہے انسان اپنی چشم انتظار اس طرف رکھے جس کا وہ اہل نہیں۔

حدیث شریف حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اشح ہے جو تیری آنکھ بیگانی عورت کی طرف اٹھے اس لئے کہ گویا آنکھ ڈالنے والا عفت اور چشم پوشی از عورت سے جی چراتا ہے۔

حکایت مروی ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے خوف ہے کہ میں کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں فرمایا وہ کیوں عرض کی میں سنتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ جو اپنے نفس کے لالچ سے بچ گیا تو وہی کامیاب ہے اور میں مرد شحیح (بخیل) ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے کوئی شے نہ جائے۔ آپ نے فرمایا آیت کا وہ مطلب نہیں جو تو نے سمجھا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر کا مال ظلماً نہ کھایا جائے ہاں ویسے بخل بھی بری بلا ہے۔ اشح کی اور تفسیریں بھی ہیں۔

فائدہ حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اشح فقر سے زیادہ ضرر رساں ہے کیونکہ فقیر جب مال پالیتا ہے تو اپنے اندر وسعت پاجاتا ہے بخلاف شحیح (بخیل) کے۔

حدیث شریف ۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ غبار فی سبیل اللہ اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوسکتے اور نہ ہی ہمیشہ کسی بندے کے دل میں بخل اور ایمان جمع ہوسکتے ہیں۔

حدیث شریف ۲ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے فرض زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کو کھانا کھلایا اور دکھ تکلیف میں لوگوں کی مدد کی تو وہ اشح (بخل) سے بری ہوگیا اور اشح بخیل سے قبیح تر ہے۔

marfat.ocm

حدیث شریف ۳ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت میں تاریکیاں ہے اور الشح (بخل) سے بچو کہ اس نے بہت سے لوگوں کو ہلاک کرڈالا اس نے خونریزی پر اور محارم کے حلال کرنے پر ابھارا۔

حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ نے فرمایا۔

احوال گنج قارون کایام داد برباد　　　با غنچہ باز گوید تا زر نہاں ندارد

(گنج قارون کو دوران زمانہ نے تباہ برباد کیا۔ اب غنچہ کہتا ہے کہ زر و مال چھپا کے نہ رکھ)

حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

ہر چند لاف زند کرم مرد درم درست　　　در یوزہ احسان زور اور نتواں کرد

دریں مثلے ہست از فضلہ حیواں　　　نارنج تواں ساخت دے بو نتواں کرد

ترجمہ ۱۔ جتنا ہی درم سے دوستی کرنے والا سخاوت کا دم مارے احسان کی گداگری اس کے دروازے سے حاصل نہ ہو سکے گی۔

۲۔ اس میں ایک مثال مشہور ہے کہ حیوان کسی فضلہ سے نارنگی تو تیار ہو سکتی ہے لیکن اس میں خوشبو پیدا نہیں ہو سکتی۔

تیسیر عالمانہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام کی قوت کے بعد ہجرت کر آئے اور مراد یہ ہے کہ یہ لوگ جب مدینہ پاک میں آئے یا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو احسان میں ان کے بعد تابع ہوئے یعنی وہ حضرات جو فریقین (مہاجرین و انصار) کے بعد والے تاقیامت اسی لئے کہا گیا ہے کہ آیت تمام اہل ایمان تاقیامت کو شامل ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ لوگ جو قیامت تک فضائے وجود میں آئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کی مثال بارش جیسی ہے نامعلوم اس کا اول بہتر ہے یا آخر یعنی منفعت و راحت میں بارش کی طرح ہے کہ نامعلوم بارش کا پہلا نافع ہے یا آخری حصہ خلق خدا کو آباد کرنے والا ہے میری

marfat.ocm

امت کا حال بھی یونہی ہی ہے آخری زمانہ کے درویش حال شکستہ و سر گمندہ اور یہ صحابہ سب کے سب منفعت و راحت میں ایک طرح کے ہیں ظاہری شکل بشری میں ایک جیسے ہیں بارش کی طرح کہ وہ جہاں رہتی ہے نفع پہنچاتی ہے اور یہ حضرات بھی جہاں ہوتے ہیں نفع دیتے ہیں۔ بارش باغ اور کانٹے نہیں دیکھتی اور نہ ہی چنبیلی کے پودے اور کگر کے درخت کا فرق کرتی ہے ایسے ہی یہ حضرات راحت رسانی میں اور نفع پہنچانے میں یکساں ہیں کہ اپنے بیگانے کا فرق نہیں دیکھتے۔

یقولون (عرض کرتے ہیں) یہ موصول کی خبر ہے اور یہ جملہ ان کی محبت پر مدح کے طور بیان کیا گیا ہے ان اہل ایمان کے لئے جو پہلے گزرے ہیں اور پچھلوں کو حق پہنچتا ہے کہ ان کے دین میں تقدم کے حقوق سمجھیں یعنی ان کے لئے دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا (اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے) وہ جو ہم سے کوتاہی ہوئی۔ وَلِاِخْوَانِنَا (اور ہمارے بھائیوں کو) دین کے بھائی جو وہ ان کے نزدیک نسب کے بھائیوں سے زیادہ معزز و بزرگ تر ہیں۔ الذین سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (جو ہم سے پہلے ایمان لائے) ان کے اس وصف سے ان کی فضیلت کا اعتراف ہے۔

چو خواہی کہ نامت بود جاودان مکن نام نیک بزرگان نہاں

(جب تو چاہتا ہے کہ تیرا نام ہمیشہ رہے تو بزرگوں کے نیک نام کو نہ چھپا)

نکتہ: مغفرت میں پہلے اپنا نام لیا اس لئے کہ مشہور ہے[1] کہ بندے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے لئے دعا مانگے تاکہ خود مغفور ہو گا تو پھر دوسروں کے لئے دعا مستجاب ہو گی۔

فائدہ بعض نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ عاصیوں کی دعا مستجاب نہیں ہوتی جب تک وہ پہلے بخشے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ کلیہ غلط ہے اس لئے روایات سے عاصیوں کی دعا کی قبولیت کا ثبوت ملتا ہے اصل وجہ ہے کہ انسان اقرب دیتا نفس ہے اسی لئے پہلی اپنا لیتا ہے۔ علاوہ ازیں استغفار میں پہلے گناہوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے اور سب سے پہلے اپنے گناہوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے (بعض التفاسیر)

---

[1] اسی سے قدسی مقولہ لیا گیا ہے اوّل خویش بعدہٗ درویش ۱۲ اویسی غفرلہ۔

marfat.com

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ انسان کا اپنا نفس دوسروں کے نفوس سے ایسے قریب تر ہے تو حصول نفع اور دفع ضرر پہلے اپنے لئے ہی موزوں ہے کیونکہ قاعدہ ہے الاقدم فالاقدم اس کے بعد بعد والے۔ علاوہ ازیں گناہ کا یقین اپنی ذات کے لئے زیادہ ہے بہ نسبت دوسروں کے کہ ان میں شک وشبہ اور ظن ہی ظن ہے اور اس کے لئے یہ بھی احتمال ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہو جس کا اسے علم نہ ہو۔ علاوہ ازیں دوسروں کے گناہوں کو پہلے گننا سوءِ ادب اور سوءِ ظن بالخصوص اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعلق (فلہذا اپنی تقدیم ہی بھلی)

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا (اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں کینہ) غلاً بمعنی حقداً (کینہ) اور مذموم فاسق ہے اور مومن کا طریقہ کینہ نہیں۔

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ الغل والغلول بمعنی خیانت وعداوت کو گلے کا ہار بنانا اس لئے غلالہ وہ لباس جو شعار (جسم سے لگنے والا کپڑا) اور وثار (بدن سے ملے ہوئے کپڑے کے اوپر کا گرم کپڑا) کے درمیان ہو استعارہ کے طور زرہ کو کہتے ہیں جیسے درع بول کر یہی لباس مراد لیتے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ایمان والوں کے لئے) اس کا اطلاق اولاً صحابہ وتابعین پر آتا ہے۔

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ غیرت دینی کے پیش نظر ان کے ماسوا سے حقد (کینہ) وغیرہ جائز ہے اگرچہ کسی پر بھی حسد ناجائز ہے۔

حضرت سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

دلم خانۂ مہر یار است وبس — ازاں می نگنجد درو کیں کس

(میرا دل مہر یار کا گھر ہے اور بس۔ اسی لئے اس میں کسی کا کینہ نہیں سما سکتا)

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (اے ہمارے پروردگار بیشک تو روف رحیم ہے) بہت بڑا مہربان اور رحم والا ہے اس لائق کہ وہ ہماری دعائیں مستجاب فرمائے۔

مسئلہ آیت سے ثابت ہوا کہ پچھلے لوگوں پر واجب ہے کہ وہ پہلے لوگوں (اہل ایمان) کے لئے استغفار کریں

marfat.ocm

بالخصوص اپنے آباؤ اجداد اور اساتذہ کرام (جنہوں نے امور دین سے آگاہ کیا)

حدیث شریف ۱ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ امت کو حکم ہے کہ وہ جانے والوں کے لئے استغفار کریں لیکن بد قسمتوں نے انہیں گالی دی۔

حدیث شریف ۲ میں ہے کہ یہ امت ختم نہ ہو گی جب تک پچھلے پہلے بزرگوں (صحابہ کرام اہلبیت کرام و اولیاء عظام کو گالی نہ دیں) جیسے آج کل ہو رہا ہے آگے دیکھو کیا ہوتا ہے۔

حدیث شریف ۳ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عطاء نے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے میرے صحابہ کرام کے بارہ میں میری حفاظت کی قیامت میں میں اس کا محافظ ہوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت اور ملائکہ کرام اور تمام لوگوں کی لعنت۔

روافض و خوارج صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ روافض و خوارج اور ان جیسے دیگر فرقے شرالخلائق اور اہل ایمان کے گروہ سے خارج ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے تین گروہ بتاتے ہیں۔

۱۔ مہاجرین ۲۔ انصار ۳۔ ان کے تابعین جو مذکورہ اوصاف سے موصوف ہیں۔

جو مذکورہ اوصاف سے موصوف نہیں وہ ان تین گروہ کے اقسام سے خارج ہیں۔

جاہل واعظ ذاکر شاید مان جائے حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واعظ وغیرہ (یعنی نعت خوان اور ذاکر (جاہلوں کا گروہ کو چاہئے کہ وہ عوام کے سامنے مقتل حسین رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام و اہلبیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے تشاجر و تخاصم (جھگڑے اور جنگیں) (واقعات جمل و صفین وغیرہ وغیرہ) بیان نہ کرے کیونکہ اس سے بعض صحابہ اور ان پر طعن و تشنیع کا دروازہ کھلتا ہے حالانکہ وہ دین کے ستون تھے۔[۱]

(حاشیہ[۱] لیکن جاہل واعظ اور نعت خوان اور ذاکر و مرثیہ خوان کب مانتے ہیں جبکہ ان کی روزی کا مسئلہ ہے لیکن انہیں اویسی غفرلہ کا پیغام کہ پیٹ کا تنور کسی نہ کسی طریقہ سے تو پر ہو سکتا ہے لیکن اس روزی کے مسئلہ سے تمہیں

(باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

ازالہ وہم ہاں ان کے (صحابہ کرام واہلبیت عظام) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آپس کے جھگڑے (محض دین کی خاطر تھے) اسی لئے ان کے محامل (تاویلین) صحیحہ بیان کئے جائیں۔

مسئلہ اگر کوئی بات کسی کی سمجھ سے بالا ہو تو وہ صحابہ کرام کے اجتہاد و خطاء کی تاویل کرے (خبردار خبردار ان کے لئے طلب دنیا و طلب ریاست کا الزام ہرگز ہرگز نہ لگانا مارے جاؤ گے) چونکہ وہ طلب دنیا اور ریاست و حکومت کے لالچ سے مبرا اور پاک تھے۔ جیسا کہ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں۔

انتباہ ترغیب و ترہیب کی شرح مسمیٰ بہ فتح القریب میں ہے کہ خبردار خبردار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑے اور ان کی جنگوں کے اختلاف میں ہرگز ہرگز دخل نہ دینا کیونکہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عدول (نیک سیرت پاک باز) تھے وہ خیرالقرون (بہتر زمانہ) کے لوگ تھے وہ مجتہد تھے جن کے لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان کا اجتہاد مبنی بر صواب ہو تو اسے دو اجر نصیب ہوں گے اگر مبنی بر خطا ہوں تو ایک اجر ملے گا (لیکن گناہ توبہ توبہ یہ تصور شیعہ و خارجی کو ہے یا پھر تاریخ کی کتابیں پڑھنے والے کسی بد قسمت کا۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آفات اللسان کے فصل میں لکھا کہ زبان کی آفت میں سے ایک آفت باطل امور میں غور و خوض کرنا یعنی معاصی کی باتیں کرنا جیسے جماع کے احوال کی کہانی اور شراب

اگر جہنم کے تنور میں جانا پڑا تو اس کا پیٹ بھرنا مشکل ہو جائے گا پھر کیوں نہ ہو ابھی سے ہی اپنے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی نصیحت مان لیں کہ ۔بفضلہ تعالیٰ تم جیسے مقتل حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی باعزت پردہ دار بیبیوں کے قصے چھیڑ کر عوام کو خوش کر سکتے ہو ان کے کمالات و کرامات سنا کر زیادہ سے زیادہ مجالس گرم کر سکتے ہو ایسے صحابہ کرام کے جھگڑوں کو نہ چھیڑو بلکہ ان کے غزوات میں شجاعت اور بہادری کے کارنامے سنا کر دین کی بہت کچھ خدمت کر سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے گلے میں رسیلی آواز رکھی اور زبان کی چاشنی بخشی ہے تم صرف سادہ سادہ بولتے جاؤ تب بھی خلق خدا تمہاری آواز و ساز کی قدر کرے گی تو پھر چند ٹکوں کے لئے کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو۔ (وما علینا الا البلاغ۔ حاشیہ ختم)

marfat.ocm

کی مجلسوں کا ذکر۔ خاص لوگوں کے جو تشدد کی وادی کو داخل ہوا (بد مذہب) کے عقائد و مسائل سنانا ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جھگڑوں کی باتیں بیان کرنا۔

اے دل از من اگر بجوئی پند	رو باصحاب مصطفیٰ دل بند
ہمہ ایشاں آمدہ ذی شان	خواہشی کن شفاعتے ذی شان

(اے دل اگر مجھ سے نصیحت چاہتا ہے تو جا صحابہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل باندھ یہ سب کے سب ذیشان ہیں بلکہ ان سے شفاعت کی خواہش اور تمنا کر)

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ (صوفیہ کرام) نے فرمایا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے وجود کی ظلمت کو اپنے نور وجود سے ڈھانپ۔ ہمارے بھائیوں کے وجودات کو اپنے نور وجود سے ڈھانپ وہ ہمارے بھائی جو ہم سے پہلے ہیں یعنی روح "سر" قلب جو سلوک میں سابق ہیں انہوں نے نفس کی بستی سے مدینہ روح کی طرف ہجرت کی کیونکہ فناء وجودی امکانی کو وجودی واجبی حقانی مستلزم ہے اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں دوئی و غیریت کا شک ان لوگوں سے جو آیت اخوۃ المومنین پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ مومن بھائی بھائی ہیں۔ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ بیشک بڑا مہربان ہے۔ ان پر اس کثرت کا مشاہدہ کیا جو وحدت کے ساتھ قائم ہے رحم والا ہے ان پر جنہوں نے وحدت کا مشاہدہ کیا جو کثرت کے ساتھ قائم ہے۔

فائدہ ربنا کا تکرار کمال عاجزی و انکساری کے اظہار کے لئے ہے۔

وظیفہ ماثور ہے کہ جسے کوئی امر پریشان کرے تو پانچ بار کہے ربنا تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے نجات دے گا جس سے اسے خطرہ ہے۔

نکتہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دعا میں اللہ کا نام ثناء و تعظیم کے ساتھ جو ہر روح کے لئے ضروری ہے جیسے تانبے پر اکسیر کہ ذرہ سی اکسیر جب تانبے کے ڈھیر پر پڑ جائے تو تمام تانبا سونا خالص بن جاتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی جلال الٰہی کی معرفت کی اکسیر کا ذرہ جو ہر روح کو صاف اور قوی بنا دیتا ہے بلکہ

marfat.com

کامل و مکمل نور بن جاتا ہے جب وہ ایسا ہو جاتا ہے تو پھر اس کی قوت قوی تر اور اس کی تاثیر کا ملتر ہو جاتی ہے۔ پھر جس شے کو حاضر کرنا چاہے تو وہ شے اس کے ہاں قوی تر اور مکمل تر ہو جاتی ہے یہی سبب ہے دعا میں اللہ تعالیٰ کا نام ثناء و تعظیم کے ساتھ پہلے لانے کا۔

نکتہ قرآن میں اکثر دعائیں ربنا سے ہیں۔ کیونکہ بندے پر لازم ہے کہ پہلے وہ اللہ تعالیٰ کی ایجاد و اخراج من العدم الی الوجود کا ذکر کرے جو اس کے تمام مواہب و عطایا کا اصل ہے اور اس کی تربیت میں لحظہ بہ لحظہ غور و فکر کرے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں اکثر اَللّٰھُمَّ ہے کیونکہ آپ اسم جامع کے مظہر ہیں کبھی آپ ان دونوں کو جمع کر کے بھی دعا مانگتے جیسے اللھم ربنا جیسے عیسی علیہ السلام ان دونوں اسموں کو جمع کیا کرتے تھے مثلاً عرض کی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اے اللہ ہمارے رب ہم پر مائدہ آسمان سے نازل فرما۔ وہی اللہ سمیع الدعاء اور قابل الرجاء ہے۔

تفسیر عالمانہ اَلَمۡ تَرَ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ جملہ مستانفہ تعجب کے بیان کے لئے اس سے جو ان پر کافروں و منافقوں کے درمیان گزرا جو انہوں نے جھوٹی باتیں اور خراب حالات سے پیش آئے اب معنی یہ ہوا اے محبوب محمد ﷺ تم نے نہ دیکھا تھا یا اے خطاب ہے جو اس کلام کو سنے گا۔ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا ان کو جنہوں نے منافقت کی ہے یعنی اہل مدینہ کے منافقوں کو۔

حل لغات النفق بمعنی چلتا راستہ اور زمین کی سرنگ (گڑھا) اسی سے نافقاء الیربوع (جنگلی چوہے کا سوراخ) اور نافق الیربوع جنگلی چوہا اپنے سوراخ سے نکلا اور داخل ہوا اسی سے نفاق ہے۔ شرع میں داخل ہونا ایک دروازے سے اور دوسرے دروازے سے نکل جانا اسی پر اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا۔ ان المنافقین هم الفاسقون بیشک منافقین وہی فاسق ہیں یعنی وہ شرع سے خارج ہیں۔

یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ اپنے کافر کتابیوں سے کہتے ہیں لام تبلیغ کی ہے۔ اخوان سے بنو نضیر مراد ہیں۔ اخوت یا کفر میں توافق کی وجہ سے کیونکہ کفر ملت واحدہ ہے یا ان کی آپس کی

marfat.ocm

مہر محبت اور دوستی کی وجہ سے۔

لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ البتہ اگر تم نکالے گئے لام توطئہ للقسم ہے جو حرف شرط پر داخل ہے قسم کے اختتام پر ظاہرا اور قسم کی موجودگی میں مقدرا (اس صورت میں) تاکہ معلوم ہو کہ یہی سر جواب قسم ہے شرط کے لئے نہیں ہے اور کبھی غیر شرط پر بھی داخل ہوتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ منافقوں نے یہود سے کہا اے ہمارے کتابی بھائیو اگر تمہیں (حضرت) محمد (ﷺ) نے یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور تم جبرا نکالے گئے تو یاد رکھو۔ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ (ہم بھی بالضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے) اور تمہاری صحبت میں رہیں گے جہاں جاؤ گے یہ دوستی کا انتہائی اظہار ہے یعنی تمہاری ہماری یاری پکی ہے۔ یہ جواب قسم اور مضمر شرط کا جواب مضمر ہے چونکہ جواب قسم و شرط متماثل (ہم مثل) ہیں اسی لئے صرف جواب قسم پر اکتفا کیا گیا اسی لئے وسعت کے طور سے جواب القسم سے تعبیر کیا جائے گا ایسے ہی لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ بھی اسی لئے یہ تمام افعل مرفوع ہیں اور نہ مجزوم ہوتے بوجہ شرط کے) ایسے ہی لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ بھی جواب قسم ہے ہاں جواب شرط اسی لئے محذوف ہے کہ جواب قسم اس پر دلالت کرتا ہے۔

وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اور تمہارے بارے میں ہم اطاعت نہ کریں گے۔ احدًا کسی کی جو بھی ہمیں تمہارے ساتھ نکلنے سے روکے گا۔ ابدًا ہمیشہ تک کسی کی نہ مانیں گے اگرچہ کتنا ہی لمبا زمانہ گزر جائے گا۔ اسکا منصوب ہونا علی الظرفیۃ ہے یہ مستقبل کے استغراق کے لئے جیسے ازل زمانہ ماضی کے استغراق کے لئے ہے ویسے یہ دونوں طویل زمانہ کے لئے مستعمل ہوتے ہیں اور کبھی اپنی جمع کی طرف مضاف بھی ہوتے ہیں مثلاً ابدالاباد اور ازل الازال اور سرمد ہر دونوں زمانوں کے استغراق کے لئے آتا ہے یعنی استمرار الوجد دونوں زمانوں (ماضی مستقبل) میں لاالی نہایۃ اسی سے ہے۔

حضرت جامی قدس سرہ کا قول۔

دروت ز ازل آید تا روز ابد پاید   چوں شکر گزارد کس ایں دولت سرمد را

(تیرا دور ازل سے ابد تک رہے۔ اس دائمی دولت کا کون ہے جو شکر ادا کرے)

marfat.com

وَاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ اور اگر تمہارے ساتھ لڑائی ہوتی یعنی اگر تمہارے ساتھ حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب نے لڑائی کی۔ یہاں لام موطئہ محذوف ہے۔ لَنَنۡصُرَنَّكُمۡ تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے یعنی تمہارے دشمنوں پر تمہارا ساتھ دیں گے تمہیں رسوانہ کریں گے۔

وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں اپنے وعدوں میں اگرچہ انہیں قسموں سے پختہ کر رہے ہیں اور ان کی قسمیں بھی جھوٹی ہیں۔

لَئِنۡ اُخۡرِجُوۡا اگر وہ نکالے گئے قہراو جبراور ذلیل و خوار کر کے۔

لَا يَخۡرُجُوۡنَ مَعَهُمۡ (نہ نکلیں گے ان کے ساتھ) پہلے ان کے اقوال کی اجمالی تکذیب تھی اب تفصیل ہے۔

وَلَئِنۡ قُوۡتِلُوۡا لَا يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو وہ ان کی مدد نہ کریں چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے بنو نضیر سے خفیہ معاہدہ کیا اور جب بن نضیر گھروں سے نکالے گئے تو ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ یعنی عبداللہ بن ابی سلول نے ان کے ساتھ خفیہ پیغام بھیجا کہ گھروں سے نہ نکلنا اپنے قلعوں میں پڑے رہو کیونکہ میرے پاس دو ہزار میرے قومی بہادر اور دوسرے عربی موجود ہیں تم پر کچھ مصیبت آپڑی تو یہ میرے جوان تمہارے قلعوں میں تمہارے ساتھ ہوں گے اور مرتے دم تک تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گے پہلے خود مریں گے پھر تمہاری باری آئے یا نہ آئے ہمارے علاوہ تمہارے امدادی بنو قریظہ بھی ہیں اور غطفان تو تمہارے حلیف ہیں ہی۔ بنو نضیر اس لعین کے جھانسے میں آگئے۔

منافقین کی منافقت اور یہود کی دشمنی وعداوت بنو نضیر پر جو گزری سو گزری لیکن عبداللہ بن ابی بن سلول نے نہ آنا تھا نہ آیا۔ حی ابن اخطب (جو بنو نضیر کی لیڈری میں سیاہ و سفید کا مالک تھا) کو ایک لیڈر سلام بن شکم نے کہا کہ لعین عبداللہ بن ابی کی ڈینگیں کہاں گئیں وہ تو خبیث ہے اب بتایئے کیا کیا جائے۔ اس نے تو ہمیں ہلاکت کے گڑھے میں جھونک دیا اور خود گھر میں پڑا ہے۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جنگ کریں ہوا سو ہوا۔ مستقبل کا کیا مشورہ ہے حی بن اخطب لعین نے کہا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے تو ہماری دشمنی دائمی ہے۔ اس کے ساتھ سوائے لڑائی کے اور کچھ نہ ہو گا۔ سلام بن مشکم نے کہا یاروں میں تمہارا انجام جلاوطنی دیکھ رہا

marfat.ocm

ہوں۔ اب تمہارے ہاتھوں سے مال بھی گیا اور شرافت بھی۔ عورتیں قیدی ہوں گی اور جوان موت کے گھاٹ اتریں گے (پھر ہوا جو ہوا جس کی تفصیل گزری)

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت میں نبوت کی صحت پر حجت بینہ اور قرآن کا اعجاز ہے۔ پہلا تو یوں کہ ابھی واقعہ پذیر نہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دے دی تو پھر اسی طرح ہوا جیسے آپ نے فرمایا اس لئے کہ آیت کا نزول واقعہ سے پہلے ہوا اسی پر نظم و نسق بھی دلالت کرتا ہے اسی لئے کہ لن کے استقبال کے لئے آتا ہے۔ بہر حال یہ "اخبار من الغیب" ہے (روح البیان جلد ۹ ص ۴۳۹)

وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ (اور بالفرض والتقدیر) اگر ان کی مدد کی) لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ (تو ضرور پیٹھ پھیر جائیں گے) بھاگ کر اور شکست کھا کر۔

حل لغات الادبار دبر کی جمع ہے۔ قُبل کی بالمقابل یعنی پچھلا حصہ اور تولیۃ الادبار سے شکست مراد ہے تو پیٹھ پھیرنے کو لازم ہے۔ تاج المصادر میں ہے التولیۃ بمعنی منہ آگے کرنا اور پیٹھ پھیرنا یہ لغات اضداد سے ہے۔

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (پھر مدد نہ پائیں گے) اس کے بعد منافقین مدد نہ پائیں گے یعنی انہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرے گا انہیں ان کی منافقت کوئی فائدہ نہ دے گی یہود سے مدد کرنے کی وجہ سے یا یہود شکست کھا جائیں گے تو پھر انہیں منافقین کی مدد کوئی فائدہ نہ دے گی۔

فائدہ آیت میں دلیل ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں مقہور ہے اگرچہ وہ بادشاہ اور بہت بڑے لشکر والا ہو جو اسے چند روز (دنیا) میں مہلت ملی ہے وہ اس کے لئے استدراج ہے اس کا انجام برا اور مشتمل بر رسوائی اور خجالت ہے۔

صعوہ کو با عقاب سازد جنگ دہد از خون خود پرش را رنگ

(ممولا عقاب سے جنگ کرتا ہے تو وہ اپنے خون سے ہاتھ رنگ رہا ہے)

تفسیر صوفیانہ آیت خواہش اور اس کی صفات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ منافقین کی طرح ہیں اور نفس کافر ہے

marfat.com

اس کے اتباع یہود کی طرح ہیں۔ ان کے مابین اخوت و دوستی ہے یہ ظلمت وابستہ و صفاتیہ ہے ان کے اور روح و سرو قلب کے حقائق کے درمیان ایسے منافرت ہے جیسے نور و ظلمت کے درمیان۔ خواہش اور اس کی صفات نفس اور اس کی صفات کہتے ہیں۔ اگر تمہیں روح و سرو قلب نے تمہارے حوادث وانانیات کے گھروں سے نکالا بوجہ ان کے انوار کے غلبہ کے تمہارے وجودات کی ظلمات کے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ تمہاری مخالفت نہ کریں گے اور تمہارے ساتھ ریاضت کی تلوار اور مجاہدہ کے تیروں کے ذریعہ لڑائی ہوئی تو ہم قوائے شہوانیہ بہیمہ سبعیہ کے ذریعہ تمہیں تقویت دیں گے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کسی شے پر قدرت نہیں رکھتے۔ وہ اپنی باتوں میں جھوٹے ہیں نہ خواہش ان کے ساتھ نکلے گی۔ اور نہ ہی ان کی صفت کیونکہ ہواؤ نفس اگرچہ بالذات متحد ہیں۔ لیکن صفات کے لحاظ سے مختلف ہیں جیسے زید و عمر صفات میں مختلف ہیں اگرچہ بالذات متحد ہیں۔ یعنی انسانیت میں ایک کا ارتفاع (اٹھ جانا دوسرے کے ارتفاع کو مستلزم نہیں۔ علاوہ ازیں جب روح کا قالب پر غلبہ ہوگا تو ہوی (خواہش) روح کی طرف مائل ہو جائے گی ہاں اپنی غلاظت طبع کے لحاظ سے کبھی نفس کی طرف بھی مائل ہوگی اس طرح سے وہ نفس کی دائمی طور پر مدد نہ کر سکے گی۔ اگر اس کے وجود کی لکڑی میں نار ظلمت کی آگ پھونکنے پر کچھ مدد کرے تب بھی روح و سرو قلب کے انوار کے شعاعوں سطوات (حملوں) کے سبب ایسے شکست کھا جائے گی جیسے ظلمت سے نور کی شکست یا رات سے دن کا چلا جانا خبردار اللہ تعالیٰ کا گروہ غالب ہے۔

تفسیر عالمانہ لَاَنۡتُمۡ بیشک تم۔ اے مسلمانوں کے گروہ یعنی بیشک تم اے مومنو! اَشَدُّ رَهۡبَةً سخت تو خوف والے ہو الرھبتہ خوف مع حزن واضطراب۔ یہاں مصدر مجہول ہے یعنی رشد مرہو بیتہ وہ اس لئے کہ یہ خطاب مسلمانوں کو ہے اور خوف ان کو نہ ہوا بلکہ منافقوں کو ہوا تھا اسی معنی پر مخاطب وہ مرہوب ہیں جو غیر خائف ہیں۔ فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ ان کے دلوں میں یعنی منافقین کے دلوں میں۔ مِّنَ اللّٰهِ مرہوبیتہ (اللہ تعالیٰ سے تھی)

فائدہ 1 کشاف میں ہے کہ فی صدورہم ان کی منافقت کی دلیل ہے کیونکہ وہ تمہیں علانیہ خوف خداوندی ظاہر

marfat.ocm

کرتے ہیں حالانکہ تم ان کے دلوں پر۔ نسبت اللہ تعالیٰ زیادہ رہبت والے ہو۔

سوال یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتے ہوں پھر انہیں اہل ایمان سے زیادہ ڈر ہو۔

جواب ان کو یہ خطرہ جو مسلمانوں سے ہے وہ اللہ تعالیٰ سے خطرہ اور خوف ظاہر کرتے ہیں جو دل میں تم سے خوف رکھتے ہوں یہ سخت تر ہے حالانکہ بظاہر وہ اللہ تعالیٰ سے سخت سے سخت خوف ظاہر کرتے تھے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ منافقین مسلمانوں سے اس لئے زیادہ خوفزدہ تھے کہ ان پر (مسلمانوں) نور الٰہی بہت زیادہ تو پھر جیسے ظلمت کو نور سے نفرت ہے اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ایسے ہی اہل ظلمت کو اہل نور سے نفرت ہے اسی لئے اہل ظلمت اہل نور کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

فائدہ ظلمت سے ہماری مراد ظلمت شرک و کفر و ریاء و نفاق اور نور سے نور توحید و ایمان و اخلاص اور تقویٰ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت اہل تقویٰ کے ساتھ ثابت فرمائی ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ مخالفین کے مقابلہ میں وہ اہل تقویٰ کی ہی فرمائے گا۔

ذٰلک وہ جو مذکور ہوا کہ ان کی رہبت (خوف) بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے تمہارے سے زیادہ ہے۔ **بانھم** بسبب اس کے کہ بیشک وہ **قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ** ناسمجھ لوگ ہیں۔ کسی شے کو بھی نہیں سمجھتے تاکہ انہیں عظمت الٰہی معلوم ہو تاکہ اسے اس کی شان کے لائق خوف کریں۔

تفسیر صوفیانہ عظمت اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں یہی مشائخ کبار کی تحقیق ہے بلکہ یہ اس کے دل کی صفت ہے جو عادت باللہ ہے یہ اس کے لئے بمنزلہ چادر کے ہے اس کے پہننے والے کے لئے اگر یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہوتی تو اس کا عارف و غیر عارف سب عظیم ہوتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت (مصطفویہ) کو جلوہ دکھائے گا۔ ان میں منافقین بھی ہوں گے

marfat.com

فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں تو لوگ اس سے پناہ مانگیں گے اس کی کوئی تعظیم نہیں کریں گے بلکہ وہ اپنی جہالت سے اس کا انکار کریں گے جب وہ ان پر اس علامت سے تجلی دکھائے گا جسے وہ جانتے ہیں تو پھر وہ اس کی تعظیم کریں گے اور دل میں اس کی عظمت کا تصور کر کے سجدہ ریز ہوں گے۔

فائدہ حق یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہو گا تو اس وقت تو ان کے تصورات ہی دل سے اٹھ جائیں گے۔ پھر صرف حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور دل میں ہو گا اور بس۔

مسئلہ آیت سے ثابت ہوا کہ دانش مندی اسی کا نام ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف تمام اشیاء سے زیادہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف کے سامنے کسی کا تصور تک نہ ہو لیکن افسوس کہ آج کل کے لوگ اس کے برعکس ہیں جیسے دیکھ رہے ہو اور اس کا سب کو مشاہدہ ہے کہنے کی ضرورت نہیں۔

حدیث شریف جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

فائدہ عارفین کے نزدیک فقیہ وہ ہے جو اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتا اور اس کے سوا کسی کو دل میں نہیں لاتا ہے اور نہ ہی غیر کی طرف اس کا التفات ہوتا ہے بلکہ غیر سے تو خیر کی امید نہیں رکھتا اس کی طلب میں پرندے کی طرح اڑتا ہے۔

فائدہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ درندے وغیرہ سے ڈرنا کاملین کے کمال میں کمی کی دلیل نہیں کیونکہ موذی اشیاء سے ڈرنا انسانی فطرت ہے اور یہ اس کی اصالت میں داخل ہے کیونکہ انسانی نفوس فطرتی طور خوف میں ہیں اور ظاہر ہے کہ عدم کے بعد وجود کی لذت ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی لذت نہیں اور عدم یعنی کا تو ہم بھی نفوس میں الم (درد) شدید ہے اس کی قدر صرف عارف باللہ جانتے ہیں ہر نفس عدم کے طیران سے گھبرایا ہوا ہے کہ اس نے لاحق ہونا ہے یا اس کے متقارب کوئی اور شے نہیں اس لئے نفوس اس سے بھاگتے ہیں اور خوف زدہ اور نفوس کے عین کے چلے جانے کی وجہ سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ کامل ضعیف ترین مخلوق ہے جب اسے چیونٹی

marfat.ocm

کے ذہن سے ورود پہنچتا ہے تو اس کا مشاہدہ کر کے ضعف و نقاہت کا شکار ہو جاتا ہے یہ (کامل) وہ انسان ہے جو بذل و فقر مع شہود اہل سے ملأ و ملاءً کشفا بھرپور ہے اسی لئے کسی رسول و نبی اور ولی کامل نے کسی وقت بھی ناقص عبودیت کا کسی وقت بھی دعویٰ نہیں کیا۔

تفسیر عالمانہ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ یہ تمہارے ساتھ نہیں لڑیں گے یعنی یہود و منافقین تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے بلکہ اس کی جرأت بھی نہیں کریں گے۔

جَمِيعًا سب مل کر کسی جگہ پر متفق ہو کر۔ اِلَّا فِیْ قُرًی مگر شہروں میں۔ کسی بھی بستی یا شہر میں وطن کے اور لوگوں کا کسی جگہ جمع ہونے کی جگہ محصنتہ قلعہ بند مضبوط پتھروں سے اور خندقوں میں اسی طرح کے اور مقامات میں۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وہ جو قلعوں کی طرح مضبوط کیا جائے۔

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ یا دیواروں کی اوٹ میں نہ یہ کہ تمہارے سامنے ہو کر لڑیں یا آمنے سامنے لڑنے سے گھبرائیں گے اسی لئے کہ وہ تم سے بہت خوفزدہ ہیں۔ جُدُرٌ جُدلاء کی جمع ہے دیوار کی طرح کیونکہ دیوار وہ ہوتی ہے جو مکان چار سو محیط ہو اور اس کو جدار اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ دیوار کی طرح موٹی اور اونچی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے جدر الشجر یعنی اس کا پتہ نکلا گویا وہ چنا ہے۔

وجدر الصبی بچے کو چیچک نکلی درخت کے پتوں سے تشبیہ کی وجہ سے اس طرح بولی ہیں۔ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ (آپس میں ان کی آنچ سخت ہے) جملہ مستانفہ ہے اس بیان کے لئے کہ ان کا تم سے خوف زدہ ہونا فی نفسہ ان کی بزدلی اور کمزوری سے نہیں بلکہ انہیں آپس میں دیکھو تو ان کی آپس کی آنچ اور جنگ سخت ہے ان میں کمزوری اور بزدلی ہے تو تم سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے۔ پھر یہ قاعدہ یقینی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ بہادر ہو تب بھی بزدل بن جاتا ہے اور معزز ہو تو ذلیل ہوتا ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اس کی لومڑیاں شیر بن جاتی ہیں اور

marfat.com

جب کسی قوم پر قہر و غضب فرماتا ہے تو ان کے شیر بھی لومڑیاں ہو جاتی ہیں۔

اگر مردی از مردی خو مگوی　　　نہ ہر شہسوارے بدر برد گوی

(اگر تو مرد بہادر ہے تو اپنی بہادری کا دم نہ مار کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر شہسوار گیند میدان سے لے جائے)

سوال جب جنگ خود ہی سخت ہوتی ہے تو پھر اسے شدید کی صفت سے موصوف کرنے کا کیا معنی؟

جواب حرب سے مطلق جنگ مراد ہے شدت کہہ کر اس کی شدت کی تصریح مطلوب ہے یا مبالغہ مراد ہے کہ ان کی آپس کی جنگ شدید ہے لیکن اہل ایمان کی جنگ ان پر شدید ہے کیونکہ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ ظرف شدید کے متعلق ہے اور تقدیم حصر کے لئے ہے یہ بھی جائز ہے کہ اس کا متعلق مقدر ہے اور وہ صفت ہے یا حال ہے یعنی وہ جنگ جو ان کے مابین واقع ہوتی ہے۔

ازالہ وہم وہ جو بعض نحوی کہتے ہیں کہ وہ ظرف جو معرفہ کے بعد واقع ہو وہ حال ہوتی ہے یہ ان کا قاعدہ غیر پسندیدہ ہے کیونکہ نحو کا عام قاعدہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے کہ وہ صفت بھی ہو تو بھی حال ہے بلکہ کبھی صفت کو ترجیح ہوتی ہے۔

تَحْسَبُهُمْ اے (محبوب) محمد ﷺ تم انہیں سمجھو گے یا ہر وہ جو یہ خطاب سنتا سمجھتا ہے۔ **جَمِيْعًا** جتھا۔ مجتمع و متفق کا بے لغت و صاحب اتحاد۔

وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى اور ان کے دل الگ الگ ہیں یعنی حالانکہ ان کے قلوب متفرق ہیں۔ ان کی آپس میں کوئی الفت نہیں ہاں وہ اس کے خلاف ہیں جن کے لئے فرمایا۔ **وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ** (لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی آپس میں الفت پیدا فرمادی ہے)

حل لغات شَتّٰى مشیت کی جمع ہے جیسے مریض کی مرضی بمعنی پراگندہ و پریشان۔ اہل لغت کہتے ہیں

marfat.ocm

شَتَّ یشتر شتّاً وشتاتاً وشُتیتاً بمعنی فرق۔ افترق جیسے انشت وتشتت اور کہتے ہیں جاؤ اور اشتاتاً عالم میں متفرق ہو کر آئے۔

فائدہ آیت مومنین کے قلوب شجاعت پر ابھارنا ہے تاکہ ان سے مضبوط ہو کر لڑیں اور ان کو جسارت کی ترغیب ہے ورنہ اہل ایمان کو لائق ہے کہ آپس میں متفق و متحد رہیں صورۃ بھی معناً بھی جیسے حضور نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھے۔

فائدہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اتفاق ایک بہت بڑی طاقت اور افتراق اختلاف ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور ابلیس اپنی مراد افتراق یعنی مسلمانوں کے اختلاف میں پاتا ہے۔

فائدہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل حق ہمیشہ موافق رہتے ہیں اگرچہ ابدان سے اور بظاہر کتنا دور اور جدا ہوں اور اہل باطل ہمیشہ متفرق ہیں اگرچہ وہی ہر مجتمع اور ابدان کے لحاظ سے قریب اور ظاہری امور میں متفق ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتَحْسَبُهُمْ الخ

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ وہ جو مذکور ہوا ہے یعنی ان کے قلوب متفرق ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ بیشک قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ وہ لوگ بے عقل ہیں کچھ نہیں سمجھتے کہ حق کو پہچان کر اس کی اتباع کریں اور ان کے دل مطمئن ہوں اور ان کی ایک آواز ہو اور ایک ہی کمان سے تیر ماریں اسی بے سمجھی سے وہ گمراہی کے جنگل میں جاگرے ہیں اور ان کے دل پریشان ہیں بوجہ ان کے اختلاف و طرق اور تفرق فنون کے ان کے دل کی پریشانی ان کے قویٰ کو ضعیف کر دیتی ہے کیونکہ دل کی درستگی کا اثر صلاح جسد پر بھی پڑتا ہے اور اس کا فساد جسد کے فساد کا موجب ہے جیسے مشہور ہے برتن سے وہی برآمد ہو گا جو اس کے اندر ہو گا۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کفار کی تین چیزوں سے مذمت فرمائی ہے۔

۱۔ عدم الفقہ ۲۔ عدم العلم ۳۔ عدم العقل

فقہ کے متعلق امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم شاہد سے علم غائب پانا وہ علم سے خاص ہے اور علم بمعنی شے کی

marfat.ocm

حقیقت کا ادراک یہ دو قسم ہے۔

۱۔ نظری ۲۔ عملی۔

اور یہ عقلی بھی ہے سمعی بھی ہے عقل وہ قوت جو قبول علم کے لئے تیار ہو کہا جاتا ہے کہ وہ علم جس سے انسان کسی قوت کے ساتھ اس کا استفادہ کرے۔ .. عقل ہے اسی لئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عقل دو ہیں۔

۱۔ مسموع ۲۔ مطبوع

مطبوع کا کوئی فائدہ نہیں جب .. مسموع نہ ہو جیسے سورج کا کوئی فائدہ نہیں جب آنکھ میں روشنی نہ ہو پہلے کی طرف حضور سرور عالم ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک عقل سے اور کوئی شے مکرم تر نہیں بنائی۔ اور دوسری طرف بھی اشارہ فرمایا انسان کی عقل کی کمائی سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں جو عقل کہ اسے ہدایت کی راہ دکھلائے یا اسے ردی امر سے ہٹائے یہی عقل مراد ہے آیت وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (اسے نہیں سمجھتے مگر علم والے) اور جب اللہ تعالیٰ نے کفار کے عقل کی مذمت کی ہے تو اس سے دوسری قسم مراد ہے نہ کہ پہلی اور جہاں انسان سے رفع التکلیف حکم فرمایا ہے بوجہ عدم عقل کے کہ تو وہاں پہلی قسم مراد ہے۔

عقل نور

حدیث شریف ۱ میں ہے کہ عقل نور ہے وہی حق و باطل کا فرق بتاتا ہے۔

حدیث شریف ۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ایک مرد عقل مند بھی ہے لیکن اس سے گناہ بکثرت سرزد ہوتے ہیں کوئی ایسا آدمی نہیں جس سے گناہ سرزد نہ ہوتے ہوں لیکن جس کی طبیعت عقل اور فطرت یقین ہو اسے گناہ ضرر رساں نہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے فرمایا کہ ایسا آدمی گناہ کرنے کے بعد بے قرار ہو جاتا ہے جب تک اس کا تدارک نہ کرے توبہ یا

marfat.ocm

ندامت سے جو اس سے سرزد ہوا ہے اسی سے اس کے گناہ فوراً مٹا دیئے گئے اور اس کی اصلی فضیلت باقی ہے جس کی وجہ بہشت میں داخل ہوگا۔

حدیث شریف ۳ انہی سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم [redacted] کے سامنے لوگوں نے ایک شخص کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا کہ اس میں فلاں فلاں بھلائی اور خوبی ہے۔ آپ نے فرمایا بتاؤ اس کی عقل کیسی ہے۔ عرض کی گئی حضور ہم آپ کو اس کی عبادت میں جدوجہد اور اس کی قسم و قسم خیر و خوبی کا سناتے ہیں۔ آپ اس کی عقل کا پوچھتے ہیں فرمایا بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی حماقت سے بہت بڑا قصور کر لیتے ہیں۔ دیکھنا کل قیامت میں اللہ تعالیٰ رفع درجات فرمائے گا اور اپنے قریب لائے گا جتنا قدر کسی کی عقل ہوگی۔ (یعنی عقل کی برکت سے ہی یہ مراتب نصیب ہوں گے)

حکایت حضرت علی بن عبیدہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عقل بادشاہ ہے اور عادات اس کی رعایا جب عقل اپنی رعایا کی نگہداشت سے عاجز آجاتی ہے تو پھر رعیت کو خلل پڑ جاتا ہے ایک اعرابی نے سنا تو کہا یہ شہد نچوڑ رہا ہے (یعنی بہترین گفتگو ہے)

فائدہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ جب عقول مکمل ہو جاتی تو فضولیات میں کمی آجاتی ہے کیونکہ عقل فضول بات سے روکتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جس شے کی کثرت ہو جائے سوائے عقل کے کہ یہ جتنا زائد ہو قیمتی ہوتا ہے۔

عقل کی نورانیت سے سورج بے نور اعرابی نے کہا اگر عقل کوئی شکل اختیار کر کے ظاہر ہو جائے تو سورج بے نور ہو جائے گا اگر حماقت کوئی شکل اختیار کرے تو رات کی روشنی اس سے زیادہ روشن محسوس ہوگی۔ بہرحال عقل تمام اشیاء سے زیادہ نورانی ہے اور حماقت سب سے زیادہ ظلمات بھری۔

نکتہ عقل مند عقل کے ذریعے جہاں جائے عیش کرے گا جیسے شیر اپنی قوت بازو سے۔ کیونکہ عقل میں شیر جیسی قوت شجاعت ہے۔ یہ قیاس کے مطابق ہے کیونکہ احمق ضعیف تر ہوتا ہے لومڑی دیکھ لو کہ احمق ہے تو ضعیف تر

marfat.ocm

سمجھی جاتی ہے۔

کشتی بے لنگر آمد مرد شر | کہ زباد کثر نیابد او حذر
لنگر عقلست عاقل راامان | لنگرے دریوزہ کن از عاقلاں

(برے آدمی کی کشتی بے لنگر ہے کہ مخالف ہوا سے اسے خطرہ ہوتا ہے عقل مند کے لئے عقل کی لنگر امان ہے عقلندوں سے لنگر کی گداگری کر)

تفسیر عالمانہ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ان کی سی کہاوت جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ مبتداء محذوف کی خبر ہے دراصل مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِينَ الخ تھا یعنی مذکورہ یہود و منافقین کی کہاوت اور صفت عجیبہ اور حالت غریبہ اہل بدر کی سی ہے یعنی مشرکین اہل مکہ کی طرح ہیں یا ان کی مثل بنی قینقاع جیسی ہے جو بنو نضیر سے پہلے جلاوطن کئے گئے۔

فائدہ بنو قیناقاع (مثلثہ النون واضم) زیادہ مشہور ہے وہ یہود میں بڑے بہادر اور مال میں زیادہ سمجھے جاتے تھے۔ واقعہ بدر کے بعد انہوں نے اپنی بغاوت وحسد کو ظاہر کیا اور بنو نضیر کی طرح عہد شکنی کی انہیں رسول اللہ نے مدینہ طیبہ سے ملک شام کی طرف جلاوطن فرمایا کیونکہ وہ بستی ان کی اپنی آباد کردہ تھی۔ رسول اللہ نے ان پر ہلاکت کی دعا فرمائی سال نہ گزرا کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ ان کا قصہ پہلی جلد (تفسیر ہذا) میں گزرا ہے۔ (تقریباً) قریب زمانہ میں اس کا منصوب بمثل کی وجہ سے ہے دراصل کو قوع مثل الذین الخ تھا۔ یہ دلالت مقام سے ہے نہ بوجہ اقتضاء والا قرب کے قریباً بمعنی فی زمان قریب (زمانہ قریب میں) اس معنی پر یہ واقعہ غزوہ احد سے پہلے کا ہو گا۔ بعض نے کہا غزوہ احد سے دو سال پہلے اس معنی پر یہ سن ۴ ہجری میں ہوا کیونکہ غزوہ بنی نضیر غزوہ احد کے ایک سال بعد ہوا اور غزوہ احد غزوہ بدر سے ایک سال بعد کو ہوا۔

ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ (انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا)

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وبال بمعنی بھاری قطروں والی بارش اس کی ثقالت کی وجہ سے

marfat.ocm

ہر اس امر کو کہا جاتا ہے جس کے تحرز کا خوف ہے اور کہا جاتا ہے۔ طعام وبیل امر واحد الامور پر مستعمل ہوتا ہے کہ اوامر یعنی انہوں نے دنیا میں اپنے کفر کے انجام کا مزہ چکھ لیا وہ ہے بدر میں قتل ہونا۔ ہجرت کے سن ۲ ہجری رمضان میں غزوہ بنو نضیر سے پہلے۔

ولہم اور ان کے لئے آخرت عذاب الیم دردناک عذاب ہے کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دنیا کے عذاب کی بہ نسبت وہ کتنا زیادہ ہو گا جیسے کھلانے کا ذوق ہے کہ یہاں کیسا اور وہاں کیسا (واللہ تعالیٰ اعلم) اب معنی یہ ہوا ان لوگوں کا حال دنیا و آخرت ان کے حال جیسا ہو گا لیکن یہ بھی سب کی بات نہیں بلکہ بعض کی مثلاً یہود کی کہ ان کا حال کافروں جیسا ہو گا باقی رہے منافقین ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتا دیا ہے۔

انا المنافقین فی الدرک کمثل الشیطن (شیطان کی کہاوت) یہ مبتدا مقدار کی دوسری خبر ہے یہ بھی ان کا حال بتاتا ہے اور یہود کے دوسرے حال کو متضمن ہے اور یہ ہے ان کا منافقین کی باتوں سے دھوکہ کے متعلق کیا گیا ہے۔ وہ مقدر مضاف ہے دونوں ضمیروں کی طرف جن کی کسی ایک کے لئے تعیّن نہیں کہ ان دونوں فریقوں میں مسند الیہ کون ہے اس بھروسہ پر کہ سامع ہر دونوں شقوں میں جسے موزوں سمجھے متعین کر لے گویا کہا گیا کہ یہود پر عذاب کا نزول اسی طرح تھا جیسے ان سے پہلے لوگوں اور منافقین کا انہیں جنگ پر اکسانا اور گمراہ کرنا شیطان کی طرح ہے۔

اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ جب انسان کو کہتا ہے کفر کر لے۔ قول مجاز ہے اغواء و اغراء سے یعنی اس کا برانگیختہ کرنا ایسے امر امور کو حکم دیتا ہے۔ فلما کفر جو انسان مذکور کفر کرتا ہے یعنی شیطان کے برانگیختہ کرنے پر اس کی طاعت اور اپنی خواہشات کی اتباع کرتا ہے۔

قال کہتا ہے شیطان اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ بیشک میں تجھ سے بیزار ہوں۔ میں تیرے عمل سے دور ہوں اور تیرے کفر و شرک سے میں راضی نہیں۔

حل لغات بری بیر ابری دراصل ابر او ابراء بمعنی اس چیز سے بیزاری کرنا جو ناگوار گزرے۔

فائدہ علماء کرام نے اگر یہاں انسان سے جنس مراد لیا تو یہ باہمی گفتگو قیامت میں ہوگی۔ انی اخاف اللہ

رب العالمین بیشک میں اللہ تعالیٰ رب العالمین سے خوف کرتا ہوں اگر اس انسان سے ابو جہل مراد ہے تو لام عہد کی ہو گی۔

اکفر معنی کفر پر۔ دائم قائم رہ مراد جب اس میں دیکھا کہ وہ کفر و شرک پر ثابت قدم اور اس سے وہ خود خوش نہال بلکہ کفر اس کے دل میں مستحکم ہو چکا ہے۔ اسی لئے کہا انی لخ یہ ابلیس کا قول ہے جیسا کہ اس نے یوم بدر کہا تھا۔

لاغالب لکم من الناس وانی جاء لکم فلما ترات الفتان نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب آج تم پر کوئی بھی غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں ان سے الگ ہوں۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ جب بدر میں لڑائی ہوئی تو ابلیس نے جبرائیل علیہ السلام کو حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ دیکھا تو خوفزدہ ہو کر کافروں کو کہنے لگا میں بیزار ہوں اس کے بعد شکست خوردہ ہو کر بھاگا۔

فائدہ یہ شیطان لعین کے کذبات سے ایک کذب ہے کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی طور پر ڈرتا ہو اور از راہ صدق یہ بات کہتا تو اس طریقہ پر نہ رہتا جو خوف تک لے جاتا ہے حالانکہ اس نے تا قیامت زندہ رہنے کی استدعا بھی اس لئے کہ کہ وہ بنو آدم کو گمراہ کرتا رہے۔

فائدہ حضرت ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس خبیث نے یہ استہزاء کہا تھا ممکن ہے یہ اس لئے کہا ہو کہ وہ اس سے اس کی مسرت و ملال کی جلن میں اضافہ کرے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ شیطان کبھی جلال الٰہی کی بھی خبر دیتا تھا اور اس کی عظمت ظاہر کر دیتا تھا اسی لئے کبھی اس کے مواخذہ عاجلہ (جلد تر) سے ڈر جاتا تھا۔ اگرچہ اسے معلوم ہے کہ وہ تا قیامت مہلت دیا ہوا ہے۔ اور یہ بھی ہر ایک کی فطرت میں داخل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے غلبہ و قہر کے آثار نمودار

marfat.ocm

ہوتے ہیں تو گھبراہٹ آ ہی جاتی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے فرمایا وَظَنُّوٓا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ (ان کا گمان تھا کہ اب انہیں عذاب نے گھیرے میں لے لیا تو اللہ تعالیٰ کو دین کے مخلص ہو کر پکارنے لگے) ایسے ڈاکو اور قاتل سے ہوا جو کچھ ہوا لیکن اس کے بعد بھی یہ اپنے طور سہمے ہوئے ہوتے ہیں ایسی لئے ابلیس بھی مواخذہ عاجلہ سے گھبرایا ہوا تھا۔

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا۔ شیطان اور اس انسان کا "عاقبت" کا منصوب ہونا کان کی خبر کی وجہ سے ہے اس کا اسم ہا ہے اَنَّهُمَا فِي النَّارِ وہ دونوں جہنم میں ہیں اس کے برعکس بھی پڑھا گیا ہے یہی زیادہ واضح ہے۔

خَالِدَيۡنِ فِيۡهَا (وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) اس میں ایسے ہمیشہ مقیم ہوں گے کہ کسی وقت بھی اس سے نکالے جانے کا تصور بھی نہ کر سکیں گے جار مجرور مستقر مقدر کی ضمیر سے حال ہے۔ خالدان بھی پڑھا گیا ہے کہ وہ ان کی خبر ہے اور فِي النَّارِ ظرف لغو ہے کہ خالدان کے متعلق ہے۔ وذلک اور جہنم کا دائمی ہونا۔ جزاء الظالمین علی الاطلاق ظالموں کی جزاء ہے نہ صرف انہی کی۔

برصیصا کا قصہ بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے بنی اسرائیل کا برصیصا مراد ہے اس کا واقعہ یوں ہے کہ وہ دفترت میں اس نے گرجا (عبادت خانہ) بنا رکھا تھا۔ اس میں ستر سال عبادت الٰہی میں مشغول رہا۔ شیطان اس کے گمراہ کرنے سے عاجز آ چکا کوئی چارہ نہ رہا۔ ایک دن گروہ شیاطین کو جمع کر کے کہا کوئی تم میں سے ایسا ہے جو اسے گمراہ کرے۔ ایک نے دم مارا یہ کہہ کر برصیصا کے گرجا میں راہبوں کی شکل بنا کر چلا گیا اور کہا مجھے اپنے ساتھ رہنے دیجئے میں بھی تنہا عبادت خداوندی میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔ برصیصا نے کہا تمہارے میرے ساتھ کیا سروکار تیرے ساتھ رہنے میں میری عبادت میں خلل آئے گا۔ کیونکہ وہ اس دن تک مسلسل نماز میں گزار دیتا اور ساتھ روزہ بھی رکھتا دس دن افطار (روزہ نہ رکھتا) کرتا شیطان نے گرجا کے باہر نماز شروع کر دی اور چالیس روز تک کھائے پیئے بغیر مسلسل نماز میں رہا۔ برصیصا کو اس کی یہ ادا پسند آگئی ایک سال یکجا گزار کر شیطان نے کہا کہ میرا ایک اور ساتھی ہے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے سمجھا کہ آپ اس سے بڑھ کر ہوں گے لیکن معاملہ برعکس ہے اسی لئے

marfat.ocm

اب یہاں میرا رہنا میری عبادت کی مشغولی میں کمی کا خطرہ ہے۔ برصیصا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس سے جدا ہو لیکن شیطان بضد تھا۔ برصیصا کو اس کی عبادت کا طریقہ کار بہت پسند تھا۔ اسی لئے بہت منت سماجت کی لیکن شیطان نہ مانا۔ کہا میں نے لازماً جانا ہے البتہ تجھے ایک گر سکھادوں جس سے اللہ تعالیٰ ہر بیماری بالخصوص جنون' دیوانگی اور دیگر عسیر العلاج بیماریاں اس دعا کی برکت سے شفا بخشے گا اور یہ کام تیری ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیونکہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع دے۔ برصیصا نے کہا یہ کام میرے بس سے باہر ہے لیکن شیطان نے خوب سبز باغ دکھا کر منوالیا اور وہ دعا سکھا کر الوداع کی۔ ابلیس کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں نے برصیصا کو ہلاک کر ڈالا (قابو میں لے لیا) اور اپنی کاروائی سنائی۔ اس کے بعد ایک شخص سے وہی کیا جو جنات کرتے ہیں پھر خود طبیب بن کر اس کا علاج برصیصا کے پاس ہے اس کی دعا سے یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ کیونکہ اس پر دیو کا اثر ہے اور وہ میرے قابو میں نہیں آسکتا۔ وہ لوگ اس جوان کو برصیصا کے پاس لے گئے۔ برصیصا نے دعا کی تو اسے آرام ہو گیا۔ پھر اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ کی لڑکی پر جنون و دیوانگی ڈال دی وہ شہزادی حسن و جمال میں پری پیکر اور دنیا بھر میں اپنی مثال خود تھی۔ اس کے تین بھائی تھے۔

شیطان بصورت ڈاکٹر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا اسے دیکھ کر کہا اس پر دیو کا اثر ہے اور ہے بھی سرکش۔ میرے قابو میں نہیں آسکے گا۔ البتہ میں تمہیں ایک شخص کا نام بتادوں اگر وہ دعا کرے تو شہزادی تندرست ہو سکتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ شخص کون ہے۔ کہا برصیصا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مستغنی ہے کسی کے پاس آتا جاتا نہیں۔ شیطان نے کہا اس کی آسان صورت یہ ہے کہ اس کی عبادت گاہ (گرجا) کے ساتھ شہزادی کا کمرہ تیار کریں اور برصیصا سے کہیں کہ یہ آپ کی امانت ہے اس پر نظر کرم فرمایئے شفایاب ہو جائے گی تو آپ کو اجر عظیم ملے گا۔ ایسے کیا گیا۔ شیطان نے برصیصا کے پاس پہنچ کر وسوسہ ڈالا کہ ایسی حسن و جمال کی پری پیکر پھر کہاں۔ اس سے جماع کر لے۔ پھر توبہ کر لینا۔ رحمت حق وسیع اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

برصیصا پر شہوت کا بھوت سوار ہوا شہزادی سے جماع کیا تو حاملہ ہو گئی برصیصا اس سے سخت پریشان ہوا۔ شیطان دوست کی صورت میں آیا اسے تمام ماجرا سنایا تو شیطان نے کہا یہ کام آسان ہے شہزادی کو قتل کر کے کمرہ کے باہر کہیں دفن کر دے اس کے ورثاء آئیں تو کہہ دینا کہ اسے دیو لے گیا۔ بدبخت برصیصا نے وہی کیا۔ چند دنوں کے بعد

marfat.ocm

شہزادی کے بھائی آئے پوچھا تو وہی کہہ دیا انہوں نے برصیصا کی بات کو مان لیا۔ گھر واپس گئے تو شیطان مسلسل تین بار خواب میں آیا اور برصیصا کی تمام کہانی بتادی اور مدفون شہزادی کے دفن کی نشاندہی بھی کردی۔ تینوں بھائی آئے اور شہزادی کو دفن سے نکال کر برصیصا کو گرفتار کیا اس کے گرجا کو جلا و برباد کر کے اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ کو حال سنایا تو اس نے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ پھانسی پر لٹکانے سے پہلے برصیصا کے پاس آکر کہا یہ کاروائی میں نے کی ہے۔ (گزشتہ حال سارا سنایا) اگر اب میرا کہا مان لو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ مجھے سجدہ کرلے۔ برصیصا نے سجدہ کیا تو ایمان گیا پھانسی لٹکا تو جان گئی اس وقت شیطان نے اس سے کہا انی بری الخ اسی معنی پر اب مطلب یہ ہوا کہ شیطان اور برصیصا کا انجام کار یہ کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔

خیالات نادان خلوت نشین　　بہم بر کند عاقبت کفر و دین

کز دوست باید کز و برخوری　　نباید کہ فرمان دشمن بری

لے نیک مردان بباید شتافت　　کہ ہر کین سعادت طلب کردیافت

ولیکن تو دنبال دیو خسی　　ندانم کہ در صالحان کے رسی

ترجمہ ۱ خلوت نشین نادان کے خیالات کو بالآخر کفر و دین میں غلط ملط کر دیتے ہیں۔

۲۔ اگر دوست سے پھل کھانا چاہتے ہو تو اس کے دشمن کا کہا مت مان

۳۔ نیک لوگوں کے پیچھے دوڑنا چاہیئے جو بھی سعادت طلب کرتا ہے وہ پاتا ہے۔

۴۔ لیکن تیرا حال تو یہ ہے کہ تو شیطان کے پیچھے پھر رہا ہے تو پھر نا معلوم تو نیک لوگوں کے دروازے پر کیسے پہنچے گا۔

فائدہ اس شیطان سے ابیض (سفید رنگ) شیطان مراد ہے کیونکہ نیکی کرنے والوں کے پاس وہ ایسی صورت میں آتا ہے۔ حضرت کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ ستر سالہ عبادت گزار دائمی شخلوت میں گرفتار ہوا تم بھی غافل نہ ہو کہ بڑی شہ زوروں کو شیطان پے درپے وساوس سے گمراہ کر ڈالتا ہے۔

برصیصا کی کہانی زہرۃ الریاض میں ہے کہ برصیصا کو دوسو سال کی عبادت کرنے کے باوجود گمراہ کر ڈالا حالانکہ

marfat.com

اسی مدت میں اس نے لحہ بھر (آنکھ جھپکنے کی مقدار) بھی کبھی اللہ تعالیٰ کی بے فرمانی نہ کی تھی اس کے ساتھ ہزار ایسے تلانذہ شاگرد مرید تھے جو اس کی برکت سے ہوا پر اڑے تھے اور عبادت میں ایسا بے مثل تھا کہ ملائکہ اس کی عبادت کرنے پر تعجب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اس سے تعجب کیوں میں اسے جانتا ہوں تم نہیں جانتے میرے علم میں ہے کہ یہ عنقریب کفر کر کے ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائے گا۔ یہ گفتگو ابلیس نے سن لی اور یقین کر لیا کہ اس کی ہلاکت اس کے ہاتھوں ہوگی۔ اسی لئے اس کے گرجا میں لیا اور صورت عابد کی اختیار کی اور ٹاٹ پہن کر برصیصا نے پکار کر کہا کون ہے تو اور کیا چاہتا ہے؟ کہا میں عابد ہوں۔ عبادتِ الٰہی میں تیری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ کہا اللہ تعالیٰ جس سے عبادت لینا چاہے کسی دوسرے کی مدد کا کیا معنی۔ ابلیس نے یہ کہہ کر تین دن مسلسل عبادت میں مشغول رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ برصیصا نے کہا تو عجیب عابد ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ آرام کرتا ہے۔ میں تو کھاتا پیتا سوتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دو سو بیس برس سے عبادت کر رہا ہوں میرا یہی معمول ہے (تو میری عبادت کا کیا حال ہوگا) ابلیس نے کہا دراصل بات یوں ہے کہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے جب یاد آتا ہے تو مجھ پر کھانا پینا سونا دو بھر ہو جاتا ہے۔ برصیصا نے کہا تو مجھے بھی کوئی حیلہ بتایئے تاکہ میں بھی تیرے جیسا مشغول بندہ ہو جاؤں کہ نہ کھاؤں نہ پیوں نہ نیند کروں۔

ابلیس نے کہا کہ کوئی گناہ کر لے اس کے بعد توبہ کر لے وہ رحیم بخش دے گا اس کے بعد تجھے طاعت کی خوب حلاوت پائے گا برصیصا نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی سال عبادت کر کے اب گناہ کروں اس سے مجھے شرم آتی ہے ابلیس نے کہا انسان گناہ کرنے کے بعد بھی معذرت کر سکتا ہے۔ برصیصا تو پھر کون سا گناہ کروں۔ ابلیس نے کہا زنا۔ کہا یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ ابلیس نے کہا تو پھر کسی اہل ایمان کو قتل کر دے کہا یہ بھی مجھ سے نہ ہو سکے گا ابلیس نے کہا ایسا نشہ پی جو تجھے بیہوش کر ڈالے کہا ہاں یہ آسان ہے کہا تو شراب لاؤں۔ کہاں سے ابلیس نے کہا۔ فلاں بستی میں عام ملتی ہے وہاں چلا جا۔ برصیصا چل پڑا۔ بستی میں پہنچا وہاں ایک حسین و جمیل عورت شراب بیچتی تھی اس سے شراب لے کر پی نشہ میں غرق ہو کر زنا بھی اسی عورت سے کیا اس عورت کا شوہر آیا تو اسے برصیصا نے قتل کر دیا۔

ابلیس نے انسانی بھیس بدل کر بادشاہ کو واقعہ سنایا بادشاہ نے برصیصا کو گرفتار کر کے اسی کوڑے مارے شراب نوشی کی سزا میں اور زنا کی سزا میں سو کوڑے مارے اس کو سولی چڑھانے کا حکم دیا تاکہ قتل کا بدلہ ہو۔ جب سولی چڑھایا جا

maktabah.org

رہا تھا تو ابلیس اسی پہلی صورت میں اس کے پاس آیا اور کہا تیرے گمراہ کرنے میں ایک سو بیس سال لگا دیئے تو اب میرے قابو میں آیا ہے اب بھی چاہوں تو تجھے سولی سے بچا سکتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا تو پھر دیر کیا ہے کہا تو مجھے ایک بار سجدہ کر لے تیرے جان کی رہائی ہو جائے گی۔ کہا لکڑی پر کیسے کہا صرف اشارہ کافی ہے۔ برصیصیا نے ابلیس کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہو گیا اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا كمثل الشيطن الخ

فائدہ ابن عطیہ نے فرمایا کہ اس آیت سے برصیصیا عابد مراد لینا ضعیف ہے ہاں پہلی تاویل کلام الٰہی کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

فائدہ البتہ قصہ میں عورتوں کے فتنے سے بچنے کی تنبیہ ضرور ہے۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ پاک میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے آگے سے عمر بن ام سلمہ نے گزرنا چاہا تو آپ نے اسے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا ٹھر جاوہ ٹھہر گیا اس کے بعد بنت ام سلمہ نے آپ کے آگے سے گزرنا چاہا آپ نے اسے بھی ہاتھ کے اشارہ سے روکا لیکن وہ نہ رکی اور آپ کی نماز کے آگے سے گزر گئی۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو زینب بنت ام سلمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا عورتیں ناقصات العقل اور ناقصات الدین ہیں۔ صواحب یوسف صواحب کرسف کی طرح ہیں بہت بڑے عزت والوں پر بھی غالب آجاتی ہیں اور ذلیلوں پر بھی۔

فائدہ حضرت الخبازی نے حواشی الہدایہ میں لکھا کہ مولانا حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کرسف ایک زاہد کا نام ہے جو ایک عورت کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔

حکایت کرسف زاہد المطرزی نے المغرب میں لکھا کہ کرسف بنی اسرائیل کا ایک زاہد شب بیدار اور صائم الدہر تھا۔ لیکن ایک عورت کی وجہ سے کافر ہو گیا جب کہ اس پر عاشق ہوا لیکن بعد کو توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی او گزشتہ غلطی اور خطا معاف کر دی۔ (الفردوس) صاحبات یوسف صاحبات کرسف حدیث کا اشارہ اسی کرسف

کی طرف ہے۔

رہبان پر جریج کا احسان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سابقہ دور میں راہب حضرات چھپ کر عبادت کرتے اور تقیہ کر کے زندگی بسر کرتے ورنہ لوگ ان پر بہتان تراشی کر کے انہیں طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کر دیتے جب جریج راہب پر بہتان تراشا گیا تو اللہ تعالیٰ نے جریج کو ان کے بہتان سے بچا لیا تو اس کے بعد رہبان کو عام لوگوں میں کھل کر زندگی بسر کرنے کا موقعہ مل گیا۔

جریج راہب کا قصہ حدیث شریف میں ہے کہ جریج ایک عابد زاہد مرد تھا اس نے عبادت خانہ (گرجا) بنایا اور اسی میں رہتا تھا۔ ایک دن ماں آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ ماں نے پکارا جریج۔ جریج نے دل میں سوچا ماں بلا رہی ہے اور نماز پڑھ رہا ہوں۔ ماں جواب نہ پا کر واپس لوٹ آئی۔ اسی طرح دوسرے دن آئی اور پکارا یا جریج اس وقت بھی وہ نماز میں تھا۔ جواب نہ دیا ماں واپس لوٹ گئی تیسرے روز بھی ایسے ہی ہوا جواب نہ ملنے پر ماں نے کہا اللہ اسے موت نہ دے جب تک زانیہ عورتوں کے چہرے نہ دیکھے۔ یہ کہہ کر چلی گئی۔ بنی اسرائیل نے حسب عادت جریج کو پھنسانا چاہا کیونکہ اس کی عبادت پر غصہ تھا چنانچہ شہر کی ایک کنجری کو اپنے حسن پر ناز تھا کہا جسے چاہو میں اسے اپنے حسن میں پھنساؤں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو جریج کے لئے کہا گیا تو وہ ہار سنگار کر کے جریج کے سامنے آ گئی لیکن جریج نے اس طرف توجہ نہ کی۔ کنجری جریج سے مایوس ہو کر ایک چرواہے سے زنا کرایا جو وہ صومعہ (گرجا) کے قریب رہتا تھا اس سے کنجری حاملہ ہو گئی جب بچہ پیدا ہوا تو شور برپا کر دیا کہ یہ جریج سے ہے۔ لوگوں نے جریج کو گرجا سے نیچے اتارا اور اس کا گرجا توڑا پھوڑا۔ اور اسے مارتے ہوئے باہر نکال لائے۔ جریج نے پوچھا مجھے کون سے جرم کی سزا دے رہے ہو کہا تو نے فلاں کنجری سے زنا کیا اس سے بچہ پیدا ہوا ہے وہ تیرا نطفہ ہے۔ جریج نے فرمایا وہ بچہ کہاں ہے۔ بچہ اس کے پاس لائے۔ فرمایا مجھے صرف دوگانہ پڑھنے دو۔ پھر جو چاہو کرو۔ دوگانہ پڑھ کر بچہ کے قریب آ کر اس کے پیٹ پر لکڑی مار کر کہا اے غلام تیرا باپ کون ہے کہا فلاں چرواہا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

فاقبلوا علی جریج یقبلونہ و یتمسونہ

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.ocm

جریج کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے چومتے تھے او تبرک کے طور اسے ہاتھ وغیرہ لگاتے۔ اور کہا کہ اے جریج ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بناتے ہیں کہ بس اسی طرح مٹی کا عبادت خانہ تیار کر دو۔ چنانچہ سب نے مل کر اس کا عبادت خانہ مٹی اور گارے کا تیار کیا۔

کرامت صبی (لڑکا) بنی اسرائیل ایک جگہ پر تھے کہ ایک عورت بچے کو دودھ پلا رہی تھی وہاں سے ایک سوار بڑے کروفر سے گزرا۔ عورت (دودھ پلانے والی) نے کہا یارب میرے بچے کو اس طرح بنا بچے نے دودھ پینا چھوڑ کر اس سوار کو غور سے دیکھ کر کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ یہ کہہ کر دودھ پینے لگ گیا۔ راوی نے کہا (اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں) گویا رسول اللہ ﷺ بچے کے دودھ پینے کی حکایت عملی طور فرما رہے ہیں کہ اپنی شہادت کی انگلی مبارک منہ میں دبا کر چوسا) اس کے بعد نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کے سامنے ایک نوجوان لڑکی گزری جسے مارتے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے اس نے زنا کرایا ہے اور چوری بھی کی ہے۔ اور وہ کہتی جا رہی تھی۔

حسبی اللہ و نعم الوکیل

دودھ پلانے والی عورت نے اس عورت کا حال دیکھ کر کہا یا اللہ میرے بچے کو ایسا نہ بنا۔ بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا اے اللہ مجھے اس نوجوان لڑکی جیسا بنا پھر دودھ پیتے بچے نے کہا وہ مردود (ظالم) تھا۔ اسی لئے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا اور اس لڑکی کے لئے جو کہتے تھے کہ اس نے زنا کرایا اور چوری کی ہے حالانکہ اس نے نہ زنا کیا تھا نہ چوری کی تھی اسی لئے میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا بنا۔

تفسیر صوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ انسان دنیا کے نقش و نگار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور نہ ہی اللہ

(حاشیہ[1] ثابت ہوا کہ محبوبان خدا کے ہاتھوں کو چومنا اور ان سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم بجالانا شیوہ ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم اس کی فضیلت میں یہ ارشاد گرامی بیان فرمایا ہے اگر تقبیل و مسح اولیاء ناجائز و حرام ہوتا تو آپ اس قول کو بیان کر کے رد فرماتے۔ آپ کا رد نہ کرنا یہ جواز کی دلیل ہے مزید تفصیل مسئلہ فقیر

marfat.ocm

کے ساتھ کسی کو شریک بنائے اسے کیا معلوم کہ وہ دنیا کی اشیاء اس کے لئے اچھی ہیں یا بری اس کو لائق ہے کہ وہ برے اعمال سے برات اور دارین کی بھلائی مانگے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چاہئے یوں دعا مانگی جائے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنتہ فی الاخرۃ حسنتہ وقنا عذاب النار

اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی حسنہ عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ہم اللہ تعالیٰ سبحانہ سے عفو و عافیت مطلق کا سوال کرتے ہیں۔

تفسیر عالمانہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے خالص ایمان والو۔ اتَّقُوا اللَّهَ اللہ سے ڈرو ان امور میں جو بجا لاتے ہو اور ان امور میں جن کو چھوڑتے ہو طاعت کرو گناہوں سے بچو۔ شکر کرو اور کفر سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اسے مت بھولو۔ ایسے افعال و صفات سے بچو جن سے محجوب ہو جاؤ اس کے افعال و صفات کے شہود سے۔

وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ اور ہر نفس دیکھے کہ کل کے لئے اس نے کیا بھیجا ہے۔ ما شرطیہ ہے بمعنی ان یعنی جو قیامت کے لئے اعمال بھیجا جائے گا۔ اگر گناہ بھیجے گا تو پریشانی پائے گا۔ یوم القیمتہ کو غد سے تعبیر کرتے ہیں اس کے قرب کی وجہ سے کیونکہ ہر آنے والا دن قریب ہے یعنی اسے ہر آنے والے دن کے قرب کی وجہ سے غد کہا گیا۔

فائدہ حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر روز قریب کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا باقی غد وغیرہ کی طرح ہو گیا جیسے گزری ہوئی زندگی کو اس (کل گزشتہ) سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرمایا کان لم تغن کالامس گویا اس نے کل کے دن کی طرح گزارا ہی نہیں۔ اس سے زمانہ ماضی کی سرگزشت کو قریب کرنے کے لئے کہا گیا یا قیامت کو غداً اسی لئے کہا گیا کہ گویا دنیا کا تمام زمانہ ایک دن جیسا ہے اور آخرت کا دن اس کے لئے گویا کل (آنے والا) ہے کہ ہر دن کے مخصوص احوال و احکام ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور دوسرا پہلے کے بعد واقع ہو گا اور غد اسی بعد والے کے لئے استعارہ ہے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ آخرت غد (کل) کی طرح اس لئے ہے کہ لوگ دنیا میں

خواب میں ہیں ان کی بیداری موت کے وقت ہو گی اور موت قیامت کا مقدمہ ہے جیسے حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور موت و قیامت غافل کے لئے بمنزلہ صلہ کے وقت جیسے ہیں جیسے رات کے وقت کے لئے غداکل صبح کے وقت کی طرح ہے اس سے ثابت ہوا کہ دنیا ظلمانیہ اور آخرت نورانیہ ہے۔

فائدہ غدٍ کی تنکیر تعظیم و تہویل کے لئے ہے گویا اشارہ ہے اس کی کنہ کوئی نہیں جانتا نہایت عظمت والا دن ہے دراصل غدو تھا واو بلا عوض محذوف ہوئی اس پر لبید کا شعر شاہد ہے۔

وما الناس الا کالدیار واهلها بها یوم حلوها وغدوا بلاقع

(تمام ایک دیار اور ان کے اہل اس میں ایک دن بیٹھا اور کل کا دن جلد گزرنے والا ہے)

فائدہ اس شعر میں غدو اپنے اصل پر ہے اور شعر عبرت کے طور ہے۔ آیت میں نفس کی تنکیر سبق دیتی ہے کہ کل کے دن کے لئے جتنا نفوس جو کچھ بھیج رہی ہے وہ اس ہولناک دن کے لئے ناکافی ہے۔ بعض نے کہا کہ لا استقلال معنی شے کو قلیل سمجھنا اور کسی کلام کا منفرد ہونا پہلی معنی پر مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفوس کاملہ بہت کم ہیں جیسے فرمایا لِكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے اور فرمایا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ لیکن اکثر ان کے جاہل ہیں گویا اکثر کل کے قائم مقام ہیں۔ یہ مبالغہ ہے گویا ان سب کا ایک طرح کا معاملہ ہے۔ اس تقریر کے لئے نفس کاملہ عاقلہ جس کی نظر نظر صائب و فکر ثاقب سے عواقب کی طرف ہے فارغ نہیں۔ دوسری تقریر پر مطلب یہ ہے کہ تمام نفوس ایک نظر رکھتے ہیں اسی پر سب کا اکتفاء ہے ان کے ساتھ دوسری نظر کی ضرورت نہیں جو مطلع کرنے کی ضرورت پڑے خیر و شر اور قلیل و کثیر اور وجود و عدم جس طرح کی خبر دی گئی گویا انفرادی طور سب مطلع ہو گئے اس میں ترغیب عظیم ہے۔

جہل من و علم تو فلک راچہ تفاوت آنجا کہ بصر نیست چہ خوبی چہ زشتی

ترجمہ میرے جہل سے علم اور تیرے علم میں فلک کو فرق کی کیا ضرورت جہاں بصر نہ ہو اس کے لئے خوبی و زشتی برابر ہے۔

marfat.ocm

واتقوالله (اللہ سے ڈرو)

۱۔ شان تقویٰ کے اہتمام تاکید کے لئے تکرار و اہتمام ہے اور اشارہ ہے کہ بندے کو لائق ہے کہ اس کا ہر امر تقویٰ سے ہو بلکہ جب تک اس پر تقویٰ کی مہر نہ لگائے کوئی کام نہ کرے۔

۲۔ ہاں پہلا اداء الواجبات کے لئے جیسے اس کا مابعد بتاتا ہے کہ اس میں عمل کے کرنے کا امر ہے۔ دوسرا ترک المحارم کے لئے جیسے اس کے بعد وعید سنانے سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرمایا ان اللہ خبیر بما تعملون بیشک اللہ تعالیٰ اعمال جانتا ہے اس کی قیامت میں تمہیں جزا اور سزا دے گا۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ۔

۱۔ پہلے اصل تقویٰ کی طرف پھر اس کے کمال کی طرف اشارہ فرمایا۔

۲۔ پہلا عوام کا تقویٰ مراد ہے یعنی محرمات سے پرہیز دوسرے میں خواص کی طرف اشارہ ہے یعنی ماسوی حق سے اجتناب۔

اصل تقویٰ کہ زاد ایں راست

ترک مجموع ماسوی اللست

(اصل تقویٰ زاد راہ کا ترک بلکہ تمام ماسوی اللہ کا ترک ہے۔

فائدہ التقویٰ یعنی جو شے گناہ میں ڈالے اس کا ترک کرنا فضل ہو تا ترک فضل ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ دنیا میں نفس کو اس امور سے بچانا جس سے آخرت میں ضرر ہو۔ عوام کا تقویٰ ضرر الافعل سے بچنا خواص کا صفات کے ضرر سے بچنا اخص الخواص کا تقویٰ جمیع ماسوی اللہ سے بچنا۔

فائدہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ دنیا ٹھیکری ہے وہ بھی خواب کی اور آخرت گوہر ہے بیداری کا پھر کون بیوقوف ہے جو خواب میں ٹھیکری کا متقی بنے۔ مرد کامل وہ ہے جو بیداری میں گوہر سے پرہیز کرے اسی لئے صوفیہ کرام نے

marfat.ocm

فرمایا عمل کے ساتھ تقویٰ ضروری ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بے عمل دامن تقویٰ زدماں چیدن

احتراز سگ مسلخ بود از شاشہ خویش

(عمل کے بغیر مٹی سے تقویٰ کا دامن دور کرنا ایسے ہے جیسے مذبح (ذبح کی جگہ) کا مردار کھانے والے کتے کے اپنے پیشاب کے قطرات سے بچنا۔

سبق آیت میں اعمال صالحہ کی ترغیب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا ملائکہ کہتے ہیں اس نے آگے کے لئے کیا بھیجا۔

سبق مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہشت کے دروازہ پر لکھا ہے کہ ہم نے جو عمل کیا اسے پالیا اور ہم نے جو آگے بھیجا اس کا نفع حاصل کیا اور جو چھوڑ آئے اس کا خسارہ دیکھ لیا۔

بقدر الکد تکتسب المعانی من طلب العلی سھر اللیالی

ترجمہ مشقت کے مطابق مراتب پاؤ گے جو بلندی کا طالب ہے وہ شب بیدار ہوتا ہے۔

حکایت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جنگل میں گیا تو حضرت سعدون المجنون تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا کیف الحال (کیا حال ہے) فرمایا اس کا کیا حال پوچھتے ہو جو صبح و شام سفر میں ہو لیکن اس کے پاس زاد راہ بھی نہ ہو۔ اس نے اس حاکم عادل کے پیش ہونا ہے جس نے عدل و انصاف سے فیصلہ کرنا ہے۔ اس کے بعد خوب روئے۔ میں نے پوچھا یہ رونا کیسا۔ فرمایا دنیا کے حرص میں زندگی بسر ہوئی۔ میں موت سے نہیں رویا اور

marfat.ocm

نہ مرٹنے سے بلکہ ان دنوں کے گزر جانے سے جن میں کوئی نیکی نہیں کر سکا۔ اب قلب زاد راہ اور بعد مسافت (سفر کی لمبائی) اور آنے والے سخت سفر سے روتا ہوں کہ نامعلوم میرے ساتھ کیا ہو گا کہ واللہ اعلم مجھے بہشت میں لے جائیں گے یا دوزخ میں۔ میں نے کہا آپ کو لوگ مجنوں سمجھتے ہیں فرمایا آپ کو لوگوں کی طرح دھوکہ ہوا ہے لوگوں نے مجھے مجنوں سمجھا حالانکہ مجھے کوئی جنون نہیں ہاں مولی کی محبت کا مجنون ضرور ہوں کہ اس کی محبت میرے دل اور گوشت و خون میں رچ گئی ہے۔ مجھے جس سے محبت ہے اس سے خوف میں ہوں اور میں اسی میں مستغرق ہوں۔ میں نے کہا اے سعدون آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے اور نہ ہی ان کے پاس آتے ہیں آپ نے اس کے جواب میں یہ شعر سنایا۔

کن من الناس جانبا   وارض باللہ صاحبا
قلب الناس کیف شئت   تجدھم عقاربا

(لوگوں سے کنارہ کش ہو جا اللہ کی مصاحبت پر راضی ہو۔ لوگوں کے دل پھیر دے جیسے چاہوں ورنہ ان کو (اکثر) بچھو پائے گا)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے اے حقیقی شہودی وجودی ایمان والو اضافت کملات الی اللہ میں اللہ تعالٰی کو اپنے نفوس کے بچاؤ کا موجب بناؤ۔ غیر اللہ کی طرف التفات میں اللہ تعالٰی سے ڈرو بیشک اللہ تعالٰی تمہارے اقبال الی اللہ (اللہ تعالٰی کی طرف متوجہ کرنا) اور ادبار عن الدنیا) (دنیا سے منہ پھیرنا) اور ادبار عن اللہ اور اقبال الی الدنیا کو خوب جانتا ہے۔

فائدہ اس میں نفوس جنیہ کا نفس بھی داخل ہے کیونکہ وہ بھی مکلّف ہیں انسانوں کی طرف وہ بھی عمل و تقوی کے مکلف ہیں جیسے بہت سے مقامات پر تحقیق ہو چکی ہے۔

تفسیر عالمانہ وَلَا تَكُونُوا اور اے مومنو نہ ہو جاؤ۔ كَالَّذِينَ ان لوگوں یہودیوں اور منافقوں کی طرح موصول سے معہود لوگ مراد ہیں جیسے محل مقام بتایا ہے یا اس سے جنس مراد ہے یعنی جملہ کفار مردہ ہوں یا

marfat.ocm

ترجمہ

نسوا اللہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا حق یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر کا حق ادا نہ کیا اور نہ ہی اس کے اوامر و نواہی کے حقوق کی رعایت کی۔

فَاَنْسٰهُمْ تو اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے اپنی توجہ کرم سے ہٹا دیا۔ انفسھم ان کے نفسوں کو۔ انہیں قیامت کو بھولنے والا بنا دیا اس لئے نہ نفع دینے والی باتوں کو سننے اور نہ نجات دلانے والے امور پر عمل کرتے اس معنی پر ماضی کا صیغہ اپنی جگہ پر ہے یا معنی یہ ہے انہیں قیامت میں اللہ تعالیٰ دکھائے گا ایسے ہولناک امور جن سے وہ خود کو بھول جائیں گے اس تقریر پر ماضی سے تحقق مطلوب ہے۔

حل لغات امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نسیان بمعنی جس شے پر امانت کو مضبوط کرنے کا حکم دیا گیا اس کا ترک کر دینا یا ضعف قلب سے یا غفلت سے یا قصداً یہاں تک قلب سے اس کا ذکر حذف ہو جائے۔

قاعدہ جس نسیان کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مذمت فرمائی ہے اس سے وہ نسیان مراد ہے جو عمداً ہو اور وہ جو اس میں معذور ہو جیسے مروی ہے حضور نبی پاک ﷺ میری امت سے خطاء نسیان مرفوع ہے یعنی معاف ہے یہ اس لئے کہ اس کا سبب بندے کے بس سے باہر ہے اسی لئے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا چکھو بسبب اس کے کہ تم نے بھلایا اسی دن کی ملاقات کو) سے وہ نسیان مراد ہے جو عمداً ہو اور ان سے اس کا ترک علی طریق الاہانۃ ہو۔

قاعدہ نسیان کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو وہاں کافروں وغیرہ کا ترک ان کی اہانت کے طور اور جو ان سے ترک ہوا اس پر سزا کے طریق پر (اللباب) میں ہے کہ کبھی نسیان ترک کے معنی میں آتا ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمایا نسوا اللہ فنسیھم انہوں نے اللہ کی طاعت ترک کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سوال نسیان ذکر کے بعد ہوتا ہے یعنی وہ ذکر کی نقیض ہے یعنی وہ سہو جو علم حاصل کے بعد ہو تو کیا کفار اللہ تعالیٰ کے حقوق جانتے تھے تو پھر انہیں چھوڑ دیا۔ تو کیا وہ اس کی ربوبیت کے قائل تھے کہ اسے بھلا دیا۔

marfat.ocm

جواب ہاں انہیں اعتراف تھا جیسا کہ یوم میثاق میں کہا تھا (بلیٰ) پیدا ہونے کے بعد اس اعتراف کو بھول گئے لیکن اہل ایمان نے پیدا ہونے کے بعد اس کا ایسے اعتراف کیا جیسے پیدائش سے پہلے اعتراف کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بلکہ اس کے حقوق کی رعایت کی تھوڑی یا زیادہ۔

حکایت حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ سے میثاق کے راز سے سوال ہوا کہ کیا آپ کو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا مقام یاد ہے فرمایا وہ تو اب بھی میرے کان میں گونج رہا ہے[1]

حکایت نخلت میں ہے کہ علی سہل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی کہ بلیٰ کے دن کی کوئی بات یاد ہے فرمایا کیسے یاد نہ ہو وہ تو یوں لگتا ہے کہ کل کی بات ہے۔

فائدہ شیخ الاسلام انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس جواب میں نقص ہے کیونکہ صوفی کو آج کل کے امتیاز

(حاشیہ[1] یہی ہمارے پنجاب کے قلندر (حضرت سید پیر بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کن فیکون جدو فرمایو اساں دی کولے وسدے ہاسے

(یعنی جب آپ نے کن فرمائی تو ہم بھی آپ کے قریب رہتے تھے)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔

کن فیکون تے کل دی گل اے اساں پہلے پریت لگائی۔

(یعنی کن فیکون تو کل کی بات ہے ہم نے اس سے پہلے تعلق جوڑا تھا۔

حضرت امیر خسرو قدس سرہ نے اس سے آگے بڑھ کر فرمایا۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو

محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

(خدا تعالیٰ خود مجلس کا میر تھا اے خسرو حضرت محمد ﷺ اس محفل کی شمع تھے جس جگہ رات کو میں تھا۔ حاشیہ ختم)

marfat.ocm

کیسے ملکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس روز کے بعد رات آئی ہی نہیں[1]۔(جب رات نہیں آئی تو اسے کل کہنے کا کیا معنی اسی لئے صوفی ابھی اسی دن میں ہے۔(نہ وہ گزرے گا نہ صوفی دوسری طرف متوجہ ہو گا) جیسا کہ ان کا اپنا کہنا۔

الان جب الان کماکان ہے تو پھر آج اور کل کا فرق کیوں؟

فائدہ ولاتکونوا الخ میں تنبیہ ہے کہ انسان کو اپنی معرفت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے گویا وہ خود کو بھول جاتا ہے۔ چنانچہ فتح الرحمن میں ہے کہ اس آیت سے خداوند تعالیٰ کو پہچاننا ثابت ہوتا ہے جس نے خود کو پہچانا اور اسے نہ بھلایا اس نے خدا تعالیٰ کو پہچانا۔

ملفوظ حیدر کرار رضی اللہ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خود کو پہچان اللہ تعالیٰ کو پہچان لے گا۔

فائدہ حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بندے گناہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو بھولتے ہیں تو وہ اعتذار کے وقت ان کی طرف متوجہ نہ ہو گا جب وہ توبہ کی طلب کریں گے تو التفات نہ فرمائے گا۔

عرفی کے لطائف سے ہے۔

(حاشیہ[1] اسی لئے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ نے فرمایا۔

اجاں وی اساکوں لوے ڈسدے اوہے بوٹے بوہے کاہن

(یعنی ہمیں تو ابھی نظر آرہی ہیں وہی (اسی میثاق والے دن) کے درخت دروازے وغیرہ)

دراصل بات یہ ہے کہ روح لامکانی ہے جیسا کہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

(یعنی اللہ تعالیٰ میر مجلس اور حضور ﷺ شمع محفل تھے لامکاں میں اے خسرو جس شب میں کہ میں تھا)

اسی لئے اللہ والوں کو اس طرف توجہ رہتی ہے خدا ہم سب کو اسی کا دھیان نصیب فرمائے۔ ۱۲۔ اویسی غفرلہ۔

marfat.ocm

لب آلودہ بہر توبہ بکشائیم لیک
بانگ عصیاں می زند ناقوس استغفار ما

ترجمہ ہم نے لب آلودہ توبہ کے لئے کھولے لیکن عصیاں کی آواز ہمارے استغفار کے ناقوس سے آتی رہی۔

اولئک وہی بھولنے والے اور بھلا دینے والے رسوا ہونے والے۔ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وہی فاسق ہیں فسق اور خروج عن طریق الطاعت مکمل طور نکلنے والے۔

فائدہ هم حصر کے لئے ہے گویا ان کا فسق اتنا زوردار تھا کہ گویا دوسروں کے فسق لاشے تھے اس سے مراد کافر ہیں۔ اس کا اطلاق مومن فاسق پر ہو گا کہ حقوق ربوبیت اللہ کی ادائیگی اور سعادت ابدیہ اور قربتہ حضرت احدیہ کی رعایت سے محروم ہے اس پر بھی خطرہ ہے کہ وہ اس نحوست سے اس صفت سے موصوف ہو۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے وہ شہود حق فی جمیع المظاہر الجمالیہ والجلالیہ سے خارج ہیں اور مقام شہود نفوس کے حضور میں داخل ہیں جو حظوظ نفس کے پورا کرنے میں مشغول ہے اس نے طیب العیش مع اللہ کو بھلا دیا اور وہ لذات حقیقۃ سے غافل ہے اور وہ اپنے نفس کی شہوات سے فانی ہو۔ وہ تجلیات رب کے ساتھ باقی ہو گا۔

تفسیر عالمانہ لَا يَسْتَوِىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ (اصحاب النار برابر نہیں) جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ وہ دوزخ میں دائمی رہنے کے مستحق ہوئے۔ النار (الف ولام) کے ساتھ دوزخ کا علم ہے جیسے الساعۃ قیامت کا۔ اسی لئے اکثر جنۃ کے بالمقابل مستعمل ہوتی ہے جیسے اسی مقام میں اور ایک شعر میں ہے۔

الجنۃ الدار فاعلم ان عملت بما
یرضی الالٰہ وان فرطت فی النار

ھما لحلان ما للناس غیرھما
فانظر لنفسک ماذا انت تختار

(جنت ایک دار جان ہے اگر تو نے نیک عمل کئے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو گا اور اگر تو نے کوتاہی کی تو دوزخ ہے وہ دو ایسے مقام ہیں کہ لوگوں کے لئے ان کے سوا کوئی جگہ ہے دیکھ اپنے لئے تجھے کیا پسند ہے)

حل لغات

الصحبۃ بمعنی اقتران الشئی بالشئی فی زمان ایک ہی وقت ایک شے کا دوسری سے ملنا وہ وقت

marfat.ocm

تھوڑا ہو یا زیادہ اسی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے کے مصاحب، ساتھی ہوں گے اگر دائمی اور لازمی ہو تو وہ کامل صحبت کہی جاتی ہے اور مرادا نہیں ایک دوسرے کا مصاحب کہا جاتا ہے کبھی طرفین پر صاحب و مصاحب بولا جاتا ہے اسی لئے زوجہ کو صاحبہ کہا جاتا ہے۔ مالک کو بھی صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ ان سے خلوص کے ساتھ بکثرت صحبت کرتا ہے۔ ایسے ہی اسے رب بھی کہتے ہیں اسی لئے کہ مالک مملوک کی تربیت کرتا ہے اور کہا جاتا ہے صاحب المال اور رب المال اور دوزخیوں اور بہشتیوں کو اصحاب النار و اصحاب الجنۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ان میں ابدی صحبت کریں گے۔ ان کے ساتھ اقتران کی وجہ سے اور وہ عاصی گنہ گار جتنا مقدار دوزخ میں رہیں گے وہ اتنا قدر اصحاب النار ہوں گے یا بطور مبالغہ گویا دوزخ و بہشت ان کی ملک ہے اس لئے وہ اصحاب ہیں نیز اس میں اشارہ ہے کہ یہ ان کے اعمال کی جزاو سزا ہے جو انہوں نے نیک اور برے عمل کئے۔ واصحاب الجنۃ اور اصحاب جنت وہ جو اللہ سے ڈرے اسی لئے وہ دائمی بہشت کے مستحق ہوئے۔

فائدہ اصحاب نار کی تقدیم میں اشارہ ہے کہ وہ قصور جس سے عدم استواء خبر دیا کلام متوع ان کی اپنی وجہ سے ہے نہ از جہت ان کے مقابلین کے۔ اگرچہ وہ چیزوں کا استوار جو آپس میں ایک دوسری سے متفاوت ہیں باعتبار زیادہ و نقصان کے ہوتا ہے لیکن یہاں صرف از جہت نقصان ہے اس کی مثالیں اور بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ میں اعمی و بصیر برابر نہیں۔ ھَلْ یَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ کیا ظلمت و نور برابر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سوال ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ کیا اہل علم اور بے علم برابر ہیں ان میں افضل کی تقدیم کیوں؟

جواب اس کا صلہ ملکہ ہے اور اعدام اپنے ملکات کے لحاظ سے خود مسبوق نہیں۔ بعض نے کہا اصحاب النار کی تقدیم الذین نسواللہ کے قرب کی وجہ سے اور ان کی کثرت کی وجہ سے ہے۔ علاوہ ازیں اول نمبر طاعت کا خوف ہے پھر امید پھر محبت۔ بعض میں اسلئے خوف والی کا ذکر اصحاب النار میں پہلے ہے۔

ازالہ وھم آیت میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کافر کے قصاص میں مومن کو قتل نہ کیا جائے اور کافر مسلمانوں کے

مل کے بالقہر مالک نہیں ہو سکتے جیسے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب ہے کیونکہ یہاں عدم استواء اخرویہ مراد ہے جیساکہ دونوں کی تفسیر صاحبتہ بالنار والجنتہ بتاتی ہے۔ ایسے ہی اس کا قول اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ بہشت والے ہی کامیاب ہیں۔ یہ جملہ مستانفہ ہے فریقین کے درمیان عدم استوء کی کیفیت کا بیان ہے۔

حل لغات الفور ظفر مع حصول سلامت یعنی وہ ہر مطلب پہ کامیاب اور ہر مکروہ امر سے نجات پانے والے ہیں۔ وہ دارین میں کرامت والے ہیں اور اصحاب النار دونوں جہاں میں ذلیل و خوار ہیں۔

سبق اس میں لوگوں کو تنبیہہ ہے کہ وہ اپنی زیادہ غفلت اور دنیا کی سخت اور اتباع سہولت کی وجہ سے گویا اہل جنت و اہل نار کے درمیان فرق نہیں جانتے یہاں تک کہ انہیں ان کی لاعلمی کی خبر دینی پڑی۔ (اگرچہ فی نفسہ اس سے باخبر بھی ہیں) یہ ایسے ہے جیسے باپ کے نافرمان کو کہا جائے۔ وہ تیرا باپ ہے حالانکہ اسے اپنے باپ کے متعلق یقین ہے اس کے باوجود اسے وہ محض تصور کیا جاتا ہے گویا وہ اپنے باپ کو باپ نہیں جانتا اسی لئے اسے ابوت کے حق میں تنبیہ کرنے پر کہا گیا تاکہ وہ اس سے احسان اور نرمی سے پیش آئے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اہل نار کے سوء حال اور اہل جنت کے حسن حال سے باخبر فرمایا تاکہ ان کی غفلت دور اور برے گناہوں کے تصور کو دور کریں۔ اور بے پرواہی نہ برتیں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ ایک ہزار سال کی مسافت سے وہ اپنی بہشت کے باغات و ازواج اور نعمتیں اور خدام اور تختوں کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے دیدار سے صبح و شام نوازے گا۔ اس کے بعد آپ نے پڑھا وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بعض چہرے آج کے دن بارونق اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے فرمایا اہل نار میں آسان تر اسے ہو گا جس کے دو جوتوں کی جگہ اور اس کے تسمے نیچے آگ شعلہ مارے گی تو دماغ ایسے ابلے گا جیسے ہانڈی آگ سے ابلتی ہے۔

حکایت شیخ حجازی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک رات روتے دیکھا گیا جو شب بھر وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ

marfat.ocm

وَلْاَرْضِ بھی پڑھتے رہے اور روتے بھی رہے۔ رونے کا سبب پوچھا گیا کہ اتنا بڑی جنت کے متعلق پڑھنے کے باوجود بھی آپ روتے ہیں فرمایا اسی لئے تو روتا ہوں کہ اتنی بڑی جنت میں مجھے ایک قدم جگہ بھی نہ ملے تو پھر میں کیا کروں گا۔

حکایت حضرت سہل الصعلوکی سیاہ لباس والے یہودی کے حمام کے دھوئیں کے قریب ہو کر گزرے یہودی نے طنزاً کہا تم کہتے ہو کہ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی بہشت ہے۔ حضرت سہل نے بالبداہت کہا کہ جب تو عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گا تو یہ کیفیت تجھے جنت میں محسوس ہو گی اور جب میں بہشت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے نوازا جاؤں گا تو میرے لئے یہ دنیا قید نظر آئے گی آپ کے بالبداہت جواب دینے پر لوگ متعجب ہوئے۔

چو مارا بدنیا تو کردی عزیز — بو تمہی امیدواریم نیز

عزیزی و خواری تو بخشی و بس — عزیز تو خواری نہ بیند ز کس

خدایا بعزت کہ خوارم مکن — بذل گنہ شر مسارم مکن

ترجمہ ۱ جب تو نے مجھے دنیا میں عزت بخشی تو آخرت میں بھی میں ایسی امید رکھتا ہوں۔ عزت ذلت تو ہی بخشتا ہے تیرا عزت یافتہ کسی سے خواری نہیں دیکھتا۔ اے خدا اپنی عزت کے طفیل مجھے خوار نہ کرنا۔ میرے گناہوں سے مجھے شرمسار نہ کرنا۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصحاب النار در حقیقت اصحاب المجاہدات ہیں جو مشاہدات سے جلتے رہے اور اصحاب الجنتہ وہ اصحاب المواصلات ہیں جو روح المشاہدات میں پڑے اور ظاہر میں اصحاب النار اصحاب النفوس والا ہوا ہیں جو دنیوی امور میں منہمک رہے اور اصحاب الجنتہ اصحاب العصوب والمراقبات ہیں۔ حضرت حسین نوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اصحاب النار اصحاب الرسوم والعادات ہیں الجنتہ اصحاب الحقائق والمشاہدات والمعاینات ہیں۔

تفسیر عالمانہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ اگر ہم یہ قرآن اتارتے۔ یعنی عظیم الشان قرآن جو تم پر

maktabah.org

نازل ہوا ہے۔ اے لوگو یہ قرآن جو عجیب و غریب فنون کا ہے مجموعہ ہے یا وہ قرآن آپ پر اے محمد عربی ﷺ نازل کیا گیا یا جو قرآن حضرت محمد عربی ﷺ پر نازل کیا گیا بحسب الالتفات فی الخطاب۔ (خطاب میں التفات کے قبیل سے ہے)

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آسمان چیخا جب اس پر الواح رکھی گئیں ان کی ثقالت سے جب انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں آسمان پر رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک حرف اٹھانے کے لئے ایک ایک فرشتہ مقرر فرمایا تب بھی وہ اسے نہ اٹھا سکے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہلکا بنا دیا ایسے ہی انجیل عیسیٰ علیہ السلام کی اور فرقان (قرآن) حضرت محمد ﷺ کا۔

سوال هٰذَا کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید کے جملہ مرتبہ کی طرف اشارہ ہو حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس وقت تمام (مکمل) قرآن مجید نازل نہ ہوا تھا بلکہ بہت کچھ ابھی نازل ہونا تھا۔

جواب ۱ هذا کے لئے مشار الیہ (قرآن مجید) کے مکمل نزول (حقیقۃً) کی حاجت نہیں بلکہ اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کے بعض اجزاء حقیقۃً نازل ہو چکے ہوں اور بعض حکماً تو یہاں بھی بات ہے کہ اس کا اشارہ حقیقۃً ان آیات کی طرف ہے جو نازل ہو چکی تھیں اور جو نازل نہیں ہوئی تھیں ان کے لئے اشارہ حکماً ہے۔

جواب ۲ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ هذا کا اشارہ آیت سابقہ کی طرف ہو یعنی يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الخ کی طرف کیونکہ لفظ قرآن جیسے مجموعہ پر بولا جاتا ہے ایسے ہی بعض پر بھی حقیقۃً بالاشتراک یا بالغلبۃ یا مجازاً بالعلاقۃ اس تقریر پر ضمیر کی تذکیر باعتبار مشار الیہ کی تذکیر کے ہے۔

علی جبل پہاڑ پر۔ کل پہاڑ روئے زمین پر چھ ہزار چھ سو تہتر ہیں سوائے ٹیلوں کے۔ (زہرۃ الریاض) یہ محرکہ (بفتحتین) یہ زمین سے بڑے ہیں اگر ذی عظیم اور طویل ہو۔ اگر منفرد ہو تو یہ چوٹیاں اور حد (بالضم) ٹیلے ہیں۔ جبل کے معنی کا اعتبار کر کے مختلف مطالب کے لئے استعارہ کیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے فلان جبل لا يتحدحرج فلاں پہاڑ ہے اس میں تنگی اثر نہیں کرتی یعنی وہ ثابت قدم ہے اور فلان جبلہ اللہ علی کذا اس کے لئے

marfat.com

ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی عادت و طبیعت رکھی ہے کہ جس کے دور کرنے سے دور نہ ہو سکے گی۔

خٰشِعًا ڈرنے والا اور عاجز یہ لرائیتہ کی ضمیر متصل سے حال ہے کیونکہ یہ رویتہ بصریہ سے ہے۔

فائدہ بعض نے کہا حق تعالیٰ کے لئے ظاہری انقیاد (فرمانبرداری) کا نام خضوع اور باطنی کا نام خشوع ہے بعض کے خضوع بدن میں اور خشوع آواز اور آنکھ میں ہوتا ہے۔ امام راغب نے فرمایا خشوع بمعنی عاجز اس کا عموماً استعمال جوارح میں اور ضراعۃ کا استعمال قلب میں ہوتا ہے روایت اذا ضرع القلب و خشعت الجوارح میں یہی مفہوم مذکور ہے۔

مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اللہ کے خوف سے۔ اس کے خوف سے پھٹنے والا کہ اس نے نافرمانی کی تو سزا ملے گی۔

حل لغات الشق سخت جسم والی شے کا پھٹنا جیسے شیشہ لوہا وغیرہ اسی سے الصداع کا استعارہ ہے اور درد سے سر کا (گویا) پھٹنا ہے۔

فائدہ علماء نے فرمایا یہ قرآن مجید کے علو شان اور اس کے اندر جو مواعظ کی تاثیر کا بیان ہے دراصل اس سے انسان کو اس کی قسوۃ (سختی) قلبی پر زجر و توبیخ ہے کہ وہ اس کی تلاوت کے خشوع نہیں اس میں تدبیر بہت کم کرتا ہے اب معنی یہ ہوا کہ جیسے تم میں عقل و شعور ہے اگر پہاڑ میں ہو پھر اس پر قرآن نازل ہوتا اور تمہاری طرح اسے وعدہ وعید سنائی جاتی تو خاشع و خاضع بلکہ اس خوف سے پھٹ جاتا کہ اس نے قرآن مجید کی عظمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ حقوق ادا نہ کئے اور اس کے امر و نہی کی تعمیل نہ کی۔ اور کافر و منکر کا دل تو اسی سے بھی سخت تر اسی لئے اس میں اس کا ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہوتا۔

اے دل سنگین تو یک ذرہ سوہان گیر نیست

(اے سنگ دل تو ذرہ بھر بھی اس سے اثر گیر نہیں ہے)

یہ اس کے لئے کہ تیرے وعظ وغیرہ سے اثر [illegible]

marfat.ocm

سے بات کرتا تو بھی وہ بول پڑتا اس کی نظیر امام مالک کے قول کی ہے کہ فرمایا کرتے اگر امام ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کو تم دیکھتے تو تم انہیں پہاڑ تصور کرتے۔ اگر وہ کسی ستون کے لئے کہتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہ دلائل کی قوت سے اسے سونے کا ثابت کر دیتے۔

دل را اثر روئے تو گل پوش کند　　جان را سخن خوب تو مدہوش کند

آتش کہ شراب وصل تر نوش کند　　از لطف تو سوختن فراموش کند

ترجمہ　دل کو تیرا دیدار گل پوش بنا دیتا ہے جان تیرا سخن خوب مدہوش کر دیتا ہے۔ آگ اگر تیرے وصل کا شراب پی لے تو تیرے لطف سے وہ جلنا بھی بھول جائے۔

انتباہ　فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ جبل کی عدم شعوری کی باتیں کرنے والے بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے کل اشیاء میں ان کے لائق حیات پیدا فرمائی ہے اور ان میں (ان کی شان کے لائق ادراک ہے ورنہ۔

ا۔ پہاڑ تجلی کے وقت نہ پھٹتا۔　۲۔ موذن کی اذان کی شہادت ہر تر و خشک نہ دیتے کہ کل قیامت میں کہیں گے ہم نے موذن کی اذان سنی تھی وغیرہ وغیرہ۔

اولیاء اللہ　ان کی حیات کا مکاشفہ اولیا کو ہوتا ہے لیکن غافل لوگ اس سے محجوب رہتے ہیں اس کی بار بار تحقیق ہو چکی ہے ہاں تجلی کے وقت اور نزول قرآن کی پہاڑ کی کیفیت میں غرق ہے وہ یہ کہ تجلی کے اس کی حیات کا مشاہدہ ہر خاص و عام کو ہوا لیکن نزول سے حیات کا مشاہدہ صرف خواص کو ہوتا ہے (اسے اچھی طرح سمجھ لے ورنہ وہابی ہو جاؤ گے)

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ　اور یہ وہ مثالیں ہیں۔ یہ المثل کی طرف اشارہ اور ان امثال کی طرف جو اپنے اپنے مقام تنزل میں مذکور ہیں یعنی یہ عجیب عظمت قرآن میں اور انسان کا حال خسیس اور اس کی صفت عجیبہ کا بیان ہے بلکہ تمام امثال فی القرآن کا بھی کیونکہ لفظ مثل کا عرف و حقیقتہ اس قول میں ہے جو امر غریب و صفت عجیب میں عامتہ الورود ہو اس امر کے مشابہ ہے جو عجیب و غریب اور نادر ہو کیونکہ وہ ندرت و غرابت سے خالی نہیں۔

marfat.com

نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ انہیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے۔

سوال سورۂ زمر میں آیا ہے وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ہم نے بیان کیا اس قرآن کریم میں ہر مثل (کہاوت) سے زمانہ ماضی کے ساتھ خبر دے کر۔ باوجود یہ کہ وہ آیت مکیہ ہے اور یہاں مستقبل کے ساتھ باوجودیکہ یہ سورۃ مدینہ ہے۔

جواب پہلا وقوع ہونے والے کو ماضی سے تعبیر کرنا اس کے تحقق کی وجہ سے ہے کہ گویا وہ ہو چکا دوسرا مضارع کو حال میں یا استمرار الاحوال کے ارادہ پر ہے یعنی ہماری شان یہ ہے کہ ہم لوگوں کے لئے کہاوتیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ شاید کہ وہ لوگ تفکر کریں مصلحت تفکر و منفعت التذکر میں (یعنی غور و فکر کی مصلحت اور نصیحت حاصل کرنے کے نفع میں)

سوال آیت سے ثابت ہوا کہ فعل معلل بحکمتہ والمصلحتہ ہے اور جو فعل ایسا ہو وہ معلل باغرض ہوتا ہے اس سے تو معتزلہ کا مذہب ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال و معلل بلا اغراض ہیں اور یہ محتاجی کی دلیل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر محتاجی سے بے نیاز ہے۔

جواب یہ طریقہ اختیار کرنا اپنے بندوں سے لطف کا اظہار ہے۔

تصوف کے چٹکلے جو آٹھ چیزوں سے عاجز ہے اسے دیگر آٹھ چیزوں پر عمل کرنے سے وہ آٹھ بھی حاصل ہو جائیں گی جن سے وہ عاجز ہے۔

۱۔ جو چاہے کہ رات کو نیند بھی خوب کرے لیکن شب بھر کے نوافل کا ثواب پائے تو اسے چاہیئے کہ دن کو کوئی گناہ نہ کرے۔

۲۔ جو چاہے کہ نفلی روزوں کا ثواب پائے لیکن دن کو کھاتا پیتا بھی رہے اسے چاہیئے کہ وہ زبان کو فضول باتوں سے روکے رکھے۔

marfat.ocm

۳۔ جو علماء کرام جیسی فضیلت کا خواہاں ہو تو تفکر میں لگا رہے۔

۴۔ جو مجاہدین اور غازیوں کی فضیلت کے حصول کا طالب ہو اگر چاہتا ہے کہ یہ فضیلت بھی ملے اور گھر سے بھی باہر نہ جائے تو وہ شیطان کا مقابلہ کرتا رہے۔

۵۔ جو فضیلت صدقہ کا چاہتا ہے لیکن صدقہ کرنے سے عاجز ہے تو جتنا علم رکھتا ہے عوام کو سکھائے اور کسی سے بغض وعداوت نہ رکھے۔

۶۔ جو چاہے کہ میں ابدال کی فضیلت پاؤں تو اپنا ہاتھ سینہ پر رکھ کر عملی کاروائی کرے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے مسلمان بھوئیوں کے لئے بھی وہی پسند کرے۔

۷۔ جو حج کی فضیلت چاہتا ہے وہ جمعہ کی اوائیگی پر التزام کرے۔

۸۔ جو عابدوں کی فضیلت کا طالب گار ہے وہ لوگوں کے درمیان صلح کرائے ان میں بغض وعداوت نہ پھیلائے۔

غور و فکر کے فضائل حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو ان کی عبادت کا حصہ دو عرض کی گئی ان کی عبادت کا حصہ کیا ہے فرمایا قرآن مجید کی زیارت اور اس میں غور و فکر اور ان کے عجائبات سے عبرت پکڑنا۔

مثنوی شریف میں ہے۔

خوش بیان کرد آں حکیم غزنوی | بہر محجوباں مثال معنوی

کہ ز قرآن گر نہ بیند غیر قال | ایں عجب نبود ز اصحاب ضلال

کز شعاع آفتاب پر ز نور | غیر گرمی نیابد چشم کور

ترجمہ ۱۔ حکیم غزنوی نے کیا خوب فرمایا کہ محجوبوں کو معنوی مثال بتائی ہے۔

کہ جو قرآن میں سوائے قال کے نہیں جانتا وہ گمراہوں سے ہے۔

آفتاب پر غور سے اندھے کو تو صرف گرمی ہی محسوس ہوگی۔

marfat.ocm

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ تفکر کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بلا توجہ ساری رات کے نوافل سے بہتر ہے۔

۵۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات حکمت سے خالی ہو وہ لغو ہے۔ جس کا سکوت تفکر کے بغیر ہو وہ سہو ہے۔ جس کی نگاہ میں عبرت نہ ہو وہ لہو ہے۔

۶۔ حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فکر دنیا آخرت حجاب اور اہل ولایت کو سزا ہے فکر آخرت حکمت پیدا کرتی ہے اور اس سے دل زندہ ہوتا ہے۔

۸۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اذا المرء کانت له فکرة ففی کل شئی له عبرة

(جب کسی کو فکر نصیب ہے تو اسے ہر شے سے عبرت نصیب ہوگی)

مسئلہ فکر خالق کے متعلق ہو یا مخلوق کے بارے میں خالق میں ہو تو اس کی ذات یا صفات یا افعال میں اس کی ذات میں غور و فکر ممنوع ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات خود جانتا ہے ہاں اس کی ذات عظمت و جلال و کبریائی میں غور و فکر جائز ہے مثلاً کہے کہ وہ واجب الوجود اور اسے دائمی بقا اور اس کی نظیر ممکنات میں ممتنع اور اس کے لئے فنا ممتنع ہے۔ وہ صمدیت والا ہے یعنی وہ ہر شے سے مستغنی ہے۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کا صفات میں فکر کا یہ مطلب ہے کہ اس کی ہر صفت باکمال ہے مثلاً علم اس کی صفت ہے کہ وہ جمیع معلومات کو اور اس کی قدرت جمیع مقدورات کو اور اس کا ارادہ جمیع کائنات کو اور اس کی سمع جمیع مسموعات کو اور اس کی بصر جمیع مبصرات کو محیط ہے وغیرہ وغیرہ۔

مسئلہ اس کے افعال میں تفکر کا یہ معنی ہے کہ جو کچھ علویات و سفلیات میں ہوا یا ہوگا مثلاً احوال القیامہ و احوال الآخرة تو وہ اس کے افعال میں ہیں باوجود کثرت اور حسنات اور وقوع کے اس کا فعل ان میں بطریقہ اتم و اکمل ہے اور ہر دن اس کی نئی شان ہے۔

marfat.ocm

مسئلہ بعض عارفین نے فرمایا فکر آیات الٰہی میں اور اس کے صنائع میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے معرفت نصیب ہو گی اور اس کی عظمت و قدرت میں ہو تو اس کی زندگی بڑھتی ہے اس کے نعمتوں اور احسانات میں ہو تو اس سے محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے اس کے ثواب دینے کے وعدہ میں ہو تو اس سے طاعت میں رغبت بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب میں فکر ہو تو اس سے گناہوں کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ اپنے اندر عبادت الٰہی میں کوتاہی کے فکر کرنے سے حیاؤ ندامت اور توبہ نصیب ہوتی ہے۔

فائدہ بہترین تفکر یہ ہے کہ انسان اپنے امور میں غور و فکر کرے کہ اس کا ابتدائی حال کیا تھا اور اس کے معاشی حالات پہلے کیسے تھے اور اب کیسے ہیں اور وہ اپنے رب تعالیٰ کی عبادت بدن سے کتنا کرتا ہے اور زبان سے کتنا تو دل سے کتنا۔

مسئلہ اگر کوئی اپنے اسی اول امر اور اوسط اور آخر امر میں غور و فکر میں زندگی بسر کرے تب بھی تفکر کا حق ادا نہ ہو۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ آیت میں اشارہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا جلوہ قرآن جمی (جو مشتمل بر حروف موجودات علویہ و کلمات مخلوقات سفلیہ ہے) کی صورت میں دکھلائے وجود انسانی کے جبل پر تو وہ تجلی کی سطوت سے لاشی ہو جائے گا اور اشارہ ہے عارف کی طرف کہ اسے لائق ہے کہ وہ خطاب الٰہی کی تاثیر سے اس کے تحت پگھل جائے اور امت کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے ہمت کر کے وہ امانت اٹھائی جسے پہاڑ بڑی قوت کے باوجود نہ اٹھا سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا لیکن اسے انسان نے اٹھالیا۔

تفسیر عالمانہ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں) ھو اصل وضع میں کنایہ ہے مفرد مذکر غائب سے اور ھی کنایہ مفرد مونث غائبہ سے بہت سے مواقع ہے کہ جن میں

marfat.ocm

ذکوریت و انوثت کا تصور ہی نہیں ہو تا جیسے یہاں (اللہ تعالیٰ کے لئے) کیونکہ هو کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے جو اس ذات کا علم ہے یا یوں کہو کہ موضوع کے لئے موضوع ہے جس میں مونث نہیں نہ حقیقتاً نہ حکماً اور ممی وہ ہے جس میں مونث ہو حقیقتہً یا حکماً ہو مبتدا اور لفظ اللہ اس کی خبر ہے بمعنی معبود بالحق اور یہی اسم معظم اللہ تعالیٰ کا علم ہے وہ جو جامع الذات و کمالات الصفات ہے۔ اس سے مبتدا و خبر کا اتحاد لازم نہیں آتا کہ کہا جائے کہ اب ترکیب ہوئی اللہ اللہ اگر ایسے ہی ہو تو پھر معنی نہیں بنتے یا اللہ هو سے بدل ہے اور موصول صلہ سے مل کر اس کی خبر ہے هو ضمیر الشان ہے اللہ مبتداء اور الذی لا الہ الا هو اس کی خبر ہے اور جملہ ضمیر الشان کی خبر لا نفی افراد الجنس علی الشمول اور استغراق کا ہے۔ الہ مبنی علی الفتح مرفوع المحل علی الابتداء ہے۔ اس سے مراد جنس معبود بالحق ہے نہ کہ معبود مطلق حق ہو یا باطل ورنہ معنی صحیح کیونکہ معبودان باطلہ بکثرت ہیں اور نہ ہی توحید حق کا کوئی فائدہ ہو گا۔ الا هو مرفوع علی البدلیتہ ہے محل المنفی یا ضمیر خبر مقدر برائے لا کے۔

سوال خبر لا کبھی موجود مقدر ہوتا ہے اسی سے توہم پیدا ہو گا کہ توحید باعتبار وجود کے ہے۔ نہ باعتبار کے کیونکہ موجودیت غیر اللہ کی نفی اس کے امکان کی نفی کو مستلزم نہیں۔ کبھی ممکن مقدر ہوتا ہے تو توہم رہے گا کہ اثبات لا امکان وقوع کو مستلزم نہیں کیونکہ بہت سی اشیاء ممکن ہوتی ہیں لیکن واقع نہیں ہوتیں کبھی مقدر نہیں لیکن مقدر کا توہم ضرور رہتا ہے تب بھی کوئی شے مقدر ماننا ہی پڑے گا سوال مذکور ضرور عود کرے گا۔

جواب جب ہم نے الہ سے معبود بالحق مراد لیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو وہ نہ ہو گا مگر رب العالمین عبادت مکلفین کا مستحق ہے جب تم نے ایسی الوہیت کی نفی کرکے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے اثبات کیا تو تمام مذکورہ بالا اعتراضات مندفع ہو گئے۔

سوال لا الہ میں اگر قائل نفی میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ حق کو شامل کرے گا (معاذ اللہ) اور غیروں کی بھی نفی کرے گا تو یہ مشکل ہے (کیونکہ اس کے لئے تو لمحہ بھی نفی از معبودیت کفر ہے) پھر استثناء بھی کاذب ہو گا (کیونکہ پہلے اس کی نفی کی اس کے بعد اثبات) اگر قائل کہے کہ اس میں شمول کی نفی صرف غیروں کے لئے تھی تو ہم کہیں گے کہ

marfat.ocm

پھر اس کے استثناء کا کیا فائدہ۔

جواب دوسری مراد صحیح ہے کہ اس کا عقیدہ تو یہی ہے کہ وہی ذات معبود بالحق ہے اگر ظاہراً اسے شامل رکھے گا تاکہ استثناء کا اجراء اور بلا خروہ اثبات موکد تر ہو اور معنی یہ ہو گا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ استثناء مطلق کامل ہے۔

فائدہ شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ اس قول کی اگرچہ ابتداء نفی ہے لیکن اس سے مراد تو اثبات ونهایتہ التحقیق ہے مثلاً کوئی کہے لااخ لی سواک (تیرے سوا میرا کوئی بھائی نہیں) یہ زیادہ موکد ہے انت اخی (تو میرا بھائی ہے) اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ایک معنی ہے یہی کلمہ توحید ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسی طرح وارد ہے بخلاف لَآ اِلٰهَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ کے کہ یہ توحید نہیں باوجود یہ کہ الرحمن کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر نہیں ہوتا اور هو کا اطلاق غیر پر بھی ہوتا ہے۔ ہاں لاالہ الا الرحمن توحید کا کلمہ ہونا چاہئے تھا لیکن چونکہ ان دونوں کے سوا اور کوئی کلمہ مشہور (عند الشرع والعرف) نہیں اسی لئے اسے کلمہ توحید نہیں کہا جاسکتا۔

تفسیر صوفیانہ هو اہل معرفت کے نزدیک اسماء الذات سے ہے کیونکہ اسے کوئی دوسرے لفظ کے علاوہ بغیر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے وہی جامع صفات کملیہ ہے کہ جتنا اسماء الحسنیٰ بولے جائیں گے اس پر دلالت کریں گے اور هو صوفیہ کرام کے اذکار و اور اوو ظائف میں داخل ہے۔ امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہو اشارہ کے لئے ہے اور یہ اس گروہ (صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نزدیک غایتہ التحقیق سے خبر دینے کے لئے ہے جب تم کہو گے ھو تو ان کا ذہن سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی اور طرف نہ جائے گا اسی لئے وہ دوسرے کسی بیان کے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں بوجہ ان کے حقائق القرب میں استغراق اور ان کے اسرار پر ذکر حق کے استیلاء کے۔ امام فاضل محمد بن ابوبکر رازی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح الاسماء الحسنیٰ میں فرمایا کہ اہل ظواہر کے نزدیک ھو مبتداء ہے اور وہ خبر کا محتاج ہے تاکہ کلام مکمل ہو اور اہل طریق (صوفیہ کرام) کے نزدیک وہ خبر کا محتاج نہیں وہ کسی دوسرے شے کے ملائے بغیر کلام تام ہے اور شیخ عارف احمد غزالی امام محمد غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ کے بھائی نے لاالہ الا اللہ قوت

marfat.ocm

القلوب اور اللہ قوت الارواح اور ھو قوت الاسرار ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کاشف القلوب کاشف الارواح اللہ۔ کاشف الاسرار ھو ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ قوت القلوب اور اللہ قوت الارواح اور ھو قوت الاسرار ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ قلوب کا اللہ ارواح کا اور ھو اسرار کا مقناطیس ہے اور قلب و روح بمنزلہ صدف کے موتی ہے جو ڈبیہ میں بند ہو۔

فائدہ دیکھئے اس بزرگ نے ھو کو کس اعلیٰ مرتبہ کا کہا ہے۔

حکایت ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے ایک عاشق باللہ سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے فرمایا ھو میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا ھو میں نے کہا اس سے آپ کی مراد اللہ ہے اس نے چیخ ماری تو ان کی روح پرواز ہو چکی تھی۔

سبق ھُوَ کے ذاکرین سے ہو جاؤ اور جاہلین کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو کیونکہ وہ اہل اہواء (خواہشات کے بندے) ہیں۔

فائدہ عقل نفس قلب روح ہر ایک کے دو دو معانی ہیں۔ عقل ایک قوت دراکہ ہے جو ہر انسان میں پائی جاتی ہے جس سے وہ مدرکات کا ادراک کرتا ہے نیز عقل ایک لطیفہ ربانیہ ہے یہی انسان کی حقیقت ہے یہی امور دینویہ اور اخرویہ کے لئے بدن سے خدمت لیتی ہے یہی عالم ہے یہی عارف ہے یہی عاقل ہے یہی جاہل ہے یہی قاصر ہے یہی غافل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور نفس کا اطلاق اس صفت پر ہوتا ہے۔ جو انسان میں ہے وہ جامع ہے۔ جامع مذمومہ کی وہی شہوات کی داعی ہے وہی اہواء (خواہشات) و آفات کی باعث و موجب ہے نیز نفس کا اطلاق لطیفہ مذکورہ (جو عقل کے لئے بیان کیا گیا) پر بھی ہوتا ہے جیسے بعض فاضل نے فرمایا۔

یا خادم الجسم کم تسعی لخدمتہ	وتطلب الربح فما فیہ خسران
علیک بالنفس فاستکمل فضائلھا	فانت بالنفس لا بالجسم انسان

ترجمہ اے جسم کے خادم کہاں تک اس کی خدمت کرے گا اور وہ نفع طلب کرے گا اور وہ نفع طلب کر رہا ہے جس میں تجھے خسارہ ہے نفس کو لازم پکڑو اور اس میں کمال پیدا کر کیونکہ تو نفس سے ہے نہ کہ جسم سے۔

marfat.ocm

ایسے ہی قلب بھی ایک صوبری گوشت کے ٹکڑے پر مستعمل ہوتا ہے جو ہر انسان کے جوف (پستان بائیں کے نیچے) ہے اور مذکورہ بالا لطیفہ کو بھی قلب کہا جاتا ہے ایسے ہی روح کا اطلاق نفس انسان پر ہوتا ہے جو وہ متکلم و مخاطب ہے۔ اور وہی مثاب (ثواب کا مستحق) و معاقب (سزا کا مستحق) اس کی اتباع میں بدن کو ثواب و عذاب ہوگا۔ یعنی بدن روح وغیرہ کے لئے بمنزلہ پنجرہ کے ہے۔ ان میں تغایر اعتباری ہے مثلاً نفس نفس ہے باعتبار اس کے کہ وہ شے کا نفس و ذات ہے اور عقل باعتبار اس کے ادراک کے ہے اور قلب باعتبار اس کے کہ وہ شے کا نفس و ذلت ہے اور عقل باعتبار اس کے ادراک کے ہے اور قلب باعتبار اس کے انقلاب من الشئی الی الشئی کے ہے اور روح باعتبار استراحت کے ہے جو اس کے موافق ہے اور اس سے لذت پانے کے لئے ہے اور باقی معانی ان کے حقیقی ہیں۔

نفس کی اقسام

۱۔ نفس اگر خواہش کے تابع ہے تو وہ امارہ ہے بوجہ اس کے کہ بدن کے اعضاء کو بہت زیادہ حکم کرتا ہے کہ وہ برائیوں میں مشغول رہیں۔ نفس کے ذکر کا دائرہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

۲۔ نفس کو اگر اللہ تعالیٰ انصاف و ندامت نصیب فرمائے کہ وہ کوتاہیوں کے بعد نادم ہو کر مقاصد کے مافات کا تدارک کرے۔ یہ نفس لوامہ ہے اس لئے کہ یہ اپنے صاحب کو گناہوں پر بلکہ خود کو برائیوں پر ملامت کرتا ہے اس کے ذکر کا دائرہ اَللّٰہ اَللّٰہ اسے دائرہ قلب کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ حق کی جانب منقلب ہو جاتا ہے۔

۳۔ نفس کو حق جانب اطمینان نصیب ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے طاعت میں منہمک اور عبادت سے لذت پائے تو وہ مطمئنہ ہے اس لئے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی محبت میں امرونہی کے تحت اطمینان حاصل ہوتا ہے اس دائرہ کے لئے دائرۃ الروح کہا جاتا ہے اس لئے کہ اسے عبادت الٰہی اور اس کے ذکر سے استراحت اور ذکر حق اور اس کے شکر پر لذت نصیب ہوتی ہے اس کے ذکر کا دائرہ ھو ھو ہے۔

ازالہ وھم جن بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ اللہ اور ھو ھو کے ذکر سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر افضل ہے اس لئے کہ یہ نفی واثبات ہر دونوں کا جامع ہے اور زیادہ علم و معرفت پر حاوی ہے تو یہ مبتدی کے حال کے موافق ہے

marfat.ocm

فائدہ کلمہ توحید مراۃ نفس کو اس کی ... کے ساتھ ظاہر کرتا ہے یہی کلمہ سالک کو دائرۃ القلب تک پہنچاتا ہے اور کلمہ اللہ سالک قلب کو اس کے نور کے ساتھ منور کرتا ہے یہی کلمہ سالک کو دائرہ قلب تک پہنچاتا ہے اور کلمہ هو روح کو تجلی بخشتا ہے اور یہ کلمہ (جسے اللہ تعالیٰ چاہے سالک کو دائرہ سر تک پہنچاتا ہے اور سر ایک ایسا نقطہ ہے جسے مشائخ نے اس حقیقت کے لئے اپنے لئے منتخب کیا ہے جو طریقت کا ثمر اور طریقت شریعت کا خلاصہ ہے اور شریعت سے ہی ہر ایمان دار کو قبولیت نصیب ہوتی ہے (جو شریعت کا مخالف اور اس پر عمل سے کوئی دلچسپی نہ رکھے اور وہ خود کو ولی کہلوائے تو ہم اسے کیا سمجھیں)

فائدہ اس راز کو ہم نے حضور سرور عالم ﷺ کی اس قدسی حدیث سے سمجھا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بینی وبین عبدٖ سر لا یسعه ملک مقرب ولا نبی مرسل (روح البیان ج ۹ ص ۴۵۶)

ترجمہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ایک سر ہے جس میں نہ کسی ایک مقرب کو گنجائش ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو۔

ہاں یہ ان اسرار سے ہے جو نہ لازمہ شریعت ہے نہ طریقت جسے اکثر لوگوں سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے اس کی اللہ یبدو اور انہ لا الہ الا ھو سے ہوتی ہے۔

هست هر ذره بوحدت خویش … پیش عارف گواه وحدت او

پاک کن جامی از غبار توئی … لوح خاطر که حق یکیست نه دو

(ہر ذرہ بوحدت خویش عارف کے نزدیک اس کی وحدت کا گواہ ہے۔

اے جامی (رحمۃ اللہ علیہ) لوح خاطر دوئی کے غبار سے پاک کر اور یقین کر کہ حق ایک ہے نہ کہ دو)

تفسیر عالمانہ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ غیب و شہادت کو جانتا ہے لام استغراق کی ہے یعنی ہر غیب کو جانتا ہے اور شہادت کو جانتا ہے غیب وہ جو حس سے غائب ہو جواہر قدسیہ اور ان کے احوال اور اس کے سامنے ہیں۔ اجرام و اعراض اور موجود و معدوم غیب یہاں وہ شے مراد ہے جو وجودی اور سر و علانیہ و آخرت و اولی وغیرہ سے غائب ہے امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا غیب وہ ہے جو حواس الناس اور ان کی بصائر اور جوان سے مشاہدہ کرتے ہیں اور معلومات سے غائب ہے۔ ۱۔ وہ معدومات جس کا وجود ممتنع ہے۔ ۲۔ جن کا وجود ممکن ہے

(حاشیہ) عبد سے صرف حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ذات مراد ہو تو بات بنتی ہے ورنہ واللہ تعالیٰ اعلم

marfat.com

۳۔ وہ موجودات جس کا عدم ممتنع ہے۔ ۴۔ جس کا وجود عدم ممتنع نہیں۔

ان ہر چاروں احکام و خواص میں اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں۔

نکتہ غیب کو شہادت پر مقدم کرنے میں یہی نکتہ ہے کہ غیب شہادت سے وجود میں مقدم ہے اور من حیث الموجود اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق پہلے اسی سے ہے۔

رد وہابیہ وہابی دیوبندی کہتے ہیں کہ جو شے معلوم ہو اسے غیب نہیں کہنا چاہئے اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مغیبات پر وہ غیب کا اطلاق نہیں مانتے ہم انہیں کہتے ہیں ان پر اطلاق غیب اس لئے ہے کہ وہ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیب نہیں رہا لیکن بہ نسبت ہمارے تو غیب ہے اسی کو روح البیان ص ۲۵۹ ج ۹ نے بیان فرمایا (اویسی غفرلہ)

واعلم ان ماورد من اسناد علم الغیب الی اللہ فھو الغیب بالنسبۃ الینا لا بالنسبۃ الیہ تعالی لانہ لا یخفی علی اللہ شئی فی الارض ولا فی السماء

ترجمہ جان اے عزیز کہ جو علم غیب کا اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف ہوا ہے وہ بہ نسبت ہمارے ہے نہ کہ بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے کیونکہ اس سے تو زمین و آسمان کی کوئی شے مخفی نہیں۔

فائدہ جب غیب اس سے منفی ہو تو گویا علم کی نفی ہو گئی اور ایسا ہونا ممتنع ہے۔

تفسیر صوفیانہ ذات بحت و ہویتہ صرفہ میں نسب و اضافات منتفی ہیں ایسے ہی اس سے نسبت علیہ بھی مطلقاً اس معنی پر اس علم غیب کی نسبت بھی منتفی ہو گی۔ اسے اچھی طرح سے سمجھ لے۔[۱]

ھوالرحمن الرحیم وہ بڑا مہربان رحم والا ہے مکرر لایا کیونکہ وہ بڑی شان اور بلند مقام والا ہے جو اس سے مشغول ہوا دونوں جہانوں کا مالک ہوا جس نے اس سے منہ پھیرا ہلاک ہوا۔ اللہ تعالیٰ رحمت دنیویہ ہر انسان و جن کے لئے عام ہے مومن ہو یا کافر۔

ادیم زمین سفرہ عام اوست
بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

(زمین کا ٹکڑا اس کا عام دستر خوان ہے اس دستر خوان نعمت پر دوست و دشمن برابر ہیں)

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا دنیا حاضر سامان ہے۔ اس پر نیک و بد (مومن و کافر) کھا سکتے ہیں اور آخرت سچا وعدہ ہے اس میں مالک عادل قادر فیصلہ کرے گا حق کو حق کرے گا باطل کو باطل بنائے

---

(۱) [illegible] صوفیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم نے بغض وعداوت کا بیج تمہارے دل میں بویا جائے گا تو گمراہ ہو جاؤ گے)

آخرت ہو۔ لہٰذا یہ دنیا نہ ہو کیونکہ یہ دونوں امائیں ہیں جو جس کی اولاد ہو گی اس کے ساتھ ہو گی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے یا رحمن الدنیا اس لئے کہ اس میں حرف زائدہ ہے جو معنی میں زیادتی کا فائدہ دیتا ہے اور چونکہ آخرت کی رحمت اہل ایمان کو خاص ہے اس لئے کہا جاتا ہے یا رحیم الاخرت اس معنی پر منعم علیہ کی کثرت ہے اگرچہ باعتبار انواع و افراد کے نقص ہے۔ اسی کثرت کی وجہ سے رحمن میں زائد معنی سمجھا جاتا ہے۔

فائدہ ان دو میں (جو دارین میں دفور رحمت کی خبر دیتے ہیں) کو اللہ تعالیٰ کے اسماء سے مخصوص کرنے میں تنبیہ ہے کہ اس کی رحمت کو سبقت ہے اور عاصیوں کو نوید مسرت ہے کہ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور طاعت گزاروں کو نشاط ہے کہ وہ تھوڑا لے کر بہت زیادہ اجر و ثواب بخشتا ہے۔

فائدہ انسان کا ان دو اسموں کا حظ یہ ہے کہ وہ خود کثیر الرحمت ہو جائے کہ خود پر بھی رحمت کرے اور گناہ شفقت سے دیکھے جیسے بعض مشائخ نے فرمایا ہے۔

وارحم بنی جمیع الخلق کلهموا   وانظر الیهم بعین اللطف واشفقته

وقر کبیر همو وارحم صغیر همو   وراع فی کل خلق حق خلقه

(تمام مخلوق پر رحم کر اور انہیں نگہ لطف و شفقت سے دیکھ۔ بڑوں کی تعظیم کر اور چھوٹوں پر رحم کر اور مخلوق کے حقوق کی پوری رعایت کر)

فائدہ حضرت زروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم سے (وصفی) سے متخلق ہو جاؤ سوائے اللہ ذاتی اسم کے کیونکہ وہ صرف تعلق کے لئے اور ہر اسم کا رجوع اسی کی طرف ہے اس کی معرفت سے تمام اسماء کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

سبق انسان کے لئے اس میں قلب اور توحید مجرد و سر مفرد کرے اسی سے ہی تمام مقصد حاصل ہوتے ہیں۔

نسخہ روحانی حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ فرمایئے صرف اللہ تعالیٰ کا بن جانے کا کوئی نسخہ ہے فرمایا کہ ایسی توبہ کرو جو آئندہ گناہ پر اصرار کا خیال نہ رہے اور خوف ایسا ہو کہ بعد کو افسوس کھانے کا موقعہ نہ ملے اور امید ایسی ہو کہ وہ نیک عمل کے راستے پر چلنے کے لئے ابھارنے اور نفس کی ایسی اہانت جو اجل (موت) کو قریب اور امل (آرزو) سے دور رکھے۔ آپ سے عرض کی گئی یہ باتیں کیسے حاصل ہوں گی فرمایا قلب مفرد و توحید مجرد سے یہ عجیب نسخہ ہے۔

marfat.ocm

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ آیت کا اشارہ اس ہو یتہ کی طرف ہے جو عالم غیب الوجود (اسی کا نام باطن ہے) اور عالم مشہود الوجود (اسی کا نام ظاہر ہے) کی جامع ہے۔ **ھوالرحمن الرحیم**

فائدہ وہ تجلی رحمانی خاص اور تجلی رحمانی عام سے متجلی ہے اور وہ بلا اعتبارات و حیثیات کے عموم خصوص کے عین میں عموم و خصوص سے مطلق ہے۔

تفسیر عالمانہ وَهُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وہ اللہ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسے مکرر لایا صرف امر توحید کو مہتم بالشان ظاہر کرنے کے لئے یعنی وہ خدا (مالک) ہے کہ کسی وجہ سے مالک نہیں (بلکہ خود ذاتی طور بادشاہ ہے وہ خدا ہے کہ عبادت کے لائق سوائے اس کے اور کوئی نہیں۔

الملک وہ بادشاہ ہے کہ وجہ احتیاج سے محفوظ اور اس کی کمل صفات باستغنائے مطلق مقرون ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ ذوملک اور سلطان ہے۔

حل لغات الملک (بالضم) جمہور کے نزدیک بمعنی تصرف بلا امر و نہی اور یہ ناطقین کی سیاست سے مخصوص ہے اسی لئے ملک الناس کہا جاتا ہے ملک الاشیاء نہیں کہا جاتا۔

سوال مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اس قاعدہ سے ٹوٹ گیا

جواب وہ دراصل ملک فی یوم الدین ہے (المفردات)

عبدالملک کی تحقیق عبدالملک وہ بندہ جو اپنا اور غیر کا تصرف میں مالک ہو کہ جیسے اللہ تعالیٰ چاہے اور جیسے اسے حکم دے اسی طرح کرے اور مخلوق میں شدید تر ہوتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبدالملک وہ ہے جس کی مملکت خاصہ ہو اپنے قلب و قالب اور اس کے لشکر پر اور غضب و ہوائے نفسانی اور شہوت اور اس کے لشکر پر اپنی زبان آنکھوں اور تمام اعضاء پر جب وہ ان کا مالک ہو گا وہ ان کی اطاعت نہ کرے گا اس کے بعد وہ اس بادشاہ کے مرتبہ میں ہو گا جو جملہ عالم پر بادشاہی کرتا ہے۔

وجود تو شہریست پہ نیک وبد　　تو سلطان و دستور دانا خرد

مہمانا کہ دونان گردن فراز　　دریں شہر کبر ست و سودا و آز

marfat.ocm

چوں سلطان عنایت کند با بدان   کجا ماند آسائش بخردان

ترجمہ ۔ ۱۔ تیرا وجود (جسم) تیرا شہر نیک و بد سے پر ہے تو بادشاہ ہے تیرا وزیر عقل ہے۔ ۲۔ بیشک کہ کینے اور سرکش تیرے شہر میں تکبر، سود اور حرص ہے۔ ۳۔ جب بادشاہ بروں سے مہربانی کرے تو غریبوں کا آرام دو بھر ہو گا۔

فائدہ ۔ اگر لوگوں سے مستغنی ہو اس اسم کی برکت سے تو تمام لوگ اس کے حیات عاجلہ (دنیا) آجلہ (آخرت) میں محتاج ہوں گے۔[1]

اور بادشاہ ہیں اس عالم عرضی میں اور یہ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ وہ ہدایت دینے میں آخرت کی حیات کے لئے ہر ایک سے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور اس ملک میں بادشاہ ہیں وہ علماء (اولیاء کرام) جو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور وہ اس شاہی میں اتنا مالک ہیں جتنا انہوں نے خلق خدا کو رہبری بخشی ہے اور رہبری میں جس قدر استغناء کیا ہے (تبلیغ و ارشاد میں پیسے نہیں بٹورے جائداد نہیں بنائی) اور یہ ملک اللہ تعالیٰ کا علیہ ہے جو اس نے بندے کو بخشا ہے اس میں اس کا کوئی دوسرا شریک نہیں ورنہ وہ اپنے بندے کو کیسے عطا کر سکتا تھا۔

فائدہ ۔ ایک عارف بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ بھی کسی شے کے مالک ہیں کہا میں تو اپنے مالک کا عبد ہوں عبد کی تو ایک چیونٹی بھی ملکیت نہیں تو پھر میں کون لگتا ہوں کہ کہوں کہ میں بھی کسی شے کا مالک ہوں۔

حکایت ۔ کسی بادشاہ (امیر حاکم) نے کسی ولی اللہ سے عرض کی کہ کوئی ضرورت ہو تو پوری کروں فرمایا تو مجھے کیا کہہ رہا ہے تو تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ عرض کی وہ کیسے فرمایا غضب و شہوت میرے غلام ہیں اور تو ان کا غلام

(حاشیہ[1] جیسے حضرت داتا گنج بخش ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء کرام کے مزارات پر دیکھ لیجئے کہ کس طرح صدیوں سے مزار میں شاہی کر رہے ہیں اور منکرین اولیاء کے بڑوں کا حال بھی دیکھ لیجئے کہ مرنے کے بعد ان کی قبور پر فاتحہ پڑھنے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا ۔ اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ حرص و ہوا جن کا میں مالک ہوں اور وہ تیرے مالک ہیں اور میں ان پر غالب ہوں وہ تجھ پر۔

تفسیر عالمانہ الملک میں اشارہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے لطف اور اپنے بندے کو نفس کے مالک کر دینے کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کیسے اپنے نفس کو ضبط رکھتا ہے اور اس کا غلام بنایا ہے جس میں وہ راضی ہے اس میں امیر اور اس کے سوا تمام سامعین کی خیر خواہی ہے وہ شاہدین ہوں یا غائبین۔

حکایت کسی ایک بزرگ کو عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے فرمایا۔ دنیا کا بادشاہ بن جا آخرت کی شاہی نصیب ہو گی۔

فائدہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں طمع اور شہوت سے فارغ ہو جا آخرت کا بادشاہ ہو گا۔

سبق یاد رہے کہ شاہی حریت (آزادی) و استغناء میں ہے۔

ملفوظات سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ کے ملفوظات میں ایک یہ ہے کہ جو اپنی مناجات میں بارگاہ حق میں عرض کیا کرتے الٰہی میرا ملک تیرے ملک سے بڑا ہے[1]۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ملک (وہ اشیاء جو بایزید کے لائق تھیں) بایزید قدس سرہ کو عطا فرمایا وہ متناہی ہے (کیونکہ بایزید کے وصال تک ہیں) تو جو ملک اللہ تعالیٰ نے بایزید کو دیا اضافت بایزید اللہ تعالیٰ کا ملک ہوا تو وہ چھوٹا ہے کیونکہ متناہی ہے اور بایزید نے خود کو اللہ تعالیٰ کے ملک کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی ملک دائمی ہے کہ بایزید دنیا میں تھے تو بھی اللہ تعالیٰ کے ملک تھے۔ اور جب آخرت میں ہوں گے تو بھی اس کے اور یہ ملک مجازاً پیش کردہ بایزید کا مضاف یا وان

(حاشیہ[1] ایسی عبادات مخالفین اولیاء پیش کر کے اولیاء کرام سے منحرف کرتے ہیں حالانکہ اولیاء کرام کا کلام مبنی بر اسرار ہوتا ہے اگر سمجھ نہ آئے تو تخیلات تعبیر کرنا ضروری ہے ان میں ایک یہ بھی ہے اصل عبارت یہ ہے الٰہی ملکی اعظم من ملک۔ جواب اصل تفسیر میں پڑھیے۔ حاشیہ ختم)

marfat.com

کا تو ملکیت حقی مجازی اعظم ہے کہ سب وہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے لیکن ہے مجاز اپنی کی ہوئی بایزید کی۔

خاصیۃ الملک اس اسم کی خاصیت یہ ہے کہ قلب صفا ہو اور فقر وغیرہ کو حصول جو زوال کے وقت اسے ایک سو دفعہ پڑھنے پر مداومت کرے اس کا قلب صاف ہو گا اور اس کی میل کچیل دھل جائے گی اور جو اسے بعد الفجر ایک سو اکیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یا اسباب سے اسے مستغنی بنا دے گا۔

القدوس (وہ نہایت پاک ہے) القدس سے صیغہ مبالغہ ہے بمعنی النزاہۃ والطہارۃ جو چیزیں کہ کسی بھی نقص کا موجب ہیں ان سب سے نہایت ہی منزہ اور پاک ہے۔ عبرانی میں اسے قدیس کہتے اس کی نظیر السبوح ہے۔ ملائکہ کرام کی تسبیح ہے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ زمخشری نے کہا کہ مینڈک اپنی آواز میں کہتے ہیں۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

قاعدہ جو اسم بروزن فعول ہو وہ مفتوح ہو گا سوائے سبوح و قدوس کے کیونکہ ان میں ضمہ اکثر ہے (ثعلب نے ایسے ہی کہا ہے) اور کبھی مفتوح ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ صفات میں مفتوح قلیل اور اسماء (جامد) میں بکثرت ہے جیسے السنود والسمو والسفود وغیرہ۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ قدس کا حقیقی معنی تغیر کے قبول سے بلند ہونا اسی سے ہے۔

(حاشیہ[1] یہ سچ ہے کیونکہ بندہ مغرور بے فرمان اگرچہ زبان سے کہتا ہے میں اور میرا سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کے نام پر مرمٹنے اور مال و اسباب خرچ کرنے کا وقت ہوتا ہے تو پھر سب کو معلوم ہے کہ ایسا بندہ کتنا خدا سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ والے (اولیاء اللہ) خود کو اور اپنی تمام دنیوی پونجی اللہ تعالیٰ کے حقیقی معنی میں ملک کر دیتا ہے جیسے شواہد و واقعات سے سب کو یقین ہے ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ الْجَنَّةَ اللہ تعالیٰ نے کامل مومنین سے ان کی جانیں اور اموال جنت کے عوض خرید لئے۔ سوچئے خرید لینے کا کیا معنی جب سب شے اللہ تعالیٰ کی ہے تو وہی مطلب میرے بندوں نے نفوس و اموال سب کچھ میرے ملک کر دیا ہے ۔۔۔ فانهم ولا تکن من الوہابیین۔ حاشیہ ختم)

حل لغات الارض مقدسته کیونکہ وہ کسی کافر کی ملک سے متغیر نہیں ہوتی جیسے دوسری زمینیں کفار وغیرہ کی ملک سے تغیر پذیر ہوتی ہیں۔

نکتہ اسے الملک کے بعد لانے میں اشارہ ہے کہ دوسرے بادشاہوں سے فیصلوں میں جور و ستم اور تجاوز ہو جاتا ہے ایسے ہی ان کے جملہ احکام مرتبہ ہیں۔ لیکن وہ ملک (بادشاہ حقیقی) ہے کہ اس کے کسی حکم میں تغیر عارض نہیں ہوتا کیونکہ اس کی ہر وصف میں تغیر ممتنع ہے۔ بعض نے کہا کہ تقدیس بمعنی تطہیر ہے کیونکہ وہ گناہوں سے پاک کرتا ہے اور روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے قدس نازل کرتے یعنی وہ امور جو نفوس کو پاک کرتے مثلاً قرآن مجید حکمت فیض الٰہی اور بیت المقدس بمعنی مطہر از نجاست یعنی شرک یا اس لئے کہ اس میں گناہوں کی صفائی ہوتی ہے اور الارض المقدسہ اور خطیرۃ المقدس جنت کو کہا جاتا ہے۔

فائدہ کاشفی نے فرمایا کہ القدوس بمعنی پاک از شوائب مناقص و معائب اور منزہ از طرق آفات و نوائب۔

تقریر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا **القدوس** بمعنی وہ جو ہر ایسی وصف سے منزہ ہے جسے جس سے ادراک کیا جا سکے یا اس کا خیال تصور میں لا سکے یا اس کی طرف وہم سبقت کر سکے یا دل میں کھٹکے یا اس کی طرف غور و فکر کیا جا سکے اور میں صرف یہ نہیں کہتا کہ " نقائص و عیوب سے منزہ ہے کیونکہ ایسا کہنا اس کی درگاہ کا سوء ادب ہے۔

مسئلہ یہ کہنا بے ادبی ہے کہ فلاں بلاد کا بادشاہ ہے " حجام موچی جولاہہ نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ نفی الوجود امکان الوجود کا شائبہ ہوتا ہے اور ایسے بملات اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بھی نقص ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ **القدوس** وہ منزہ ہے ہر اس وصف سے جو اوصاف کمالیہ مخلوق کے وہم گمان میں آ سکتی ہے (کیونکہ وہ اس سے بلند و بالا ہے) اس طرح نہ کہا جائے جو زورقی نے کہا کہ ہر وہ تنزیہ جو مخلوق کو خالق کی طرف متوجہ کرے یہ اس لئے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنی شان جلال کے لحاظ سے کہ وہ اسے قبول نہیں کرتا جو چیز یہ کسی شے کی محتاج ہو کیونکہ وہ بلند و بالا

marfat.ocm

صفات سے موصوف اور کریم الاسماء اور جمیل الافضل علی الاخلاق ہے ہمیں اس کی تقدیس اتنی کافی ہے کہ ہم سمجھیں کہ وہ قدوس ہے۔

عبدالقدوس کی تحقیق عبدالقدوس وہ بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ جہالت سے پاک کردے اس کے قلب میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی گنجائش نہ ہو یہ وہی قلب ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ میں زمین پر سماتا ہوں نہ آسمان میں عبد مومن کے قلب میں سماتا ہوں وہ دل کوان سے مقدس ہے۔

فائدہ بعض نے کہا قدوس کے اسم سے بندے کا حظ یہ ہے کہ بندہ وصول نہیں پاسکتا مگر بعد عروج کے عالم شہادت عالم غیب کی طرف کے۔

فائدہ شرکی متخیلات و محسوسات سے اور علوم اولیہ و معارف زکیہ از تعلق الحس والخیال کے اردگرد گھومنے سے تنزیہ ہے اور قصد حظوظ حیوانیہ ولذائذ جسمانیہ اردگرد گھومنے سے پاک کرنا اور مکمل طور بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف شوق دیدار میں متوجہ ہوتا کہ اس کا ارادہ صرف اور صرف معارف اور مطالعہ جمال ہو اور بس یہاں تک کہ عزت والی جناب اور قدس کے درمیان میں پہنچ جائے۔

خاصیت اسم قُدُّوس جو اس اسم (قدوس) مبارک کو جمعہ کی نماز کے بعد روٹی پر لکھ کر کھائے تو اس پر عبادت کے دروازے کھل جائیں گے اور وہ آفت سے محفوظ رہے گا لیکن جس پر یہ واقع ہے اس کے عدد کئے مطابق ذکر کرے۔

ہ۔ اربعین لومیہ میں ہے کہ

یاقدوس الطاهر من کل افته لا یعادلمن خلقه

(اے قدوس اور ہر آفت سے پاک اور اس کی مخلوق اس کا کوئی عدیل نہیں۔

حضرت سہروردی (شہاب الدین قدس سرہ) نے فرمایا کہ جو اسے خلوت میں ہر دن ایک ہزار پڑھے چالیس روز تک جو چاہے گا پائے گا اور اسے عالم میں اس کی تاثیر ظاہر ہوگی۔

marfat.ocm

اَلسَّلَامُ ہر آفت و نقص سے سلامتی والا یعنی سالم از عیوب و مبرا از ضعف و عجز و خلل۔

حل لغات السلام مصدر ہے یعنی سلامت مبالغہ کے طور اس اسم سے موصوف کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ نقائص سے سالم ہے یا اس لئے کہ وہ سلامتی بخشتا ہے۔ اس تقریر پر سلام بمعنی تسلیم جیسے کلام بمعنی تکلیم (گفتگو کرنا) اور وہ جو دعا ماثورہ میں منقول ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام اس کا معنی اے وہ ذات جو تو ہر عیب سے پاک اور ہر نقص سے بری اور مِنْکَ السَّلَام کا معنی ہے اے وہ ذات کہ تو سلامتی بخشتا ہے یعنی عاجز کو مکارہ (مکلیف) سے سالم رکھتا اور اسے دارین کے شدائد سے چھٹکارا دیتا اور اہل ایمان کے ذنوب و عیوب کی ستاری فرماتا اور انہیں قیامت کی رسوائی سے سالم رکھتا ہے یا یہ کہ اہل ایمان کو جنت میں سلام بھیجتا ہے۔ جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ سلام کہتا ہے ایمان کو جنت میں سلام بھیجتا ہے جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ سلام کہتا ہے رب رحیم سے اور اِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَام میں اشارہ ہے کہ جو بھی اس عالم میں تمام کو فنا ہے اور صرف ذوالجلال والاکرام باقی رہے گا اور حیینا ربنا بالسلام میں اس سے ہی سلامتی کی طلب ہے دنیا و آخرت میں۔

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا السلام وہ کہ جس کی ذات عیب اور اس کی صفات نقص سے اور اس کے افعال شر سے سالم ہیں یعنی اس کے فعل میں شر ہے ہی نہیں بلکہ اس کے ضمن میں بہت خیر بھلائی ہے۔

فائدہ السلام والقدوس ہر دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ سے ہے ہاں جب السلام بمعنی المسلم ہو (سلامتی دینے والا) ہو۔

فائدہ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ السلام والسلامتہ بمعنی آفت ظاہرہ و باطنہ سے خلاء۔ یہ ترجمہ اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ کی صفت نہ بنائی جائے جب یہ اللہ کی صفت ہو تو بمعنی وہ ذات جسے وہ عیوب و آفات لاحق نہ ہوں جو اس کی مخلوق کو لاحق ہوتے ہیں۔

marfat.ocm

تحقیق عبدالسلام عبدالسلام وہ بندہ ہے جس کے لئے اسم السلام جلوہ گری فرمائے اور وہ اسے ہر نقص و آفت سے عیب سے سالم رکھے۔ ہر وہ بندہ جس کا دل غش (کھوٹ) حقد (کینہ) حسد اور ارادہ شر سے اور اس کا جسم کے اعضاء آثام و محظورات سے اور جس کی صفات انتکاس (ناکس ہونا) و انعکاس (الٹا ہونا) سے سالم ہو یہ وہی بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قلب سلیم لائے گا اور وہ بندہ سلام ہے یوں ہے کہ اس کی وصف سلام کے قریب اس سلام مطلق حق کے کہ جس کی صفات میں دوئی نہیں یعنی اس کی صفت میں انتکاس نہیں۔ بایں معنی کہ اس کی عقل شہوت و غضب کی اسیر ہو کیونکہ حق تو اس کے برعکس ہے وہ یوں کہ شہوت و غضب پر دونوں عقل کے قیدی اور تابع ہیں۔ جب وہ برعکس ہو گیا تو ناکس ہو گیا اس کے لئے کونسی سلامتی جب معاملہ برعکس ہوا کہ امیر ماسور اور ملک غلام بن گیا۔

فائدہ سلام اور اسلام سے وہ شخص موصوف ہو سکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان سالم ہوں۔

خاصیت اسم السلام یہ اسم مصائب و آلام دور کرتا ہے یہاں تک کہ جب مریض پر ایک سو گیارہ بار پڑھا جائے تو بفضل خداوہ بیمار تندرست یا کم از کم اس کے مرض میں تخفیف ضرور آجائے گی بشرطیکہ اس پر موت کا وقت نہ آپہنچا ہو۔

المومن امن دینے والا اپنی ذات کو واحد لاشریک لہٗ بتانے اپنے قول سے شهد الله انه لا اله الا هو اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ بیشک اس کے سوا کوئی معبود نہیں یا مومن بمعنی امن بخشنے والا وہ ہے اطمینان النفس و زوال الخوف۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ جس نے ظلم سے امن دیا اور جس نے اپنے خوف سے اہل ایمان کو امن بخشا۔

حل لغات الایمان سے ہے تخویف کی نقیض جیسے اللہ تعالیٰ کے قول میں وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ (اور اس نے انہیں خوف سے امن دیا) اور انہی سے ہے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نار سے اہل توحید کو نکالے گا۔

marfat.com

نام محمد ﷺ کی برکت سب سے پہلے اس اہل توحید میں سے دوزخ سے نکالا جائے گا۔ (جیسے امام اہلسنّت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ترجمہ کیا ہے) جس کا نام اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے موافق ہو گا۔ (نام محمد کے مزید فضائل و برکات کے لئے فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد پڑھیے") جب ایسے اسم والے نہ رہیں گے تو باقیوں سے فرمائے گا۔ اے ایمان والوں دوزخ سے نکل آؤ تم مسلمان ہو میں السلام ہوں اور تم اہل ایمان ہو میں مومن ہوں۔ ان دونوں اسموں کی برکت سے بہت سے دوزخیوں کو دوزخ سے نکالے گا۔

فائدہ کاشفی نے اس کا ترجمہ کیا ہے مومنوں کو دوزخ کے عذاب سے امن دینے والا یا مخلوق کے ایمان کا داعی یا برہان یا معجزہ ظاہر کرکے رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی تصدیق کرنے والا۔

فائدہ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مومن مطلق وہ ہے کہ کوئی امن و امان تصور نہ ہو مگر یہ کہ اسی کی جہت سے نصیب ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور مخفی نہ رہے کہ بینا کو خطرہ ہے کہ وہ آنکھ نہیں رکھتا کہیں ہلاکت کے گڑھے میں نہ گر موں لیکن اس کے دل میں بصیرت بخشی ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرا امن دینے والا ہے تو پھر مجھے خطرہ کیوں ایسے ہی جس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہے وہ امن میں ہے کہ اس سے دوسرے ہاتھ کے ذریعہ دکھ تکلیف رفع دفع ہو گی۔ ایسے ہی جمیع حواس واطراف کا حال ہے۔ المومن ہی اعضاء جوارح کا خالق و مصور و مقوم ہے مثلاً اکیلا انسان اعداء کو مغلوب مقدر کیا جائے تو تنگی کے گڑھے میں گرے گا نہ اس کے اعضاء کام کر سکیں گے بوجہ ضعف کے اگر کچھ کام کریں بھی تو اس کے پاس ہتھیار نہیں ہتھیار ہوں۔ یوں بھی تو تنہا عدو (بڑے لشکر) کا مقابلہ کیسے کر سکے گا اگر اسے لشکر بھی میسر ہو تب بھی اسے امن نہ ہو گا کہ وہ کسی قلعہ میں محفوظ نہیں۔ اندریں اثناء کوئی ایسا غمخوار مل جائے جو اس کے ضعف کا مداوا کرے اسے قوت بخشے اور لشکر سے مدد کرے اور اس کو اور ہتھیار دے اور اس کے ارد گرد محفوظ قلعہ تیار کر دے۔ اب سمجھے گا کہ اسے امن و امان حاصل ہے۔ اسی لئے المومن کی صفت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کیونکہ مومن تو بہت بڑا کمزور اس کی فطرت ہی ضعف ہے پھر امراض اور بھوک اور پیاس کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ آفات و بلیات جلانے والی غرق کرنے والی زخمی کرنے والی اس کے اعضاء توڑنے والی کا

marfat.ocm

نشانہ بنا رہتا ہے اسی لئے اسے امن وہ دے سکتا ہے جو اس کے امراض کے لئے ادویہ تیار کرے۔ بھوک و پیاس دور کرنے کے لئے خورد و نوش کا ایسا انتظام کرے کہ نہ اسے بھوک کا خطرہ نہ پیاس کا اور اس کے اعضاء بدن سے آفات کو دور کرنے والے تیار کئے اور جو اس ڈرانے والے جاسوس بنائے جو اسے ہلاکت چیزوں سے ڈرائیں۔ اور آخرت کا خوف دور کرنے کے لئے اس کا کلمہ توحید تیار کیا اور جو خود ہدایت دیتا ہے اسی قلعہ میں آجاؤ آخرت کے خوف سے محفوظ رہو گے۔ اور بہت بڑی رغبت دی چنانچہ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گا میرے عذاب سے امن میں آجائے گا اور عالم میں امن دینے والا صرف وہی ایک ہے اسی سے فوائد کے لئے اسباب بنتے ہیں اور خلق کی تخلیق میں منفرد ہے اور وہی نیک اعمال کرنے کی ہدایت بخشتا ہے۔

عبدالمومن کی تحقیق عبدالمومن وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ عذاب سے امن دے اور لوگ اسے اپنی ذوات و اموال و اعراض پر امن سمجھیں کہ اسی کی معرفت ہماری یہ چیزیں بہتر اور درست رہیں گی۔ بندہ اس اسم سے یہ حظ اٹھائے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو امن دے بلکہ ہر خوفزدہ اسے اپنا زور بازو سمجھے کہ مجھ سے ہلاکتوں اور تکلیف کو یہی رفع کرے گا دینی امور ہوں یا دنیوی۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے ہمسایگان کو تکلیف وغیرہ سے امن دے۔

فائدہ ترجمہ وصایا الفتوحات میں ہے کہ اگر چاہتے ہو کہ کسی سے خوف نہ ہو تو کسی کو مت ڈرا تا کہ تو سب سے بے خوف رہے کیونکہ جب تو انہیں کوئی دکھ نہیں پہنچاتا وہ تجھے کیسے دکھ پہنچائیں گے۔

حکایت ابن العربی رضی اللہ عنہ سیدنا ابن العربی شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی میں نے راہ سلوک کے طریق پر چلنا شروع نہیں کیا تھا ایک دن والدہ محترمہ اور دیگر لوگوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے وہ میرا بچپن تھا جنگل میں ایک چراگاہ پر گور خر کا ریوڑ نظر آیا۔ تیر کمان میرے پاس تھے اور مجھے گور خر کے شکار کا شوق تھا لیکن دل میں خیال آیا کہ انہیں امن دوں کچھ نہ کہوں۔ ریوڑ سے گزرا اور اب آسان تھا کہ ان کو شکار کر سکوں

marfat.com

لیکن چونکہ ارادہ ترک کر چکا تھا اسی لئے میں وہاں سے آرام سے گزر گیا۔ ان میں سے کسی نے بے خوف و خطر ہو کر میری طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا میرے پیچھے میرے جیسے اور نوجوان آرہے تھے ان کو دیکھتے ہی تمام اور خرگوش بھاگے کہ ان کا نشان تک نظر نہ لیا اس وقت تو مجھے سمجھ نہ آئی لیکن جب راہ سلوک طے کیا معلوم ہوا کہ میں نے ان کے جو امن دینے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اسی لئے میرا امن ان پر اثر کر گیا۔

فائدہ المومن کے اسم کا زیادہ حقدار وہ بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو امن پہنچائے۔ عذاب الٰہی سے بچانے کی تدبیریں بتائے اور ارشاد و ہدایت کے طریق سے کہ انہیں نجات نصیب ہو۔ یہ طریقہ انبیاء و اولیاء و علی نبینا علیہم السلام کا ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم دوزخ میں ایسے گرنا چاہتے ہو جیسے پتنگ آگ پر میں نے تمہاری پیشانیوں سے تمہیں پکڑ رکھا ہے۔

سوال ڈرانے والا وہ خود ہے اور امن کے اسباب بتانے والا بھی خود پھر کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنے کا کیا فائدہ؟

جواب واقعی امن و خوف اسی سے ہے چونکہ وہی امن و خوف کا خالق ہے اور مخوف ہو تو ضروری نہیں کہ مومن (امن بخشنے والا) نہ ہو جیسے وہ مذل و ذلت دینے والا) ہے لیکن اس سے فرق نہیں پڑتا کہ معز (عزت دینے والا) نہ ہو۔ وہ خافض (نیچا کرنے والا) ہے تو رافع (اونچا کرنے والا) بھی ہے جب وہی خافض و رافع ہے تو پھر وہ مومن مخوف بھی ہے لیکن المومن تو اسم تو قیفی ہے مخوف نہیں (یہ صرف لفظوں سے حیثیت سے کیا گیا ہے۔)

خاصیت المومن اس اسم کا خلاصہ ہے تامین و حصول والصدق والتصدیق و قوت الایمان علی العموم اس کے ذکر کرنے والے کو اسی لئے جو شخص ڈرتا ہو وہ اسے چھتیس بار پڑھے تو اس سے امن پائے گا اور اس کا مال بھی امن میں رہے گا۔ جتنا کم و بیش پڑھے گا اتنا ہی خوف و امن میں کمی و بیشی آئے گی۔

marfat.ocm

اَلْمُهَیْمِنُ وہ حفاظت فرمانے والا ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ یہ ان اسماء میں سے ہے جو اپنے اشتقاق کے معنی سے بڑھ کر معنی دے یعنی وہ جو ضرر رساں چیزوں سے بہت زیادہ حفاظت اور بچاؤ کرنے والا کہلاتا هیمن الطاهر پرندے نے اپنے بچے پر خوب پر پھیلائے اس کے بچانے کے لئے اور ارشاد میں ہے کہ الرقیب یعنی ہر شے سے محفوظ کرنے والا۔ ازہری نے فرمایا کہ یہ شاید ایک لغت ہے اسی سے ہے مهیمنا علیه یعنی شاهدا علیه اور شاهدا یعنی علماء دراصل مؤمن تھا دو ہمزوں سے دوسرا ہمزہ یاء سے تبدیل ہوا کہ دو ہمزوں کا یکجا ہوا کرتا ہے جیسے ارق الماء ای هراقه۔ پانی بہایا۔ اس تقریر پر یہ مؤمن کے معنی میں ہے۔

حکایت جب ابن قتیبہ نے کہا کہ المؤمن کی تصغیر المہیمن ہے کہ دراصل مؤمن تھا ہمزہ ہاء سے تبدیل ہوا تو علماء کرام نے فرمایا کہ اسے (مہیمن) کو مؤمن کی تصغیر کہنا کفر کے قریب ہے اس سے قائل کو بچنا ضروری ہے کیونکہ اس میں ترک تعظیم ہے۔

فائدہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ المہیمن اللہ تعالیٰ کے حق میں بمعنی مخلوق کے اعمال و ارزاق و آجال پر قائم یعنی وہ ان سے مطلع ہے اور ان پر غالب اور ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جتنا ہی کوئی امر اپنی کنہ کے لحاظ سے مشرف ہو اللہ تعالیٰ اس پر غالب و محافظ ہے۔ (الاشراف) بالفعل علم و استیلاء کمال قدرت و کمال سے ان تمام اسماء کا جامع ہے المہیمن ہے علی الاطلاق والکمال سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی پر اس کا اطلاق صحیح نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کتب قدیمہ میں اللہ تعالیٰ کا نام المہیمن ہے۔

عبد المہیمن کی تحقیق عبد المہیمن وہ بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو رقیب و شہید علی کل شیء ہونے ہوئے کا مشاہدہ کرے اور اپنی اور دوسرے کی نگرانی کرے کہ حقدار کو حق پہنچے کیونکہ وہ اسم مہیمن کا مظہر ہے۔ اور عارف کا حظ اس اسم سے یہ ہے کہ وہ اپنے قلب کی نگرانی اور اپنے قویٰ و جوارح کی حفاظت کرے کہ کہیں شیطان بہکا نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی نگرانی و حفاظت میں ہر وقت مستعد و قائم رہے۔ جسے یقین ہو جائے اللہ تعالیٰ مہیمن ہے وہ اس کے جلال کے سامنے عاجزی اور اپنے جملہ احوال پر نگرانی اور اس سے حیاء کرے گا کہ کہیں وہ اس کی غلطی پر مطلع نہ ہو

marfat.ocm

جائے۔ (غلطی کرتا ہی نہیں) اسی لئے وہ ہروقت اللہ تعالیٰ کے سامنے مراقبہ میں بیٹھتا ہے۔

حکایت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے ایک دن بیٹھ کر پڑھی اور پاؤں پھیلا کر اندریں اثناء ہاتف نے ندا دی کہ بادشاہوں کی محفل میں ایسے بیٹھا کرتا ہے۔

حکایت حریری خلوت میں بھی پاؤں نہیں پھیلاتے تھے ان سے پوچھا گیا کہ آپ خلوت میں پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے جبکہ اس وقت کوئی ہوتا ہی نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ادب سب سے زیادہ ضروری ہے۔

حکایت صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے ایک دفعہ کعبہ معظمہ کے نزدیک مجھے بھی ایسا واقعہ پیش آیا میں نے بیت اللہ شریف کا طواف کر کے تھوڑی دیر مقام ابراہیم سے ٹیک لگائی تو آواز آئی اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا کیوں قرب کے باوجود بعد کیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مجالست میں بے ادبی ہے اس لئے جب تک میں کعبہ معظمہ میں رہا صف اول میں پہنچ کر نماز ادا کرتا رہا۔

خاصتہ المہیمن اس اسم کا خاصہ ہے بواطن و اسرار پر مطلع ہونا جو اسم کو غسل کر کے نماز (دوگانہ) پڑھ کر خلوت میں جمع خاطر کر کے ایک سو بار پڑھے تو جو چاہتا ہے وہ اسے مل جائے گا اس کی نسبت معنوی یہی ہے کہ وہ علام الغیوب ہے۔ حضرت سہروردی (شہاب الدین قدس سرہ) نے فرمایا جو اس پر مداومت کرے اس کا حافظہ تیز ہوگا اور نسیان دور ہو جائے گا۔

العزیز عزت والا ہے۔ حکم میں غالب یا عزت بخشنے والا۔

حل لغات عز سے ہے بمعنی عصب اس کا مرجع ،، قدرت جو معارضہ و ممانعت سے بلند و بالا ہے یا عز عزازۃ سے ہے بمعنی قل (نادر) اس سے مراد عدیم المثال ہے جیسے فرمایا لیس کمثلہ شئی اس کی مثل کوئی نہیں)

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا العزیز وہ شے ہے جس کی مثل کا وجود قلیل ہو اور اس کی طرف

marfat.ocm

ضرورت سخت اور اس تک پہنچنا مشکل ہو جس میں یہ تینوں نہ ہوں اسے العزیز نہ کہا جائے گا کیونکہ بہت سی اشیاء نادر ہوتی ہیں لیکن اس کی عظمت و شان اتنی بڑی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ کثیر المنفعت ہو اسے عزیز نہیں کہیں گے بہت سی اشیاء نادر الوجود ہیں لیکن عظمت والی بھی ہیں اور کثیر النفع بھی اور وہ اپنی نظیر خود نہیں لیکن اس تک پہنچنا مشکل نہیں اسے بھی عزیز نہ کہیں گے جیسے سورج مثلاً کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ایسے ہی زمین یہ ہر دونوں کثیر النفع ہیں اور ان ہر دونوں کی شدید ضرورت بھی ہے لیکن ان دونوں کو عزیز نہیں کہیں گے کیونکہ ان ہر دونوں تک پہنچنا مشکل نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جب تک مذکورہ بالا تین شرائط نہ ہوں اسے عزیز نہ کہیں گے پھر ان پر تینوں شرائط میں کمال و نقصان قلۃ الوجود میں کمال کی انتہا تک ہے اور کمال اس میں ہے کہ وہ صرف ایک یوں ہے کہ اس کی نظیر ممتنع ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں جو ایک تو ہے لیکن اس کی نظیر ممکن ہے تو ابھی وہ نظیر نہیں مثلاً سورج ایک ہے لیکن اس کی نظیر ممکن ہے پھر کمال غلبت و شدت الحاجت میں یہ ہے کہ ہر شے اپنی حاجت میں اسی کی محتاج ہے یہاں تک کہ اپنے وجود و بقاء منفعت میں اور یہ کمال صرف اللہ تعالیٰ میں ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں باقی ہر شے اس کی محتاج ہے۔

تحقیق عبدالعزیز عبدالعزیز وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ عزت دے تجلی عزت حدثان واکوان کے ہاتھ اس پر غلبہ نہ پاسکیں اور وہ ہر شے پر غالب ہو حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے تمام بندے محتاج ہوتے ہیں اپنے جملہ امور کی مہمات میں یعنی مہمات اخرویہ اور سعادت ربیہ اور یہ ایسے ہیں جو نادر الوجود اور نہایت ہی مشکل سے میسر آتے ہیں اور یہ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے اور ان کی اس عزت میں وہ حضرات بھی شریک ہیں جو ان کے درجات کے قریب ہیں خواہ وہ ان کے ہم زمان ہیں جیسے خلفاء راشدین یا ان کے زمانہ ظاہری کے بعد جیسے جملہ وارثین انبیاء یعنی اولیائے کرام علی نبینا و علیہم السلام) ان ہر ایک کی عزت ان کے مرتبہ کے مطابق ہو گی مشارکت اور آسانی سہولت اور بقدر اس کے غناء ارشاد الخلق ہیں۔

فائدہ بعض نے کہا کہ بندے کا اس اسم سے حظ یہ ہے کہ وہ خود کو عزت دے دنیا کے خسیس امور میں جھانکنے

marfat.com

سے اسے ذلیل نہ کرے اور نہ ہی لوگوں سے سوال کے لئے قریب و ذلیل کرے اور نہ ہی خود کو ان کا محتاج ظاہر کر کے اس کو رذیل بنا دے۔

فائدہ بعض نے کہا عزیز وہ ہے جو اوامر و نہی کی عزت کرے اس کی اطاعت سے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کو ذلیل کرتا ہے تو محال ہے تو اس کے لئے عزت متحقق ہو سکے۔

فائدہ حضرت الشیخ ابو العباس المرسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بخدا میں نے عزت دیکھی ہے تو صرف مخلوق سے رفع الہمتہ میں یعنی ان سے مستغنی رہنے میں جو شخص اللہ تعالیٰ کو عزیز مانتا ہے تو جلال مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے جلال کے لاشی سمجھے گا خلاصہ یہ کہ مخلوق میں عزیز وہ ہے جو مشہور ہے وہ یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ ذو قدر و ذو منزلت بنائے کہ اسے بقایا فنا کا کچھ حصہ عطا فرما دے ان میں بعض وہ ہیں جو طاعت الٰہی سے عزیز بنے۔ بعض وہ ہیں جنہوں نے عاجزی سے یہ مرتبہ پایا بعض وہ ہیں جنہیں علم و معرفت و کمال سے یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ بعض وہ ہیں جنہیں سطوت و شوکت اور مال سے یہ مرتبہ ملا۔ بعض وہ ہیں جو دارین میں عزیز ہیں بعض وہ ہیں جو صرف دنیا میں عزیز ہیں لیکن آخرت میں فارغ۔ بعض وہ ہیں جو آخرت میں عزیز ہوں گے دنیا میں فارغ کیونکہ بہت سے اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو دنیا میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے عزیز ہیں بعض ایسے ہیں جو لوگوں کی نگاہوں میں عزت والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہیں اور اصلی عزیز وہی ہے جو مالک و مولیٰ کے نزدیک عزیز ہیں۔

خاصیت العزیز جو شخص چالیس دن تک چالیس بار روزانہ یہ اسم عزیز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرمائے گا اور عزت بڑھائے گا۔ اور وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہ ہو گا اور اربعین الدر رملیہ میں ہے کہ ورد یوں ہے۔

یاعزیز المنیع الغالب علی امرہ فلاشئی یعادلہ

(اے عزیز جو کسی سے مغلوب نہیں بلکہ وہ ہر امر یہ غالب ہے کوئی شے اس کی مقابل و معاوضہ نہیں کر سکتی)

فائدہ حضرت الشیخ السہروردی (قدس سرہ) نے فرمایا کہ جو سات روزہ بلاناغہ ایک ہزار بار روزانہ پڑھے تو اس کا دشمن ہلاک ہو جائے گا اور اگر لشکر کے سامنے ستر بار پڑھ کر دشمن کی طرف ہاتھوں کا اشارہ کرے تو دشمن شکست کھا

marfat.ocm

کر بھاگ جائیں گے۔

اَلْجَبَّار عظمت والا وہ جو اپنے ارادہ پر مخلوق کو اپنے قہر و جبر میں رکھے اور اس پر انہیں مجبور کرنے یا معنی المصلح یعنی وہ جو ان کے احوال کی اصلاح کرے اس کا معنی جبار ثلاثی ہے نہ کہ وہ افعل سے ہے اور جبر بمعنی اجبر ہے بنی تمیم اور بہت سے اہل حجاز کی لغت میں ان کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے ثلاثی کے صیغے مزید میں مبالغہ کے لئے آتے ہیں۔ اس معنی پر بہت اجبرو سے ہے بمعنی قہرہ اور فرآء نے کہا کہ ہم نے فعال افعل سے نہیں سنا سوائے جبار و دراک کے کہ یہ اجبرو ادرک سے ہیں۔

حل لغات امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الجبر کا اصل اصلاح الشئی بضرب من القھر شے کی اصلاح تھوڑے سے قہو جبر سے اور کبھی صرف اصلاح کے لئے بھی بولا جاتا ہے جیسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دعا میں ہے یا جابر کل کسیر و مسھل کل عسیر اے ہر ٹوٹے کی اصلاح کرنے والے اور اے ہر مشکل کو آسان کرنے والے الاجبار دراصل کسی کو برانگیختہ کرنا کہ وہ امور کو درست کرے لیکن عرف محض اکراہ میں مستعمل ہوتا ہے اسی لئے وہ گروہ جو عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو معاصی پر مجبور کرتا ہے کو متکلمین مجبرہ (فرقہ) کہتے ہیں اور متقدمین انہیں جبریہ کہتے۔ اگر کسی انسان پر اس کا اطلاق ہو تو وہ شخص مراد ہو گا جو اپنا نقص کسی ایسے بلند مرتبے کے دعویٰ کرنا چاہے جو اس کے لائق نہیں اور یہ اس کے لئے بطریق مذمت ہو گا ہاں اللہ تعالیٰ کی صفت جبار بایں معنی ہے کہ وہ بندے کی کمی کے باوجود انکا جبر نقصان بڑی سے بڑی نعمتوں سے کرتا ہے یا انہیں اس پر جبو اکراہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے جیسے انہیں بیمار کر دینا موت دینا۔ مرنے کے بعد اٹھانا وغیرہ وغیرہ۔ اور اسکا ایسا قہر مبنی پر صحت ہوتا ہے اور اس کی حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ وہ یونہی کرے بہر حال جبار مطلق وہ ہے جو اپنی مرضی پر علی طریق الاجبار ہر ایک حکم جاری فرمائے اور اس پر کسی کی مرضی مسلط نہ ہو سکے۔

کتب سابقہ کا مضمون بعض کتب الٰہیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرا بندہ تیرا بھی ارادہ ہے میرا بھی لیکن ہو گا وہی جو میرا ارادہ ہے اگر میرے ارادہ پر تو راضی ہے تو تو جو چاہتا ہے اس کی میں کفایت کروں گا۔ اگر تو

marfat.com

راضی نہیں تو تجھے تیرے ارادے پر چھوڑ کر وہی کروں گا جو میرا ارادہ ہو گا۔

تحقیق عبدالجبّار عبدالجبار۔ عبد ہے جو ہر شے کی کمی و نقص کو پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حال کا جبر نقصان فرما دیا ہے اور اسے اسی اسم کی تجلی سے اسے ہر شے کے حال کا جابر و پورا کرنے والا اور ہر شے پہ مستعلی (بلند قدر) بنایا ہے۔ جو عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جبار ہے تو اس کی نظروں میں ہر جبار (سرکش) لاشئی ہو گا اور ہر معاملہ میں وہ کسی کی طرف رجوع کرے گا عاجزی سے اور اپنے اعمال کی کوتاہی و کمی کو پورا اور اپنی ناقص آمال (آرزوئیں وغیرہ) کو ترک کر کے ایسے شخص کا اسلام و استسلام کامل و مکمل ہو جائے گا اور اکوان (جملہ عالم) سے اس کی ہمت بلند ہو گی وہ اپنے نفس پر بھی جابر ہو گا اور دوسروں کی کمی کوتاہی بھی پوری کرے گا۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس اسم کے عارف کا حظ یہ ہے کہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر اس کے نقائص کی کمی کر کے فضائل کے کمالات حاصل کرے اور اسے ملازمت تقویٰ و مواظبت علی الطاعۃ پر ابھارے اور اس کی خواہشات و شہوات کو انواع ریاضات سے مٹائے اور اس سے ماسوی اللہ کو ہٹائے حق کے سوا کسی طرف متوجہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر وقار و سکینہ کے زیورات سے متجلی ہو گا کہ اسے حوادث کے سخت جھونکے نہ ہلا سکیں اور نہ نوازل (بلیات و آفات) کے طوفان اس کا کچھ بگاڑ سکیں بلکہ ارشاد و اصلاح کے لحاظ سے انفس و آفاق میں اس کی تاثیر قوی ہو گی۔

فائدہ حضرت امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ الجبار عباد (بندوں) میں وہ ہے جو اتباع حق سے مرتفع ہو کر استتباع کے درجہ تک پہنچے اور اپنی بلند قدری میں ایسا منفرد ہو کہ مخلوق کا جبر نقصان خدا کو فائدہ پہنچائے۔ ان سے فائدہ اٹھائے۔ ان پر اثر انداز ہو ان کا اثر قبول نہ کرے اتباع کرائے ان کی اتباع نہ کرے کسی کی طرف متوجہ نہ ہو یہاں تک کہ اپنی خبر تک نہ ہو کامل الارادہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ سوائے ذات حق کے اس کا کسی طرف دھیان تک نہ ہو اپنے امور میں اور استتباع میں کسی سے طمع نہ کرے۔

شان حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم سے ایسا کامل حظ صرف اور صرف سید الاولین والاخرین

marfat.ocm

ﷺ کو نصیب ہوا اور بس۔ خود فرمایا کہ اگر موسیٰ بن عمران علیہ السلام آج موجود ہوتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کوئی چارہ نہ تھا اور میں سید ولد آدم (علیہ السلام) ہوں اور اس کا میں فخر نہیں کرتا۔

خاصیتہ الجبار اسم خاصیت ہے ظالمین جبار (سرکش) حد سے تجاوز کرنے والوں سے سفر و حضر میں حفاظت مسبعات عشر کے بعد ہر صبح و شام کو یہ اسم اکیس بار پڑھ لیا جائے۔ (شرح الاسماء الحسنیٰ للزروقی)

المتکبر (کبریائی والا) وہ جو بے نیاز ہو ان امور سے جو ضروریات یا نقصان کا موجب ہوں یا بہت بڑی کبریائی اور عظمت والا کیونکہ صیغہ تفعل اس سے تکلف جو اس میں نہ ہو جب کہا جائے گا۔ تکبر و تسخی دلالت کرے گا کہ وہ شخص کبر و سخاوت ظاہر کرتا ہے حالانکہ نہ وہ بڑا ہے اور نہ سخی ہے۔ وہ تکلف جو محال نہیں اللہ تعالیٰ کے لئے اگر مستعمل ہو تو اس کا لزومی معنی مراد ہو گا یعنی وہ شے جس سے فعل بطریق الم و اکمل قائم ہے۔ بغیر اس کے کہ اس میں تکلف اور حقیقی معنی کو دخل ہو اسی سے ہے ترحمت علی ابراھیم یعنی رحمتہ۔ تو نے اس پر اتم و اکمل رحمت فرمائی جب کہا جائے اللّٰہ المتکبر یعنی کبر میں انتہائی مراتب والی ذات۔

حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی منبر پر (جو مدینہ طیبہ) میں ہے دیکھا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم سنا رہے تھے کہ ... فرماتا ہے کہ وہ قیامت میں جملہ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے قبضہ قدرت سے جمع فرمائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹھی کھول کر پھر بند کر کے فرمایا کہ اسی طرح جمع فرمائے گا میں اللہ ہوں۔ میں رحمٰن ہوں میں رحیم ہوں۔ میں ملک ہوں۔ میں قدوس ہوں میں سلام ہوں۔ میں مومن ہوں میں مہیمن ہوں میں عزیز ہوں میں جبار ہوں میں متکبر ہوں میں وہ ہوں جس نے دنیا کا آغاز کیا جو پہلے نہ تھی میں نے ہی اسے تیار کیا کہاں ہیں بادشاہ کہاں جبابرہ (سرکش)

قہار بے منازع و غفار بے ملال   دیان بے معدول و سلطان بے پناہ

باغیر او رضاضت شاہی بود چناں   بریک دو چوب پارہ ز شطرنج نام شاہ

ترجمہ قہو منازع اور غفار بے ملال ہے۔ دیان بے معدول ہے اور سلطان بغیر سپاہ کے ہے۔ اس کے غیر کی

marfat.ocm

طرف شاہی نسبت ایسے ہے جیسے شطرنج کے مہرے پر دو ٹکڑے لکڑی کے۔ اس کا نام بادشاہ ہے۔

حل لغات امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا متکبر ہے۔ دو اقسام

۱۔ حقیقت میں افعال حسنہ کثیرہ اور زائدہ بر محاسن غیر اسی پر اللہ تعالیٰ متکبر کی صفت سے موصوف ہے اور یہ ممدوح ہے۔

۲۔ مذکورہ امور کو بہ تکلف اور اسی کے مطابق تکمل ظاہر کرنا اور یہ عام لوگوں میں ہوتا ہے اور یہ مذموم ہے۔

حدیث شریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے جو بھی میرے سے چھینے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔

متکبر مستکبر میں فرق متکبر عام ہے حق کبر کے اظہار کے لئے جیسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں ہے اور باطل کبر کے اظہار کے لئے جیسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے فرمایا۔ ساصرف عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض عن الحق میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو ہٹاؤں گا جو زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں۔

مسئلہ کبر انسان میں یہ ہے کہ وہ گمان کرے کہ میں اپنے غیر سے بڑا ہوں اور تکبر اس کے اظہار کا نام ہے (عوارف) استکبار بمعنی باطل بڑائی کا اظہار جیسے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے متعلق فرمایا استکبر اس نے اپنی بڑائی ظاہر کی۔ اس طرح کی دیگر استعمالات جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔

سوال الاسئلۃ المقحمۃ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے متکبر کی صفت کیسی جبکہ یہ صفت مخلوق کے حق میں مذموم ہے۔

جواب اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا معنی ہے کہ وہ بہت عظمت و کبریائی والا یعنی غیر کی فرمانبرداری اس کے لئے ممتنع ہو اور یہ مخلوق میں مذموم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حق میں صفت مدح ہے۔

سوال اس کا کیا جواب ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کو ان کے چچا ابو طالب نے کہا ماطوعک

marfat.ocm

ربک یامحمد اے حضرت محمد (عربی) ﷺ تیرا رب تیرا کیسا اطاعت گزار ہے۔ آپ نے چچا کو جوابا فرمایا۔ وانت یاعم لو اطعتہ اطاعک چچا اگر تو بھی اس کی اطاعت کرے گا تو وہ بھی تیری اطاعت کرے گا۔

جواب مطیع کی اطاعت مذموم نہیں کیونکہ یہ کسی دوسرے امر خارج سے نہیں غیر مطیع کی اطاعت نہ کرنا یہ متکبر ہے اور وہ متکبر للمتکبر ہے جیسے وہ مطیع کے لئے مطیع ہے۔

مسئلہ بعض نے کہا متکبر وہ ہے جو دوسرے کو اپنے سے حقیر سمجھ کر اسے ایسے دیکھے جیسے مالک غلام کو یہ علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو لائق نہیں اور نہ ہی کسی دد سرے پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے اگر ہو گا تو مذموم ہو گا کیونکہ ایسے امر کا اظہار ہے جو اس میں نہیں۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ و جنت کا آپس میں جھگڑا ہو گیا دوزخ نے کہا میرے اندر جبار و سرکش داخل ہوں گے۔ بہشت نے کہا میرے اندر ضعفاء و مساکین داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیری وجہ سے جس کے لئے چاہوں گا عذاب کروں گا اور بہشت کو فرمایا تو میری رحمت ہے تجھے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا لیکن تم دونوں کو پر کروں گا۔

فائدہ جسے یقین ہو کہ وہ بلند قدر اور کبریائی والا ہے تو طریقہ تواضع اختیار کرے گا اور عاجزی و انکساری کے راستے پر چلے گا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ وہ فقیر جو اپنے پھٹے پرانے لباس میں ہے اس جدید لباس والے سے بہتر ہے جس نے عاریت کا پہنا ہے۔

فائدہ بعض دانش وروں نے فرمایا کہ جو خود کو ذلیل اور بیکار سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس جیسی عزت کسی کو نہیں بخشتا اور جو خود کو معزز سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

marfat.ocm

حکایت بعض فقراء نے فرمایا کہ میں نے طواف میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے آگے دو آدمی لوگوں کو ہٹا رہے تھے اس کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک موقف پر رو گیا۔ میں نے پوچھا تو کہا کہ جہاں میں نے عاجزی کرنی تھی وہاں تکبر کیا تو اس کی یہ سزا ملی کہ اب مجھے لوگ آنکھ اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ جس سے میری ذلت ہو رہی ہے۔

عبد المتکبر کون؟ عبد المتکبر وہ بندہ ہے جس کا حق تعالیٰ کے آگے تذلل و عاجزی سے تکبر مٹ گیا ہو یہاں تک کبریائی حق اس کے تکبر کے قائم مقام ہو پھر ماسوی اللہ پر حق کے ساتھ تکبر کرتا ہے غیر کے سامنے اسے عجز و نیاز اور انکساری کا موقعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ غیروں کے آگے مجازی وانکساری کرتا ہی نہیں۔

امام غزالی قدس سرہ کی تقریر المتکبر بندہ زاہد اور عارف کا زہد یہ ہے کہ جو شے اسے حق سے مشغول رکھے اس سے منزہ اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا باقی ہر شے پر تکبر کرے اور وہ دنیا و آخرت دونوں کو حقیر سمجھے بلکہ وہ اس سے بلند و بالا ہو کہ وہ دونوں اسے حق تعالیٰ میں مشغول رکھے۔ عارف کا زہد یہ بھی ہے کہ معاملہ و معاوضہ میں سامان دنیا بیچ کر آخرت کا سامان خریدے اور نقد والی شے کو آنے والے وقت میں دو گنا ملنے کے طمع میں چھوڑ دے یہی بیع سلم ہے اور یہی وہ بیع ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے سے کرتا ہے۔ جسے کھانے پینے اور نکاح کی شہوت دور کر دے وہ حقیر ہے اور متکبر وہ ہے جو ہر شہوت اور لذت والی شے کو حقیر سمجھے اور لذت کے بارے میں یہ سمجھے کہ اس میں جانور وغیرہ بھی شریک ہے۔

خاصیت المتکبر یہ اسم مبارک جلالی ہے اسی سے خیر و برکت کا ظہور ہوتا ہے جس نے اپنی زوجہ سے دخول سے پہلے یہ اسم مبارک دس بار پڑھ کر جماع کیا تو اللہ تعالیٰ صالح بچہ (لڑکا) عطا فرمائے گا۔ حضرت سہروری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس پر مداومت مسلسل پڑھنے والے کی قدر و منزلت اور عزت و مرتبہ بڑھتا ہے بلکہ اس کا کوئی بھی کسی وقت اور کسی حالت میں معاوضہ نہ کر سکے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اللہ تعالیٰ کو پاکی ہے ان کے شر سے تنزیہ اس کو اس سے جو وہ اس کے ساتھ

marfat.ocm

شریک ٹھہراتے ہیں یا ان کے شرک کرنے سے باوجود یہ کہ اتنا بڑی عظیم صفات سن چکے ہیں ان کو تو چاہیے تھا کہ وہ بہت بڑی صفات والے معبود کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی تسبیح کرو اور اس کی بہت بڑی تنزیہ اس سے، جو اس کے اس کی مخلوق کے ساتھ ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی کے اظہار کے لئے فرمایا ہے یا ان پر تعجب دلانے ک لئے کہ اتنی بڑی صفات اللہ تعالیٰ کی دیکھنے کے باوجود بھی اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَلْمَلِکُ الخ میں اس کی وحدانیت ذات و فردانیت صفات اور اس کا تصرف فی الاشیاء بطریق اقتضائے حکمت ازلیہ کی طرف اور اسکی نزاہت از نقائص امکانیہ و وصف لامن بین العدم الحس بسبب تحقق بالوجود المطلق کی طرف اور حفظ الاشیاء اس کی عین مشیت میں اور اپنے اولیاء کے اعزاز و اقہر و ازلال اس کے اعداء کی طرف اور اس کے کمال کبریائی کی طرف جو جمیع مظاہر میں ظاہر ہے اور اس کی نزاہت اس سے جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں بمعنی اس کی ذات و صفات کی طرف اشارہ اور عرائس البقلی میں ہے کہ پاکی بیان کرو اس سے جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں نواظر و خواطر کے ساتھ۔

تفسیر عالمانہ ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ وہی ہے اللہ تعالیٰ خالق (بنانے والا) یعنی مقتضائے حکمت پر اپنی مشیت کے مطابق تمام اشیاء کا مقدر کرنے والا۔

حل لغات اصل خلق بمعنی التقدیر ہے جیسے کہا جاتا ہے خلق النعل بمعنی قدرھا وسواھا بمقیاس جوتے کی مقدار صحیح اور درست بنائی۔ آلہ سے اگرچہ عام مشہور تخلیق (پیدا کرنا) ہے صحیح مقدار اور درست بنانے کے معنی میں مشہور ہو گیا ہے۔ مادہ سے ہو جیسے انسان کی تخلیق نطفہ سے وغیرہ وغیرہ مادہ کے جیسے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق وغیرہ وغیرہ۔

تحقیق عبدالخالق عبدالخالق وہ بندہ ہے جو اشیاء کا مقدر کرے مشیت حق کے مطابق بوجہ اس پر تجلی حق کے ساتھ وصف خلق و تقدیر کے اور وہ جو مقدر کرتا ہے اسی (حق تعالیٰ) کے تقدیر کے مطابق کرتا ہے۔

marfat.ocm

خاصیت خالق اس اسم کا ورد آدھی رات یا اس کے بعد تھوڑی دیر کے بعد کیا جائے اس سے ذکر کرنے والے کا دل منور اور روشن ہو جائے گا اور اس کا چہرہ بھی نورانی ہو گا۔ اربعین للادر سیہ میں ہے کہ اس ورد کے الفاظ یہ ہیں۔

خالق من فی السموات ومن فی الارض وکل الیہ معاد

(وہ آسمان والوں اور زمین والوں کا پیدا کرنے والا اور سب کا اسی طرف ہے)

حضرت سہروردی قدس سرہ نے فرمایا کہ جس کی کوئی شے ضائع ہو جائے یا غائب ہو لیکن بہت دور ہوں کہ اس کے ملنے کا امکان بہت کم ہو تو پانچ ہزار بار پڑھیں الباری (پیدا کرنے والا) اشیاء کا پیدا کرنے والا کہ ان میں کسی قسم کا تفاوت بھی نہیں ہوتا (جیسے خود فرمایا)

ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفاوت

(نہ دیکھو گے رحمن کی تخلیق میں کوئی تفاوت)

البرء یعنی الایجاد ایسے طریق سے کہ اس کا موجد تفاوت، نقصان سے بری ہو اس سے جو تقدیر کا تقاضا ہے اس کی ایجاد اس کی حکمت بالغہ و مصلحت کاملہ پر ہے۔

عبدالباری کی تحقیق عبدالباری وہ بندہ ہے جس کا ہر عمل تفاوت و اختلاف سے بری ہو وہ کوئی کام نہیں کرتا جو حضرت اسم باری کے مناسب نہ ہو پورے طور وہی کرتا ہے جو اس کے مناسب ہے اور وہ نقصان سے بری (بیزار) ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا تا ماتری فی اخلق الرحمن من تفاوت

خاصیت الباری اس اسم مبارک کی خاصیت یہ ہے کہ اسے ہر روز ایک سو بار سات دن بلا ناغہ پڑھنے سے آفات و بلیات سے سلامتی ہو گی نہ صرف تادم زیست بلکہ قبر کے اندر تک جب اس پر مٹوں کے تن مٹی کے ڈھیر ہوں گے۔ پاگل کے گلے میں لکھ کر تعویذ لٹکایا جائے تو اسے فائدہ ہو گا ایسے ہی جملہ سخت امراض کے لئے۔

المصور (ہر ایک کو صورت دینے والا) اشیاء کی صورتیں اور ان کی کیفیات اپنے ارادہ کے مطابق بنانے والا یعنی

marfat.ocm

جملہ مخلوق کو صورت بخشنے والا جیسے اولاد کی صورتیں ارحام کی شکل و رنگ مخصوص کے ساتھ بناتا ہے۔

التصویر صور متمیزہ و اشکال متعینہ کی تخلیق سے مخصوص ہے۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا الصورۃ وہ شے جو دوسری متعینہ اشیاء سے متمیز ہو جیسے محسوسہ ہو جیسے صورت الانسان یا معقولہ جیسے عقل وغیرہ اور معانی میں ہے۔

ان اللہ خلق ادم علی صورۃ کی تحقیق

حدیث شریف میں ہے ان اللہ خلق ادم الخ بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا۔ اس حدیث شریف کے مطلب میں جاہل صوفیہ اور متجاہل وہابیہ کے درمیان نزاع رہتا ہے۔ اس کا ازالہ صاحب روح البیان کی تقاریر ذیل سے دور ہو سکتی ہیں بشرطیکہ انہیں نزاع دور کرنے کا ارادہ ہو وہ تقاریر مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ اس صورت سے وہ صورت مراد ہے جو ہیئت مدرکہ بالبصر و بالبصیرۃ سے انسان کے ساتھ مخصوص ہے اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوق سے برگزیدہ بنایا ہے ہاں یہ اضافت (صورتہ میں) تشریفی ہے علی سبیل الملک ہے نہ علی طریق البعضیت والتشبیہ یعنی اس اضافت سے نہ تو انسان اللہ تعالیٰ کا جزو ثابت ہوتا ہے نہ یہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت ہے جو اس سے انسان کو مشابہت دی گئی ہے بلکہ یہ اضافت محض انسان کی تکریم و تشریف و اعزاز کے پیش نظر ہے تاکہ معلوم ہو کہ مخلوق میں سے اس کی ملک میں انسان کیسا مشرف و مکرم ہے اور اس کی مثال عام مشہور عبارات ہیں جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ (ایسے ہی نبی اکرم ﷺ کے لئے نور اللہ مخالفین بیت اللہ و روح اللہ و ناقۃ اللہ برداشت کر جاتے ہیں لیکن افسوس کہ ان سے محمد نور اللہ ﷺ برداشت نہیں ہوتا (واللہ اعلم کیوں) (اویسی غفرلہ)

۲۔ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ ضمیر مجرور (صورتہ) میں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے نہ کہ آدم علیہ السلام کی طرف اور صورت الٰہیہ سے سبع (۷) ستر مراد ہے۔

۱۔ حیات ۲۔ علم ۳۔ ارادہ ۴۔ قدرت ۵۔ سمع ۶۔ بصیر ۷۔ کلام

حضرت آدم علیہ السلام ان صفات کے بالفعل مظہر ہیں بخلاف باقی موجودات کے۔

marfat.ocm

۳۔ صورت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مجازاً ہے (اہل ظاہر کے نزدیک) کیونکہ اس کا اطلاق فی الحقیقت صرف محسوسات پر ہوتا ہے لیکن اہل حقیقت کہتے ہیں صورت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مبنی بر حقیقت ہے کیونکہ عالم کبیر تمام کا تمام حضرت الٰہیہ (فرقاً و تفصیلاً) کی صورت ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام (جمعاً و اجمالاً) اس کی صورت ہے۔

اے زہمہ صورت خوب تو بہ	صورک اللہ علی صورتہ
روئے تو آئینہ حق بینی است	در نظر مردم خودبینی منہ
بلکہ حق آئینہ و تو صورتی	وہم گوئی را میاں رہ علاہ
صورت از آئینہ نباشد جدا	انت بہ متحد فانتحہ
ہر کس کہ سر رشتہ وحدت نیافت	پیش دے ایں نکتہ بود مشتبہ
رشتہ یکے واں و گرہ صد ہزار	کیست کزیں نکتہ کشاید گرہ
ہر کہ چو جامی بگرہ نبد شد	گم بسر رشتہ رود مازبہ

ترجمہ ۱ اے کہ تیرے صورت تمام سے خوب ہے اللہ تعالیٰ نے تیری صورت اپنی صورت بنائی ہے۔

۲۔ تیرا چہرہ حق بینی کا آئینہ ہے خود بیں لوگوں کی نظر میں یہ آئینہ نہ رکھ۔

۳۔ بلکہ حق آئینہ ہے اور اصل صورت تو ہے لیکن وہم کو اس کے درمیان میں راہ نہ دے۔

۴۔ صورت آئینہ سے جدا نہیں ہوتی تو اس کے ساتھ ہے ہوشیار ہو۔

۵۔ جس نے وحدت کے دھاگہ کا سر نہ پایا اس کی نظروں میں یہ نکتہ کی گرہ کھولے۔

۶۔ دھاگہ ایک مان لیکن اس کی گرہیں ہزاروں ہیں کون ہے جو اس نکتہ کی گروہ کھولے۔

۷۔ جو بھی (حضرت جامی (رحمتہ اللہ علیہ) کی طرح گروہ کے ساتھ مقید ہوا اگر وہ دھاگہ کے سر کے ساتھ چلا جائے تو بہتر ہے۔

تحقیق اویسی حدیث مبارک ان اللہ خلق ادم علی صورتہ کی صاحب روح البیان قدس سرہ نے

(بقیہ حاشیہ آگے)

marfat.ocm

دو توجیہیں بیان فرمائی ہیں ایک تیسری توجیہہ فقیر اویسی غفرلہ عرض کرتا ہے یہ ان سے آسان تر اور مخالفین و موافقین کے اذہان کے قریب تر ہے وہ یہ ہے کہ صورت کی ضمیر ان اللّٰہ کے لفظ اللہ کی طرف راجع ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو لفظ اللہ کی صورت میں بنایا ہے اس کی تفصیل آتی ہے یہ توجیہہ موزوں بھی ہے کہ کل قیامت میں کافروں کی اس صورت کے خلاف بنا کر جہنم میں ڈالا جائے گا کماقال وبدلناھم جلودا غیرھالیذوقوالعذاب اسی لئے شریعت محمدیہ میں فوٹو حرام ہے اس لئے کہ اس میں لفظ اللہ کی بے حرمتی ہے۔

حکایت ایک انگریز نے لاہور کی انار کلی بازار میں گھومتے ہوئے دیکھا کہ اس کے کسی بڑے بزرگ کی تصویر کی بازار میں بے حرمتی ہو رہی ہے۔ اس نے کہا کاش ہمارا مذہب 'مذہب اسلام سے کچھ سیکھ لیتا کہ بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کشی سے روکا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی تصویر نہیں ہے اور نہ ہی ان کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

فقیر اویسی غفرلہ نے رسالہ سوء التعزیز میں ایک نکتہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا فرما کماقال علیہ السلام ان اللہ خلق ادم علی صورتہ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم انسان کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ آپ انسان کو ہر عضو پر نہایت غور سے دیکھیں گے تو لفظ "اللّٰہ" کی تجلی نظر آتی ہے مثلاً انسان کے قد کو ملاحظہ فرمائیے۔ ہاتھ (جسم ہاتھ پھر خود ہاتھ کو دیکھئے خنصر وسطیٰ سبابہ انگشت وغیرہ وغیرہ میں ذات الٰہی کی جھلک مشاہدہ فرمائیے۔ اسی لئے اسے کہا گیا ہے الانسان سری وانا سرہ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں پھر چہرہ میں تو خصوصیت سے لفظ اللہ منقوش ہے۔ مثلاً آبرو نہایت غائر نظر سے دیکھیں تو نظر "اللّٰہ" کا جلوہ انسان کے چہرہ ہے کہ انسان کے چہرہ پر ہی انسانیت کا دارومدار ہے اور چہرہ کا حسن تمام اعضاء کے حسن کا مرکز ہے اسی لئے شرعاً بھی چہرہ کی فوٹو کی ممانعت ہے تاکہ اس کے کھنچوانے کے بعد حضرت حق تعالیٰ کے مظہر خاص کی تحقیر نہ ہو کاش کہ اس راز کو ہمارے عوام سمجھتے بلکہ خواص کو اس طرف توجہ ہوتی تو کبھی حضرت حق کی توہین نہ ہوتی۔

سوال صرف انسان ہی مظہر حق ہے پھر تو انسان ہی کی تصویر حرام ہو حالانکہ شرعاً تو ہر ذی روح شے کی تصویر

(حاشیہ جاری)

marfat.ocm

حرام ہے۔

جواب اس میں تو الٹا تصویر کی حرمت پر مزید تاکید ہے کہ شرع مطہرہ نے کہ مظہر حضرت سے جس شے کی تھوڑی سی مشابہت دیکھی تو اس کی تصویر بھی حرام کر دی۔ چونکہ حیوانات کے چہرے انسان کے چہرہ سے ملتے جلتے ہیں اس لئے حضرت انسان کی شرافت کو مد نظر رکھ کر تمام حیوانات کے چہروں کی تصویر کو بھی حرام فرمادیا۔ فوٹو کے متعلق مزید تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ "سوء التعزیز فی تصویر التصویر" میں دیکھئے۔

فوٹو بازوں کے لئے وعید کی احادیث اگرچہ دور حاضرہ میں کسی کو فوٹو جیسے گناہ سے بچنے کی تلقین کرنا خود کو ایک بہت بڑے رکھ اور تکالیف اور پریشانیوں میں مبتلا کرنا ہے کیونکہ ہمارے دور میں فوٹو کا رواج اس قدر عام ہو گیا ہے کہ اگر مثل مردم شماری تصویر شماری کی جائے تو تمام دنیا کی انسانی آبادی سے کئی گناہ زیادہ تصویروں کی تعداد پائی جائے گی سوا معدودے چند متقی مسلمانوں کے گھروں کے تمام دنیا کے ہر گاؤں ہر قصبہ ہر شہر کے ہر گھر میں کوچوں میں سڑکوں میں حتی کہ پبلک پاخانوں کی دیواروں پر بھی تصاویر پائی جاتی ہیں مدرسوں' کالجوں' سرکاری دفاتر' ریل کے سٹیشنوں میں تصویریں موجود ہیں بازاروں دکانوں میں اخباروں اور جریدوں میں طلبہ کی درسی کتب میں تصویریں موجود ہیں بعض جریدوں اور علمی و جنبی رسالوں میں مردوں عوتوں کی قریبا ننگی تصاویر بھی شائع ہوتی رہتی ہیں اور ایسی ہی بے حیاء تصاویر سینما کے پردوں پر بنائی جاتی ہیں جن کا بدترین اثر نوجوانوں کے اخلاق پر پڑ رہا ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

احادیث نبویہ فقیر ذیل میں چند احادیث صحیح اور احکام شرعیہ پیش کرتا ہے جن سے تصویر کی سخت حرمت اور تصویر والے مکان میں رحمت الٰہی کے فرشتے ہرگز داخل نہ ہونے کا ثبوت اور تصویر بنانے والے اور تصویر بنوانے والے کے نار جہنم کے وارث ہونے کا ثبوت ظاہر ہو گا۔ واللہ المستعان۔

۱۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید ابن الحسن رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (تصویر بنا کر) عرض کیا میں نے یہ تصویر بنائی ہے اسی

(جاری ہے)

marfat.ocm

ﺗﯿﻠﺎ کے متعلق فتویٰ کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

کل مصور فی النار یجعل اللہ بکل صورۃ صورھا نفسا تعذبہ فی جھنم

(تمام مصورین نار جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور ہر تصویر کے بدلے اللہ ایک مخلوق پیدا کرے گا جو جہنم میں تصویر بنانے والے کو عذاب دے گی۔

اور صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں وقال ان کنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر ومالا نفس لہ اور فرمایا کہ اگر تجھے یہ فعل مصوری لازم ہے تو درختوں اور بے جان والی اشیاء کی تصویر بنا سکتا ہے۔

۲۔ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامتہ یقال لھم احیوا ما خلقتھم (یہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن عذاب پائیں گے ان کو حکم ہو گا تم نے جو تصویریں بنائیں اب ان میں جان بھی ڈالو)

۳۔ صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشد الناس عذابا یوم القیامتہ المصورون قیامت کیدن مصورین بہت سخت عذاب پانے والے ہوں گے۔

۴۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورۃ فی سلبیت ونھی ان یصنع ذالک فرمایا رسول اللہ ﷺ نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانا بھی منع فرمایا ہے۔

۵۔ مسند ابوداؤد اور ترمذی نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل فقال اتیتک البارحتہ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل کان فی لا بیت قرام ستر فیہ

(جاری)

marfat.ocm

(بقیہ حاشیہ) تماثیل وکان فی البیت کلب فمو براس الف اتیل الذی فی البیت یقطع فیصیر کھیتہ الشجرۃ ونر بسلتر فلیقطع فلیجعل منہ وسادتان منبر ذتان توطان ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا الکلب لحسن اوحسین کان تحت نضدلھم فار بہ فاخرج

ترجمہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کل شام آپ کے پاس حاضر ہوا لیکن مجھے روکا داخل ہونے سے وہ دروازہ پر جو تصویریں ہیں اور گھر میں کتا ہے پس حکم فرماؤ کہ گھر میں جو تصاویر ہیں ان کے سر مٹائے جائیں تاکہ درختوں کی طرح باقی رہیں اور حکم فرماؤ کہ گھر میں پردہ کو کاٹ کر اس سے گندیاں نیچے بچھانے کی اور (پیروں سے) پامال کئے جانے کی بنادیں اور حکم فرماؤ کتا نکال دیں۔ پس ایسا ہی فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اور کتا حضرت حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا ان کی چارپائی کے نیچے۔

۶۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام مسلم نے روایت کی ہے۔

قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد سترت سھوۃ لی بقرام فیہ تماثیل فلما راہ ھتکہ وتلون وجھہ وقال یا عائشہ اشد الناس عذابا یوم القیمتہ الزین یضاھون یخلق اللہ قالت عائشہ فقطعناہ فجعلنا عنہ وسادۃ او وسادتین

ترجمہ فرمایا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے میرے پاس تشریف لائے نبی ﷺ اور میں نے اپنے در پر ایک باریک پردہ ڈالا تھا جس پر تصاویر تھیں۔ جب آپ نے اس کو دیکھا تو پھاڑ دیا اور آپ کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا "عائشہ قیامت کے دن سخت عذاب پائیں گے اللہ کی مخلوق جیسی صورتیں بنانے والے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ تب اس کے ٹکڑے کئے میں نے اور بیٹھنے کے لئے ایک یا دو گدیاں بنالیں۔

۷۔ بخاری و مسلم میں حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت ہے کہ۔

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا۔ میں نے ایک تصویر دار تکیہ خریدا۔ جب رسول اللہ نے اس

(جاری)

marfat.ocm

خلاصہ یہ کہ خالق وہ جو نظام عالم کے مناسب اپنی حکمت سے اس کا مقدر بنانے والا ہے اور موجد اسی تقریر پر ایجاد کرنے والا اور المصور صور کائنات و اشکال محدثات از سر نو بنانے والا ایسی طریق سے ان پر ان کے خواص مرتب ہوں اور ان کا ساتھ کا کمال محل ہو اس سے ان اسماء کی آپس کی ترتیب بھی معلوم ہو گئی کہ التصویر البر کو اور البراء الخلق کو ایسے مستلزم ہے جیسے موقوف موقوف علیہ کو مستلزم ہے جیسے امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اسماء مترادفہ ہیں اور سب کا مرجع خلق واختراع ہے لیکن لائق یہی ہے کہ ترادف کا قول نہیں کرنا چاہیے بلکہ یوں کہا جائے کہ جو شے عدم سے وجود کی طرف آتی ہے وہ سب سے پہلے تقدیر کی محتاج پھر علی وفق التقدیر ایجاد کی پھر ایجاد کے بعد تصویر کی اور اللہ تعالیٰ خالق ہے بایں حیثیت کہ وہ مخترع ہے موجد ہے اور مصور ہے بایں حیثیت کہ وہ

کو دیکھا دروازہ پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہیں ہوئے اور آپ کے چہرہ پر کراہت پائی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ توبہ کرتی ہوں اللہ کی جانب اور توبہ کرتی ہوں رسول اللہ ﷺ کی جانب آپ نے کیا خطا معلوم فرمائی۔ فرمایا کس لئے ہے یہ تکیہ؟ عرض کی خریدا ہے میں نے اس پر آپ کے بیٹھنے یا ٹیک لگانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق یہ تصویر بنانے والے عذاب پاویں گے روز قیامت ان کو کہا جائے گا زندہ کرو جن کو تم نے بنایا ہے اور فرمایا فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر ہو۔

۸۔ مسند ابو داؤد میں روایت ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے۔

قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الکعبتہ ورای صور افدعا دلوامن ماءفاتیتہ بہ فجعل یمحوھا ویقول قاتل اللہ قوما یصورون مالا یخلقون

ترجمہ میں گیا رسول اللہ ﷺ کے پاس (فتح مکہ مکرمہ کے دن) جب کہ کعبتہ اللہ شریف میں تھے۔ آپ نے وہاں تصویریں دیکھ کر مجھے ایک ڈول پانی کا لانے کے لئے فرمایا جو میں لے آیا تب آپ انہیں مٹانے لگے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم کو غارت کرے جو ایسی تصاویر بناتی ہے۔ جن کو وہ زندہ نہیں کر سکتی۔

مذکورہ احادیث شریفہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں جو ہماری ہدایت کے لئے کافی ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

مخترعات کی صور کی احسن ترتیب دینے والا ہے اسے بلڈنگ کی تعمیر کی طرح سمجھو کہ پہلے وہ مقدر کا محتاج ہے کہ وہ اندازہ کرے گا کہ اس پر اتنی لکڑی اتنی اینٹیں اتنی زمین کا رقبہ (۵ مرلے ' سات مرلے کنال وغیرہ) اور اتنا کمرہ اتنا طول اتنا عرض اور یہ اندازہ مہندس بتائے گا اس کا وہ نقشہ بنائے گا اور نقشہ میں بلڈنگ کا پورا ڈھانچہ (خیالی) دکھائے گا۔ پھر یہ بلڈنگ مستری کی محتاج ہو گی وہ اسے اپنے راج سے مل کر ایک عرصہ کے بعد مکمل کرے گا پھر یہ بلڈنگ مزین (نقش و نگار کرنے والا) کی محتاج ہے کہ وہ اس کے ظاہر کو آراستہ کرے گا۔ یہ منقش اس مستری کا غیر ہے (یہ کام اگر ایک ایسا شخص کرے گا تو بھی ہم اسے حقیقیات کے اعتبار سے مختلف کہیں گے) لیکن اللّٰہ تعالیٰ کے افعال کسی ایک کے افعال کے محتاج نہیں وہ خود مقدر خود موجد خود مزین ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں وہ الخلق الباری المصور ہے۔

نکتہ الخالق کی الباری پر تقدیم اس لئے ہے کہ ارادہ تقدیر تاثیر القدرت پر مقدم نہیں اور الباری کی المصور کی تقدیم اس لئے ہے کہ ایجاد الذات ایجاد الصفات پر مقدم ہے۔

فائدہ حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ' سے المصور کا بفتح الواؤ و نصب الراء پڑھنا مروی ہے یعنی وہ جو مصور (بنائی ہوئی شے) کو متمیز کرے ہیئات کے تفاوت اور اشکال کے اختلاف سے۔

عبدالمصور کی تحقیق عبدالمصور وہ بندہ ہے جو کوئی تصور نہ کرے اور نہ ہی کوئی خیال اس پر مسلط ہو سوائے حق کے اور اس کا تصور اسی کے موافق ہو کیونکہ اس کا ہر فعل اس کی مصوریت سے صادر ہوتا ہے اسی لئے بعض مشائخ نے فرمایا کہ عارف کا ان اسماء (الخالق الباری المصور) سے حظ یہ ہے کہ وہ کسی شے نہ دیکھے اور نہ ہی تصور کرے مگر اس میں غور و فکر کر کے فیصلہ کرے کہ یہ باہر القدرۃ و عجائب الصنع سے ہے اسی لئے ایسا عارف مخلوق سے ترقی کر کے خالق تک پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ اب اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ جس شے کو دیکھتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پاتا ہے۔

خاصیت المصور اس اسم کی خاصیت ہے اعانت بر صنائع عجیبہ و ظہور ثمار وغیرہ یہاں تک بانجھ عورت اسے روزہ کی حالت میں سات دن مسلسل (بلاناغہ) غروب شمس کے بعد افطار سے پہلے اکیس بار پڑھے تو اس عورت کا بانجھ

marfat.ocm

ختم ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاملہ ہو گی اور اس کے ہاں بچہ یا بچی پیدا ہو گی۔

لہ الاسماء الحسنی اس کے ہیں سب اچھے نام۔ اس لئے کہ وہ معانی حسنہ پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے سورۃ طہٰ میں گزرا۔

فائدہ کاشفی نے فرمایا کہ اس کے ہیں نام اچھے کہ شرعاً و عقلاً پسندیدہ ہیں۔

حل لغات الحسنی صیغہ تفضیل احسن کی تانیث ہے جیسے علیا اعلیٰ کی تانیث ہے اس سے زیادتی مطلق مراد ہے کیونکہ افضلیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے لئے ناموزوں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے غیر اسماء کو کیا نسبت جیسے اس کی ذات عالی سے کسی کو کوئی نسبت نہیں ایسے ہی اس کے اسماء (وصفات و افعال) کو سمجھئے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مشہور ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

چار (۴۰۰۰) ہزار اسمائے الٰہی صاحب اللباب امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے بعض کتب الذکر میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ چار ہزار (۴۰۰۰) ہیں ایک ہزار قرآن و احادیث صحیحہ میں ہیں ایک ہزار تورات میں ایک ہزار انجیل میں ایک ہزار زبور میں۔

دعائے رسول اللہ ﷺ حضور نبی پاک ﷺ کی ادعیہ مبارکہ میں سے ایک دعا یوں تھی۔

اسئلک بکل اسم سمیت به نفسک وانزلته فی کتابک وعلمته احد من خلقک او استاثرت به فی علم الغیب۔

(تیرے ہر اس اسم کے طفیل مانگتا ہوں جو تو اپنے نام اپنے لئے مقرر فرمائے ہیں یا وہ اپنی کتاب میں نازل کئے ہیں یا اپنی مخلوق میں کسی کو بتائے ہیں یا علم غیب خاص میں مخفی رکھے ہیں۔

فائدہ امید ہے وہ وہی ننانوے نام ہیں جو تمام دیگر اسماء میں مشہور اور مشرف اور جامع ہیں اور تعدد الاسماء تعدد المسمی پر دلالت نہیں کرتا اسی لئے کہ ایک ہی انسان ایک حیثیت سے باپ ہے دوسری حیثیت سے دادا ہے اور

marfat.ocm

حیثیت سے ماموں ہے اور حیثیت سے عالم ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ اسماء متعدد ہیں لیکن ذات ایک ہے (ایسے ہی بلا تمثیل اللہ تعالیٰ کے لئے سمجھئے)

استجابتہ الدعاء کا نسخہ اکسیر حضرت عبدالرحمن بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ترویح القلوب میں لکھا کہ دعا کے قبول ہونے میں ایک مخفی راز ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے کسی ایک اسم کو لے کر اس کے اعداد نکال کر (بحساب ابجد) مثلاً اکبر المتعال اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہے ابجد کے حساب کے وقت ان دونوں الف ولام چھوڑ کر باقی کے اعدد نکال کر جمع کر کے کسی خلوت خانے میں اسی اسم (کبیر متعال) کو انہی جمع کردہ اعداد کی گنتی پر زور زور سے پڑھ ان شرائط کے ساتھ جو اہل خلوت کے ہاں مشہور ہیں لیکن ان اعداد پر کوئی ایک عدد بھی زائد و کم نہ ہو تو دعا اسی وقت مستجاب ہو گی۔ یہ باذن اللہ تعالیٰ کبریت احمر ہے۔

انتباہ ہم نے زیادتی اور کمی نہ ہونے کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ زائد میں اسراف ہے اور کمی میں اخلال (خلل اندازی) اور اسمائے الٰہی ذکر میں اعداد (ابجد کے حساب سے) بمنزلہ چابی کے دندانے کے ہیں اور تمہیں معلوم ہے کہ چابی کے دندانے زائد ہوں تب بھی تالا نہیں کھلتا کم ہوں تب بھی اسی طرح باب الاستجابت ہے اعداد کا اعتبار سمجھئے اس راز کو سمجھ اور اس موتی کی حفاظت کر۔

فائدہ اہل معرفت اسماء میں آلۂ تعریف (الف ولام) کا لحاظ کرتے ہیں لیکن ملامیہ (اولیا کا ایک گروہ) آلۂ تعریف کو ساقط کرتے ہیں کیونکہ وہ کلمہ پر ایک زائد شے ہے۔

فائدہ علماء کرام نے فرمایا اسم ۔۔ لفظ ہے جو معناً موضوع لہٗ پر دلالت کرتا ہے۔ المسمی وہی موضوع رہے اور التسمیہ کی وضع معنی کے لئے یا لفظ کا اطلاق معنی کے لئے۔

مسئلہ اسماء کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے توفیقی ہے بعض کے نزدیک یعنی ہر وہ اسم اللہ تعالیٰ پر اطلاق کیا جا سکتا ہے جو قرآن وحدیث صحیح میں وارد ہو۔

marfat.ocm

مسئلہ بعض نے کہا کہ وہ لفظ جو اللہ تعالیٰ کے جلال و کمال اور شان پر دلالت کرے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز ہے اگر اس میں جلال و شان نہیں تو پھر ناجائز ہے۔

دلائل دو گروہ کے پہلے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی کو شک نہیں اسی لئے اسے عالم علیم و علام کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسماء شرع میں وارد ہیں لیکن ایسے عارف یا فقیہ یا متیقین (یقین والا) وہ نہیں کہیں گے کیونکہ یہ اسماء شرع میں وارد نہیں حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم و کمال پر دلالت بھی کرتے ہیں دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی ہیں مثلاً فارسی ہندی ترکی وغیرہ حالانکہ وہ اسماء قرآن و حدیث صحیح میں وارد نہیں۔ اور نہ ہی کسی دوسری اخبار و آثار میں ان کا ورود ہے حالانکہ ان اسماء کے اطلاق کے جواہر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ اس کے لئے اچھے نام ہیں تو ان سے اسے پکارو (اللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا) یہ دلیل ہے اس بات کی ہے جو اسم اس کی صفات کمال و نعوت جلال پر دلالت کرے گا اس کا اس کے لئے اطلاق جائز ہو گا کیونکہ اسم کا لفظی تو کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ اس میں معنیٰ کی رعایت نہ ہو جب معانی صحیح ہوں تو پھر اس کے اللہ تعالیٰ کے اطلاق سے روکنا کوئی وزن نہیں رکھتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ اس اسم کو اللہ تعالیٰ کے لئے اطلاق کو بدعت کہہ سکتے ہیں۔ (اور یہ بدعت حسنہ کے قبیل سے ہو گی اسی لئے اللہ تعالیٰ کو خدا پروردگار پالنہار (ہندی) پالنے والا) وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اور وہ جو کہا گیا ہے کہ ادب کے خلاف ہے کہ غیر وارد الشرع اسم کو اللہ تعالیٰ کے لئے اطلاق کرنا یہ صرف وہم ہی ہے ہاں اگر اس کی شان کے لائق نہ ہو تو ایسا اطلاق ہمارے نزدیک بھی ادب کے خلاف ہے لیکن وہ اسم جو حسن و کمال پر دال ہے اور اس کے معنیٰ میں ابہام بھی نہیں اور نہ ہی کوئی اس میں کوئی شرعی قباحت محسوس ہوتی اور نہ ہی ایسا اسم ہے کہ اس کے بولنے سے کسی کو نفرت پیدا ہوتی ہے۔ تو ایسے اسم کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے بے ادبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(خلاصہ یہ کہ گروہ دوم حق پر ہے اور اسی پر دور حاضر میں تقریباً اکثر فرقوں کا اتفاق ہے۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اس کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے) بولتا ہے اس کی تنزیہ جمیع نقائص سے بولنا ظاہر ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ اس کی تسبیح جمیع اشیاء بولتی ہیں یا بیان سے اور بولنے سے یا برہان خلق سے اس کی تحقیق بار بار گزری ہے جمہور محققین کہتے ہیں کہ اس میں تسبیح عبارت مراد ہے۔ لیکن تسبیح اشارہ اس کے منافی نہیں اور نہ اس کے برعکس۔

وھو العزیز الحکیم اور وہی عزت و حکمت والا ہے تمام کملات کا جامع ہے کیونکہ وہ باوجود تکثر و تشعب کے کمال فی القدرت والعلم کی طرف راجع ہیں۔

تقریر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الحکیم بمعنی ذوالحکمت (حکمت والا) الحکمۃ سے مراد اجل العلوم سے افضل الاشیاء کی معرفت ہے۔ اور اجل الاشیاء اللہ تعالیٰ اور اجل العلوم علم ازلی دائمی ہے جس کے زوال کا تصور نہیں کیا جا سکتا اسی لئے ہم کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو جمیع الاشیاء کا علم رکھتا ہو لیکن بقدر طاقت بشریہ اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا ہم اسے حکیم نہیں کہیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے وہ حکیم ہے اگر علوم اسمیہ میں ضعیف القوۃ ہو کند زبان قاصر البیان ہو لیکن بندے کی حکمت کو اللہ تعالیٰ کی حکمت سے نسبت وہی ہے جو اس کی معرفت بذات اقدس کو خود ذات حق کو اپنی معرفت سے نسبت ہے تو یہی کہا جائے گا کجا حکمت عبد کجا حکمت رب ایسے ہی کہیں گے کمال معرفت عبد و کمال معرفت حق بذات خود۔

ع فرق ست از کجا تا کجا

باوجود یہ کہ بندے کی معرفت کو معرفت ذات حق سے کوئی نسبت نہیں لیکن پھر بھی اس بندے کی معرفت کو نفیس ترین و خیر و بھلائی کے لحاظ اکثر و اعلیٰ تصور کیا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

marfat.ocm

(اور جو حکمت دیا جاتا ہے وہ خیر کثیر سے نواز جاتا ہے اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقل والے)

تحقیق عبدالحکیم بندہ حکیم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اشیاء میں مواقع الحکمۃ دکھائے اور قول میں سداد کی توفیق اور عمل میں صواب کی یہ وہی ہے کہ جہاں خلل پاتا ہے اسے صحیح کرتا ہے اور جہاں فساد دیکھتا ہے اصلاح کرتا ہے۔

خاصیت الحکیم اس اسم میں مصائب اور پریشانیوں کے دور کرنے اور حکمت کے باب کھولنے میں دخل ہے جو اس کا اکثر ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے دفع کرتا ہے وہ مصائب اور پریشانیاں جن سے وہ خوفزدہ ہے اور اس کے لئے حکمت کے دروازے کھول دے گا۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مدائح ان صفات سے اس لئے کئے تاکہ بندوں کو اس کی مدح و ثناء کا طریقہ معلوم ہو جائے بعد ان کے فہم معانی کے اور معرفت اس کے استحقاق ان اوصاف کے اس سے بندوں کو اس کے قرب کا شوق پیدا ہو گا۔

سوال ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ اگر کوئی مسائل سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ اپنے نفسوں کی پاکیزگی ظاہر نہ کرو۔ اسمیں خود ثنائی سے روکا گیا ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ بندوں کو تو خود ثنائی سے روکا لیکن خود اپنی جگہ جگہ تعریف کی؟

جواب ۱ بندے میں کتنا ہی زیادہ نیک خصال ہوں لیکن پھر بھی بندہ ہے اور وہ ناقص ہے اور جب وہ ناقص ہے تو اسے جائز نہیں کہ وہ اپنی مدائح سرائی کرے اور اللہ تعالیٰ تام الملک والقدرۃ ہے اسی لئے وہ مدح و ثناء کا مستحق ہے اور اسے خود ثنائی بھی جائز ہے تاکہ بندے معلوم کر کے اس کی اسی طرح تعریف کریں جیسے اس نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔

جواب ۲ بندے میں اگرچہ نیک خصال بکثرت ہوں لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے بندے کی ذاتی قوت کو اس میں کوئی دخل نہیں اسی لئے اسے جائز نہیں کہ وہ خود ثنائی کرے اس کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے

marfat.com

کہ فرمایا کہ کسی پر احسان کرے اس کو احسان نہ جتلاؤ لیکن بندوں کو اپنے احسانات خوب جتلائے ہیں ایک بار نہیں بار بار۔

مسئلہ بعض مشائخ کبار نے فرمایا انسان کو خود سرائی سم قاتل ہے یہ بھی شملت زور کے قبیل سے ہے کیونکہ وہ اپنے مقام سے بے خبر ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا مقام حاصل ہے۔

مسئلہ مصلحت دینیہ کے پیش نظر خود ثنائی (بقدر ضرورت) جائز ہے جیسے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔
انا سید ولد ادم یوم لقیمته ولا فخر (میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور یہ فخر سے نہیں کہہ رہا۔ یعنی میں اپنی سیادت تمہیں جتلانا نہیں چاہتا کیونکہ میرا فخر تو میری عبودیت ہے ہاں فخر صرف ایک ذات کو لائق ہے وہ ذات پاک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔

مسئلہ انسان کے لئے فخر کے مراتب میں مثلاً کہا جاسکتا ہے کہ علم جہل سے افضل ہے وغیرہ۔

مسئلہ مخفی نہ رہے کہ یہ رتبے نسبت عدمیہ ہیں جس نے فخر کیا تو اس نے عدم سے فخر کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ۔
قل انما انا بشر مثلکم (کہہ دیجئے کہ میں تو تمہارے جیسا بشر ہوں)
اس میں نبی پاک ﷺ نے اپنی ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں دیکھی لیکن بعد شرافت کا ذکر فرمایا کہ
یوحی الی میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

انتباہ عام انسان پر لازم ہے کہ وہ دو بحثوں میں نہ پڑے ان کا علم اللہ علیم و خبیر پر چھوڑ دے۔

۱۔ صفات ثابتہ باری تعالیٰ یہ بحث علماء کرام میں عرصہ سے زیر بحث ہے کہ کیا وہ صفات موجود موجود مستقل ہیں جو ذات باری تعالیٰ کی ذات کی غیر ہیں یا نہ بعد ان پر ایمان لانے کے کہ یہ صفات باری تعالیٰ کی ہیں اور وہ ان سے موصوف ہے اور یہ صفات کاملہ ہیں اور اس کی دائمی ہیں۔

marfat.ocm

بعد مشائخ (طریقت) کے درمیان اختلاف ہے کہ وجود صرف ایک ہے اور وہ اللہ سبحانہ اور باقی موجودات اس کے مظاہر ہیں ان کا مستقل طور پر کوئی وجود نہیں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک زائد وجود ہے اس کی ذات سے جو اس ذات کو واجب ہے یہ ذات اسی وجود کی مقتضی ہے اور اللہ تعالیٰ کا غیر یعنی موجودات کے اپنے اپنے وجود ہیں جو وجود الٰہی کے غیر ہیں کیونکہ وہ واجب الوجود ہے (اور باقی ممکن الوجود یا ممتنع الوجود) یہ بحث طویل ہے ان کے درمیان عرصہ سے اختلاف ہے اسی طرف عوام کی رہبری کی جاتی ہے کہ یوں عقیدہ رکھا جائے کہ جن صفات سے اللہ تعالیٰ موصوف ہے وہ واجب ہیں انہیں کبھی بھی کسی وقت بھی تغیر نہیں آتا اور جن صفات سے موصوف نہیں وہ اس کے لئے ممتنع ہیں (جیسے کذب ظلم سرقہ وغیرہ وغیرہ) وہ اس سے ہرگز نہ ہو سکیں گی۔

قاعدہ جب دو چیزیں اس کی ذات و صفات میں مختلف ہوں تو دو میں سے ایک کا ہونا ضروری ہو گا نفی الواجب یا اثبات الممتنع دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل ہیں (اسی لئے بزرگوں نے ایک قاعدہ لکھا ہے) جس کا علم مبہم ہو اس میں سکوت بہتر ہے اسی میں ادب ہے۔

عقیدہ مومن کے لئے اتنا عقیدہ کافی ہے کہ جو کچھ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے اس پر میرا ایمان ہے کیونکہ انسان سے صرف اس کا سوال ہو گا کہ تجھے اقامۃ الطاعۃ و ادامۃ العبادۃ کا علم تھا یا نہ واقعی اتنا علم سب کو ہے تو پھر اپنے مولا کی طاعت و عبادت میں اوقات بسر ہوں۔

مسئلہ صاحب الشرع نے فرمایا کہ ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات کے بارے میں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس عالی قدر ذات کے بارے میں قیاس سے کام لے اشیاء میں پڑے یا اوہام دوڑائے یا وساوس و خطرات کا شکار ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس امت کی ہلاکت اس میں ہے جب وہ اپنے پروردگار کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

فائدہ یہ قیامت کی علامت میں سے ہے کہ نبی پاک ﷺ سر بسجود ہو جاتے جب سنتے کہ باری تعالیٰ کے

marfat.ocm

متعلق اس کی شان بلند و بالا کے لائق بات ناگوار گزرتی اور اللہ تعالیٰ کے متعلق مسائل کو سوال کا اتنا جواب دیتے جو قرآن میں اسی سورۃ الحشر کے آخر میں اس صفات و افعال کا بیان ہے باریک کلام سے اللہ تعالیٰ کے متعلق گفتگو میں فرماتے اس لئے کہ یہ شیطان سے ضرر کا موجب ہے اور اس سے نفع سے نقصان زیادہ ہے بلکہ بڑا فساد۔

انتباہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ متکلمین (فلاسفہ عقل کے بندے) فرق اسلامیہ (اسلامی فرقے) میں برے عقیدہ کے حامل ہیں اس لئے کہ وہ معرفت الٰہی کو عقل سے مانتے ہیں جتنا قدر ان کی نظر قاصر سے انہیں حاصل ہوتا ہے (اسی لئے ہزاروں ٹھوکریں کھاتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ اوراک سے منزہ ہے اور اسی سے مقدس ہے کہ اس کی صفات عقل سے سمجھی جائیں یا علم روحانی سے یا سّر سے معلوم کی جائیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حواس ظاہرہ باطنہ صرف اس لئے بنائی ہیں کہ ان سے محسوسات کی معرفت حاصل کی جائے نہ کوئی اور شے اور عقل بھی حواس باطنہ میں سے ایک ہے تو پھر اس سے حق تعالیٰ کا اوراک کس طرح کیا جاسکتا ہے کیونکہ نہ وہ محسوس ہے نہ معلوم معقول۔ اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ان متکلمین کا غلط طریقہ جو حق تعالیٰ کو نہیں جانتے نہ ہی اس کی صفات کو جب کہ وہ مدعی ہیں کہ ہم جانتے ہیں تو ان کا دعوی غلط اور باطل ہے' کیونکہ اسے عقل سے نہیں ملتا گیا اور نہ ہی رسل کرام علیہم السلام نے اس کی معرفت عقل پر مبنی بتائی ہے۔[1]

فائدہ بعض عارفین نے فرمایا کہ عقول کے توقف کا سبب ان کا عدم ذوق ہے کہ متکلمین نے آیات صفات و اخبار کو صرف عقل سے سمجھا اگر اس ذوق سے سمجھتے جیسے انبیاء علیہم السلام نے کہا اور اس پر عمل کرتے جیسے دوسرے لوگوں (اہلسنت و صوفیہ کرام) نے عمل کیا تو ان کو کشف کی دولت نصیب ہوتی تو ان کی فکر کی جولانیوں میں منزل مقصود تک پہنچ جاتے اور انہیں ان اوصاف میں توقف کی ضرورت محسوس نہ ہوتی لیکن (عقل کے بندے تھے اسی لئے بات بڑھادی) اسے اچھی طرح جان اور اس پر عمل کر اور اسے سمجھ ورنہ تیرے سے وہ لوگ علم میں بڑے کامل تھے یہاں تک وہ فلک محیط کی طرح حاوی جمیع العلوم[1] تھے۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(حاشیہ[1] اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ عقل کو امام نہ بناؤ بلکہ عشق کو امام بناؤ تو بیڑا پار ہو گا۔ اویسی غفرلہ)

marfat.ocm

حکایت فاضل محمد شہر ستانی صاحب کتاب الملل والنحل متکلمین کے کبار اور بڑے عقل مند تھے انہیں علم کلام پر کافی درک حاصل تھا۔ بسا اوقات بعض امحاث میں ان سے کوئی سبقت کر سکتا تھا۔ کتاب مذکور میں انہوں نے یہی تعلیہ جمع کئے اور جب وہ اسی بحث میں پہنچے تو عجز کا اظہار کیا بلکہ ذات باری تعالیٰ میں تحیر میں پڑ گئے اور بوڑھوں کے عقیدہ کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا۔ علیکم بدین العجائز فانہ من اسنی الجوائز

(بوڑھوں کے دین کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بہترین انعامات میں سے ہے۔

اور یہ شعر پڑھا لقد طفت فی تلک المعاھد کلھا وسیرت طرفی بین تلک المعالم

فلم ارالا واضعا کف حائر علی ذقن او قارعا سن نادم

ترجمہ میں ان کل گھاٹیوں میں پھرا اور ان نشانات کے تمام اطراف کی سیر کی اس میں کف دست افسوس کے ملنے کچھ نہ پایا۔ یا حیران ہو کر ٹھوڑی پر ہاتھ رکھنے والے کی طرح یا نادم کی طرح دانت پیسنے کے سوا کچھ نہ ملا۔

اس کے بعد فرمایا بہتر وہی ہے کہ وہی عقیدہ رکھا جائے جو رسول اللہ ﷺ احکام لائے اور ان کی دعوت دی اور اسی کی طرف عجز و نیاز کا سبق دیا اس پر ہمارا ایمان ہے اس میں عقل کو ذرہ برابر بھی دخیل نہ بنایا جائے نہ ذات باری تعالیٰ کی تنزیہ میں نہ تشبیہ میں بلکہ ایمان لایا جائے کہ جو آیات اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں آئی ہیں وہ حق ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ کو سپرد کر دیا جائے کہ اس نے جس طرح اپنی ذات کو موقوف فرمایا ہمارا اسی طرح ایمان ہے۔ یہی سلامتی کا طریقہ اور دین صحیح ہے اسی پر صحابہ کرام اور اسلاف صالحین رضی اللہ عنہم تھے اور الخوانی العلم کا انتہا بھی اسی پر ہے۔ اور عقلاء محققین بھی یہی فرماتے ہیں اور ان کا آخری فیصلہ یہی تھا اور جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ اسی عقیدہ پر زندگی بسر کرے۔ اور اسی پر اسکا خاتمہ ہو تو بیڑا پار ہے۔ اور جو اپنے دین و ایمان کی بنیاد نظر و اجتہاد اور عقل پر کھڑی کرنا چاہتا ہے تو وہ حضرت محمد ﷺ ان امور میں تابعدار نہیں جو مطلقاً ہمارے ہاں لائے کیونکہ اسی نے

(حاشیہ ؎ لیکن مارے گئے جیسے آج ہمارے دور میں بہت بڑے دانش ور فہم و ذکار کے تجربہ کار لیکن ذات حق تعالیٰ کی معرفت سے دور بلکہ منکر جنہیں دوسری زبان میں کیمونسٹ کہا جا سکتا ہے اس سے عوام بلکہ خواص کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ گمراہی کو سینگ نہیں ہوتے کہ اس سے پہنچانی جا سکے بلکہ نجات اسی میں ہے کہ اپنے اسلاف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے)

marfat.com

دین میں اپنی نظر و فکر اور تاویل کو دخیل بنایا ہے اور اپنی رائے و عقل پر بھروسہ کیا۔

یہی وہ وصیت ہے اسے لازم پکڑو اگر سلامتی چاہتے ہو۔ اگر کوئی اس کے سوا کوئی ارادہ رکھتا ہے تو اسے اس قسم کے سوال نجات نہ دیں گے بلکہ اس کے انجام بد کا خطرہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر اپنی رائے کو قطعی سمجھنا محال ہے کیونکہ ہم نے عقل کے دلائل ذات باری تعالیٰ میں مختلف پائے ہیں۔ مثلاً جو معتزلی کہتا ہے کہ وہ اشعری کے خلاف ہے اور جو اشعری کہتا ہے وہ معتزلی کے خلاف ہے اور وہ دونوں گروہ عقلاء کے خلاف ہیں ایسے ہی بر عکس طرفہ یہ کہ ہر گروہ اپنے مخالف کو جاہل گردانتا ہے بلکہ کفربازی تک پہنچتا ہے۔

اس سے ہم نے سمجھ لیا کہ اختلاف نظر اور دلیل صحیح سے بے خبری کا نتیجہ ہے وہ سب ایسے ہیں یا بعض (واللہ اعلم) ہاں انبیاء علیہم السلام وہ قدسی گروہ ہے جن کے وہ بھی ذات باری تعالیٰ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں سب کے سب ایک ہی باب کے داعی ہیں ہاں فروعی (مسائل و اعمال) میں اختلاف تھا تو بھی بحکم الٰہی تھا اور وہ غیر مضر ہے کیونکہ ضرر رساں اصولی اختلافات ہیں۔ اگر ان کا کوئی اختلاف ہوتا تو وہ کبھی ایک کلمہ پر متفق نہ ہوتے اور نہ ہی ان کی دعوت لا الہ الا اللہ صحیح ہوتی کیونکہ اصولی اختلاف ہوتا تو ایک پیغمبر کسی معبود کی دعوت دیتا تو دوسرا کسی اور کی (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا والٰھکم الٰہ واحد تمہارا معبود ایک ہے اور یہ حکم جملہ گروہان اولاد آدم کے لئے ہے اور یہ خطاب آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک سب کو ہے۔

یہ تمام مضمون الملل والنحل سے حضرت شیخ صدر الدین قدس سرہ نے اپنے رسالہ معمولہ "وصیۃ الطالبین وعقبۃ الراغبین" میں نقل فرمایا۔

سورۃ الحشر کی آخری آیات کے خواص وفضائل وبرکات

جان اے جان من۔ ان اسماء مذکورہ کی شرافت و بزرگی جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ سے اسم اعظم کا سوال کیا تو فرمایا وہ سورۃ الحشر کے آخری آیات میں ہے۔

۲۔ عین المعانی میں ہے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے اسم اعظم کا پوچھا تو فرمایا آپ سورۃ الحشر کی آخری آیات کو لازم پکڑیں اور انہیں بکثرت پڑھا کریں۔ میں نے دوبارہ پوچھا تو پھر بھی انہوں نے یہی فرمایا۔

۳۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا [illegible]

marfat.com

مقرر فرمائے گا جو اس پر رحمت کی دعائیں کرتے رہیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ شام تک اس کی نگرانی کرتے رہیں گے اگر وہ اسی دن فوت ہو گیا تو شہید ہو کر مرے گا اور جو انہیں شام کے وقت پڑھے گا تو وہی مرتبہ حاصل ہو گا جو اوپر مذکور ہوا۔ (رواہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ) لیکن اس کے ساتھ استعاذہ کا اضافہ بھی ہو (جیسے اسی تفسیر میں اس کی تفصیل گزری ہے) واللہ اعلم۔

فائدہ آخر سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ کے جلال قدرت و عظمت و ربوبیت کے اقرار کی طرف اشارہ ہے پہلے میں عجب سے تخلیہ دوسرے میں ایمان بالحق سے تجلیہ (سنورنا) اور دونوں سے مستحق ہو گی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی مثل الذین امنوا وکانوا یتقون وہ لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار ہیں۔ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ (ان کے لئے حیوۃ دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے) اور ان پر ہی مرتب ہو گا ارشاد الٰہی یحملون الذین ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویومنون بہ ویستغفرون الذین امنوا (آلایۃ) وہ لوگ جو عرش کے حامل ہیں اور جو ان کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح کے ساتھ حمد کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اہل ایمان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (تفسیر الفاتحہ للفناری رحمۃ اللہ علیہ)

۴۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سورۃ الحشر کے آخری آیات رات یا دن کو پڑھے اور وہ اسی دن یا رات کو فوت ہو جائے تو وہ جنت کا مستحق (حقدار) ہے۔

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سورۃ الحشر پڑھے جنت و دوزخ عرش، کرسی، حجاب، سات آسمان، ساتوں زمینوں، ہوام (زہریلے کیڑے وغیرہ) پرندے، ہوا، درخت، جانور، پہاڑ، سورج، ملائکہ، سب اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اگر وہ اسی دن یا رات کو مر گیا تو شہید ہو کر مرا۔ (کشف الاسرار)

فائدہ مات شہیدا (شہید ہو کر مرا) کا مطلب یہ ہے کہ اسے شہید جیسا اجر و ثواب ہو گا اور شہادت کے کئی مرتبے ہیں جس کی تفصیل گزری ہے۔

فراغت صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الحشر کی تفسیر رجب المرجب کے اواخر میں سن ۱۱۱۵ ہجری میں ہوئی۔

فقیر اویسی غفرلہ نے سورۃ الحشر کی تفسیر کے ترجمہ سے بفضلہ تعالیٰ و توفیقہ یکم ربیع الاول شریف ۱۴۰۹ھ ہجری بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء بروز جمعرات سوا گیارہ بجے فراغت پائی۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ

marfat.com

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ۱۳ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۂ ممتحنہ مدنی ہے اس میں ‏ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ‏ تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو

بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ

اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری

مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ

رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور

اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ

جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا اگر تمہیں پائیں تو تمہارے

يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا

دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح

لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ڔ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ڔ

تم کافر ہو جاؤ ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ

تمہیں ان سے الگ کردیگا اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی

حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ

تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم

وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ

سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت

وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری

marfat.ocm

لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا
مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور

وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ
تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے

لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن
اے ہمارے رب بیشک تو ہی عزت و حکمت والا ہے بے شک تمہارے لیے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور

كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝۶ ع
پچھلے دن کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا

عَسَى اللّٰهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ
قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کردے اور اللہ

قَدِيرٌ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۷ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي
قادر ہے اور بخشنے والا مہربان ہے اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ

الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ
لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف

يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝۸ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ
کا برتاؤ برتو بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا

وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ
تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ
دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر

فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا
آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں

تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا
کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال اور ان کے کافر شوہروں کو دے دو جو

أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا

انکا خرچ ہوا اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو جب ان کے مہر انہیں دو اور

تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ

کافرنیوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا

اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِن فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى

حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی

الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

طرف نکل جائیں پھر تم کافروں کو سزا دو تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں غنیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جو انکا خرچ

أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ

ہوا تھا اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا

بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ

کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے

يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ

ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے

لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر

اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع ٧ ٨

اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے

سورة الممتحنہ کی وجہ تسمیہ شاید ممتحنہ اس سورۃ کا نام اس آیت سے ماخوذ ہے جو اسی سورۃ میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ

(اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ تعالیٰ ان کا حال بہتر جانتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو امتحان کا حکم فرمایا ہے تو وہ ممتحن (بکسر حاء) (مجازا) ہیں۔ یہ مبالغہ کے طور پر ہے، اسی لئے سورۃ انہی کی طرف منسوب ہوئی اور اس کا نام سورۃ ممتحنہ اسی طرح سے ہے جیسے سورۃ الفاتحہ۔ بعض نے کہا کہ سورۃ کی اضافت الفاتحہ کی طرف اضافۃ العام الی الخاص کے قبیل سے ہے اور یہ بھی بعید

marfat.com

نہیں کہ وہ اضافۃ المسمی الی اسمہ کے قبیل سے ہو جیسے کتاب الکشاف وغیرہ کیونکہ الفاتحہ کے اسماء سے ایک اسم ہے اسی پر سورۃ الممتحنہ کا قیاس ہے۔ یہ بھی ہے کہ اس سے جماعت ممتحنہ مراد ہو یعنی وہ عورتیں جن کے امتحان کے لئے حکم ہوا اس کی تائید اس قراۃ سے ہے جس میں فتح الحاء پڑھا گیا ہے اس سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کا امتحان ہوا۔ اس معنی پر اضافت لام التخصیصیہ ہے یعنی وہ سورۃ جس میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن کا امتحان ہوا جیسے سورۃ البقرہ (وہ سورۃ کہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے) وغیرہ وغیرہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میم مصدریہ ہو بمعنی الامتحان جیساکہ مشہور ہے کہ مصدر میمی اور اسمائے مفعول اور ظرف زمان و مکان از ثلاثی مزید فیہ سب کے سب ایک وزن پر آئے ہیں اب معنی ہوا سورۃ الامتحان جیسے سورۃ الاسرار وغیرہ وغیرہ۔

تفسیر عالمانہ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

شان نزول یہ سورۃ حاطب بن بلتعہ المیسی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حاطب (بالحاء المہملہ) کشف الاسرار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں پیدا ہوئے۔ دراصل آپ اندی ہیں وہ یمن کا ایک قبیلہ ہے انہیں عبداللہ بن حمید بن زہیر نے آزاد کیا یہ وہ ہے جسے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے بدر شریف میں قتل کیا اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ طعام بیچتے تھے اور آپ کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا آپ کی نماز جنازہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ مہاجرین میں سے تھے غزوہ بدر شریف بھی حاضر ہوئے اور بیعت الرضوان میں بھی تھے۔

مسئلہ حضرت عمر بن المطلب رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے عام حکم بیان فرمایا ہے العدو بروزن مفعول عدا سے ہے جیسے عُفُوٌّ عفا چونکہ یہ مصدر کے وزن پر ہے اس لئے اس کا اطلاق جمع پر بھی آتا ہے یہاں پر عدو سے کفار قریش مراد ہے۔

واقعہ حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ یہ واقعہ سن ۸ ہجری میں ہوا جب آپ فتح مکہ کی تیاری میں مصروف تھے۔ واقعہ یوں ہوا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی ایک مغنیہ باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جبکہ حضور فتح مکہ کا سامان فرمار ہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی اس نے کہا نہیں فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی عرض کیا نہیں۔ فرمایا پھر کیوں آئی۔ اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر۔ بنی عبدالمطلب نے اس کی امداد کی۔ کپڑے بنائے سامان دیا۔ حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ اسے ملے انہوں نے

اس کو دس دینار دیئے۔ ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم ﷺ تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو۔ سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا مقام روضہ خاخ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دو اگر انکار کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔ یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا اس سے خط مانگا وہ انکار کر گئی اور قسم کھائی گئی۔ صحابہ نے واپسی کا قصد کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجسم فرمایا۔ کہ سید عالم ﷺ کی خبر خلاف ہو ہی نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا یا خط نکال یا گردن رکھ۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادہ قتل ہیں تو اپنے جوڑے سے خط نکالا حضور سید عالم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا۔ اے حاطب اس کا کیا باعث ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میسر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی۔ اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا کبھی ان کی محبت نہ آئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوائے اور جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں۔ مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اور یہ میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے میرا خط انہیں بچا نہ سکے گا۔ سید عالم ﷺ نے ان کا یہ عذر قبول فرمالیا اور ان کی تصدیق کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ خبردار ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

(حاشیہ علمہ فوائد فقیر یہاں پر چند فوائد لکھتا ہے جو چند اسی روح البیان سے ہیں کچھ فقیر کے اضافے ہیں۔ ا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کے الفاظ یوں تھے فی توجہلیکم فی جیش کاللیل حضور

(باقی حاشیہ آگے)

marfat.ocm

علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری طرف ایسا لشکر لا رہے ہیں جو رات کی طرح (سیاہ) ہے۔ یعنی بہت بڑا لشکر۔

۲۔ یہ سارہ مغنیہ بنی عبدالمطلب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔

۳۔ جب اس سارہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عطیہ طلب کیا تو آپ نے اسے فرمایا ما فعلت بعطیاتک من شبان قریش جو تجھے قریش کے نوجوانوں نے عطیات دیئے وہ کہاں گئے یہ اسے غزوہ بدر میں بچیوں کو ابھارنے کے انعامات ملے تھے ان کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا۔

۴۔ جو اصحاب کرام سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھیجے گئے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت ابو مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ خاخ (با لمعجمتین غیر منصرف و منصرف دونوں طرح ہے) یہ مقام حرمین طیبین کے درمیان میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نشان دہی سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) آپ کے آگے کوئی حجابات نہیں وہ دور و نزدیک کی ہر شے کو برابر طور پر دیکھتے ہیں اسے ہم حاضر و ناظر سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہاں جب مسائل و احکام مرتب فرماتے ہیں تو پھر عام حیثیت سے۔ قرب و بعد کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "تسکین الخواطر فی تحقیق الحاضر و الناظر" میں ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ سے کوئی بات مخفی نہیں جیسا کہ حضرت بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کا معلوم ہو جانا اور سارہ کا لے جانا اور ایسی جگہ چھپانا جو کسی کو معلوم نہ ہو سکے اس کے عذر کو پہلے بھانپ لیا اسی لئے اس سے خط لازمی چھیننے کی تاکید فرمائی۔

۶۔ مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد عام امن کا اعلان فرما دیا سوائے چار اشخاص کے کہ وہ جہاں ملیں انہیں قتل کر دیا جائے ان میں ایک یہی سارہ تھی۔

۷۔ حضرت بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب خط کا استفسار کیا گیا تو عرض کی ما کفرت و منذ اسلمت ولا غششک منذ نصحتک جب سے مسلمان ہوا ہوں نہ میں نے آپ کی تصدیق نبوت میں کوتاہی کی۔

(باقی آگے)

marfat.ocm

مسئلہ بیشک جو امر ممنوع کا ارتکاب کرکے محتمل تاویل کا دعویٰ کرے تو اس کا عذر قابل قبول ہے کیونکہ بہترین لوگوں کے نزدیک عذر مقبول ہے۔

حکایت مروی ہے کہ جب حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاایھاالذین امنوا کا خطاب سنا تو خوشی سے بیہوش ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان سے مخاطب فرمایا کہ باوجود یہ کہ خط لکھ کر غلطی کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان سے خارج نہیں کیا اور وہ اپنے عقیدہ اسلام پر مضبوط ہیں اور عدوکم بھی ان کے اخلاص کی دلیل ہے کیونکہ کافر منافق کا دشمن نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اس کا مخلص ہے۔ تلقون الیھم بالمودۃ تم انہیں پہنچاتے ہو دوستی سے۔

حل لغات المودۃ الود کسی شے کی محبت اور اس کی آرزو اور ہر دونوں معنوں میں مستعمل ہوتی ہے اب معنی یہ ہوا کہ پہنچاتے ہو ان کو خط و کتابت کرکے اسی طرح کے اور دیگر ایسے اسباب جو ان سے محبت کرنے کے اسباب ہیں یہ اس صورت میں ہے کہ باء مفعول میں زائد ہو۔ جیسے۔ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (ہلاکت میں اپنے ہاتھ نہ ڈالو) یا انہیں اسی محبت کی وجہ سے جو ان کے اور تمہارے درمیان محبت ہے نبی پاک ﷺ کی خبریں نہ پہنچاؤ۔ اس معنی پر مفعول محذوف ہو گا بوجہ اس کے معلوم ہونے کے اور باء سببیہ ہو گی اور جملہ لا تتخذوا سے حال ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ نہ بناؤ در انحالیکہ تم ڈالنے والے ہو محبت کو ان کی طرف۔

(حاشیہ گزشتہ)

الغش ترک النصح اور النصح بمعنی تصدیق بہ نبوت و رسالت اور آپ کے اوامر و نواہی کو سر تسلیم خم کرکے ماننا۔

۸۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا حضرت بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق فرمانا بتاتا ہے کہ آپ دلوں کے اسرار جانتے ہیں حالانکہ ان کا خط اس کے برعکس ہے۔ اس کے مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب فیض الغفور فی ما علم ما فی الصدور میں ہے۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر ایسے امر میں تلوار اٹھا کر گردن اڑا دینے کا نہ صرف یہی دو حتوں و اقعات ہیں یہ ان کے عشق رسول اور ادب نبی ﷺ کے شواہد ہیں۔ تفصیل کے لئے مشاہدہ ہو فقیر کی کتاب "ادب صحابہ و رسول"

(حاشیہ ختم)

marfat.ocm

سوال يٰاَيُّهَا الَّذِيۡنَ لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰى اَوۡلِيَآءَ میں ان سے مطلقاً دوستی سے روکا گیا ہے لیکن یہاں اس دوستی کو حال سے مقید کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا حال کی قید نہ ہو تو پھر ان سے دوستی جائز ہے (اس طرح سے دو آیتوں میں تضاد ہو گا)

جواب کفار مرتدین یہود و نصاریٰ ہنود سب سے دوستی مطلقاً حرام ہے جیسا کہ قواعد شرعیہ سے ثابت ہے اور حال کی قید (اتفاقی ہے) اسی لئے اس کا مفہوم مطلق کو مقید نہیں کرتا۔

سوال لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَعَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ کیوں فرمایا کیونکہ جب وہ دشمن ہیں تو ان سے محبت کیسی کیونکہ محبت و عداوت کا اجتماع تو نہیں ہو سکتا پھر اس کے لئے حکم فرمانے کا کیا معنی ان کا اجتماع دائرہ امکان سے خارج نہیں اسی دائرہ امکان کو روک کر اس کے جواز کا دروازہ کھولا گیا ہے۔

جواب ۱ چونکہ کفار کی دشمنی اہل اسلام سے ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو روکا ہے کہ تم سے ذاتی دشمنی تو انہیں ہے نہیں اگر وہ تمہارے اس ذاتی تعلق سے دوست بنانا چاہیں تو بھی انہیں دوست نہ بناؤ۔

جواب ۲ ان سے دوستی کا تعلق امور دنیویہ سے تو بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے نفسانی اغراض سے بھی (جیسے آج کل ہو رہا ہے کہ گمراہ فرقوں کو گمراہ سمجھنے اور جاننے کے باوجود ان سے یارانہ اور دوستی ہے جیسے ہم صلح کلیت سے تعبیر کرتے ہیں) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس اعتبار کو غیر معتبر قرار دے کے ان سے یارانہ دوستی سے روک دیا ہے۔

منطقیانہ جواب تناقض میں آٹھ وحدات کا ہونا ضروری ہے اگر ان میں ایک بھی نہ ہو تو تناقض لازم نہیں آتا یہاں بھی وہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عدوی نہیں بلکہ عدوی و عدوکم فرمایا ہے کہ تم ان سے کسی قسم کی دوستی نہ کرو اور نہ ہی وہ مودت و فتوت کے لائق ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں خواہ وہ تمہارے دشمن ہوں یا نہ ہوں تم اللہ تعالیٰ کی دشمنی کی وجہ سے ان سے دوستی نہ کرو۔

marfat.com

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا) تلقون کے فاعل سے حال ہے حق سے قرآن یا دین اسلام یا رسول اللہ ﷺ مراد ہیں۔

یخرجون الرسول وایاکم نکالتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو اور تمہیں) کفروا سے حال ہے یعنی درانحالیکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اور تمہیں مکہ معظمہ سے نکالتے ہیں۔ مضارع استحضار صورت کے لئے ہے (ورنہ جملہ ماضی استراری ہوتا   کہ انہوں نے ایک عرصہ پہلے انہیں مکہ معظمہ سے نکلنے جانے پر مجبور کیا تھا نہ کہ اب)

ان تومنوا باللہ ربکم (اس پر کہ تم اپنے رب اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے) اخراج (مکہ معظمہ سے نکالنے) کی تعلیل ہے اس میں تغلیب المخاطب علی الغائب ہے۔ غائب سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور التفات از تکلم الی الغائب ہے (کہ ان تومنوا الخ کہا جاتا) تاکہ الوہیت و ربوبیت پر ایمان کے وجوب کی اہمیت کی طرف معلوم ہو۔

وان کنتم خرجتم جهادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی اگر تم نکلتے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو) یہ لاتتخذوا کے متعلق ہے۔ گویا کہا گیا ہے کہ میرے دشمنوں سے دوستی نہ کرو اگر تم برے دوست ہو تو۔ جهادا وابتغاء مرضاتی کا منصوب ہونا خرجتم کے مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ہے اب معنی یہ ہوا کہ اگر تم اپنے وطنوں سے نکلے ہو جہاد اور میری رضا جوئی کے لئے تو پھر ان سے دوستی نہ کرو اور نہ ہی ان سے محبت کر کے خبریں پہنچاؤ۔

حل لغات الجهاد (بالکسر) القتال (جنگ کرنا دشمنوں کے ساتھ) مجاہد کی طرح۔ التعریفات میں ہے جہاد بمعنی دین حق کی دعوت دینا۔ المفردات میں ہے الجهد والجهاد بمعنی دشمن کی مدافعت میں پوری قوت خرچ کرنا یہ جہاد ظاہراً کفار کے ساتھ اور معنوی جہاد ہے شیطان سے نفس سے اور یہ ہاتھ سے ہوتا ہے اور زبان سے بھی۔

المرضاة ارضی کی طرح ہے۔ ابتغاء مرضاتی کا جہاد پر عطف دلالت التزامی کے لحاظ سے تصریح ہے کہ جہاد صرف اور صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہو اس میں اور کوئی غرض نہ ہو اور خروج کی نسبت اہل ایمان کی طرف جہاد کی علت بتانے کے لئے ہے۔ ابتغاء الخ بتاتا ہے کہ کفار کا اخراج ان کے خروج کا سبب بنا کہ انہیں اذیت وغیرہ پہنچائی۔ یہ اس

کے منافی نہیں کہ ارادہ جملہ اور ابتغاء اس کے لئے علت نہ ہو۔

تسرون الیھم بالمودۃ (تم ان سے دوستی نہ کرتے ہوئے انہیں دوستی کا خفیہ پیام نہ بھیجو) یہ جملہ مستانفہ ہے عتاب کے طریق پر وارد ہوا۔ سوال کا جواب ہے گویا انہوں نے عرض کی کہ ہم پر عتاب کیوں۔ جواب دیا کہ تم ان سے محبت کا پیام مخفی طور پر بھیجتے ہو۔ باء صلہ کی محض تعدیہ کی تاکید کے لئے ہے یا ان سے محبت کرنے کی خبر دینے کے لئے ہے یا اسرار (مخفی پیام بھیجنا کی تعدیہ سے باوجودیکہ وہ خود بھی متعدی ہے) انہیں کفار سے دوستی نہ کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے کہ جب مخفی طور ان سے محبت کرنا حرام ہے تو پھر کھلم کھلا ان سے دوستی کا دم بھرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

وانا اعلم (حالانکہ میں خوب جانتا ہوں) یہ جملہ حالیہ ہے تسرون سے یعنی میں بہ نسبت تمہارے خوب جانتا ہوں۔

بِمَآ اَخْفَیْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ (جو تم چھپاؤ اور جو تم ظاہر کرو) تمہارا دشمنوں سے محبت کرنا اور پھر عذر کرنا وغیرہ وغیرہ کیونکہ اس کے آگے مخفی رکھنا نہ رکھنا برابر ہے۔ پھر کفار سے مخفی طور پر دوستی اور عذر کرنے کا کیا فائدہ۔

ومن یفعلہ منکم اور تم میں جو ایسا کرے یعنی ان سے روکی ہوئی دوستی سے دوستی کا دم بھرنا یعنی جو اسکا ارتکاب کرے کا جو اسے روکا گیا کہ تم کفار سے دوستی نہ کرو تو جو ایسا کرتا ہے فقد ضل سواء السبیل بیشک وہ سیدھی راہ سے بہک۔ یعنی طریق حق اور صواب سے جو نور ہا السعادۃ الابدیہ تک پہنچانے والا ہے سے بہک گیا۔

خلاصہ یہ کہ ایسا شخص راہ راست سے گم ہو گیا۔

فائدہ یہ اضافۃ الصفۃ الی الموصوف کے قبیل سے ہے۔ ضل متعدی ہے۔ سواء السبیل اس کا مفعول ہے اور یہ بھی ہے کہ ضل لازم اور سواء السبیل اس کا ظرف ہے یعنی وہ منصوب ہے کہ وہ ضلّ کا مفعول فیہ ہے۔

فائدہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تمام مضمون حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عتاب میں ہے یہ

marfat.com

بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ برگزیدہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور آپ کے مکمل طور پر تصدیق کرنے والے کیونکہ عتاب محبوبانہ یہی ہے کہ حبیب حبیب سے غصہ کرے۔

حل لغات العتاب معنی کسی پر غضب کا اظہار لیکن مع بقاء المحبت ساتھ ترک کردینے غضب کے اور یہ حبیب کے لئے ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ جب عتاب ہی نہ ہو تو محبت کیسی۔ جب تک عتاب رہے محبت کو بقاء ہے۔[1]

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ انسان کے نفس اور خواہشات نفسانی اور شیطان دشمن ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے بندوں اور اس کی عبادت سے بغض ہے۔ یہ انسان سے سخت بغض کرتے ہیں جو ان کی شہوات پوری نہ کریں اور ان کی مرادات برلائیں اور نفس سے دشمنی کا یہ معنی ہے کہ اسے اس کی الوفات (الفت والی چیزیں) سے دور اور مجاہدہ کی جیل میں قیدی بنا کر رکھا جائے اور یہی اَللّٰہ تعالیٰ سے محبت و بغض کی علامت ہے۔

حدیث شریف نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ افضل الایمان یہ ہے کہ کسی سے محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور بغض ہو تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔

فائدہ حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے نفس سے پیار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اپنے دشمن سے دوستی کرتا ہے کیونکہ نفس کا کام ہے کہ تم جو اسے حکم کرو گے وہ اس کے خلاف کرے گا اور سیدھی رہ سے

(حاشیہ [1] اس سے وہابیہ دیوبندیہ کے ان جملہ اعتراضات کا جواب ہو گیا کہ بہت سی آیات میں بظاہر مضمون عتاب پر دلالت کرتا ہے جیسے عَبَسَ وَتَوَلّٰی وغیرہ میں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ عتاب ہوتا ہی نہیں خواہ مخواہ ان لوگوں نے عوام کو نبوت سے بدظن کرنے کے لئے عتاب عتاب کی رٹ لگائی ہوتی ہے جیسا کہ فقیر نے انہی آیات کی توجیہات (تفسیر اویسی) میں لکھ دی ہیں۔ اگر اسے عتاب مان بھی لیں تو وہ محبوبانہ عتاب ہے۔ جس میں الٹا محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سے نبوت دشمنی کا ثبوت دیتا ہے تو پھر کھل کر اسے عتاب مغضوبانہ سے تعبیر کریں۔ اویسی غفرلہ۔

marfat.com

روگردانی کرتا ہے اور وہ اپنے دوست اور تابعداروں کو تباہ و برباد کرتا ہے اس میں دیر بھی نہیں کرتا۔

وحیٔ داؤدی اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میری مملکت میں نفس کے سوا اور کوئی دشمنی نہیں لہٰذا اس سے دشمنی کرتے رہیں۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ تھوڑے سے لشکر سے قیصر و روم سے ملک چھینا جاسکتا ہے لیکن تمام روئے زمین کے اولیاء مل کر ایک نفس کے ایک حیلہ سے نہیں بچ سکتے کیونکہ نفس کے حیلے بسیار (اور خود چوٹی کا مکار)

حکایت حضرت احمد خضرویہ بلخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو قسم و قسم کے مجاہدات و ریاضات سے ذلیل و خوار کر رکھا تھا ایک دن خوشی سے جہاد پر جانے کی خواہش ظاہر کی میں حیران ہو گیا کہ نفس اور خواہش نیکی (بالخصوص جہاد سب سے بڑی عبادت) میں سمجھ گیا کہ اس میں اس کا میرے ساتھ کوئی دھوکا ہو گا۔ میں نے نفس سے کہا کہ شاید میرے بھوک مارنے پر یہ حیلہ بنایا ہے کہ چلو جہاد پر ابھاروں اور جہاد میں خوب کھانا پینا ہوتا ہے کیونکہ طاقت ہو گی تو جہاد ہو گا میں نے کہا یہ ہرگز نہ ہو گا میں مسلسل روزے رکھوں گا۔ نفس نے کہا یہ بھی منظور ہے میں نے سمجھا یہ بھی اس کا کوئی دھوکا ہو گا۔ میں نے نفس سے کہا کہ شاید تو نے اسی لئے یہ حیلہ بنایا کہ میں یہاں تجھے آرام نہیں کرنے دیتا تو نے سمجھا کہ یہ سفر کو جائے تھکان سے کہیں تو آرام کرے گا لیکن اے نفس یاد رکھ میں سفر میں اسی طرح بیدار رہوں گا جیسے یہاں ہوں میری شب بیداری اور لوانگی نماز و نوافل میں کمی نہ ہو گی۔ نفس نے کہا یہ بھی منظور۔ میں تھوڑا غور و فکر میں پڑ گیا کہ نفس کی شرارت کہاں تک مجھے دھوکہ دے گی۔ میں نے نفس سے کہا تیرا خیال ہے کہ یہاں تنہا ہے جہاد پہ جانے سے لوگوں سے خلط ملط ہو گا اس میں کوئی ولولہ چلاؤں گا۔ میں نے کہا یہ بھی ہرگز نہ ہو گا جہاد پہ جاؤں گا لیکن تجھے لوگوں سے دور رکھ کر ہر طرح کی ذلت و خواری تیرے سر پر رکھو گا نفس نے کہا مجھے منظور ہے۔ پھر بھی میں حیران تھا کہ یارب نفس کا مکر کہاں تک مجھے پریشان کرے گا۔ اس کے ہر عمل کو منظور کرنے سے میں نے عاجز ہو کر بارگاہ حق میں عرض کی کہ یارب مجھے اس کے مکر و فریب سے آگاہی بخش۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ چاہتا ہے کہ احمد خضرویہ جنگ پہ جائے شہید ہو جائے تو میں ... ریاضت و مجاہدات کی سختیوں سے چھوٹ جاؤں گا

marfat.com

یکبارگی تو موت آئے گی لیکن اب تو ہر منٹ موت سے کم نہیں۔ احمد خضرویہ نے نفس سے کہا میں جہاد پہ نہیں جاتا ایسے ہی تجھے ذلیل و خوار رکھوں گا۔

سبق نفس کی اس مکاری کو دیکھ کر حضرت احمد خضرویہ نے فرمایا سبحان اللہ نفس کیسا مکار پیدا ہوا کہ یہاں منافق ہو کر کیا دھوکہ دیا اور بعد از مرگ ریاکاری سے مار کھلائے گا۔ اسے اسلام نہ اس جہان میں پسند ہے نہ اس جہان میں۔ چنانچہ حضرت خضرویہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دن کے بعد نفس امارہ کو اور زیادہ ریاضات و مجاہدات میں لگا دیا۔

تفسیر صوفیانہ ۲ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ یعنی مخفی رکھا تم نے دعویٰ انانیت کو۔ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ یعنی تم نے ظاہر کیا عبودیت کو جیسے نفس کا حال ہے اور حضرت ابوالحسین وراق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بما اخفیتم یعنی وہ جو تم نے اندر میں معصیت چھپا رکھی ہے وما اعلنتم اور جو تم نے مخلوق کے سامنے طاعت و عبادت ظاہر کر رکھی ہے۔

تفسیر عالمانہ ان یثقفوکم (اگر تمہیں پائیں) یعنی تم پر کامیاب ہو جائیں اور تم کو قابو میں کر لیں۔

حل لغات الثقف بمعنی شے کو مکمل طور پر پالینا۔ وثقف کذا ای۔ اور کتبہ بالبصرہ میں نے اسے اچھی طرح دیکھ لیا۔ یہ اس لئے بولتے ہیں جن کی نظر تیز ہو کبھی مجازاً صرف ادراک کے لئے بولتے ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ ثقافت نہ ہو جیسے یہاں ہے۔

یکونوا لکم اعداء (تو ہوں گے تمہارے دشمن) یعنی وہ جو ان کے دل میں تمہاری دشمنی چھپائے ہوئے ہیں ظاہر کریں گے اور اس پر اپنے امکان مطابق دشمنی کے احکام مرتب کریں گے اس وقت تمہارا ان کے ساتھ محبت کا اظہار کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

ولیبطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء اور اپنے ہاتھ اور زبانیں تمہاری طرف دراز کریں گے۔ تاکہ تمہیں تکلیف و اذیت پہنچائیں۔ قتل کر کے یا قیدی بنا کر یا گالی دے کر وغیرہ وغیرہ۔

وعدوودا لو تکفرون اور ان کی آرزو ہے کہ کس طرح تم کافر ہو جاؤ یعنی وہ تمہارا ارتداد اور اپنے جیسا

maktabah.org

ہونے کی تمنا رکھتے ہیں جیسے دوسری جگہ پر فرمایا۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اور تم سے یہود نصاریٰ ہرگز راضی ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کی ملت کی اتباع نہ کرو۔

فائدہ یہاں پر کلمہ لو مصدریہ ہے صیغہ ماضی خبر دیتا ہے کہ تمہارے پانے سے پہلے ان کی آرزو کیسی ہے اس کا عطف لو یبسطوا پر ہے

لن تنفعکم ارحامکم ہرگز نفع نہ دیں گے تمہیں تمہارے رشتے ارحام رشتہ داریاں مراد ہیں۔

حل لغات امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ الرحم دراصل ماں کے پیٹ کی وہ جگہ جہاں بچہ ہوتا ہے اسی سے استعارہ ہے۔ رشتہ داری کے لئے کہ گویا وہ بس ایک جگہ کے ہیں۔

ولا اولادکم اور نہ تمہاری اولاد جن کے لئے مشرکین سے تم دوستی کا دم بھرتے ہو اور اہل شرک کا قرب چاہتے ہو اور ان کے بچاؤ کے لئے۔ اولاد ولد کی جمع ہے جس معنیٰ مولود نر ہو یا مادہ۔

یوم القیمۃ قیامت کے دن کہ ان سے کوئی نفع اٹھاسکو یا ضرر دفع کر سکو۔ یہ لن تنفعکم کی طرف ہے اور اس پر وقف ہیں اس کے بعد نیا جملہ ہے۔

یفصل بینکم فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان یہ جملہ مستانفہ ہے اس میں بیان ہے کہ ارحام و اولاد اس دن کسی قسم کا نفع نہ دیں گے۔ یعنی اس دن فیصلہ کون ہوگا جبکہ تمہارے فرار کا موجب ہول اور خوف ہوگا کہ جس سے تم ایک دوسرے سے بھاگو گے جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (الآیۃ) اس دن کہ مرد اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اولاد سے بھاگے گا تو پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان کی وجہ سے حقوق اللہ کو چھوڑ رہے ہو جو قیامت میں وہ تم سے بھاگ جائیں گے۔ بعض نے کہا قیامت میں باپ بیٹے کے درمیان اور قریبی رشتہ دار دوسرے سے جدا کیا جائے گا پھر اہل طاعت جنت میں اور اہل معصیت دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اسی لئے اس کی وہ تمہیں جزا و سزا

دے گا اور وہ خبیر سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اسے محسوس کی طرح بنایا گیا گویا آنکھوں کے سامنے ہے ورنہ سب کو معلوم ہے کہ جملہ اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال نامے پیش ہوتے ہیں یا جو اعمال نامے لانے والے ملائکہ اور اجرت دینے کی خبر اعمال صالحہ کی ترغیب کے لئے ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں نفس اور اسکی صفات اور اس کے اخلاق سے عداوت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نفس ظلمانیہ سفلیہ کثیفہ ہے اور روح اور اس کے قوی نورانیہ علویہ لطیفہ ہیں اور ظاہر ہے کہ ظلمت و نور کے ایک دوسرے سے مدافعت ہے کہ ایک کے ہوتے دوسرے کا ہونا محال ہے اسی لئے نفس چاہتا ہے کہ وہ اپنی ظلمانیت سے روح پر غلبہ پا جائے یہاں تک کہ مملکت وجود میں صرف اسی کا محتاج ہو اور اس کے تمام شہروں پر اس کی حکومت ہو اور اس کی زبان درازی برائی میں اخلاق مذمومہ کی مدح اور اخلاق محمودہ کی مذمت سے دراز ہوتی ہے یہ جسم اس کا شہر ہے اس میں اشراف بھی ہیں کمینے بھی۔ وہ سب ایک بطن سے ہیں کیونکہ قوائے خیر اور شر روح اور جسم کے ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ نفس اور اس کی صفات کمینے اور قابیل و کنعان کے مشرب پر ہیں۔ (قابیل آدم علیہ السلام کے اور کنعان نوح علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے) اور روح اور اس کے قوی ہابیل وغیرہ کے مشرب پر ہیں اور یہ اشراف ہیں اور درحقیقت یہ ان کے اہل و عیال ہیں اسی لئے قیامت میں ان کی یہ نسبت منقطع ہو جائے گی اس کے بعد روح نعمتوں میں اور جسم جہنم میں۔ جب روح کو لطف و جمال کی تجلی اور نفس کو قہر و جلال کی تجلی نصیب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل کمال و نوال سے بنائے۔ (آمین)

تفسیر عالمانہ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ بیشک اے مومنو! تمہارے لئے اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اچھی خصلتیں ہیں۔

حل لغات اسوۃ قدوۃ (بالضم وبالکسر) کی طرح وہ حالت جو انسان کی غیر کی اتباع سے حاصل ہوئی ہو اچھی ہو یا بری۔ راحت رساں ہو یا ضرر رساں۔ اسی سے ہے بمعنی حزن دراصل فوت ہونے والی شے کے پیچھے لگتا غم کے ساتھ۔ اب معنی تمہارے لئے بہ خصلت حمیدہ حقیقتاً کہ اس کی اقتدا اور اس کے آثار کی اتباع کی جائے۔

marfat.com

اسوۃ کانت کا اسم لکم اس کی خبر ہے اور حسنہ اسوۃ کی صفت مقیدہ ہے اس سے علم مراد ہے تو اسوہ محمودہ مذمومہ ہر دونوں مراد ہوں گی اور صفت کاشفہ ہو گی اگر عام نہ ہو۔

فی ابراہیم والذین معہ ابراہیم اور وہ جو ان کے ساتھ تھے یعنی آپ کے مومن اصحاب۔ یہ اسوہ کی دوسری صفت ہے۔ یہ اس محاورہ سے ہے کہ کہا جاتا ہے لی فلان اسوۃ یعنی میری اقتداء فلاں سے ہے۔ یہ باب التجرید سے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ فلاں خود اقتداء ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں مضاف محذوف ہو کہ دراصل لی فی سننتہ و فعالہ و قولہ میری اقتداء اس کے طریقہ و افعال و اقوال پر ہے۔

فائدہ بعض نے کہا والذین معہ سے وہ پیغمبران عظام (علیہم السلام) مراد ہیں جو ان کے زمانہ میں اور آپ کے قریب تھے۔ ابن عطیہ نے کہا یہی قول زیادہ راجح ہے اسی لئے کہ کسی روایت میں نہیں کہ اس وقت آپ کے مومن اتباع (اصحاب) ہوں۔ جب آپ نمرود کے مقابلہ میں معارضہ میں تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام شام کے علاقہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے ساتھ بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی خدا تعالیٰ کی پرستش کرنے والا نہیں۔

اذقالوا جب انہوں نے کہا یہ ظرف کان کی خبر اور اس کا معمول ہے یا کان اس کا عامل ہے یہ اس مذہب پر ہے جو کان کی ظرف کا عامل مانتے ہیں یہی اصح ہے۔

لقومھم اپنی قوم کفار سے۔ انا برآء منکم بیشک ہم تم سے بیزار ہیں بری بجو ظریف کی جمع ہے۔ ومما تعبدون من دون اللہ اور ماسوا اللہ سے جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ بتوں سے یہی معنی زیادہ ظاہر ہے۔

فائدہ پہلے ان سے بیزاری کے اظہار میں مبالغہ ہے۔ پھر ان کے کردار سے یعنی شرک سے کیونکہ پہلی بیزاری ان کے بتوں سے ہے اور یہی مقصود ہے یعنی ان کی عبادت سے بیزاری ضروری ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان سے بیزاری یہ ہے کہ وہ ان کے قریب نہ جائیں۔ اور نہ ہی ان سے خلط ملط رکھیں گے۔ اور ان کے بتوں سے بیزاری یہ کہ

marfat.ocm

ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اور ان کی پرستش تو بجائے مانداور توجہ تک نہ کریں گے اور احتمال بھی ہے کہ ان سے بیزاری کا معنی یہ ہے کہ ان سے رشتہ داری نہ رکھیں گے کیونکہ شرک رشتہ داریاں توڑ دیتا ہے اور دوستیاں ختم کر دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اسی طرح نہیں کرتے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہ اپنے اب (آزر) اور اس کی قوم سے ان کے کفر کی وجہ سے بیزار ہو گئے۔ اسی طرح آپ کے ساتھی مومن۔

کفرنابکم ہم نے تمہارے دین سے کفر کیا۔ یہاں مضاف محذوف ہے اور کفر سے عدم اعتداء اور جحود انکار مراد ہے کیونکہ دین باطل کوئی شے نہیں اور دین حق اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی ہے وبدا اور ظاہر ہوا۔

حل لغات بدالشئی بدوًاوبداء بمعنی ظہوراً بیناً اور البداء یہ وہ جگہ جو اس میں پیش کی جائے وہ ظاہر ہو۔ بیننا ہمارے درمیان۔ بدا کی ظرف ہے۔

وَبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا (اور تمہارے درمیان عداوت و بغض ہمیشہ) یہی طریقہ ہمارا تمہارے ساتھ ہمیشہ ہو گا۔ البغض حب کی نقیض۔ کاشفی نے لکھا کہ ہماری اور تمہاری آپس میں دشمنی ہمیشہ کے لئے ظاہر ہو گئی۔ دل سے بھی اور ہاتھوں سے بھی یعنی ہماری تمہاری ہمیشہ جنگ رہے گی اور یہ دشمنی قائم و دائم ہے۔

حتی یہاں تک کہ یہ بداء کی غایت ہے۔ تومنوابالله وحدهٗ ایمان لاؤ اللہ واحد لاشریک پر۔ یہاں تک کہ تم شرک کرنا چھوڑ دو۔ پھر یہی دشمنی محبت دوستی سے اور بغض پیار سے اور بیزاری قرب سے اور وحشت الفت سے بدل جائے گی۔ البغض نفس کا اس سے نفرت کرنا جس میں اس کی رغبت نہیں۔ الحب بمعنی نفس کی کشش اس طرف جس میں اس کی رغبت ہے۔

سوال آیت میں صرف ایمان باللہ کی قید کیوں حالانکہ ایمان بالملائکہ والکتب والرسل وبالیوم الآخر بھی تو ضروری ہے۔

جواب صرف اللہ پر ایمان لایا سب کو مکتفی ہوتا ہے اور وحدہ کی قید سے اصنام پرستی کا رد ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کی اسوۃ سے خلت الٰہی اور مِن دُونِ اللہِ سے بیزاری اور تعلق

marfat.ocm

باخلاق اللہ۔ آہ وبکا کرنا۔ اشتیاق حق میں حضرت ابن عطاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اسوۂ خلیل علیہ السلام سے ظاہر میں اخلاق شریفہ مراد ہیں جیسے سخاوت ' حسن خلق ' دکھ میں صبر کے امر پر عمل کرنا اور باطن میں جمیع افعال میں اخلاص اور جملہ اوقات میں اس کی طرف توجہ ہونا اور ہر شے چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اور رسول اکرم ﷺ کے اسوہ مبارکہ ظاہر میں عبادات نہ بواطن و اسرار ہیں کیونکہ کون ہے جو آپ کے باطنی اخلاق کے اسرار کی طاقت رکھ سکے۔ اسی لئے شب معراج آپ امت سے مکان میں جدا ہوئے تھے۔ یعنی لامکان میں تشریف لے گئے تو آپ کو تجلی ذات نصیب ہوئی۔

سپہدار رسل سر خیل درگہ　　　　سریر افروز ملک لی مع اللہ

(سپہدار رسل کرام کے اور درگاہ حق کے سرخیل 'ملک لی مع اللہ کے تخت کو سجانے والے)

الاقول ابراھیم لابیہ مگر قول ابراہیم علیہ السلام کا اپنے اب آزر کو استغفرن لک اے اب میں تیرے لئے استغفار کروں گا۔ یہ اسوۂ حسنہ سے استثناء ہے کیونکہ استغفار نبی علیہ السلام کا اپنے اب کافر کے لئے عقلاً و شرعاً جائز ہے اس لئے کہ یہ اس وقت سے پہلے ہے جب انہیں واضح ہوا کہ یہ اصحاب الجحیم سے ہے جیسا کہ نص قطعی (آیت قرآنی) میں وارد ہے (یعنی فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ)

(حاشیہ لے ہم اہلسنت اب سے مراد چچا لیتے ہیں وہ تھا آزر ورنہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔ اس قول کی تائید صاحب روح البیان فرماتے ہیں ان کے جوابات آگے ہیں فقیر اویسی غفرلہ نے آزر کی تحقیق میں ایک رسالہ "تحقیق الازہر فی فرق تارخ و آزر" لکھی ہے اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

موقف اہلسنت محققین علماء کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پرنور سرکار دو عالم ﷺ کے تمام آباء کرام و امہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ و سیدہ آمنہ تک سب موحد تھے اس میں کوئی کافر نہیں تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہو اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورہ کو۔

احادیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے

marfat.com

پاک پشتوں میں نہ دورہ کو اور ایک پدر سے دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہونے کو دیکھتا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا فرمایا تو نبوت کا نور آپ کے آباء کرام میں ظاہر تھا۔

فائدہ تفسیر امام ابو الحسن ماوردی نے سیدنا عبد اللہ ابن عباس سے نقل فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف "مسالک الحنفاء" میں ان سے نقل فرما کر اسے مقررہ رکھا۔

آزر کون؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے ان کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر آپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔ یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرہ نسب بیان کرتے ہیں) اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سلف کی ایک جماعت کا بھی ہے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مسالک الحنفاء میں امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ قول کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا۔

۲۔ ایک جماعت سلف سے وارد ہوا ابن ابی حاتم نے ۔سند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ آزَرَ) کے بارے میں روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا۔ آپ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

۳۔ اسی میں مجاہد سے ہے لیس آزر ابا ابراھیم آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا۔

۴۔ اسی میں ابن جریج سے ۔سند صحیح بروایت ابن المنذر ہے کہ ابن جریج نے فرمایا لیس آزر بابیہ انما ھو ابراھیم ابن تیرح او تارخ بن شاروح بن ناحور بن نالخ۔

۵۔ اسی میں سدی سے ۔سند صحیح بطریق ابن ابی حاتم مروی ہوا۔ انہ قیل اسم ابی ابراھیم آزر فقال بل اسمہ تارخ یعنی سدی سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ ہے۔

فائدہ اسی مسلک کی توجیہہ باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع و ذائع ہے۔

۶۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک اور اثر سے ثابت کر دیا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی تھا جس کے لئے حضرت

(جاری)

marfat.ocm

ابراہیم علیہ السلام نے دعائے مغفرت فرمائی تھی پھر جب آپ کو اس کا حال روشن ہوا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے۔
چنانچہ اسی مسالک حنفا میں ہے کہ اس قول کی تائید اس (اثر) سے ہوتی ہے جو ابن المنذر نے سند صحیح سلیمان بن صرد سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب کافروں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک بوڑھی عورت بھی لکڑی اکٹھا کرتی۔ تو جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا تو آپ نے حسبی اللہ ونعم الوکیل فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہتر کار ساز ہے پھر جب آپ کو آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا تو آپ کا چچا بولا کہ ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے بچالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آگ کا ایک شرارہ بھیجا جو اس کے پاؤں پر پڑا تو اسے جلا ڈالا۔ تو اس اثر میں ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صراحت آئی۔

۷۔ اور اس میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے چچا اس زمانے میں ہلاک ہوا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور قرآن عظیم نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے دعا مغفرت ترک فرمادی۔ جب انہیں اس کا دشمن خدا ہونا محقق ہوا۔

۸۔ اور روایتوں میں آیا ہے کہ اس کا یہ حال ان کو اس وقت کھلا جب وہ مشرک مرا اور انہوں نے اس کے لئے اس کے بعد دعا مغفرت نہ کی۔

۹۔ اور اپنے چچا کی موت کے طویل عرصہ کے بعد انہوں نے اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کی تو یہاں سے ظاہر ہوا کہ قرآن میں جس کے کفر اور اس کے لئے دعائے مغفرت سے تبری کا ذکر آیا وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا ان کے پدر حقیقی نہ تھے۔

تارخ کون ہے؟ تفسیر ابن کثیر میں ضحاک نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے آزر کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا آزر صنم کا نام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا۔ اور اسی طرح بہت سے علماء نسب کا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا۔

۱۰۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر علماء کے مقابل تھا ابن جریر علیہ الرحمۃ وغیرہ کا قول کیونکہ لائق تسلیم ہے اور "اتقان" کی عبارت کا جواب خود تصریحات امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ سے ہو گیا۔

۱۱۔ پھر خود "اتقان" میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا اور قیل کہا گیا کہ آزر اور کہا گیا ہے کہ یازر اور

اس میں بھی اس کی اقتدار نہ ہو کیونکہ ان کی اقتداء ان امور میں ہے جو اقتداء کے لائق ہیں کیونکہ اسے اعراض کے لئے وعید وارد ہے جیساکہ اسی کے آخر میں وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ یہ استثناء اسوۃ سے فائدہ دیتا ہے کہ جس کافر سے ایمان کی امید ہو اس کے لئے عدم استدعاء الایمان والمغفرۃ نہ ہو لیکن استثناء سے جواز کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور اس میں کسی عقل مند کو شک نہ ہونا چاہیے ہاں کوئی اس سے عدم جواز کی بات کرے تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

فائدہ اب کو چچا پر محمول کرنا عقلاً و نقلاً مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زندہ کو مردے سے پیدا کر سکتا ہے اور اعتبار حسب کا ہے نہ کہ نسب کا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مرد کو علم و ادب ضروری ہے نہ کہ اصل و نسب۔

ہنر بنمائے اگر داری نہ گوہر گل از خار است و ابراہیم و آزر

(ہنر دکھا اگر تیرے پاس ہے تو نہ کہ گوہر کیونکہ گل کانٹے سے ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام آزر سے وَمَآ أَمْلِكُ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک راجح و معتمد یہی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا۔ اسی لئے اسے مقدم کیا اور آزر کو قیل کہہ کر (ضعف سے) تعبیر کیا ہے۔

تنبیہہ قول آزر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی طرف کفر کی نسبت لازم آتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور ﷺ کے آباء کرام میں سے ہیں تو یہ بات حضور ﷺ کے لئے مظنۂ اذیت ہے اور ان کی اذیت عذاب الیم کی موجب ہے۔ اسی لئے علماء کرام نے ابوین کریمین میں سے کسی ایک کی نسبت یہ کہنے کی ممانعت فرمائی کہ " جہنم میں ہیں۔ لہٰذا اس بات سے احتراز ضروری ہے جو حضور ﷺ کے لئے اذیت کا سبب ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہاں سے حضور ﷺ کے آباء کرام کا حال معلوم ہوا وہ سب کے سب موحد تھے۔ حاشا للہ ان میں کوئی کافر نہ تھا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب "ابوین مصطفیٰ" اور اصل الاصول فی ایمان اصول الرسول" میں ہے۔

marfat.ocm

لَکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْءٍ اور میں تیرے لئے کسی شے کا مالک نہیں۔ مستثنیٰ کا تتمہ ہے۔ اور محلاً منصوب ہے کہ لَاَ سْتَغْفِرَنَّ لَکَ کے فاعل سے حال ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ میں تیرے لئے صرف استغفار کر سکتا ہوں حالانکہ میرے اندر یہ طاقت نہیں کہ میں تیرے سے عذاب دفع کر سکوں۔ اگر تو ایمان لائے ہاں استغفار کر سکتا ہوں۔ اس تقریر پر استثناء کا مورد صرف استغفار ہے نہ اس کی قید جو کہ وہ توفی نفسہ خصال خیر سے ہے کیونکہ اس میں اظہار عجز اور امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کرتا ہے۔

ذکر فضیلت النبی ﷺ اس میں نبی پاک شہ لولاک ﷺ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ آپ کی اقتدار کے لئے کسی قسم کا استثناء نہیں چنانچہ فرمایا۔ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم فانتھوا (جس کا تمہیں رسول اللہ ﷺ حکم فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ) لیکن ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء میں استثناء ہے اور ہمارے نبی پاک ﷺ کے لئے فرمایا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ اسوہ حسنہ ہیں اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے (سورۃ الاحزاب) آپ کی اقتداء میں کسی قسم کی قید نہیں۔

حضرت صائب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ہلاک حسن خداداد او شوم کہ سراپا　　　چو شعر حافظ شیرازی انتخاب ندارد

(حسن خداداد پہ قربان جاؤں کہ وہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار کی طرح انتخاب کا محتاج نہیں وہ سراپا حسن ہی حسن ہے)

ربنا اے ہمارے پروردگار تمام اسوہ حسنہ ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے اقتداء کے حکم پر۔

علیک توکلنا ہم نے تجھی پر توکل (اعتماد) کیا یعنی مخلوق سے قطع تعلق کر کے صرف تجھ پر اعتماد کیا ہے۔

والیک انبنا اور گناہوں کا اعتراف کر کے طاعت کے لئے تیری طرف رجوع کیا۔ والیک المصیر

marfat.com

اور تیری طرف آخرت میں رجوع ہے۔ اور جار مجرور کی تقدیم توکل انابت اور رجوع کا قصر اللہ تعالیٰ پر ہے۔

سوئے تو کو دیم روئے و دل تو بستیم　　ز ہمہ باز آمدیم و باتو نشستیم

ہر چہ نہ پیوند یار بود بریدیم　　ہر چہ نہ پیمان دوست بود گستیم

(تیری طرف ہمارا منہ اور تجھی میں دل باندھا ہے۔ سب سے باز آکر صرف تیرے ساتھ بیٹھے ہیں جسے یار سے تعلق نہیں ہم نے اس سے قطع تعلق کیا جو دوست سے متعلق نہیں ہم نے اس سے رشتہ توڑ لیا ہے)

یہ مجاہدہ اور عصاتوڑ کر یعنی تمام امیدوں کو ختم کر کے جملہ امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے یہی کہا بالخصوص کفار کی مدافعت اور ان کے شرور سے کفایت ہیں۔ چنانچہ اس کی تصریح فرمائی کہ ربنا لا تجعلنا فتنتہ اللذین کفروا (اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش نہ بنا) کہ ان کو ہم پر مسلط فرمادے پھر وہ ہمیں ایسے فتنے میں مبتلا کریں گے جس کی برداشت کی ہمیں طاقت نہ ہو۔ اس معنی پر فتنہ بمعنی مفعول ہے اور ربنا پہلے ربنا سے بدل ہے۔ ایسے ہی بعد کا ربنا۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کا فتنہ نہ بنا کہ ہم پر رزق کی کمی آجائے اور ان کو وافر رزق سے نواز دے اس کے بعد وہ سمجھنے لگیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم (مسلمان) باطل پر (معاذ اللہ)۔

واغفر لنا اور ہمیں بخش دے وہ جو ہم سے گناہوں کی زیادتی ہوئی ورنہ پھر ظہور عیوب کا سبب اور مصوب کے ابتلاء کا باعث ہو گا۔

ربنا تکرار مبالغہ کے لئے ہے تاکہ تضرع وزاری میں مبالغہ ہو۔ اس معنی پر سابق مابعد کا نشاء کا وسیلہ ہو گا عزت حکمت کے اثبات میں لیکن پہلا زیادہ ظاہر ہے اسی طرح سجاوندی کا میلان ہے اس لئے کہ انہوں نے علامتہ الوقف للجواز ربنا پر رکھی ہے جیسے ان کی اصلاح ہے کہ وصل و فصل کے جواز کے دونوں اعتباروں کے لئے اس قسم کی علامت رکھتے ہیں۔ وہ علامتہ الوقف ہے۔

انک انت العزیز بیشک تو غالب ہے ایسا کہ جو اس کے سامنے عجز و نیاز کرے وہ کسی طرح ذلیل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر توکل کرنے والے کو مایوسی ہوتی ہے۔

marfat.ocm

الحکیم حکمت والا ہے وہ کوئی نہیں کرتا جس میں حکمت بلیغہ نہ ہو۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ (صوفیہ کرام) نے فرمایا کہ اے ہمارے رب تو اپنے اولیاء کو اپنے میں فناء کے ساتھ عزت دیتا ہے اور اپنی لطیف حکمت سے انہیں بقاء کی زندگی بخشتا ہے اس معنی پر قفد سے کلمۃ النفس والھویٰ کا غلبہ اور مغفرت سے ہو یہ احدیہ کے ساتھ آنیات کو اور صفات واحدیہ کے ساتھ تعینات سے چھپانا مراد ہے۔

تفسیر عالمانہ لقد کان لکم فیھم بیشک تمہارے لئے ان میں ہیں (ابراہیم علیہ السلام) اور ان کے ساتھی۔ اسوۃ حسنۃ اچھے خصال تکرار۔ ہو کے لئے ہے تاکہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھی) کی اقتداء میں مزید برانگیختگی اور رغبت ہو اور اسے قسم سے شروع فرمایا۔ اور طیبی نے اسے تخصیص کے بعد تعمیم کا فرمایا ہے۔ اور برہان القرآن میں ہے کہ تکرار اس لئے ہے کہ پہلے میں اقوال کی طرف دوسرے میں افعال کی طرف اشارہ اور فتح الرحمن میں ہے کہ پہلے اسوۃ فی العداوۃ اور دوسرے میں خوف و خشیت کی اقتدار کی طرف اشارہ ہے۔ کشف الاسرار میں ہے کہ پہلا متعلق ہے ساتھ براۃ از کفار اور ان کے فعل سے دوسرے میں امر ہے ان کی اقتدار میں تاکہ وہی ثواب حاصل ہو جو انہیں نصیب ہوا اور آخرت کی طرف اسی طرح باعزت جاتا ہو جیسے انہیں نصیب ہوا۔

لمن کان یرجو اللہ اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اسے اس کے ہاں حاضری ہے ایمان ہے۔ والیوم الاخر اور اس کے وقوع کی تصدیق کرتا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور عذاب آخرت سے ڈرتا ہے۔ کیونکہ خوف و رجاء لازم ملزوم ہیں۔

حل لغات رجاء وہ گمان جو مسرت کے حصول کا مقتضی ہو۔ المفردات میں ہے الرجاء والطمع معلومہ یا مظنونہ علامت سے محبوب شے کی توقع اور خوف معلومہ یا مظنونہ علامت سے مکروہ شے کی توقع اور بعض تفاسیر میں ہے کہ الرجاء تین طریقوں سے مستعمل ہوتا ہے۔

۱۔ توقع الخیر سے (اسے امید خیر بھی کہتے ہیں۔ (۲) توقع الشر یعنی خوف ۳۔ توقع مطلقاً

پہلا معنی حقیقی ہے دو پچھلے مجازی۔ دوسرے میں شے کا نام لے کر اس کی نقیض مراد لینا اور یہ جائز ہے اور

تیسرا از قبیل ذکر الخاص و ارادۃ عام ہے اور یہ بکثرت ہے۔ من کان لکم سے بدل ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں باخبر کرنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ضرور ضرور ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کرے گا ان کی اقتداء کبھی ترک کرنا گوارہ نہ کرے گا۔ اور اگر ایمان کی کمی کے باعث نہ اقتداء کرے گا تو اس کا نتیجہ یوں بیان فرمایا کہ ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید اور جو روگردانی کرے گا تو بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد کیا ہوا ہے۔

یہ اس قسم کی وعیدات سے جو کفار جیسوں کو سنائی جاتی ہیں یعنی جو بھی ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء سے روگردانی کرے گا۔ بیزاری کا اظہار کر کے کافروں میں سے اور کفار سے دوستی کریگا تو بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اپنی مخلوق سے اور ان کی دوستی سے اور ان کی اہل دین کی مدد سے اور نہ ہی اس کو ان کی عبادت کی حاجت ہے وہ اپنے دین کا خود حامی و ناصر ہے اور دین کے حامیوں کا وہی مددگار کافی ہے اور وہ حمید ہے یعنی اپنی ذات میں حمد کا صرف وہی مستحق ہے۔

حدیث قدسی شریف صحاح کی حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی مجھے کسی قسم کا نفع دے سکتے ہو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جن ایک پرہیزگار مرد کی طرح ہو جاؤ تو میرے ملک میں اضافہ نہ ہو گا۔ اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جن ایک فاجر و فاسق کے دل کی طرح ہو جاؤ تو میرے ملک کو ذرہ برابر نقصان نہ پہنچے گا۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جن ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں تو ہر انسان کو اس کا پہلے مانگا دوں گا تو بھی میرے ملک میں کمی نہ آئے گی اس کی مثال یوں ہے جیسے سوئی دریا میں ڈال کر نکال لی جائے۔ اے میرے بندوں میں تمہارے اعمال لیئے گن کر محفوظ رکھ رہا ہوں۔ انہیں پر تمہیں جزاؤ سزا دوں گا اور پوری جزاؤ سزا ہو گی جو اپنے میں بھلائی پائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کرے اگر برائی پائے تو اپنے آپ کو ملامت کرے۔

فائدہ اس حدیث شریف میں ضمیر (ھی) قصد کی ہے یعنی تمہارے اعمال کی جزاء میرے ہاں محفوظ ہے صرف

marfat.ocm

تمہارے لئے ہے اور وہ میں تمہیں پوری اور مکمل دوں گا۔

فائدہ الحمید فعیل بمعنی المفعول ہے اور حضرت امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے بمعنی فاعل بھی جائز رکھا ہے۔ یعنی اپنی حمد کرنے والا اور اہل ایمان بندوں کی مدح کرنے والا۔

فائدہ شارح مشکوۃ نے کہا کہ بندے کا حمید سے حظ کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کوشش کرے تاکہ ان مقربین کی فہرست میں آجائے جو صرف اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں کسی دوسرے کی وہ حمد کرنا جانتے ہی نہیں۔

فائدہ شیخ ابو القاسم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بندوں کا اللہ کی حمد کا معنی ہے اس کا شکر کرنا لیکن بندے پر لازم ہے کہ منعم کے شہود پر شکر کرے۔ کیونکہ غیبہ حقیقت شکر منعم کے شہود کی یہ ہے کہ شہود نعمت کا شکر کرے۔

مناجات داؤدی حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات کے الفاظ یہ تھے کہ میں تیرا شکر کروں جبکہ تیرا شکر کرنا بھی ایک تیری نعمت ہے جو مجھے تو نے عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ اے داؤد علیہ السلام اب تو نے میرا شکر کیا ہے۔

تفسیر صوفیانہ بعض اہل اشارہ (صوفیہ کرام رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے کہ تھے ابراہیم خفی اور اس کے رفقاء یعنی اس کے قوائے روحانیہ مجوہ مولو حسیہ و مثالیہ و عقلیہ میں اسوۃ حسنہ اور یہ تھی انہی سے بیزاری یعنی نفس امارہ اور خواہشات (جن کی اتباع کی جاتی ہے) سے بیزاری جو ابراہیم خفی وغیرہ کی اقتداء کرے گا اور اس پر مداومت کرے گا تو مطلوب محبوب تک پہنچ جائے گا اور جو اس اقتداء سے روگردانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی اقتداء بے نیاز ہے اور وہ فی ذاتہ حمد کیا ہوا اس کی کوئی حمد کرے یا نہ۔

تفسیر عالمانہ عَسَى اللّٰهُ أَن يَجْعَلَ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کردے۔ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم تمہارے اور ان کے درمیان میں جو تمہارے دشمن ہیں یعنی تمہارے قریبی رشتہ دار مشرکین۔

قاعدہ عسیٰ اللہ تعالیٰ کے لئے وعدہ پر مستعمل ہوتا ہے جیسے بادشاہوں کی عادت ہے کہ بوقت بعض ضروریات

marfat.com

...

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [redacted] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] [redacted] [illegible]

marfat.com

کرتے تھے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مُردوں سے زندہ نکالتا ہے۔

کیونکہ یہ دونوں برگزیدہ صحابہ سے تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) لیکن ان کے باپ نہ صرف کافر تھے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سب سے بڑے دشمن تھے۔

عجیب نکتہ بعض لوگ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے اور ان کے والد ابو جہل کو اس کے گزشتہ کرتوت کی وجہ سے عکرمہ اور ابو جہل کو گالی دیتے تھے یہاں تک کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات

زندوں کو مردوں کی وجہ سے گالی نہ دو اور نہ ہی انہیں ایذا دو۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دشمنی کو محبت سے تبدیل کر دیا اسی لئے کہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

حدیث شریف میں ہے جو اپنے بھائی مسلمان کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن اس کے دل میں اس کے متعلق کوئی معمولی طور کینہ اور بغض نہیں تو آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ معتزلہ نے کہا محبت والوں کی تعریف ملاقاتی کو سناؤ اس لئے کہ محبت کا اصل دوسرے کی تعریف ہے۔ جیسے دشمنی کا اصل برائی بیان کرنا ہے۔

فائدہ وہی فرماتا ہے کہ تم کامل نہیں ہو سکتے جب تک تیری برائی سے لوگ محفوظ نہ ہوں بلکہ خود دشمن بھی تیری برائی سے محفوظ و مصئون ہو۔ پھر تجھے کاملیت کیسے نصیب ہو جب تیری برائی سے تیرے دوست محفوظ و مامون نہیں۔

دعائے داؤدی حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا یہ تھی۔

marfat.com

marfat.com

وتقسطوا الیھم اور انصاف ان کو دو بتروا پر عطف ہے اور تقسطوا افضاء کے معنی میں ہے۔ اسی کی طرح متعدی ہوتا ہے ای تفضوا الیھم بالقسط والعدل ولا تظلموھم ان کی طرف عدل و انصاف پہنچاؤ ان پر ظلم نہ کرو۔

فائدہ کفار کے ساتھ عدل و انصاف کا حکم فرما کر اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے ساتھ عدل و انصاف کی تاکید فرمائی ہے۔ (کشاف) امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ القسط بمعنی نصیب بالعدل جیسے آدھا اب معنی یہ ہوا کہ عدل کرو اور تھوڑا سا حصہ بھیجو طعام وغیرہ کا۔

ان اللہ یحب المقسطین بیشک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے انصاف والو کو یعنی جملہ معاملات میں انصاف کرنے والوں کو۔

شان نزول مروی ہے کہ قتیلہ بروزن نعیلہ (تصغیر) اس دوران مدینہ طیبہ آئی جس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ اور کفار قریش مکہ کے درمیان صلح تھی اور وہ قتیلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئیں اور چند ہدایا و تحائف لائیں بی بی اسماء نے ہدیئے بھی قبول نہ کئے اور الٹا بی بی اسماء نے قتیلہ کو گھر سے بھی نکال دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد حکم فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قتیلہ کو حکم فرمایا کہ وہ بی بی اسماء کے گھر جائیں اور بی بی اسماء کو فرمایا کہ اس کے ہدیئے قبول فرمائیں۔

فائدہ یہ قتیلہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں جنہیں آپ نے جاہلیت کے دور میں طلاق دے دی تھی۔

شان نزول ۲۔ مروی ہے کہ قوم خزاعہ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو کچھ نہ کہیں گے اور نہ ہی ان کے خلاف دشمنان دین کی مدد کریں گے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت بھیجی کہ اہل اسلام قوم خزاعہ کو کچھ نہ کہیں۔

فائدہ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ قتل و اخراج میں بچوں اور عورتوں کو مستثنیٰ رکھا جائے کہ نہ انہیں قتل کیا جائے

marfat.com

[illegible]

فائدہ [illegible]

فائدہ [illegible]

فائدہ [illegible]

حدیث شریف [illegible] [redacted] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

marfat.com

دیارکم اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا = ان سے مکہ معظمہ کے سرکش اور کفار کے سرغنے مراد ہیں۔ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اور تمہارے نکالنے پر دوسروں کی مدد کی۔ ان سے باقی کفار مراد ہیں کہ جنہوں نے مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے نکالنے میں دشمنوں کی مدد کی۔ ان تولوهم (یہ کہ تم ان سے دوستی کرو) یہ موصول سے بدل الاشتمال ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے دوستی کرنے سے روکتا ہے۔ التولی بمعنی کسی سے دوستی کرنا۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ (اور جو ان سے دوستی کرے گا) فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس وہی ظالم ہیں۔ ولایتہ (دوستی) کو دشمنی کی جگہ رکھنے کی وجہ سے اور وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرنے والے ہیں کہ خود کو عذاب کے پیش کر دیا اور ایسی دوستی کا حساب بڑا اور ایسی دوستی کا فساد بھی بہت زیادہ ہے اسی لئے تغلیظاً حرف حصر لائے ہیں اور جمع کا صیغہ مبتداء میں جمع کے معنی کی وجہ سے ہے۔

بگسل زدوستان دغاباز و حیلہ ساز　　　یاری طلب کہ طالب نقش بقا بود

(دغاباز اور حیلہ باز دوستوں سے دوستی ختم کر دے دوستی اس کی طلب کر جو نقش بقا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بنائے جو باقی کے طالب ہیں نہ کہ فانی کے)

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ دو آیتیں مقابلہ کے امر میں ظاہر ہیں کہ یوں کہا جائے کہ پہلی آیت میں ان تولوهم (ان سے دوستی کرو) جیسے دوسری آیت میں ان سے نفی از دوستی ہے یا برعکس ہے کہ دوسری آیت میں مروت و احسان کی نفی ہے پہلی میں اس کا اثبات ہے جو بھی ہے دلائل عقلی اور شواہد نقلی دلالت کرتے ہیں کہ کافر سے موالات (دوستی) ناجائز ہے مقاتل ہو یا غیر مقاتل بخلاف احسان و مروت کے جہاں کہ غیر مقاتل کے لئے جائز ہے لیکن مقاتل کے لئے بالکل ناجائز ہے جیسے اس سے دوستی ناجائز ہے۔ جہاں احسان و مروت کو ثابت فرمایا ہے یہ بلب صلہ امر ظاہر ہے کہ احسان مروت ہونی چاہئے۔ لیکن اس سے دوستی کی نفی ضمناً ثابت ہے۔ ایسے ہی مقاتل (کافر) سے موالاۃ (دوستی) کی نفی صراحۃً ہے لیکن احسان و مروت کی نفی ضمناً ہے۔

نکتہ مقاتل (کافر) سے دوستی کی نفی ظاہر ہے کہ نہ ہو کیونکہ وہ اسلام و مسلمان کا انتہائی دشمن اور بغض سے

marfat.com

بھرپور ہے تو پھر اس سے دوستی کیوں۔

سوال احسان و مروت برے کے ساتھ احسان و مروت کرنا ابرار کا اخلاق ہے تو یہ کافر (مقاتل) پر اسی لیکن اخلاق الابرار کا تقاضا ہے کہ اسی سے احسان و مروت ہونا چاہیے۔

جواب مروت و الفت کی مقتضی ہے اور احسان زیادہ گنگ بناتا ہے اور تلوار کند کرتا ہے اور یہ بات تو مجاہد اور جہاد کے درمیان حائل ہو جائے گی اور اس کے حائل ہونے سے اعلاء کلمۃ اللہ نہ ہو سکے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اعلاء کلمۃ اللہ کا حکم فرمایا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو۔ کافروں کے دونوں فریقوں (مقاتلین وغیرہ مقاتلین) کے حکم بیان کرنے کے بعد اب ان کا ذکر کرتے ہیں جو ایمان کو ظاہر کریں۔ اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ (جب وہ تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں ان کا ایمان معلوم ہو اس کے ظاہری حال سے یا وہ خود اقرار کریں یا وہ ایمان کی طلب میں آئیں ہیں۔ اور ایسی عورتوں کو مومن کہنا حرج نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں مومن ہیں ایسی عورتوں سے غیر اللہ کے امتحان لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مُهٰجِرٰتٍ ہجرت کر کے کافروں کو چھوڑ کر یہ المومنات سے حال ہے۔
فَامْتَحِنُوْهُنَّ تو ان سے امتحان لو۔ پورا آزماؤ یہاں تک کہ تمہارا گمان غالب ہو جائے کہ ایمان کے متعلق ان کی زبان کی طرح ان کے قلوب بھی تمہارے موافق ہیں۔

الجوبہ مکہ معظمہ وغیرہ میں جب کوئی عورت اپنے شوہر کو ضرر رسانی کا ارادہ کرتی تو کہتی میں عنقریب (حضرت) محمد (ﷺ) کی طرف ہجرت کر جاؤں گی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے امتحان لینے کا حکم فرمایا اور جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کا امتحان لیتے تو کلمات ذیل اس عورت سے کہلواتے۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں میں اپنے شوہر سے بغض کی وجہ سے نہیں نکلی ہاں بغض فی اللہ اور حب فی اللہ (یعنی شوہر سے اللہ کے بغض اور اس کی محبت کی وجہ سے) نکلی ہوں بخدا کسی مرد کے عشق میں نہیں آئی۔ نہ ہی کسی دوسرے حادثہ سے بچ کر آئی ہوں بخدا رغبت اسلام کی وجہ سے اور محض اللہ تعالیٰ

marfat.com

اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت لے کر آئی ہوں جب اس سے امتحان ہو جاتا اور وہ عورت اس ذات کی قسم سے اعتبار دلاتی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں حضور نبی پاک ﷺ اس کے مرد نے اس پر جو کچھ خرچ کیا اور مہر دی اسے عورت سے واپس کرا دیتے لیکن عورت مرد کو واپس نہ کرتے۔

شان نزول سہیلی نے فرمایا کہ یہ آیت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ بی بی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ان سے ہی حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف پیدا ہوئے تھے۔ اور یہ بی بی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خیفی (مادری) بہن تھیں یعنی اروی کی لڑکی تھیں۔

مسئلہ آیت سے ثابت ہوا کہ اپنے موقعہ محل میں اچھا ہے اور نافع ہے اسی لئے شب زفاف (منکوحہ کا پہلی شب شوہر کے پاس گزارنا) عورت کا امتحان لیا جاتا ہے مثلاً اس سے ایمان کا سوال کیا جائے اور سوال ایسے آسان طریقے سے ہو کہ لب آسانی سے دے سکے یا اس کے جواب کا بھی اشارہ کر دیا جائے ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ اگر وہ کہہ دے کہ ماعرف (میں ایمان کے متعلق کچھ نہیں جانتی) تو وہ فوراً اسی وقت بائنہ ہو جائے گی۔

خوش بود گر محک تجربہ آید میاں — تاسیہ روئی شود درو غش باشد

ترجمہ بہتر ہے کہ تجربہ کی کسوٹی درمیان میں آئے جھوٹا ہو تو اس کی ابھی سے رسوائی ہو جائے۔

اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِہِنَّ (اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے) بہ نسبت تمہارے کیونکہ وہ قلوب کے اسرار سے بھی باخبر ہے۔ اسی لئے ان کے امتحان کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ کسی بشر کے لائق ہے کہ وہ اس کا امتحان لے یہ جملہ معترضہ ہے۔

فان علمتموھن پس اگر تم ان کے متعلق امتحان کے بعد معلوم کر لو۔ مومنت کہ وہ واقعی مومن عورتیں ہیں یعنی اس علم سے معلوم کر لو جس سے تمہیں یقین ہو سکے یعنی حسن غالب سے ان سے قسم لے کر اور ان سے نشانات کے ظہور سے اس کا نام علم اس لئے رکھا تاکہ معلوم ہو کہ ظن غالب اور علامات بھی اس کے قائم مقام

marfat.com

ہیں۔ اس معنی پر علمتموھن میں استعارہ تبعیہ ہے۔

وَلَاتَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ تو پھر انہیں کافروں کو واپس نہ دو۔ یعنی انہیں ان کے کافر شوہروں کو واپس نہ دو۔

حل لغات الرجع سے ہے بمعنی الرد الرجوع سے نہیں۔ اسی لئے یہ مفعول کی طرف متعدی بنفسہ ہے یعنی کافر شوہروں کو واپس نہ دو۔ کیونکہ لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے ہو سکتے ہیں۔ یہ واپس نہ دینے کی تعلیل ہے یعنی مومن عورت کافر کو نہ دو کیونکہ عورت اسلام سے مشرف ہے اور کافر کے خبث کفر کی وجہ سے اس کے لئے مسلمہ عورت کا نکاح نہیں۔ خلاصہ یہ کہ نہ مومنہ عورتیں کافروں کو حلال ہیں اور نہ کافر مردان مومنہ عورتوں کو حلال ہو سکتے ہیں فلہذا ان کے درمیان جدائی کر دی جائے۔

فائدہ تاکید حرمت کے لئے ہے ورنہ جانب واحد سے حرمت کا بیان کافی تھا یا یہ کہ پہلا زوال نکاح کے لئے ہے دوسرا نکاح جدید کے امتناع کے لئے ہے۔ واٰتوھم ماانفقوا اور جو انہوں نے خرچ کیا وہ ان کو دو وہ جو انہوں نے خرچ کیا یہ حکم ثانی ہے۔ یعنی مہر وغیرہ ان کے شوہروں نے دی تھی اور وہ انہیں واپس کر دو اور یہ بیان کہ مردوں کو ان عورتوں کے مہر وغیرہ لوٹا دو۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ صلح حدیبیہ میں کافروں کے ساتھ شرط منظور کی گئی کہ جو حضور نبی پاک ﷺ کے ہاں حاضر ہو گا وہ کافروں کو واپس کر دیا جائے گا۔

شان نزول صلح حدیبیہ کے بعد بی بی سبیعہ بنت الحارث اسلمیہ مسلمان ہو کر حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ابھی حدیبیہ میں تھے اس کا شوہر مسافر مخزومی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میری عورت واپس کر دیں کیونکہ آپ نے معاہدہ میں لکھ دیا ہے کہ جو بھی آئے گا اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ معاہدہ مردوں کی واپسی کے لئے تھا۔ عورتوں کے لئے نہیں تھا۔ اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ بی بی سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مذکورہ بالا طریق سے حلف لے کر اس کے شوہروں کو مہر وغیرہ عطا فرما لیا اور بی بی مذکورہ کا

marfat.com

نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کر دیا۔

نکتہ مردوں کی واپسی کا حکم دیا تو عورتوں کا کیوں نہیں تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں کہ وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتیں اور فتنے پر صبر نہیں کر سکتیں۔

مسئلہ اللباب میں ہے کہ یہ خطاب امام (حاکم وقت) کو ہے کہ وہ جس کا مصرف متعین نہیں تو وہ مال ان کی نسبت سے دے۔

مسئلہ جو عورت مقیم ہو اور شرک میں مبتلا ہو تو وہ کافروں کو دے دی جائے گی۔

مسئلہ مردوں کا کتابیہ سے نکاح جائز ہے کیونکہ مرد عورتوں کے افسر ہیں اس کا تسلط کتابیہ عورت پر ایسے نہ ہو گا جیسے کافر کا مسلمہ پر ہو گا۔

فائدہ خرچ و مہر وغیرہ کی واپسی کا حکم محض اس لئے ہے تاکہ اہل اسلام کو احسان و مروت کے متعلق آگاہی ہو۔ ورنہ یہ مسئلہ مشہور ہے کہ عورت مہر کی مکمل طور مالک ہوتی ہے جب اس کے ساتھ مرد طلے دن یا رات کے کسی حصہ میں خلوت صحیحہ کا موقعہ مل جائے گا اگرچہ اس سے استمتاع (جماع وغیرہ) کا موقعہ میسر بھی نہ آئے۔

نکتہ انفاق (مہر وغیرہ کی واپسی) میں اسلام کی جانب ان کی تالیف والمہ قلوب مطلوب ہے۔

مسئلہ آیت سے ثابت ہوا کہ متولی جو بھی ہو (باپ ہو بیٹا ہو وغیرہ وغیرہ) کو چاہئے کہ وہ مسلمان عورت کافر کے نکاح میں نہ دے ایسے ہی وہ اہل بدعت (عقیدہ سیئہ) مسلمان عورت نہ بیاہی جائے جس کی بدعت کفر کی طرف عورت کو کھینچ کر لے جائے۔ (جیسے مرزائیت پرویزیت وہابیت رفض وغیرہ)

مسئلہ اگر کوئی نکاح غلطی سے ہو گیا ہے تو حاکم پر ضروری ہے کہ وہ نکاح فوراً فسخ کر دے اگر ناکح کی بدعت (سیہ عقیدہ) ظاہر ہو (یعنی شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے) یہاں تک کہ وہ تائب ہو (صدق دل سے) پھر اس کے ایمان

marfat.com

و نکاح کی تجدید ہو۔

مسئلہ حضرت شفلی (امام فقہ رحمتہ اللہ علیہ) سے سوال ہوا کہ کیا معتزلی مرد کا سنی عورت سے نکاح صحیح ہے آپ نے فرمایا نہیں (مجمع الفتاوی)

بدمذاہب سے نکاح و بیاہ کی تحقیق جس طرح معتزلہ سے اہل سنت کی عورتوں کا نکاح صحیح نہیں ایسے ہی تمام بدمذاہب[1] کا حال ہے کہ جن کے عقائد اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہیں اور ان کے عقائد پر کفر لازم ہے یا کم از کم ان کو گمراہی کا فتوی صادر ہو چکا ہو اور ایسے مرتد اور گمراہ فرقوں کی ہمارے دور میں بہتات ہے۔

جاہل صوفیہ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہمیں بہت بڑا خطرہ ان اہل بدعت سے ہے جو صوفیاء میں سے چند جاہلوں نے مل کر یہ عقیدہ گھڑا ہے کہ ان کا شیخ (پیرو مرشد) قطب زماں ہے (جیسے ہمارے دور میں بعض جاہل لوگ اور بے عمل پیروں کو قطب زماں اور غوث العصر وغیرہ ایسے القاب دیئے جاتے ہیں جس سے خود القاب پناہ مانگتے ہیں) اور اس کی اقتداء ہر مسلمان پر واجب ہے اگرچہ وہ اس کے مریدین سے بھی نہ ہو اگر کوئی اس کی اقتداء نہ کرے تو وہ کافر ہے۔

جاہل صوفیوں کی دلیل ایسے جاہلوں نے ایک حدیث شریف سے استدلال کیا کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو مرگیا اور اپنے زمانے کے امام کو پہچانا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ طریقہ استدلال یہ کہ حدیث شریف میں امام سے ان کو پیرو مرشد قطب وقت مراد ہے تو اب حدیث شریف کا معنی ہوا کہ جس نے ان کے شیخ (پیرو مرشد) کی قطبیت کو نہ مانا اور اس کی اتباع نہ کی تو اس کا خاتمہ خراب ہو گا۔

جاہل صوفیوں کی تردید ان جاہل (صوفیوں) نے حدیث شریف سے استدلال کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ

(حاشیہ[1] یہ گیارہویں صدی کی بات ہے نامعلوم صاحب تفسیر روح البیان کے دور میں کون سے گمراہ فرقے تھے اور ان کے کیا کیا عقائد تھے۔ ہمارے دور میں پندرھویں چودھویں صدی میں بھی گمراہ اور مرتد فرقوں کی بہتات ہے ان سب کی تفصیل اور ان کے عقائد اور ان کے اسلاف اور ان کی شاخوں کی تحقیق و تشریح فقیر کی کتاب "فرقے ہی فرقے" پڑھئے۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

امام سے مراد خلیفہ و سلطان ہے اور وہ بھی قریشی اس کا اصل وہ حدیث شریف ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

الامام من قریش ومن عداھم تبع لھم امام قریش سے ہے اس کے ماسوا باقی اس کے تابع ہیں۔
جیسے حدیث شریف آل عثمان کے ساتھ کیونکہ شریف مکہ ایک ذات ہے اس کی اپنی کوئی قوت نہیں اسی لئے آل عثمان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت بنا کر اس کو واحد الذات بنا دیا گویا ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین کا راز یہی حضرات ہیں یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنی اور اہل ایمان کی مدد سے تمہاری مدد کی (اس اشارہ کو اچھی طرح سمجھ لے)

جواب ۲ امام سے اسی زمانہ کے نبی علیہ السلام مراد ہیں اور وہ آخر الزمان نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں بطریقہ اشارہ آپ ہی قطب زمان ہیں۔

جواب ۳ قطبیت عظمیٰ کے چند شرائط ہیں اور یہ ہمارے دور کے مدعی یا ان کے مریدین جھوٹے لوگوں کو قطب بنائے پھرتے ہیں۔ ان شرائط میں ایک بھی نہیں پائی جاتی (بلکہ الٹا پروگرام ہے کہ نہ داڑھی نہ نماز' نہ حقوق العباد کی پرواہ' نہ حقوق اللہ کی پابندی' نہ شرع مطہرہ کی پابندی' وغیرہ وغیرہ) اسی لئے ایسے جاہل اور بے عمل پیروں کے لئے قطبیت کیسے ثابت کی جائے۔

جواب ۴ اگر کسی کی قطبیت ثابت ہو تب بھی اس کی محبت کا حکم خداوندی کہاں (ہاں اگر کسی خوش قسمت کو اس کی قطبیت سے آگاہی ہو جائے تو پھر اس پر عین ضروری ہے کہ ان کی محبت یک زمانہ صد سالہ طاعت بے ریاء سے بہتر سمجھے) کیونکہ یہ معاملہ حتیٰ برباطن ہے اور یہ قدرت کا قانون ہے کہ اقطاب سے آگاہی گنتی کے چند افراد کو ہوتی ہے۔ اور وہ خود بھی قطبیت کے اظہار کو خارج از حکمت سمجھ کر اسے مخفی رکھنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

ہائے کیا ہوتا جا رہا ہے؟ ہاں قرب قیامت میں ہر چیز میں تغیر و تبدل آجائے گا ہر سال ہر ماہ میں ہفتہ میں یوم دریوم تغیر و تبدل ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اخیار (برگزیدہ) لوگ اٹھتے چلے جائیں گے اس لئے کہ قیامت قائم نہیں

marfat.com

ہوگی مگر شرارتی لوگوں پر۔

حدیث شریف مرفوع حدیث شریف میں بخدا جو زمانہ آئے گا اس کے بعد والا زمانہ برا ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے رب تعالیٰ سے ملو گے۔

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

روزے اگر غمے رسدت تنگ دل مباش   رو شکر کن مباد کہ ازبد تر شود

(اگر تمہیں کسی دن غم پہنچے تو تنگ دل نہ ہو جا بلکہ شکر کر کہ اس سے بڑھ کر کسی اور سخت مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا)

حدیث شریف حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام جسے بھی مجھ سے پہلے مبعوث فرمایا گیا اس کے حواریین ہوتے تھے اور اصحاب بھی جو ان کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے امر کی اقتداء کرتے بعد والے نااہل آتے تو جو کہتے اس پر عمل نہ کرتے اور وہ کرتے جس کا انہیں امر نہ ہوتا جو ان سے ہاتھ سے جہاد کرتا وہ مومن ہوتا اور جو ان سے زبان سے جہاد کرتا وہ مومن ہوتا اور جو ان سے قلب سے جہاد کرتا وہ مومن ہوتا اس کے ماسوا جو ہوتا اس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ ہوتا (مسلم شریف)

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ چلے جائیں گے اسی طرح ایک ایک ہو کر چلتا جائے گا یہاں تک کہ باقی رذیل لوگ رہ جائیں گے جیسے ردی جو یا ردی کھجور کی طرح بیکار جن کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہ ہو گی۔

فائدہ پہلا تغیر امراء (احکام آفیسر دنیادار، زمیندار وغیرہ وغیرہ) میں پھر علماء میں پھر فقراء (پیری مریدی کا دھندا کرنے والے) میں آئے گا (اسی طرح پھر دین کے شعبہ میں کام کرنے والوں میں مثلاً قراء حفاظ شعراء، نعت خوان، آئمہ مساجد، موذنین، مولوی نما، نیکی نما وغیرہ وغیرہ)

سبق ہر گروہ میں اہل ہدی بھی ہوتے ہیں اہل ہوی بھی (خواہشات نفسانی کے قیدی) اور اسے عزیز تم اہل ہدی

marfat.com

میں رہنا یا کم از کم ان کے مشابہ ہونا کیونکہ جو کسی قوم کے مشابہ ہوتا ہے وہ ان میں سے ہو گا جو کسی جماعت میں کثرت کا سبب بنتا ہے وہ انہی میں سے ہو گا۔

حدیث شریف حضور سرورعالم ﷺ نے فرمایا جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے تو وہ قیامت میں انہیں کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا اور انہی کے ساتھ ہی اس کا حساب ہو گا اگرچہ وہ ان کے اعمال کے مطابق عمل نہ کر سکا ہو۔[۱]

(حاشیہ[۱]) اسی لئے ہمیں خوشی ہے کہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے رسل کرام اور ان کے صحابہ عظام اور ان کے اہلبیت کرام اور اولیاء اللہ اور محبوبان خدا سے محبت کرتے اور ان سے عقیدت اور نسبت کا دم بھرتے ہیں اور اسی کو ہی اپنا سرمایہ آخرت سمجھتے ہیں کیونکہ۔

حب درویشاں کلید جنت است — دشمن ایشاں لائق لعنت است

(درویشوں (اولیاء) کی محبت بہشت کی کنجی ہے ان کا دشمن لعنت کا مستحق ہے)

اگرچہ ہمیں ان کی طرح اعمال صالحہ کی دولت نصیب نہیں لیکن ان کی محبت و عقیدت قیامت میں ضرور کام آئے گی۔ یہی مضمون احادیث کثیرہ میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ متی الساعۃ قیامت کب ہے آپ نے فرمایا ما اعددت لھا تیرے لئے افسوس تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے۔ عرض کی ما اعددت لھا الا انی احب اللہ و رسولہ میں نے کچھ تیار نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا المرء مع من احب ہر مرد اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا حضرت انس نے کہا نہیں دیکھا میں نے مسلمانوں کو خوشی ہوئی ہو ساتھ کسی چیز کے اسلام لانے کے بعد مانند خوشی ہونے ان کے ساتھ اس کلمہ کے (مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ)

فائدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خوشی پر غور فرمائیے وہ یہ کہ انہیں اعمال صالحہ پر بھروسہ نہ تھا لیکن جب

(جاری)

marfat.com

تفسیر عالمانہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں۔ یہ تیسرا حکم ہے۔

حل لغات جنحت السفینتہ کشتی مائل ہوئی یعنی ایک وہ جانبوں سے ایک طرف مائل ہوئے چونکہ گناہ انسان کو حق سے باطل کی طرف جھکادیتا ہے اسی لئے اسے جناح سے تعبیر کیا جاتا ہے پھر ہر گناہ کو جناح کہا جاتا ہے۔

ان تنکحوھن یہ کہ ان سے نکاح کرو یعنی مہاجرات سے اور ان سے نکاح کرلو اگرچہ دار الحرب میں ان کے شوہر کفار موجود بھی ہوں کیونکہ ان کے اور ان کے شوہروں کے درمیان اسلام حائل ہو گیا ہے۔

رسول ﷺ اپنا بہترین سرمایہ محسوس کر کے خوشی منائی۔ دورہ حاضرہ میں یہی سرمایہ الحمد للہ اہلسنت کے پاس ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ۔

کسی کو بھروسہ ہے طہارت پر عبادت پر

ہمیں تو سہارا ہے محمد کی شفاعت پر ﷺ

(اور یاد رہے سچی محبت صاحب کرامت بنا دیتی ہے چنانچہ روض افکار میں ہے کہ ایک عورت حضور نبی پاک ﷺ کا وعظ سننے کے لئے گھر سے باہر نکلی تو اسے راہ میں ایک نوجوان ملا اس نے پوچھا کہاں جاتی ہے کہا نبی ﷺ کا وعظ سننے کہا کیا تو اپنے دوست رکھتی ہے عورت بولی بیشک میں اپنے دل سے دوست رکھتی ہوں۔ کہا تو میں تجھے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تو اپنے چہرے سے نقاب اٹھا تاکہ میں تیرا چہرہ دیکھوں۔ عورت نے ایسا ہی کیا اور گھر پہنچ کر خاوند سے یہ قصہ دہرایا خاوند تنور آگ سے بھر کر کہا میں تجھے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تو اس میں آکر بیٹھو۔ جانباز عورت نے فوراً تنور میں اپنی جان جھونک دی۔ شوہر یہ دیکھ کر سٹ پٹایا اور جناب رسول اللہ کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کی خدمت میں اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا تو واپس جا اور تنور کھول کر دیکھ خاوند گھر کو واپس آیا تنور کھول کر دیکھتا ہے کہ وہ صحیح سالم موجود ہے (خیر المواض جلد دوم باب مناقب سید الاولین والاخرین)

marfat.com

اذا آتیتموھن اجورھن جب تم انہیں ان کے مہر دو۔ اذا ظرفیہ محضہ ہے یا شرطیہ تو اس کا جواب محذوف ہے جس پر اس کا ما قبل دلالت کرتا ہے۔

فائدہ ان کے مہر ادا کرنے میں آگاہ کرتا ہے کہ جو کچھ ان کے کافر شوہروں کو دیا گیا ہے وہ اس مہر کے قائم مقام نہیں کیونکہ آیت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ دوبارہ دینا ہے۔ ایک بار ان کے کافر شوہروں کو ایک بار عورتوں کے مہر۔

فائدہ التیسیر میں ہے کہ ان کے ظہور بالالتزام ادا کرو۔ یہاں ادائیگی کا حقیقی معنی مراد نہیں۔ جیسے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید یہاں تک ادا کریں جزیہ ہاتھ سے یعنی اسے بالالتزام ادا کریں۔

مسئلہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت سے استدلال فرمایا کہ اگر احد الزوجین (زن و شوہر میں سے کوئی ایک) دار الحرب سے مسلمان ہو کر آئے یا ذمی ہو کر اور دوسرا حربی (کافر) رہے تو جدائی (طلاق) واقع ہو جائے گی۔ وہ فرماتے ہیں ایسی عورت پر ہجرت کی وجہ سے عدت نہیں اور نہ ہی ذمیہ مطلقہ پر اور نہ ہی متوفی عنہا الزوج پر اور فرماتے ہیں اس عورت سے نکاح جائز ہے ہاں حاملہ ہو تو بعد وضع حمل پر نکاح کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مہر کی ادائیگی کے بعد ہر وجہ سے گناہ کی نفی فرمائی ہے اس میں عدت گزارنے کی کوئی قید نہیں اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایسی عورت پر عدت ہے۔ ہدایہ (کتاب فقہ) میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا جن کے اعتقاد میں ہو کہ ایسی عورت پر کوئی عدت نہیں ہاں حاملہ کے لئے عدت کا حکم ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ دوسرے کی کھیتی کو اپنا پانی نہ پلائے۔

ولا تمسکوا بعصم الکوافر (اور کافرنیوں کے نکاح پر جمے نہ رہو) یہ چوتھا حکم ہے۔

حل لغات الامساک معنی (مضبوطی سے پکڑنا) یہ باء سے متعدی ہوتا ہے۔ عصم (عصمۃ) کی جمع ہے۔ معنی وہ جسے مضبوط پکڑا جائے جیسے عقد (نکاح) اور سبب وغیرہ اور الکوافر کافر کی جمع ہے کوافر (عورتوں) کے دو گروہ

تھے

marfat.com

۱۔ ہجرت نہ کی اور دارا لکفر میں کفر پر ثابت رہیں۔

۲۔ ہجرت کے بعد مرتد ہو کر اپنے کفار شوہروں سے جاملیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ تمہارے اور مشرکات عورتوں سے کوئی عصمت (عقد) اور کوئی تعلق زوجیت نہیں ہونا چاہیئے۔

مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس کی عورت (مثلاً مکہ معظمہ) میں ہو یا (مدینہ والے) کی عورت شمار نہ ہوگی۔ جیسے بعض اہل تفاسیر نے فرمایا۔

فائدہ یہاں پر عصمت ۔ سے مراد نکاح ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ جس کی عورت کافرہ مکہ معظمہ میں ہو یا (مدینہ منورہ) سے مرتد ہو کر واپس مکہ معظمہ چلی گئی تو اس عورت کی کوئی عدت نہیں اور نہ ہی یہ مدینہ طیبہ کے باشی کی عورت شمار ہوگی کیونکہ اختلاف دارین سے نکاح کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ اب اس شخص (مدینہ شریف والے) اس کے سوا چوتھی عورت سے اور اس کی بہن کے ساتھ بغیر انتظار عدت کے گزارنے نکاح کو ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ تم کو لائق نہیں کہ کافرہ عورتوں کو اپنے پاس رکھو یا ان کو اپنی عورتیں شمار کرو۔

مسئلہ اس میں اشارہ ہے ان عورتوں کے حکم کی طرف جو دارا لکفر میں رہ رہی ہیں اور وہ مسلمان نہیں ہوئیں اور نہ ہی اپنے شوہروں کے مسلمان ہونے اور ہجرت کرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہیں۔ (اب وہ ان مسلمانوں کی عورتیں نہیں)

مسئلہ حضرت نخعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس سے وہ مسلمان عورتیں مراد ہیں جو کافر ہو کر دارالحرب کو چلی گئی ہیں۔ اس معنی پر ولا تمسکوا الخ یاایھا الذین امنوا اذجاء کم المومنات الخ کے مقابلہ میں ہوگا یعنی اذجاء کم المومنات میں ان عورتوں کی طرف اشارہ ہوگا جو مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آگئی ہیں اور ولا تمسکوا الخ میں ان عورتوں کی طرف اشارہ ہے جو مرتد ہو کر دارالاسلام سے دارالحرب کو چلی گئی ہیں۔ بہرحال ہر دونوں تفسیروں سے ان کے اور ان کے ازواج کے درمیان عقد نکاح منقطع ہو گیا اور اختلاف دارین کی وجہ سے ان کا آپس کا تعلق زوجین وغیرہ ختم شد۔

marfat.com

فائدہ آیت میں عصمت سے رکاوٹ ہے اور آیت میں عقد نکاح مراد ہے جو کہ وہی سبب ہے ان کے ازواج کو ان کے زوجات سے ملانے سے علی الاطلاق منع کرنے کا۔ اب معنی یہ ہوا وہ عقد جو تمہیں اختلاف دارین پہلے حاصل تھا اب اسے شمار نہ کرو۔

مسئلہ حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ان کی یہ فرقت عورت یا مرد کے دار السلام میں پہنچتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اسے جدید طلاق کا انتظار کرنا نہیں ہو گا۔ سیدتنا بی بی زینب بنت رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کر کے تشریف لائیں اور ابو العاص ابھی مکہ معظمہ میں کافر ہو کر رہ رہے۔ لیکن بعد کو وہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر کے آئے اور مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی زوجہ مکرمہ سیدتنا بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے سپرد فرمادیں۔

مسئلہ اگر زن و شوہر اکٹھے مسلمان ہو جائیں یا کتابیہ کا شوہر اسلام قبول کرے تو انہیں اسی نکاح پر بالاتفاق برقرار رکھا جائے گا۔

مسئلہ اگر مسلمان ہو جائے اگر وہ مدخول بہا (شادی شدہ) ہے اور ہے بھی عدت میں پھر مرد مسلمان ہو گیا تو ان دونوں کا نکاح برقرار رہے گا۔

مسئلہ اگر عورت غیر مدخول بہا ہے تو زن و شوہر کے درمیان فرقت واقع ہو جائے گی۔ (اگر بعد کو اس کا شوہر مسلمان ہوا ہو) یہ فرقت ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فسخ ہو گا۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے شوہر کو اسلام پیش کیا جائے۔ اگر مسلمان ہو جائے تو یہ عورت (غیر مدخول بہا) اسی کی ہے ورنہ قاضی (حاکم وقت) ان کو آپس میں جدا کر دے کیونکہ اس کے شوہر نے اسلام سے انکار کیا ہے اور یہ جدائی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاق ہو گی اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک فسخ ہو گا اس عورت کا کامل مہر ہے اگر مدخول بہا ہے ورنہ بالاتفاق کوئی مہر نہیں۔

marfat.com

مسئلہ اگر مسلمان احد الزوجین (زن و شوہر میں کوئی ایک مرتد ہو جائے۔ (معاذاللہ) تو امام ابو حنیفہ و امام مالک رحمتہ اللہ علیہما نے فرمایا کہ ارتداد کے وقت بلا تاخیر اس کی عورت میں فرقت واقع ہو گی۔ وہ مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا اور امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ان کے کسی ایک کا ارتداد (معاذاللہ) قبل دخول ہے تو یہ نکاح فسخ ہو گیا۔ اگر بعد دخول ہوا تو فرقت واقع ہو گی لیکن عدت گزارنے کے بعد۔

مسئلہ اگر ان دونوں میں سے مرتد نے عدت میں ارتداد سے رجوع کر کے اسلام قبول کر لیا تو ان کا نکاح برقرار رہے گا ورنہ عدت کے بعد نکاح فسخ ہو جائے گا۔

مسئلہ اگر مرتدہ زوجہ ہوئی اور وہ بھی دخول کے بعد تو اسے کل مہر دی جائے گی اور قبل دخول ہوئی تو مہر نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ اگر مرتد زوج ہوا تو عورت مدخول بہا کو کل مہر ملے گی اور غیر مدخول بہا کو نصف مہر ملے گی۔ یہ بالاتفاق ہے۔ (کسی امام کا اس میں اختلاف[1] نہیں)

انتباہ سہل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت سے ثابت ہوا کہ کسی بھی اہل البدع (بدمذہب) سے ان کے کسی عقیدہ (طریقہ) میں موافقت[2] نہ کرو۔

واسئلوا ما انفقتم اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا یہ پانچواں حکم ہے یعنی ایمان والو! کافروں سے مانگ لو وہ جو تم نے مہور وغیرہ کا ان عورتوں پر خرچ کیا ہے جو مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی گئی ہیں۔ یعنی وہ عورت جو مرتد ہو کر دار الحرب کو چلی گئی تو ان کی مہر سابق ان کے ان شوہروں سے طلب کرو جن کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔

(حاشیہ[1] فتح الرحمن ۱۲۔ اویسی غفرلہ)

(حاشیہ[2] اس میں صلحکلیوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو اس جدوجہد میں ہیں کہ ہر کلمہ گو بھائی کو ساتھ لے کر چلو خواہ وہ کتنا ہی گستاخ رسول اللہ ﷺ اور گستاخ صحابہ و اہلبیت و اولیاء کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ (معاذاللہ)

marfat.com

فائدہ شاید یہ اہل ایمان کے دل خوش کرنے کے لئے ہے کہ کافر اگر عورتوں کے مہور وغیرہ کے مطالبہ کا حق رکھتے ہیں تو تم بھی ان کے بالمقابل حق رکھتے ہو۔ یہی عدل و انصاف کا تقاضا ہے ورنہ اہل کرم تو ایسے مطالبہ سے مستغنی ہیں۔

وَلْيَسْـَٔلُوْا اور مانگ لیں کفار تم سے مآانفقوا وہ جو انہوں نے خرچ کئے اپنی مہاجرات عورتوں پر مہور وغیرہ یعنی ہر وہ حربی مالک لے جس کی عورت مسلمان ہو کر دارالاسلام کی طرف ہجرت کر آئی ہے۔ اس مسلمان سے جس سے اس کا نکاح ہوا ہے مہور وغیرہ یعنی جب زوجیت کا تعلق منقطع ہوا مومن و کافر کا مومنہ و کافرہ عورت سے تو ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورت (مومنہ) کو (یا کافرہ کو) مہر وغیرہ واپس کر دے۔

فائدہ ظاہر آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ولیسالوا الخ کے حکم کے مطابق کفار بھی احکام شرعیہ کے مخاطب ہیں۔ اس میں اہل ایمان کو بھی لوٹانے مہر کا حکم ہے ان کے لئے یہ حکم مجازاً ہوگا یعنی براہ راست نہ ہوگا کیونکہ یہ اطلاق الملزوم وارادہ اللازم کے قبیل سے ہوگا جیسے ولیجدوا فیکم غلظۃ چاہئے وہ تمہارے حق میں سختی پاتے ہیں۔ یہ لازم ہے اس کو کہ حکم ہو واغلظوا علیہم تم ان پر سختی کرو۔ ذلکم وہ جو اس آیت میں احکام مذکور ہوئے۔ حکم اللہ اللہ تعالیٰ کا حکم۔ یعنی یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا لازم ہے کہ اس کی رعایت کی جائے اور فرمان الٰہی يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ (تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا) جملہ مستانفہ ہے حکم کی رعایت اور اس پر عمل کرنے کی تاکید اور برانگیختگی ہے۔

فائدہ فتح الرحمن میں فرمایا کہ یہ حکم لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ سے منسوخ ہے (اگرچہ وہ تلاوت میں پہلے ہے لیکن نزول میں بعد کو ہے اور یہ عام ہے)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔ حکیم حکمت والا ہے جیسے اس کی حکمت بالغہ کا تقاضا ہے۔

فائدہ ابن العربی نے فرمایا کہ یہ حکم اس زمانہ میں مخصوص حادثہ واقعہ سے خاص ہے (عام نہیں)

marfat.com

فائدہ الزہری نے فرمایا کہ اگر یوم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ مکہ کے درمیان صلح اور معاہدہ نہ ہوتا تو عورتوں کو (جو ہجرت کر کے آجائیں) اپنے پاس رکھ لیا جاتا اور ان کی مہر بھی نہ دی جاتی ایسے ہی جو مسلمان عورتیں معاہدہ سے پہلے آگئیں تھیں۔ ان کا بھی یہی حکم تھا۔

شان نزول مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کافروں سے مسلمان عورتوں کے مہو وغیرہ کا مطالبہ کیا تو مشرکوں (کافروں) نے انکار کر دیا کہ " مسلمان ہونے والی عورتوں کے مہور وغیرہ لوا کریں بلکہ کہا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم نے تمہارا کوئی حق دینا ہے۔ اگر کچھ دینا ہے تو تم ہی اس کی کوئی وجہ بیان کرو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وان فاتکم اور اگر نکل جائیں۔

حل لغات فات از فوت شے کے حصول کے بعد انسان سے ایسی نکل جائے کہ اس کا اوراک متقدر ہو اس کا متعدی ہونا الی سے سبق یا انقلاب کے معنی کو متضمن ہے جس پر فاتو الذین ذھبت ازواجھم الخ آو ان کو جن کی طرف یعنی کفار کی طرف ان کی عورتیں چلی گئیں ہیں) دلالت کرتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ سبقت کر گیا اور چلا گیا یعنی نکل گیا تمہارے سے (اچانک اور بغیر تردد و تدبر کے نکل گیا۔ خلاصہ یہ کہ اگر تمہارے سے اے مومنو! فوت ہو جائے شئی من ازواجکم الی الکفار کوئی شے تمہاری ازواج میں کفار کی طرف کوئی ایک تمہاری ازواج اور دار میں کفار کے ہاں یعنی عورتوں کی مہریں سے تمہارے ہاں کوئی شے نہ آئے۔ یہ قراۃ اسی طرح ہے اور شئی کا اضافہ اس کی تحقیر اور تعمیم میں اظہار و عظمت مطلوب ہے کیونکہ نکرہ سیاق شرط میں ہو تو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے اس لئے کہ وہ احد سے زیادہ عام اور اصناف زوجات کے احاطہ کے لئے ظاہر تر ہے یعنی عورتوں کی جو بھی نوع اور صنف ہو عربیہ ہو یا حرہ ہو یا لونڈی وغیرہ وغیرہ یا یہ معنی ہے کہ تم سے عوتوں کی مہور میں سے کوئی شے فوت ہو جائے یعنی مضاف محذوف کر کے تاکہ موصوف وصفت میں مطابقت ہو اور زوج سے مراد یہاں عورت ہے۔

شان نزول مروی ہے کہ یہ آیت ام الحکم بنت ابی سفیان کے متعلق نازل ہوئی جو مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے چلی گئی تو ایک ثقفی سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد قریش کی کوئی عورت مرتد ہو کر مکہ معظمہ کو واپس نہ گئی اور یہ ام الحکم

marfat.com

بھی قریش کے ساتھ مسلمان ہو گئی تھی اس کی تفصیل آتی ہے۔

فعاقبتم (تو پھر کافروں کو سزا دو)

حل لغات العقبہ ہے بمعنی نوبت و معاقبہ بمعنی مناوبت (اہل عرب کہتے ہیں) عاقب الرجل صاحبہ فی کذا بمعنی اس کا کام اپنے بالمقابل کے فعل کے بعد ہوا۔ اب معنی یہ ہوا کہ اداء المہر کی تمہاری باری آگئی بایں طور کہ کافر کی عورت ہجرت کر کے مسلمان ہو کر مسلمانوں کے ہاں آگئی تو اب ان پر لازم ہو گا کہ اس عورت کی مہر اس کے کافر زوج کو ادا کریں بعد اس کے کہ مسلمان کی عورت کافروں کی طرف چلی گئی تو مسلمانوں کو لائق ہے کہ وہ مرتدہ عورت کی مہر کا کافروں سے مطالبہ کریں اس سے۔ جس نے اس مرتد عورت سے نکاح کیا۔

فائدہ جو مسلمان کافروں کو مہر کی ادائیگی کریں گے ایسے ہی کافر مسلمانوں کو مہر کی ادائیگی کریں گے کو باری باری کام کرنے سے تشبیہ دی ہے کہ گویا سوار سواری پر باری باری سوار ہو رہے ہیں یہ تشبیہ صرف ادائیگی اپنی باری کی حیثیت سے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بار مسلمان مہر ادا کریں تو پھر کافر بھی ادا کریں۔ بلکہ وہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا اسی لئے اب یہ حکم عام ہو گیا کہ خواہ مسلمانوں کی باری بار بار آئے یا کافروں کی۔ ایسے ہی کافروں کا یہ فعل پہلے ہو یا بعد کو یا ایک طرف سے بار بار یا ایک بار ایسا فعل ہو اور دوسری طرف ہو یا نہ۔

فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا پس دو ان کو جن کی عورتیں چلی گئیں مثل اس کے جو انہوں نے خرچ کیا۔ ہجرت کی وجہ سے۔ جس سے تم نے نکاح کیا اور ان کے زوج کافر کو کچھ نہ دو یعنی اگر مسلمان مرد کی عورت کافروں کے پاس چلی گئی اور کافروں نے اس عورت کی مہر نہیں دی پھر جب کافر کی عورت مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس چلی جائے تو مسلمان پر واجب ہے کہ اس مسلمان کو اس عورت کی مہر دیں اس عوت کی جو کافروں سے ہجرت کر کے مسلمان ہو کر آئی ہے تاکہ اس کو اپنی عورت مرتدہ کا حق مل جائے۔ مسلمانوں کو اب اس مہاجرہ کی مہر کافروں کو نہیں دینی چاہئے۔

فائدہ بعض علماء نے لکھا کہ وہ عورتیں جو مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی گئیں کل چھ تھیں۔

marfat.com

۱۔ ام الحکم بنت ابی سفیان عیاض بن شداد الفہری کی زوجہ تھی۔

۲۔ فاطمہ بنت امیہ حضرت عمر بن الخطاب کی زوجہ تھی یہ ام سلمہ کی بہن تھی۔

۳۔ بروع بنت عقبہ شماس بن عثمان کی زوجہ تھی۔

۴۔ عبدہ بنت عبد العزیٰ ابن نضلہ عمرو بن عبدود کی زوجہ تھی۔

۵۔ ہند بنت ابی جہل ہشام بن العاص کی زوجہ تھی۔

۶۔ کلثوم بنت جرول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھی۔

حضور سرور عالم ﷺ نے ان سب عورتوں کی مہور غنیمت سے ادا فرمائیں (الکشاف)

واتقوا اللہ الذی اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو نہ کہ اس کے غیر سے یعنی بتوں اور طاغوتوں سے نہ ڈرو۔ انتم بہ مومنوں تم اس پر ایمان لانے والے ہو کیونکہ اس پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ اس سے ڈرنا بھی چاہیے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ یہ حکم معاہدہ تک محدود ہے جب یہ حکم مرفوع ہوا تو یہ احکام منسوخ ہو گئے۔

مسئلہ آیت میں اشارہ ہے کہ بدلہ والے کو بدلہ دینا چاہیے اگر خیر ہے تو خیر و بھلائی سے بدلہ دو اگر برا ہے تو اس کا بدلہ برائی سے دو۔

حکایت جاہلیت میں دو بھائی تھے سفر کے لئے نکلے تو صفاۃ کے تحت اس درخت کے نیچے اترے شام کے وقت ایک سانپ صفات کے اندرونی حصے سے نکلا اور ایک دینار ان دونوں کے آگے ڈال دیا۔ دونوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی خزانہ ہے وہ دونوں بھائی وہاں تین روز ٹھہرے رہے۔ روزانہ وہ سانپ ایک ایک دینار لایا کرتا تھا ایک بھائی نے کہا کہ ہم کب تک اس سانپ کا انتظار کریں گے اسے قتل کر کے اس خزانہ پر قبضہ کر لیں۔ دوسرے نے کہا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے لیکن وہ نہ مانا جب سانپ باہر نکلا تو اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا لیکن سانپ نے وار بچا کر اسی شخص پر حملہ کر کے جان لے لی اور بھاگ کر بل میں گھس گیا۔ دوسرے بھائی نے بھائی کو دفن کر دیا۔ دوسرے دن قبر کے قریب بیٹھا تھا تو وہی سانپ سر پر پٹی باندھ کر نکلا لیکن دینا ساتھ نہ تھا۔ اسی شخص نے سانپ سے کہا تجھے معلوم

marfat.com

ہے کہ میں اپنے بھائی کی کمائی پر راضی نہ تھا بلکہ اسے روکا تھا لیکن وہ نہ مانا اب ہم آپس میں صلح کرلیں کہ میں تجھے کچھ نہ کہوں گا اور آپ مجھے نقصان نہ دیں گے پھر پہلے کی طرح وہی دینار روزانہ دے جایا کریں۔ سانپ نے کہا اب یہ نہ ہو سکے گا کیونکہ تمہیں بھائی کی قبر کسی نہ کسی وقت مجھ پر اکسادے گی۔ اور مجھے بھی اپنے سر کی پٹی والا درد کسی نہ کسی وقت بدلہ لینے پر ابھار دے گا۔

سبق اس حکایت سے معلوم ہوا کہ بدلے کا بدلہ ضرور ہوتا ہے اور اس سے تقویٰ کی شرافت اور بزرگی بھی معلوم ہوئی ایک بھائی نے خزانے کے لالچ میں سانپ کو مارنے لگا تو خود موت کے گھاٹ اتر گیا۔ لیکن دوسرے بھائی نے تقویٰ کیا تو سانپ کے حملہ سے محفوظ رہا۔

مسئلہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر کر خیر کی بجائے شر نہ رکھے بلکہ اس کا شکر کرے تو مال و عمر اضافہ ہوگا جیسے سانپ کے ساتھ ہوا۔

کرم کن نہ پرخاش و جنگ آوری | کہ عالم بزیر نگیں آوری

چو کاری بر آید بلطف و خوشی | چہ حاجت تلبندی و گردن کشی

نمی ترسی اے گرگ ناقص خرد | کہ روزے پلنگیت برہم درد

(احسان و کرم کرنہ کہ لڑائی۔ جنگ کرنا اس طرح سے تمام جان کو تابعداری میں لائے گا۔ جب کام لطف و خوشی سے ہو سکتا ہے تو پھر تندی اور گردن کشی کی کیا ضرورت ہے۔ اے بھیڑیا ناقص عقل تو اس سے نہیں ڈرتا کہ تجھے چیتا پھاڑ کھائے)

تفسیر عالمانہ یاایھا النّبی (اے نبی پاک ﷺ) یہ ندا تشریف و تعظیم کی ہے۔ اذا جائک المومنات جب تمہارے ہاں مومن عورتیں حاضر ہوں۔ یبایعنک تمہارے ہاتھ پہ بیعت کے لئے یعنی ان کا ارادہ بیعت کا ہو یہ حال مقدرہ ہے۔

شان نزول یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی جب حضور سرور عالم ﷺ مردوں کی بیعت سے فارغ

marfat.com

ہوئے تو آپ عورتوں سے بیعت لینے کے لئے شروع ہوئے۔

فائدہ بیعت کو اس لئے بیعت کہا جاتا ہے کہ انسان خود کو جنت کے بدلے بیچتا ہے۔ مبایعتہ بیع سے ہے۔ چونکہ لوگوں کی عادت تھی کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر معاہدہ کرتے ہیں تاکہ معاملہ پختہ ہو تو وہ معاہدہ کرنے والوں کے اس طریقہ کو مبایعت سے تعبیر کرتے تھے۔ اس معاہدہ کو احکام اور مضبوطی سے مبایعت (ایک دوسرے سے بیعت کرنا) سے تشبیہ دی اور رسول اللہ ﷺ سے امت کی بیعت کا معنی ہے آپ کی طاعت پر التزام اور حتی الوسع آپ کے اوامو احکام کی پابندی کرنا اور آپ کی ہر قسم کی مدد کرنا اور آپ کی ان سے مبایعت یہ کہ ان کو ثواب کا وعدہ کرنا اور ان کے امور میں اچھی تدبیر بتانا۔ اور ان کے دشمن ظاہری و باطنی پر غلبہ کی مصلحتوں کا قیام اور یوم حساب میں ان کی شفاعت کرنا اگر وہ اس معاہدہ پر ثابت و قائم رہیں۔ اس تقاضا کے ساتھ جس طرح کہ معاہدہ ہوا یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے فلاں نے بادشاہ کی بیعت کی ہے کہ اس نے اس کی اطاعت اپنے اوپر واجب کی ہے اور بادشاہ رعیت کی بیعت کی اس معنی پر کہ وہ ان کی مصلحتوں کا انتظام کرے گا اور اپنے اوپر واجب کیا کہ ان کے نفوس و اموال کی ظالمین سے حفاظت کرے گا۔

علی ان لا یشرکن باللہ شیئا اوپر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی شے کو شریک نہیں بنائیں گی۔ شے سے شریک مراد ہے یا مراد ہے شریک کرنے کا کوئی امر۔

فائدہ شرک سے شرک اکبر مراد ہے یہی ظاہر ہے اور یہ بھی ہے کہ اس میں تعمیم ہو کہ شرک اکبر بھی اور اصغر بھی یعنی ریاء۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ بنائیں گی اور ہر عمل خالص اسی کے لئے کریں گی۔

مرائی ہر کس و معبود سازد مرائی را ازاں گفتند مشرک

(ریاکار ہر ایک کو معبود بناتا ہے اسی لئے ریاکار کو مشرک کہا جاتا ہے)

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

کویا باور نمی دارند او زداوری کیں ہمہ قلب و دغل در کار داوری کنند

marfat.com

(گویا روز حکومت (آخرت) پر اعتقاد نہیں کرتے اسی لئے وہ اور (اللہ تعالیٰ) کے ہر حکم میں کھوٹ اور دھوکہ کرتے ہیں)۔

وَلَا يَسْرِقْنَ اور نہ چوری کریں گی۔

حل لغات اس شے کا خفیہ طور لینا جس کا لینا نہیں چاہئے اور شرع میں کسی شے کا لینا مخصوص جگہ سے قدر مخصوص۔ معنی یہ ہے کہ کسی کا ناحق مال نہ لیں گی۔ سرقہ میں اتنا قباحت کافی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے چور پر لعنت فرمائی ہے۔

ولا یزنین اور زنا نہ کریں گی۔ زنا عقد شرعی کے بغیر کسی عورت سے جمع کرنا بالقصد ہو تو یہی ہے اگر بالعقد ہو تو یہ معاملہ کالعدم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ مظہر الدین نے کہا کہ زنا لغت میں حرام کے طریق پر فرج میں جماع کرنا۔ اس میں لواطت اور جانور سے وطی بھی داخل ہے۔

لواطت کی مذمت از حدیث مبارکہ

۱۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ فاعل و مفعول دونوں کو قتل کیا جائے۔

۲۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے دونوں کو جلا دیا۔

۳۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے ان دونوں پر دیوار گرا کر مروا دیا۔

فائدہ وطی و طوطی دونوں کو سزا جس طرح حاکم وقت مناسب دیکھے دے سکتا ہے۔

۴۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا لعنتی ہے وہ جو اپنی عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے۔

مسئلہ قبل (فرج) میں دبر کی طرف سے وطی کرنا مباح ہے۔

مسئلہ اللباب میں ہے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حالت حیض میں جماع کرنا حرام ہے ہاں وجوب کفارہ میں اختلاف ہے۔ اکثر کا خیال ہے کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں ہاں استغفار کرے (اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے) بعض کہتے ہیں کہ حالت حیض میں جماع پر کفارہ واجب ہے۔

marfat.com

جانوروں سے وطی کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جانور[1] سے وطی کرے اسے قتل کردو اور جانور کو بھی اس کے ساتھ قتل کردو۔

(حاشیہ[1] جانور حلال یا حرام سے وطی عموماً ان بدبختوں سے صادر ہوتی ہے جو عقل وفہم کے لحاظ سے پرلے درجے کے احمق ہوتے ہیں ورنہ جن میں عقل وشعور ہے وہ اس گندے فعل کا ارتکاب تو دور کی بات ہے اسے سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہمارے ہاں اس قسم کے فتاوی پیش ہوتے ہیں جب مرتکب کا حال دیکھا تو واقعی احمق نکلا۔ لیکن اس سے احمق بلکہ جانوروں سے بدتر ہے وہ جو لواطت جیسی گندی بیماری میں مبتلا ہے۔ اس مرض کے مریض بظاہر باشعور سمجھے جاتے ہیں لیکن حقیقت نگاہی بتاسکتی ہے کہ یہ لاشعور انسان جس فعل کا ارتکاب کررہا ہے اسے معلوم نہیں کہ یہ گندگی کے ڈھیر میں قیمتی موتی (مادہ منویہ) بکھیر رہا ہے اسے شاید معلوم نہ ہو کہ انسان کے مادیہ منویہ کا ہر قطرہ ایک اعلی جوہر ہے لیکن افسوس کہ اندھی ہوس سے انسان اپنا قیمتی سرمایہ ضائع کردیتا ہے۔ اور دنیا میں یہی خسارہ کچھ کم نہیں کہ لوطی کے اعضاء رئیسہ بہت تھوڑی مدت میں ڈھیلے پڑ کر لوطی کا ڈھانچہ کمزور اور ناکارہ بنا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لواطت کی کثرت سے انسان بعد کو اپنی عورت سے ہمبستری کے قابل نہیں رہتا۔ یہ داستان ان رسواؤں سے پوچھیے جو اس بیماری کے مریض ہیں اور آخرت کا تو خسارہ نہایت ہی سخت اور زبوں سے زبوں تر ہے اور سب سے بڑا خسارہ یہ ہے کہ لوطی قبر سے اٹھتے ہی قوم لوط کے ساتھ اٹھے گا۔ پھر اس سے بدبختی بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ نبیوں کے سردار ﷺ کی امت کے دفتر سے خارج ہو گا۔ لیکن میرا یہ عرض وہی سمجھے گا جسے خوف خدا ہے ورنہ اس جیسی ہزاروں وعیدیں سنتے پڑھتے ہی یار لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

لواطت کی مذمت فقیر اویسی غفرلہ نے اس موضوع پر ایک رسالہ "مذمت لواطت" لکھا اور اس کی مذمت کی آج کل اور زیادہ ضروری ہے کہ یہ بیماری وبائی صورت اختیار کر رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مرض کو علامات قیامت سے بتایا ہے۔ فقیر چند معروضات عرض کرتا ہے۔ ممکن ہے کسی بیمار کو فقیر کا یہ علاج صحت مند بنا دے یا کسی خوش قسمت کو اس بیماری میں مبتلا ہونے کا موقع تک نہ آئے۔

marfat.com

مذمت از طبی اصول قدرت نے عجیب و غریب طاقت مرد و عورت کو عطا فرما کر اس کے استعمال کے لئے ہر ایک کی حالت کے مطابق آلات بھی عطا فرمائے۔ زبان چکھتی ہے۔ ہاتھ چھوتے ہیں۔ کان سنتے ہیں۔ لیکن اگر ان اعضاء میں کوئی خرابی آ جائے مثلاً آنکھ کا کام ہے روشنی اور اجالے میں دیکھنا تم سورج کو ٹھیک دوپہر کے وقت نظر جما کر دیکھو یعنی بینائی کا غلط اور بیجا استعمال کرو نتیجہ کیا ہو گا؟ بینائی جاتی رہے گی۔ اسی طرح اگر کانوں سے غیر موزوں طریقوں سے کام لیا گیا مثلاً توپوں کے چلنے یا جہاز کی سیٹی کی طرح سخت و درشت کریہہ آوازیں یک لخت کانوں میں پہنچیں تو بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ فوراً سننے کی طاقت جواب دے دے اور جاتی رہے۔ ہم نے انجن اور کلوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو دیکھا ہے کہ وہ بہرے ہو جاتے ہیں اس لئے کہ دن میں ۸-۱۰ گھنٹہ متواتر مشین کے چلنے کی آوازیں کان کے پردوں پر ایسا بوجھ ڈالتی ہیں کہ وہ بے کار ہو جائیں' اسی پر قیاس کر لو کہ وہ خاص آلے جو قدرت نے اس مخصوص قوت کے استعمال کے لئے دیئے ہیں اگر غلط طریق پر بے جا استعمال میں لائے جائیں گے تو ان کی بھی وہی حالت ہو گی۔

انسان کا خزانہ حسن شباب کا یہ گوہر لطیف اور جوانی کا یہ انمول خزانہ ناف کے نیچے ایک تھیلی میں محفوظ ہے اور اس کے باہر لانے کے لئے ایک آلہ اور رستہ معین' مردوں میں وہ رستہ جس کے ذریعہ یہ باہر آتا ہے اندر ایک اسفنج کے جیسا بوجھ رکھتا ہے' اور اسی میں ملے جانے پٹھے اور رگیں اسفنجی جسم کے اندر جلدی سے محسوس کرنے کی ایک خاص طاقت قدرت کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ اسی طرح سے عورت کے جسم میں بھی اس کے لئے خاص مقام فطرت نے مقرر کیا اور دونوں کے ان مخصوص آلوں میں ایسی مناسبت رکھی کہ حقیقی لذت اور واقعی ذوق حاصل کرنے کے لئے انہیں دونوں جسموں کا ملنا ضروری۔ اگر مصنوعی شکلیں اختیار کی گئیں اور بناوٹی چیزوں سے کام لیا گیا تو سراسر نقصان ہی نقصان۔

لذت میں ذلت وہ ہوس پرست جو فطرت کے مقرر کئے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر دوسری راہ کو اختیار کرتے ہیں۔ دھوکہ کھاتے اور بعد میں سخت پچھتاتے ہیں۔ قدرت نے انسان کے بدن میں ہر حصہ میں ایک خاص کام کی

marfat.com

قدرت رکھی ہے۔ فضلہ نکال کر پھینکنے کے لئے جو جگہ مقرر کی گئی اس میں اندر سے باہر پھینکنے کی قوت رکھی گئی۔ باہر سے اندر لینے کی استعداد اس میں نہیں عضلات اس دروازہ پر اس نگہبانی کے لئے ہر وقت تیار کہ کوئی چیز باہر سے اندر نہ جانے پائے اگر خلاف فطرت اندر داخل کی جائے گی حفاظت کرنے والے عضلات زور لگائیں گے کہ .. داخل نہ ہونے پائے۔ .. نازک جسم جو نرم اور مہین جھلی' باریک باریک رگوں میں سمٹنے اور کبھی پھیل جانے والے سبک پٹھوں سے مرکب ہے اس جنگ میں سخت مقابلہ کرنے کے سبب دیتا ہے' کھنچتا ہے' اس کا سر کچلا جاتا ہے اس خلاف فطرت ملاپ نہیں بلکہ لڑائی کا نتیجہ یہ ہے کہ رگیں دب جائیں' کمزور پڑ جائیں' پٹھے خراب ہو جائیں اور محسوس کرنے کی طاقت بڑھ جائے۔ جڑ کمزور ہو کر جسم کا بناؤ بگڑ جائے۔ ممکن ہے کہ کس جانب کبھی بھی آ جائے' احلیل پر زور پڑنے سے ورم پیدا ہو سکتا ہے جس کا اثر مادہ مخصوص کی تھیلی تک پہنچ کہ گدگداہٹ پیدا کرے گا بار بار کی اس گدگداہٹ سے ایک رقیق مادہ نکلنا شروع ہو گا۔ اس مادہ کے بار بار نکلنے اور ہر وقت عضلات میں کمی رہنے کے سبب تمام پٹھے ڈھیلے پڑ جائیں گے' رگوں میں رطوبت اتر آئے گی' نیلی نیلی موٹی رگیں چمکنے لگیں گی اور ہمیشہ اس طاقت' سختی اور توانائی صبر کرنا پڑے گا۔ جو اول جسم میں موجود تھی کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسی رطوبت نکلتے نکلتے منہ پر جم جاتی ہے اور اس گندگی کی نالی میں رکے ہونے کے سبب اندر زخم پڑ کر' پیشاب میں جلن کا سخت مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ بار بار یہ خلاف فطرت حرکت کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جھلی میں خراش پیدا ہو کر ہر وقت کی جھوٹی خواہش پیدا کرے گی۔ کثرت کے ساتھ اس خواہش کے پورا کرنے سے خزانہ خالی ہو جائے گا' مادہ پورے طور سے بننے بھی نہ پائے گا کہ نکلنے کا سلسلہ بندھ جائے گا آخر جریان کی مصیبت لاحق ہو گی' آنکھوں میں گڑھے' چہرہ پر بے رونقی' دل و دماغ کی کمزوری' غرض تمام اعضائے رئیسہ جواب دے بیٹھیں گے۔ آخر اس خلاف فطرت برکت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر انسان عورت کو منہ دکھانے اور دنیا کی زندگی میں وہ خاص لطف و صحبت اٹھانے کے قابل نہیں رہتا۔

ہوس کے پجاری سے ایک راز کی بات وہ وقت کیسی حیرت و ندامت کا وقت ہو گا جب ایک دوشیزہ پاک دامن اپنی امیدوں کا مرکز تم کو بنائے ہوئے تمہارے پاس آئے گی۔ اور تم اس حالت میں گرفتار ہو گے کہ شرم کے مارے سر بھی نہ اٹھا سکو گے' ادھر اپنی صحت و عافیت و تندرستی کو عمر بھر کے لئے کھویا ادھر دوسری پاک دامن بے

(جاری)

marfat.com

گناہ کی حسرتوں کا خون کیا' نہ خود ہی زندگی کا لطف اٹھایا' نہ دوسرے کو پانے کا موقع دیا۔ پھل لانا تو کجا بیج ڈالنے کے قابل بھی نہ رہے۔

جوانی حیوانی نوجوانو اس کے متعلق سوچو اور ابھی ابھی اس ابھرتی جوانی میں اندھے نہ بن جاؤ۔ دیکھو تمہارا ضمیر اس گندہ خلاف فطرت فعل پر تم کو خود ملامت کرے گا اگر خدا پر ایمان ہے اور اس کے احکام کی تمہارے دل و دماغ میں کچھ قدر و قیمت ہے اس کے عذاب کا خوف اور عتاب کا ڈر' تو سنو! خداوند قدوس فرماتا ہے۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ (الشعراء)

(کیا تم مخلوق میں لڑکوں سے بدفعلی کرتے ہو' اور خدا نے تمہارے لئے بیویاں بنائی ہیں انہیں چھوڑتے ہو' یقیناً تم حد سے بڑھنے والے لوگوں میں سے ہو)

لوطیوں کے مقتداء کون؟ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے سب سے پہلے اس ناپاک عادت کو اختیار کیا' حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا' محبت بھرے انداز سے بتایا' پورا تاریخی واقعہ ہمارے تمہارے درس عبرت کی شکل میں قرآن عظیم نے بیان فرمایا۔

قرآن سے مذمت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ (الاعراف ۸۰-۸۱)

ترجمہ حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہ کی۔ تم تو عورتوں کے بجائے مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو' یقیناً تم حد سے بڑھنے والے لوگوں میں سے ہو۔

حضرت لوط علیہ السلام کی پیش کش حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے ان نالائق مردوں سے

(جاری)

marfat.com

یہاں تک کہا کہ اگر تم کو اپنی نفسانی خواہش ہی پوری کرنی ہے تو میری قوم کی لڑکیاں حاضر ہیں۔ ان سے نکاح کر لو' مگر لڑکوں پر تو نظر نہ ڈالو لیکن ان بدکاروں نے نہایت دریدہ دہنی سے ان کو یوں جواب دیا۔

مَا لَنَا فِیْ بَنَاتِکَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ

آپ کی صاحبزادیوں کی ہمیں خواہش نہیں' آپ کو خبر ہے ہم کیا چاہتے ہیں۔

انجام برباد شد آخر جب وہ اپنی خباثت سے باز نہ آئے' تو غضب الٰہی حرکت میں آیا اور... تمام لوگ جو اس خبیث عادت میں مبتلا ہو کر آئندہ نسلوں میں بھی اس ناپاکی کو پھیلا رہے تھے اس طرح ہلاک کئے گئے کہ:

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ (پ ۱۴۔ رکوع ۴) (الحجر ۷۳۔ ۷۴)

(پس سورج نکلتے وقت انہیں چنگھاڑ نے پکڑ لیا اور ہم نے ان کی بستی کو اوپر نیچے کر ڈالا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے)

اس درس عبرت کو دیکھتے ہوئے بھی کیا آنکھیں نہ کھلیں گی اور ایسی ناپاک حرکت کی نیت رہے گی۔

درس عبرت کیا یہ تمنا ہے کہ معاذ اللہ خدا کا وہی عذاب پھر آئے؟ کیا یہ خیال ہے کہ جب تک دیکھ نہ لو نہ مانو گے؟ جو لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں اور اس عذاب کو اپنے سر پر لے چکے ہیں۔ ان کی صورتیں دیکھ لو' نہ چہرہ پر رونق' نہ رخساروں پر تازگی' منہ پر پھٹکار برستی ہے۔

احادیث مبارکہ سے مذمت ۱۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ (حدیث) (جس نے لوط علیہ السلام کی قوم کا سا کام کیا وہ ملعون ہے (پھٹکار مارا ہے)

۲۔ حدیث میں تو یہاں تک صاف صاف بتا دیا گیا کہ ایسا خلاف فطرت کام مسلمان کا کام نہیں چنانچہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اَتٰی شَیْئًا مِّنَ النِّسَآءِ وَالرِّجَالِ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ فَقَدْ کَفَرَ۔ (جاری)

marfat.com

(جس نے عورتوں یا مردوں میں سے پیچھے کے مقام میں (جائز سمجھتے ہوئے) مجامعت کی یقیناً اس نے کفر کیا)

فائدہ اگرچہ ایسے گندے فعل سے بندہ کافر تو ہو جاتا ہے۔ لیکن نبی پاک ﷺ اپنے امتی کو سخت وعید سنا کر اشارہ فرماتے ہیں کہ کہیں ایسی حالت سے ہمارے دفتر سے نام کٹوا نہ بیٹھنا۔

قیامت کی علامت لواطت کی خباثت حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ:۔

سیکون فی اٰخر الزمان قوام یقال لھم اللوطیہ علی ثلاثۃ اصناف فصنف ینظرون ویتکلمون وصنف یصافحون ویعانقون اصنف یعلمون ذالک العمل فلعنۃ اللّٰہ علیھم الا ان یتولوا فمر تاب اللّٰہ علیہ

(کہ آخر زمانہ میں تین قسم کے لوگ ہوں گے جن کو "لوطی" کہا جائے گا۔ ایک وہ جو (لڑکیوں کو) فقط گھوریں گے اور باتیں کریں گے' ایک وہ جو (ان سے مصافحہ اور معانقہ کریں گے) ایک وہ جو (ان لڑکوں) کے ساتھ فعل بد کریں گے۔ ان سب پر خدا کی مار پھٹکار ہو مگر وہ جو توبہ کر لیں جس نے سچی توبہ کی اللہ نے قبول کی۔

فائدہ لعنت کا معنی ہے دھتکارنا۔ اس معنی پر ظاہر ہے کہ اس شخص پر مالک عالم کی نظر کرم کیوں ہو اس کی مرضی اس فطرت اس کے قاعدہ کے خلاف' اپنی بیش بہا' بیش قیمتی دولت کو برباد کرے۔

خدا اور رسول ناراض جل جلالہ و ﷺ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

لا ینظر اللّٰہ الی رجل اتی رجل او امراۃ فی الدبر جس شخص نے مرد یا عورت سے اس کے پیچھے کے مقام پر مجامعت کی اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

لوطی قاتل ہے غیر عورت اجنبی خاتون کے ساتھ غیر قانونی صورت سے آگے کی طرف ملنے میں ایک خسیف سا احتمال یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اگر حمل ٹھہر گیا اور اس نے اسے گرایا تو اگر بچہ پورا بن گیا تھا اور پھر پھینکا گیا تو کوڑے یا نالی میں پڑ کر' کسی صورت سے شاید پیدا ہونے والا بچہ' جان بر ہو بھی جائے۔ اگرچہ اس ضائع کرنے والے نے تو ضائع

(حاشیہ ...)

marfat.com

کرنے پھینکنے اور اس طرح اس کے قتل کا سامان کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن اس خلاف فطرت صورت میں تو وہ احتمال ضعیف بھی نہیں۔ لڑکوں کے پاس یا عورت کی پچھلی طرف وہ آلہ ہی نہیں جہاں یہ مادہ ٹھہرے اور بچہ بنے' اس لئے بچہ بننے سے پہلے بیج ہی ضائع ہو گا' اس لئے اس بیج کے ضائع کرنے والے قاتل کی سزا بھی وہی قتل ہے چنانچہ صحیح حدیث میں فرمایا گیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ:۔

ارجموا الاعلی والاسفل ارجموا جمیعا یعنی الذی عمل قوم لوط (الحدیث)

(قوم لوط کا سا فعل کرنیوالے کو سنگسار کرو' اوپر والے نیچے والے دونوں ہی کو سنگسار کرو)

فائدہ آج کے بے غیرت دور میں کون ایسی تعزیرات جاری کرے۔ البتہ خیر القرون میں اس سے بھی سخت تو سزائیں دی گئیں اور اس سزا سے نہ فاعل بچ سکا نہ مفعول۔ چنانچہ روح البیان پ ۲۸ سورہ ممتحنہ کی آیت ولا یزنین کے تحت لکھا کہ "حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے تو اس فعل خبیث کے فاعل کے معمولی قتل پر بس نہ کی بلکہ بقول بعض اس کو آگ میں جلایا۔

فائدہ اس لئے کہ اس ناپاک فعل میں تو انسان جانوروں سے گیا گزرا ہوا۔

جانور سے بدتر جانور نر و مادہ کی رعایت رکھتے ہیں اپنی جنس کو پہچانتے ہیں۔ کبھی کسی جانور کو دیکھا یا سنا نہیں گیا کہ مادہ کے بغیر نر کو ہوس کا نشانہ بنائے یا اپنی جنس کے بجائے کسی دوسری جنس کی طرف اس کے لئے آنکھ اٹھائے۔ یہ بدبختی کے نامہ اعمال میں ہے جو حضرت انسان کا لقب پا کر نہ اپنی جنس کی تمیز کرے نہ جانوروں کو چھوڑے اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

من اتی بھیمتہ فاقتلوہ واقتلوھا معہ جو شخص چوپائے کے ساتھ فعل بد کرے اسے اور اس چوپایہ دونوں کو قتل کر دو۔

فائدہ اس فاعل تو فاعل' اس چوپایہ کو بھی قتل کر دینے کا حکم دیا گیا۔ لوگوں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ چوپایہ نے کیا بگاڑا۔ انہوں نے فرمایا اس کی وجہ اور سبب تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا مگر حضور نے

(جاری)

marfat.com

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال ہوا کہ جانور سے وطی کرنے کا کیا حکم ہے فرمایا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ سے کچھ نہیں سنا لیکن میں اس کے گوشت کھانے اور اس سے نفع اٹھانے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

ولا یقتلن اولادھن (اور اپنی اولاد کو قتل کریں گی) اس سے زندہ در گور کرنا مراد ہے یعنی فقر و عار کے خوف سے زندہ دفنانا جیسے جاہلیت میں تھا۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بدبخت کے دل سے ہی رحمت چھین لی جاتی ہے۔

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد — ہیچ شوقے نہ پدر را بہ پسر می بینم

دختر را ہمہ جنگست و جدل با مادر — پسر را ہمہ بدخواہ پدر می بینم

(کوئی رحم بھائی کا بھائی سے نہیں کوئی شوق باپ کو بیٹے سے نہیں۔ لڑکیوں کی لڑائی اور جنگ ماؤں سے ہے۔ بیٹوں کی بدخواہی باپوں سے دیکھتا ہوں۔

ایسا ہی کیا بلکہ اس کا گوشت تک کھانا ناپسند فرمایا۔

اقتلوا الفاعل والمفعول بہ فی عمل قوم لوط قوم لوط علیہ السلام کے سے فعل بد والے فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

مفعول کی سزا مفعول بھی اس فعل میں شریک، اس ناپاک کی سزا بھی یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، تاکہ خبیث عادت دنیا میں اور پھیلنے نہ پائے۔ یہ وہ ناپاک فعل ہے جو انسانی فطرت کے خلاف، عقل کے خلاف، مذہب اور دین کے خلاف، خود تمہاری تندرستی اور عافیت کے خلاف بلکہ اطباء لکھتے ہیں کہ یہ فعل انسان کی لذت نفسانی کے خلاف ہے لیکن جسے شہوت کا بھوت کچھ سمجھنے کا موقعہ نہ دے اسے کون سمجھائے۔ اللہ تعالیٰ عزیز نوجوانوں کو اس بد بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین (اویسی غفرلہ۔

marfat.com

حکایت ہارون الرشید نے اپنی بہن کا نکاح جعفر سے کر دیا لیکن شرط لگائی کہ اس سے جماع نہ کرنا جعفر سے صبر نہ ہو سکا جماع کر لیا تو اس سے حمل ٹھہر گیا جب حمل ظاہر ہو گیا تو ہارون رشید نے غصہ سے دونوں کو زندہ درگور کر دیا۔ (یہ حکایت مخدوش معلوم ہو سکتی ہے (واللہ اعلم)

اسقاط حمل مسئلہ بعض نے اس جملہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ایسی دوائی نہ پئیں کہ جس سے حمل گر جائے۔ (تفسیر ابی لیث)

مسئلہ نصاب الاحتساب میں ہے کہ اسقاط حمل کے دوا سے دایہ کو روکا جائے جب بچہ کی خلقت ظاہر اور اس میں روح پھونکی جائے اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہیں اس سے پہلے لاباس بہ (جائز) ہے جیسے عزل۔ بعض نے کہا مدت مذکورہ سے پہلے بھی دوائی دے کر حمل اسقاط مکروہ ہے کیونکہ یہ بھی آخر آگے چل کر بچہ ہو گا تو اسے پہلے گرانا گویا زندہ درگور کرنا ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے محرم (احرام والا) حرم شریف کا انڈہ توڑ دے تو اس پر ضمانت ہے کیونکہ اس انڈے کا آل (انجام) بچہ بننا ہے۔ اسی لئے اس کا حکم شکار کا ہے کہ حرم کے شکار پر ضمانت ہے اسے عزل پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ مرد کے پانی (منی) میں نفخ روح نہیں کیا گیا۔ نفخ روح کا دور دوسرا ہے (یعنی رحم میں چلے جانا) تو عزل کا مال حیاۃ نہیں۔[1]

فائدہ زندہ درگور تو مرد کرتے لیکن یہاں عورتوں کی طرف ہے اس لئے کہ وہ اس فعل پر راضی تھیں یا زندہ درگور عورتیں کرتیں مردوں کے حکم سے۔

وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ اور کسی نیک کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی۔

(حاشیہ[1] منصوبہ بندی کی تردید اسی سے ہو سکتی ہے جنہوں نے منصوبہ بندی کا جواز "عزل" پر قیاس کر کے ثابت کیا ہے وہ قیاس کے قوانین سے بے خبر ہیں کیونکہ کہاں عزل اور کہاں منصوبہ بندی کی گولیاں اور ٹیکے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "منصوبہ بندی" میں ملاحظہ ہو۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

حل لغات باء تعدیہ کی ہے البھتان وہ کذب جو مکذوب علیہ (جس پر جھوٹا بہتان تراشا گیا) کو مبہوت کر دے یعنی اسے دہشت میں ڈالے اور اسے حیران کر دے۔ یہ کذب کے قبیح ترین انواع سے ہے یہ دراصل مصدر ہے کہ جاتا ہے۔

بَهَتَ زَيْدٌ عَمْرًا بَهْتًا بُهْتَانًا اس پر ایسی بات کہی جو اس نے نہیں کی۔ زید باهت عمرًا زید نے عمرو کو مبہوت کیا۔ بہت بہ مبہوت یہ اس کی گردن ہے جس لڑکے کو لقطہ کے طور کہیں سے عورت نے اٹھایا اسی کے لئے مولی کو کہے یہ لڑکا تیرے سے ہے تو یہ اس پر بہتان باندھ رہی ہے کیونکہ یہ وہ کام ہے جو مولی نے نہیں کیا۔ اس فعل کو عین بہتان قرار دیا گیا ہے پھر اسے مفتری سے موصوف کیا۔ یہ صرف مبالغہ کے طور ہے کہ وہ کذب میں اس طرح کا ارتکاب نہ کریں۔

الافتریٰ بمعنی الاختلاق (جھوٹ گھڑنا) کہا جاتا ہے فَرَیٰ فلان کذبا فلاں نے جھوٹ گھڑا۔ افترلہ (اس نے جھوٹ گھڑا) یفترینہ یا تو ظا مجرور ہے کہ وہ بہتان کی صفت ہے یا منصوب ہے کہ یا تمن کے فاعل سے حال ہے۔ بین ایدیھن وارجلھن محذوف کے متعلق ہیں جبکہ بہتان سے مراد وہ بچہ ہے جس کے لئے بہتان تراشا گیا (اسی طرف جمہور مفسرین گئے ہیں) اس سے یہ مراد نہیں کہ بچہ تو زنا کا ہو پھر وہ بہتان کے طور اپنے شوہر کی طرف منسوب کریں کیونکہ اس کا ذکر تو ولا یزنین میں ضمنًا آگیا ہے بلکہ اس سے وہ بچہ مراد ہے کہ اسے لقطہ کے طور کسی سے پایا لیکن اسے اپنے شوہر کی طرف منسوب کردیں کیونکہ عورتوں کی عادت تھی کہ بچے کہیں سے لقطہ کے طور حاصل کرلیتیں تو کہتیں کہ یہ وہ بچہ ہے جو میرے پیٹ میں میرے آگے ہے وہ تجھ سے ہے۔

اسے کنایہ کے طور وہ بہتان کہا گیا جو بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ کے طور تراشا گیا) کیونکہ اس کا بطن وہی ہے جسے بچہ کو اٹھاتی ہے وہ بین یدیہا کے طور ہے اور اس کا مخرج بین ارجلہن ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ لقیط بچے کو جو غیر ازواج سے ہے اپنے شوہر کی طرف منسوب کر کے نہ لائیں کیونکہ یہ ان پر افترا و بہتان ہے اور یہ ان کبائر سے ہے جو شرک کے بالکل قریب ہے۔

marfat.com

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِىْ مَعْرُوْفٍ اور وہ نیکی میں تمہاری نافرمانی نہ کریں یعنی جو انہیں امر فرمائیں اس کے خلاف نہ کریں اور نہ ہی اس کی مخالفت کریں جس سے آپ روکیں۔

فائدہ معروف سے وہ امور حسنہ ہیں جن کا دین میں حسن ہونا معروف ہے جن کے لئے امر دیا جاتا ہے اور امور سیئہ جن کا قبح معروف ہے جن کے لئے منع کیا جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ جو امر طاعت الٰہی کے موافق ہے وہ فعل ہو یا ترک وہی معروف ہے۔

تردید شیعہ اسی لئے بعض اکابر مفسرین نے فرمایا کہ یہ نہی ہے نوحہ کرنے ہائے ہائے کرنے اور کپڑے پھاڑنے اور بال نوچنے اور اکھیڑنے اور بکھیرنے اور منہ پر طمانچہ مارنے اور غیر محرم مرد سے باتیں کرنے (محرم سے بات چیت کرنے کی ممانعت نہیں) اور غیر محرم کے ساتھ خلوت میں بیٹھنے ار غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے (محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے) سے اس معنی پر یہ نہی تخصیص کے بعد تعمیم کے طور پر ہوگی۔

فائدہ بعض نے کہا کہ معروف سے یہاں وہ ہے جو منکر (برے اعمال) کے بالمقابل ہو اس معنی پر پہلے نہی عن المنکر تھی اب امر بالمعروف ہے تاکہ آیت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے جامع ہوگی۔

مسئلہ اس حکم کو معروف سے مقید کیا گیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نیکی کا ہی حکم فرماتے ہیں اس میں اس قاعدہ کی طرف تنبیہ ہے کہ معصیت خالق میں مخلوق میں کسی کی بھی طاقت نہیں کیونکہ جب یہ شرط رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے تو باقی اور کون ہے کہ اس کی معصیت میں طاعت کی جائے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ وہ ہستی ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ الا لیطاع باذن رسول ہے بھی وہی جس کے باذن اللہ اطاعت ہی کی جائے۔ عین المعانی

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ ولاۃ (شاہان وقت اور حاکمان قوم) کی برائی میں طاعت لازم نہیں۔

نکتہ ولا یعصین اللہ نہیں فرمایا حالانکہ در حقیقت معصیت الٰہی سے منع مراد ہے لیکن فرمایا کہ اے

marfat.com

حبیب ﷺ آپ کی معصیت نہ کریں تاکہ معلوم ہو کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

سوال ان امور کی تخصیص کیوں حالانکہ عورتوں سے اور امور نامشروع کا صدور بھی تو ہو سکتا ہے۔

جواب چونکہ اس وقت ان عورتوں سے ان امور نامشروعہ کا صدور بکثرت واقع ہوتا تھا اگرچہ ان میں بعض میں زیادہ بعض میں تھوڑا بعض بلکہ نہ۔

نکتہ امور مذکورہ کی ترتیب میں نکتہ یہ ہے کہ تقدیم اقبح کی ہے ثم الاقبح ثم الاقبح اسی لئے سب سے پہلے اس کی تقدیم ہے جو ان میں زیادہ ظاہر اور اغلب تھا۔

نکتہ اللباب میں مذکورہ ہے کہ بیعت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھ ان امور کا حکم فرمایا ہے جو دین میں نہی کے بارے میں ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہاں ان ارکان کا ذکر نہیں جو دین میں امر کے لئے ہیں جو کہ وہ بھی چھ ہیں۔

۱۔ کلمہ شہادت ۲۔ نماز ۳۔ زکوۃ

۴۔ روزہ ۵۔ حج ۶۔ جنابت سے غسل کرنا

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے نہی دائمی اور ہر زمان و ہر حال میں ہے اس معنی پر اس میں تنبیہہ ہے کہ بیعت میں شرط ہے کہ وہ دائمی ہو اور یہی امر اہم اور مؤکد تر ہے۔

فَبَايِعْهُنَّ تو ان سے بیعت لیں۔ یہ اذا کا جواب ہے یہ اس میں عامل ہے اس لئے کہ فاء عمل سے مانع نہیں اور مبالغہ کا امر ہے یعنی آپ ان سے مذکورہ بالا امور کی بیعت لیں اور جو مذکور نہیں وہ اتنا واضح کہ ان کے ذکر کی ضرورت نہیں بلکہ بیعت کے بارے میں وہی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے نماز' زکوۃ اور باقی ارکان دین و شعائر اسلام (لیکن چونکہ وہ واضح اور مشہور تر ہیں اسی لئے ان کے ذکر کی ضرورت نہیں بلکہ بیعت کے بارے میں وہی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے نماز زکوۃ اور باقی ارکان دین و شعائر اسلام (لیکن چونکہ وہ واضح اور مشہور تر ہیں اسی لئے ان

marfat.com

کے ذکر کی ضرورت نہیں) تو آپ ان سے بیعت کی جب آپ سے بیعت کرتی ہیں۔ آپ ان کے ساتھ ثواب کا وعدہ فرمائیں کہ وہ اس پر ایفاء کریں گی تو ہم بھی انہیں اجر و ثواب سے نوازیں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا معنی ہے ثواب کا وعدہ اور دوسری طرف ان کی طاعت پر التزام جیسے گزرا۔

نکتہ ان کی بیعت میں ان امور کی قید نہیں انہیں رغبت دلاتا ہے یہ امور جلدی سے بجالائیں کیونکہ انہیں ان امور میں دلچسپی تھی تو انہیں صراحۃ روکنے میں ان امور کی اہمیت ان کے سامنے ہوگی کہ جن امور سے ہمیں روکا گیا ہے ان سے ہمیں باز رہنا ضروری اور لازم ہے۔

واستغفر لهن اور ان کے لئے بخشش مانگئے۔ ضمن ثواب میں یہ معاہدہ سے ایک زائد امر ہے۔ استغفار بمعنی گناہوں کی معافی مانگنا اور عیوب کو چھپانا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ غفور و رحیم ہے۔ یعنی بہت بڑی مغفرت و رحمت والا ہے کہ اگر وہ اپنی بیعت میں پوری اتریں تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔

فائدہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اہل دل لوگ کہتے ہیں کہ ایمان رحمت پر موقوف ہے یعنی جب تک اللہ تعالیٰ رحمت سے توفیق نہ بخشے اس وقت تک دولت ایمان نصیب نہیں ہوتی۔

توفیق عزیز است بہر کس ندھند (توفیق ایک نادر جوہر ہے ہر ایک کو نہیں دیا جاتا)

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ عورتوں کے لئے استغفار کے حکم میں عورتوں کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کی شفاعت کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کی دلیل ہے حالانکہ سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ نے رحمت کو عمومی طور بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تاقیامت تمام مردوں و عورتوں کو اس بحر فضل سے اتنا بالوسعت نصیب ہوگی کہ انہیں کسی کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ وہ رحمت ان کو ہر طرح سے سیراب فرمائے گی اس لئے کہ وہ فیاض ہے۔

نکتہ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غفور میں مبالغہ بطور کیفیت کے اور غفار میں باعتبار کمیت کے ہے۔ جیسے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ وہ غافر ہے کہ وہ بندوں کے اعمال ناموں سے معصیات مٹائے گا اور وہ غفور ہے کہ

marfat.com

ملائکہ کو بندوں کے برے اعمال (جو ان سے دنیا میں سرزد ہوئے) بھلادے گا اور غفار ہے کہ وہ خود بندے کے ذہن سے اپنے کئے گناہوں کو زائل کردے گا تاکہ شرمسار نہ ہو۔

فائدہ عارف کا اس اسم (غفور) سے حظ یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے گناہ اسی طرح چھپائے جیسے اپنے گناہ چھپاتا ہے اس کا افشاء نہ کرے کہاں جس میں اس کا فائدہ ہو تو افشاء میں کوئی حرج نہیں اور وہ جو خطا کرے اس سے تجاوز کرے۔ بلکہ برائی سے پیش آنے والے سے درگزر کرکے اسے انعام و احسان سے نوازے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں سے بنائے جو اخلاق کریمہ سے متخلق اور صفت عظیمہ سے موصوف ہیں کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

فتح مکہ میں بیعت کی کیفیت کا بیان،

روایات کا اختلاف ہے کہ یوم فتح مکہ حضور سرور عالم ﷺ کا بیعت لینے کا طریقہ کیا تھا مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ میں مردوں کی بیعت سے فراغت پاکر صفا کی پہاڑی پر رونق افروز ہوکر عورتوں سے بیعت لینے لگے اور پانی کا پیالہ منگواکر اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈبویا پھر عورتوں کو فرمایا اس میں اپنے اپنے ہاتھ ڈالیں۔ عورتوں کے گروہ میں بی بی ہند بنت عتبہ حضرت ابوسفیان کی زوجہ نقاب اوڑھے ہوئے اجنبی بن کر حاضر ہوئیں اس رسوائی سے کہ اس نے یوم احد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا تھا جب رسول اللہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے معاہدہ کرو کہ اب کے بعد شرک نہیں کروگی۔ بی بی ہند نے سر اٹھاکر کہا کہ ہم بت پرستی کرتی رہیں (وہ تو سلسلہ ختم ہوگیا) لیکن ہم دیکھ رہی ہیں کہ آپ نے جس طرح مردوں سے بیعت لی تھی۔ ہم سے بھی اسی طرح لیں وہ یہ کہ ان سے اسلام و جہاد پر بیعت لی تو ہم سے بھی اسلام و جہاد کی بیعت لیں) پھر جب حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ معاہدہ کرو کہ تم چوری نہیں کروگی تو بی بی ہند نے کہا ابوسفیان گنجائش ہے کہ زیادہ خرچ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا اگر میں اس کے مال سے کچھ ضروریات پوری کرلوں تو میرے لئے مناسب ہے یا نہ یعنی اس کے مال سے اپنی ضروریات کا خرچہ کرلینا میرے لئے حلال ہے یا نہ اس پر حضرت ابوسفیان بولے کہ تجھے میرا مال مل جائے تو تیرے

marfat.com

لئے حلال ہے۔ یہ سن کر حضور نبی پاک ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا ہند تو ہی ہے نہ۔ عرض کی ہاں۔ اے نبی اللہ ﷺ مجھ سے جو پہلے غلطیاں سرزد ہوئیں وہ سب معاف فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ پھر آپ نے فرمایا زنانہ کرنا۔ پھر بھی بی بی ہند رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا نیک خصلت عورتیں زنا کے قریب جاسکتی ہیں۔

فضیلت ہند رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر عرب کی ہر عورت کا دل بی بی ہند رضی اللہ عنہا کے دل کی طرح صاف ہوتا تو کوئی عرب زنانہ کرتی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ بی بی ہند رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ ہم نے بچوں کو پالا پوسا جوان کیا تو آپ نے انہیں جوانی میں قتل کرادیا۔

فائدہ بی بی ہند رضی اللہ عنہا کا بیٹا حنظلہ بن ابو سفیان یوم بدر میں مارا گیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنا ہنسے کہ لوٹ پوٹ ہو گئے اور حضور نبی پاک ﷺ نے بھی تبسم فرمایا اس کے بعد آپ نے فرمایا کسی پر بہتان نہ تراشنا۔ بی بی ہند رضی اللہ عنہا نے عرض کی اب ہم اپ کی مجلس میں بیٹھی ہیں۔ اور تہیہ کیا کہ زندگی بھر آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

فائدہ مروی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو آپ کے سامنے قطری کپڑا پڑا تھا۔ (قطر بالکسر چادروں کی قسم کا ایک کپڑا ہے) جس کے ایک طرف آپ نے اپنے ہاتھ مبارک میں دوسری طرف عورتوں کے ہاتھ میں پکڑ کر بیعت لی تاکہ اجنبی عورتوں کے ہاتھوں کو آپ کا ہاتھ مبارک مس نہ کرے۔

فائدہ بعض روایت میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ صفا پر رونق افروز تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ عورتوں کو شرائط بتاتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے مصافحہ کے ذریعہ بیعت لیتے رہے۔

فائدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کے حکم سے عورتوں سے بیعت لیتے

marfat.com

تھے آپ کا حکم عورتوں کو سناتے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صفا (پہاڑی) کے نیچے کھڑے تھے اور حضور سرور عالم ﷺ صفا کے اوپر رونق افروز تھے۔

فائدہ بعض روایت میں ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے عورتوں سے بیعت لینے کے لئے صفا کے اوپر ایک بی بی کو مقرر فرمایا جو آپ کی طرف سے عورتوں سے بیعت لیتی تھی اور وہ بی بی جسے آپ نے اس کام کے لئے مقرر فرمایا تھا وہ بی بی امیمہ اخت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا یعنی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خالہ تھیں۔

فائدہ زیادہ ظاہر اور مشہور تر وہی ہے جو بی بی عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بخدا رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا سوائے اس کے جس کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا (یعنی ازواج مطہرات کے سوا کسی کو ہاتھ نہیں لگایا) اور نہ ہی کبھی رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اجنبی عورت کے ہاتھ کو مس کیا اور جب ان سے بیعت لیتے تو زبان مبارک سے فرماتے میں نے تم سب سے بیعت لی اور جب عورتیں ہجرت کر کے آپ کے ہاں حاضر ہوتیں تو آپ ان سے امتحان کرتے۔ بحکم یاایھا النبی اذجائک المومنات الخ جب وہ اقرار کرتیں کہ ہم برضا و رغبت کر کے آئی ہیں تو پھر فرماتے جاؤ۔ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

انتباہ برائے پیران عظام حضور نبی پاک ﷺ بیعت کے وقت مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ملاتے لیکن عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے اس لئے کہ شارع کے مقام کا تقاضا احتیاط اور تعلیم امت ہے۔ (ورنہ آپ تو عورتوں کے معنوی باپ تھے۔ آپ کے لئے اس میں کوئی حرج نہ تھا لیکن آپ نے احتیاط کی تاکہ پیران عظام عورتوں سے بیعت لیتے وقت بھی اور ویسے بھی اجنبی عورتوں کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دیں) ورنہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجنبی عورتوں کے لئے مصافحہ جائز تھا تو آپ کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے (جیسے بعض روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے گزرا ہے)

فائدہ خلاصہ یہ کہ عورتوں سے حضور نبی پاک ﷺ نے بیعت لینے کا امر شروع فرمایا تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور یہ فعل سنت بن گیا رسول اللہ ﷺ کو جاری کرنے کی وجہ سے۔

marfat.com

صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کا طریقہ سنت ہے

اسی سے ہے صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ اچھا طریقہ عوام کو بیعت کے وقت ان سے توبہ کرائے اور ایمان پر ثابت قدمی کی تلقین کرتے اور تنویر الایقان کے لئے تجدید فرماتے ہیں۔ اس کی مکمل بحث ہم نے سورہ فتح میں آیت بیعت میں بیان کی ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یاایھا النبی الخ میں نبی روح کو خطاب ہے کہ اور بیعت والی عورتوں سے وہ نفوس مراد ہیں جو نبی روح کی شریعت کے ماتحت ہیں ان سے نبی روح نے بیعت لی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گی۔ حب دنیا اور اس کی شہوات و لذات اور زینت اور نقش و نگار کو اور اخلاق قبیح کی ہوی اور صفات رویہ کو چوری چھپے کام میں نہ لائیں گے۔ اور نہ ہی زنا کریں گے ساتھ خواہشات کے اور اس کی اتباع کے اور انہی قتل نہ کریں گے یعنی نہ روکیں گے اور خواطر روحانیہ اور الہامات ربانیہ کی اولاد کو نہ روکیں گے اور نہ لائیں گے۔ وہ بہتان جو اپنے آگے پیچھے افتراء کرتے ہیں یعنی وہ دعوی نہ کریں گے جو انہیں مواہب لدنیہ حاصل نہیں ہوئے۔ یعنی مشاہدات و معاینات اور تجرید و تفرید کا حصول کے بغیر دعوی نہیں کریں گے۔ اور نہ عطایا سفلیہ کا دعوی کریں گے کہ انہیں زہد و ورع نہ توکل و تسلیم حاصل ہے کیونکہ وہ ان کی طرف نہیں پہنچتے اور نہ ہی نافرمانی کریں گے ان امور میں جس کا انہیں حکم ہے کہ بجلائیں یا ان سے دور رہیں۔ اخلاق و اوصاف سے تو ان کی بیعت کیجئے یعنی اپنے پاس ان کی بیعت صدق و اخلاص سے قبول کر لیجئے۔ اور ان کے لئے بخشش مانگئے جو ان سے واقع ہوا جو تمہارے انوار ظل میں داخل ہونے سے پہلے ان سے سرزد ہوا۔ یعنی مخالفات شرعیہ و موافقات طبیعہ کا ارتکاب کیا۔

ان اللہ غفور بیشک اللہ غفور ہے موافقات شرعیہ سے ان کی ستاری کرتا ہے رحیم ان پر رحم فرمائے گا اگرچہ ان سے مخالفات طبعیہ کا صدور رہا۔

تفسیر عالمانہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا اے ایمان والوں اس قوم سے دوستی نہ کرو۔

حل لغات التولی کا معنی یہاں پر الموالات والمواۃ یعنی ایک دوسرے سے دوستی کرنا۔ غضب اللہ

marfat.com

علیهم جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے یہ قوم کی صفت ہے۔ ایسے ہی قدیسوا بھی اسی سے جنس کفار مراد ہے کیونکہ وہ سب کے سب مغضوب علیہم ہیں انہیں اخرویہ رحمت سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ بعض نے کہا اس سے یہود مراد ہیں۔

شان نزول مروی ہے کہ یہ آیت فقراء مسلمین کے حق میں نازل ہوئی کہ .. یہود کے ساتھ دوستی کا دم بھرتے تھے تاکہ ان کے پھلوں سے کچھ پھل حاصل کریں یہی اکثر مفسرین کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے یہود کے حق میں فرمایا وغضب اللہ علیهم وجعل منهم القردة والخنازير اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب فرمایا اور انہی میں سے بندر اور خنزیر بنائے لفظ قوم مردوں پر اطلاق ہوتا ہے عورتیں بھی ط-۱۱۱ میں داخل ہوتی ہیں اس لئے کہ ہر قوم میں مرد بھی ہوتے ہیں عورتیں بھی۔

قد يئسوا من الاخرة وہ جو آخرت سے ناامید ہوتے ہیں۔

حل لغات الیأس بمعنی طمع کا انقطاع یعنی وہ ناامید ہوئے آخرت سے بوجہ کفر اور عدم الیقان کے یہ اس وقت ہے جب قوم سے کفار مراد ہوں اور من ابتداء الغایت کے لئے ہے یا ان کے علم کی وجہ سے کہ انہیں آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے گا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت کی جبکہ وہ آپ کی نعت اور اوصاف تورات جانتے تھے۔ ورنہ اہل کتاب کو قیامت پر تو ایمان تھا۔ لیکن چونکہ کفر پر حسد و عناد سے اصرار کیا اس لئے وہ اپنے لئے ثواب سے ناامید تھے۔

حدیث شریف رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے یہودیو! تم پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو مجھے خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم یقیناً جانتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں اور میری رسالت حق ہے اور میں تمہارے ہاں حق لے کر آیا ہوں فلہذا مسلمان ہو جاؤ۔ كما يئس الكفار من اصحاب القبور جیسے کفار اہل کفار اہل قبور سے ناامید ہو چکے ہیں۔ من بیانیہ الکفار کا بیان ہے یعنی وہ کفار جو اہل قبور سے ہیں یعنی جیسے وہ کافر ہو کر مر گئے ہیں اس سے ناامید ہو چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہیں۔ اور

marfat.com

اپنی محرومی کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ کہ انہیں دائمی نعمتوں سے کچھ نہ ملے گا۔ اب وہ ہمیشہ کے دردناک عذاب میں مبتلا رہیں گے اس میں ان کی کمال ناامیدی کا بیان ہے۔

قبر میں کافر کا حال مقاتل نے فرمایا کہ جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ زجر و توبیخ کرتا ہوا آکر پوچھے گا تیرا رب کون ' تیرا دین کیا' تیرے نبی علیہ السلام کون 'تو وہ کہے گا لا ادری میں نہیں جانتا۔ فرشتہ کہے گا اللہ تعالیٰ تجھے دور رکھے اپنی منزل و دوزخ میں دیکھ پھر ہائے ہائے پکارے گا۔ فرشتہ کہے گا یہی تیرے لئے ہے اس کے بعد بہشت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ان کا ٹھکانہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اگر تو اپنے رب تعالیٰ پر ایمان لاتا تو تو جنت میں ٹھہرایا جاتا۔ اس سے کافر کو سخت حسرت ہو گی اور اس کی امید بالکل منقطع ہو جائے گی اور جان لے گا کہ اب اس کا جنت سے کوئی حصہ نہیں اور جنت کی خیر و بھلائی سے بالکل مایوس ہو جائے گا۔

فائدہ بعض نے کہا کہ من یئس کے متعلق ہے اب معنی یہ ہوا کہ جیسے کفار اپنے موتیٰ سے ناامید ہو سکے ہیں کہ وہ اب نہ اٹھیں گے اور نہ ہی زندہ ہو کر دنیا میں واپس آئیں گے۔ یہاں اضمار کا اظہار ہے ان کی ناامیدی کی علت کا اظہار مطلوب ہے اور وہ ہے کفر۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں ابدان مریضہ یعنی بیمار اور نجس خبیث ظلمانی اجسام کی طرف اشارہ ہے کیونکہ کفار اپنے برے اخلاق کی قبور کی تنگی سے نکلنے سے ناامید ہو چکے ہیں کہ اب وہ اخلاق حسنہ کی وسیع آبادی کی طرف ہر گز نہیں جائیں گے ایسے تمام کثیف حجابات والوں کا حال ہے۔

فائدہ بعض اصحاب القبور وہ ہیں جن کا حال اس کے برعکس ہے وہ وہ ہیں جن کا اشارہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں ایسے ہو جیسے کوئی مسافر یا رہ گزر ہو اور خود کو اصحاب القبور میں شمار کرو۔

فائدہ ان اصحاب القبور سے وہ حضرات مراد ہیں جو دنیا سے اضطراری موت سے پہلے اپنے اختیار مرے۔ یعنی فناء تام پائی اس معنی پر ان کے اجسام ان کے ارواح کے لئے موتیٰ کی قبور کی طرف تھے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے

marfat.com

ہیں کہ ہمارا خاتمہ سعادت پر ہو ان کے طفیل جنہیں کمال سیادت نصیب ہوئی اور محبوب مقامات میں مدفون ہو اور کمال بشری کے ساتھ اس کے سامنے حاضری اور مزید فخر کے ساتھ اس کے ہاں قیام کا سوال کرتے ہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

خداوند کارا نظر کن بجود — کہ جرم آمد از بندگان در وجود

چو مارا بدنیا تو کردی عزیز — بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز

(اے اللہ بحق بنی فاطمہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ایمان کے قول پر میرا خاتمہ فرما۔ خداوندا جود و کرم کی نظر سے نواز۔ بندوں سے ہی جرم صادر ہوتا ہے۔ جب تو نے ہمیں دنیا میں عزت بخشی ہے تو ہم آخرت میں بھی یہی امید رکھتے ہیں)

فراغت صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ تفسیر سورۃ ممتحنہ رمضان المبارک کے آخرہ عشرہ سن ۱۱۱۵ ہجری میں ختم ہوئی۔

فقیر اویسی غفرلہ سورۃ ممتحنہ کی تفسیر کے ترجمہ سے ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں عین صلوۃ العشاء شب ہفتہ کو فراغت پائی۔

الحمد للہ علی ذلک وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

بہاول پور۔ پاکستان

marfat.com

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ٦١ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُهَا ١٤ رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورۂ صف مدنی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝١ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے اے ایمان
اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٣
والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤
بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ
اِلَیْكُمْ ۗ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝٥
کا رسول ہوں پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کردیئے اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا
وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا
اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب
لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ
توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝٦ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝٧
پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا
یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨
چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر

marfat.com

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ
وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے
كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ ع
پڑے برا مانیں مشرک اے ایمان والو کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
عذاب سے بچالے ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے
وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١١ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ
جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی
الْعَظِيْمُ ۝١٢ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٣
کامیابی ہے اور ایک نعمت تمہیں اور دیگا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ
اے ایمان والو دین خدا کے مددگار ہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو
اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ
اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ
اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝١٤ ع ٥
ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے

تفسیر علامہ سَبَّحَ لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں یعنی اس کی ذات کی ان تمام امور سے جو اس کی بلند وبالا اور عظمت والی جناب کے لائق ہیں۔

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وہ جو آسمانوں میں ہیں علویات فاعلہ سے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور وہ جو زمینوں میں ہیں سفلیات قابلیہ سے وہ آفاقی ہوں یا انفسی ہو۔ خلاصہ یہ کہ جمیع اشیاء اس کی تسبیح کرتی ہیں بغیر کسی فرق کے جو بھی

marfat.com

موجود ہے کوئی بھی ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ کوئی شے نہیں جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ وھوالعزیز اور وہی علی الاطلاق غالب ہے کہ وہ جو ارادہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ الحکیم حکیم کہ اس کا ہر فعل ہر حکمت پر ہوتا ہے اس پر نہ کوئی غالب ہے وہ علی الاطلاق عزیز و حکیم ہے اسی لئے اس کی تسبیح واجب ہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے جو چاہے کہ جنت میں اس کا عیش صاف و شفاف ہو تو وہ اپنے دین کو خواہشات کی گرد و غبار سے پاک و صاف رکھے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اے ایمان والو۔ اس سے ایمان رسمی مراد ہے۔ لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ کیوں کہتے ہیں وہ جو خود نہیں کرتے۔

شان نزول مروی ہے کہ (بعض) مسلمانوں (رسمی) نے کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر ہے تو اس پر اپنے مال و جان قربان کردیں۔ جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو (بعض) مسلمان (رسمی) کو ناگوار گزرا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ اس میں ان کی عدم وفاء کا اظہار ہے۔

فائدہ لِمَ لام جارہ اور مَا موصولہ سے مرکب ہے کہ دراصل لما تھا الف کثرت استعمال کی وجہ سے محذوف ہوا۔ جیسے عم اور فیم اور ان جیسے اور اسماء میں ما استفہامیہ ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو نیکی اور دیگر خیر و بھلائی کے کام کیونکہ اس زجر و توبیخ کا دار و مدار ان کے اس عدم فعل پر ہے۔ جو زبانی دعوی کے باوجود عملی لحاظ سے خالی ہے۔

نکتہ ان کے قول سے عدم فعل کی طرف متوجہ کرنے میں تنبیہ ہے کہ ان کی معصیت اور گناہ دوگنا ہے اس لئے کہ منکر (برائی) صرف موعود خیر کے ترک کا نام نہیں بلکہ ترک کے ساتھ وعدہ خلافی بھی کر رہے ہیں اور وہ اسے اپنے طور نیکی سمجھتے تھے (کیونکہ وہ رسمی مسلمان تھے منافق جو تھے)

نکتہ اگر یوں کہا جاتا لم تفعلون ما لا تقولون کیوں نہیں کرتے جو کہتے ہو تو اس سے یہ سمجھا جاتا کہ منکر (برائی) صرف ترک الموعود ہے حالانکہ اس کے ساتھ ان کی اور برائی بھی ہے (جسے ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

ازالہ وھم ما استفہامیہ سے حقیقی مراد نہیں اس لئے کہ استفہام اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے کیونکہ جمیع اشیاء کو جانتا ہے بلکہ یہاں صرف انکار اور توبیخ مراد ہے اس بات پر کہ انسان بھلائی کی بات کہہ کر اس پر عمل نہ کرے۔

marfat.com

(تو اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے)

فائدہ جس نے ماضی وحال میں خبر دی کہ اس نے یہ فعل کیا ہے حالانکہ نہیں کیا تو وہ جھوٹا ہے اور جو وعدہ کرے کہ فلاں کام مستقبل میں کرے گا اور وہ اسے نہ کرے، تو وہ بھی جھوٹ ہے اور یہ ہر دونوں فعل مذموم ہیں (کشاف)

فائدہ یہ کلام کذب اور وعدہ خلافی ہر دونوں کو شامل ہے۔

مسئلہ جو شخص وعدہ کر کے بوجہ شرعی اور صحیح عذر کے عمل نہ کرے یعنی وعدہ پورا نہ کر سکے تو اس پر کوئی بھی گناہ نہیں ہے۔

تفسیر صوفیانہ (۱) عرائس البقلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریدین کو تنبیہہ فرمائی ہے کہ وہ ایسے مقامات کا دعویٰ یا اظہار نہ کریں جن تک وہ ابھی نہیں پہنچے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نہ آجائیں اور طریق حق سے منقطع نہ ہوں کیونکہ ان کے یہ دعوی باطل ہیں اور اکابر (اولیاء کرام) کو بھی تنبیہہ ہے کہ وہ بعض حقوق نہ ترک کریں جو ہوئی کی ادائیگی نہیں کرتا یا حقوق پورے نہیں کرتا تو وہ حق وحقیقت تک نہ پہنچ سکے گا۔

مسئلہ بندے کی نہ اپنی کوئی تدبیر ہے اور نہ وہ اپنے ارادے چلائے کیونکہ وہ تو کسی دوسرے کے قبضہ کا قیدی ہے۔ اسی پر احکام قدرت اجراء اسی کا ہے اور اسی کی مشیت اس پر چلتی ہے اس کے باوجود جو کوئی کہے یہ میں نے کیا یا وہ شے لایا یا میں حاضر ہوا تو اس نے اپنے مالک کو بھلایا ہوا ہے اور ایسے دعویٰ کر رہا ہے جس کے وہ لائق ہی نہیں جو طاعت الٰہی بجالانے کا مدعی ہے وہ در حقیقت عصیاں کے زیادہ قریب ہے کیونکہ وہ بھولا ہوا انسان ہے اور بھول اندھا پن سے بدتر ہے۔

تفسیر صوفیانہ (۲) تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اے مومنو! مقلدو (تقلیدی ایمان والو) کیوں زبان سے دنیا کی مذمت کرتے ہو لیکن لسان باطن سے اس کے مداح ہو جیسا کہ تمہارا انواع شہوات اور گوناگوں لذات جسمانیہ کا ارتکاب کواہی دیتا ہے یا یہ کہ تم زبان سے تو جاہ کی فضیلت بیان کرتے ہو لیکن دل سے اس کی مذمت کرتے ہو اس سے تمہارا حق سے اعراض اور نفس و دنیا کی طرف متوجہ کرنا دلالت کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بری شے ہے

تفسیر عالمانہ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

marfat.com

حل لغات کبر از باب نعم و بئس۔ اس میں ضمیر مبہم جو بعد آنے والے نکرہ سے مفسر ہے۔ اور ان تقولوا مخصوص بالذم ہے المقت بمعنی البغض الشدید ہے۔ اس کے لئے جو کوئی فعل قبیح کا مرتکب ہو کہا جاتا ہے۔ مقته فهو مقیت و ممقوت اس پر اس نے سخت عذاب کیا وہ سخت مغضوب ہے اس لئے جو شخص اپنی سوتیلی ماں (باپ کی زوجہ) سے نکاح کرتا تو نکاح مقت ہو جاتا۔ اور عند اللّٰه فعل کا ظرف ہے بمعنی فی علمه و حکمه اور ان کے اس فعل کی قباحت کا بیان کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت میں ان کا محض یہی قول بھی مبغوض ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مغضوبیت، ممقوتیت ہے اور جو اللہ کا مبغوض ہو اس کے لئے جہنم ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو اس کے لئے بہشت ہے۔

فائدہ حضرت کاشفی نے فرمایا کہ علماء نے فرمایا کہ یہ آیت عام ہے کہ جو بھی زبان سے تو کہے لیکن عمل نہ کرے تو وہ بھی اس عتاب میں داخل ہے۔ یا اس سے وہ علماء مراد ہیں جو لوگوں کو تو عمل کا کہتے ہیں لیکن خود بے عمل ہیں ان پر یہی عتاب وارد ہے۔

تنته الخلق و تاتی مثله عار علیک اذا فعلک عظیم

(لوگوں کو تو روکتے ہو لیکن خود اس نہی کے مطابق عمل کرتے ہو تجھ پر بری عار ہے کہ یہ تیرا فعل عظیم ہے)

وحی عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے ابن مریم علیہ السلام پہلے خود کو نصیحت کرو۔ اگر خود عمل نہیں کرتے لیکن دوسروں کو وعظ کرتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو۔

بے عمل واعظ حضور نبی پاک ﷺ نے شب معراج بعض لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ کٹے ہوئے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کے ہونٹ دوزخ کے مقراضوں سے اس لئے کاٹے گئے ہیں کہ یہ زبان سے تو لوگوں کو عمل کا کہتے تھے لیکن خود بے عمل تھے۔

از من بگو عالم تفسیر گوئی را گر در عمل نکوشی نادان مفسر

بار درخت علم ندانم بجز عمل باعلم اگر عمل نکنی شاخ بے بری

(میری طرف سے عالم تفسیر دان کو کہو اگر عمل کی کوشش نہیں کرتے ہو۔ اے بے وقوف مفسر علم کے درخت کا بوجھ

marfat.com

علم کے ثمر نہیں۔ علم کے ساتھ اگر عمل نہ کرو گے تو تم وہ شاخ ہو جس پر پھل نہ ہو)

حکایت بعض بزرگوں سے عرض کی گئی کہ کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے خاموشی فرمائی سائل نے دوبارہ عرض کیا آپ نے فرمایا تم مجھے اس کا کہتے ہو کہ وہ بات کہوں جس پر میرا عمل نہ ہو پھر اس کا یہ معنی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دوں (معاذ اللہ)

حکایت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے تین آیات وعظ سنانے سے مانع ہیں۔

۱۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ کیا لوگوں کو امر کرتے ہو خود کو بھلاتے ہو۔

۲۔ وما اريد ان اخالفكم الى ما انهاكم عنه میرا ارادہ ہے کہ میں تمہارے خلاف کروں اس کے میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔

۳۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اے ایمان والوں کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔

مسئلہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تارک کے لئے وعید وارد ہے جیسے عمل کے تارک کے لئے ہے بہر حال ہر دو درجوں میں انتہائی خوف میں رہنا چاہئے۔ اس سے اس بدبخت کی بدبختی کا اندازہ لگایئے جو نیکیوں سے روکتے اور برائیوں کا حکم دیتے ہیں اس زمانہ میں اکثر لوگ ایسے ہو گئے (العیاذ باللہ)

مسئلہ اللباب میں ہے کہ آیت میں حکم ہے کہ جو شخص اپنے اوپر ایسا عمل واجب کرتا ہے جس میں طاعت الٰہی تو چاہئے کہ وہ اس کا ایفاء کرے کیونکہ خود پر کوئی عمل لازم کرنا شرعاً وہ عمل لازم ہے کیونکہ خود پر کوئی عمل لازم کرنے والا یا تو ابتداءً تقرب کی نیت پر منت مان رہا ہے مثلاً کہتا ہے علیّ صلوٰۃ او صوم او صدقہ مجھ پر نماز یا روزہ یا صدقہ ہے وغیرہ وغیرہ جو اعمال جو قرب الٰہی کے موجب ہیں تو ان کا پورا کرنا بالاجماع واجب ہے یا مباح کی نذر مانی ہے یعنی اسے کسی مرغوب شے سے معلق کیا ہے مثلاً کہا اگر میرا فلاں غائب گھر واپس آگیا تو مجھ پر صدقہ ہے یا اس میں کسی خوف و خطر سے بچنے کی شرط لگائی ہے مثلاً کہا کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے فلاں شر سے بچا لیا تو مجھ پر صدقہ ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ امام مالک و امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما نے اسے پورا کرنے کو لازم فرمایا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

کے ایک قول میں لزوم کا حکم ہے لیکن ہماری حجت آیت کا عموم ہے جو کہ مطلق بھی ہے اس میں اس کی مذمت بھی شامل ہے جو (کہنے کے بعد) اس پر عمل نہیں کرتا وہ جس وجہ سے بھی ہو مطلق ہو یا مقید بشرط ہو۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے انہیں جو جنگ کرتے ہیں اس کے اعداء سے۔ فی سبیلہ اس کی راہ میں یعنی اس کی رضا اور اس کے دین کو بلند کرنے کے ارادہ پر یعنی ان سے راضی اور ان کی تعریف کرتا ہے۔ صفاء دشمن کے مقابلہ میں صف زدہ ہو کر یہ بیان ہے۔ اس کا کہ رضا کیا ہے اور اس کے بیان کے کہ اس کے نزدیک مغضوب کون ہیں یہ صریح ہے اس میں کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ صرف بات نہ تھی بلکہ وعدہ تھا۔

حل لغات الصف مصدر ہے فاعل یا مفعول کی جگہ پر واقع اور منصوب علی الحال ہے یقاتلون کے فاعل سے (حال) ہے بمعنی صافین انفسھم خود کو صف میں کھڑا کرنے والے ہیں یا صف باندھے ہوئے ہیں۔ اور صف کہتے ہیں خط مستوی پر لوگوں کا یا درختوں کا کھڑا ہونا۔ کانھم بنیان مرصوص گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی ہوئی۔ پہلے حال کی ضمیر سے حال ہے۔

حل لغات البنیان بمعنی الحائط (دیوار) القاموس میں ہے البناء ھَدْمٌ دیوار وغیرہ کا گر جانا کی نقیض ہے۔ بناہ بنیا و بناء و بنیانا و بنیتہ و بنایتہ اسے بنایا بنانا الشیاء بمعنی المبنی (عمارت بنائی ہوئی) بنیان بنیانتہ کی جمع ہے جیسے نخل نخلۃ ایسے طریقہ کی جمع کے لئے اس کے لئے تانیث و تذکیر۔ ہر دونوں صیغے جائز ہیں۔

الرص بمعنی عمارت کا بعض کا بعض سے متصل و مستحکم ہونا (تاج المصادر) میں ہے کہ الرص بمعنی الرص عمارت کا مضبوط کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ الرص بمعنی پتھر کا پتھر پر رکھ کر چھوٹی کنکریاں (بجری) رکھ کر اوپر اینٹ رکھنا اسے اہل مکہ مرصوص سے تعبیر کرتے۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ انجا یئد تم مضبوطی میں بغیر سوراخ و خلل کے اس عمارت کے مشابہ ہو جاؤ۔ جسے بعض کو بعض سے مضبوطی میں مستحکم کیا جا۔

marfat.com

یہاں تک کہ وہ ایک شے محسوس ہو۔ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بنیان مرصوص معنی عمارت مضبوط گویا وہ رانگا پلائی ہوئی ہے اس سے ثابت قدمی مراد ہے کہ معرکہ جنگ ایک دوسرے کے ایسے چسپاں ہو جائے گویا رانگا پلائی دیوار ہو۔ یہی فراء کا قول ہے کہا جاتا تراصوا فی الصلوۃ یعنی نماز میں مل کر کھڑے ہو جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا عاتراصوا بینکم فی الصلوۃ لا یتخللکم الشیطان نماز میں مل کر کھڑے ہو تاکہ تمہارے میں شیطان خلل انداز نہ ہو۔

فائدہ اس مقام میں رحمت زحمت ہے اس لئے خلل کو روکنا ضروری ہے یا معنی یہ ہے کہ مضبوط عمارت کی طرح کندھے ملا کر کھڑے ہو۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا قول اس کے منافی نہیں جو آپ نے فرمایا صف میں دو صفوں کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ضروری ہے اسی سے یہ مقام مراد نہیں وہ اور مقام ہے۔ (المقاصد الحسنہ)

مسئلہ بعض نے کہا اس میں دلیل ہے کہ سوار ہو کر جنگ کرنے سے پیدل کی جنگ افضل ہے کیونکہ سوار صف نہیں باندھ سکتے (کشاف)

تردید از صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے سوار کو پیدل والے مجاہد (غازی) پر فضیلت کی دلیل یہ ہے کہ غنیمت سے سوار کے دو اور پیدل کا ایک حصہ ہے باقی رہا صف بندی کی ترغیب وہ اس لئے کہ اس دور میں اکثر مسلمان پیدل ہوتے تھے۔ اس لئے حضور سرور عالم ﷺ نے صف بندی پر برانگیختہ فرمایا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت جنگ کی سواریاں بہت کم میسر تھیں۔

فائدہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم ہے کہ دشمن کی جنگ میں جو صورت میسر آئے عمل میں لاؤ۔ لیکن صف بندی کو اہمیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ جنگ میں صف سے نکلنا حوائج ضروریہ کے سوا ناجائز ہے یا وہ جسے امام (حاکم وقت) پیغام رسانی کے لئے کہیں بھیجے یا جس طرف منتقل ہونا ہے اس میں زیادہ فائدہ محسوس ہوتا ہے مثلاً فرصت ملی تو بے تو اس سے اور کوئی کام نکل لیا جائے گا۔ ان صورتوں میں صف سے نکلنے میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ اس سے تو دشمن کو بھگانا یا طلب شہادت مطلوب ہے اور جنگ لڑنے کی تحریض

marfat.com

ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔

فائدہ بعض نے کہا خود بخود جنگ کے لئے آگے بڑھنا کیونکہ اس میں ریاء کا شائبہ ہے یا اس طرف جہاں جانے سے روکا گیا ہے جب تک دشمن جنگ کے لئے بالمقابل کا مطالبہ نہ کرے جیسے رسول اللہ ﷺ کے غزوات مبارکہ میں ہوا تھا یعنی غزوہ بدر اور غزوہ خیبر میں (بالخصوص)

مسئلہ فتح الرحمن میں ہے کہ جہاد کا حکم فرض کفایہ ہے وہ بھی استطاعت والے پر (یہ بالاتفاق) یہ اس وقت جب بعض لوگ جنگ میں مصروف ہوں اسی لئے باقیوں سے فرضیت ساقط ہو گئی۔

مسئلہ بغیر عام (جنگ کا عام اعلان) ہو یعنی دشمن نے حملہ کر دیا تو اب سب پر فرض عین ہے (اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا)

فائدہ آیت میں جنگ سے پیچھے رہنے پر زجر و توبیخ اور جنگ میں بہت جلد حاضری کی ترغیب اور فضیلت جہاد کی دلیل ہے۔

غزوہ موتہ مروی ہے کہ جب غزوہ موتہ ہوا۔

فائدہ موتہ (بالضم) ملک شام کے کنارہ پر ایک مقام ہے اس میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اس میں تلواروں سے کام لیا گیا تھا۔ (قاموس) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غزوہ کے امراء میں سے ایک تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکار کر فرمایا کہ اس جنگ میں فتح تمہاری ہے اسی لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ جنگ لڑ کر شہید ہوئے۔

تعارف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم ﷺ کے شاعر تھے۔ اور اپنی زندگی میں مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سناتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ان کی مجلس میں

marfat.com

تشریف فرما ہوئے اور فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں تمہاری مجلسوں میں بیٹھوں اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ گفتگو جاری رکھئے۔ (میں بھی تمہاری گفتگو سنوں گا) (کشف الاسرار)

تفسیر صوفیانہ جہاد یا تو ظاہری دشمنوں سے ہوتا ہے جیسے کفار و منافقین سے یا باطنی دشمنوں سے جیسے نفس و شیطان سے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اور یہ مہاجر وہ ہے جو خطایا و ذنوب کو چھوڑ دے اور سب سے اعظم جہاد نماز ہے کیونکہ اس میں فناء کا راز اور نفس پر مشقت ہے۔

تفسیر عالمانہ واذقال موسی لقومہ اور یاد کرو جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو فرمایا۔ یہ نیا کلام اور ما قبل کی تقریر سے ترک قتال کی شناعت میں اور اذ مفعولیہ کی وجہ سے منصوب ہے فعل مقدر ہے۔ جس کے مخاطب نبی پاک ﷺ خود ہیں بطریق تکوین یعنی یاد دلاؤ ان جنگ میں نہ جانے والوں کو وہ وقت جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جبابرہ کے مقابلہ کا فرمایا ہے قرآن مجید میں بیان فرمایا

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے فرض کیا ہے اور اپنے کٹوں پر نہ پھر جاؤ ہو جاؤ گے خسارے والے)

قوم نے موسیٰ علیہ السلام کا فرمان (مانا سخت نافرمانی کرتے ہوئے کہا)

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ اِلٰى قوله تعالىٰ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ

(اے موسیٰ علیہ السلام اس بستی میں جبار لوگ ہیں ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس بستی سے نکل نہ جائیں اگر وہ نکل جائیں تو پھر ہم اس میں داخل ہونگے یہاں تک کہ کہا کہ پس تو اور تیرا رب جاؤ اور ان سے جا

marfat.com

کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ انہوں نے اسی بات پر اصرار کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو اذیتیں بھی پہنچائیں (ارلاشہ)

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ کفار سے جنگ بھی ایک قسم کی تسبیح ہے کیونکہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے (معاذ اللہ) اور اس کے ساتھ شریک بنا کر بت پرستی کی اس لئے ان سے جنگ لڑنا اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے میدان میں وسعت دینا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ کو تسبیح سے شروع فرمایا اور لفظ حکیم میں جنگ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ بھی اس کی حکمت سے ہے اور قضاء کو قضاء سے دفع کرنا ہے اس راز کو اہل اللہ جانتے ہیں اور لفظ عزیز میں اشارہ ہے کہ غلبہ اہل ایمان مجاہدین کو نصیب ہو گا لیکن چونکہ اسے بعض (رسمی مسلمان منافقین) نے کراہت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ نہ کیا اور بے اندیشی سے اللہ تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت کے گڑھے میں گرے اسی لئے جنگ کو جانے سے پیچھے رہ گئے۔ ان کی اس روش سے حضور سرور عالم ﷺ کو ذہنی کوفت ہوئی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کر دیا تاکہ محبوب ﷺ کو تسلی ہو۔

فائدہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا منافقین کے جنگ پہ جانے سے ذہنی طور کوفت محسوس کرنا اذیت ہے کیونکہ کوئی کسی کا فرمان نہ مانے تو اسے کوفت ہوتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کی اذیت ہے۔

فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حق ہے اور اس کی اطاعت سے خروج فسق ہے اور فاسق خدا تعالیٰ کا مغضوب ہوتا ہے اس لئے کہ ہدایت باب رحمت سے ہے۔ اور اس کا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا غضب (ہم اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب اور دردناک عذاب و عقاب سے پناہ مانگتے ہیں)

یاقوم اے میری قوم دراصل قومی تھا اسی لئے میم مکسور ہے ورنہ ضم المیم ہوتا اس میں اشارہ ہے کہ یہاں یائے متکلم ہے لفظ قوم مفہوم ہو تو مفرد معرفہ مبنی علی الضم ہوتا ہے اور یہ نداء نرمی اور شفقت سے ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی شان اقدس ہے۔ ایسے ہی ان کی شان ہے جو ان کے قریب ہیں یعنی اولیاء کرام۔

لم تؤذوننی مجھے کیوں ستاتے ہو۔ مخالفت اور اس میں نافرمانی کر کے جس کا میں تمہیں حکم کرتا ہوں۔

marfat.com

حل لغات الاذی ہر وہ شے جو انسان کو پہنچے ضرر سے اس کی ذات میں یا جسم میں یا قلب میں وہ دنیوی ہو یا اخروی۔ القاموس میں ہے کہ آذی فعل الاذی اس کا صاحب لذی ورذاۃ واذت ایذاء کسا (کیونکہ اس کا اور معنی ہے)

اغلاط العوام عوام کی زبان پر اسی معنی پر ایذاء مشہور ہے بلکہ یہ لفظ اسی معنی میں مصنفین کی عبارات میں بھی پایا جاتا ہے۔

وقد تعلمون حالانکہ تم جانتے ہو۔ انی رسول اللّٰہ الیکم بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف۔ یہ جملہ حالیہ ان کا رلوتہ۔ و لمَ سب کی تاکید کے لئے ہے اور قد تحقیقہ ہے۔ علم کی تحقیق کر رہا ہے تو قع کا نہیں اور ہی تقریب و تعلیل کا ہے کیونکہ نحویوں کا قاعدہ ہے کہ جب قد حال پر داخل ہو تو تحقیق کا معنی دیتا ہے (اور یہاں حال پر داخل ہے) اور جب استقبال پر داخل ہو تو تعلیل کا فائدہ دیتا ہے اور مضارع کا صیغہ استمرار علم پر دلالت کرتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اے بنی اسرائیل تم قطعی اور ہمیشہ کے لئے جانتے ہو (کیونکہ تمہیں میرے معجزات کا بارہا مشاہدہ ہو چکا ہے) کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں تاکہ میں تمہاری دنیا و آخرت کی رہبری کروں اور یہ بھی تمہیں قطعی علم ہے کہ تم میری تعظیم میں مبالغہ و طاعت میں مسارعت (جلدی ہے) کے مامور ہو کیونکہ میری تعظیم و طاعت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اطاعت ہے۔

فائدہ اس میں رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے۔ کہ امم سابقہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو اپنے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے۔ اور قاعدہ ہے کہ جب بلا عام ہو تو پھر آسان محسوس ہوتی ہے (اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تسلی دی تاکہ خاطر مبارک سے بوجھ ہلکا ہو)

حدیث شریف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کہ وہ مجھ سے زیادہ اذیتیں دیئے گئے اس کے باوجود پھر بھی صبر فرمایا۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اذیت کا نمونہ

marfat.com

حضور نبی پاک ﷺ طائف کی غنیمتیں تقسیم فرمارہے تھے تو بعض منافقین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم میں عدل و انصاف نہیں اور نہ ہی اس میں رضائے الٰہی کا خیال رکھا گیا ہے یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا پھر مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔

فلما زاغوا پس جب وہ ٹیڑھے ہوئے۔

حل لغات الزیغ المیل عن الاستقامتہ استقامت سے ہٹ جانا (ٹیڑھا ہونا) یعنی جب وہ امر حق سے باطل کی طرف جھکے اور اس پر اصرار کیا جو موسیٰ علیہ السلام لائے اور وہ اس ٹیڑھا پن پر مصر (اصرار کرنے والے) رہے۔ ازاغ اللہ قلوبھم اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے، پھر دیئے قبول حق اور میلان الی الاصواب سے ان کے دل غی اور گمراہی کی طرف۔ ان کے ٹیڑھے پن کو خود اختیاری کی وجہ سے۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے المفردات میں لکھا کہ جب وہ استقامت (سیدھی راہ چلنا) سے جدا ہوئے تو ان سے ایسا معاملہ کیا اور حضرت جعفر نے فرمایا جب انہوں نے اوامر خدمت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے نور ایمان نکال لیا اور شیطان کے لئے ان کی طرف راہ کھول دی انہیں طریق حق سے ہٹا کر ان میں باطل کے مسالک داخل کر دیئے اور الواسطی نے فرمایا کہ جب وہ قربت حق سے علم میں ہٹے تو ان کے دل اللہ تعالیٰ نے خلیقت میں ہٹادیئے۔ بعض نے کہا کہ جب وہ عبادت سے ہٹے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ارادہ سے ہٹادیئے۔

تحقیق از صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت سے انحراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل آپ کی ولایت و حمیت سے پھیر دیئے پھر انہوں نے آپ کو صرف موسیٰ[1] دیکھا۔

(حاشیہ[1] جیسے ابلیس نے آدم کو صرف آدم اور کافروں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو صرف محمد ﷺ دیکھا جیسے اب وہابیوں دیوبندیوں نے صرف اپنے جیسا بشر دیکھا اور حقیقت نگاہ نہ کی۔ ۱۲ اویسی غفرلہ)

اس نگاہ سے دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی[1] ہیں۔ اسی لئے وہ رویت حق سے محروم ہو گئے۔

حضور نبی پاک ﷺ طائف کی غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے تو بعض منافقین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم میں عدل و انصاف نہیں اور نہ ہی اس میں رضائے الٰہی کا خیال رکھا گیا ہے یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا پھر مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔

فلما زاغوا پس جب وہ ٹیڑھے ہوئے۔

حل لغات الزیغ المیل عن الاستقامتہ استقامت سے ہٹ جانا (ٹیڑھا ہونا) یعنی جب وہ امر حق سے باطل کی طرف جھکے اور اس پر اصرار کیا جو موسیٰ علیہ السلام لائے اور وہ اس ٹیڑھاپن پر مصر (اصرار کرنے والے) رہے۔ ازاغ اللہ قلوبھم اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے، پھر دیئے قبول حق اور میلان الی الصواب سے ان کے دل غی اور گمراہی کی طرف۔ ان کے ٹیڑھے پن کو خود اختیار کی وجہ سے۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے المفردات میں لکھا کہ جب وہ استقامت (سیدھی راہ چلنا) سے جدا ہوئے تو ان سے ایسا معاملہ کیا اور حضرت جعفر نے فرمایا جب انہوں نے اوامر خدمت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے نور ایمان نکال لیا اور شیطان کے لئے ان کی طرف راہ کھول دی انہیں طریق حق سے ہٹا کر ان میں باطل کے مسالک داخل کر دیئے اور الواسطی نے فرمایا کہ جب وہ قربت حق سے علم میں ہٹے تو ان کے دل اللہ تعالیٰ نے خلیقت میں ہٹا دیئے۔ بعض نے کہا کہ جب وہ عبادت سے ہٹے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ارادہ سے ہٹا دیئے۔

تحقیق از صاحب روح البیان قدس سرہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت سے انحراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل آپ کی ولایت و حمیت سے پھیر دیئے پھر انہوں نے آپ کو صرف موسیٰ[۱] دیکھا۔

(حاشیہ[۱] جیسے ابلیس نے آدم کو صرف آدم اور کافروں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف محمد ﷺ دیکھا جیسے اب وہابیوں دیوبندیوں نے صرف اپنے جیسا بشر دیکھا اور حقیقت نگاہ نہ کی۔ ۱۲ اویسی غفرلہ)

اس نگاہ سے دیکھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی[۱] ہیں۔ اسی لئے وہ رویت حق سے محروم ہو گئے۔

وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا جملہ معترضہ ہے ماقبل کے مضمون ازالہ کی تقریر کے ذیل میں ہے اور اس کی علت کی خبر دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس قوم کو راہ نہیں دکھاتا جو طاعت اور منہاج حق سے خارج اور غوایت (گمراہی) پر مصر (اصرار کرنے والا) ہیں۔

فائدہ ہدایت وہ راستہ مراد ہے جو موصل الی المطلوب (المطلوب) ہو نہ وہ جو موصل الی مایوس الیہ اس کی طرف جو اس ہدایت کی طرف پہنچانے والا ہو کیونکہ یہ توسب کو شامل ہے۔ اور الفاسقین سے یہاں فاسق کی جنس مراد ہے اور یہ اس میں بطریق اولیت شامل ہیں اور فاسق کی صفت اس طرف اشارہ کرتی ہے جو (موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا) **فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ** اے اللہ میرے اور فاسقوں کے درمیان جدائی ڈال دے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ** فاسق قوم کا غم نہ کیجئے۔

گستاخی رسول ﷺ کا انجام امام (فخرالدین رازی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت میں دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی (اور بے ادبی) کفر تک کھینچ کرلے جاتی ہے اور ہدایت سب گمراہی کے میلان تک پہنچاتی ہے (معاذ اللہ)

انتباہ علماء اہلسنّت جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں ان کی اذیت (بے ادبی و گستاخی) سے بھی یہی نتیجہ نکلا ہے کہ علماء اہلسنّت کا بے ادب (و گستاخ) کفر کے گھاٹ اترتا ہے اس لئے کہ علماء اہلسنّت انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اسی لئے ان کی اذیت (بے ادبی و گستاخی) اور حقیقت انبیاء علیہم السلام کی اذیت (بے ادبی و گستاخی) ہے) اس معاملہ میں ان کا اور ان کا ایک حکم ہے۔

(حاشیہ[۱] یہی وہابی دیوبندی کا حال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کے اطوار کو دیکھ کر آپ کے علم غیب و حاضر و ناظر و اختیار اور نورانیت و دیگر کمالات کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں چاہیے کہ وہ آپ کی رسالت کی حیثیت کو دیکھیں کہ سورج الٹایا چاند چیر اور پتھروں کو کلمہ پڑھایا وغیرہ وغیرہ)

(حاشیہ[۲] یہ اہل اور عقیدہ کے صحیح حضرات مو ہیں ورنہ بہت سے حضرات تنگ علم و عمل ہیں وہ تو دیکھنا قیامت میں کو، سخت ... ہو گے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

marfat.com

فائدہ جیسے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم (رحمتہ اللہ علیہم) بصیرت سے ہی داعی الی اللہ ہیں۔

تفسیر صوفیانہ یہی حکم قلوب کے رسل کا ہے کیونکہ وہ قوائے بشریہ و طبعیہ کو صفات بشریہ سفلیہ کو اخلاق روحانیہ علویہ کی طرف اور ظلمتہ خلقہ سے نور حقیقت کے داعی ہیں۔ جو حق اور قبول دعوت سے روگردان ہوا بوجہ استعداد ذاتی کے وہ توجہ الی دنیا اور اس میں انہماک کی وجہ سے گمراہ ہوا وہ حضرت حق سبحانہ کا راستہ کیسے پا سکے گا۔

تفسیر عالمانہ واذقال عیسی ابن مریم اور یاد کرو جب عیسی ابن مریم علیہم السلام نے فرمایا۔ یا اس کا عطف پہلے پر ہے تو اس کے عامل کا معمول ہے یا مضمر فعل کا معمول ہے جس کا پہلے مقدر فعل پر عطف ہے۔ یہاں اور عزیر ابن اللہ کا ہمزہ (الف) لکھنے میں بحال رکھا جائے۔ اللہ اور عبد کے درمیان مذکر و مونث کے درمیان ہیں۔ نادر الوقوع کی وجہ سے ہے۔

یابنی اسرائیل اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد۔ یہ خطاب ان کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ہے تاکہ وہ اس قول کی تصدیق کریں۔

انی رسول اللہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ تصدیق کرتا ہوا اپنے سے پہلے تورات کی' کیونکہ آپ کا توراۃ کا تصدیق کرنا اپنی تصدیق کے لئے بہترین اور اقوی ذریعہ ہے یعنی میں تمہاری طرف ان احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہوں جو نہایت ضروری ہیں کہ ان کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس میں تمہارے امور دینیہ دنیویہ کی بہتر ہے۔ ان امور کے لئے (اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں) درانحالیکہ مجھے اس میں پورا یقین ہے کہ میں اس کتاب کی تصدیق کر رہا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہے اور تصدیق کرتا ہوں کہ وہ واقعی اللہ تعالی سے نازل ہوئی تھی۔

فائدہ حضرت ابو اللیث رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ میں تم پر انجیل پڑھتا ہوں جو تورات کے موافق ہے توحید اور بعض احکام شرعیہ میں۔

marfat.com

نکتہ قاضی (بیضاوی) نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں شاید یا قوم اس لئے نہیں فرمایا (جیسے موسیٰ علیہ السلام نے یا قوم فرمایا تھا) کہ یہ لوگ آپ کی نسبت کے نہیں تھے کیونکہ نسب آباء پر چلتی ہے اور مریم (رضی اللہ عنہا) بنی اسرائیل سے تو تھیں ہی اس لئے کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا اور بی بی مریم (رضی اللہ عنہا) آپ کی نسل سے تھیں۔

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شرائع و احکام اور ان کی کتب کی تصدیق اہل صدق کے شعائر سے ہے۔

مدح امت مصطفیٰ ﷺ اس میں حضور سرور عالم ﷺ امت کی مدح بھی ہے کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتی ہے۔ ومبشرا اور بشارت دینے والا ہوں۔

حل لغات التبشیر بمعنی خوشخبری دینا برسول یاتی من بعدی رسول اللہ ﷺ کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے اس کا متعلق قاہر عطف واقع ہوں بشارت[۱] دیتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی اور وہ تورات میں بھی واقع ہے ان کا عامل وہی ہے جو الرسول کے معنی کا ہے یعنی ارسل نہ جارہ کیونکہ وہ تو رسول کا صلہ ہے اور الصلوٰۃ معنی کے فعل کے تضمن سے علیحدہ ہے اور عمل اسی پر دائر ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ ارسلت الیکم حال کونی مصدقا لما میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں درانحالیکہ میں تصدیق کر رہا ہوں اس کی جو میرے سے پہلے تورات (وغیرہ) نازل ہوئی ہے اور خوشخبری دیتا ہوں اس کی جو میرے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے۔

(حاشیہ[۱] حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشارت کے ساتھ ان کی ایک وصیت بھی ملاحظہ ہو۔ حضرت مسیح نے آسمان پر چلے جانے سے تھوڑی دیر پہلے فرمایا کہ۔

"دیکھو میں اپنے باپ خدا کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوت عطا نہ کی جائے یروشلم میں ٹھہرو" (لوقا ب ۴۹) (حاشیہ جاری)

marfat.com

فائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور حضور سرور عالم ﷺ کی ہجرت کے درمیان چھ سو تیس سال کا عرصہ ہے۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ انہیں رسول اکرم ﷺ کی اس لئے خوشخبری سنائی تاکہ وہ آپ

ان الفاظ کے بعد کچھ اور لفظ ہیں اور پھر انجیل اور لوقا ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس موعود کے ظہور کا کوئی تذکرہ نہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ رسول موعود کون تھا سوائے حضرت محمد ﷺ کے انجیل کے یہ فقرے قابل غور ہیں کہ حضرت مسیح کہتے ہیں کہ اس آسمانی قوت کے ظاہر ہونے تک یروشلم میں ٹھہرو اس سے مقصود یہ ہے کہ اس رسول موعود کے ظہور تک تمہارا کعبہ اور قبلہ بیت المقدس ہے لیکن جب وہ موعود رسول آئے گا تو تمہارا قبلہ مکہ کی طرف بدل جائے گا۔ چنانچہ یہی ہوا قرآن مجید میں ہے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ

(تو آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے اور تم جہاں بھی ہو اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو اور جو لوگ اہل کتاب سے ہیں وہ بلاشبہ جانتے ہیں کہ یہ سب معاملہ حق ہے)

اسی طرح ہر نبی علیہ السلام کی کیفیت رہی حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے؟ اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو اور کون ہے؟ کیا تو الیاس ہے؟ اس نے کہا کہ میں نہیں ہوں' پس آیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے ان سوالات کے بعد اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے۔ نہ یہ الیاس اور نہ "وہ نبی" تو کیوں بپتسمہ دیتا ہے" (انجیل یوحنا۔۱۹)

اس پیشگوئی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود کو تین پیغمبروں کی آمد کا علم تھا جن میں ایک کا نام الیاس۔ دوسرے کا نام مسیح تیسرے کا نام "وہ نبی" تھا۔ یہ "وہ نبی" "محمد ﷺ" کے سوا اور کون تھا جو پیغمبر مطلق کے نام سے دنیا میں مشہور و معروف ہے اسی لئے مسلمان آپ کو "آنحضرت" یعنی وہ پیغمبر کہتے ہیں اور مسیحوں میں آپ وہی پرافٹ (The Prophet) مشہور ہیں۔ (مزید فقیر کی کتاب آدم تا ابندم میں ہے۔ حاشیہ ختم)

marfat.com

کی تشریف آوری کے وقت آپ پر ایمان لائیں یا یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ پر عیسی علیہ السلام کا معجزہ سمجھا جائے کہ آپ نے قبل از وقت رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر دی[لہ]۔

(حاشیہ لہ اسی کو مافی الغد (کل کیا ہو گا) کہا جاتا ہے جسے دیوبندی وہابی ماننے والے کو مشرک کہتے ہیں حالانکہ ایسا علم قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ صحاح میں موجود ہے لیکن ضد کا علاج کون کرے۔ تفصیل فقیر کی کتاب نور الہدی فی علوم ماذا تکسب غدا" میں ہے اس کا عرفی نام ہے کل کیا ہو گا۔ مافی الغد کا مطلب ہے کہ آنے والی گھڑی میں کیا ہو گا یہ عقیدہ علم غیب کا ایک فرد ہے۔

علم غیب رسول ﷺ میں ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد مصطفی ﷺ کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضر و غائبانہ کا علم عطا فرمایا۔ بدءالخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمن علم القرآن اس آیۃ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (کلام پاک) جب ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اس کے عالم تو بے شبہ سرور اکرم ﷺ جملہ اشیاء کے عالم ہوئے۔

حَكَى ابْنُ سُرَاقَةَ فِي كِتَابِ الْإِعْجَازِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْعَالَمِ إِلَّا وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقِيلَ لَهُ فَأَيْنَ ذِكْرُ الْخَانَاتِ فَقَالَ فِي قَوْلِهِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ فَهِيَ الْخَانَاتُ (اتقان ص ۳۶۸)

ترجمہ ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کی۔ انہوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہان میں ایسی نہیں جس کا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو۔ کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کب ہے فرمایا کہ اس آیت میں لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا (الآیۃ) اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قران پاک میں ہے ا

(حاشیہ جاری)

marfat.com

فائدہ حضور نبی پاک ﷺ کو خوشخبری کے ساتھ قرآن کی خوشخبری بھی ہے اور اس کی تورات ہی طرح تصدیق بھی اسمہ احمد ان کا نام مبارک احمد ﷺ ہے یعنی حضرت محمد ﷺ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ میرا دین کتب الیہ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق ہے خواہ وہ پہلے گزرے یا بعد کو تشریف لائیں گے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کتب مبارکہ کا ذکر فرمایا جس میں انبیاء علیہم السلام احکام الیہ بتاتے اور فیصلے فرماتے

حضرت اس کے علم تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے یہاں صرف ایک مضمون کو دو احادیث عرض کر دوں جو دور حاضرہ کے عین مطابق ہے جسے ہر سمجھ دار اور بے سمجھ مان سکے کہ یہ ہے علم غیب لو رہانی الغد بیہقی میں یہ حدیث مذکور ہے (فی شعب الایمان)

وعن علی قال من الاسلام الا اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا اسم مساجد ھم عامرہ وھی خراب من الھدی وعلماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنہ وفیھم یعود۔

ترجمہ حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن شریف میں صرف اس کے نقوش۔ ان کی مسجدیں (بظاہر) بھری پری آباد ہیں۔ لیکن فی الحقیقت وہ ہدایت کی رو سے برباد و خراب ہوں گی (ان میں روحانی ویرانی ہو گی) ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے سب سے بدتر ہوں گے انہیں سے دین میں فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ اور انہی میں لوٹ کر آئے گا۔

۱۔ مسجد کو بظاہر آباد مگر حقیقت میں اجاڑ بیان ہونے کے بارے میں ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ۔

ظہرت الاصوات فی المساجد مسجدوں سے شور اٹھے گا اور آج کل کی مسجدوں کے نیم خواندہ شوریدہ سر عوام کے مسلسل بے ہنگم شور و غوغا سے لوگوں کی جانیں جس قدر تنگی میں ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

marfat.com

پھر رسول اللہ ﷺ خاتم النبین کا ذکر مبارک فرمایا۔

فضائل محمد عربی ﷺ ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اخبرنا عن نفسک ہمیں اپنی خبر دیجئے[1]۔ آپ نے فرمایا۔

انا دعوۃ ابراھیم وبشری عیسی ورأت امی رؤیا حین حملتنی انہ خرج منھا[2] نور اضاء لھا قصور بصری فی ارض شام (روح البیان ص ۲۹۸ جلد ۹)

(حاشیہ[1] اس سے ایک یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جملہ حالات گزشتہ سے آگاہ ہیں ورنہ ان کا سوال کیسا تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "الاصابہ فی عقائد الصحابہ")

(حاشیہ[2] منھا سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مجسم نور تھے ورنہ کسی خارجی نور کا ذکر ہوتا)

ترجمہ میں ابراہیم کی دعوت اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری امی نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ ان سے ایسا نور نکلا ہے۔ جس سے ارض شام کے بصریٰ شہر کے محلات روشن ہو گئے۔

فائدہ بصریٰ حلب کی طرح شام کے ملک کا ایک شہر۔

رہا چرچا محمد ﷺ کا ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو حضور نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبری سنائی۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام صرف اسی جگہ پر اس لئے لیا کہ وہ ہمارے نبی پاک ﷺ سے پہلے آخر الانبیاء (علیہم السلام) ہیں تاکہ واضح ہو کہ ان کی طرح ہر نبی علیہم السلام باری باری اسی طرح بشارت دیتے رہے یہاں تک کہ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی۔ (کشف الاسرار)

سوانح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھنے اور حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ تک تخمینہ چھ سو کئی برس زائد کی مدت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھتیس سال تک زمین پر رہے۔ اسی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور حضور علیہ

marfat.com

السلام کی ہجرت تک پانچ سو اسی سال ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام دس بار اور ہمارے نبی پاک ﷺ پر چوبیس ہزار بار نازل ہوئے اور آپ کی امت مرحومہ اور جامع جمیع کملات سے ہے۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حواریوں نے کہا اے روح اللہ کیا ہمارے بعد بھی کوئی امت ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں محمد عربی ﷺ کی امت آئے گی۔ ان میں حکماء علماء ابرار اتقیاء ہوں گے۔ فقہ کی دین فہمی میں گویا وہ انبیاء ہیں۔ (یعنی انبیاء علیہم السلام جیسے کارنامے سرانجام دیں گے) اللہ تعالیٰ کے تھوڑے سے دیئے رزق پر راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی تھوڑی سی نیکی سے ان پر راضی ہو جائے گا۔

اسم مبارک احمد و محمد ﷺ کی تحقیق

احمد ہمارے نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر نے تلقیح الاذہان (کتاب کا نام) میں فرمایا کہ چونکہ آپ کی حمد بار بار ہوئی ہے اسی لئے آپ کا نام محمد ﷺ ہے۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم گرامی احمد ﷺ کی تصریح کر کے تنبیہہ فرمائی کہ جس طرح آپ کا اسم گرامی احمد ہے ایسے ہی آپ کا جسم اطہر کہ آپ کے اخلاق اور افعل و اقوال محمود ہوں گے۔ نیز یہ نام (احمد) لے کر تنبیہہ فرمائی کہ آپ کا اسم گرامی ان کے اخلاق اور افعل و اقوال محمود ہوں گے نیز یہ نام (احمد) لے کر تنبیہہ فرمائی کہ آپ کا اسم گرامی ان کے نزدیک اور آپ سے پہلے لوگوں میں احمد (ﷺ) ہے۔ اس کی تائید کشف الاسرار (نام کتاب) سے بھی ہوتی ہے انہوں نے فرمایا کہ احمد میں الف مبالغہ کا ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) فاعل کا مبالغہ ہے یعنی جملہ انبیاء حامد ہیں اللہ تعالیٰ کے اور آپ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ حمد کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی۔

(۲) محمود کا مبالغہ ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام محمود ہیں اس لئے کہ ان میں خصل حمیدہ ہیں اور آپ مناقب میں سب سے زیادہ جامع ہیں اور آپ میں وہ محاسن ہیں جن کی وجہ سے آپ کی بار بار حمد ہوتی ہے۔

زصد ہزار محمد کہ در جہاں آید یکے بمنزلت و فضل مصطفیٰ نرسد

(لاکھوں (بے شمار) محمد جہان میں آئیں لیکن وہ حضرت محمد ﷺ کی قدر و منزلت اور فضیلت اور بزرگی کے ایک

marfat.com

کو بھی نہیں پہنچ سکے گیں۔

فائدہ ابن الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے احمد مضارع (احمد) سے منقول ہو اور یہ بھی ہے کہ وہ صفت سے منقول ہو یعنی افعل التفضیل سے اور یہی زیادہ ظاہر ہے۔

اسم محمد ﷺ کا معنی[1]

اسم محمد ﷺ صفت سے منقول ہے اور اس میں محمود کا معنی ہے اس میں مبالغہ اور تکرار ہے کیونکہ آپ (ﷺ) دنیا میں محمود ہیں کہ آپ نے دنیا والوں کو راہ خدا دکھایا اور آپ کے علم و حکمت سے خلق خدا نے نفع اٹھایا (اس معنی پر آپ کا علم نافع بھی ہے لیکن شوم بدبخت قوم آپ کو نفع رساں کہنے پر چڑتی ہے) اور آخرت میں بھی محمود ہیں کہ آپ کی شفاعت سب کو نصیب ہو گی۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے التعریف والاعلام (نام کتاب) میں فرمایا کہ احمد اسم علم ہے صفت سے منقول ہے نہ کہ فعل سے اور وہ صفت افعل التفضیل ہے۔ جس سے تفضیل مراد ہوئی ہے۔ اب احمد کا معنی ہوا سب سے زیادہ حمد کرنے والا اپنے رب تعالیٰ کی۔ ایسے ہی معنوی طور پر کہ آپ ﷺ پر مقام محمود میں ایسے محامد مفتوح ہوں گے کہ آپ سے پہلے کسی پر مفتوح نہ ہوئے انہیں سے ہی اپنے رب تعالیٰ کی حمد فرمائیں گے۔ ایسے ہی آپ کے لئے لواء الحمد کا جھنڈا ہو گا۔

اسم محمد ﷺ کا نکتہ اسم محمد ﷺ صفت سے منقول ہے وہ بھی محمود کے بار بار حمد ہو جیسے تکرم یعنی وہ شخص جس کی تکریم بار بار ہو ایسی ممدح۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اسمی بامسمّٰی[2] ہیں۔

(حاشیہ[1] فقیر نے اسم محمد ﷺ پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے "القول المجد برکات اسم محمد" عرف شہد سے میٹھا نام محمد" اویسی غفرلہ)

(حاشیہ[2] اس میں ایک نکتہ صاحب روح البیان قدس سرہ نے لکھا جس سے ظاہر بین خشک دماغ چونک پڑیں گے وہ نکتہ ملاحظہ ہو)

marfat.com

اسم محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم پاک سے پہلے منتخب فرمایا

صاحب روح البیان قدس سرہ نے وحدۃ الوجود کے قانون پر کہ حقیقت محمد ﷺ کا ظہور سب سے پہلے ہے اسی لیے۔ واللہ سماء بہ قبل ان یسمی بہ نفسہ (روح البیان ص ۴۹۹ ج ۹)

(اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کا نام رکھا)

یہ بھی معجزہ صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا:

ھذا علم من اعلام النبوۃ (یہ بھی رسول اللہ ﷺ معجزات میں سے ایک معجزہ ہے)

فائدہ اس کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا کہ۔

"اس لئے کہ آپ ﷺ پر ہی یہ اسم صادق آتا ہے کہ آپ محمود ہیں دنیا میں تو اس لئے کہ آپ نے خلق خدا کو راہ خدا دکھائی اور آپ سے علم و حکمت کا نفع خدا کی نے نفع پایا۔ اور آپ آخرت میں محمود ہوں گے کہ آپ کی شفاعت سب کو نصیب[1] ہو گی۔ آپ کے لئے معنوی لحاظ سے بھی حمد کا تکرار ہے اور لفظی سے بھی۔

فائدہ حضور سرور عالم ﷺ کا ابھی ظہور نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی حمد فرمائی اور آپ کی نبوت کا اظہار فرمایا اور شرافت بزرگی کا اعلان فرمایا اس لئے ہم نے اسم احمد مقدم رکھا اسم محمد سے اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام نے یہی نام امت کو بتایا کہ اسمہ احمد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا کہ ہو جاؤں امتی محمد ﷺ کا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کا ذکر فرمایا جب انہیں رب تعالیٰ نے فرمایا یہ امت محمد ﷺ ہے تو عرض کی۔

اللھم اجعلنی من امتہ احمد (روح لبیان ص ۴۹۹ ج ۹) اے اللہ مجھے احمد ﷺ کی امت سے بنا۔

(حاشیہ[1] الحمد للہ ہم اہلسنّت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر کمال کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اب یار لوگوں سے پوچھئے تمہارا کیا حال ہے۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کا نام احمد لیا اس سے قبل کہ آپ محمد ﷺ کے نام سے یاد کرتے۔

فائدہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے رب تعالیٰ کی حمد[؎] کی۔

پھر جب آپ کا ظہور ہوا اور آپ مبعوث ہوئے تو محمد بالفعل ہوئے یعنی پہلے آپ کی تعریف بالقوۃ ہوتی رہی اب آپ عالم محسوسات میں تشریف لائے تو آپ کی تعریف بالفعل ہونے لگی۔

شفاعت کے وقت ایسے ہی بوقت شفاعت حضور سرورِ عالم ﷺ کے ایسے محامد بیان فرمائیں گے جو پہلے کسی پر مفتوح نہ ہوئے تھے اسی لئے آپ تمام لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ حمد کرنے والے ہوئے اس کے بعد ہی شفاعت فرمائیں گے اس پر پھر آپ کی حمد کی جائے گی۔ (اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ آپ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اسی لئے احمد ہیں بعد کو مخلوق آپ کی مدح و ثناء کرے گی تو آپ محمد ہوئے اس لئے آپ کا اسم احمد پہلے اور محمد بعد کو)

انتباہ غور فرمایئے کہ احمد کی تقدیم محمد پر کیسے احسن طریق سے ہے ذکر اور وجود میں اور دنیا و آخرت میں امید ہے تجھ پر اس کے اسرار ایسے واضح ہوئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے ان دو اسموں کا انتخاب کیوں فرمایا ہے۔

محبوب کو محبوب انعام ﷺ اس سے یہ راز بھی عیاں ہوا کہ سورۃ الحمد اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی تو کیوں دوسرے انبیاء علیہم السلام کو یہ سورۃ الحمد عطا نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ لواء الحمد صرف محبوب ﷺ کے لئے مخصوص فرمایا اور مقام محمود بھی صرف محبوب ﷺ کو بخشا اور قرآن حکیم کی بعض سورتوں کو محامد پر ختم فرمایا تو اسی لئے اور بعض افعال و رموز کے ختم کرنے

(حاشیہ ؎ کب جب کب نہ تھی اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ آپ اول المخلوق ہیں ﷺ۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

پر بھی حمد کا حکم ہے تو اسی لئے۔ چنانچہ ایک سورۃ کے اختتام پر فرمایا۔

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا جملہ محامد اللہ رب العالمین کے لئے ہیں) اور ایک سورۃ کے درمیان میں فرمایا وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور دعوی ہو گا یہ کہ تمام محامد رب العالمین کے لئے ہیں۔ اس میں تنبیہ ہے کہ اے خدا کے بندو اپنے جملہ امور کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کرو۔

مسائل شرعیہ

مسئلہ کھانے پینے کے بعد بھی الحمد کہنا سنت ہے۔

مسئلہ سفر ختم ہو تو آئبون تائبون۔ لربنا حامدون (ہم واپس لوٹے توبہ کرتے ہوئے اور اپنے رب تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہو کر) کہنا۔

کیسے کیسے فضائل بخشے رب تعالیٰ نے غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا ار بتایا کہ آپ تک ہی رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور آپ کے بعد وحی بند۔ آپ ہی قرب ساعت (قیامت کی خبر) دینے والے ہیں۔ اور آپ نے ہی خبر دی کہ دنیا اختتام پذیر ہے۔ ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ حمد انقضائے (اختتام امور) پر ہی ہوتی ہے او ُہمارے لئے بھی حکم ہے کہ امور کے اختتام پر حمد الٰہی کہو اس سے تم پر حضور سرور عالم ﷺ کے دو اسم (احمد۔ محمد) کے معانی منکشف ہوں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ آپ سے حمد و محامد کیوں مخصوص ہوئے صرف اسی لئے کہ ان الفاظ آپ ﷺ سے معنوی مناسبت اور آپ کی صفت سے کامل مطابقت ہے۔ آپ کے ذکر میں برہان عظیم اور آپ کی نبوت کی واضح دلیل صرف اور صرف آپ کا اسم ہی کافی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے انعام و اکرام سے نوازا ہے اور یہ انعامات آپ کے ظاہری وجود سے پہلے ہی عطا فرمائے گئے۔ آپ کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر اور آپ کے امر کی تصدیق کے لئے۔

صاحب روح البیان کی صوفیانہ تقریر

marfat.com

دوبارہ اسم احمد و محمد فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ مجھ پر ایک نکتہ وارد ہوا ہے وہ یہ کہ اسم احمد کا اسم محمد پر مقدم اس حیثیت سے ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ جب عالم ارواح میں مقام احدیت سے امکان کے میم سے ممیز ہوئے اس وقت آپ کا اسم احمد ہوا کیونکہ اسم کی قلت حروف آپ کے اس تجرد تام پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے موطن عالم ارواح کا تقاضا تھا جب آپ نے عالم عین خارج کو مشرف فرمایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلقت ذٰ سے نوازا جو ان خلقتوں سے زائد تھی جو آپ کو اس عالم ظہور سے پہلے نوازا گیا تھا اسی لئے آپ کے اسم مبارک میں تضعیف ہوئی اور اس کی احمد کی مناسبت سے آپ کا محمد نام رکھا (ﷺ) موطن عین نشاۃ وجود خارجی کا تقاضا تھا۔ لیکن اسرار الٰہیہ غیر متناہی ہیں ممکن اس میں اور بھی اسرار اور رموز پوشیدہ ہوں) احمد للہ علی ذالک۔

حضرت الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر کی صوفیانہ تقریر

حضور شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر نے مواقع النجوم (نام کتاب) میں فرمایا وجود سے کوئی شے کسی شے سے نہیں ملتی نہ ہی کوئی شے کسی شے سے منسوب ہو سکتی ہے جب تک کہ ان دونوں کے درمیان مناسبت ظاہری یا باطنی نہ ہو اور مناسبت تمام اشیاء میں موجود ہے یہاں تک کہ اسم و مسمی کے مابین بھی۔ اور اسی طرف ابو یزید سہیلی نے اگرچہ وہ اہل طریقت (وحدۃ الوجود) کے طریقہ سے اس مقام سے اجنبی ہیں۔ المعارف والاعلام (نام کتاب) میں اسم احمد و محمد کے متعلق گفتگو فرمائی اور ان میں بہترین بحث فرمائی ہے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کے افعال اور آپ کے دو اسم محمد واحمد کے درمیان مناسبت ہے۔ بہرحال شیخ قدس سرہ نے کلام سہیلی کی طرف ہی اشارہ فرمایا ہے جسے ہم نے ہر دونوں بزرگوں کی عبارتیں لکھ دی ہیں۔

احمد نام کا نکتہ بعض عارفین نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم مبارک احمد نام لکھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی حمد الٰہی اتم و اکمل ہے بلکہ جتنا محامد جملہ انبیاء رسل کرام علیہم السلام نے کی ہیں آپ کی حمد سب کو شامل ہے اس لئے کہ ان کی محامد اور توحید صفات و افعال کے مقتضی پر تھی لیکن آپ کی محامد بعد بحسب توحید الذات ہے جو توحید صفات و افعال کی بھی جامع ہے۔

marfat.com

اسم احمد سوائے آپ کے اور کسی کا نام نہ تھا اور نہ ہی اس نام سے کسی کو مدعو کیا گیا ایسے ہی اسم محمد نہ عرب میں یہ کسی کا نام ہوا نہ غیر عرب میں یہاں تک کہ آپ کے ظہور سے کچھ پہلے کاہوں اور احبار (علمائے اہل کتاب) سے سن کر اپنے بچوں کے نام رکھے اس طمع پر کہ" نبی آخر الزمان انہی میں سے ہو اور وہ بھی اہل عرب کی چند گنتی کے لوگوں نے اپنے بچوں کے نام رکھے اسی ارادہ پر جس طرح میں نے عرض کیا وہ یہ ہیں۔

۱۔ محمد بن احیمہ بن الجلاح الاوسی ۲۔ محمد بن مسلمتہ الانصاری

۲۔ محمد بن البکراء البکری ۴۔ محمد بن سفیان بن مجاشع

۵۔ محمد بن حمران الجعفی ۶۔ محمد بن خزاعتہ السلمی

وہ کل چھ ہیں اور ان کے بعد ساتواں اور کوئی نہیں۔ (فتح الرحمن ۱۲)

حفاظت اسم محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے کسی ہم نام کو نبوت کا دعویٰ نہ کرنے دیا اور نہ ہی کسی دوسرے نے اس دعوی پر کچھ ظاہر کیا یا اس سے کوئی سبب ظاہر ہوا ہو جو نبوت کا دعوی کا شک پیدا ہو سکے یہاں تک کہ دونوں اسم آپ کے لئے محقق ہوئے اور پھر نبوت کے دعوی پر کسی ہم نام کو نزاع کی ہمت نہ ہو سکی۔[۲]

---

[۱] (یہ صاحب روح البیان قدس سرہ کا خیال ہے ورنہ اس سے بہت زائد لوگوں نے اپنے بچوں کے محمد نام رکھے ان کی فہرست تفصیلی فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد" میں ہے اس کا ایک ورق ملاحظہ ہو)

(حاشیہ[۲]) لیکن افسوس کہ چودھویں صدی کے ایک شوریدہ سر نے غلام احمد نے نام رکھوا کر خود احمد (نبی) ہونے کا دعوی کر دیا جس کے عقائد و مسائل اتنا بھونڈے ہیں جنہیں عقل مند سن کر انگشت بدنداں ہو جاتا ہے صرف توحید کے متعلق ملاحظہ ہو

توحید میں خدا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں بیشک وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام) ص ۵۶۴) (حاشیہ جات)

marfat.com

بحث فی اسماء النبی ﷺ حضور نبی پاک ﷺ کے اسماء مبارکہ کے متعلق اختلاف ہے بعض نے کہا آپ کے ہزار اسماء ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں تو پھر جیسے اللہ تعالیٰ اسماء ایک ہزار ہیں ایسے ہی حضور نبی پاک ﷺ کے بھی از جہت جمع ایک ہزار نام ہیں لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام از جہتہ فرق دیگر اسماء ہیں جیسے اس موطن کا اقتضاء ہے (اب ذیل میں) آپ کے اسماء کی تفصیل حاضر ہے)

سیدنا محمد ﷺ حضور نبی پاک ﷺ کو اسم مبارک محمد سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ آپ کثیر الحمد ہیں یعنی آسمانوں اور زمینوں والے دنیا و آخرت میں آپ کی حمد کر رہے ہیں۔

صفات الٰہی میں صفات انسانی کا انمل جوڑ

میں اپنے رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا' میں خطا کروں گا اور صواب بھی' میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا (حقیقتہ الوحی ص ۱۸۶) مرزا اللہ کا بیٹا تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔ (حقیقتہ الوحی ص ۱۸۶)

اللہ کی توحید تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید (حقیقتہ الوحی ص ۸۶)

تو جو چاہے وہ ہو جائے اے مرزا تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ (حقیقتہ الوحی ص ۱۰۵)

مارنے اور زندہ کرنے کی قدرت کا دعویٰ دیا گیا میں صفت مارنے اور زندہ کرنے کی ربّ فعال سے (خطبہ الہامیہ ص ۶)

علم غیب پانے میں بے نظیر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا ہے اگر دنیا میں اس کثرت تعداد اور انکشافات کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں۔ (تریاق القلوب ص ۱۷)

مرزا قادیانی کی تردید میں بے شمار کتابیں شائع ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

(حاشیہ آگے)

marfat.com

سیدنا احمد ﷺ حضور سرور کونین ﷺ کا اسم گرامی احمد ہے اس لئے کہ آپ اپنے پروردگار کے بہت بڑے حامد (حمد کرنے والے) ہیں کہ جن محامد سے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی دیگر کسی کو نصیب نہ ہوا۔ (اس کے دیگر وجوہ بھی اسی تفسیر میں گزرے)

سیدنا المقفی ﷺ بتشدید القاف وکسرہ اس لئے کہ آپ تمام انبیاء کے بعد کو تشریف لائے ہیں یعنی ان کے اختتام پر آپ تشریف لائے کہ آپ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔ التکملہ میں ہے المقفی انبیاء علیہم السلام کے نشانات پر چلنے والے یعنی ان کے آثار کی اتباع کرنے والے۔

سیدنا نبی التوبہ ﷺ اس لئے آپ ﷺ کثیر الاستغفار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے یا اس لئے کہ آپ کی امت کے لئے توبہ آسان ہو گئی ورنہ پہلے لوگوں کے لئے توبہت سخت مرحلہ تھا مثلاً بچھڑے کے پجاریوں کو دیکھ لیجئے کہ ان کو حکم تھا کہ وہ توبہ کے لئے خود کو قتل کریں یا اس لئے کہ آپ کی امت کی توبہ بہ نسبت دوسری امتوں کے بلیغ تر ہے یہاں تک اس امت کا تائب گناہوں ایسے پاک ہو جائے گا جیسے گویا (اسے ماں نے ابھی جنا ہے) اس کے گناہ تھے ہی نہیں۔ یعنی توبہ کے بعد پچھلے گناہوں کا مواخذہ نہ دنیا میں ہو گا نہ آخرت میں بخلاف دوسری امتوں کے کہ ان کا مواخذہ اگرچہ آخرت میں نہ ہو گا لیکن دنیا میں ضرر ہو گا۔

سیدنا نبی الرحمتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لئے کہ آپ ﷺ رحمت کے سبب ہیں (سب سے بڑی رحمت وجود ہے اور اس کے سبب صرف اور صرف ہمارے آقا کریم ﷺ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

حدیث لولاک (۱) لولاک لما خلقت الافلاک (روح البیان ص ۵۰۰ ج ۹)۔ آپ ﷺ نہ ہوتے تو افلاک پیدا نہ کرتا۔

(حاشیہ لے اس کی کئی وجوہ تفسیر میں آ گئی پیچھے مڑ کر دیکھئے مزید مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد" دیکھئے) (کرم شاہ)

marfat.com

۵۔ البرہان (امام کتب) الکرمانی میں ہے۔

لولاک یامحمد لماخلقت الکائنات (اے محبوب ﷺ آپ نہ ہوتے تو میں کائنات پیدا نہ کرتا)

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یونہی خطاب فرمایا ہے۔

مسئلہ بہتر ہے کہ یہ نہ کہا جائے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام یعنی ہمارے نبی ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا نہ فرماتا اگرچہ مسئلہ اپنی جگہ پر حق ہے اور روایت میں بھی ہے لیکن کہنے والا خود خدا تعالیٰ ہے لیکن ہمیں لائق نہیں کہ ہم ایسے کہیں کیونکہ اس میں نبی علیہ السلام و شان مبارک بیان کرنے میں دوسرے نبی کی شان میں تحقیر کا شائبہ ہے یہ بات بر سر منبر جلسوں میں عام واعظین کہا کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے ہم حضور نبی پاک امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ دوسری طرف دوسرے نبی علیہ السلام کی تحقیر کر رہے ہیں۔ مانا ہمارے نبی ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مرتبہ ہے لیکن دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ قدر و منزلت رکھتے ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی خصوصیت کے ساتھ نوازا ہے کیونکہ ہر نبی علیہ السلام نبوت کے لحاظ سے بمنزلہ اصل[1] ہے (تاتار خانیہ)

صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ کا نفیس بیان فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ

(حاشیہ[1] ایسے واعظ مقرر ہمارے اہلسنت میں بہت زیادہ ہیں ایک خطیب صاحب کا تکیہ کلام ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زلف کا بال ایک طرف اور تمام انبیاء علیہم السلام ایک طرف کوئی کہہ رہا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے در کا ولیہ ہے یہ ٹھیک ہے جبرئیل امین خادم دربان محمد ﷺ لیکن انہیں دایہ کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے اس لئے کہ جبرئیل علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ایک رسول کو ایک کی کے نام سے موسوم کرنا لائق نہیں جب وہ خود کو دلیہ کہلوانے کے روادار نہیں اللہ تعالیٰ جاہل واعظوں اور شاعروں اور ذاکروں اور پیروں سے بچائے۔ (آمین)

marfat.com

حضور سرور عالم ﷺ اس لئے نبی الرحمۃ ہیں کہ آپ جب تک ظاہری حیات میں رہے تو امان اعظم تھے وصال فرما گئے تو آپ کی سنت تا قیامت دنیا میں موجود ہے۔

ملفوظ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ دنیا میں دو امانتیں تھیں ایک اٹھ گئی دوسری باقی ہے جو اٹھ گئی وہ تھے۔ رسول اللہ وہ جو باقی ہے وہ ہے استغفار اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ الخ

سیدنا نبی الملحمۃ ﷺ ملحمہ بمعنی حرب (جنگ) کیونکہ آپ جنگ کا حکم لے کر تشریف لائے۔

سوال حضور نبی پاک ﷺ جنگ کا حکم لائے ہیں تو پھر نبی الرحمۃ کیسے ہوئے؟

جواب سب کو معلوم ہے کہ پہلے امتیں معجزات دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لاتیں تو تباہ برباد ہو جاتیں اور ہمارے حضور سرور عالم ﷺ تلوار ساتھ لائے تاکہ وہ جنگ کے خطرات سے خود بخود کفر سے لوٹ آئیں اس لحاظ سے ان کی پہلے امتوں کی طرح جڑ نہ کٹ گئی۔ (بلکہ ایک اعتبار سے امان میں آ گئے اس لئے آپ نبی الرحمۃ او نبی الملحمۃ ہونے میں تضاد نہ ہو) اس معنی پر آپ کا نبی الحرب ہونا بھی صحیح۔

سیدنا الماحی ﷺ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے سے کفر مٹا ڈالا یا آپ کے تابعداروں کے گناہ مٹا ڈالے۔

سیدنا الحاشر ﷺ اس لئے کہ آپ ﷺ وہ ہیں کہ آپ کے قدم یعنی نشان پر قیامت بپا ہو گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قدم سے آپ کا زمانہ اقدس مراد ہو یعنی وہ ذات کہ جس کے زمانہ میں قیامت بپا ہو گی خلاصہ یہ کہ قیامت میں لوگ آپ کے زمانہ نبوت (دعوت) میں اٹھائیں جائیں گے اس میں نہ نسخ ہے نہ تبدل و تغیر۔

سیدنا العاقب ﷺ وہ ذات کہ جس کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی نئی شریعت والا اور نہ ہی بحیثیت نبوت کے متابع (جس کی تابعداری کی جائے) یعنی آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے پیچھے تشریف لائے اب

marfat.com

نبوت (ہر قسم کی تشریعی۔ غیر تشریعی۔ ظلی۔ بروزی) ختم ہو گئی۔

حدیث شریف نبی پاک ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ عنہ سے فرمایا اے علی تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ہاں صرف یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ اس سے نبوت عرفیہ مراد ہے۔

ازالہ وہم نبوت تحقیقیہ تا قیامت جاری ہے اور نبوت تحقیقیہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو بلاواسطہ یا بالواسطہ خبر دینا اور یہ قیامت تک باقی ہے لیکن اس سے۔ لئے ضروری ہے کہ اس پر نبی کا اطلاق نہ کیا جائے تاکہ نبوت عرفیہ کا شائبہ نہ ہو کہ یہ بھی وہی ثبوت ہے جو جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔

سیدنا الفاتح ﷺ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سبب اور ذریعہ سے اسلام کو فتح دی۔

سیدنا الکاف ﷺ بعض نے کہا کہ آپ (ﷺ) تمام لوگوں کے رسول ہیں۔ یہ توجیہہ صحیح نہیں اس لئے کہ اسے کَافَّۃً سے سمجھا جائے تو کَافَّۃً وہ اسم ہے کہ اس سے افعل متفرقہ نہیں ہیں۔ اس معنی پر آپ کف ہیں۔

التکملہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کاف کی فاء مشدد ہو اگر مخفف ہو تو پھر اسے پہلے معنی کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰسٓ بمعنی یا سید البشر (ﷺ)

سیدنا صاحب الساعۃ ﷺ اس لئے کہ آپ ﷺ لوگوں کے لئے نذیر بن کر ساعۃ (قیامت) کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور قیامت سے پہلے لوگوں کو عذاب خداوندی سے ڈراتے ہیں۔

marfat.com

سیدنا رؤف صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا رحیم صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا شاہد صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا مبشر صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا سراج منیر صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا طٰہٰ صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا یٰسٓ صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا مزمل صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا مدثر صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم - قثم صلی اللہ علیہ وسلم - اس لئے آپ جامع الخیر ہیں - سیدنا نٓ صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا نور[1] صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور الناصر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بمعنی مددگار سیدنا متوکل صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا مختار[2] صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا محمود صلی اللہ علیہ وسلم - سیدنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم -

سیدنا راکب الجمل (اونٹ سوار) صلی اللہ علیہ وسلم

یہ اسم گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت شعیاء (نبی) علیہ السلام نے رکھا۔

سوال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹ کی سواری کی کیا تخصیص ہے۔ فرس و حمار و گھوڑا۔ گدھا کی طرح اونٹ کے بھی آپ کے سوابت سے سوار ہیں۔

جواب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے نہ کہ عجمی جیسا کہ خود فرمایا۔

(حاشیہ[1] یہ دونوں اسم یعنی نور اور ناصر دیوبندیوں نجدیوں کے لئے ناگوار گزریں گے لیکن جب رب تعالیٰ نے نور اور امت کا مددگار و غمخوار بنایا ہے اگر کسی کو ناگوار گزرتا ہے تو وہ اپنی قسمت کا ماتم کرے)

(حاشیہ[2] یہ اسم بھی مخالفین کے لئے سم قاتل ہے لیکن اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ مختار بمعنی پسندیدہ تاویل کا باب وسیع ہے ایسے تو قادیانی بھی خاتم کے معنی میں تاویلیں گھڑ کر گاڑی چلا رہے ہیں لیکن یہ گاڑیاں اس دنیا میں تو چلتی رہیں گی لیکن میدان حشر میں معلوم ہوگا کہ گاڑی چلتی ہوئی گئی کہاں (جہنم میں)

سیدنا خاتم صلی اللہ علیہ وسلم فتح التاء یعنی احسن الانبیاء تمام علیہم السلام سے حسین ترین خلق و خلق میں گویا آپ جمال الانبیاء جیسے خاتم مہر کہ اس سے حسن و جمال نکھرتا ہے یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت محکم اور مکمل ہوئی تو آپ اس مہر کی طرح ہوئے جس پر فراغت کے بعد کتاب (خط وغیرہ) اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اگر خاتم بکسر التاء ہو تو اس کا معنی ہے آخر الانبیاء اس تقریر پر خاتم اسم فاعل ہے از ختم۔

احب العرب لثلاث لانی عربی والقرآن ولسان اهل الجنۃ عربی

(عرب سے محبت کرو تین وجوہ سے میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اہل جنت کی زبان عربی ہے)

اور اونٹ صرف اہل عرب کی سواری ہے اور صرف ان سے خاص ہے ان کے سوا غیروں کی طرف یہ منسوب نہیں ہوتا (اگر ہوتا ہے تو مجازا) اور نہ عربوں کے سوا کسی اور امتوں کی طرف یہ منسوب ہے اسی لئے آپ کا اسم راکب الجمل ہونا صحیح ہوا۔

سیدنا صاحب الہراوہ ﷺ یہ نام آپ ﷺ کا سیع الکاہن نے رکھا الہراوہ (بالکسر بمعنی العصا (لاٹھی)

سوال حضور نبی پاک ﷺ کی عصا کی کیا تخصیص ہے۔ صاحب عصا تو دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی تھے احادیث سے ثابت ہے کہ وہ بھی صاحب عصا تھے۔

جواب عموما عصا لاٹھی اونٹ کو ہانکنے (مارنے) کیلئے مستعمل ہوتی ہے اسی لئے یہ اس کے ساتھ مخصوص ہے (اگرچہ دوسرے جانوروں کے لئے بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے تو ان پر اس کا استعمل مجازاً ہو گا جیسے بہت سے شعراء نے اسے اونٹ کی صفت میں استعمل کیا ہے۔

ینوخ ثم یضرب بالہراوی فلا عرف لدیہ ولا نکیر

(اونٹ کو بٹھاتا ہے پھر اسے لاٹھی سے مارتا ہے اسے معروف و غیر معروف کوئی پہچان نہیں)

اس معنی پر اونٹ کا سوار اور صاحب ہراوہ آپ کے عربی ہونے پر کنایہ ہے۔ بعض نے کہا یہ اشارہ حدیث حوض کی طرف اشارہ ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

لاذود الناس عنہ بعصای میں لوگوں (منافقوں اور گستاخوں بدمذہبوں) کو اپنے عصا سے ہٹاؤں گا)

سیدنا روح الحق ﷺ یہ نام حضور سرور عالم ﷺ کا حضرت عیسی علیہ السلام نے انجیل میں رکھا۔

marfat.com

سیدنا المنحمنا ﷺ یہ نام آپ ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رکھا۔ بمعنی محمد ﷺ یا وہ ذات جسے مسیح علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا۔ التکملہ میں ہے کہ سریانی میں آپ کا یہی نام ہے۔

سیدنا حمیاطی ﷺ عبرانی میں ہے۔

سیدنا بر فلیطس ﷺ رومی میں بمعنی محمد ﷺ

سیدنا ماذ ماذ ﷺ طیب طیب (پاکیزہ پاکیزہ)

سیدنا فار قلیطا ﷺ اسم مقصود بمعنی احمد ﷺ

سیدنا فار قلبط ﷺ باء کے ساتھ بھی مروی ہے بمعنی وہ ذات جو حق و باطل کا فرق بتائے۔ مروی ہے کہ یہ لغت نصاری بمعنی ابن الحمد گویا بمعنی محمد و احمد ﷺ۔

سیدنا احید ﷺ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا میرا نام تورات میں احید ہے اس لئے کہ میں امت کو دوزخ سے ہٹاؤں گا اور زبور میں میرا نام ماحی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے بت کے پجاریوں کو مٹایا اور میرا نام انجیل میں احمد اور قرآن میں محمد ہے اس لئے کہ میں آسمان و زمین والوں میں محمود ہوں۔

سوال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ محمد۔ احمد۔ حاشر۔ عاقب۔ ماحی۔ لیکن تم نے بہت سے نام نبوی گنا دیئے۔

جواب قاعدہ ہے کہ کسی جگہ کی گنتی ماسوا کی نفی نہیں کرتی ہاں پانچ کے ذکر کی وجوہ ہیں یا تو اس لئے کہ سامع آپ کے چند اسماء کے ماسوا کو نہیں جانتا تو گویا اس کے لئے فرمایا کہ میرے اسماء جو تو اسے سامع نہیں جانتا تو جان لے کہ ان کے ماسوا بھی میرے اسماء ہیں یا بوجہ ان کی فضیلت کی وجہ سے ہے گویا فرمایا کہ میرے پانچ اسماء مشہور ہیں اس کے ماسوا اور وجوہ بھی ہیں جسے یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بعض نے کہا کہ اس وقت آپ پر ان پانچ اسماء کے متعلق وحی ہوئی تھی۔ بعض نے کہا کہ یہ اسماء امم سابقہ میں مشہور تھے اور کتب متقدمہ میں بھی یہی مکتوب تھے۔ اور اس

marfat.com

میں یہ بھی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے اسماء موجودہ جو کتب مقدمہ میں ہیں ان پانچ سے زائد بھی ہیں۔[1]

(دارالتکملہ لابن عساکر)

(حاشیہ[1] حضور سرور عالم ﷺ کے بے شمار اسماء آپ کی شرافت اور بزرگی کی دلیل ہیں آپ کے اسماء مبارکہ پر بے شمار تصانیف ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ فقیر کو بھی اس کا شرف حاصل ہوا کہ اسماء النبی پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے (الحمد للہ علی ذلک) اویسی غفرلہ۔

تفسیر عالمانہ فلما جاءهم (پس جب ان کے ہاں تشریف لائے) وہ رسول جن کی خوشخبری حضرت عیسی علیہ السلام نے دی جن کا اسم گرامی احمد (ﷺ) جیسے آنے والی آیات دلالت کرتی ہے۔ جن مفسرین نے جاء کی ضمیر حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف لوٹائی ہے۔۔ بعید از قیاس ہے اور هم کا ضمیر بنی اسرائیل کی طرف لوٹانا ہمارے موقف کے منافی نہیں کیونکہ ہمارے نبی پاک ﷺ جملہ لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ بالبینات معجزات ظاہرہ لے کر جیسے قرآن مجید وغیرہ باء تعدیہ کی ہے جائز ہے کہ ملابست کی ہو۔ قالوا هذا کہ کہ یہ درانحالیکہ اشارہ کرتے تھے اس کی طرف جسے وہ لائے یا عیسی علیہ السلام کی طرف سحر مبین کھلا جادو ہے بلاشک اس کی جلوہ گری ظاہر ہے۔ عیسی علیہ السلام کو سحر (جادو) کہنا بطور مبالغہ ہے اس کی تائید اس قرأۃ سے ہوتی ہے جس میں هذا ساحر ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں عیسی قلب و اسرائیل روح اور اس کی اولاد و نفس اور جملہ قوائے شریرہ (شرارتی) کی طرف اشارہ ہے اور نفس وغیرہ روح و قلب سے پیدا ہوئے لیکن اپنے باپ کے حکم کی پابندی سے محروم ہیں اسی لئے حضرت عیسی علیہ السلام روح نے انہیں ظلمات طبیعہ سے انوار روحانیہ کی دعوت دی اور انہیں احمد سر (راز حقیقی) کی خوشخبری دی اس لئے احمد (سر یعنی راز حقیقی) عیسی قلب سے ہے اور مرتبہ میں اس سے بلند و بالا ہے۔ جب وہ ان کے پاس تجلیات صفاتیہ و اسمائیہ کی صورتیں لایا تو نفس وغیرہ نے کہا یہ تو امر وہمی اور خیالی ہے اور اس کا کوئی وجود نہیں اور یہ ظاہر البطلان شے ہے یہی حال ہے براہین اہل حق کے منکرین کے سامنے۔

marfat.com

تفسیر عالمانہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اور اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان تراشا۔ کذب و افتراء میں فرق یہ ہے کہ افتراء جھوٹ گھڑنے کا نام ہے اور کذب از خود جھوٹی بات کو کہتے ہیں اور کبھی جھوٹ دوسرے کی تقلید میں بولنا پڑتا ہے۔

وھو درانحالیکہ وہ مفتری (جھوٹ گھڑنے والا) بڑا ہی ظالم ہے۔ یدعی رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اسے دعوت دی جاتی ہے الی السلام اسلام کی جانب کہ جس میں دارین کی سعادت ہے لیکن وہ بجائے دعوت قبول کرنے اللہ پر افتراء باندھتا ہے اللہ تعالیٰ کے کلام کے لئے (جو کہ اسے عبادت کے لے دعوت الی الحق ہے) کہ وہ جادو ہے الکذب میں لام عہد کی ہے یعنی وہ ہر ظالم سے بڑھ کر ظالم ہے اگرچہ ظاہر کلام اس کے معترض نہیں لیکن نفی مساوات سے اسی طرح ثابت ہوتا ہے ایسے ہی دعوی نسب میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹے افتراء اور رویاء میں کذب اور رسول اللہ ﷺ کی خبر دینے کے کذب سے۔

فائدہ حقیقی داعی اللہ تعالیٰ خود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ یدعوا الی دار السلام اور اللہ تعالیٰ دار السلام کی دعوت دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم فرما کر چنانچہ فرمایا ادع الی سبیل ربک اپنے رب تعالیٰ کے راستے کی طرف بلایئے۔

حدیث شریف حضرت ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ خدا کرے آپ کی آنکھیں سو جائیں اور آپ کے کان سنیں اور آپ کا دل سمجھے فرمایا کہ میری آنکھیں سو گئیں اور کانوں نے سنا اور دل نے سمجھا اس کے بعد مجھے کہا گیا کہ ایک سردار نے طعام کر کے لوگوں کو بلایا جس نے دعوت قبول کی اس نے اس کی دار میں داخل ہو ہو کر طعام کھایا اور اس سے سردار خوش ہوا اور جس نے سردار کی دعوت قبول نہ کی تو وہ نہ دار میں داخل ہوا اور نہ ہی کچھ کھایا بلکہ الٹا اس پر سردار ناراض ہوا۔ پھر فرمایا جو مثال دی گئی ہے اس میں سعد (سردار) سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ داعی ہیں اور دار السلام ہے اور طعام جنت ہے۔

مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی طرح آپ کے وارثین کی دعوت کو سمجھو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

marfat.com

أَدْعُوْا إِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دو بصیرت پہ۔ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ میں اور میرے پیروکار۔

مسئلہ داعی امیر ہو یا مامور۔

حدیث شریف حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعظ یا امیر سنائے یا مامور یا پھر خود پسند (وہ کسی شمار میں نہیں) (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ) (المصابیح فی کتب العلم)

فائدہ مختال یعنی متکبر یہاں پر وہ واعظ مراد ہے جو نہ امیر ہے نہ امیر کا مامور یعنی اجازت یافتہ بمعنی بے پسند[1] ہے۔ جو ایسا واعظ یا مقرر ہو وہ عند الشرع متکبر ہے فضولی (بیکار) طالب ریاست (دنیا کا اور جاہ و جلال کا بھوکا) ہے۔

مسئلہ بعض نے کہا یہ حدیث شریف خطبہ (عام تقریر) کے ساتھ خاص ہے ورنہ نجی مجلسوں میں کچھ نیک باتیں سنانا وغیرہ میں حرج نہیں۔ (کذا فی المفاتیح)

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ یعنی اس راہ کی راہبری نہیں کرتا جس میں ان کی فلاح ہے ان کی عدم توجہی کی وجہ سے۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ ان کا ارادہ ہے کہ وہ نور الٰہی کو بجھاویں۔

حل لغات الاطفاء بمعنی بجھانا چراغ کا یعنی کافروں کا ارادہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹا دیں یا اس

(حاشیہ[1]) جیسے آج کل ہمارے دور میں کہ بہت سے ایسے بھی ہیں جنہیں علوم عربیہ پڑھنا تو کہاں نصیب کسی کتاب اردو کا پڑھنا بھی مشکل ہے لیکن منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر ایسے غضبناک بیانات سنائیں گے جنہیں سن کر آسمان و زمین پھٹنے کو آتے ہیں۔ اگر ان سے کسی اعتراض کا جواب مانگو تو بے تکی باتیں بکیں گے ایک واعظ سے کسی نے سوال کیا کہ تم سنی لوگ قبور کو چومتے ہو اس کا ثبوت تو اس نے برجستہ پڑھ دیا۔ واذالقبور بعثرت یعنی قبوں کو بوسہ دو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اس جاہل نابکار نے بعثرت ہندی طرز سمجھ کر بعثر کو بوسہ [illegible]

marfat.com

کی کتاب کو یا اس کی روشن دلیل کو ختم کر دیں۔ لام تاکیدی زائدہ ہے ارادہ کی تاکید کا یہ معنی ہے کہ اس میں ارادہ کا معنی ہے جیسے لاابالک میں لام زائد اضافت کی تاکید کے لئے ہے یا معنی یہ ہے کہ وہ افتراء کا ارادہ کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا نور بجھادیں۔

فائدہ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لام کے ساتھ اور لام کے بغیر الفاء کا فرق ہے وہ یہ کہ اگر لام نہ ہو تو معنی ہو گا ان کا ارادہ ہے نور اللہ کے اخفاء کا اگر لام کے ساتھ ہو تو معنی ہو گا کہ ان کا ایسے امر کا ارادہ ہے جو انہیں نور الٰہی کے بجھانے تک پہنچادے۔

بافواھھم اپنی پھونکوں سے۔ طعن و تشنیع کر کے یعنی ناپسندیدہ گفتار اور بے ادبی و گستاخی کے سخنوں سے اس میں ایک شخص (بیوقوف) کے ساتھ ان کی مثال دی گئی ہے جو پھونکوں سے سورج کے نور کو بجھانا چاہتا ہے۔ **واللہ متم نورہ** اور اللہ تعالیٰ اپنا نور مکمل کرنے والا ہے یعنی اسے اپنی انتہا تک پہنچانے والا ہے یعنی آفاق میں اس کی نشر و اشاعت اور اسے بلند کرنے والا ہے۔ یہ جملہ حالیہ ہے **یریدون یاطلفؤا** کے فاعل سے۔

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگر کافروں کو ناگوار ہو۔ اس کا اتمام اس سے ان کو ذلیل و خوار کرنا اور ان کی قلبی بیماری میں بڑھانے کے لئے۔ لَوْ معنی ان ہے اس کا جواب محذوف ہے یعنی اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کا اتمام و اعلاء لامحالہ کرے گا۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ کافروں کی کراہت کا کوئی اثر نہیں کہ چراغ صدق و صواب بجھ جائے۔ جیسے چمگادڑ کے نہ چاہنے سے سورج پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا کہ وہ نہ ہو۔

شب پرہ خواہد کہ نبود آفتاب — تا بیند دیدہ او مرز و بوم

دست قدرت ہر صباحے شمع مہر — می فروزد کوری خفاش شوم

(چمگادڑ چاہتا ہے کہ سورج نہ ہو تاکہ وہ دیکھے دنیا کے نظارے۔ سورج کی شمع دست قدرت ہے ہر صبح کو روشن ہوتی ہے چمگادڑ بدبخت کی آنکھ اندھی رہے تو کیا ہو!)

marfat.com

شمع حق را پف کنی تو اے عجوز | هم تو سوزی هم سرت اے گنده پوز
کے شود دریا ز پوز سگ نجس | کے شود خورشید از پف منطمس
هر که بر شمع خدا آرد پفو | شمع کے میرد بسوزد پوز او
چوں تو خفاشان بسے بینند خواب | کیں جہاں ماند یتیم از آفتاب
اے بریده آں لب و حلق و دہان | کے کند تف سوئے مه آسمان
تف بر ویش باز گردد بے شکے | تف سوئے گردوں نیابد مسلکے
تا قیامت تف برو بارد ز رب | ہمچوں تبت بر روان بولہب

ترجمہ ۱۔ اے بڑھیا بیوقوف تو شمع حق کو بجھانا چاہتی ہے اس سے تو خود جل سڑ جائے گی اے گند کی گٹھری۔

۲۔ کتے کی ٹی سے کیا دریا پلید ہو سکتا ہے تو کیا پھونکوں سے سورج کی روشنی بجھ سکتی ہے۔

۳۔ جو بھی شمع خدا پر پھونک مار کر بجھانا چاہتا ہے شمع کیا بجھے گی پھونک مارنے والا ہی جل جائے گا۔

۴۔ تیرے جیسے چمگادڑ بہت بڑی خواب دیکھتے ہیں کہ یہ جہان سورج کے ختم ہو جانے سے یتیم ہو گیا۔

۵۔ تیرے لب حلق منہ کٹ جائیں چاند یا آسمان پر تیرے تھوکنے سے کیا بنتا ہے۔

۶۔ بلکہ یہ تھوک تیرے منہ پر لوٹے گی یقیناً آسمانوں کی طرف تھوک کو جانے کا راستہ ہی نہیں۔

۷۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے ایسے شخص پر تاقیامت ذلت و خواری ہو جیسے ابولہب کو تاقیامت تبت (تباہی و بربادی) ہے۔

نکتہ اتمام النور اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی برگزیدہ نعمتوں میں سے ہے تو اس سے ناگواری کرنے والا بھی بہت بڑا کافر ہو گا۔ یعنی کفران نعمت میں کافروں کی قسموں میں یہ سب سے بڑھ کر ہو گا اس لئے کراہت اتمام کا اسناد کافروں کی طرف کیا ہے اور لفظ کافری اس مقام کے زیادہ لائق ہے اور وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اظہار دین حق کے مقابلہ میں واقع ہوا اور دین کے معظم ارکان سے توحید و ابطال شرک ہے۔ اور کفار مکہ کو توحید کا انکار اور شرک پر اصرار بھی سخت تھا اور اظہار دین انہیں سخت ناگوار تھا اسی لئے اس مقام پر ان کے شرک تعریض ضروری تھا اور دین حق کی

marfat.com

کراہت کی علت بھی وہی شرک تھا۔

تفسیر صوفیانہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ انہیں نبی پاک ﷺ سے جو ظہور ہوا (یعنی معجزات وغیرہ) کا انکار تھا اسی لئے انہوں نے اس کا زبان سے انکار کر دیا۔ اور نفوس (قلب) سے ان سے اعراض (روگردانی) کی تو اللہ تعالیٰ اس کے قبول کرنے کے لئے انفس کو مسلط کر کے ان میں تخم سعادت پیدا فرمایا اور ان کے قلوب کو انوار معرفت اور اس کے اسرار سے مزین کر کے انہیں تصدیق سے منور فرمایا تو انہوں نے اس کے لئے جان و مال قربان کر دیا جیسے صدیق اکبر و فاروق اعظم و دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اولیاء کرام کی شان فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے وارثین ہر زمانہ میں یہی حال رہا ہے اور رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نور ازل و قدم کی تجلی ڈالی تو اس کا منکرین اولیاء نے انکار کر دیا اور ان کا ارادہ ہوا کہ وہ اس نور کو بجھا دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو مکمل کر دیا اور اپنے اہل تجلی (اولیاء) کے لئے احباب و اصحاب (مریدین) پیدا کر دیئے جو ان سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتے اور تاقیامت ان کے امور (احوال و معمولات) کو جاری رکھیں گے اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے رہیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ سعادت اہل سعادت کو نصیب ہے اور تاقیامت انہی کو نصیب رہے گی۔ (الحمد للہ علی ذلک)

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ نفس کا کام ہے کہ وہ نور قلب کو بجھائے اس لئے کہ نفس اور اس کی خواہشات مظاہر قہریہ جلالیہ سے اور یدیسری (بائیں ہاتھ) کی طرف منسوب ہیں جیسے حدیث ربانی میں آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اپنا دایاں ہاتھ (قدرت) حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ کے دائیں طرف پر پھیرا تو اس سے سفید چاندی (جیسی کوئی شے) نکلی اور فرمایا یہ جنتی ہیں اور بایاں ہاتھ (قدرت) آدم علیہ السلام کی پشت کی بائیں طرف پھیرا تو اس سے کوئلہ سیاہ (جیسی کوئی شے) نکلی اور فرمایا یہ دوزخی ہیں۔ اسی لئے نفس کی کوشش ہے کہ وہ قلب کے نور کو بجھائے اور قلب کی بھی کوشش ہے کہ وہ نار نفس کو بجھائے اگرچہ ان کافروں یعنی جو قلب کو نفس سے چھپانے والے اور ارض قلب میں نفس کا بیج بونے والے ہیں کو ناگوار گزرے۔

marfat.com

تفسیر علّامہ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ وہی ہے وہ جس نے اپنے رسول کو بھیجا یہاں رسول سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہیں۔ بِالۡهُدٰی ہدایت یعنی قرآن یا معجزات کے ساتھ ہدی جس کے ذریعے صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی رہبری حاصل کی جائے۔ ودین الحق اور دین حق کے ساتھ یعنی ملت حنفیہ جسے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ یہ اضافۃ الموصوف الی الصفت کے قبیل سے ہے۔ عذاب الحریق لیظهره علی الدین کله کہ اسے تمام ادیان پر غالب فرمائے تاکہ اسے کرلے بلند و بالا اور غالب اس کے تمام مخالف ادیان پر۔

وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ اگرچہ برا مانیں مشرکین۔ اسی اظہار (غالب کرنا) کو اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا کہ دین اسلام ایسا بلند و بالا اور غالب بنایا کہ کوئی ایسا دین نہیں جو اس سے مغلوب نہ ہو تمام ادیان اسلام کے سامنے سرنگوں ہو گئے اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ مٹ گئے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ موجود ہونے کے باوجود دین اسلام کے سامنے مغلوب و مقہور اور سرنگوں ہیں۔

دین کی اقسام ادیان کل پانچ ہیں۔

۱۔ یہودیت ۲۔ نصرانیت ۳۔ مجوسیت ۴۔ شرک ۵۔ اسلام

(عین المعانی للسجاوندی) اور سہیل رحمۃ اللہ علیہ نے الامالی (نام کتاب) میں یہ فائدہ لکھا کہ دوزخ کے سات دروازوں کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم نے تفاسیر میں مذکور پایا کہ ادیان سات ہیں۔ ایک رحمٰن کا باقی چھ شیطان کے وہ جو شیطان کے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ یہودیت ۲۔ نصرانیت ۳۔ صابئیت ۴۔ عبادت الاوثان (بت پرستی)
۵۔ مجوسیت ۶۔ وہ امتیں جن کے ہاں کوئی شریعت نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی نبوت کے قائل ہیں۔

وہ ہے دہریت گویا وہ سارے ایک دین پر ہیں یعنی دہریت پر اور یہ سب ہمارے رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے تو یہ چھ قسم ہوئے ساتواں دین ہے۔ اہل توحید کا جیسے خوارج جو دوزخ کے کتے ہیں ایسے ہی جملہ اہل

marfat.com

بدعت جو گمراہ کنندہ ہیں (جیسے مرزائیت وہابیت وغیرہ جو خوارج کے ہم نواہیں) اور جابرہ ظالم اور کبائر پر اصرار کرنے والے اور وہ کبائر سے توبہ بھی نہیں کرتے اور نہ استغفار کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی وعید ہے۔ بعض ان میں وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ یہ کل ایک گروہ ہیں ان کے لئے حکم یہ ہے کہ ان کا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی کوئی پختہ بات نہیں۔ ہاں سات قسم کل ہوئے ان میں چھ شیطان کے جو دائماً دوزخ میں رہیں گے ایک ۔۔ ہیں جن کے لئے ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہنا وہ قیامت میں ایک عرصہ کے بعد دوزخ سے نکل لئے جائیں گے کیونکہ رحمن کے دین والے ہیں لیکن ان کا نکلنا شفاعت کے ذریعے ہوگا (اگر ۔۔ شفاعت کے دنیا میں قائل تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (اس کی تفصیل فقیر اویسی غفرلہ نے شرح حدائق بخشش میں لکھی ہے) اس معنی پر دوزخ کے سات دروازے ان سات قسموں کے لئے مقرر ہوئے ان کے قرآن مجید میں مذکور ہونے کی حکمت بھی واضح ہوگئی کہ ان سے ڈرانا دھمکانا مطلوب ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت و معافاۃ کا سوال کرتے ہیں۔

ردوہابیہ و نجدیہ اور ان کی ذیلی جماعت دیوبندیہ و مودودیہ

دور حاضرہ چودھویں پندرھویں صدی میں معنون فرقے شرک کا غلط مفہوم بیان کر کے روئے زمین کے مسلمانوں کو مشرک بنائے جا رہے ہیں۔ اس کا فیصلہ یوں ہو سکتا ہے کہ اس صدی سے ہٹ کر پیچھے اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کو حکم بنایا جائے تو جھگڑا ختم ہو سکتا ہے۔ صاحب روح البیان رحمۃ علیہ دسویں گیارھویں صدی کے عارف باللہ محقق مفسر ہیں وہ شرک کی تعریف میں فرماتے ہیں[1]۔

وفی بعض التفاسیر الاشراک ھو اثبات الشریک للہ تعالیٰ فی الالوھیتہ سواء کنت بمعنی وجوب الوجود او استحقاق العبادۃ (روح البیان ص ج ۲)

(اور بعض تفاسیر میں ہے کہ اشراک بمعنی الہ تعالیٰ کے لئے الوہیت میں شریک ثابت کرنا خواہ بمعنی واجب الوجود مان کر یا عبادت کا مستحق سمجھ کر)

ازالہ وھم وھابیہ نجدیہ وہابی نجدی ہم اہلسنّت پر الزام لگاتے ہیں کہ تمہاری طرح مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کو

(حاشیہ[1] بفضلہ تعالیٰ یہی ہم اہلسنّت کہتے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "شرک کیا ہے" اویسی غفرلہ)

marfat.com

خالق ورازق وغیرہ مانتے تھے لیکن پھر بھی مشرک تھے اس کا ازالہ ہم نے اپنی تصانیف میں کیا لیکن نہ ماننے عوام کی تسلی کے لئے صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ کی تصریح حاضر ہے۔

ولکن اکثر المشرکین لم یقولوا بالاول لقوله تعالیٰ ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ[1]

(ترجمہ = لیکن اکثر مشرکین پہلا عقیدہ تو نہیں رکھتے یعنی معبودان باطلہ کو واجب الوجود تو نہیں مانتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فرمایا ہے کہ ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے تو وہ کہیں گے اللہ نے)

فائدہ قاعدہ ہے کہ کبھی شرک مطلق بول کر اس سے کفر مراد لیا جاتا ہے اس لئے کہ مشرک بھی شرک سے خالی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد دال ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور دین کے ماہر کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر مشرکین کے کفر والوں کو بھی نہیں بخشے گا جیسے یہود و نصاریٰ تو لازماً ثابت ہوا کہ ان یشرک بہ سے یکفر بہ ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ کبھی مطلقاً کفر بول کر بت کے پجاری وغیرہ مراد لی جاتی ہے۔ ولو کرہ المشرکون میں اگر پہلے مراد ہوں تو اسے دوبارہ ذکر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ ان میں ایک اور قبیح وصف پائی جاتی ہے اور اگر اس سے ثانی مراد ہے تو کافرین کو اولاً ذکر کرنے میں مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نور کا اتمام اس صورت میں ہے کہ دین اسلام کے سوا باقی تمام ادیان منسوخ ہو گئے اور کافر کل کے کل اسے گوارہ نہیں کرتے اور پھر مشرکوں کو دوبارہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اظہار دین اس صورت میں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند اور توحید کی اشاعت ہو اس میں معبودان باطلہ کے بطلان کی خبر ہو گی جو مشرکین کو سخت ناگوار ہے (اللہ تعالیٰ اپنی مراد خوب جانتا ہے)

(حاشیہ[1] اس کے بعد دوسری شق صاحب روح البیان علیہ الرحمتہ ای اگرچہ تصریح نہیں کی تو ان کا پہلی شق کا ذکر کرنا دال ہے کہ وہ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کو مستحق عبادت سمجھتے یہی حکم ہم کہتے ہیں اس کی تفصیل فقیر کی کتاب توحید و شرک میں دیکھئے)

marfat.com

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے رسول قلب کو امت عالم اصغر کی طرف بھیجا جو کہ یہ مملکت انفسیہ اجمالیہ جو عالم اکبر کے مشابہ ہے اور وہ عالم اکبر مملکت آفاقیہ تفصیلیہ کے ساتھ نور ہدایت ازلیہ اور دین حق کے جو تمام ادیان پر غالب ہے اور وہ ہے ملت حنیفہ سہلہ اور روشن اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہے یعنی جنہوں نے حق کے ساتھ غیر کو شریک کیا اور یہ نہ سمجھا کہ غیر اور غیرت ان موہومات سے ہیں جنہیں قوت وہم نے ایجاد کیا ورنہ وجود میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات ہیں۔

حضرت کمال نجندی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

لہ فی کل موجود علامات و آثار　　　دو عالم پر ز معشوقت گو یک صادق

(ہر موجود میں اسکی علامات و نشانات ہیں۔ وہ جہاں معشوق سے پر ہے گو عاشق صادق ایک ہے)

مولانا جامی عارف باللہ قدس سرہ نے فرمایا۔

گر توئی جملہ در فضائے وجود　　　خود انصاف دہ بگو حق گو

در ہمہ اوست پیش چشم شہود　　　چیست پنداری ہستی من و تو

(فضائے وجود میں جملہ تو ہی ہے خود بھی انصاف دے اور کہہ اور حق کہہ۔ تمام میں وہی ہے شہود کی آنکھ کے سامنے من و تو کی ہستی تو کیا سمجھتا ہے)

وحدۃ الوجود کا ثبوت فقیر (روح البیان رحمتہ اللہ علیہ کے مصنف) کہتا ہے کہ یہ کلمات وحدۃ الوجود پر مبنی ہیں اور ان کلمات پر تمام اہل شہود متفق ہیں کسی پر طعن و تشنیع کرنا کہ یہ وجودی (وحدۃ الوجود کا قائل) ہے تو گویا سب پر طعن و تشنیع ہے اور یہ طعن و تشنیع حجاب کثیف اور جہل عظیم سے ہے ورنہ اہل بصیرت پر تو یہ امر بہت زیادہ ظاہر ہے۔[1]

(حاشیہ[1] مسئلہ وحدۃ الوجود ایک مسلم حقیقت ہے لیکن افسوس کہ ایک طرف صوفیہ کرام کے دشمنوں نے اسے بدنام کرنے کی کوشش کر رکھی ہے دوسری طرف جہالت نے اڈے جما رکھے ہیں۔ علمائے اہلسنت بھی اس سے بے
(حاشیہ جاری)

marfat.com

اعتنائی برت رہے ہیں اور مشائخ اور پیروں کی اولاد ایک عرصہ سے جہالت از علوم اسلامیہ کا شکار ہو گئی۔ چند محدود حضرات اس کے احیاء کے ساعی ہیں مگر وہ بھی اقلیل کالمعدوم کی طرح ہیں کاش اس مقدس وپاکیزہ مسئلہ کو علماء محققین اور مشائخین کاملین زندہ رکھنے کے لئے توجہ فرمائیں۔ تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو فتوحات مکیہ شریف وفصوص الحکم اور لمعات واسباق لوائح جامی وغیرہ وغیرہ)

تفسیر عالمانہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ اے ایمان والوں کیا میں تمہیں بتادوں۔ عَلٰى تِجَارَةٍ (تجارت) اس کا بیان آئے گا۔ تُنْجِيْكُمْ تمہیں نجات دے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے بچانے اور نجات دلانے سے تمہارے لئے سبب ہو۔

فائدہ تجارت کی صفت سے معلوم ہوا کہ کوئی تجارت اس کے برعکس بھی ہوتی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا۔ یرجون تجارۃ لن تبورہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں کہ جس میں ہرگز گھاٹا نہ ہو ظاہر ہے کہ تجارت کا گھاٹا اور ٹوٹا صاحب تجارت کے لئے دردناک عذاب کا سبب ہوتا ہے جیسے مال جمع کرنا اس کی حفاظت کرنا اس کے حقوق روکنا یہ تمام امور آخرت میں وبال ہیں اور یہی خسارہ والی تجارت ہے۔

مسئلہ ایسے ہی وہ اعمال جو شرع مطہرہ کے مطابق نہ ہو اور سنت نبویہ کے خلاف ہوں اور ان سے غیر اللہ کو راضی کرنا مطلوب ہو۔

من عذاب الیم دردناک عذاب سے یعنی وہ درد جسمانی جو ظاہر ہے اور روحانی وہ ہے تحر (حسرت کھانا) پریشان ہونا۔ آگے سوال مقدر کو جواب ہے گویا کہا گیا کہ انہوں نے عرض کی ہم کیا عمل کریں جواب میں کہا گیا کہ تومنون باللہ ورسولہ ایمان رکھو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر مطلب یہ کہ ایمان پر ثابت رہو۔ وتجاھدون فی سبیل اللہ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ باموالکم وانفسکم اپنے مالوں اور نفسوں سے کہ اموال سے مجاہدین کے ہتھیار خریدو اور نفوس سے یہ کہ قتل وحرب کے درپے رہو۔

نکتہ اموال کی تقدیم جہاد میں اس کی زیادہ ضرورت کی وجہ سے ہے یا ترقی از ادنیٰ الی الاعلیٰ ہے۔ بعض نے کہا کہ

marfat.com

مال کی تقدیم اس لئے ہے کہ کبھی انسان اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے (لیکن اس پر مال خرچ کرنا پڑے تو خوب خرچ کر دیتا ہے)

فائدہ یہ خبر بمعنی الامر ہے اس لئے لائی گئی تاکہ معلوم ہو کہ اس کی تعمیل فرض ہے کہ گویا واقع ہو گئی اب وہ اس کی خبر دے رہا ہے جیسے کہا جاتا ہے غفر اللّٰہ لھم اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ویغفر للہ لھم اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا۔ یہ صرف قوت رجاء (امید) پر ہوتا ہے۔ گویا وہ ہو گیا۔ اسی طرح سلکمکم اللّٰہ وعافاکم اللّٰہ واعاذکم اللّٰہ تمہیں اللہ تعالیٰ سالم رکھے عافیت دے پناہ دے۔ کو قیاس کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ مشرکین سے اپنے مالوں اور نفسوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

فائدہ زبان سے جہاد کا یہ مطلب ہے کہ ایسی باتیں سناؤ جو انہیں ناگوار ہوں۔ اور ایسی باتیں سننا انہیں سخت لگیں۔ جیسے ہجو، سخت کلامی وغیرہ وغیرہ بعض نے کہا کہ زبان کی تاثیر نیزہ و تلوار سے بھی تیز اور شدید تر ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شعر منسوب ہے۔

جراماتُ السنانِ لها التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

(نیزوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے)

حدیث و آیت میں ترقی از ادنیٰ الی الاعلیٰ ہے کیونکہ زبان کا جہاد سیدنا حسان رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر کفار قریش کی ہجو باذن رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔

مسئلہ تجارت نفع کی طلب پر حاصل مال میں تصرف کرنے کو کہتے ہیں۔ تاجر وہ ہے جو بیع و شرا کرے۔

اعجوبہ کلام عرب میں تاء کے بعد جیم کا کوئی کلمہ سوائے لفظ تجارت کے نہیں۔

سوال تجاہ عربی لفظ ہے اور اس میں تاء کے بعد جیم ہے

جواب یہ دراصل وجاہ تھا واؤ تاء ہوتی ہے۔

marfat.com

سوال محبوب میں تمہ کے بعد جمع ہے اور یہ حمیر کے ایک قبیلہ کا نام ہے

جواب تمہ مضارع کی ہے اصل نہیں۔

فائدہ ابن الشیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے تجارت سے اس لئے تشبیہ ہے کہ تجارت میں مبادلتہ المال بالمال نفع کی امید پر ہوتا ہے اس میں مبادلہ و معاوضہ کا معنی ہے کہ مال یعنی فضل اور زیادتی تجارت میں مبادلتہ المال نفع کے طمع پر ہوتا ہے اس لئے ایمان و جہاد کو تجارت سے تشبیہ ہے کہ اس میں جان و مال دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے عذاب سے نجات کا طمع ہوتا ہے۔

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

خدائے دوست نکردیم عمر و مال دریغ　　　　که کار عشق زما ایں قدر نمی آید

(دوست پر ہم عمر و مال فدا نہ کر سکے جس کا ہمیں افسوس ہے کہ عشق کے کام میں ہم سے اتنا بھی نہ ہو سکا)

ذلکم وہ مذکور ہوا ایمان و جہاد کی دو قسموں میں سے۔ خیر لکم علی الاطلاق تمہارے لئے بہتر ہے یا تمہاری جان مال سے بہتر ہے۔ ان کنتم تعلمون اگر تم جانتے ہوتے۔ اگر تم اہل علم ہوتے کیونکہ جاہلوں کے افعال کا کوئی اعتبار نہیں یا یہ کہ اگر تم اس وقت جانتے کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اس سے کہ جب تمہیں معلوم ہو جاتا اور اس کا تمہارا اعتقاد ہوتا تو تم ایمان و جہاد کو نفوس و اموال سے زیادہ محبوب سمجھتے تو پھر تم نجات و فلاح پاتے۔

سبق دانش مند پر لازم ہے کہ فانی کو باقی سے تبدیل کرے کیونکہ یہی اس کے لئے بہتر ہے۔

حکایت ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اونٹنی کی مہار پکڑ کر لایا عرض کی یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے آپ نے فرمایا تجھے قیامت میں ایسی سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔

فائدہ کسی بزرگ نے فرمایا کہ اس تجارت کا نفع یہ ہے کہ غیر حق کو دے کر حق کو لے لو۔

marfat.com

حکایت نفحات میں ہے کہ حضرت عبداللہ الیسری قدس سرہ کے پاس آپ کا صاحبزادہ حاضر ہوا عرض کی میں گھڑا گھی کا گھر سے باہر لایا اور وہی میری پونجی تھی اور وہ ٹوٹ گیا اب میرا تمام سرمایہ ضائع ہو گیا۔ فرمایا بیٹے وہ سرمایہ تیار کرو جو تمہارے باپ نے تیار کیا۔ دنیا آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سوا تیرا کچھ نہیں۔

لطیفہ حضرت شیخ السلام عبداللہ انصاری قدس سرہ نے فرمایا بہتر تھا کہ اس کا باپ بھی نہ ہوتا اس میں اس کا زیادہ نفع تھا۔

فائدہ اس میں آپ نے مرتبہ فناء کی طرف اشارہ فرمایا وہ یہ کہ بازار شوق تھا (دیدار) میں تمام سودو سرمایہ لٹا دیتا۔

تا چند بہ بازار خودی پست شوی — بشتاب کہ از جام فنامست شوی
از مایہ سود درجہاں دست بشو — سود تو ہماں بہ کہ تہی دست شوی

(کب تک خودی سے پست رہو گے دوڑ کہ جام فناء سے مست ہو جاؤ۔ دو جہان کے نفع سے ہاتھ دھو ڈال۔ تیرا نفع اسی میں ہے کہ خالی ہاتھ ہو جا)

اہل بدع یعنی بدمذاہب سے جہاد آیت میں اہل بدع یعنی بدمذاہب سے بھی جہاد ضروری ہے اور اہل بدع بدمذاہب کے (اصولی) بہتر ۷۲ گمراہ فرقے ہیں کیونکہ کافر قلعہ اسلام کو توڑنا چاہتا ہے اہل بدع (بدمذاہب) حصار سنت کو ویران کرنا چاہتے ہیں شیطان تیرے دل کی ولایت میں تشویش ڈالتا ہے تو اہل بدع (بدمذاہب) خواہشات نفسانی سے تیرے دین کو زیرو زبر کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام دشمنوں کے لئے تجھے ہتھیار عطا فرمائے ہیں تاکہ تو انہیں مقہور و مغلوب کر سکے کافروں کا مقاتلہ (جنگ) شمشیر سیاست ہے۔ مبتدعین (بدمذاہب) کا مقابلہ تیغ زبان اور دلائل و براہین سے اور شیطان کا مقابلہ دائمی ذکر الٰہی و تحقیق کلمہ حق سے اور خواہشات نفسانی کی جنگ تیر مجاہدہ سنان ریاضت سے۔

فائدہ بندے کے یہی اچھے اعمال اور سالک کے پسندیدہ و افضل طاعات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

marfat.com

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ الخ یہ تمہارے لئے بہتر ہیں اگر تم جانتے ہو۔

تفسیر صوفیانہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا یاایھاالذین امنوالخ اے تقلیدی ایمان والو! میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتادوں جو تمہیں بچائے دردناک عذاب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر تحقیقی یقینی استدلالی ایمان لاؤ استدلال کی صحت کے بعد۔ تجاهدون اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو مگر بعد یقین کے۔

توحید کے اقسام توحید دو قسم ہیں۔

۱۔ لسانی ۲۔ عیانی۔

لسانی مقترن ہے اعتقاد صحیح کو اس کے اہل دو قسم ہیں۔

۱۔ تقلید خاص میں پھنسنے والے (ایمانیات و اعتقادیات میں ہم اہلسنت تقلیدی نہیں) اور وہ حد تحقیق تک نہیں پہنچے اور یہ عوام مومنین ہیں۔

۲۔ جنھوں نے حج (دلائل) وبراہین نقلیہ و عقلیہ سے تمسک کیا۔ یہ اگرچہ حد التقلید الخاص سے نکل گئے لیکن کشف وعیاں کے نور تک نہ پہنچ سکے۔ جیسے اہل شہود عرفان تک پہنچے ہیں اور توحید عیانی کے بھی کئی مراتب ہیں۔

۱۔ توحید الافعال ۲۔ توحید الصفات ۳۔ توحید الذات

جس پر افعال کا جلوہ ہوا متوکل ہوا اور عصمت کا دامن تھاما جس پر صفات کا جلوہ ہوا وہ راضی برضا ہوا اور سر تسلیم خم کیا جس پر ذات کا جلوہ ہوا وہ ذات فناپا کر محو وعدم ہوگیا[لے]

یغفرلکم ذنوبکم دنیا میں تمہارے گناہ بخش دے گا امر کا جواب ہے جو لفظ خیر سے معلوم ہوا اور یہ بھی

(حاشیہ[لے] اور یہی اعلیٰ مقام ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا۔

توڑیں غوثی قطبی رتبہ پایو تاں وی کیا تھی پیا ہے گم تھیون مطلب

(یعنی غوث و قطب کا مرتبہ پالیا تو کیا ہوا۔ درحقیقت گم ہونا (فنا) اصل مطلب تھا (اسی کی جدوجہد چاہیئے) اویسی غفرلہ)

marfat.com

کہ شرط یا استفہام کا جواب ہے جس پر تقدیری کلام دال ہے کہ دراصل ان تومنوا و تجادوا یا اهل تقبلون و تفعلون الخ کیا قبول یا عمل کرو گے جس کی میں تمہاری رہبری کروں تمہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور اسے هل ادلکم کا جواب بنانا بعید ہے کیونکہ محض دلالت مغفرت کا موجب نہیں ہو سکتی۔

ویدخلکم اور آخرت میں تمہیں داخل کرے گا۔ جنات 'باغات میں یعنی تمہارے ہر ایک کے لئے علیحدہ باغ ہو گا اور یہ اللہ تعالیٰ کے لطف سے بعید نہیں کہ ہر ایک کو علیحدہ جنت سے نوازے جو وہ صرف اسی کے لئے ہو اور صرف وہی اس میں تصرف کرے۔

حل لغات لغت میں جنت بمعنی باغ کہ جس میں گھنے اور سایہ دار درخت ہوں جو اپنے ماتحت کو ڈھانپ دے تجری من تحتها الانهار اس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ دودھ 'شہد' شراب اور صاف پانی کی۔ اور تحتها کا مطلب ہے ان کے درختوں کی ان جڑوں میں پانی ہے یا ان کے محلات اور بالا خانوں کے نیچے پانی جاری ہے۔

ومساکن طیبه اور گھر پاکیزہ مسکنوں میں یعنی تمہیں پاکیزہ مسکنوں اور منزلوں میں جن کی نزہت ہے۔ فی جنات عدن خالص باغات میں۔ یعنی ان کی اقامت دخلود کہ اس میں جو بھی داخل ہو تو وہ کسی بھی عارضہ سے نہ نکالا جائے۔ یہ ظرف صفت مختصہ ہے مساکن کے لئے۔

حل لغات یہ مسکن کی جمع ہے بمعنی مقام۔ سکن فلان فی مکان کذا فلاں ایسے مکان میں ٹھہرا استوطنه اور اسے اپنا وطن بنایا۔ اور اسم مکان مسکن ہے اور پہلی لغت پر سکنت دوسری پر سکنته امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اصل طیب بمعنی جس سے حواس لذت پائیں اور مساکن طیبۃ فی جنات عدن بمعنی طاہرہ زکیہ مستلذہ۔ بعض نے کہا طیبتها بمعنی اس کی وسعت اور اس کے امر کی وسعت۔

بہشت کا منظر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مساکن طیبہ کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں محلات موتیوں کے ہوں گے اور ان کا ہر محل میں ستر دار سرخ یاقوت کی ہوں گی ہر دار میں ستر گھر ہوں گے زمرد

marfat.com

سبز کے ہر گھر میں ستر خدمت گزار لڑکے لڑکیاں ہوں گی۔ اور فرمایا ہر مومن جنتی کو اتنی قوت حاصل ہوگی کہ ایک ہی صبح کے سب کے پاس آ سکے گا[1]

فائدہ تفسیر الکبیر میں ہے کہ الجنت سے باغات مراد ہیں جن سے دیکھنے والا کچھ لینا چاہے تو لے سکے کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا مساکن طیبۃ فی جنات عدن تو جیسے ان پر تصرف ہو گا باغات پر بھی تصرف ہو گا اور قاعدہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے مغایر ہو تو اب معنی یہ ہوا کہ ان کے مساکن جنت عدن میں ہوں گے اور ان کے مناظر جنات یعنی باغات ہوں گے۔ اور انہیں عدن کی صفت سے اس لئے موصوف کیا گیا ہے کہ وہ ان کے لئے اس دار کی طرح ہیں۔ جس میں انسان سکونت پذیر ہوتا ہے اور دوسرے وہ جنات ہیں جو بمنزلہ ان باغات کے ہیں کہ جن میں انسان محض تفریح اور احباب کے ملاقات کے لئے جاتا ہے۔

فائدہ بعض تفاسیر میں ہے کہ دار الثواب سب کے سب وہ جنات ہیں جو بمعنی باغات کے ہیں کہ وہ جنات کثیرہ پر مشتمل ہیں ان کی ترتیب لوگوں کے استحقاق کے مطابق ہوگی۔ کہ بعض ان میں کامل ہیں بعض ناقص اسی لئے جنات کو جمع نکرہ لائے ہیں۔

جنات کی تعداد اس میں اختلاف ہے جنات کل کتنے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ سات ہیں۔

۱۔ جنت الفردوس	۲۔ جنت عدن	۳۔ جنت النعیم
۴۔ دار الخلد	۵۔ جنت الماویٰ	۶۔ دار السلام
۷۔ علیون		

ان میں ہر ایک کے مختلف مراتب و درجات ہیں۔ اعمال و عمال (عمل والوں) کے تفاوت کی وجہ سے بعض نے کہا کہ جنات آٹھ ہیں۔

(حاشیہ[1] لیکن لڑکے صرف خدمت کے لئے ہوں گے جیسے بارہا صاحب روح البیان تحقیق کر چکے اویسی غفرلہ)

marfat.com

۱۔ دار الجلال ۲۔ دار القرار ۳۔ دار السلام ۴۔ جنت عدن

۵۔ جنت الماوی ۶۔ جنت الخلد ۷۔ جنت الفردوس ۸۔ جنت النعیم

حضرت ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ چار ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولمن خاف مقام ربه جنتان اور جو اللہ تعالیٰ کی حاضری سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ پھر فرمایا ومن دونهما جنتان اور ان کے سوا دو اور جنتیں ہیں اس لئے وہ کل چار ہیں۔

۱۔ جنت الخلد ۲۔ جنت الفردوس ۳۔ جنت الماوی ۴۔ جنت عدن

ان کے آٹھ دروازے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فائدہ بہشت کے خازن کا نام رضوان ہے اس کا لباس رافت و رحمت ہے اور دوزخ کا خازن مالک ہے اس کا لباس غضب و ہیبت ہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ جنات چار ہیں اور آیت میں جنت کا اشارہ باعتبار افراد کے ہے نہ باعتبار اسمٔ کے اور اس کی قلت کی دلیل جمع سالم ہے کہ یہ وہ ان جموع سے جن میں قلت ہوتی ہے لیکن یہاں یہ مراد نہیں۔

تفسیر صوفیانہ وجود انسانی میں چار جنات ہیں۔

۱۔ تنعم بمقتضائے طبع جیسے کھانا پینا جماع۔

۲۔ تلذذ بہ مقتضائے نفس جیسے تصرفات

۳۔ تلذذ بمقتضائے ازواق روحانیہ جیسے معارف الٰہیہ۔

۴۔ تلذذ بالمشاہدات اور یہی اعلیٰ لذات سے ہے۔ کیونکہ یہ خالق سے ہے اور پہلی تینوں مخلوق سے۔

سوال جنات کے ابواب ثمانیہ کا ذکر قرآن مجید میں کیوں نہیں جبکہ دوزخ کے سات دروازوں کا ذکر قرآن مجید میں مفرح ہے جیسا کہ فرمایا لها سبعة ابواب اس کے سات دروازے ہیں۔

جواب جنت کا ذکر کر کے اس میں تشویق و ترغیب اور تنبیہہ فرمائی کہ اس کی نعمتیں عظیم ہیں گویا بہشت کے

marfat.com

دروازے ہیں یا نہیں ہیں تو بکثرت ہیں یا کم ہیں نعمتوں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں بلکہ بہشتی ایک دروازہ سے داخل ہو یا ہزار سے اس کے سرور باد خول میں کوئی فرق نہ پڑے گا اسی لئے جنت کے خازن کا نام بھی قرآن میں نہیں لیا گیا۔ کیونکہ اس کی ترغیب مطلوب نہیں کہ اہل جنت کو رغبت ہو کہ بہشت فلاں فرشتہ کے ہاں ہے یا فلاں کے ماتحت ہے اس کی بزرگی کے پیش نظر بلکہ اس کی نعمتوں کے عطیہ کو براہ راست اپنی طرف منسوب فرمایا چنانچہ فرمایا۔ وسقاھم شرابا طھورا اور ان کا رب انہیں شرابا طہور اپلائے گا یہ کہا جائے کہ بہشت فلاں فرشتے کے تحت ہے اس سے یہ زیادہ بلیغ ہے کہ کہا جائے وہ بہشت کے خدام کے تحت ہے اسی میں اعزاز ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ فلاں ولی کے تحت ہے۔ (تاکہ اہل بہشت کو کسی دوسرے کی محتاجی کا وہم و خیال نہ ہو) بخلاف دوزخ کے کہ اس کے دروازے بتائے گئے اور اس کے خازن یعنی مالک علیہ السلام کا نام لیا کیونکہ اس میں زیادہ تر ترہیب (ڈرانا) ہے۔

فائدہ حضرت سہل قدس سرہ نے فرمایا کہ مساکن میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہو گا جس میں جملہ احزان اقسام ہٹا دیئے جائیں کے اہل بہشت کی اس میں رہائش سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہ جوار (تمام قیام گاہ کی جوار) سے بڑھ کر ہو گی۔ بعض نے کہا مسکن طیبہ سے رویہ باری تعالیٰ ہے کیونکہ وہ مساکن خوب محسوس ہوتے ہیں جن میں احباب کی ملاقات اور عاشق کو معشوق کا دیدار اور محب کو محبوب کا وصل نصیب ہو۔

فائدہ صوفیانہ ایسے ہی قلوب کے وہ مساکن ہیں جن میں تجلی حق اور لقائے جمال الٰہی نصیب ہو۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اہل وصول القاؤ بقاہ سے بنائے۔ آمین)

ذلک وہ جو مذکور ہوا جنات مذکورہ اور ان کے اوصاف جمیلہ سے۔ الفوز العظیم بڑی کامیابی کہ جس سے کوئی کامیابی بڑھکر نہیں ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ الفوز بمعنی مکروہ (امر) سے نجات اور بمعنی مقصد پر کامیابی پہلا مغفرت سے دوسرا دخول جنت اور ان کی نعمتوں کے حصول سے ہوتا ہے۔ اور اس کی عظمت باعتبار اس نجات کے ہے کہ اس کے بعد کوئی دکھ درد نہیں اور ایسی خیجابی ہے کہ اس کے بعد کسی حال اور کسی وقت اور جگہ پر نقصان نہیں کیونکہ مقام نعیم

marfat.com

میں دائمایہ غایتہ کمال میں ہے۔

فائدہ آیت سے ثابت ہوا کہ تجارت دو قسم ہے۔

ا۔ دینوی ۲۔ آخروی

دنیا موسم تجارت اور عمر اس کی مدت اور اعضاؤ قوی اس کا راس المال ہے اور خود بندہ من وجہ مشتری اور من وجہ بائع ہے جو شخص اپنا راس المال ایسے منافع دینویہ میں صرف کرتا ہے کہ موت تک وہ منقطع نہ ہو تو وہ تجارت گھاٹے اور خسارے کی ہے اگر وہ اسے علم دینی کے ذریعے کسب صالح کے ذریعے حاصل کرے ان کے علاوہ اور ذرائع کس قطار میں اعمال کلا اور مدار نیات پر ہے اور ہر بندہ نیت کا پھل کھاتا ہے اور جس نے انہیں منافع اخرویہ ہیں صرف کیا جو دائما غیر منقطع ہیں تو اس کی تجارت اچھی اور نفع بخش اور بہتر ہے ایسے تاجروں کو کہا جاسکتا ہے۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ تمہیں اس بیع سے مبارک ہو جو تم نے کی یہی بڑی کامیابی ہے۔

تفسر صوفیانہ امید ہے یہاں تجارت سے جان مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہو اور ایمان کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ اعمال کے لئے اصل ہے اور اعمال کے قبول کے وسیلہ ہے اور تجارت کو انجاء (بچانا) سے اس لئے موصوف کیا گیا ہے کہ نجات پر ہی انتفاع کا دارومدار ہے۔ فیغفر لکم انجاء کے سبب کا بیان ہے ویدخلکم میں ان امور کا بیان ہے جو منافع تجارت سے حاصل ہونے کے ہیں اور ظاہر ہے کہ دینوی تجارت فقر منقطع سے نجات کی سبب ہے اور تجارت اخروی فقر غیر منقطع سے نجات کا سبب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دو نعمتوں پر لوگوں کو بہت رشک کرنا چاہیئے۔

ا۔ صحت ۲۔ فراغت یعنی صحت و فراغت مکلف۔

(عاقل بالغ) کے لئے بمنزلہ رأس المال کے ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ؐ کے ساتھ ایمان کا معاملہ کرے اور نفس کے ساتھ جہاد کرے تاکہ وہ نقصان نہ اٹھائے اور دنیا و آخرت سے منافع حاصل کرے اور اسے چاہیئے کہ شیطان کے ساتھ معاملہ سے بچے تاکہ رأس المال منافع سمیت ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت

marfat.com

حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

کارے کنیم ورنہ خجالت بر آورد　　　روزے کہ رخت جاں بجہاں دگر کشیم

(ہم کوئی کام کریں ورنہ شرمساری ہوگی اس روز جبکہ ہم اس جہان سے دوسرے جہان کو سامان لے جائیں گے)

نیز فرمایا۔

گوہر معرفت اندوز کہ باخود ببری　　　کہ نصیب دگر انست نصاب زر و سیم

(معرفت کا گوہر جمع کر کہ اسے تو خود ساتھ پہنچائے گا ورنہ جو زر و سیم کو جمع کرے گا وہ دوسروں کے نصیب ہوگا)

نیز فرمایا۔

ولا دلالت خیرت کنم براہ نجات　　　مکن بفسق مباہات و زہد ہم مفروش

(اے دل میں تیرے نجات کی رہبری کر رہا ہوں فسق میں فخر و ناز نہ کر اور نہ ہی میرا زہد بیچ ڈال)

حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

از کسب معارف شدہ مشغوف زخازف　　　درہائے ثمین داوہ و خرمہرہ خریدہ

(معارف حاصل کر کے نقش و نگار دنیوی کا عاشق ہوگیا قیمتی موتی دے کر تو نے کوڑیاں خرید لیں)

اور فرمایا۔

جاں فدائے دوست کن جامی کہ ہست　　　کمتریں کارے دریں رہ بذل روح

(اے جامی جان یار پر قربان اس پر روح فدا کرنا تو ایک معمولی کام ہے)

تفسیر عالمانہ　واخری　اور تمہارے لئے ان عظیم نعمتوں کے علاوہ اور عاجلہ نعمتیں ہیں۔ اخری مبتدا اس کی خبر محذوف ہے اس کا عطف یُغْفِرْ لَکُمْ کے معنی پر ہے۔

تحبونھا　جن سے محبت اور انہیں رغبت کرتے ہو اس میں تعریض ہے کہ عاجل کو جل (آنیوالی) نعمت پر ترجیح دیتے ہیں اور اس کی محبت پر توبیخ بھی ہے یہ اسی محذوف صفت کے بعد صفت ہے۔

نصر من اللہ　اللہ سے ہے مدد۔ اس نعمت اخری سے بدل یا میل ہے۔ یعنی تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف

marfat.com

سے کفار قریش وغیرہ پر مدد ہے۔ وفتح قریب اور فتح قریب ہے یعنی عاجل اس کا نصر پر عطف ہے۔

فائدہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے فتح مکہ مراد ہے یا فتح روم و فارس ابن عطاء نے فرمایا کہ نصر توحید اور نظر بجمال مالک مجید۔ اور فتوح کی قسمیں سورۃ فتح میں دیکھئے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ ایمان استدلالی یقینی اور طریق جہاد اصغر میں ایمان کے مقتضی کے مطابق مال و جان خرچ کرنا۔ اگرچہ یہ تجارت سودمند ہے لیکن اسے تاجر اعواض و اغراض سے نجات نہیں پا سکتے اس لئے سالک پر لازم ہے کہ وہ جہاد اکبر کی تجارت کرے یہی دوسری وہ تجارت ہے جو پہلی تجارت سے بلند و بالا اور اس سے زیادہ منافع بخش ہے یہ ہے نصر من اللہ اللہ تعالیٰ کی مدد تائید ملکوتی و کشف نوری سے قریب الوصول مقام قلب و مطالعہ تجلیات صفات و حصول مقام رضا کی طرف فتح قریب ہے اور اسے تجارت اس لئے کہا گیا کہ یہاں سالکین کی صفات ظلمانیہ صفات اللہ نورانیہ سے تبدیل ہوتے ہیں اور تحبونها اس سے تم محبت کرتے ہو۔ اس لئے فرمایا کہ محبت حقیقی بعد الوصول الی القلب کے بعد ہی ہوتی اور جو اس مقام تک پہنچنے کے ساتھ مقام محبت میں داخل ہوتا ہے تو خواص کے مقامات میں سے پہلے مقام تک پہنچ جاتا ہے منازل میں سے معتبر منزل محبت ہے اور ایسے محب مخلص بندے ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال سے اجرت کی امید تک نہیں رکھتے بخلاف اس کے جو اس مرتبہ محبت سے گر جاتا ہے۔

فائدہ بعض عارفین نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے ثواب کی امید پر اور عذاب کے خوف سے تو اس کا معبود در حقیقت ثواب و عذاب اور گویا حق تعالیٰ واسطہ ہے کیونکہ اس نے عبادت نفس کے لئے جنت کی نعمتوں اور دوزخ سے بچنا ہی اس کا مقصد اصلی ہے اسی لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن

(آٹھ بہشت سات دوزخ میرے سامنے ایسی ہیں جیسے بت پرست کے سامنے دوزخ)

اور کسی بزرگ نے فرمایا۔

marfat.com

طاعت از بہر جزا شرک خفیست — یا خدا جو باش ویا عقبیٰ طلب

(جزا کی خاطر طاعت خفی شرک ہے یا خدا کا طالب ہو یا عقبیٰ کا)

فائدہ جان لے جان من جو جہاد کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کے لئے کرتا ہے کیونکہ حجاب سے نجات پاکر ملک وہاب سے واصل ہو گا۔

فائدہ وبشر المومنین (اور اہل ایمان کو خوشخبری دیجئے) کا عطف محذوف پر ہے۔ دراصل قال یاایھاالذین امنوا وبشرھم اے اکمل الرسل محبوب ﷺ انہیں گوناگوں دینوی و اخروی بشارتیں دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے دارین میں ان کے بہت بڑا افضل و احسان ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے صدق پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ نے ہی اس کی خبردی جو بندوں کو نصیب ہو گا اور مستقبل کے ایام میں واقع ہو گا وہی جیسے آپ نے خبردی (اسے کہتے ہیں علم ما فی الغد جسے منکرین کمالات نبوت شرک سے تعبیر کرتے ہیں (معاذ اللہ)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں نعمتوں کے پے در پے وقوع اور فتح مکہ قلب بعد نصر اور بلدہ نفس کے ویرانی کی طرف اشارہ ہے اور ان اہل ایمان محسن کو نصر نفس پر فتح مکہ قلب کی خوشخبری دیجئے اور نیز اس میں بلدہ نفس کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بعد تائید ملکوتی و امداد جنود روح سے ویران ہوتا ہے یعنی قوائے روحانیہ نفسانیہ پر ایسے غلبہ پاتے ہیں جیسے اہل اسلام اہل حرب پر غالب ہو کر آثار کفر و شرک کو ایسا مٹاتے ہیں کہ گرجوں کی جگہ مساجد اور مندروں کی جگہ پر عبادت خانے اور کفار کے گھروں کو مومنین مخلصین کے مزارات سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی فتح مطلق پر ہر وقت مدد دیتا ہے۔

تفسیر عالمانہ یاایھاالذین امنوا کونوا انصار اللہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہو جاؤ۔

حل لغات انصار نصیر کی جمع ہے جیسے اشراف شریف کی۔

marfat.com

کما قال عیسی ابن مریم للحواریین جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا (اس کی تحقیق آتی ہے) من انصاری الی اللہ میرا کون مددگار ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ من کے متعلق احتمال ہے کہ حقیقتہ استفہام کے لئے ہے تاکہ انصار کا ہونا معلوم ہونے پر تسلی ہو اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے نصرت پیش کرنا اور اس پر برانگیختہ کرنا مطلوب ہے۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا باقی ہر ایک محتاج اور مدد کا طالب ہے اور یہ بوقت ضرورت جائز ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے امور میں ہو اب معنی یہ ہوا کہ میرا لشکر کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جیسے آنے والے قول کا تقاضا ہے۔

قال الحواریون نحن انصار اللہ حواریوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار ہم میں ہماری مذکورہ بالا تقریر اسی میں ہے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام کا قول حواریوں کے جواب کے مطابق نہ ہو گا۔ (عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرا مددگار کون) کیونکہ حواریوں نے کہا ہم ہی اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہیں اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کا قول ظاہر پر نہیں رہتا اس لئے کہ نصر۔ینصر کا باب الی سے متعدی نہیں ہوتا اسی لئے ہم نے نصار کو لشکری کے معنی پر لیا ہے کیونکہ لشکر ہی اپنے بادشاہ کی مدد کرتا ہے اور اس کی مراد پوری کرنے کے لئے پورا زور لگاتا ہے اور یہاں انصار اللہ اللہ تعالیٰ کے مددگار سے اس کے دین کی مدد مراد ہے گویا آپ نے سوال کیا کہ اس مراد میں میری اتباع اور میری مدد ہے اور میرے ساتھ مشارکت کون کرتا ہے۔

متوجھا جندی کی یاء متکلم سے حال ہے اور الی اسی سے متعلق ہے نہ کہ نصرۃ (انصاری) سے پہلی اضافت اضافت الی احد المتشارکین کے قبیل سے ہے کیونکہ ان کے درمیان اختصاص ہے یعنی ملابست اضافت مجازیہ کی وضاحت کرنے والی ہے کیونکہ اختصاص حقیقتہ ایسے اضافت تقاضا نہیں کرتی) انصاری میں غیر متحقق ہے دوسری (اضافت) فاعل کی مفعول کی طرف ہے اور تشبیہ باعتبار معنی کے ہے۔ یعنی انصار اللہ ہو جاؤ۔ جیسے حواریین عیسیٰ علیہ السلام کے انصار تھے۔ جب انہیں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ من انصاری الی اللہ یا اس کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب ﷺ فرماتے کہ اے میرے صحابیو تم حواریوں کی طرح ہو جاؤ جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ۔

marfat.com

حوار یین کی تحقیق حوار یین یعنی اصفیاء خاص و مخلص لوگ از حیور یعنی سفیدی خالص وہ جو حضرت عیسی علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لے آئے اور وہ بارہ مرد تھے۔ مقاتل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو فرمایا کہ جب تم بستی میں جاؤ تو نہر کے اس طرف جانا جہاں دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں۔ ان سے مدد طلب کرنا۔ بحکم خداوندی حضرت عیسی علیہ السلام ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا من نصاری الی اللہ انہوں نے عرض کیا ہم آپ کی مدد کریں گے چنانچہ انہوں نے آپ کی تصدیق و مدد کی۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے دین کی مدد کی جب حضرت عیسی علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو بعد کو وہی ان کے دین کے داعی رہے اور خلق خدا کی رہبری کرتے رہے۔ حوار یین دھوبی تھے بعض نے کہا شکاری تھے۔ بعض علماء نے کہا انہیں ان کے صاف عقائد کی وجہ سے حوار یین کہا جاتا اس لئے کہ ان میں کسی قسم کا تردد اور تلون مزاجی نہ تھی۔ یا اس لئے کہ اپنے انفاث سے لوگوں کے قلوب و نفوس پاک اور صاف کرتے تھے۔ اور وہی علم لوگوں کو سکھاتے کہ جس سے قلبی صفائی نصیب ہوتی۔ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیعت ویطھر کم تطھیرا بیشک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ تم سے رجس دور کرے اے اہلبیت اور تمہیں مکمل طور پر پاک کرے۔ اسی صفائی کی وجہ سے وہ حوار یین تھے۔ انہیں حواری (قصار۔ دھوبی) تمثیل و تشبیہ کی وجہ سے کہا گیا کہ وہ نفوس کا شکار کرتے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتے تھے۔

حواری رسول اللہ ﷺ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سرور عالم ﷺ نے (جو آپ کے پھوپھی زاد تھے) فرمایا یہ میرا حواری ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یوم احزاب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے قوم کی خبر دیتا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا ہر نبی علیہ السلام کا حواری ہوتا ہے۔ اور میرا حواری زبیر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حواری حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہ تھے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حواریوں سے تشبیہ دی ہے مدد کرنے میں کیونکہ یہ اصحاب اصفیاء (خاص دوست) کے معنی میں آتا ہے۔ (کذا قال بعض المفسرین)

marfat.com

فائدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے حواری تھے۔ جو بحسب الامکان آپ کی مدد کرتے تھے اور وہ ستر تھے وہی جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ کی بیعت کی۔

فائدہ حضرت سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کونوا انصار اللہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار تو وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ دین کے مددگار ہے وہ انصار اوس و خزرج تھے۔ یہ نام ان کا اسلام سے پہلے نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا انصار نام رکھا۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواریین قریش سے بھی تھے وہ یہ ہیں خلفاء اربعہ۔

زبیر عثمان بن مظعون حمزہ بن عبدالمطلب جعفر بن ابی طالب وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

فامنت طائفہ تو ایک گروہ ایمان لایا عیسیٰ علیہ السلام پر جو انہیں نصرت دین کے لئے فرماتے وہ ان کی اطاعت کرتے۔

وکفرت طائفتہ اور دوسرے گروہ نے کفر کیا اور ان سے جنگ کی۔ فایدنا الذین امنوا تو ہم نے ایمان داروں کی مدد کی اس کی قوم اہل ایمان کو تقویت بخشی حجت سے یا تلوار سے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بعد ہوا۔

علی عدوھم ان کے دشمنوں پر یعنی کافروں پر یہی ظاہر ہے۔ ان کو عدو کہہ کر خبر دیتا ہے کہ کافر اہل ایمان کے دینی دشمن ہیں۔

عیسائیوں کے تین فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بعد عیسائی تین گروہ ہو گئے تھے۔

۱۔ وہ اللہ (خدا) تھا اس لئے وہ آسمان پر چلا گیا۔

۲۔ ابن اللہ تھا اسے خدا تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول تھا (اعزاز) انہیں اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلا لیا ہے یہی فرقہ اہل ایمان تھا پھر ہر تینوں گروہوں کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ تابعدار تھے جو آپس میں لڑے۔ دو فرقے کفار اہل ایمان فرقہ پر غالب ہو گئے یہاں تک کہ حضور سرور عالم ﷺ تشریف لائے تو اہل ایمان (عیسائی) فرقہ کفار (فرقے عیسائیوں) پر غلبہ پا گیا۔

marfat.com

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا تو ہو گئے ظاھرین غالب بلند قدر

حل لغات کہا جاتا ہے ظھرت علی الحائط علوۃ (میں دیوار کے اوپر چڑھ گیا) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ حجت و برہان سے غالب ہو گئے جیسے گزرا۔

فائدہ مروی ہے کہ انہوں نے (اہل ایمان) نے کہا کیا عیسیٰ علیہ السلام سوتے نہیں تھے۔ اگر خدا ہوتے تو وہ نیند نہ کرتے اور کہا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کھاتے پیتے نہیں تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ قوائے روحانیہ کا قوائے نفسانیہ پر غالب ہو گئے اس لئے کہ قوائے روحانیہ مومن دل اور نور الٰہی سے منور و ماسوی اللہ سے بچنے والے ہیں اور قوائے نفسانیہ کافر ظلمانی ہیں ساتھ ظلمات اکوان کے اور حلول ہیں۔ اہل ایمان اگرچہ بظاہر کافروں سے تھوڑے تھے باطن میں وہ ان سے زائد تھے کیونکہ وہی سواد اعظم اور مظاہر جلیہ تھے۔

مسئلہ جملہ دائمی باقی اور قیامت تک جاری ہے انفس و آفاق کے لحاظ سے کیونکہ دنیا اہل جمال و جلال پر مشتمل ہے ایسے ہی وجود انسانی جب تک اس وطن میں ہے تو بھی پھر جب وہ دوسرے وطن کو جائے گا تو اور صورت ہو جائے گی وہ یہ کہ صرف اہل جمال بہشت میں اور صرف اہل جلال دوزخ میں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ پھر کوئی جھگڑا نہ ہو گا۔

فراغت صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ مجھے سورۃ الصف کی تفسیر سے ذوالحج کے اوسط ۱۱۱۵ء ہجری فراغت ہوئی۔

اور فقیر اویسی غفرلہ سورۃ الصف کی تفسیر کے ترجمہ سے ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۲۹ھ کو بروز ہفتہ دو نو بجے فارغ ہوا۔

الحمد للہ علی ذلک والصلوۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

marfat.com

سُورَۃُ الْجُمُعَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ٦٢ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ١١ رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورۂ جمعہ مدنی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بادشاہ کمال پاکی والا عزت والا حکمت والا
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾
کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے
مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ
چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے
يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۗ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ
اس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ
اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ
کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا تم فرماؤ اے یہودیو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے
اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ
دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی اس کی آرزو
اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٧﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ
نہ کریں گے ان کوتکوں کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو
مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دیگا جو
تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى
نے کیا تھا اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے

marfat.com

ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ
ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو پھر جب نماز ہو چکے
فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ
تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو
تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ
اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے
اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ ع ۲
تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا

تفسیر علمانہ یسبح للہ مافی السموت ومافی الارض اللہ کے لئے تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں۔ تمام کے تمام زندہ یا جامد ہمیشہ تسبیحات میں مصروف ہیں۔ آسمان میں بدائع علویہ اور زمین میں کوائن سفلیہ ہر ایک اللہ تعالیٰ سے حیات و تسبیح کی نسبت ہے۔

الملک وہ بادشاہ ہے کہ اس کا ملک دائمی اور بے زوال ہے **القدوس** ہر عیب کی نشانی اور اختلال (خلل) کی صفت سے پاک ہے۔ **العزیز** جس پر اس کا ارادہ متعلق ہے اس پر وہ غالب ہے۔ **الحکیم** صاحب حکمت بدیعہ بالغہ ہے۔ ان اسماء مبارکہ کے معانی سورۃ الحشر میں گزر چکے ہیں۔ جمہور کے نزدیک الملک مجرور اس کے مابعد اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ مبارکہ کو تسبیح سے اس لئے شروع فرمایا کہ اس میں بعثت کا ذکر ہے کیونکہ عالم (جہان) کا مرشد سے خالی ہونا حکمت کے منافی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ضروری ہے نیز اس میں ان یہودیوں کا دعویٰ کا ذکر ہے وہ کہتے ہیں ہم ابناء للہ اور اس کے احباء ہیں۔ اس سے بھی اس کی تنزیہ واجب ہے اور اس لئے کہ اور یہ سورۃ ترک ذکر اور استماع خطبہ کا ذکر ہے جو کہ وہ دعا و حمد و تسبیح وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے (اسی لئے اسے تسبیح) سے شروع فرمایا۔

marfat.com

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس ذات مقدسہ کی تنزیہ بیان کرتے ہیں جو سموات المفہوم میں مفہومات عامہ اور مفہومات خاصہ اور مفہومات اخص الخاصہ ہیں اور وہ جو ارض المعلوم میں معلومات عامہ اور معلومات خاصہ و معلومات اخص الخاصہ ہیں۔ ہم نے سمٰوت کو مفہوم کی طرف اور ارض کو معلوم کیا طرف اس لئے منسوب کیا ہے۔ فہم کا مرتبہ علم کے مرتبہ پر فوقیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ففهمناها سليمان وكلا آتينا حكما وعلما ہم نے سلیمان علیہ السلام کو علم عطا فرمایا اور ہر دونوں (داؤد و سلیمان علیہما السلام) کو ہم نے حکیم و علم دیا (اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ فہم کا مرتبہ علم کے مرتبہ سے فوقیت رکھتا ہے) اس سے ثابت ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے مسئلہ کی حقیقت کو نور علم سے صحیح سمجھا نہ کہ قوۃ علم سے اور اللہ تعالیٰ وہ عزیز ہے کہ جسے چاہے نور فہم کے اعزاز کے خلعت سے نوازے۔ اور وہ حکیم ہے اپنی حکمت سے جسے چاہے ضیائے علم کے لباس کا شرف بخشے۔

تفسیر عالمانہ هو الذى بعث فى الامين وہ جس نے امیوں میں بھیجا یعنی امتہ العرب کی طرف۔

عرب کی قسمیں عرب کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عرب الحجاز از عدنان۔ ان کا تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہے۔

۲۔ عرب الیمین۔ ان کا تعلق قحطان سے ہے۔ اور ان ہر ایک کے بے شمار قبیلے ہیں اور وہ مفسرین کے نزدیک مشہور ہیں۔

امی کی تحقیق امی وہ ہے جو نہ کسی کتاب سے پڑھے نہ لکھے اور فقہ کی اصطلاح میں امی وہ ہے جو قرآن سے کچھ نہ جانے گویا وہ جو ماں سے باتیں سیکھ چکا اسی پر ہے یعنی وہ ضرورت کی باتیں جو انسان معاشرہ کے لئے انسان سے سیکھتا ہے

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے امی ہونے کی وجوہ

۱۔ النبی الامی اس امت کی طرف منسوب ہیں جو لکھے پڑھے نہ تھے کیونکہ وہ اپنی عادت پر رہے جیسے عامی وہ جو عوام کی عادت پر ہو۔

۲۔ بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ امی اس لئے کہلائے کہ آپ نے کسی کتاب سے نہ پڑھا نہ لکھا۔ یہ بھی آپ کی فضیلت و کمال ہے کہ آپ کو اپنے رب تعالیٰ کی حفاظت و اعتماد کی ضمانت کی وجہ سے لکھنے پڑھنے سے مستغنی

marfat.com

تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا سنقرئک فلا تنسی (آپ کو ہم ایسا پڑھائیں گے کہ آپ بھولیں گے نہیں)

۳۔ بعض نے کہا کہ آپ حضور ﷺ ام القریٰ کی طرف منسوب تھے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ اہل عرب امی اس لئے کہلائے کہ وہ اپنی امہات کی صفت پر تھے کہ جیسے مائیں خط اور لکھنے کی نہ تھیں یہ بھی اس طرف منسوب ہوئے جس حالت میں وہ اپنی ماؤں سے پیدا ہوئے کیونکہ لکھنا پڑھنا تعلیم انسان کی جبلی تخلیق میں شامل نہیں بلکہ یہ اس کی بعد کی بات ہے اس معنی پر حضور نبی پاک ﷺ بھی امی تھے علاوہ ازیں عرب کا لکھنا پڑھنا اس کی اصل نہ تھا۔ بلکہ کتابت (لکھنا) کی تعلیم کی ابتداء طائف میں ہوئی۔ کتابت کو سب سے پہلے ثقیف نے سیکھا اور اہل طائف نے اہل حیرہ سے سیکھی۔

فائدہ الحیرہ (بکسر الحاء وسکون المثناۃ التحتانیہ یہ ایک شہر ہے کوفہ کے نزدیک) انہوں نے اہل الانبار سیکھی۔ الانبار فرات کے کنارہ ایک بہت بڑا قدیمی شہر ہے اس کے اور بغداد کے درمیان دس فرسخ (تین میل) کا فاصلہ ہے۔

فائدہ صحابہ رسول اللہ ﷺ میں صرف حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ کاتب ان کے بعد دوسرے صحابہ نے کتابت حاصل کی جیسے حضرت امیر معاویہ بن سفیان و حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ دونوں حضور نبی پاک ﷺ کے کاتب تھے آپ کے کاتبین اور بھی تھے۔

حضور نبی پاک ﷺ کا لکھنا پڑھنا اس میں اختلاف (تا حال) ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ آخری عمر میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے یا نہ اس میں علماء کرام نے دو وجہیں بتائی ہیں اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے[1]

---

[1] لکھنا پڑھنا جانتے تھے یا نہ لیکن حق وہی ہے جو صاحب روح البیان قدس سرہ صدیوں پہلے فرما گئے وہی آج ہم کہتے ہیں لیکن منکرین کمالات نبوت اس کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ بزعم خویش آپ کی کتابت و خط سے لاعلمی پر دلائل و براہین قائم کرتے ہیں لیکن بے سود صاحب روح البیان قدس سرہ نے خوب لکھا اسے پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے تفصیل فقیر کی کتاب تفسیر اویسی غفرلہ۔

marfat.com

ولما كان الخط صنعته ذهنيته وقوة طبيعته صدرت بالاته الجسمانيته لم يحتج اليه من كان القلم الاعلى يخدمه واللوح المحوظ مصحفه و منظره (روح البیان ص ۵۱۳ ج ۹)

(چونکہ خط ایک صنعت ذہنیہ اور قوت طبعیہ ہے جو آلہ جسمانیہ سے صادر ہوتی ہے لیکن اس ذات کو آلہ کی ضرورت ہی کیا ہے جس کا قلم اعلیٰ خادم اور لوح محفوظ ان کا مصحف اور آنکھوں کے سامنے ہو)

ازالہ وہم کوئی معترض اعتراض کرے کہ اگر بقول صاحب روح البیان قدس سرہ اور موجودہ دور میں اہلسنت حضور نبی پاک ﷺ لکھنا پڑھنا جانتے تھے تو لکھتے پڑھتے کیوں نہ تھے۔ اس کا جواب صاحب روح البیان قدس سرہ سے سنئے۔

وعدم كتابته مع علمه بها معجزة باهرة له عليه السلام اذا كان يعلم الكتاب علم الخط واهل الحرف حرفتهم وكان اعلم بكل كمال اخروى او دينوى من اهله (روح البیان ص ۵۱۳ ج ۹)

ترجمہ نبی پاک ﷺ کتابت کو جاننے کے باوجود نہ لکھنا بھی آپ کا ظاہر و باہر معجزہ تھا کیونکہ لکھنے والے علم الخط کو اور ہنر مند اپنے ہنر کا علم رکھتے ہیں۔ اور حضور نبی پاک ﷺ تو ہر کمال اخروی و دینوی کے سب سے زیادہ عالم تھے ان سے بھی جو وہ اس ہنر (صنعت و کتابت) کے عالم ہیں۔

فائدہ اب آیت هو الذی بعث فی الامیین الخ کا معنی یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ جس نے امیوں میں یعنی عرب میں لیکن یہاں ان کے اکثر مراد نہیں کہ وہ لکھے پڑھے نہ تھے ورنہ ان میں لوگ لکھے پڑھے بھی تھے لیکن بہت قلیل (والقلیل کالمعدوم)

رسولا منهم ان میں سے رسول ﷺ یعنی منجملہ ان کے اور ان کی نسبت کے یعنی عربی امی ماکہ ان

marfat.com

کی رسالت تمت ہے دور ہو یہاں منت و احسان جتلانا اس لئے کہ ایسا رسول ﷺ بھیجا جو ان کے احوال سے ان کا حال مشاکلت رکھتے ہیں اور جسے وہ کتابوں سے نہیں پڑھے لکھے وہ بھی کسی کتاب سے پڑھ لکھ کر رسالت کے امور سرانجام نہیں دیئے (بلکہ ان کے ہاں وحی الٰہی آتی ہے)

شعیاہ علیہ السلام نے ہمارے نبی پاک ﷺ کی مدح سرائی کی

شعیاہ علیہ السلام کی کتاب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک نبی علیہ السلام امی امیوں میں بھیجوں گا اور ان پر نبیوں علیہ السلام پر نبوت ختم کروں گا۔

امی لقب کے نکتے حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا کہ نبی پاک ﷺ کے امی ہونے کے نکتے ہیں انہیں مختصر اً مندرجہ ذیل اشعار میں درج کیا جاتا ہے۔

فیض ام الکتب پرورش لقب امی ازاں خدا کردش

لوح تعلیم ناگرفتہ بہر ہمہ زاسرار لوح دادہ خبر

بر خط اوست انس و جاں را سر کہ نخواندست خط ازاں چہ خطر

ترجمہ ۱۔ ام الکتب کے فیض نے آپ کی پرورش کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا لقب امی قرار دیا۔ ۲۔ کسی سے تسلیم کے بغیر لوح بغل میں دبا کر لوح کے تمام اسرار کی خبر دی۔ ۳۔ آپ کے خط پر ہی انس و جان کا سر ہے اگر ایسی ذات کوئی خط نہ پڑھے تو اسے کیا خطر۔

سوال اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کل کائنات کے حالات سے باخبر ہیں یہ آیت اس عقیدہ کے خلاف ہے۔

جواب ۱ آپ کا امیون میں مبعوث ہونا عام دعوت کے منافی نہیں اور ان کے ذکر کی تخصیص کا کوئی مفہوم نہیں (کیونکہ قصدہ عدم ذکر الشئی لایناقی وجودہ)

marfat.com

جواب ۲ اگر مان لیا جائے کہ یہاں امیوں کا ذکر ہے فلہذا آپ صرف امیوں کے نبی ہیں تو دوسری آیت میں تصریح ہے چنانچہ فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

یہودیوں کا رد یہودیوں کا کہنا ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ صرف عربوں کے نبی ہیں جیساکہ آیت ہذا میں مصرح ہے ہم کہتے ہیں لفظ الی الامیین اور فی الامیین میں فرق واضح ہے کہ آپ کا امیوں میں مبعوث ہونا غیر الامیین کے لئے (کی طرف) مبعوث ہونے کے منافی نہیں۔

ربط اب یہودیوں کے اس سوال کا جواب دیا جبکہ انہوں نے عربوں پر طعنہ مارا کہ تم امی محض ہو اور ہم اہل کتاب ہیں۔ تو ان کو جواب دیا کہ یتلو علیھم ایاتہ آپ ان پر آیات پڑھتے ہیں (الارشاد) میں لایا گیا ہے۔ تزکیہ کا مطلب ہے قوت عملیہ نفس کی تکمیل اور اس کی تہذیب جو اس پر متفرع ہے بحسب قوت نظریہ جو علم سے حاصل ہے اور یہ تلاوت پر اس لئے مترتب ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ جملہ امور مترتبہ اپنے بالمقابل پر نعمت جلیلہ ہیں اور شکر کی مستوجب ہیں۔ اگر وجود کی ترتیب کی رعایت کی جائے تو متبادراً سمجھا جائے گا کہ کل کی کل ایک ہی نعمت ہیں یہی راز ہے اس میں کہ کبھی آیات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی کتاب سے اور کبھی حکمت سے اشارہ ہے کہ اس کا ہر عنوان اپنی جگہ پر ایک علیحدہ نعمت ہے۔

کتاب و حکمت کی مراد بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں قرآن و شریعت کی تعلیم دیتے ہیں۔ شرع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے احکام مشروع فرمائے یا قرآن کے الفاظ و معانی کی تعلیم دیتے ہیں یا قرآن و سنت سکھاتے ہیں جیسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتاب سے لکھنا مراد ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یا خیر و شر مراد ہے جیسے اسحاق نے فرمایا اور حکمت سے فقہ مراد ہے جیسے امام مالک نے فرمایا یا اس سے وعظ و نصیحت مراد ہے جیسے اعمش نے فرمایا یا کتاب سے احکام شریعت و اسرار آداب طریقت اور اس کے معانی حکمیہ و حکمیہ مراد ہیں لیکن حقائق قرآن اور اس کی حکم کی تعلیم اولی الفہم سے مخصوص ہے وہ خواص صحابہ و خواص تابعین اور ان کے بعد کو تاقیامت آنے والے اہل فہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان کمال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عموماً بلاواسطہ معلم خود حضور نبی پاک ﷺ اور تابعین اور ان کے بعد ہر قرن میں ہر ایک کے معلم بھی حضور نبی پاک ﷺ ہیں لیکن امت کے وارثین اور دین وملت کے کاملین کے واسطہ سے۔

معجزہ نبوی حضور نبی پاک ﷺ اگر معجزات بھی نہ دکھاتے تو آپ کا یہی ایک معجزہ ہی کافی تھا کہ امی ہونے کے باوجود کل کائنات کے معلم ہیں۔ حضرت امام بوصیری قدس سرہ نے قصیدہ بردہ شریف میں فرمایا۔

کفاک بالعلم فی الامی معجزۃ　　فی الجاہلیۃ والتادیب فی الیتیم

(امی میں علم کا ہونا تجھے یہی ایک معجزہ کافی ہے کہ وہ بھی زمانہ جاہلیت اور آداب میں یکتا ہونا اور وہ بھی دور یتیمی میں)

شرح البیت تجھے کافی ہے امی میں معجزہ کہ دور جاہلیت میں ہونے کے باوجود علم میں یکتا تھے اور تجھے یہ بھی کافی تنبیہ ہے کہ اس علم کے آداب میں بے مثل ہیں وہ بھی دور یتیمی میں۔ یہ ایک اور دوسرا معجزہ ہے۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور بیشک تھے تم اس سے پہلے گمراہی ظاہر میں "ان" شرطیہ نہیں اور نہ ہی نافیہ ہے بلکہ یہ مخففہ من المثقلہ ہے اور لام نافیہ اور مخففہ کا فرق بتاتی ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ امی لوگ کا شان یہ تھا کہ آپ کی بعثت مبارکہ اور آپ کے تشریف لانے سے پہلے تھے گمراہی ظاہر میں شرک اور خبث جاہلیت میں مبتلا تھے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی گمراہی نہیں اس میں بیان ہے کہ [1] ایسی گمراہی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مرشد (رہبر) کے زیادہ محتاج تھے۔

عیسائیوں کا رد اس میں تردید ہے ان عیسائیوں کا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر سے تعلیم پاکر ایسے کمالات دکھائے۔

فائدہ حضور نبی پاک ﷺ ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جب گمراہی کے گڑھے میں انتہاء کو پہنچ چکے تھے

---

[1] (چنانچہ عیسائیوں نے اسے خوب اچھالا۔ فقیر نے ان کے اعتراضات کے تفصیلی و تحقیق سے جوابات اپنی کتاب "سیرت حبیب کبریا" میں عرض کردیئے ہیں اویسی غفرلہ)

marfat.com

یعنی وہ امی لوگ سخت گمراہ تھے تو آپ تشریف لائے اس میں اس وہمی کے توہم کا ازالہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے عرب میں کسی سے ہی کچھ پڑھ کر ہی ایسا ایسا کمال دکھلایا۔

فائدہ سعدی المفتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعثت سے قبل ان کا گمراہ ہونا سب کے لئے کہنا علی طریق التغلیب ہے کیونکہ وہ تمام کے تمام ایسے نہ تھے۔ بلکہ ان میں بعض ہدایت پر تھے جیسے حضرت ورقہ بن نوفل و زید بن نفیل وقس بن ساعدہ وغیرہم[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگ ایک ہی امت ہو کر اٹھیں گے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ یہ اعتراض اس وہم کے ازالہ پر وارد نہیں ہوتا جس

(حاشیہ[1] جیسے حضرت عبدالمطلب اور حضور سرور عالم ﷺ کے والدین کریمین وغیرہ وغیرہ اس کے اس کے متعلق تحقیق فقیر کی کتاب "ابوین مصطفیٰ" دیکھئے نمونہ کے طور چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

امام عبدالباقی زرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

بیشک رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین ہرگز کافر و مشرک نہ تھے۔ (زرقانی شرح مواجب لدنیہ جلد اول مصری)

علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیا تو اس بات کو نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا کیا ہے کہ آپ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔ (رد المحتار شرح در مختار)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کریمین بلکہ آپ کے تمام آباء و امہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہے۔ (اشعتہ اللمعات جلد اول) حاشیہ ختم)

marfat.com

کے لئے ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی سے پڑھ کر ایسے کمالات نہیں دکھائے کیونکہ مذکورہ بالا نوٹ بھی تو صرف توحید سے آشنا تھے باقی احکام و شرائع سے تو وہ بھی بے خبر تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے خود حضور ﷺ کے لئے فرمایا۔ ووجدک ضالا فہدیٰ اور پایا آپ کو وارفتہ تو اپنی طرف راہ دی۔ یہ بعثت سے پہلے آپ کی حالت کا بیان ہے حالانکہ بعثت سے پہلے آپ سے شرک اور کوئی کبیرہ سرزد نہ ہوا جیسے شرب الخمر و زنا و لغو و لہو وغیرہ اس معنی پر ان حضرات مذکورہ بالا کو ہدایت یافتہ من وجہ کہہ سکتے ہیں اور دوسری وجہ سے اگر احکام و شرائع سے بے خبر ہوں تو کیا مضائقہ ہے اس پر یتلوا علیہم الخ دلالت کرتا ہے کیونکہ تلاوت و تعلیم الاحکام و الشرائع سے تزکیہ نفس اور مطلقاً گمراہی سے نجات حاصل ہوئی (اسے اچھی طرح جان لے)

والخرین منہم (اور ان میں سے اوروں کو) آخر کی جمع ہے بمعنی غیر اس کا عطف امیین پر ہے یعنی حضور نبی پاک ﷺ اپنے ہم زمان امیین کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے غیروں کی طرف بھی یا اس کا عطف یعلمہم کے منصوب پر اس کا عطف ہے یعنی نبی پاک ﷺ امیون کو تعلیم دیتے ہیں اور ان کے غیروں کو بھی جو عربی لوگ ان کے بعد آئیں گے اس معنی پر منہم آخرین کی صفت کے متعلق ہے کہ دراصل و آخرین کائنین منہم یعنی ان کی طرف مبعوث ہیں جو عربیت و امیت میں ان سے عربوں جیسے ہیں ان سے عجمی لوگ مراد ہیں تو منہم کا تعلق آخرین سے ہے۔

فائدہ حضرت کاشفی مرحوم نے لکھا کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس سے وہ مراد ہے جو حضور نبی پاک ﷺ کے وصال مبارک کے بعد اسلام میں داخل ہو۔ اس معنی پر آخرین قیامت تک ہر مسلم اور نیک عمل والے کو شامل ہو کا عربی ہو یا عجمی۔

حدیث شریف اور علم غیب حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا کہ ان فی اصلاب لرجال من امتی رجالا و نساء یدخلون الجنۃ بغیر حساب (روح البیان ص ۵۱۵ ج ۹)

(میری امت کے مردوں کے پشتوں میں بعض ایسے مرد و عورت ہیں جو بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے)

(حاشیہ ۱ آگے)

marfat.com

اس کے بعد حضور نبی پاک ﷺ نے یہی آیت پڑھی لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (جو ابھی انہیں نہیں ملے) یہ آخرین کی صفت ہے یعنی وہ ابھی امیین کو نہیں ملے اور نہ ہی ان کے زمانہ میں ہیں وہ عنقریب انہیں ملیں گے اور ان کے بعد آئیں گے عربی اور عجمی ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ لما کی نفی (مدخول) میں تا حال مستمر متوقع الثبوت ہوتا ہے بخلاف لم کے منفی کے کہ اتصال کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ جیسے ؎ لَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا (زکریا علیہ السلام نے کہا) اے رب میں تیرے سے دعا مانگنے سے مایوس نہیں ہوں) اور وہ انقطاع کا احتمال بھی رکھتا ہے جیسے لم یکن شیئا مذکورا (وہ ایسی شے ہے جس کا کوئی ذکر نہ تھا) اسی لئے یہ جائز ہے کہ کہا جائے لم یکن (نہ تھا) ثم کان پھر ہو پڑا لیکن یہ جائز نہیں کہ کہا جائے لما یکن ثم کان بلکہ کہا جائے گا لما یکن وقد یکون (ہرگز نہ تھا اور آئندہ کو وہ ہو گا)

نبی کریم ﷺ کا خواب حضرت سہل بن السعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں سیاہ بکریوں کو پانی پلا رہا ہوں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سرخ سفید رنگ کی بکریاں آئیں (تو وہ بھی پانی میں شریک ہوئیں) فرمایا کہ اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اس کی تعبیر بتائیے عرض کی یا نبی اللہ (ﷺ) سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سرخ سفید رنگ بکریاں عجم ہیں جو عرب کے بعد آپ کی اتباع کریں گے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایسے ہی فرشتے یعنی جبریل علیہ السلام نے تعبیر فرمائی۔

(حاشیہ[1] غور کیجئے کہ اصلاب الرجال الی یوم القیمۃ تک نگاہ نبوت کہاں تک پڑی کہ سب کو دیکھنے کے بعد ان میں دیکھا کہ بہشتی کون ہیں اور دوزخی کون اور پھر بہشتیوں میں وہ اہل بہشت کون جن سے حساب نہ ہو گا۔ (سبحان اللہ) منکر کو اور تو کچھ جواب نہ بنے گا صرف کہے گا یہ صحیح حدیث نہیں کیونکہ یہ تو روح البیان کی نقل ہے (آزما کر دیکھئے) فقیر اویسی کا جواب یاد رہے کہ صاحب روح البیان قدس سرہ نے اپنی طرف سے نہیں لکھا اور اسے حدیث کہا وہ آج کے علماء سے کچھ زیادہ خوف خدا رکھتے تھے وہ جان بوجھ کر حضور علیہ ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھ رہے۔ اگر یہ بھی نہ مانے تو اس روایت کی تائید ترمذی باب القدر کی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے دو کتابیں دکھا کر فرمایا کہ بہشتی و دوزخی کون کون ہیں۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

حل لغات عفر اوہ بکری جس کی سفیدی سرخی کے اوپر ہو اس کی جمع عفر آتی ہے جیسے سوداء کی جمع سود ہے۔

عرب کو عجم پر فضیلت بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہے کہ وہ آنے والے ان موجودہ حضرات (صحابہ) کے فضل اور سبقت کو نہ پا سکے اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ تابعین کتنا ہی پر پائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو نہیں پا سکتے ایسے عرب کو عجم پر فضیلت ہے اور یہ دین کے شرائط سے ہے کہ عرب کو عجم پر فضیلت کا عقیدہ ہو اور عرب سے محبت اور ان کے حقوق رعایت ملحوظ ہو۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے بھی رسول اور آپ کا دین پہنچانا آپ کے اہل زمان پر حجت ہے اور ان کے لئے بھی جس کے پاس آپ کا دینی پیغام پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ اور جو آپ کے ساتھ کفر کرے کوئی گروہ ہو تو اس کا موعد جہنم ہے۔

وهو العزيز اور بہت بڑی عزت و غلبہ والا ہے اسی لئے اس نے ایک امی نبی کو بہت عظیم قدرت بخشی ہے۔ الحكيم بہت بڑی حکمت اور مصلحت کی رعایت والا ہے اسی لئے اس نے امی کو تمام بشروں کے لئے چنا (ﷺ)۔ ذلك وہ یہی ہے اس نے تمام افراد میں سے حضور نبی پاک ﷺ ممتاز اور اپنے ہم زمان لوگوں اور آنے والی تمام نسلوں کا نبی بنایا۔ (ﷺ)

فضل الله اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل و عطا۔ اس میں اسباب کی تاثیر کو دخل نہیں یہ محض اس کا کرم ہے اس میں علل و اسباب اور حیل وغیرہ کو کوئی سروکار نہیں۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں اس کے آگے کچھ نہیں۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے لئے عظیم فضل والا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے کہ ان کے ہاں حضرت محبوب ﷺ بنا کر بھیجا ہے انہیں آپ سے بیعت کی توفیق بخشی۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے استعداد اور پر

marfat.com

بھی فضل عظیم ہے کہ ان کے ہاں ہر زمانہ میں اپنے حبیب محمد ﷺ کے وارثین کاملین بھیجے اور پھر انہیں ان کے ارشادات کے موجبات پر عمل کرنے کی توفیق بخشی۔ اگر اہل ارشاد (اولیاء اللہ) واہل ولالت (علماء کرام) اہلسنت نہ ہوتے تو عوام اندھوں کی طرح بھٹکتے رہتے انہیں معلوم نہ ہوتا کہ کہاں جانا ہے یہ اس لئے فضل عظیم ہے کہ ان کا مدعی و مقصد وصول الی اللہ العظیم ہوتا ہے۔

تفسیر صوفیانہ بعض اکابر صوفیہ نے فرمایا کہ اللہ فضل عظیم والا ہے اس لئے کہ جمیع فضائل اسمائیہ اسم اعظم کے تحت ہیں اور وہ احدیت جمیع الاسماء کا جامع ہے۔

حدیث شریف فقراء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے سے اہل ثروت دنیادار لوگ سبقت کر گئے۔ اجر و ثواب میں وہ ہم سے بڑھ گئے آپ نے فرمایا تم کہا کرو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ فقیر صحابہ نے پڑھا تو اہل ثروت صحابہ نے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر فقراء صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو عرض کی کہ دولت مند بھی اس وظیفہ میں ہمارے شریک ہو گئے۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب فقیر مخلصانہ طور پر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے اور غنی دولت مند بھی تو فضیلت میں غنی فقیر کے درجہ اور ثواب کے تضاعف کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر غنی اس کے مقابلہ میں دس ہزار درہم خرچ کرے ایسے ہی اس کے کل اعمال کا حال ہے۔

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

نہ قطار زر بخش کردن زگنج　　　نہ باشد چو قیراطے از دست رنج

(خزانہ سونے کا لٹا دینے کا اس ایک قیراط خرچ کرنے سے مقابلہ نہیں جو دست رنج سے ہو)

تفسیر عالمانہ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰۃَ ان کی صفت یہ ہے کہ جو تورات اٹھائے یعنی تورات میں جو تفاصیل و مضامین ہیں آیات میں سے جاننے کے باوجود بالخصوص وہ آیات ناطقہ جو رسول اکرم ﷺ کی نبوت

marfat.com

کے متعلق ہیں انہیں صرف پڑھ لیتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔

کمثل الحمار گدھے کی طرح کاف اس میں زائدہ ہے (الکواشی) حمار مشہور جانور ہے جاہل کو اس سے تعبیر کرتے ہیں جیسے کہتے ہیں۔ ھو اکفر من الحمیر وہ گدھے سے زیادہ جاہل ہے اس لئے کہ کفر جہالت سے ہوتا ہے اس کے ساتھ تشبیہ ان کی تحقیر و اہانت میں زیادتی کے لئے ان کی بیوقوفی پر انتہائی تہکم و توبیخ ہے کیونکہ حمار کا ذکر نہیں لیکن بوجھ اٹھانے کے لئے اسے نہایت مناسب نہیں۔

تعلم یافتی فالجمل عار ولا یرضی الابہ الحمار

(علم تو تو نے حاصل کر لیا لیکن اس پر عمل نہ کرنے سے تجھ سے جہل کو بھی عار ہے ایسے بیوقوفی و حماقت خوش ہے)

یحمل اسفارا جو بوجھ اٹھاتا ہے یعنی علم کی کتابوں کو اٹھانے سے نہیں تھکتا لیکن ان سے نفع نہیں اٹھاتا۔

یحمل یا حال ہے اس میں عامل مثل کا فاعل ہے یا حمار کی صفت ہے کیونکہ اس میں کوئی معنی معین نہیں کیونکہ موف باللام للذہنی نکرہ کے حکم میں ہے جیسے نحویوں کے بعض اقوال میں ہے ولقد رمز علی اللئیم لیبنی میں کسی لئیم سے گزرتا ہوں وہ مجھے گالی دیتا ہے۔

حل لغات الاسفار سفر بکسر السین کی جمع ہے بمعنی کتاب بکثرت آتا ہے اور جاہل کو ان کتابوں کے متعلق گدھا کی طرح معلوم نہیں ہوتا جیسے وہ بوجھ اٹھاتا ہے اور اس سے نفع نہیں پاتا ایسے ہی جاہل۔ القاموس میں ہے السفر بڑی کتب یا تورات کے اجزاء میں سے ایک جزء۔

فائدہ اس میں اللہ تعالٰی کی طرف سے تنبیہ ہے کہ جو کتب کا حامل ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے معانی سیکھے اسے پورے طور سمجھ کر اس پر عمل کرے تاکہ اس کی ان یہودیوں کی طرح مذمت نہ ہو۔

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

علم چندانکہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی

نہ محقق بود نہ دانش مند چارپائے بروکتابے چند

marfat.com

آں تہی مغز را چہ علم و خبر • کہ برو ہیزم ست یا دفتر

(علم جتنا بہت زیادہ پڑھو جب تم میں عمل نہ ہو تو تم نادان ہو۔ ۲۔ وہ نہ محقق ہے نہ دانش ور ہے بلکہ جانور ہے جس میں چند کتابیں لادی گئی ہیں ۳۔ اس خالی مغز والے کو علم و خبر کی کیا خبر کہ اس پر لکڑیاں لادی گئی ہیں یا کتابیں)

حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا۔

گفت ایزد یحمل اسفارہ • بار باشد کان نبود زہرہ

علم ہائے اہل دل حمالشان • علم ہائے اہل تن احمال شان

علم چوں بر دل زند یارے بود • علم چوں گل زند بارے بود

چوں بدل خوانی زحق گیری سبق • چوں گل خوانی سیہ سازی ورق

ترجمہ ۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کتابیں اٹھاتا ہے اس پر بوجھ ہو جاتا ہے اسے فائدہ نہ ہو گا ۲۔ اہل دل کے علوم انہیں اٹھا کر اونچا کرتے ہیں اہل تن کا علم ان پر بوجھ ہوتا ہے۔ ۳۔ علم دل پر مارو تو مددگار ہوتا ہے علم کو جب جسم پر مارے تو وہ اس کا بوجھ ہوتا ہے۔ ۴۔ علم کو دل پر مارو تو اللہ تعالیٰ سے سبق حاصل کرو گے علم کو جسم پر مارو تو صرف ورق سیاہ کر رہے ہو)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ مثل یہود نفس تورت و معرفت اٹھانے میں صحت رسالت قلب کے اور اس کے رسوم و احکام کی عدم اتباع میں یوں ہے جیسے حمار بدن نفیس سامان اور بہترین اسباب اور اعلیٰ ترین کپڑے اور حسین چادریں اٹھاتا ہے تو جیسے حمار (بدن) انہیں نہیں جانتا اور نہ ان کی شرافت و کرامت آگاہ ہے ایسے ہی یہود نفس رسول قلب کی رفعت و رتبہ کو نہیں جانتا۔

حکایت ایک مسخرہ طعام کی دعوت پر گیا۔ لوگوں نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی اسے بٹھلایا تو جوتوں کی جگہ پر کسی طریقہ سے مجلس سے اٹھا کسی سے عاریت کا نفیس لباس پہن کر مجلس میں واپس آیا تو اہل مجلس نے اسے بہترین ملبوس دیکھ کر اس کی تعظیم و تکریم کی اور سب سے اونچے مقام پر بٹھایا اور جب طعام پیش کیا گیا تو مسخرہ نے آستین کو کہا کھا

marfat.com

استین کیا جائے طعام اور لذت کو۔

سبق اہل ظاہر کی نظر تو صرف ظاہر پر ہوتی ہے وہ تو فضیلت و شرافت نقش و نگار اور زیب و زینت کو دیکھتے ہیں انہیں معانی و حقائق کا ادراک کہاں۔

تفسیر عالمانہ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ (بری مثل اس قوم کی جس نے آیات الٰہی کی تکذیب کی) بری مثل ہے اس قوم کی جس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی۔ یہاں تمیز محذوف ہے اور فاعل مفسرلہ مستر اور مذکور و مخصوص بالذم ہے اور وہ وہی یہودی ہیں جنہوں نے اس کا انکار کیا جو تورات میں آیات ہیں جو نبی پاک ﷺ کی صحت نبوت کی شاہد ہیں۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ اور جو تصدیق کی جگہ پر تکذیب کو رکھتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں کہ گمراہی کو ہدایت پر اختیار کر کے خود کو عذاب دائمی میں پیش کر رہے ہیں۔ ایسے ہی شقاوت کو سعادت پر اور عداوت کو عنایت پر ترجیح دیتے ہیں جیسے یہود اور ان جیسے اور لوگ۔ اس میں ان کی تقبیح ہے کہ ان کے حال کو گدھے کے حال سے تشبیہ دی گئی ہے اور قبیح کو قبیح سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (بے شک بری آوازوں میں زیادہ بری آواز گدھے کی ہے) ایسے ہی جاہل اور مدعی کی آواز بری ہے گدھے کی طرح اور وہی زیادہ گمراہ اور سب سے کمتر ہے۔ محض نقصان وہ ہے حالانکہ گدھا میں نفع ہے کیونکہ وہ بیچارہ بوجھ اٹھاتا ہے اس پر مرد و عورتیں سوار ہوتی ہیں۔

مرگی کا علاج حیوۃ الحیوان (کتاب) میں ہے گدھے کے کھر کی انگشتری بنا کر مرگی والا پہنے تو مرگی نہ ہو گی۔

فائدہ گدھا میں شہوت زیادہ ہے بہ نسبت دیگر حیوانات کے۔ یہ صفت طبیعہ بہیمہ ہے جو اسے عفت (پاکدامنی) سے تبدیل کرے تو نجات پائے گا اور اس کی تشبیہ مذکور سے بچ جائے گا۔

بے عمل علماء بہت سے علماء بے عمل دیکھے جاتے ہیں جن کی نظریں حرام پر جمی رہتی ہیں حالانکہ ان کی اپنی

marfat.com

ورتیں منکوحہ بھی ہوتی یا وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں (معاذ اللہ) وہ اپنی قوت شہوت کی شریعت سے اصلاح نہیں کرتے۔ شریعت ان کی صرف باتیں ہیں۔ نیک اعمال، اصلاح و احوال سے کورے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی عصمت کا سوال کرتے ہیں ان باتوں سے جو اس کے غیظ و غضب کا موجب ہیں وہ صاحب منت و فضل و نعمت ہے۔

تفسیر عالمانہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا (فرمایئے اے یہودیو)

حل لغات یہود ہاد یہود سے ہے یعنی تہود یعنی وہ یہودی ہو گیا۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ جو یہودی ہو گئے۔ تہود بمعنی یہودی ہونا اور یہودی دین رکھنا۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے اے وہ جو یہودی ہو کر راہ راست سے پھر گئے ہو۔ المہادات بمعنی المھاملتہ مائل ہونا۔ اسی لئے بعض مفسرین نے فرمایا یعنی وہ جو اسلام اور حق سے روگردانی کر کے یہودیت کی طرف مائل ہوتے اور یہ بھی ادیان باطلہ سے ہے جیسے گزرا۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا الہود بمعنی نرمی سے رجوع کرنا اور عرف میں توبہ کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہود دراصل انا ھدنا الیک سے ہے بمعنی تبنا الیک ہم نے توبہ کی یہ پہلے تو مدح کے لئے تھا لیکن ان کے دین کے منسوخ ہونے کے بعد یہ ان کے لئے لازم ہو گیا۔ اگرچہ اس میں اب مدح کا معنی نہیں جیسے نصاریٰ دراصل انصار اللہ سے ہے پھر ان کی شریعت کے منسوخ ہونے کے بعد ان کے لئے لازم ہو گا (اگرچہ اس میں بھی مدح کا معنی نہیں)

فائدہ اکثر مواضع میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو بالواسطہ خطاب فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اپنے درمیان واسطہ بنالیا یعنی بت بخلاف اہل ایمان کے انہیں بلاواسطہ خطاب فرمایا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے توڑ دیئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے واسطہ توڑ دیا فرمایا۔ ان زعمتم اگر تم نے گمان کیا۔

حل لغات الزعم بمعنی قول بلا دلیل اور وہ قول کہ یہ شے ایسی ایسی صفت پر ہے لیکن وہ وثوق لحاظ سے بلا دلیل ہو جیسے زعمتک کریما میں نے تجھے کریم گمان کیا۔ القاموس میں ہے کہ الزعم پر ہر تینوں حرکات آتی ہیں بمعنی حق و باطل اس کی ضد کذب ہے اس کا اکثر استعمال اس میں ہوتا ہے جس میں شک ہو۔ اس سے اس قائل

marfat.com

کا رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ اگر باسم ہو تو بمعنی اعتقاد الباطل بالفتح ہو تو بمعنی قول الباطل۔ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زعم اس قول کی حکایت جس میں کذب کا ظن ہو اس لئے اس کے قائلین کی قرآن مجید میں اکثر مذمت آئی ہے اور متکفل ورئیس (قوم) کو زعیم کہتے ہیں۔ اعتقاد کے لئے ان کے قول میں کہ وہ مظنہ کذب ہے۔ انکم اولیاء اللہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو۔ ولی کی جمع ہے یعنی حبیب دون الناس لوگوں کے سوا۔ اولیاء کی صفت ہے یعنی امیوں وغیرہم کے سوا جو بنی اسرائیل نہیں۔ بعض نے کہا سوائے مومنین کے عربی ہوں یا عجمی اس سے وہ مراد ہیں جو کہتے تھے نحن ابناء واللہ واحباء ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور دوست ہیں اور ان کا دعویٰ تھا کہ دار آخرت اللہ تعالیٰ کے ہاں خالص انہی کے لئے ہے۔ اور ان کا دعویٰ تھا کہ بہشت میں ہرگز داخل نہ ہوں گے مگر یہود۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو حکم فرمایا کہ انہیں یہی سنا دیں تاکہ ان کا کذب ظاہر ہو وہ یہ اگر تمہارا گمان وہی ہے جو مذکور ہوا۔ فتمنوا الموت تو موت کی آرزو کرو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں موت دے اور اس دار البلاء سے نکل کر دار الکرامت لے چلے جاؤ۔ مثلاً کہو اللہم امتنا (اے اللہ ہمیں موت دے)

حل لغات التمنی بمعنی خیال میں کسی شے کی تقدیر و تصویر یعنی آرزو مانگنا۔ بعض نے کہا تمنی والاشتہاء میں یہ فرق ہے تمنی اشتہاء سے اعم ہے کیونکہ ممتنعات میں بھی ہوتی ہے بخلاف اشتہاء کے کہ وہ صرف ممکنات میں ہوتی ہے۔

ان کنتم صادقین (اگر تم سچے ہو) اس کا جواب محذوف ہے ماقبل کی دلالت کی وجہ سے یعنی اگر تم اپنے گمان میں سچے اور تمہیں پورا وثوق ہے کہ وہی حق ہے تو موت کی آرزو کرو کیونکہ جسے یقین ہوتا ہے کہ وہ بہشتی ہے تو وہ چاہتا ہے بہشت میں جلد پہنچے تاکہ اس کو دار دنیا سے چھٹکارا مل جائے جہاں قرار نہیں اور بہشت کا پہنچنا موت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

تفسیر صوفیانہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بارہا ایسے مدعیوں کو آزمایا (منظر عام پہ پایا) کہ

marfat.com

اس کی محبت کا دم بھرتے ہیں کیونکہ ان میں موت کا کہا جاتا ہے تو کنی کتراتے ہیں اور سچوں کو بھی دیکھا کہ ان پر شوق الٰہی کا غلبہ اور موت محبوب محسوس ہوتی ہے اسی سے سچوں کا جھوٹوں کا جھوٹ واضح ہو جاتا ہے کہ سچا چاہتا ہے جلد پہنچے جھوٹا اس سے بھاگتا ہے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دیدار کا طالب ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی حاضری سے کراہت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے دیکھنا نہیں چاہتا۔

ملفوظ حضرت جنید بغداد قدس سرہ سیدنا جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا کہ محب وہ ہے جو اپنے آقا کا مشتاق ہو اور اس کے نزدیک وفات زندہ رہنے سے محبوب تر ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ موت سے ہی دیدار محبوب (آقا) ہوگا اسی لئے وہ ہمیشہ دل سے موت کا خواہش مند رہتا ہے۔

تفسیر عالمانہ وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا (اس کی وہ ہمیشہ ہمیشہ آرزو نہ کریں گے) ان کے آنے والے حال کی خبر دی گئی ہے ابداً ظرف ہے بمعنی طویل زمانہ نہ کہ بمعنی مطلق زمانہ اس سے مراد یہ کہ جب تک وہ دنیا میں ہیں وہ موت کی ہرگز آرزو نہ کریں گے۔

نکتہ سورۃ البقرہ میں ہے وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ (ہرگز ہرگز آرزو نہ کریں گے) وہ اس لئے کہ اس سورۃ بقرہ کے مضمون میں یہود کا مبالغہ آمیز دعویٰ تھا کہ ہم مخلص ہیں اسی لئے جنت صرف ہماری ہے اسی لئے وہاں لفظ لن سے ان کے رد میں مبالغہ کیا گیا ہے کیونکہ حروف نفی میں لفظ لن میں زیادہ مبالغہ ہے اور سورت جمعہ میں ان کا دعویٰ اتنا مبالغہ آمیز نہیں بلکہ تردد میں ہیں جیسا کہ لفظ زعمتم سے واضح ہے اس لئے یہاں ان کا رد لفظ لا سے ہے (برہان القرآن)

بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ (بوجہ اس کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا) باء اس کے متعلق ہے جس پر نفی کا معنی دلالت کرتا ہے یعنی وہ تمنائے موت سے انکار کریں گے کیونکہ اپنے کرتوتوں کا علم ہے کہ وہ کفر و معاصی کے مرتکب ہیں اور یہ امور دوزخ کے دخول کے اسی طرح موجب ہیں جیسے احکام تورات کی تحریف اور لغت نبوی (علی

marfat.com

صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی تغییر اور انہیں یقین تھا کہ مرنے کے بعد ان معاصی کی وجہ سے عذاب کئے جائیں گے۔

سوال صرف ہاتھ کی تخصیص کیوں حالانکہ گناہ تو دوسرے اعضاء سے بھی ہوتے ہیں۔

جواب چونکہ ہاتھ پر ہی عام افعال کا مدار ہے اس لئے اس کی تخصیص کی گئی جیسے کبھی نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی اس سے قدرت بھی مراد ہوتی ہے یعنی ایدی سے مراد یہاں پر ذوات (خود) اور یہ ہاتھ سے اس لئے مستعمل ہوتا ہے کہ ہاتھوں کی اکثر حالتیں ایسی ہوتی ہے کہ گویا ذات ہی وہی ہاتھ ہیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ مضمر کے بجائے مظہر اس لئے ہے تاکہ ظلم کی ان پر مہر ہو کہ وہ اپنے جملہ امور میں ظالم ہیں یعنی اللہ تعالیٰ انہیں بھی اور جو ان سے صادر ہوتا ہے فنون ظلم و معاصی جو انہیں گوناگوں عذاب میں مبتلا کریں گے کو خوب جانتا ہے اور ان کے وہ حالات بھی جانتا ہے جو زمانہ مستقبل میں ان سے سرزد ہوں گے یعنی جو اس تک پہنچانے والی شے ہے اس سے کنارہ کشی کریں گے یعنی موت سے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ ان میں سے کسی نے موت کی آرزو نہ کرنی تھی نہ کی۔

مسئلہ حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو کچھ دن باقی زندگی بسر کرے گا تو خیر و بھلائی میں اضافہ ہو گا تو اس کے لئے بہتر ہے اگر وہ برا ہے تو شاید وہ گناہ سے رجوع کرے یعنی اس سے اس کا رب راضی ہو اس کی توبہ و طاعت سے۔

ازالہ وہم عاشقان خدا کا موت کی آرزو کرنے پر اپنا قیاس نہ کیا جائے کیونکہ ان کی آرزوئے موت مبنی بر انتہائی محبت (عشق) الٰہی اور جدائی کی آگ میں جلنے کی طاقت نہ رکھنے پر بے صبری کی وجہ سے ہوتی ہے مغلوب مجذوب اور مشتاق گویا اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ کسی نے فرمایا۔

عاقلاں از مرگ مہلت خواستند عاشقاں گفتند نے نے زود باد

(عاقل موت سے مہلت چاہتے ہیں عاشق کہتے ہیں نہیں نہیں جلد ہو)

مسئلہ موت کے لئے احوال و اوقات ہیں ایک اعتبار سے اس کی آرزو جائز ہے دوسرے اعتبار سے ناجائز جواز کی

marfat.com

صورت اشتیاق غالب ہیں۔ اور ایسا دور بھی آئے گا جس میں موت کی آرزو جائز ہو گی جیسے حضور سرور عالم ﷺ کی دعا میں ہے۔

اللھم انی اسئلک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین فاذاردت لیبارک فتنتہ فاقبضی الیک غیر مفتون

(اے اللہ میں تیرے فعل خیرات و ترک منکرات اور مساکین کی محبت کا سوال کرتا ہوں جب تو اپنے بندوں کو فتنوں میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے غیر مفتون کر کے اپنی طرف بلا لینا)

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہودی اگر موت کی آرزو کرتے تو ان کا ہر آدمی تھوک نگلنے سے ہی اس جگہ مرجاتا کوئی یہودی زمین پر نہ ہوتا۔

تفسیر صوفیانہ .. موت کا مطلب ہے ارادات نفسانیہ اوصاف طبعیہ سے فنا پانا جیسے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ موتوا قبل ان تموتوا مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

فائدہ جس کا ارادہ سچا اور طلب صادق ہو تو اپنے نفس کی موت چاہتا ہے اسے اس کی پرواہ نہیں کہ وہ موت پر گرایا موت اس پر گری موت اگرچہ بظاہر کڑوی ہے لیکن در حقیقت میٹھی ہے کیونکہ اس میں حیات حقیقی اور مرض قلبی کی شفاء ہے۔

چہ خوش گفتار یک روز دارو فروش　　شفا بایدت داروئے تلخ نوش

(ایک دن دوا فروش نے کیا خوب کہا کہ اگر تجھے شفا چاہیے تو کڑوا دوا خرید)

اور جس کا سچا ارادہ اور طلب صادق نہیں تو وہ مجاہدہ مع النفس سے بھاگتا اور وہ طبیعت کی گلئے کو ذبح کرنے سے ڈرتا ہے ایسا انسان موت طبعی کے وقت ایسی کڑواہٹوں میں مبتلا ہو گا جس کا بیان نہیں ہو سکتا (اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرنے والا ہے)

تفسیر عالمانہ قل ان الموت الذی تفرون منہ فرمایئے بیشک موت جس سے تم بھاگتے ہو۔ یعنی

marfat.com

جسارت نہیں کرتے کہ تم اس کی آرزو کرو اس خوف سے کہ تم اپنے کفر کے وبال میں گرفتار ہو گے۔

فانه ملاقیکم تو وہ بیشک تمہاری ملاقات کرے گی ضرور کوئی شے اسے پھیرنے اور ہٹانے والی نہیں وہ تمہیں ضرور پکڑے گی اور موت کا پیالہ لازماً پیو گے فلہذا اس سے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں فاء اسم کے شرط کے معنی کو تضمن کی وجہ سے ہے باعتبار وصف کے یعنی باعتبار موصوف کو موصول کے حکم میں ہونے میں۔ اب معنی یہ ہوا کہ اگر تم موت سے بھاگو تو وہ تمہاری ضرور ملاقات کرے گی اور آگے آکر ملے گی اس کی ملاقات اور اس سے طوق (ملنا) کا سبب ہے اس لئے کہ اس سے بھاگنے والا عمر میں برکت نہیں پاتا بلکہ وہ الٹا موت کی طرف بھاگ رہا ہے اسی لئے موت اس کی ملاقات کرے گی۔ اور آگے آکر ملے گی۔ بعض دانش وروں نے کہا کہ جب کام الٹ جائے تو اس کے لئے حیلہ کرنا ہلاکت ہے ثم موت اضطراری وطبعی کے بعد تردون تم پھیرے جاؤ گے۔

حل لغات الرد یعنی شے کی ذات کو یا اس کے احوال میں سے اس حالت سے پھیرنا جس پر وہ اب ہے کہا جاتا ہے ردته فارتد میں نے اسے پھیرا تو وہ پھر گیا۔ آیت میں ان کی ذات کا پھیرنا مراد ہے جیسے دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ اگر وہ پھیرے جائیں دنیا میں وہ اس طرف لوٹیں گے جس سے انہیں روکا گیا۔ اور حالت سے پھیرنے کی مثال۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ تمہیں تمہاری پیٹھوں کی طرف پھیردیں گے۔ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ عالم غیب وشہادت کی طرف یعنی وہ ذات جس پر تمہارے جملہ حالات پوشیدہ نہیں یعنی تم لوٹائے جاؤ گے وہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاکم و مالک نہیں۔

نکتہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو عالم الغیب والشہادہ سے موصوف فرمایا باعتبار ان کے احوال باطنہ و اعمال ظاہرہ کے۔ اس کی مکمل تفسیر سورۃ الحشر میں گزری ہے۔ فینبئکم پھر وہ تمہیں نہ دے گا۔ بما کنتم تعلمون تمہارے اعمال کی کفر و معاصی وخواہش ظاہر ہو باطنہ کی یعنی ان کی تمہیں سزا دے گا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں ارادی کی طرف اشارہ ہے یعنی ترک شہوات دفع مستلذات

marfat.com

کی طرف کہ جن سے تم بچنا چاہتے ہو اپنی روحانی ہمت کی کمزوری اور ربانی حاجت کی سستی کیوجہ سے لیکن وہ تمہاری ایسی ملاقات کرے گی کہ پھر تم سے جدا بھی نہ ہو گی لیکن تم اسے نہیں سمجھتے ہو شہوات حیوانیہ میں انہماک اور مشتہیات ظلمانیہ کے تباہی میں انہماک کی وجہ سے کیونکہ تم خلق جدید کے التباس اور ہمیشہ حشر و نشر میں ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وجاءهم الموج من كل مكان اور ان کے ہاں ہر جگہ سے موج آئی۔ یہاں موج سے موت مراد ہے یعنی ان کی ہر لذت لذیذ اور نعمت نفیس میں موت آئی پھر تم عالم الغیب یعنی غیب النیات نیات اور قلب کی گہرائیوں اور رازوں کو جاننے والا اور شہادت سے طاعات و عبادات مراد ہیں یعنی وہ تمہاری طاعات و عبادات کو جاننے والا ہے۔

فَيُنَبِّئُكُم پھر وہ تمہیں جزا دے گا تمہارے اعمال کی یعنی نیات صالحہ قلبیہ یا نیات فاسدہ نفسیہ کی جزا و سزا دے گا نیز اس میں اشارہ ہے کہ جیسے موت طبعی سے فرار کا کوئی فائدہ نہیں ایسے ہی موت ارادہ سے بھی بھاگنے کا سود مند نہیں لیکن عقل مند کو ضروری ہے کہ وہ ہر آن فناء کے لئے متنبہ رہے اور فناء کو اختیار کرے بقاء مع اللہ کی محبت میں۔

فائدہ موت طبع سے فرار کا مطلب ہے اس سے طبع کا کراہت کرنا اور اس سے نفرت کرنے والا معذور ہے کیونکہ اس سے چھٹکارا مشکل ہے سوائے مشتاقان دیدار حق کے۔

حکایت کسی ایک بادشاہ کو خیال ہوا کہ وہ روئے زمین کی سیر کرے اس نے لباس منگوایا لیکن وہ اسے پسند نہ آیا واپس کر دیا اور منگوایا اسی طرح طبع کی ناپسندی پر مختلف لباس آتے رہے جاتے رہے یہاں تک کہ اسے ایک لباس بھا گیا اور اسے پہن لیا اسی طرح سواری کا حال رہا ایک سواری پسند آئی اس پر سوار ہوا۔ تو ابلیس نے آکر اس کی ناک میں کبر کا تصور پھونک دیا وہ اسی حالت میں چل رہا تھا۔ اور آگے پیچھے نوکر چاکر سواریوں پر ساتھ تھے وہ تکبر سے کسی طرف دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ راستہ میں اسے میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑوں والا اور نہایت گری ہوئی حالت والا شخص ملا۔ اس نے کہا السلام علیکم بادشاہ نے توجہ نہ دی۔ اس نے سواری کی لگام پکڑ لی۔ باشاہ نے کہا اسے چھوڑ دے میں

marfat.com

ایک سخت مہم پہ جارہا ہوں اس شخص نے کہا مجھے تجھ سے کام ہے بادشاہ نے کہا تھوڑا صبر کر میں سواری سے اتر کر تیری ضرورت پوری کروں اس نے کہا نہیں مجھے ابھی چاہئے اور سواری کی لگام کو سخت جھٹکا دیا۔ بادشاہ نے کہا بتایئے کیا کام ہے کہا کان میں بتاؤں گا۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ کان لگایا تو کہا میں ملک الموت ہوں۔ اس سے بادشاہ کا چہرہ بدلا اور زبان بکی اور کہا چھوڑیئے میں گھر واپس لوٹوں اور کچھ کام وہ بھی سمیٹ لوں اور امانتیں ہیں وہ بھی لوٹاؤں ملک الموت (علیہ السلام) نے فرمایا نہیں اب تو ہمیشہ تک اہل و عیال اور مال نہ دیکھے گا۔ یہ کہہ کر بادشاہ کی روح قبض کر لی اور بادشاہ سواری سے نیچے گرا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ ایک سوکھی لکڑی ہے اس کے بعد حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک مومن بندے کو اسی حالت و کیفیت میں ملا اور اسے بھی کہا السلام علیکم۔ مومن بندے نے وعلیکم السلام کہا۔ ملک الموت علیہ السلام نے اسے فرمایا مجھے تجھ سے کام ہے جو کان میں بتانے کا ہے۔ مومن بندے نے کہا تو فرمایئے ملک الموت علیہ السلام نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ مومن بندے نے کہا مرحبا (خوش آمدید) اھلا وسھلا جی آیئے بڑی دیر کردی آتے آتے۔ بخدا مجھے زمین پر کوئی شے محبوب تر نہیں سوائے آپ کی ملاقات کے۔ ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا جس کام کے لئے جارہے تھے اسے تو پورا کرلو کہا میرا سب سے بڑا کام دیدار الٰہی ہے بس اب کیا دیر ہے لیجئے روح۔ قبض کیجئے۔ ملک الموت علیہ السلام نے کہا آپ کس حالت میں روح قبض ہونے کو چاہتے ہو۔ کہا کیا آپ اس کی مہلت دے سکتے ہیں فرمایا کیوں نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ سے حکم بھی اسی طرح ہے۔ عرض کی ٹھہریئے میں وضو کرلوں۔ جب نماز پڑھوں تو روح قبض کرلینا۔ لیکن سجدہ کی حالت میں چنانچہ ملک الموت علیہ السلام نے اس کی روح اسی حالت میں قبض کی جب وہ حالت سجدہ میں تھے۔

مثنوی شریف میں ہے۔

بس رجال از نقل عالم شادمان   واز بقائش شادمان ایں کودکان

چونکہ آب خوش ندید آں مرغ کور   پیش او کوثر نماید آب شور

(بہت سے بزرگ لوگ دنیا کے کوچ سے خوش ہوتے ہیں اور دنیوی زندگی سے تو بچے خوش ہوتے ہیں۔ جب اس اندھے پرندے کو شور پانی اچھا نہ لگا تو حوض کوثر بھی اسے آب شور نظر آتا تھا)

marfat.com

فائدہ فرار عقلی یعنی بندے کا موت سے کراہت کرنا یا یعنی ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہونا پہلا (یعنی ہو تو) اگر حظوظ دنیا کے انہماک سے ہے تو مذموم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی پیشی (میدان حشر) کے خوف سے ہے تو وہ معذور ہو۔

حکایت حضرت سلیمان دارانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ماں سے پوچھا کیا آپ موت کو پسند کرتی ہیں فرمایا نہیں اس لئے کہ میں اگر کسی انسان کی بے فرمانی کروں تو پھر اس کو ملنا نہیں چاہتی تو پھر اس ذات کو کیسے ملوں گی جس کی زندگی بھر بے فرمانی کرتی رہی۔

فائدہ اسی پر اس کراہت کا قیاس کیجئے جس نے موت کے بعد کا سامان واستعداد تیار کر رکھا ہے۔

فائدہ دوسری قسم کی موت سے فرار عقلاً ونقلاً کوئی وجہ نہیں رکھتا کیونکہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ موت سے چھٹکارا نہیں وہ جہاں ہو گا اسے موت گھیر لے گی۔ ہاں موت کے بعض اسباب ظاہرہ سے بھاگنا جائز ہے۔ مثلاً آگ جلانے والی کا ہجوم سیلاب زور دار (کہ بہا کر لے جائے گی) دشمن غالب کا حملہ درندے کا حملہ۔ موذی شے کا حملہ وغیرہ وغیرہ ایسے اسباب سے بھاگنے والا ظاہر ہے کہ معذور ہے بلکہ مامور ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے بھاگنے کا حکم فرمایا ہے)

مسئلہ طاعون سے فرار کے عدم جواز کو نہ عقل چاہتی ہے نہ نقل۔

حدیث وحکم شرعی عقلاً تو یوں کہ حضرت امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ طب میں وبائی بیماری کا سبب مضر ہوا ہے اور تداوی (دور کرنا) کا زیادہ ظاہر طریقہ یہ ہے کہ مضر ہوا سے بھاگ جانا چاہیے۔ اس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں لیکن یاد رکھنا چاہیے مضر ہوا ضرر رساں نہیں اس حیثیت سے کہ ہوا ظاہر بدن کو ہی لگتی ہے تو ضرر پہنچاتی ہے۔ تب جب گندی (بدبودار) ناک سے بار بار سونگھی جائے اور وہ حلق و قلب و آنتوں کے اندر داخل ہو کر زیادہ عرصہ (دراز سونگھی جائے اس سے ثابت ہوا کہ ہوا ظاہر بدن پر اثر انداز نہیں جب تک باطن میں زیادہ عرصہ تک اثر نہ پڑے۔ اس معنی پر طاعون کے آنے کے بعد شہر سے نکلنا بے سود ہے لیکن وہ وبائی ہوا تو پہلے اثر انداز ہو کر مستحکم ہو چکی ہے

marfat.com

اب اس سے فرار میں نجات ایک وہم و خیال ہے تو یہ بھی منجملہ توہمات سے ہوا جیسے منتر اور بدفالی وغیرہ وغیرہ۔ اگر تندرستوں کو جانے کی اجازت دی جائے تو پھر مریضوں کا کیا بنے گا کیونکہ شہر (بستی وغیرہ) میں بیماروں کے سوا ہو گا کوئی نہیں تو پھر انہیں پانی کون پلائے گا کھانا کون کھلائے گا۔ وہ خود تو عاجز ہیں کیونکہ طاعون نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ دل ان کے ڈھ چکے ہیں (اب وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں) تندرست چلے جائیں تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ہم نے مریضوں کو عمداً اور یقیناً موت کے منہ میں دے دیا (اور یہ بہت بڑا گناہ ہے) یہ وہم کرنا کہ امید ہے کہ تندرست ہو جائیں گے تو پھر وہی وہم تو تندرستوں کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جانے والے طاعون کی لپیٹ میں آجائیں تو وہاں تندرستوں کا بیماروں کے ساتھ ٹھہرنا ان کی موت یقینی نہیں ایسے ہی ان کا نکل کر چلا جانا بھی بچ جانا یقینی نہیں لیکن باقی رہنے والوں بیماروں کو چھوڑ جانے سے ان کی موت یقینی اور مسلمان تو آپس میں ایک دیوار کی طرح ہیں جو ایک دوسرے سے مضبوط و پختہ ہیں بلکہ تمام مومن تو ایک جسم کی طرح ہیں کہ جسم کے کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بے قرار ہوتا ہے یہ تو تقریر ہے جو نہی کی تعلیل میں ہمیں سمجھ آئی ہے۔ یہی تقریر اس کے برعکس ہے جو طاعونی علاقہ میں آنے کی کوشش کرے کیونکہ ابھی وبائی ہوا اس کے باطن میں اثر انداز نہیں ہوئی اسی لئے اسے طاعون والوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔

طاعون سے خروج کی ممانعت کے دلائل شرعیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقالھم موتوا ثم احیاھم کیا تم نے انہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے نکلے وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ موت کے خوف سے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ کیا۔ آیت میں ان کے طاعون سے بھاگنے کا انکار و نہی ہے بلکہ ان کے حال پر اظہار تعجب ہے تاکہ عقلمند ان کا حال سن کر عبرت حاصل کریں اور یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قضاء سے بھاگنے میں نجات نہیں کیونکہ بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حدیث شریف طاعون سے بھاگنے والا جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور اس پر صبر والے کو شہید کا

marfat.com

ثواب نصیب ہو گا۔ شہداء اور گھر پر مرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقدمہ پیش کریں گے ان کے بارے میں جو طاعون میں مرے شہداء کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں کہ جس طرح ہم شہید ہوئے یہ بھی اسی طرح شہید ہیں۔ گھر میں بستروں پر مرنے والے کہیں گے کہ طاعون والے تو اسی طرح مرے جیسے زخم شہداء کے زخموں کی طرح ہیں تو یہ شہداء کے ساتھی ہیں۔ طاعون والوں کو دیکھا جائے گا کہ ان کے زخم شہداء کے زخموں جیسے ہیں۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کا طاعون کے بارے میں فرمانا کہ یہ تمہارے دشمنوں کا ٹھونسا ہے الوخزوہ ٹھونسا جس سے خون نہ بہے۔

فائدہ شیطان کا رکض وہمزو نفث ونفخ ودخز ہوتا ہے۔ (یعنی وسوسہ وغیرہ) اور جنات جب مراق بطن کی رگ پر ٹھونس ماریں تو خون نہیں بہتا اگرچہ غدہ (گلٹی) پر ٹھونسیں تو خون بہتا ہے غدہ وہ ہے جو گوشت میں گلٹی نکلتی ہے اس کا سبب شیطان کا ٹھونسا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے موافقت ہو سکتی ہے۔ ان دو حدیثوں کے درمیان میں کہ ایک میں ہے الوخز ہے دوسری میں غدۃ کغدۃ البعیر ہے وہ جو مراق البطن سے نکلتی طاعون کے متعلق مزید تفصیل سورۃ لبقرہ میں ہے اور اس کی مکمل تفصیل محقق رسالہ الشفاء ہے اور لادواء الوباء لابن طاش کبری ہے

تفسیر عالمانہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اے ایمان والو جب نماز کے لئے بلایا جائے۔

حل لغات الغداء رفع الصوت (آواز بلند کرنا) اور اس کا ظاہر ہونا اور نماز کی نداء شرع میں مخصوص الفاظ سے ہوتی ہے (یعنی اذان سے) اور یہاں پر نماز سے نماز جمعہ مراد ہے جیسے اس پر یوم الجمعہ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ اب معنی ہوا کہ جب نماز کے لئے اس کی نداء ہو یعنی اذان ہو۔

مسئلہ اس سے پہلی اذان مراد ہے ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے کیونکہ اعلام اسی سے ہوتا ہے نہ کہ وہ اذان جو امام کے خطبہ کے لئے منبر کے سامنے کہی جاتی ہے۔[لہ]

(حاشیہ لہ یہی ہم اہلسنت کہتے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے دور میں یہ مسئلہ بھی
(حاشیہ جاری)

marfat.com

فائدہ حضور سرور عالم ﷺ کا ایک موذن تھا جب آپ منبر پر رونق افروز ہوتے تو وہ مسجد کے دروازہ پر اذان کہتا جب آپ منبر سے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو موذن اقامت کہتا پھر سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ تک یہی دستور رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب لوگوں کی کثرت ہوگئی اور مدینہ پاک میں لوگوں کے گھر دور دور تک پھیل گئے تو آپ نے حکم فرمایا کہ اب ایک اذان پہلے ہو آپ کی ایک دار پر جو بازار میں تھی جس کا نام زوراء تھا تاکہ لوگ اذان سن کر نماز میں آئیں پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوتے تو اذان ثانی ہوتی (جو در حقیقت یہی پہلی ہے) بعد ازاں منبر سے اتر کر نماز کی اقامت ہوتی آپ کی اس بدعت (حسنہ) پر کسی نے انکار و اعتراض نہ کیا۔[1]

دیوبندیوں اور ہمارے نزدیک اختلافی ہو گیا۔ وہ کہتے کہ مسجد کے اندر امام خطبہ کے سامنے اذان کہی جائے۔ بعض سنی علماء بھی اس مسئلہ میں غلطی کھا کر دیوبندیوں کے ساتھ ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور آپ کے تلامذہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں بھی مخالفین کی خوب خبر لی۔ متعدد تصانیف اسی موضوع پر جانبین سے لکھی گئیں۔ فقیر نے ایک رسالہ لکھا النفع المنبر فی الاذان امام المنبر لکھا جو نعم الحامی شرح جامی کے اندر شامل کر دیا گیا۔ اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ سب سے پہلے یہ تو آپ سمجھ لیں کہ متقدمین و متاخرین فقہا و محدثین ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ دیوبندیوں نے صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو نیچا دکھانے کے لئے بڑا زور لگایا لیکن بے سود۔ کیونکہ ۱۳۰۰ھ ہجری تک یہ مسئلہ اتفاقی رہا کہ اذان خطبہ مسجد سے باہر دروازہ پر (خارجی یا داخلی) ہونی چاہیئے یہی صاحب روح البیان نے ۱۱۲۶ھ ہجری میں لکھا کہ اذان ثانی مسجد کے دروازہ پر ہونی چاہیئے اس کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد (روح البیان ص ۵۲۲ ج ۹)

[1] (جو لوگ کہتے ہیں "کل بدعۃ ضلالۃ" اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ بدعت ہے ان سے اس کے جواب کا مطالبہ ہے کہ اول اذان جمعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے اور یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد اور یہ بھی صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ کے سامنے جس

(جاری)

marfat.com

تحقیق الجمعہ الجمعہ (ضم المیم) وہی اصل ہے والسکون اور بالتخفیف اور من اذاکان کابیان اور تفسیر ہے یہ بیان الجنس کے لئے نہیں جیسے متبادراً سمجھا جاتا ہے کیونکہ اذان کا وقت یوم جمعہ کا جزء اس پر محمول نہیں اور یہ بیان الجنس ہو بھی کیسے جب کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ یہ وقت ایام میں کون سے دن کا ہے اس لئے اس میں ابہام ہے یہ جامع ہے من سبعیہ اور فی کا جامع جیسے بعض پہلے کی طرف گئے ہیں۔ بعض دوسرے کی طرف۔ اسے جمعہ اس لئے کہتے ہیں وہ سب اس معنی پر اسلامی نام ہے بعض نے کہا کہ اس کا سب سے پہلے جمعہ حضرت کعب بن لوی نے نام رکھا۔

فائدہ لوی لُئَیّ کی تصغیر ہے اس لئے کہ قریش کا اس دن کے ہاں اجتماع ہوتا تھا (اور وہ اس دن نبی پاک ﷺ نعتیں (قصے) سناتا) اہل عرب اسلام سے پہلے اسے عروبہ کہتے بمعنی ظہور اور عروبہ العروبۃ الف ولام کے ساتھ (قاموس) اور ابن الاثیر نے النہایہ میں فرمایا زیادہ فصیح یہ ہے کہ اس پر الف ولام داخل نہ ہو۔

شان نزول اور مدینہ طیبہ کا پہلا اسلامی جمعہ

حضور نبی پاک ﷺ کی ہجرت سے پہلے مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہود ہفتہ میں ایک دن اور نصاریٰ اتوار کے دن جمع ہوتے ہیں۔ ہم بھی ایک دن مقرر کرلیں جس میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور نماز

(بقیہ) پر کسی نے انکار نہ کیا اور نہ اعتراض جس سے یہی بات حق ثابت ہوئی جو اہلسنت (بریلوی) کہتے ہیں کہ جو عمل قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو اور اس سے دین کا فائدہ ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اور یہ طریقہ سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے شروع ہوا جبکہ قرآن مجید کو جمع کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "العصمۃ عن البدعۃ" نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اذان مسجد میں کہنا مکروہ ہے اذان خطبہ ہو یا مطلق اذان برائے نماز مسجد سے باہر ہو لیکن افسوس کہ دور حاضرہ میں سپیکر کی بدعت نے اس سنت کو مردہ بنادیا مساجد اہلسنت ہوں یا اہل بدعت (دیوبندی' وہابی' غیر مقلد و دیگر فرقے) اکثر میں اذان (سپیکر کے تحفظ کے لئے) مساجد میں دی جارہی ہے لیکن اس پر کوئی بھی آواز نہیں اٹھاتا لیکن اگر مسجد سے "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کی آواز اذان سے پہلے یا بعد کو سنائی دے تو جنگ برپا ہوتی ہے اویسی غفرلہ)

marfat.com

پڑھیں۔ ہفتہ تو ہے یہود کا۔ اتوار نصاریٰ کا۔ ہم عروبہ کے دن ہی جمع ہو جایا کریں۔ یہ طے کر کے اسی دن حضرت سعد بن زرارہ (منم اثرام) رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہو گئے انہوں نے انہیں ایک دو گانہ پڑھایا اور وعظ فرمایا اسی دن سے اس کا نام جمعہ ہوا۔

فائدہ جب مسلمانوں کا اجتماع جمعہ کا ہوا تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے بکری ذبح کی جسے انہوں نے صبح و شام کھایا کیونکہ وہ اس وقت بہت قلیل تھے اس لئے اب بھی اکثر دیہات میں یہ عادت بن گئی ہے کہ جمعہ کے دن کھانا کھلایا جاتا ہے ان کی اس عادت پر اللہ تعالیٰ نے آیت جمعہ نازل فرمائی تو یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔

مسجد قبا کی سنگ بنیاد وہ پہلا جمعہ جو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد قائم فرمایا وہ قبا شریف کے نزول کے بعد تھا کیونکہ آپ نے ہجرت کے دنوں قبا میں بنو عمرو کے ہاں قیام فرمایا اور بارہ ربیع الاول شریف دن ضحی کے وقت قبا میں تشریف لائے اسی دن سے اسلامی سن شمار ہوتا ہے آپ قبا شریف میں پیر منگل بدھ خمیس مقیم رہے اندریں اثناء مسجد قبا کی سنگ بنیاد رکھی پھر جمعہ کے دن شہر مدینہ کریم کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں جمعہ کا وقت بنو سالم میں ہو گیا۔ آپ نے نماز جمعہ پڑھی اور خطبہ پڑھا یہ اسلام کا سب سے پہلا جمعہ ہے وہاں پر صحابہ کرام نے مسجد بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ خطبہ کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں۔

الحمد للہ واستعینہ واستہدیہ واومن بہ ولا اکفرہ واعاوی من یکفر بہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدی ودین الحق والنور والموعظتہ والحکمتہ بمع قرۃ الرسل وقلتہ من العلم وضلالتہ من الناس دانقطاع من الزمان ودنوا من المساعتہ وقرب من الرجل من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی وفرط وضل ضلالا بعیدا وصیلتہ بتقوی اللہ الخ

ترجمہ جملہ محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اسی سے مدد و ہدایت چاہتا ہوں۔ اسی پر ایمان ہے اس سے کفر نہیں کرتا

marfat.com

اور نہ دشمنی کرتا ہوں اس سے جو اس سے کفر کرتا ہے گواہی دیتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں انہیں ہدایت و دین حق اور نور اور وعظ و حکمت پر بھیجا ہے جبکہ رسولوں کی آمد ختم ہو گئی اور علم کی قلت اور لوگوں میں گمراہی کی کثرت اور زمانہ ختم ہو گیا قیامت قریب ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے تو وہ ہدایت پا گیا اور جو ان کی بے فرمانی کرے وہ گمراہ ہو گیا اور کوتاہی کی اور بہت دور ہو گیا اور تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

اس لئے کہ بہتر شخص وہ ہے جو ایک دوسرے کو آخرت کے امور پر برانگیختہ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرے اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسے وہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے اس لئے کہ جو تقویٰ والے اور اپنے رب تعالیٰ سے ڈرنے والے کا عنوان صدق یہ ہے کہ وہ اس سے آخرت طلب کرے اور جو اپنے امر کی سرّ و اعلانیہ[۱] میں اپنے اور اپنے خدا تعالیٰ کے درمیان اصلاح رکھے اور اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کرے اس کا ذکر خیر دنیا میں پھیلے گا اور آخرت میں مرنے کے بعد اس کے لئے بہتر ذخیرہ جمع ہو گا۔ جہاں ہر بندہ اپنے اعمال بھیجے ہوؤں کا محتاج ہو گا ورنہ بد عمل لوگ کہیں گے کاش کہ اس کے بد عمل اور اس کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اپنے بندے سے نہایت ہی مہربان ہے وہ ذات جس کا ہر قول سچا ہے اور وہ اپنا ہر وعدہ پورا کرتا ہے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا وہ خود فرماتا ہے!

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ میرے نزدیک میرا قول تبدیل نہیں ہوتا اور میں بندوں کے لئے ظالم نہیں اور ظاہر اور پوشیدہ طور بندے کو چاہئے کہ اپنے ہر امر اجل و عاجل میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کا بہت بڑا اجر مقرر فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ بہت بڑا کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اس کے غضب و عذاب اور غصے سے بچاتا ہے اور تقویٰ قیامت میں چہرہ نورانی بناتا ہے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گا اور درجات بلند فرماتا ہے اپنا حصہ حاصل کر لو اللہ تعالیٰ کے بارے میں افراط نہ کرو اس نے تمہیں اپنے سے علم دیا اور تمہارے لئے راستہ صاف فرمایا تاکہ ظاہر فرمائے کہ تم میں سے سچے کون ہیں جھوٹے کون؟

---

[۱] ظاہر و باطن ۱۲

اسی طرح نیکی کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کی راہ میں عمل جہاد کرو اسی نے تجھے چن لیا اور میں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا اور اللہ کے لئے بہت زیادہ خرچ کرو۔ موت کے بعد کے لئے عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ اور اپنے مابین معاملہ صاف رکھو۔ تمہارے اور لوگوں کے درمیان جو گناہ ہیں وہ معاف فرمادے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قیامت میں فیصلے فرمائے گا اور لوگ اپنے فیصلے اس کے سامنے پیش کریں گے اس پر کسی کی نہیں چلتی۔ وہ تمام لوگوں کا مالک ہے وہ بہت بڑا ہے کوئی قوت اور کسی سے دفع کرنا نہیں سوائے اس کے وہ عظیم اور بلندی والا ہے۔ (یہ خطبہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مضمون تھا یہاں ختم ہوا)

فائدہ آیت یہود کے اس قول کا رد ہے جو کہا تھا کہ ہمارا ہفتہ کا دن تمہارا کوئی دن نہیں تھا فاسعوا الی ذکر اللہ پس دوڑو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف۔

حل لغات السعی بمعنی تیز چلنا نہ کہ تیز دوڑنا (کذا قال الراغب) یہ دوڑ سے کم کچھ کم ہوتا ہے یعنی چلو اور خطبہ سننے اور نماز کا ارادہ کرو کیونکہ یہ دونوں ذکر اللہ پر مشتمل ہیں۔

مسئلہ ذکر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ثناء (نعت) اور خلفائے راشدین اور اتقیائے مومنین کی ثناء اور وعظ و نصیحت یہ سب ذکر اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ مذکورہ بالا کے سوا ظالم کا ذکر اور ان کے القاب اور ان کی تعریف اور ان کے لئے دعا وہ اس کی برعکس کے لائق ہیں یعنی وہ ذکر اللہ کے حکم میں نہیں بلکہ ذکر الشیطان کے ذکر میں ہیں۔ یہ ذکر اللہ سے کوسوں دور ہیں (کشاف) خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں رغبت کرو اور اس میں سعی کرو۔

فائدہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہاں سعی سے قدموں سے تیز چلنا مراد نہیں بلکہ اس سے تو حدیث شریف سے روکا گیا ہے بلکہ فرمایا کہ نماز کی طرف سکون و وقار کے ساتھ آؤ ہاں یہاں قلوب و نیات اور خشوع اور جلدی آنا مراد ہے۔

marfat.com

فائدہ زمخشری نے ابتکار پر بہت کچھ لکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا کہ اسلاف کے دور میں جمعہ کے لئے راستے سحر کے وقت اور بعد الفجر طے کئے جاتے جو جمعہ کے لئے جلدی پہنچنے کے لئے ان اوقات میں راستے نیک لوگوں سے پر ہو جاتے بلکہ اندھیرے میں جانے کی وجہ سے دیئے (لالٹین) وغیرہ لے کر جاتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کے دن ملائکہ مساجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں ان کے ہاتھوں میں مصحف (سفید کاپیاں) ہوتی ہیں جن پر وہ لکھتے ہیں جو پہلے آیا جو بعد کو آیا وغیرہ ہر ایک کو ترتیب وار لکھتے ہیں یہاں تک کہ امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو وہ اپنے صحیفے (رجسٹر) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ کے لئے جمع ہو جاتے ہیں جو جمعہ میں سب سے پہلے حاضر ہوا وہ ایسے ہے جیسے اس نے راہ خدا بدنہ (اونٹ وغیرہ) قربان کیا۔ اس کے بعد ایسے جیسے اس نے گائے ذبح کی اس کے بعد جیسے اس نے بکری قربان کی اس کے بعد جیسے مرغی اور انڈہ وغیرہ۔

فائدہ السعی میں سستی سے نہی صفائے قلب اور ہمت کے ساتھ جمعہ کی طرف جانے کی ترغیب ہے اسی لئے جمعہ کو جانے کے لئے نہ سستی ہو نہ غم وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب موذن پڑھتا ہے جس نماز کی ہو تو شیطان پیٹھ پھیر کر تیز بھاگتا ہے۔

فائدہ حصاص (بالضم) تیز دوڑنا اور جلدی کرنا۔

حکایت حماد بن مسلمہ نے فرمایا کہ میں نے عاصم بن بخود سے پوچھا کہ حصاص کیا ہے فرمایا تو نے گدھے کو دوڑتے دیکھا ہو گا۔ کہ وہ دونوں کان سے سرہلاتا اور دم کو ہلاتا ہوا دوڑتا ہے یہی حصاص ہے۔

مسئلہ آیت میں اشارہ ہے کہ جمعہ کی ترکہ سعی شیطان کا فعل ہے یہ مریض اور نابینا اور غلام اور عورت اور معذور جو چل نہیں سکتا اور مسافر اس حکم میں داخل نہیں کیونکہ وہ اس حکم کے مکلف نہیں اسی لئے وہ نداء سے مستثنیٰ ہیں یعنی سعی مریض اور معذور جو چل پھر نہیں سکتا اور نابینا پر نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عام فرمایا فاسعوا الی ذکر اللہ اور عورتوں کو تو گھر پر بیٹھنے کی نص قطعی ہے چنانچہ فرمایا وقرن بیوتکن اور

marfat.com

غلام تو مولیٰ کی خدمت میں مشغول ہے اور مسافر سفر میں ہے۔

فائدہ نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا عوام جمعہ پر ضروریات میں مشغول ہوتے ہیں لیکن خواص ذکر الٰہی کی طرف کوشاں ہوتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ رزق تو ملتا ہے اس میں زیادتی کی تو ہوگی نہیں تو پھر سعی الی ذکر اللہ کیونکہ ترک کریں۔

فائدہ بعض نے فرمایا ذکر مذکور کے نزدیک حجاب ہے اور سعی الی ذکر اللہ مریدین کا مقام ہے وہ مذکور سے اس کے قرب کا محل طلب کرتے ہیں کہ ایسی منزل ملے جہاں مطلوب کا وصل نصیب ہو اور معرفت کا محقق وہ ہے جس کے قلب پر ذات کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے۔ وذروا البیع اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

حل لغات اہل لغت کہتے ہیں یذر اشئی لے اس کی قلت ضرورت کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے اس کی ماضی مستعمل نہیں ہوئی یعنی وذر نہیں آتا مطلب یہ ہے کہ لو ان سنتے ہی معاملات چھوڑ دو یہاں بیع سے مجازاً معاملات مطلقاً مراد ہیں یعنی بیع و شرا اور اجارہ اور مضاربت وغیرہ مراد ہیں اور بیع کو حقیقت پر رکھا جائے تو دوسری اشیاء اس میں ملحق ہوں گی دلالت کے اعتبار سے۔

فائدہ بعض نے کہا نہی از بیع شراء کو بھی شامل ہے کیونکہ بیع اور شراء لازم و ملزوم ہیں ایک دوسری کے بغیر سمجھی ہی نہیں جاتیں اسی لئے ایک کے ذکر پر اکتفاء کر کے دوسری بھی مراد لی ہے۔

فائدہ یہ امر ہے ان امور کے ترک کا جو دینوی مشاغل ذکر الٰہی سے غافل کردیں۔

نکتہ دیگر مشاغل کے بجائے صرف بیع و شراء کا اختصاص اس لئے ہے کہ جمعہ کے دن لوگ ارد گرد سے بیع و شراء کے لئے جمع ہوتے تو دوپہر کے وقت خرید و فروخت شباب پر ہوتی ہے تو یہ وقت اس زد میں ہے کہ لوگ سخت مشغولی سے ذکر الٰہی اور مساجد کی طرف نماز جمعہ پڑھنے کو بھول نہ جائیں اسی لئے اس پر متنبہ فرمایا کہ آخرت کی تجارت کی طرف دوڑو دینوی تجارت کو چھوڑ دو اور ذکر الٰہی کی طرف دوڑو کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نافع تر نہیں اور

marfat.com

بیع و شراء چھوڑ دو کہ اس کا نفع نہایت ہی قلیل ہے۔

ذلکم سعی الی ذکر اللہ اور ترک بیع خیر لکم تمہارے لئے بہتر بیع میں مشغول ہونے سے کیونکہ آخرت کا نفع بزرگ تر اور ہمیشہ باقی ہے۔ ان کنتم تعلمون اگر تم جانتے ہوتے۔ خیر و شر حقیقی۔

حدیث شریف میں ہے کہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے خطبہ میں ایک دن فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس دن اور اس مقام میں جمعہ فرض فرمایا جو اسے میری ظاہر زندگی میں اور میرے وصال کے بعد بلا عذر چھوڑ دے کا حالانکہ اس کا امام عادل یا ظالم ہے تو اسے اللہ تعالیٰ نہ برکت دے اور اس کا حال صحیح رکھے خبردار ایسے شخص کا نہ حج قبول ہے نہ روزہ اور جو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

تفسیر عالمانہ فاذا قضیت الصلوۃ (توجب نماز ادا کر دی جائے) وہ جس کے لئے اذان ہوئی یعنی نماز جمعہ یعنی جب نماز ادا ہو جائے اور اس سے فراغت پا جائے۔ فانتشروا فی الارض تو زمین پر پھیل جاؤ۔ اپنی مصالح کی اقامت کے لئے اور اپنی حوائج کے تصرف میں یعنی متفرق ہو جاؤ کہ ہر ایک وہاں جائے جہاں اس نے اپنی ضرورت مشروعہ پوری کرنی ہے یعنی جس کی تحصیل معیشت کے لئے ضروری ہے۔

سوال اس امر کا کیا معنی حالانکہ شرعاً جائز ہے کہ کوئی مسجد (جمعہ) میں (جمعہ کے بعد) رات تک ٹھہرا رہے بلکہ یہی مستحب ہے۔

جواب یہ امر رخصت کا ہے عزیمت (وجوب وغیرہ) کا نہیں اب معنی یہ ہوا کہ تمہیں جمعہ کی نماز کے بعد جائز منتشر ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔

(حاشیہ = اسی نکتہ کے پیش نظر ہمارے فقہائے احناف رحمہم اللہ نے جمعہ میں شہر یا مضافات شہر یا کم از کم وہ قصبہ جو شہر کے حکم میں ہے کہ کی شرط لگائی ہے اور فرمایا بستیوں میں جمعہ جائز نہیں اس لئے کہ قرآن نے فرمایا وذروا البیع فرمایا تو سمجھا گیا کہ یہ خطاب صرف شہر والوں کو ہے اہل دیہہ کو نہیں تفصیل فقیر کی کتاب "دیہاتی جمعہ" ملاحظہ ہو)

marfat.com

وابتغوامن فضل اللہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرو۔ یعنی نفع یعنی اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے رزق حلال تلاش کرو جس طرح آسانی سے میسر ہو۔ تجارت سے یا کسی دوسری جائز کمائی سے اس پر معنی اس کا شان نزول بھی دلالت کرتا ہے شلاً فرمایا واذارلوا تجارۃ الخ جیساکہ آئے گا (انشاء اللہ)

قاعدہ حظر کے بعد امر مطلق آئے تو وہ اباحت کا ہوتا ہے نہ کہ ایجاب کا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذاحللتم فاصطادو جب تم احرام سے فارغ ہو جاؤ تو شکار کرو۔

فائدہ امام سرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ امر ایجاب کا ہے جیساکہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے بعد کسب کی سعی ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ ہے اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی فاذاقضیت الصلوۃ الخ

فائدہ بعض نے کہا یہ امر ندب کا ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم جمعہ سے فراغت پاؤ تو کسی شے کی قیمت پوچھو اگرچہ اسے نہ خریدو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دنیا کی کسی شے کی تلاش کا حکم نہیں سوائے بیمار پرسی اور حضور الجنائز اور اسلامی برادر کی زیارت کے حضرت حسن وسعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اضافہ کرکے فرمایا سوائے طلب علم کے۔

مسئلہ حضرت کاشفی مرحوم نے لکھا کہ یہاں انتشار فی الارض سے خود مسجد کی زمین مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد علماؤ واعظین کی مجالس میں جاؤ بعض نے اس سے نماز نفل مرادلی ہے ظاہر یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو اس طرف رہبری کی گئی ہے جو ان کے لئے بہتر ہو اور اس میں شک نہیں انسان کی بہتری کمائی آخرت کی ہے ساتھ ہی حلال کی روزی کمانا بھی عبادت ہے بلکہ بوقت اضطرار فرض ہے۔

واذکرواللہ اور اللہ تعالیٰ کو دل وجان سے یاد کرو کثیرا بہت زیادہ یا بہت دیر تک صرف اس کے ذکر کو نماز سے مخصوص نہ رکھو۔

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت ذکر کا اس لئے حکم فرمایا ہے کہ

marfat.com

انسان عالم صغیر عالم کبیر کے بالمقابل ہے اور عالم کبیر کی ہر شے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اور ان ہر ایک کا مخصوص ذکر ہے اس لئے عالم صغیر پر واجب ہے کہ وہ عالم اکبر کی گنتی کے مطابق ذکر کرے تاکہ دونوں آئینوں کا تقابل مطابق اور اجمال تفصیل کو منطبق ہو۔

سوال کیا انسان کو وسعت ہے کہ وہ عالم اکبر کے مطابق ذکر پورا کر سکے؟

جواب ہاں یہ جب شہود تام و حضور کمال کے ساتھ مرتبہ سر سے ہو جیسے سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ ذکر کثیر اگنتی والا مراد نہیں بلکہ حضور والا مراد ہے کبھی اللہ تعالیٰ کو کثیر کا بدلہ بنا دیتا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا الحمد اللہ یہ کہ کر تقریر سے رک گئے اور فرمایا سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما اس مقام پر خوب گفتگو فرماتے رہے تم ایک امام کے سامنے جو فعال تو ہے لیکن وہ دوسرے بولنے والے کا محتاج ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر منبر بڑے بولنے والے آئیں گے۔ یہ کہ کر منبر سے اتر گئے۔

مسئلہ اس سے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استنباط فرمایا کہ اگر خطبہ جمعہ میں مختصر ذکر کہ جسے ذکر کہا جاسکے پر اکتفاء کرے مثلاً الحمد للہ 'سبحان اللہ تو جائز ہے (خطبہ ہو گیا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو ہی خطبہ بتایا ہے۔

سوال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے استدلال کر کے صرف الحمدللہ یا سبحان اللہ جائز کہہ دینا صحیح نہیں کیونکہ انھوں نے آگے بھی مختص مضمون بتایا۔

جواب وہ خطبہ کی حیثیت سے نہیں وہ تو ایک نجی گفتگو ہے اور سمجھایا کہ وہ حضرات قادر السلام تھے اور میں ان کے مرتبہ کا نہیں۔

مسئلہ امام شافعی رحمتہ اللہ کے نزدیک اتنا کلام ضروری ہے کہ جسے خطبہ کہا جاسکے یہ وہ استدلال ہے جس پر ان کے سوا اور کوئی متنبہ نہیں ہوا۔ صحیح وہی ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

marfat.com

کا استدلال بھی تو کچھ کم نہیں لیکن یہ ان کا الہامی مسئلہ ہے جو ان کے مقلدین کو سلامت۔

فائدہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذکر طاعت الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا ہے جو اس کا اطاعت گزار نہیں وہ گویا اسے یاد ہی نہیں کرتا اگرچہ وہ تسبیح و ذکر کی کتنی ہی کثرت کرے۔

مسئلہ اس معنی پر انسان ہر وقت ذکر میں مصروف رہتا ہے (اگر وہ اطاعت گزار ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ایسے لوگ ہیں جنہیں ذکر الٰہی سے تجارت اور بیع و شراء غافل نہیں کرتی۔

فائدہ جس ذکر کی سعی کا حکم ہے وہ ذکر خاص ہے اس میں تجارت ہرگز جمع نہیں ہو سکتی اور نہ خرید و فروخت کیونکہ اس سے خطبہ نماز مراد ہے جس کا وہ حسب سے پہلے مامور ہے اس کے بعد فرمایا کہ جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو بھی اپنے ہر عمل اور جس سے رکنا ہے میں طاعت الٰہی کو نہ چھوڑو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تاکہ تم دارین میں کامیاب ہو جاؤ کیونکہ اس کا ذکر موجب جمعیت ظاہر و باطن اور نجات دنیا و آخرت کا سبب ہے۔

از ذکر خدا مباش یک دم غافل کز ذکر بود خیر دو عالم حاصل

ذکر ست کہ اہل شوق را در ہمہ حال آسائش جان باشد و آرائش دل

(ایک لحظہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو اس لئے کہ دو جہان کی خبر اس سے حاصل ہے اہل شوق ہر وقت ذکر میں رہتے ہیں آسائش جان اسی میں ہے تو دل کا آرام بھی)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اہل کمل للایمان ذوقی و عیانی جب تمہیں صلوۃ الواصلہ والجمعیت اور بقاء فنا حاصل ہو جائے تو بشریت کی زمین پر شہوات مباحہ و روائح فاتحہ سے استرواح کے لئے اور ارض کی چراگاہوں میں چرنے کے لئے پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی تجارات معنویہ نافعہ تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں یاد کرو جو تم

marfat.com

پر ظاہری نعمتیں ہیں ناسوتیہ ظلمانیہ سے اور باطنی نعمتوں کو یاد کرو یعنی بقاء باللہ تو یتہ النورانیہ کو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ ان ظاہری و باطنی نعمتوں پر طالبین صادقین اور ان متوجہین الی اللہ کی رہبری سے جو روح صافی اور قلب دانی رکھتے ہیں۔

مسائل فقہیہ اشباہ ونظائر میں ہے کہ یوم الجمعہ میں چند احکام مخصوصہ ہیں۔

۱۔ لزوم الجماعۃ ۲۔ جماعت میں کم از کم تین امام کے سوا

۳۔ خطبہ ۴۔ اس کا نماز سے پہلے ہونا۔

۵۔ قرات سور مخصوص ۶۔ غسل مسنونہ

۷۔ جمعہ سے پہلے سفر کی حرمت (بشرطیکہ سفر سے جمعہ کے فوت ہو جانے کا احتمال نہ ہو)

۸۔ خوشبو لگانا ۹۔ اگر ہو تو ورنہ تیل سادہ

۱۰۔ اچھے کپڑے پہننا (ورنہ وہی جو پہنے ہوئے ہے انہیں دھونا اگر دھونے کی ضرورت ہو)

۱۱۔ مسجد میں خوشبو کی دھونی (اگر بتی وغیرہ جلانا)

۱۲۔ ناخن کاٹنا (اگر بڑے ہوں) ۱۳۔ بال ترشوانا (اگر ضرورت ہو) لیکن افضل ہے کہ جمعہ کے بعد ہو۔

۱۴۔ جمعہ کے لئے جلدی جانا۔

۱۵۔ خطیب کے خطبہ کے لئے منبر پر آنے تک عبادت میں مشغول ہونا۔

۱۶۔ جمعہ ابراء مسنون نہیں۔ ۱۷۔ صرف جمعہ کا روزہ تنہا رکھنا مکروہ ہے

۱۸۔ صرف شب کا قیام (نوافل وغیرہ) مکروہ ہے

۱۹۔ جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھنا۔

۲۰۔ دوپہر کے وقت نفل پڑھنے کی کراہت کی نفی اس وقت نفل کا مذہب امام ابو یوسف رحمتہ اللہ کا صحیح معتمد قول

فضائل جمعہ

۱۔ ہفتہ کے ایام میں جمعہ سب سے افضل ہے۔

marfat.com

۲۔ یہ یوم عید ہے۔

۳۔ اس میں ایک ساعت ہے جس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔

۴۔ اسی دن ارواح کا اجتماع ہوتا ہے۔

۵۔ اسی دن قبور کی زیارت کی جائے۔

۶۔ جو اسی دن (رات) کو فوت ہو وہ عذاب قبر سے مامون (امن میں) ہوتا ہے۔

۷۔ جو اسی دن یا رات کو فوت ہو وہ فتنہ قبر اور اس کے عذاب سے مامون ہو گا۔

۸۔ اس دن جہنم کی آگ نہیں سلگائی جاتی۔ ۹۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۱۰۔ اسی دن جنت سے باہر تشریف لائے۔ ۱۱۔ اسی دن قیامت قائم ہو گی۔

۱۲۔ اسی دن اہل جنت اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

۱۳۔ جب عرفات میں حج کے لئے جمعہ کلاں واقع ہو تو اس حج کا ستر گناہ زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ [ف]

کیونکہ حجۃ الوداع (حضور سرور عالم ﷺ کا آخری حج مبارک اسی دن ہوا تھا (الدار و اللالی)

واذا راوا اور انہیں علم ہو۔ تجارۃ تجارت کا یہ وحیہ بن خلیفہ کی تجارت تھی۔ او سنا۔ لھوا کھیل۔

حل لغات وہ امر انسان کو دوسرے ارادوں اور کاموں سے غافل کر دے کہا جاتا ہے۔ الھی عن کی۔ اس نے ایسے ایسے غافل کیا اس سے جس کا نہیں ارادہ تھا یہاں پر طبل کی آواز مراد ہے اسے لھو غلیظ کہا جاتا ہے یہ جب وحیہ مدینہ طیبہ میں تجارت کا سامان لے کر آتے تو ڈھول بجاتے تاکہ خریداروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ آگیا ہے۔

فائدہ حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا کہ جب قافلہ پہنچتا تو خوشی کے شادیانے بجاتے جیسے ہمارے دور میں اصحاب السفینہ بندوقیں (توپ چلاتے ہیں۔ ترکی میں بندق توپ کو کہتے ہیں) یا جب قافلہ آتا تو اس کا استقبال ڈھول۔ دف

[ف] اسی لئے عوام میں جمعہ کا حج حج اکبر مشہور ہے۔ اگرچہ یہ کوئی اصطلاح شرعی نہیں لیکن اسی ثواب کی مناسبت سے حج اکبر کہا جاتا ہے۔

marfat.com

اور تالیاں بجا کر کرتے اور لہو سے یہی مراد ہے۔ **انفضوا الیھا** تو اس کی طرف چل دیئے۔

حل لغات الفض بمعنی کسی شے کا توڑنا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا جیسے فض الخاتم معنی ختم الکتب (کتاب کی مہر) اسی سے استعارہ ہے۔ انفض القوم۔ لوگ متفرق منفرد ہو گئے (تاج المصادر) میں ہے انفضاض بمعنی شکستہ (ٹوٹا ہوا) اور پراگندہ ہونا۔

سوال مذکور دو ہوئے تجارت ولہو اور یہاں (الیھا) میں ضمیر واحد ہے۔

جواب قاعدہ ہے جب دو کا ذکر حرف عطف سے ہو تو اس کے لئے تثنیہ کی ضمیر کے بجائے واحد لائی جاتی ہے اور مناسب یہ ہے کہ ضمیر واحد ہو کہ بغیر کس مقصد کے کسی طرف ہی لوٹے یا اس کی تخصیص تجارت کے لئے ہو کیونکہ اصل مقصود وہی ہے یا دلیل ہو اس امر کی کہ تجارت کے باوجود یہ کہ ضرورت ہے تو اس طرف جانا مذموم ہے تو لہو کی بطریق اولی مذمت ہو کیونکہ لہو خود مذموم ہے یا یہ ضمیر بتاتی ہے کہ ان میں بعض صرف ڈھول سننے اور دیکھنے کے لئے گئے تھے۔

مسئلہ جب ڈھول اگرچہ ایک مذموم شے ہے لہو ہے تو پھر باجے گانے فحش وغیرہ کے بارے میں کتنی مذمت ہو گی بعض نے کہا یہ ضمیر اس رویہ کی طرح راجع ہے جو راؤہا میں ہے۔

مسئلہ بعض قراتوں میں الیھما ہے اس معنی پر اور تقسیم کی ہو گی۔

آیت کا پس منظر مروی ہے کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی علاقہ شام سے تجارت کا مال لایا (یہ ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہے) اس وقت مدینہ طیبہ میں قحط تھا اور ▪ تمام ضرورت زندگی کا سامان لایا مثلاً گندم جو زیتون آٹا وغیرہ وغیرہ نبی پاک ﷺ جمعہ مبارک کا خطبہ پڑھ رہے تھے جب اہل مسجد نے اسی کی آمد سنی تو اس خوف سے کہ اور لوگ ان سے پہلے خرید لیں خطبہ چھوڑ کر ادھر ٹوٹ پڑے۔ حضور نبی پاک ﷺ کے ہاں صرف آٹھ یا گیارہ یا بارہ یا چالیس اصحاب رہ گئے۔ ان میں ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن

marfat.com

عرف ابو عبیدہ بن الجراح وسعید بن زید وبلال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم تھے اور ایک روایت میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود کے بجائے مروی ہیں۔ امام مسلم رحمھم اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ان میں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان میں ایک عورت بھی تھی حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر سب چلے جاتے تو اللہ ان پر آگ کی وادی اور عین المعانی میں ہے کہ اگر یہ باقی نہ رہتے تو ان پر پتھر برستے۔ وترکوک قائما اور وہ تمہیں کھڑا کھڑا چھوڑ جاتے منبر پر۔

خطبہ مسنونہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ جمعہ میں کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھتے ان کے درمیان بیٹھتے۔

مسئلہ اس لئے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔

مسئلہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرنا احسن ہے اگرچہ جمعہ کا وعظ بیٹھ کر بھی جائز ہے کیونکہ وعظ وخطبہ ایک شے ہے کیونکہ دونوں حمد وثنا اور صلوۃ وسلام اور نصیحت اور دعا پر مشتمل ہیں۔

فائدہ حضرت شیخ مشیر بانمہ قدس سرہ نے فرمایا کہ خطبہ ذکر الٰہی اور لوگوں کو نصیحت کرنے کا نام ہے۔

فائدہ حضور نبی پاک ﷺ ہمیشہ ذکر الٰہی میں معروف رہتے جب لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے اس طرف متوجہ ہوتے تو نہایت ہی آرام سے اور آہستگی سے بیٹھتے اسی لئے فقہاء کرام نے فرمایا کہ خطبہ میں استراحت ضروری ہے (ان کا استدلال حضور علیہ السلام کا یہی عمل مبارک ہے)

ایک خطبہ منسوخ حضور نبی پاک ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ اوائل (پہلے دور) میں ایک خطبہ سے نوازتے (یعنی درمیان میں بیٹھتے نہیں تھے) یا تو عظمت قدر کی وجہ سے کہ آپ جامع الوصال والفرقت تھے یا اس لئے کہ آپ کا ہر کلام وحی کے موافق ہوتا تھا اور اسی طرح ہوتا جو مقتضائے الٰہی ہو اسی لئے آپ اوائل میں خطبہ کے

marfat.com

درمیان بیٹھنے پر مامور نہ تھے پھر (نسخ کا قیاس ہو سکتا ہے) بعد کو درمیان میں بیٹھنے لگے۔

محبوب تقریر حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ جیسے عالم ملک کے رہبرو ہادی ہیں ایسے ہی عالم ملکوت کے بھی۔ جب آپ خطبہ کے وقت اہل ملکوت کی رہبری میں مصروف ہوتے تو دوسرے خطبہ کے لئے نہیں ہوتے تھے تو پھر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے اور انبیاء ہوتے اور خطبہ میں اہل ملکوت شریک نہیں ہوتے تھے تو پھر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے اور انبیاء علیہم السلام کا دستور ہے کہ وہ لوگوں کی عقول و مراتب کے مطابق گفتگو فرماتے ہیں اسی لئے جب حضور نبی پاک ﷺ اہل ملک سے اہل ملکوت کی طرف ارشاد کے لئے متوجہ ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ارحنی یا بلال (اے بلال راحت دے) اور جب آپ اہل ملکوت سے اہل ملک کی طرف متوجہ ہوتے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے کلمینی یا حمیرا اے حمیرا میرے سامنے سے بات کر۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کا جواب برائے شیعہ

شیعہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ صحابہ لالچی تھے کہ خطبہ چھوڑ کر چلے گئے اس کا جواب ملاحظہ ہو

۱۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی شان عالی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تجارت کا سن کر خطبہ کو نہ چھوڑتے اور نبی پاک ﷺ اکیلے نہ رہ جاتے۔ حضرت مقاتل بن حیان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ زمانہ میں جمعہ کا خطبہ نماز عیدین کی طرح بعد کو ہوتا تھا چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھ چکے تھے اسی لئے سمجھا کہ اب نماز تو ختم ہو گئی فلہذا جو ضرورت ہو وہ پوری کر لی جائے اور انہیں خطبہ چھوڑنے میں اباحت محسوس ہوئی (گویا اپنے اجتہاد سے کام لیا اور یہ کہ صحابہ پر اسی قسم کی گرفت نہیں رہی بارہا ان کے اجتہادات پر حضور سرور عالم ﷺ نے مہر ثبت فرمائی اس واقعہ کے بعد خطبہ جمعہ نماز سے پہلے پڑھا جانے لگا اس کے بعد اب کوئی خطبہ کے درمیان عذر کے بغیر کہیں نہیں جاتا تھا اعذار یہ ہیں مثلاً نکسیر چل گئی یا بے وضو ہو گیا اگر اور ضرورت ہوتی تو وہ حضور سرور عالم ﷺ سے اجازت مانگتے تو شہادت کی انگلی کے اشارہ سے آپ بھی ہاتھ کے اشارہ سے اس کا جواب (اذن عدم اذن دیتے)

marfat.com

فائدہ امام سہیلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سماع خطبہ کا ترک فرمایا اگرچہ وجہ ثابت سے منقول نہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حسن ظن ضروری ہے اسی لئے اسے ثابت اور صحیح ماننا پڑے گا۔

فائدے فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ مانا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ خیال تھا کہ وہ نماز تو پڑھ چکے اب چلے جائیں تو کیا حرج ہے جب فرض ادا ہو گیا تو اب باقی کیا ہے لیکن ان کے آداب اور عشق کب اجازت دے سکتا تھا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے حالانکہ ان کا حال یہ تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی طرح ہمہ تن سنتے وقت ایسے سکون سے بیٹھتے کہ گویا ان سے سروں پر پرندے ہیں تو پھر سرے سے یوں نہ کہہ دیا جائے کہ یہ سوال بھی منجملہ شیعوں کے دیگر ہفوات کی طرح ہے جو مصلحتوں اور بڑی حکمتوں کا متضمن ہے ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ اگر ان سے اس کا صدور نہ ہوتا تو نزول آیت کیسے ہوتا جو دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔[1]

فائدہ اس میں اپنے بندوں کو ارشاد الٰہی ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

قل ماعنداللہ فرمایئے وہ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے ثواب نماز اور استماع خطبہ ولزوم مجلس آنحضور ﷺ اور ما موصولہ ہے ان سے اللہ تعالیٰ نے بواسطہ نبی پاک ﷺ ایسا خطاب فرمایا جو عتاب پر مبنی ہے۔

خیر بہتر وسود مند ہے من اللھو استماع لہو سے ومن التجارۃ اور تجارت کے نفع سے کیونکہ نفع محقق دائمی ہے بخلاف لہو و تجارت کے نفع کے وہ بھی ہے لہو کا نفع غیر محقق تو ہے ہی اور تجارت کا نفع محقق

(حاشیہ[1] ایسے تکلف کی ضرورت ہی کیا ہے سادہ سا جواب ہے کہ جانے والے وہ حضرات ہوں گے جو نئے داخل ہوئے ورنہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو موجود رہے اور ایسے نو واردوں سے ایسے افعال سادر ہوتے رہتے ہیں جیسے تقسیم غنیمت کے وقت بعض نوجوانوں نے ایک شکوہ کیا یا پھر اسارٰی بدر کے مشورہ کے وقت ہوا وغیرہ وغیرہ)

marfat.com

سہی لیکن دائمی نہیں اور جو دائمی نہ ہو وہ از قبیل ظن ہے جو جلد زائل ہو جائے گا۔

نکتہ لہو کی تقدیم کی وجہ یہاں سے معلوم ہوا اس لئے اعلام ملکات سے پہلے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ حضرت البقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ اس میں ان مریدین کو سمجھایا گیا ہے کہ جو خلوات برائے طلب کرامات کو ترجیح دے کر مشائخ کرام کی صحبت سے غافل ہو جاتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ خلوات میں کیا رکھا ہے جب کہ صحبت مشائخ کیمیا ہے اور ان کی اپنی خلوات تو لہو محض ہیں۔

فائدہ حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جسے دنیا و آخرت کا کوئی امر اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے تو سمجھ لو کہ اس کی طبع خسیس و ہمت رذیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنی طرف راستے کا دروازہ کھول رکھا تھا اور اجازت دی کہ بندہ مناجات سے سرشار ہو لیکن وہ لم یزل ولا یزال سے محروم ہو کر فانی چیزوں میں مشغول ہو گیا۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ وہ جو عبادت گزاروں اور زاہدوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کل تیار کر رکھا ہے وہ آج کے دنیا کے نقد سے بہتر ہے اور وہ جو عارفین کی نقد واردات القلوب اور بوادر الحقیقت نصیب ہوتے ہیں وہ دنیا و عقبیٰ سے بہتر ہیں۔

واللہ خیر الرازقین اور اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے کیونکہ رزاق وہی ہے فلہذا اسی کی طرف دوڑو اور اسی سے ہی رزق طلب کرو۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سے بہتر روزی دینے والا ہے یعنی وہ جو رزق کے پہنچانے کے وسائط ہیں ان سے بہتر ہے کیونکہ وہ کسی وقت بخل کرتے ہیں یا مصلحت کے پیش نظر نہیں رہتے۔

حکایت منقول ہے بغداد کے خلیفہ وقت نے حضرت بہلول کو کہا کہ روزانہ میرے سے روزینہ لے جایا کرو تاکہ سکون قلبی سے اللہ اللہ کر سکو۔ آپ نے فرمایا میں تیرے پاس آ کر روزینہ لے جاتا اگر تیرے میں چند نقائص نہ

marfat.com

ہوتے۔

۱۔ تمہیں کیا معلوم کہ مجھے کسی دن کیا ہوگا۔

۲۔ تمہیں کیا معلوم کہ مجھے کتنا ضرورت ہوگی۔

۳۔ تجھے کیا معلوم کہ مجھے کتنا ضرورت ہے لیکن میرا رب تعالیٰ میرے رزق کا کفیل ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور اپنی حکمت جلیلہ سے میرے ہاں پہنچا ہی دیتا ہے۔

۴۔ مجھ پر تیری ناراضگی کا شائبہ بھی ہے پھر اسے بند کردینے کا امکان ہے لیکن اللہ تعالیٰ میرے گناہ جانتا بھی ہے لیکن روزی بند نہیں کرتا۔

خدائے کہ او ساخت از نیست — بعصیاں در رزق بر کس نہ بست

ازو خواہ روزی کہ بخشندہ اوست — بر آرندہ کار ہر بندہ اوست

(وہ اللہ تعالیٰ جس نے نیست سے ہست کیا۔ گناہوں کی نحوست سے کسی پر رزق کا دروازہ بند نہیں کیا۔ اسی سے مانگ کہ وہی روزی بخشنے والا ہے ہر بندہ کام وہی کرتا ہے)

حکایت کسی سے پوچھا گیا کہ کہاں سے کھاتے ہو مالک کے بندے خزانہ سے جس میں جو داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اسے دیمک اجاڑ سکتی ہے۔

حکایت حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن اپنی زوجہ سے کہا کہ میرا سفر کا ارادہ ہے میں تجھے واپسی تک کتنا خرچ دے جاؤں کہا اتنا دے جتنا معلوم ہو کہ میں تیرے آنے تک کے روز زندہ رہوں گی فرمایا اس کا تو مجھے علم نہیں کہا تو پھر مجھے اس کے سپرد کردے جو یہ جانتا ہو (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) جب آپ سفر پہ چلے گئے تو عورتیں آئیں اور آپ کی زوجہ کو طعن و تشنیع کرنے لگیں کہ تیرا رزق دینے والا نہیں تھا (رزاق صرف اللہ تعالیٰ ہے)

فائدہ بعض نے کہا خیر من اللہو اور خیر الرازقین اور قبیل بالفرض والتقدیر ہے اس لئے کہ نہ لہو میں خیر ہے نہ غیر اللہ کے سوا کوئی رازق ہے اب معنی یہ ہوا اگر لہو میں خیر و بھلائی پائی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بہت زیادہ خیر و

marfat.com

بھلائی ہے ایسے ہی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا رازق ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب سے بہتر اور قوی تر اور عطیہ کے لحاظ سے اولیٰ ہے۔

فائدہ رزق وہ شے جس سے نفع اٹھایا جائے وہ مباح ہو یا محظور (حرام)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ وہ خیر الرازقین ہے کہ رزق نفس کو محیط ہے یعنی طاعت و عبادت بتقاضائے علم شرعی اور قلب کا رزق ہے۔ مراقبہ اور اعمال قلبیہ پر مراقبہ جیسے زہد' ورع' توکل' تسلیم' رضا' بسط' قبض' انس' ہیبت اور روح کا رزق تجلیات و تنزلات و مشاہدات و معانیات سے ہے اور سر کا رزق رویت غیرو غیریت کو ہٹا دینا اور رزق خفاء فنا فی اللہ وبقاء باللہ میں ہے یہی بہتر رزق ہے اور وہی خیر الرازقین ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔ ہرچہ از یادت جدا اندازو آن • مشنو آزا کہ زیاں واو زیاں

گر بود آن سود صد در صد یگر بہر زر مگسل زگنجور اے فقیر

آن شنو کہ چند یزداں زجر کرد گفت اصحاب نبی را گرم سرد

زانکہ در بانگ دہل در سال تنگ جمعہ را کردند باعمل بے درنگ

تانباید دیگراں ارزاں خرند زاں سبب صرفہ زما ایشاں برند

ماند پیغمبر بخلوت در نماز یا دو سہ درویش نابیت برنیاز

گفت طبل ولہو وبازاگارنی چونتان ببرید از ربانی

قد فضفتم نحو قمح ھاما ثم خلیتم نبیا قائما

بہر گندم تخم باطل کاشتند و آں رسول حق را بگذاشتند

صحبت او خیر من لہواست ومال بین کرا بگذاشتی چشمی بمال

خود شد حرص شمار ایں یقین کہ منم رزاق و خیر الرازقین

آنکہ گندم راز خود روزی دہد کے توکلہات راضائع کند

از پے گندم جدا گشتی ازاں کے فرستادست گندم ز آسماں

ترجمہ جو شے تجھے اللہ تعالیٰ سے جدا کر ڈالے اسے نہ سن کہ وہ تجھے سخت نقصان دے گی۔ ۲۔ اگرچہ اس کا نفع

marfat.com

سو فیصد ہو تو بھی نہ لے خزانہ سے تعلق نہ توڑا اے فقیر۔ ۳۔ وہ سن کہ اللہ تعالیٰ نے جھڑک دیا اصحاب رسول اللہ کو گرم و سرد بنایا۔ ۴۔ اس لئے کہ قحط سالی میں ڈھول کی آواز سنی تو جمعہ کو بلا تاخیر باطل کر دیا۔ ۵۔ تاکہ دوسرے اسے خرید نہ لیں اس تاخیر سے تمام مال نہ لے جائیں۔ ۶۔ پیغمبر علیہ السلام اکیلے نماز میں رہ گئے صرف دو سہ درویش ثابت برنیاز تھے۔ ۷۔ فرمایا ڈھول اور لہو اور بازار خبردار تمہیں اسرار ربانی سے محروم نہ کر دیں۔ ۸۔ تم حیران ہو کہ گندم کی طرف چلے گئے نبی علیہ السلام کھڑے نماز میں تنہا رہ گئے۔ ۹۔ گندم کے لئے باطل کا بیج بویا نبی علیہ السلام کو چھوڑ گئے۔ ۱۰۔ ان کی صحبت تو لہو و مال سے بہتر ہے مال پر امید رکھ کر دیکھ تو کسے چھوڑ گیا تھا۔ ۱۱۔ تمہارے حرص کو یہ یقین نہ آیا کہ میں ہی رزاق اور خیر الرازقین ہوں۔ ۱۲۔ وہ ذات تو خود گندم کو بھی روزی دیتا ہے تو پھر تمہارے جیسوں کو کیسے ضائع کرے گا۔ ۱۳۔ گندم کی وجہ سے تو تو اس سے جدا ہوا گندم کو آسمان سے کس نے بھیجا۔

لطیفہ احیاء العلوم لغزالی قدس سرہ میں ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد مستحب ہے کہ کہے اللھم یا غنی یا حمید یا مبدئ یا معید یا رحیم یا ودود اغننی بحلالک عن حرامک وبفضلک عمن سواک

ترجمہ اے اللہ اے غنی اے حمید اے ابتداء پیدا کرنے والے اے لوٹانے والے اے رحیم اے ودود مجھے اپنے حلال کی برکت سے حرام سے مستغنی بنادے اور ماسوائے اپنے طفیل سے بے پرواہ کر دے۔

کہا گیا ہے کہ جو شخص اس پر مداومت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مخلوق اور رزق سے ایسا بے نیاز کر دے گا کہ اس کا گمان تک نہ ہو گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو جمعہ کے دن یہ دعا ستر بار پڑھتا ہے

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

(اے اللہ مجھے اپنے حلال کی برکت سے بے پرواہ کر اپنے فضل سے ماسوا سے بے پرواہ بنا)

اس پر دو جمعہ نہ گزرے گا کہ اسے اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا (رواہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

فراغت صاحب روح البیان قدس سرہ صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ تفسیر سورۃ الجمعہ سے ۲ صفر ۱۱۳۱ء ہجری بروز خمیس فراغت پائی۔

اور فقیر اویسی غفرلہ نے تفسیر سورۃ الجمعہ کے ترجمہ سے ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۹ء ہجری فراغت پائی۔

marfat.com

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ١١ رُكُوْعَاتُهَا ٢

سورۂ منافقوں مدنی ہے اس میں ‏ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ‏ گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝١ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا تو اللہ کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٢ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ

راہ سے روکا بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں یہ اس لیے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٣ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا

تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات

تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ

کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ دشمن ہیں

فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٤ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ

تو ان سے بچتے رہو اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہاری لیے معافی

اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝٥ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ

چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو

لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٦

یا نہ چاہو ‏ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ

وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور

خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ

اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے مگر منافقوں کو سمجھ نہیں ‏ کہتے ہیں ہم مدینہ

اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ

marfat.com

پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دیگا اسے جو نہایت ذلت والا ہے اور عزت تو اللہ اور

ع ۱/۸ ۱۲ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ

اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر

اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل

اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ

اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ

ع ۱/۲ ۱۲ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

دیتا اور نیکوں میں ہوتا اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دیگا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

تفسیر عالمانہ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ جب تمہارے پاس منافقین حاضر ہوتے ہیں تمہاری مجلس میں یعنی وہ رہنے (منافقین)

حل لغات النفق یعنی ایمان کا اظہار زبان اور کفر کا کتمان (چھپانا) دل میں منافق جو اعتقاداً کفر کو دل میں چھپائے اور زبان سے ایمان ظاہر کرے۔ المفردات میں ہے شرع میں ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے دروازہ سے نکل جانا النفاق سے ہے یعنی چوہے اور لومڑی گوہ کی ایک بل جسے چھپائے اور دوسری بل ظاہر کرے۔ جب داخل ہونے والی بل میں داخل ہو تو سرمار کر اندر والی بل کو کھول کر سرنگ میں داخل ہو جائے (تاکہ کسی کو علم نہ ہو کہ یہاں ہے) النفق یعنی زمین میں سرنگ سا ہراہ کی طرح۔

قالوا کہتے ہیں اپنی بات ان ولام سے موکد کر کے تاکہ یقین ہو کہ یہ شہادت صمیم قلب و خلوص اعتقاد و خور رغبت اور خوشی سے ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اذا کا جواب ہے مگر یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا (جب اہل ایمان کو ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے) کی نظیر ہے بعض نے کہا کہ اس کا جواب مقدر ہے وہ ہے لردوا الخ ان کا ارادہ ہے کہ وہ تمہیں دھوکہ دیں بعض نے کہا کہ یہ جملہ مستانفہ (نیا) ہے ان کے دھوکہ کے طریقہ کا بیان ہے بعض نے کہا اس کا قول فاحذرهم (آگے آرہا ہے)

marfat.com

نشھد ہم گواہی دیتے ہیں ابھی یا ہمیشہ۔ انک رسول اللہ بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (ﷺ) شہادت وہ بات جو کسی سے صادر ہو علم سے جو حاصل ہو ابصر (آنکھ سے دیکھنا) سے یا بصیرت (دل کی بینائی) سے۔

واللہ یعلم انک رسولہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (ﷺ) یہ جملہ معترضہ ہے ان کی گفتگو کی تقریر کے لئے کہ یہ بات واقعہ کے مطابق ہے اور انکے جھوٹے قول کے ابہام کے ازالہ کے لئے کہ یقیناً ان کا قول جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے واللہ یشھد الخ (وہ آتا ہے) اس میں نبی پاک ﷺ کی عظمت کا اظہار ہے۔

فائدہ امام ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واللہ یعلم انک لرسولہ تو منافقین کے رد میں فرمایا لیکن و کفی باللہ شہیدا محمد رسول اللہ (ﷺ) کسی کے رد میں نہیں تو اس طرح سے حضور نبی پاک ﷺ کی عظمت کا کیا!!

قاعدہ تفسیر نمبر(۱) جہاں بھی قرآن مجید میں علم یعلم (باب) کے بعد ان آیا ہے تو وہ بالفتح ہے سوائے دو مقام کے کہ وہاں بالکسر ہے ایک یہی واللہ یعلم انک لرسولہ دوسرا قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون (سورۃ الانعام) اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی خبر پر لام تاکیدی ہے اسی لئے ان مکسور ہے کیونکہ لام جملہ کے معنی میں تاکید میں پیدا کرتی ہے اور جملہ تب ہو سکتا ہے جب ان کو مکسور پڑھا جائے (کیونکہ ان (بالفتح) اپنے اسم و خبر کے ساتھ مل کر مفرد ہوتا ہے جملہ نہیں ہوتا۔

قاعدہ نمبر(۲) بعض نحویوں نے کہا کہ جب اس کی خبر کی لام ابتدائیہ داخل ہو تب بھی ان مکسور ہو گا کیونکہ لام ابتدائیہ صدارت کلام کی مقتضی ہے جیسے لزید قائم لیکن جب وہ موخر ہو گئی تاکہ دو حرف تاکید یکجا جمع نہ ہوں اسی لئے اس کی تاخیر اور ان کی تقدیم کو ترجیح صرف ان کے عامل ہونے کی وجہ سے ہے (کیونکہ وہ عامل ہے اور لام تاکید یہ عامل نہیں فلہذا عمل کے لحاظ سے اسے ترجیح لازم ہے) پھر وہ مکسور ہو الام کی وجہ سے

ان المنفقین لکذبون بیشک منافقین البتہ جھوٹے ہیں۔ یہ انھم ہونا چاہیے تھا لیکن اسم ظاہر مضمر کی جگہ لانا ان کی مذمت دوران کے حکم علیت کی وجہ سے ہے یعنی وہ بیشک جھوٹے ہیں اس بات میں کہ وہ جو کچھ کہہ

marfat.com

رہے ہیں اعتقاد و اطمینان قلب سے کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ شہادت وہ ہے جس میں زبان اعتقاد کے مطابق ہو اور شہادت زور کہنا مجاز ہے جیسے بیع فاسد کو بیع کہنا مجاز ہے اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں "الحمد للہ رب العالمین" پڑھتا ہوں تو تم اسے کہو تو جھوٹا ہے تو تکذیب کی نسبت اس کی قرات کی طرف نہ کہ مقرر (پڑھا ہوا کلام یعنی الحمد للہ رب العالمین کی طرف اسی قاعدہ سے وہ مسئلہ تفیہ ہے کہ موذن سے استہزاء کفر نہیں اذان سے استہزاء کفر ہے۔ بعض نے کہا شہادت حجت شرعیہ ہے یہ حق کو ظاہر کر سکتی ہے واجب نہیں کرتی تو یہ لفظ خاص سے اخبار (خبر دینا) ہے اس کا جس کا سے علم ہے یہی وجہ ہے کہ مشہور یہ توجیح ہے لیکن وہ شہادت میں جھوٹے ہیں جن کا جھوٹ اللہ تعالیٰ نے واللہ یعلم الخ سے ظاہر فرمایا ہے۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ ایمان کا اعتبار قلب و اخلاص کا ہے اسی خلوص سے ہی چھٹکارا نصیب ہو گا لیکن نبی پاک ﷺ منافقوں کا ظاہر اسلام قبول فرمالیا کرتے تھے۔

مسئلہ شریعت میں زندیق کی توبہ قبول ہو سکتی ہے زندیق وہ ہے جو اسلام ظاہر کرتا ہے اور کفر چھپاتا ہے یہ ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندیق کی توبہ قبول ہے۔

فائدہ حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منافقوں نے زبان سے اقرار کیا لیکن دل سے نہ مانا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام منافقین رکھا۔

ابلیس کا چیلہ جو شخص دل سے ایمان کا معترف اور زبان سے اقرار کرے لیکن فرائض الہی پر بلا عذر عمل نہ کرے وہ ابلیس کا چیلہ ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافق وہ ہے جو اسلام کو تو مانے لیکن اس پر عمل نہ کرے۔

انتباہ آج کل کے لوگ ان منافقوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ اس وقت تو کفر کے ڈر کے مارے چھپاتے تھے

marfat.com

آج کل نذر ہو کر کھلم کھلا کفر کرتے ہیں۔

مسئلہ آیت میں اشارہ ہے کہ منافقین وہ ہیں جو بظاہر دنیا اور اس کی شہوات کی زبان سے مذمت کرتے ہیں لیکن دل سے اس پر قربان ہیں اگرچہ صحت رسالت کی گواہی دیتے ہیں کیونکہ رسالت کے انوار ظاہر ہیں اور معجزات بکثرت سن چکے اور کرامات بکثرت سنتے اور دیکھتے ہیں لیکن وہ اپنی گواہی میں جھوٹے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی متابعت سے روگردان اور دنیا اور اس کی شہوات کی طرف متوجہ ہیں حقیقی شہادت اتباع رسول ﷺ کا نام ہے۔ ایسے ہی اہل دنیا کی اس شہادت کو سمجھئے جو ورثائے رسول ﷺ یعنی اولیاء کرام کے متعلق گواہی دیتے ہیں۔

ازالہ وھم صوفی سیدنا حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابن آدم تجھے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی المرءمع من احب (ہر انسان اس کے ساتھ ہو گا جسے جس سے محبت ہے) دھوکہ میں نہ ڈالے اس لئے کہ تو ابرار سے تب ملحق ہو گا جب تیرے اعمال صالحہ ہوں گے اس لئے کہ یہود و نصاری بھی انبیاء علیہم السلام کو محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن وہ ان کے ساتھ نہ ہوں گے (لیکن ان کے تو عقائد خراب تھے ایسے ہی اعمال صالحہ ہوں لیکن عقائد خراب ہوں تو بھی جہنم جائے گا۔ تو حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک صرف انتباہ پر مبنی ہے) اور یہ اشارہ ہے محض حب جس میں اعمال صالحہ کل یا بعض کی موافقت نہ ہو تو وہ حب کوئی نفع نہ دے گی۔ (احیاء العلوم)

اسی لئے حضرت الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر نے فرمایا ہر مرد دنیا میں اس کے ساتھ ہو گا طاعت سے۔ اور آخرت میں معائنہ و قرب مشہدی سے جب خالی محبت کا یہ حال ہے تو منافقت کا کیا حال ہو گا جو بنیاد اور جڑ بلکہ عمارت کو مٹا کر رکھ دیتی ہے اسی لئے منافق کے نہ دعوی کا اعتبار ہے نہ اس کے عمل کا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ منافق وہ مذبذب لوگ ہیں جنہیں استعداد اصلی تو نور ایمان کی طرف کھینچتی ہے اور استعداد عارضی وہ ہے جو ہیئات طبعیہ و عادات رویہ سے حادث ہوئی ہے اور ایسے

marfat.com

لوگ جھوٹے شہادت رسالت کے بارے میں کاذب (جھوٹے) ہیں لیکن رسالت کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور (اللہ تعالیٰ کے بتانے پر راسخ فی العلم۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کو اور اس کی معرفت کی برکت سے رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی معرفت معرفت الٰہی کے بغیر ناممکن ہے اور جتنا کسی کو علم ہو گا اتنا ہی رسول اللہ ﷺ کی معرفت نصیب ہو گی اور اللہ تعالیٰ کو حقیقتاً صرف وہی جانتا ہے جو اپنے علم سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کے علم سے عالم ہو جائے اور وہ منافقین خود اپنی ذات و صفات سے اللہ تعالیٰ سے محجوب ہیں انہوں نے غواشی (پردے) بدنیہ و حیثیاتِ ظلمانیہ سے اپنی استعداد کا نور خود بجھا دیا ہے پھر وہ کیسے رسول اللہ ﷺ کو پہچان سکتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی پہچان ہی نہیں تو آپ کی کیا گواہی دیں گے۔

ولی اللہ کی پہچان مشکل ہے شیخ ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ولی اللہ کی شان معرفت الٰہی سے مشکل تر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال و جمال سے معروف ہے لیکن مخلوق کا اپنی جیسی مخلوق کی معرفت (پہچان) مشکل ہے کہ وہ اس کی طرح کھاتا پیتا ہے۔ جیسے وہ۔

تفسیر عالمانہ اتخذوا ایمانهم منافقوں نے جھوٹی قسموں کو بنا رکھا ہے منجملہ ان کے ایک یہی ہے جو ان کی شہادت کا قصہ مذکور ہوا۔ اس لئے کہ شہادت یمین کے قائم مقام آتی ہے جہاں تاکید مطلوب ہو۔

مسئلہ اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شہادت بھی یمین (قسم) ہے۔

یمین کی تحقیق یمین (قسم) یمین (دائیں ہاتھ) سے مستعار ہے باعتبار اس کے جو قسم کھانے والا اور معاہدہ کرنے والا کرتا ہے (قوت یمین ہاتھ کی طرح یمین (قسم) میں زبانی قول کی قوت مضبوط ہو جاتی ہے۔

مسئلہ سچی قسم ہو تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا جائز ہے بوقت ضرورت حضور سرور عالم ﷺ سے قسم بارہا صادر ہوئی مثلاً فرمایا کرتے واللہ (بخدا) والذی نفسی بیدہ الخ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ لیکن ضرورت نہ ہو تو قسم سے احتراز کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کی تعظیم و تکریم کا یہی تقاضا ہے۔

marfat.com

جنتہ ڈھال بچاؤ اور ڈھال اس سے جو ان کی طرف متوجہ ہو قتل یا قید و دیگر جانی مالی وغیرہ کی خرابیوں سے اس سے مراد ان کا قسم خدا کو ضرورت کے وقت تیار رکھنا تاکہ اسے استعمال کر کے مواخذہ سے جان چھڑالیں نہ کہ اس کا استعمال بالفعل ان کی مراد ہوتی کیونکہ وہ قسم تو اس مواخذہ سے موخر ہوتی ہے جو وقوع جنایت کی وجہ سے ہوتی ہے اور اتخاذ الجنتہ مواخذہ اور اس کے سبب سے پہلے ہوتا ہے جیسے اس کی فاء سے ظاہر ہے۔ فصدوا عن سبیل اللہ

حل لغات صدہ عن الامر۔ منعہ وصرفہ اسے روکا اور پھیرا۔ وصدعنہ صدودا اور اس سے روگردانی کی۔ اب معنی یہ ہوا کہ جس نے اسلام کے داخلہ کا ارادہ کیا تو وہ اسے روکتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تو رسول ہی نہیں اور جس نے راہ الٰہی میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو کہتے نہ کرو اس کا کوئی فائدہ نہیں (جیسا کہ اس کا ذکر آئے گا) اور ظاہر ہے کہ ان کا یہ روکنا ان کی قسم سے بالفعل مقدم ہے۔

حل لغات الجن حاصہ سے شے کو پوشیدہ ہونا۔

حل لغات الجن والجنہ (وہ ڈھال جو اپنے صاحب کو ڈھانپ لے اور الجنہ۔ وہ باغ جس کے درخت زمین کو چھپا لے انہم ساء ماکان یعلمون برا ہے وہ جو عمل کر رہے ہیں۔

حل لغات ساء الشی بری ہے وہ شے جو عمل کرتے ہیں جیسے منافقت اور راہ خدا میں روکنا اور اس سے روگردانی۔

فائدہ ساء میں تعجب ہے اور سامعین کے ہاں ان کے امر کی عظمت کا اظہار۔

ذلک وہ قول جو شاہد ہے کہ یہ لوگ عملی لحاظ سے برا ہے بانہم سب اس کے یہ کہ امنوا وہ ایمان لائے یعنی کلمہ شہادت زبان سے بولے دوسرے لوگوں کی طرح۔ ثم کفروا پھر کافر ہو گئے یعنی ان کا کفر ظاہر ہوا ان دلائل شواہد کفر سے جس کا مشاہدہ کیا گیا مثلاً کہتے ہیں (حضور) محمد مصطفیٰ ﷺ حق نہیں کہتے کیونکہ اگر وہ

marfat.com

حق کہتے ہیں تو پھر ہم گدھے ہیں اور غزوہ تبوک میں کہا کہ کیا یہ شخص (حضور ﷺ) اس لالچ میں ہے کہ وہ قصور کسری و قیصر فتح کرلیں گے یہ بعید از قیاس ہے۔

فائدہ ثم تراضی کے لئے ہے یا یہ معنی ہے خفیہ طور کفر کیا تو ثم ابتعاد کے لئے ہے ممکن ہے کہ اس آیت سے ان کے مرتدین مراد ہوں (کشاف)

فطبع علی قلوبھم تو ان کے دلوں پر مہر لگائی گئی یہاں تک کہ کفر پر ٹوٹ پڑے اور اسی سے انہیں اطمینان ہوتا اور ایسے ہو گئے کہ ان کے قلوب میں ایمان داخل ہوتا نہیں یہ ان کی منافقت کی سزا ہے اور انجام ہے ان کے برے اعمال کا اب وہ اس طرح کہہ بھی نہیں سکتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگائی ہے تو پھر ہم کیسے ایمان لائیں۔

حل لغات الطبع بمعنی کسی شے پر کوئی صورت جمائی جائے جیسے ٹپہ مارنا اور دراہم پر مہر وغیرہ اور یہ ختم اعم ہے اور نقش سے اخص (المفردات) **فھم لا یفقھون** تو وہ نہیں سمجھتے حقیقت ایمان کو یعنی وہ حقیقت ایمان سے بالکل آگاہ نہیں جیسے اہل ایمان آگاہ ہیں۔

حل لغات الفقہ بمعنی فہم اور اصطلاح شریعت میں علم شریعت کو کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اصل ان تمام امور کی جنہیں فہم و درایت سے حاصل کئے جاسکتے ہیں اگرچہ جملہ علوم فہم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے (لیکن فقہ ان سب کی اصل ہے۔ اسی لئے یہ نام ان کی اصل کو دیا گیا)

مسئلہ اہل معصیت کا عیب بیان کرنے کا نام غیبت نہیں یہ اس غیبت میں داخل نہیں جس سے روکا گیا ہے بلکہ کبھی اس کی غنیمت مصلحت وہم کی وجہ سے ضروری ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف اذکروا الفاجر بما فیہ کے یحذر الناس فاجر کے فجور کو بیان کرو تاکہ لوگ اس کے فجور سے بچ جائیں۔

(روح البیان ...)

marfat.com

مسئلہ   المقاصد الحسنہ میں ہے تین چیزیں ہیں جن کی وجہ سے انہیں گلہ (غیبت) نہیں کہا جا سکتا۔

۱۔ ظالم حاکم   ۲۔ فاسق معلن (وہ جو اپنے فسق کا اعلان کرتا رہتا ہے جیسے داڑھی منڈانا یا قبضہ سے کم کرنے والا)   ۳۔ مبتدع (بدمذہب) جو اپنی بدعت (بدمذہبی) کو لوگوں کو دعوت دیتا (جیسے مرزائی شیعہ 'وہابی دیوبندی ودیگر جملہ مذاہب)

تفسیر صوفیانہ   قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہ سبب اس کے وہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر بحسب بقیہ نور فطرۃ واستعداد کے پھر کافر ہو گئے یعنی رذائل وصفات نفوس کے حجابات سے اسے چھپائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگائی ان ہیئات کی رسوخ اور اعمال کی میل کچیل کے حصول کی وجہ سے اسی لئے وہ بالکل اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو گئے اسی لئے وہ نہ رسالت کا معنی سمجھتے ہیں اور نہ علم التوحید کو اور نہ دین کو۔

تفسیر عالمانہ   واذا رایتھم   اور جب تم انہیں دیکھتے ہو یعنی منافقوں کو جیسے ابن ابی مسلول اور اس جیسے اور (منافق)

تعجبک اجسامھم   ان کے اجسام عجب میں ڈالتے ہیں ان کے موٹے ہونے کی وجہ سے یعنی ان کے چہروں کی ظاہری کیفیت سے ان کا منظر بارونق محسوس ہوتے ہیں۔

حل لغات   العجب   بمعنی شے عجیب ہر وہ شے جو نفس میں باعظمت محسوس ہو اس کے عجیب وغریب ہونے کی وجہ سے۔ التعجب بمعنی وہ حیرت جو نفس کو عارض ہو بوجہ اس شے کے کہ جس سے تعجب حاصل ہو۔

وان یقولوا   اگر وہ کوئی بات کہیں   تسمع لقولھم   تو ان کی بات سنی جائے ان کی فصاحت اور زبان کی تیزی اور گفتگو مٹھاس کی وجہ سے لام صلہ کی ہے بعض نے کہا ان کی بات کی طرف دل جھک جائیں۔

منافق ٹولی کے سرغنہ کی نشانیاں   عبداللہ بن ابی مسلول جسیم صبیح فصیح تھا رسول اللہ ﷺ کی مجلس

(حاشیہ ۱ اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "صیانۃ اللسان عن غیبۃ الاخوان" میں ہے۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوا اور وہ دوسرے بھی مدینہ طیبہ کے رئیس تھے ان کو دیکھ کر حضور سرور عالم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو ان کا منظر پسند آیا اور متعجب ہوئے اور جب وہ کوئی بات کرتے تو آپ اور آپ کے ساتھ خصوصیت سے متوجہ ہوتے لیکن دراصل قباحت (حسن و جمال) و حسن منظر صفائی قلب سے ہوتا ہے۔

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا خیر و بھلائی حسین چہروں سے طلب کر (اکثر طور) ہم نے اکثریت کی قید اس لئے لگائی ہے کہ بہت سے قبیح چہرے والے ضروریات پوری کرنے والے ہوتے ہیں کسی نے فرمایا۔

یدل علی معروفہ حسن وجھہ   ومازال حسن الوجہ احسن الشواھد

(اس کا حسین چہرہ اس کی نیکی پر دلالت کرتا ہے اور حسین چہرہ احسن شواہد ہے)

حدیث شریف میں ہے جب تم کسی کے ہاں کسی کو بھیجو تو حسین چہرے اور اچھے نام والے کو بھیجو۔

منافقین سے مایوسی جب نبی پاک ﷺ نے ان کے دلوں پر میل اور ان کی استعداد کا نور انطخاء (مٹ جانا) اور کمینی ہیئت پر ان کے خواص اصلیہ کو عارض ہو رہے ہیں کو ملاحظہ فرمایا تو ان سے مایوس ہو کر انہیں ان کے احوال پر چھوڑ دیا۔

حکایت کسی دانشور نے ایک حسین نوجوان کو دیکھا تو سمجھا کہ یہ ذکی و فہیم ہو گا لیکن وہ تو بالکل نابلد تھا تو فرمایا گھر تو بڑا اعلیٰ ہے کاش اس میں کوئی مقیم ہوتا دوسرے نے کہا سونے کا تھال ہے کاش اس میں سرکہ نہ ہوتا کانھم خشب مسندۃ گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار میں کھڑی کی گئی ہیں یہ جملہ مرفوع ہے کیونکہ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی گویا وہ ایسے ہیں یہ جملہ مستانفہ ہے اس کے اعراب کا کوئی محل نہیں۔

حل لغات الخشب (بضمتین) خشبت (محرکہ) کی جمع ہے جیسے سدور سد (جمع و واحد) موٹی لکڑی۔ الاسناد بمعنی الامالہ مسندۃ تکثیر کے لئے ہے تسنید بمعنی تکثیر الاسناد۔ کثرۃ المحال گویا وہ بہت سے جگہوں سے مسند ہیں۔ اب

marfat.com

معنی یہ ہوا کہ خشک موٹی لکڑیاں دیوار کے ساتھ ملا کر رکھی گئی ہیں ان کا رسول اللہ ﷺ کی مجالس میں بیٹھنے کی تشبیہ ان لکڑیوں سے دی گئی ہے جو دیوار کے ساتھ ملا کر رکھی گئی ہیں وجہ تشبیہ وہی ہے کہ وہ جسم ہیں اور جو عمل و خیر اور اس سے نفع اٹھانے سے خالی ہیں اسی لئے خشب (لکڑیاں) میں تسنیہ کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ موٹی لکڑی سے صرف اس وقت نفع حاصل کیا جاتا ہے جب وہ چھت میں یا دیوار میں یا ایسی جگہوں میں ہو جہاں سے نفع کا گمان ہو تو جیسے ان لکڑیوں سے کوئی فائدہ ہے ایسے ہی ان منافقوں سے جب ان سے روح نامی زائل ہو گیا تو وہ حیات حقیقی کی استعداد کے زوال میں ہے روح انسانی کا بھی یہی حال ہے۔

درس ادب فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ مجالس اکابر اور اکابر علم میں بے ادبی میں حاضری کی مثال بھی منافقین جیسی ہے۔

حکایت سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ موطا (کتاب حدیث شریف) سنا رہے تھے اور ہارون الرشید (بادشاہ وقت) سن رہا تھا تھوڑی دیر کے لئے کسی شے سے ٹیک لگائی تو آپ نے اسے ٹوکا اور فرمایا (یہ درس حدیث ہے اس میں ادب ضروری ہے)

حکایت حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رات کو نوافل پڑھتے ہوئے تھک گئے۔ تھکان دور کرنے کے لئے بیٹھ کر پاؤں پھیلایا تو ہاتف غیب نے آواز دے کر فرمایا کیا بادشاہوں کے دربار میں یونہی بیٹھا جاتا ہے۔

حکایت حضرت حریری خلوت میں بھی پاؤں نہیں پھیلاتے تھے اور فرماتے بارگاہ حق ادب کے زیادہ لائق ہے۔

فائدہ جس نے اسم مھیمن کا معنی سمجھ لیا وہ حیاء میں رہتا ہے کہ اس کا خدا تو اس کے ہر امر سے مطلع اور اسے دیکھ رہا ہے اسی کو اعمال حقیقت مراقبہ سے تعبیر کرتے ہیں اس کا معنی ہے قلب کو علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر معاملہ سے مطلع ہے۔

فائدہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں بہت بڑا موٹا حاضر ہو گا جس کی اللہ

marfat.com

تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی قدر نہ ہو۔

فائدہ کمال و نقص دو چھوٹی چیزوں پر موقوف ہے۔

۱۔ زبان ۲۔ قلب نہ کہ دو بڑی چیزوں

۱۔ سر ۲۔ چہرا

کیونکہ اللہ تعالیٰ صورتوں اور مالوں کو نہیں بلکہ قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ بہت سی چھوٹی صورتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کے برابر ہوتی ہیں۔

فائدہ مومن قلب اور علت اور ذلت سے خالی نہیں اور اس میں شک نہیں کہ قلب سے ایسا غم بڑھتا ہے جس سے گوشت اور چربی پگھل جاتی ہے اور علت سے بدن نڈھال ہو جاتا ہے اور اس پر کمزوری چھا جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے مومن کی مثال چیز کالی جیسی ہے جسے ہوا ہلاتی ہے تو کبھی کبھی کھڑی ہو جاتی تو کبھی نیچے ہو جاتی ہے اور کافر ستہ کی طرح ہے کہ وہ ہمیشہ کھڑا ہے (ہوا سے نہیں ہلتا) یہاں تک کہ اسے کاٹا جائے۔

فائدہ الارزہ (بفتح الہمزہ براء مہملہ) ساکنہ پر زاء وہ درخت جو صنوبر کے مشابہ ہوتا ہے وہ عموماً ملک شام اور ارمن میں ہوتا ہے۔ بعض نے کہا وہ صنوبر لا تثمار جڑ سے اکھڑ جاتا یعنی منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے اور وہ سیدھا اونچا اور زمین پر مضبوط کھڑا ہے یہاں تک کہ اسے کاٹا جائے یا جڑ سے اکھاڑا جائے۔

فائدہ اس میں اشارہ ہے کہ مومن بدنی بیماریوں میں مبتلا رہتا ہے ایسے مال کی قلت کا شکار رہتا ہے اس سے اس کے گناہ جھڑتے ہیں اور کافر اکثر طور ایسے نہیں وہ قیامت میں اپنے تمام گناہوں سمیت حاضر ہو گا۔

تفسیر عالمانہ یحسبلون گمان کرتے ہیں کل صیحتہ ہر آرزو کو جو بلند ہو اس لئے صیحۃ بمعنی رفع الصوت۔ القاموس میں ہے صورت انتہائی طاقت سے آواز نکالنا۔ وہ یظنون کا مفعول اول ہے اور مفعول ثانی یہ ہے علیھم ان پر واقع ہو کہ نقصان پہنچانے والا ہے اور کل صیحۃ، ہر وہ زوردار

marfat.com

آواز جو مدینہ شریف میں کہیں سے آئے۔

فائدہ بعض نے کہا جب لشکر میں کسی مصلحت سے کوئی آرزو اٹھتی یا کوئی جانور بھاگتا یا کوئی شے گم ہو جاتی یا کہیں سے لوگوں کا شور سنتے تو بزدلی اور دل میں رعب گھر کر جانے کی وجہ سے سمجھتے کہ ان پر آئے گا خائن خوفزدہ رہتا ہے۔

فائدہ حضرت قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شجاعت اس یقین سے ہے جو نور ہے فطرت اور صفائی قلب سے ہوتی ہے اور منافقین تو صفات نفس کی ظلمات اور اپنی ذات و شہوات کی وجہ سے محجوب ہیں جیسے اہل شکوک وارتیاب اسی لئے ان پر بزدلی اور سستی چھا جاتی ہے۔

فائدہ اس میں ان کی تحقیر میں زیادتی اور ان کی بے قدری کا اظہار ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی شے کو دیکھتا تو کہتا یہ کوئی مرد ہے بعض نے کہا کہ وہ ہر وقت خطرے میں تھے کہ ان کے بارے میں کوئی آیت نازل ہو جائے جو ان کے پردے چاک کر دے اور ان کا خون اور مال مباح کر دے۔ **ھم العدو** وہ دشمن یعنی عداوت میں مکمل ہیں بلکہ عداوت ان کے دلوں میں گھر کر گئی ہے اس لئے سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو ہر وقت تیری کمر توڑنے اور نیچا دکھانے کی کوشش میں ہے اور کینہ کی دائمی بیماری میں مبتلا ہو بلکہ وہ اسی پر ڈٹا ہوا ہو۔

سوال اعداء ہونا چاہئے تھا

جواب عدو مصدر کے وزن پر ہے اور وہ واحد و جمع ہر دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ **فاحذرھم** ان سے ڈرو یعنی ان کی باتوں پر بھروسہ کرنے اور ان کی گفتگو کی طرف میلان سے بچو یا بچو اس سے جو دشمنوں کو کسی بات کی خبر دے اور اپنے اصحاب کو ان کی رسوائی سے بچاؤ اس لئے کہ کفار سے تمہارے بھید و اسرار افشاء (ظاہر کرنا) کریں گے۔

قاتلھم اللہ اللہ تعالیٰ انہیں مارے۔ ان پر بددعا ہے اور ذات الٰہی سے ان پر لعنت و رسوائی اور ذلت و خواری کی

marfat.com

موت کی طلب ہے جیسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر لعنت کرے۔

فائدہ حضرت سعد المفتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہاں حقیقی طلب مراد نہیں بلکہ یہ دلیل ہے اس کی کہ ان پر لعنت ضروری ہے امام طیبی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجرید کے اسلوب سے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآۃ ومن کفر فامتعہ یاقادر اور جو کفر کرے اسے چند روزہ سامان دے اے قادر میں ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں اہل ایمان کو تعلیم دی گئی ہے کہ ان پر یوں دعا مانگو۔

مسئلہ آیت میں دلیل ہے کہ اہل فساد کے لئے بددعا کرنے کے بھی مواقع ہوتے ہیں جہاں ان کے لئے بددعا کرنا مستحسن ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ مارے بدمذہبین۔ (بدمذاہب) گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کو کیونکہ وہ بدترین دشمن اور ضرر رساں اعداء ہیں۔

سوال اخبار کے طور کیوں لایا گیا حالانکہ یہ تو انشاء (جملہ انشائیہ) ہونا چاہئے کیونکہ اس میں انشاء کا معنی ہے۔

جواب تاکہ معلوم ہو کہ یہ گویا واقع ہو گیا۔ اب معنی یہ ہوا خدا انہیں ہلاک کرے یا ان پر لعنت کرے بعض نے یہی معنی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔ یہ دعا ہے۔ جس میں تباہی و بربادی اور ان کے لئے برائی کی تمنا ہے۔ بعض نے کہا یہ مذمت کا کلمہ اور توبیخ کے لئے آتا ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں قاتلہ اللہ ما الشعرہ (اللہ تعالیٰ اسے مارے اسے کیسے معلوم ہوا) اسے تعجب کی جگہ پر لایا جاتا ہے بعض نے کہا اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اس کلام کو اس کی جگہ پر لایا جس کی جنگ اس دشمن سے ہو جو ہر کسی پر قادر و غالب ہے۔ انی یوفکون کہاں پھیرے جا رہے ہیں ان کا حال پر تعجب دلاتا ہے یعنی حق اور نور سے کیسے پھر رہے ہیں اس امر پر جو مبنی بر کفر و ضلال و ظلمت ہے باوجود یہ کہ ان کے لئے قاہر براہین قائم کئے گئے ہیں۔

حل لغات الافک (بفتح الہمزہ) بمعنی کسی شے سے پھیرنا کیونکہ الافک بالکسر بمعنی الکذب۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ جب تم انہیں بحیثیت صور مشکلہ کے دیکھو تو تمہیں ان کے اعمال جو

marfat.com

ریاء سمعہ (شہرت) سے ملے ہوئے وہ اجسام تعجب میں ڈالیں گے جو ارواح نیات خالصہ صافیہ سے خالی ہیں اگر وہ کوئی حروف اصوات سے ایسی گفتگو کریں جو معانی صاف سے خالی ہیں تو تم ان کی جھوٹی اور مردود گفتگو کی طرف کان لگاتے جن کی صورتیں معنی سے خالی اور وہ صرف صورت خیالی کی طرح ہیں۔ (مخیلہ بمعنی قوت خیالیہ) وہ تو ان موٹی لکڑیوں کی طرح ہیں جو وہم کی دیواروں میں نکالی گئی ہیں ان میں نہ روح ہے نہ معنی وہ ہر اس آواز کو گمان کرتے ہیں جو قہری صورت میں انہیں سنائی دیتا ہے کہ یہ ان پر واقع ہو گا قلوب کے ضعف کی وجہ سے جو نفاق کے مرض اور شقاق کی بیماری سے پیدا ہوا وہ عداوت ذاتیہ اور بغض صفاتیہ میں کامل و مکمل ہیں ان صورۃً و معنیٰ ہر طرح سے بچتے رہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں رسوائی سے اور محرومی اور برائی اور خواری میں مارے وہ طریق دین صدق سے کہاں لوندھے جارہے ہیں۔

تفسیر عالمانہ واذاقیل لھم اور انہیں کہا جاتا ہے جب ان سے جنایت کا صدور ہوتا ہے تو انہیں بطور نصیحت کہا جاتا ہے۔

شان نزول معالم (نام تفسیر) میں ہے کہ بعد از نزول آیات ہذا عبداللہ بن ابی مسلول سے لوگوں نے کہا کہ یہ آیات تمہارے بارے میں اتری ہیں اب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تاکہ آپ تمہارے لئے استغفار فرمائیں بدبخت اکڑ گیا اور حاضری سے انکار کر دیا اور کہا اس حضور ﷺ نے کہا ایمان لا "میں ایمان لایا" کہا کہ زکوۃ دے میں نے دی۔ کیا حضرت محمد ﷺ چاہتا ہے کہ میں اسے سجدہ کروں اس کے رد میں یہی آیت نازل ہوئی کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تعالوا آؤ۔

تحقیق تعالوا یہ دراصل تعالیوا تھا یاء کو الف سے تبدیل کر کے حذف کر دی گئی اس کی ماضی تعالی ہے یاء الف سے تبدیل ہوئی اور یاء واؤ سے کیونکہ چوتھی جگہ پر واقع ہے امر کا واحد تعالی ہے الف مغلوب از یاء وقف کی حالت میں حذف کر دینا اور لام کو مفتوح پڑھنا ہو گا التعالی بمعنی ہے ارتفاع جب اس سے کسی کو امر کرو تو کہو تعالیٰ و تعالوا افتعالوا جمع امر حاضر بصورت ماضی اس کا معنی ہے ارتفعوا اسے اپنے سے نیچے والے کو اونچے مکان پر کھڑے ہو کر کہتا ہے تعالوا پھر عام بلاوے کے لئے اس کی کثرت ہو گئی یعنی ہر وہ داعی جو کسی کو

marfat.com

آنے کے لئے بلائے مفنو ہو یا اس کا غیر کیونکہ حسن ادب کا یہی تقاضا ہے بمعنی ہلموا وایتوا اب معنی یہ ہوا کہ اے منافقین آؤ عذر کرتے ہوئے۔

درس ادب اب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ادب کے اعتبار سے عام نہیں کہ کہا جائے تعالیٰ فلاں یا تعالیت یا فلاں یا انا یا فلاں مستعمل جو نسا صیغہ بھی ہے کیونکہ یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مشہور ہو گیا ہے کہ کہا جاتا ہے تعالیٰ اللہ الملک الحق۔

لیستغفر لکم رسول اللہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (استغفار فرمائیں) یستغفر سے مجزوم ہے امر کے جواب سے یعنی تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اپنے لطف و کرم سے تمہارے گناہ فرمائے اور تمہارے عیوب چھپائے "تنازع الفعلین یہ دوسرے فعل کو عمل دینے کے قبیل سے ہے کیونکہ تعالوا لفظ رسول اللہ کو مجرور بالی کا طالب کہ یہ دراصل تعالوا الی رسول اللہ وھو یستغفر فاعل کا طالب ہے۔ یہاں دوسرے کو فاعل دیا گیا اسی لئے لفظ رسول اللہ مرفوع ہے اور پہلے سے حذف کر دیا گیا کہ دراصل تعالوا الیہ تھا (ثابت ہوا) کہ مذہب حق ہے مزید تحقیق فقیر اویسی غفرلہ کی کتاب " تشیط الاذہان فی تحقیق لذا تنازع الفعلان) میں ہے۔ لووا رؤسھم تو پھیرتے ہیں اپنے سر۔

حل لغات نوی الرجل راسہ لالہ (مرد نے اپنا سر پھیرا) تشدید تکثیر کے لئے محل و جگہیں) کی کثرت کی وجہ سے یعنی (سر کی کثرت) تاج المصادر میں ہے۔ التلویتہ موڑنا اب معنی یہ ہوا کہ انہوں نے سروں کو تکبر کے طور موڑا جیسے کوئی کسی مکروہ شے سے منہ پھیرے۔

تفسیر صوفیانہ حضرت قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طبعی حیوانیت کے امور ظلمانیہ سے انس کی وجہ سے نور سے مانوس نہ ہوا نہ انہیں نور کا اور کمالات انسانیہ کا اشتیاق تھا کیونکہ ان کی صورت دانیہ مسخ ہو چکی تھی (اسی لئے رسول اللہ ﷺ سے منہ موڑا)

تفسیر عالمانہ ورایتھم یصدون اور تم نے انہیں دیکھا کہ وہ روگردانی کرتے تھے۔

marfat.com

حل لغات الصدود بمعنی الاعراض یعنی وہ قائل (ﷺ) کے استغفار کی حاضری کا داعی یا استغفار سے (روگردانی کرتے ہیں)

فائدہ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ اعراض کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کو (جیسے آج کل نجدی اور وہابی روضہ رسول ﷺ اور مزارات اولیاء سے خود محروم ہیں بلکہ دوسرے جانے والوں کو روکتے اور انہیں مشرک کہتے ہیں (معاذاللہ)

تفسیر صوفیانہ چونکہ ان کی طبیعت کا جہت سفلیہ اور زخارف دنیویہ کی طرف جھکاؤ ہے اسی لئے ان کی طبیعتوں کا میلان جہت علویہ و معانی اخرویہ کی طرف نہیں ہوتا۔ مثنوی شریف میں ہے۔

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را

صورت رفعت برائے جسمہاست — جسمہا در پیش معنی اسمہاست

(صورت رفعت افلاک کو حاصل ہے اور رفعت کا معنی روح پاک کو حاصل ہے رفعت صوری جسموں کو حاصل ہے معنی کے نزدیک تو جسم صرف نام (کے رفعت والے) ہیں وھم مستکبرون اور وہ تکبر کرنے والے ہیں اس سے غلبہ شیطنت اور استیلائے قوت وہمیہ اور انانیت سے محجوب اور خود کو بہتر سمجھنے کے وجہ سے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی کو جھگڑالو اور صرف اپنی رائے کو اچھا سمجھنے والا دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ خسارہ کی انتہا میں ہے۔

سواء علیھم استغفرت لھم برابر ہے ان کے لئے استغفار کریں جب وہ اپنی خطاؤں کا عذر کرتے ہوئے تمہارے ہاں حاضر ہوں (کشف الاسرار) میں ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ان کے لئے استغفار فرمایا یعنی ان کے لئے ایمان کی توفیق اور عصیان کی مغفرت کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے تھے۔ بعض نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان تستغفر لھم سبعین مرۃ اگرچہ آپ ان کے لئے ستر بار مغفرت چاہیں فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر سے بڑھ کر ان کے لئے مغفرت

marfat.com

چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہی آیت نازل فرمائی۔

حل لغات سواء مصدر ہے بمعنی مستو خبر مقدم ہے علیھم اس سے متعلق ہے اس کا مابعد معطوف علیہ مبتداء معطوف ہے بتاویل المصدر تاکہ استفہام اپنے مقام سے متعلق ہے۔ استغفرلھم میں ہمزہ استفہامیہ ہے۔ اسی لئے مفتوح اور قطعی ہے دراصل استغفرت لھم تھا ہمزہ وصل محذوف ہوا یعنی باب استفعل کا ہمزہ وصلی ہے محذوف ہونا تخفیف کے طور ہے اور پھر یہاں التباس بھی نہیں۔ ام لم تستغفرلھم یا ان کے لئے بخشش نہ مانگیں جب وہ گناہوں پر اصرار اور احتراز و استغفار سے انکار کریں۔ لن یغفر اللّٰہ لھم اللہ تعالیٰ نے انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ ہمیشہ فسق پر اصرار اور کفر پر ڈٹ جانے اور مضبوط دین فطرت سے خروج کی وجہ سے ان اللّٰہ لا یھدی القوم الفاسقین بیشک اللہ تعالیٰ قوم فاسقین کو راہ نہیں دکھاتا یعنی وہ کامل الفسق اور خارج از دائرہ اصلاح اور منہمک فی الکفر والنفاق اور خارج از دائرہ اہل حق اور داخل در باطلین و مبطلین ہیں۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں قبول استغفار کے عدم استعداد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ان کی طبعیتیں ظلمانی اور جبلی علامتیں مکمل کیپلی ہو چکی ہیں اس لئے اگر ان کو اسے قبول کرنے کی استعداد ہوتی تو حب دنیا اور نفس اور اس کی خواہشات کی اتباع میں مبتلا نہ ہوتے بلکہ ان کی کوشش ہوتی کہ وہ اشرع کی موافقت اور رسول اللہ اور آپ کی سیرت مبارکہ کی متابعت کرتے لیکن جب وہ ظلمت شہوات حیوانیہ واخلاق بہیمیہ و سبعیہ (درندگی) میں پھنسے نہ رہتے۔

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد ای خواجہ درد نیست ورنہ طبیب ہست

(عاشق محبوب کے دروازہ پر حاضر ہوا لیکن دوست نے اس کے حال پر نگاہ نہ کی۔ اے خواجہ تجھے درد نہیں ورنہ طبیب تو ہے)

فائدہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جذبہ مرشد کی جانب سے ہوتا ہے بشرطیکہ اس میں عظیم تاثیر ہو (اگر رسمی مرشد ہو جیسے آج کل عموماً پیری و مریدی کا دھندا کر رہے ہیں بلکہ اگر لٹیرا اور دین کا ڈاکو ہو تو پھر کیا ہوگا ہی ہوگا نہ پیر

marfat.com

و مرید دونوں ......) اگر سرے سے مرید خالی ازارادہ ہو تو پھر بھی اسے مرشد سے کوئی فائدہ نہ ہو گا (جیسے عام طور مریدین کا حال ہے کہ مرشد سے صرف دینوی ضروریات کے طالب ہوتے ہیں اور کاروبار دینوی چاہتے ہیں اور بس) جیسے رسول اللہ ﷺ کی استغفار سے بڑھ کر اور کسی کی استغفار ہو سکتی ہے لیکن منافقین کا سرے سے ارادہ ہی نہ تھا اسی لئے ان میں ہدایت کے لئے کچھ اثر نہ ہوا لیکن اصل وجہ تو وہی ہے کہ عام ارواح میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور کے چھینٹے پڑے تو یہ لوگ اس وقت سے محروم ہو گئے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اسے کوئی نور نصیب نہ ہو گا

حکایت ایک شیخ (مرشد) اور ایک مرید (جس نے شیخ کی بیس سال خدمت کی) کے ساتھ ایک گاؤں سے گزرے وہاں ایک مراسی (ڈھول بجانے والا) بوڑھا رہتا تھا۔ شیخ (مرشد ولی اللہ) نے اسے اشارہ کیا تو اس نے ڈھول وہاں پھینکا اور شیخ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ یہ تینوں ایک دریا پر پہنچے۔ شیخ نے مصلی دریا پر بچھا کر مراسی (ڈھول بجانے والے) کو ساتھ بٹھالیا اور بیس سالہ خادم کنارے پر کھڑا چیختا رہا جاتے وقت مرید نے پوچھا یا حضرت مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ یہاں روتا ہوئے چھوڑے جا رہے ہو فرمایا ھٰکذا اقضاء اللّٰہ تعالٰی اللہ تعالیٰ کی تقدیر (کے سامنے سر تسلیم خم)

تفسیر عالمانہ ھم الذین یقولون یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ انصار کو یہ جملہ مستانفہ ہے ان کے فسق اور ان کی عدم مغفرت کی تعلیل کے قائم مقام ہے اور ان کی گفتگو صریح کی حکایت ہے کہ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰی مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی فقراء مہاجرین پر۔ ان کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو رسول اللہ کہنا یا استہزاء و تحکماء ہے۔ (کیونکہ منافقین حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تو رسول نہیں مانتے تھے) یا چونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اسی طرح مشہور اور یہ لفظ آپ کا لقب ہو گیا تھا۔ اسی لئے ایسے ہی کہہ دیا (ورنہ منکر کو کب گوارہ تھا کہ وہ رسول اللہ کہے) کیونکہ اگر وہ آپ کو حقیقی طور رسول مانتے تو ان سے ایسے غلط اور گندے اطوار کا صدور نہ ہوتا۔

marfat.com

تعظیم حبیب ﷺ ممکن ہے ان سے کوئی اور لفظ صادر ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے محبوب ﷺ پر کوئی غیر مانوس لفظ استعمال کریں آپ کی تعظیم و اکرام کے لئے ان سے رسول اللہ کہلوایا غرضیکہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو اتنا بھی نہ دو کہ زندگی کا گزارہ کر سکیں یعنی کچھ نہ دو۔

حتی ینفضوا یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر اپنے قبائل کو واپس لوٹ جائیں۔

فائدہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ تاکہ منتشر ہو کر نوکر اپنے آقاؤں کو اور بیٹے اپنے باپوں کو جا ملیں۔

حل لغات الانفضاض بمعنی شکستہ (ٹکڑے ٹکڑے) اور منتشر ہونا۔

تفسیر صوفیانہ منافقین نے یہ اس لئے کہا کہ وہ اپنے گندے کرتوتوں کی وجہ سے فعل اللہ کی رویت سے محجوب تھے اور اپنی دولت کے گھمنڈ سے اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے بے خبر تھے وہ اپنی جہالت سے سمجھتے تھے کہ ان فقراء مہاجرین پر ہم خرچ کرتے ہیں تو وہ زندہ ہیں۔ (ورنہ بھوکے مرجائیں گے) انہیں کیا خبر تھی کہ واللہ خزائن السموت والارض اور اللہ کے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے۔ منافقین کی بدگمانی اور زعم باطل کا رد و ابطال ہے کہ وہ بزعم خویش سمجھتے تھے کہ اگر ان فقراء مہاجرین کو کچھ نہ ملے گا تو وہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کر کے فرمایا کہ آسمانوں و زمین اور رزق کے خزانے تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور روکتا ہے جس سے چاہتا ہے اس کے خزائن میں سے ہیں بارش انگوری وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وللہ خزائن السموت اس کی قدرت کی طرف اشارہ ہے کہ جس سے اس کا ارادہ ہو تو وہ ایجاد کرتا ہے یا اس حالت کی طرف اشارہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب تخلیق اور اجل اور رزق سے فارغ ہو گیا یعنی قضاء قدر اتمام کو پہنچی یہ جملہ بطریق تمثیل مذکور ہوا ہے

marfat.com

یعنی ان کلمات کا اتمام ہو چکا اس کے علم سابق میں۔

حل لغات خزائن خزانہ (بالکسر) کی جمع ہے جیسے مصائب عصابہ کی جمع۔ خزانہ ہر وہ شے جو چھپائی جاتی ہے اموال نفیسہ میں سے اور اس کی حفاظت کی جائے ایسے ہی مخزن (بالفتح) اس کی تحقیق وان من شئی الا عندالله خزائنه(پ) میں گزر چکی۔

ولکن المنافقین لا یفقھون لیکن منافقین سمجھتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی شان سے جہالت کی وجہ سے اسی لئے وہ کفر بکتے تھے۔

خواجہ پندارد کہ روزی او دہد لاجرم برایں و آں منت نہد

زاں سبہا او یکے شد پس اگر کم شود ہستند اسباب دگر

حکم روزی بر سببہا می نہد بے سببہا نیز روزی می دہد

ترجمہ ۱ سردار کا خیال ہے کہ وہی روزی دیتا ہے اس لئے وہ اپنے نوکروں کو یہ اور وہ احسان جتلاتا ہے۔ ۲ اللہ تعالیٰ اسباب میں یہ اگر ایک سبب ہے اگر یہ نہ ہو گا تو اس اسباب اور بہت ہیں۔ ۳ وہ روزی کا حکم اسباب پر رکھتا ہے وہ بغیر اسباب کے بھی روزی دیتا ہے۔

حکایت حاتم اصم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بکیسی نے کہا آپ کھاتے کہاں سے ہیں (جبکہ آپ کا کوئی کاروبار نہ تھا) فرمایا اللہ تعالیٰ کے خزانہ سے۔ سائل نے کہا کیا پکی پکائی روٹی آسمان سے اترتی ہے فرمایا اگر اس کے زمین پر خزانے نہ ہوتے تو آسمان سے بھی پکی ہوئی روٹی اتر سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر رزق کے اسباب بنائے ہیں اسی میں سے ہی رزق کے دروازے کھول رکھے ہیں۔

فائدہ کسی نے کہا دودھ پلانے والی کے حقوق کی رعایت جننے والی کے حقوق کی رعایت سے زیادہ احق ہیں کیونکہ جننے والی نے تو جننے کی امانت ادا کر دی اور اس میں جو غذا پہنچاتی رہی یا ماہانہ خون کا حصہ بچے کی غذا بنتی رہی بلکہ وہ اس پر مجبور تھی کیونکہ اگر وہ خون اس سے باہر نکلتا اور بچہ کی بھی غذا نہ بنتا تو وہ مرجاتی یا کم از کم بیمار ضرور ہو جاتی اس معنی

marfat.com

پر تو اتنا بچہ ماں پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اسے ہلاکت اور تباہی سے بچا لیا ہاں دودھ پلانے والی نے عمداً دودھ اس ارادہ سے پلایا کہ بچہ کی جان بچ جائے اور پل کر جوان ہو جائے۔

نکتہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہی دودھ پلانے کے لئے منتخب کیا تاکہ اگر کوئی اور دودھ پلاتی تو وہ ام موسیٰ سے افضل ہوتی اور اس دور میں ام موسیٰ سے کوئی اور افضل نہ ہو۔

حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک حجت قائم فرمائی یعنی موسیٰ علیہ السلام کی خوراک و پوشاک اور ضروریات زندگی کا بوجھ بنی اسرائیل پر ڈال دیا اور یہ ان کے لئے امتحان تھا۔ آپ نے محسوس کیا کہ میرا بوجھ بنی اسرائیل کو مجھ سے عقیدت وارادت کی کمی کا باعث بن رہا ہے تو بارگاہ حق میں استدعا کی اے اللہ مجھے بنی اسرائیل سے مستغنی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں میں صرف اپنی عبادت کے لئے فارغ رکھوں اور تیری ضروریات کا بوجھ دوسروں پر ڈال دوں۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام خاموش ہوئے پھر چند روز کے بعد عرض کیا اللہ تعالیٰ نے پھر وحی بھیجی کہ ایک نبی علیہ السلام کے لئے لائق نہیں کہ وہ اپنے وجود میں اپنے آقا کے بغیر کوئی دوسرا تصور لائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا رزق ہے تجھ پر اور کسی کا منت و احسان نہیں اس پر خاموش ہو گئے لیکن پھر ایک عرصہ کے بعد وہی عرض کیا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ علیہ السلام تو بنی اسرائیل سے جس غیظ و غضب سے پیش آتا ہے حالانکہ تمہیں ان سے ضرورت ہوتی ہے اگر میں تمہیں ان سے بالکل بے نیاز بنا دوں تو پھر تیرا ان کے ساتھ کیا حال ہو گا۔ موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر خاموش ہو گئے

(حاشیہ لے اگر جننے والی بھی وہی ہو اور دودھ پلانے والی بھی وہی جیسے ہمارے دور اور علاقہ جات کا دستور ہے کہ جننے والی ہی بچہ کو دودھ پلاتی اور پرورش کرتی ہے تو پھر تو اس ماں کے حقوق کا کیا کہنا لیکن افسوس کہ آج کل کی اولاد جو نہی سن شعور کو پہنچی یا پھر اسے جوانی ملی تو ماں بی بی جیسی دشمنی اور کوئی نظر نہیں آتا اب یہ حال ہو جاتا ہے کہ زوجہ بن جاتی ہے سر کا تاج اور ماں سے حال پوچھنا تو درکنار اسے ذلت و خواری کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)

marfat.com

اور پھر کبھی ایسا سوال نہ کیا۔

فائدہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے ہاتھ (قدرت) سے رزق پہنچاتا ہے جسے چاہتا ہے بندہ مرد ہو یا کافر اور یہ اپنی طرف حلال رزق بھیجتا ہے اس سے اسے کچھ بھی رنج نہیں ہوتی اور نہ کوئی شے اس سے عارضی ہوتی ہے اور نہ کسی پر منت واحسان کا اظہار کرتا ہے۔

نکتہ اپنے اولیاء کو فقر و فاقہ میں مبتلا رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اعطاء (عطا کرنا اغناء غنی کرنا پر قادر نہیں بلکہ اس میں راز یہ ہے کہ وہ اپنے محبوبوں کے لئے نہیں چاہتا کہ وہ اس کمینی دنیا کو ہاتھ لگائیں یہ الشان کا اعزاز و اکرام ہے بلکہ یہ اس کا ان پر انعام واحسان ہے تاکہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ زاہد (تارک دنیا) ہو کر زندگی بسر کریں اور آخرت میں بہت زیادہ اجر و ثواب پائیں۔

فضیلت فقر و فاقہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا فقراء امراء سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔ ۲۔ حضور نبی پاک ﷺ فقراء و مہاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب فرماتے تھے۔ حدیث کے لفظ ملاحظہ ہوں۔

وکان علیہ السلام لیستفتح بصعالیک المہاجرین (روح البیان ص ۵۴۰ ج۹)
(نبی پاک ﷺ فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے[۱])
(حاشیہ[۱])

سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو سب کے وسیلہ اعظم ہیں دوسرا یہ کہ ادنیٰ اعلیٰ کو وسیلہ بناتا ہے نہ کہ اعلیٰ ادنیٰ کو۔

جواب فقیر کا ایک قاعدہ مشہور ہے اور قرآن مجید کی آیت ویعلمھم الکتب سے موید ہے کہ نبی پاک ﷺ کا فعل و قول تعلیم امت کے لئے ہوتا تھا وہ اپنے لئے کریں تو کیا۔ اسی لئے یہ فعل بھی محض تعلیم پر مبنی ہے کہ جیسے میں خود عظیم تر اور وسیلہ عظمیٰ ہوں لیکن تمہیں سکھاتا ہوں کہ محبوبان خدا کے وسیلہ سے تم مشکلات

(حاشیہ جاری)

marfat.com

صعالیک۔ ۴۳ (بقیہ) اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قدرت و منزلت اور قبولیت و وجاہت زیادہ تھی۔

نکتہ اسراء کو ارزاق مخصوص بنایا گیا تو فقراء شہود رزاق سے مخصوص ہیں فلہذا شہود رزق سے بہتر اور افضل ہے تو شہود صاحب رزق بطریق اولیٰ بہتر و افضل ہے ہاں جو شہود رزاق سے نوازا گیا ہے اگر اس رزق کی دولت نہیں ملی تو اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ یہ ایک معمولی شے ہے اور معمولی شے کے نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ملفوظات اولیاء (۱) سیدنا جنید قدس سرہ نے فرمایا آسمان کے خزانے غیوب اور زمین کے خزانے قلوب ہیں جو غیوب منتقل ہوتی ہے وہ قلوب میں پہنچتی ہے اور بندہ دو چیزوں سے مرتہن ہے۔

۱۔ تقصیر الخدمت (خدمت میں کوتاہی کرنا)

۲۔ ارتکاب الذلات خرابیوں (غلطیوں کا) ارتکاب کرنا

۳۔ حضرت واسطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو دنیا میں اسباب کی طرف جھانکتا ہے اور اسے معلوم تک نہ ہوا کہ یہ تو توفیق سے حجاب بنتے ہیں تو وہ جاہل ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ خزائن ارزاق السموت علم و معارف اور حکمتیں (عوارف مخزونہ خواص بندوں کے لئے ہیں) وہ عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور خزائن ارزاق ارض ماکولات مشروبات ملبوسات اور گھوڑے خچر وغیرہ مخزونہ ہیں عوام بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ ان پر خرچ کرتا ہے جس کا انہیں گمان تک نہیں ہوتا لیکن منافقین استعداد کے افساد اور عدم نورانیت و غلبہ ظلمانیہ کی وجہ سے اسرار الٰہیہ و اشارات ربانیہ نہیں سمجھتے۔

تفسیر عالمانہ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل کہتے ہیں ہم مدینہ پھر گئے تو بڑی عزت والا اور بڑی ذلت والے کو نکال دے گا۔ (حاشیہ آگے)

(بقیہ حاشیہ) پر قابو پا سکو گے اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے بی بی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارتے وقت کہا اغفرھا بنبیک و بالانبیاء الذین قبلی الخ (کما قال) اسے بخش دے میرے اور میرے سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "الوسیلہ" دیکھئے۔ اویسی غفرلہ۔ حاشیہ ختم)

شان نزول مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب بنو المصطلق سے جنگ ہوئی یہ خزاعیہ کا ایک قبیلہ ہے یہ جنگ مریسیع میں ہوئی مریسیع مصغر ہے مرسوع کا۔ یہ ان کا ایک کنواں تھا قدید کی جانب ایک دن کی مسافت پر۔ الفرع (بالضم) یہ ایک جگہ ہے اعراض مدینہ پاک سے آپ نے انہیں شکست دی اور بہت سے ان میں سے مقتول ہوئے ان کے دو ہزار اونٹ اور پانچ سو بکریاں غنیمت میں آئیں اور ان کے دو سو یا اس سے زائد گھرانے قیدی ہوئے ان قیدیوں میں جویریہ بنت الحارث ایک لڑکی بھی تھی۔ یہ حارث بنو المصطلق کا سردار تھا حضور علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا اس وقت بی بی کی عمر مبارک بیس سال تھی۔

غزوہ مریسیع سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ نے سر چاہ نزول فرمایا تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجیر جہجاہ غفاری اور ابن ابی کے حلیف سنان بن وبر جہنی کے درمیان جنگ ہو گئی۔ جہجاہ نے مہاجرین کو اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور سید عالم ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ اور بیہودہ باتیں بکیں اور یہ کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اس کی یہ ناشائستہ گفتگو سن کر زید بن ارقم کو تاب نہ رہی۔ انہوں نے اس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا اور سید عالم ﷺ کے سر مبارک پر معراج کا تاج ہے۔ حضرت رحمٰن نے انہیں عزت و قوت دی ہے۔ ابن ابی کہنے لگا چپ میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا۔ زید بن ارقم نے یہ خبر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچائی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی سید عالم ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد

(حاشیہ ۱؎ یہ منافقین کی وراثت دشمنان اولیاء کو نصیب ہے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ محبوب خدائے جہاں ذرے جہاں تو اہل دنیا دشمن بن گئے پھر ایڑی چوٹی کا دشمنی میں زور لگایا پھر یا خود فنا ہو گئے یا پھر محبوبان خدا کے قدموں میں آ کر گرے چنانچہ سیدنا معین الدین اجمیری اور دیگر اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات شاہد ہیں۔ اویسی غفرلہ)

marfat.com

فرمایا کہ یہ لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے ابن ابی سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں کہی تھی وہ مکر گیا اور قسم کھائیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا اس کے ساتھی جو مسجد شریف میں حاضر تھے وہ عرض کرنے لگے کہ ابن ابی بہت بوڑھا شخص ہے یہ جو کہتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہے زید بن ارقم کو شاید دھوکا ہوا ہو اور بات یاد نہ رہی ہو پھر جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں اور ابن ابی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ جا سید عالم ﷺ سے درخواست کر کہ حضور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا ایمان لا تو میں ایمان لے آیا تم نے کہا زکوۃ دے تو میں نے زکوۃ دی اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ محمد ﷺ کو سجدہ کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔[1]

(حاشیہ[1] چند فوائد جو شان نزول سے متعلق ہیں فقیر یہاں حاشیہ میں عرض کرتا ہے کچھ صاحب روح البیان کے بیان کردہ ہیں کچھ فقیر کا اضافہ ہے جہجاہ بن سعید انصاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا قائد (لگام تھام کر آگے چلنے والا) تھا اور سنان منافق تھا۔ جہجاہ کی مدد کو جعال (بالکسر) فقراء المہاجرین میں سے تھے) پہنچے جنہوں نے سنان کو تھپڑ مارا سنان نے عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین کو شکایت کی تو اس نے ذلیل کی بکواس کی کہ اے جعال تو بھی ہماری توہین کرنے والا ہو گیا (یہ تحقیرا کہا کیونکہ آپ فقیر اور غریب صحابی تھے اور وہ بزعم خویش امیر کبیر) پھر کہا کہ ہم حضرت محمد پر اسی لئے ایمان لائے کہ تھپڑ کھائیں ہماری اور ان کی مثال وہی ہے کہ (معاذ اللہ) کتا تمہارا کھا کر موٹا ہو گا تو پھر تمہیں ہی کاٹے گا۔

لیخرجن الاعز الخ میں عبداللہ بن ابی کی اعز سے مراد خود اور اذل سے اہل ایمان اگرچہ یہ بکواس صرف عبداللہ بن ابی نے کی لیکن اس کا اسناد تمام منافقین کی طرف ان کی اس پر رضا کی وجہ سے ہے کہ وہ بھی اس کی اس بکواس سے خوش تھے پھر اپنی قوم سے کہا کہ تم نے تو خود ہی انہیں اپنے شہروں کا مالک بنا دیا اور اپنی جائدادیں انہیں بانٹ دیں بخدا اگر تم اس جعال اور اس جیسے غریبوں کو کچھ نہ دو تو خود بخود بھاگ جائیں گے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نوجوان تھے جوانی کے جوش سے منافق کی باتوں سے بھڑک اٹھے۔ حضور نبی پاک ﷺ سے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ (جاری)

marfat.com

اذا ترغم انوفا کثیرۃ و بیثرت یعنی المدینہ مدینہ پاک میں تم بہت سے ناک رگڑے گا یعنی وہ یہی کہیں گے کہ ان محمد ﷺ الخ حضور اپنے اصحاب کو قتل کرتے تھے آپ نے مدینہ پاک کو یثرب کہا (اگر نبی کے ورود سے بعد کو فرمایا) تو یہ بیان جواز کے لئے تھا (اگرچہ مدینہ پاک کو یثرب کہنا مکروہ ہے تفصیل فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" میں ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ کہ یہ ناگوار ہے اسے کوئی مہاجر قتل کرے تو میں کسی انصاری کو کہتا ہوں اسے قتل کر دے گا۔ آپ نے پھر وہی فرمایا جو پہلے فرمایا یہ خبر حضرت زید بن ارقم نے پہنچائی تھی تو چونکہ وہ نوجوان تھے اور عبداللہ بن ابی بوڑھا تھا اس کی قوم نے جرح کی کہ یہ نوجوان غلطی کر سکتا ہے لیکن ہمارا شیخ ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس جرح پر آپ نے حضرت زید کو فرمایا شاید تو اس پر غصہ سے ایسا ایسا کہہ رہا ہے عرض کی مجھے اس سے کون سا غصہ پھر آپ نے فرمایا شاید تجھے غلط سنا گیا ہو عرض کی نہیں آپ نے فرمایا تجھ پر کلمات کا اشتباہ ہوا عرض کی نہیں۔

جب مذکورہ بالا آیت اتری تو حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت زید کو پیچھے سے پہنچ کر ان کا کان مروڑا اور فرمایا اے نوجوان تیرے کان نے صحیح سنا اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کی ہے اور منافق کی تکذیب فرمائی ہے اور منافقین کی باتوں کا رد فرمایا ہے۔ یہ مذکورہ بالا حاشیہ اکثر روح البیان کی عبارت کا ترجمہ ہے اب فقیر کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

(۱) منافقین کے وراثت میں جو لوگ نبی علیہ السلام اور اولیاء کرام کی تحقیر اور گستاخی کرتے ہیں وہ بالآخر ذلیل و خوار ہو کر مرتے ہیں۔

(۲) حضرت زید ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش بفضلہ تعالیٰ اہلسنت کے عوام نوجوانوں کو نصیب ہوا کہ جونہی سرور عالم ﷺ کے گستاخ کی گستاخی سنی تو گستاخ کا سر اڑا دیا اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی مثلاً غازی علم الدین شہید لاہوری کو لیجئے۔

(۳) دشمن نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سرزنش میں لگے رہنا سنت فاروقی ہے لیکن آج ایسے لوگ کہاں آج تو اس پر زور دیا جا رہا ہے کہ کسی کو برا نہ کہو یار و خواہ وہ کتنا بڑا گستاخ کیوں نہ ہو۔ (حاشیہ بخاری)

marfat.com

(۴) حضور ﷺ کا زید بن ارقم کے خلاف فیصلہ صرف ظاہری حالات کے پیش نظر تھا اس میں لاعلمی ثابت کرنا بد قسمتی کی دلیل ہے۔

یہاں فقیر ایک قاعدہ عرض کر دے تاکہ بے شمار اعتراضات کا قلع قمع ہو سکے۔ وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کی حیثیت کا ماننا فرض عین ہے ہر امتی کا فرض بنتا ہے کہ آپ کے ہر قول و فعل کو من حیث النبی دیکھے نہ کہ من حیث البشر۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اہلسنت حضور علیہ السلام کو ہر حالت میں من حیث النبی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور مخالفین من حیث بشر دیکھتے ہیں اسی لئے ۔۔ ایسے حالات کو دیکھ کر چونک پڑتے ہیں۔ اب آپ کے جتنا اس قسم کے فیصلے اور حالات من حیث النبی دیکھے جائیں تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا ہاں من حیث البشر دیکھا جائے تو ایک نہیں سینکڑوں اعتراضات اٹھ سکتے ہیں۔ آپ نے من حیث النبی ایسے اصول و قواعد مرتب فرمائے جو رہتی دنیا تک کام آئیں کیونکہ تا قیامت صرف اور صرف آپ کی نبوت کے قوانین کا اجراء ہو گا اسی لئے آپ کے ہاں جب کوئی اس قسم کا واقعہ پیش ہوتا تو علم کے باوجود فیصلہ اس طرح فرماتے تو آپ نے ایک ضابطہ اور قاعدہ امت کو عطا فرمایا وہ قاعدہ یہ ہے۔

البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر دلیل (گواہ) مدعی پر ہے اور منکر (مدعی علیہ) پر قسم۔

یہ قاعدہ امت کے معاشرہ کو محیط ہے اگر آپ اپنے علم کے مطابق فیصلہ جات فرماتے رہتے تو اس قاعدہ کا اجراء کیونکر ہو سکتا تھا یہاں تک کہ قاعدہ آج بھی اسی طرح ہے جیسے حضور نبی پاک ﷺ علم کے باوجود زید جوان کی بات نہ مانی تو بوڑھے منافقین کی باتوں کو مانا جیسا کہ کنز سے لے کر شامی تک یہ قاعدہ لکھ کر فرمایا کہ قاضی (حاکم وقت) پر واجب ہے کہ وہ گواہوں کی گواہی یا پھر مدعی علیہ کی قسم پر فیصلے کرے اگرچہ وہ ذاتی طور پر کسی فریق کے متعلق کچھ جانتا ہے تو بھی فیصلہ نہ کرے۔ اگر کرلے گا تو مجرم ہو گا چونکہ ہمارے مخالفین غبی ہیں اور پھر رسول اللہ ﷺ کو صرف من حیث البشر مانتے ہیں ان کو الزامی جواب کے طور عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ ادا ایسی بھا (پسند) گئی کہ قیامت میں بھی وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں فرمائے گا بلکہ انبیاء

(حاشیہ جاری)

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین اور اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے لئے باعزت اور اللہ تعالیٰ کے لئے غلبہ و قوت ہے اور اس کو جسے وہ عزت دے رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان ان کے غیر کو کوئی عزت و غلبہ نہیں جیسے ذلت و خواری شیطان اور اس جیسے اور جیسے منافقین و کافرین۔

حکایت ایک صالح مرد معمولی حالت اور سادہ لباس میں تھے کسی نے ان سے پوچھا کیا اب مومن نہیں فرمایا مومن ہوں۔ سائل نے کہا کہ مومن اور یہ ذلت حالانکہ مومن کے لئے عزت کا قرآنی حکم ہے اور غناء (دولت مندی) کا کہ جسے فقر و فاقہ نہیں۔

حکایت حضرت حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو کسی نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ میں کبر ہے (کیونکہ آپ بہترین لباس استعمال فرماتے) فرمایا میری یہ کیفیت تکبر سے نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عزت ہے اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

اعجوبہ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ جو یہاں دنیا میں عبد محض ہے وہ آخرت میں ملک محض (خالص بادشاہ) ہوگا اور جو یہاں دنیا میں کسی شے کی ملک کی دعوی کرتا ہے اگرچہ اپنے اعضاء میں سے کسی عضو کا تو آخرت میں اس کی ملک میں اس قدر کمی ہوگی جتنا کہ وہ دنیا میں دعوی کرتا ہوگا آخرت میں اس سے معزز تر اور کون ہوگا جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں ذلت کا وقت بسر کیا ایسے ہی آخرت میں ذلیل تر اور کوئی نہ ہوگا جس نے دنیا میں عزت جوئی کی اگرچہ بظاہر وہ بازار میں تھپڑ کھاتا پھرے۔

(بقیہ) کرام علیہم السلام کے کفار پر دعوی کے وقت گواہ طلب فرمائے گا تو کیا یہاں بھی یہی کہو گے جیسے ہندو کہتے ہیں کہ تمہارے خدا تعالیٰ کو علم نہیں تو انبیاء علیہم السلام سے گواہ مانتا ہے۔ حتمی فیصلہ یہی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کو منافقین کے حالات اور ان کے فسادات اور جملہ اقوال و احوال کا علم تھا اس کے باوجود فیصلہ ظاہر پر فرمایا اس سے لاعلمی کا کوئی سوال نہیں۔ اویسی غفرلہ۔

marfat.com

فائدہ دنیا میں عزت سے مراد وہ عزت نہیں جو بادشاہوں کی طرف سے از خود مل جاتی ہے (بغیر کسی جدوجہد کے) ایسے ہی وہی ذلت مراد ہے جو نفسانیت سے ہو۔ (نہ کہ جو انسان کی کسی بد عملی سے ہو)

فائدہ اللہ تعالیٰ کی عزت کا معنی یہ ہے کہ کوئی شے اس کی مشیت و ارادہ سے نہ ہو اور مرسلین ﷺ کی عزت یہ ہے کہ وہ زوال ایمان سے امن میں ہوتے ہیں اور اہل ایمان کی عزت یہ ہے کہ وہ دائمی عقوبت سے امن میں ہوتے ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت بمعنی عظمت و قدرت اور رسل کرام علیہم السلام کی عزت بمعنی نبوت و شفاعت اور اہل ایمان کی عزت تواضع و سخاوت و عبودیت ہے اس کی دلیل یہ حدیث شریف ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہہ رہا یعنی مجھے اپنی سیادت (سرداری) پر فخر نہیں بلکہ عبودیت پر فخر ہے کیونکہ اسی میں میری عزت ہے اس لئے کہ طاعت الٰہی سے بڑھ کر اور کوئی عزت نہیں ایسے ہی معصیت حق سے بڑھ کر کوئی ذلت نہیں۔

فائدہ بعض نے کہا عزت الٰہی کا معنی ہے اس کا قہر (غلبہ) اپنے ماسوا پر اور رسول اللہ ﷺ کی عزت یہ ہے کہ ان کا دین تمام ادیان پر غلبہ اور اہل ایمان کی عزت یہ ہے کہ وہ یہود نصاریٰ کو ذلیل و خوار رکھیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وانتم الاعلون ان کنتم مومنین** اور تم غالب (اعلیٰ) ہو اگر تم ایمان والے ہو۔

فائدہ بعض نے کہا کہ عزت الٰہی کا معنی ہے **الولایۃ** جیسے خود فرمایا۔ **ھنالک الولایۃ للہ الحق** وہاں ولایت صرف اللہ تعالیٰ حق جل جلالہ کے لئے ہوگی اور عزت رسول کا معنی ہے کفایت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **کفیناک المستھزئین** ہم استہزاء کرنے والوں سے تمہاری کفایت کریں گے اور اہل ایمان کے لئے عزت بمعنی غلبہ ہے جیسے فرمایا **وانتم الاعلون ان کنتم مومنین**

صاحب روح البیان قدس سرہ کا بیان فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ آیت میں اللہ تعالیٰ ترتیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت بلاواسطہ (اصل) اور بالدوام ہے اور رسول ﷺ اس

marfat.com

صفت عزت کے مظہر ہیں اور اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کے اس صفت میں مظاہر ہیں۔ عزت رسول ﷺ کی عزت بواسطہ عزت الٰہی ہے اور عزت اہل ایمان کی عزت رسول اللہ ﷺ کی عزت کے واسطہ سے ہے خواہ وہ ان کے ہم زمان ہوں یا تاقیام تک آنے والے۔ تمام عزت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس لئے کہ عزت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کی عزت اس کا فضل و سنت اور نفل واحسان ہے۔ جیسے امام قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ عزت جو رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو نصیب ہوئی " اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے اور اسی کی ملک ہے اور عزت سب کی سب اللہ ہی کی ہے کیونکہ یہ صرف اسی کی صفت ہے۔

دو آیتوں کی تطبیق اسی طرح سے دو بظاہر متضاد آیتوں میں تطبیق ہو گئی مثلاً ایک جگہ فرمایا من کان یریدالعزۃ فللہ جمیعا وہ جو عزت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہو کہ جملہ عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس آیت میں فرمایا کہ وللہ العزت ولرسولہ وللمومنین[لہ]

رد وہابیہ دیوبندیہ جو کمالات ہم اہلسنّت انبیاء و اولیاء بالخصوص حضور سرور عالم ﷺ کے لئے ثابت کرتے ہیں ان میں یہی کہتے ہیں کہ یہ کمالات اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں ذاتی نہیں اور یہ عطاء محض ان کی تعظیم تکریم کے طور ہے لیکن وہابی نجدی دیوبندی اسے شرک سمجھتے ہیں۔ صاحب روح البیان قدس سرہ صدیوں پہلے اس کا فیصلہ فرما گئے فرمایا۔

ومن ادب من عرف انہ تعالیٰ ھوالعزیز ان لایعتقد لمخلوق اجلا ملا (روح البیان ص۵۳۹ ج۹)

(ادب یہ ہے کہ جو سمجھے کہ اللہ تعالیٰ عزیز ہے پھر مخلوق کے لئے کوئی ذاتی اجلال کا عقیدہ نہ رکھے۔

(حاشیہ[لہ] اسی طرح اہلسنّت دور حاضرہ کے اختلافی مسائل میں آیات کی تطبیق دیتے ہیں فقیر نے اس کے متعلق "احسن البیان فی مقدمہ تفسیر القرآن" میں اس قسم کی چند آیات کا نقشہ دیا ہے شائق مطالعہ کو اسی کو دیکھنا چاہئے)

marfat.com

حدیث شریف اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ جس نے غنی کی تعظیم کی محض اس تونگری کی وجہ سے اس کا تہائی دین چلا گیا۔

فائدہ حضرت ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ تہائی دین چلا جاتا ہے کیونکہ تواضع تین چیزوں سے ہوتی ہے۔

۱۔ زبان سے ۲۔ بدن سے ۳۔ دل سے

جس وقت وہ غنی دولت مند کی تواضع کرے گا تو زبان اور بدن سے لیکن دل سے اس کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتا اسی لئے دو عضووں سے تواضع کی تو اس کا دو تہائی دین گیا اگر قلب سے بھی اعتقاد رکھے گا تو پھر کل دین رخصت ہو جائے گا۔

نکتہ یہی وجہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہو وہ تمام مخلوق کو حقیر و صغیر سمجھتا ہے اور جو اس کی عظمت کا قائل ہے وہ کسی دوسرے سے عزت و عظمت طلب نہیں کرتا اور یاد رہے کہ عزت و عظمت صرف اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ہے اور بس۔

ملفوظ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر تمام مخلوق مل کر کسی کی عزت کو اس انداز سے بڑھائیں جتنا کہ اس تھوڑی سی طاعت سے نصیب ہوئی تو نہیں بڑھا سکیں گے اور اگر سارے مل کر کسی کی ذات میں اضافہ کریں جتنا اسے ذلت مخالف منجانب اللہ نصیب ہوئی ہے تو کچھ نہ کر سکیں گے۔

حکایت ایک شخص نے کہا کہ میں نے کسی کو طواف میں دیکھا کہ اس کے طواف کرتے وقت اس کے آگے خدام لوگوں کو ہٹا رہے ہیں پھر میں نے اسے بغداد کے پل پر دیکھا کہ وہ لوگوں کے آگے گداگر بن کر ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ میں نے اسے گھور گھور کر دیکھا تو اس نے کہا کیا دیکھتے ہو میں نے کہا میں نے تیرے جیسا ایک شخص طواف کے

marfat.com

دوران دیکھا تھا جن کے خدام آگے آگے لوگوں کو ہٹا رہے تھے۔ اس نے کہا وہی میں ہوں میں نے غلطی کی وہ مقام تواضع کا تھا میں نے تکبر کیا تو یہ سزا ملی جو دیکھ رہے ہو۔

ولکن المنافقین لا یعلمون لیکن منافقین نہیں جانتے زیادہ جہالت اور غرور کی وجہ سے اسی لئے وہ اہل ایمان اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں۔

نکتہ آیت اول میں لا یفقھون اور اس میں لا یعلمون کہنے کی وجہ تفنن بلاغت ہی ہے اور بس ہاں پہلی ایت میں ان کی بے عقلی و کم فہمی اور دوسری میں ان کی حماقت و جہالت کا بیان ہے۔

فائدہ برہان القرآن میں فرمایا کہ لا یفقھون کا تعلق وللہ خزائن السموت والارض سے ہے اور جس میں وہ اشارہ ہے جس میں سمجھ داری کی ضرورت ہے اور منافقوں میں سمجھ داری کہاں اور لا یعلمون کا تعلق وللہ العزۃ ولرسولہ الخ سے لیکن منافقین کیا جانیں کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کو عزت بخشا اور اعداء کو ذلیل خوار کرتا ہے۔

عاشق رسول بیٹا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کا بیٹا تھا اس نے باپ کو گھر میں داخلہ سے روک دیا اور تلوار نیام سے نکال کر دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ زبان سے اقرار کرو (عزت اللہ و رسول اللہ ﷺ) کے لئے ورنہ میں تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا۔ باپ نے کہا افسوس ہے ایسا کرو گے کہا ہاں جب باپ نے دیکھا کہ یہ جیسے کہہ رہا ہے کر گزرے گا تو کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک عزت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے لئے ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

جزاک اللہ عن اللہ وعن رسولہ ومن المومنین خیرا تجھے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور جملہ اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ جزا دے۔

علم غیب نبی ﷺ اور منافقین حضور سرور عالم ﷺ جب مدینہ طیبہ کے قریب ہوئے تو

marfat.com

آندھی چلی کہ سواروں کو سواری سے اتار پھینکتی تھی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں بہت بڑا منافق مرا ہے یہ اس کی وجہ سے تیز آندھی چلی ہے جیسے آپ نے فرمایا ویسے ہی تھا کہ اسی دن مدینہ پاک میں زید بن رفاعہ مرا تھا وہ منافقین کی جائے پناہ تھا بنو قینقاع کے سرداروں میں تھا اس نے ظاہرا اسلام قبول کر لیا تھا اسی طرف امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ تائیہ میں کہا

وقدعصفت سرایح فاخبر انها　　　لموت عظیم فی الیهود لیطیبه

(آندھی چلی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی کہ طیبہ پاک میں ایک بہت بڑا یہودی مرا ہے)

عبداللہ بن ابی کی موت اس کے بعد تھوڑا عرصہ گزرا کہ عبداللہ بن ابی معمولی سی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا حضور نبی پاک ﷺ نے اس کے لئے استغفار کی اور اسے اپنا پیراہن مبارک بھی پہنایا اس پر آیت اتری لن یغفر اللّٰہ لھم (انہیں اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا)

فائدہ مروی ہے کہ وہ تبوک کی واپسی کے بعد مرا تھا۔

تفسیر صوفیانہ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے بندوں کو مخلوق سے نرمی اور شفقت کا صرف اپنے سے تعلق مضبوط کرنے کی وجہ سے تاکہ مخلوق سے اسی طرح ہوں جس طرح ... شفیق رحیم ہے یعنی مخلوق کو ... راہ دکھائیں جو انہیں سعادت تک پہنچائے اور بندے کے ہاتھ میں ہے بھی صرف تبلیغ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وماعلینا الاالبلاغ

سبق عارف پر لازم ہے کہ وہ اس راستہ کو زیادہ واضح کرے جو بندوں کو اس مقام تک پہنچائے اور راستے کی میل کچیل بندوں سے دور کرے کیونکہ اس مقام تک پہنچانا بندے کا کام تو ہے نہیں یہ صرف اللہ تعالیٰ سے خاص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لاتھدی من احببت بیشک تو راہ تک نہیں پہنچاتا اسے جس سے تیری محبت ہے۔ رسل کرام علیہم السلام اور ان کے وارثین کا کام ہے بیان اور صاف صاف کہہ دینے کی تبلیغ نہ کوئی اور کام (مقصد تک پہنچانا) ہاں ان کی جزاء اسی کی ہے جو دینے والے اور عطا کرنے والے کی اور خیر کی دلالت کرنے والا عمل کرنے

marfat.com

والے کی طرح ہے۔

تفسیر صوفیانہ (۲) تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اور اللہ تعالیٰ کے لئے عزت یعنی قوت اللہ تعالیٰ اسم اعظم کی ہے اور رسول قلب کی جو آپ مظہراتم دائم ہیں اور مومنین قوی روحانیہ کے لئے لیکن منافقین نفس اور اس کی خواہشات وصفات میں ظلمات میں وہ ظلمات میں اپنی ہلاکت اور غفلت میں اپنے ڈوبنے والے کو نہیں جانتے۔

تفسیر عالمانہ یاایھاالذین امنوا اے سچے ایمان والو لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ تمہیں تمہارے مال و اولاد غافل نہ کردیں ذکر اللہ سے۔

حل لغات صحاح میں ہے لھیت (بالکسر) عن الشئی الھی لھیا و لھیانا بمعنی میں نے لاشے کا ذکر چھوڑ دیا اور اس کی روگردانی کی۔ القاموس میں ہے لھا کجو دعا بمعنی السلاد غفل (غافل ہوا) اور اس کا ذکر چھوڑ دیا۔ تلی والملہ کی طرح بمعنی مشغلہ اسے مشغول رکھا ولھوت (بالفتح) بالشئی الھو لھوا یعنی میں اس شے سے کھیلا۔ اب معنی یہ ہوا کہ تمہیں امور کی تدبیر کے اہتمام اور ان کی مصلحتوں میں غرقابی اور ان سے نفع اٹھانا تمہیں ذکر الٰہی نماز اور وہ جملہ عبادات میں سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے مذکور ہیں ذکر اللہ مجاز ہے۔ اس سے مراد جملہ عبادات ہیں مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے۔

فائدہ بعض نے کہا کہ قلب کا ذکر خوف الٰہی اور ذکر اللسان تلاوت القرآن و تسبیح تہلیل و تحمید و تکبیر و تعلم علم دین اور اس کی تعلیم وغیرہ اور ذکر بالابدان نماز و جملہ طاعات اور اس سے غفلت کی نہی سے مراد یہ ہے کہ اموال و اولاد میں مشغول نہ ہو جاؤ اور نہی کو ان کی طرف متوجہ کرنا مجاز کے طریق سے مبالغہ ہے کہ سبب بول کر مسبب مراد لیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا فلا یکن فی صدرک حرج تو نہ ہو تمہارے سینہ میں تنگی اور یہ قاعدہ اپنی جگہ پہ صحیح ہے کہ مجاز زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔

فائدہ بعض نے کہا یہ کنایہ ہے کیونکہ لاتلھکم کہہ کر لاتلھوا لینالازم سے ملزوم کی طرف منتقل

marfat.com

ہوتا ہے اور چونکہ منافقین بخیل تھے اسی لئے کہتے تھے لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ اور اولاد اور عشائر سے پیار کرتے تھے اسی لئے ان میں زیادہ مشغول تھے یہی انہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کی طاعت اور اس کی طاعت اور رسول اللہ ﷺ سے روگردانی کر رہے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا تم بھی ان کی طرح نہ ہو جاؤ۔

ومن یفعل ذلک اور جو ایسے کرے گا یعنی دنیا سے روگردانی کر کے دنیا اور ماسوی اللہ میں مشغول ہو جائے گا اگرچہ لمحہ بھر۔ اولئک ھم الخاسرون (وہی لوگ) بہت بڑے خسارے میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے عظیم اور باقی کو حقیر فانی سے بیچ ڈالا۔

فائدہ حضرت کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی غالب ہو جملہ اشیاء پر اور جملہ آخرت کی نعمتیں اس کے سامنے پیش کی جائیں تو وہ ان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔

چشم دل از نعیم دو عالم بہ بستہ ایم　　　مقصود ما ز دنیا و عقبیٰ توئی و بس

(ہم نے دونوں عالم کی نعمتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ دنیا و آخرت میں ہمارا مقصود صرف آپ ہی ہیں)

حدیث شریف ہر نئے سورج کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں ندا کرتے جسے سوائے جن و انس کے تمام مخلوق سنتی ہے وہ کہتے ہیں اے لوگو اپنے رب تعالیٰ کی طرف آؤ۔ تھوڑا ہو لیکن باکفایت ہو تو اس زیادہ سے بہتر ہے جو غفلت سے ہو۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے ان کاملین ارباب حقیقی شہودی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے کہ تمہیں اپنے اعمال صالحہ میں سے نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ اور اس اولاد کے احوال جو نتیجہ اعمال سے ہیں یعنی مشاہدات و مکاشفات و مواہب روحانیہ و عطایا ربانیہ سے روگردانی نہ کریں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و اسماء کے ذکر سے اور اس ذکر کا ظہور اعمال و احوال میں ہے اور جو یہ کرتا ہے یعنی مخلوق میں مشغول اور نعمت و منعم سے محجوب ہوتا ہے تو وہ بہت بڑے خسارہ والا ہے اس نے تجارت کا راس المال بھی ضائع کر دیا اور سوائے گھاٹے اسے کوئی نفع

marfat.com

بھی نہ ہوا اور وہ مشہود حقیقی سے حجاب ہے۔ بعض نے کہا آیت میں بیان ہے اس کا کہ جو تمکین فی المعرفت کے مرتبہ کو نہیں پہنچا تو اسے دنیا میں اہل و مال اور اولاد پر داخلہ جائز نہیں کیونکہ یہ ذکر الٰہی سے قلوب ذاکرین مشغول رکھنے والے ہیں۔ اور جو معرفت میں صاحب استقامت ہے اور اسے مذکور کا قرب بھی حاصل ہے تو اس کا ذکر قائم بذکر اللہ ہے اسی لئے وہ خطرات مذمومہ اور شاغلات حاجبہ سے محفوظ ہے ہاں ضعفاء تو ہموم دنیا کے دریا سے تو نکل ہی نہیں سکتے اور جس وقت ان ضعیفوں کے قلوب حظوظ و شہوات سے ملتے ہیں تو ان کا ذکر کدورات خطرات سے صاف نہیں ہوتا۔

فائدہ حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں تمہاری اولاد و اموال لوازمگی فرائض کو اول اوقات سے مشغول نہ رکھیں کیونکہ جسے یہ مشغول رکھیں گے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت نہ کر سکیں گے تو عوض دنیا سے کوئی شے عارض ہو جائے گی تو خاسرین میں سے ہو گا۔

تفسیر عالمانہ وانفقوا مما رزقناکم (اور اس سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں عطا کیا) اپنے فضل و کرم سے جو تمہیں بعض رزق عطا کیا جس میں تمہاری کسی جت کو دخل بھی نہیں (اگرچہ اسباب کے لحاظ سے تمہارا خیال ہے کہ اسے تم نے کما کر حاصل کیا ہے) اور تمہارا یہ خرچ آخرت کا ذخیرہ ہے یعنی حقوق واجبہ کو ادا کرو۔

مسئلہ یہاں انفاق واجب مراد ہے جیسا کہ ظاہر امر سے معلوم ہوتا ہے۔ (الکشاف تفسیر) لیکن اولیٰ اور مقام کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے۔ من قبل ان یاتی احدکم الموت اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے یعنی دلائل کے مشاہدہ اور نشانات کے معائنہ سے پہلے۔

فائدہ فاعل پر مفعول کی تقدیم اہتمام کے لئے ہے کہ اور فاعل کی تاخیر سے تشویق ہو گی۔

سوال من قبل ان یاتی الموت کیوں نہیں فرمایا احد کا اضافہ کیوں۔

marfat.com

جواب اس طرف اشارہ ہے کہ موت ایک ایک کر کے لے جائے گی یہاں تک کہ تم سب کو ختم کر ڈالے فیقول جب موت کی آمد کا یقین ہو جائے گا تو بندہ کہے گا (رب) اے میرے پروردگار۔ لولا اخرتنی مجھے مہلت کیوں نہیں دیتا لولا تحضیض کے لئے ہے بعض نے کہا لا زائدہ تاکید اور لو تمنی کے لئے ہے۔اب معنی یہ ہوا کاش تو مجھے مہلت دیتا الی اجل قریب تھوڑی سی مدت تک۔

فائدہ حضرت ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے اے میرے مولا مجھے دنیا میں لوٹا اور تھوڑی سی دیر مجھے زندگی دے دے مجھے زیادہ وقت نہیں چاہئے عین المعانی میں ہے کہ اسی طرح مجھے مہلت دے دے جیسے دنیا میں دی۔ فاصدق تاکہ میں صدقہ دوں اور زکوۃ ادا کروں اور زکوۃ ادا کروں۔ یہ ہمزہ قطعی ہے کیونکہ تکلم ہے اور صاد مشدد ہے یہ دراصل اتصدق از تصدق تھا تا صاد میں مدغم ہوئی اور منصوب ہے ان مقدرہ سے کیونکہ تمنی کے بعد فاء واقع ہوئی جبکہ لولا اخرتنی میں لو تمنائیہ ہو۔

واکن من الصالحین اور ہو جاؤں میں صالحین سے مجزوم فاصدق کے محل کی وجہ سے گویا دراصل یوں ہے کہ ان اخرتنی اصدق واکن تھا۔

فائدہ آیت میں اشارہ ہے کہ صدقہ صلاح و طاعت کے اسباب سے ہے جیسے اس کا ترک فساد و فسق کا سبب ہے۔

فائدہ تصدق اور ہدیہ میں فرق ہے تصدق ہوتا ہے محتاج کے لئے اس پر رحم کرنے کے ارادہ سے اور ہدیہ محبوب کے لئے ہوتا ہے اس سے محبت و پیار کی وجہ سے اسی لئے حضور ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ صدقہ قبول نہیں فرماتے صدقہ فرض یا نفل۔

حکایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس پر زکوۃ فرض ہے اور اس نے ادا نہ کی اور جس پر حج فرض تھا اس نے ادا نہ کیا تو وہ موت کے وقت دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کرے گا کسی نے کہا اے ابن عباس

marfat.com

خوف خدا کیجئے تو کفار کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تجھے قرآن سے ثابت کروں آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی یاایھاالذین انفقوا ممارزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت الی قولہ فاصدق واکن من الصالحین سائل نے پوچھا کہ زکوۃ کا نصاب کیا ہے فرمایا دو سو درہم یا اس سے زائد عرض کی حج کس پر فرض ہے فرمایا جس کے پاس زاد اور راحلہ ہو۔

مسئلہ یہ آیت اہل ایمان اور اہل قبلہ کے لئے ہے لیکن کفار پر بھی تعریض سے خالی نہیں کیونکہ دنیا کی طرف لوٹنے کی وہی آرزو کرے گا لیکن دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو صرف کفار سے مخصوص نہیں بلکہ بعض اہل ایمان اعمال میں کوتاہی کرنے والے بھی دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کریں گے۔

مسئلہ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ آیت میں دلیل ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی بعجلت ضروری ہے کیونکہ موت کی آمد کا ہر گھڑی احتمال ہے اسی لئے بعض مجتہدین نے نماز کو اول وقت پڑھنے کو اختیار اس حدیث شریف پر عمل کرتے ہو کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا اول وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے کیونکہ نماز میں عجلت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں جلدی کرنا ہے اور نیک عمل میں اہتمام بھی کیونکہ نامعلوم یہی زندگی کی آخری گھڑی ہو۔ ولن یوخر اللہ نفسا اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا مطیع ہو یا عاصی چھوٹا ہو یا بڑا[1]۔

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

اذاجاء اجلھا اور جب آئے اس کا وقت یعنی اس کا آخری وقت یعنی وہ منتہی کو پہنچ جائے یہ اس وقت ہے جب اجل سے اول العمر سے تا آخر عمر زمانہ ممتد مراد ہو یعنی جب بندے کی عمر انتہا کو پہنچے تو پھر بڑھائی نہیں جاتی اور نہ کسی کی عمر وقت سے کم ہوتی ہے)

(حاشیہ[1] لیکن یہ قانون ہے اور وہ مالک قادر بھی ہے کہ اپنے قانون کو توڑ بھی سکتا ہے جیسے۔ حضور موسیٰ علیہ السلام کے لئے وعدہ اور آدم علیہ السلام کے لئے چالیس سال۔ داؤد علیہ السلام کو دینے کے باوجود بھی انہیں چالیس دے دیئے قرآن شاہد ہے کہ یمحو اللہ مایشاء ویثبت اویسی غفرلہ)

marfat.com

کہ یک لحظہ صورت نہ بندد امان   چو پیمانہ پر شد بدور زمان

(امان کی ایک گھڑی بھی کوئی صورت نہ پائے گی جب وہ زمانہ کا پیانہ چھلک پڑا)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کی قرآن فہمی** حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں سے استنباط فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے اس لئے کہ اس سورۃ (منافقین) کا نمبر ۶۳ ہے پھر اس کے بعد سورۃ تغابن ہے معنی افسوس کے ہاتھ ملنا یعنی تریسٹھ سال گزرنے پر اے مومنو! افسوس کے ہاتھ ملو گے کہ تمہارا آقا ﷺ تم سے جدا ہو جائے گا۔

تفسیر صوفیانہ بعض نے کہا کہ موت دو قسم ہے۔

(۱) اضطراری یہ عموم اور عرف میں مشہور ہے یعنی وہ اجل جو مقرر ہے جس کے لئے فرمایا اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جب ان کا مقرر وقت آئے گا تو وہ نہ انہیں مہلت ملے گی اور نہ وہ وقت سے پہلے یہاں سے جائیں گے۔

(۲) اختیاری وہ حیات دنیا میں ہوتی ہے وہ جس کے متعلق فرمایا ثم قضی اجلا (پھر پورا کیا اجل) یہ موت کسی انسان کے لئے صحیح نہیں ہو سکتی جب وہ اللہ تعالیٰ کی توحید موتی کی طرح نہ ملنے کیونکہ جس طرح موتی کے آگے پردے ہٹ جاتے ہیں اس سے بھی پردے ہٹ جائیں اگرچہ کسی وقت بھی یہ پردہ اٹھے اور یہ سعادت عوام میں اسے نصیب ہوتی ہے جو اسے جانتا ہو جب پردے ہٹ جاتے ہیں تو وہ علم اس کے لئے عین بن جاتا ہے یہی سعید ہے۔

فائدہ ایسی توحید ولا میت ہے لیکن اس میت کی طرح نہیں جو راہ خدا میں شہید ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں نقل تو کرتا ہے لیکن موت سے نہیں (بلکہ شہادت سے) اس معنی پر شہید مقتول تو ہے لیکن میت نہیں اسی طرح وہ ہستی جس نے جہاد اکبر میں اپنے نفس کو قتل کیا اسے جہاد بالنفس کہا جاتا ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ شہادت (حکمی) سے نوازتا ہے اس کے لئے ہی برزخ دنیا میں ہوتی ہے ایسی ہستی کی موت معنوی ہے اور قتل نفس سے اس کی مخالفت مراد ہے۔

marfat.com

تفسیر عالمانہ واللہ خبیر بما تعلمون اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس پر خبیر ہے اس کی تمہیں جزاؤ سزا دے گا اگر عمل نیک ہو گا تو جزائے خیر اور اگر عمل برا ہو گا تو سزا۔ اسی لئے اے مسلمانوں خیر و بھلائی میں سبقت کرو اور آنے والے وقت کے لئے وقت سے پہلے تیاری کرلو۔

تفسیر صوفیانہ حضرت قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایمان کا مطلب ہے ہر شے پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا شدت ہو۔ (دنیا اور دنیا والوں میں سے کسی سے بھی محبت کی شدت کا تعلق نہ ہو اور نہ ہی محبت الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے قلوب پر غلبہ پا جائیں ورنہ تم ایسے تعلقات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو جاؤ گے پھر جہنم کا ٹھکانہ ہو گا۔ نور التعداد فطری کو فانی شے میں جلد سے جلد ضائع کر کے خسارہ میں پڑو گے۔ صحت اور باوجود ضرورت کے مال کو راہ خدا میں لٹا کر خالی ہو جاؤ تاکہ تمہارے نفس کو فضیلت اور ہیئت نوریہ حاصل ہو لیکن انفاق وہ مفید ہے جو ملکہ سخا اور نفس میں ہیئت تجرد ہو ورنہ موت کے آتے ہی مال تو غیر کا ہو جائے گا تمہارا اس میں حق ختم اسی لئے اب اس کا انفاق مفید نہ ہو اس وقت سوائے حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہ ہو گا اور مہلت کی تمنا بھی جہالت ہو گی کیونکہ اگر یہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچا اور آخرت پر یقین رکھنے والا ہوتا تو اسے موت کا آنا بھی یقینی ہوتا وہ سمجھتا کہ لامحالہ موت آئے گی اس کا وقت مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے مقدر فرمایا ہے اس کی تاخیر ناممکن ہے تو یہ موت کے آنے سے پہلے ہی اپنا تدارک کرتا ورنہ کسے معلوم کہ انجام کیا ہو گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ لوگوں کے لباس کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھا۔ کیا خبر اس کا انجام کیسا ہو گا۔

مسکین دل من گرچہ فراوان داند   در دانش عافیت فرد ماند

(میرا دل مسکین اگرچہ خوب دانا بینا لیکن انجام کے متعلق یہ بھی عاجز ہے)

حدیث شریف ۱ حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ بندہ خدا جو زندگی میں ایک درم خیرات دیتا۔ ہے وہ اس سو درہم سے بہتر ہے جو موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے۔

حدیث شریف ۲ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ وہ جو موت کے وقت راہ خدا میں کچھ خرچ کر رہا ہے اس کی مانند ہے جو سیر ہو کر کسی کو دیدے۔

marfat.com

حدیث شریف ۳ حضور سرور عالم ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ بہتر کون سے صدقہ ہیں اجر عظیم ہے وہ جو تم اس وقت خرچ کرو جب تندرست ہو اور طبیعت خرچ کرنے کو نہ چاہے اور فقر و فاقہ کا خطرہ ہو اور غنا (زائد مال) ملنے کی امید میں ہو اسی طرح مہلت پاتے پاتے وہ وقت آجائے جو روح حلقوم کے قریب پہنچ جائے اب کہو کہ فلاں فقیر کو اتنا دو اور فلاں فقیر کو اتنا یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے میں اتنی دیر نہ کرو کہ روح حلقوم تک آجائے پھر کہتے جاؤ کہ فلاں فقیر کو اتنا دو اور فلاں کو اتنا دو تیری موت پر تو تجھ سے تیرا یہ مال بیگانہ ہو جائے گا۔

حکایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ مزنی سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کسی شخص نے بہت سا مال جمع کیا جب موت سامنے آئی تو بیٹوں کو کہا میرا تمام مال میرے سامنے لاؤ۔ بہت سے گھوڑے اونٹ آئے اور دیگر بہت سی اشیاء لائی گئیں انہیں دیکھ کر حسرت سے رو پڑا اسے ملک الموت علیہ السلام نے روتے دیکھ کر فرمایا کیوں روتے ہو مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے مال دار بنایا تیرے گھر سے باہر قدم نہ رکھوں گا جب تک تیری روح قبض نہ کر لوں۔ عرض کی تھوڑی سی مہلت چاہئے تاکہ میں سارا مال راہ خدا میں لٹا لوں فرمایا افسوس کہ مہلت کا وقت اب تیرے ہاتھ سے نکل گیا اتنا بڑا وقت گزرا تو کہاں رہا یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی۔ حضرت سلطان ولد قدس سرہ نے فرمایا۔

بگذار جہاں را کہ جہان آں تو نیست — ویں دم کہ ہمی زنی بفرمان تو نیست
گر مال جہاں جمع کنی شاد مشو — ور تکیہ بجان کنی جان آن تو نیست

(جہان کو چھوڑ کیونکہ یہ جہان تیرا نہیں یہ سانس جو نکل رہا ہے یہ بھی تیرے حکم کا پابند نہیں۔۔ اگر تمام جہان کا مال جمع کر لوگے تو پھر بھی خوش نہ ہو۔ اگر تجھے اپنی جان کا سہارا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ جان تیری نہیں (بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے وہ جب چاہے واپس کر لے)

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ ارادہ روحانیہ سے وجود مجازی خلقی کو خرچ کرو تاکہ تمہیں وجود حقیقی حاصل ہو قبل اس کے کہ تمہارے ہاں بلا ارادہ موت طبعی آئے تو جاہلیت کی موت مرجاؤ پھر تمہیں حیات ابدیہ نصیب نہ ہوگی کیونکہ نفس ہمیشہ جاہل اور اپنے رب سے غیر عارف رہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ حیات طیبہ معرفت الٰہی میں ہے اور نفس طبیعت کی موت اور حیات قلب و روح سے حاصل ہوتی ہے اسے موت ارادی کا کوئی فائدہ نہیں جسے

marfat.com

موت طبعی کے وقت رجوع الی الدنیا کی وجود مجازی بلا ارادہ اور رضا اور رغبت سے خرچ کرنے اور صالحین میں ہونے کا وجود حقیقی کے قبول کرنے کی تمنا نہ ہو اور ہر وہ جو وجود اضافی کو وجود حقیقی کے قبول کرنے پر خرچ کرنے کے لئے تیار ہو لیکن احکام شریعت زہراء کے پورے کرنے اور آداب طریقہ بیضاء کے مکمل کرنے کا موقعہ نہ ملا کہ موت آگئی تو اس کو حجاب و احتجاب پر وقفہ کا امکان نہ ہو گا اس کی مثال اس پیٹ میں ٹھہرے ہوئے بچے کی ہے کہ اس پر ابھی روح کا نور نہ چمکا کہ وقت مکمل ہو گیا۔ (جس سے کچہ بچہ) ہو کر باہر نکلا۔ بس اس کے لئے یہی کہا جائے گا کہ اس پر ایسا عارض آیا جو اس کو مانع ہو اور نہ مقصد میں کامیاب ہو جاتا (جیسے اس بچے کچے پر آفت (تکمیل میعاد) نہ آتی تو وہ روح پاتا اور دنیا میں کامل مکمل ہو کر انسانی رنگ و روپ پاتا)

وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ کہ کون وجود امکانی کو خرچ کرتا ہے اور وجود واجبی حقانی کو حاصل کرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ جب قیامت آئے گی جو اس کے وقوع میں جھوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے وجود کو خرچ کرنے والوں اور اپنے فضل وجود سے ان سے بنائے جو اس سے مستفیض ہوتے ہیں اور ہمارا خاتمہ ایمان پہ فرمائے۔ بایں طور کہ ہمیں اعراض عن الغیر کی توفیق بخشے۔ (آمین)

فراغت صاحب روح البیان قدس سرہ تفسیر سورۃ المنافقین اللہ تعالیٰ معین کی مدد سے اوائل ماہ ربیع الاول شریف ۱۱۲۶ھ ہجری میں مکمل ہوئی۔

فقیر اویسی غفرلہ نے تفسیر منافقین کے ترجمہ سے شب سہ شنبہ سوا دس بجے اواخر ربیع الاول یعنی ۲۷-۱۴۰۹ھ ہجری مطابق ۷ نومبر ۱۹۸۸ء فراغت پائی۔

الحمد للہ علی ذلک وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

انا الفقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاولپور۔ پاکستان

marfat.com

سورۃ التغابن مدنیۃ ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‏ اٰیاتہا ۱۸ رکوعہا ۲

سورۃ التغابن مدنی ہے اس میں ‏ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ‏ اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ

قادر ہے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اس

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي

نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف پھرنا ہے جانتا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے کیا

يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤

تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے تم فرماؤ کیوں نہیں

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ

میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کوتک تمہیں جتا دیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول

الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ

اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار والوں

التَّغَابُنِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

کی ہار کھلنے کا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے باغوں میں لے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨ وَالَّذِيْنَ

جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے

marfat.com

ع ۶/۱۸ ۱۵

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾

کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی برا انجام

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ

کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادیگا

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي

اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

پر صرف صریح پہنچا دینا ہے اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسا کریں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

اے ایمان والو تمہاری کچھ بی بیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

معاف کرو اور درگزر و اور بخشدو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی

فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا

ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ کی

وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾

راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ

اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لیے اس کے دونے کر دیگا اور تمہیں بخشدے گا اور اللہ قدر فرمانے

حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

والا حلم والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

ع ۲/۸ ۱۶

تفسیر عالمانہ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں وہ جو آسمانوں روحانیات

میں سے ہیں وما فی الارض اور وہ جو زمین میں جسمانیات سے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی ان امور سے تنزیہ بیان

کرتے ہیں جو اس کی جناب کبریائی کے لائق نہیں بلکہ وہ امور مخلوق کے لائق ہیں اس تسبیح سے مراد یا اشارہ ہے یعنی

marfat.com

بطریق دلالت اور یہ عام ہے جو ہر ذی حیات اور ہر جماد کو شامل ہے یا تسبیح سے عبادت مراد ہے وہ یہ کہ زبان سے کہا جائے۔ سبحان اللہ۔

فائدہ اہل اللہ کے نزدیک یہ تسبیح ہر دونوں کو عام ہے۔

اعجوبہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ میں نے کو محیط میں مچھلیاں پکڑیں تو وہ پڑھ رہی تھیں سبحان الملک القدوس رب الاقوات والارزاق والحیوانات والنباتات (پاک ہے مالک قدوس کو وہ اقوات ارزاق اور حیوانات و نباتات کا رب ہے)

فائدہ اگر ہر خشک و تر شے میں حیات نہ ہوتی تو حضور علیہ السلام نہ فرماتے کہ موذن کی اذان کی ہر شے گواہی دے گی۔

فائدہ اتنی بے شمار مخلوق ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جانتی ہے اور اس کی طاعت اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں سعی ہے اور بعض ایسے ہیں جو ایمان لائے اور رسالت کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ بعض ان میں ایسے ہیں جو ایمان سے محروم رہے اور اس کے حکم کی تعمیل سے اعراض کیا بلکہ امر الٰہی کی تاویل ایسی گھڑی جو منشائے ایزدی کے سراسر خلاف ہو اور ارادہ یہ کہ وہ بھی مومن ہے حالانکہ ایسے فی الحقیقت مکذبین سے ہیں کیونکہ ایمان کی تعریف از خود گھڑلی اور جو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا فرمان تھا اس پر اپنے نظریہ کو فوقیت دی ایسے لوگوں کو شاہدہ عین نصیب نہ ہوگا

تفسیر صوفیانہ بعض مشائخ نے آیت کا معنی یوں بتایا ہے کہ اے انسان تیرا وجود (تیرے اختیار کے بغیر تیری تسبیح پڑھتا ہے اور تو اپنے وجود کی تسبیح سے غافل ہے وہ اس لئے کہ تیرا وجود ہر لمحہ اس کے وجود کے ساتھ قائم اور اس کے ہونے کا تیرا وجود محتاج ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان جب تیرا وجود میرے ذکر میں مشغول ہے تو پھر تیری زبان اور تیرا دل میرے ذکر میں کیوں شاغل نہیں۔

فائدہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی وجود اس کے ارادہ و مشیت کے بغیر متحرک نہیں اور یہ ایسی تقدیس ہے جسے عارف باوحدانیت کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر عالمانہ لہ الملک اس کے لئے ملک دائم لازوال ہے اس کی کمال قدرت اور اسی کے تصرف کا نفاذ ہے اور اسی کو آسمان نہ زمین کی شاہی مسلم ہے اسی نے انہیں اور ان کے اندر جملہ اشیاء کو پیدا فرمایا۔ ولہ الحمد اور اسی کے لئے حامدین کی حمد۔ حمد بمعنی ذکر اوصاف جمیلہ و افعال جزیلہ کے ساتھ ثناء کرنا۔

marfat.com

فائدہ جار مجرور کی تقدیم تاکید اختصاص کی دلالت اور بالکلیہ شبہ کے ازالہ کے لئے ہے اسے لام بھی اختصاص کے لئے آتی ہے خواہ مبتداء مقدم ہو یا موخر۔ اب معنی یہ ہوا ہے حمد صرف اسی کے لئے اس کے غیر کے لئے حمد ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہی ہر شے کا خالق ہے اور ہر شے اس سے قائم ہے اور وہی ہر شے کا نگہبان اور اسی کا ہر شے پہ تصرف ہے جیسے چاہتا ہے تمام نعمتوں کے جملہ اصول و فروع کا وہی مالک ہے اگر اس کا بندوں پر انعام نہ ہوتا تو کوئی بھی معمولی سے معمولی شے کے حصول پر قدرت نہ رکھتا اسی لئے اہل ایمان اس کی نعمتوں پر اس کی حمد کرتے ہیں۔ اس کی اولاً آخراً حمد ہے۔

ازالہ وہم جو بھی کسی شے کا مالک ہے تو اسی مالک حقیقی سے عاریت کے طور مالک ہے اسی نے اپنے فضل و کرم سے تسلط کی اجازت فرمائی ایسے کسی کی تعریف ہوتی ہے تو وہ بھی اس کی عطا سے ہے کہ اس نے اسے اپنی نعمت بخشی۔ خلاصہ یہ کہ کسی کی ملکیت یا حمد صرف ظاہری لحاظ سے ہے ورنہ در حقیقت اسی کا ہے جو کچھ ہے۔

باغیر او اضافت شاہی بعد چناں — بریک دو چوب پارہ ز شطرنج نام شاہ

(اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے شاہی کا اطلاق ایسے ہے جیسے چند لکڑیوں میں سے ایک لکڑی کو شطرنج میں بادشاہ کہا جاتا ہے)

وھو علی کل شئی قدیر اور وہی ہر شے پر قادر ہے کیونکہ اس کی ذات کی نسبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسے ہر شے پر قدرت ہو وہی ایجاد و اعدام اور اسقام (بیمار کرنا) ابرائے (تندرست کرنا) اعزاز و ازلال اور تبییض و تسوید اور دیگر امور متشابہ پہ وہی واحد مطلق قادر ہے۔

مسئلہ بعض نے فرمایا اللہ تعالیٰ فعل کو پیدا فرماتا ہے اور بندہ اس فعل کا کاسب ہے کسی بندے کو خلق (پیدا کرنا) سے موصوف نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قدرت علی الکسب سے موصوف کیا جاتا ہے۔

سبق جو جانتا ہے اللہ تعالیٰ بہت بڑی قدرت و سطوت والا اور اس کی سزا سخت ہے تو وہ کبھی گناہ کی جرات نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔

مسئلہ بندے کو سوال حاجت کے وقت اس کی لطیف نعمتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے اسے اپنی طاعت و عبادت کا بھروسہ نہ کرنا چاہیے بلکہ وہ طاعت و عبادت بجالانے کو اس کی منت و کرم سمجھے۔

marfat.com

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اللہ تعالٰی کی ذات مسبحہ (تسبیح کی ہوئی) اور منزہ علی الامثل والاضداد والاشکال والانداد ہے۔ کوئی شے قواہی آسمانی روحانی اس کی مثیل نہیں اور نہ ہی زمین کے قوی جسمانیہ میں سے اس کی کوئی شے عدیل ہے وجود مطلق کو ملک اسی کا ہے وجود مقید میں نعمت کے ظہور پر اسی کی حمد ہے اسی کے لئے ہے ہویت معتبرہ ہے۔ تقیید و اطلاق میں وہی ہر شے کے ظہور کی قدرت والا ہے اور تقیید و اطلاق اسی کا عین ہیں یہ دونوں طرف اعتباری نسبتیں ہیں۔

تفسیر عالمانہ وھوالذی خلقکم اور وہی ہے جس نے تمہاری تخلیق بدیع فرمائی وہی جمیع مبادی کملات علیہ عملیہ کو حاوی ہے

فمنکم کافر پس تم میں سے بعض اپنے اختیار سے کافر ہوئے انہوں نے خود ہی کفر کا عمل کیا جیسا کہ اس فطرت کا تقاضا تھا منافق بھی کافر میں شامل ہے کیونکہ اس کا کفر پوشیدہ ہے۔ حالانکہ تم سب پر لازم تھا کہ تم ایمان کو اختیار کرتے اور اس کی نعمت تخلیق کا شکر کرتے اسی طرح باقی نعمتوں کا بھی کیونکہ باقی جملہ نعمتیں اسی تخلیق کی نعمت کی فرع ہیں جو کچھ کیا تم نے خود کیا کیونکہ اس نے تمہیں ہر طرح کی قدرت بخشی پھر تم مختلف شعبے اور مختلف فرقے خود ہو گئے۔

مسئلہ فتح الرحمن میں ہے کہ کفر کافر کا اور ایمان مومن کا فعل ہے اور بندے کا اپنا اختیاری عمل ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کل مولود یولد علی الفطرۃ (ہر بچہ ایک فطرت پہ پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالٰی نے فرمایا فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا (یہ اللہ تعالٰی کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا) ثابت ہوا ہر دونوں (مومن و کافر) کو کسب و اختیار حاصل ہے۔ اور وہ کسب اختیار بھی اللہ تعالٰی کی تقدیر و مشیت کے تحت ہے۔ مومن تو تخلیق کے بعد ایمان کو اختیار کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کا ارادہ یونہی تھا اور اس کے لئے یہی مقدر فرمایا اور اس کا علم تھا اور کافر تخلیق کے بعد کفر کو اختیار کرتا ہے اس کے لقتیار پر اسے کفر کی قدرت دی اور اسے اس کا علم اسی طرح تھا یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔

کیمونسٹ کی تردید آیت میں دہریہ (کیمونسٹ کا رد بھی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالٰی کی خالقیت کے منکر ہیں اور وہی اعیان کا خالق و مبدع ہے۔

سنی و معتزلی کا مناظرہ منقول ہے کہ سنی اور معتزلی کا مسئلہ تقدیر پر مناظرہ ہوا۔ معتزلی نے نارنگی درخت سے

marfat.com

توڑ کر سنی کو کہا کہ میں نے ہی نارنگی توڑی ہے۔ فلہذا اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا کیا دخل۔ سنی نے کہا کہ اب اسے جوڑ دیجئے۔ معتزلی مبہوت ہو گیا۔

خلاصہ جواب معتزلہ کا مذہب ہے بندہ اپنے فعل کا خود خالق ہے اہلسنت اس کے برعکس کہتے ہیں کہ بندہ کاسب ہے۔ خالق نہیں کیونکہ تخلیق و قدرت کا یہ معنی ہے کہ وہ فعل کی ہر دونوں ضدوں پر قدرت رکھتا ہے جیسے معتزلی نے کیا کہ درخت سے نارنگی کو توڑ لیا لیکن اس کے جوڑنے کی قدرت اسے حاصل نہ تھی۔

سبق ادب اسی میں ہے کہ جب یقین ہے یکہ خلق و ایجاد میں اللہ تعالیٰ منفرد ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں پھر لازم ہے کہ بندے کے کسب کا بھی انکار نہ کیا جائے اور نہ ہی امر و نہی کے ابتلاء شرع کے احکام کا انکار کرے اور نہ ہی یہ کہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ پر اس میں کوئی حجت ہے۔

حکایت بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہیں ملائکہ کے قول **اتجعل فیھا من یفسد فیھا** کی جسارت سے تعجب ہوئی پھر خود فرمایا تعجب کی کیا بات ہے کیونکہ اسی ذات نے خود انہیں بولنے کی قدرت دی اس بزرگ کا یہ قول یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو فرمایا بزرگ نے سچ کہا کہ واقعی اس ذات نے ہی انہیں بولنے کی قدرت دی۔ لیکن پھر اس کریم نے انہیں کیسی حکمت بالغہ سے خاموش کیا۔

سبق اس سے ثابت ہوا کہ مجرد تخلیق حق بندے کو کسب کی ملامت سے عذر کا سبب نہیں۔ **ومنکم مومن** اور تمہارے بعض ایمان کو اختیار کرنے والے اور اس کے کاسب ہیں اس میں کبیرہ گناہ کا مرتکب بھی داخل ہے اگرچہ وہ اپنے اس گناہ سے تائب بھی نہ ہو ایسے ہی بدعتی کہ جس کی بدعت حد کفر میں نہ پہنچی ہو۔

نکتہ کفر کی تقدیم یہاں اس لئے مناسب ہے کہ یہ مقام توبیخ ہے۔

دوزخی اور بہشت کی تعداد اللہ تعالیٰ موقف (محشر) میں آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ بعث النار کو کا لئے یعنی ناریوں کے مابین امتیاز کیجئے عرض کی بعث سے کیا مراد ہے فرمایا بعث سے عدد مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

marfat.com

ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں قرآن مجید فرماتا ہے۔ ولکن اکثر الناس لا یومنون اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور فرمایا وقلیل من عبادی الشکور میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں اور ایمان شکر کے شعبوں میں سے عظیم تر شعبہ ہے۔

حکایت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ وہ کہتا تھا اللھم اجعلنی من القلیل (اے اللہ مجھے قلیل میں سے بنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیسی دعا ہے اس نے عرض کی میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے وہ فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور میرے شکر گزار بندے تھوڑے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کل الناس اعلم من عمر تمام لوگ عمر سے زیادہ عالم ہیں۔

صاحب روح البیان کی تصریح سے شیعہ کی تردید فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کسر نفسی پر محمول ہو گا کہ انہوں نے اپنے علم و معرفت کو معمولی و حقیر ظاہر فرمایا جیسا کہ کاملین کی عادت ہے ان کا ایسا کہنا اس کو یہ علم و معرفت کے کمال کے منافی نہیں اور نہ ہی ان کی خلافت پر اس جملے سے طعن و تشنیع کا حق ہے جیسا کہ طوسی خبیث (شیعوں کا ایک مجتہد) نے اپنی کتاب "تجرید" میں طعن کیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بنی آدم کے مختلف طبقات ہیں۔

۱۔ مومن پیدا ہوتے ہیں مومن زندہ رہتے ہیں اور مومن مرتے ہیں۔

۲۔ کافر پیدا ہوتے ہیں کافر زندہ رہتے ہیں اور کافر مرتے ہیں۔

۳۔ مومن پیدا ہوتے ہیں مومن زندہ رہتے ہیں کافر مرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ ۱) یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کسر نفسی کی دلیل ہے ورنہ حضرت عمر کے علم و فضل کا کون منکر ہے۔ افسوس کہ شیعہ بلکہ ان حضرات کی کسر نفسی کے متعلق کو عیب میں شمار کرتے ہیں۔ یہ ان کی قسمت ہے ورنہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب "تحفہ شیعہ مذہب" میں دیکھئے۔ (اویسی غفرلہ)

marfat.com

۴۔ کافر پیدا ہوتے ہیں کافر زندہ رہتے ہیں مومن مرتے ہیں۔

اعجوبہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ بہت سے بندے اللہ کو طلب کرتے ہیں لیکن وہ انہیں رسوا کرتا ہے اور بہت سے بندے اس سے دور بھاگتے ہیں لیکن وہ خود انہیں قریب کرتا ہے۔

حکایت حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ایک بار جنگل میں تجرید کا مقام طے کرتا ہوا جا رہا تھا ایک بوڑھے کو دیکھا جس کے سر پر درویشانہ کلاہ اور نہایت زاری سے رو رہا تھا۔ میں نے کہا بھائی تم کون ہو اور زاری سے کیوں گریہ کر رہا ہے کہا میں ابو مرہ (ابلیس) ہوں اور روتا اس لئے ہوں کہ میرے جیسا بدبخت اور کون ہو سکتا ہے چالیس ہزار سال میں نے عبادت کی اور اس عالم میں مجھ سے بلند مقام والا اور کوئی نہیں تھا لیکن تقدیر الٰہی دیکھئے کہ میرے لئے حکم غیبی یہی ہوا جو تم دیکھ رہے ہو فلہذا اے ابراہیم اپنی عبادت وطاعت پہ غرہ نہ ہونا سب کچھ اسی کے اختیار اور اس کی عنایت پر موقوف ہے مجھے دیکھئے کہ مجھے فرمان ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیجئے۔ میں نے انکار کیا اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا لیکن انہوں نے کھالیا ان پر عنایت ایزدی ہوئی ان کا عذر قبول ہوا ان کی لغزش حساب میں نہیں لائی گئی اور مجھ پر عنایت نہ ہوئی میری سابقہ عبادت کو خطا میں لکھا گیا۔

من لم یکن للوصال اھلا　　　فکل احسانہ ذنوب

(جو وصال الٰہی کے لائق نہیں ہو اس کی نیکیاں بھی گناہ لکھی جاتی ہیں)

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کے مندرجہ ذیل شعر کا بھی یہی نکتہ ہے۔

ہر کہ در سایہ عنایت اوست　　　گنہ اش طاعت است دشمن دوست

(جو کوئی اس کے عنایت کے سایہ میں ہے اس کے گناہ بھی طاعت ہیں اور دشمن دوست) واللہ بما تعملون بصیر اور تم جو عمل کرتے ہو اسے اللہ دیکھتا ہے اس کی تمہیں جزا دے گا پس تم پر لازم ہے کہ تم ایمان وطاعت کی جدوجہد کرو اور کفر اور ان اعمال و عصیان سے بچو جو تمہیں تباہ برباد کریں گے۔

فائدہ صوفیانہ حضرت قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب انسان کو اس وقت ہے جبکہ عدم

marfat.com

ظہور میں نہیں آیا تھا۔ اس وقت سے ان کا مومن و کافر بنایا اور ازل سے انہیں ایمان و کفر کی صفت سے موصوف فرمایا پھر جب عالم ظہور میں آئے تو انہیں اسی طرح ظاہر فرمایا جیسے ازل میں تھے اور انہیں اپنے علم ازلی کی خبر دی کہ تم اپنے اختیار سے ایسے کرو گے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو جانتا ہے لیکن قدرت کے باوجود سزا نہیں دیتا بلکہ الٹا گناہ و خطا بخش دیتا ہے ہاں جس پر ازلی تقدیر غالب ہے اسے وسائل کے باوجود اپنے قریب نہیں ہونے دیتا اور جسے اپنی درگاہ سے دور کرتا ہے اسے اس کی جدوجہد کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

حکایت بعض مشائخ کو معلوم ہوا کہ فلاں یہودی نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسے بیت المقدس میں دفن کرنا۔ بزرگ نے فرمایا وہ ازلی تقسیم کا مقابلہ کر رہا ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ اگر اسے جنت الفردوس میں بھی دفن کیا جائے تب بھی ازلی تقسیم پر اسے جہنم وہاں سے بھی اپنے اندر کھینچ لے گی۔

انسان کی اقسام انسان چار قسم ہیں۔

(۱) **اصحاب السوابق** وہ جن کا غور و فکر اسی مطابق رہتا ہے جس پر ازل میں اللہ تعالیٰ نے لکھا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ہماری جدوجہد تبدیل نہیں کر سکتی۔

(۲) **اصحاب العواقب** وہ جو ہمیشہ کفریہ زندگی بسر کرتے ہیں اور اسی کفر پر ان کی مہر لگی ہے اور امور کے نتائج خاتمہ پر ہوتے ہیں لیکن انجام مخفی ہے اسی لئے مشائخ نے فرمایا کہ اپنی زندگی کے اچھے لمحات پر مغرور نہ ہونا چاہئے کیونکہ ان کے اندر پوشیدہ آفات ہیں۔

(۳) **اصحاب الوقت** وہ لوگ جو سوابق کا فکر کرتے ہیں نہ لواحق یعنی انجام کا بلکہ وہ ہر وقت مراعات اوقات اور امور تکلیفیہ کی ادائیگی میں مشغول رہتے ہیں اسی لئے عارف کو ابن الوقت کہا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الصوفی من لا ماضی لہ ولا مستقبل صوفی وہ ہے جس کا نہ ماضی نہ مستقبل

مثنوی شریف میں ہے۔

marfat.com

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق   نیست فردا گفتن از شرط طریق

(اے رفیق صوفی ابن الوقت ہوتا ہے طریقت میں فردا (کل) کہنے کی کوئی شرط نہیں)

(۴) وہ لوگ جن پر ذکر حق غالب ہے وہ رعایت اوقات کے بغیر ہر وقت مشاہدہ میں مشغول ہیں۔

تفسیر صوفیانہ آیت ہویت مطلقہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں نہ نسبتیں ہیں نہ اضافات خلقکم تمہیں پیدا فرمایا یعنی تم پر تعینات جنسیہ و نوعیہ و شخصیہ کی تقیید و انحصار کے بغیر تجلی ڈالی۔

فمنکم کافرا پس تمہارے بعض ان تعینات میں سے کافر ہوئے یعنی وہ حق مطلق کو خلق مقید سے چھپاتے ہیں طعن و تشنیع کے ڈر سے تفرقہ کی باتیں کرتے ہیں۔ ومنکم مومن اور ان تعینات میں سے بعض تمہارے مومن ہوئے کہ وہ خلق میں حق کے ظہور پر ایمان لاتا ہے اور خلق کو حق میں چھپاتا اور جمعیت کی بات کرتا ہے تاکہ کاشفین بالحقائق مانوس ہوں۔ واللہ بما تعملون بصیر (اور اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے جو طعن کرنے والے کے طعن کو دفع کرتے ہوئے حق کو خلق میں چھپاتا ہے اور اسے بھی جانتا ہے جو واجد طالب کو مانوس کرنے کے لئے خلق کو حق چھپاتا ہے۔

تفسیر عالمانہ خلق السموت والارض بالحق اس نے آسمانوں اور زمینوں کو حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا اور اس کی حکمت مصالح دینیہ و دنیویہ کو متضمن ہے۔ السموت سے ساتوں آسمان اور الارض سے ساتوں زمینیں مراد ہیں جیسا کہ بعض دوسرے مقامات پہ تصریح موجود ہے کما قال اللہ تعالیٰ خلق سبع سموت طباقا اور فرمایا خلق سبع سموت ومن الارض مثلھن

سوال کیا وجہ ہے کہ ایسے مقامات پر عرش و کرسی کا ذکر نہیں حالانکہ وہ عظمت میں آسمانوں اور زمینوں سے بڑھ کر ہیں۔

جواب اگرچہ وہ بھی آسمانوں میں سے ہیں کیونکہ آسمان فلک کو کہتے ہیں اور فلک ایک جسم شفاف محیط بالعالم ہے اور عرش و کرسی احاطہ میں تمام افلاک سے وسیع تر ہیں لیکن چونکہ ان کے آثار غیر ظاہر اور غیر منکشوف ہیں

marfat.com

بخلاف آسمانوں اور زمینوں اور ان کے مابین کے کہ وہ مخاطبین مکلفین کو قریب تر اور ان کے حالات انہیں کچھ نہ کچھ معلوم ہیں اور بعض منافع سے انہیں آگہی حاصل ہے اسی لئے مشہور ہے کہ سورج سے میوہ جات پکتے ہیں اور چاند سے رنگ پاتے ہیں اور ستاروں سے ذائقہ پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ علاوہ ازیں آسمانوں اور زمینوں کا تغیر اظہر ہے اسی لئے ان کی عظمت کے باوجود تغیر کو قبول کرنا دلائل قدرت الٰہی کے لئے واضح تر ہے اور فرمایا کل یوم ھو فی شان اور اکثر وں کا ظہور عالم کون و فساد میں ہوتا ہے اور عالم کون و فساد یہی آسمان اور زمین ہیں کیونکہ یہ عنصریات میں سے ہیں بخلاف عرش و کرسی کے کہ وہ طبعیات میں سے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ فنا پذیر نہیں ہیں۔

وصورکم فاحسن صورکم فاء تفسیریہ ہے یعنی تمہاری بہتر اور احسن تصویر کھینچی اور تمہیں احسن تقویم میں پیدا فرمایا اور تمہارے اندر وہ قوائے ظاہرہ باطنہ ودیعت (امانت) رکھے کہ جن پر جمیع کمالات ظاہرہ باطنہ کا دار و مدار ہے اور تمہیں بہترین مصنوعات سے مزین فرمایا اور تمہیں اپنے عجائب کے خصائص کا خلاصہ بنایا بلکہ اس دنیا میں تمہیں جملہ مخلوقات کا نمونہ بنایا خلاصہ یہ کہ تمہارے جیسا حسین و جمیل شکیل اور کسی کو نہیں بنایا اسی لئے انسان آرزو کرے گا کہ وہ اسی صورت پہ رہے اسے کوئی اور شکل و صورت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تمام جملہ صورتوں سے حسین تر صورت ہے۔ یہ انسان کی حسن صورت کا کتنا بڑا عجیب ہے کہ قد سیدھا اور موزوں جوڑا اور معتدل جسم۔ یہ اس کے شان کے منافی نہیں کہ بعض صورتیں بعض صورتوں کی نسبت قبیح ہوتی ہیں کیونکہ حسن جمال خلق کو کہا جاتا ہے اور خلق کے مختلف مراتب ہیں اسی لئے بعض حکماء نے فرمایا کہ دو چیزوں کی کوئی حد و غایت نہیں۔

۱۔ حسن ۲۔ بیان

اور انسان میں جمال معنی اور اچھی خصال باکمال ہیں۔

بدرون تست مصریے کہ توئی شکرستانش | چہ غمست اگر زبیروں مدد شکر نداری
شدہ غلام صورت بمثال بت پرستاں | تو چو یوسفی ولیکن سوئے خود نظر نداری
بخدا جمال خود را چو در آئینہ بینی | بت خویش ہم تو باشی بکسے گزر نداری

marfat.com

ترجمہ ۱۔ تیرے اندر شہر ہے کیونکہ تو ہی اس کا خزانہ ہے کیا فکر ہے اگر باہر سے شکر نہیں ملتی۔ ۲۔ بت پرستوں کی طرح ظاہری صورت کے غلام بن گئے ہو تو خود یوسف جیسا حسین ہے لیکن تو اپنے آپ کو دیکھتا نہیں۔ ۳۔ بخدا جب تم اپنے جمال کو آئینہ میں دیکھو تو تم خود محبوب ہو تجھے کسی دوسرے کی حاجت ہی نہیں۔

فائدہ ظاہری حسن نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ معنوی حسن ضروری ہے کیونکہ وہی اصلی حسن ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پہ بنایا یعنی صورت ایسہ جسے صفات علیاء و اسماء حسنیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے ورنہ ظاہر حسن تو کافر کو بھی حاصل ہے۔

رہ راست نہ بالائے راست کہ کافر ہم از روئے صورت چو ماست

(سیدھا راستہ چاہیے سید ھاقد ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ کافر بھی ظاہری صورت کے لحاظ سے ہمارے جیسا ہے)

ازالہ وھم کبھی کافر میں اچھی سیرت اور بہترین عادات پائے جاتے ہیں جیسا نوشیرواں کا عدل اسی لئے احسن سیرت کے ساتھ ایمان کی قید لگائی ہے کیونکہ ایمان جملہ سیرتوں میں سے ایمان احسن سیرۃ ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا جس میں عدل کی صفت ہو وہی بادشاہ ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب الٰہی سے اسے نہ نوازا ہو اس لئے کہ بعض ایسے بادشاہ بھی ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کے بغیر اپنی اہلیت پر اس عہدہ و مرتبہ کے لائق ہو جاتے ہیں تو انہیں ملک عادل کہنا جائز ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ولدت فی زمن العادل میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا یعنی کسریٰ کے زمانہ میں۔

فائدہ اسے بادشاہ بھی کہا گیا ہے اور اسے عدل کی صفت سے بھی موصوف کیا گیا ہے اور سب کو معلوم ہے کہ اس کا عدل شرع الٰہی کے مطابق نہ تھا لیکن چونکہ اس نے عدل کا حق ادا کر دیا اسی لئے وہ عدل کے لحاظ سے نائب حق فی الارض کہلانے کا حق رکھتا ہے اگرچہ یہ نیابت تجلیات کے طور ہوگی۔ ایسے ہی بعض بادشاہ ایسے بھی ہیں جو عدل قائم نہ کر سکے۔ جیسے فرعون اور دیگر وہ بدبخت جنہوں نے حدود الٰہی کو توڑا اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے ساتھ مقابلے کئے

marfat.com

انہیں نہ تو پیغمبران خدا جیسا عہدہ نصیب ہوا اور نہ ہی نائبین الٰہی یعنی عادل بادشاہوں کا۔ بلکہ ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔

فائدہ صوفیانہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب سے احسن صورت وہ ہے جو کن کی ذلت سے آزاد ہوئی اور اس کی تصویر کشی اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مبارک ہاتھ سے فرمائی اور اپنی روح اس میں پھونکی اور ایسے شواہد نعت کے لباس سے ملبوس فرمایا اور اسے تعلیم کے زیور سے مزین فرمایا اور اسے مقربین ملائکہ سے سجدے کرائے۔ اور اسے اپنی جوار میں جگہ دی۔ اور اس کے باطن کو معرفت سے آراستہ فرمایا اور ظاہر کو بھی مختلف خدمات سے نوازا۔

فائدہ فاحسن صورکم کے خطاب میں جمع کا صیغہ بوجہ انسان کے انواع پر ہے کیونکہ رومی کی صورت ہندی کے صورت جیسی ہے وغیرہ وغیرہ۔

تفسیر عالمانہ والیہ المصیر اور نشاۃ ثانیہ یعنی قیامت میں اسی کی طرف رجوع ہے اس کے غیر کی طرف رجوع نہیں نہ بالاستقلال نہ بالاشتراک تو تم اپنی اندرونی حالات کو درست کرو اور اپنے مشاعر و قویٰ کو ان امور میں استعمال کرو جن کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر تمہیں انعام عطا فرمائے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم غلطی کرو تو پھر انتقام کی زد میں آجاؤ۔ دنیا کی بہت سی حسین صورتیں قیامت میں بدشکل بنادی جائیں گی صرف ان کی اندرونی غلطیوں کی وجہ سے لیکن دنیا کے بہت سے قبیح چہرے آخرت میں ان کی باطنی صفائی کی وجہ سے حسین و جمیل بنائے جائیں گے۔

چہ غم ز منقصت صورت اہل معنی را　　　چو جان از دم بود کو تن از حبش می باش

(اہل معنی کو اپنی ظاہری صورت کے نقص کا غم نہیں ہوتا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں جب روح رومی (حسین) ہے تو پھر جسم حبشی (قبیح) ہو تو کیا حرج ہے)

فائدہ احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت میں کافر کی ایک داڑھ جبل احد کے برابر ہوگی اور اس کا جسم تین دن کی

marfat.com

مسافت کے برابر ہوگا ایسے ہی اس کی صورت بگاڑ دی جائے گی اور ہر عضو اپنی حالت سے پھر جائے گا مثلاً اوپر کا لب موٹا ہو کر سر کے درمیان تک اور نچلا بڑھ کر ناف تک پہنچ جائے گا مثلاً بہشتیوں کے چہرے کی چمک چودھویں کے چاند جیسی ہوگی یا اس ستارے کی طرح چمکے گا جو آسمان میں سب سے زیادہ چمکیلا سمجھا جاتا ہے۔ قیامت میں بہشتیوں کے جسم پر بال نہ ہوں گے۔ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوگا۔ تینتیس (۳۳) سال کے نوجوان نظر آئے گے۔ اہل لطافت کو مبارک ہو اور اہل کثافت پر افسوس۔

تفسیر صوفیانہ اللہ تعالیٰ نے کلیاتِ سموت و جزئیات ارض کو مظہریت حق پر پیدا فرمایا ہے جیسے ان کی استعداد تھی لیکن انسانوں کی صورتوں کے مظاہر پر اپنے اسماء و صفات کے ساتھ متجلی ہوا اسی لئے انسانوں کے لئے فرمایا فاحسن صورکم یعنی تمہاری صورتوں کو احدیت جمع جمیع مظہریات بنایا وہ مظہریات جمیع مظاہر سماویہ علویہ وارض سفلیہ کی جامع ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان اللّٰہ خلق ادم علی صورتہ بیشک آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا یعنی عنوان خلق میں اسم جامع کو وارد فرمایا اس میں اسی جمعیت کی طرف اشارہ ہے اس معنی پر انسان کا مرجع اس ہویتہ کی طرف ہے جو جمیع ہویات کی جامع ہے ہاں ان میں فرق تجلی و استتار و فضل و قوت کی وجہ سے ہے اس لئے اہل حق کہتے ہیں کہ جو اہل حجاب ہو اس کے لئے لائق ہے کہ وہ اہل کشف کے کمالات کا دعویٰ نہ کرے وہ اس تفاوت مذکور کی وجہ سے ایسے فرماتے ہیں۔

سبق اس بندہ خدا پر افسوس ہے کہ اس کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے مخفی خزانے میں انہیں حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا کیونکہ جو ان خزانوں کو حاصل کر لیتا ہے اسے کسی شے کی ضرورت نہیں رہتی اس کا افسوس تو اس لئے ہے کہ اس نے مغز کو چھوڑ کر چھلکے پر اکتفا کیا ہے حالانکہ اسے مغز کے حاصل کرنے کی استعداد بھی ہے اور اس کے حصول کا امکان بھی ہے لیکن وہ گڑھے میں پڑا ہوا ہے حالانکہ اسے عروج و ترقی کے اسباب حاصل ہیں۔

چہ شکرہاست دریں شہر کہ قانع شدہ اند

شاہباز ان طریقت بمقام مگسے

marfat.com

(کتنے بہت بڑے بیٹھے مرتے اس شہر میں ہیں لیکن شاہبازان طریقت مقام کس کس پر قامت پذیر ہیں)

تفسیر عالمانہ یعلم مافی السموت والارض اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہے کلیہ وجزئیہ اور احوال جلیہ وخفیہ ہیں۔ یعلم ماتسرون وماتعلنون اور جانتا ہے وہ امور جو تم آپس میں چھپاتے ہو اور وہ جو تم ظاہر کرتے ہو۔

سوال یہی مضمون تو سابقاً گزرا ہے پھر اعادہ کی کیا ضرورت ہے۔

جواب چونکہ اسی مضمون میں جزاء کا دارومدار ہے اس لئے اس کی تصریح ضروری تھی اور اس میں وعدوعید کی تاکید ہے۔

فائدہ برہان القرآن میں لکھا ہے کہ ان سورتوں میں تسبیح کا تکرار اہل ارض واہل سماء کی کثرت وقلت اور قرب و بعد اور طاعت ومعصیت کی وجہ سے ہے۔ ماتسرون وماتعلنون میں بھی اختلاف کی یہی وجہ ہے کیونکہ وہ آپس میں متضیین ہیں اور مافی السموت والارض کا تکرار نہیں اس لئے کہ ان کے علوم کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور علم الٰہی ایک ہی جنس ہے اور اس پر کوئی شے مخفی نہیں اور تکرار مختلف اجناس کی وجہ سے ہوتا ہے واللہ علیم بذات الصدور اور اللہ تعالیٰ کا علم ان تمام اسرار کو محیط ہے جو لوگوں کے سینوں میں چھپا ہوا ہے کوئی شے بھی اس کے علم سے خارج نہیں ہو سکتی پھر اس سے وہ باتیں کیسے اوجھل ہو سکتی ہیں جو لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں یعنی وہ جملہ پوشیدہ افکار و خواطر کو خوب جانتا ہے۔

فائدہ اسرار مخفیہ وافکار خفیہ کو ذات الصدور سے صرف پوشیدگی مناسبت سے کہا گیا ہے اور اسی معمولی ملابسات کی وجہ سے اشیاء کو ایک دوسری سے تشبیہ دی جاتی ہے جیسا کہ مشہور ہے۔

نکتہ آیت میں اظہر سے اخفی کی طرف ترقی کی گئی ہے کیونکہ زمین و آسمان اظہر اور اس کے اندر کے امور خفی اور وہ باتیں جو لوگوں کے سینوں میں چھپی ہوئی ہیں جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ اخفی نہیں اس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ

marfat.com

کے علیت حکم کا اشارہ اور جملہ کے مستقل ہونے کی تاکید ہے۔

نکتہ صفت قدرت کا ذکر پہلے اور صفت علم میں اشارہ ہے کہ مخلوقات پر قدرت کا تعلق بالذات اور علم کا بعض وجوہ سے ہے وجوہ ظاہرہ تو یوں ہم دیکھ رہے ہیں۔ آسمان اوپر ہے اور زمین نیچے اور وجوہ باطنہ یہ کہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ آسمان متحرک اور زمین ساکن ہو لیکن اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

فائدہ متکلمین کے اللہ تعالیٰ کے علم کے اثبات میں دو مسلک ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فعل متقن یعنی مستحکم ہے جو خلل کے جملہ وجوہ سے پاک ہے اور وہ بے شمار حکمتوں و مصلحتوں مشتمل ہے اور قاعدہ ہے کہ جس کا فعل مستحکم ہو وہ عالم ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ بالقصد والاختیار فاعل ہے کہ بعض ممکنات بعض خاص طریقوں سے مخصوص ہیں اور یہ علم کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا۔

فائدہ ماتسرون میں علمائے ظاہر یعنی حکماء و متکلین اور ان کے علوم فکریہ نظریہ کی طرف اشارہ ہے اور ان کے مخفی امور سے ان کے وہ عقائد فاسدہ و مقاصد کاسدہ مراد ہیں جو عوام سے چھپائے پھرتے ہیں اور وما تعلنون میں علمائے باطن یعنی مشائخ و صوفیائے کرام اور ان کے معارف و مواجیہ ذوقیہ کشفیہ مراد ہیں اور ان کے ظاہر کرنے سے ان کی کرامات و خوارق عادات مراد ہیں اور واللہ علیم بذات الصدور کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر ایک کے ہر اس عمل کو بھی جانتا ہے جسے ان کے قلوب و صدور سے تعلق ہے یعنی ریاء و اخلاص اور حق کو باطل کو۔

تفسیر عالمانہ الم یاتکم اے کافرو کیا تمہارے ہاں نہیں آئی۔ الف استفہام اور لم جحد کے لئے ہے اس میں تحقیق کا معنی ہے۔ بنا الذین کفروا ان لوگوں کی خبر جنہوں نے کفر کیا یعنی نوح علیہ السلام کی قوم اور ان کے بعد والوں کی خبر یعنی وہ امتیں جنہوں نے کفر پر اصرار کیا من قبل تمہارے سے پہلے اس کا تعلق کفروا سے ہے یا اس سے قبل از وقت مراد ہے یا اس عصیان و عداوت سے پہلے مراد ہے اس معنی پر یہ الم یاتکم کا ظرف

marfat.com

ہے۔ فذاقوا وبال امرھم اس کا کفروا پر عطف ہے اور ذوق اگرچہ تعارف میں قلیل کے لئے ہے لیکن کثیر کے لئے مستعمل ہوتا ہے الوبال معنی الثقل اور کسی امر میں شدت اور الوبل والوابل بارش موسلادھار الطل (شبنم) (دھیمی بارش) کے بالمقابل بارش اور امرھم سے ان کا کفر مراد ہے۔ اس کی جمع امور آتی ہے اور ان کے کفر کو امر سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ امر (کفر) نہایت سخت اور ہولناک ہے اب معنی یہ ہوا کہ انہوں نے دنیا میں بلا تاخیر اپنے کئے کی سزا پائی اور اس سزا کو ایسے محسوس کیا جیسے کوئی شے کو چکھے اور اس کا ذائقہ اسے محسوس ہوتا ہے جیسے ان میں کوئی طوفان میں غرق ہوا تو کوئی سخت آندھی کی لپیٹ میں آیا۔

نکتہ عذاب دنیا کو ذوق سے اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ جیسے ایک چکھی ہوئی شے ایک معمولی سمجھی جاتی ہے ایسے ہی دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں لاشے اور حقیر ہے اسی لئے فرمایا ولھم عذاب اور آخرت میں ان کے لئے عذاب ہو گا الیم دردناک یعنی ایسا درد اور تکلیف سے بھرپور کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ اس میں اشارہ ہے کہ یہ دنیوی عذاب ان کے گناہوں کا کفارہ نہیں ورنہ انہیں عذاب آخرت نہ ہوتا بخلاف اہل ایمان کے کہ انہیں جو کچھ دنیا میں دکھ اور درد پہنچتا ہے ۔۔ ان کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے جیسا کہ احادیث صحیح میں وارد ہے۔

ذلک وہ عذاب جو مذکور ہوا یعنی جسے کافروں نے دنیا میں چکھا اور وہ جو آخرت میں چکھیں گے۔ بانہ بسبب اس کے کہ کانت تاتیھم رسلھم بالبینات لائے تھے ان کے ہاں رسل کرام علیہم السلام معجزات۔ فقالوا اس کا عطف کانت پر ہے تو انہوں نے کہا ابشر کیا ہمارے جیسے بشر یھدوننا ہمیں ہدایت دیں گے یعنی مذکورہ قوم میں سے ہر قوم نے یہی کہا کہ کیا رسول جو ہمارے ہاں معجزات لے کر آتے ہیں یہ تو ہمارے جیسے بشر ہیں تو انہوں نے ہمیں کیا ہدایت دینی ہیں کیونکہ یہ تو ہمارے جیسے ہیں گویا وہ اس قاعدہ کے منکر تھے کہ آدمی اور بشر رسول ہو اور وہ ہمیں اللہ تعالیٰ یا دین کی راہ دکھائے جیسا کہ ثمود نے کہا ابشرا منا واحدا نتبعہ یہ ہمارے جیسا کہ ایک بشر ہے تو کیا ہم اس کی اتباع کریں۔

marfat.com

فائدہ بانہ باء ملابست یا تعدیہ کی ہے۔

اعجوبہ وہ لوگ کتنے جاہل تھے کہ انہوں نے رسالت کے لئے بشریت کا انکار کر دیا لیکن پتھروں اور ڈھیلوں کو معبود مان لیا۔

فائدہ اس اجمالی قول میں جملہ سابقہ اقوام عالم مراد ہیں اور بشر سے جنس بشر مراد ہے اور اس کی نظیر دوسری آیت میں ہے کَمَا قَالَ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا یہاں پر رسل جمع ہے لیکن اس سے جنس رسل مراد ہے۔

فائدہ بشر فاعل ہے فعل مضمر کا مابعد والا فعل اس کی تفسیر کر رہا ہے یہ باب الاشتغال کے قبیل سے ہے اور یہی ترکیب اولیٰ ہے اس سے کہ بشر کو مبتداء اور اس کے مابعد کو خبر بنایا جائے۔

سوال رو لدیت کی دلیل کیا ہے؟

جواب حرف استفہام کو فعل ضروری ہے وہ ظاہر یا مضمر۔

فائدہ صوفیانہ حضرت قاشانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب ان کے صفات بشریہ کی وجہ سے ان سے وہ نور اوجھل ہوا کہ جس کی بدولت وہ ان پر (نبی علیہ السلام) افضل ہوا اور اس کا ان پر افضل ہونا قیاسی امر بھی نہ تھا تو انہوں نے نبی علیہ السلام کو صرف بشر سمجھا اسی لئے وہ ان کی ہدایت کے منکر ہو گئے کیونکہ ہر عارف معروف کو اسی وقت جانتا ہے جب اس میں وہ معنی موجود ہوں جس سے اسے معروف کا عرفان نصیب ہوتا ہے اور نور باکمل نور فطری سے ہی حاصل ہوتا ہے اور کمال کامل کے عرفان میں آسکتا ہے اسی لئے صوفیاء کرام نے فرمایا لا یعرف اللہ غیر اللہ غیر اللہ کو اللہ کا عرفان نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور ہر طالب کو مطلوب کسی نہ کسی وجہ سے مل ہی جاتا ہے اگر اسے مطلوب سے کوئی مناسبت ہو ورنہ اسے اس کی طرف کا امکان نہ ہو تا ایسے ہی ہر مصدق مصدق بہ کی اس وقت تصدیق کرے گا جب اسے مصدق سے کوئی مناسبت ہو گی یہی وجہ ہے کہ کفار کو فطری نور سے محرومی تھی

marfat.com

اسی لئے وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمال کو نہ دیکھ سکے اسی لئے انکار کیا اور حق کی کوئی ایک بات بھی نہ سمجھ سکے اور نہ ہی ان میں اس کی طلب پیدا ہوئی کہ جس سے وہ ہدایت کے محتاج ہوتے جب انہیں ہدایت کی احتیاج تھی تو انکار لازمی امر تھا۔

اعجوبہ اور اولیاء کی شان بعض عارفین نے فرمایا کہ مقام اولیاء کی معرفت بہ نسبت معرفت الٰہی کے سخت تر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے کمال و جمال اور قہر و جلال کے لحاظ سے معروف و مشہور ہے اور معروف و مشہور شے کی معرفت آسان ہوتی ہے بخلاف اولیاء کی معرفت کے کہ ان کی معرفت غیر معروف بلکہ الٹا شک میں ڈالنے والی ہوتی ہے کیونکہ ولی اللہ عالم دنیا میں ضعیف البنیان ہے۔ کھانے پینے کا محتاج ہے عام لوگوں کی طرح دینوی ضروریات کا ضرورت مند ہے۔ اسی لئے وہ عام مخلوق سے صرف اس وجہ سے ممتاز ہے۔ کہ اسے مناجات الٰہی کا شرف نصیب ہوتا ہے لیکن اس کی مناجات کا کسی کو کیا پتہ اور وہ خود بھی اس مقام کو ظاہر نہ کرے گا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی شان عام انسانوں پر ظاہر کردے تو عوام اسے عیسیٰ علیہ السلام کی طرح معبود بنالیں اور اگر اس کے قلب کے نور کو دنیا پر ظاہر فرمائے تو یہ دینوی شمس و قمر اس کے بالمقابل بے نور ہو جائیں لیکن اسے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ اور اولیاء اللہ کے لئے بے شمار حکمتیں و اسرار ہیں جنہیں صرف اللہ تعالیٰ خود جانتا ہے اس کے ادنیٰ کمال کا یہ کرشمہ ہے کہ جو بھی ان کے درپے آزار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جنگ کا اعلان فرماتا ہے بشرطیکہ وہ ایذاء دینے والا جانتا بھی ہو کہ یہ ولی اللہ ہے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ ولی اللہ کا پوشیدہ ہونا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کیونکہ وہ معذرت کر سکیں گے کہ ان سے ایذاء کا وقوع لاعلمی اور جہالت میں ہوا۔ اگر ایسا نہ ہو تو بتائیے کہ کون سا ایسا دور ہے جس میں بے خبری کی وجہ سے ولی اللہ کے ساتھ عوام نے مخاصمت اور مخالفت نہ کی ہو۔

فکفروا اسی قول کی وجہ سے وہ لوگ رسل کرام علیہم السلام کو بشر کہہ کر کافر ہوئے کیونکہ انہوں نے انہیں حقیر سمجھتے ہوئے بشر کہا اور اس حکمت سے جاہل رہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بشر بنا کر بھیجنا بھی راز الٰہی ہے۔

marfat.com

وتولوا اور انہوں نے روگردانی کی اس تدبیر سے کہ رسل کرام علیہم السلام کے لائے ہوئے احکام کی تابعداری کرتے اور ان کے معجزات دیکھ کر ان پر ایمان لاتے۔ واستغنی اللہ اور اللہ تعالیٰ ان کی عبادت وطاعت سے مستغنی ہے یہاں تک کہ انہیں تباہ ہلاک کر دیا بلکہ ان کی جڑ کاٹ دی اگر ان کی عبادت وطاعت سے وہ مستغنی نہ ہوتا تو انہیں تباہ و برباد نہ کرتا۔

فائدہ سعدی مفتی نے فرمایا کہ یہ حال ہے اور اس میں لفظ قد مقدر ہے۔ یعنی غنی اور ثلاثی اس سے کمال غنی مراد ہے کیونکہ طلب میں (یعنی سین استفعل) کو کمال لازم ہے۔ واللہ غنی جملہ عالم سے مستغنی ہے پھر ان کی عبادت و طاعت کی کیا ضرورت ہے حمید اس کی تمام مخلوق زبان حال سے حمد کرتی ہے یہ اس کے اوصاف کمالیہ پر دلالت کرتا ہے یا یہ معنی ہے کہ اس کے اولیاء اس کی حمد کرتے ہیں اگرچہ اس کے اعداء اس کی حمد نہ کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا حمد یعنی من حیث الکمل اس کے اوصاف کے کمال کا ذکر کرنا۔

فائدہ جسے یقین ہو جائے کہ وہ اپنی ذات وصفات وافعال میں حمید ہے تو وہ اس کے ذکر میں مشغول رہے گا کیونکہ انسان کے کتنے ہی عقائد و اخلاق و افعال و اقوال کے محامد و محاسن بکثرت کیوں نہ ہوں پھر بھی اس میں کوئی خامی ضرور ہوتی سوائے نبی علیہ السلام کے کہ وہ ہر وجہ سے محمد واحمد و محمود ہیں اور وہ ہر لحاظ سے حمد و کمال کے عروج پر ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

فائدہ الاربعین الادریسیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حمید و فعال اور ذوالمنن ہے جس نے اپنی جملہ مخلوق کو اپنے لطف و کرم سے نوازا۔

وظیفہ حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اسم حمید کے ورد پر مداومت کی تو اسے اتنا بکثرت مال حاصل ہو گا جسے وہ سنبھال بھی نہ سکے گا۔

زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا الزعم یعنی علم کا دعوی کرنا مثلا کہا جاتا ہے کہ ان کا زید اقائما یعنی میں دعوی کرتا ہوں کہ زید ایسا ہے اس میں اشارہ ہے کہ ان کا صرف دعوی ہی دعوی ہے جس کی کوئی سند نہیں۔

marfat.com

فائدہ زعم علم کی طرح دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہ کبھی علم کے قائم مقام بھی مستعمل ہوتا ہے ان مخففہ من المثقلہ ہے اور یہ ناصبہ نہیں تاکہ ناصبہ کا ناصب پر دخول نہ ہو اور الذین الخ سے کفار مکہ مراد ہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ کافروں نے دعویٰ کیا کہ شان یہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ ہی انہیں قبروں سے نکالا جائے گا۔

فائدہ ہر شے کی کنیت ہوتی ہے کذب کی کنیت زعم ہے۔

فائدہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ مجھے اپنے دو کلموں

۱۔ زعم ۲۔ سوف سے بچائیے۔

کذب سے بچنے کی تدبیر انسان پر لازم ہے کہ وہ زعم سے بچے کیونکہ ہر سنی سنائی بات کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور یہ کذب بیانی سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے انسان پر لازم ہے کہ وہ ہر بات منہ سے نکالے جو اس کے نزدیک محقق ہو ایسی بات نہ کرے جو مشتبہ ہو اسی طرح ہر سنی سنائی بات کرنے کی بیماری سے بچ جائے گا۔ جب اس پر لومت کرے گا تو وہ جھوٹ بولنے کی لعنت سے محفوظ ہو جائے گا۔ (المقاصد الحسنہ)

قل کافروں اور جس کی انہوں نے نفی کی آپ اس کا اثبات کرتے ہوئے ان کے دعویٰ کا ابطال کیجئے بلی ہاں تم قیامت میں اٹھائے جاؤ گے اس لئے کہ بلی ماقبل کی نفی کے ایجاب کے لئے آتا ہے۔ وابی لتبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم یہ مستقل جملہ اور امر کے تحت ہے کلمہ بلی کے افادہ ایجاب یعنی اثبات بعث کی تاکید اور امر آخر کے اس تحقق کا بیان جو سابق امر سے متعلق ہے۔

بہرحال یہ بعث کے تحقق کی دو وجوں سے تاکید ہے وربی قسم ہے اس میں اشارہ ہے کہ بعث میں کمال ربوبیت کے اظہار کے لئے ہے اور وہ ربوبیت معرفت اور نعم جسمانیہ ظاہرہ و روحانیہ باطنہ کی دوام تربیت کی تکمیل کے لئے ہے اور لتبعثن دراصل لتبعثون تھا اور اجتماع ساکنین یعنی نون تعلیہ کے پہلے نون ساکن کی وجہ سے گر گئی اور اسکے ضمہ پر اکتفا کر کے اس محذوف ہونے کی اسے دلیل بنایا گیا اور یہ قسم کا جواب ہے اس کے

marfat.com

اول کی لام کی تاکید کرتی ہے اور ثم مدت کی تراخی کے لئے ہے کیونکہ قیامت کا دن بہت طویل ہو گا یا تراخی رتبہ کے لئے اور اللباب کا ظاہر پتا تا ہے کہ "وربی" قسم اور ما قبل سے متعلق ہے اس کے نزدیک کلام یہاں ختم ہو گیا اور اس پر وقف احسن ہے اور لتبعثن اپنے معطوف معطوف الیہ سے مل کر دوسری قسم مقدر کا جواب اور اول کی تاکید کے لئے کلام مستانف ہو۔

فائدہ اس مضمون کو قسم سے بیان کرنے میں اشارہ ہے کہ مشرکین جیسے رسالت کے منکر تھے ایسے ہی بعث قیامت کے بھی ان کے گمان کے ازالہ کے لئے شدید تاکید کی گئی تاکہ جس کے لئے ماننا مقدر ہے وہ اچھی طرح متاثر ہو گا اور جس کے لئے محرومی ہے اس پر حجت ہو تاکہ وہ مکمل طور محروم ہو۔ وذلک وہ جو بعث و جزا مذکور ہوئی۔ علی اللہ یسیر اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کیونکہ قدرت تامہ اس کے لئے ثابت ہے اور جب معاملہ یونہی ہے فامنوا تو اسباب حصول ایمان پر ارادہ جزئیہ کو صرف کر کے ایمان لاؤ باللہ اللہ تعالیٰ پر کہ وہی عمل ظاہر و مستور کے ساتھ قبور مجازی سے نکالنے والا ہے۔ ورسولہ اور اس کے رسول حضرت محمد عربی ﷺ پر کہ انہوں نے شؤن صفات الہیہ کی خبر بخشی ہے۔ وَالنُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا اور اس نور پر جو رسول اللہ ﷺ پر ہم نے اتارا یعنی قرآن پر کیونکہ وہ اپنے اعجاز کی وجہ سے خود ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور حلال و حرام کو ظاہر کرنے والا ہے یعنی ظاہر بنفسہ و مظہر لغیرہ ہے ایسے ہی یہ متکلم کے صیغے کی طرف التفات میں کمال عنایت کی طرف اشارہ ہے۔

واللہ بما تعلمون اور وہ جو تم عمل کرتے ہو یعنی اس کے اوامر کی پابندی یا اس کے خلاف خبیر خبیر ہے تو اس کی تمہیں جزا دے گا۔ یوم یجمعکم یہ لتنبؤن کا ظرف ہے اور ان کے مابین کا جملہ ہے یا اذکر مقدر کا مفعول بہ ہے ظاہر رہے کہ یہ خطاب انہیں کو ہے جو سابق میں الم یاتکم کے خطاب کے مخاطب ہیں۔ لیوم الجمع اس دن کہ جس میں اولین و آخرین جن و انس کے جملہ افراد کو جمع کرے گا آسمان کے ہوں یا زمین کے۔ یعنی ان کو حساب و جزاء کے لئے جمع فرمائے گا اس سے قیامت کا دن مراد ہے اس معنی پر الیوم کی لام عہد کی ہے یعنی اس دن کا جمع کرنا۔

marfat.com

حدیث شریف حضور نبی پاک ﷺ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالٰی اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو ایک ندا کرنے والے ندا دے گا جسے تمام مخلوق سنے گی اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ آج کون مکرم تر ہے اس کے بعد دوبارہ آواز آئے گی کہ آج قبروں سے وہ اٹھیں جن کی کروٹیں رات کو عبادت کے لئے خشک رہتی تھیں یہ آواز سن کر وہی اٹھ کھڑے ہوں گے اس کے بعد اعلان ہو گا اب وہ اٹھیں جو دکھ سکھ میں اللہ تعالٰی کی حمد کرتے تھے اور وہ بہت تھوڑے ہوں گے جو اعلان پر کھڑے ہوں گے اس کے بعد سب کے سب بہشت کو روانہ ہوں گے ان کو بہشت کے داخلہ کے بعد باقی تمام لوگوں کا حساب ہو گا۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس دن بندے اور اس کے عمل کو جمع کرے گا اور ظالم یا ہر نبی اور اس کے امتی کو جمع فرمائے گا۔ ذٰلک وہ یوم۔ یوم التغابن

تغابن کی تحقیق یہ غبن کا تفاعل ہے کسی کو پوشیدہ طور کسی معاملہ خسارہ اور گھاٹا دینا اور تغابن یعنی ایک دوسرے کو گھاٹا دینا قیامت میں جب سعداء کو اشقیاء والے منازل جنت عطا ہوں گے اور اشقیاء کو سعداء کے دوزخ کے منازل دیئے جائیں گے تو اس معنی پر اشقیاء کو گھاٹے کا سودا نصیب ہوا اس میں تحکم ہے اس لئے کہ اہل نار کا نار میں منازل حاصل کرنا غبن نہیں۔ اگر ہے تو اسے استعارہ تہکمیہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ ناریوں کا نار میں جانا ایسا نہیں کہ اسے کہا جائے کہ انہوں نے اہل جنت کے منازل چھینے بلکہ یہ ان کی اپنی بدقسمتی ہی تھی۔

حدیث شریف ہر جنتی جب بہشت میں داخل ہو گا تو اسے دوزخ کی ایک جگہ دکھا کر کہا جائے گا کہ اگر تو برائی کرتا تو تیرا یہی حال ہوتا اور جہنم میں جگہ دکھانے سے مقصد یہ ہو گا کہ اس کے شکر کرنے میں اضافہ ہو ایسے ہی دوزخی کو بہشت میں ایک جگہ دکھائی جائے گی اور اسے کہا جائے گا کہ اگر تو نیکی کرتا تو یہیں پر ٹھہرتا اور اس دکھانے میں اس کی حسرت میں اضافہ ہو گا۔

نکتہ اس دن میں تغابن کی تخصیص صرف اس لئے ہے کہ آخرت میں ایسے امور واقع ہوں گے جو دنیوی امور

marfat.com

میں سے کوئی امر واقع نہیں ہو سکتا اس معنی پر اس کی لام اس عہد کی ہے کہ جس کا خارج میں صرف ایک معہود کامل ہو جیسے وہ تغابن کامل ہو جیسے وہ تغابن کامل ہو گا کہ جس کے بعد اس جیسا اور کوئی فرد نہ ہو گا۔

فائدہ صوفیانہ حضرت قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں تغابن کا کوئی فرد نہیں کیونکہ اس کے جملہ امور فانی اور سریع الزوال ہیں بلکہ ان کا فانی ہونا ضروری اور لازمی ہے اس کا کوئی فرد بھی کسی کے لئے باقی رہنے والا نہیں اگر کسی سے کوئی شے رہ جائے یا اسے کوئی فوت کرادے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ فوت ہونے والی اس کی حیات بھی کیوں نہ ہو کیونکہ جس شے نے فوت ہونا ہے اس میں غبن کیسا ہاں غبن یا تغابن اس شے میں ہوتا ہے کہ اگر اسے فوت نہ کیا جاتا یا نہ کرایا جاتا تو وہ شے باقی رہتی اور اس سے ہمیشہ نفع اٹھایا جاتا (اس سے نور کمالی و استعدادی مراد ہے) اور ایسے نفع و راس المال کو ضائع کرنے پر غبن و تغابن۔ اطلاق صحیح ہے کیونکہ کامیاب تجارت و نجات کو ضائع کیا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين تو جس نے استعداد ضائع کی یا وہ شے جسے حاصل کرنا تھا لیکن اس کی غایت نصیب نہ ہوئی اس کے لئے کہا جا سکتا ہے وہ بہ نسبت کمال تام کے مغبون ہے وہ اگرچہ اپنے مرام و مقام پہ کمال میں کامیاب ہوا تو ایسا شخص اپنے مقصد کی فوتیدگی پر ہمیشہ حسرت کرتا رہے گا۔

فائدہ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یوم تغابن سے قیامت کا دن مراد ہے کیونکہ اس بیعت (جس کا اشارہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنته اور الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا میں ہے) کا غبن ظاہر ہو گا وہ اس لئے کہ انہوں نے بیعت کے امور میں کمی کی اور جو کام نہ کرنے کے تھے وہ کئے۔

فائدہ بعض علماء سے تغابن کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن ایسے امور ظاہر ہوں گے جو دنیا کے مقدار سے کئی گنا زائد ہوں گے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس دن کافر کو ترک ایمان کی اور مومن کو مراتب واحسان کی تقصیر سے حسرت ہو گی۔

marfat.com

فائدہ صوفیانہ جب عارف باللہ بہشت میں داخل ہو گا تو صاحب حال اسے بلندی پر ایسے دیکھے گا جیسے ہم آسمان پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں تو آرزو کرے گا کہ کاش اسے یہی مرتبہ نصیب ہوتا لیکن چونکہ اس کا حصول ناممکن ہو گا اسی لئے ان اسباب کے ترک پر حسرت کرے گا جو اس سے دنیا میں حاصل نہ کر سکا۔

فائدہ مروی ہے کہ اہل جنت جنت میں حسرت کریں گے تو صرف اس تھوڑی دیر کے لئے جس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوں گے۔

تین اشخاص پر سختی قیامت میں شدید تر حسرت تین اشخاص پر ہوگی۔

(۱) وہ عالم دین جس نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور انہوں نے اس پر عمل کیا لیکن خود بے عمل رہا پھر وہ بہشت میں داخل ہوئے اور وہ عالم بے عمل جہنم میں۔

(۲) وہ بندہ خدا جس نے اپنے آقا کے مال کی قوت پر طاعت الٰہی کی اور اس کے آقا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پھر غلام تو مالک کے مال کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو گا اور اس کا مالک نافرمانی سے دوزخ میں۔

(۳) وہ لڑکا جس نے اپنے والد کے مال کا وارث ہو کر راہ خدا میں خرچ کیا لیکن اس کا والد زندگی بھر بخیل رہا اب قیامت میں اسی مال کی وجہ سے جو راہ خدا میں لٹایا تھا لڑکا تو بہشت میں داخل ہو گا اور اس کا باپ اسی مال میں بخل کی وجہ سے دوزخ میں۔

بخور اے نیک سیرت و سرہ مو　　　کلن نگون بخت گرد کرد و نخورد

(اے نیک سیرت اور اچھا آدمی مال سے فائدہ اٹھا جس نے جمع کیا اور فائدہ نہ اٹھایا اور بد بخت ہے)

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے سخت شرمسار ہو گا جس نے دنیا میں اس کی نافرمانی کی ہوگی یا نیکیوں میں کمی ہوگی۔

فائدہ آخرت میں ترقی کے اسباب دنیوی امور پہ موقوف ہوں گے یعنی جتنا دنیا میں اچھے کام کئے اتنا قدر آخرت

marfat.com

کی ترقی نصیب ہو گی (کذا قال بعض العارفین)

فائدہ جس نے کسی شے کی حقیقت کو پہچانا پھر ارادہ ہوا کہ اسے حاصل کرے تو وہ شے اسے جلد حاصل ہو گی یا دیر سے۔ اگر اسے وہ شے زندگی میں حاصل ہوئی تو اس کی خوش قسمتی اگر مر گیا تو وہ آرزو اس کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنے گی اور جو اس دنیا میں کوئی مقام نہ حاصل کر سکا آخرت میں بھی محروم ہو گا اسی لئے آخرت کو یوم التغابن سے تعبیر کیا گیا کہ اس میں ترقی کے اسباب نہیں ہوں گے اسے اچھی طرح سمجھ لو ورنہ افسوس کرو گے۔

تغابن کا صوفیانہ معنی بعض مشائخ نے فرمایا کہ حقیقی غبن یہ ہے کہ انسان کو کدرۃ میں صفائی کا اور صورۃ قہر میں لطف کا علم نہ ہو اور تفرقہ کی وجہ سے حق سے متوحش ہو حالانکہ وہ عین جمع و انس میں ہے یاد رہے کہ غبن اس بد نصیب کو حاصل ہوتا ہے جو حصول جزاو عطایا اور طاعات کے بدلہ کے خیال میں زندگی بسر کرے اور جو ہر وقت مشاہدہ حق میں ہے وہ غبن سے کوسوں دور ہو گا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی غبن میں ہوں گے جو دنیا میں حق کا معائنہ و مشاہدہ اس کی وصف سے کریں لیکن جب آخرت میں اسے اپنے مشاہدہ سے اعظم و اعلیٰ پائیں گے تو حسرت کریں گے کہ افسوس کہ ہم نے دنیا میں اس کی کامل معرفت نہ کر سکے اور نہ ہی اس کی عبادت کا حق ادا کر سکے اگرچہ اسے ہمیشہ تک اس کی حقیقی معرفت حاصل نہیں کر سکتے لیکن ادنیٰ مرتبہ کے بعد اعلیٰ درجہ کی حسرت ضرور رہے گی۔

فائدہ سب سے بڑی حسرت ان لوگوں کو ہو گی جو اس کے دیدار سے سرشار تو ہوں گے لیکن اس کی حقیقت وجود تک نہ پہنچ سکیں گے۔

فائدہ حضرت ابن عطاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رویت و تجلی کے وقت اہل حق کو ضیاء کی کمی و بیشی کی وجہ سے حسرت ہو گی یعنی جس کی ضیاء کم ہو گی۔ وہ اعلیٰ ضیاء کے عدم حصول پر حسرت کرے گا۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ مقام جمعیت میں شہود الحق کے دن اہل حجاب کو اہل شہود و معرفت پر حسرت ہو گی کیونکہ یہ نعیم قرب و جمع میں ہوں گے اور وہ جحیم بعد و فراق میں۔

marfat.com

تفسیر عالمانہ ویعمل صالحا اور مقتضائے ایمان نیک عمل کرتا ہے کیونکہ عمل نظریہ کے مطابق ہوتا ہے اور عمل صالح ہر اس نیکی کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی جائے فرض ہو یا نفل۔

حکایت حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حمام میں داخل ہوئے تو حمامی نے کہا اجرت دیئے بغیر آپ اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے آہ بھر کر کہا کہ جب شیطان کے گھر میں داخل ہونا اجرت کے بغیر ناممکن ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی جنت میں عمل صالح کے بغیر کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے۔

یکفر عنہ سیاتہ قیامت میں اس کے گناہ معاف کردے گا برائیوں کی وجہ سے اسے رسوا نہیں کرے گا ویدخلہ اور اسے اپنے فضل و کرم سے داخل کرے گا ہم نے فضل و کرم کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شے واجب نہیں۔

جنات باغات میں۔ اس میں ہر ایک کو اعمال کے مطابق درجات نصیب ہوں گے۔ تجری من تحتہا الانہار اور اس بہشت کے درختوں اور محلات کے نیچے چار نہریں جاری ہیں۔ خالدین فیہا یہ یدخلہ کی ھاء سے حال ہے پہلے واحد کا صیغہ لایا گیا لفظ من کی وجہ سے اور جمع کا صیغہ من کے معنی کی وجہ سے اس لئے کہ وہ معناً جمع ہے۔ ابدا خلود کی تاکید اور ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے۔ ذلک وہ گناہوں کا بخشا جانا اور بہشت میں داخل کیا جانا الفوز العظیم بہت بڑی کامیابی ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں۔ اس لئے کہ عظیم ترین ہلاکتوں سے نجات پانے اور بہترین نعمتوں کے حصول پر مشتمل ہے اسی لئے یہ فوز کبیر سے اعلیٰ اور برتر ہے کیونکہ فوز کبیر صرف حصول منافع کا نام ہے جیسا کہ سورہ بروج میں ہے اس معنی پر فوز عظیم اس سے اعلیٰ اور برتر ہوئی۔

صوفیانہ معنی (صوفیاء کرام کے نزدیک) فوز عظیم در حقیقت وجود مجازی کو اتار کر وجود حقیقی کا لباس پہننے کا نام ہے اور یہ ایمان حقیقی ذوقی عمل صالح (جو شہود عالی سے مقارن ہو) پر موقوف ہے اس لئے کہ نور شہود وجود اضافی کے ظلمات کو چھپا کر وجود حقیقی کے نور سے منور کر دیتا ہے اور اسے جنات وصول و وصل میں داخل کرتا ہے اور ان جنات

marfat.com

کے نیچے ایسی نہریں جاری ہیں جو معارف و حکم کے پانی سے پر ہیں۔

والذین کفروا وکذبوابایاتنا پہلے جس بات کو دلالت التزامی سے سمجھا گیا اب اسے صراحۃ بیان فرمایا اور آیات سے قرآن یا معجزات مراد ہیں کیونکہ یہ ہردونوں رسالت کے صدق کی ہر ایک مستقل آیت ہیں آیت کا معنی یہ ہوا کہ جن لوگوں نے ہماری آیت کا انکار و تکذیب کی اولئک اصحاب النار وہی لوگ دوزخی ہیں یعنی وہ ہمیشہ اس میں رہنے کے ساتھی ہیں یا اس کے مالک ہیں۔

فائدہ انہیں دوزخ کا بمنزلہ مالک کے کہنا ان کے ساتھ تحکم ہے۔

خالدین فیہا درانحالیکہ ▪ اس میں ہمیشہ رہیں گے ہم نے دوام کی قید اس لئے لگائی ہے کہ یہ بہشت میں مضمون کے بالمقابل ہے چونکہ اس میں دوام کی تصریح ہے تم نے اس پر قیاس کر کے اس میں بھی دوام کی قید لگائی۔

وبئس المصیر اور دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

فائدہ یہ دونوں آیتیں گویا تغابن کی کیفیت کا بیان ہیں۔

سوال تم نے اسے شک کے طور کیوں کہا؟

جواب چونکہ علم معانی کا قاعدہ ہے واؤ جمیت کی بیان پر محمول کرنے سے مانع ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں محجوبین عن اللہ اور محرومین عن الایمان الحقیقی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ ایمان حقیقی ذوق اور وجدان سے نصیب نہیں اس میں علم و برہان کو کسی قسم کا دخل نہیں نیز اس میں آیات الیہ ظاہرہ کے مکذبین کی تصریح ہے کہ اس کے بندوں میں چند ایسے بھی ہیں جو نار حجاب اور احتجاب کی جہنم میں ہمیشہ اور بالدوام مبتلا رہیں گے۔ وبئس المصیر اور یہی حجاب کی دوزخ بہت بری آگ ہے۔

سبق عاقل پر لازم ہے کہ وہ جدوجہد جاری رکھے یہاں تک کہ اس کا قلب کا اندھاپن اور بصیرۃ کے پردے ہٹ جائیں یہاں تک کہ ▪ آثار الہٰی اور آیات فی الانفس والافاق کا مشاہدہ کرے اور علی الاطلاق حجاب سے نجات پا

marfat.com

جلائے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ عارفین کی نظر میں عبرت و حکمت اور ان کی حرکت میں شان و مصلحت ہوتی ہے۔

حکایت منقول ہے کہ ابو حفص نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ساتھ موسم بہار میں باغات کی سیر کو نکلے ایک دار سے گزرے جس کے اندر رونق دار درخت تھے۔ آپ عبرت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اس دار سے ایک بوڑھا مجوسی نکلا اور کہا اے اخیار کے امام کیا آپ اشرار کے امام کی دعوت قبول فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے کیا انکار ہے۔ مجوسی کی عرض پر آپ اپنے مریدین سمیت اس دار میں داخل ہوئے آپ کے ساتھ ایک قاری صاحب تھے جس نے مختصر سی تلاوت کی۔ جب قاری صاحب تلاوت سے فارغ ہوئے تو مجوسی نے کچھ رقم دی اور کہا کہ آپ لوگ بازار سے اپنے مذہب والوں سے طعام لائیے کیونکہ آپ لوگ ہمارا پکا ہوا طعام نہیں کھائیں گے۔ طعام سے فراغت پا کر شیخ نے مجوسی سے اجازت چاہی۔ مجوسی نے کہا کہ اب سے میں آپ کا مرید ہوں مجھے ساتھ رکھیے۔ یہ کہہ کر کلمہ اسلام پڑھا اور اس کے ساتھ اس کی اولاد اور اس کی تمام جماعت مسلمان ہو گئی۔ حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جب بھی سیر و تفریح کے لئے جایا کرو تو اس طرح جاؤ جیسے تم نے مجھے دیکھا

چوں نظر میداشت ارباب شہود　　　مومن آمد بے نفاق اہل جحود

(جب ارباب شہود نگاہ اٹھاتے ہیں تو منکرین بھی منافقت چھوڑ کر مخلص مومن بن جاتے ہیں)

تفسیر عالمانہ مانفیہ اسی لئے اس کے بعد من موکد لایا گیا۔

اصاب نہیں پہنچی کہ تعلق میں سے کسی کو ایک من مصیبتہ کوئی مصیبت دینوی ابدان میں یا اولاد میں یا اموال میں۔ الا باذن اللّٰہ یہ استثناء مفرغ منصوب المحل علی الحال ہے دراصل عبارت یوں تھی مااصاب مصیبتہ بشئی من الاشیاء الا باذن اللّٰہ اذن سے اس کی تقدیر و ارادہ مراد ہے گویا ہر مصیبت انسان کی طرف متوجہ ہے لیکن واقع نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔

سوال آیت مااصابکم من مصیبتہ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر .(یعنی

marfat.com

تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے کردار کی وجہ سے ہے بلکہ بہت سی غلطیاں معاف فرماتا ہے آیت مذکورہ بالا کے منافی ہے کیونکہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مصیبت کا بیان ہے اور اس دوسری آیت میں اذن کی قید نہیں بلکہ کردار کا ذکر ہے۔

جواب ۱ یہ آیت آیت شوریٰ کے منافی نہیں کیونکہ سورۃ شوریٰ میں مجرمین کے کردار کا بیان ہے ورنہ بہت سے مصائب کے اسباب دیگر بھی ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ اس مصیبت کا سبب گناہ ہو مثلاً اس کا سبب صبر کے بعد کثرت اجر عطا کرنا (جیسے اللہ والوں کے لئے) اور گناہوں کا کفارہ بھی جیسے عوام کے لئے عام اہل انسان کے لئے کا وقوع اسی قبیل سے ہے۔

جواب ۲ اگر گناہ کی وجہ سے مصیبت کا نزول بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فقل کل من عنداللّٰہ فرمایئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ہے ایجاد کے لحاظ سے بھی ایصال کے اعتبار سے بھی پاک ہے اللہ تعالیٰ جس کے ملک میں وہی حکم جاری ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

شان نزول کفار نے کہا کہ اگر مسلمانوں کا دین حق ہوتا تو انہیں ان کا خدا ان کے ابدان و اموال میں مصیبت نازل نہ فرماتا۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تم پر مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی حکمت کو صرف وہی جانتا ہے۔

مصیبت کے نزول کی حکمتیں نزول مصیبت میں بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں منجملہ ان کے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تحصیل الیقین یعنی بندوں کو یقین ہو کہ ان کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے گویا بندے اپنی قوت و طاقت کو اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت کے سپرد کرتے ہیں۔

(۲) گناہوں کا کفار اور صبر کا ثواب کا ترتب

(۳) قضائے الٰہی پر راضی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com

ازالہ وہم اگر انبیاء و اولیاء مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے تو لوگ ان کے معجزات و خوارق عادات دیکھ کر غلط فہمیوں میں گرفتار ہو جاتے (کہ معاذ اللہ) یہ معبود یا اپنے معبود ہیں جیسے نصاریٰ نے غلطی کمائی) اور یہ مصائب و آلام ان کے ظواہر پر طاری ہوئے تاکہ ان کی بشریت کا تحقق ہو ورنہ ان کے بواطن ایسے آلام و مصائب سے محفوظ تھے کیونکہ ان کے بواطن مشاہدہ حق وانس رب میں مشغول تھے (اسی لئے انہیں ایسے آلام و مصائب سے بھی راحت محسوس ہوتی تھی گویا وہ جملہ مصائب و آلام سے محفوظ و معصوم تھے کیونکہ ان کے نزدیک یہ آلام و مصائب کالعدم تھے بخلاف کفار اشرار کے کہ وہ ان کے آلام و مصائب سے خوب گھبراتے تھے نسئل العفو والعافیۃ من اللہ۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ نفس امارہ کی مصیبت کا قلب پر غلبہ ہے نیز یہ بھی ثابت ہے کہ قلب سیارہ کے مصائب کا نفس امارہ پر تسلط ہے کیونکہ نفس امارہ پر تجلیات قہریہ کا اذن ہے کہ وہ قلب صافی پر تسلط کرے یہ بھی اس کی حکمت ہے اور قلب سیارہ پر تجلیات لطفی جملی کا اذن ہے کہ وہ نفس امارہ پر تسلط کرے تاکہ وہ ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو۔

تفسیر عالمانہ ومن یؤمن باللہ اور وہ جو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے در جانتا ہے کہ ہر مصیبت اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نازل نہیں ہوتی۔

سوال آیت میں صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر اکتفا کیوں حالانکہ رسل و کتب وغیرہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

جواب اصل ایمان اللہ تعالیٰ پر ہے باقی کا ذکر اس کے ضمن میں آ گیا۔

یھد قلبہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے جب مصیبت واقع ہوتی ہے تو اس کے قلب کو ثابت قدمی عطا فرماتا ہے اور اسے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کا موقع نصیب ہوتا ہے اور وہ ایسے موقع پر نہ قولاً مضطرب ہوتا ہے اور نہ عملاً کہ جس سے اس کا اضطراب ظاہر ہو کہ وہ تقدیر الٰہی سے پریشان نہیں اور نہ وہ اس سے راضی ہے بلکہ جو یقین رکھتا ہے کہ اس کا خدا رب العالمین ہے تو وہ اس کی قضا پر راضی ہوتا ہے اور اس کی بلاؤ مصیبت پر صبر کرتا ہے کیونکہ جیسے تربیت

marfat.com

جلن کے موافق ہوتی ہے ایسے ہی تنفر کرنے والی باتوں پر صبر کرنے پر بھی تربیت ہوتی ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یهدقلبه کا یہ معنی ہے کہ یقین کے لئے اسے توفیق بخشتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آئی ہوئی مصیبت کبھی نہ ٹلتی اگر نہ آتی تو اسے آنا نہ ہوتا اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ قضاء و قدر پر راضی ہوتا ہے بلکہ اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یهدقلبه کا معنی یہ ہے کہ اس قلب پر اللہ تعالیٰ لطف و کرم فرماتا ہے ار اس کا سینہ کھول دیتا ہے جس کی وجہ سے طاعت و عبادت میں بڑھتا رہتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس دل کی رہبری فرماتا ہے تاکہ وہ اسے راضی کرے اور اس کی طاعت میں آگے کو قدم بڑھائے۔

تفسیر صوفیانہ حضرت ابوبکر وراق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص شدت و بلاء کے وقت ایمان لاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے (کہ اس نے ایسے فرمایا ورنہ وہ شان کریمی سے میرے ساتھ ایسے نہ فرماتا) ایسے قلب کو اللہ تعالیٰ حقائق کی راہ دکھاتا ہے اور زوائد یقین تک پہنچاتا ہے۔

فائدہ حضرت ابو عثمان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سنن انبیاء علیہم السلام کی اتباع کی راہ دکھاتا ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ صحت ایمان کی علامت یہ ہے کہ سنن نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر مداومت نصیب ہو اس اتباع سے لحظہ بھر بھی محرومی نہ ہو اور صرف خواہشات نفسانیہ کو ترک کرنا نصیب ہو تو بھی غنیمت ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تحقیقاً ایمان لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اس عمل کی توفیق بخشتا ہے جو مقتضائے ایمان کے ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مطلب کے کمال کو پالیتا ہے یعنی وہ مطلوب جس پر وہ ایمان لایا اس وقت اپنے محل نظر یعنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اسماء و صفات کے

marfat.com

نور معرفت سے منور فرماتا ہے کیونکہ ذات کی معرفت صفات و اسماء کو مستلزم ہے اور صفات و اسماء کی معرفت ذات کی معرفت کو مستلزم نہیں۔ اس اعتبار سے اس قلب کو سابق و لاحق ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ قلب کی ہدایت سابق ہے اور اس ایمان پر قلب کا قبول کرنا ہدایت لاحق ہے یہاں سے وہ سوال دفع ہو گیا جو فلسفی کہتا ہے کہ ایمان ہدایت پر موقوف ہے اس طرح سے تو دور لازم آگیا کیونکہ من یومن باللہ الخ شرطیہ اور یھد قلبہ اس کی جزاء ہے اور شرط جزاء پر مقدم ہوا کرتی ہے اور تم کہہ چکے ہو کہ ایمان ہدایت پر موقوف ہے۔

جواب (۱) اس لئے کہ ہدایت کے چند مراتب ہیں۔

۱۔ تقدیم ۲۔ تاخر

اور یہ مراتب غیر منقطع ہیں اسی لئے ہم ہر یوم اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم اسی وجہ سے ہم ہر عمل صراط مستقیم طلب کرتے ہیں وہ صراط مستقیم رضائے الٰہی کی طرف پہنچاتا ہے۔

جواب ۲ بعض نے فرمایا کہ یہ عبارت مقلوب ہے اصل عبارت یوں ہے من یھد قلبہ یومن باللہ

فائدہ یھد میں سات قرأتیں ہیں۔

۱۔ مختار یہ ہے کہ یہ واحد کا صیغہ ہے اور یاء کو مفتوح اور دال کو مکسور پڑھنا چاہئے اور یھد مجزوم ہے اس لئے کہ یاء محذوف ہے اور ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور شرط کا جواب ہے اور یہ الھدایت سے مشتق ہے۔

۲۔ اسے نھد نون (جمع متکلم) کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۳۔ یھد مجہول صیغہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس وقت قلبہ مرفوع پڑھا جائے گا اس لئے کہ یھد کا نائب فاعل ہے۔

۴۔ یھد بفتح الیاء و کسر الہاء بھی آیا ہے لیکن اس وقت دال مشدد ہوگی بمعنی یہتد ہے جیسے قرآن الٰہی میں ہے امن لا یھدی

۵۔ اسے یھدا بالہمزہ باب یسأل کی طرح بھی پڑھا گیا ہے۔

marfat.com

۶۔ بعد اہمزہ کو الف کے ساتھ تبدیل کر کے پڑھا گیا ہے۔

۷۔ دونوں آخری صورتوں میں آخری حرف کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے اس کا خلاصہ و معنی یہ ہے کہ دل مطمئن ہو گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین نصیب ہو گی۔

واللہ بکل شئی اور ہر شے کو منجملہ اس کے قلب اور اس کے احوال بھی ہیں اور قلب کی تسلیم یہ ہے کہ وہ اس کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرے اور اس کے ہر مکروہ فعل سے کراہت کرنا اور اس میں سے قلب کے آفات بھی ہیں اور آفات سے خالص ہونا بھی اس میں شامل ہے۔

علیم وہ مومن کے ایمان کو اور اس کے خلوص جو جانتا ہے اور اس کے دل کو مذکورہ امور کی ہدایت کرتا ہے۔

واطیعوا اللہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اطاعت کا معنی یہ ہے کہ بندے کا اپنے آقا کے ہر حکم کے سامنے سر جھکانا۔ واطیعوا الرسول اور رسول علیہ السلام کی اطاعت کرو۔ اور امت کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کا یہ معنی ہے کہ نبی ﷺ جو حکم اللہ تعالیٰ سے لائے اسے بجالانا یعنی مصائب کا نزول تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طاعت سے مشغول نہ کرے اور اس کی کتاب کے حکم پر عمل کرنا۔

سبق بندے پر لازم ہے کہ دکھ سکھ میں وہ عمل کرے جو شرع کا حکم ہے۔

فائدہ حضرت قاشانی نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی معرفت کے مطابق اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کی اطاعت کرو اسی لئے یہ کمال سے پیچھے رہنا اور خسران و نقصان کا وقوع عمل کی کوتاہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

فائدہ امر کا تکرار تاکید کے لئے ہے اور تنبیہ ہے کہ ان دونوں طاعتوں کی کیفیت میں فرق ہے فان تولیتم

ربط وہ روگردانی کے مورد کی توضیح فرمائی۔ فان تولیتم پس اگر تم طاعت رسول سے روگردانی کرو گے۔ فانما علی رسولنا البلاغ المبین تو ہمارے رسول ﷺ پر واضح طور پر پیغام پہنچانا۔ جواب محذوف کی تعلیل سے ہے یعنی میرے محبوب کریم ﷺ پر کچھ ذمہ داری نہیں سوائے پیغام الٰہی پہنچانے کے اور

marfat.com

انہوں نے اس کا حق ادا کر دیا اور رسول کی اضافت نون جمع کی طرف اور ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لانے میں آپ کی تعریف و تکریم و تعظیم کا اظہار مطلوب ہے اور واضح کرنا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کا کام صرف تبلیغ ہے تاکہ ان کی تبلیغ کی روگردانی کی زیادہ سے زیادہ مذمت ہو۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ **اطیعوا اللہ** یعنی اس کی ذات و صفات کی مظہریت کے اسباب کی تیاری میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

واطیعوا الرسول اور احکام شریعت ظاہرہ آداب طریقت باطنہ کی قابلیت کی تحصیل میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم اسباب کی تیاری اور استعداد سے روگردانی کرو گے اور ان دونوں امور کو چھوڑ کر دنیوی امور میں منہمک ہو جاؤ گے اور بحر شہوات میں ہلاک ہو جاؤ گے تو ہمارا رسول اکرم ﷺ پر پیغام پہنچانا ہے اور تم کو ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہو گا۔

تفسیر عالمانہ **اللہ لا الہ الا ھو** وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں یہ جملہ مستانفہ معبودیت کا صرف وہی مستحق ہے نہ اس کا غیر یعنی اس مرتبہ کے لائق کوئی نہیں صرف وہی ہدایت و ضلالت پر قادر ہے۔ ارشاد و اضلال میں اس کا کوئی شریک نہیں اس معاملہ میں رسول ﷺ کے ہاتھ میں (ذاتی طور) کوئی شے نہیں۔ **وعلی اللہ** صرف اللہ پر نہ استقلالاً نہ اشتراکاً

فلیتوکل المؤمنون اہل ایمان توکل کریں ایمان پر ثابت رہنے اور مصائب پر صبر کرنے میں اسم ظاہر کو اسم مضمر کے بجائے اسم ظاہر لانے میں توکل کی علیت اور اس کے امر کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ الوہیت کا تقاضا یہ ہے کہ بالکلیہ اسی طرف جھکو اور ہر لحاظ سے غیر اللہ سے انقطاع ہو۔

مسئلہ آیت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور امت کو توکل پر برانگیختہ کیا اور اس پر ثابت رہنے بلکہ اس میں ہر قدم آگے بڑھنے کی تاکید ہے یہاں تک اس کی برکت سے مکذبین پر فتح و غلبہ ہو اور اس پر بھی جو طاعت و قبول احکام سے روگردانی کرے۔

marfat.com

توکّل کے متعلق اقوال توکل مقامات عالیہ سے ہے بمعنی اظہار العجز اور اپنے غیر پر بھروسہ کرنا۔ البحر الرائق میں ہے کہ اس پر بھروسا کرنا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور لوگوں سے مایوسی ناامیدی ہو۔

سوال فلیتوکل امر ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے اور وجوب پر عمل نہ کرنا گناہ ہے اور عوام اکثر توکل سے محروم ہیں اس معنی پر انہیں عاصی کہا جائے حالانکہ یہ ناموزوں ہے۔

جواب یہاں وجوب عقلی مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ عقلی طور یوں مانا جائے کہ ہر کام دینوی ہو اخروی وہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اگرچہ نفس اس طرف ملتفت نہ ہو۔ اور دوسرے امور کو مقصد کے حصول کے لئے سبب سمجھے اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ ہاں توکل طبعی پر عمل مشکل ہے توکل طبعی یہ ہے کہ انسان کا طبعی طور عقیدہ ہو کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور جمیع مقاصد میں صرف اسی پر اعتماد ہو اس کی نظر میں اسباب کی وقعت نہ ہو ایسا توکل کامل اولیاء میں ہوتا ہے عوام ایسے توکل پر پابند نہیں ہو سکتے۔

حکایت حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں شام کے علاقہ سے چند آدمی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ حج پر چلیں آپ نے فرمایا ضرور چلوں گا لیکن تین شرطیں ہیں۔

۱۔ حج کے عظیم سفر میں زادِ راہ ساتھ نہیں لے جانا۔

۲۔ راستہ میں کھانے پینے کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

۳۔ نہ ہی کسی کا پیش کردہ کھانا وغیرہ قبول کرنا ہوگا۔

انہوں نے عرض کیا دو پہلی شرطیں تو ہمیں قبول ہیں لیکن تیسری شرط ہمارے سے پوری نہ ہو سکے گی آپ نے فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم دوسروں کے زادِ راہ کے سہارے پر حج پڑھنے جا رہے ہو۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ جس نے توکل کا دعوی کیا لیکن پیٹ بھر کھایا تو سمجھو کہ وہ ایک بوجھ اٹھانے والا ہے متوکل نہیں۔

marfat.com

توکل کی حکایات (۱) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چودہ سال حج ننگے پاؤں ادا کئے۔ جب میرے پاؤں میں کانٹا چبھتا تھا تو پاؤں سے کانٹا نہیں نکالتا تھا اس خطرہ سے کہ کہیں توکل کے خلاف نہ ہو جائے۔

(۲) حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک جنگل میں جا رہا تھا مجھے ایک اعرابی ملا جس نے مجھے فرمایا اے ابراہیم توکل ہمارے ہاں ہے۔ آپ ہمارے ہاں ٹھہریئے تاکہ آپ کا توکل صحیح ہو جائے۔ سنئے اگر تمہارا خیال ہوا کہ مجھے فلاں شہر میں کھانا ملے گا اور تم اس کے حصول کے لئے اس شہر میں چلے گئے تو یہ بھی توکل کے منافی ہے۔ اب غور کیجئے کہ جس شہر میں طعام کے حصول کی امید پر جانا توکل کے منافی ہے تو پھر اس شہر میں اقامت پذیر ہونا کیسا ہو گا جس میں کھانے پینے کی چیزیں عام میسر آئیں۔

نکتہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر جگہ توکل کا ذکر اسم ذات کے ساتھ کیا ہے کیونکہ یہی اسم جمیع اسماء کا جامع ہے اسی لئے اس پر توکل عام ہو گا دوسرے اسماء پر توکل ناقص ہوتا ہے یعنی متوکل کی جانب سے ورنہ اس کے جملہ اسماء ہر طرح سے کامل ہیں ان میں نقص کا تصور بھی کفر ہے۔

فائدہ جس کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی میری کفیل ہے اور پھر اپنے جملہ امور اسی کی طرف سپرد کر کے اپنے جملہ سارے درمیان سے نکل لیتا ہے اس کے ہر کام وکالت و کفالت خود فرمائے گا لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا وکیل سمجھے اور اس پر کنٹرول کرے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے حقوق و فرائض و دیگر اخراجات کی ادائیگی کرائے بلکہ شب و روز اس کے ساتھ جھگڑا کرتا رہے لمحہ بھر اس سے غفلت نہ کرے اور نہ ہی اس سے کوتاہی کرے کیونکہ اوقات زندگی بہت جلد ختم ہوتے ہیں۔

خاک در دستش بوں چوں باد ہنگام اجل ہر کہ اوقات گرامی صرف آب و گل کند

(اس کے ہاتھ میں ہے ہوا کی طرح موت کا وقت اس پر افسوس جو اوقات گرامی قدر گارے میں صرف کر رہا ہے)

تفسیر عالمانہ یاایھاالذین امنوا اے ایمان والو یعنی وہ جنہوں نے خلوص سے ایمان قبول کیا۔ ان من ازواجکم ازواج زوج کی جمع ہے یہ مرد و عورت ہر دونوں پر مستعمل ہوتا ہے۔ لباب سے بیان کردہ تحقیق

marfat.com

عنقریب ہم بیان کریں گے۔ واولادکم ولد کی جمع ہے یہ بھی عام ہے لڑکے اور لڑکی ہر دونوں کو شامل ہے۔

عدوالکم بیشک تمہاری بعض ازواج اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں منجملہ اس کے ایک یہ ہے کہ وہ تمہیں طاعت الٰہی سے غافل کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کی اور کوئی دشمنی بھی نہ ہو تو یہ دشمنی کسی اور سبب سے ہوتی ہے۔ جب ازواج و اولاد دشمن ہوں تو وہ بھی دشمن ہوں گے اور وہ فعل جملہ افعال سے قبیح ترین ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان حائل ہو۔ یا ازواج و اولاد تمہارے ساتھ امور دین میں جھگڑیں گے یا دنیوی امور میں مخالفت کریں گے اور سب سے بڑی دشمنی دینی امور کی ہوتی ہے کیونکہ دینی ضرر دنیوی ضرر سے شدید تر ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ تیرا وہ دشمن نہیں جس سے تیرا مقابلہ ہو اور تو اسے قتل کر دے اور اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے ہاں تیرا سب سے وہ بڑا دشمن جو تیرے دونوں پہلو میں ہے یعنی نفس اور تیری عورت جو تیرے ساتھ تیرے بستر پر سوتی ہے اور تیرا وہ لڑکا جو تیرے پشت میں ہے۔

نکتہ ازواج کو اولاد پر اس لئے پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی اولاد کے لئے وہی اصل ہیں علاوہ ازیں ازواج سے شہوات کا تعلق ہے اور جو شے شہوت سے متعلق ہو وہ قلوب پر زیادہ اثر ڈالتی ہے اور عبادت الٰہی سے باز رکھنے میں اسی کو زیادہ دخل حاصل ہے اسی لئے زین للناس حب الشھوات من النساء الخ میں نساء کا ذکر پہلے ہے۔

نکتہ اللباب میں ہے من ازواجکم میں شوہر بھی داخل ہیں اس لئے کہ جیسے مرد کے لئے عورت اور اولاد دشمن ہیں ایسے ہی عورت کے لئے مرد اور اولاد دشمن ہے اس معنی پر یہ خطاب عام ہے جو مردوں اور عورتوں سب کو حاصل ہے لیکن تغلیبات صرف صیغہ جمع مذکر لایا گیا۔ یا یہ دخول باعتبار خطاب کے نہیں بلکہ باعتبار حکم ہے یعنی جیسے دوسرے احکام میں عورتیں مردوں کے حکم میں بھی داخل ہیں۔

فَاحْذَرُوْهُمْ الحذر سے ہے بمعنی خوف والی شے سے کنارہ کشی۔ ضمیر عدو کی طرف راجع ہے کیونکہ لفظ عدو کا اطلاق جمع پر بھی ہوتا ہے یعنی اپنے آپ کو ان کی محبت سے اور شدت تعلق سے بچاؤ ایسے نہ ہو کہ ان کے تعلق میں

marfat.com

لگے رہو اور احکام خداوندی کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جائے بلکہ ان کے حقوق پر حقوق اللہ کو ترجیح دو۔

حدیث شریف جب تمہارے امراء اخیار اور تمہارے اغنیاء اسخیاء ہوں اور تمہارے امور ایک دوسرے کے مشورے سے ہو کوئی ایک بھی اپنی رائے پر عمل نہ کرے جب تک دوسرے ساتھی سے مشورہ نہ لے تو زمین کا ظاہر اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب امراء شرارتی اور اغنیاء بخیل اور امور عورتوں کی رائے پر طے ہوں تو زمین کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہے۔

فائدہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنے امور کا مشیر بنانا نقصان دہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے شاوروھن وخالفوھن عورتوں سے مشورہ لو لیکن ان کے رائے کے خلاف عمل کرو۔

حضرت ام سلمہ کی فضیلت حضور سرور عالم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشورہ لیا۔

فائدہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر عورت عاقلہ فاضلہ کاملہ ہو تو اس سے مشورہ لینا جائز ہے نیز اس حدیث شریف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور ان کے عقل کی وفرت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے امام الحرمین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اور کوئی عورت ایسی معلوم نہیں کہ جس نے مشورہ دیا ہو اور اس کا مشورہ صحیح اترا ہو۔ بعض نے امام الحرمین رحمتہ اللہ علیہ کے اس قاعدہ کو شعیب علیہ السلام کی لڑکی کے اس مشورے سے توڑا جو اس نے حضرت شعیب علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشورہ دیا۔

اضحوکہ خسرو کو مچھلی کا گوشت مرغوب تھا ایک دن اپنے محل کے بالاخانہ میں بیٹھا تھا کہ وہاں سے مچھلی بیچنے والا گزرا اور شیریں بھی خسرو کے پاس بیٹھی تھی۔ خسرو نے اس کے ہاں ایک بڑی مچھلی دیکھ کر اسے بلایا اس نے وہی بڑی مچھلی خسرو کے پاس بیٹھی تھی مچھو نے اس کے ہاں ایک بڑی مچھلی دیکھ کر اسے بلایا اس نے وہی بری مچھلی خسرد کے سامنے رکھ دی جسے خسرو نے پسند کیا اور اسے چار ہزار درم دے کر خرید لی شیریں نے کہا تو نے بہت برا کیا کیونکہ اس

marfat.com

کے بعد اگر کسی کو اس سے کم قیمت دے گا تو تیری شکایت ہو گی بلکہ تجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا اور کہے گا کہ مجھے وہی انعام ملنا چاہیئے جو مچھلی کے شکاری کو ملا۔ شیریں سے کہا تو سچ کہتی ہے لیکن یہ بھی بادشاہوں کی احسان و مروت کے خلاف ہے جو کسی سے وعدہ فرمائیں اور پھر اس کے خلاف کریں۔ شیریں نے کہا میں ایک تدبیر بتاتی ہوں وہ یہ کہ شکاری کو واپس بلا کو پوچھا جائے کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ ہے اگر وہ کہے نر ہے تو تم کہنا مجھے مادہ مچھلی چاہیئے اگر کہے کہ مادہ ہے تو کہنا کہ مجھے نر مچھلی چاہیئے۔ چنانچہ شکاری کو بلایا گیا اور اس سے مچھلی کا پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ نہ نر ہے نہ مادہ بلکہ خنثی (ہجڑہ) ہے خسرو سن کر خوب ہنسا اور اسے انعام میں چار ہزار درہم اور دے دیئے۔ جنہیں لے کر ایک جھولے میں ڈال کر کاندھے پر رکھا اور چل پڑا۔

تھوڑا سا چلا تو ایک درہم اس کے جھولے سے گرا تو اس نے اس کے اٹھانے کے لئے جھولا کاندھے سے نیچے رکھ کر ہی درہم اٹھایا۔ بادشاہ اور شیریں اس کا حال دیکھ رہے تھے۔ شیریں نے خسرو کو کہا کہ دیکھئے اس کمینے کا کمینہ پن کہ ایک درہم کی خاطر کتنی مشقت اٹھائی اس کے پاس اتنے ہزار دراہم تھے تو ایک درہم کو نہیں چھوڑا امیر خسرو کو طیش آگیا اور فرمایا بلاؤ اس شکاری کو۔ جب حاضر ہوا تو خسرو نے کہا اے کمینہ تو نے ایسا کام کیا جو انسانیت پر بدنما دھبہ ہے تو نے ایک درہم کی خاطر اتنا دکھ اور تکلیف اٹھائی۔

شکاری نے کہا بادشاہ سلامت میں نے اس درہم کو لالچ اور دنیوی حرص پر نہیں اٹھایا بلکہ مجھے اس میں بادشاہ کی توقیر و تعظیم مطلوب تھی اس لئے کہ اس کے حصہ پر بادشاہ (خسرو) کا نام کندہ تھا اور دوسری طرف اس کی فوٹو۔ میرا جی نہ چاہتا تھا کہ اس درہم پر کسی کا قدم پڑے اور بادشاہ (خسرو) کی توہین و تحقیر ہو جائے۔ بادشاہ کو شکاری کا جواب پسند آیا تو خسرو نے چار ہزار درہم انعام کے طور پر دے دیئے اس کے بعد خسرو نے وصیت لکھی کہ لا تطیعو النساء اصلا و لا تعملو ابرایھن قطعا عورتوں کا کہا مت مانو اور نہ ہی ان کی رائے پر عمل کرو[1]

(حاشیہ[1] یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اکثریہ ہے کیونکہ بہت سی ازواج (عورتیں) ایسی گزری ہیں اور موجود بھی کہ ان کا مشورہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے دن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دینے والی بھی آپ کی ایک زوجہ محترمہ تھیں اس کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بیوی اور اولاد دشمن ہو گی بعض (حاشیہ جاری)

marfat.com

حکایت سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک اسرائیلی حاضر ہوا عرض کی مجھے جانوروں کی بولی سکھایئے۔ آپ نے فرمایا سکھا دیتا ہوں لیکن تمہاری موت اس وقت ہو جائے گی جب تم نے کسی سے بتادیا کہ میں حیوانات کی بولی جانتا ہوں۔ عرض کی کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ آپ نے اسے جانوروں کی بولی سکھادی۔ اس (اسرائیلی) کے گھر پر ایک بیل اور ایک گدھا تھا جن سے مزدوری کرکے پیٹ پالتا تھا جب شام ہوئی۔ دونوں کو گھاس ڈالا تو گدھے نے بیل کو کہا آج کا اپنا حصہ گھاس مجھے دے دے مالک سمجھے گا تو بیمار ہے فلہذا کل تجھ سے کام نہیں لے گا پھر میں آئندہ شب کو اپنا حصہ تجھے دے دوں گا گدھے کے کہنے پر بیل نے گھاس سے منہ ہٹالیا اس پر مالک ہنس پڑا۔ عورت نے پوچھا کیوں ہنسے کہا کچھ نہیں۔ جب آنے والی رات آئی تو دونوں کو علیحدہ علیحدہ گھاس ڈالا تو بیل نے گدھے سے کہا وعدہ پورا کیجئے۔ میں تو اب بھوک اور تھکان سے قریب المرگ ہو گیا ہوں گدھے نے کہا کہ کیا کچھ معلوم بھی ہے

حاشیہ: بیویاں اور اولاد دشمن ہوں گی۔ بیوی اور اولاد دونوں مزلتہ الاقدام ہیں بہت سے مردان سے تعلقات کی بنا پر پھسل جاتے ہیں۔ اکثر اس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کے ارشاد کے مطابق اس سے بچتے نہیں۔ ان کی بیویاں اور اولاد لے ڈوبتی ہیں جیسے بلعم باعور اکی زوجہ نے ہی تو تباہ و برباد کیا۔ ایسے ہی کئی شخصیات جن کی تفصیل تاریخ میں ہے۔ لفظ ازواج جمع ہے زوج کی اور یہ لفظ عام ہے اگر مستورات مخاطب ہوں تو کہا جائے کہ تمہارے خاوند تمہارے دشمن ہیں۔ قیامت کے دن گویا بے دین اولاد والدین کے لئے عرض کرے گی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (سورۃ الاحزاب رکوع ۸)

(اور کہیں گے اے رب! ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پھر انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستہ سے بہکا دیا۔ اے رب ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت ڈال۔ بہر حال آیت میں دونوں کے متعلق فتنہ (آزمائش) کا تصور کر سکتے ہیں کسی کو اپنی عورتیں تباہ و برباد اور جہنم کا ایندھن بناتی ہیں کئی عورتوں کو ان کے شوہران کی تباہی و بربادی کا سبب بن جاتے ہیں تفصیل فقیر نے کتاب "حقوق زوجین" میں عرض کردی ہے۔ اویسی غفرلہ۔
(حاشیہ ختم)

marfat.com

کہا نہیں کہا میں نے سنا ہے کہ مالک کل قصاب کے پاس گیا اور کہا کہ میرا بیل بیمار ہے اسے ذبح کردے اسی لئے میرا مشورہ ہے کہ آج تو گھاس نہ کھا۔ مجھے ہی کھانے دے اس لئے کہ تو گھاس نہیں کھائے گا تو قصاب اور دوسرے دیکھنے والوں کو دبلا نظر آئے گا۔ وہ کہیں گے کہ یہ کھانے کے لائق نہیں اسی لئے ذبح نہیں کرنا چاہیئے ہاں اگر گھاس کھائے گا تو موٹا ہو جائے گا پھر تو لازماً ذبح کریں گے کہ تو کھانے کے لائق ہو گا اسی لئے میرا مشورہ ہے کہ آج شب کو صبر کر آئندہ میں تجھے دو راتوں کا گھاس دوں گا۔ بیل نے منہ پھیر لیا تو اسرائیلی ہنس پڑا۔ عورت نے کہا کیا وجہ ہے کیوں ہنستے ہو۔ کہا کچھ نہیں۔ عورت نے کہا بتانا پڑے گا مرد نے کہا قلم دوات لے آ تاکہ میں وصیت لکھوں کیونکہ میں نے بتاتے ہی مر جانا ہے۔ عورت قلم دوات لائی اور وہ کچھ لکھ رہا تھا تو عورت نے روٹی کا ٹکڑا کتے کو ڈالا تو مرغا دوڑ کر جلدی سے ٹکڑا اٹھا لایا۔ کتے نے کہا تو نے مجھ پر ظلم کیا کہ میرا رزق اٹھا لیا۔ مرغے نے کہا مالک مرنا چاہتا ہے تو تو مردوں کی خیرات کی ہڈیاں پا کر بچ جائے گا لیکن ہم تین دن تک ڈھکے پڑے رہیں گے۔ کوئی بھی ہمارا دروازہ نہ کھولے گا کیونکہ نہ مالک کے ماتم (سوگ) سے فارغ ہوں گے نہ ہمیں ڈھک سے نکالیں گے اگر مالک عورت کو راضی کرنے پر مر جائے گا تو اس پر غضب خدا کا ہو گا کہ وہ ایک عورت کو سیدھا نہیں کر سکا۔ دیکھئے میری نو (مرغیاں) ملو بتاں ہیں۔ میں نے سب کو ایسا سیدھا کر رکھا ہے کہ ان میں کسی ایک کو بھی فرصت نہیں کہ میرے حکم کی خلاف ورزی کرلے۔ اگر میں اس مالک کی جگہ پر ہوتا تو عورت کو ڈنڈے سے سیدھا کرتا یا پھر تائب ہو جاتی اور یقین دلاتی کہ وہ اپنے شوہر کے اسرار سے کوئی سوال نہ کرے گی مرغے کی بات سن کو شوہر نے ڈنڈا اٹھا کر اپنی عورت کے سر ہو گیا خوب لتاڑا یہاں تک کہ توبہ کی کہ آئندہ تیرے راز کے درپے نہیں ہوں گی۔

زنے را کہ جہلت و نا راستی ۔۔۔ بلا بر سر خود نہ زن خواستی

(وہ عورت جو جہل اور الٹی چال رکھتی ہے وہ تیرے لئے بلا ہے کہ تیری منکوحہ ہے)

(حاشیہ [1] اس حکایت سے حضرت علامہ حقی قدس سرہ کا یہی مقصد ہے کہ عورت نانجار ہو تو مرد کو لے ڈوبتی ہے حضرت مولانا روم قدس سرہ نے یہ حکایت ایک اور طریقے سے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ بڑی مدت سے میری یہ تمنا کہ میں جانوروں کی بولیاں سمجھنے لگوں۔ کرم فرمایئے اور مجھے

(جاری)

marfat.com

جانوروں کی بول چال سمجھا دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انسان بن اور جانوروں میں شامل ہونے کی تمنا نہ کر لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہا اور کہتا رہا۔ حضور! میرا یہ شوق ہے پورا کر دیجئے۔

آپ نے پھر فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی ہر بات میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں انسان جو جانوروں کی بولیاں نہیں سمجھتا۔ اس میں کئی فوائد ہیں۔ اس نے کہا کچھ بھی ہو۔ میرا شوق پورا کر دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کی۔ الٰہی! یہ شخص اپنی ضد سے باز نہیں آرہا۔ میں کیا کروں؟ خدا نے فرمایا ہم کسی کی دعا رد نہیں کرتے۔ اس سے کہہ دو کہ اچھا ہم تمہیں جانوروں کے کلام کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں لیکن ان کا انجام اگر اچھا نہ ہوا تو اس کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے جانوروں کی بولیاں سمجھنے کی دعا کی اور وہ جانوروں کا کلام سمجھنے لگا۔ وہ بڑا خوش ہوا اور گھر آیا اس نے ایک کتا اور ایک مرغ پال رکھا تھا۔ ایک اس کی خادمہ بھی تھی۔ کھانے کا وقت آیا۔ تو خادمہ نے دسترخوان بچھایا اور کھانا چنا۔ وہ شخص جب کھانا کھا چکا تو خادمہ نے دسترخوان جھاڑا۔ گوشت کی ایک بوٹی دسترخوان سے گری۔ تو مرغ نے جھٹ اسے اٹھا لیا اور کتا منہ دیکھتا رہ گیا۔ کتے نے مرغ سے شکوہ کیا تو تو دانہ دنکا چن کر پیٹ بھر سکتا ہے بوٹی میری خوراک تھی تو نے اسے بھی کھا لیا۔ اسے تم میرے۔ لئے رہنے دیتے میں بھوکا تھا۔ مگر میری خوراک تم کھا گئے تم پر بڑا افسوس ہے۔

مرغ نے جواب دیا غم نہ کر کل ہمارے مالک کا بیل مر جائے گا۔ جی بھر کر اس کا گوشت کھانا۔ مالک نے یہ بات سنی تو اسی وقت بیل فروخت کر دیا تاکہ یہ مرے تو خریدار کے گھر جا کر مرے۔ اور میں نقصان سے بچ جاؤں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بیل کی قیمت اسے وصول ہو گئی۔ اور بیل دوسرے روز خریدار کے گھر جا کر مر گیا۔ دوسرے روز کتے نے مرغ سے پھر شکوہ کیا کہ بیل تو مالک نے بیچ ہی دیا ہے میں آج پھر بھوکا ہی رہا۔ مرغ نے کہا یہ مالک کی غلطی ہے کہ اس نے اپنی بلا دوسرے پر ڈال دی اور بیل بیچ دیا۔ اب سنو کہ مالک کا گھوڑا کل مر جائے گا۔ تم جی بھر کے اس کا گوشت کھانا۔ مالک نے یہ بات بھی سمجھ لی اور اسی روز گھوڑا بھی بیچ دیا تاکہ اسے گھوڑے کی قیمت مل جائے اور نقصان دوسرے کا ہو۔ چنانچہ گھوڑا بھی دوسرے روز خریدار کے ہاں مر گیا۔ تیسرے روز کتے نے مرغ سے پھر شکوہ کیا۔ اور کہا تم عجب دھوکہ باز ہو کہ مجھے ہر روز جھوٹ بول کر بہلا دیتے ہو اور میں تین روز سے بھوکا مر رہا ہوں۔

(جاری)

marfat.com

مرغ نے کہا میں نے جھوٹ ہرگز نہیں بولا تھا مگر یہ مالک کی غلطی ہے کہ وہ اپنے گھر آنے والی بلا کو دوسروں پر ڈال رہا ہے اس کے ہاں اتلاف جان کی بلا بہر حال نازل ہونی تھی۔ پہلے روز اگر یہ اپنا بیل نہ بیچتا تو بیل مرجاتا اور اس کا گھوڑا بچ جاتا لیکن اس نے بیل بیچ دیا۔ اس لئے بلا یہ پھر دوسرے روز گھوڑے پر نازل ہوئی تھی لیکن اس نے گھوڑا بھی بیچ دیا۔ اس لئے اب مجھ سے یہ بات سن لو اور یقین کرو کہ کل ہمارا یہ مالک مرجائے گا۔ اس کا بچنا محال ہے بیل کو نہ بیچتا تو کل یہ خود نہ مرتا یہ بلا اس کے گھر بہر حال نازل ہونی تھی مگر مالک نے غلطی کی کہ یہ بلا اس نے اپنے لئے مقرر کرلی۔ کل اس نے ضرور مرجانا ہے اس کے مرنے پر غریبوں کے لئے بھی کچھ پکے گا کل جو چاہو گے کھاؤ گے۔ مرغ کی یہ بات سن کر اس آدمی کے ہوش گم ہو گئے۔ بیل اور گھوڑے کو تو وہ بیچ کر نقصان سے بچ گیا۔ لیکن اب اپنے لئے وہ کیا کرتا گھبرایا ہوا اور سہا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور دعا کیجئے۔ میں موت سے بچ جاؤں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اب یہ مشکل ہے تمہارے گھر ایک موت کا وارد ہونا لکھا جا چکا تھا اور یہ موت بیل پر آنی تھی لیکن تم نے بیل کو کھسکا دیا۔ اب تمہارا بچنا محال ہے یہ بات جو تمہیں اب معلوم ہوئی ہے مجھے اس کا علم پہلے ہی تھا۔ اسی واسطے میں تمہیں اپنی ضد سے باز رہنے کے لئے کہتا رہا مگر تم نہ مانے۔ اب مرنے کے لئے تیار رہو۔ چنانچہ دوسرے روز مر گیا۔ اگر وہ اپنے پیغمبر کی بات مان لیتا اور اس مہلک شوق سے باز آجاتا تو یقیناً وہ بچ جاتا مگر پیغمبر کی بات نہ مان کر اس نے اپنا خانہ خراب کرلیا۔

فوائد ۱۔ اللہ تعالیٰ کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے اس کی طرف سے کوئی مصیبت بھی نازل ہو تو اس میں بھی حکمت سمجھئے انسان پر اگر کوئی مصیبت نازل ہو یا اس کے مال پر آفت نازل ہو تو اس مصیبت و آفت مال کو اپنی جان کا فدیہ سمجھئے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے انسان کی جان بچانے کے لئے اس کے مال کا نقصان کر کے اسے بچا لیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً فھو خیر لکم یعنی تم جس بات کو اپنے لئے اچھا نہ سمجھو تمہیں کیا خبر وہ بات تمہارے لئے اچھی ہو۔

۲۔ اللہ کے رسول کسی کام سے روکیں تو رک جانا چاہئے اور اپنی ضد پر اڑے نہ رہنا چاہئے ورنہ اس کا انجام مہلک ہوتا ہے۔

(جلد ۲)

marfat.com

فائدہ من تبعیضیہ سے معلوم ہوا کہ بعض ازواج و اولاد دشمن نہیں۔

حدیث شریف حضور سرور عالم نے فرمایا کہ تمام دنیا متاع ہے بہترین متاع نیک عورت ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم [redacted] نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد انسان کے لئے بہترین سرمایہ نیک عورت ہے جسے حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرے اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے اگر اسے قسم دے تو قسم پوری کرے اگر وہ باہر چلا جائے تو اپنے آپ کو برائی (زنا) سے بچائے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ جب عورت کے ایسے اوصاف ہوں تو یمن و برکت ورنہ شوم و نحوست۔

کرا خانہ آباد و ہم خوابہ دوست — خدا را برحمت نظر سوئے اوست

(جس کا گھر آباد اور عورت خیر خواہ دوست ہے ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے)

تفسیر عالمانہ وان تعفوا اور اگر ان کے گناہ معاف کرو بشرطیکہ وہ گناہ قابل معافی ہوں بایں طور کہ وہ امور دنیا سے متعلق ہوں یا امور دین سے اور وہ توبہ کرنا چاہیں تو تم انہیں معاف کرو۔ وتصفحوا اور درگزر کرو یعنی ان میں ملامت نہ کرو اور نہ ہی انہیں عار دو۔ الصفح بمعنی اعراض و تثریب اہل عرب کہتے ہیں صفحت لمن فلاں میں نے اس سے اعراض کیا اور اسے ملامت کا نشانہ بنایا۔

وتغفروا اور انہیں بخش دے یعنی ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو اور ان کی معذرت قبول کرو۔ فان اللہ غفور رحیم تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے یعنی جیسے کرو گے ویسے تمہارے ساتھ ہو گا اور تم پر فضل و کرم فرمائے گا یہ عبارت وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما

(فائدہ) ۳۔ جو لوگ اپنے نقصان سے بچنے کے لئے دوسروں کا نقصان کر دیتے ہیں وہ اپنا نقصان کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کو جو بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے اور جو واقعہ ہو جانے کے بعد معلوم ہوتا ہے اللہ کے رسول کو اس کا پہلے ہی علم ہوتا ہے۔ اویسی غفرلہ۔

marfat.com

وصاحبھمافی الدنیامعروفا کی طرح ہے۔

شان نزول بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عوف بن مالک الا شجی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ کثیر العیال والاولاد تھے۔ جب کسی جنگ پہ جانے کا ارادہ کرتے تو وہ روتے اور کہتے کہ ہمیں کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہو۔ ان کے رونے سے آپ کا دل نرم پڑ جاتا اور جنگ پہ جانے سے رہ جاتے۔ حطیۂ شاعر نے کہیں سفر پہ جانے کا ارادہ کیا تو اپنی عورت کو کہا۔

عدی السنین نفیبتی وتصبری   وذری الشھود فانھن تصار

(میرے غیب ہونے تک سال گننا اور صبر کرنا۔ مہینوں کی بات چھوڑ کیونکہ وہ تھوڑے ہیں)

اس پر عورت نے جواب دیا۔

واذکر صبابتنا الیک وشوقا   وارحم بناتک فانھن صفار

(ہمارا عشق اور شوق رکھنا اور اپنی بچیوں پر رحم کرنا کیونکہ وہ صغیرسن ہیں)

دیگر شان نزول مروی ہے بعض اہل ایمان نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کی ازواج و اولاد نے روکا اور ہجرت نہ کرنے کے اسباب بہم پہنچائے بعض نے کہا کہ ان کو ہجرت کے وقت ازواج و اولاد نے کہا کہ اپنے شہر اور عزیز و اقارت اور مال و اسباب کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔ یہ سن کر اہل ایمان روکنے والوں پر ناراض ہوئے۔ اور کہا اگر تم بھی دارالہجرۃ یعنی مدینہ طیبہ آئے تب بھی ہم تمہارے ساتھ کوئی احسان و مروت نہ کریں گے جب یہ روکنے والے ہجرت کر گئے تو انھوں نے ان کے ساتھ احسان و مروت نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہی حکم فرمایا کہ انہیں معاف کر کے ان کے ساتھ احسان و مروت کریں۔

فائدہ امام قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ان کی خاطر مدارات کر کے انہیں معاف کرو اور حوصلہ کر کے ان کے جرائم و مآثم سے درگزر کرو اور رحمت و شفقت سے ان کی غلطیاں بخش دو تو کوئی گناہ نہیں اور نہ اس میں کوئی حرج ہے گناہ اس وقت ہے جب وہ تمہارے نیکی کرنے سے آڑے آجاتے اور تم ان کا کہامان جاتے یا تم ان سے اتنی

marfat.com

محبت کرتے اور تعلق جوڑتے کہ تم سے نیکی ترک ہو جاتی۔ عدالت کی رو رعایت کرتے ہوئے اور فضیلت دیتے ہوئے ان کے ساتھ معاشرہ اچھا کرو اور خوش خلقی کرو تو مستحسن ہے بلکہ صفت الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ کا اہم پر حکم نبوی ہے۔

عورت کے فضائل تعفوا و تصفحوا میں اشارہ ہے کہ امر بالحذر کا یہ مطلب نہیں کہ ازواج و اولاد کو بالکل ترک اور ان کے معاشرہ اور مصاحبت سے اعراض کیا جائے اس لئے کہ عورت کو منجانب اللہ بلند تر مقام حاصل ہے اور یہ جنت کی اعلیٰ نعمتوں سے ہے بلکہ عالم دنیا کا نظام اسی سے قائم ہے اگر عورتیں نہ ہوتیں تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء و علماء و صلحاء نہ ہوتے جن کی وجہ سے مخلوق پیدا ہوئی۔

۲۔ عورتوں کی تخلیق پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کا اظہار فرمایا۔ کما قال اللہ تعالیٰ خلق لکم من انفسکم ازواج یہ ایسے ہے جیسے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اتقوا الدنیا والنساء دنیا اور عورتوں سے ڈرو۔

فائدہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ضرر رساں باتوں سے بچو اس کا یہ معنی نہیں انہیں بالکل ترک کردو کیونکہ انسان جب تک زندہ ہے اس سے کس طرح کنارہ کش ہو سکتا ہے بلکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ اس سے ایسا تعلق اور محبت نہ ہو کہ محبت الٰہی سے غافل کردے ایسے ہی عورتوں کا حال ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں کی محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا مرنے کے بعد ہر انسان کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے۔

۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ ۳۔ اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرتے رہیں جیسا کہ اس کی تفصیل ہم نے سورہ نجم میں بیان کی ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اولاد صالحہ پر برانگیختہ فرمایا ہے اور اسے دنیا میں شمار نہیں فرمایا بلکہ اسے باقی رہنے والی خیرو بھلائی میں گنا ہے بلکہ اسے عمر ثانی کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔

marfat.com

اموال واولاد اور ان کی مصالح کی تدبیر میں طاعت الہی کو ترجیح دیتا یعنی تارک الدنیا ہے بلکہ اس کا دشمن ہے کہ ہروقت اپنے عیوب گنتا رہتا ہے۔ اور اسے آخرت کے امور میں رغبت ہے کہ ہروقت اس کی نعمتوں کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

حدیث شریف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے لئے لائق نہیں کہ کہوائے اللہ مجھے فتنہ سے بچا کیونکہ تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جسے اموال و اولاد کے فتنے سے تعلق نہ ہو ہاں یوں کہے کہ اے اللہ میں فتنہ (آزمائش) کے مشکلات سے پناہ مانگتا ہوں۔

حکایت منقول ہے کہ حضرت محمد بن المنکدر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک رات میں نے کعبہ معظمہ کا طواف کرتے ہوئے کہا اے اللہ مجھے فتنہ سے بچا اور میں نے اللہ تعالیٰ کو قسمیں دے کر یہ دعا عرض کی اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے ایسا نہ ہوگا میں نے کہا وہ کیسے فرمایا اس لئے کہ فتنہ سے بچنے کا یہ معنی ہے کہ پہلے بندہ گناہ کرے پھر اسے بخشا جائے (اور تیرے سے گناہ کا صدور ناممکن) کیونکہ آپ ولی اللہ ہیں اور ولی اللہ سے گنہ کا صدور ناممکن ہوتا ہے) یہ اسرار پوشیدہ اور مخفی حکمتوں سے ہے۔

حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل مشکوۃ المصابیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ وعظ فرما رہے تھے۔ کہ اچانک حسن و حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے ان دونوں پر سرخ رنگ کے دو قمیض تھے چلتے وقت دائیں بائیں گرے (بچپن کی وجہ سے) چلے آرہے تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے منبر سے اتر کر دونوں کو اٹھا کر ہاتھوں میں لے کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا بیشک تمہاری اولاد و اموال آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ گرتے اٹھتے چلے آرہے ہیں تو مجھ سے رہا نہ گیا میں نے خطبہ چھوڑ کر انہیں اٹھالیا اس کے بعد آپ نے خطبہ مکمل فرمایا۔

فائدہ ابن عطیہ نے فرمایا کہ بزرگوں کی آزمائش یوں ہوتی ہے لیکن جہال فساق کا فتنہ برا ہوتا ہے۔ جو فسق و فجور کا موجب بنتا ہے۔ منقول ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کو سب سے پہلے اہل و عیال گھیر لیں گے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے یا اللہ پہلے اس سے ہمارے حقوق دلوائیے اس نے ہمیں خیر و بھلائی نہ بتائی۔ جس سے ہم بے خبر تھے

marfat.com

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ نفوس امارہ و لوامہ اور ان کی اولاد یعنی ان کی صفات و اخلاق شہوانیہ انسان کے دشمن ہیں کہ اسے مدینہ قلب کی طرف ہجرت کرنے سے روکتے ہیں ان کی متابعت و مخالفت سے بالکلیہ انقطاع لازم ہے۔ اور جمیع حالات میں ان پر کنٹرول کیا جائے اور ان کے وہ ہفوات جو بعض اوقات ان سے سرزد ہوتے ہیں ان سے درگزر کیا جائے کیونکہ یہ تمہارے لئے بمنزلہ سواری کے ہیں اور زجر و توبیخ کے بعد ان سے چشم پوشی کی جائے اور انہیں بخش دو۔ بایں طور کہ اپنے نور ایمان اور اپنے قلوب کی معرفت کے شعاع سے ان کے ظلمات کو چھپاؤ۔ کیونکہ تمہارا اللہ تعالیٰ تمہارا ساتر ہے۔ کہ وہ اپنے لطف سے تمہارے عیب چھپاتا ہے۔ اور تمہارے اوپر رحم و کرم کر کے تم پر رحمت فرماتا ہے ہم سب کو اہل تقویٰ و اہل مغفرت سے بنائے اور انواع رحمت سے ہمیں ڈھانپے۔

تفسیر عالمانہ انما اموالکم واولادکم بیشک تمہارے اموال و اولاد (فتنہ) تمہارے لئے بلاؤ محنت ہیں کہ تمہیں گناہ و عقوبت میں ڈالتے ہیں جس کا تمہیں وہم و گمان نہیں ہوتا۔

فائدہ جناب کاشفی نے لکھا کہ اموال و اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں تاکہ ظاہر ہو کہ تم میں سکون ہے حق کو ان پر ترجیح دیتا ہے اور کون ہے جو مال و اولاد میں دل لگا کر محبت الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔

فائدہ انما حصر کا لایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ جمیع اولاد و اموال آزمائش ہے کیونکہ اموال و اولاد کا کوئی معاملہ ایسا نہیں جو آزمائش پر جتلانہ ہو اور لازماً ان میں قلب مشتغل ہوتی ہے۔

نکتہ اولاد پر اموال کی تقدیم ادنیٰ سے اعلیٰ کی ترقی ہے کیونکہ اولاد بہ نسبت اموال کے قلوب سے زیادہ ملصق (چمٹی ہوئی) ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے آباء کے اجزاء ہیں بخلاف اموال کے کہ وہ انسان کے توابع سے ہیں اسی لئے فناء الاموال کو توحید الافعال سے فناء النفس کو توحید الذات سے تعلق ہے۔

واللہ عندہ اجر عظیم اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے اس کے لئے جو محبت الٰہی سے سرشار ہو اور

marfat.com

اور یہ الٹا ہمیں حرام کھلاتا تھا جس کا ہمیں علم نہیں تھا ان کے اہل وعیال کا اس سے حق لیا جائے گا اور اس کی جملہ نیکیاں اس کے اہل وعیال کو دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کے پاس ایک نیکی بھی نہ بچے گی۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اعلان ہو گا کہ یہ وہ ہے جس کی تمام نیکیاں اس کے اہل وعیال کھا گئے ہیں۔

اعجوبہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اہل وعیال انسان کی نیکیوں کی دیمک ہے وہ ایک کیڑا ہے جو عموماً طعام اور کپڑے میں داخل ہو کر اسے نقصان پہنچاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد سے بالکلیہ کنارہ کشی کی کیونکہ یہ دونوں ذکر الٰہی سے غافل کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں اپنے صاحب کے لئے نحوست ہیں اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ جو میرے ساتھ محبت کرتا اور میری دعوت قبول کرتا ہے تو اسے مال و اولاد میں کمی فرما اور جو میرے ساتھ بغض رکھتا اور میری دعوت قبول نہیں کرتا تو اس کا مال و اولاد بڑھا۔

فائدہ یہ اکثریت کے اعتبار سے ہے۔

فائدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کے مال و اولاد میں زیادتی فرما اور جو کچھ تو اسے عطا فرمائے اس میں برکت دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی وجہ سے آیت کے حکم مستثنیٰ ہیں۔

فاتقوا اللہ ما استطعتم تو تقویٰ میں اپنی جدوطاقت کر صرف کرو۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ جب تمہیں معلوم ہو گیا اور جب تم اس سے نصیحت حاصل کرو پس ان امور سے ڈرو جو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا موجب بنیں یعنی اموال و اولاد کے متعلق امور کی تدبیر میں مصروف نہ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرو اور یہ آیت **اتقوا اللہ حق تقاتہ** کا ناسخ ہے۔

شان نزول صحابہ کرام پر گراں گزرا کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کریں کہ ان کے قدم سوج جائیں اور ان کے

marfat.com

ماتھے سجدوں سے زخمی ہو جائیں ان کی سہولت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت محکمہ ہے اس کا کوئی ناسخ نہیں۔ ان کے نزدیک ان دونوں آیتوں کی تطبیق یوں ہو گی۔ ان دونوں آیتوں کو ملا کر یوں معنی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی استطاعت کے مطابق ڈرو چونکہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو تکلیف لایطاق کا مکلف نہیں مانتا اور حقیقی تقویٰ بھی یہی ہے جس کے متعلق کہا جا سکے کہ انسان اپنی مقدور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ (کیونکہ مافوق الاستطاعت تکلیف مالایطاق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ کسی کو تکلیف مالایطاق میں مبتلا کرے)

فائدہ حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے ثواب کا طالب ہے اور جو ثواب سے نہیں۔ بلکہ اس کی ذات کا خواہاں ہے اس کے لئے فاتقوا اللہ حق تقاتہ کا خطاب موزوں ہے اس میں آپ نے تقویٰ کے متعلق ابرار و مقربین کے درمیان فرق کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ فاتقوا اللہ ما استطعتم میں ابرار کے تقویٰ کا اور فاتقوا اللہ حق تقاتہ میں مقربین کے تقویٰ کا بیان ہے کیونکہ مقربین کا تقویٰ یہ ہے کہ وہ وجود مجازی سے بالکل خارج ہو جائیں اور یہی تقویٰ کا حق ہے۔

تفسیر صوفیانہ حضرت قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مواضع بلیات میں حسب استطاعت اپنے مراتب و مقامات کے مطابق مخالفات و آفات سے ڈرو۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا متقی وہ ہے جس کا رزق اس کی کمائی سے نہ ہو بلکہ رب رحمٰن کے توکل پر رہے۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ ایک آیت میں کسی واجب کا حکم ہوتا ہے تو دوسری میں اس واجب کے حق کا حکم ہوتا ہے۔ واجب کا حکم حق واجب کے حکم کا ناسخ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بندے کا حق امر واجب سے ختم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اسے عفو کا مستحق بنایا جا سکے۔ اگر بندے سے اپنے واجب حق پر گرفت کرے تو وہاں ہزار سالہ طاعت و معصیت ایک رنگ میں ہوں گی۔

بے نیازی بین واستغنا نگر　　　خواہ مطرباش و خواہ نوحہ گر

marfat.com

(اس کی بے نیازی و بے پرواہی کو دیکھئے اس کی جناب میں خوشی کرنے والا اور گریہ کرنے والا برابر ہیں)

تمام انبیاء اولیاء میں کسے طاقت ہے کہ اس کا حق ادا کریں اس کا امر تو متناہی ہو سکتا ہے لیکن اس کا حق ادا کریں اس کا حق غیر متناہی ہے کیونکہ امر کا تعلق تکلیف و مکلف کرنا) پر ہے اور تکلیف دنیوی شے ہے اور دنیا فانی ہے اور حق کی بقاء ذات سے ہے اور اس کی ذات غیر متناہی ہے نتیجہ نکلا کہ اس کا حق غیر متناہی ہے اسی لئے واجب امر تو ختم ہو سکتا ہے لیکن واجب حق ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی تو امر بھی باقی نہ رہے گا۔ آج تو ہر ایک اس خیال میں ہے کہ وہ امر الٰہی بجالا رہے ہیں۔ مثلاً انبیاء و رسل نبوت و رسالت کے امور میں اور طاعت و عبادت میں اور موحدین و مجتہدین اور اہل و ایمان و اخلاص توحید میں مشغول ہیں لیکن کل قیامت میں جب اللہ تعالیٰ اپنے تجلیات کو مکشوف فرمائے گا۔ تو ہر ایک اپنے علم کو سمیٹا ہوا پائے گا انبیاء علیہم السلام باوجود یہ کہ علمی لحاظ سے اعلیٰ مراتب پر ہیں لیکن اس وقت کہیں گے۔ ماعبدناک حق عبادتک اور عارفین و موحدین کہیں گے۔ عرفناک حق معرفتک

تفسیر عالمانہ واسمعوا اور وعظ سنو۔ واطیعوا اور اوامر الٰہی بجالاؤ۔ وانفقوا ور جن امور میں جس طرح کہ خرچ کرنے کا حکم ہے اسی طرح خرچ کرو یعنی صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھ کر خرچ کرو۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں انفاق سے ادائیگی زکوٰۃ مراد ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں عموم ہے تو ہر طرح کا خرچ مراد ہے اور یہ بھی طاعت میں مندرج ہے۔

نکتہ اگرچہ انفاق طاعت میں شامل تھا چونکہ انسان کو اس کی اشد ضرورت ہوتی ہے اسی لئے اسے علیحدہ ذکر کرنا اس کی اہمیت کا اظہار ہے اسی لئے مال کو روح کا عینی بھائی کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے آیت میں اولاد سے اموال کا ذکر پہلے ہے۔ اور مال کی نفس کی محبوب شے ہے۔ اسی لئے حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مال کی محبت بسا اوقات خاتمہ خراب کا سبب بن جاتی ہے کیونکہ جس دل میں مال کی محبت گھر کر جائے گی تو لازماً اس میں حب الٰہی اٹھ جائے گی اور یہی بغض الٰہی کا سبب ہے (نعوذ باللہ) مثال کے طور جسے دنیا کی محبت اتنا غالب ہو کہ اپنی اولاد کا پیار بھی بھول جاتا

marfat.com

ہے تو پھر اولاد اگر اس کی دنیا میں دخیل ہوتی ہے تو اولاد سے بغض کرنے لگ جاتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات دینوی محبت کی اولاد کو مار ڈالتا ہے۔

خیر الانفسکم کان مقدر کی خبر جو امر مذکورہ کا جواب ہے دراصل یکن خیر الکم تھا یا فعل محذوف کا مفعول ہے دراصل انتو او افعلو اخیر الکم یعنی اپنے لئے بھلائی کرو اور ان امور کا ارادہ کرو جو تمہارے لئے نافع تر ہوں امور مذکورہ پر عمل کرنے کے لئے برانگیختہ کرنے کی تاکید ہے اور بتایا گیا ہے کہ امور مذکور اموال و اولاد سے جو ان کی شہوات و زخارف دنیا کے انہماک سے بہتر ہیں۔

ومن یوق شح نفسه اور جسے بخل نفس سے بچائے کیونکہ یہ رذیل اور نفس میں گھس جانیوالی فطرت ہے اس کا تفصیلی بیان سورۃ حشر میں گزر چکا ہے یعنی جو نفس کے بخل سے بچتا ہے اور حقوق حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا بلکہ راہ حق میں سب کچھ لٹاتا ہے اور یہ فعل مجہول اور مجزوم "من" شرطیہ کی وجہ سے وقایت سے مشتق اور متعدی بدو مفعول ہے اور شح دوسرا مفعول منصوب ہے اس کا مفعول ضمیر ہے جو فاعل کا قائم مقام ہے۔

فاولئکھم المفلحون تو وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہیں۔

فائدہ اصمعی کی حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی ایک قوم کے ہاں آیا اور کہا حق سے ایک اور امر افضل ہے انہوں نے کہا وہ کونسا کہ کسی پر احسان و مروت کرنا اور کسی امر سے اپنے حق سے چشم پوشی کرنا (کذا فی المقاصد الحسنہ)

حدیث و روایت حضور سرور عالم ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص کعبہ کے غلاف کے ساتھ لگ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہا تھا کہ اس کعبہ کی عظمت کے صدقہ مجھے بخش دے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا تیرا کون سا گناہ ہے بیان کیجئے۔ عرض کی اتنا بڑا گناہ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کیا وہ ساتوں زمینوں سے بھی بڑا ہے عرض کی ان سے بھی بڑا ہے آپ نے فرمایا کیا وہ پہاڑوں سے بھی بڑا ہے عرض کی ہاں وہ ان سے بھی بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا وہ ساتوں آسمانوں سے بھی بڑا ہے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ عرش الٰہی سے بھی۔ عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ اللہ تعالیٰ سے بھی عرض کی۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا تو بیان کیجئے عرض کی یا رسول اللہ میں

marfat.com

صاحب جائداد ہوں میرے ہاں جب سائل حاضر ہوتا تو مجھے محسوس ہوتا کہ آگ کا شعلہ لا رہا ہے یعنی سائل کے سوال سے گویا مجھے آگ لگ جاتی۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا دور ہو جا مجھے اپنی آگ سے مت جلا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے ہدایت و کرامت دے کر بھیجا اگر تو رکن یمانی و مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر دعا مانگے اور دو ہزار سال روتا رہے یہاں تک کہ تیرے آنسو سے نہریں جاری ہو جائیں اور انہی سے تمام درختوں کو پانی سے بھر دیا جائے اور تو اس حالت میں مرجائے اور تیری عادت تیرے اندر موجود رہی تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں دھکیلے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ بخل (موجب) کفر ہے اور کافر جہنم میں جائیں گے اور تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون

فرماندگاں را وروں شاد کن — زروز فروماندگی یاد کن

نہ خواہندہ بر در دیگراں — بشکرانہ خواہندہ از درمراں

(عاجزوں کا دل خوش کیجئے اپنی عاجزی کے دن یاد کیجئے۔ تو سائل بن کر دوسروں کے دروازے سے سوال نہیں کر رہا اسی لئے شکرانہ کے طور سوالی کو اپنے دروازے سے محروم نہ کیجئے)

فائدہ آیت میں اشارہ ہے کہ علم سے دوسرے کو نفع دینا اور کسی کی مالی مدد کرنا درحقیقت اپنے لئے فائدہ ہے کیونکہ لوگ سب کے سب ایک جسم کی طرح ہیں ویسے احدیت میں غیریت کی نفی ہے اسی لئے جو وجود مجازی کو خرچ کرتا ہے وہ وجود حقیقی کے حصول میں کامیاب ہو جائے گا۔

تفسیر عالمانہ ان تقرضوا اللہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مال کو ان مصارف میں صرف کرو جن کے لئے خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

فائدہ راہ خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر کرنے میں دعوت حق میں شفقت و لطف کا اظہار ہے۔

فائدہ کشاف میں لکھا ہے کہ صاحب لباب نے فرمایا کہ القرض بمعنی القطع اسی سے مقراض مشتق ہے اسی لئے

marfat.com

کہ اس کے ساتھ کپڑا وغیرہ کاٹا جاتا ہے اور المقرض القوم بھی اس وقت بولتے ہیں جب وہ قوم تباہ و برباد ہو جائے یہاں تک کہ ان کے نشانات بھی ختم ہو جائیں۔ بعض نے کہا کہ القرض کو اس لئے قرض کہا جاتا ہے کہ وہ مال کا ایک حصہ کاٹ کر دوسرے کو دیا جاتا ہے۔ اشتقاق کا اصل مقصد یہی ہے اس میں اختلاف ہے کہ قرض کو لغوی معنی سے کیا مناسبت ہے بعض نے فرمایا قرض اس شے کا نام ہے کہ جس سے جزاء کا ترتب ہوتا ہے۔ بعض نے کہا قرض وہ شے ہے جسے دے کر واپس لینے کا ارادہ ہو۔ پھر بعض نے کہا کہ یہاں پر قرض کا حقیقی معنی مراد ہے بعض نے کہا کہ دوسرے معنی میں مجاز مراد ہے کیونکہ جب قرض وصول کیا جائے گا تو " پہلے مال کا مثل ہو گا۔ نہ اصل کشاف میں سورہ بقر میں اسی معنی کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرض کا بھی یہی معنی ہے کیونکہ عمل پر اجر عطا فرمائے گا اور اجر عمل کا مثل ہے اسی معنی پر یہ استعارہ تصریحیہ تبعیہ ہے۔

قرضا حسنا اس میں اصل مقصد کی تصریح ہے یعنی " قرض اخلاص سے مقترن ہو اور بطیب خاطر دیا جائے۔

صوفیانہ معنی حضرت سہل (تستری) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ قرض حسن سے مراد یہ ہے کہ اعمال کی جزاء میں تمہارے قلوب کو مشاہدہ حق سے نوازا جائے گا جیسا کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرو گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔

فائدہ قرضا اگر بمعنی اقراض ہے تو اس کا منصوب ہونا مفعول مطلق کے طور پر ہو گا۔ اگر اس سے وہ مال مراد ہو۔ جو قرض میں دیا جائے اس معنی پر قرضا تقرضوا کا مفعول ثانی ہو گا۔ کیونکہ اقراض متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔ انفاق کو اقراض سے تعبیر کرنا حالانکہ اللہ تعالیٰ مطلقاً غنی ذات ہے اسے قرض کی کیا ضرورت ہے اس میں اشارہ ہے کہ وہ ذات تمہارے صدقات و خیرات احسن طریق سے قبول کرتا ہے اور تمہارے سے خوش اور راضی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ یہ تمہاری خیرات و صدقات ضائع نہ ہوں گے اور واضح فرمایا گیا ہے کہ خرچ کرنے والا برکات و کرامات کا مستحق ہے۔

marfat.com

یضاعفہ لکم مضاعفہ سے ہے بمعنی تضعیف یعنی تکثیر یہ مفاعلہ اپنے معنی میں نہیں کیونکہ وہ اشتراک کے لئے آتا ہے اب معنی یہ ہوا کہ تمہارا اجر کئی گنا بڑھائے گا کہ ایک کے بدلے دس نیکیاں بلکہ سو سات لکھے گا یا اس سے بھی زائد کیونکہ جیسے حالات و مقامات اور نیات ہوں گی۔ ایسے ہی نیکیاں بڑھیں گی۔

ویغفرلکم وہ جو تمہارے سے کوتاہیاں ہوئیں انہیں سے بعض صدقات کی برکت سے بخشے گا واللہ شکور اور اللہ شکور ہے کہ وہ تھوڑی اطاعت پر کئی گناہ زائد ثواب عطا فرماتا ہے یا بندے کو شکر پر جزا دے گا شکر بمعنی نعمت پر علی سبیل الخضوع اپنی کمی کا اعتراف کرنا اس معنی پر شکر کی جزاء کو بھی شکر کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ شکور بایں معنی ہے کہ وہ اپنے بندے کے افعال حسن پر اور بہتر اطاعت پر اس کی بہت زیادہ تعریف کرتا ہے اسی لئے شکر بمعنی محسن کے احسان کو یاد کر کے اس کی تعریف کرنا۔ یہی معنی امام قشیری کا پسندیدہ ہے۔ الشکور الشاکر کا مبالغہ ہے شاکر وہ ہے جس کا شکر لازم ہو۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ الشاکرین کون ہے فرمایا وہ جو باوجود یہ کہ ہر گناہ سے پاک ہے لیکن اپنے آپ کو سب سے بڑا گنہگار سمجھے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل میں جدوجہد کرے لیکن اس کے باوجود خیال کرے کہ اس نے عبادت و طاعت میں بڑی کوتاہی کی دنیا کی بہت سی تھوڑی شے پر راضی ہو لیکن کہے کہ میں دنیا کا بڑا طالب ہوں اور ہر لحظہ ذکر الٰہی میں شاغل رہے لیکن بتاتا ہے کہ بہت کوتاہی کرتا ہے۔ ہر نیک عمل میں بازی لے جاتا ہے لیکن سمجھتا ہے کہ اس کے پاس نیکی کی کمی ہے ایسے لوگوں کو اشکر الشاکرین کہا جاتا ہے۔ اور عارف باللہ کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ہر وقت شکر میں وقت بسر کرے اور اللہ تعالیٰ کو ہی شکر قبول کرنے والا سمجھتا ہے اور شکرگزاری میں پل بھر سستی نہیں کرتا اور حمد الٰہی پر مواظبت رکھے اس میں کوتاہی کا تصور تک نہ ہو۔

شکر کے اقسام شکر کئی قسم پر ہے۔

۱۔ شکر بالبدل وہ یہ کہ اپنے اعضاء کو طاعت الٰہی کے سوا کسی اور کام میں نہ لائے۔

۲۔ شکر بالقلب وہ یہ کہ اپنے دل کو سوائے ذکر و معرفت الٰہی کے کسی دوسرے شغل میں متوجہ نہ ہونے دے۔

۳۔ شکر باللسان وہ یہ کہ زبان کو اللہ تعالیٰ کے ثناء و مدح میں ہی مشغول رکھے۔

۴۔ شکر بالمال وہ یہ کہ مال کو سوائے رضا و محبت الٰہی کے کسی شے پر خرچ نہ کرے۔

marfat.com

نفس می نیارم زد از شکر دوست — کہ شکرے ندانم کہ در خوردِ اوست

عطائیست ہر موئے از و بر تنم — چگونہ بہر موئے شکرے کنم

(شکر دوست کے سوا میرے ایک سانس نہیں جاتا کیونکہ میں شکر صرف اسی کے لائق سمجھتا ہوں۔ ؎ میرے جسم پر ہر بال اس کی عطا ہے پھر تو مجھے ہر بال کے لئے علیحدہ علیحدہ شکر کرنا چاہئے)

فائدہ شکر کی ادائیگی کا صرف طریقہ یہ ہے کہ اس کی طاعت میں زندگی بسر کرے کسی گناہ کا ارتکاب اپنے سے صادر نہ ہونے دے۔

وسعت رزق کا وظیفہ اسم مذکور کو وسعت رزق اور عافیت بدنیہ کو خصوصی دخل ہے ہر بیماری کے لئے اسے لکھ کر پلایا جائے تو بحکم خدا شفا نصیب ہو گی ایسے ہی ضیق النفس اور ثقل بدن اور تھکان کے لئے لکھ کر پلائیں۔ اگر لکھ کر آنکھ پر پھیرا جائے تو ضعف و کمزوری نہیں رہے گی۔ اسے اکتالیس دفعہ کیا جائے۔

حلیم وہ حلیم ہے کہ کسی کے کثرت ذنوب مثلاً بخل و امساک وغیرہ پر سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا اور اتنی مہلت دیتا ہے کہ جاہل بے وقوف یہ سمجھتا ہے کہ اسے خبر ہی نہیں (معاذ اللہ) اور گناہوں کو ڈھانپتا ہے یہاں تک کہ غافل خیال کرتا ہے کہ وہ دیکھتا ہی نہیں۔ (معاذ اللہ)

فائدہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حلیم وہ ہے جو گنہگاروں کے گناہ اور اپنے اوامر کے خلاف دیکھ کر غصہ نہ کرے اور نہ ہی اس کے انتقام میں عجلت کرے باوجود یہ کہ اسے انتقام پر بہت بڑی قدرت حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ اگر اللہ لوگوں کو ان سے گناہوں کی وجہ سے ان کی گرفت کرے تو زمین پر کسی بھی چلنے والے کو نہ چھوڑے۔

حکایت مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کے ملکوت دکھائے تو ابراھیم علیہ السلام نے ایک مجرم کو گناہ کرتے دیکھا اور کہا یا الہ العالمین اسے تباہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مجرم کو تباہ کر دیا پھر دوسرے کو جرم میں مبتلا دیکھ کر بددعا کی وہ بھی تباہ ہو گیا۔ ایسے ہی تیسرے کو پھر چوتھے کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی

marfat.com

کہ اے پیارے ابراہیم علیہ السلام اگر ایسے ہی ہم تمہارے کہنے پر ہر مجرم کو ہلاک کرنے پر آئیں تو دنیا میں کوئی بھی باقی نہ رہے میں تو ان کے گناہ دیکھ کر چھپاتا اور انہیں مہلت دیتا ہوں تاکہ توبہ کریں اگر اس پر بھی گناہوں پر اصرار کرتے ہیں تو پھر ان کو عذاب میں مبتلا کرتا ہوں۔

فائدہ بعض مشائخ نے کہا حوصلہ آفات کی آڑ ہے۔ بعض نے کہا علم اخلاق کے لئے بمنزلہ نمک کے ہے۔

حکایت کسی نے امام شعبی کو گالی دی آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے بخشے اگر تو سچا ہے تو مجھے بخشے۔

فائدہ احنف صفت حلم میں ضرب المثل تھے۔ لیکن وہ خود کہتے کہ میں صبور تو ہوں۔ لیکن حلیم نہیں ہوں حلیم صبور میں فرق یہ ہے کہ صبور جرم کے انتقام سے بے خوف نہیں ہوتا اور حلیم کو امن و اطمینان ہوتا ہے (کذافی الفاتح) اسم حلیم کی صفت سے متخلق ہونے کا یہ معنی ہے کہ لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کیا جائے اور ان کے جرم سے چشم پوشی کی جائے بلکہ ہر ممکن ان کے ساتھ احسان و مروت کیا جائے۔

وظیفہ یا حلیم اربعین ادریسیہ میں ہے کہ یا حلیم والاناۃ الخ اے وہ حوصلہ والی ذات کہ مخلوق میں اس کا کوئی بالمقابل نہیں۔ سہروردی نے فرمایا کہ جو اس کا ورد رکھتا ہے اس پر کوئی شے غلبہ نہیں پاسکتی یہاں تک کہ درندے اس سے ڈر کھائیں گے اور وہ عوام میں مقبول ہو گا اور اس کا لوگوں پر رعب چھا جائے گا۔

فائدہ الاناۃ بمعنی تثبت و وقار

تفسیر عالمانہ عالم الغیب والشھادۃ یہ دوسری خبر ہے یعنی وہ غیب جانتا ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں۔

فائدہ کاشفی نے لکھا کہ وہ تمہارے ان صدقات کو جانتا ہے کہ تم ظاہر کر کے دیتے ہو اور وہ جو تم چھپ کر خالی از ریاء و نمود خیرات کرتے ہو سب کو جانتا ہے اس پر تحقیق سورہ حشر کے آخر میں لکھی جا چکی ہے۔

نکتہ غیب کو شہادت پر مقدم کرنے میں اشارہ ہے کہ غیب کا جہان اعم اور اس کا علم اتم ہے۔ العزیز

marfat.com

الحکیم قدرت و حکمت کا مالک ہے کاشفی نے لکھا کہ وہ غالب ہے جس کا صدقہ خیرات مبنی بر خلوص نہ ہو تو اس سے انتقام لے سکتا ہے اور جو اخلاص سے صدقہ و خیرات کرتا ہے تو اُسے کرامات و افضلات سے نوازتا ہے۔ اس کا حکم ازل سے ہے ظاہری صورتوں کا کوئی اعتبار نہیں یہی وجہ ہے کہ بلعم باعور مارا گیا۔ اور اصحاب کہف کا کتا قبول ہو گیا۔

اصحاب کہف کا کتا اور اس کی کہانی منقول ہے کہ جب اصحاب کہف نے بھگایا تو وہ نہ بھاگا بلکہ بول پڑا کہ اگر تمہاری کوئی مراد ہے تو میں بھی اس کا ارادہ رکھتا ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا میں بھی اس کا پیدا کردہ ہوں اسی وجہ سے اصحاب کہف کو ساتھ لے جانا پڑا۔ لیکن یہ شرط لگائی کہ اگر میرے پیچھے ہمارے دشمن آئے تو اس کے پاؤں کے نشان ہماری چغلی کھائیں گے اسی لئے اس کا حیلہ یہ ہے کہ ہم اسے باری باری اٹھا کے لے جائیں چنانچہ اسے اللہ والے سر پر اٹھا کر لے چلے۔ یہ کتے کی خوش بختی کی دلیل ہے جسے ازل سے نصیب ہوئی جس کے راز سے عام بندے بے خبر ہیں ایسے ہی ابلیس کو دیکھئے کہ ملائکہ میں کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ مگر حکم ازلی نے انہیں شقی لکھا لیکن اس کی شقاوت دوسروں سے مخفی نہیں جب حکم ازلی ظاہر ہوا تو اپنے پرائے سب نے اسے لعنتی کہا۔

کلید قدر نیست در دست کس ۔۔۔ توانائے مطلق خدا ئیست و بس

ز زنبور کرد ایں حلاوت پدید ۔۔۔ ہماں کس کہ در مار زہر آفرید

خدایا بغفلت شکستیم عہد ۔۔۔ چہ زور آورد با قضا دست

چہ بر تر آزدست تدبیر ما ۔۔۔ ہمیں نکتہ بس عذر تقصیر ما

ہمہ ہرچہ کردم تو بر ہم زدی ۔۔۔ چہ قوت کند با خدائے خودی

نہ من سر ز حکمت بدر می روم ۔۔۔ کہ حکمت چنیں می رود بر سرم

ترجمہ ۱۔ تقدیر کی چابی تیرے ہاتھ میں ہیں۔ مطلق قادر وہی خدا ہے اور بس۔ ۲۔ بھڑ سے یہ مٹھاس ظاہر کیا۔ اسی ذات نے سانپ میں زہر پیدا فرمائی۔ ۳۔ اے اللہ غفلت سے ہم نے عہد توڑا۔ ہماری جدوجہد سے تیری قضاء قدر کا ہمارا مقابلہ کیسا۔ ۴۔ ہماری تدبیر کیا کر سکتی ہے یہی نکتہ ہمارے عذر تقصیر کافی ہے۔ ۵۔ جو کچھ ہم نے کیا

marfat.com

وہ تو نے درہم برہم کیا۔ ہماری خود تیرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ۶۔ نہ میں تیرے حکم سے باہر ہوں وہ حکم جو میرے لئے مقدر ہوا۔

نقش مستوری و مستی نہ بدست من وتست   آنچہ سلطان ازل گفت بکن آن کردم

(مستوری و مستی کا نقش نہ میرے ہاتھ میں ہے نہ تمہارے جو کچھ سلطان ازل نے فرمایا کہ یہ کرو میں نے وہی کیا۔ اور فرمایا۔

دریں چمن نکنم سرزنش بخودروی   چناں کہ پرورشم می دہند می رویم

(اس چمن میں اپنی غلطی پر ملامت نہیں کرتا جیسے مجھے تربیت کی گئی ہم اسی طرح عمل کرتے ہیں)

حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر سر کے شبابیک۔ سورہ تغابن کی پانچ آیات لکھی جاتی ہیں۔

فائدہ الشبابیک بالضم چمگادڑ کی طرح ایک پرندہ ہے شابکہ بمعنی المشبک بمعنی ایک شے کا دوسری شے میں داخل ہونا۔

فضیلت سورۃ تغابن حدیث شریف میں ہے کہ جو سورہ تغابن پڑھا کرتا ہے وہ اچانک موت سے محفوظ ہو گا۔ الفجاۃ بالمد و ختم الفاء وبالقصر مع فتح الفاء بمعنی البغتہ وہ موت جو مرض اور سبب کے بغیر واقع ہو۔

تفسیر سورۃ تغابن اللہ تعالیٰ کی توفیق اور کرم نوازی ہے ۹ ربیع الاخر ۱۱۲۹ھ ہجری کو ختم ہوئی۔

(حسن اتفاق)

فقیر اویسی غفرلہ کی خوش بختی کہ ۹ ربیع الاخر ۱۴۰۰ھ ہجری بروز منگل ۱۱ بجے ترجمہ تفسیر سورۃ تغابن ختم ہوا۔ (فللہ الحمد علی ذالک)

marfat.com

سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ آیَاتُہَا ۱۲ ۔ رُکُوْعَاتُہَا ۲

سورۂ طلاق مدنی ہے اس میں ۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۔ بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ ۚ

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو

وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْہُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِہِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ

اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح

بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ؕ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ

بے حیائی کی بات لائیں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر

نَفْسَہٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَہُنَّ

ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں

فَاَمْسِکُوْہُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْہُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْہِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ

تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو

وَاَقِیْمُوا الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمْ یُوْعَظُ بِہٖ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ؕ

اور اللہ کے لیے گواہی قائم کرو اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دیگا اور اسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اس کا گمان نہ ہو

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ

اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز

شَیْءٍ قَدْرًا ۝۳ وَالّٰٓیِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُہُنَّ

کا ایک اندازہ رکھا ہے اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت

ثَلٰثَۃُ اَشْہُرٍ ۙ وَّالّٰٓیِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَہُنَّ ؕ

تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ۝۴ ذٰلِکَ اَمْرُ اللّٰہِ اَنْزَلَہٗۤ اِلَیْکُمْ ؕ وَمَنْ

سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو

marfat.com

يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ
اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دیگا اور اسے بڑا ثواب دیگا عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو

مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا
اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان و نفقہ

عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ
دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو

وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝۶ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ
اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو پھر اگر باہم مضائقہ کرو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی مقدور والا

مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر

اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ
بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دیگا اور کتنے ہی شہر تھے جنہوں نے اپنے رب کے

اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ
حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا اور انہیں بری مار دی تو انہوں نے اپنے کئے

اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى
کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام گھاٹا ہوا۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ سے ڈرو اے

الْاَلْبَابِ ۛۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛؕ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
عقل والو وہ جو ایمان لائے ہو بیشک اللہ نے تمہارے لیے عزت اتاری ہے وہ رسول کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں

مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ
پڑھتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ
ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں

marfat.com

أَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ
بیشک اللہ نے اس کے لیے اچھی روزی رکھی اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی برابر زمینیں حکم ان کے درمیان
الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲ ع ۵ ۱۸ ۲
اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے

تفسیر عالمانہ یاایہاالنبی اذا طلقتم النساء اے نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب تم عورتوں کو طلاق دو۔

حل لغات التطلیق بمعنی طلاق یعنی عقد نکاح کھولنا۔ المفردات میں ہے کہ الطلاق بمعنی التخلیۃ من الوثاق بیڑی سے شے کو علیحدہ کرنا جیسے کہاجاتا ہے اطلقت البعیر من عقالہ وطلقتہ میں نے اونٹ کو نکیل سے علیحدہ کیا۔ میں نے اسے علیحدہ کیا۔ طالق وطلق بمعنی بلاقید اسی سے استعارہ کے طور شرع کی اصطلاح میں لفظ طلاق استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کہاجاتا ہے طلقت المراۃ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی اپنی عورت کو اپنی زوجیت سے آزاد کردے اور کہتے ہیں ہی طالق یعنی وہ عورت جو عقد نکاح سے فارغ ہو جائے الطلاق بمعنی التطلیق آیا ہے جیسے سلام وکلام بمعنی تسلیم و تکلیم مستعمل ہوا۔

مسئلہ اہل شرع نے کہا کہ لفظ تطلیق شرعی معنی سے مخصوص ہے دوسرے معانی میں اطلاق کا اطلاق ہوتا ہے اسی لئے شرع نے فرمایا کہ اگر کوئی طلاق کے وقت اطلقتک کہتا ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک نیت نہ ہو اگر طلقتک کہاتو طلاق واقع ہوگی نیت ہو یا نہ۔ اب معنی یہ ہے کہ جب تم ان عورتوں کو طلاق کا ارادہ کرو جو مدخول بہا اور تین حیض کی عدت گزارنے والی ہیں اور اس کا پکا ارادہ کرچکے ہو۔

سوال تم نے پکا ارادہ کا معنی کہاں سے نکال لیا؟

جواب (۱) فطلقوھن ہمارے معنی مذکور کا قرینہ ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ شے کا ترتب اپنی ذات پر نہیں

marfat.com

ہوتا اور تحصیل حاصل کا حکم کسی کو نہیں کیا جاتا۔

جواب(۲) کسی کام میں ارادہ رکھنے والے کو شروع کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

جواب(۳) زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں سبب بول کر مسبب مراد لیا گیا ہے۔

ازالہ وھم صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو خطاب کیا گیا حالانکہ امت مراد ہے کیونکہ آپ اصل ہیں ویسے قاعدہ ہے کہ ہر خطاب حقیقتہ آپ کو ہوتا ہے اور امت طفیلی طور داخل ہوتی ہے اور یہ تغلیب کے قبیل سے ہے یعنی امت کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خطاب میں داخل کیا گیا ہے حالانکہ اس وقت امت تو غائب تھی۔ اب معنی یہ ہوا کہ اے نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب آپ اور آپ کی امت طلاق دے۔

دوسرا ازالہ اس خطاب کو عام رکھا گیا ہے اس لئے کہ حضور سرور عالم ﷺ اپنی امت کے امام ہیں اور قاعدہ ہے کہ سردار کو خطاب کر کے کہا جاتا ہے **یافلان افعلوا کیت وکیت** اے فلاں ایسے ایسے کرو حالانکہ مقصود صرف قوم ہوتی ہے لیکن اس سے قوم کو ان کے سردار کی شرافت اور بزرگی و اعزاز مطلوب ہوتا ہے۔ بلکہ انہیں یقین دلایا جاتا ہے کہ اس تمہارے سردار کی سرداری پر مجھے پورا اعتماد ہے فلہذا اس کی سرداری میں تمہیں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کرنا چاہیئے۔

(۲) چونکہ آپ اپنی قوم کی گویا زبان ہیں اور آپ پر تمام کے احکام کا دارومدار ہے کیونکہ وہ سب آپ کی رائے کے محتاج تھے (کذا قال البقاعی) اور قانون ہے کہ جب کسی سردار کو خطاب کیا جائے اور اسے سب پر شرافت حاصل ہو تو گویا ان کے جمیع اسماء کا جامع ہے (کذا فی الکشاف) اس میں اتحاد کے راز کی طرف اشارہ ہے۔

خطاب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے چار قاعدے کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ اس خطاب میں چار اقوال ہیں۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے لیکن اس کے بعد جمع کا صیغہ آپ کی تعظیم کے لئے ہے۔ جیسے بادشاہوں کو

marfat.com

جمع کے صیغے سے خطاب کیا جاتا ہے۔

(۲) خطاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ہے لیکن امت مراد ہے۔

(۳) اصل عبارت یوں ہے یاایھاالنبی والمومنون اذا طلقتم لیکن المومنون محذوف ہے کیونکہ اس پر اس کا حکم دلالت کرتا ہے۔

(۴) دراصل عبارت یوں ہے یاایھاالنبی قل للمومنین اذا طلقتم

فائدہ فقیر (مصنف روح البیان) کہتا ہے یہاں پر یہی آخری قول مناسب تر ہے جیسے یاایھاالنبی قل لازواجک اور ایسے ہی قل للمومنین ایسے ہی قل للمومنات دوسری وجہ یہ ہے کہ ماموراتِ میں اصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور منہیات میں اصل امت لیکن چونکہ طلاق ابغض المباحات ہے جیساکہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے اسی لئے اسے امت کی طرف منسوب کیا جائے۔

شان نزول ۱) بعض روایات میں ہے کہ آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلاق دی اور پھر جب رجوع میں الطلاق کی آیت نازل ہوئی تو رجوع فرمالیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی عالمہ اور علم حدیث کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ کم نہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دی تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی حکم ہوا کہ آپ ان سے رجوع فرمالیں کیونکہ وہ صوامہ (روزے رکھنے والی) اور قوامہ (قیام کرنے والی ہیں) اور بہشت میں آپ کی رفیقہ ہیں (احکام الطبری)

فائدہ حدیث شریف سے علم اور حفظ حدیث کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کی روزے اور قیام کرنے کی محبت کا ثبوت ملا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں روزے داروں اور قیام کرنے والوں کی بہت بڑی قدر ہے۔

شان نزول منقول ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی زوجہ کو بحالت حیض طلاق دے دی حضور سرور عالم ﷺ نے حکم فرمایا کہ وہ رجوع کرلیں جب اس کی زوجہ حیض سے فراغت پائے تو پھر وہ چاہیں تو طلاق دے دیں ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی پہلا قول احسن واشل ہے۔ لیکن صحیح ترین یہ ہے کہ کسی کے حق میں

marfat.com

نازل نہیں ہوئی صرف طلاق کے حکم کے اجر کے لئے بیان کیا گیا ہے (کذافی حواشی سعدی المفتی) فطلقوھن

حل لغات العدۃ عد۔عدہ کا مصدر ہے (بمعنی شمار کرنا)

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ سے سوال ہوا کہ قیامت کب قائم ہوگی آپ نے فرمایا جب دونوں کی گنتی پوری ہوگی یعنی بہشتی اور دوزخیوں کی شمار کی تکمیل کے بعد قیامت ہو جائے گی اور اس وقت کو بھی عدت کہا جاتا ہے جو عورت طلاق کے بعد انتظار کی گھڑیاں ختم کرتی ہے۔

فائدہ سنی بایں معنی کہ اس کا ثبوت حدیث وسنت سے ثابت ہے۔

بدعی طلاق کی اقسام بدعی طلاق بھی کئی قسم ہے۔

(۱) ایسے طہر میں ایک طلاق دینا جس میں جماع کیا گیا ہے یہ بدعی اس لئے کہ اس میں عدۃ کو طول دینا ہے لیکن یہ اس کے قول پر ہے جو عدت اطہار سے شمار کرتا ہے جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کیونکہ ان کے نزدیک جس طہر میں جماع ہوا ہے اور اس میں طلاق واقع ہوئی ہے اسے عدت میں شمار نہ کیا جائے گا۔

(۲) حیض یا نفاس میں طلاق واقع ہو اس میں بھی عدت کو طول دینا ہوگا یہ اس کے نزدیک ہے جو حیض سے مدت شمار کرتا ہے جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیونکہ ان کے نزدیک جس حیض یا نفاس میں طلاق واقع ہوئی ہے وہ عدت میں شمار نہ ہوگا یہ اس وقت ہے جب مطلقہ مدخول بہا ہو اگر غیر مدخول بہا ہے تو اس کے لئے تطویل نہیں کیونکہ غیر مدخول بہا کی کوئی عدت نہیں اسی لئے اس کے لئے حیض میں طلاق دینے کا نام طلاق بدعی نہیں ایسے ہی اس عورت مطلقہ کے لئے بھی عدت کی تطویل دینے جسے عدت کے لئے حیض کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے حیض آتا ہی نہیں اس لئے اس کیا طلاق میں کسی زمانہ کی قید کی ضرورت نہیں۔

(۳) بیک وقت ایک طہر میں تین طلاقیں دی جائیں یا ایک طہر میں متفرق اوقات میں طلاق دی جائیں یہ طلاق بھی سنت کے خلاف ہے یہ عام فقہاء کا قول ہے اس طلاق کا مرتکب خطا کار بلکہ گنہگار ہے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جب ایسے شخص کو پیش کیا جاتا جس نے اپنی عورت کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ

marfat.com

لے سخت سزا ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم [redacted] کے زمانہ اقدس میں کسی نے اپنی عورت کو یک وقت تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا ایلعبون بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم کیا کتاب اللہ سے تم مذاق کرتے ہو جبکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے سامنے بے ادبی کرنا بہت برا عمل ہے ایسے عمل سے احتراز کیا جائے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک لعدتہن کی لام متعلق کے متعلق ہے کیونکہ ان کے نزدیک لام تو قیتہ بمعنی وقت یا توقیت ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ عورتوں کو ایسے وقت طلاق دو جو وقت طلاق کے لائق ہے یعنی طہر میں۔

مسئلہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حیض میں طلاق دینا بالاجماع ممنوع ہے اسی لئے اس لام کو تو قیتہ نہیں بنایا جاسکتا۔

سوال اذا طلقتم النساء مدخول بہا وغیر مدخول بہا سب کو عام ہے خواہ وہ حیض والی ہوں یا حیض سے مایوس ہو چکی ہوں۔ یا چھوٹی ہوں یا حاملہ پھر تم نے آیت سے مدخول بہا اور حیض والی عورتوں کے لئے تخصیص کہاں سے نکال۔

جواب آیت میں نہ عموم ہے نہ خصوص ہے بلکہ یہ تخصیص دوسرے طریقہ سے ہے وہ اس طرح کہ النساء اسم جنس ہے اور عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے انس سے مشتق ہے اور یہ جنس جیسے کل عورتوں پر واقع ہوئی ایسے ہی بعض عورتوں پر بھی اسی لئے ہم ہر طرح سے عورتیں مراد لے سکتے ہیں۔ لیکن جب فطلقوھن لعدتہن فرمایا تو ہم نے سمجھ لیا کہ اس سے بعض عورتیں مراد ہیں اور وہ وہی ہیں جو ہم نے کہا یعنی وہ مطلقہ عورتیں نکاح جو مدخول بہا ہیں اور اپنی عدت کے لئے حیض شمار کرتی ہیں۔

marfat.com

سوال جب طلاق کا دارومدار نکاح پر ہے اور نکاح رضا پر موقوف ہے خواہ منکوحہ کی رضا ہو یا اس کے متولی کی اس سے منطقی نتیجہ نکلا کہ طلاق بھی رضا پر موقوف ہو حالانکہ یہ رضا کے بغیر بھی واقع ہو جاتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح و طلاق دو شرعی امر ہیں ان ہر ایک کا ایک علیحدہ علیحدہ موقعہ محل کے مطابق حسن و قبح ہے جیسے حالات و واقعات کے تقاضے ہوتے ہیں۔ ایسے امر کا وقوع ہوتا ہے۔ مثلاً نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رجعی طلاق دی جیسے گزرا اور ایسے ہی مکہ معظمہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سے پہلے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا لیکن مدینہ طیبہ میں جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں بدری لوگوں کے قتل پر روتے دیکھا تو طلاق دے دی۔ پھر حضرت سودہ نے سفارشیں کرائیں اور کہا کہ میں اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہبہ کرتی ہوں اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طلاق سے رجوع فرمایا۔

سوال جب تم کہتے ہو کہ طلاق ابغض الحلال ہے تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ زمین پر اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین شے غلام آزاد کرنا ہے اور مبغوض ترین شے طلاق ہے اس لئے کہ نکاح مودی الی الوصول اور طلاق مودی الی الفراق ہے اور اللہ تعالیٰ کو وصل محبوب اور فراق مبغوض ہے یوم فراق کا سورج اور جدائی کی رات نہایت قبیح شے سمجھی جاتی ہے۔ رابعہ بصریہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کفر میں فراق کا ذائقہ اور ایمان میں وصل کی لذت ہے ایسے ہی انکار و اقرار سمجھئے لیکن یہ ذائقہ و لذت قیامت میں محسوس ہو گی لیکن وہ ہیبت کا جنگل اور سیاست کا میدان ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ فراق سے وہ جدائی مراد ہے جس میں وصل نہ ہو اور وصل ایسی شے جس کی انتہا نہ ہو۔

سوختگاں فراق ہمی گویند — فراق او ز زمانے ہزار روز آرد

بلائے اور شبے ہم ہزار سال کند — افرد ختگاں وصل ہمی گویند

سراپردہ وصلت کشید رور تو اخت — بلبل ز حکمت برزد فراق یار دروں

marfat.com

ترجمہ :۔ فراق کے جلے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ فراق کی ایک گھڑی ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔ ۲۔ فراق کی ایک شب ہزار سال کے مطابق ہوتی ہے ایسے ہی وصل کے جلے سڑے لوگ بھی یونہی کہتے ہیں۔ ۳۔ وصل کے دنوں خوشی کے طبل بجائے جاتے ہیں۔ اور جدائی پر بھی ایسے ہی شور اٹھتا ہے۔

حدیث شریف (۱) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا طلاق مت دو اس لئے کہ طلاق دیتے وقت خدا کا عرش کانپ جاتا ہے۔

حدیث شریف (۲) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا طلاق مت دو وہاں اگر زنا سرزد ہو تو پھر دے سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ زنا کرنے والے مرد و عورت کو پسند نہیں فرماتا۔

حدیث شریف (۳) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جونسی عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق چاہتی ہے وہ عورت بہشت کی خوشبو نہ سونگھے گی۔

جواب (۱) از سوال مذکورہ بالا اللہ تعالیٰ کے افعال میں لاکھوں حکمتیں ہیں جن کی ہمیں آگاہی نہیں ہو سکتی جب کوئی فعل سرور عالم ﷺ سے سرزد ہو تو ہمیں اس میں یہ عقیدہ رکھنا ہو گا کہ یہی حق ہے کیونکہ آپ کبھی حق کے خلاف نہیں کرتے ایسے ہی حدیث شریف میں واقع ہے اور ایسے ہی ہر نہی میں بھی کوئی وجہ ہوتی ہے۔

جواب (۲) حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا طلاق دینا پھر اس سے رجوع کرنا محض جواز کے لئے تھا تاکہ امت کے لئے آسانی ہو جیساکہ لیلۃ التعریس میں نیند کرنا اور نماز قضا کرنے کی ایک حکمت یہی بیان کی گئی ہے۔ کہ امت کو آسانی ہو کہ اگر نماز قضا ہو جائے تو اسے لیلۃ التعریس یاد کرنا چاہئے کہ نماز قضاء شدہ کو پڑھیں اور اس کی جماعت بھی ہو سکتی ہے۔

جواب (۳) احادیث مذکورہ (یعنی جس میں طلاق کی مذمت کی گئی ہے) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طلاق کے واقعہ سے پہلے کی ہیں۔

marfat.com

جواب (۴) یہ طلاق حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ترک اولیٰ پر مبنی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام سے خلاف اولیٰ کا صدور جائز ہے۔

سوال جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا وہ بھی من وجہ افضل ہے لیکن حکم الٰہی سب سے اولیٰ و افضل ہوتا ہے

جواب بیشک امر الٰہی ہر لحاظ سے اولیٰ ہے لیکن یہ بھی ترک اولیٰ ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے ترک اولیٰ کا صدور ہوتا ہے نیز ممکن ہے حضور علیہ السلام نے جس وقت طلاق دی اس وقت وہی ارجح ہو اور جس وقت اس سے رجوع فرمایا اس وقت وہی ارجح ہو اس لئے کہ ہر وقت ارجحیت کا احتمال ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

تفسیر صوفیانہ فقیر (مصنف رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے اس لئے کہ اس میں قربت و وصلت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ نکاح میں مقام جمع کی طرف اشارہ ہے اور مقام جمع ولایت ہے جیساکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ارحمنی یابلال اے بلال مجھے راحت پہنچا۔ دلالت کرتا ہے۔ اور طلاق میں مقام فرق کی طرف اشارہ ہے اور یہی مقام نبوت ہے جیساکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ کلمینی یاحمیرا دلالت کرتا ہے پہلا مقام وصل الفصل دوسرا فصل الوصل ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام فصل و وصل اور فرق و جمع کے جامع ہیں اسی کو جمع الجمع کا مقام کہا جاتا ہے جیساکہ آیت الم نشرح لک صدرک دلالت کرتی ہے واحصوا العدۃ الاحصاء بمعنی جاننا شے کو مکمل طور شمار کرنا یعنی اس وقت پوری حفاظت کرتے ہوئے اسے خوب یاد رکھو جس میں طلاق واقع ہوئی اور اس کے تین قراء مکمل شمار کرو جن میں ذرہ برابر کمی نہ ہو اور نہ زیادتی یعنی حنفیوں کے نزدیک تین حیض کیونکہ عدت سے اصل غرض استبرائے رحم ہے بمعنی غیر کے نطفے سے رحم کو فارغ کرنا اور یہ حیض کے مفہوم سے حاصل ہو گا اطہار سے یہ مفہوم پورا نہ ہو گا یہ ایسے ہے کہ جیسے کپڑے کو تین بار دھویا جاتا ہے تو اسی لئے تاکہ شے کا دھونا مکمل طور ہو اور اس احصاء کے مخاطب شوہر ہیں نہ کہ عورتیں اور نہ دیگر مسلمان ورنہ احصوھا کہنا کافی تھا اور اس

marfat.com

خطاب میں زوجات بھی شامل ہیں لیکن بطور الحاق کے۔

نکتہ عورتوں کے بجائے مردوں کو عدت کی گنتی کا حکم اس لئے ہے کہ عورتوں میں غفلت کا مادہ زیادہ ہے اس لئے وہ عموماً اپنی عدت یاد نہیں رکھتیں کاشفی کا میلان اسی طرف ہے چنانچہ انہوں نے اس کا ترجمہ لکھا کہ اے شوہرو تم اپنی عورتوں کی عدت شمار کرو کیونکہ یہ اس کی ضبط میں کمی کریں گی یا اس کی گنتی میں غفلت کریں گی۔

نکتہ شوہر عدت کی حفاظت اس لئے کرے گا کہ اس نے تین طلاقیں دی ہیں کیونکہ یک وقت تین طلاقیں دینا مکروہ ہے اور یہی امام حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے اتباع کے نزدیک مباح ہے چنانچہ امام شافعی رحمتہ اللہ علی کا قول مشہور ہے آپ نے فرمایا الاعرف فی عدد الطلاق سنتہ ولا بدعتہ وھو مباح میں طلاق کی کوئی گنتی نہیں جانتا نہ وہ سنت ہے نہ وہ بدعت ہے بلکہ وہ مباح ہے۔

نکتہ عدت کی شوہر اس لئے نگرانی کرے گا اسے معلوم ہو گا کہ فلاں وقت تک طلاق رجعی میں رجوع کر سکے گا۔

نکتہ چونکہ عدت میں شوہر نے عورت کو خرچ وغیرہ دینا ہے اس لئے اسی کو عدت کا شمار ذمہ لگایا گیا تاکہ مرد عورت کے درمیان جھگڑا نہ اٹھے۔

نکتہ نیز عدت میں عورت کو مکان میں ٹھہرانا مرد کے ذمہ ہے اسی لئے وہ عدت کی گنتی کی حفاظت کرے گا کہ کب گھر فارغ ہو گا۔

نکتہ عدت سے نسب غیر کا الحاق کا علم ہو گا اگر مرد عدت کی گنتی کی شمار نہ کرے گا تو غیر کے نطفہ کا اس کے نسب میں داخل ہونے کا احتمال رہے گا۔

مرد پر بھی عدت ہے فضلائے کرام نے فرمایا کہ بعض اوقات مرد پر بھی عدت واجب ہوتی ہے اس کی چند

marfat.com

صورتیں ہیں۔

۱۔ کسی کی چار عورتیں ہوں ایک کو طلاق دے دے تو جب تک وہ عورت عدت میں ہو گی یہ شخص کسی سے نکاح نہیں کر سکے گا (گویا یہ مرد عورت کی طرح عدت میں ہو گا)

۲۔ جس کسی نے اپنی کسی عورت سے طلاق دے کر پھر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنی مطلقہ کی عدت تک اس کی بہن سے نکاح نہ کرنا ہو گا (اس انتظار کا نام مرد کی عدت ہے)

۳۔ جس نے کنیز خریدی اس پر استبراء ضروری ہے (یعنی ایک حیض تک مرد کو اس لونڈی سے جماع نہ کرنا گویا مرد کے لئے عدت ہے)

۴۔ دارالحرب میں آئی ہوئی عورت سے نکاح نہ کرے جب تک اس کا استبراء نہ ہو یعنی ایک حیض کی فراغت کے بعد نکاح کرنا گویا مرد کی عدت ہے۔

۵۔ جب کسی عورت کو معلوم ہوا کہ اس کا شوہر فوت ہو گیا اس نے عدت ختم کر کے کسی سے نکاح کر لیا اور بچے بھی جنے لیکن اس کا شوہر اول واپس آگیا تو یہ عورت اسی کی ہے کیونکہ اس کی عورت ہے درمیانی فرقت اس کے نکاح کے لئے مضر نہیں وہی نکاح سابق بحال رہے گا۔ لیکن شوہر اول اس عورت سے وطی نہ کرے یہاں تک کہ نکاح ثانی کی عدت ختم ہو۔

سوال عورت پر عدت کیسی جب نکاح ثانی ہے ہی نہیں۔

جواب عدت نکاح کی صحت پر موقوف نہیں بلکہ دخول کی وجہ سے ہے کہ شاید اس کا نطفہ ٹھہر گیا ہو۔ جیسے نکاح فاسد میں جب دخول ہے تو عدت واجب ہوتی ہے۔

۶۔ جب اس حربیہ سے نکاح ہو جسنے دارالامان میں ہجرت کی اور اپنا شوہر دارالحرب میں چھوڑ آئی تو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عورت سے کوئی نکاح کرے تو وہ ناکح اس عورت کے ایک حیض کا انتظار کرے اس کے بعد جماع کرے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر کوئی عدت نہیں۔

marfat.com

۷۔ جب کسی عورت سے نکاح ہو اور وہ حاملہ ہے تو اس کے ساتھ بھی وطی نہ کرے جب تک وضع حمل نہ ہو۔

۸۔ جس عورت سے نکاح ہو اور وہ اس وقت حالت حیض میں ہے تو اس سے بھی وطی نہ کرے جب تک وہ عورت حیض سے پاک نہ ہو۔

۹۔ جس عورت سے نکاح ہو اور وہ نفاس میں ہے تو اس عورت سے جماع نہ کرے یہاں تک کہ وہ نفاس سے فراغت نہ پائے۔

۱۰۔ جس عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا اس کے ایک حیض سے فراغت پانے تک اس سے جماع نہ کرے۔

واتقوا اللہ ربکم اور اللہ تعالیٰ یعنی اپنے پروردگار سے ڈرو کہ کہیں ان کی عدت سے بڑھا دو یا انہیں رجعت کے بعد طلاق دے دو۔ اس معنی پر اس اتقاء کا تعلق مضمون ماسبق سے ہو گا اور ربوبیت کی صفت لانے کی وجہ سے امر کو موکد کرنا اور ایجاب تقویٰ میں مبالغہ مطلوب ہے لغت میں تقویٰ بمعنی اتخاذ الوقایتہ یعنی کسی کے بچاؤ کا سبب بنانا یعنی ایسی شے لینا جو اسے ناگواری سے بچائے اور وہ سمجھے کہ یہی شے مجھے اس ناگوار امر سے بچائے گی۔ اور اس کے اور میرے مابین یہ آڑ بن جائے گی ڈھال وغیرہ اصطلاح اسلام میں ہر وہ امر جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچائے اور ضرور دائمی سے نجات کا سبب ہو اور حیات کو منافع بخشے۔ اور تقویٰ کے بے شمار فوائد و فضائل ہیں جسے جمیع مراتب میں حقیقی تقویٰ نصیب ہوتا ہے اسے بیان کے حقائق نصیب ہوتے ہیں اسے کسی شے میں شک و شبہ واقع نہ ہو گا۔

لاتخرجوھن اور مطلقہ عورتوں کو نہ نکالو۔ من بیوتھن ان کے ان گھروں سے جن میں وہ عدت سے پہلے سکونت رکھتی تھیں یعنی طلاق دے کر عدت گزارنے تک انہیں اپنے گھروں سے نہ نکالو۔

نکتہ گھروں کی نسبت عورتوں کی طرف کرنے نہی میں تاکید مطلوب ہے ورنہ وہ گھر ان کے کہاں وہ تو ان کے شوہروں کے ہیں۔ دوسرا اس میں مسئلہ بھی واضح کرنا ہے کہ طلاق کے بعد ان مطلقہ عورتوں کو گھروں میں ٹھہرانے کا ایسا استحقاق شرعی حاصل ہے کہ گویا وہ ان گھروں کی مالکہ ہیں۔

marfat.com

نکتہ بیوت میں اشارہ ہے کہ ان میں طلاق کے بعد ایک ایسا کمرہ چاہئے جس میں وہ عدت کو آسودگی کے ساتھ گزار سکیں اور دار نہیں فرمایا کیونکہ دار تو کئی بیوت (کمروں) پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایسا حکم موجب تکلیف ہوتا۔ ولا یخرجن اور گھروں سے نہ نکلیں اگرچہ تمہاری اجازت ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اجازت دینا بھی بمنزلہ اخراج (نکال دینے) کے ہے۔

مسئلہ مطلقہ کے مکان چھوڑ جانے پر زن و شوہر کے اتفاق اس کے وجوب کو ختم نہیں کرتا کیونکہ یہ حق شرع ہے اور حق شرع کو بندے ختم نہیں کر سکتے (کذا فی الکشاف)

سوال اخراج و خروج میں کیا فرق ہے؟

جواب اخراج مجبور کر کے نکال دینا ہے اور خروج خود چلا جانا ہے اور اخراج کی صورتیں یہی ہیں شوہر غصے اور غضب سے گھر سے نکال دیں یا شوہر کا گھر فارغ کرنا ہے تو جبرا نکال دے یا انہیں اپنے ہاں اسے یہ نہ سمجھے کہ اس کی اجازت اس کے اوپر عائد کردہ فرض مل جائے گا اگرچہ طلب مطلقہ سے بھی ہے اور خود نکلنا یہی ہے کہ عورت اپنی مرضی سے چلی جائے۔

مسئلہ مطلقہ عورت جب عدت کے درمیان میں گھر سے بوجہ ضرورت یا بلا ضرورت چلی جائے تو گنہگار ہے۔

مسئلہ شدید ضرورت ہو تو اس گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو سکتی ہے مثلاً وہ گھر گر گیا یا جل گیا۔

مسئلہ بیع و شراء عورت کو اگر ضروری ہے مثلاً چرخہ کاتنے کا کام کرتی ہے تو روئی یا پھر کاتے ہوئے سوت کو بیچنے کے لئے جائے تو جائز ہے لیکن رات کو گھر واپس آنا ہوگا (کشف الاسرار)

الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ مگر یہ کہ فاحشہ ظاہرہ کا ارتکاب کریں۔ فاحشۃ مبینہ سے زنا مراد ہے اس کے ارتکاب پر حد شرع پورا کرنے لئے گھر سے نکلنا ہو گا حد لگنے کے بعد گھر واپس آنا ضروری ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے مبینہ (بالکسر) باب لازم بمعنی بین (روشن) لکھا ہے یعنی مبینہ بمعنی ہے جیسے مبین از

marfat.com

لغت میں معنی یہ ہے الفاحشۃ معنی فعل و قول میں سے وہ عمل جو سب سے بڑا جرم ہو جیسے زنا اسی مقام پہ یہی معنی مراد ہے بعض نے کہا یہاں پر اس سے مراد یعنی القول القبیح گندی باتیں اور زبان درازی کیونکہ یہ بھی اسی طرح بیہودگی کے حکم میں ہیں اور بیہودگی عورت سے ہو تو اس کے حقوق کے اسقاط کا موجب ہے اب معنی یہ ہوا کہ اگر مطلقہ عورتیں بے لگام عورت ہیں گندی باتیں یا اخلاق رذیلہ اور اس کے اقارب جیسے باپ بھائی پر زبان درازی اور ہر کام اس طرح کی حرکت ہو تو اس وقت انہیں گھروں سے نکالنا جائز ہے

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں فاحشہ مبینہ سے ہر معصیت مراد ہے یہ پہلے جملے سے استثناء ہے اب معنی یہ ہے کہ ان مطلقہ عورتوں کو کسی وقت بھی گھروں سے نہ نکالو ہاں اس وقت نکالو جب وہ برائی کا ارتکاب کریں یا وہ مرے جملے سے استثناء اس وقت نہی عن الخروج میں مبالغہ مطلوب ہے اب معنی یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں گھر سے نہ نکلیں جب نکلیں تو سمجھو کہ فاحشہ کی مرتکب ہوئیں۔ خلاصہ یہ کہ جب وہ گھروں سے خود نکل کر چلی گئیں تو فاحشہ کی مرتکب ہو جائیں گی۔ یہ اس محاورے سے ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ لاتکذب الا ان تکون فاسقا اس کا معنی بھی یہی ہے کہ اگر جھوٹ بولو گے تو فاسق ہو گے وتلک اور یہی احکام حدود اللہ اللہ تعالیٰ کی وہ حدود ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے معین فرمائی ہیں۔ الحد معنی الحاجز بین الشیئین یعنی دو چیزوں کے درمیان کی آڑ کلام ہے حد جو انہیں آپس میں ملنے نہ دے

ومن یتعد یہ اصل یتعدی تھا من شرطیہ کی وجہ سے لام کو حذف کر دیا گیا ہے تعدی سے مشتق ہے التعدی معنی کسی حد سے تجاوز ہے معنی یہ ہوا کہ جو عورت تجاوز کرتا ہے حدود اللہ اللہ تعالیٰ کے حدود سے یوں طور کہ اس کے کسی حکم میں خلل ڈالتا ہے

نکتہ یہاں پر اسم ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لانے میں حکم کو ہولناک اور اسے اسم ظاہر کرنا مطلوب ہے اور ساتھ حکم کی علت بھی بتلائی گئی ہے یعنی فقد ظلم نفسہ کے حکم کی علت تعدی از حدود اللہ ہے اور اپنے نفس پر ظلم کا معنی یہ ہے کہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے گویا اس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا

marfat.com

فائدہ حضرت سقطی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حدود اس لئے متعین فرمائے کہ چلنے والے راہ ہدیٰ پر چل کر نجات حاصل کریں اگر ان حدود سے تجاوز کریں گے تو راہ حق سے بھٹک جائیں گے بلکہ ظلمت بعد و فراق میں جا پڑیں گے اور نفوس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سا بڑا ظلم ہو گا کہ انہیں درجات اور قربات الٰہیہ تک پہنچنے سے محروم رکھا جائے۔

مسئلہ صوفیانہ مشائخ نے فرمایا کہ حکم کے بجالانے میں تلون و تکاسل آمر سے معرفت کی قلت کی دلیل ہے۔

فائدہ چار امور ایسے ہیں جو انسان کو حق کی نافرمانی سے بچاتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ خوف ۲۔ رجا ۳۔ حیاء ۴۔ عصمت

ان کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں جو انسان کو غلط کاریوں سے بچائے جس میں ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں وہ گناہوں کے گڑھے میں گرے گا اور نفس پر سب سے بڑا ظلم کرنے والا ہو گا۔

مسئلہ صوفیانہ جو نفس کے ظاہری و باطنی حقوق ادا کرتا ہے وہ ظالم (لنفسہ) نہیں ہے۔

حکایت حضرت معروف کرخی قدس سرہ نے ایک حور عین کو دیکھ کر فرمایا تو کس کی ہے اس نے کہا جو کوزے سے ٹھنڈا پانی نہ پئے۔ حضرت معروف کرخی قدس سرہ نے پینے کے لئے ٹھنڈے پانی کا کوزہ بھر کر رکھا تھا اس حور نے وہی کوزہ اٹھا کر زمین پر دے مارا اور وہ کوزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے زمین کے اسی حصے کو دیکھا تھا جہاں کوزہ توڑا گیا کہ اس سے مٹی اٹھائی گئی تھی۔ یہ حور عین حضرت معروف کرخی کے لئے منتخب ہو گئی۔ جب انہوں نے نفس کے حق کی ادائیگی کے لئے ٹھنڈے پانی پینے سے رک گئے کیونکہ نفس کے اندر وہ خواہش تھی جو حور کے حصول کی ضد موجود تھی اس کے خلاف کرنے پر یہی جزا عطا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر حق والے کو حق ادا کرنا ضروری ہے۔

marfat.com

لاتدری مضمون شرطیہ سابقہ کی تعلیل ہے یعنی اسے حد سے تجاوز کرنے والے تم انجام کار کو نہیں جانتے۔ بعض نے کہا کہ لاتدری کا فاعل نفس ہے یعنی نفس اسے نہیں جانتا۔ لعل اللہ شاید اللہ تعالیٰ یحدث تیرے دل میں پیدا فرمائے کیونکہ قلوب کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جیسے چاہتا ہے قلوب کو پھیرتا ہے۔ امراً حادث معنی انہوا یعنی وہ شے جو پہلے نہ ہو اسے موجود کرنا وہ عرض ہو یا جوہر۔ بعد ذلک تیرے اس تجاوز کرنے کے بعد۔

امراً ایسا امر جو تیرے کرنے کے خلاف کا متقضی ہو تو اس کے بغض پر اللہ تعالیٰ تیرے سے اپنی محبت اٹھالے اور تیرا دل اس کی طرف متوجہ ہے تو اسے مدد گروانی دے دے جس کا پلٹنا تیرے بس میں نہیں۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے جو نکاح کے مسئلہ سے متعلق ہے تب امر سے مراد یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا سبب پیدا فرمائے کہ اس کے دل کو اس طرف پھیر دے جو اس نے ظلم کرنے کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس معنی پر یہاں پر ظلم سے دنیوی ضرر مراد ہوگا۔ جو تعدی کی وجہ سے پیدا ہوا کہ جس کا تدارک اس کے بس میں نہیں یا ظلم سے ضرر مطلق مراد ہے دنیوی ہو یا اخروی لیکن تعلیل دنیوی امر میں بیان کی گئی ہے اس لئے لوگوں کو دنیوی ضرر سے بچنے کی زیادہ فکر رہتی ہے۔ اور اس کے دفع کرنے کے لئے خاصہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔

مسئلہ آیت سے یکبارگی سہ طلاق کے وقوع کی کراہت ثابت ہوتی ہے اس لئے تین طلاقوں کے بعد رجعت کا امکان نہیں رہتا۔

فائدہ سہ طلاق دینے میں شیطان کی مدد کرنا ہے اسے نہ دینے سے شیطان کو ذلیل کرنا ہے کیونکہ طلاق شیطان کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

حدیث شریف سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا کہ شیطان کا سمندر میں تخت بچھا ہوا ہے۔ وہ اپنے شیطانی لشکر کو دنیا میں بھیجتا ہے تاکہ لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کریں ان کے لشکر میں سب سے بڑا کارنامہ اس شیطان کا سمجھتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ کھڑا کرے جب وہ

marfat.com

شیطانی لشکر واپس لوٹتا ہے تو ہر ایک اپنی ڈائری بڑے شیطان کو پیش کرتا ہے ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے زن وشوہر کے درمیان جھگڑا برپا کرایا ان کے جھگڑے کی نوبت یہاں تک پہنچائی کہ ان کی آپس میں جدائی ہو گئی یعنی مرد نے عورت کو طلاق دے دی۔ بڑا شیطان یہ سن کر اسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے نعم انت (رواہ مسلم)

فائدہ ای نعم المضل او الشریر انت تو اچھا ہے یعنی تو بہترین گمراہ کنندہ ہے یا کہتا ہے تو بہترین شریر ہے۔ نعم (بکسر النون) مدح کا فعل ہے جس کا مخصوص بالمدح محذوف ہے یا عبارت نعم انت ذاک الذی یستحق الکرام ہو گئی ہے ہاں وہی تو ہے جو میری طرف سے اکرام کا مستحق ہے اس معنی پر نعم (فتح النون) حرف ایجاب ہے۔

فاذابلغن پس عورتیں پہنچ جائیں۔ اجلھن اپنے میعاد مقرر کو۔ یعنی جب عدت کے آخری مرحلہ تک پہنچنے والی ہوں اور یہ تین حیض مکمل ہیں اگرچہ اس تیسرے اختتام پر غسل بھی نہ کر سکیں اس لئے عدت کے اختتام پر رجعت ناممکن ہو جاتی ہے اسی لئے ہم نے بلوغ کو بمعنی مشارفت لکھا ہے یعنی مدت مقررہ کے قریب پہنچنا چنانچہ المفردات میں لکھا ہے کہ بلوغ والبلاء بمعنی مقصد و مطلب کے آخری مرحلہ تک پہنچنا وہ مقصد مکان ہو۔ یا زمان یا امور مقدرہ سے کوئی امر اسے کبھی مشارفت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی مقصد کے قریب پہنچنا جیسے فاذابلغن اس آیت میں بلوغ میں مشارفت ہے کیونکہ جب عدت بالکل ختم ہو جائے گی تو پھر مرد کو رجوع کا حق نہ ہو گا۔

فائدہ الاجل بمعنی کسی شے کی مقرر عدت فامسکوھن پھر تم چاہو تو ان سے رجوع کر لو۔

مسئلہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قول اور وطی اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے اور شہوت کے ساتھ مطلقہ کو دیکھنے سے رجوع جائز ہے۔ بمعروف اچھے معاشرہ اور لائق انفاق سے۔

حدیث شریف میں ہے کامل ترین مومن وہ ہے جو خلق کے لحاظ سے احسن اور اپنے اہل کے ساتھ زیادہ لطف کرنے والا ہو۔

او فارقوھن یا انہیں چھوڑ دو اور اپنے سے جدا کر دو۔ بمعروف نیکی کے ساتھ یعنی اس کا حق ادا کر

marfat.com

کے بغیر ضرر پہنچانے کے بغیر پہنچانا ہیں ہے کہ اسے طلاق دے کر رجوع کرلے پھر اسے اور طلاق دے دے تاکہ اس کی عدت طویل ہو۔ واشھدوا رجوع کرنا ہو یا طلاق دینی ہو تو گواہ بناؤ تاکہ بعد کو جھگڑا نہ اٹھے کیونکہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ عدت گزرنے پر عورت رجعت کا انکار کر دیتی ہے یا طلاق کے بعد وقوع موت پر وراثت میں ثبوت زوجیت کے متعلق وراثت کے حصول و انکار میں جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔

فائدہ یہ امر وجوب نہیں بلکہ امر ندب ہے۔

ذوی عدل ذا کا تثنیہ ہے۔ ذو معنی صاحب اس کا منصوب ہونا اشہدوا کے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے ہے یعنی گواہ بناؤ۔ منکم اپنے میں سے یعنی اہل اسلام سے جیسا کہ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یا اپنے آزادوں میں سے جیسے قتادہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اور وہ گواہ عادل ہوں ظالم و فاسق نہ ہوں۔

فائدہ العدالتہ معنی کل کبائر سے اجتناب کرنا اور صغائر پر اصرار نہ کرنا غرضیکہ اس شخص کی بہ نسبت برائیوں کے نیکیاں زیادہ ہوں اور صغائر کا ارتکاب بھی اس سے گاہے گاہے ہوتا ہے تو ان پر مصر نہیں ہوتا کیونکہ گاہے گاہے صغائر کے ارتکاب سے سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی فرد بشر خالی نہیں اور ہر صغیرہ کبیرہ سے صرف انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں (کذا فی الفتوح)

واقیموا الشھادۃ اور اسے گواہو بوقت ضرورت گواہی دو۔ للہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر۔ وہ اس طرح کہ کسی پر یا کسی نے کے لئے گواہی دینی ہے تو بلا رو رعایت صحیح گواہی دو اقامت حق اور دفع ظلم کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو۔

مسئلہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہیں بلکہ اس خیال سے گواہی دیتا ہے کہ مجھ پر گواہی چھپانے کا الزام نہ ہو تو ثواب نہیں پائے گا کیونکہ الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیات پر ہے۔

فائدہ گواہی ایک امانت ہے اور امانت کا ادا کرنا ضروری ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کردو۔

marfat.com

مسئلہ اگر کسی نے گواہی کو چھپایا تو اس نے خیانت کی اور خیانت کبیرہ گناہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ اور جو گواہی چھپاتا ہے تو اس کا دل گنہگار ہے۔ ذلکم یہ اشارہ شہادت کی اقامت اور اس کی برانگیختگی کی طرف ہے یا آیت کے مجموعہ مضمون مثلاً ایقاع الطلاق اور اقامت ولوائے شہادت بلا تغیر و تبدیل کی طرف ہے۔

یوعظ بہ الوعظ بمعنی وہ زجر جس میں تخویف بھی ہو یعنی یہ وہ باتیں ہیں جن کی پند و نصیحت کی جاتی ہے۔

من یومن باللہ والیوم الاخر جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اہل ایمان کی قید اس لئے کہ وہ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں اصل مقصد تذکیرہ (یاددہانی) ہے۔

فائدہ ذلکم یوعظون بہ کے بجائے من یومن باللہ والیوم الاخر اس لئے فرمایا ہے تاکہ اہل ایمان کو غیرت ہو اور جسے غیرت نہیں وہ دین سے محروم ہے اور ایمان کا تقاضا ہے کہ معبودیت و ربوبیت کے حقوق ادا کئے جائیں اور یوم اخر سے مراد یہی ہے کہ انسان کو حساب و عذاب کا خوف اور فضل و ثواب کی امید ہو۔ مومن وہ ہے جسے خالق و مخلوق ہر دونوں سے حیاء ہو اسی لئے وہ ہر اس عمل کو نہیں چھوڑتا جس کے لئے اسے نصیحت کی جائے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لئے صرف دو دن ہیں۔

۱۔ یوم دنیا ۲۔ یوم آخرت

اور یوم عرف عام میں طلوع شمس سے غروب تک کا نام ہے اور شرع پر طلوع فجر ثانی سے غروب شمس تک لیکن یہاں ان دونوں میں کوئی بھی مراد نہیں یہی ظاہر ہے بلکہ اس سے مطلق مراد ہے دن ہو یا رات طویل ہو یا قلیل۔ اور زمانہ دو قسم ہے۔

(۱) محدود جیسے دنیا (۲) غیر محدود جیسے یوم آخرت۔ اس کے آخری وقت کی کوئی حد نہیں اور اسے یوم آخرت اس لئے کہتے ہیں کہ دنیا سے موخر ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یوم آخر سے محدود وقت مراد ہو اور یوں کہا جائے کہ اس سے یوم نشور سے بہشتیوں کا بہشت میں اور دوزخیوں کا دوزخ میں داخل ہونے تک کا وقت مراد ہے اس معنی پر

marfat.com

یہ دونوں طلوع شمس و غروب سے مستعار ہوں اسی معنی کے لئے کہ ان دونوں فریقوں کو درمیان میں نیند وغیرہ کا وقفہ کا وقفہ ملے گا اور اس سے قبور میں ایک مدت ٹھہرنا مراد ہے جو یوم النشور سے پہلے کا وقت ہے کما قال اللہ تعالیٰ من بعثنا من مرقدنا ھذا قبور سے اٹھتے ہوئے لوگ کہیں گے کہ ہمیں خواب گاہ سے کس نے اٹھایا ہے نیز یوم آخرت کو یوم الغد سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے ہم نے سورہ حشر کے آخر میں اس کی تحقیق و تفصیل لکھی ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ نیند کے بعد اٹھنے اور موت و برزخ کے بعد اٹھنے کے علم میں کوئی فرق نہیں صرف فرق اتنا ہے کہ برزخ جو انسان کے لئے نیند میں جسم سے متعلق ہے وہ اور ہے اور موت کا تعلق کچھ اور ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جیسے جاگنے کے بعد انسان اٹھتا ہے ایسے جب مرنے کے بعد قبر سے اٹھے گا تو دونوں کی حالت ایک ہوتی ہے اور یہ امر اتنا واضح ہے کہ جس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔

سبق عاقل وہ ہے کہ وہ اس ختم ہونے والے دن یعنی دنیا میں نہ ختم ہونے والے دن یعنی آخرت کے لئے نیک اعمال کی جدوجہد کرتا ہے چاہئے کہ ایمان اور عمل صالح پر زندگی بسر ہو تاکہ انہی کی وجہ سے نیک انجام نصیب ہو۔

ومن یتق اللہ اور وہ جو اللہ تعالیٰ سے طلاق بدعت کے بارے میں ڈرتا ہے اور طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق دے کر معتدہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ ہی اسے گھر سے نکالتا ہے اور احتیاطاً اپنی طلاق پر گواہ بنالیتا ہے ایسے ہی باقی جملہ امور طلاق کو مدنظر رکھتا ہے۔

یجعل لہ مخرجا مخرج مصدر میمی ہے یعنی بنائے گا اس کے لئے طلاق کے معاملہ میں عہدہ برآ کے بعد کوئی ایسا راستہ نکالے گا کہ جس سے اسے نہ کسی کا غم لاحق ہو گا اور نہ کوئی اور دکھ تکلیف اور نہ ہی اسے پریشانیاں لاحق ہوں گی جو وقوع طلاق کے بعد جانبین کو لاحق ہوتی ہیں۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ صرف طلاق کے لئے نہیں بلکہ ہر معاملہ کے لئے عام ہے یعنی جو شخص ہر عمل کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں تقویٰ و طہارت سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی راہ نکالتا ہے جس سے وہ ہر پریشانی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کا کسی وقت بھی حال مکدر نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا و آخرت کے ہر غم و الم

marfat.com

سے بچ جاتا ہے جب یہ عام ہوا تو نکاح کے امور بھی اس میں شامل ہو گئے۔

حدیث شریف حضور نبی اکرم ﷺ نے یہی آیت مبارکہ پڑھ کر فرمایا کہ متقی کو شبہات دنیا و غمرات الموت اور شدائد یوم القیامت سے نجات نصیب ہو گی۔

فائدہ جلالین میں ہے کہ متقی کو شدت سے آسودگی اور حرام سے حلال اور نار سے جنت کا راستہ ملتا ہے یا مخرج اسم مکان ہے یعنی متقی کو ایسا مکان نصیب ہو گا جس میں ہر طرح کا آرام ملے گا اور فتح الرحمن میں ہے کہ طلاق دہندہ کو رجعت کا موقعہ ملے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ سے سوال کیا کہ جو شخص اپنی عورت کو تین یا ہزار طلاقیں دیتا ہے تو کیا اسے بھی خلاصی کی راہ ملے گی تو آپ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اسے کوئی راستہ نہ ملے گا اور اس کی عورت تین طلاق کے وقوع کی وجہ اس سے جدا ہو گی اور گناہ اس کے گلے میں۔

فائدہ بعض نے کہا کہ مخرج دو قسم ہے۔

۱۔ شدت سے خلاص ۲۔ رضا و صبر سے اس کی عزت افزائی ہو گی اس کے لئے کہ یہ بھی از قبیل عافیت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے ہر طرح کی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

عافیت دو قسم ہے اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی شدت سے عافیت کا سوال کیا جائے کیونکہ اکثر شدت کا وقوع گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے گویا بندہ ہر قسم کی بلا سے عافیت اور گناہوں سے عفو چاہتا ہے۔ کیونکہ گناہوں کی صدور نہ ہو تو شدت کا وقوع بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ جب کوئی کسی بلاء میں مبتلا ہو تو اپنے سے دفع کرنے کے لئے اپنے نفس کا سہارا نہ کرے اور نہ ہی نفس کو رسوا کرے بلکہ اس کی پوری نگرانی کرے یہی موقعہ ہوتا ہے کہ انسان کی بلاء ولاء سے اور محنت منحہ سے اور غضب پیار سے اور الم لذت سے اور صبر شکر سے تبدیل ہوتا ہے۔ لیکن یہ مرتبہ کاملین کو نصیب ہوتا ہے۔

ویرزقہ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ روزی عطا فرماتا ہے۔ من حیث لا یحتسب من ابتدائیہ

marfat.com

ہے اور یرزقہ کے متعلق ہے یعنی اسے روزی ایسے طریقے سے نہیں ہو گی کہ اس کا وہم و گمان تک نہ ہو گا اسی سے وہ مہر آسانی سے بھی ادا کرے گا اور دیگر حقوق بھی اور خرچ بھی سہولت سے ہو گا اور عین المعانی میں لکھا کہ اس حیثیت سے روزی پائے گا کہ وہ کسی کا دست نگر نہ ہو گا یا ایسی روزی پائے گا جس کا اسے حساب کا خطرہ نہ ہو گا۔

از سبب بگذر و تقوی طلب | تا خدا روزی رساند بے سبب

حق ز جائے بخشدت رزق حلال | کہ نباشد در گمان و خیال

(اسباب کو چھوڑ تقوی کا دامن پکڑ تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ بغیر سبب کے روزی پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ تجھے حلال روزی ایسی جگہ سے عطا فرمائے گا جہاں تیرا وہم و گمان نہ ہو گا)

وظیفہ روزی فراخ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن کی ایک آیت ایسی ملی ہے کہ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو اسے روزی کا خطرہ نہ ہو اور آیت من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ہے۔ آپ نے اسے بار بار پڑھا۔

دوسرا وظیفہ کثرت استغفار ہر دکھ سے کشادگی اور ہر تنگی سے شادمانی اور رزق ایسے طریقہ سے ملتا ہے جس کا وہم و خیال نہیں ہوتا۔

شان نزول حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے سالم کو مشرکین نے گرفتار کر لیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بچے کی گرفتاری کے ساتھ فاقہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا تقوی کا دامن تھامو اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کثرت سے پڑھا کرو۔ انہوں نے اس پر عمل کیا تو چند دنوں کے بعد ان کا لڑکا خود بخود گھر آ گیا اور ساتھ ہی ایک سو اونٹ لایا۔ ہوا یوں کہ سالم نے دشمنوں کو غفلت اور نشہ میں پایا تو موقعہ کو سمجھ کر اونٹ لے کر بھاگا اس پر یہی آیت نازل ہوئی۔

فائدہ کاشفی مرحوم نے لکھا کہ حضرت عوف نے اپنی عورت کے ساتھ مل کر یہ وظیفہ پڑھا تو تھوڑے سے عرصہ میں ان کا صاحبزادہ مشرکوں سے خلاصی پا کر گھر آ گیا اور ساتھ ہی چار ہزار بکریاں بھی مدینہ طیبہ میں لایا۔ اس پر یہ نازل

marfat.com

ہوئی کہ جو کوئی تقویٰ کرتا ہے۔ اسے حلال روزی نصیب ہوتی ہے۔

فائدہ عین المعانی میں لکھا ہے کہ ان کا صاحبزادہ چار ہزار بکریوں کے علاوہ اور بھی بہت سا سامان لایا اور جلالین میں ہے کہ بہت سی بکریاں اونٹ مشرکوں سے بھگا کر والد کے ہاں پہنچا۔

قرآن پڑھنے سے ملازمت و حکومت ملتی تھی مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بدوی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ مجھے دفتر میں کوئی بہتر ملازمت عطا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے قرآن مجید پڑھا ہے اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا جایئے قرآن مجید پڑھ کر آیئے پھر تمہیں ملازمت مل جائے گی۔ اس نے جا کر قرآن مجید کی تعلیم میں بڑی محنت کی اس ارادہ پر کہ ملازمت ملے گی لیکن قرآن مجید کی ایسی برکت ہوئی کہ اسے ضروریات زندگی کے لئے کسی کی ضرورت نہ رہی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں واپس نہ گیا۔

ایک دن کہیں راستہ میں ملے آپ نے فرمایا عزیز عرصہ ہوا تم واپس نہیں ملے کیا ناراض تو نہیں ہو گئے ہو۔ عرض کی حضرت آپ سے کون ناراض ہو سکتا ہے۔ آپ تو ہمارے آقا و مولیٰ ہیں لیکن اب مجھے ملازمت کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا وہ کیسے عرض کی کہ قرآن مجید پڑھنے سے مجھے ایسے برکات نصیب ہوئے ہیں جس سے میری ضروریات زندگی پوری ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں کس آیت سے ایسا بھروسہ ملا ہے عرض کی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا سے مجھے خوب سہارا ملا ہے۔

فائدہ دنیوی تنگی ہو یا اخروی جسمانی ہو یا روحانی غرضیکہ تنگی جیسی ہی سخت تر ہو جو بھی اللہ تعالیٰ سے پورے طور ڈرتا ہے اسے دارین کی تنگیوں سے کشادگی اور بہترین رزق نصیب ہو گا اور یاد رہے کہ بہترین رزق جو انسان کو نصیب ہوتا ہے وہ روحانی رزق ہے۔

سوال انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام سے کوئی بھی بڑھ کر متقی نہ ہو گا لیکن ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ انہیں دکھ اور تکلیفیں پہنچی ہیں۔

marfat.com

جواب یہ سب کو معلوم ہے کہ سب سے بڑھ کر دکھ اور تکلیف آخرت کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے یہ حضرات آخرت کے ہر دکھ اور درد سے مامون و محفوظ ہیں کما قال اللہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون اور دنیا میں بھی جو کچھ انہیں تکلیف پہنچیں وہ بھی آخرت کے اجر عظیم کے لئے ہو اور ان کے صبر جمیل پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ہدایت بخشی اور وہ علیم و حکیم اپنی حکمت سے بندوں سے جیسے چاہے کرے اور اپنے بندوں کو جس طرح کے جیسے منافع و فوائد بخشے وہ مالک ہے۔

وظیفہ فراخی رزق حضور سرور عالم ﷺ سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ہمیشہ باوضو رہا کرو تمہارے رزق میں وسعت ہوگی۔

سوال بہت سے وضوء پر مداومت کرنے والوں کی روزی پوری نہیں ہوتی چہ جائیکہ ان کے رزق میں وسعت ہو۔

جواب (۱) اس کی کوئی اور وجہ ہوتی ہے اس وجہ کے ہوتے ہوئے دوسری وجہ کا ظہور نہ ہونا مقصد کے منافی نہیں۔

جواب (۲) کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ وضو کی شرائط و ارکان کی ادائیگی میں غفلت ہوتی ہے اور کبھی جنایات کا غلبہ اور احد الضدین کا غلبہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اصل کا صدور نہیں ہوتا۔

جواب (۳) فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کا دل گواہی دیتا ہے کہ باوضو رہنے والوں کو روحانی و معنوی رزق جیسے علوم و معارف حکمتیں اور حقائق نصیب ہوتے ہیں اور ان پر رزق ظاہری اور غذا جسمانی کی تنگی دراصل فقر ظاہری کو فقر باطنی سے مطابقت کے لئے ہے اس لئے فقر باطنی کا دوسرا نام غنا مطلق ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی دعا میں عرض کیا اللھم اغننی بالافتقار الیک اے اللہ تعالیٰ مجھے افتقار یعنی فقر و فقیری سے اپنا غنا عطا فرما۔ خلاصہ یہ کہ طہارت پر مداومت کرنے والوں کو رزق ظاہری و باطنی ہر دونوں نصیب ہوتے

marfat.com

ہیں یا صرف باطنی کیونکہ بدایہ و نہایہ میں ہر ایک کے مختلف مرتب ہوتے ہیں ہاں اہل نہایت ہر طرح کے رزق سے سرفراز ہوتے ہیں لیکن بہت سے تھوڑے بزرگ ایسے ہوتے ہیں جن کی نہایت میں رزق ظاہری کی تنگی ہو (واللہ غنی)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ومن یتق اللہ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات و افعال کے لئے اپنی اپنی ذات کو ڈھال بناتا ہے اور اسے اپنی ذات و صفات و افعال کی تنگیوں سے محفوظ کر کے ان کی وسعت عطا فرماتا ہے اور اسے اپنے طریقہ عطا اپنے اسم وہاب کے فیض سے ایسے رزق عطا فرماتا ہے جس کا اسے وہم و گمان نہیں ہوتا اس فیض کے حصول میں اس کے اپنے کسب و جدوجہد کو دخل نہیں ہوتا۔

تفسیر عالمانہ ومن یتوکل علی اللہ توکل بمعنی ہر موجود و مفقود میں سکون قلب اور ہر تعلق سے قلب کا انقطاع اور اپنے جمیع احوال میں اللہ تعالیٰ سے متعلق ہونا اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ فھو تو وہی اللہ تعالیٰ حسبہ اسے کافی ہے جب بمعنی محبت ہے بمعنی کافی یعنی اپنے جمیع امور میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اتنا عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے کہنا پڑتا ہے کہ اب مجھے کافی ہے۔

سوال تمہارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رزق میں تغیر و تبدل نہیں تو پھر توکل کا کیا معنی۔

جواب مومن کا قلب ہر لحاظ سے پر سکون اور ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والا ہوتا ہے جس پر اس کے قلب پر اس کے کسی حکم سے ناگواری نہیں ہوتی اسی لئے توکل اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود ہے۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر مکمل طور توکل کرو تو وہ تمہیں ایسے بلا تکلف رزق پہنچائے گا جیسے پرندوں کو کہ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں تو شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

ازالہ وہم اس سے یہ نہ سمجھنا کہ رزق کے لئے کسب و کمائی کی ضرورت نہیں بلکہ حدیث شریف میں تغدو و تروح کے الفاظ کسب و کمائی کی طرف اشارہ کرتے ہیں ہاں توکل کا یہ معنی ہے کہ رزق کے اسباب مکمل

marfat.com

کرنے کے بعد ان پر سہارا کے بجائے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر سہارا کیا جائے مثلاً کسان جب کھیتی کا کام کرے۔ تو بیج زمین میں ڈال کر یہ عقیدہ رکھے کہ حکم کی تعمیل میرا کام تھا رزق عطا فرمانا اس کا کام۔

فائدہ مشائخ فرماتے ہیں تجارت کرو اور کسب و کمائی کرو کیونکہ تم ایسے دور سے گزر رہے ہو کہ اگر کھانے کے لئے اور کچھ بھی نہ ملے تو اپنے دین کو کھاؤ گے۔ بہت سے بیوقوفوں کو دیکھا گیا کہ جب انہیں عین نماز جنازہ کے وقت کہا جاتا ہے۔ کہ چلو دکان پر سودا دو تو وہ نماز جنازہ چھوڑ دیتا ہے۔ مثنوی شریف میں ہے۔

اگر توکل می کنی در کار کن گشت کن پس تکیہ بر جبار کن

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو از توکل در سبب کاہل مشو

ترجمہ (۱) اگر تجھے توکل کرنا ہے تو کام کر کے کیجئے۔ مثلاً کھیتی کا کام مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر تکیہ کیجئے۔

(۲) الکاسب حبیب اللہ (کسب و کمائی کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے) کا راز سنئے سبب کی تکمیل کے بعد سستی نہ کیجئے۔

فائدہ جو حضرات کسب کمائی سے بالکل فارغ بیٹھے ہیں وہ بہت بڑے کاملین ہیں جن کے طریقہ کو دین میں کمزوری رکھنے والے نہیں پہنچ سکتے۔

فائدہ حدیث شریف میں دلالت ہے کہ توکل حقیقی یہ ہے کہ متوکل خاص اور معین رزق کے سہارے پر نہیں رہتا جیسے پرندہ کہ وہ رزق کے معاملہ میں خاص رزق کا منتظر نہیں ہوتا ہاں اولیاء کاملین کا معاملہ اور ہے کہ ان کے نزدیک معین وغیرہ معین رزق یکساں ہے کیونکہ ان کے قلوب ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہیں انہیں غیر کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔

فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ جو اپنے نفس کے رزق یعنی احکام' شرعیہ میں ایسے ہی قلب کے رزق میں یعنی واردات قلبیہ میں اور ایسے ہی روح کے رزق میں یعنی عطایائے الٰہیہ روحانیہ میں توکل کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا اسم

marfat.com

اعظم من حیث الاسماء کافیہ کافی ہے یا اسے نفس کا توکل کافی ہے اس معنی پر حسبہ کی ضمیر توکل کی طرف راجع ہے۔

ان اللہ بالغ امرہ بالغ مضاف امرہ مضاف الیہ ہے بمعنی منفذ امرہ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اپنا حکم جاری کرنے والا اور مراد پوری کرنے والا اور اپنی مخلوق میں اپنی قضاؤ قدر جاری کرنے والا ہے اس پر کوئی توکل کرے یا نہ ہاں جو اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے گناہ معاف کرتا ہے اور اس کا اجر بڑھاتا ہے۔

فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ وہ اپنے ہر مامور کو اس کے منتہیٰ واقعی تک پہنچاتا ہے بالغ کو تنوین کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس وقت امرہ منصوب ہو گا یعنی اسے اس امر تک پہنچاتا ہے جو وہ چاہتا ہے اسے اس سے کبھی نامراد نہیں ہو گا اسے کوئی شے عاجز نہیں کرے گی۔

فائدہ کاشفی مرحوم نے لکھا کہ وہ اپنے کام کو اس حد تک پہنچائے گا جہاں وہ چاہتا ہے یعنی اللہ کی مراد فوت نہیں ہوتی۔

فائدہ امرہ کو علی الفاعلیت بھی پڑھا گیا ہے۔ بمعنی نافذ امرہ یعنی اس کا حکم نافذ ہے۔ القاموس میں ہے امر اللہ بلغ ای بالغ نافذ یبلغ این ارید بہ یعنی اس کا حکم وہاں پہنچا جہاں اس کا ارادہ تھا قد جعل اللہ لکل شئی بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر شے مثلاً شدت و رخا اور فقر و غنا اور موت و حیات وغیرہ کے لئے مقرر فرمائی ہے قدرا تقدیر جو اس کی ذات سے اور زمان اور قوم سے متعلق ہے اور ایسے ہی ہر شے کی کیفیات و اوصاف اس کے ساتھ متعلق ہے پھر جس کسی کے لئے مقدر ہے وہ اسے ملے گا اور وہ اپنے مقدر سے نہ رہ جائے گا خلاصہ یہ کہ قدرا بمعنی مقدار و حدی معین یا وقت اور اجل اور شے وہ نہایت جہاں اس کی انتہا ہوتی ہے کہ جس سے وہ نہ مقدم ہو نہ موخر۔ اور متغیر ہو کر اس کے عوض کوئی اور آسکے یعنی وہ مقدار از زمان جو نہ آگے ہو سکے نہ پیچھے۔

فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ قدر سے رتبہ اور وہ کمال جو شے کے لائق ہو۔

marfat.com

تفسیر صوفیانہ حضرت قاشانی نے فرمایا کہ جو وسائط سے قطع نظر کرکے اور وسائل سے فارغ ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر توکل کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ان امور سے کفایت کرے گا جو اس کے لئے مقدر کئے گئے ہیں اور اسے وہ وہ عطا فرمائے گا جو اس کی قسمت اخروی و دنیوی امور میں سے اس کی قسمت میں لکھی ہے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے مطابق کام کو تمام فرماتا ہے نہ اسے کوئی منع کر سکتا ہے اور نہ کوئی حائل ہو سکتا ہے۔ اور جو اس پر یقین رکھتا ہے وہ کسی سے خوفزدہ نہ ہو گا اور نہ ہی کسی سے امید بلکہ وہ اپنے جملہ امور اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کرتا ہے تو وہ ہر حال میں نجات پاتا ہے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ ہر کام کی ازل میں حد اور وقت مقرر فرماتا ہے وہ نہ کسی کی کوشش سے بڑھتا ہے اور نہ کسی کے روکنے سے گھٹتا ہے اور نہ کسی کی کوتاہی سے ٹلتا ہے اور وہ کسی وقت سے موخر ہوتا ہے اور نہ مقدم اور جو اس پر یقین رکھتا ہے وہی حقیقی متوکل ہے۔

تقدیر کی لغوی و اصطلاحی تحقیق المفردات میں ہے کہ تقدیر کا لغوی معنی ہے کسی کو قدرت دینا اور عرف میں مقدار مخصوص و وقت مخصوص و درجہ مخصوص مقدر کرنا حکمت کے اقتضاء پر مقدر کرنا اور فعل الٰہی دو قسم ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فعل کو ایجاد فرمایا اور ایجاد کا یہ معنی ہے کہ اس نے یکبارگی فعل کو مکمل طور از سر نو بنایا اس میں نہ کون کو دخل ہے نہ فساد کو جہاں تک اس کا باقی رکھنے یا تبدیل کرنے کا ارادہ ہے جیسے آسمان اور وہ اشیاء جو اس میں ہیں اور بعض ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں جن کے اصول بالفعل موجود اور اجزاء بالقوۃ ہوتے ہیں اور جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی شے مقدر فرمائی ہے پھر ایسا نہیں ہو گا کہ اس کے سوا کوئی اور شے ہو جائے جیسے گٹھلی جس میں کھجور کی پیدائش مقدر ہے اس سے ناشپاتی یا کوئی اور میوہ پیدا نہ ہو گا پھر تقدیر الٰہی دو قسم ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا تقدیر کا حکم علی سبیل الوجوب ہو گا کہ اس کے برعکس ہرگز نہ ہو گا۔

(۲) حکم علی السبیل الامکان اسی دوسری قسم کے لئے فرمایا لکل شئی قدرا۔

مسئلہ آیت میں توکل کے وجوب کا بیان ہے اور تنبیہ ہے کہ ہر امر اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کیا جائے کیونکہ

marfat.com

جب سب کو معلوم ہے کہ رزق وغیرہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر موقوف ہے جیسے اس نے وقت مقرر فرمایا اس سے پس و پیش نہ ہو گا تو پھر سوائے سر تسلیم خم کے چارہ نہیں۔

فائدہ حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا یہ آیت توکل تو تقویٰ کا اصل ہے اور تقویٰ نغمہ بوستان قرب ہے اور یہ معیت الٰہی کی خبر دیتا ہے کما قال ان اللہ مع الذین اتقوا اور توکل رائحہ گلزار کفایت ہے اور یہ محبت کی ریحان کی خوشبو ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یحب المتوکلین ان دونوں کے بغیر طریق تحقیق میں قدم نہیں رکھا جا سکتا۔

سلوک راہ معنی را توکل باید و تقویٰ توکل مرکب راہست و تقویٰ توشہ رہبرو

(راہ معنی کا سلوک توکل و تقویٰ سے طے ہوتا ہے توکل رستہ کا گھوڑا ہے تو تقویٰ کا توشہ)

توکل و تقویٰ لازم و ملزوم حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ توکل متقین کو بچتا ہے اور تقویٰ توکل کے بغیر نہیں ہو سکتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اکٹھا بیان فرمایا ہے کما قال ومن یتق اللہ الخ بعض مشائخ نے فرمایا کہ جس کے لئے تقویٰ متحقق ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر اعراض عن الدنیا اور اقبال علی اللہ آسان فرما دیتا ہے اپنی خدمت کے لئے اسے مزین فرماتا ہے اور اسے اہل ارادہ کا امام بناتا ہے جس کی وہ اقتداء کرتا ہے وہ ان کو واضح ترین راستہ پر لگاتا ہے یہی اعراض عن الدنیا والاقبال علی اللہ ہے اور یہ متقین کا مرتبہ ہے۔

فائدہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو اپنے جملہ امور اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں کافی ہے۔

فائدہ حضرت ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فیصلہ فرمایا ہے کہ جو اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کی کفایت فرمائے گا اور جو ایمان لاتا ہے تو اسے راہ راست نصیب فرمائے گا اور جو اسے قرض دیتا ہے تو اسے جزا بخشے گا اور جو اس پر بھروسہ کرتا ہے اسے نجات دے گا اور جو اس سے دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول کرے گا۔ اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ فرمایا ومن یؤمن

marfat.com

باللہ یھدو من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم اور فرمایا اجیب الدعوۃ الداع اذا دعان میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

تفسیر علامہ والائی یہ بھی حروف موصولہ سے ہے التی کی جمع ہے یعنی وہ عورتیں یئسن من المحیض جن سے دخول ہوا اور بڑھاپے کی وجہ سے یا حیض کی وجہ سے یا حیض کے خشک ہونے کے سبب سے حیض سے ناامید ہو چکی ہیں اور وہ ساٹھ سال یا پچپن سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔

مسئلہ اگر کوئی عورت اس سن کے بعد حیض دیکھے تو وہ حیض میں شمار نہ ہوگا۔

فائدہ یئسن فعل ماضی ہے الیأس مشتق ہے بمعنی القنوط یعنی ناامید ہونا الرجاء بمعنی امید کی نقیض ہے مثلاً کہا جاتا ہے یئس من مرادہ یعنی مراد سے ناامید ہو گیا یئس یئس یأساً وایاسا کا بھی یہی ہے لیکن الیسا اس کا مصدر نہیں ہے ان دونوں کا فاعل لیس آتا ہے اس کا یائس فاعل نہیں آتا مونث کے لئے بھی آیس آتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے امراۃ آیس یہ اس وقت کہتے ہیں جب عورت حیض سے مایوس ہو جائے مونث کے لئے آلستۃ نہیں آتا اس لئے کہ تاء اس وقت صیغہ مونث کے لئے لائی جاتی ہے جب اس کا مذکر کا صیغہ مستعمل ہوتا ہو کیونکہ ان کے مابین فرق کرنے کے لئے تاء کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ امراۃ آئس اور عاتق وحامل اسی قبیل سے ہیں کہ ان پر بھی تاء نہیں آتی صرف لفظ حامل ہیں اس وقت تاء نہیں آئے گی جب بچہ سے حاملہ ہو اگر عورت ناامیدی یا بچہ کی وجہ سے نہ ہو تو اسے آئشہ حاملہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فائدہ المغرب میں ہے کہ الیأس بمعنی انقطاع الرجاء اور آئس آیسہ (یعنی وہ عورت جو حیض سے ناامید ہو چکی ہو) کا مصدر ہے یہ دراصل ائیاس تھا بروزن افعال اور وہ ہمزہ جو عین کے بالمقابل ہے) اسے تخفیفاً حذف کر دیا گیا ہے۔ المحیض بمعنی حیض ہے اہل عرب کہتے ہیں حاضت الانثی فھی حائض وحائضہ یعنی وہ عورت جس کی قبل سے خون جاری ہو۔

marfat.com

فائدہ حیض نہ صرف آدمی عورت کو آتا ہے بلکہ حیوانات میں خرگوش اور ضبع اور چمگادڑ کو بھی آتا ہے (کماذکرہ الجاحظ) القاموس میں ہے کہ اہل عرب کہتے ہیں حاضت المراۃ تحیض حیضا و محیضا و محاضا فہی حائض اور حائض کی جمع حوائض اور حیض بمعنی عورت کا خون بہنا۔ المحیض اسم ہے اور مصدر ہے بعض نے کہا کہ الحوض اسی سے ہے کیونکہ اس سے بھی پانی بہتا ہے۔ الحیضتہ بمعنی ایک بار حیض جاری ہونا۔ شرع میں حیض وہ خون جسے تندرست اور بالغ عورت غیر آئسہ کی رحم نکالے اس معنی پر وہ عورت جو خون حیض سے ناامید ہو جائے اسے شرع نے آئسہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

فائدہ آیت میں پہلا من ابتداء غایت کے لئے ہے اور جو اس سے پہلے فعل واقع ہے اس کے متعلق ہے اور دوسرا من تبیینیہ اور اس کا متعلق محذوف ہے۔

ان ارتبتم یہ ارتیاب سے مشتق ہے بمعنی شک میں ہونا یعنی اگر تم شک میں ہو اور ان پر قطعی طور کوئی حکم جاری نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے حیض منقطع ہونے کی وجہ سے تمہیں کوئی علم نہیں ہو سکتا ان کے بڑھاپے کی وجہ سے حیض سے بے خبری ہے کہ نامعلوم ان کی عدت کیونکر ہے۔

فعدتہن ثلاثتہ اشہر واللائی یئسن مبتداء اور اس کی خبر فعدتہن ہے۔ ان ارتبتم جملہ معترضہ اور جواب شرط محذوف ہے جو کہ فاعلموا انہا ثلاثتہ اشہر لغۃ اہل لغت کہتے ہیں کہ اشہر شہر کی جمع ہے اور وہ چاند کی تاریخیں معلومہ کا مجموعہ یا بارہ ماہ (سال) کا ایک جز ہے یعنی جب سورج ایک نقطہ سے دوسرے نقطے تک گھوم جاتا ہے تو سال ختم ہوتا ہے اور القاموس میں ہے کہ شہر کے چند گنتی کے دن ہیں اور شہر سے اس لئے موسوم ہے کہ وہ قمر (چاند) سے شہرپاتا ہے۔ واللائی اور وہ عورتیں جو کہ لم یحضن حیض کا خون نہیں دیکھتیں بوجہ ان کے صغرسنی کے تو ان کی عدت بھی تین مہینے ہے یہاں ثلثہ اشہر محذوف ہے۔ جبکہ پہلے اس کا ذکر ہو۔ اب دوبارہ لانے کی ضرورت ہی نہیں۔

مسئلہ وہ نوجوان عورت جس کا کسی وجہ سے قبل سن ایاس خون بند ہے تو امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے

marfat.com

نزدیک اس کی حد بھی تین ماہ ہے لیکن امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ خون کے آنے کا انتظار کرے یا سن ایاس تک پہنچے۔ اگر اس اثناء میں خون ظاہر ہو تو اس کی عدت اسی کے مطابق شمار ہوگی۔

فائدہ بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ نے طاہ کو وقت طلاق کی ایک علامت مقرر فرمایا ہے اور قاعدہ لکھا ہے کہ جو عورتیں حیض سے مایوس ہیں ان کی عدت تین ماہ ہے لیکن یہ ان کی غلطی ہے اگر وہ اس کے بجائے میم لکھتے تو موزوں ہوتا کیونکہ طاہ انقطاع کے معنی میں موسوم ہے اور میم مایوسہ کے معنی پر واضح ہے ہاں انہوں نے عدم ظہور حیض پر قیاس کیا ہے کہ جیسے اس کے حیض نہ ہونے سے حمل ظاہر نہیں ہوتا ایسے ہی مایوسہ عورت کا حال ہے۔ **ولولات الاحمال** اور حاملہ عورتیں۔

حل لغات اولات کا واحد ذات بمعنی صاحب احمال حمل کی جمع ہے (بالفتح) بمعنی بوجھ اس سے مراد وہ بوجھ جو پیٹ میں ہے جسے حاملہ عورتیں اٹھاتی ہیں یعنی پیٹ کے اندر والا بچہ اب معنی یہ ہوا کہ وہ عورتیں جو حمل والی ہیں۔ **اجلھن** ان کی عدت کی انتہا یہ ہے کہ **ان یضعن اجلھن** وضع حمل کریں وہ مطلقہ ہوں یا شوہر فوت شدگان۔

مسئلہ اگر کوئی عورت طلاق کے بعد یا شوہر کے فوت ہونے کے بعد فوراً وضع حمل کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہیں خواہ ایک ماہ کے بعد ایک ہفتہ پر یا ایک گھنٹہ پر۔

فائدہ اس سے آیت **والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن باربعتہ اشھر وعشر** کا عموم منسوخ ہو گیا کیونکہ آیت سورہ طلاق آیت مذکورہ بالا کے بعد نازل ہوئی۔

حکایت و روایت حدیث شریف حدیث شریف میں ہے کہ سبیعہ بنت الحارث اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شوہر فوت ہوا تو چند دنوں کے بعد اسے وضع حمل ہوا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو عرض کیا تو آپ نے فرمایا تیری عدت ختم ہو گئی اب جس سے چاہے نکاح کر لے۔

marfat.com

ومن یتق اللہ اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام و حقوق کے بارے میں تقوی کرتا ہے تو یجعل لہ من امرہ یسرا تو اس پر جملہ امور آسان فرمائے گا اور اسے خیر و بھلائی کی توفیق بخشے گا اور اسے تقوی کے سبب سے معاصی و جرائم سے بچائے گا۔ اور من بیانیہ ہے مبین سے بوجہ فواصل کے مقدم کیا گیا ہے یا من بمعنی فی ہے۔ ذلک احکام مذکور کی طرف اشارہ ہے۔

سوال بعد کو خطاب جمع کا ہے لیکن ذلک مفردہ کے لئے ہوتا ہے اس کی مطابقت کیسے ہوگی۔

جواب یہاں حاضر اور گزرے ہوئے امر کا فرق ظاہر کرنا مطلوب ہے۔ تعیین خطاب مراد ہے تاکہ مطابقت ضروری ہو۔ امر اللہ اللہ تعالیٰ کا امر یعنی حکم شرعی ہے انزلہ اسے لوح محفوظ سے نازل فرمایا ہے الیکم تمہاری طرف۔

فائدہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اسے قرآن مجید میں تمہارے نبی علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے تاکہ تم اس پر عمل کرنے کی استعداد حاصل کرو فلہذا اس کی مخالفت سے بچو ومن یتق اللہ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے یعنی اس کے احکام پر حفاظت کرو۔ یکفر عنہ سیاتہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے گا یعنی اپنی رضا سے اس کے گناہ چھپاتا ہے اور بہت بار اس کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کرتا ہے۔
ویعظم لہ اجرا اور قیامت میں اس کا اجر و ثواب بڑھاتا ہے اجرا ہے اجر عظیم مراد ہے جیسا کہ اجر کی تنوین سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ تنوین عظمت کی ہے یعنی تنکیر کی تعمیم تمیم پر دلالت کرتی ہے۔

فائدہ تین طلاقوں سے بچنے سے اشارہ ہے کہ بوقت ضرورت صرف ایک طلاق واقع کرنے میں منجانب اللہ جز... کی امید رکھنی چاہیئے اس کے اشارے آیت ہذا میں موجود ہیں۔

۱۔ آیت میں یعنی یجعل لہ مخرجا فرما کر اسے موجودہ پریشانی اور مکروہ فعل کی خرابی سے نکلنے کا وعدہ ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اس کے عوض ایسی محبوب شے نصیب ہوگی جو اس کے وہم و خیال میں نہ ہوگی۔

۲۔ اس کی مشکلیں حل ہوں گی بلکہ اس پر ہر خیر کے دروازے کھل جائیں گے۔

marfat.com

سہ اسے بہتر جزا کا وعدہ فرمایا یعنی آخرت میں اسے اعلیٰ نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

اسکنوھن من حیث سکنتم انہیں اس مکان میں ٹھہراؤ جس میں تم خود ٹھہرتے ہو یہ جملہ مستانفہ ہے اور ماقبل سے ایک پیدا شدہ سوال کا جواب ہے وہ یہ کہ مطلقہ کے متعلقین کے بارے میں کیا حکم ہے اس کے جواب میں فرمایا کہ اسکنوھن الخ یعنی انہیں وہاں ٹھہراؤ جہاں خود ٹھہرتے ہو یعنی طلاق میں غصہ کر کے مطلقہ عورتوں کو گھر سے نکال نہ دو بلکہ انہیں اپنے مکان کے کسی حصہ میں ٹھہراؤ۔ یہ خطاب اہل ایمان طلاق دہندگان کو ہے۔

من وجدکم اپنی وسعت کے مطابق یعنی مطلقہ عورتوں کی ٹھہرنے کی جگہ اپنی طاقت کے مطابق بناؤ۔

حل لغات الوجد بمعنی طاقت اور تونگری مثلاً اہل لغت کہتے ہیں۔ افتقر فلان بعد وجدہ فلاں شخص وہ تونگری کے بعد فقیر ہو گیا۔ یہ من حیث سکنتم کا عطف بیان و تفسیر ہے۔

فائدہ عین المعانی میں ہے من من حیث سکنتم کے ابہام بیان کرنے کے لئے ہے عین المعانی کے اس بیان پر ابوحیان نے اعتراض کیا ہے عطف بیان میں عامل کا اعادہ نہیں ہوتا ہاں بدل میں عامل کا اعادہ ہوا کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ اسے بدل بنایا جائے۔

مسئلہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اگر شوہر کا صرف ایک مکان ہو تو مطلقہ کے لئے ایک کنارے پر ایک جگہ مختص کی جائے۔

مسئلہ صاحب لباب نے لکھا کہ جس مکان میں عورت کو طلاق دی گئی ہے اگر وہ شوہر کی ملکیت کا ہے تو اس شوہر پر لازم ہے کہ وہ مکان عورت کو خالی کر دے تاکہ وہ اس میں آرام کے ساتھ عدت گزارے اگر وہ مکان کرایہ کا ہے تو اس کی اجرت شوہر ادا کرے۔ اگر عاریت کا مکان ہے تو عاریت کا مکان مالک کو واپس لوٹ دے اور عورت مطلقہ کے لئے کوئی کرایہ کا مکان لے کر عدت گزارنے کے لئے عورت کے سپرد کرے۔

مسئلہ کشف الاسرار میں ہے کہ جس معتدہ سے شبہ کے طور وطی کی گئی ہے اور جس لونڈی کا نکاح فسق ہوا یعنی

marfat.com

عیب یا خیار عتق کی وجہ سے تو اس کے لئے نہ مکان دینا ضروری ہے نہ نفقہ اگرچہ وہ حاملہ ہو۔

ولاتضاروھن اور انہیں ضرر نہ دو۔ یعنی گھر میں ٹھہرانے کے بارہ میں کسی وجہ سے ان کے لئے ضرر کا ارادہ نہ کرو اور معاملہ کبھی مشارکت کے لئے آتا ہے یعنی مطلقات کو ضرر نہ دو۔

لتضیقوا علیھن اور بعض اسباب کی وجہ سے ان پر تنگی نہ کرو مثلاً انہیں ان کے ساتھ ایسے افراد ٹھہرانا جو ان سے موافقت نہیں رکھتے یا ان کے رہنے کے مکان میں وہ تصرف کریں وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ وہ اس جلد سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔ خلاصہ یہ کہ ان کی رہائش گاہ میں کسی قسم کی تنگی نہ کرو۔

مسئلہ اس میں حسن المروۃ اور شفقت و رحمت کا سبق دیا گیا ہے اور سابق حقوق زوجیت کا درس دیا گیا ہے اور ان سے یہ حسن مروت وغیرہ ان کی آسانی کے لئے ہے یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے تک آرام سے وقت بسر کر سکیں۔

وان کن اور اگر وہ مطلقات اولات حمل حمل والی ہوں اور اولات مکسور ہے جیسا کہ جمع مونث کا قاعدہ ہے اور حمل کی تنوین تعمیم کی ہے اس طرف اشارہ ہے کہ ان کے وضع کا وقت قریب ہو یا بعید فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن اور ان کو نان و نفقہ دو یہاں تک کہ وضع حمل ہو تو وہ عدت سے فارغ ہو جائیگی اور تمہارے خرچ لینے کی کلفت سے بھی بچ جائے گی اور دوسری جگہ انہیں نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔

مسئلہ طلاق بائن واقع ہو اور وہ حاملہ ہو تو اسے نان و نفقہ اور مکان میں ٹھہرانا چاہئے اور اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے۔

فائدہ عدت حیض کی ہو یا مہینے کی گنتی بہر حال نان و نفقہ ضروری ہے۔

مسئلہ اگر مطلقہ کا شوہر طلاق کے بعد فوت ہو جائے تو ترکہ سے نہ نان و نفقہ ضروری ہے اور نہ مکان خاص میں ٹھہرانا بلکہ اس کی مرضی جہاں چاہے عدت گزارے اگرچہ وہ حاملہ ہو اس لئے کہ علماء کا اجماع ہے کہ کسی نے کسی کو مجبور کیا کہ اس کی عورت اور اس کے چھوٹے کو خرچ دے تو اس نے خرچ کیا۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ اس کے

marfat.com

مرنے کے بعد بھی اس کے مال سے خرچ کرے۔

مسئلہ ایسے متوفی عنہا الزوج حاملہ کا حکم ہے یہی اکثر فقہاء کا قول ہے۔

مسئلہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہر مطلقہ عورت کے لئے نفقہ اور مکان ضروری ہے وہ طلاق مغلظہ ہو یا رجعی یا بائنہ اس وقت تک کہ عدت ختم ہو۔ طلاق رجعی ختم ہو تو اس کا نان و نفقہ تا اختتام عدت ضروری ہے۔ اس لئے کہ وہ عدت سے پہلے ابھی شوہر کے نکاح میں بدستور ہے عدت کے اختتام پر اس کا نکاح ختم ہو گا اور چونکہ اس عورت کا نکاح معرض زوال میں ہے کہ عدت گزرتے ہی یہ اپنے شوہر سے فارغ ہو جائے گی اسی لئے یہ اپنے حق نکاح کے لحاظ سے نفقہ وغیرہ کی حقدار ہے جیسے کسی نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور اس کی طلاق کو ایک ماہ گزرنے پر معلق کیا تو اس عورت کا نان و نفقہ ضروری ہے تو ایسے ہی مطلقہ رجعیہ کو سمجھئے خلاصہ یہ کہ مطلقہ رجعیہ کا نان و نفقہ وغیرہ بالاجماع ثابت ہے۔

طلاق بائنہ اگر کسی عورت کو طلاق بائنہ واقع ہو تو ہمارے نزدیک اس کا نان نفقہ اور مکان میں ٹھہرنا بھی ضروری ہے کما قال اللہ تعالی اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم یعنی جہاں تم ٹھہرتے ہو وہاں مطلقہ کو ٹھہراؤ اور حسب وسعت عدت گزرنے تک اسے نان و نفقہ دو۔

فائدہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراۃ میں ہے۔ اسکنوھن من حیث سکنتم وانفقوا علیھن من وجدکم

مسئلہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مطلقہ کے لئے مکان ضروری ہے لیکن نان و نفقہ کی ضرورت نہیں ہاں حاملہ ہو تو پھر نان (نفقہ ضروری ہے کما قال اللہ تعالی وان کن اولات حمل (الخ)

سوال جب احناف کے نزدیک ہر مطلقہ کے لئے نان و نفقہ ضروری ہے تو پھر آیت میں وان کن اولات

marfat.com

حمل الخ کی شرط کیوں؟

جواب کبھی حمل کی مدت طویل ہو جاتی ہے تو پھر بعض بے خبر لوگوں کو گمان گزرتا کہ نان و نفقہ لازم نہیں رہا جب دیکھتے ہیں کہ حاملہ کی عمومی عدت ختم ہو گئی تو نان و نفقہ کیسا اسی وہم و گمان والوں کے لئے یہ شرط لگائی گئی۔ (الکشاف) فان ارضعن لکم (اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلائیں)

حل لغات الرضاع لغت میں معنی تھنوں سے دودھ پینا اور اصطلاح شرع میں بچے کا وقت مخصوص میں آدمیہ کا خالص یا ملاوٹ والا دودھ پینا (حقیقتاً و حکما) الارضاع معنی دودھ پلانا اگر یہ مطلقہ عورتیں رشتہ زوجیت و تعلق نکاح کے انقطاع کے بعد اپنے یا غیر بچے کو دودھ پلائیں۔

سوال لکم کیوں فرمایا حالانکہ عبارت کا تقاضا ہے کہ اولادکم ہوتا؟

جواب چونکہ دوسری ایت میں فرمایا والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن ارادان یتم الرضاعۃ اس میں اولاد کی اضافت عورتوں کی طرف ہے اور لام اختصاص مردوں کے لئے تاکہ معلوم ہو کہ دودھ پلانے کا خرچ شوہروں پر واجب ہے۔

مسئلہ اگر بچے کی ماں (اگرچہ مطلقہ ہو) خوشی سے دودھ پلائے تو بہتر ہے اسے دودھ پلانے پر مجبور کرنا جائز نہیں اگر وہ دودھ پلانے سے انکار کرے تو مرد پر واجب ہے کہ وہ کسی دایہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت ادا کرے۔

مسئلہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بچے کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پہ نہ رکھا جائے جبکہ وہ نکاح میں ہے۔

فاتوھن اجورھن اگر وہ مطلقہ دودھ پلانے کی اجرت طلب کرتی ہے تو انہیں اجرت دو کیونکہ وہ اس وقت عام دائگان کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ اللباب میں ہے کہ عورت کو طلاق ہو جائے تو پھر اپنے کو دودھ پلانا اس پر واجب نہیں ہاں اگر بچہ سوائے

marfat.com

اس کے لور کسی عورت کا دودھ نہیں پیتا تو اس وقت اس پر دودھ پلانا واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر مطلقہ لور شوہر بچے کے دودھ پلانے کی اجرت میں اختلاف کریں تو دیکھا جائے گا کہ اگر عورت جائز اجرت طلب کرتی ہے لیکن شوہر کہتا ہے کہ میں اجرت کے طور پر نہیں بلکہ بطور تبرع جو کچھ چاہوں گا دوں گا شوہر کا یہ قول غلط ہے بلکہ عورت کو جائز اجرت دینی پڑے گی اگر عورت جائز اجرت سے بڑھ کر مانگتی ہے تو مرد سے جائز اجرت دلوائی جائے گی لور زائد مطالبہ غلط قرار دیا جائے گا۔

مسئلہ اگر قاضی (حاکم وقت) کے ہاں فیصلہ طے ہو چکا ہے کہ بچے کا والد کنگال ہے اور دودھ پلانے کی اجرت کی لوائیگی سے عاجز ہے لور اس کی عورت مطلقہ بچے کے دودھ پلانے کی اجرت مانگتی ہے تو عورت کو مفت دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

سوال بچے کے اگر باپ پر یہ حقوق ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ حریت و رقیت میں بچہ باپ کے تابع کیوں نہیں بلکہ ماں کے تابع ہوتا ہے مثلاً بچہ کے اب کے غیر کی ملک ہے تو بچہ بھی اس کی ملک ہو گا اگر باپ حر ہو ایسے ہی ماں اگر آزاد ہے تو بچہ بھی آزاد ہو گا اگرچہ بچہ غلام ہو۔

جواب فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ماں کے نطفہ کو باپ کے نطفہ پر ترجیح ہے اس لئے کہ ماں کا نطفہ اس کے پیٹ میں ٹھہرتا ہے لور باپ کا نطفہ غیر معلوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ مالکیت والدیت پر غالب ہے ویسے تحقیق یہ ہے کہ احکام شرع عقلیہ نہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے وہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔

وائتمروا بینکم لور اے بچے کے ماں باپو۔ آپس میں مشورہ کرو۔ بالمعروف ساتھ اچھائی کے ایک دوسرے کو دودھ پلانے لور مزدوری کے بارے میں اچھا مشورہ کرو اگر تم میں سے کسی ایک سے کچھ غلطی ہو جائے تو چشم پوشی سے کام لو۔ نہ تو باپ کی طرف سے دودھ پلانے کی ضروریات کی لوائیگی میں بخل ہو اور نہ ماں سے کسی قسم کی رکاوٹ یا تنگی کیونکہ وہ بچہ دونوں کا مشترک ہے لور اس پر شفقت کرنے میں برابر کے شریک ہیں۔ معلوم ہوا کہ ائتمار بمعنی تآمر ہے جیسے اشتواء تشاور کے معنی میں آتا ہے اہل عرب کہتے ہیں (ائتمر القوم اتامروا) یہ اس وقت

marfat.com

بولتے ہیں جب لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مشورہ لیں اور اہل صرف کے نزدیک افعل کبھی تفاعل کے معنی میں آتا ہے اور یہاں بھی اسی قاعدہ پر مستعمل ہوا ہے وان تعاسرتم یہ تعاسر القوم سے ہے یہ اس وقت بولتے ہیں۔ جب لوگ کسی کام کو دشوار بنانے کی کوشش کریں تعاسرتم معنی تضایقتم ہے یعنی اگر تم دشواری پیدا کرو اور تنگی دکھاؤ مثلاً باپ دودھ کی مزدوری میں انکار یا تنگی کرے یا ماں دودھ پلانے سے انکار کرے۔ فترضع له هو کا مرجع یا والد ہے جیسے کشاف میں ہے۔ اور یہ فان ارضعن لکم کے موافق ہے یا اس کا مرجع بچہ ہے جیسے جلالین کاشفی وغیرہ میں ہے اور اس میں یہ بھی لکھا کہ فسترضعه ہوتا تو اشکال نہ رہتا تو اسے دودھ پلائے گی۔ اخری دوسری عورت اور عورت جو اس بچے کو دودھ پلائے گی یعنی وہ غیر عورت جو بچے کی ماں نہیں۔

مسئلہ اگر بچے کی ماں اپنے بچے کے دودھ پلانے سے انکار کرے تو اسے دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

فائدہ اس میں بچے کی ماں کو عتاب ہے کہ اگر وہ تنگی کرتی ہے تو کیا ہوا کوئی اور پلائے گی جیسے تم کسی کے ہاں کام کے لئے جاؤ اور وہ کام نہ کرے یا بے پرواہی کرے تو تم اسے کہو اگر تم میرا کام نہیں کرتا تو کوئی اور کرے گا اس سے اس طرح ملامت کرنے پر ایسا کلام کیا جاتا ہے ایسے ہی یہاں ہوا۔

فائدہ حضرت سعدی مفتی مرحوم نے فرمایا کہ اس میں ماں کی طرح باپ کو بھی عتاب ہے وہ اس طرح کہ اسے خطاب نہیں کیا گیا حالانکہ اسے پہلے خطاب کے شرف سے مشرف کیا جارہا تھا۔ اور کسی کو خطاب سے محروم کرنا یہ بھی ایک قسم کا عتاب ہے۔

مسئلہ اس میں یہ اشارہ بھی ہے اگر عورت پر دودھ پلانے کے موقعہ پر اجرت کی تنگی کی گئی ہے اور وہ دودھ پلانے سے انکار کرتی ہے تو ضروری ہے کہ دودھ پلانے کے لئے اور عورت اجرت پہ لی جائے لیکن اگر وہ بھی اجرت مانگتی ہے تو پھر اس اجرت کی زیادہ مستحق بچے کی ماں ہے کیونکہ بہ نسبت دوسری عورت کے ماں زیادہ شفیق اور رحیم تر ہے اسی لئے اجرت کی بھی یہی زیادہ حق دار ہے ہماری مذکورہ بالا تقریر سے شرط و جزاء کا ارتباط بھی معلوم ہو گیا۔

marfat.com

ینفق واسعتہ اور لا ینفق میں لام امر کی ہے اور وُ سعتہ بمعنی فراخی و تونگری

والا من سعتہ چاہئے دولت مند اپنی دولت کے مطابق خرچ کرے یعنی مطلقہ و منفقہ پر حسب وسعت خرچ کیا جائے اور من لینفق کے متعلق ہے ومن قدر علیہ رزقہ اور جس پر رزق کی تنگی ہے یعنی وہ فقیر اور تنگدست ہے الاقدر اسی سے مشتق ہے یعنی وہ جانور جو قصیر العنق ہو یعنی چھوٹی گردن والا فرس قدر بھی اسی سے مشتق ہے اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو اپنا پچھلا پاؤں اٹھا کر اس جگہ پر رکھے جہاں سے پہلے پاؤں اٹھائے علی الموسع قدرہ علی المقتر قدرہ اسی لغت سے ہے یعنی وہ شخص جس کا حال تنگ ہو۔

فلینفق مما اتاہ اللہ چاہئے اس سے خرچ کرے جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اگرچہ قلیل ہو یعنی دولت مند ہو یا تنگدست اسے اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتاھا اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر وہ جو اسے اس نے عطا فرمایا تھوڑا یا زیادہ یعنی تکلیف مالایطاق میں اللہ تعالیٰ کسی کو مبتلا نہیں فرماتا اسے اپنے وعدہ کرم سے موکد فرمایا۔

چنانچہ فرمایا سیجعل اللہ بعد عسر یسرا عنقریب اللہ تعالیٰ دکھ کے بعد آسانی فرمائے گا جلدی یا دیر سے۔ سین میں ضروری نہیں کہ وہ کام کسی خاص معین مدت میں ہو اور ہر آنے والی گھڑی کو قریب کہا جا سکتا ہے اگرچہ آخرت کا دن ہو تو اسے بھی قریب کہہ سکتے ہیں اسی لئے تنگدست کو آسانی کا انتظار کرنا چاہئے کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ کشادگی فرمائے گا اس انتظار سے بھی ثواب پائے گا کیونکہ رحمت الٰہی کا انتظار بھی عبادت ہے۔

فائدہ آیت میں غریب اور تنگدست کو تسلی دی گئی ہے اور اسے ترغیب ہے کہ وہ اپنی جدوجہد میں کمی نہ کرے۔

زمخشری کی تردید زمخشری نے کہا کہ یہ ترغیب وغیرہ صرف اسی دور کے ازواج فقراء کو ہے حالانکہ یہ قواعد تفسیر کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآنی قانون حکم عام ہوتا ہے اگرچہ ورود نزول خاص واقعہ کے لئے ہو اب معنی یہ

marfat.com

ہوا کہ ہر تنگدست کو تسلی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرما کر ان کی تنگی دور فرما کر انہیں دولت و دنیا سے نوازے تو جید از کرم نہیں لیکن انہیں چاہیے کہ اپنی حسب وسعت خرچ کرنے میں کمی نہ کریں۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ میرے نزدیک بھی یہی معنی موزوں ہے کہ حکم عام ہو کیونکہ قرآن کے معانی محدود محصور نہیں ہوتے بلکہ قرآن مجید کے معنی کو صرف ایک معنی تک بھی محدود نہ رکھا جائے جیسا کہ اہل ظواہر کا طریقہ ہے کہ وہ قرآن کے معانی کو محدود معانی میں محدود رکھتے ہیں۔

اب اس تقریر پر آیت کا معنی یہ ہوا کہ رزق میں اہتمام کے باوجود تنگی بدستور ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ کبھی وہ کریم لطف فرمائے گا ایسے ہی سینہ کے علوم و اسرار کے خرچ میں کمی محسوس کرتا ہے تو حزن و ملال نہ کرے بلکہ سینہ کے اسرار و یسر بعد طمانیت و رضائے حق کا انتظار کرے (کذا قال النجمی) اور یہ بھی فرمایا کہ مشتاقوں سے جو محجوب ہوں تو ان کی تنگی سے گھبرائے بلکہ انتظار کرے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایسی تنگی دور کرکے کشف غیب کی آسانی فرمائے گا۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ ہر ذو سعہ کو حکم ہے کہ وہ اپنی وسعت پر خرچ کرے مثلاً خفی منفق کہ جس پر منجانب اللہ اسرار کھلے ہیں تو وہ روح پر خرچ کرے اور روح سر (جید خفی) پر خرچ کرے اور سر (جید خفی) قلب پر اور قلب نفس پر اور نفس سینے پر اور سینہ جسم پر خرچ کرے ان میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ فیوض الٰہیہ کے عطایا میں سے جتنا امکان رکھتا ہے خرچ میں کمی نہ کرے اور وہ جو استعداد رکھتا ہے اپنی استعداد میں ذرہ برابر خالی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر وہ جو اسے اس نے استعداد ازلی میں سے بخشتا ہے اور تقلیت غیر عنایت فرمائی ہے۔ اس سے خرچ کرے عنقریب اس پر انقطاع فیض کی تنگی کے دکھ سے اتصال فیض سے آسانی بخشے گا۔

تفسیر عالمانہ وکاین من قریۃ اور کتنی بستیاں تھیں کم خبریہ اور تکثیر کے لئے ہے ... جگہ جہاں لوگوں کا اجتماع ہو۔ اب معنی یہ ہوا کہ بہشت سے بستی اور شہر والوں نے یہاں مضاف محذوف ...

marfat.com

مضاف الیہ اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے پھر اسے اسی صفت سے موصوف کیا گیا جس سے مضاف موصوف ہوتا تھا یا یہ مجاز عقلی ہے اور اس کا اسناد مکان کی طرف ہے اس میں لوگوں کو ڈرایا گیا ہے کہ احکام مذکورہ کی مخالفت سے بچیں اور انہیں تاکید ہے کہ وہ احکام تم پر واجب ہیں لہٰذا ان کی ادائیگی میں غفلت نہ کریں۔ عتت عن امر ربھا ورسلہ المفردات میں ہے العتو یعنی طاعت سے دور بھاگنا اور القاموس میں ہے۔ عتا عتوا و عتیا و عتیا بمعنی منحرف ہوا یعنی چونکہ ان میں سرکشی اور تکبر تھا اسی لئے وہ امر الٰہی و حکم رسول اللہ ﷺ سے تجاوز ہوتے لفظ رسلہم میں اشارہ ہے کہ ان کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ جب تم بندے اور وہ تمہارا رب ہے تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کیونکہ آقا کے فرمان سے اعراض غلطی اور حماقت بلکہ حماقت ہے اس لئے کہ بندے کا ہر معاملہ اس کے مالک کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر وقت اپنے آقا کے محتاج ہیں تو پھر نافرمانی کیوں کر۔

ترکیب کاین مبتدا اور من قریۃ اس کا بیان اور عتت خبر ہے۔ فحاسبنٰھا حسابا شدیدا یعنی بہت سی بستیاں اور شہر ایسے گزرے ہیں جنہوں نے احکام ربانی سے روگردانی کی تو ہم نے ان کے حساب میں سختی اور تنگی کی۔ دنیا میں ان پر سختیاں ہوئیں اور ان کے چھوٹے بڑے گناہوں کی انہیں سزا ملی مثلا کبھی قحط میں مبتلا ہوئے اور کبھی امراض اور درد وغیرہ میں گرفتار ہوئے اور کبھی ان کے سر تلواروں سے قلم کئے گئے اور کبھی ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کیا گیا و دیگر بلیات و آفات ان پر نازل ہوئیں کہ جن سے ان کا نام و نشان تک نہ رہا یہ اس لئے ہوا تاکہ آنے والی نسلیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقتی بلائیں نازل ہوتی ہیں تو مجرم کے لئے کوڑے کا کام کرتی ہیں۔ جن سے اسے عبرت نصیب ہوتی ہے اگر وہ ان سے عبرت حاصل نہیں کرتا تو اس سے بڑھ کر اور عذاب نازل ہوتا ہے کہ جس سے اس کی جڑ کٹ جاتی ہے یہاں تک اس کا نام و نشان بھی ختم کر دیا جاتا ہے۔ وعذبنٰھا عذابا نکرا اور ہم نے ایسے عذاب میں مبتلا کیا کہ جسے سن کر جی گھبرا جائیں اور ایسی سخت تکلیف کہ کسی نہ مجرم نے دیکھی نہ سنی اور نہ ہی اسے اس قسم کی توقع تھی اگر مجرم کو اس قسم کا عذاب بتایا جاتا تو تصدیق کو تیار نہ تھا لیکن اب اس میں مبتلا ہے۔

فائدہ قہر غیر متوقع سے زیادہ بڑھ کر محسوس ہوتا ہے جیسے خوشی غیر متوقع لطف میں بہت زیادہ لذت محسوس ہوتی

rekhta.com

ہے اس سے جلدی کا عذاب مراد ہے کہ جب آیا تو مجرموں کی جڑ کٹ گئی جیسے طوفان کا غرق ہونا اور دریا میں ڈوب کر مرنا۔ آگ میں جل جانا' تیز آندھی' سخت سے سخت چیخیں النکر بمعنی وہ سخت امر جس کا عرفان نہ ہو اور الانکار عرفان کی نقیض ہے۔

تردید وہابیہ آیت میں محاسبہ و عذاب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا حالانکہ اس کا سبب ان کی سرکشی اور ان کی رسل کرام علیہما السلام کی نافرمانی تھا اس میں اشارہ ہے کہ رسل کرام فانی فی اللہ ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ امور میں اپنا وکیل منتخب فرمایا اسی لئے انبیاء علیہم السلام نے اپنے طور کوئی تصرف نہ فرمایا بلکہ ان کے ظلم و ستم پر صبر فرمایا اور ان کی بعثت بھی اس وقت ہوئی جب اپنی فنائیت میں کامل ہوئے اسی لئے کفار کی اذیتوں اور سختیوں کے باوجود خاموش رہے ورنہ اگر وہ اپنے تصرف کو کام میں لاتے تو کوئی کافر مشرک بھی عذاب الٰہی سے نہ بچتا۔ یہی حال اولیاء کرام اور وارثین رسل عظام کا تھا (لیکن افسوس کہ وہابیہ نے ان کے اس مقام کو نہ سمجھا اور انہیں (انبیاء و اولیاء) تصرف نہ کرنے پر بے اختیاری اور محتاجی کا الزام لگایا)

فذاقت وبال امرھا تو انہوں نے اپنے وبال کو چکھا یعنی اپنے کفر کا ضرر اور معاصی کی عقوبت یعنی اس وبال کو ایسے محسوس کیا جیسے کسی چکھی ہوئی شے کا احساس ہوتا ہے۔ وکان عاقبۃ امرھا خسرا اور ان کا انجام کار سخت خسارا ہوا اور اس سے بڑھ کر اور کون سا خسارہ ہو گا کہ وہ زندگی اور اس کے منافع سے محروم ہو گئے اور قسم و قسم مصائب میں مبتلا ہوئے اسی اعتبار سے ان کی تجارت گھاٹے میں رہی انہیں کسی قسم کا نفع نصیب نہ ہوا اور باوجود یہ کہ انہیں عمر کا خاصہ وقت ملا اور صحت و فراغت کی کمی بھی نہ تھی لیکن مخالفت احکام الٰہی میں سب کچھ ضائع کر دیا۔

حل لغات المفردات میں ہے کہ الخسر و الخسران بمعنی راس المال کا گھٹنا اسے انسان کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے جیسے خسر فلان اور فعل کی طرف بھی جیسے حسرت تجارۃ اور اس کا اکثر استعمال امور خارجیہ کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے مال اور دنیوی جاہ اور نفیسہ میں بھی جیسے صحت و سلامت و عقل و ایمان و ثواب وغیرہ۔

marfat.com

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ وجود انسانی کی بستی والے یعنی نفس و ہوی و جملہ قوی نے روح کے حکم سے منہ موڑ کر حکم شرع میں داخل نہ ہوئے ایسے ہی قلب و سر و خفی کی اتباع سے روگردانی کی تو حجاب کے عذاب میں مبتلا اور بحر دنیا اور اسکی شہوات ولذات میں تباہ برباد ہوئے اور انجام کار ضلالت کا خسران اور جہالت کی جہنم ہوا۔

تفسیر عالمانہ اعداللہ لھم مذکورہ بالا سزا کے علاوہ ان کے لئے اللہ تعالی نے تیار فرمایا اور یہ لام تخصیص کی ہے نفع کی نہیں جیسے وعلہ کی لام نفع ہے اور وعا علیہ کے مقابلہ میں آتی ہے۔

عذابا شدیدا شدید عذاب کو اپنے علم میں اس طرح مقدر فرمایا جیسے اس کی حکمت کا تقاضا تھا یا ان کے لئے جہنم کا وہ عذاب تیار فرمایا کہ جس کی کنہ کو کوئی بیان نہیں کر سکتا یہی دنیا و آخرت کے اہل حساب و کتاب ہیں نہ یہ کہ صرف انہیں دنیوی عذاب و سزا ہوئی اور یہ جو دنیا میں انہیں عذاب و سزا ہوئی یہ ان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوا اس لئے کہ وہ گناہوں اور کفر وغیرہ سے تائب نہ ہوئے اسی لئے آخرت کے عذاب میں بھی مبتلا ہوئے۔ فحاسبناھا سے یہاں تک کا یہی مطلب ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا اور قرآن مجید کی ترتیب کے اعتبار سے بھی یہی معنی مناسب ہے اور یہ تقریر الہامی ہے لیکن الحمد اللہ بعد کو تفسیر الکواشی و کشف الاسرار و ابو اللیث اور الاسئلہ المقحمہ سے بھی اس کی تائید مل گئی تقدیم و تاخیر سے کوئی فرق نہیں پڑا

غلطی کا ارتکاب بعض علماء جنہیں لوگ اجلہ مفسرین سے شمار کرتے ان سے غلطی ہوئی جبکہ انہوں نے یہ معنی لکھا کہ عذبناھا عذابا شدیدا کا تعلق ان کے دنیوی عذاب سے ہے جیسا کہ صیغہ ماضی سے معلوم ہوتا ہے اور نحا سبناھا حسابا شدیدا کا تعلق آخرت کے عذاب سے ہے۔

یہ ان کا تکلف اور روح تفسیر سے یکسر خالی ہے اور ان کا یہ کہنا کہ پہلے میں ماضی کا صیغہ ہے فلہذا اس سے دنیوی عذاب مراد ہو یہ ان کا غلط وہم ہے کیونکہ قیامت کے امور میں عموماً صیغہ ماضی آتا ہے جو تحقیق کا معنی دیتا ہے یہاں بھی ماضی تحقیق کے لئے ہے اور ہمارے معنی عموم کی تائید۔ حدیث شریف میں ہے حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا اس سے دارین کا محاسبہ مراد ہے اور بعض تفسیر میں اس سے مطلقاً تعنیق و تشدید مراد ہے۔

marfat.com

فاتقوا اللہ یا اولی الالباب ام ماضیہ کے منکرین معاندین کے حال سے عبرت پکڑو کہ وہ کس طرح عذاب میں مبتلا اور کیسے کیسے وبال میں گرفتار ہوئے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے اوامر نواہی سے ڈرو اور اپنے عقول کو شائبہ وہم سے دور رکھو۔ اللب اس عقل خالص کو کہا جاتا ہے جس میں شوائب وہم کی ملاوٹ نہ ہو اور یہ اس خوش بخت کو نصیب ہوتا ہے جس کا قلب صفات نفس کے شوائب سے صاف ہو اور اسے خطرۃ الاولی کی طرف رجوع نصیب ہو یہی وجہ کہ جس کا عقل وہم سے اور قلب نفس سے صاف ہو تو اس کا ایمان یقینی ہوتا ہے اسی لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے یوں یاد فرمایا الذین امنوا اے یقینی تحقیقی عیانی شہودی ایمان والو۔ اس میں اشارہ ہے کہ تقوی کا منشاء یہی خلوص مذکور ہے اور تقوی و خلوص زائد کا ہونا ہمارے بیان کے منافی نہیں اس لئے کہ بہت سی اشیاء کسی دوسری شے کے اصل کا سبب بھی بنتی ہیں اور اس کی زیادتی اور قوت کا سبب بھی ہوتی ہیں۔

فاعدہ صوفیانہ تقوی کے کمال سے وجود مجازی کے چھلکے سے نکلنا اور وجود حقیقی کے مغز میں داخل ہونا اور ایمان عیانی سے موصوف ہونا نصیب ہوتا ہے۔

فائدہ بعض صوفیاء نے اس کا معنی یوں لکھا اے وہ لوگو! جنہوں نے حقاً و صدقاً ایمان قبول کیا اور یہ صفت کاشفہ ہے مقیدہ ہے اس لئے کہ غیر مومن کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اولوا الالباب ہوں۔

فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لب سے وہ عقل مراد ہو جو ہر کسی کے ضعف سے خالی ہو نہ اس میں بلاوۃ ہو نہ بلہ اور نہ جنون وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ تقوی کو اہل ایمان سے اس لئے خاص کیا گیا کیونکہ وہی تقوی سے نفع پاتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ الذین امنوا مبتدا ہے اور اس کی خبر قد انزل اللہ الیکم ہے یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف نازل کیا۔ یہ خطاب التفات کے قبیل سے ہے۔ ذکرا ذکر سے رسول خدا ﷺ مراد ہیں جیسا کہ رسولا سے ظاہر ہے کیونکہ ذکر مبدل اور رسولا اس سے بدل ہے رسول اللہ ﷺ کو ذکر سے تعبیر کرنے کی کئی وجوہ ہیں۔

ا۔ رسول کریم ﷺ تلاوت قرآن پر مواظبت رکھتے تھے۔

۲۔ آپ نے احکام قرآن کی بہت زیادہ تبلیغ فرمائی۔

۳۔ آپ نے قرآن کے ذریعے تذکیرو وعظ فرمایا۔

فائدہ رسول اللہ ﷺ کے ارسال کو انزال سے تعبیر کرنا ترشیح کے طریق سے ہے یعنی آپ کو ذکر ا کہنا مجازا ہے یا اس لئے کہ آپ انزال وحی کے سبب ہیں اس معنی پر مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کو ذکر سے تشبیہ دی گئی یعنی قرآن سے بوجہ شدید مناسبت کے یعنی اس گہرے تعلق کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ اور قرآن کو آپس میں ہے آپ پر مشبہ بہ کا اطلاق کیا گیا ہے یہ استعارہ تصریحیہ ہے پھر اس کے ساتھ وہ جو مستعار منہ کے موافق ہے یعنی انزال یہ اس کے لئے ترشیح یا مجاز مرسل ہے یہ اطلاق السبب علی المسبب کے قبیل سے ہے۔ کیونکہ انزال وحی آپ کے رسول ہونے کا سبب ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں عبارت محذوف ہے دراصل عبارت قد انزل اللہ الیکم الخ ذکرا (یعنی القرآن) وارسل الیکم رسولا (یعنی محمد ﷺ) تھی لیکن ایجاز کا تقاضا یہ ہے کہ عبارت مختصر ہو اور رسولا کا عامل ناصب یہی انزل ہے جیسا کہ قرینہ بتاتا ہے اور اس کی نظیر عرب کے عبارات میں ملتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے علفتھا تبنا وماء باردا میں نے سواری کو گھاس کھلایا اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ ظاہر ہے کہ سواری کو گھاس کھلایا جاتا ہے اور پانی پلایا جاتا ہے لیکن ماء بارد کا عطف اتبنا پر ہے اسی لئے عرب نے فرمایا کہ یہ عبارت یوں ہے۔ علفتھا تبنا وسقیتھا ماء باردا اسی لئے کہ ذکرا پر وقف تام ہے بخلاف اس کے کہ اسے بدل بنایا جائے۔

فائدہ قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قد انزل اللہ الیکم ذکرا یعنی ہم نے تمہارے اوپر ذکر یعنی فرقان نازل فرمایا۔ فرقان وہ ہے جو ذات و صفات اسماء و افعال و معاد پر مشتمل ہے۔ رسولا یعنی ہم نے تمہارے ہاں وہ روح القدس بھیجا کہ جس پر یہ قرآن مجید نازل فرمایا رسولا ذکرا سے بدل الاشتمال ہے اسی لئے انزال الذکر بمعنی روح نبوی سے اتصال اور آپ کے قلب مبارک میں القاء المعانی ہے۔

یتلو پڑھتے اور پیش کرتے ہیں۔ علیکم اے عقل والو اور اے مومنو تمہارے اوپر ایات اللہ اللہ

marfat.com

تعالیٰ کی آیت یعنی قرآن۔ مبینات درانحالیکہ وہ آیات بینات ہیں یعنی وہ احکام بیان کرنے والی ہیں جن کے تم محتاج ہو یا اسے بینات (بالفتح) بمعنی واضحات ہے یعنی جو اس کے اہل ہیں ان کے سامنے اس کے آیات روشن ہیں منصف مزاج بلغاء کے نزدیک قرآن کے آیات معجزہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ اسے اس لئے پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس لئے نازل فرمایا لیخرج تاکہ رسول اللہ ﷺ نکالیں یعنی ظاہر کریں اور خالص کر کے دکھائیں اور بعض نے کہا لیخرج کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ بعض نے فرمایا لام کا تعلق انزلہ سے ہے اس کا متعلق یتلوا کیونکہ یتلوعلی طریق التبعیت مذکور ہوا ہے اور انزل بالاصالتہ وارد ہوا ہے۔

الذین امنوا وعملوا الصالحات موصول سے وہ مومن مراد ہیں جو اس قرآن مجید کے نزول کے بعد ایمان لائے ورنہ ان اہل ایمان کو اس حکم سے نکالنا جن میں کفر نہیں کا کوئی معنی نہیں جب ان میں کفر سے نہیں پھر نکالنے کیا مطلب کیونکہ وہ خود ہی ایمان اور عمل صالح سے موصوف ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کس بات سے نکالیں یا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ اسے کفر سے نکالے گا جبکہ اس کے علم و تقدیر میں ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائے گا۔

نکتہ لیخرجکم نہیں فرمایا تاکہ ایمان اور عمل صالح کی شرافت کا اظہار ہو اور اخراج کا سبب بھی معلوم ہو جائے گا اور ان پر ثابت قدمی پر تنبیہہ ہو جائے۔ من الظلمات الی النور ظلمات یعنی گمراہی سے نور یعنی ہدایت کی طرف باطل سے حق کی طرف یا جہل سے علم کی طرف یا کفر سے ایمان کی طرف شبہات سے دلائل و براہین کی طرف یا غفلت سے۔ نقظہ کی طرف یا انس بغیر اللہ سے انس باللہ کی طرف مطلق ان کے ان طبقات درجات کے جن کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کی عنایات سے سعی اور جدوجہد کرتے ہیں۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ لیخرج الذین امنوا تاکہ انہیں نکالے جو ایمان علمی لائے اور مقتضی علم ظاہر نیک عمل کئے نہ کہ وہ جو مقتضائے حال کے عمل کئے۔ من الظلمات اعمال واحوال کی قید سے الی النور نور اطلاق کی طرف تاکہ وہ اشیاء فاعلیت حق کا مشاہدہ کریں۔

marfat.com

نکتہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ ظلمت جمع اس لئے کہ یہ تہ بہ تہ اور کثیف ہوتی ہے اور اس کے اسباب و انواع کثیر ہوتے ہیں اسی لئے باری تعالیٰ نے فرمایا قل من نجیکم من الظلمات البر والبحر یعنی بر و بحر کے شدائد سے تم کو کون نجات دیتا ہے۔ یہاں ظلمت جمع ہے اس لئے کہ ان کے شدائد ظلمات کی طرح ہوتے ہیں اسی طرح سیئات قیامت میں ظلمات ہو جائیں گے چنانچہ حدیث شریف میں ظلم کی مذمت میں وارد ہوا کہ الظلم ظلمات یوم القیمته (ظلم قیامت میں اندھیریاں ہیں)

تفسیر عالمانہ ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحا اور وہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے یعنی ایسے اعمال جن میں ریاء و تصنع و دیگر کسی قسم کی غرض نہ ہوں بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوں۔ یہ جملہ استینافیہ ہے ایمان و عمل کی شرافت کا بیان ہے اور بتاتا ہے کہ جو ان دونوں سے موصوف ہو گا اس کا انجام بکار یہی ہے جو آگے بیان ہوتا ہے ان کے مرتکب کو تنشیط اور غیر عامل کو ترغیب ہے۔

نکتہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایمان ذاتی طور پر مکارم اخلاق عطا فرماتا ہے تو مومن کو عمل صالح وغیرہ کی ترغیب نہ دی جاتی کبھی ایمان کے بغیر بھی مکارم اخلاق حاصل ہوتے ہیں۔

فائدہ ایمان و اعمالِ صالحہ کے نتائج اچھے ہوتے ہیں خواہ اس دنیا میں یا آخرت میں جیسا کہ ابو طالب کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہے۔

ابو طالب جہنم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ سے پوچھا کہ ابو طالب آپ پر سو جان قربان ہوتا تھا اور آپ کی ہر طرح سے مدد فرماتا کیا اسے کوئی فائدہ نصیب ہوا۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔

تعم ولولا انا کان فی الدرک الاسفل من النار

(اگر میرا واسطہ نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتا (روح البیان ص ۲۷ تحت آیت ہذا)

marfat.com

میلاد پاک کی برکت اور ابولہب کا واقعہ ابولہب کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ سوموار کی شب کو اپنے انگوٹھے سے پانی چوستا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے اپنی اس لونڈی کو آزاد کیا تھا جس نے اسے رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشخبری سنائی۔

حاتم طائی کو سخاوت کا صلہ ملا مروی ہے کہ جب حضور سرور عالم ﷺ نے شب معراج جہنم کے اندر جھانک کر دیکھا تو ایک شخص کو دیکھا کہ ایک جگہ پر جہنم میں پڑا ہے لیکن جہنم کی آگ اس کے قریب نہیں جاتی جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے عرض کی یہ حاتم طائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے جہنم کو دور رکھا ہے اس کے جود وسخا کی وجہ سے (کذا فی انیس الوحدۃ وجلیس الخلوت)

فائدہ جب ایمان کے بغیر مکارم اخلاق یعنی اعمال صالحہ کا یہ حال ہے تو پھر ایمان کے ساتھ انہیں بجالانے میں کتنا فائدہ ہو گا۔

مسئلہ اعمال صالحہ جیسے ایمان و زکوۃ وغیرہما کا ایمان پر عطف ڈالنے سے ان کی مغایرت کی دلیل ہے یہی مذہب صحیح ترین ہے۔ بعض کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے بعض کے نزدیک تصدیق مع اقرار کا نام ایمان ہے۔ یہی محققین کا قول ہے اور دخول جنت کے لئے یہی کافی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے اور اسی طرح مضبوط دلائل اور براہین قوی سے ثابت ہے یہی قول حق اور مثبت ہے اس کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر محض ان کی اہمیت اور ان کی ترغیب مطلوب ہے اور بتاتا ہے کہ عمل صالحہ کی وجہ سے بلا حساب و کتاب یا حساب یسیر سے بہشت میں داخل ہو گا۔

یدخلہ جنات تجری من تحتھا اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے محلات و اشجار کے نیچے الانہار نہریں جاری ہیں جو چار ہیں وہ سورہ محمد ﷺ میں مذکور ہیں۔ خالدین فیھا انہی میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ یدخلہ کے دوسرا مفعول سے حال ہے اور جمع ہونا من کے معنی کی وجہ سے ہے جیسا کہ ضمائر ثلثہ مفرد ہیں بوجہ من کی وجہ سے۔ ابدا۔ ظرف زماں ہے یعنی دائم غیر منقطع اسی معنی پر یہ خلود کی تاکید ہو گی تاکہ یہ

marfat.com

وہم نہ ہو کہ یہاں خلود سے مدت طویل مراد ہے جو انتہا منقطع ہوتا ہے۔ قد احسن اللہ لہ رزقا یہ یدخلہ کے مفعول کا دوسرا مفعول ہے اس میں تعجب و تعظیم کا معنی ہے یعنی وہ جو اہل ایمان کو ثواب عطا ہوگا بہت بڑا اور عجیب و غریب ہوگا۔

قاعدہ جس جملہ خبریہ سے نہ فائدۃ الخبر حاصل ہو اور نہ لازم فائدۃ الخبر تو اس سے تعجب مطلوب ہوتی ہے بشرطیکہ مقام کا اقتضا بھی ہو۔ اب معنی یہ ہوا کہ کیسا حسین اور عظیم ہو گا وہ رزق جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا فرمائے گا اس معنی پر رزقا بظاہر احسن کا مفعول ہے اور تنوین عظمت کی ہے یعنی وہ رزق جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تیار کر رکھا وہ بیان سے باہر ہے یا اس کی تنوین تکثیر کی ہے۔ اب معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بہت زیادہ نعمتیں تیار فرمائی ہیں اس لئے کہ نفس رزق بکثرت کا خواہش مند رہتا ہے یا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق کو غیر میعادی مقرر فرمایا ہے اس معنی پر لہ بمعنی الیہ اور رزقا تمیز ہے۔ اب معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ سے بندوں کے ہاں جو رزق پہنچے گا اسے تیار کر رکھا ہے۔

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ عارفین کی جزا محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس معنی پر یہ عمل کی جزا ہو گی نہ کہ عامل کی۔

فائدہ الاسئلۃ المقحمہ میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ رزق حسن سے وہ مال مراد ہے جو بقدر کفایت ہو نہ اتنا زیادہ کہ جس سے بندہ سرکش ہو جائے اور نہ اتنا قلیل کہ خدا تعالیٰ کو بھول جائے۔

صاحب روح البیان کی تنقید

فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ یہ تفسیر موقع کی مناسب نہیں اس لئے کہ یہاں آخرت کے رزق کا بیان ہے جیسا کہ ما قبل کا بیان بتاتا ہے اور الاسئلۃ المقحمہ میں رزق دنیا کے متعلق کی تفسیر کی ہے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ من یؤمن باللہ الخ یعنی وہ لوگ جو ایمان یعنی حقیقی لاتے ہیں

اور ایسا نیک عمل کرتے ہیں جو ریاء و روئیت سے منزہ ہوتا ہے بلکہ اسے عالم مجازی کی طرف ذرہ بھر بھی منسوب نہیں کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ اسے مکاشفات و مشاہدات و معاینات و محاضرات کے باغات میں داخل فرمائے گا وہاں ذرہ برابر بھی حجاب نہ ہو گا۔

قد احسن اللہ لہ رزقا اس سے روح کا رزق یعنی تفرید اور قلب کا رزق یعنی تجرید اور سر کا رزق یعنی توحید اور خفی کا رزق یعنی فناء و بقا مراد ہے۔

تفسیر عالمانہ اللہ الذی یہ مبتداء خبر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ وہ مالک و قادر ہے۔ خلق سبع سموت جس نے سات آسمان بنائے جو ایک دوسرے کے اوپر ہیں سموت کی تنکیر تعظیم کی ہے جو قدرت کمل صانع پر دلالت کرتی ہے یا کفایت فی المقصود کی وجہ سے ہے یعنی اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ بموافق حکمت شاملہ کا اثبات ہے اس سے اگرچہ سات آسمان کی تخلیق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لئے حصر نہیں ہے ومن الارض اور پیدا فرمایا ہے زمینوں کو مثلھن ان کی مثل یعنی سات آسمانوں کی طرح عدد و طباق میں۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو آسمانوں کی طرح سات اور ایک دوسری کے اوپر نیچے پیدا فرمایا ہے۔ مثلھن واؤ کے بعد فعل محذوف سے منصوب ہے جس پر سبع سموت کا منصوب ہونا دلالت کرتا ہے اور اس کا عطف مثلھن پر نہیں ہے کیونکہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان فاصل ہے اور پھر معطوف و معطوف کے درمیان جر مجرور واقع ہے اور یہ مکروہ ہے جیسا کہ سیبویہ اور ابو علی نے تصریح فرمائی ہے کہ بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

طبقات الارض کی تفصیل طبقات الارض کے متعلق اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زمین کے طبقات سات ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک طبقہ کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ ایسے ہی زمین و آسمان کے درمیانی خلاء کی مسافت پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر طبقہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے لیکن ضحاک نے فرمایا کہ زمینوں کے سات طبقات تو ہیں لیکن ان کے درمیان کوئی خلاء نہیں کیونکہ ان کے درمیان یا دریا ہیں یا اور کوئی اشیاء بخلاف آسمانوں کے کہ ان کے درمیان حصوں میں خلا ہے۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ جمہور کا قول

marfat.com

صحیح ہے اس لئے کہ احادیث مبارکہ کی تصریح اسی مذہب کی تائید کرتی ہے۔

حدیث شریف (۱) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا چیرا کہ انہیں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جس بستی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم رب السموت والسبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیطن وما اضللن ورب الروح وما ذرین نسئلک من خیر ھذہ القریتہ وخیر اھلھا وخیر من فیھا ونعوذبک من شرھا وشر اھلھا وشر من فیھا

ترجمہ اے سات آسمانوں اور ان چیزوں کے رب جو سایہ کرتی ہیں۔ اور سات زمینوں جو کچھ انہوں نے اٹھایا کے رب اور شیاطین کے رب اور وہ جو گمراہ کریں اور ہواؤں کے رب اور وہ جو پھیلائیں ہم تیرے سے اسی بستی اور بستی والوں اور جو ان میں ہیں کی خیر و بھلائی کا سوال کرتے اور اس کے اور اس کے اہل اور جو اس میں ہیں سے پناہ مانگتے ہیں۔

حدیث شریف (۲) شیبان بن عبداللہ قتادہ نے حضرت حسن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک وقت رسول اللہ ﷺ تشریف فرماتے کہ اچانک بادل گزرا آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کیا ہے ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی قوم کی طرف بھیجا ہے جو نہ تو اس کا شکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے دعائیں کرتے ہیں پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے اوپر کیا ہے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۔ فرمایا تمہارے اوپر بلند چھت ہے اور محفوظ ہے اور ایک دریا ہے پانی کو نیچے گرنے سے روکا گیا ہے۔ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان کیا شے ہے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۔ فرمایا ان تمام آسمانوں کے اوپر عرش ہے اور اس کے مابین اور آسمان کے درمیان دو آسمانوں کی مسافت برابر ہے۔ (او کما قال) پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے نیچے کیا شے ہے آپ نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۔ آپ نے فرمایا

marfat.com

تمہارے نیچے زمین ہے پھر اس کے نیچے اور زمین ہے ان دونوں کے درمیان مسافت پانچ سو سال ہے پھر فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم جہاں پر رسی لٹکاؤ وہ بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچے گی۔ اس کے بعد پڑھا هو الاول والاخر والظاہر والباطن وهو بكل شئى عليم (كذافى خريدة العجائب) اور مقاصد حسنہ میں ہے اگر تم نچلی زمین پر رسی ڈالو تو بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچے گی۔

فائدہ اہل علم نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وہ رسی اللہ تعالیٰ کے علم قدرت وسلطان تک سے باہر نہ جائے گی اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت وسلطان ہر جگہ ہے اور اس کے خاص انوار و تجلیات عرش پر ہیں جیساکہ اسنے اپنی کتاب میں خود فرمایا ہے الرحمن على العرش استوى

صاحب روح البیان کے پیرو مرشد کی تقریر ہمارے شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا علم جمیع اطراف کو شامل ہے اب اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ اسی اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہ جائے گی یہ تاویل اس لئے کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فی الاماکن سے منزہ ہے علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ ان اماکن کے حدوث سے پہلے ہے بعض مشائخ نے فرمایا کہ علم علوی وسفلی کا ہر جوہر حق کے ساتھ مرتبط ہے اور وہ ارتباط ایسے ہے جیسے کنندہ رب ومربوب کے درمیان ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے چار فرشتے کعبہ میں جمع ہوئے۔

۱۔ آسمان سے نازل ہوا۔ ۲۔ زمین کے نچلے طبقے سے نازل ہوا۔ ۳۔ مشرق کے آخری کنارے سے نازل ہوا۔ ۴۔ مغرب کے آخری کنارے سے نازل ہوا۔

وہ آپس میں پوچھنے لگے کہ آپ حضرات کہاں سے آئے سب نے یہی جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں پھر لوٹیں گے تو اسی کی طرف۔ خلاصہ یہ کہ زمین کے طبقات ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور ہر زمین کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے ایسے ہی ہر زمین کی درمیانی مسافت پانچ سو سال ہے جیساکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے۔

marfat.com

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی غیر کی زمین ایک بالشت چھینتا ہے تو اسے قیامت میں ساتوں زمینوں میں دھنسایا جائے گا۔

فائدہ اس حدیث شریف کی توضیح میں ابن الملک نے فرمایا کہ آخرت میں بھی زمین کے سات طبقات ہوں گے۔

فائدہ الکواشی میں لکھا کہ زمین کی تعداد قرآن مجید میں صرف اسی آیت میں بیان کی گئی ہے۔

فائدہ ہر دو آسمانوں کے درمیانی مسافت پانچ سو سال ہے ایسے ہی ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال ہے اور ایسے ہی زمین کی درمیانی مسافت اور زمین کی موٹائی کا حال ہے۔

فائدہ ہر آسمان میں ملائکہ کی ایک ایسی جماعت ہے جو عجیب الخلقت والے ہیں اور ہر زمین کے لئے اسی طرح علیحدہ علیحدہ مخلوق ہے اور ہر ایک زمین کا اپنا اپنا نام ہے ایسے ہی ہر آسمان کا اپنا ایک خاص نام ہے۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت نافع بن ازرق نے پوچھا کیا زمین کے نیچے بھی مخلوق ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں پھر سوال ہوا وہ کیسی مخلوق ہے آپ نے فرمایا وہ ملائکہ ہیں یا جنات اور عطاء بن یسار نے اسی آیت کے تحت لکھا کہ ہر زمین میں آدم ہے تمہارے آدم جیسا اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم جیسا اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ جیسا۔

جوابات الحدیث المذکور (۱) حدیث مذکور کی شرح میں محدثین نے لکھا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہر زمین میں ائمہ و مشائخ مقرر ہیں وہ ان میں ایسے ہیں جیسے ہم میں آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔

جواب (۲) المقاصد الحسنہ میں ہے کہ حدیث الارضون السبع فی کل ارض من الخلق الخ یعنی سات زمینیں ہیں ہر زمین میں ایسے ہی مخلوق ہے جیسے اس زمین پر ہم ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں آدم ہیں تمہارے آدم کی طرح اور ابراہیم ہیں تمہارے ابراہیم کی طرح الخ یہ حدیث مجہول ہے۔

marfat.com

۲۔ وہ آسمان کو نہیں دیکھ سکتے البتہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے روشنی پیدا فرمائی ہے جس سے استفادہ کرتے ہیں یہ قول ان لوگوں کا ہے جو زمین کو گول مانتے ہیں۔

عجیب تاویل سی مفتی مرحوم نے فرمایا بعض مفسرین نے یہ تاویل بھی فرمائی ہے کہ سات زمینوں سے ہفت اقالیم مراد ہیں۔ اس تقریر سے دعوت اسلام سب کو شامل ماننی پڑے گی بعض نے سات زمینوں سے طبقات عناصر جو ایثرات کو قبول کرتے ہیں مراد لئے ہیں ان کی زمین وہی ہے جس پر صور کائنہ نازل ہوتے ہیں اور یہ آگ خالص اور وہ طبقہ جس میں آگ کی ملاوٹ ہے اور ہوا جسے کورہ اثیر کہاجاتا ہے جس میں چنگاریاں ہیں اور ذوات الاذناب وغیرہ اور حلقہ زمہریر اور طبقہ نسیم اور طبقہ صعید اور پانی جو نسیم سے پر ہے۔ اور زمین کے مٹی کے طبقے کو شامل ہے یعنی چھٹا طبقہ اور مرکز کے نزدیک خالص مٹی کی زمین۔

صوفیانہ فائدہ اور ان طبقات سے ہم سبعہ مراتب غیوب یعنی غیب قوی و نفس عقل و سرور روح و خفی و غیب الغیوب یعنی جمع الذات پر محمول کریں تو ارضون سے سات اعضاء مشہور مراد ہوں گے۔

دوسرا صوفیانہ فائدہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس سے قلوب کے سات طبقات مراد ہیں یعنی۔

۱۔ صدر ۲۔ قلب ۳۔ فوائد ۴۔ روح ۵۔ شغاف ۶۔ مہجہ ۷۔ روح

اور سات سات زمینوں سے نفوس کی اراضی ہے یعنی۔

۱۔ نفس امارہ ۲۔ نفس لوامہ ۳۔ نفس ملہمہ ۴۔ نفس مطمئنہ

۵۔ نفس معدینہ ۶۔ نفس نباتیہ ۷۔ نفس حیوانیہ

تفسیر عالمانہ یتنزل الامر یعنی اللہ تعالیٰ کا امر نازل ہوتا ہے یہ لام عوض از مضاف الیہ ہے۔ بینھن ان کے مابین یعنی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے درمیان ظاہر یہ ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے خبر دی گئی ہے کہ اس کا حکم جاری وساری ہے وہ شامل جملہ علویات و سفلیات کو اکثر کے نزدیک اس امر سے قضاؤ قدر مراد ہے یعنی اس کی قضاؤ قدر اور حکم ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں میں نافذ ہے اسکا یہ مطلب لینا کہ اس کا حکم عرش و کرسی پر جاری نہیں چونکہ

marfat.com

ذکر جودہ طبقات کا چل رہا ہے اسی لئے ان کا نام لیا۔

قاعدہ کسی شے کا ذکر حکم کو مخصوص نہیں کرتا۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس مقام کی تحقیق ایک مقدمہ کی تمہید چاہتی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے امرار اوی امر ایجادی کا عرش پر استوی فرمایا جیسے امر تکلیفی اور شاوی نے شرع پر استوی فرمایا۔ یاد رہے کہ شرع عرش کا قلوب ہے اور تجلیات ایجادیہ اور یہ جو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے درمیان نازل ہوتی ہیں وہ تمام حصول ارکان اربعہ علی العرش استوی پر موقوف ہیں اور امور اربعہ سے حرکت معنویہ اسمائیہ اور حرکت نوریہ روحانیہ اور حرکت بیہ مثالیہ اور حرکت صوریہ حسیہ مراد ہیں اور یہ عرش کی حرکت کہلاتی ہے

اس سے ثابت ہوا کہ عرش امر ایجادی کی استوی گاہ ہے نہ کہ باری تعالیٰ کی عین ذات کیونکہ وہ ایسے استوی سے بلند و بالا ہے اسی عرش سے ہی زمینوں و آسمانوں کے لئے حکم نازل ہوتا ہے اور یہ تجلیات الہی دیعویہ اور برزخیہ و حشریہ و نیرانیہ و جنانیہ ہیں اور سب کی سب تجلیات وجودیہ ہیں جن کی طرف کل یوم ھوفی شان اور یعلم مایلج فی الارض ومایخرج منھا الخ میں اشارہ کیا گیا ہے اور تجلیات شہودیہ اہل کمال یعنی انبیاء عظام و اولیاء کرام کے قلب و ارواح کو جو کچھ دنیا و آخرت میں حاصل ہوا اور حاصل ہوتا ہے اور حاصل ہوتا ہے کا یہ تجلیات شہودیہ ہیں اب آیت یتنزل الامر الخ کا معنی یہ ہوا کہ ایجاد و تکوین اور ترتیب نظام اور آسمان زمین کے درمیان جو امر الہی نازل ہوتا ہے وہ ہمیشہ اور دائما عرش عظیم سے نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے بقاء ہے وہی ہر شے کا خالق ہے وہی کئی عوالم کو فانی اور معدوم کرتا ہے اور کئی عوالم کا ایجاد فرماتا ہے اس کے شوون کو انتہا نہیں اور اس کی ہر یوم میں نئی شان ہوتی ہے اور یہ ہر زمانہ کے لوگوں کی استعداد کے تقاضوں کے مطابق اور اہل زمانہ کی قابلیات کے موجبات پر ہوتا ہے تعلموان اللہ علی کل شئی قدرا تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اس کا تعلق خلق یا یتنزل الامر سے ہے یا عمومی طور پر دونوں سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے کیا تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ جو ذات مذکورہ امور پہ قدرت رکھتی ہے وہ دوسری تمام اشیاء پہ بھی

marfat.com

قادر ہے منجملہ ان کے قیامت میں حساب جزا کے لئے اٹھنا ہے اسی لئے اس کے احکام کی اطاعت کرو اور انہیں یقین کے ساتھ مانو اور سعادت کے ارتکاب کے لئے تیار رہو اور شقاوت سے چھٹکارا پاؤ یہ لام مصلحت و حکمت کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام عبث سے منزہ ہے۔

فائدہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ یہی آیت تمام قرآنی آیات سے زیادہ خوف دینے والی ہے اور یہ لام غرض کی بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام غرض سے منزہ ہے کیونکہ غرض اسے ہوتی ہے جو محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ جملہ عالم سے غنی ہے۔

ان اللہ قد احاط بکل شئی علما اور بیشک اللہ تعالیٰ کا علم اس کی قدرت کی طرح ہر شے کو محیط ہے کیونکہ جسے نہ علم ہو اور نہ قدرت اس سے ایسے افعال کا صدور محال ہے الاحاطۃ بمعنی وہ علم جو شے کی انتہاء کو پہنچے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت ہر شے کو احاطہ کئے ہوئے ہے جملہ موجودات علمی ہوں یا عینی کو بھی اس کے علم و قدرت سے خارج نہیں۔

رمزیست از سر قدرتش کن فیکون — بادانش او یکیست بیرون و درون

در غیب و شہادت ذرہ نتواں یافت — از دائرہ قدرت و علمش بیرون

ترجمہ کن فیکون اس کی قدرت کا ایک راز ہے اس کی دانش علم کے آگے ظاہر و باطن برابر ہے۔ غیب و شہادت ذرہ برابر بھی کوئی شے ایسی نہیں جو اس کے علم و قدرت سے باہر ہو۔

فائدہ یہاں پر یہ بھی ممکن ہے کہ لتعلموا کا متعلق خلق اور تنزل الامر ہو۔ اب معنی یہ ہوگا کہ آپ کے ہاں وحی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیان کر دیا ہے تاکہ ان امور کہ جنہیں وہ دیکھ رہے ہیں یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے کوئی شے باہر نہیں ہو سکتی۔ علما منصوب علی التمیز ہے یعنی اس کا علم ہر شے کو محیط ہے (کذافی عین المعانی) یا موکد کی وجہ سے منصوب ہے اب معنی یہ ہوگا کہ اس نے ہر شے کو خوب جانا (کذافی فتح الرحمن)

marfat.com

فائدہ البقلی نے لکھا کہ اگر انسان کو ارواح کی طرح معرفت کی قدرت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے علل و استدلال سے خطاب نہ فرماتا تاکہ رویت اشیاء سے اسے وجود حق کا علم ورنہ زمانہ الست میں ارواح کو صرف الست بربکم فرمایا۔ وہاں کسی قسم کی علت و دلیل نہیں فرمائی کیونکہ وہاں تو خطاب و شہود تعریف واضح تھی۔ اس وقت نہ دلیل کی ضرورت تھی نہ علت کی لیکن وہ ارواح عالم اجساد کے پنجرے کی قید میں مقید ہوئے تو اورت خطاب خالص کے حامل نہ رہے اسی لئے انہیں شواہد و دلائل سے سمجھایا گیا کما قال خلق سبع سموت الخ یاد رہے کہ حقیقتہ وہ عارف نہیں جو اسے کسی شے یا ذریعہ یا سبب سے جانے۔ اب عرفان یہی ہے کہ بندہ عالم کون کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی قدرت والا اور محیط بکل شے ہے۔ اس معنی پر اس کے قہر سے خوفزدہ رہتا ہے اور اس کا دل پگھلتا ہے اس خوف سے کہ میرے ہر معاملہ سے اسے اطلاع ہے۔

فائدہ حضرت الشیخ نجم الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تاویلات میں لکھا ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کے اسرار و خفیہ سے ہے اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول دلالت کرتا ہے جب ان سے اس آیت کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ اگر میں اس کی تفسیر بیان کروں تو تم میرا حلقوم کاٹ دو گے اور مجھے سنگسار کرو گے۔ خلاصہ یہ کہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کے اسرار بتانے بلکہ اس طرف اشارہ کرنے کی بھی اجازت نہیں بلکہ اس کے اسرار سے ذوق حاصل کیا جاتا ہے۔

فراغت صاحب روح البیان نے سورہ طلاق کی تفسیر سے پندرہ جمادی الاولی ۱۱۲۶ھ ہجری میں فراغت پائی۔

اور

فقیر اویسی غفرلہ تفسیر سورہ طلاق کے ترجمہ سے ۱۸ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ ہجری کو فارغ ہوا۔

فللہ الحمد علی ذلک وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

بہاول پور۔ پاکستان

marfat.com

سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۱۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۂ تحریم مدنی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾
اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے اور اللہ

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ
بخشنے والا مہربان ہے بیشک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب

النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ
نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کردیا تو نبی

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ
نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے

الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ
خبردار نے بتایا نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں اور اگر

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ
ان پر زور باندھو تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر

ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ
ہیں ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان

قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
والیاں ادب والیاں توبہ والیاں بندگی والیاں روزہ داریں بیاہیاں اور کنواریاں اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر

وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ
والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم

اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ
نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں اے کافرو آج بہانے نہ بناؤ

marfat.com

ع ١ ١٩ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا
تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں
الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ
جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے
اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى
آگے اور ان کے دہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بیشک
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٨ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ
تجھے ہر چیز پر قدرت ہے اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٩ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ
اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے
نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا
نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں
فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝١٠ وَضَرَبَ
نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ
اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي
اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت
الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝١١ وَمَرْيَمَ
میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش اور عمران
ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ
کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے
ع ٢ ٥ ٢٠ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝١٢
رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں ہوئی

marfat.com

تفسیر عالمانہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ لم دراصل لما تھا۔ اور استفہام انکاری ہے۔ احرام بمعنی حرام کرنا جیسے احلال بمعنی حلال کرنا۔

شان نزول نمبر(۱)

واقعہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خلوت فرمائی اور یہ وہی ماریہ قبطیہ ہیں جنہیں مقوقس مصر کے بادشاہ نے ہدیہ کے طور رسول اللہ ﷺ کو بھیجا (اور اسی بی بی صاحبہ سے حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تھے) اور چونکہ یہ خلوت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری میں واقع ہوئی جس کا بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہوگیا حضور سرور عالم ﷺ نے اسے فرمایا کہ یہ راز چھپائے رکھنا کسی کو بتانا نہیں بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوشیدہ رکھنا لیکن یاد رکھئے کہ آج کے بعد میں نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کردیا اور ساتھ ہی یہ بھی تمہیں خوشخبری سناؤں کہ میرے بعد میرے مسند نشین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ راز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت حفصہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما آپس میں ہر معاملہ میں متفق اور ایک دوسری کی ہربات میں ہاں میں ہاں ملانے والی تھیں دوسری ازواج مطہرات کی بہ نسبت ان کا آپس میں بہت زیادہ اتفاق و اتحاد تھا۔

فائدہ حضرت سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ اس کی خبر نہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینا اور نہ ہی دیگر ازواج مطہرات کو جو کچھ تو نے دیکھا وہ یہی کہ حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون قبطیہ ام ابراہیم بن نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے گھر میں دیکھا۔ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ دوران رضاع فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔

marfat.com

بہر حال حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راز ظاہر کرنے سے اس لئے روکا تاکہ دوسری ازواج مطہرات غیرت سے جھگڑا پیدا نہ کریں۔ اسی لئے یہ مخفی راز حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا لیکن حضرت بی بی صاحبہ نے یہ راز افشاء فرمادیا۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہی بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کا دن تھا چونکہ حضور سرور عالم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ ازواج مطہرات کے متعلق باری مقرر فرماتے تھے جس دن بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی انہوں نے آپ سے میکے جانے کی اجازت چاہی جب وہ میکے چلی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ام ولد یعنی بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلالیا (اس پر مذکورہ واقعہ در پیش آیا)

حوالہ کشف الاسرار کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ بی بی ماریہ قبطیہ کو دیگر ازواج مطہرات اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتی تھیں اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے انہیں مدینہ طیبہ کے باہر ایک باغ میں ٹھہرایا ہوا تھا گاہے گاہے ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک روز جو کہ بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا دن تھا آپ نے بی بی ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بلایا جبکہ بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں باہر تشریف لے گئیں تھیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے بی بی ماریہ کو خلوت سے نوازا۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں تو گھر کا دروازہ اندر سے بند پایا دروازہ پر بیٹھ گئیں تھوڑی دیر بعد حضور سرور عالم ﷺ نے دروازہ کھولا بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے چہرے اقدس پر پسینہ دیکھا تو رونے لگیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے سبب پوچھا تو بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی مجھے آپ نے اسی لئے اجازت بخشی تھی۔ کہ آپ میری باری اور بستر پر ایک لونڈی سے خلوت فرمائیں۔ حالانکہ یہ میرا حق تھا آپ نے میرے حق اور میری عزت و حرمت کو نظر انداز فرمادیا آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ یہ میری لونڈی (ام ولد) ہے اور وہ میرے اوپر حلال بھی ہے۔ لیکن اگر تو اس معاملہ سے ناراض ہوگئی ہے تو اس راز کو چھپالے اور میں تیرے خوش کرنے پر اسے اپنے اوپر

marfat.com

حرام کرتا ہوں لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ حضور سرور عالم ﷺ جب یہ بات طے کر کے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے چلے گئے تو بی بی حفصہ نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیوار کھٹکا کر بلایا۔ یاد رہے کہ ان دونوں بیبیوں کے حجروں کو دیوار ایک تھی۔ جب بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائیں تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں تمہیں ایک خوشخبری سناؤں وہ یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ماریہ (لونڈی) کو اپنے اوپر حرام فرمادیا۔ اب ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹی اور ساتھ یہ راز بھی ظاہر کردیا جسے حضور سرور عالم ﷺ نے مخفی رکھنے کا فرمایا تھا اسی لئے اسے حضور سرور عالم ﷺ نے اسے طلاق دے دی تاکہ اسے افشائے راز کی سزا ملے اور پھر تمام بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی اور پھر بی بی ماریہ رضی اللہ عنہا کے گھر انتیس (۲۹) راتیں بسر فرمائیں۔

فائدہ حضرت ابو اللیث نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بیویوں سے ایک ماہ دور رہنے کی قسم کھائی تاکہ انہیں اس فعل پر سخت مواخذہ ہو اور آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کریں۔

موافقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے اس وقت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا تم سب کو حضور ﷺ نے طلاق دی ہے بی بی نے کہا لا ادری ھو ذا معتزلا فی ھذہ المشربتہ مجھے معلوم نہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس چبوترہ میں ہم سے علیحدگی اختیار کر کے آرام فرما ہیں۔ (خود جا کر پوچھئے)

فائدہ المشربہ (بفتح الراء و ضمہا بمعنی الغرفتہ والعلیہ (بالاخانہ) (القاموس)

بقایا روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آل خطاب کا گھرانہ اچھا

marfat.com

ہو تا تو تجھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام طلاق نہ دیتے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحبزادی سے فارغ ہو کر حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو السلام علیکم عرض کیا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر سہارا لگا کر آرام فرما ہیں۔ جس کے نشانات آپ کے جسم اطہر سے ظاہر ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم قریشی اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ لیکن جب سے ہم مدینہ میں آئے اور ہماری عورتوں نے مدینہ کی عورتوں سے باتیں سیکھی ہیں اسی لئے اب یہ ہم پر غالب ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر ہنس پڑے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ سے عرض کی کہ آپ عورتوں سے خطرہ نہ کریں اس لئے کہ آپ کا معبود اور ابوبکر آپ کے ساتھ ہیں اور میں بھی آپ کے ساتھ ہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہے مطابق یہی آیت نازل ہوئی۔

فائدہ حضور سرور عالم ﷺ انتیس ایام گزارنے کے بعد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ آپ نے تو ایک ماہ ازواج کے ہاں نہ جانے کی قسم کھائی تھی اب ایک دن پہلے کیسے تشریف لائے آپ نے فرمایا کبھی مہینہ انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے اور اتفاقاً وہ ماہ انتیس دنوں کا تھا۔

منجانب اللہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رجوع کی سفارش

اسی دن حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے ناراضگی معاف فرمانے کا کہا ہے کیونکہ بہت بڑی روزہ رکھنے والی اور نوافل ادا کرنے والی ہے اور وہی بہشت میں آپ کی زوجہ ہے۔

ازواج مطہرات کی تعداد حضور سرور عالم ﷺ کی نو ازواج مطہرات تھیں پانچ قریش میں سے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا ۲۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

marfat.com

۳۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا ۴۔ حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

اور چار غیر قریشی تھیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۲۔ حضرت میمونہ بنت الحارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب الخیبریہ رضی اللہ عنہا ۴۔ حضرت جویریہ بنت الحارث المصطلقیہ رضی اللہ عنہا

شان نزول (۲) حضور سرور عالم ﷺ کو شہد اور حلوا اور ایسے ہی ہر میٹھی چیز مرغوب تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد کافی مقدار میں تھی مکہ معظمہ سے آپ کو آپ کے عزیزوں میں سے بطور ہدیہ بھیجی تھی جونہی حضور سرور عالم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے تو بی بی صاحبہ اسے پانی میں ملا کر شربت بنا کر پلاتیں جس کی وجہ سے ان کے ہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تاخیر ہو جاتی یہ بات بعض ازواج مطہرات پر گراں تھی۔ بی بی عائشہ و بی بی حفصہ رضی اللہ عنہما نے اتفاق کیا کہ جونہی حضور سرور عالم ﷺ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے گھر سے دیر کر کے تشریف لائیں ہم میں جس کے ہاں تشریف لائیں تو ہم کہیں کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے۔

فائدہ مغافیر مغفور بالضم گوند کا ایک درخت ہے جسے عربی عرفط بھی کہتے ہیں جنگل میں واقع ہوتا ہے اگرچہ میٹھا ہوتا ہے لیکن اس کی بو کچھ اچھی نہیں ہوتی لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو خوشبو پسند تھی کیونکہ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مناجات میں ہوتے اسی لئے آپ بدبو سے پرہیز فرماتے۔ بہرحال آپ حسب دستور شربت نوش فرما کر تشریف لائے تو جس بی بی کے پاس تشریف لے جاتے تو ہر ایک یہی کہتی کہ آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ آپ نے سب کو یہی جواب دیا کہ میں نے مغافیر تو نہیں زینب کے ہاں شہد پی ہے ممکن ہے شہد کی مکھی نے مغافیر کھایا ہو چنانچہ فرمایا جرست النحلہ العرفط الجرس سے ہے بمعنی زبان سے کسی شے کو چاٹنا (القاموس)

فائدہ امام زاہد نے فرمایا مغافیر کے متعلق بار بار سوال ہوتا رہا یعنی جونہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر سے تشریف لائے تو ہر بی بی کہتی کہ آپ مغافیر نوش فرما کر تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا

marfat.com

حرمت العسل علی نفسی فواللہ لا آکلہ میں نے اپنے لئے شہد حرام کیا بخدا آئندہ شہد ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ قسم آپ نے اس لئے کھائی تاکہ آئندہ آپ کے ہاں کوئی بھی شہد نہ لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ ابن عطیہ نے فرمایا کہ قول اول یعنی بی بی ماریہ قبطیہ کے واقع پر نازل ہونا زیادہ صحیح اور واضح تر ہے اور آیت کو سمجھنے کے لئے یہی قریب تر ہے اور کشف الاسرار میں ہے کہ شہد والا واقعہ زیادہ مستند ہے چنانچہ لبابین میں ہے کہ لن ھذا ھو الاصح لانہ مذکور فی الصحیحین لیکن ماریہ کلیہ واقعہ آیت کے مضمون کے زیادہ مشابہ ہے۔

آیت کا معنی اب آیت کا معنی یہ ہو گا کہ اے نبی علیہ السلام آپ نے ملک یمین یا شہد کو یوں حرام فرمایا جبکہ اسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال فرمایا ایسا کام تو ایک عام آدمی بھی نہیں کرتا چہ جائیکہ آپ جیسے برگزیدہ پیغمبر سے۔

مسئلہ فقہاء نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے خیال سے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شے کو حرام تصور کرے تو وہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شے کو حرام کرنا تو قرآنی نص سے ہو گا یہ وحی غیر متلو اور یہ دونوں نبوت کا خاصہ ہے پھر جس شے کو اللہ تعالیٰ حلال فرماتا ہے اس کی حلت میں حکمت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی مصلحت کو تبدیل کرنے کے درپے ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔

تبتغی مرضات ازواجک الابتغاء معنی ڈھونڈھنا تلاش کرنا۔ المرضاۃ رضا کی طرح مصدر ہے۔ بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ رضوان کا حال مصدر ہے اس کی واؤ الف سے تبدیل ہوتی ہے۔ الازواج زوج کی جمع ہے اس کا اطلاق عورت پر بھی ہوتا ہے بلکہ یہ فصیح ہے جیسا کہ المفردات میں ہے بلکہ انہوں نے لکھا کہ زوجہ روی لغت ہے۔

سوال یہ کاروائی تو صرف حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے کی لیکن قرآن مجید میں جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا؟

marfat.com

جواب(۱) مذکور امر میں دو بیبیوں کو راضی کرنا گویا جملہ بیبیوں کو راضی کرنا ہے۔

جواب(۲) چونکہ غیرت میں جملہ عورتیں ایک طریقہ رکھتی ہیں گویا ان دو بیبیوں کی غیرت ان جملہ بیبیوں کی غیرت کا مسئلہ ہے یہ سہیلی نے جواب لکھے ہیں۔

جواب(۳) جمع کے صیغہ کا اطلاق کبھی دو پر بھی ہوتا ہے۔

جواب(۴) اس میں اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی علوت کریمہ ہے کہ وہ ہر بی بی کو راضی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں خواہ وہ فعل غیر مستحسن کیوں نہ ہو کیونکہ آپ باحیا اور کریم ہیں۔

فائدہ جملہ تحرم کی ضمیر سے حال ہے اب معنی یہ ہے کہ آپ حرام کرتے ہیں درانحالیکہ آپ اپنی ازواج مطہرات کی رضا طلب کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان پر لازم ہے کہ وہ آپ کی رضا کی طلب کریں کیونکہ انہیں آپ کی رضا طلبی ضروری ہے۔

قاعدہ یہاں انکار قید و مقید ہر دونوں کو یکبارگی شامل ہے یونکہ ابتغاء و تحریم ہر دونوں میں مذموم ہیں اس قاعدہ کی نظیر آیت لتاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ یعنی یہاں سود اور اضعافا مضاعفہ ہر دونوں حرام ہیں۔

فائدہ آیت میں بی بی ماریہ اور شہد کی فضیلت کا بیان ہے۔

حدیث علم غیب قرب قیامت میں زمین سے سب سے پہلے شہد اٹھائی جائے گی اس کی تفصیل سورہ نحل میں گزری ہے۔

واللہ غفور اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا غفور ہے۔ آپ سے جو خلاف اولیٰ سرزد ہوا ہے وہ بھی معاف اور آپ نے جو حلال کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی معاف ایسے ہی جو آپ نے اپنی ازواج مطہرات کی رضا طلبی کا ارتکاب فرمایا وہ بھی معاف کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم کو منع کرنا اس کے فضل و کرم کو قبول نہ کرنے کے مشابہ ہے۔

marfat.com

رحیم رحیم ہے آپ پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اس کا آپ سے مواخذہ نہ ہوگا اور یہ عتاب محبوبانہ بھی آپ کی عصمت مبارکہ کی محافظت مطلوب ہے۔

فائدہ کاشفی مرحوم نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا ایسا مہربان ہے کہ آپ کی قسم کا کفارہ بھی اس نے خود ادا کیا ہے اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ یہی آیت عتاب محبوبانہ میں سخت تر ہے۔ قرآن مجید میں اس سے بڑھ کر اور کوئی عتاب نہیں۔

فائدہ البقلی نے لکھا ہے کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو ادب سکھایا ہے کہ آپ اپنی ذاتی رائے سے کوئی کام نہ کریں بلکہ وحی ربانی پر عمل فرمائیں بعض مشائخ نے لتحکم بین الناس بما اراک اللہ کا یہی معنی کیا ہے کہ آپ اپنی رائے کو کام میں نہ لائیں بلکہ وحی الٰہی پر فیصلہ فرمائیں کیونکہ قصہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہد یا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حرام فرمایا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبانہ عتاب فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر دین رائے زنی پر چلتا تو رسول اللہ ﷺ کی رائے مبارک کو ترجیح ہوتی نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جوشِ وصل الٰہی سے قلب کو غافل کر کے اسے زخمی کر دے تو اس زخم کی مرہم سوائے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں جیسا کہ آیت میں واللہ غفور رحیم میں اشارہ ملتا ہے۔

فائدہ ابن عطاء نے لکھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ہمیشہ دعا میں کہتے۔

اللھم انی اعوذبک من کل قاطع یقطعنی عنک

(اے اللہ میں تیرے سے ہر اس قاطع سے پناہ مانگتا ہوں جو تجھ سے مجھے منقطع کر دے)

آزردہ دلست گوشہ نشین از وداع خلق — غافل کہ اتصال حقست انقطاع حق

(دل خلق خدا سے دوری سے آزردہ ہوا لیکن اسے معلوم نہیں کہ جب تک مخلوق سے انقطاع نہیں ہوتا وصال حق نصیب نہیں ہوتا)

marfat.com

قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم

حل لغات الفرض یہاں پر بمعنی الشرع والتبیین ہے جیساکہ روجب ہوتا تو متعدی بعلی ہوتا التحلۃ حلل کا مصدر ہے یعنی از باب فعل (تضعیف العین) بمعنی التحلیل دراصل تحللہ ہچوں تکرمہ و تنعلہ و تبصرہ و تذکرہ تھا از کرم و علل و بصر و ذکر بمعنی التکریم والتعلیل والبصیر والتذکیر۔

سوال تفعلہ پر تفعیل کا آنا معتل اللام و مہموز اللام کا خاصہ ہے اور یہ مضاعف کا باب ہے ایسے ہی دوسرے ابواب جو امثلہ مذکورہ میں ہیں۔

جواب یہ شاذ یعنی خلاف قیاس ہے۔

فائدہ معتل اللام و مہموز اللام کے امثلہ میں سے منجملہ سمی یسمی تسمیۃ اور جزا یجزا تجزئۃ ہے۔

تحلۃ ایمانکم کی تحقیق تحلیۃ تحلیل الیمین مراد ہے کیونکہ یمین بھی ایک قسم کا عقد ہے اور اس کی تحلیل کفارہ سے ہوتی ہے جیسے کہا جاتا ہے حلل الیمین تحلایلا بمعنی کفر یعنی وہ کام کیا جو حنث کا موجب ہے وتحلل فی یمینہ بمعنی استثنی یعنی انشاء اللہ کہا یہی معنی ہے حضور سرور عالم ﷺ کے ارشاد گرامی لایموت لرجل ثلاثتہ اولاد فتمسہ النار الاتحلتہ القسم کا جس کی تین اولادیں فوت ہوئیں دوزخ میں نہیں جائے گا مگر بمقدار تحلۃ القسم کے یعنی انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی مقدار پر یعنی حدیث شریف میں تحلتہ القسم سے انشاء اللہ کہنے کی مقدار (کذافی المفردات) یا اس مقدار پر جو اللہ تعالیٰ اپنی قسم کو پورا کرے چنانچہ فرمایا وان منکم الا واردھا تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس پر وارد نہ ہو اور تاج المصادر میں ہے فعلتہ تحلتہ القسم یعنی میں نے اس کام کو صرف اس لئے کیا تاکہ میں اپنی قسم سے بری ہو سکوں یعنی میں نے اس میں زور نہیں لگایا بلکہ معمولی طور اس کو عمل میں لایا پھر جس کام میں مبالغہ

marfat.com

نہ کیا جائے اس پر اس کا اطلاق ہو گا ہے جیسے اہل عرب کا مقولہ مشہور ہے کہ فریتہ تحلیلا میں نے اسے معمولی طور مارا۔ دراصل اس باب کا استعمال فتح الشئی کسی شے کو کھولنے پر ہوتا ہے۔

کفارہ کا معنی کفارہ یعنی طعام کھلانا یا پوشاک پہنانا یا غلام آزاد کرنا۔ روزہ رکھنا اس کی تفصیل سورہ مائدہ میں گزری۔

آیت کا معنی اب آیت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان سے بری ہونے کا بتایا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اس سے کس طرح بری ہو گے یعنی کفارہ سے یہاں صرف انشاء اللہ کہہ دینا مراد نہیں۔ جیسے ہم نے ایمانکم کا محاورہ لکھا ہے یعنی مثلاً قسم کھا کر فوراً انشاء اللہ کہہ دینا مراد نہیں کیونکہ استثناء (انشاء اللہ کہنا) انعقاد یمین کو مانع ہے یعنی استثناء متصل یمین کی گرہ کو کھول دیتا ہے قسم کی گرہ یا کفارہ سے کھلتی ہے یا استثناء (انشاء اللہ تعالیٰ) کہنے سے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قسم کی گرہ کھولنے کا طریقہ کفارہ دینے سے بیان فرمایا۔

مسئلہ الہدایہ میں ہے کہ جو شخص اپنی مملوکہ شے اپنے لئے حرام کر دے اس پر وہ شے حرام نہیں ہو جاتی بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ شے اپنے لئے مباح سمجھے لیکن اس کے استعمال سے پہلے کفارہ ادا کرے۔

مسئلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تحریم الحلال یعنی حلال شے کو حرام قرار دینا بھی یمین ہے۔

فائدہ۔ تحریم سے اس شے کا انتفاع معلوم حرم کر دینا مطلوب مثلاً طعام کی حرمت سے اس کا نہ کھانا اور کنیز کی حرمت سے اس سے وطی نہ کرنا مراد ہے۔

مسئلہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ تحریم الشئی بھی یمین ہے مثلاً اپنی عورت سے کہا انت علی حرام اگر اس سے طلاق مراد لی تو عورت مطلقہ ہو جائے گی اگر یمین کا ارادہ کیا تو کوئی واقع نہ ہو گی ایسے ہی اگر اپنے لئے طعام حرام کیا اور اسے یمین مراد لی تو یمین ہو گا (خلافاً للشافعی رحمتہ اللہ علیہ) کذافی عین المعانی)

فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے کسی حلال کو حرام قرار نہیں دیا تھا

marfat.com

صرف بی بی ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہی فرمایا کہ لا اقربھا بعد الیوم آج کے بعد اس کے قریب نہ جاؤں گا جو یمین کے طور اس کا اطلاق ہوتا تھا تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا آپ پر وہ حلال فرمائی ہے بلکہ اس سے انتفاع فرمایئے اور اس کا کفارہ دیجئے۔ قد فرض اللہ تحلۃ ایمانکم کے ظاہر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ یمین ہے۔

سوال کیا یہ کہیں سے ثابت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اس یمین کا کفارہ دیا ہو؟

جواب حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ آپ نے کوئی کفارہ نہ دیا کیونکہ مغفور لہ ہیں۔ ہاں یہ حکم امت کی تعلیم کے لئے ہے لیکن مقاتل نے فرمایا کہ آپ نے اس یمین کا کفارہ میں غلام آزاد کر کے بی بی ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قربت سے نوازا اور مغفور لہ ہونا اس کے منافی نہیں کیونکہ ظاہری احکام میں آپ امت کی طرح ہیں۔

واللہ مولاکم اور اللہ تعالیٰ تمہارا آقا اور تمہارے جملہ احکام کا متوفی ہے۔ وھو العلیم وہ تمہاری مصلحتیں جانتا ہے اسی لئے تمہارے لئے مناسب طور احکام مشروع فرماتا ہے۔ الحکیم اپنے افعل و احکام میں حکمتیں رکھتا ہے تمہیں اسی طرح امر و نہی فرماتا ہے۔ جیسے اس کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے۔ واذ اسر النبی

حل لغات الاسرار۔ اعلان کی نقیض ہے اس کا اطلاق اعیان و معانی ہر دونوں پر ہوتا ہے السّر بمعنی دل کا پوشیدہ راز۔ اسرات الی فلان حدیثا میں فلاں بات اسے چپکے چپکے بتائی اس سے معلوم ہوا کہ اسرار بھی اظہار کا مقتضی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ جس کو بتانا مطلوب ہے اس کے لئے تو ظاہرہ ہے لیکن اس کے غیر سے پوشیدہ اس معنی پر۔ اسرار من وجہ اظہار ہے اور من وجہ اخفاء۔ النبی ہمارے رسول اکرم ﷺ مراد ہیں کیونکہ لام عہد کا ہے اور اذ ظرفیہ ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اے محبوب ﷺ مخفی بات بتانے والے واقعہ کو یاد کیجئے اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہ مفعول ہے معنی یوں ہے کہ اے محبوب محمد ﷺ کے پوشیدہ بات بتانے 'کے وقت کو یاد کیجئے بوجہ عتاب (محبوبانہ) کے ایسے فرمایا یا یہ دراصل اذکر وایھا المومنون تھا یہ خطاب بظاہر اگرچہ نبی

marfat.com

علیہ الصلوۃ والسلام کو ہے لیکن اخفاء کے بجائے اظہار ہے اس میں بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم مطلوب ہے کہ آپ کو ایسی وصف سے موصوف کیا گیا کہ باوجود یہ کہ وہ اپنے متعلق بہت سے امور مخفی رکھنا چاہتے ہیں اور اپنے حرم محترم کے لئے ناگوار بات کا اظہار نہیں چاہتے لیکن جب حکم ربانی ہو تو ظاہر کرنے سے گریز نہیں فرماتے۔ یہ آپ کے نبوت کے دعوی کی سچائی کی واضح اور بین دلیل ہے۔ الی بعض ازواجہ جب کہ آپ نے اپنی بعض ازواج کو پوشیدہ راز بتایا اس سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مراد ہیں۔

تعارف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۳ سن ہجری کے آغاز میں ہوا یعنی غزوہ احد سے دو ماہ قبل آپ نے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ نکاح سے نوازا۔ بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت پانچ سال قبل از اعلان نبوت ہوئی اور بی بی کا وصال شعبان سن ۴۵ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ مروان بن الحکم نے پڑھائی جبکہ وہ مدینہ کا امیر تھا اور بی بی کے جنازہ کو اس نے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا آپ کے والد گرامی حضرت ابو حفص عمر ہیں (رضی اللہ عنہ) یہ کنیت انہیں سرکار دو عالم ﷺ نے عنایت فرمائی۔ حفص بمعنی شیر کا بچہ۔ حدیثا

حل لغات امام راغب نے فرمایا کہ ہر وہ کلام جو کسی انسان کو بذریعہ سمع یا وحی بیداری یا نیند میں پہنچے اسے حدیث کہتے ہیں یہاں پر حضرت ماریہ یا شہد کی تحریم یا امر خلافت مراد ہے۔

فائدہ سعدی مفتی مرحوم نے فرمایا کہ شہد کی بات چھپانے کا واقعہ بی بی حفصہؓ سے نہیں بلکہ بی بی عائشہ و بی بی سودہ و بی بی صفیہ رضی اللہ عنہن سے تھا۔

فلما نبات بہ جب بی بی حفصہ نے رسول اللہ ﷺ کا پوشیدہ راز بی بی عائشہ کو بتایا اور سارا راز کھول دیا۔ واظہر اللہ علیہ اور وہی حفصہ رضی اللہ عنہا کا راز افشاء کرنا بذریعہ جبریل اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو مطلع فرمایا۔ اظہرہ کی ضمیر بتقدیر مضاف الحدیث کی طرف راجع ہے۔

حل لغات اظہر اطلع کے معنی کو متضمن ہے ظہر فلاں السطح سے ہے بمعنی علاہ یعنی وہ چھت پر

marfat.com

چڑھا۔ اس کا اصلی معنی ہے صار علی ظهر اس کی پیٹھ پر ہوا واظہرہ علی السطح یعنی اسے چھت پر چڑھایا۔ اطلاع علی الشئی کے معنی کے لئے استعارہ کیا گیا ہے از افعال یعنی کسی کو پوشیدہ بات تک پہنچانا اور دیدہ ور بنانا۔ امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ظہر الشئی یعنی وہ شے جو زمین پر حاصل ہو کہ پھر وہ چھپ نہ سکے اور اس کے اندر سے حاصل ہو کہ وہ پھر وہ ظاہر نہ ہو سکے پھر اس کا اطلاق اس شے پر ہونے لگا جو بصر و بصیرت کے لئے ظاہر ہو۔

عرف نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگاہ فرمایا۔ تعریف یعنی آگاہ کرنا بعضه اس مخفی بات کے افشاء کی بعض وہ باتیں جو بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتائیں عتاب کرتے ہوئے مثلاً فرمایا کہ میں نے تجھے نہ کہا کہ اسے مخفی رکھنا کسی ایک پر بھی یہ راز ظاہر نہ کرنا اس سے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والا واقعہ مراد ہے۔

فائدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھڑکا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یاد فرمایا ہے اور یہ ایک ایسی کرامت ہے جو صرف مجھے نصیب ہوئی۔ بعض الشئی یعنی کسی شے کا جزء واعرض عن بعض اور بعض سے تکما درگزر فرمایا اس سے حدیث ماریہ مراد ہے۔ بعض نے فرمایا کہ آگاہ فرمایا تحریم ماریہ کو اور درگزر فرمایا امر خلافت سے تاکہ عوام میں راز زیادہ نہ کھلے اسے بھی آپ پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے اور درگزر کرنا آپ کی تکریم ذاتی اور بلند حوصلگی کی دلیل ہے۔

مسئلہ صوفیانہ اس سے معلوم ہوا کہ مشائخ اپنی فراست و کرامات اپنے مریدوں کو ظاہر کریں تو جائز ہے تاکہ طریقت کے حصول میں ان کی رغبت میں اضافہ ہو۔ نیز اس میں شارہ ہے کہ مشائخ پر لازم ہے کہ اپنے مریدوں کی غلطی اور سوء ادب پر سخت گرفت نہ کریں اور نہ ہی اس کے درپے ہوں۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کریم وہ ہے جو غلطی کے مرتکب پر سختی نہ کرے اور چشم پوشی بزرگوں کا شیوہ ہے۔

فلما نبأها جب نبی اکرم نے اللہ تعالیٰ کی اطلاع کے مطابق حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ کے افشائے راز کی خبر دی۔ قالت من انبأک هذا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اس افشائے راز کی آپ کو

marfat.com

کسی نے خبردی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گمان ہوا کہ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا باوجود یہ کہ انھوں نے انھیں پوشیدہ رکھنے کی سخت تاکید کی تھی اسی وجہ سے انھیں تعجب ہوا کہ میری راز داری کی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے قدر نہ کی۔

سوال یہاں انباک کے بجائے نباک کیوں نہ کہا؟ تاکہ پچھلے جملہ کی موافقت ہوتی کہ وہاں نبا ہے۔

جواب عرب کے تفنن کے مطابق ہے کہ ایک معنی کے مختلف صیغے مستعمل ہوں تو وہ اسے بلند پایہ بلاغت تصور کرتے ہیں۔

قال نبی اکرم [illegible] نے فرمایا نبانی (بفتح یاء المتکلم) یعنی مجھے آگاہ فرمایا ہے العلیم الخبیر اس علیم خبیر نے جس سے کوئی بات مخفی نہیں۔ یہ سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خاموشی سے اعتراف کرلیا کہ واقعی میں نے راز افشاء کیا ہے یہاں پھر نبا لا کر تفنن عرب کو اپنایا گیا ہے۔

قولہ (۱) انبأ و نبأ ہر دونوں متعدی بدو معنی و مفعول ہوتے ہیں پہلے مفعول کی طرف متعدی ہے بلاواسطہ اور دوسرے کی طرف واسطہ باء ہیں۔

(۲) مفعول اول معلوم ہونے پر محذوف ہوتا ہے۔

(۳) باء کو حذف کرکے مفعول ثانی کی طرف بلاواسطہ متعدی ہو جاتے ہیں۔

فلمانباھابہ استعمال اول پر اور من انباک ھذا استعمال ثالث پر ہے۔

فائدہ علیم، عالم، علام کا ایک ہی معنی ہے جسے یقین ہے کہ اس کا مالک اس کے ہر عمل کو جانتا ہے یہاں تک کہ ضمائر کے خطرات اور خواطر کے وساوس کو تو ہر وقت اس سے حیاء کرتا ہے اس ڈر سے وہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے ستر عیوب پر دھوکہ کھاتا ہے اور نہ ہی اس کی اچانک کی گرفت اور مخفی تدبیر سے بے خوف رہتا ہے۔

حکایت ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے بھوک نے ستایا تو میں نے اپنے کسی دوست سے کہہ دیا کہ

marfat.com

مجھے بھوک نے ستایا ہے اس کے باوجود اس نے پرواہ نہ کی۔ میں اس سے ناامید ہو کر چل پڑا راستہ میں مجھے ایک درہم ملا جس پر لکھا تھا کہ کیا تجھے یقین نہ تھا کہ تیری بھوک کو تیرا مالک جانتا ہے تو پھر غیر کے سامنے شکوہ کا کیا معنی۔

الخبیر معنی العلیم حضرت امام غزالی قدس سرہ نے لکھا کہ جب مطلق علم کا اعتبار ہو گا تو مطلق علیم مراد ہو گا اگر اس کے ساتھ غیب یا امور باطنیہ کا اعتبار کیا جائے گا تو خبیر مراد ہو گا پھر جب امور ظاہرہ کا اعتبار ہو گا تو اس پر شہید کا اطلاق ہو گا جب بندے کو یقین ہے کہ وہ مالک اس کے ہر ظاہری باطنی عمل کو جانتا اور پھر اسے محفوظ رکھتا ہے اگرچہ یہ خود بھول جائے تو پھر قیامت میں ان اعمال سئیہ سے سخت شرمسار ہو گا ممکن ہے ان کی وجہ سے سزا یافتہ ہو۔

حکایت ایک شخص نے اپنی گزشتہ زندگی پر غور و فکر کیا تو ہزاروں ایام سامنے آ گئے اور خیال کیا کہ اگر میں نے دن میں کم از کم ایک گناہ بھی کیا ہو تب بھی میرے ہزاروں گناہ ہونے چاہئیں لیکن حال یہ ہے کہ میں نے دن میں ہزاروں گناہ کئے تو پھر نامعلوم میرے ساتھ کیا ہو گا۔ یہ کہہ کر چیخ ماری اور مر گیا۔

فقیر (صاحب روح البیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے۔

ذنبم گرچہ وے رب غفوریم گرست بمن افتادہ دہد از کرمش شاید دست

(میں گنہگار سہی لیکن میرا رب غفور ہے مجھے امید ہے کہ وہ اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ کرم نوازی فرمائے گا)

ان تتوبا الی اللہ یہ خطاب حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہے غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے۔

ازالہ وہم وہابی عتاب اولیاء (محبوبان خدا) کو ہونا جائز ہے لیکن اعداء کو عتاب ہوتا ہے کسی شاعر نے کہا۔

اذھب العتاب فلیس ود ویبقی الود مابقی العتاب

(عتاب نہ ہو تو دوستی کا مزہ نہیں دوستی تب ہے جب اس میں عتاب ہو)

فائدہ اس میں حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے واضح ترین امر کی رہبری کا ارادہ خیر ہے۔

marfat.com

فقد صغت قلوبکما فاء تعلیلہ ہے جیسے اعبد ربک فالعبادۃ حق میں فاء تعلیل ہے یعنی اپنے رب کی عبادت کیجئے اس لئے کہ عبادت اسی کا حق ہے۔ اگر اسے فاء جزائیہ مانیں تو معنی غلط ہو گا کیونکہ جزاء شرط پر مترتب اور اسی سے مسبب ہوتی ہے اور یہاں صغو قلوب شرط سے پہلے ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جزاء کا وجود شرط سے پہلے واقع ہو جائے۔ یہی تقریر وان تظاھر الخ میں ہو گی۔

اب آیت کا معنی یہ ہو گا اے عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمہارے سے وہ امر پایا گیا ہے تو تمہارے خلوص کے منافی ہے کیونکہ تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم اس بات سے محبت کرو جو رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہے اور جس سے وہ کراہت کرتے ہیں تم بھی اس کو مکروہ جانو۔

حل لغات صغو صغا یصغو اصغوا سے مشتق ہے بمعنی مل مائل ہوا اور اصغی الیہ بمعنی کان لگا کر سننے کے لئے جھکا۔

کسی شاعر نے کہا۔

تصغی القلوب الی اغر مبارک   من آل عباس بن عبد المطلب

(اغر مبارک کی طرف قلوب مائل ہوئے آل عباس بن عبد المطلب)

سوال قلوب جمع صیغہ تثنیہ کی طرف مضاف کیوں؟

جواب تاکہ دو تثنیہ یکجا جمع نہ ہوں اور دو ہم جنسوں کو یکجا جمع ہونے سے عرب گھبراتے ہیں اسی لئے تثنیہ کی اضافت تثنیہ کے وقت مضاف کو اکثر جمع لایا جاتا ہے۔

وان تظاھروا یہ دراصل تتظاھروا تھا ایک تاء کو حذف کر دیا گیا ہے۔ یہ ظھر کا تفاعل ہے اور ظھر تمام اعضاء سے قوی تر ہے یعنی اگر تم نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی معاونت کرو اس پر کہ جو غیرت میں افراط افشائے راز جو انہیں ناگوار ہے تم اسے ترک کر دو اور اس معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین

marfat.com

ترکیب **ھو** مبتداء ثانی ہے تقویۃ الحکم کے لئے لایا گیا ہے حصر کے لئے نہیں ورنہ عطف صحیح نہ ہو گا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولایت اور اللہ تعالیٰ میں محصور ہو جائے گی حالانکہ مجازاً آپ کو جبریل و صالح المومنین کی ولایت بھی حاصل تھی جبریل کا عطف ان کے اسم کے محل پر ہے جبکہ اس کی خبر پہلے مکمل ہو گئی۔ ایسے ہی صالح المومنین کا حال ہے۔ جناب سجاوندی کا میلان اسی طرف ہے اسی لئے انہوں نے صالح المومنین پر وقف کی علامت لکھی ہے۔

صالح المومنین کی تحقیق ظاہر یہ ہے کہ صالح مفرد ہے اس لئے حاء کے بعد جمع کی واؤ نہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ صیغہ تو جمع کا ہے اور نون محذوف کئے گئے ہیں نون تو اضافت کی وجہ سے اور واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے لفظاً گرایا گیا اور پھر اسے لکھا بھی نہیں گیا جیسے یمح اللہ الباطل ویدع الانسان وسندع الزبانیہ وغیرہ میں ہوا۔ اب معنی یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو معاونین کی کوئی کمی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار اور جبریل رئیس الملائکہ ہیں ان کے ساتھی اور رفیق خاص ہیں اور نیک لوگ آپ کے تابعدار اور خدمتگار ہیں۔ جبریل اور اس کا مابعد علی تقدیر العطف ولایت للرسول میں داخل ہیں اور جبریل علیہ السلام آپ کے ظہیر یعنی مددگار ہیں اس لئے کہ وہ عموم ملائکہ میں داخل ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ کلام **مولاہ** پر ختم ہو گیا۔ پھر جبریل اور اس کا مابعد اس پر معطوف ہو کر مبتداء اور ظہیر ان سب کی خبر ہے اس معنی پر ولایت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو گی۔

فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ صالح المومنین سے صرف ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔

فائدہ الارشاد میں لکھا کہ اگر صالح المومنین سے صرف ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہوں تو انہیں اللہ تعالیٰ و جبریل علیہ السلام کے درمیان لایا جاتا اس اعتبار سے ان کا باطنی و ظاہری طور ظہیر ہونا موزوں ہو تا۔ اور واقعی وہ اس لائق تھے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے ظاہری و باطنی ظہیر ہونا مانا جائے اور ایسے جبریل علیہ السلام کو بھی کیونکہ یہ آپ کی تائیدات الہیہ میں تائید کرتے اور وہ تدابیر امور رسالت و اجرائے احکام کے لئے آپ کے وزیر با تدبیر تھے۔

marfat.com

فائدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معاونت کا یہ معنی ہے کہ آل و اولاد کی خوشنودی پر رسول اللہ ﷺ کی رضا اور خوشنودی کو ترجیح دینا اور نیز یہ دونوں سرور عالم ﷺ کے ارشاد گرامی کو فوقیت دیتے جب ان کی بچیوں کا معاملہ حضور سرور عالم ﷺ کے معاملہ کے معارض ہوتا بلکہ بچیوں کے معاملہ کو رسول اللہ ﷺ کے معاملہ کے بالمقابل ملیا میٹ کر دیتے اسی لئے یہاں پر جبریل علیہ السلام کے ذکر سے ان کا ذکر پہلے موزوں تھا لیکن جمہور کا قول راجح ہے کہ یہاں عام نیک اہل ایمان مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہاں پر صالحین سے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا ان کے اخیار مراد ہیں۔ حضرت مجاہد نے کہا یہاں پر حضرت علی کرم کرم اللہ وجہہ مراد ہیں صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ فقیر کہتا ہے کہ اس کی تائید یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ سے ہوتی ہے کیونکہ صالحین انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ وکلا جعلنا صالحین اور یوسف علیہ السلام سے حکایۃ فرمایا والحقنی بالصالحین جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمنزلہ ہارون تھے تو صالح سے وہی مراد ہوں۔

فائدہ السیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آیت میں لفظ عام ہے تو اولیٰ یہی ہے کہ اسے اپنے عموم پہ رکھا جائے۔

فائدہ امام راغب نے فرمایا کہ صلاح فساد کی ضد ہے یعنی شے کا اعتدال واستقامت سے نکل جانا وہ کثیر ہو یا قلیل اکثر استعمال میں اس کا اطلاق افعال سے مخصوص ہے اور قرآن میں صلاح کبھی فساد کے مقابلہ میں آیا ہے۔ اور کبھی سیئہ کے۔

حکایت حضرت ابراہیم ابن ادہم قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا کہ لوگ مجھے صالح کہتے ہیں مجھے کیسے یقین ہو کہ واقعی میں صالح ہوں آپ نے فرمایا تم اپنے اعمال کا موازنہ صالحین سے کرو اگر ان کے مطابق ہیں تو سمجھو کہ تم واقعی صالح ہو ورنہ نہیں یہ بھی کلمات حکمت میں سے ہے۔

والملائکۃ اور ملائکہ کی کثرت تعداد اور آسمانوں میں بھر جانے کے باوجود کاشفی مرحوم نے لکھا کہ اس

marfat.com

سے آسمان و زمین کے تمام فرشتے مراد ہیں۔ بعدذلک اللہ تعالیٰ اور ناموس اعظم یعنی جبریل علیہ السلام اور صالح المومنین کی مدد کے بعد اس میں ان کی مدد کی تعظیم کا اظہار ہے کیونکہ یہ خوارق عادت سے ہے جیسے بدر میں ہوا اس سے ملائکہ کی افضلیت علی البشر ثابت نہیں ہوتی۔

ظہیر یہ خبر اور ملائکہ اور اس سے قبل کا جملہ فان اللہ ھو مولاہ الخ اس کا معطوف الیہ یعنی یہ تمام فرشتے میرے رسول علیہ السلام کی فوج اور آپ کے جملہ امور میں ہاتھ بٹانے والے ہیں جو بھی میرے محبوب علیہ السلام کا مقابلہ کرے گا تو یہ سب مل کر آپ کی مدد کے لئے تیار ہیں گویا وہ اس معاملہ میں بمنزلہ ایک ہاتھ کے ہیں۔ تو پھر یہ دو بیبیاں میرے نبی علیہ السلام کا کیا بگاڑ سکتی ہیں اگرچہ آپس میں مل کر کتنا ہی زور لگائیں جب کہ آپ کے اتنا بہت بڑے یار و مددگار ہیں۔

فائدہ بعدذلک میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد ملائکہ و مومنین کی مدد عظیم مدد ہے کیونکہ ان کی مدد درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مدد ہے اور پھر اس کی مدد ان کے ذریعے سے دوسرے جملہ ذرائع کی مدد سے افضل و اعلیٰ ہے۔

فائدہ اللہ تعالیٰ کی مدد یا بلا واسطہ یا بلا آلہ ہو گی یا اس کی مخلوق کے واسطہ سے ہو گی دوسری قسم کی مدد میں تفاوت ہو گا بوجہ مخلوق کی طاقت و قدرت کے متفاوت ہونے کیوجہ سے اور ملائکہ کی مدد تمام مخلوق سے افضل و اعظم ہو گی اور ان کی مدد بھی متفاوت ہو گی بوجہ ان میں مراتب میں متفاوت ہونے کی وجہ سے کیونکہ جو طاقت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو عطا فرمائی ہے وہ انسان کو نہیں ملی۔ آیت میں بعدیت سے بعدیت رتبی مراد ہے زمانی بعدیت مراد نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ انسانی مدد سے ملائکہ کی مدد عظیم تر ہے۔

فائدہ حضرت جبریل علیہ السلام کی نصرت بھی ملائکہ کی نصرت میں داخل ہے اس معنی پر ان کی اپنی قوت کے ساتھ ملائکہ کی قوت مل کر اور عظیم نصرت ہو گی۔ الارشاد میں ہے کہ یہ مفسرین کی رائے ہے لیکن میرے نزدیک مناسب تر یہ ہے کہ اس میں صرف صالح المومنین کی طرف اشارہ ہے پھر بعدیت میں اشارہ کر دیا کہ اگرچہ ملائکہ کی

marfat.com

مدد بھی شامل ہے لیکن ان میں افضل لوگوں کی جب مدد ہے تو پھر مفضول کی بطریق اولی مدد ہوتی چاہئے۔ صالح المومنین کی تقدیم ملائکہ پر فضیلت کے اظہار کے لئے ہے۔ اسی لئے ان کا ذکر صالح المومنین کے بعد ہے کہ اگرچہ وہ صالح المومنین سے مفضول سہی لیکن ان کی مدد بھی ایک عظیم مدد ہے اسی لئے جبریل علیہ السلام سے نہیں علیحدہ ذکر کیا گیا۔

سوال جب اللہ تعالیٰ کی مدد کافی ہوئی تو پھر غیر اللہ کی مدد کے ذکر کا کیا معنی؟

جواب تاکہ نبی اکرم ﷺ کی رفعت شان ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا کتنا مرتبہ ہے اور صالح المومنین کے نزدیک کتنی بلند شخصیت ہیں اور ملائکہ کو کتنا مرغوب ہیں۔

رد وہابیہ نجدیہ اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوبوں کی مدد عین اسلام ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے لئے اپنی مدد کے بعد ان کی مدد کا ذکر فرما کر مفید بتایا تو پھر ہم جیسوں کے لئے تو بطریق اولیٰ مفید ہوا اسے شرک کے کھاتا میں ڈالنا اپنے بے ایمان ہونے پر مہر ثبت کرنی ہے۔ (فافہم ولا تکن من الوھابیین فانھم قوم لا یعقلون)

صاحب روح البیان کی تحقیق فقیر (صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے۔ تحقیق مذکورہ بالا دوسرے مفسرین کی تھی۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ اور بظاہر صحیح بھی ہے یہ کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد دوسرے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں لیکن اپنے بعد ان کی مدد کا ذکر فرمایا جو اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ یعنی جبریل علیہ السلام تاکہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک دوسری کی مدد کے بالمقابل مخلوق میں سے بڑی طاقت ور کی مدد کا اظہار ہو پھر دوسروں کی مدد کا ذکر تہدید اور زجر او تو بیخا ہوا۔

نکتہ صالح المومنین میں سے جبریل علیہ السلام کا ذکر پہلے اس لئے کہ مخلوق میں حضور سرور عالم ﷺ کے سب سے پہلے آپ معین و مددگار ہوئے اور اللہ تعالیٰ اور آپ کے درمیان سفیر آپ ہی ہیں۔

نکتہ صالح المومنین کا ذکر ملائکہ سے پہلے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کی نصرت ملائکہ سے پہلے اس طرف

marfat.com

اشارہ کرتا ہے کہ ان کی نصرت ملائکہ کی نصرت سے افضل ہے کیونکہ ملائکہ کی نصرت جسمانی ہے اور صلحاء کی مدد جسمانی بھی ہے اور روحانی بھی یعنی دعاؤں سے اور روحانی مدد جسمانی مدد سے زیادہ عظمت والی ہے۔

سوال بعد ذلک ظہیر میں تو ملائکہ کی مدد کی افضلیت کا ثبوت ملتا ہے اور تم صلحاء کی مدد کو افضل بتا رہے ہو۔

جواب یہ افضلیت ان کی ظاہری طاقت کی وجہ سے ہے کہ وہ بظاہر بہت بڑے امور شاقہ عمل میں لاتے ہیں اور مقام تہدید کے لئے بھی بعدیت کا تقاضا کرتی ہے اس سے حقیقی افضلیت صلحاء پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

نکتہ عجیبہ صالح المومنین میں ایک عجیب و غریب نکتہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے (صاحب روح البیان) اپنے فضل وکرم سے آگاہی بخشی وہ یہ کہ صالح المومنین سے خود بھی حضور ﷺ مراد ہیں کیونکہ صالح خود حضور نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی ہے جیساکہ المفردات میں ہے۔

سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مدد آپ کیسے فرمائیں گے یہ عجیب معاملہ ہے کہ اپنی مدد آپ اسے محالات میں شمار کرتے ہیں۔

جواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی مقامات ہیں یہاں مقام ملکیت کی مدد مقام بشریت کے لئے یا مقام جمع کی مدد مقام فرق کے لئے یا مقام ولایت کی مدد مقام نبوت کے لئے ہوگی اس کے نظائر شرع میں موجود ہیں مثلاً نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے السلام علیک ایھا النبی اگر آپ کا اسی طرح پڑھنا ثابت ہو تو اس کے جوابات بھی یہی ہوں گے جو اوپر مذکور ہوئے۔ دوسری نظیر موسیٰ علیہ السلام کی ہے کہ جب انہوں نے قبطی کو مارا تو اپنی خود مدد فرمائی اور انہیں فرمایا ففررت منکم الخ اس کی تقریر یہ ہوگی کہ آپ نفس ناطقہ نے نفس حیوانیہ کی مدد کی۔[1]

(حاشیہ [1] یہ آیت شان نبوت کے بیان میں وقیع الشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی برائے (بقیہ آگے)

فائدہ صوفیانہ اس میں اشارہ ہے قلب اور قوائے روحانیہ کو نفس پر نصرت ملتی ہے اللہ تعالیٰ اور ملک الالہام کی تائید سے نفس پر مدد ملتی ہے۔

عورت کی قوت بعض مشائخ نے فرمایا عالم دنیا میں عورت کی حمل طاقت سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں۔ اسے وہی جانتا ہے جسے ان سے واسطہ پڑتا ہے س کی تحقیق یہ ہے کہ عالم انسان کی ابتداء عورت پر موقوف ہے اگرچہ اس میں مرد کا بھی واسطہ ہے لیکن ان دو مقدموں کا نتیجہ عورت ہے اور نتیجہ مرد ہے اور نتیجہ طالب ہوتا ہے اور طالب محتاج ہوتا ہے۔ اور منتج (نتیجہ) مطلوب ہے اور مطلوب کو بہت بڑی عزت اور وہی محتاج الیہ ہوتا ہے اور پھر اس میں شہوت بھی بہت اور غالب ہوتی ہے اس سے اندازہ لگایئے کہ موجودات میں عورت کا کیا مقام ہے اور حضرت ایسے سے اسے کتنا مرتبہ نصیب ہوا ہے اور اس مستی پر اس کی قوت و طاقت کا اندازہ خود لگایئے اور اللہ تعالیٰ نے وان تظاھرا الخ سے ان کی طاقت پر تنبیہہ فرمائی ہے۔ اسی لئے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی اعانت و مدد کے لئے بڑی قوت و طاقت والوں یعنی ملائکہ کا ذکر فرمایا کیونکہ ان کی قوت و شدت جملہ عالم میں بڑھ کر ہے ہاں ان سے صالح المومنین کی قوت و طاقت زیادہ کیونکہ ان کی قوت و طاقت روحانی ہے روحانی طاقت ملائکہ کی فضل طاقت سے بڑھ کر ہے۔

فائدہ اے عزیز اگر تو نے غور نہیں کیا تو اب غور کیجئے کہ میں نے اپنی تقریر میں ثابت کیا ہے کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو قسمیں وہ مددگاروں سے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی مدد فرمائی۔

۱۔ اپنی ذات و جبریل و صالح المومنین ۲۔ ملائکہ کرام

ویسے ہی ہر مدد اس کی دی ہوئی قوت و طاقت کے بغیر نہیں ہوتی۔

عظمت حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت شیخ افضل الدین احمدی قدس سرہ نے

عالم خالقت پر اتنا بڑا زور ظاہر فرمایا کہ جس سے سنتے ہی عقل دنگ رہ جاتی ہے ورنہ کہاں عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کہاں خود خالق کائنات اور جملہ ملائکہ اور جملہ صلحاء)

marfat.com

فرمایا کہ ایک شب میں نے وما یعلم جنود ربک الا ھو میں غور و فکر کیا کہ کسے طاقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس فوج بحر موج سے مقابلہ کر سکے جبکہ یہ فوج چودہ طبق آسمان و زمین پہ پھیلی ہوئی ہے۔ میرے اس غور و فکر پر ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تو اس فوج پر تعجب کر رہا ہے لیکن اس واقعہ پر کیوں تعجب نہیں کرتا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے جو کہ وہ اس سے زیادہ تعجب ناک ہے میں نے کہا وہ کون سا جواب ملا ئکہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ جسے وان تظاھرا الخ میں بیان کیا گیا ہے اس سے مجھے حضرت عائشہ و بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عظمت کا پتہ چلا کہ وہ کتنی عظمت والی ہیں جن کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور جبریل اور صالح المومنین اور ملائکہ تمام کو پیش فرما رہا ہے۔ اس سے مجھے بہت مسرت ہوئی اور سمجھا کہ یہ دونوں بیبیاں کتنی رفیع الشان ہیں کہ ان کے مقابلہ میں اگر اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کا ذکر نہ فرماتا تو ملائکہ اور صالح المومنین کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہ ہوتی۔ اس سے مجھے واضح ہوا کہ بیبیوں کے قلوب میں علم الٰہی اتنا موجزن ہے کہ جس کا اندازہ خدا ہی جانتا ہے جس نے ان کے مقابلہ کے لئے اتنا بڑا اہتمام فرمایا اور پھر ان کے علوم کی تاثیر عالم کونین پر کتنا ہے کہ جس کے مقابلہ کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی قوت کا سہارا لینا پڑا چونکہ یہ راز در مکنوں کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو مجھے منجانب حق عطا ہوا جس پر میں شکر خداوندی بجالایا۔

حضرت علی الخواص قدس سرہ نے فرمایا کہ جتنا ان دونوں بیبیوں کو اللہ تعالیٰ پر سہارا تھا کسی ایک کو ایسا سہارا نصیب نہ ہوا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کے سامنے ان لی بکم قوۃ اواوی الی رکن شدید بیان فرمایا حالانکہ ان کے ہاں ایک اور رکن شدید موجود تھا لیکن اسپر سہارا نہ کیا۔ ہاں عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت و عظمت بھی بیان کر دی۔

عورت کا احترام عورتوں کی قدر و منزلت بالخصوص عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان کسی نے نہ سمجھی سوائے چند ایک کے عورت بایں حیثیت کہ وہ عورت ہے اس کی عظمت بحر بے کنار ہے اگر ان کی عظمت اور بھی معلوم نہیں تو ہیئت جماع بھی اس کی عظمت کے لئے کافی ہے کہ یہ کیفیت ملوک دنیا کو بھی نصیب نہیں جبکہ مرد کو حالت جماع میں ہیئت سجدہ اختیار کرنی پڑتی ہے اور حالت سجدہ عبد کے لئے نماز کی اشرف الحالات ہے۔ اگر مجھے

marfat.com

یہ خوف نہ ہو تاکہ ایسے انکشافات الشابعدوں کے لئے ان امور سے حجابات بن جائیں گے جو وصول الی اللہ کے لئے مانع ہیں تو میں اس سے کچھ اور عرض کرتا لیکن وانا الاشارہ کافی کی بناء پر اتنا کافی ہے۔ ہاں نااہل لوگ اس مختصر مضمون کی بھی غلط تاثیر لیں گے۔

واللہ علیم خبیر اور اللہ علیم خبیر ہے۔ عسی ربہ لائق ہے ان کا پروردگار ضمیر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ ان طلقکن اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں یہ شرط عسی کے اسم و خبر کے درمیان واقع ہے اور اس کا جواب محذوف ہے یا اس کا جواب مقدم ہے اصل عبارت ان طلقکن فعسی تھی۔ ان یبدلہ یہ کہ تمہارے عوض انہیں عطا فرمائے۔ ازواجا یبدلہ کا دوسرا مفعول ہے خیرامنکن ازواج کی صفت ہے ایسے ہی اس کا مابعد یعنی مسلمات تاشیبات اس میں مخاطبات کی غائبات پر تغلیب ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اے عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگر میرے نبی علیہ السلام تمہیں طلاق دے دیں اور تمہارے عوض انہیں اور ازواج عطا فرمائے جو تم سے بہتر ہوں یا یہ تعمیم الخطاب ہے یعنی تمام ازواج کو خطاب عام ہے اور قدصنعت قلوبکما کے عتاب میں یہ بھی حکما شامل ہوں اور یہ ان کی توبہ کا موجب ہے اور تخویف کے لئے ایسا کرنا جائز ہے تخویف کی تقریر یوں ہوگی کہ اے عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام تمہیں طلاق دے دیں تو اس کا ضرر تمہیں ہوگا۔

اس سے میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا کیا نقصان جبکہ میں انہیں تمہارے سے بہتر عورتیں عطا فرمادوں گا۔

فائدہ آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی ازواج سے کوئی اور عورتیں افضل و بہتر ہیں کیونکہ تعلیق الطلاق للکل لاتعلیق واحدہ کے منافی نہیں اور جسے معلق فرمایا وہ واقع نہیں ہوا اور نہ ہی ضروری ہے کہ وہ واقع ہو یعنی جس امر کو فعل غیر وقوع کے ساتھ معلق کرنے کی خبر دی گئی ہے وہ واقع نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ اس کے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اپنی ازواج کو طلاق نہیں دیں گے ہاں اپنی قدرت کاملہ کی خبر دی ہے کہ اگر وہ طلاق دے بھی دیں تو میرے ہاں کوئی کمی نہیں۔ میں انہیں ان سے بہتر ازواج عطا فرماسکتا ہوں اس میں ازواج کو تخفیف ہے اس کی

marfat.com

مثال وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم اس آیت میں بھی تخویف اور اپنی قدرت کاملہ کا اظہار ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور لوگ افضل و بہتر ہے۔

قاعدہ قرآن مجید میں ہر جگہ عسیٰ وجوب کے لئے آتا ہے سوائے اسی مقام کے بعض نے کہا کہ یہاں بھی وجوب کے لئے ہے لیکن اسے معلق بالشرط لایا گیا ہے یعنی معلق بالطلاق اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں طلاق نہیں دی۔

مسئلہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ روئے زمین پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات سے اور کوئی عورت بہتر و افضل نہیں۔ ہاں اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کے عصیان و ایذا کی وجہ سے انہیں طلاق دے دیتے اور ان کے عوض اور عورتوں سے نکاح فرماتے جو ان صفات سے موصوف اور آپ کی پوری فرمانبردار ہوتیں تو پھر وہی افضل اور بہتر ہوتیں۔

قاعدہ فتح الرحمن میں ہے کہ لفظ عسیٰ قرآن مجید میں ہر جگہ وجوب کے لئے ہے صرف دو مقام میں وجوب کے لئے نہیں ایک یہی آیت اور دوسری سورۃ محمد کی آیت فهل عسیتم الخ یعنی عسیتم وتمنیتم یعنی تمہیں معلوم ہے اور تم نے تمنا کی لیکن یہ آیت بھی معلق ہے یعنی نہ آپ نے طلاق دی اور نہ ہی ازواج مطہرات کے بجائے اور عورتوں سے نکاح ہوا۔

مسلمات مومنات زبان سے اقراری اور قلب سے مخصوص اس معنی پر اس میں تکرار نہیں یا مسلمات یعنی اعضاء ظاہری کے ساتھ فرمانبردار اور دل سے ان کی تصدیق کرنے والی۔ قانتات مطیع یعنی طاعت پر مواظبت کرنے والی یا نماز پڑھنے والی تائبات گناہوں سے توبہ کرنے والی۔ عابدات عبادت گزار یا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر جھکانے والی۔ سائحات روزہ رکھنے والی۔ روزہ دار کو سائح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زاد راہ کے بغیر دن بسر کرتا ہے اور اپنے آپ کو افطار تک روکے رکھتا ہے۔ بعض بزرگوں

marfat.com

نے فرمایا کہ روزہ داروں کی دو اقسام ہے۔

۱۔ حقیقی جیسے کھانا پینا جماع ترک کرنا ۲۔ حکمی جیسے اعضاء کو معاصی سے بچانا مثلاً سمع کو غیبت وغیرہ سننے۔ بصر کو غلط نگاہ سے۔ زبان کو جھوٹ وغیرہ سے۔

لیکن سائح سے یہی معنی مراد ہوتا ہے پہلا معنی مراد نہیں ہوتا یا سائحات بمعنی ہجرت کرنے والی یعنی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچنے والی کیونکہ ہجرت میں مزید شرافت اور بزرگی ہے جو ان کے غیروں میں نہیں جیسا کہ ابن زید نے فرمایا کہ امت محمد ﷺ کے لئے سیاحت صرف ہجرت ہے۔ اور سیاحت بمعنی زمین پر چلنا پھرنا۔

ثیبات شوہر والیاں۔ وابکارا اور باکرہ یعنی غیر شادی شدہ۔ الشیب اس مرد کو کہا جاتا ہے جو ایک بار عورت سے دخول کر چکا ہو ایسے ہی ** عورت جس سے ایک بار دخول ہو چکا ہو۔ مرد اور عورت ہر دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ مذکر کی جمع ثیبن اور مونث کی جمع ثیبات آتی ہے۔

ثاب سے مشتق ہے بمعنی رجع اور عورت کو ثیب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مرد کی طرف رجوع کرتی ہے یا اس لئے کہ وہ اصلی حالت کی طرف لوٹتی ہے یعنی جب کہ اس کا شوہر نہ تھا جو معنی مراد ہو اس میں ثوب یعنی رجوع کا معنی ضروری ہے ایسے ہی اگر مرد پر اس کا اطلاق ہو گا تو اس کے لئے بھی یہی تقریر ہو گی اور عذراء کو بکرا (باکرہ) اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی حالت پر باقی ہے جس پر وہ پیدا ہوئی امام راغب نے لکھا کہ جس عورت کی بکارت نہ ٹوٹی ہو اسے بکیر (باکرہ) ثیب سے اس معنی میں مقدم ہے کہ جو عورت کا مقصد ہے وہ ثیب سے پہلے باکرہ میں ہے اس تقریر پر ثیب سے باکرہ کو اولیت و تقدیم ہے اسی لئے بکرہ دن کے پہلے حصے کو کہا جاتا ہے اور باکورہ وہ میوہ جو پہلے حاصل ہوتا ہے۔

سوال ان کے درمیان میں حرف عطف لایا گیا حالانکہ ان کے پہلی صفت میں حروف عطف نہیں۔

جواب ان کو آپس میں منافات ہے بایں معنی یہ ہر دونوں صفتیں ایک ذات میں جمع نہیں ہوتیں۔ بخلاف دوسری صفات کے کہ وہ ایک ذات میں جمع ہو جاتی ہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ وہ عورتیں جو حضور علیہ السلام کو عطا ہوں

marfat.com

وہ ایسی بہتر صفات سے موصوف ہوں اور ثیبت کہہ کر غیر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور ابکار اکہہ کر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تعریض ہے کیونکہ باکرہ صرف یہی تھیں اسی وجہ سے درمیان میں واؤ واصلہ لائی گئی اور فاصلہ نہیں تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کل ازواج ثیبات یا باکرہ تھیں۔

حضرت مریم و آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی منکوحہ

حضرت سہیلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابکار ایں بتول مریم کی طرف اور ثیبات میں حضرت آسیہ بنت مزاحم یعنی زوجہ فرعون کی طرف اشارہ ہے کیونکہ بہشت میں یہ دونوں بیبیاں بحکم خداوندی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں شامل ہوں گی۔

بہشت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت ولیمہ حضرت ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بہشت میں دعوت ولیمہ ہوگی اور تمام اہل بہشت کو دعوت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان دونوں بیبیوں یعنی آسیہ و مریم کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بیاہے گا۔

نکتہ ابکار کے ذکر کی تقدیم میں آسیہ کے زمانہ کی تقدیم کی طرف اشارہ ہے یا اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اکثر ازواج مطہرات ثیب تھیں یہ تبلیت افضلیت اور تقدیم زمان پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ثیب کے ساتھ ابکار سے پہلے نکاح کیا تھا۔ اور ان تمام سے افضل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعے حضرت مریم و آسیہ رضی اللہ عنہما کو سلام از نبی علیہ السلام

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ بوقت وفات حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا اے خدیجہ تجھے سکرات کی تکلیف تو ہو رہی ہے۔ لیکن اس میں تیرے لئے ہزاروں فائدے ہیں اور یاد رکھو جب تم بہشت میں پہنچو تو میری طرف سے اپنی سوکنوں کو سلام کہنا عرض

marfat.com

کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا وہ مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم اور علیہ اخت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی بالرفاء والبنین یعنی آپ کو شادی کی مبارک اور خدا کرے معاشرہ احسن ہو۔

فائدہ رفاء بمعنی التیام و اتفاق اس سے حسن معاشرہ مراد ہے ابتدائے اسلام تک دولہا کو شادی کے دعائیہ کلمات یونہی کہے جاتے اسی لئے اس دعا میں البنین کہا جاتا ہے اور بنات کا ذکر نہ تھا کیونکہ انہیں بنات سے نفرت تھی۔ لیکن بعد کو نبی اکرم ﷺ نے ایسے کلمات کہنے سے روک دیا اور فرمایا کہ دولہا ان الفاظ سے دعا دیا کرو۔

بارک اللہ لکم و بارک علیکم و جمع بینکما فی خیر

(اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے اور تجھ پر برکتیں نازل فرمائے اور تمہیں خیرو بھلائی کے ساتھ جمع کرے۔

فائدہ آیت میں ازواج کی تبدیلی سے دنیا کی عورتیں مراد ہیں ورنہ بہشت میں تو تمام عورتیں باکرہ ہوں گی۔ اگرچہ وہ دنیا میں ثیب تھیں یا باکرہ۔ اور یہ مفہوم ہم نے ان علماء سے سمجھا۔

ہر بہشتی کی پانچ سو حوریں حدیث شریف میں ہے کہ بہشت میں ہر بہشتی کو پانچ سو حوریں اور چار ہزار ثیب اور آٹھ ہزار باکرہ ملیں گی۔ ایک ایک کے ساتھ ایک ایک معانقہ اس کی دنیا کی عمر کے برابر ہوگا۔

سوال حدیث مذکورہ روایت کے خلاف ہے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں کو فرمایا اے عورتو زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرو کیونکہ میں نے تمہاری اکثر کو دوزخ میں دیکھا۔

جواب ہماری بیان کردہ حدیث سے بعض مومرادہیں کیونکہ ابرار و متقین کے طبقات مختلف درجات میں ہوں گے چنانچہ ایک دوسری حدیث دلالت کرتی ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں ادنیٰ درجہ اس شخص کا ہوگا جسے بہتر عورتیں اور اسی ہزار خادم ملیں گے۔

ازالہ وہم کثرت خدام کا ملنا بھی ناممکن نہیں کیونکہ مروی ہے کہ کفار کے اطفال اہل جنت کے خدام ہوں گے

marfat.com

اور نہ صرف انہی خدام پر موقوف ہے بلکہ ان کے اور خدام بھی ہوں گے۔

سوال حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر معاملہ میں تخفیف اور آسانی کا درس دیتے ہیں پھر بہشت میں اتنی ازواج اور خدام کا ہونا تخفیف و آسانی کے خلاف ہے۔

جواب یہ بھی منجملہ اسرار نبوت ہے اسی لئے آپ صلوۃ اور نساء سے کبھی سیر نہ ہوئے۔

نبوت کی قوت و طاقت مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو بطش و جماع میں چالیس مردوں کے برابر قوت و طاقت دی گئی۔

فائدہ ہر حلال انسان کی طبیعت کو منغص کرتا ہے سوائے اس جماع کے جو درمیانی وقفہ سے ہو اس لئے کہ وہ طبیعت کو صفائی اور عقل و قلب و سینہ کو جلاء بخشتا ہے اور شہوت شدیدہ کے اندفاع سے سکون ملتا ہے۔

فائدہ خواص کی شہوت عوام جیسی نہیں کیونکہ خواص کی شہوات نور محبت کے بعد ہوتی ہے اور عوام کی شہوت نور محبت سے پہلے۔

فوائد آیات آیات مذکورہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) ناپسندیدہ حلال کو حرم کرنا اچھا نہیں۔

(۲) زوجہ کی بلاوجہ رضا طلبی ناموزوں ہے۔

(۳) کسی کا راز افشاء مروت کے منافی ہے بالخصوص ظاہری و باطنی سلاطین کے اسرار تو ظاہر نہ کرنا اور ضروری ہے۔ اس لئے کہ جب راز دو سے تجاوز کرتا ہے تو عام پھیل جاتا ہے۔

فائدہ دو سے راز بتانے والا اور جسے راز بتایا جائے مراد ہیں یا اس سے دو ہونٹ مراد ہیں۔

(۴) لغزش اور خطاء کے بعد فوراً توبہ اور رجوع الی اللہ ضروری ہے تاکہ وہ لغزش اور غلطی قلب میں راسخ نہ ہو جائے اگر ایسا ہو تو پھر قلب پر فساد و غلبہ ہو جائے گا۔ جس کا ازالہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گا۔

marfat.com

(۵) بکارت اور ظاہری حسن و جمال اور شیریں لسانی وغیرہ اگرچہ نفاست جسمانیہ کے لئے بہتر اور لوگوں کی نظروں میں اعلیٰ شے ہیں لیکن ایمان والسلام اور فرمانبرداری اور توبہ وغیرہ نفاست روحانیہ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت مرغوب و مقبول ہیں۔

فائدہ نسب کی شرافت سے حسب کی شرافت افضل ہے اور حسب کی شرافت سے علم مدنی اور ادب شرعی مرد ہیں۔

سبق عاقل پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو پرہیزگاری سے سنوارے یعنی محرمات سے بچے اور مکارم و اخلاق حسنہ اور اوصاف شریفہ مستحسنہ سے اپنے آپ کو مزین کرے۔

تفسیر عالمانہ یاایہا الذین امنوا قوا انفسکم قوا وقایۃ کے مصدر کا امر ہے بمعنی حفظ و حمایت وصیانت دراصل اوقیوا تھا جیسے اضربوا نفس سے یہاں پر انسان کی اپنی ذات مراد ہے۔ نفس امارہ مراد نہیں اے ایمان والو اپنے آپ کو بچاؤ اور دور رکھو معاصی کے ترک و طاعت کی بجا آوری سے۔

واھلیکم اور اپنے اہل کو نصیحت اور تادیب و تعلیم سے دراصل اہلین تھا۔ اھل کی جمع ہے نون اضافت کی وجہ سے گر گیا خلاف قیاس پر کبھی اس کی اہلی جمع آتی ہے ہر وہ جو انسان کے عیال میں ہو اور اس کا خرچ اس کے ذمہ ہو جیسے عورت اور اولاد اور بہن بھائی اور چچا اور اس کا لڑکا اور خادم انہیں کبھی اصحاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ قریبی رشتہ داروں کو درجہ بدرجہ امر بالمعروف ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو گھر میں کہتا ہے اے عزیزو نماز پڑھو روزہ رکھو، یتیموں، مسکینوں، ہمسایگان کو زکوٰۃ دو۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تم سب کو بہشت میں یکجا رکھے گا۔

حدیث شریف رعیت رعایت سے مشتق ہے بمعنی حفاظت یعنی تم سب قیامت میں اس حفاظت سے سوال

marfat.com

کیئے جاؤ گے جس کی نگرانی تم پر لازم ہے ہر حاکم اپنے حلقہ کے عوام کا نگران ہے اور ہر مرد اپنے اہل و عیال کا اور ہر عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی اور ہر غلام سے اپنے آقا کے مال و اسباب کا نگران ہے اور ہر نگران سے اسی نگرانی کے متعلق سوال ہو گا۔

فائدہ بعض نے کہا قیامت میں سب سے اس پر زیادہ عذاب ہو گا جس نے اپنے اہل و عیال سے بےخبری رکھی ہو۔

سوال اس حکم میں اقارب کی تخصیص کیسی جبکہ اس میں اقارب و رجانب برابر ہیں۔

جواب (۱) الاقرب الاقرب قرآنی حکم ہے کما قال اللہ تعالٰی قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ان لوگوں سے جنگ کرو جو رشتہ میں تمہارے قریب ہیں۔ اور فرمایا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے قبیلے کے ان لوگوں کو ڈر سناؤ جو تمہارے قریب تر ہیں۔

جواب (۲) کبھی اجانب کے لئے امر و نہی کے شرائط میسر نہیں ہوتے بخلاف اقارب کے کہ ان کے لئے ایسا نہیں بالخصوص اپنے اہل و عیال کے لئے کیونکہ انسان اپنے گھر میں بمنزلہ بادشاہ کے ہوتا ہے۔

تفسیر صوفیانہ بعض بزرگوں نے فرمایا آیت کا معنی یہ ہے کہ اپنے نفوس کو دنیا کی محبت سے پاک کرو یہاں تک کہ تمہارے اقارب نیک ہو جائیں اور تمہاری اتباع سے پاک کرو یہاں تک کہ تمہارے اقارب نیک ہو جائیں اور وہ تمہاری اتباع کو فخر سمجھیں اور جب تم دنیا کی رغبت دکھاؤ گے تو وہ بھی دنیا کی محبت میں منہمک ہو جائیں گے کیونکہ مقتداء کی لغزش کا اثر مقتدیوں پر مرتب ہوتا ہے۔

فائدہ حضرت قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درحقیقت اہل وہ ہے جس سے روحانی تعلق اور عشقی اتصال ہو اس میں جسمانی اتصال ہو یا نہ ہو اور جس کے عشقی اتصال ہو گا اس سے دنیا و آخرت کا تعلق وابستہ رہے گا اسی لئے اس کی حفاظت ایسے ضروری ہے جیسے اپنے آپ کو آگ سے بچایا جاتا ہے کسی نے تزکیہ نفس تو کیا لیکن اس میں ابھی دنیا کی محبت ہو تو سمجھئے اسے تا حال حقیقتہً تزکیہ نفس نصیب نہیں ہوا کیونکہ وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہے تو وہ اپنے

marfat.com

زور بازو سے جہنم میں لے جائے گی تو پھر وہ اس کے ساتھ دوزخ میں مجرموں میں شامل رہے گا۔ اس کی ترکیب میں طبیعت داخلہ کو دخل ہو یا عالم طبیعتہ میں خارجی امور سے ذات میں نفوس انسانیت کا اثر ہو۔

سبق چونکہ شرارت نفس سے بچنا مشکل ہے اسی لئے ضروری ہے کہ اصفیاء اولیاء سے سچی محبت ہو تاکہ قیامت میں ان کے ساتھ حشر ہو کیونکہ قیامت میں ہر انسان اس کے ساتھ ہو گا جس سے اسے محبت ہو۔ نارا آگ کی ایک قسم۔ وقودھا وقود وہ شے جو آگ میں جلائی جیسے لکڑی وغیرہ یعنی ایندھن وقوء بالفتح مایوقد بہ تلک النار وہ شے جو آگ میں جلائی جائے اور بالضم آگ جلانا بعض قراتوں میں بالضم بھی پڑھا گیا ہے اس سے جلانے کے اسباب یا مبالغہ مطلوب ہو گا۔ الناس انسانوں اور جنوں کے کفار۔

سوال آیت میں جنوں کا ذکر نہیں۔

جواب ۱ چونکہ انسانوں ڈرانا مطلوب ہے اسی لئے ان کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

جواب ۲ جنوں کے کفار انسانوں کے کفار کے تابع ہوتے ہیں اس لئے کہ سب سے پہلے تکذیب انسانوں کے کفار سے صادر ہوئی۔

والحجارۃ اور پتھر جو جہنم میں جلائے جائیں گے جیسے ایندھن جلتا ہے اس سے جہنم کے جلانے کی تیزی اور اس کی شدت قوت کا بیان ہے کیونکہ وہ آگ جو لکڑی کے بجائے پتھر سے جلائی جائے وہ تیز اور سخت تر ہوتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ تمہاری آگ جہنم کی آگ کا سترھواں حصہ ہے۔

حدیث شریف حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے کبریت کے پتھر مراد ہیں کیونکہ ان کی گرمی دوسری اشیاء کی بہ نسبت سخت تر اور جلنے میں جلد تر اور گندی بدبو والا اور بہت زیادہ دھواں دار اور جسموں کو سخت چمٹنے والا ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے کفار کو عذاب سخت تر ہو گا بعض نے کہا کہ ابتداء پتھروں سے جہنم کی آگ جلائی جائے گی اس کے بعد انسانوں کو اس میں پھینکا جائے گا۔

marfat.com

فائدہ جناب کاشفی مرحوم نے فرمایا کہ حجارہ سے کفار کے پتھروں کے بت مراد ہیں جن کی وہ پرستش کرتے ہیں۔ اس کی دلیل انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم ہے الناس کا ذکر الحجارہ کے ساتھ اس لئے ہے کہ کفار ان پتھروں کو خود گھڑتے تھے اور پھر ان کی پرستش کرتے یا الحجارہ سے زر و سیم مراد ہے اس لئے کہ وہ بھی اصل میں پتھر ہیں۔

زر و سیمند سنگ زرد و سفید — اندریں سنگہا مبند امید

دے از سنگ تشیر باید — کہ سنگیش راحت افزاید

دل ازیں سنگ اگر تو بر نکنی — سر زحسرت بسے .سنگ زنی

ترجمہ زر و سیم دو سفید پتھر ہیں ان دو پتھروں کا دل کو پابند نہ کرو۔ ۲۔ ہاں ان سے سنگ دل ہو جا اس لئے کہ ان کی سنگ دلی راحت بڑھاتی ہے۔ ۳۔ اگر تم اس پتھر سے دل کو دور نہ رکھو گے تو افسوس کرتے ہوئے سر پتھروں پر مارو گے۔

صوفیانہ فائدہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ الحجارہ سے وہ قلوب مراد ہیں جو قبول حق سے سختی میں پتھروں کی طرح ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پتھروں سے تشبیہ دی۔ کما قال اللہ تعالیٰ فھی کالحجارۃ

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یاایھاالذین امنوا اے وہ لوگو جو ایمان علمی لائے ہو۔ قوانفسکم واھلیکم اپنے قوائے روحانیہ کو بعد و طرد کے حجاب کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن ان لوگوں کا وجود ہے جنہوں نے الست بربکم قالوا بلی کے وعدہ کو بھلا دیا اور قلوب قاسیہ کے پتھر سے ان صفات بشریہ بہیمیہ حیوانیہ سبعیہ شیطانیہ مراد ہیں۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اس نار سے مومنوں کو بچنے کا اس لئے امر فرمایا ہے کہ یہ آگ صرف کفار کے لئے ہے جیساکہ سورہ بقرہ میں فرمایا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس

marfat.com

والحجارہ اعدت للکفرین اس سے مبالغہ اور تحذیر مراد ہے اگرچہ فساق کے دوزخ میں رہنے کے مقامات کفار کے مقامات کے اوپر ہوں لیکن ہوں گے وہ بھی کفار کے تابع اور ایک ہی دار میں ہوں گے اب معنی یہ ہوا کہ اے مومنو! تم فاسقوں کے کردار سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ ان کے کردار تمہیں کفار کی مجاورت میں لے جائیں گے اور یہ جہنم اصالت کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اگر تم فساق کے کردار کے مرتکب ہو گے تو تمہیں بالتبع کفار کے ساتھ رہنا ہو گا نیز ممکن ہے کہ یہاں پر ارتداد سے بچنے کا حکم ہو (کذافی التفسیر الکبیر)

علیہا اس علیم الاول آگ پر ملائکۃ فرشتے مقرر ہیں جو اس کے جملہ امور متولی ہیں اور اس میں رہنے والوں کو عذاب کرنے پر مامور ہیں ان سے زبانیہ مراد ہیں جن کی تعداد انتیس (۲۹) ہے اور ان کے رفقائے کار بھی (جو لاتعد لوہیں)

فائدہ صوفیانہ حضرت قاشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان ملائکہ سے وہ قوائے سماویہ وملکوتیہ فعلیہ مراد ہیں جو امور مرضیہ پر مامور ہیں اور امور مرضیہ سے روحانیات کواکب سبعہ اور بارہ بروج مراد ہیں۔ جو کلیہ ان انیس ہیں اور انہیں زبانیہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ساتھ وہ مالک جو دوزخ کا چیف افسر ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک وہ طبیعت جسمانیہ مراد ہے جو عالم سفلی پر مقرر ہے قوی وملکوت کو جو اجسام میں ہیں انہیں اگر نفوس انسانیہ سے مجرد کرلیا جائے تو وہ اپنے ان مراتب سے ترقی کر کے عالم جبروت میں پہنچ سکتے ہیں اور پھر قوائے ملکوتیہ میں اثر انداز ہو سکتے ہیں لیکن وہ چونکہ امور بدنیہ میں منغمس ہیں اور ان کے تعلقات اجرام ہیولانیہ سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ جنہیں الحجارہ سے تعبیر کیا گیا ہے انہیں میں یہ محبوس ہو کر ان کے ہاتھوں عذاب پاتے ہیں۔

غلاظ سخت دل ہیں غلیظ کی جمع ہے بمعنی سخت یعنی وہ دل جو شفقت و رحمت سے خالی ہو شداد سخت قوٰی والے ہیں شدید کی جمع ہے بمعنی قوٰی یعنی وہ ایسے قوٰی ہیں جو اپنے دشمن کے انتقام سے عاجز نہیں جس کام پر مامور ہوتے ہیں اسے مکمل کئے بغیر نہیں چھوڑتے بعض نے کہا بات کرنے میں سخت گیر اور کام کرنے میں قوٰی ہیں۔ وہ ہاتھ پاؤں دونوں سے برابر کام کرتے ہیں ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو رحم نہیں کرتے کیونکہ وہ غیظ وغضب سے پیدا کئے گئے ہیں اور قہر و جبران کی طبیعت ہے انہیں غیظ وغضب اور قہر و جبر میں لذت محسوس ہوتی ہے

marfat.com

خلق خدا پر عذاب کرنا اور ان پر رحم نہ کرنا ان کی طبیعت کا تقاضا ہے جیسے حیوان کا کھانا پینا اس کی فطرت ہے ایسے ہی مذکورہ امور ان کی جبلی علامت ہے۔ ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے تک ایک سال کی راہ ہے یا جیسے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت ہے ان کی چابک کی ایک مار سے ستر ہزار سال کی مسافت تک کفار نیچے جہنم میں دھنس جائیں گے۔

لا یعصون اللہ ما امرھم یعنی جب انہیں کفار کو عذاب دینے کا حکم ہوتا ہے تو نافرمانی کرتے ہیں یہ اللہ سے بدل الاشتمال اور ما مصدریہ ہے یا یہ دراصل فیما امرھم بہ تھا نزع الخافض (حرف جارہ حذف کر کے مجرور کو مفتوح پڑھنا ۱۲ غفرلہ) کے طور حرف جارہ حذف کر دیا گیا ہے اور ما موصولہ ہے یعنی جو حکم ان کے ذمہ ہوتا ہے اس کے قبول کرنے سے نہیں رکتے بلکہ اس کی ادائیگی کا پختہ عزم رکھتا ہے آنے والا اور یہ جملہ کا ایک معنی نہیں۔

حضرت کاشفی مرحوم نے لکھا۔

برشوت فریفتہ نشوند تا مخالفت امر باید کرد

کاعوان بلوک الدنیا یمتنون بالرشوۃ

(وہ رشوت پر فریفتہ ہو کر امر الٰہی کی مخالفت نہیں کرتے جیسے دنیوی بادشاہوں کے ملازموں کا کام ہے۔ کہ وہ رشوت لے کر اصل حکم کے خلاف کرتے ہیں۔

ویفعلون مایؤمرون اور بغیر سستی اور بلا تاخیر اور کمی و زیادتی سے دور ہو کر وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے اور قاضی نے فرمایا کہ جو زمانہ ماضی میں انہیں حکم ہوا اس میں بھی نافرمانی نہ کی اور انہیں جو انہیں حکم ہو گا اس پر بھی کاربند ہوں گے۔

سوال ماضی میں امر اور مستقبل میں نفی عصیان کی کیا وجہ ہے حالانکہ عصیان و عدم عصیان و عدم عصیان ہر دونوں امر کے بعد ہوتے ہیں اس کے بعد پھر مستقبل میں بھی امر فرمایا۔

marfat.com

جواب چونکہ کفار و مشرکین کو بار بار عذاب ہو گا اس پر تنبیہہ ہو جائے کہ وہ کسی وقت بھی نافرمانی نہیں کرتے۔

مسئلہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ آیت سے ملائکہ سماویہ کی عصمت کا ثبوت ہے کیونکہ وہ بلا نزاع عقول مجردہ ہیں اور شہوت سے پاک ہیں اسی لئے وہ بالذات مطیع ہوتے ہیں بخلاف بشر اور ارضی ملائکہ کے کہ ان کے بعض صرف آسمانوں تک جا سکتے ہیں اور بعض صرف زمین پر رہتے ہیں جیسے آسمان کے بعض ایسے فرشتے ہیں جو کبھی زمین پر نہیں اترتے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں نہی نہیں کی جاتی اور یہ نہی کے ترک منہیات کی عبادت سے فارغ ہیں۔ بخلاف جن و انس کے کہ وہ ہر امر و نہی کی وجہ سے ماجور ہوتے ہیں ایسے ہی ملائکہ زمین کا حال ہے کیونکہ ان کو امر کے مطابق عمل کرنے اور نہی کے موافق رک جانے سے اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے۔

سوال امام کرمانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ متروک کا ترک بھی تو ایک عمل ہے کیونکہ صحیح تر یہ ہے کہ ترک بمعنی کف النفس (نفس کو روکنا) اور اس کی نیت ضروری ہے۔

جواب یہ اس وقت ہے جب امر شارع کی فرمانبرداری یا تحصیل ثواب مطلوب ہو اگر اپنے سے عذاب اسقاط مقصود تو پھر سوال پیدا نہیں ہوتا مثلاً تارک زنا تحصیل ثواب کے لئے نیت کا محتاج ہے اور یہ جو عام مشہور ہے اعمال منہیہ کے ترک کے لئے نیت کی محتاجی نہیں۔ ان کا مطلب بھی یہی اسقاط ہوتا ہے یعنی اگر ترک فعل سے تحصیل ثواب و امتثال امر شارع مراد ہو تو پھر ضروری ہے کہ ترک فعل سے مقصود یہ ہو کہ شارع کے امر کی فرمانبرداری ہو اس معنی پر تارک زنا کا ترک زنا سے امتثال امر الٰہی مطلوب ہو تو ثواب پائے گا۔

یاایھاالذین کفروا جب ملائکہ بحکم خداوندی کفار کو جہنم میں داخل کریں گے تو انہیں کہیں گے تو وہ اپنے عذر پیش کرنے شروع کر دیں گے انہیں ملائکہ فرمائیں گے اے کافرو لاتعتذروالیوم آج عذر مت کرو کیونکہ تمہارا اعذر نا قابل قبول ہے اور نہ ہی تمہیں اس عذر سے کوئی فائدہ ہو گا۔

فائدہ حضرت قاشانی نے فرمایا کہ بدن کے خراب ہونے اور ہیئت مظلمہ کے راسخ ہونے کے بعد سوائے جزائے

marfat.com

اعمال کے اور کچھ نہ ہو گا کیونکہ مرنے کے بعد تکمیل کا معاملہ ختم۔

حل لغات الاعتذار بمعنی عذر چاہنا۔ اہل عرب کہتے ہیں۔ اعتذرت الی فلان من جرمی میں نے اپنے جرم کا فلاں سے عذر چاہا۔ یہ من سے متعدی ہوتا ہے عذر کبھی محقق ہوتا ہے۔ کبھی غیر محقق۔ امام راغب نے فرمایا کہ عذر زبان سے اپنی غلطی کا ازالہ کرنا وہ تین طرح ہے مثلاً کہے۔

(۱) لم افعل (میں نے غلطی نہیں کی)

(۲) فعلت لاجل کذا (میں نے فلاں وجہ سے یہ فعل کیا) اس سے اس کی کوشش ہو کہ وہ غیر مجرم ثابت ہو۔

(۳) فعلت ولا اعود میں نے یہ فعل کیا ہے لیکن آئندہ نہیں کروں گا۔ یہی تیسری قسم توبہ ہے کیونکہ ہر توبہ کو عذر کہہ سکتے ہیں لیکن ہر عذر کو توبہ نہیں کہا جا سکتا۔ نیز اہل عرب کہتے ہیں اعتذلت الیہ یعنی میں اس کے ہاں عذر لایا اور کہتے ہیں عذرتہ یعنی میں نے اس کا عذر قبول کیا انما تجزون ما کنتم تعلمون وہ کفر و معاصی جن سے تمہیں دنیا میں سختی سے روکا گیا لیکن تم باز نہ آئے اور ایمان و طاعت کا تمہیں حکم ہوا اور تم نے انہیں بجا لایا تو تمہیں ان کی جزا و سزا ملے گی۔ اب تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہو گا نیز برائی کا ارتکاب کر کے پھر عذر کرنا یہ صرف ان کا اپنا خیال ہو گا کہ وہ عذر کریں گے یہ کوئی شے نہیں۔

فائدہ بعض اہل تفاسیر نے لکھا کہ کافروں کو کہا جائے گا کہ آج عذر مت کرو کیونکہ آج تمہارے عذر کی کوئی قدر و قیمت نہیں کہ جسے قبول کیا جائے اور پھر اس سے تمہیں فائدہ ہو۔

فائدہ اگر یہ نہی ان کے عذر لانے سے پہلے ہو گی تو پھر یہ اس ارشاد گرامی ولا یؤذن لھم فیعتذرون کے موافق ہے اگر ان کے عذر لانے کے بعد نہیں کی جائے گی تو پھر یہ قول مؤول ہو گا اور اس کی تقریر یوں ہو گی کہ انہیں اجازت نہ ہو گی کہ وہ اپنا عذر مکمل کر سکیں یا اسے سنا جا سکے۔

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے فرمایئے انہیں جنہوں نے باطل کے ساتھ حق کو چھپایا اور وہ جو دنیا میں شہود حق سے محجوب رہے کہ تم آخرت میں مشاہدہ حق طلب نہ کرنا اس لئے کہ آج تمہاری سزا یہی ہے کہ تمہیں

marfat.com

رویت حق سے محروم رکھا جائے کیونکہ تم اسے دنیا میں نہ دیکھ سکے۔ کما قال اللہ تعالیٰ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔

فائدہ اعمال صالحہ کے ترک پر غم صرف عوام کو ہو گا ورنہ عارفین تو اپنے اعمال کو لاشے سمجھتے تھے اسی لئے انہیں کوئی غم نہ ہو گا ویسے ترک عمل پر حسرت کیسی جبکہ ہر ایک کو تقدیر کا لکھا ملے گا ہر بندے پر اس پر راضی ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ عرفاء کا یہ کہنا کہ ہم بڑی کوتاہی کرنے والے ہیں یہ ان کی کسر نفسی ہے حقیقتاً ان کا مذہب یہ ہے کہ ذرہ برابر بھی کسی کے لئے نہ کوئی شے بڑھ سکتی ہے نہ گھٹ سکتی ہے ورنہ اعمال کے گھٹنے بڑھنے پر عارفین کے لئے یہ تصور اور خیال کرنا کہ انہیں اس پر پریشانی ہو گی غلط ہے۔

در دائرہ قسمت نقطہ من تسلیم

(دائرہ قسمت میں میرا نقطہ تسلیم ورضا ہے)

تفسیر عالمانہ یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو۔

حل لغات توبہ اعتذار کے بلیغ ترین وجوہ سے ہے مثلاً اعتراف کے طور پر کہے فعلت یہ فعل میں نے کیا ہے۔ اسأت میں نے برا کیا۔ وقد اقلت میرے سے کوتاہی ہوئی۔ اصطلاح شرع میں توبہ بمعنی گناہ کے قبح کی وجہ سے اسے ترک کرنا اور جو اس سے کوتاہی ہوئی اس سے نادم ہونا اور پختہ ارادہ کرنا کہ پھر ایسا نہیں کرے گا بلکہ حتی الامکان اس غلطی کا تدارک کرنا یعنی اس کے بالمقابل اعمال صالحہ کی حتی الامکان جدوجہد کرنا جس میں یہ چار شرائط مکمل ہوں سمجھئے کہ توبہ قبول ہوئی (کذا فی المفردات)

النصح بمعنی کسی دوسرے کی خیر و بھلائی کے لئے قول و فعل سے کوشش کرنا۔ النصوح صیغہ مبالغہ ہے بوزن فعول جیسے کہا جاتا ہے رجل صبور و شکور یعنی دوسروں کی خیر خواہی میں بہت زیادہ جدوجہد کرنے والا۔ علی طریق الاسناد المجازی توبہ کی صفت ہے ورنہ در حقیقت تائبین کی صفت ہونی چاہئے تھی

marfat.com

معنی کہ اپنی خیرو بھلائی کی جدوجہد کریں اور وہ اعمال وافعال عمل میں لائیں جو توبہ کے مقتضی ہیں یعنی برائیوں سے ان کے قبائح کی وجہ سے تائب اور نادم ہوں اور ہروقت توبہ کرنے کو غنیمت سمجھیں اور پختہ ارادہ رکھیں کہ آئندہ پھر برائیوں کا ارتکاب نہیں کریں گے بلکہ اس گناہ کو اپنے لئے ایسے ناممکن سمجھیں جیسے دودھ کا پستانوں میں واپس لوٹنا ناممکن ہے بلکہ یہ خیال کریں کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور آگ میں جل کر راکھ ہو جانا منظور ہے لیکن گناہ کرنا منظور نہیں۔

حکایت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اعرابی کو سنا وہ کہہ رہا تھا اللھم استغفرک واتوب الیک اے اللہ میں تجھ سے استغفار اور توبہ چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ایسے زبان سے توبہ و استغفار چاہنا کذابوں کا کام ہے اس نے عرض کی تو پھر حقیقی کس طرح ہوگی آپ نے فرمایا حقیقی توبہ کی چھ شرائط ہیں۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت۔

(۲) فرائض کا اعادہ اگر قضا ہوں۔ مثلاً نماز روزہ زکوۃ ادا کرنا۔

(۳) پختہ ارادہ کرنا کہ پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا۔

(۴) مظالم کا رد

(۵) حقوق العباد کی ادائیگی یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی اسے راضی کرنا۔

(۶) اپنے نفس میں طاعت الٰہی پہ ڈال دینا کہ لحہ بھر بھی مہلت نہ ہو جیسے اس کی غلطی پر اسے سزا دی جارہی ہے اور اسے طاعت کا مزہ چکھانا جیسے اس نے معصیت کے مزے لوٹے۔

فائدہ سعدی مفتی مرحوم نے فرمایا کہ اہل سنت کے مذہب میں توبہ کے لئے اتنا کافی ہے کہ گناہوں پر نادم ہو اور پختہ ارادہ کرے کہ پھر ایسا نہ ہو گا۔ معتزلہ کا مذہب ہے کہ رد مظالم بھی ضروری ہے ہمارے نزدیک یہ توبہ کے وجوب میں سے نہیں۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ جب تک جمیع مخالفات کا ترک نہ ہو حقیقی توبہ نہ ہوگی۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ النصوح نصاحت سے ہے بمعنی الثوب بالفتح یعنی کپڑا سینا۔ اب معنی یہ ہوا کہ

marfat.com

ایسی توبہ جو تیرے دین کے کپڑے پھاڑے گئے انہیں سینا اور وہ جو اس میں خلل واقع ہو اسے درست کرنا۔

حدیث شریف میں ہے مومن کمزور اور پھاڑ سینے والا ہے خوشی ہو اسے جو اپنے پھاڑ سیتے ہوئے مرا یعنی اس کے دین میں خلل واقع ہو تو وہ اسے توبہ سے درست کرے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی فرمان ہے استقیموا ولن تحصروا تمہیں ممکن نہیں کہ تم ہر شے میں صحیح رہو کہ کسی معاملہ دینی میں خامی واقع نہ ہو اسی سے ہے یاحنظلة ساعته فساعة اے حنظلہ گھڑی گھڑی کا فرق سمجھو۔ زمخشری کے بلاغات سے ہے۔ مامنع قول الناصح ان یروقک جو خیر خواہ تیرے پھاڑ کو درست کرتا ہے اسے کوئی ممانعت نہیں اس میں خیر خواہ کو اس دوست سے تشبیہ دی جو دوست کی کمی نہ دیکھ کر اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے جیسے پھٹے کپڑے سے عیب نظر آنے پر دوسرا شخص اس عیب کو ڈھانپنے کے لئے کہے۔ بعض نے کہا توبہ النصوح سے خالص توبہ مراد ہے ان کے قول عسل ناصح سے ماخوذ ہے وہ شہد کہ جس میں موم کی ملاوٹ نہ ہو خالص توبہ کو اسی شہد سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ممکن ہے اس سے ▪ توبہ مراد ہو جو اپنی طرف ملانے والی ہو کہ تائب کے اندر توبہ کے آثار نمایاں ہوں یعنی توبہ کے مقتضیات پر عزیمت اور جدوجہد سے عمل کرنا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گزشتہ گناہوں کو یاد کر کے گریہ و زاری سے وقت بسر کرنا اور ہر وقت خطرہ ہو کہ پھر اس گناہ کا ارتکاب نہ ہو اور بری صحبت سے دور رہنا اور اہل جنت کی صحبت اختیار کرنا۔ حضرت تستری قدس سرہ نے فرمایا اس سے اہل سنت کی توبہ مراد ہے۔ ورنہ مبتدع (بدعت سیئہ کا مرتکب) کو توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت سیئہ کے مرتکب پر رکاوٹ ڈال دی ہے کہ توبہ کا نام لے۔ حضرت واسطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی توبہ مراد ہے جس میں کسی قسم کی غرض نہ ہو۔

نکتہ حضرت الشیخ ابو عبداللہ بن خفیف قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے توبہ کا مطالبہ اس لئے فرمایا کہ اس سے جو بندے دوری اختیار کر چکے اس سے باز آجائیں اور النصوح کا مطلب یہ ہے کہ اس توبہ میں صدق و صفائی اور خلوص ہو اور حسن خلقی کا ارتکاب ہو اس سے ظاہرا و باطنا قولا فکرا ...

marfat.com

تائب ہو۔

فائدہ حضرت قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبہ کے تقویٰ کی طرح مراتب ہیں جیسے تقویٰ کا اول مرتبہ یہ ہے کہ منہیات شرعیہ سے اجتناب اور آخریہ ہے کہ انانیت کو خیرباد کہنا ایسے ہی توبہ کا اول مرتبہ رجوع عن المعاصی ہے اور آخری رجوع عن ذنب الوجود المجازی کیونکہ صوفیاء کے نزدیک یہ امہات الکبائر سے ہے۔

توبہ چوں باشد پشیمان آمدن بر در حق نو مسلمان آمدن

خدمتے از سر گرفتن بانیاز باحقیقت روئے کردن از مجاز

(توبہ پریشان ہونے اور در حق پہ نو مسلم ہو کر آنے کا نام ہے۔ ۲۔ خدمت عبادت کو خیال و تصور سے نکال دینا اور حقیقت کی طرف منہ کرنا اور مجاز سے روگردانی کرنا ہے)

تفسیر صوفیانہ تاویلات نجمیہ میں ہے آیت میں ان اہل ایمان کی طرف اشارہ ہے جن کے قدم اراض ایمان میں کاملین کی طرح راسخ نہیں اور اس میں برانگیختہ کیا گیا ہے کہ بندے پر لازم ہے کہ وہ دنیا اور اس کی محبت سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگ جائے یہاں تک کہ اس کی جتنی کوتاہیاں ہوئیں اور لذات جسمانیہ اور شہوات حیوانیہ اس میں سب کا قلع قمع ہو جائے۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ عوام کی توبہ ہے کہ خطاؤں سے باز آنا اور خواص کی توبہ غفلتوں کو دور کرنا اور اخص الخواص کا اپنے اعمال صالحہ پر نظر رکھنے سے توبہ کرنا۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ لوگو توبہ کرو اس لئے کہ میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

فائدہ الناس میں تمام مرد اور عورتیں داخل ہیں۔

مسئلہ توبہ فی الفور اور جلدی ضروری ہے اس لئے کہ تاخیر میں انسان جرم میں منہمک ہو جائے گا۔

مسئلہ اصرار پر صغیرہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

فائدہ توبہ کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ اس گناہ کا تصور ہی اس کے ذہن سے اٹھ جائے کیونکہ گناہ کو پھر یاد

marfat.com

کرے کا تو گویا وہ توبہ اس کی کسی غرض سے تھی اس کے باوجود بھی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

مسئلہ دنیوی سزا توبہ سے معاف نہیں ہوتی مثلاً چوری کر کے چور توبہ کرے تو حاکم اس کا ہاتھ ضرور کاٹے گا کیونکہ صرف توبہ سے حد شرعی معاف نہ ہو جائے گی جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ ایسی مقبول ہوئی ہے کہ اگر وہ اہل مدینہ پر تقسیم کی جائے تب بھی وہ بچ جائے گی اس کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار فرمایا اسے اچھی طرح جان لے۔

قصہ توبۃ النصوح از مثنوی شریف گزشتہ دور میں نصوح نامی شخص تھا جو زناکاری میں مبتلا رہا اس کا چہرہ عورتوں جیسا تھا اس لئے وہ اپنا مردہونا مخفی رکھ کر عورت بنا رہا۔ عورتوں میں گھس جاتا اور زنا کا ارتکاب کرتا۔ اس پر کسی کو شک بھی نہ گزرتا اس لئے کہ اس کا نہ صرف چہرہ بلکہ اس کی آواز اور اس کا جسم کا ہر حصہ عورتوں کی طرح تھا۔ وہ بادشاہوں کی لڑکیوں تک زنا کا ارتکاب کرتا رہا۔ عرصہ دراز اس میں مبتلا رہا بار ہا توبہ بھی کی لیکن بے سود کیونکہ نفس خبیث اس پر غالب تھا۔ ایک دن ایک بزرگ کے ہاں حاضر ہو کر دعا طلب کی اگرچہ وہ بزرگ اس کے حالات سے باخبر تھے لیکن پردہ فاش نہ کیا صرف اتنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تجھے توبہ کی توفیق بخشے بزرگ کی دعا اثر کر گئی کہ نصوح کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کا ایک سبب بنایا وہ اس طرح کہ جس حمام میں یہ تمام عورتیں جمع ہوتیں وہاں شہزادی کا بیش بہا موتی گم ہو گیا جس کی تلاش میں تمام عورتیں حیران و سرگردان تھیں۔ حمام کو ہر طرف سے بند کر دیا تاکہ کوئی وہاں سے باہر نہ جا سکے اور تمام عورتوں کا سامان ایک ایک کر کے دیکھا گیا لیکن موتی نہ ملا۔ بالآخر فیصلہ ہوا کہ ہر عورت کو ننگا کیا جائے اور یہ کام ایک دایہ (عورت) کے سپرد ہوا دایہ نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اور نصوح دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے زاریاں کر رہا تھا کہ یارب بارہا میں نے توبہ کر کے توڑ دی۔ اب میرا پردہ رکھئے کہ اگر پردہ فاش ہو گیا تو پھر میری خیر نہیں اگر میرا پردہ رہ گیا تو پھر میں تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کروں گا کبھی یہ فعل بد کا ارتکاب نہ کروں گا اگر اس کے بعد بھی باز نہ آؤں تو پھر جو چاہے کرنا۔ اسی طرح یہ عجز و نیاز سے اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہا تھا کہ

marfat.com

دایہ نے کہا کہ اب نصوح کے کپڑے اتارو نصوح سنتے ہی بے ہوش ہو گیا بلکہ جسم بے جان کی طرح پڑا تھا ابھی اس کے پردے اتارنے کی باری نہیں آئی تھی کہ یک لخت شور اٹھا کہ قیمتی موتی مل گیا ہے اس سے نصوح کی جان میں جان آئی پھر ہر عورت اس کے ہاتھ پاؤں چومنے لگی اور ہر ایک یہی کہتی کہ ہم سب کا موتی کی چوری کا گمان تجھ پر تھا لیکن غلط بود آنچہ ماپند اشتیم۔ موتی ہاتھ میں لے کر چلیں اور نصوص کو بھی اعزازاً اٹھالیا لیکن یہ ان سے آنکھ چرا کر باہر نکل گیا اور اللہ تعالیٰ سے کہا یا رب تیرا احسان و کرم کی حد نہیں میں ساری زندگی ادا کروں تو کہاں اگر میرا ہر بال زبان ہو کر تیرا شکر کرے تو کس طرح کرے۔

ایک دن کسی نے کہا کہ تجھے شہزادی بلا رہی ہے اور تجھ سے سر دھونے کا کام کرانا چاہتی ہے کہا کہ اسے جا کر کہو۔ اب میں بیمار ہوں اور میرے ہاتھ پاؤں کام کے نہیں رہے اس کے انکار کے بعد دل میں کہا میں ایک بار تو موت کے منہ سے نکل آیا ہوں اب دوبارہ اس کے منہ میں جانا درست نہیں۔ اب الحمد کے بعد مضبوط اور پختہ توبہ نصیب ہو گئی اسے اب نہیں توڑ دوں کا جان جائے تو جائے لیکن توبہ بحال رہے گی کیونکہ ایسا منظر دیکھا اور بچ گیا اس کے باوجود اگر غلطی ہو گئی تو گدھوں سے بدتر ہوں گا۔

عسی ربکم قریب ہے تمہارا رب۔ کشف الاسرار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم واجب فرمایا کہ تمہارے تائب۔ ان یکفر عنکم سیٰاٰتکم تمہارے گناہ ڈھانپے بلکہ انہیں مٹا کر ان کے عوض نیکیاں لکھ دے ویدخلکم جنت اور جنات میں داخل فرمائے۔ جنات کی جمع مخاطبین کی کثرت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ ان میں ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بہشت ملے گی یا بہشت کے متعدد ہونے کی وجہ سے کیونکہ ہر ایک بہشتی کو بہشت کے مختلف قسم کے باغات ملیں گے۔ تجری من تحتھا الانھار ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

سوال عسی طمع درجاء (امید) دلانے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے لئے یہ کلمہ مستعمل ہو۔

جواب شاہوں کی عادت ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کو ایسے کلمات استعمال کرتے ہیں لیکن اس میں انہیں یقین

marfat.com

ہوتا ہے کہ یہ بات ہو کر رہے گی نیز اس میں اشارہ بھی ہے کہ گناہ معاف کرنا اس کی نوازش اور مہربانی ہے۔ اس کے فضل واحسان کے لئے توبہ ضروری نہیں نیز اس میں تنبیہہ ہے کہ بندہ خوف و رجا کے درمیان میں رہے اور طاعت وعبادت کی ادائیگی میں سستی سے کام نہ لے۔

فائدہ فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ گناہ معاف کرنے میں جہنم سے نجات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ گناہ دوزخ میں داخل ہونے کا سبب ہے اور جب سبب زائل ہو جائے گا تو مسبب خود بخود ختم ہو جائے گا اور بہشت میں داخل کرنے میں قرب الٰہی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ بہشت قرب الٰہی اور کرامت کا مقام ہے اور جریان الانہار میں حیاۃ ابدیہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ پانی حیات کا اصل و عنصر کا ہے۔

سبق انسان پر لازم ہے کہ ان انہار کے حصول کے لئے علم کا پانی اور فطرۃ کا دودھ اور الہام کا شہد اور حال کا خمر حاصل کرے کیونکہ جب دنیا میں حیات معنوی انہی اسباب سے حاصل ہوتی ہے ایسے ہی آخرت کی حیات اس کی صورتوں سے حاصل ہوگی۔

تفسیر عالمانہ یوم لایخزی اللہ النبی یہ یدخلکم کی ظرف ہے۔ الاخزاد بمعنی دور کرنا رسوا کرنا خوار کرنا ہلاک کرنا اور یہ کلمات قریب المعانی ہیں (کذافی تاج المصادر)

النبی میں الف ولام عہد کا ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ مراد ہیں یعنی قیامت میں اللہ تعالیٰ نہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عذاب کرے گا اور نہ ہی گنہگاروں کے حق میں ان کی شفاعت مسترد کرے گا۔

خزی کی تفسیریں (۱) اہل تفاسیر نے فرمایا کہ یخزی الخزی سے ہے بمعنی الفضاحۃ اس کافروں کو تعریض ہے یعنی اللہ تعالیٰ رسوا کرتے ہوئے کافروں کو فرماتا ہے کہ اے کافرو آج صرف تمہیں رسوائی ہے۔

(۲) بعض نے کہا کہ یہ الخزائیہ سے ہے بمعنی الحیاء والخجل لیکن پہلا معنی زیادہ موزوں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے یہی مناسب ہے بالخصوص کلام کا اختتام انہیں پر ہو اور اگر پہلا معنی مراد ہو تو معنی یہ ہے کہ امت کی رسوائی درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی رسوائی جیسا کہ آپ کی دعا سے واضح ہے چنانچہ بارگاہ حق میں عرض

marfat.com

کیا۔ اللھم لاتخرنایوم القیمتہ اورعرض کیا لاتفضحنایوم اللقاء اگر امت مراد نہ ہوتی اور صرف رسول اللہ مراد ہوتے تو دعامیں کہتے ولاتخزنی جیساکہ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی ولا تخزنی یوم یبعثون اور ہمارے نبی اکرم ﷺ نے جمع کا صیغہ اسی لئے بیان کیا تاکہ یہ دعاامت کو بھی شامل ہوجائے اور اپنے آپ کو شامل فرمانا یہ آپ کی کمال مروت کی دلیل ہے۔

(۳) الخزی سے عذاب مراد ہے لیکن بہتر ہے کہ اسے عام رکھاجائے تاکہ ہر طرح کی رسوائی حساب و کتاب وعقاب شامل ہے۔

والذین امنوامعہ اور وہ مومن اس کے ساتھ ہیں اس کا عطف النبی پر ہے اور معہ لایخزی کا صلہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو رسوانہ کرے گا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے لیکن یہاں قیامت تک تمام اہل ایمان مراد ہیں۔ یہ اسلمت مع سلیمان کے موافق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان مومنوں کو رسوانہ کرے گا جنہوں نے ایمان میں آپ کی اتباع کی اس معنی کی تائید امن الرسول بماانزل الیہ من ربہ والمومنون سے ہوتی ہے انہیں رسوانہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں برے عذاب میں جتلانہ کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی غلطیوں پر انہیں عار دلائی جائے گی اور نہ ہی وہ معتوب ہوں گے اور وہ ذلت حجاب سے بھی محفوظ ہوں گے اور نہ ہی انہیں سوالات کے جواب میں کوئی دقت ہوگی ان کے لئے حساب آسان ہوگا بلکہ ان کے بعض کا تو سرے سے حساب بھی نہ ہوگا ان کے ساتھ نرمی ہوگی اور جمال الٰہی سے انہیں سرفراز فرمایا جائے گا اور ان کے مقاصد پورے کئے جائیں گے اور انہیں اپنے عزیزوں کی شفاعت کی عام اجازت ہوگی۔

فائدہ حضرت داؤد قیصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسلمت مع سلیمان معنی یہ ہے کہ حضرت بلقیس نے کہا میں نے سلیمان علیہ السلام کے اسلام کو قبول کیا یعنی میں نے اسلام اس طرح قبول کیا جیسے سلیمان علیہ السلام نے قبول فرمایا یہ معیت وہی ہے جو آیت کفی باللہ شہیدامحمد رسول اللہ والذین معہ میں ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایمان کے ساتھ صحابہ کرام کی ایمان کو مقارنت نہیں ایسے ہی بلقیس کے ایمان کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایمان کو سمجھئے خلاصہ یہ کہ بلقیس نے کہا جیسے سلیمان علیہ السلام ایمان لائے میں

marfat.com

بھی ایمان لائی اس میں کافروں و فاسقوں کو رسوا کرنا مطلوب ہے جو اہل ایمان و اسلام کو ہر وقت پریشان کرتے تھے اور ان اہل ایمان و اسلام کی تعریف کی جارہی ہے جنہیں برائیوں سے محفوظ رکھا گیا ہے۔

الذین الخ مبتدا ہے اس کا مابعد اس کی خبر ہے اور یہاں پر ایمان سے کامل ایمان مراد ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فاسق و فاجر مومن جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ ونورھم اور ان کے ایمان و طاعت کا نور مراد ہے جو پل صراط پر گزرتے ہوئے انہیں نصیب ہوگا اور عین المعانی میں ہے کہ نور اخلاص مراد ہے جو پل صراط پر اہل معاملہ کو کام دے گا یعنی ان کو ایسے ہوگا جیسے اندھیرے میں شمع جلائی جائے گی یا نور الصدق مراد ہے جو ارباب احوال کو نصیب ہوتا ہے جو ان کو قمر (چاند) کی طرح روشنی دے گا اور نور الوفاء جو اہل محبت کو نصیب ہوگا جو سورج کی طرح چمکے گا۔

یسعی یعنی المشی المقوی السریع قوت کے ساتھ تیزی سے چلنا اس میں اشارہ ہے کہ ان کے نور کی چمک تیز ہوگی۔ بین ایدیھم یعنی ان کے آگے نور چمکے گا۔ ایدی ید کی جمع ہے اس سے شے کا اگلا حصہ مراد ہے اور یہ اکثر آگے کے حصے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

سوال ہر انسان کے صرف دو ہاتھ ہوتے ہیں اور یہاں جمع کا صیغہ کیوں؟

جواب (۱) تثنیہ کے لئے جمع کے صیغے کا اطلاق آتا ہے۔

جواب (۲) عبادت کی کثرت کی وجہ سے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔

ایمانھم یمین کی جمع ہے بائیں جانب کا بالمقابل اور باء معنی عن ہے عن ایمانھم و شمائلھم اور لفظ جنت کے معنی میں ہے یعنی ان کو دائیں بائیں جانب سے نور نصیب ہوگا یا ہر طرف سے نور نصیب ہونا مراد ہے اور صرف ان دو جہتوں کا ذکر ان کی شرافت کی وجہ سے ہے۔

دعاء نبوی حضور سرور عالم ﷺ کی دعائے نور مشہور ہے وہ یہ ہے کہ

اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا وعن یمینی نور

marfat.com

وعن شمالی نورا واما می نورا وخلفی نورا وفوقی نوراً وتحتی نورا وجعلنی نورا!

(اے اللہ میرے دل اور کان اور آنکھ او دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے اور اوپر نیچے بلکہ مجھے ہمہ تن نور بنادے)

فائدہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ایدی اور ایمان اہل سعادت کے لئے ہے کیونکہ انہیں اعمال نامے آگے سے اور سیدھے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے بخلاف اہل شقاوت کے کہ انہیں پیٹھ کے پیچھے اور بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور یہی اہل سعادت وشقاوت کی علامت ہوگی اور یہ طریقہ ان کے لئے پل صراط سے گزر کر بہشت میں جانے اور موجب زینت ہوگا۔

تفسیر صوفیانہ قاشانی نے لکھا کہ ان کا نور ان کے آگے دوڑے گا لیکن ان کی نظر وکمال علمی کے مطابق ایسے ہی ان کے دائیں جانب عمل وکمال عملی کے مطابق کیونکہ نور علمی وحدت کے چشمے سے اور عملی قلب سے ہے اور قلب نفس کے دائیں جانب ہے یا اس سے سابقین کا نور مراد ہے جو ان کے آگے دوڑے گا اور ان میں سے ابرار کا نور ان کے دائیں جانب دوڑے گا سورہ حدید میں اس کی تفصیل لکھ آئے ہیں۔

حدیث شریف اہل ایمان کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوگا جو عوام سے مراتب میں بہت بڑے فاصلہ پر ہوگا اور عدن سے بھی زیادہ روشن ہوگا اور اہل ایمان کے بعض کا نور ان کے قدموں سے اوپر نہ ہوگا۔

تفسیر عالمانہ یقولون اہل ایمان کہیں گے یہی معنی ظاہر ہے بایں معنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لئے اور اہل ایمان اپنے لئے کہیں گے جبکہ منافقین کا نور ایمان بجھ جائے گا تو انہیں اپنے نور ایمان کے چھن جانے کا خطرہ ہوگا جیسا کہ انسانی فطرت ہے کہ ایسے مواقع پر خوفزدہ ہوجاتے ہیں تو یہ بھی اپنی زندگی کے گناہوں کو یاد کر کے متفکر ہو کر کہیں گے ربنا اے ہمارے پروردگار اتمم لنا نورنا ہمارے انوار کی نگہبانی فرما اور انہیں

(حاشیہ لے ہم کہتے ہیں حضور سرور عالم ﷺ سراپا نور ہیں اور یہ حدیث پاک ہمارے دلائل میں سے ایک ہے اور علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی دعا مستجاب ہوئی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "نور نبی" اویسی غفرلہ)

marfat.com

باقی رکھو تاکہ ہم سلامت یہاں سے گزر جائیں۔ یہاں پر اتمام سے (اوامتہ) باقی رکھنا مراد ہے تاکہ سلامت دار السلام تک پہنچ جائیں۔

واغفر لنا اور گناہوں کی ظلمت سے پاک کر۔ انک علی کل شئی قدیر بیشک تو ہر شے پر قادر ہے منجملہ اس کے تمام و مغفرت بھی ہے۔

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا ان کی تقرب الی اللہ کے ارادہ پر یہ دعا مانگیں گے کیونکہ اس وقت انہیں اتمام نور و مغفرت تو پہلے حاصل ہوں گے اس کی نظیر واستغفر لذنبک ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لہ ہیں و پھر انہیں گناہوں کی بخشش مانگنے کا کیا معنی۔

سوال زمخشری نے لکھا ہے کہ جب وہ دار التکلیف نہیں تو وہ تقرب الہی کی دعا کیسے چاہیں گے؟

جواب (۱) فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ ان کا حال چونکہ مقربین جیسا ہو گا اسی لئے وہ رحمت مانگیں گے جسے مفسرین نے تقرب سے تعبیر کیا ہے۔

جواب (۲) بعض مفسرین نے اس کا یہ جواب لکھا ہے کہ چونکہ اس وقت مراتب مختلف ہوں گے اسی لئے ادنی مراتب والے اعلی مراتب کو دیکھ کر فضل الہی کی امید پر کہیں گے۔ پھر یہی لوگ کہیں گے۔ ربنا اتمم لنا نورنا

فائدہ سب سے پہلے بہشت میں جانے والے بجلی کی طرح پل صراط سے گزریں گے پھر بعد والے بعض ہوا کی طرح اور بعض گھٹنوں کے بل اور بعض منہ کے بل جائیں گے پھر یہی لوگ کہیں گے ربنا اتمم لنا نورنا

فائدہ حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اہل ایمان دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج سے بے نیاز نہیں بلکہ آخرت میں زیادہ محتاج ہوں گے اگرچہ وہ دار العز والغنی ہے۔ لیکن پھر اس کے شوق دیدار میں عرض کریں گے۔ ربنا اتمم لنا نورنا

فائدہ جو کام یہاں نامکمل رہا وہ آخرت میں مکمل نہ ہو سکے گا اس لئے لازم ہے کہ یہاں پر ہمت سے کام لے کر

marfat.com

اپنے امور متعلقہ بالاخرت کو مکمل کرلیا جائے۔

فائدہ انوار بکثرت ہیں۔

۱۔نورذات ۲۔نورصفات ۳۔نورافعال ۴۔نور عبادات جیسے نمازووضووغیرہ۔

حدیث شریف حضور سرور عالم ﷺ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا الصلوۃ نور نماز نور ہے۔

نکتہ اس میں راز یہ ہے کہ بندہ نماز کے وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا اور اس کی ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہے (اس سے اسے نور نصیب ہوتا ہے)

حدیث شریف حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرا (تجلیات خاص) اس کے چہرے کے بالمقابل کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور ہے اور انسان کی حقیقت ظلمانیہ ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر تاریکی والا نورانی ذات کے بالمقابل ہو تو اس کی تاریکی نورانیت سے بدل جاتی ہے جیسے چاند ظلمانی اور کثیف ہے لیکن جونہی سورج کے بالمقابل ہوتا ہے تو نورانی ہوجاتا ہے چنانچہ علم ہیئت میں ہے کہ چاند جتنا سورج کے بالمقابل ہوگا اتنی مقدار اس کے اندر نور ہوگا اور جتنی مقدار اس سے ہٹ جائے گا اتنی مقدار اس کا نور کم ہوگا۔

حدیث شریف حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اندھیرے میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت میں نور تام کی خوشخبری سناؤ۔

ازالہ وھم بعض لوگ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے پر تاریکی شب کو عذر بناتے ہیں وہ اس سے عبرت حاصل کریں اگرچہ شرع نے تاریکی عذر بنایا ہے لیکن اس سے شدید ظلمت سخت تاریکی مراد ہے جس سے ہاتھ بھی نظر نہ آئے۔

مسئلہ مسجد میں نماز نہ پڑھنا اور سستی سے گھر وغیرہ نماز پڑھنا بدبختی کی علامت ہے ہاں بیماری وغیرہ ہو تو حرج

marfat.com

نہیں لیکن بیماری سے بھی معمولی مرض مراد نہیں بلکہ وہ جس سے فقہاء کرام نے تیمم روا رکھا ہے۔

مسئلہ ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کٹے ہوں تو وہ اگر مسجد تک نہ پہنچ سکے تو وہ بھی شرعی معذور ہے۔

مسئلہ مفلوج جس پر فالج کا حملہ ہوا ہو وہ بھی معذور ہے اور جو مسجد تک نہیں چل سکتا ایسے ہی نابینا (جو کہ دوسرے کے سہارے چلتا پھرتا ہو اگر ایسا نہ ہو تو اسے معذور نہ سمجھا جائے گا کیونکہ بعض نابینا حضرات ایسے چست و چالاک ہوتے ہیں جن کی چستی اور پھرتی سے بینا حضرات حیران و ششدر رہ جاتے ہیں) سخت بارش ہو یا راستہ پر ایسی کیچڑ ہو کہ مسجد تک پہنچنا دشوار ہو اور سخت سردی کہ جس سے بیماری کا خطرہ ہو اور ایسی تاریکی چھا جائے جس سے راستہ نظر نہیں آتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام امور مسجد میں نہ جانے کے اعذار شرعیہ ہیں۔ ایسے ہی بادشاہ (حاکم ظالم) کا خطرہ ہو کہ وہ نقصان پہنچائے گا۔

وضوء کی فضیلت حضور کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے آرزو ہے کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں آپ نے فرمایا تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی دنیا میں پیدا ہی نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب وہ پیدا ہی نہیں ہوئے تو پھر قیامت میں آپ انہیں کیسے پہچانیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے وہ گھوڑا نہیں دیکھا جو سفید داغوں والا کالے سیاہ گھوڑوں میں ہو تو پھر اسے بلا تامل پہچان لیا جاتا ہے سب نے عرض کی آپ نے بجا فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے بعد آنے والے امتی سفید داغوں والے وضوء کی برکت سے نورانی چہرے والے ہوں گے وہ مجھے حوض کوثر پر ملیں گے اور میں ان کا حوض پر منتظر ہوں گا۔

فائدہ حضور تاجدار عالم ﷺ نے وضوء سے چہرے اور ہاتھوں اور پاؤں کے نور کو غر محجل گھوڑے سے استعارہ فرمایا کیونکہ الغراغر کی جمع اور لغرو (بالضم) سفیدی جو گھوڑے کی پیشانی میں درہم سے تھوڑی سی بڑی ہوتی ہے اور التحجیل بتقدیم الحاء المهملة (حاء جیم سے پہلے) یعنی وہ سفیدی جو گھوڑے کے چار ہاتھ پاؤں پر ہوتی ہے کبھی دو پاؤں اور ایک ہاتھ اور کبھی صرف دو پاؤں پر ہوتی ہے۔

marfat.com

اعجوبہ گھوڑے کی سفیدی صرف پاؤں میں ہرگز نہیں ہوتی جب تک ان کے ساتھ والوں پاؤں یا ایک پاؤں پر نہ ہو۔ الدھم اوہم بمعنی اسود کی جمع ہے اس لئے الدہمہ بالضم بمعنی السواد آتا ہے۔ البہم ابہم کی جمع ہے اہل عرب کہتے ہیں۔ فرس ابھم بمعنی مشکی گھوڑا یعنی جس کا پورا جسم سیاہ ہو یا وہ گھوڑا جس کا سالم جسم ایک رنگ ہو اس میں کسی دوسرے رنگ کی معمولی سی ملاوٹ بھی نہ ہو۔

حدیث شریف حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یحشر الناس یوم القیمۃ بھما یعنی قیامت میں لوگ بھم ہو کر اٹھیں گے یعنی جملہ دنیوی امراض جیسے برص' جذام' عروج (لنگڑاپن) سے پاک (الضرط) بفتحتین وہ شخص جو ہو کہ اور حوض کی اصلاح کے لئے پہلے پہنچے۔

یاایھاالنبی اے رسول خبر دہندہ یا بلند قدر جاھدالکفار تلوار کے ساتھ کافروں سے جہاد کیجئے۔ والمنافقین منافقین کو دلائل دے کر اور وعید و تہدید سنا کر یا قہر و جبر کر کے یا ان کی اندرونی سازشیں ظاہر کر کے۔

فائدہ قاشانی مرحوم و مغفور نے فرمایا آپ منافقین کے ساتھ اپنی اس حقیقت سے جہاد کیجئے جو ان کی حقیقت کی متضاد ہے۔

فائدہ منافقت قلب میں ایک چھپے ہوئے مرض کا نام ہے۔

رد وہابیہ حضور نبی پاک ﷺ کو منافقین کے اندرونی مرض کا علم ذاتی طور نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے پر ہوا اسی لئے آپ نے ان کی منافقت کو معلوم کر کے پہلے ان سے زبانی جہاد فرمایا جیسا کہ آیت ہذا میں ہے اس میں راز یہ تھا کہ انہوں نے زبان سے کلمہ شہادتیں پڑھ لیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس مبارک کلمہ کی تعظیم و تکریم فرمائی کہ ان کے مرتے دم تک ظاہری احکام اہل اسلام کی طرح جاری فرمائے۔ واغلظ علیھم اور ان سب کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔

فائدہ جنگ اور حجت قائم کرنے میں دونوں (کافروں منافقوں) پر سختی سے پیش آنے کا حکم ہے اس سے معلوم

marfat.com

ہوا کہ بے دینوں کے ساتھ سختی سے پیش آنا بھی خوش خلقی ہے (دور حاضرہ میں لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بدمذاہب سے سختی کو تشدد و تعصب اور ان سے نرمی وغیرہ کو خوش خلقی کا نام دے رکھا ہے)

سبق حضور سرور عالم ﷺ رحمۃ للعالمین اور دنیا کے جملہ رحمدلوں اور رقیق قلبوں کے سردار اور امام ہیں جب انہیں بے دینوں سے سختی کے ساتھ پیش آنے کا حکم ہے تو پھر ہم تم کس شمار میں ہیں۔

مسئلہ بے دینوں اور بدمذہبوں کے ساتھ سختی اور اہل ملت سے محبت اور پیار رکھنا اہل حق کا شیوہ ہے قال اللہ تعالیٰ اشداء علی الکفار رحماء بینھم وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ وماواھم جھنم اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے یعنی عنقریب سخت ترین عذاب دیکھیں گے یعنی کافرین و منافقین اگر مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے اور مخلص نہ ہوئے تو ان کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔

فائدہ کاشانی مرحوم نے فرمایا کہ جب تک وہ اس طرح رہیں گے اور ان کی استعداد زائل یا بالکل مٹ جائے گی۔ وبئس المصیر اور دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے اس میں کفار منافقین کی صراحتہً مذمت ہے۔

تفسیر صوفیانہ اس میں قلب کے کہ نبی ﷺ کو حکم ہے کہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے اور اس کا جہاد یہی ہے کہ وہ کفار یعنی نفس امارہ یا لوامہ اور اس کے صفات حیوانیہ و شہوانیہ اور منافقین یعنی خواہش نفسانی اور اس کی صفات بہیمیہ و سبعیہ سے جہاد کریں۔

واغلظ علیھم سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ وغیرہ کو ریاضت میں لگایا جائے اور سخت سے سخت مجاہدہ سے کام لیا جائے اور ماواھم جھنم ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اس سے بعد و حجاب مراد ہے۔ بئس المصیر اور وہ برا ٹھکانہ ہے کیونکہ انسان کے لئے حجاب و بعد و فراق از دیدار الٰہی سے بڑھ کر اور کوئی عذاب نہیں ہے۔

(حاشیہ ۱ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے خوب فرمایا۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے)

marfat.com

سبق صاحب روح البیان نے فرمایا کہ جب ظاہری دشمن پر سختی کا حکم ہے تو پھر باطنی دشمن تو اس سے زیادہ لائق ہے کہ اس کے ساتھ سختی کی جائے اور باطنی دشمن سے نفس لمارہ مراد ہے اور صوفیاء کرام نے فرمایا کہ نفس لمارہ پر سختی کرنے میں نجات اور اس کے ساتھ نرمی میں ہلاکت و تباہی ہے اسی لئے بعض شعراء نے فرمایا۔

ہست نرمی آفت جاں سمور وزدرشتی می برد جان خارپشت

(نرمی میں آفت جان اور سختی سے روحانی تکلیفیں دور ہو جائیں گی)

فائدہ عرب کی کہاوت مشہور ہے العصالمن عصا بدمعاشوں کو ڈنڈا سیدھا کرتا ہے۔
حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

درشتی و نرمی بہم در بہست چو فصاد جراح و مرہم نہست

(سختی اور نرمی ہر دونوں یکجا ہوں تو بہتر ہے جیسے فصد کرنے والا کہ خون نکال کر خود زخم پر مرہم لگاتا ہے)

فائدہ اس میں اشارہ ہے کہ مومن صفت جمال و جلال کا جامع ہے اور اس کا انجام کمال ہے۔ پہلے جمال کی صفت کو پھر جلال کو عمل میں لانا چاہیے چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ میری رحمت سبقت کر گئی۔ یہی وجہ ہے کہ کافروں کو نرمی کے ساتھ دعوت دی جاتی ہے جب دعوت اسلام قبول نہ کریں تو پھر جہاد۔ ایسے منافقین کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ کہ انہیں پہلے اخلاص و یقین کی تلقین کی جائے جب وہ اس طرح سے درست نہ ہوں تو پھر سختی سے تاکہ جمال و جلال کی صفات کا اظہار ہو۔

فائدہ اس میں اشارہ ہے جو رحمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جیسے اہل ایمان تو ان پر سختی نہ ہو گی کیونکہ یہ حکمت کے خلاف اور مصلحت کے برعکس ہاں جو غضب کے لئے پیدا کئے گئے جیسے کفار و منافقین تو ان پر رحم نہیں ہو گا اور نہ ہی ان سے نرمی کی جائے گی۔

مسئلہ (بدعت سیئہ از عقیدہ کی سزا بھی وہی ہے جو کفار منافقین کی ہے اس لئے اہل سنت پر لازم ہے کہ ایسے

marfat.com

اہل بدعت بدمذاہب کو خوش خلقی سے نہیں ملنا چاہئے[1]۔ کیونکہ بعض اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے جھڑکا۔

سبق مومن پر لازم ہے کہ طریق حق میں جان کی بازی لگادے یہاں تک کہ ظاہری و باطنی اعدائے اسلام اور شیاطین کے مکر و فریب اور ان کی غلط سازشیں بند ہو جائیں اور اس پر مداومت کرے یہاں تک کہ وہ ترقی نصیب ہو جو انسان کے خصائص سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد صرف ثقلین (جن وانس) کے ذمہ لگایا ہے۔ اگر ملائکہ جہاد پر حاضر ہوتے ہیں تو وہ یا تبع یا صرف جماعت کی کثرت کے اظہار کے لئے اور بس۔

ضرب اللہ مثلا للذین ایسے مقامات پر مثالیں قائم کرنا محض عبرت کے لئے ہے تاکہ ایک واقعہ سے اسی طرح کی عبرت حاصل کی جائے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے حالات بیان فرمائے تاکہ ان کے حالات پڑھ سن کر انسان عبرت حاصل کرے۔ مثلا ضرب کا مفعول ثانی اور للذین کی لام اسی کے متعلق ہے۔ امراۃ نوح وامراۃ لوط یعنی نوح و لوط علیہما السلام کے حالات کی اللہ تعالیٰ نے مثالیں بیان فرمائیں۔ یہ ضرب کا مفعول اول ہے اسے اس لئے موخر کیا گیا ہے تاکہ آنے والا مضمون اور بیان اس سے مربوط اور ان دونوں کے حال کی وضاحت اور تفسیر و تشریح ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عورت کا نام واعلہ (بالعین المہملہ) یا والہہ تھا اور لوط علیہ السلام کی عورت کا نام والہہ (والہاہ) تھا۔ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین خیر و صلاح کا موجب ہے اور یا تحت سے مراد وہ حکم و تصرف مراد ہے جو نکاح و ازواج کا رشتہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور صالحین عبدین کی صفت ہے یعنی وہ دو عورتیں دو نبیوں کے نکاح اور وہ دو عظیم الشان نبیوں کی عصمت میں تھیں اور انہیں دنیا و آخرت کی ہر طرح کی نعمت و سعادت حاصل تھیں (باوجود ایں ہمہ محروم رہیں)

فائدہ عبدین سے ان دونوں نبیوں کی اظہار ہے ورنہ تحتہما کہنا کافی تھا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صالحیت و عبودیت کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ فخانتھما ھما تو ان دونوں عورتوں نے ان دونوں نبیوں

(حاشیہ[1] الحمد للہ یہ طریقہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم و تلقین سے ہم اہل سنت کو نصیب ہوا کہ بحمدہ تعالیٰ ہم کسی بھی بدمذہب کو نہیں ملتے)

marfat.com

کی خیانت کی۔ اس میں ان کی اس جنایت عظیمہ کا بیان ہے جو ان دونوں عورتوں سے سرزد ہوئی باوجود یہ کہ ان سے اس کے منافی امر موجود تھا یعنی دو نبیوں علیہما السلام کی صحبت میں تھیں خیانت امانت کی نقیض ہے۔ یہ عہد و امانت کے خلاف صدور پر مستعمل ہوتی ہے یعنی ان دونوں عورتوں نے کفر و نفاق اور ان نبیوں علیہما السلام کو جنوں کی نسبت کرنے اور مہمانوں پر چغلی کھانے کی وجہ سے خیانت کی۔

مسئلہ ان سے زنا وغیرہ سرزد نہ ہوا کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مابغت امراۃ نبی قط کسی نبی علیہ السلام کی عورت زانیہ نہیں ہوتی کیونکہ عورت کا زانیہ ہونا مرد کے لئے عوام کی نظروں میں سخت عار و نفرت کا موجب بنتا ہے اگرچہ کفر و زنا سے زیادہ اور بڑا گناہ ہے لیکن عار و نفرت کا موجب نہیں۔

فائدہ اس میں نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے کافروں کو نصیحت کی گئی ہے کہ جیسے ان دو عورتوں نے اپنے نبیوں کی خیانت کی ایسے ہی انہوں نے باوجود یہ کہ اپنے نبی علیہ السلام سے ایمان و طاعت کی دولت سے بہرہ ور ہونے کی موقعہ میسر ہوا لیکن کفر و عصیاں میں مبتلا رہے۔

فلما یغنیا ان عورتوں کی خیانت کے انجام کا بیان ہے یعنی ان دونوں نبیوں نے نہ بچایا۔ عنهما ان دونوں عورتوں کو باوجود یہ کہ ازدواج جیسا کہ رشتہ بھی رکھتی تھیں۔ من اللہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے شیئا کسی چیز کا۔ یعنی ان دونوں نبیوں نے ان دونوں عورتوں کو عذاب سے نہ بچایا۔

فائدہ حضرت نوح علیہ السلام کی عورت طوفان میں غرق ہو گئی اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت کو پتھر لگا تو قوم کے ساتھ تباہ ہوئی۔ وقیل ان دونوں عورتوں کو موت کے وقت کہا گیا یا قیامت میں کہا جائے گا۔ ماضی کا صیغہ تحقیق کے لئے ہے اور اس کے قائل وہ ملائکہ تھے جو عذاب کرنے پر مامور ہوئے۔ ادخل النار مع الداخلین جہنم میں داخل ہونے والوں کیساتھ داخل ہو جاؤ یعنی ان دوسرے کافروں کے ساتھ جن کے ساتھ تمہارا بظاہر کوئی رشتہ نہیں اور نہ ہی انہیں اولیاء اللہ سے کوئی واسطہ اور تعلق ہے۔ صیغہ جمع مذکر لایا گیا ہے۔ کیونکہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ ہی جہنم میں داخل کیا جائے گا ان کے ماتحت ذکر کیا جاتا ہے۔

marfat.com

مسئلہ اس آیت میں ان لوگوں کا طمع منقطع کر دیا گیا ہے جو گناہ کا ارتکاب کر کے سمجھتے ہیں کہ ہمیں فلاں عزیز رشتہ دار کی نیکی کی وجہ سے نجات ملے گی حالانکہ ۔۔ اپنے عزیز رشتہ دار سے طریقہ و سلسلہ میں ذرہ بھر بھی موافقت نہ رکھتا ہو۔ صرف رشتہ داری اور قرابت داری یا کوئی اور رشتہ سسرالی تعلق ہو۔

صوفیانہ فائدہ حضرت امام قاشانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اتصال طبعی اور اتصال صورت امور اخروی کے لئے غیر معتبر ہیں بلکہ محبت حقیقی و اتصال روحانی ضروری ہے اور اسی میں ہی تاثیر ہے اور ظاہر کا رشتہ تو فانی ہے مرنے کے بعد اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا کیونکہ قیامت میں انساب کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ایسے ہی باطنی رشتہ کو سمجھئے۔ وہاں بھی اگرچہ نیک اور بد ہر دونوں روح و جسد کے ازواج سے پیدا ہوتے ہیں لیکن در حقیقت شریر اہل ارواح سے نہیں جیسے نوح علیہ السلام کا لڑکا (اگرچہ ۔۔ نبی علیہ السلام کی اولاد تھا) لیکن اسے قرآن نے انہ لیس من اھلک ثابت ہوا کہ اسعد اور اشقیاء دنیا و آخرت میں ہر جگہ ایک دوسرے سے جدا رہیں گے۔

چہ نسبت است بریدی صلاح و تقوی سماع وعظ کجا نغمہ ارباب کجا

(برائی کو صلاح و تقوی سے کیا نسبت کہاں وعظ و نصیحت کے کلمات کہاں سرور کی آواز)

تفسیر عالمانہ وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرات فرعون اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے فرعون کی عورت کی مثال بیان فرمائی۔ فرعون کی عورت کے حال کو اہل ایمان کے حال کی طرح بنایا کہ اہل ایمان کو کافروں کی رشتہ داری نقصان نہیں پہنچاتی اس سے بی بی آسیہ بنت مزاحم فرعون کی گھر والی مراد ہے۔

حل لغات آسیہ ازاسی بمعنی حزن۔ اکابر مشائخ نے فرمایا کہ حزن اولیاء کا زیور ہے جس نے حزن کا ذائقہ نہیں چکھا اسے عبادت کی لذت نصیب نہ ہو گی۔ یا اسر سے مشتق ہے بمعنی مداومت اور الاسی بالمد بمعنی الطبیب۔

فائدہ بزرگوں نے فرمایا اس میں اہل ایمان کو صبر کی ترغیب و تلقین ہے کہ انہیں چاہئے شدائد و تکالیف پر صبر میں آسیہ سے کم نہ ہوں اس لئے کہ آسیہ کو فرعون سخت تکلیف پہنچاتا تھا چنانچہ اس کا ذکر آتا ہے اذقالت یہ

marfat.com

مثل محذوف کی ظرف ہے دراصل عبارت ضرب اللہ مثلا للمومنین الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو آسیہ کے حال کی مثال بیان فرمائی ہے جب آسیہ نے کہا رب اے میرے پروردگار ابن لی۔ میرے لئے ملائکہ کے ذریعے یا بلاواسطہ اپنے دست قدرت سے بنائیے۔

حدیث شریف مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو بلاواسطہ اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور اس میں بلاواسطہ طوبیٰ کے درخت پیدا فرمائے ہیں۔

عندک بیتا فی الجنۃ اپنی رحمت کے قریب جنت میں میرا گھر۔ یہ اس وقت ہے جب ظرف ضمیر متکلم سے حال ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی مکان کی اقامت سے منزہ ہے یا یہ معنی ہے کہ میرا گھر مقربین کے اعلیٰ درجات میں بنا۔ اس معنی پر عندک جنۃ کے لئے ظرف ہے اور جنۃ بیتا کی صفت۔

فائدہ عین المعانی میں ہے کہ آیہ دراصل من عندک تھا یعنی مجھے بہشت میں مکان بلا استحقاق اپنے لطف و کرم سے عطا فرما۔

حضرت آسیہ کی دعا مستجاب مروی ہے کہ ادھر آسیہ نے دعا مانگی ادھر اس کے لئے تجلیات اٹھے یہاں تک کہ اس نے بہشت میں اپنا مکان دیکھ لیا اس کے بعد اس کی روح پرواز کی۔

لطیفہ بعض ظرفاء سے پوچھا گیا کہ الجار قبل الدار کی مشہور مثال کی دلیل قرآن مجید میں کہاں ہے اس نے کہا عندک فی الجنۃ سے ابحار قبل الدار مراد ہو سکتی ہے اس لئے عندک الجار پر اور فی الجنۃ الدار پر دلالت کرتا ہے۔

ونجنی من فرعون اور مجھے جاہل فرعون سے نجات بخش وعملہ اور اس کے باطل عمل سے یعنی مجھے فرعون خبیث کی صحبت اور اس کے برے عمل یعنی کفر و دیگر معاصی سے۔ ونجنی من القوم الظالمین اور مجھے فرعون کے ماننے والے ظالم قبطیوں سے نجات دے۔

حضرت آسیہ کا ایمان مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے جادوگروں پر غلبہ پایا تو

marfat.com

آسیہ مسلمان ہو گئی بعض نے کہا کہ آسیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھی۔

فرعون کا ظلم و ستم بر آسیہ مروی ہے کہ جب بی بی آسیہ مسلمان ہو گئی اور فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا تو پہلے تو اسلام سے پھر جانے کا کہا جب آسیہ نہ مانی تو اس ظالم نے بی بی کے ہاتھ اور پاؤں پر میخیں ٹھونک دیں اس کے بعد گرم ریت پر دھوپ میں لٹا دیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ بی بی آسیہ پر اپنے پروں سے سایہ کریں اور بی بی آسیہ کو جنت میں ان کا گھر دکھایا جسے بی بی آسیہ دیکھ کر ہنسی۔ لوگوں نے کہا عجیب ہے کہ اتنا شدید عذاب میں پڑی ہے پھر بھی ہنس رہی ہے

فائدہ بی بی آسیہ کی ہمت دیکھئے کہ اس نے اتنا سخت عذاب سہا لیکن کفر کی طرف مائل نہ ہوئی ایسی ہی نیک عورتوں کو ہونا چاہئے

کرامت آسیہ جب حکم نے فرمایا کہ فرعون نے بی بی آسیہ کو ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑ کر ریت پر دھوپ میں لٹا کر لوگوں کو حکم فرمایا کہ چکی میں لوہے کی میخیں ڈال کر اوپر سے آسیہ پر گرا دیا جائے جب آسیہ نے فرعون کی یہ کارروائی دیکھی تو دعا کی رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ اللہ تعالیٰ نے بی بی آسیہ کی دعا قبول فرمائی چکی کا پاٹ گرنے سے پہلے ہی بی بی کی روح پرواز کر گئی۔ [illegible] انہیں درد محسوس نہ ہوا

فائدہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ بی بی آسیہ جب جنت کی مشتاق ہوئی اور فرعون سے تنگ آ چکی تو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا مستجاب فرمائی۔ اکثر تفسیروں میں مرقوم ہے کہ بی بی آسیہ کا جسم مبارک تمام لوگوں میں سے اٹھا لیا گیا اس کے بعد انہیں جنت پہنچا دیا گیا اب وہ جنت میں ہیں۔ چنانچہ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہیں جنت میں داخل کیا گیا ہے وہاں کھاتی پیتی اور نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہیں

حاشیہ: فقیر بھی بی بی آسیہ کے متعلق کچھ عرض کر دے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے ایمان [illegible] فرعون سے چھپایا تھا جب فرعون کو اس کا پتہ چلا تو اس نے حکم دیا کہ اسے گونا گوں عذاب دیئے جائیں [illegible] حضرت (بقیہ [illegible])

marfat.com

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ مشقت اور دکھ درد کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ والتجا اور اس سے نجات کا سوال صالحین کا طریقہ اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔ تا فرود آید بلائے وافع — چوں نباشد از تضرع شافع

جز خضوع و بندگی و اضطرار — اندریں حضرت ندارد اعتبار

(ا۔ ہر بلا کے دفعیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع و زاری سے اور کوئی شے بہتر دافع نہیں۔ ۲۔ بارگاہ حق میں خضوع و بندگی واضطرار کے سوا کسی شے کا اعتبار نہیں)

فائدہ صوفیانہ صوفیاء کرام کے نزدیک دکھ درد نہ ہونے کے باوجود اس کے دفعیہ کے لئے دعا مانگنا مذموم ہے کیونکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا مقابلہ کرنا اور تکالیف برداشت کرنے کا دعویٰ کرنا ہے اور یہ سخت برا ہے۔

حضرت ابن الفارض قدس سرہ نے فرمایا۔

(حاشیہ گذشتہ)

آسیہ ایمان کو چھوڑ دیں۔ لیکن آسیہ ثابت قدم رہیں تب فرعون نے میخیں منگوائیں اور ان کے جسم پر میخیں گڑوادیں اور فرعون کہنے لگا اب بھی وقت ہے ایمان کو چھوڑ دو مگر حضرت آسیہ نے جواب دیا تو میرے وجود پر قادر ہے لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں ہے۔ اگر تو میرا ہر عضو کلٹ دے تب بھی میرا عشق بڑھتا جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا میرا رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے آسیہ آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کارناموں پر فخر فرماتا ہے' سوال کر تیری ہر حاجت پوری ہوگی۔ آسیہ نے دعا مانگی اے میرے رب میرے لئے اپنے جوار رحمت میں جنت میں مکان بنادے' مجھے فرعون' اس کے مظالم اور ان ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب فرعون نے حضرت آسیہ کو دھوپ میں لٹا کر چار میخیں ان کے جسم میں گڑوائیں اور ان کے سینے پر چکی کے پاٹ رکھ دیئے گئے تو جناب آسیہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کی۔ رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ (اے میرے رب میرے لئے جوار رحمت میں جنت میں مکان بنا۔ آخر تک۔ حاشیہ ختم)

marfat.com

ویحسن اظہار التجلد للعدی ویقبح غیر العجز عند الاحبہ

(دشمنوں کو اپنی بہادری ظاہر کرنا مستحسن ہے اور محبوبوں دوستوں کے سامنے اظہار عجز احسن ہے)

ومریم ابنت عمران کا عطف امراۃ فرعون پر ہے ان دو بیبیوں کا ذکر یکجا کر دیا گیا کہ انہیں ایک کا شوہر نہیں تھا دوسری کا تھا لیکن ظالم کافر اور فاجر تاکہ عورتوں کو پند و نصیحت حاصل ہو۔

فائدہ مریم کا نام قرآن مجید میں سات مقامات پر آیا ہے اور اس نام سے انہیں اس لئے موسوم کیا گیا کہ اس نے اپنے آپ کو طاعت الٰہی کے لئے ایسے وقف کر دیا تھا جیسے ایک مرد کامل اپنے آپ کو وقف کر دے اور مریم بمعنی عابدہ ہاں مردوں میں حضرت زید کا نام قرآن مجید میں بیان فرمایا۔ اب آیت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو آسیہ و مریم کی مثال دے کر سمجھایا کہ وہ دو عورتیں بہت سے مردوں سے بازی لے گئیں باوجود یہ کہ ان کی قوم کافر تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت و عبودیت میں کامیاب رہیں اس لئے انہیں کرامات سے نوازا گیا اور باستثناء بعض ازواج النبی ﷺ انہیں جملہ عالم کی عورتوں سے فضیلت بخشی گئی۔ التی احصنت فرجہا

حل لغات الاحصان بمعنی عفاف یعنی برائی سے بچنا۔ (تاج المصادر) الفرج وہ جو دو پاؤں کے درمیان ہو لیکن اس سے شرم گاہ مراد ہوتی ہے اور اس پر کثرت استعمال سے اب یہ لفظ شرم گاہ کے لئے بمنزلہ علم کے ہو گیا ہے اب یہ معنی ہوا کہ مریم نے اپنی فرج کو حلال و حرام ہر قسم کے مردوں کو وطی سے بڑی حفاظت کے ساتھ بچایا یعنی بی بی مریم نے اپنے جو اس کو زنا سے محفوظ رکھا (کذا قال الکاشفی) خلاصہ یہ کہ بی بی مریم نے اپنی فرج کو فجور سے بچائے رکھا

الجواب یہی حال بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ باوجود یہ کہ فرعون کے نکاح میں تھی لیکن وہ بی بی پر ہاتھ ڈالنے کا قادر نہ ہوا کیونکہ وہ نامرد تھا یا وہ انتہائی بوڑھا تھا بڑھاپے کی وجہ سے بی بی سے تمتع نہ کر سکا کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے بکر سے جماع نہیں کیا جا سکتا۔

تنبیہ اس میں بی بی آسیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

فائدہ کسی نے لکھا کہ الاحصان للفرج سے فرج قمیص مراد ہے یعنی کپڑے میں کسی قسم کا سوراخ نہیں اور ہر طرح سے پاک اور صاف ہے۔

marfat.com

فائدہ قمیص میں چار فروج ہوتے ہیں۔ ۱۔ دو آستین ۲۔ اوپر کا حصہ ۳۔ نیچے کا حصہ اس میں قرآن میں بی بی مریم کی پاکدامنی اور تقویٰ وطہارت کو ایسے احسن طریق سے بیان فرمایا کہ کسی جاہل کو معمولی سے معمولی شک کی بھی گنجائش نہ ہو۔

فائدہ الکشاف میں ہے کہ الفرج میں قمیص کا پھٹنا اور احصان بمعنی منع کرنا۔ فنفخنافیہ فاء سببیہ ہے۔ نفخ بمعنی کسی شے میں پھونک مارنا یعنی اس سبب سے ہم نے اس کی فرج میں پھونکا۔ اس معنی پر فرج میں گریبان ہو گا جیسا کہ کاشفی صاحب نے لکھا کہ ہم نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا اور حضرت بھلاوندی قدس سرہ نے اپنی تفسیر عین المعانی میں یہی معنی لکھا ہے کما قال فی الفرج ای فیما الفرج من حسیبھا یعنی ہم نے اس مقام پر پھونکا جو اس کے گریبان کی جگہ کا سوراخ ہے اور ضمیر مذکور لانے میں یہی معنی قریب تر ہے اور یہ بلت الاستخدام کے قبیل سے ہے کیونکہ بظاہر لفظ فرج سے عضو مخصوص مراد ہے لیکن ضمیر سے فرج دوسرا معنی مراد لیا گیا ہے یعنی گریبان اور فروج سے مطلق سوراخ کا معنی قرآن مجید میں مستعمل ہوا۔

کماقال ومالھامن فروج ایسے ہی نفخ کا اسناد مجازی ہے یعنی اس نفخ سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ جبریل علیہ لسلام نے ہمارے حکم سے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا من روحنا ہماری اس روح سے جسے ہم نے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔ روح کو اپنی طرف مضاف کرنا اضافت تشریفیہ ہے جسے طھر بیتی میں اضافت تشریفیہ۔ سورہ انبیاء میں یوں ہے فنفخنافیھا ضمیر کا مرجع بی بی مریم ہے یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بی بی مریم کے پیٹ میں اس روح سے زندگی بخشی جو ہمارے امر سے ہے۔ بعض نے اس کا ترجمہ لکھا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بی بی مریم کی فرج میں زندگی بخشی اور اس کے پیٹ میں اس روح سے پیدا فرمایا جو صرف ہمارے حکم سے بلاتوسط تھا اور یہ تخلیق عادتِ عامہ کے برعکس تھی یعنی ان کی پیدائش اس طرح نہ تھی جیسے نسل انسانی کا عام قاعدہ ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق جبریل علیہ السلام کے ذریعے ہوئی جو ہماری روح ہیں وہ اس لئے جبریل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا تھا اور ان کی پھونک کا اثر بی بی مریم کے پیٹ کے اندر پہنچایا معنی یہ ہے نفخ کا فعل ہم نے ہی کیا اور بعض قراۃ میں یہاں پر فیھا ہے جیسے سورہ

marfat.com

انبیاء میں ہے لیکن معنی میں کوئی فرق نہیں۔

صاحب روح البیان کی تحقیق فقیر (صاحب روح البیان) کو یہاں ایک مخفی معنی دل پر اترا ہے وہ یہ کہ اگرچہ پھونک گریبان پر تھی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو پانیوں سے پیدا کئے گئے۔

۱۔ محقق پانی بی بی مریم کا ۔ ۲۔ موہوم جبریل علیہ السلام کی پھونک سے گریبان پر اور یہ پھونک بمنزلہ پانی کے تھی جو فرج میں پڑی یعنی وہ روح جو پھونک سے فرج میں پڑی وہ بمنزلہ پانی کے تھی اور اسے اگرچہ براہ راست پانی نہیں کہا جا سکتا لیکن پانی کا حکم ضرور رکھتی ہے کیونکہ روح اسی سے پیدا ہوا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فنفخنافیہ یعنی ہم نے فرج میں پھونکا اسے تم فرج القمیص سے تعبیر کر دیا۔ عضو معروف سے لیکن میری اس تقریر کو وہی مانیں گے جو اولیاء کرام ہیں اور جنہیں روحانیات کا علم ہے مادہ پرست اور ظاہری گروہ اسے قبول نہیں کریں گے۔

وصدقت اس کا عطف احصنت پر ہے بکلمات ربھا اور اپنے رب کے کلمات یعنی صحف منزلہ من اللہ علی الانبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی۔

فائدہ کشف الاسرار میں ہے کہ کلمات ربہ سے وہ شرائع و احکام مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کلمات منزلہ سے اپنے بندوں کے لئے مشروع فرمائے۔

فائدہ بعض نے کہا ان کلمات سے وہ بشارات مراد ہیں جو جبریل علیہ السلام نے بی بی مریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں سنائیں۔

وکتبہ وہ جملہ کتب اللہ تعالیٰ سے انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوئیں اس سے صحیفے اور دیگر جملہ کتب الٰہیہ متقدمہ ومتاخرہ سب مراد ہیں۔

وکانت من القانتین اور تھی وہ منجملہ ان نیک لوگوں سے جو طاعت الٰہی پر مداومت کرتے ہیں اس معنی پر یہ من تبعیضیہ ہے اور عین المعانی نے قانتین بمعنی مطیعین اور مسجد اقصیٰ میں معتکف بیٹھنے والے مراد لیا ہے اور صیغہ جمع ذکر باعتبار تغلیب کے ہے اس میں اشارہ ہے کہ اطاعت الٰہی بجالانے میں وہ مردوں سے کچھ کم نہ تھیں۔ ان کی اس علو ہمتی سے انہیں گویا مردوں میں شمار کیا گیا یا معنی یہ ہے کہ وہ بھی منجملہ قانتین کی نسل سے تھیں کیونکہ یہ

marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ اس معنی پر یہ من ابتدائیہ غایت کے لیے ہوگا۔

چار کامل عورتیں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ مردوں میں باکمل بکثرت ہیں لیکن عورتوں صرف چار ہیں۔ ۱۔ آسیہ بنت مزاحم ۲۔ مریم بنت عمران ۳۔ خدیجہ بنت خویلد ۴۔ فاطمہ بنت محمد (ﷺ)

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی تمام طعاموں پر۔

فائدہ اہل عرب ثرید سے بڑھ کر کسی طعام کو نہیں سمجھتے تھے یہاں تک اس لقب محبوبۃ الجنۃ ہے۔ وہ اس لئے کہ ثرید گوشت کے ساتھ مل کر جامع التغذا و الذات بن جاتا ہے اور اسے آسانی سے کھایا جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ اس کے چبانے میں مشقت بھی نہیں اٹھانی پڑتی۔

فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سرور عالم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت یوں بیان فرمائی کہ وہ حسن خلق کے ساتھ میٹھے بول اور فصیح لہجہ اور کھری طبیعت اور پختہ عقل اور شوہر سے محبت جیسی نعمتوں سے نوازی گئی ہے اور وہ شوہر داری اور گفتگو کرنے اور اس سے مانوس ہونے اور رازداری کی صلاحیت رکھتی ہے۔

نکتہ سب سے بڑھ کر یہ کہ بی بی نے بچپن سے جوانی تک جو کچھ سیکھا وہ حضور سرور عالم ﷺ سے سیکھا بخلاف دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے کہ انہیں یہ دولت نصیب نہ ہوئی نیز روایات کثیرہ جتنا بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں اور کسی بی بی سے مروی نہیں اور حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

خذو ثلثی دینکم من عائشۃ (اپنے دین کی دو تہائی عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے حاصل کرو۔

اسی لئے امالی میں فرمایا۔ ؎ وللصدیقۃ الرجحان فاعلم ❊ علی الزہراء فی بعض الخصال

فائدہ بعض امور میں بی بی عائشہ کو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما پر ترجیح ہے۔

تنبیہ اس سے یہ نہ سمجھیں کہ بی بی فاطمۃ الزہراء سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مطلقاً افضل ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک مطلقاً فضیلت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہے جیسا کہ حدیث مذکور دلالت کرتی ہے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ثرید سے تشبیہ دے کر جملہ عورتوں سے فضیلت کا اظہار ہے جن میں سے بی بی فاطمہ مستثنیٰ ہیں کیونکہ

marfat.com

تجدید کی حیثیہ ازواج کی وجہ سے ہے لور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا تو لخت جگر ہیں۔

صاحب روح البیان کو نبی آخر الزمان ﷺ کی زیارت کا شرف

فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ ایک رات مجھے سرور کونین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور مجھے فرمارہے ہیں۔ عائشۃ ست النساء اللاتی اجتمعن اس کا معنی میں نے یہ سمجھا کہ عائشہ ان چھ بیبیوں میں سے ہیں جو حضور علیہ ﷺ کے نکاح میں آئیں گی لور یہ چھ ان نو ازواج مطہرات میں سے ہیں جن کی فضیلت برابر ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت مشہور ہو گئی لور آپ کو افضل النساء النبی ﷺ سے پکارا جانے لگا۔ لیکن بیبیوں کی فضیلت کسی حکمت خفیہ کی وجہ سے پوشیدہ رہی نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان میں سے کسی وجہ سے مشہور نہیں کیا۔

فائدہ حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مردوں میں فضیلت والے بہت لور عورتوں میں کم ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد کی بات ہے ورنہ اس کے قبل زمانہ مختلف رہے۔

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

نشان اہل خدا عاشقی است باخودوار   کہ در مشائخ شہر ایں نشان نمی بینم

(اہل اللہ کی نشانی عشق لور خودداری ہے لیکن افسوس کہ یہ علامت میں اپنے شہر میں نہیں دیکھ رہا)

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

اسرار عاشقاں را باید زبان دیگر   دردا کہ نیست پیدا در شہر ہم زبانی

(عاشقوں کے اسرار بیان کرنے کے لئے دوسری زبان چاہیئے لیکن افسوس کہ میرے شہر میں اس طرح کے ہم زبان نہیں ہیں) **واللہ الہادی**

فراغت صاحب روح البیان نے اس سورۃ کی تفسیر سے رجب شریف کے اوائل میں ۱۱۲۶ء ہجری میں فراغت پائی۔

فقیر اویسی غفرلہ نے اس کے ترجمہ سے ۲۵ رجب المرجب شریف ۱۴۰۰ ہجری بروز سوموار جامع الانوار از صلوۃ عصر فراغت پائی۔

marfat.com

فہرست مضامین پارہ نمبر 28

مضمون	صفحہ
آغاز "قد سمع اللہ" عربی مع ترجمہ	625
تا	627
حکایت اور ادب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	631
احناف کا جواب	639
معجزہ رسول و اختیار حبیب ﷺ	646
رد وہابی دیوبندی فرقہ	652
علم غیب حاصل کرنے کا وظیفہ	656
دعا مستجاب	661
نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا کہا تو واجب القتل	672
حضرت علی المرتضیٰ کی شفقت برامت مصطفیٰ	680
صلیحکلوں کیلئے حوالاجات	696
غیور صحابہ کرام کے واقعات	699
حزب اللہ کون	706
تاریخ فراغت سورۃ المجادلہ	708
سورۃ الحشر مع عربی ترجمہ	709
مدینہ طیبہ میں یہودیوں کی آمد	715
جزیرہ کا طول و عرض	720
قیاس کا استدلال	727
عتیق، بجوہ نوح علیہ السلام کا تحفہ	732
توہم کی تقریر	750
ایثار کی حکایت	758
سخاوت کے فضائل	763
علم غائب رسول اللہ	775
عقل نور	782
برصیصا کا قصہ	787
رہبان پر جریج کا احسان	792
ملفوظ حیدر کرار رضی اللہ عنہ	801
تصوف کے چٹکلے	809
نفس کی اقسام	816

مضمون	صفحہ
نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات	828
تحقیق عبد الجبار	836
شان حبیب خدا ﷺ	ایضاً
خاصیت خالق	842
فوٹو بازوں کیلئے وعید کی احادیث	846
استجابۃ دعا کا نسخہ اکسیر	852
سورۃ الحشر کی آخری آیات کے خواص،	
فضائل و برکات	860
فراغت صاحب روح البیان سورۃ الحشر	861
سورۃ الممتحنۃ عربی مع ترجمہ	862
واقعات طب بن بلعہ رضی اللہ عنہ	865
وحی داؤدی	872
آزر کون؟	880
تارخ کون؟	881
بدمذاہب سے نکاح کی تحقیق	898
لواطت کی مذمت از احادیث مبارکہ	913
جوانی حیوانی	917
لوطیوں کے مقتداء کون؟	ایضاً
قرآن سے مذمت	ایضاً
اسقاط حمل	922
فتح مکہ میں بیعت کی کیفیت کا بیان	927
انتباہ برائے پیران عظام	929
قبر میں کافر کا حال	932
فراغت سورۃ الممتحنۃ صاحب روح البیان	933
سورۃ الصف عربی مع ترجمہ	934
وحی عیسیٰ علیہ السلام	938
بے عمل واعظ	ایضاً
غزوہ موتہ	942
تعارف عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	ایضاً

مضمون	صفحہ
گستاخی رسول ﷺ کا انجام	947
مدح امت مصطفیٰ ﷺ	949
فضائل محمد عربی ﷺ	953
رہا چرچا محمد ﷺ کا	ایضاً
اسم محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم پاک سے پہلے منتخب فرمایا	956
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا کہ ہو جاؤں امتی محمد ﷺ کا	958
بحث فی اسماء النبی ﷺ	961
سیدنا محمد ﷺ	ایضاً
صفات الٰہی میں صفات انسانی انمل جوڑ	ایضاً
مارنے اور زندہ کرنے کی قدرت کا دعویٰ	ایضاً
علم غیب پانے میں بے نظیر	ایضاً
اسماء مبارک ﷺ	966
اولیائے کرام کی شان	974
دین کی اقسام	975
رد وہابیہ وجدیہ اور انکی ذیلی جماعت	
دیوبندیہ، مودودیہ	976
اہل بدع یعنی بدمذاہب سے جہاد	982
جنات کی تعداد	985
حوارین کی تحقیق	993
حواری رسول ﷺ	993
عیسائیوں کے تین فرقے	994
فراغت سورۃ الصف	995
سورۃ الجمعۃ عربی مع ترجمہ	996
تفسیر عالمانہ یسبح للہ	ایضاً
عرب کی قسمیں	998
شعیبا علیہ السلام نے ہمارے نبی پاک ﷺ کی مداح سرائی کی	1001

marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ای لقب کے نکتے	ایضاً	علم غیب نبی ﷺ اور منافقین	ایضاً	تردید وہابیہ	1190
کتاب حکمت کی مراد	1002	عبداللہ بن ابی کی موت	1077	غلطی کا ارتکاب	1191
حدیث شریف اور علم غیب	1005	فاروق اعظم کی قرآن فہمی	1083	ابو طالب جہنم میں	1195
عرب کو عجم پر فضیلت	1007	فراغت سورۃ المنفقون صاحب روح البیان	1086	میلاد پاک کی برکت اور ابو لہب کا واقعہ	1196
مرگی کا علاج	1011	سورۃ التغابن عربی مع ترجمہ	1087	حاتم طائی کو سخاوت کا صلہ	ایضاً
بے عمل علماء	ایضاً	کمیونسٹ کی تردید	1091	حدیث مذکور پر امام سیوطی کی تقریر	1202
طاعون سے خروج کی ممانعت کے		سنی و معتزلی کا مناظرہ	ایضاً	فراغت سورۃ الطلاق صاحب روح البیان	1207
دلائل شرعیہ	1021	دوزخی اور بہشتی کی تعداد	1092	موافقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ	1212
تحقیق الجمعہ	1024	انسان کی اقسام	1095	حدیث علم غیب	1216
شان نزول اور مدینہ طیبہ کا پہلا اسلامی جمعہ	ایضاً	اعجوبہ اولیاء کی شان	1105	رد وہابیہ نجدیہ	1229
مسجد قبا کی سنگ بنیاد	1024	کذب سے بچنے کی تدبیر	1107	عورت کی قوت	1231
تفسیر عالمانہ فاذا قضیت الصلوۃ	1030	تین اشخاص پر سختی	1111	بہشت میں حضور ﷺ کی دعوت ولیمہ	1231
مسائل فقیہ	1034	معصیت کے نزول کی حکمتیں	1116	ہر بہشتی کی پانچ سو حوریں	1237
فضائل جمعہ	ایضاً	توکل کے متعلق اقوال	1122	آسیہ کی دعا مستجاب	1266
خطبہ مسنون	1037	حضرت ام سلمہ کی فضیلت	1125	حضرت آسیہ کا ایمان	ایضاً
ایک خطبہ منسوخ	ایضاً	عورت کے فضائل	1133	فرعون کا ظلم بر آسیہ	1267
صحابہ پر اعتراض کا جواب ردائے شیعہ	1038	شکر کی اقسام	1142	چار کامل عورتیں	1272
فراغت سورۃ الجمعہ صاحب روح البیان	1043	وسعت رزق کا وظیفہ	1143	فضائل حضرت عائشہ	ایضاً
سورۃ المنفقون	1004	اصحاب کہف کا کتا اور اسکی کہانی	1145	صاحب روح البیان کو آخر زمان کی زیارت	1273
ابلیس کا حیلہ	1047	فراغت سورۃ التغابن صاحب روح البیان	1147	اختتام پارہ 28	ایضاً
ولی اللہ کی پہچان مشکل ہے	1049	سورۃ الطلاق عربی مع ترجمہ	1148	فہرست مضامین	1274
یمین کی تحقیق	ایضاً	خطاب نبی علیہ السلام کے چار قاعدے	1150	. . . .	1275
منافق ٹولی کے سرغنہ کی نشانیاں	1052	بدعی طلاق کی اقسام	1152		
منافقین سے مایوسی	1053	امام شافعی کا مذہب	1153		
تحقیق تعالو	1058	مرد پر بھی عدت ہے	1157		
تعظیم حبیب ﷺ	1063	وظیفہ روزی فراخ	1169		
فضیلت فقر وفاقہ	1066	قرآن پڑھنے سے ملازمت و حکومت ملتی تھی	1170		
ملفوظات اولیاء	1067	توکل و تقویٰ لازم و ملزوم ہیں	1176		
رد وہابیہ دیوبندیہ	1074	طلاق بائنہ	1183		
عاشق رسول بیٹا	1076	زمخشری کی تردید	1187		

marfat.com

عربی کے بعد اردو زبان میں بھی اہل سنت کیلئے عظیم علمی و روحانی تحفہ

تفسیر فیوض الرحمٰن

ترجمہ تفسیر روح البیان

مترجم عالم اسلام کے عظیم محقق عمدۃ المفسرین سند المحدثین استاذ العلماء

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

گیارھویں صدی ہجری کے مشہور عالم و فاضل عارف کامل حضرت علامہ محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ کی تفسیر روح البیان مستند تفاسیر کا خلاصہ کتب احادیث و فقہ کے معتبر حوالوں سے مزین بے شمار معارف و حقائق کا گنجینہ اور اہل ایمان و عرفان کیلئے سرمہ بصیرت ہے خاص و عام اردو خواں طلبہ و عوام کی دینی علمی معلومات میں بھی اس کے مطالعہ سے بیش بہا اضافہ ہوتا ہے کامل تیس پاروں کی تفسیر روح البیان عالمانہ و فاضلانہ 'محققانہ و مورخانہ بھی ہے۔ حضرت فیض ملت علامہ اویسی صاحب مدظلہ قبلہ نے مہارت تامہ اور محنت شاقہ کیساتھ فیوض الرحمٰن کے نام سے تفسیر روح البیان کا مکمل اردو ترجمہ فرمایا ہے آج ہی کامل سیٹ خریدیں اور خریدنے کی ترغیب دیں

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاول پور فون 881371

marfat.com